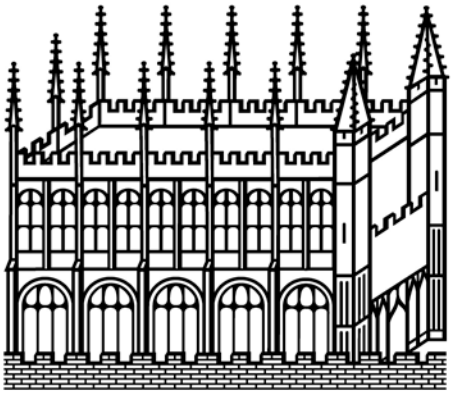

Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

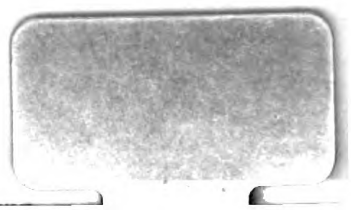

اسرار کربلا - حالات معرکۂ کربلا ۔ معلی مؤلفۂ منشی محمد ظہیر الدین بلگرامی -

مُہر نبوت - نعت پیمبرؐ من تصنیف نواب محمد مرد انعلیخان نظام

رموز القرآن - اوقاف قرآن کا بیان مؤلفہ مولوی محمد حسین علی ہالقی شاہجہانپوری

آثار محشر - علامات قیامت کا حال -

صبح کا ستارہ حالات بہشت و دوزخ و قیامت مؤلفہ مولوی علی عباس علی

قیامت نامہ بہشت نامہ - مؤلفہ مولوی فیاض الحق

آثار قیامت -

اکسیر ہدایت - ترجمہ کیمیائے سعادت ترجمہ مولوی فخر الدین

مذاق العارفین - ترجمہ احیاء العلوم کامل چار جلد ترجمہ مولوی بشارت علیخان -

ہدایۃ الکونین - الی شہادۃ الحسنین - مؤلفہ ابو الخیر مولوی محمد معین الدین مشہدی -

تحفہ درود ملقب بخیر الکلام - مؤلفہ مولوی منظور احمد

رسالہ کسب الانبیا - مصنفہ مولوی ظہور الحق -

شجرۂ طغرای - اسمائے دوازدہ امام علیہم السلام از صنعتکاری مولوی ہادی علی خوشنویس لاثانی -

دہ مجلس منظوم - معرکۂ شہادت کربلا علی الترتیب مشمولہ چودہ مجلس -

جنگ نامۂ کربلا -

دہ مخزن مصائب کربلا مصنفہ حکیم نصر اللہ خان وصال

مجموعۂ توشۂ عقبیٰ - ورد و وظائف اسمائے الٰہی مع خواص و نام ہائے مبارک رسالت پناہی - تالیف مولوی محمد عباس

عین البکا - معروف بہ دہ مجلس مع رسالہ شط غرا مشہور بہ چہل مجلس تصنیف نواب سید عطاء اللہ -

مجموعۂ نو دونہ نام - شامل چند رسائل ذیل -

۱ - دعای منجی - ۲ - قصیدۂ بردہ - ۳ - قصیدۂ بانت سعاد

۴ - قصیدۂ غوثیہ - ۵ - دعای سریانی - ۶ - قصیدہ اویس قرنی -

انوار محمدی - بیان اختلاف فرق اسلامیہ تصنیف محمد امیر اکبر آبادی -

شرح چہل حدیث - تصنیف میر علی -

مجموعۂ - وفات نامہ - قصیدہ نعتیہ قصہ حضرت بلال قصہ حضرت دائی حلیمہ - نبوت نامہ معروف بہ حلیہ شریف

مولود شریف منظوم - از مرزا علی بہار -

مولود شریف شہید نشر - واضح خط از مولوی غلام امام شہید

میلاد مصطفوی - بروایات امامیہ تصنیف مولوی ذوالحسن

حدیقۂ میلاد - در فضائل و ولادت حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

انسب نامہ - رسول مقبول حال بہشت سے وفات تک -

تاریخ مدینہ - ترجمہ جذب القلوب ترجمہ مولوی عبد الحق برہلوی

نور نامہ و شمائل نامہ - نور محمدی اور شمائل کا بیان ہے -

خدا کی رحمت - حال پیدائش حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اسرار نبوت - و فضائل نبوت - و نعم البدل مع تولد سرور یہ تین کتاب مصنفہ منشی محمد ظہیر الدین ہیں -

محامد خاتم النبیین - غزلیات محامد مین مؤلفہ مفتی امیر احمد

سرور القلوب - فی ذکر المحبوب - بجواب پیمبرؐ کا بیان مؤلفہ مولوی محمد تقی علیخان -

گلدستۂ محسن - در محامد پیغمبرؐ شامل رسائل -

۱ - مدیح خیر المرسلین - ۲ - مخمس نعتیہ - ۳ - مثنوی صبح تجلی

۴ - مراثی رسول اکرم - مؤلفہ مولوی محمد محسن -

نغمۂ محمدیہ - در فضائل پیغمبرؐ تصنیف مولوی نجم الدین نجم

مجموعۂ زینت القاری جسمین رسالہ عمدۃ القرآن و مقصود القاری و رسالہ بیان الجزیل للتنزیل شامل ہے۔

مجموعۂ خطب - مشہور عربی زبین مرتبہ مولانا محمد اسماعیل دہلوی کا۔

نور الفواد معروف بہ زاد المعاد مصنفہ مولوی نور الدین صدیقی

شواہد النبوۃ - آئین سیر و اخلاق حضرت خیر البشر و اذکار آل اطہار و اصحاب کبار و ازواج مطہرہ کے مذکور ہین از ملا عبد الرحمن۔

معارج النبوۃ - بیان شرائف احوال حضرت خاتم المرسلین بڑی مستند کتاب ہے از ملا معین الدین کاشی

شرح سفر السعادت - مبنی اوپر احوال شرعیہ کے از روے احادیث کے جسکے چھ باب ہین ۱- در طہارت ۲- در نماز حضرت ۳- صیام النبی ۴- حج النبی ۵- اذکار النبی ۶- در عموم احوال معاش حضرت مصنف مولانا عبد الحق دہلوی

جامع طیبی - احوال سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین از شاہ طیب نعمۃ اللہی۔

فقہ دینیہ مذہب اہل سنت اردو

راہ نجات - مسائل صوم و صلوۃ مع طریقۂ نکاح مصنفہ حافظ محمد علی۔

مفتاح الجنۃ - مؤلفہ مولوی کرامت علی۔

حقیقۃ الصلوۃ - مع رسالۂ بے نمازان نماز روزہ کے فضائل و اجر و ثواب۔

در مختار - ترجمہ اردو متداول فقہ کا مترجمہ مولوی محمد خرم علی بہوری و مولوی محمد احسن بریلوی مراد آبادی

کشف الحاجات یعنی الماہرۃ اردو مترجمہ مؤلفہ مولوی محمد نور الدین

ہزار مسئلہ - مجموعہ ہفت رسالہ ذیل مؤلفہ عبد اللہ بن سلام ۱- ہزار مسئلہ - ۲- مسائل ثمانیہ - ۳- صد و دس مسئلہ ۴- مناجات باری تعالی - ۵- حلیۂ شریف - ۶- نور نامہ - ۷- چہل مسائل۔

شرع محمدی - منظوم عقائد اہل سنت و مسائل نماز و روزہ مؤلفہ محمد خان قندھاری۔

تنبیہ الغافلین - مسائل دین مصنفہ مولوی سید محمد و محمد طیب و امین و محمد تقی۔

حیرۃ الفقہ - مسائل مشکلہ کے سوالجواب امتحانی مؤلفہ سید ابراہیم حسینی۔

جواب السائلین - مؤلفہ مولوی لعل محمد۔

اظہار الحقیقت - بعضے مسائل فقہ کو حل کیا ہے۔

تحفۃ المومنین - تصنیف مولوی قربان علی۔

نور الہدایہ - ترجمہ شرح وقایہ درسی فقہ حنفیہ کی کتاب جلد اولین عبادات مین مترجمہ مولوی عبد الزمان

ایضاً - جلد آخرین معاملات مین "

کنز الدقائق - اردو مین ترجمہ مصنفہ مولوی محمد سبحان خان

احسن المسائل - ترجمہ کنز الدقائق مترجمہ مولوی محمد احسن

رسالہ چار باب کا ترجمہ مسائل فقہیہ مصنفہ و مترجمہ مولوی کفایت اللہ

چہل مسائل فقہ - مصنفہ مولوی محمد ابراہیم حسینی بنگلوری

جواہر اشرف " مولوی اشرف علی خان۔

صراط الاسلام - و صراط النجاۃ مسائل فقہ حنفیہ۔

شبہ احمدی - سر اکمل المرسلین کا بیان مؤلفہ جمال الدین حسن خان مثنوی زائر۔

دوازدہ مجلس - سے ہے ریاض الازہار فی احوال سید الابرار مؤلفہ مولوی محی الدین محمد رضوی

راحت کشوده وحق را از باطل و کفر را از ایمان و ہدایت ممیز و ممتاز فرموده از تصنیفا
جامع علوم معقول و منقول حاوی فروع و اصول افضل الفضلا اعلم العلما قدوة السالکین
زبدة العارفین حضرت مولانا **شاہ عبدالحق** محدث دہلوی قدس سرہ العزیز بتصحی
مہما امکن در مطبع فیض مجمع علما و کملا زیور منشی **نول کشور** مقام لکھنؤ بماہ فروری
سنہ ۱۸۸۰ع مطابق ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۷ ہجری بحسن الطباع رونق تازہ یافتہ وجلد ا
کہ محتوی بر یازدہ باب متضمن حال عظمت اشتمال حضرت رسالت است صلے اللہ علیہ و آ
وسلم در ماہ نومبر سنہ ۱۸۷۷ع مطابق ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۴ ہجری منطبع گشتہ بود و دست بدست
فروخت گردیدہ چونکہ نسخہ صحیحہ جلد دوم ہم نرسیدہ بود چندی تعویق دست داد بس
تفحص و تجسس نسخہ صحیحہ قلمی جلد ثانی بہم رسیدہ جلد ثانی نیز بچیز طبع درآمدہ اشاعت پذیر گر
شائقان و تاجران را اختیار است کہ مجموعہ ہر دو جلد یا علیحدہ علیحدہ خریدنمایند فقط

مراورا واقع نشده است مگر بعد آن روایت در غیر آن محل و از نجهت یافتند انبیا صلوات اللہ وسلامہ علی نبینا وعلیہم اجمعین درجہ سعادت را کہ نیست مر غیر ایشان را زیرا کہ ایشان اول کسانی اند کہ دیدند اورا در اکمل خلعت کہ مراو راست و ہمیشہ است این فتوت و آب و ے و عادت و ے مر سائر کسانی را کہ مے بیند اورا از اولیای الی ابد الآبدین

خاتمۃ الطبع

پس از حمد خالق کردگار و نعت سید الابرار و آل اطہار و اصحاب اخیار بر ضمائر ارباب صدق و صفا و اصحاب مجد و ولا مبرہن باد کہ درین آوان فیض اقتران بیامن توفیقات ربانی و عون عنایت سبحانی نسخہ مزیل اسقام زیغ و زلل دافع آلام سفاہت و جہل سرچشمہ حصول سعادت ابدی سرمایہ وصول دولت سرمدی کلید گنجینہ اسرار معرفت مفتاح ابواب صفوت و رسالت جلد دوم کتاب سعادت انتساب مدارج النبوت جامع حالات خاتم النبیین و حادی کیفیات شفیع المذنبین از ابتدا خلقت نور عمل و ولادت و رضاعت و ذکر نسب شریف و کفالت عبد المطلب و موت وی و اعانت ابو طالب مر اورا و سفر کردن وی صلے اللہ علیہ وسلم ہمراہ ابو طالب بجانب شام و شناختن بحیرا راہب نبوت وے را بعلامات و تزوج خدیجہ رضی اللہ عنہا و ذکر بنای کعبہ و بدو وحی و ثبوت نبوت و ظہور دعوت و اذیت کفار و ہجرت کردن صحابہ بجانب حبشہ و فوت ابی طالب و موت خدیجہ و رفتن آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجانب طائف و بیعت جن و اظہار عداوت ابن اشرار بر آن سید ابرار صلے اللہ علیہ وسلم و رسیدن انصار و اثبات باعثہ ہجرت و رسیدن بمدینہ مطیبہ بصحت و سلامت و این در چہار باب بتوضیح و تصریح تمام رقم پذیر گردیدہ و دیگر حالات غزایا و سرایا ضمناً بالاجمال و تفصیل بحسب موقع و مقام حسن بیان یافتہ با جملہ کتابیست بس نادر و شگرف در بیان حال عظمت اشتمال حضرت رسالت پناہی و اجل آلاء نعماے الٰہی کہ بر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم چہا احسان و انعام فرمودہ و برامت مرحومہ اش چہ رسان رحمت نمودہ و الیہ اب

واجتماع واتصال واقبال چنانکه وارد شده است در لغت وچون نتیجه عمل ظاهر که صلوة و سلام
است بروی صلعم این باشد که قرب بمکانست در جنت نتیجه عمل باطنی وآن تعلق واقبال
ودوام استحضار صورت ومعنی چه خواهد بود وآن قرب بمکانت است وآن قرب است فی مقعد
صدق عند ملیک مقتدر نه آنجا این است ونه کیفیت فافهم اشارت بدان که ولی کامل
هرگاه زیاده میگردد معرفت او خدا ساکن میگردد ثابت میشود از وهر وجود او را ذکر کردی
که فراموش نمیکند او را وچون زیاده میگردد معرفت او در رسول خدا صلے الله علیه وسلم مضطرب
میگردد وظاهر میگردد بروی آثار نزدیک آن حضرت که معرفت ولی بخدا بر قدر قابلیت ولی
ومحتد ومقام او که در خدا دارد پس ساکن میگرداند ومعرفت او بر رسول خدا بر قدر قابلیت
معرفت خدا بر قدر قابلیت نبی صلے الله علیه وسلم پس از نجهت طاقت ندارد که ساکن و
ثابت ماند وظاهر گردد بروی آثار زیرا که آن از فوق اطوار اوست وچون زیاده می شود
مر ولی را معرفت می باشد کاملتر از غیر خود وممکن تر در حضرت الهیه وادخل در معرفت خدا اعلی اطلاق
اشاره از خصائص نبی است صلعم هر که بیند او را از اولیاء در تجلے از تجلیات الهیه پوشیده
میکند خلعتی را از خلع کمالیه وتصدیق میکند آن حضرت بآن خلعت بر رای او آن خلعت بر را
پس اگر باشد رای قوی که ممکن است پوشیدن آن بر فور والا ذخیره میگردد مر او را و
مے پوشد آنرا وقتیکه قوے شود ومستعد گردد در دنیا والا در آخرت پس کسیکه حاصل گردد
مر او را آن خلعت وپوشد آنرا یا در دنیا یا در آخرت میباشد او را از نبے صلے الله علیه وسلم
این قوت پس هر که بیند آن ولی را در تجلے از تجلیات وبر دست آن خلعت نبویه پس
آن ولی می پوشاند آن خلعت را او تصدق میکند بآن از جانب آن حضرت بر رای ثانی وفرود
مے آید مر آن ولی از مقام محمدے صلے الله علیه وسلم خلعتی کامل تر از ان خلعت عوض انچه
تصدق کرد بدان پس اگر ممکن باشد که ببیند او را در حال بستگی بعد از ان مے پوشاند او را
خلعت وحاصل میگردد مر او را خلعت دیگر همچنین ثانی نهایت تصدیق کرده است این را سمت
محمدیه وجاری است بدان سنت محمدی صلعم ازل نزدیک گرفتن حق تعالے مر او را عهد بر انبیا
تا آنکه یافتند بآن مقام نبوت که کوتاه است دستهای اولیا از یافتن آن زیرا که نبوت او لیا

در عالم معنی زیرا کہ عالم معنی الطف است از عالم ارواح و واسع و نیست ظہور او در عرض مثل ظہور او در سمای و نیست ظہور وے در سماوات ہمچو ظہور او از زمین عرش و نیست ظہور او از زمین عرش ہمچو ظہور او عبد اللہ فوق عرش آنجا کہ نیست در وی این و نہ کیف پس در ہر مقام اعلی میباشد ظہور او اکمل و اتم از مقام ازل و سر ہر ظہور را جلالتی و مہیبی است بقدر محل تا آنکہ بینای میشود بہ محلے کہ استطاعت ندارد کہ ببیند او را در وی ہیچ یکی از انبیا و اولیا و این است معنی قول وی صلعم لی لمع اللہ وقت لا یسعنی فیہ غیری و در روایتے لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل پس بلند دار ہمت خود را ای برادر من تا بہ بینی او را در مظاہر علیا بہ معاونت حقیقت کبرے قائم مقام فافہم وصیت میکنم ترا ای برادر بدوام ملاحظہ صورت و معنی او و اگر چہ باشے تو متکلف و مستحضر پس نزدیک است کہ الفت گیرد روح تو بوے پس حاضر آید ترا وے صلے اللہ علیہ وسلم عیانا و یا بی او را و حدیث کنی باوے و جواب دہد ترا وی و حدیث گوئید باو و خطاب کند ترا پس فائز شوے بدرجہ صحابہ عظام و لاحق شوی بایشان انشاء اللہ تعالی

وصل ملازمت حضور آن حضرت شریفہ و دوام مشاہدہ آن صوب لطیفہ با معانی غریزہ منیفہ اگر چہ بہ تصور و تخیل و تفکر باشد مثمر عکوف بر جناب عزت و موجب وصول بدرگاہ قربت او است آیا نمی بینی تو او را صلعم کہ می گوید وی اصدق القائلین است اکثرکم علی صلوۃ اقربکم یعنی بیشترین شما در ورود گوینده بر من نزدیک ترین شما است از من و این بجہت آنست کہ مصلے تعلق میگیرد خاطر وے بجمال آن حضرت صلعم پس عاشق می گردد دل وی بر صورت روحانیہ وی پس قریب میگردد بوی پس می باشد نزدوی و باوی و المرء مع من احب و اینجا نکتہ دیگر است کہ در حدیث از وے صلعم آمدہ است کہ فرمود داعی چون دعا می کند برادر مومن را می گویند مر او را ملائکہ و او را مثل ذلک و خلافی نیست در انکہ دعای ملائکہ مقبول و مستجاب است پس صلوۃ میفرستد مومن بر پیغمبر خدا صلعم و صلوۃ میفرستد بروی حق سبحانہ پس مصلے باز میگردد صلوۃ وی بر نفس وے و ورود حق سبحانہ بروے و از اینجہت وارد شدہ است در حدیث من صلے علی واحدۃ صلے اللہ علیہ وسلم عشرا و از اینجا حاصل میگردد مصلے را حقیقت قرب و حشر کردہ میشود با وی و چون باشد این نتیجہ صلوۃ بزبان پس چہ خواہد بود نتیجہ صلوۃ بقلب و روح و سر و نیست صلوۃ مگر قرب

متعال مشرف بنور ذات الٰہی در آباد و آزال محیط بکل کمال خفی و خلقی مستوعب بہر فضیلت وجود
صورت و معنی حقیقت و حکما عینا و شہادۃً ظاہرا و باطنا و نمی توانی کہ استحضار کنی اینہمہ را تا آنکہ
بدانی کہ وی صلے اللہ علیہ وسلم برزخ کلی است قائم در حقائق وجود قدیم و حدیث پس او است
حقیقت ہر یک از جہتین ذاتاً و صفاتاً زیرا کہ وی مخلوق است از نور ذات جامع اسماء و صفات
و افعال و آثار آنرا حکماً و عیناً و از ینجا گفتہ است حق جل و علا در حق وی ثم دنی فتدلی فکان
قاب قوسین او ادنی و من فرود آرم برای تو حقیقت معنی این آیہ شریفہ مصحفہ از کمالات
منیفہ او را در مثال کہ تصور کنی آنرا در ذہن بدین این مثال تحقیق معنی آنرا انشاء اللہ تعالے
بدانکہ وجود ہمہ مانند دائرہ است مقسوم بہ نصف بحیطے کہ میگذرد بر مرکز دائرہ پس نصف اعلی
ازان مسمے بوجود قدیم و واجب الجود و حق بزرگ و منزہ است از تقسیم و انقسام و نصف
اسفل ازان مسمی است بوجود محدث و ممکن و خلق پس ہر نصف از دائرہ قوس است و خط
واحد و تر آن قوس پس خط و تر قوس دائرہ است و بوی قوس میگردد ہر نصف نامیدہ میشود
کہ این خط و تر است قاب قوسین و بدانکہ مقام محمدی جامع است مر کمالات الٰہیہ و کمالات
خلقیہ را صورۃً و معنیً این صورۃ دائرہ وجود بمثالیہ است

و بودن آن حضرت
برزخ میان حقیقت حق و حقائق گوینده بجہت
آنست کہ وی
حقیقت الحقائق است و فوق است و از ینجہت مقام وی در شب معراج عرش آمد
و عرش غایت مخلوقات است و قوس عرش مخلوقی نیست پس مخلوقات ہمہ تحت آنحضرت
است و پروردگار وی فوق و تر و او است استوا پس برزخ شد آن حضرت میان حق و خلق
بصورت محسوسہ چنانکہ برزخ بود و بمعنی زیرا کہ او است موجود از حق و خلق موجود انداز وی
پس او منصف است بر ہر دو صفت از ہر دو جہۃ صورت یعنی حکماً و عیناً پس چون
دانستی چیزے کہ ذکر کردم ترا آسان گردد استحضار کمال محمدی چنانکہ بہت انشاء اللہ تعالے
تنبیہ آنکہ مر حقیقت محمدیہ را صلے اللہ علیہ وسلم ظہوری است در ہر عالم لائق بحال آن عالم
پس نیست ظہور وے در عالم اجسام ہمچو ظہور او در عالم ارواح زیرا کہ در عالم اجسام تنگی است
و گنجایش ندارد چیزی را کہ گنجایش دارد عالم ارواح و نیست ظہور او در عالم ارواح ہمچو ظہور او

حاضر است پیش در حالت حیات وی بینی تو اورا متادب باجلال و تعظیم و همت و حیا بدانکه وے صلے اللہ علیہ وسلم مے بیند و می شنود کلام ترا زیرا کہ وی متصف است بصفات اللہ تعالے و یکی از صفات الٰہی آنست کہ انا جلیس من ذکرنے مر پیغمبر را صلے اللہ علیہ وسلم نصیب وافر است ازین صفت زیرا کہ عارف وصف او و وصف معروف اوست سبحانہ و وی صلے اللہ علیہ وسلم اعرف الناس باللہ تعالی است و اگر نمی توانی بود نزد وی این صفت و ہستی تو کہ زیارت کردروزے قبر شریف اورا و دید روضۂ عالیہ و قبہ بیش اورا استحضار کن در ذہن خود آن حضرت سینہ را و سرگاہ ذکر کنی اورا درود بفرست بروے و باش چنانکہ استادہ بر قبر شریف وی با اجلال و تعظیم تا آنکہ شائبۂ کنی روحانیت اورا ظاہر او باطنا و اگر نیستی تو کہ زیارت کردۂ قبر شریف اورا و ندیدۂ موطن حضرت و روضۂ منورۂ اورا پس دایم بفرست صلوۃ و السلام بروی و تصور کن کہ وی می شنود سلام ترا و باش در حال تادب جامع اللہ تا برسد صلوۃ تو بروی در بخالت حضور قلب نزد وے و جمع ہمت را اثرے عظیم است و شرم دار از انکہ ذکر کنی اورا و تا بفرستی بروی درود تو مشغول بغیر وے باشد صلوۃ تو در حکم جسم بے روح و ہر عملی کہ میکند آنرا عبد از اعمال منوط باشد بحضور قلب صورت آن عمل زندہ است و اگر منوط بغفلت و شغل خاطر تعبیر باشد نیت و جسم بے روح است زیرا کہ حضرت فرمودہ است آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات و میگوید شیخ رضی اللہ عنہ شنیدم از سید و شیخ الشیخ اسمعیل الحرفی قدس سرہ روزے کہ میگفت چون صادر میگردد از بندہ عمل نہ بقارن نیت در ابتدا و میخواہد بدان وجہ اللہ را باید کہ نیت کند بعد از شروع در عمل و میباشد این مانند نفخ روح و اگر نیت کرد در عمل نیت قبیح از آن توبہ کرد در اثنای عمل و نیت کرد صالحہ غیر آن نیت قبیحہ آن نیز نافع ست مر اورا در حسن صورت عمل و میگردد وی عمل حتی کامل و تحقیق ہمت گفتہ است وی رضی اللہ عنہ در انچہ گفتہ است و چون دانستی انچہ ذکر کردیم مر ترا کہ قسم اول از تعلق معنوی استحضار صورت شریف اوست بانچہ متعلق است بوی و با ملازمت و مداومت تعلق بدان بہ ہیبت و اجلال و عرب و کمال پس لازم گیر آنرا کہ در وست سعادت کبرے و مکانت زلفی و اللہ الموفق قسم ثانی از تعلق معنوی استحضار حقیقت کامل موصوفہ باوصاف کمال وی کہ جامع است میان جمال و جلال و متجلی باوصاف حق

واگر اتفاق نیفتد وقوع تو بر مردے از اہل اللہ لازم گیر طریقہ اہل اللہ را و جملہ طریق اہل اللہ چہار چیز اند یکے فراغ قلب و خالی بودن آن از میل ماسوی اللہ در دنیا و آخرت دوم اقبال علی اللہ بکلیہ بعقد محبت منزہ از علل بے فتور و عدم التفات و طلب عوض سوم دوام مخالفت نفس در ہر چیز طلب کند از امورے کہ متعلق است بمصالح وی و اعظم مخالفات نفس ترک ماسوی اللہ است نظر او اعتقاد و علما چہارم دوام ذکر کردن مرخدا را نظر بجلال و جمال وی خواہ ذکر لسان باشد یا ذکر قلبی یا ذکر روح یا سر یا مجموع چنانکہ در موضع خود ذکر کردہ شدہ است قسم دوم از نوع اول کہ تعلق صوری است آنکہ متابعت کنے آن حضرت را صلے اللہ علیہ وسلم بشدت محبت تا بیابی ذوق محبت تو مر او را در تمامۂ وجود تو و میگوید شیخ رح بخدا سوگند کہ من میبایم محبت ویرا صلعم در دل و روح و جسم جان خود در سر خود و ہر موی موی خود چنانکہ میبایم سریان آب سرد را در وجود خود چون نوشم آب سرد پس از تشنگے سخت در حر شدید و محبت آن حضرت صلعم فرض عین است بر ہر یکی قال اللہ تعالی النبی اولی بالمومنین من انفسہم و قال صلے اللہ علیہ وسلم لن یومن احدکم حتے اکون احب اللہ من نفسہ و مالہ و ولدہ پس اگر نیابی تو در خود این محبت را کہ وصف کردم مر ترا بدانکہ تو ناقص ایمانی پس استغفار کن و توبہ کن از گناہان خود و مواظبت شوید دوام ذکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم و تادب در ظاہر و باطن باو زیرا کہ او واسطہ است در رسانیدن ترا بانچہ نہی کردہ باید آنکہ نیابی آنرا پس حشر کردہ شوی با وی زیرا کہ فرمودہ صلے اللہ علیہ وسلم المرء مع من احب و بہ تحقیق دانستی انچہ ذکر کردم مر ترا کہ نوع اول کہ آن تعلق صوری است بجناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم حاصل میگردد دگر بقیام بر ظاہر شریعت و سلوک غرایم طریقت و استرسال در محبت وی بکلیت و تعظیم شان او در سر و علانیت و از جملہ تعظیم وے صلے اللہ علیہ وسلم تادب با صحاب و اہل بیت او است بمحبت و تعظیم اللہ تعالی در محبت ایشان و تادب با ایشان حق تادب و اللہ الموافق و الہادی **وصل** نوع ثانی کہ تعلق معنوی است بجناب محمدے و آن نیز دو قسم است قسم اول دوام استحضار آن صورت بدیع المثال و اگر ہستی تو کہ بہ تحقیق دیدہ وقتی از اوقات در خواب و تو مشرف شدہ بدان پس استحضار من صورتی را کہ دیدہ در منام و اگر ندیدہ ہرگز و مشرف نشدہ بآن و استطاعت ندارے کہ استحضار کنی آن صورت موصوفہ باین صفات را بعینہا ذکر کن او را و در دو لفرست بروی صلے اللہ علیہ وسلم و باش در حال ذکر گویا

وصل نوع ثانی کہ تعلق معنوی است

آنرا پس بدانکہ تعلق بمحمد صلے اللہ علیہ وسلم بر دو نوع است نوع اول تعلق صوری است باجناب
و این نیز دو قسم است قسم اول استقامت بر کمال اتباع بمواظبت بر امر و نہی کتاب سنت قولا و فعلا
و اعتقاد ہر انچہ ائمہ اربعہ برانند ابو حنیفہ و مالک و شافعی و احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم اجمعین زیرا کہ
واقع شدہ است اجماع علماء محققین کہ این ائمہ اہل حق اند و فرقہ ناجیہ انشاء اللہ تعالی روز قیامت
ایشانند و کمال این قسم از اتباع صوری در انست کہ اعتماد کند بر فعل غرائم امور و میل نکند بر حصن
زیرا کہ حق سبحانہ امر کردہ است پیغمبر خود را صلے اللہ علیہ وسلم بارتکاب غرائم و فرمود فاصبر کما صبر
اولوا العزم من الرسل و اولوا العزم نیجتن اند کہ مذکور اند تصریح درین آیہ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا
و الذی اوحینا الیک و ما وصینا بہ ابراہیم و موسی و عیسی ان اقیموا الدین و لا تتفرقوا فیہ پس نوح و ابراہیم
و موسے و عیسے و محمد صلوت اللہ و سلامہ علیہ و علیہم اولوا العزم اند و میباید تابع کامل الاتباع را کہ
میباید و اختیار کند غرائم امور را و میل نکند بترخیص و تسہیل کہ این مقام اسلام است و ما میخواہیم برای
تو چیزے را کہ می خواہیم برای خود از مقامات قریب و صدیقیت و شرط آن اتباع مبنی است
صلے اللہ علیہ وسلم در ارتکاب غرائم امور و قادر نمیشوی بر ارتکاب غرائم امور چنانکہ باید و سزد مگر
بعد از معرفت نفس و عادل وی نمی شناسی آنرا مگر بواسطہ شیخے از اہل اللہ کہ راہ نماید ترا بدان و
بشناساند ترا انچہ لائق است بحال تو در ہر زمان از اعمال و احوال و بود آن حضرت در ہدایت امر
کہ تعبد میکرد بغار حرا ایام کثیرہ و چون نہایت رسید و عظیم شد شان وی ترک کرد تعبد در غار و
خلوت را و باقی مے ماند با اصحاب خود تمام سال و در ہر عشرہ آخر از رمضان و بہ تحقیق نمیداند
و نمی شناسد طالب چیزے را کہ لائق بحال اوست مگر بواسطہ شیخ مرشد کہ راہ نماید او را یا بواسطہ
جذب الٰہی کہ کشف کند او را ازان و نیست کلام ما با مجذوب و کلام تا بانست ای عاقل طالب اتباع
محمدی پس میباید ترا کہ سعی کنی در طلب شیخی کہ راہ نماید ترا بر معرفت خدا بتعریف وی مر ترا آنرا و
چون واقف شوی بران پس مخالفت مکن امر او را و مفارقت مکن از وی اگرچہ پارہ پارہ کند
ترا بلا و حذر کن کہ بمخالفتی کنے او را یا بہ پوشیدہ از وی چیزے از کار خود و اگر قضا کردہ باشد
خدا تعالی بر تو بہ معصیت باید کہ عرض کنی آنرا بر شیخ تا سعی کند در دفع آن مقتضے بمداوات کردن ترا
انچہ مے شناسد از امر تو یا بشفاعت و التجا بدرگاہ حق تعالے تا ازالہ کند درخامت آن ندلت را از تو

وصول بمطلوب وآن شفاعت است ومراد ازینجا منزلتی است که صورت وی در فردوس اعلی
است که ارفع منازل جنان است ومشید وی صلی اللہ علیہ وسلم دران وکرد میکند کمال را ومعنی ظاہر او
باطنا وچنانکہ آن حضرت واسطہ جمع خلائق است در ہدایت در وجود وظہور درنہایت نیز واسطہ
شد از برای نعیم مقیم پس نیست در ازل وابد اول وآخر وسیلہ وواسطہ ہست وعلت وجود وتوود وجود
ہر چیزکہ مرتر است وہر موجود راست ہیچ یکی غیر محمد اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد پس اولی واوجب
ولازم است ای طالب کہ متعلق شوی بجناب وی معتکف نشینی بباب وے تا حاصل شود سبیل از
ہر دو طرف وہر دو جانب وچون تمتع کردی از حضرت وی صلی اللہ علیہ وسلم کہ باشد رفیق وے
در جنت فرمود اعنی علی نفسک بکثرۃ السجود پس امر کرد او را باعانت بر نفس خود نش بسجود وسعی وطلب
تا حاصل گردد مطلوب ومتحقق شود مقصود اتم واکمل ولہذا او بود داب اولیای اکمل رضوان اللہ علیہم
اجمعین کہ تعلق کنند بجناب وی ولسایند جباہ خود را برباب وی وہمیشہ بود داب اہل دین کمال
وہر کہ خواست حق تعالی تکمیل وایصال او را بمراتب علیہ وچون حاضر میشود اولیا رضی اللہ عنہم در
بعضے از حضرات آلہیہ کہ ممکن است ایشان را کہ نظر کنند دران حضرت بسوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
شتابی میکنند در توجہ مشاہدہ آن انوار آلہیہ بجانب جناب محمدی وحرف میکنند بسوی وے
کلیہ حضرت الہیہ را وذائل میشوند وغافل میگردند از ہر چیزے کہ تقاضا میکند آنرا حقائق ایشان
از کمالات الہیہ وکم میکنند کمالات خود را از جہت تادب با آنجناب وحاصل میگردد مر ایشان را برکت
اینحالت از زیادت چیزے کہ ممکن نیست ومنشرح میشوند ومی بینند درین ہنگام بسمع وبصر محمدی
چیزے کہ مناسب قابلیت محمدی است کہ نیست در ذات ہیچ احدی قوت آن ونیوشانیدہ میشود بر ایشان
از خلعت ہای محمدی آنچہ ممکن نیست حصول آن مگر باین طریق واین است مراد شیخ ابو الغیث بن جمیل
بقولش خضنا بحرا وقف الانبیاء علی ساحلہ مراد باین بحر شریعتے داشتہ کہ مخصوص است بوے
صلی اللہ علیہ وسلم نہ غیر وے از انبیا سلام اللہ علیہم اجمعین ولہذا کسیکہ متحقق شد بنسبت محمدیہ ظاہرا
وباطنا در آمد بحر حقیقت محمدیہ را بکمال اتباع محمدی صورۃ ومعنی واخذ کرد اشیا را از حق سبحانہ در بعضی
حضرت بقابلیت محمدیہ وچون دانستی وشناختی این معنی را پس لازم گیر تخیل جناب او را ولازم گیر وقوف
بباب شریف وی اگر کوئے ورنمی یابم کیفیت این تعلق را وملازمت انجناب عظیم او چگونہ حاصل کنم

اثر آنرا دوچون حاصل شود آنحال در حب حاصل شود ارادت و ارادت حقیقت خدا راست تعالی
شانه واول مراتب حب در خلق میل است آن انجذاب قلب است بسوی مطلب وچون زیاده گردد
رغبت نامند وچون زیاده گردد در رغبت طلب گویند واگر زیاده گردد طلب ودع گویند وچون سخت گردد
ودع وود وام پذیرد صابه گویند وچون قوی گردد وفرو بلد بقلب وانس گیرد ببرادر آنرا هوا نام است و
چون مستولی گردد وهوا در گیرد دل را شغف گویند وآن بحیثیتی که فانی گردد محب از نفس خود وچون
نمونه پذیرد چنانکه فانی گردد از نفس خود واز فنای خود آنرا عزم گویند وچون متحکم گردد طبع پذیرد وظاهر
وممکن گردد فانی شود در محب از نفس واز حبیب نیز بحیثیتی که شی واحد گردد واین حب مطلق است
این را عشق گویند واین آخر مقامات است مر خلق را در حب وی گردد محب در نیمقام حبیب و حبیب
محب در رنگ میگردد وهر یکی بصورت دیگری بسبب آنکه متمکن میگردد در روح عاشق بصورت معشوق
ومتعلق میگردد وآن صورت روحانیه بدل وی ومتخیل میگردد فک ومفارقت وانفعال میان آن
چنانکه گفته است رق الزجاج ورق الخمر الابیات واین نه مرتبه خلق را حقیقی است اگر گفته نشود
که مر خدا راست مگر آنکه وجود خلق همه برای خدا است واما حب وارادت مر خدا راست حقیقت ومر حب را
مرتبه دیگر است که ظاهر میشود در حق وخلق ونامیده میشود آنرا مرتبهٔ جامعه این را دوای گویند و
یکی از اسماء الهی ودود است که وتعالی دوست میدارد هر کرا میخواهد از بندگان خود ودوست میدارد
بندگان او را فسوف یاتی الله بقوم یحبهم ویحبونه پس دو در مرتبه مسر گشت واین نهایت مراتب
عشق است در ظهور از جهت وقوع آن از جانبین ونیست چیزی در خلق اعلا از مرتبه عشق
اذ هو نار الله المتوقدة التی تطلع علی الافئدة فافهم **وصل** در کیفیت تعلق بجناب وعکوف بر باب وی
صلے الله علیه وسلم بدانکه چون دوست داشت ویرا حق جل وعلا وشفیع گردانید او را برای خلق روز
قیامت که آن از لوازم قرب وعزت ومحبت است وعام گردانید آنرا برای وی ونیست مر هیچ یکی
از خلق عموم شفاعت جز وی وسر آنست که چون وی صلے الله علیه وسلم مبعوث است بکافهٔ خلق
مقدم وراعی ایشان باشد وهر راعی مسئول است از رعیت وواجب است بروی رعایت احوال
ایشان پس واجب گردانید حق جل وعلا بروی قیام بمصالح ایشان در دنیا وآخرت وتوفیق داد
بدان از نجهت وعده کرد او را بوسیله که مقام محمود است ودر حقیقت نیست معنی وسیله مگر بواسطه

وصل در کیفیت تعلق بجناب وعکوف بر باب وی صلے

واول مشفعم ولا فخر ومن اول کسی ام کہ می جنبانم حلقۂ بہشت را پس کشادہ میشود در بہشت بروے
من ومی داریم آنرا وحال آنکہ فقراء امت با من اند ومن اکرم اولین وآخرین ولا فخر واین حدیث
جامع ومصرح است بکمال وی صلی اللہ علیہ وسلم وافضلیت وی از کمل کملا وفضلا صلوات اللہ وسلامہ
علیہم اجمعین وبتحقیق گذشت بیان علو مکان ومکانت وی صلی اللہ علیہ وسلم مقصود اینجا آگاہی
بسر تخصیص اوست صلے اللہ علیہ وسلم باسم الحبیب پس بدانکہ مقام حبی اعلا مقامات کمالیہ است
وبہ تحقیق وارد شدہ است از حدیث قدسی حکایت عن اللہ کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف
فخلقت الخلق وتعرفت الیہم فبی عرفونی وعرفت بہم ودوست داشتم کہ شناختہ شوم پس پیدا کردم
خلق را وشناسا کردم ایشان را بخود پس بمن شناختند مراد توجہ حبی اول نشانیست کہ صادر
شدہ است از جناب الٰہی در ایجاد مخلوقات ہمہ فروع اویند وجمیع حقائق ظاہر نشدہ است
مگر بواسطۂ حب واگر نمی بود حب پیدا کردہ نمی شد خلق واگر پیدا کردہ نمیشد خلق شناختہ نمی شد
اسماء وصفات الٰہی وخلق ظاہر نشدہ مگر بواسطۂ روح مطہر محمدی چنانکہ معلوم شد پس اگر روح
پاک محمدی نمی بود نمی شناخت خدا را ہیچ احدی زیرا کہ پیدا نمی بود ہیچ احدی پس حب واسطہ
اولی است مر وجود موجودات را وبہ تحقیق وارد شدہ است کہ حق تعالی در شب معراج با حبیب خود
گفت لولاک لما خلقت الافلاک پس معلوم شد کہ حضرت محمد است مقصود بتوجہ حبی بر ان
معرفت کنز مخفی وہر کہ ماسوائے اوست عطف است بروی واوست اصل مقصود از حب الٰہی
وغیر وی ہمچو فراغت مر او را پس از نہجت مخصوص گردانیدہ است او را حق سبحانہ باسم حبیب
نہ غیر او را ومحبوب گردانیدہ است وی سبحانہ از امت وی آنرا کہ متابعت کرد او را بقولہ تعالی
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ورسولہ کہ ایشان مخلوقند از وی بحکم انا من اللہ والمومنون
من نورہ واین خصوصیتی است از خدا وامت محمد را نہ غیر ایشان را از سائر امم وحق تعالی
انکار کرد بر کسیکہ دعوی کرد از امم ماضیہ کہ ایشان احباء اللہ واثبات کرد محبت برائے اتباع محمد
زیرا کہ ہر امت مخلوق است از پیغمبر خود ولحق است بوی ونیست حبیب جز محمد صلے اللہ علیہ وسلم
پس مخصوص گشت امت وی بمحبت وبدانکہ حب علی الاطلاق را نہ مرتبہ ایست یک مرتبہ
در خالق وباقی در خلق پس مرتبہ اولی در حق نامیدہ میشود حب بے آنکہ باشد حرکت مر طلوب

وروی تا فائز شوی بسعادت کبری و مکان زلفی و درین نکته سر جلیل و امر نبیل است اگر تقدیر
کرده است حق تعالی برای آن فهم ترا و باین لحوق بحر محمدی اشارت کرده است سید العارف
الشیخ ابو الغیث بن جمیل رضی الله عنه بقول خود خضنا بحرا و قف الانبیاء علی ساحله میفرماید در آمدیم
ما دریائی را که ایستادند انبیاء بر ساحل آن زیرا که لحوق تحقیقی به شخص نمیباشد مگر مر کسی را که بیاید
بعد وی و تابع گردد او را صورت و معنی پس اولیا از کمل امت محمدی لاحق اند بوی صورة و معنی
و در آینده اند در بحر لحوق بخلاف انبیا صلوات الله و سلامه علیهم که ایشان لاحق شده اند محمد را
حکما و تابع و لاحق اند بدان من حیث المعنی نه من حیث الصورة پس ازین جهة واقف شده اند
بر ساحل بحر لحوق بشکل محمدی زیرا که ایشان متبوع اند در حد ذات خود و تابع نیستند غیر خود را
در صورت لیکن تابع اند در معنی و اولیاء تابع اند در صورت و معنی و عینا و حکما پس کسیکه توفیق
داده شد مر او را که ملحق گرداند قطرهٔ خود را به بحر حقیقت محمدی باشد مر او را سعادت کبری و مکانت
زلفی و سزاوار است که بگوید انچه گفته است قطب الوقت شیخ عبد القادر جیلانی رضی الله عنه
برنداشت پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم قدمی را مگر آنکه نهاد م قدم خود را در موضع قدم وی مگر قدم
نبوت که مخصوص است بحضرت وی صلے الله علیه وسلم پس کوشش کن که لاحق شوی بوی و غرق
شوی در دریای متابعت وی وفقنا الله وایاک لذلک **وصل** در بیان سر تسمیه وی صلے الله
علیه وسلم بحبیب و ذکر حرکت حے که محمد اسم اوست صلے الله علیه وسلم در حدیث ابن عباس
رضی الله عنهما آمده که گفت نشستند روزے مردمان از اصحاب رسول صلے الله علیه وسلم منتظر
بیرون آمدن وی صلے الله علیه وسلم پس بیرون آمد و نزدیک شد بر ایشان و شنید که ندا
میکنند بیکدیگر پس میگوید یکے ان الله اتخذ من خلقه ابراهیم خلیلا بدستی خدا تعالی گرفته است
از میان خلق خود ابراهیم را خلیل و دیگری گفت ای عجب از کلام موسے کلمه الله تکلیما و دیگری
گفت عیسے کلمة الله و روح اوست و دیگری گفت آدم برگزید خدا تعالی او را پس سلام داد
بر ایشان حضرت و فرمود شنیدم کلام شما و از تعجب شما را و این همچنین است که شما می گوئید
ابراهیم خلیل خدا است و موسی نجی اوست و عیسی روح اوست و برگزید خدا تعالی آدم را دانا و آگاه
باشید و بدانید که من حبیب خدا ام و لا فخر و من حامل لواء حمد م روز قیامت و لا فخر و من اول شافع

وصل در بیان سر تسمیه وی صلے الله علیه وسلم بحبیب

متوجه است به بقیه مخلوقات بر قدر قوابل ایشان پس وی کل موجودات است و مر اوراست کل شئے
ہو الکل و اللہ کل الکل وجہ خوب است قول امام عبد اللہ یافعی رضی اللہ عنہ در مدح وی صلے اللہ علیہ
وسلم کہ گفتہ است ؎ یا واحد الدہر و یا عین وجودی + و یا غیث الانام و ہادی کل حیران + و چون
قابلیت وی صلے اللہ علیہ وسلم کل است و قابلیت سائر اکوان از مرسلین و مبین و ملائکہ مقربین
و سائر اولیا و صدیقین و مومنین جزئی قاصر باشند ہمہ از درک غایت رفیع و عاجز از لحوق ایشان
منع وی و چون دانستند و دریافتند انیعنی را انبیا و اولیا نہادند رؤس خود را بر در عتبہ عالی وے
و نہادند رقابہا را بر زمین مذلت نزد مجد شامل وی و این است معنی اخذ عہد از انبیا کہ ایمان آرند بوی
و نصرت دہند او را قال اللہ تعالی واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم
رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ الایہ و تمامہ اولیا و مقربین با علو شان ایشان تبرقی
و عروج نمی کنند مگر باستمساک بعروۃ وثقی وی صلے اللہ علیہ وسلم گفت جنید رضی اللہ عنہ بستہ شدہ است
ہر دری بسوے خدا مگر در محمدؐ نیست راہ در آمد و در درگاہ حق سبحانہ مگر از دروی و نیست مر ہیچ یکی را مگر آنکہ
بر دو در پس وی و باشد تابع وی ظاہرا و باطنا تا برسد بخدا و اگر نہ بودے این سد در میان دعوی میکردند
اولیا بعد از وی انچہ دعوی کردند انبیا پیش از وی و اولیا از امت محمدؐ یافتند در باطن از خدا انچہ یافتند
انبیا در ظاہر و باطن و نیافتند نبوتؐ را از جہۃ انقطاع و ختم وی محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم و حکمت درین
آنست کہ انبیا یافتند انچہ یافتند از نبوت و انچہ تشریع نمودند از ادیان باذن خدایا حکم وی عز و جل
تعالی شانہ تا نکہ ادیان ایشان منسوخ میگردد بظہور دین محمدی زیرا کہ ادیان ایشان جزئی بود و دین
محمد کلی و جز غالب نمی آید بر کل و از جہت کلیت دین اوست کہ مبعوث است بکافہ خلق و غیر وی از انبیا
رسل مبعوث میشدند با قوام مخصوص از جہت بودن دین ایشان پس قوت دین محمد قوت تمام
عالم است از عرش و کرسی و لوح و قلم و افلاک و املاک و سموات و ارض و کواکب و شمس و قمر و نار و ہوا و آب
و خاک و اشجار و معادن و حیوانات و جن و انس و ہر چہ پیدا شدہ است و پیدا خواہد شد و زیادہ کردہ
شدہ است بران ہمہ جمعیت کبرے کہ مخصوص حقیقت اوست و آن معنی است کہ تعبیر کردہ شدہ است
ازان بقاب قوسین صلے اللہ علیہ وسلم نصیب نیست مر غیر او را ازان نصیبے مگر ہر قدر وسعت قابلیت
وی پس فہم کن و دریاب آنرا و گم شود روی و لاحق گردان نفس خود را بوی ہمچو لحوق قطرہ بدریا گم شود

وصل در بیان آنکه قابلیت وی صلی الله علیه وسلم نسبت سائر موجودات مثل قابلیت بحر است نسبت بقطرات بدانکه تفاوت فیض الهی بر تقدیر تفاوت قوابل است آیا نمی بینی که شعاع آفتاب ظاهر میگردد در آئینه و روشن میگرداند آنرا چنانکه استطاعت ندارد کسیکه نظر تواند کرد و خیره میگردد دیده در نظارهٔ آن برخلاف ظهور آن بر جمادات و همچنین ظاهر میگردد وجه در مرات معتدل الیه چنانکه هست می نماید و در آئینه مستطیل طویل در عریض عریض و در صغیر صغیر و در کبیر کبیر پس معلوم شد که ثبوت فیض بر قدر قابلیت است و حق تعالی حکیم است نمی نهد ای شمارا مگر در مواضع آن و قابلیات متفاوتند و ظهور فیض در مخلوقات بر قدر قوابل است و ظهور حق سبحانه در اسماء و صفات خود نیز بر حسب چیزے است که تقاضا میکند قوابل آن پس نیست ظهور او در اسم منعم همچو ظهور وی در اسم منتقم و نیست ظهور وی در نعمت پس ظاهر واحد است و ظهور مختلف از جهة اختلاف مظاهر و ظهور حق در مظاهر بقید قوابل و قوابل اشیاء متعلق بمجامل آنها است که ظاهر شده است از ان و مجتبد نعمت اسم المنعم است و مجتبد نقمت اسم المنتقم و منعم و منتقم دو اسم الهی اند قدیم زیرا که صفات الله تعالی قدیم قائم بذات وی و هر شے در عالم اثر اسماء و صفات اوست پس هر هر فردی از افراد عالم را مجتبد بیست از اسماء حق و صفات وی بدانکه انبیا صلوات الله علیهم پیدا کرده شده اند از اسم ذاتیه حق پس آن اسماء محامد ایشان است و اولیا پیدا کرده شده اند از اسماء صفاتیه و آن اسماء محامد ایشان است و بقیه موجودات مخلوق اند از صفات فعلیه و آن محامد ایشان است و رسول صلے الله علیه وسلم مخلوق است از ذات عز و جل پس مجتبد وی ذات حق است ظهور حق بروی بذات است و ازین جهت منفرد است وی بجمیع کمالات زیرا که صفات راجع بذات اند و ناسخ است دین وی سائر ادیان را زیرا که صفات مشهود نمی گردد و بعد از بروز ذات نعم باقی نمیماند و علم آن و ازینجهت باقی ماند بثبوت انبیا بحال خود و منسوخ نگشت مگر ادیان ایشان و نسبت قابلیت محمدیه همچو نسبت بحر است و نسبت قوابل انبیا و اولیا مانند انهار و جداول و نسبت بقیه عالم مثل قطرات از ان این لفظ شیخ است و بر زبان این حقیر اینچنین آمده است که مثل اقرب و کبیر ان و اقداح و عرف و قطرات بحر و سبیش آنست که محمد مجموع عالم است زیرا که روح وی عقل اول است و عالم همه مخلوق از دست پس قابلیت وی تنها همچون قوابل سائر موجودات باشد وی مستفیض اول و مفیض ثانی است و فیض قدس ذاتی متوجه است ای متوجه اول از وے

وصل در بیان قابلیت محمدیه

صحبت معنوی و وفور سعادت کبری و نعمت عظمی و اگر استطاعت آن بر طریق اتصال و دوام است
ندهد باری در وقت صلوة سلام که اقرب طرق ست برای روشنی راه و حضور درگاه نگاه دارد
و بالله التوفیق و اما قسم ثانی که فعلی است از افعال زکیه و احوال مرضیه اوست که معلوم و ماثور ست و صحف
و دفاتر محلو و مشحون و کافی ست در بیان آنکه کل عالم و اعمال و حسنات ایشان در میزان اوست
زیرا که وی صلے الله علیه وسلم تاسیس نموده طرق رشاد و هدایت و بیرون آورده خلق را از ضلالت
و غوایت و وضع کرده احکام را و سنت نهاده و روشنی نموده صلوة و صیام و حلال و حرام را و هر چیز
و حسنه که از اهل عالم بوجود می آید بحکم من سن سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها الی یوم القیمه
اجر همه مر او را خواهد بود پس اجر تمامه خلق در میزان اعمال وی بود بلکه کل آن قطره ایست از دریای
فضل وی و وی کل و اصل همه اوست و همه اجزا و فرع اویند و چه توان گفت از شدت اعمال
و فوت احوال آن حضرت صلے الله علیه وسلم و بس ست آنچه وارد شده است از تورم اقدام بجهت طول
قیام با وجود غفران ذنوب ما تقدم و ما تاخر و وارد شد حجاره بر بطن با ایتاء مفاتیح خزاین ارض
و گفت مر او را جبرئیل که امر کرده است مر او را پروردگار عز و جل که بگرداند برای تو کوههای زمین را طلا
پس اباء آورد از ان و اختیار کرد فقر را و آورده شد مال بحرین پس التفات نکرد بدان و نبرداشت
چیزی در خانه و نبود طعام وی در ان مدت جز اسودین التمر و الماء و صفات ظاهره وی اکثر
و اعلا از انست که حصر کرده شوند و این مذکور نمونه از ان ست و اما قسم ثالث که قولی ست اقوال
فصیحه و کلمات ملیحه که مملو و مشحون است بدان کتب اسلام و آن قطره ایست از دریا و ذره از بیضا و کافی
و عظیم شان آن قول وی سبحانه در باب قرآن که کلام اوست انه لقول رسول کریم که بظاهر وی ناطق بود بحقیقت
کلام خدا ست و قول و یتعالی و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی و نظر کن بهر کلمه که خواهی
از حدیث وی تا یابی و روی مجامع و محاسن از هر جهت از هر حقیقت و نگذاشته است هیچ چیزی را
مگر آنکه هدایت کرده است خلق بان سوی آن و ترک نکرده است هیچ فضیلت را مگر با آنکه تنبیه
کرده است بران و از هیچ جهت گردانیده او را حق جل و علا خاتم المرسلین زیرا که احاطه کرده است به تنبیه
هر دقیقه و حقیقت و روشن گردانیده است هر طریقه را پس حاجت نماند بمرشدی غیر او پس
گشت در آخر خاتم النبیین چنانچه بود در اول سابق النبیین و آدم بین الماء و الطین صلی الله علیه وسلم

رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم واسم تعظیم قال اللہ تعالی وانک لعلی خلق عظیم وخلق وصف اسم ست
سین وصف کرد او را بہ عظمت واسم الشہید والشاہد وگفتہ است وتعالی در حق نفس خود وبطریق حکایت
از قول عیسی علیہ السلام مر او را تعالی وانت علی کل شی شہید وگفت وتعالی در حق محمد ویکون الرسول
علیکم شہیدا وگفتہ است شیخ کہ ذکر کردہ است قاضی عیاض کہ حق تعالی تسمیہ کردہ است محمد را باسم
خود الکبیر وباسم خود الفتاح وباسم خود الشکور وباسم خود العلیم العلام وباسم خود الاول والآخر والقوی
والولی وباسم الغفور والہادی والمؤمن والمہیمن والداعی والعزیز وغیر آن از اسماء الہیہ مخصوص
بوی تعالی وتقدس وآوردہ است قاضی عیاض دلیل بر ہر اسم از قرآن عزیز چنانکہ دفع بکند اورا مدافع
ونیابہ دران مدخل منازعی وگفت اکتفا کردیم ما دران بذکر این مقدار زیرا کہ خلاف نیست نزد محققین
در انکہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم متصف ومتحقق ست بجمیع اسماء حسنی وصفات علیا ورسیدہ است
از کمالات مبلغی کہ نرسد مر ہیچکس را سوائے وی صلے اللہ علیہ وسلم کان خلقہ القرآن وقرآن کلام
خدا وصفت اوست پس گردانید عائشہ صفت خدا را خلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ودادہ معرفت
خود دادہ بدان از جہت اطلاع وی بران وگفت وتعالی در باب قرآن انہ لقول رسول کریم ووی
در حقیقت رسول خدا است پس نظر کن باین تحقیق عظیم مر صفات خدا را کہ اقامت کرد رسول خود را
در صفات خود واسماء خود مقام خلیفہ در مقام مستخلف وتامل کن دران کہ در تحت وی است شرائف
مطلع گردانند خدا تعالی ما را وترا بر حقیقت آن واللہ الہادی

وصل دوم کمال صوری آن حضرت کہ شاہد ست مر او را بہ تحقق علو مکان نزد خدا تعالی منقسم ست بسہ قسم اول ذاتی ست وقسم ثانی
فعلی چنانکہ نماز وروزہ وصدقہ وامثال آن وقسم ثالث قولی قسم اول ذات شریف وصورت
جمیل اوست وبود ذات وی اجمل ذات واکمل وافضل واطہر وانور وصورت وی احسن واجمل
واجلا واذکای صور وعلما شکر اللہ سعیہم جلیہ شریف اورا از انچہ بایشان رسیدہ ودر فہم ایشان
در آمدہ وضبط آن کردہ وبر صفحہ بیان نگاشتہ آمد ومقصود ازان تصور جمال مطالعہ کمال او
ونصب العین ساختن ودر ہر ساعت آنرا ملحوظ داشتن ومشق انیکار کردن ومراقبہ آن نمودن
ست مجتبے کہ دائم آن جمال جان افزا در نظر باشد مفارقت نکند واین اقرب طرق ست برائے
حصول کمال وقرب ووصال وسبب حصول درجہ صحبت ولحوق واصحاب وافر الضاب وی بحصول

واشاره وتلویحاً وازانجمله اسم اللہ است دلیل برانکه آن حضرت مظهر این اسم ست قول وی
سبحانه ست ومارمیت واذرمیت ولکن اللہ رمی وقول وتعالی ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ
وان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیهم وگفته است شیخ قدس سره
واین ست یعنی قول وی صلے اللہ علیه وسلم انا عبد اللہ واین عبودیت خاص عبارت ست
از تسمیه وی باسم پروردگار وی از جهت تخلق وی باخلاق پروردگار ومیگوید شیخ رحمت اللہ
علیه مستبعد دارد این امر را در تعظیم حق مر او را چه این طعن نمیکند در ربوبیت اللہ تعالی ونقصان
نمیکند این در کمال الهی وتعالی گفت بنده مسکین عفا اللہ عنه بدانکه العلم والیقین عجب ست
از شیخ که اعتذار میکند ازین معنی که گویا در تعظیم شان آن حضرت باین مقدار ایهام بنقص کمال الهی
ست واین چه معنی دارد واین خود عین کمال الهی ست که اینچنین ذاتی ابراز نموده واظهار کرده
وحقیقت محمدی از اکمل شیونات الهی ومظهر کمال نامتناهی ست به تحقیق تسمیه کرده است
او را باسماء کثیره ومشهور آنست که در تمامه اسماء حسنی الهی تعلق وتحقق هر دو ممکن ست الا در
اسم جلیل جز تعلق حاصل نیست وتحقیق ممکن نه وکلام شیخ ناظر دران ست که آن حضرت صلی اللہ
علیه وسلم تحقیق بدان نیز حاصل در مفهوم ازین اسم استجماع بجمیع صفات کمال باخود دست و
حقیقه محمدی را حاصل ست جمیع کمالات چنانکه از بیانی که کرده شد واضح گشت اما شک نیست
که مرتبه الوهیت مخصوص ست بذات الهی خدا ست وبنده خدا خدا نیست وبنده محمد وشیخ میگوید
این بندگی خاص که مخصوص ذات شریفه اوست تقاضا میکند اتصاف او را بجمیع صفات کمال
وتسمیه او را باسم پروردگار وگویا این مبنی ست بر معنی فنا وبقا وچون وی صلے اللہ علیه وسلم
فانی شده است در ذات وصفات الهی لاجرم باقی باشد باک ومتصف گردد بدان وشیخ
در دریای فضل حقیقت محمدی که وحدت عبارت از اوست چنان غرق شده ست که نقش دوئی
از نظر بصیرت وی محو شده است واللہ اعلم ومیگوید واز انجمله اسم النور ست واین اسم ذاتی
ست لقد جاءکم من اللہ نور یعنی محمد وکتاب مبین یعنی القران واز انجمله اسم الحق ست قال اللہ تعالی
قد جاءکم الحق من ربکم وقال بل کذبوا بالحق لما جاءهم یعنی محمد صلی اللہ علیه وسلم واز انجمله
اسم الرؤف واسم الرحیم قال المؤمنین رؤف رحیم واز انجمله اسم الکریم قال اللہ تعالی انه لقول

و احادیث در اکملیت آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم و احاطہ وی بجمیع کمالات صوری و معنوی اکثر
ست از انکہ احصار کردہ شود نیست ہیچ کس متنازع در کملیت و مدافع در افضلیت وی صلی اللہ
علیہ وسلم مراد ست علو مکانہ کہ تعبیر کردہ می شود ازان بحقائق اسماء و صفات و علو مکان کہ تعبیر
کردہ شود بوسیلہ و مقام محمود پس وی صلی اللہ علیہ وسلم اعلا و افضل موجودات ست مکانا و مکانۃ
و مخصوص ست بغایت علو وجودی صورت و معنی این بیان طرف اعلے شد معبر بمکان و مکانت
بہر دو جانب خود از طرفین وجود طرف ثانی طرف سفلی ست کہ معبر ست بہ سقوط مکانت و مکان
و آن نصیب ابلیس ست و مخذ و مقام وی و تابعان وی از اشقیا نعوذ باللہ من ذلک و کلام
درین باب در ورود و صل ست و صل اول در کمالات معنوی کہ شہدا ست مر او را بعلو مکانت
نزد خدا عز و جل و این منقسم بدو قسم ست یکی قسم کمالی ست کہ متخلق و متحقق اند بدان کمل رضوان
اللہ علیہم اجمعین چنانکہ فرمودہ ست آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تخلقوا باخلاق اللہ
و قسم دیگر کمال کونی ست کہ متصف و متخلق ست کمل بدان و آن صفات حمیدہ ست کہ مجموع
آن مکارم اخلاق ست و مخفی نیست کہ جمع نکردہ است ہیچ یکی از خلق خدا چنانکہ بود بران محمد
صلے اللہ علیہ وسلم از مکارم اخلاق و محامد صفات کہ از وی پیدا شدہ و ناشی گشتہ و بوی
ختم شدہ و اتمام یافتہ و لہذا گفتہ است حق جل و علا در حق وی انک لعلی خلق عظیم و کتب سیر
و احادیث مروی مشحون ست بران و لا تعد و لا تحصے ست و گفت شیخ عارف کامل عبد الکریم جیلی
صاحب کتاب ناموس اعظم و قاموس اقدم و این کلمات ملتقط از انجاست کہ مکارم اخلاق
مذکورہ در کتب قطرہ ایست نسبت ببدریا از انچہ وارد نشدہ و حکایت کردہ نشدہ و انچہ وارد
نشدہ جمع نکردہ آنرا ہیچ یکی سوے وی و مخصوص نگشت بدان ہیچ احدی غیر وی صلے اللہ
علیہ وسلم و معلوم گشتہ بوی کمال معنوی خلقی وی و اما کمال حقی کہ بخشیدہ است آنرا حق سبحانہ
و مخصوص گردانیدہ است زیادہ از انکہ درک کردہ شود و دریافتہ شود غور آن و شناختہ شود
مر آنرا غایتی و نہایتی زیرا کہ بود وی صلے اللہ علیہ وسلم متحقق بجمیع اخلاق الٰہیہ و صفات
ربوبیہ و آوردہ است شیخ رضی اللہ عنہ صفت صفت و اسم اسم در کتاب موسوم بکمالات
الٰہیہ در صفات محمدیہ و ذکر کردہ است از ان انچہ دلالت کردہ است کتاب عزیز بران تصریحاً

وقسمی کثیف ست ہیچ صور و اشکال و اجسام و امثال آن و ہر یکی ازین دو قسم متفرع بطرفین
ست یکی طرف اعلی دیگر طرف ادنی پس طرف اعلای معنوی مانند تخلق و تحقق بصفات الٰہیہ و اخلاق محمودہ
در انسان و جمیع مراتب کمالات معنوی و این علو را علو مکانت گویند و نہایت آن نزد خدا
و وی جل جلالہ می بخشد و جمع میکند مر کسی را کہ ارادہ میکند تعظیم او را و بزرگ میگرداند نزد خود
طرف اعلای صوری افعال حسنہ و اعمال صالحہ و صور حسنہ و اشکال لطیفہ و اماکن علیہ منیفہ و این
علو صوری را علو مکان نامند و اعلی مکان جنت ست بتفاوت درجات و مراتب آن و اعلی درجات آن وسیلہ است چنانکہ خبر
داده است آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ حق تعالی وعدہ کرده است آنرا برای یکی از بندگان
خود و امید میدارم کہ آن من باشم پس سؤال کنید مرا صلی اللہ علیہ وسلم مخصوص ست بعلو مکان چنانچہ مخصوص است بعلو مکانت زیرا کہ
نیست ہیچ احدے اعظم قدر نزد خدا تعالے و در حدیث ازوی آمده است کہ میگوید حق تعالی
پنہان داشته ام برای شفاعت خود را و پنہان نداشتم آنرا برای ہیچ پیغامبری خبر تو گفته
ابو جعفر بن محمد بن علی بن الحسین سلام اللہ علیہم اجمعین کامل گردانیده است حق تعالے
شرف را برای محمد صلی اللہ علیہ وسلم بر اہل ہموات و ارض و از ابی ہریره آمده رضی اللہ عنہ کہ فرمود آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم من ایستم روز قیامت از زمین عرش کہ نمی ایستد دران ہیچ یکی غیر من و فرمود
من بیشترین آدمیانم در خروج وقتی کہ بعث کرده شوند و خطیب ایشانم وقتیکہ بدر گاه
آیند و من بشارت دہنده ایشانم چون نومید شوند لوای حمد در دست من ست و من گرامی ترین
اولاد آدم نزد پروردگار و لا فخر و در روایتی من قائد ایشانم وقتیکہ بدر گاه آیند و خطیب ایشانم
وقتیکہ خاموش شوند و گوش دارند و من شفیع ایشانم وقتیکہ در بند کرده شوند لوای کرم در دست
من ست و من اکرم اولاد آدم بر پروردگار و در حدیث ابی سعید آمده کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم فرموده اند انا سید ولد آدم یوم القیمۃ و بیدی لواء الحمد و لا فخر و نیست ہیچ پیغمبرے از
آدم و ہر کہ خبر اوست مگر آنکہ زیر لواء من ست و در حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما آمده
آگاه باشید کہ من حبیب خدا ام و لا فخر و در روایتی ازوی آمده کہ فرمود آن حضرت انا اکرم الاولین
والآخرین ولا فخر اللہم صل وسلم علیہ و از عائشہ رضی اللہ عنہا آمده کہ گفت جبرئیل علیہ السلام
گشتم در مشارق ارض و مغارب آن و ندیدیم ہیچ مردے را فاضلتر از محمد علیہ السلام

وقول وی صلے اللہ علیہ وسلم انا من نور اللہ والمومنون من نوری وفی روایت انا من اللہ
والمومنون منی اشارت بانسبت وتخصیصے مومنین اتفاقی وبموافقت مقام ست وچون نزول
کرد بوجود کونی پیدا کردہ شد بوساطت وی وعقول ونفوس وروح وقلم وعرش وکرسی وافلاک وکواکب
وارکان ومعادن ونباتات وحیوانات وانسان کہ نسخہ جامعہ حقائق کونیہ است ومنتظم گشت بوے
کارخانہ وجود بترتیبے کہ واقع ست در کلام عرفا وحکما وگفتہ اند کہ در ترتیب موجودیت این موجودات
مثل ترتیب وجود اعداد ست از واحد کہ اثنین موجود نمی شود مگر بوجود واحد وثلثہ موجود نمیشود
مگر بوجود اثنین واربعہ مگر بوجود ثلثہ وہلم جرا پس موجود نمیشود ہیچ عددی مگر بعد وجود ما قبل وے
در مرتبہ وہمہ موجود اند از واحد وواحد عدد نیست زیرا کہ ہر عدد کہ ضرب کردہ شود در عددے بیرون
نمے آید عدد ازان واگر ضرب کردہ شود جمیع اعداد در واحد بیرون نمی آید ازان چیزے پس
قول اول کہ عبارت ست از حقیقت روح محمدی صلعم اصل ست مر وجود تمامہ عالم را چہ عالم امر وچہ عالم خلق وروے
در حقیقت علت جمیع علل ست واللہ تعالی منزہ است کہ علت باشد مر وجود چیزے را ومعلوم شد
بانچہ مذکور گشت تفصیل حقیقت وجود از محمد پس اوست صلی اللہ علیہ وسلم اول وجود وآخر آن و
ازین معنی افصاح کردوی صلے اللہ علیہ وسلم بقول خود کہ فرمود اسدارت ملک کردا کنون زمان برپاست
کہ در وقت خلق سموات داشتہ وتمام شد در اعلے درجات دائرہ وجود بظہور وی دران صورت
ومعنی بود وی صلے اللہ علیہ وسلم چنانکہ اقرب خلق بود بحق در بطون ذات در آخر اعلا واکمل خلق
آمد در حیات وآن درجہ را وسیلہ نام کرد کہ وعدہ کردہ شدہ است بدان وامر کردہ است امت
را بدرخواست آن برای وی ومعنی وسیلہ سبب ست پس وے در اول سبب وجود خلق بود در
ابتدا وسبب قرب ایشان خواہد بود بحق در انتہا پس حاصل شد او را اقرب صوری ومعنوی
وکامل گشت علو مکان وعلو مکانت وگشت اکمل عالم وصفاً وحالاً در عظم ایشان صورت
ومعنی واتم واعدل خلقا علیہ من الصلوۃ افضلہا ومن التحیات واتمہا واکملہا **وصل کمال**
خلقت آن حضرت واعتدال آن وظہور جمال وجلال آن صورت ومعنی بحدی ست کہ از حیطہ حصر
عقلی بیرون ست وانچہ ذکر کردہ اند نسبت قطرہ بدریا وذرہ بہ بیضا دارد بدانکہ وجود مطلق
نظر بمراتب ومفردات موجودہ منقسم بدو قسم ست قسمی لطیف ست چنانکہ معانی وارواح وامثالہ ان

بیهات بیهات اجتماع کجا و حقیقت ذات کجا و ظهور شیون ذاتیه حق کجا و بروز حقائق اسمائیه
و صفاتیه کجا پس باز رسد اشارت کنیه بعبارت منهیه که من بیرون آرم از ذات خود و پیدا کنم
حقیقتی را که جامع جمیع کمالات اسماء و صفات شیونات ذات باشد و ابراز کنم دران بروزی که عین
مکون اوست و اظهار کنم ظهوری که عین بطون ست متصور بصورت بدین تنزل در مشاهد رفیعه
که باشد بحقیقت محل نشأة رفیع و جامع انشاء بدیع شما و ممتاز باشد در حد خود در بالجمله میسور ست
از کنه کمال که شناخته نمی شود و حقیقتی دریافته نمی شود و وصف نموده نمی آید و باشد نسبت
آن مظهر اتم اکمل و محل اعز و افضل نسبت بمظاهر عظیمه و محال کریمه شما بر مثل نسبت ذات با صفات
تا کامل گردید آن بنای بر علاء و من شگافتم از محمد اسم او را و تسمیه کردم بمحمد و احمد و محمود گردانیدم
او را عابد و معبود دارم لواء حمد بدست وی و گردانیدم وسیله عظمی مقام وی پس انبیاء و اولیاء
علیهم صلوات الله و سلامه مظهر اسماء و صفات گشتند و محمد صلی الله علیه وسلم مظهر ذات پس گشت
ذی حطام بمقام اجلال و اکرام علیه بالذات و علیهم بواسطه افضل الصلوات و السلام و چون سید
رسل مخلوق ست از ذات حق و ظهور بر حق بروی بالذات ست منفرد و فائق آمد از هر که غیر اوست
در تمامه صفات و جمیع کمالات و هم ازینجهت ناسخ ست دین وی سائر ادیان را چه صفات مشهود
نمیگردد بعد از بروز ذات و هم ازین جهت عروج او فوق عرش ست که ذات فوق جمیع اسماست و وی
صلے الله علیه وسلم محل رحمانیت حق ست که فوق و وسیع تر از وست و عرفی محیط اجسام ست
و رحمتی وسعت گاشی پس حقیقت محمدی مصدر جمیع موجودات و مبدأ تمامه و واسطه تمامه فیوض و برکات
ست **وصل** و بعد از نزول وی از حضرت احدیت بمقام واحدیت ظاهر شد بمجالی اسماء و صفات
پس عاشق شد بروی حضرت کمالیت مثل تعشق اسم مسمی و صفت بموصوف و سر معنی از معانی
آن کمالات اشارت نمی کند بحقیقت خود مگر بسوی وی و دلالت نمی کند بهویت خویش مگر بروی
پس اگر متحقق شود یکی بکمالی ازان کمالات مشار الیها معطوف خواهد بود بروی و تابع خواهد گشت
مر او را و حقیقت صفت نوریت منحصر ست در وی و نور از اسماء اوست و اگرچه انبیاء و اولیاء همه
متصف اند باین صفت و متحقق اند بدان و لیکن وی صلے الله علیه وسلم حقیقت این صفت ست
و فرق ست میان حقیقت نبی و کسیکه متحقق ست بدان و همه اشیاء و مظاهر از آن نور و مجلای آن ظاهر اند

وغلامان بود وہمہ صرف کردہ بخشید وآزاد کرد ورفت وآن اموال دیگر از بنی النضیر وفدک
وقف بود بر مسلمانان وحوائج ایشان وبر اہل بیت وی وثقات ایشان ومروی ست کہ بعضے
از متروکات پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پیش عمر بن عبد العزیز بود وآنرا در خانہ منضبوط نگاہ میداشت
وہر روز یک بار ی میرفت وآنہا را زیارت میکرد وگاہ بود کہ چون بعضے از اشراف پیش وی می آمدند
ایشان را در ان خانہ می برد وآنہا را بایشان مینمود وی گفت میراث اگر علم اللہ واغرم بہ وگویند
در خانہ سریری وبالشی از عدیم کہ حشو آن لیف خرما ویک جفت موزہ وقطیفہ واستادستی وکنانہ
کہ در ان چند تیر بود وگویند کہ در ان قطیفہ اثر وسخ سر مبارک وی ومروی زحمتی عظیم داشت وشفا
نمی یافت از عمر بن عبد العزیز التماس نمودند کہ بعضی ازان وسخ بشویند وباسعوط در بینے
بیمار چکانیدند بیمار شفا یافت **تکملہ** در بیان صفات کاملہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلسان اہل
معرفت وبیان طرق توجہ بجناب اقدس وی واستمداد واستعانت از حضرت وی صلی اللہ
علیہ وسلم بدانکہ احوال واوصاف شریف آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم دو قسم اند یکی از انچہ
مذکور اند در احادیث واخبار کہ ماثور اند بنقل ثقات ومسطور اند در کتب سیر از اخلاق وصفات
کہ کافی ووافی اند در نبوت ورسالت وی وافضلیت واکملیت وی از سائر انبیا ورسل وقسمے دیگر
ست کہ مکاشفان اسرار حقیقت ومشاہدان انوار وحدت بدیدہ بصیرت دریافتہ وبرای ابراز
واظہار آن شتافتہ اند وچون قسم اول بعون عنایت الٰہی در ابواب سابق ترتیب یافت وقسم دیگر
نیز بتتمیم وتکمیل آن نموده اند انبیا مخلوق اند از اسماء ذاتیہ حق واولیا از اسماء صفاتیہ وبقیہ
کائنات از صفات فعلیہ وسید رسل مخلوق ست از ذات حق وظہور حق در وی بالذات ست
وچون اقتضای ظہور وبروز در صفات واسماء بیشتر وظاہر ترست اظہار کرد بر صفتی از صفات
جلالی الٰہی انچہ مخصوص بود اجمال وجلال وابراز نمود بر اسمی از اسماء حسنی انچہ مقتضای
معنی وی بود از کمال باقیماند کہ ذات الٰہی تعالی وتقدس بر انچہ بود از بطون بر حقیقت ستہ

از جفا دکون پس مجتمع شدند حقائق آن اسماء صفات در مشہد معنوی ذات حیث لا کیف ولا این
ولا ذکر ونہ گفتند الہا ما اگر چہ ظاہر کردیم این کمال را وابراز نمودیم محال جمال وجلال را بیرون از
حد حصر واحصاء آنہا ولیکن اینہمہ قطرہ ایست از بحر وحدت وذرہ ایست از بیضاء ذات

کرقطع کرده دوخته باشند پس اگر جیب دارد قمیص گویند واگرنه قبا نامند وجبه همه را شامل
ست وردا و دستار را جبه نگویند وطیالسه جمع طیلسان گویا از طیلسان ساخته و دوخته
بودند وآن از لباسهای عجمست مدور سیاه که تار پودوی پشم بود وروایت کرده است از اسماء
بنت ابی بکر رضی الله عنها که گفت بود این جبه رسول الله صلی الله علیه وسلم نزد عایشه
وچون قبض کرده شد آن حضرت صلی الله علیه وسلم گرفتم من آن جبه را از عایشه پس ما
می قسویم آنرا برای بیماران وطلب شفا می کنیم بدان رواه مسلم وعمامه بود که اورا سحاب گفتند
وعمامه دیگر بود سیاه ردا بود ودر روضة الاحباب میگوید که اهل سیر رحمهم الله آورده اند که حضرت
رسالت پناه صلے الله علیه وسلم دران روز که وفات یافت دو برد وجبره وعمامه صحاری وازاری
عمانی ویک قمیص سحولی وجبه یمنی قمیصه قطیفه وکسائی سفید ولحقه که بورس رنگ بود وطاقیه
چند خرد اندوی صلے الله علیه وسلم ماند شرح برد نیم با جامه کذا فی الصراح وجبره بکسر جا وفتح
با جبه از جامه در صراح گفته برد یمانی وصحاری منسوب بصحار قریه ایست ازیمن فی الحدیث
کفن رسول الله صلے الله علیه وسلم فی ثوبین صحاریین گفته اند صحاری از صحراست و
صحراحمزه خفیفه مانند عجره گفته میشود وثوب صفر وصحاری وعمانی بضم عین وتخفیف میم شهریست
ازیمن عمن بالمکان اذا قام به وآنکه بشام ست بفتح وتشدید وفی القاموس کفراب بلده بالیمن
وکشداد بالشام وسحولے درحدیث آمده که تکفین کرده شدند درسه ثوب سحولی روایت کرده شده
است بفتح سین وضم آن پس فتح منسوب است بسوی سحول یعنی قصار زیرا که وی می شوید و
سفید میسازد ویعنی سفید کردن یا منسوب بسحول که نام قریه ایست بیمن وبضم جمع سهل یعنی
ثوب ابیض نفی از قطن ویعنی گفته اند بضم نیز اسم قریه ایست وخمیصه ثوبی از خز یا صوف
معلم ویعنی مقید ساخته اند به سواد فی الصراح خمیصه گلیم سیاه مربع که اورا دوعلم است وقطیفه
جامه ریشه دیزده را بالکسر والمد گلیم ولحقه بکسر میم وسکون لام وفتح حا مهمله چادر درس
بفتح واو اسپرک که بدان جامه رنگ کنند واز عایشه رضی الله عنها مرویست که گفت نگذاشت
پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم نه دینار ونه درهم ونه گوسفند ونه شتر گفت راوی وشک دارم
در غلام واین منافات ندارد با نکه مذکورست که آن حضرت را اسپان بود وشتران واسبان

استخوان فیل و دندان اوست و آن نزد امام ابو حنیفه ظاهرست زیرا که موت سرایت نمیکند در استخوان از جهت عدم حیات در وی و احتجاج کرده اند باین حدیث بر جواز تجارت در عاج وی گویند که بعضے اسلاف شانه می ساختند ازان و نزد امام شافعی نجس ست و مراد بعاج استخوان پشت سلحفاة بحریه یا بریه یا استخوان طرف دابه که گرفته میشود ازان اسوره و امشاط داشته که آنرا انبل میگویند بفتح ذال معجمه و باء موحده و آنکه در حدیث آمده است که آن حضرت صلے الله علیه وسلم خرید برای فاطمه زهرا رضی الله عنها قلبا از عاج مراد همین فیل و الله اعلم مکحله بود بضم میم و سکون کاف و بضم خا سرمه دان که اکتحال می کرد آن حضرت بدان شب نزد خواب رفتن در هر چشم سه بار و در روایتی نخست دو بار در چشم راست میکشید و سه بار در چشم چپ بعده یکبار در چشم راست تا ابتدا و انتها و هر دو چشم راست واقع شود و صحیح مشهور همان طریق اول ست و بود مراورا قصعه بفتح قاف و سکون صاد که نامش غرا بود بجهار حلقه قصعه کاسه بزرگ و جفنه بفتح جیم و سکون فا نیز کاسه بزرگ و صحفه نیز بمعنی کاسه بزرگ آمده و بعضے گفته اند که صحفه آنکه پهن کس را اسیر میکنند و قصعه ده کس را و جمع هر سه لفظ بروزن فعل بکسر فا آمده قصاع جفان صحاف و در صحاح از کسائی نقل کرده که اعظم القطبع الجفنة ثم القصعة ثم تشبع العشرة ثم الصحفة تشبع سبع الرجل ثم الكيلة تشبع الرجلين و الثلثة و صاع و مد بود که بدان اخراج فطره می نمود کذا قیل و اگر طعام نیز بیمود می یافته باشد و روایت چنانچه در حدیث آمده است که طعام را بیمود خرج کنید و صاع پیمانه و مد را بضم میم نیز بپیمانه تفسیر کرده اند و صاع از چهار مد گفته اند و مد رطل و ثلث نزد اهل حجاز و دو رطل نزد اهل عراق و آن حضرت را صلی الله علیه وسلم سریری بود قوائم آن از ساج و فراشی از ادم که حشو دی لیف بود ادم جرم لیف پوست خرما و لباس که دوته می ساختند و شب بران تکیه میکرد و خاتم فضه بود که نگینه وی هم از فضه بود و در مواهب میگوید که خاتمی دیگر از حدید بود ملمع بفضه و در احادیث آمده که از خاتم حدید نهی واقع شده و گویا تلمیع بفضه مجوز آن شده باشد یا حال سابق را ذکر کرده است و الله اعلم و دو موزه ساده بود که اهدا کرده بود نجاشی پس پوشید آنها را و مر آن حضرت را سه جبه بود که می پوشید آنها را در جنگ یکی از سندس سبز بود و دیگر جبه طیالسه سوم معین نشده که از چه چیز بود جبه جامه را گویند

مغیث می گفتند ظاهر از اشتقاق وی از غیث باشد بمعنی باران و قدحی دیگر بود مصب
که مسمار زده شده بود بفضه در سه موضع و آن قدح حلقه دار است که از آن حلقه می ریختند تر
و قدحی دیگر بود از عیدان در حدیث آمده است که بود مر آن حضرت را قدحی از عیدان
که نهاده میشد تحت سر پروی که بول میکرد و روی این لفظ را دو نوع تصحیح کرده اند یکسر
عین جمع عود بمعنی چوب و جمع باعتبار اجزاست و بفتح عین نام درختی ست در جمع البحار
گفته عیدان بفتح مهمله جمع عیدانه نخله و رازی که متجرد است از سعف از اعلا تا اسفل
و قدحی دیگر بود از زجاج که یکی از ملوک برای وی بهدیه فرستاده بود و نوری بر فتح تا و سکون
واو یعنی طغاری بود از ستگ که آنرا مخضب میگفتند بکسر میم و سکون خا و فتح ضاد
معجمتین و در احادیث ذکر آن بسیار ست و مرکن بود بکسر میم و سکون را نیز بمعنی طغارست
و طغاری دیگر بود از نحاس و مثل بود از سفر و رکوه بود او را صادر می گفتند و رکوه انائی از جرم
با و طهارت کنند و آنرا اداوه نیز گویند و صادر آنکه آب خورده بیرون آب خورده بیرون آید و
اداوه آنکه برای آب خوردن فرود آید ظاهر ابملاحظه این معنی تسمیه بصادره انسب باشد از
اداوه و مدهن بود که در وی تیل نگاه میداشت بضم میم و ها و در ریعه بود اسکندر که آئینه در وی
نگاه میداشت و آن حضرت را آئینه بود که جمال باکمال خود را در وی مشاهده میکرد الحق
آئینه دیدن او را سزد که مظهر جلال و جمال حق بود و مراد بر ریعه آئینه آنست که در وی مینهاد و
در قاموس ریعه چون عطار دوصندوق مصحف و توصیف وی باسکندر آئینه بجهت آنست
که آنرا مقوقس صاحب اسکندریه فرستاده بود با ماریه ام ابراهیم علیه السلام و در روضة الاحباب
بتعبیر ازان طبله کرده و گفته که طبله که شانه و مسواک و مقراض و مکحله و آئینه او را در ان مضبوط
میداشتند و بعضی مقراض و استره و حقیق نیز ذکر کرده اند و نام آئینه آن حضرت مدله بضم میم و
فتح دال و کسر لام مشدده و تدلیه بخود گردانیدن و رفتن عقل از عشق که خود با خود عشق
میباخت با دیگران که جلوه جمال در آئینه میدیدند و مدله و مولهه میشوند تعالی الله و مشط بود
بضم میم و سکون شین یعنی شانه و شانه از زواج بود بدانکه در حدیث آمده که کان له مشط
من عاج بود مر آن حضرت را صلی الله علیه وسلم شانه از عاج عامه مردم بر انند که مراد بعاج

نواحی مدینہ راست می چرانیدند و در ہر شب دو مشک شیر می آوردند و اہل و عیال آن حضرت
بآن روزگار می گذرانیدند و چہل و پنج ناقہ شیر دار بود کہ سعد بن عبادہ برای آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم گذرانیدہ بود و نامہای آن در کتب سیر مسطور ست و آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم را سہ بز شیر دار بود کہ ام ایمن آنہا را می چرانید و بہر خانہ کہ حضرت بیتوتت میکردند
می بردند نامہای آن نیز مذکور ست و اللہ اعلم و آن حضرت را صلی اللہ علیہ وسلم محجن بکسر
میم و سکون حا و فتح جیم و محجن بمعنی چوگان گفتہ اند و حجن یعنی جذب و عطف و صدو صرف
حجن فلانا صرفہ و جذبہ بالمحجن و المحجن الاعوجاج و محجن بروزن منبر و بکسر چوبی سر کج و سر معطوف
معوج ست و محجن آن حضرت قدر یک گز یا دراز تر بود کہ مشی میکرد بآن و رکوب میکردند آن
و می آویخت آنرا بر شتر پیش ہر دو دست خود و آمدہ است کہ اکثر آنرا در دست خود
میداشت کذا قیل و بود او را صلے اللہ علیہ وسلم مخصرہ کہ او را جون میگفتند بکسر
میم و سکون خاء معجمہ و فتح صاد مہملہ از خصر میانہ آدمی کہ آنرا انتہی گاہ گویند
اختصار دست بر تہیگاہ نہادن و تکیہ کردن بدان و مخصرہ کہ تکیہ کند آدمی بآن پس
گاہ دارد او را مثل عصا و عکارۃ و مقرعہ و قضیب و در حدیث آمدہ است کہ بیرون آمد
آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم و بود با وی مخصرہ کہ مر او را بود و گفتہ اند کہ مخصرہ از شعار
ملوک بود و عصائی بود کہ بران تکیہ میکردند و می فرمود کہ آنکہ بر عصا از اخلاق انبیاست
صلعم و عرجون شاخ خرما چون خشک گردد و کج شود و گویا مراد شریف آنست کہ مخصرہ
حضرت را تشبیہ کردہ میشد بعرجون یا آن مخصرہ از شاخ خرما بود و اللہ اعلم قضیب از شوخط
بود نامیدہ میشد او را مخنوق سابقا معلوم شد کہ قضیب شاخ درخت را گویند و نام شمشیر
آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بود و شاخی از درخت گاہی در دست مبارک می داشت از درختی
کہ نام آن شوخط ست و فی القاموس الشوخطۃ شجر تتخذ منہ القسی او ضرب من الینبع چنانکہ
گذشت و قضیب ممشوق طویل دقیق کذا فی القاموس و بود مر آن حضرت را صلی اللہ
علیہ وسلم قدحی نامیدہ میشد او را ریان رزی یعنی سیرابی و چون در قدح آب و شیر
نبیذ و امثال آن خوردہ میشود تسمیہ بریان مناسب باشد و قدحے دیگر بود کہ او را

وسکون صاد نام داشت و مقصو قطع طرف اذن ناقه ترش را مقصو میگویند و ماده را قصوا و شاه قصوا میگویند
بلکه مقصود مقصی میگویند ترک کرده اند قیاس را در وی کذا فی الصحاح و لیکن در قاموس گفته که
ناقه را قصوا و مقصو میگویند و جمل را اقصی و مقصو میگویند همچنانکه امراة حسناء میگویند و رجل احسن
نمیگویند و گفته اند که ناقه آن حضرت صلے اللہ علیه وسلم مقطوع الاذن نبود بلکه خلقت گوش وی
همچنین واقع شده بود که یک جانب وی بریده شکل می نمود و این ناقه را آنحضرت صلی اللہ علیه
وسلم در وقت هجرت از ابوبکر صدیق خریده بود چنانکه ذکر آن در باب هجرت گذشت و هجرت
هم بریں ناقه کرد و وی مامور بود من عند اللہ هر سو که رود و هر جا که نشیند و در حدیبیه نیز بریں
ناقه سوار بود که نشست چنانکه گذشت و در سفر و حضر بریں سواری میکرد و وحی نیز در وقت
سواری بریں ناقه می آمد و گویند هیچ شتر غیر از قصوا تحمل حمل آن سرور در وقت وحی نداشت
و در نامهای شتران آن حضرت صلے اللہ علیه وسلم عصبا و جدعا نیز واقع شده و عصب نیز
بمعنی شگافته شدن گوش شتر و شکسته شدن شاخ گمیش ست و جدعا نیز بهمین معنی ست
و بمعنی بریدن دست و بینی و گوش و لب نیز مے آید و بعضے از ارباب سیر گویند که این هر دو نام
همین ناقه است که او را قصوا می گویند که درون قصوی و عقبی و جدعی نبود بلکه در گوش وی
چیزے بود مشابه آن چنانکه گفته شد و صرحا بفتح صاد مهمله و سکون راء و صلحا بلام نیز آمده
و مخضرمه بضم میم و فتح خا و سکون ضاد معجمتین نیز در اسماء شتران آن حضرت صلی اللہ علیه
وسلم و در همه معنی قطع و بریدن هست ناقه مخضرمه سرپستان بریده و صنم گوش ازین بر کندن
و مصلحه ناقه گوش ازین بریده و ناقه مخصرمه گوشته گوش بریده و آنها را نیز مے گویند که اسماء
قصو هست و آمده است که عصبا ناقه بود که هرگز هیچ ناقه بران سبقت نکرده بود ناگاه اعرابی
آمد بر شتر جوانه که نخست در بار و نشست آمده بود و سبقت کرد بر عضبا و شاق آمد ایمنی
بر صحابه پس فرمود آن حضرت صلے اللہ علیه وسلم حق ست بر خدای تعالی که بلند نگرداند از دنیا
چیزے مگر آنکه پست گرداند یک شتر ابو جهل بود که در غزوه بدر بطریق غنیمت بدست آمده بود
و در بینی وی حلقه بود از نقره پس فرمان داد آن حضرت صلے اللہ علیه وسلم آنرا در هدی روز حدیبیه
با نخشم آورد با آن مشرکان را و آن حضرت بست ناقه شیر دار داشت که در موضع خابه که از

او را بسوی وی طلبید پس می آمد آن مرد آن حضرت را و چون وفات یافت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم آمد بغفور بر چاہی و انداخت خود را در آن چاہ پس ہلاک شد بحبت جزع و بیصبری
بر رسول خدا پس گشت آن چاہ قبر وی چنانکہ در باب وفات گذشت و بعضی از اہل صنعت
علم حدیث در صحت این حدیث سخن کنند سہیلی آنرا در کتاب التعریف والاعلام ذکر کردہ است
و این در حقیقت معجزہ آن حضرت ست کہ در آن دابہ ظاہر شدہ و در رسالہ قشیری در باب
کرامات الاولیاء گفتہ کہ شنیدم ابو حاتم سجستانی کہ میگفت شنیدم ابو نصر سراج را کہ میگفت
شنیدم حسین بن احمد رازی را کہ میگفت شنیدم ابو سلیمان خواص کہ میگفت بودم من روزے
راکب حمار و بودند یارانم کہ ایذا میکردند او را پس فرو می کرد سر خود را و میزدم سر او را و انچہ بیکہ
در دست داشتم پس بالا کرد آن حمار سر خود را و گفت بزن تو نیز سر خود را خواہی زد یعنی جزای
این ضرب کہ بمن میکنی و صاحب حیوۃ الحیوان جزء غزی از جابر بن عبد اللہ آوردہ کہ مردے
بود کہ تعبد میکرد در صومعہ و چون باران نہا شد و زمین گیاہ برآورد بیرون آمد و حماری را دید کہ
در مرغزارے میچرد گفت ای پروردگار من اگر ترا حماری باشد بچرانیم او را ہمراہ خود و حق خدمت
حمار بجا آرم چون این سخن بہ پیغامبر آن زمان رسید منع کرد و دعا بد کرد بر وی وحی آمد من جزا
میدہم بندگان خود را بر قدر عقول ایشان و بر صدق توجہ ایشان و این حکایت را ابو نعیم
در حلیہ در ترجمہ زید بن اسلم نوشتہ و این حکایت از عالم الحکایت مثنوی مولانای رومست
کہ گفت **بیت** دید موسیٰ یک شبانی را براہ ✽ گو ہمی نالید میگفت ای الٰہ ✽ الابیات و حقیقت
این سخن از روی علم آنست کہ آن شخص جاہل بود از بعضی صفات متعلق تنزہ و تقدس صفات
گویند و گفتہ اند کہ در حصول اصل ایمان بالفعل این علم شرط نیست چنانکہ پرسید آن حضرت
از آن جاریہ کہ این اللہ پس گفت وی فی السماء پس حکم کرد آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
باسلام وی از جہت بری از الہ باطلہ از غبیہ و این مردے بود کہ او را بخدا چنانکہ معتقد او بود
محبت و انجذاب و صدق و اخلاص قوی حاصل شد و این کلمہ از وی در این حال صدور یافتہ
و معذور داشتہ و این نسبت مقبول افتادہ و کلام المجانین لیطوی ولا یزدی و اما اشتران
آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم از پانزدہ بسیار بودند و یکی از اشتران وی کہ قصواء الفتح نام

علیہ وسلم سہ دراز گوش بود یکی عفیر بروزن زبیر نام داشت کہ مقوقش اہدا کردہ بود دیگرے
یعفور کہ آنرا فروہ خدامی فرستادہ بودند و گویند عفیر و یعفور نام یک دراز گوش ست و عفرہ بون
تراب و اعفر از طبا آنکہ بالا باشد سفیدی او را سرخی دیگرے سعد بن عبادہ آوردہ بود و در
حیات الحیوان گفتہ کہ مردم را در مدح و ذم این دابہ کہ حمار ست اقوال ست مشابہ محبت اغراض
و مصالح و از بعضے اسلاف نقل کردہ کہ اختیار میکردند در کوب حمیر را بر رکوب براذین کہ نام سپان ایران
ترکی ست و می گفتند بر مید ار در بار و میرساند بمنزل و قلیل ست دانہ او و خفیف ست دوائے
او و کم ست مؤنت او و بسیار ست معونت او و اخفض ست فرود آمدن او و اقرب ست بالا
برآمدن او و بالجملہ بس ست در شرف و فضیلت او و از میان دواب بعد از خیل و بغال و
جمال سواری آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بروی و از سیاق بعضی احادیث ظاہر میشود کہ
ملحوظ و منظور تواضع و ترک تفاخر بود بیہقی در شعب الایمان از ابن مسعود رضی اللہ عنہ آوردہ کہ پیغمبر
صلوات اللہ و سلامہ علیہم سوار میشدند حمیر را و میپوشیدند پشمینہ و میدوشیدند شاۃ را و
بود مر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را حمارے کہ فرستادہ بود برای وی اسم مقوقش اسم او
عفیر بضم عین مہملہ و ضبط کردہ است او را قاضی عیاض بعین و اتفاق دارند شراح او بر تخطیہ
و تغلیط قاضی دران و گفتہ کہ چون فتح کرد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیبر را یافت حمارے
سیاہ را کہ بسخن در آمد با رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گفت آن حضرت مر او را کہ نام تو چیست
گفت یزید بن شہاب بیرون آورد خدا تعالی از نسل جد من شصت حمار کہ سوار نشد آنہا را
مگر پیغمبرے از پیغمبران و من امید داشتم کہ سوار شوی تو مر او را و باقی نماندہ است از نسل جد من
جز من و باقی نماندہ از انبیا جز تو و نبودم من پیش از تو مردی یہودی و من می لغزیدم در سوار
او بقصد و وی در دناک میگردانید شکم مرا و میزد پشت را مد و پس گفت مر او را پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم پس تو یعفوری یعنی نام تو یعفور شہوات داری اناث را گفت ندارم و نبود در رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سواری شد او را در حاجت خود چون فرمودی آمد از وی میفرستاد او را
بر در مردی کہ می طلبید او را پس می آمد و میکوفت در او را بسر خود و چون بیرون می آمد بسوی وی
صاحب خانہ اشارت میکرد یعفور بسوی وی و معلوم میکرد کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرستادہ است

که یکی دیگر بود که کسرے فرستاده بود و این قول بعید است زیرا که آن بدبخت پاره کرد فرمان شریف آن حضرت را و گستاخیها و بی ادبی ها کرد ارسال وی هدیه بعید است و بدانکه بغل مرکب از فرس و حمار است و لهذا در اعضای او صلابت اعضای حمار و عظم الآلت فرس پیدا است و همچنین صوت او که آنرا شحیج گویند شبیه بصهیل فرس و نهیق حمار و وی عقیم میباشد و ولادت کرده نمی شود برای او مشهور آن است که تولد او بجماینیدن حمار است بر فرس چنانکه در حدیث آمده است که بهدیه فرستاده شد برای رسول خدا صلی الله علیه وسلم بغله پس خوش آمد آن حضرت را پس گفتند صحابه بجماینیم حمیر را بر افراس تا حاصل شود مانند این پس راضی نشد آن حضرت صلے الله علیه وسلم و فرمود این عمل آن کسان میکنند که علم ندارند و در تعلیل این نهی کرده اند مکروه پنداشت آن حضرت جماینیدن دابه بر غیر جنس و بعضی گفته اند که این موجب تقلیل نوع فرس خواهد شد و منافع جلیل تعطل خواهد پذیرفت که مدار رکوب در کفن و طلب و هرب و غزو حصول غنایم بران است والله اعلم و از کلام حیوة الحیوان معلوم میشود که تولد آن بهر دو طریق است و گفته اند که اگر ذکر حمار باشد شبیه بغل بفرس سخت تر میباشد اگر ذکر فرس می باشد شبیه بحمار بیشتر باشد و گفته است که هر عضوی که از وی فرض کنند بین بین است میان فرس و حمار و هم چنین اخلاق او و تکار فرس دارد و نه بلادت حمار و با وجود وصف کرده میشود بهدایت در هر طریق که سلوک کرده است یکبار وی مرکب ملوک و صعالیک است او تحمل اثقال و طوی اسفار فائق است بر اکثر مراکب و ابن عساکر در تاریخ دمشق از علی بن ابی طالب رضی الله عنه آورده که گفت بود بغال که تناسل و توالد میکردند و چون در نقل خطیب بر آنکه نار ابراهیم خلیل علیه السلام اسرع دواب و اقوی وی بود دعا کرد وی علیه السلام پس قطع کرد خدا یتعالی نسل او را و هم در حیوة الحیوان نقلی عجیب از اسمعیل بن حماد بن امام ابی حنیفه آورده که گفت که نزد ما طحان رافضی بود که دو استر داشت یکی را ابابکر نام کرده بود و دیگرے را عمر و مبالغه میکرد در اذلال و اهانت آنها پس حمله کرد یکے ازان دو استر و طحان را و کشت او را پس ضبط داده شد حد من بهیئت این حال فرمود نگاه بکنید که کدام یکی ازان دو کشت او را گمان آنست که کشنده وی آن خواهد بود که او را عمر نام کرده چون تحقیق کردند همچنان که امام خبر داده بود و صلی آن حضرت اصلی الله

براسپ سوار شد اسمعیل بود علیه السلام و لهذا نامیده می شود او را عراب و بود پیش ازان وحشا
مثل سائر وحوش و چون اذن کرد حق تعالی مر ابراهیم و اسمعیل را بر رفع قواعد بیت گفت وی
سبحانه من دهنده ام شما را گنج که نهاده ام برای شما بعد ازان وحی کرد بسوی اسمعیل که بیرون آی
بخوان آن گنج را پس الهام کرد حق عز و جل او را دعا پس باقی نماند بر روی زمین بار اضی عرب
مگر آنکه اجابت کرد پس قادر گردانید او را بر نواصی اقراس و خوار و رام گردانید برای وی لهذا
گفت پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم ارکبوا الخیل فانها میراث ابیکم اسمعیل رواه النسائی و وصل
و آن حضرت را صلے الله علیه وسلم اشتران متعدد بود یکی دلدل نام داشت و آن استرے
بود شهباء سفیدی مزوج بسیاهی کذا فی القاموس و آنرا مقوقس ابرا نموده بود بمارید
ام ابراهیم و بعد از حضرت علی مرتضی بران سواری میکرد و بعد از وی بحسن مجتبی رسید چنانکه
سابقا در باب ارسال رسل بجانب ملوک امرا گذشت ابن عباس گفت چون دلدل را آوردند
پیغمبر صلے الله علیه وسلم مر امیش ام سلمه فرستاد تا برای وی مقداری پشم و لیف آوردم و حضرت
ازان پشم برای آن رسنی بیافت و اقتتاری ترتیب داد بعد ازین بخانه رفت گلیمی مطلق
بیرون آورده چارته ساخت و بر پشت آن بغله راست کرد و بسم الله گفت و سوار شد و مرا ردیف
خود گردانید و آن اول بغله بود که در اسلام سواری یافت و صاحب حیوة الحیوان گفته که
اجماع کرده اند اهل حدیث این بغله نبی صلی الله علیه وسلم ذکر نبود نه انثی و الله اعلم طبرانی
در معجم اوسط از طریق انس روایت کرده که چون مسلمانان در روز حنین منهزم و متزلزل
گشتند آن حضرت بر بغله شهباء خود که آنرا دلدل می گفتند سوار بود با او خطاب کرد که ای دلدل
بزمین نزدیک شو دلدل سینه بر زمین چسپانید تا حضرت کف خاک از زمین برگرفت و
بر روی دشمنان پاشید و گفت حم لا ینصرون پس هزیمت بر ایشان افتاد چنانکه گذشت
و استرے داشت که آنرا فضه می گفتند و آنرا قرده بن عمرو خدامی هدیه برای حضرت فرستاده بود
و بعضے گفته اند که دلدل و فضه یکی ست و این با آن قول که بعضی گفته اند دلدل سفید بود نه شهبا
اوفق ست و این را ابا بکر رضی الله عنه نخشید و دیگر که ابن العلاء صاحب ایله فرستاده بود
و آنرا الیلیه میگفتند و دیگری از دومة الجندل آمده بود و دیگری از نزد نجاشی و بعضی گفته اند

در شرف و فضیلت خیل که حق تعالی متسم یاد کرده است بدان در قول خود والعادیات ضبحا تا آخر
که مراد بدان خیل غزاة ست و در حدیث نبی واقع شده است از خوار داشتن اسپان و در بار کردن
و استعمال نمودن در حیاة الحیوان از حاکم نیشاپوری که از عظمای اهل حدیث ست از امیر المومنین
علی بن ابی طالب رضی الله عنه آورده است که گفت رسول خدا صلے الله علیه وسلم چون خواست
بپرورد گار تعالی و تقدس که بیافریند جبئیل را گفت مرا باد جنوب را که میخواهم از تو مخلوقی پیدا آرم
که بگردانم او را بسبب عزت اولیای خود و مذلت اعدای دین و جمال اهل طاعت خود پس گفت
باد پیدا کن از ما یارب پس گرفت حق سبحانه بید قدرت خود قبضه را ازان و پیدا کرد ازان
فرسی و در بعضی روایات آمده که پیدا کرده است کمیت را و بادی خطاب کرد و گفت پیدا کردم ترا
و گردانیدم خیر بناصیه تو که حاصل کنند غنایم را بر پشت تو و گردانیدم ترا چنانچه بال جناح طیران
کنی فانت اظهر و بگردانم بر پشت تو مردان را که بتسبیح و تحمید و تهلیل و تکبیر گویند و چون شنیدند
ملائکه افراسیس فرس را گفتند یارب ما بندگان تو ایم تسبیح و تحمید و تهلیل و تکبیر میکنیم ترا بهر اے
ما چه میکنی پس پیدا کرد حق تعالی برای ملائکه نیز افراس گردنهای ایشان مثل گردن ها ے
شتران نجتی تامد دکنند هر کرا خواهد خدا از انبیا و رسل خود و چون مستوی شد قوایم فرس صحیحه شدید
پس خطاب آمد که بتر سان بصهیل خود دلهای مشرکان را و بر سائر مسامع ایشان را و خوار گردان
اعناق ایشان را و چون آدم پیدا شد عرض کرد بر وی مخلوقات را و گفت اختیار کن از خلق
من هر چه خواهی و خوش آید ترا پس اختیار کرد فرس را پس گفته شد اختیار کردی عزت خود را
و عزت اولاد خود را تا ابد الابدین و در روایتی آمده که گفت حق تعالی بجبئیل که بگیر و قبضه از باد جنوب
پس گرفت جبرئیل قبضه را پس پیدا کرد ازوی اسپ کمیت الحدیث و در تخصیص جبرئیل بامر در گرفتن
قبضه از باد جنوب و در خلق آدم بغیر رائیل امر شد گویا آن شد که در خلق آدم گرفتن قبضه
از خاک بود و خاصیت خاک بخل ست پس بغیر رائیل امر شد که بقهر و جبر ازوی بگیرد و بدو نسبتے
بخود دارد چنانکه در وصف آن حضرت صلے الله علیه وسلم آمده که کان فی رمضان کالریح المرسله
پس اینجا جبرئیل را حکم کرد تا برفق و نرمی بگیرد و جبرئیل را بسوی اسپ نسبتی هست که همراه آنحضرت
غزا ها کرد و نام اسپ جبرئیل ست خیزوم و الله اعلم و هم در حیوة الحیوان میگوید که اول کسی که

فرستاده بود و فی القاموس طرب کفرح الخیل المنبط اذا تصغر و فرس النبی صلے اللہ علیہ وسلم
و در حاشیہ روضۃ الاحباب نوشتہ طربت حوافر الدابۃ ای اشتدت و صلبت و آن اسپ را طراب
گفتند بصلابتہ و شدتہ ہشتم طلاح بضم میم و کسر واو کہ اول ازان ابو بردہ بیاورده در حاشیہ
و نوشتہ ملواح و طلاح اسپی را گویند کہ باریک میان باشد و فربہ نشود و نہم سبحہ از سباحت بمعنی
شنا فی القاموس او لسوابح الخیل تسبحا نہ نہانی سرہا و فی المواہب فرس سابح اذا کان حسن
عدو اللہ بن فی الجری و گفت بن استین این فرس اشقر است کہ خرید از اعرابی آنرا بدہ شتر دہم
بحر یقال فرس بحر یقال بحر امی واسع الجری و فی القاموس البحر الجواد و این اسپ را از جماعت
تجار کہ از یمن آمدہ بودند خرید و برین اسپ سہ نوبت مسابقت فرمود و در ہر سہ نوبت سابق
شد پس دست مبارک بر پیشانی آن مالید و گفت ما انت الا بحر و کانت بیضا
ورد واہ البخاری و قال ابن الاثیر کان کمیتا این دہ اسپ است کہ در اکثر کتب سیر مسطور اند و
بعضے اسماء دیگر نیز ذکر کردہ اند اللیق و ذو الفعال و ذو اللمۃ و مرتجل و سراوح و سرحان و
یعبوب و مخیب و ادہم و سنجار و یحمل و طرف و مندوب پوشیدہ نماند کہ اہل سیر ذکر کردہ اند
متعددہ را برای آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اما ذکر نکردند کہ از کدام جنس بودند زیرا کہ فرس
اجناس متعددہ وارد مثل اسپان عراقی و ترکی و غیر ہما و ظاہر آنست کہ اسپان عربی باشند
چنانکہ متعارف آن دیارست و اللہ اعلم مروی است از انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہ گفت
احب از امور دنیا بعد از زنان نزد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اسپ بود و او است امر ثالث
کہ در حدیث حبب الی من امور دنیاکم ثلث متروک شدہ و احب اسپان نزد وی اشقر افرح محجل مطلق الیمین
بود و معنی اشقر و محجل و مطلق الیمین معلوم شد اما ارثم اسپ سپید بینی و سفید لب زیرین و افرح اسپ
سفید پیشانی کمتر از غرہ و در فضیلت اسپ اخبار و احادیث بسیار وارد است و آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم می بیچید ناصیہ فرس را و می گفت الخیل معقود فی نواصیہا الخیر الی یوم القیمۃ الاجر و الغنیمۃ و معنی عقد خیر بنواصی خیل ملازمت مر آنہا را گویا معقود دست دران و مراد
بناصیہ موی سر سر پیش بر جبہہ است و تخصیص بذکر بجہت زیبی و زینتی کہ دران ست یا کنایت ست
از تمامہ ذات فرس می گویند فلان مبارک الناصیہ است و میمون الغرہ ای الذات و بس ست

والزام والزکتاب حسنه که الصاق والزام کرده می شود باب وعلم اسپی ست که ابداکرد اورا لقمان
بابا بربه والمنزیر مجتمع اللحم وفی المواهب تشبیه کرده شد این اسم از جهت شدت لزاز وی واجتماع
خلقت وی ولزبا بشی لزق - گویا می چسپید بمطلوب از جهت سرعت وی ودر حاشیه روضة الاحباب
نوشته اللزاز استوار بستن رجل الزا ای شدید الخصومة وآن اسپ را لزاز گفتند از جهت آنکه
اسپی محکم وسخت رفتار بود انتهی واز انچه ذکر کرده شد معلوم شد که تسمیه او بلزاز از قبیل وصف
بمصدر ست چهارم لحیف بجاء مهمله ابداکرد اورا ربیعه بن ابی البراء وآن حضرت چند شتر عوض
آن بداد ولحف پوشیدن بلحاف التحاف جامه در خود پیچیدن ولحاف بکسر چیزی که التحاف
کرده شود بوی تسمیه کرده شد آن اسپ بلحیف از جهت سمن وکبر وی گویا که لحیف میکند
زمین را وی پوشد آنرا بدم خود از جهت درازی آن فعیل بمعنی فاعل یقال لحفت الرجل
باللحاف طرحته علیه ودر بعضے نسخ لحیف بضم لام وفتح تصحیح کرده شده است وارجح بفتح لام وکسر
حاست کذافی حاشیه روضة الاحباب وروایت کرده شده است بجیم وبجاء معجمه صاحب نهایه
میگوید روایت کرده است آنرا بخاری وتحقیق نکرده ایم آنرا ومعروف بجاء مهمله است کذافی
المواهب ودر قاموس آنرا در لحف بجاء مهمله وخاء معجمه ذکر کرده ودر هر دو جا گفته کامیر او زبیر
فرس للنبی صلی الله علیه وسلم بالجم در دیمعنی گل واسپی که میان کمیت واشقر باشد وبر شیر نیز اطلاق
می کنند از جهت رنگش واین اسپ را تمیم داری بهدیه برای پیغمبر صلے الله علیه وسلم آورده بود
پس آن حضرت آن اسپ را بعمر بن الخطاب بخشید ووی یکی از غازیان بخشید تا در راه
خدا عزوجل بران سوار شود وآن شخص آن اسپ را بغایت لاغر گردانید ومیفروخت عمر رضی الله
عنه خواست که آنرا باز خرد بآن حضرت مشاورت کرد آن حضرت فرمود چیزیکه در راه خدا بتعالے
صدقه کرده شود در هیچ حال بآن عود نمای ششم ضریس بضاد معجمه چاپی اگویند که بسنگ در نور دیده باشند
آن اسپ را بآن جهت ضریس گفتند که اسپی محکم بود کذافی روضة الاحباب واز قاموس معلوم
می شود که ضریس سنگی که بانجاه در نور دیده باشند گفته که نام فرسی ست که خریده بود پیغمبر
صلے الله علیه وسلم از فزاری وتغییر داد اسم او را بسکب پوشیده نماند اینچنین ست ذکر او
بسکیب مناسب نمی نماید هفتم ظرب بفتح ظاء معجمه وکسر را در آخر افزوده بن عمرو حذافی بهدیه

و فرس و سکب میگویند اسپی را که جواد کثیر الخیری و سریع السیر باشد مانند آب روان در قاموس
میگوید سکب از اسپان آنکه سریع و ورایع السیر باشد و نام اسپ آن حضرت ست صلی اللہ علیہ
وسلم و آن اول فرسی ست که مالک شد او را آن حضرت و خرید او را بده اوقیه و بران جهاد کرد
و نام آن اسپ ست که اول در دست مالک فرس بود آنحضرت او را تغیر داد بسکب و بر بن ست
مسابقت فرموده سابق شد و آن حضرت شاد ان و مسرور شد و بود کمیت اعز المحجل طلق الیمنی
و کمیت اسپی را گویند که رنگ او میان سیاهی و سرخی باشد و خالص نباشد هیچ یکی ازین دو
رنگ و اغر بغین معجمه اسپی که در پیشانی وی سفیدی باشد زیاده از درم و نحوه بضم غین نام
آن سفیدی ست میگویند که رنگ او میان فرس اغر و اجل اغر هم میگویند شریف کنانی الصراح
و در قاموس مطلق سفیدی گفته و محجل اسپی که چهار دست و پای او سفید باشد تحجیل سفیدی دست
و پای ستور و طلق الیمین بضم طاء و لام و مطلق الیمنی نیز گویند تا آنکه پایهای سفید باشد و در یک
دست وی سفیدی نباشد و در صراح گفته در یک دست یا دو دست سفیدی نباشد و ابن الاثیر
گفته که آن اسپ که سکیب نام او بود ادهم بود یعنی سیاه فرس اوهم و نعیر اوهم و نافه و همای در
حدیث واقع شده است که خیر الخیل ادهم و نیز آمده است علیکم بکل کمیت اغر و محجل او ادهم
اغر محجل و فرق میان کمیت و اشقر آن گفته اند که بال و دم در کمیت سیاه بود و در اشقر سرخ
و در صراح گفته که اشقر سرخ سفید اشقر لغت منه و اسپ سرخ فش و دم آنرا که فش و دم و سیاه باشد و دیگر ها سرخ کمیت
خوانند و دوم مرتجز بضم میم و سکون را و فتح فوقانیه و کسر جیم و زای در آخر ماخوذ است از رجز
که نوعی از شعر که وزن او مستفعلن ست سه بار و خلیل که اوستاد و مخترع این فن ست آنرا
شعر نمیداند بلکه نصف بیت یا ثلث و ازین قبیل ست که اتفاق شده است در بعضی
احادیث و تسمیه هست باین اسم بجهت حسن صهیل او ست و این اسپی ست که آنرا از اعرابی
که نام او سواد بن الحارث بن ظالم ست از بنی مره یا بنی تمیم خریده بود و آن اعرابی منکر شد
و خزیمه بن ثابت انصاری گواهی داد و شهادت او بمنزله دو شهادت شد و او را ذو الشهادتین
نام شد سوم لزاز که مقوقس بهدیه فرستاده بود و گویند که آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم این اسپ را
دوست میداشت و در اکثر اسفار بران سواری میکرد فی القاموس لزاز شدت و التصاق

کانوا یلعبون بالحراب پس یکے بہ بود آن حضرت را کہ آنرا تبغہ بہ فتح نون وسکون باو تیغ درختی
کہ از وی کمان سازند از شاخہای وی تیر سازند تیغہ یکچوب از وی پس تبغہ پارہ باشد
وحربہ دیگر بیضامی گفتند ظاہر از چوب سفید رنگ بود و دیگر غرۃ القرا از رمح وخادمان ہمراہ
آن حضرت آنرا میداشتند برای نیزہ ساختن یا کلوخ استنجا بر دیوار کندن و در ایام اعیاد
نیز پیش وی صلے اللہ علیہ وسلم می بردند و اما کمانہا آن حضرت شش بود یکی دورا دو
از سلاح بنی قینقاع یکی را روحامی گفتند دیگر را بیضا این دوازدہ درختی کہ نام او سوخط ست
و دیگری از درخت تبغ کہ میخواندند کہ آنرا صفرا و کتوم و نبعکشت و زحد لیس گرفت اورا قتادہ
سدادد جعبہ بود کہ آنرا استصلہ میگفتند و کمری از ادیم بود کہ سہ حلقہ نقرہ داشت و آن حضرت را
صلے اللہ علیہ وسلم خیمہ بود کہ آنرا کن میگفتند بکسر کاف و تشدید نون ظاہر از ین عبارت
قوم آنست کہ کن نام آن بود و کن وکنان در اصل بمعنی پوشش ست و جمع وی اکنان
وحق سبحانہ در کتاب مجید منت بر خلق نہادہ فرمودہ است وجعل لکم من الجبال اکنانا
او اکنہ نیز جمع کن ست قولہ تعالی وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ کفت وی سترتہ واکنۃ فی نفسے
اسررتہ فہو مکنون وکنابۃ تیر روان را گویند و کانون آتش و آنرا گویند وخیمہای حضرت از دلو
می بردوازادیم نیز بود وحدیثی آمدہ کہ خیمہ خردی بود کہ آن حضرت در وی نشستہ بود پس صحابی
آمد و اورا درون خیمہ طلبید آن صحابی بطریق مزاح ومطایبہ گفت تمامہ خود در ایم یا رسول اللہ
یعنی این خیمہ چنان تنگ ست کہ نمی گنجم و روی آن حضرت نیز مطالبہ کردہ فرمود نعم تمامہ
در او آن حضرت را الویہ ورایات بود یک رایت سیاہ بود کہ عقاب نام داشت دیگر لوائے
سفید بود و گاہی لوا از چادر عایشہ رضی اللہ عنہا ساختند زوجات مطہرات خویش عقدمی نمودمراکب و دوابّ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از اسپ و استر و شتر و دراز گوش و گوسفند متعدد و متکثر بود و ثابت
نشدہ کہ از بقر چیزے نگاہ داشتہ باشد از اسپان دہ اسپ ذکر کردہ و نامہای آن نوشتہ اند
اول سکب و سکب در اصل بمعنی ریختن آب ست سکب الماء سکبا صبہ فالصب ماء ساکب و سکوب
میگویند و ساکب بلفظ نسبت ست مثل تامر و لابن و ماء سکب نیز مے گویند بر طریق وصف
مصدرہ مبالغہ و سکب نام فرس آن حضرت نیز بجہت جریان و سیلان اوست در رفتار

باب خیمہ

رایات و الویہ آن حضرت

اسپان آن حضرت

ذات الحواشی وترا نام داشت از جهت تضرا و دیگر حریف و وجه تسمیه بیان نکرده اند و نقل است
که زره ذات الفضول را بعد ازان حضرت علی مرتضی رضی الله عنه تمنا و تبرکا نگاه میداشت
و در حروب می پوشید و گویند که در روز جمل آن زره در برداشت و بعضے از اهل سیر بر انند که زره داود
علیه السلام که روز قتل جالوت در برداشت نزد آن سرور علیه السلام بود و آنرا ذات الحواشی میخواندند
کذا فی روضة الاحباب و در مواهب لدنیه سعد بن قینقاعی را درع داود گفته اند والله اعلم و آن حضرت
صلے الله علیه وسلم را دو مغفر بود یکی را سوشح و دیگر را ذو السبوغ میگفتند و مغفر بروزن منبر و مغفرة بتا
و مغفارت بروزن کتابت یافته از زره که پوشیده میشود زیر کلاه یا زهری که تقنع میکنند بدان مسلح
و بعضے از اهل سیر آورده اند که آن حضرت را صلے الله علیه وسلم خودی نیز بود که عرب آنرا
بیضه گویند و در روز احد در سر مبارک وی نشست و مغفر وی آمده در رخسار شریف خلید و سر
و روی مبارکش خون آلوده شد و فرق کرده اند میان مغفر و بیضه که مغفر شبیه بطاقیه است
و لبها که آنرا حدیده بر بینی فرود آمده بود و بیضه را طولی و بر طرف اعلی تیزی بود و قریب بنصف
بیضه شتر مرغ و آنرا حلقها بود که گردن و روی بعضی از کتفین و سینه را بپوشد و اما سپر آنحضرت
را سه سپر بود یکی را زلوق نام بود از زلق بمعنی لغزیدن و جنبیدن و دیگر فتق بمعنے کشادن
و شگافتن دیگر وفر بمعنے نام کردن و بسیار کردن و آمده است که وی را سپری دیگر بود که در ران
تمثال کبش یا عقاب بود و بهد به برای وی فرستاده بودند پس آن حضرت صلے الله علیه وسلم
آن تمثال را در ران سپر مکروه داشت دست مبارک بران نهاد و آن تمثال محو شد در روایتی
آنکه یک روز صباح برخاست و حق تعالی آن صورت را ازان سپر محو کرده بود و در روضة الاحباب
میگوید که معلوم نشد که این سپر یکی ازان سپر ست که بنام مذکور شد یا دیگر ست هر دو احتمال دارد
والله اعلم امانیزها را آن حضرت چهار بود سه نیزه که آنرا از اسلحه یهود بنی قینقاع اختیار کرده بود
و یکی دیگر که مثنوی نام بود مشتق از ثوی بمعنی اقامت و ثنی هم میگفتند از ثنی بمعنی دو تا شدن
و بعضے گویند که هر یک ازین دو نام نیزه ایست و دو دیگر مسمے نگشته و حربه داشت که آنرا نبعه
میگفتند و دیگری که آنرا ابیضه میگفتند و دیگر یکه آنرا عنزه بعین و نون و زای مفتوحات فی الاصل
حربه چوب دستی و بعضی تفسیر کرده اند برمح صغیر جمع او حراب بکسر حا و فی الحدیث والحشه

وسکون لام بت یا تجانه بنی سطح است و در سال نهم از هجرت آورده بود چنانکه سابقا گذشته است
و بعضے گویند زبد الخیل طائی برای آن حضرت صلے اللہ علیه وسلم فرستاده بود دیگر قلعی بضم قاف و فتح
لام که از قلع که موضع ست بباديه رسيده بود کذا فی المواهب فی الصراح قلعه بتحریک نام موضعی در بادیه
و سیف قلعی منسوب باو ست دیگر قضیب بفتح قاف و کسر ضاد معجمه و سکون تحتانیه در آخر باء موحده
و در روضة الاحباب میگوید اول شمشیری که آن حضرت بر میان مبارک بسته آن بود قضیبه قطعه کانت
قضب فلانا ضربه بالقضیب و هر درختی که دراز شد و فراخ شد شاخهای او و انچه بریده شد از
شاخهای او برای تیر یا کمان ساختن کذا فی القاموس و فی الصراح سیف قاضب تیغ برّان
دیگر ذو الفقار بفتح فا و کسر آن و آن شمشیر منبه بن الحجاج سهمی بود و در روز بدر پسر وی عاص
بن منبه داشت و بود در وسط آن مثل فقار ظهر یعنی مهرهای پشت مفارقت نمی کرد این سیف را
از آن حضرت و بادی بود در هر جنگ و بود قبیعه و حلق و ذوابه و نعل و مکرات و همه سازوی از
فضه و چون علی مرتضی عاص بن منبه را کشت شمشیر را به نظر آن حضرت صلی اللہ علیه وسلم آورد
آن سرور آنرا برای خود اختیار کرد بعد ازان در غزوه احزاب به علی بخشید و این شمشیری ست
که در شان وی جبرئیل گفته انه لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار کذا قال فی روضة الاحباب این
نه سیف ست در مواهب مذکور و در روضة الاحباب گفته که شمشیری دیگر بود که از پدر بمیراث وی
رسیده بود وی گوید که گمان این فقیر این ست که این قضیب یکی ست و بعضی از اهل سیر
برانند که قضیب و ذو الفقار یکی ست انتهی و اما ادراع آن حضرت یکی سعدیه بضم سین و سکون
عین و سعدیه بفتح سین و صعدیه بضم صاد نیز گویند و دیگر فضه نام داشت و این هر دو از اسلحه
یهودی قیقاع باو رسیده بود و در مواهب میگوید که سعدیه درع داؤد علیه السلام بود که پوشیده
او را وقتی که کشت جالوت را ذات الفضول بفا و ضاد معجمه نام داشت از جهت درازی و کشادگی
وی و آنرا سعد بن عباده در حنین قدوم المدینه برای او فرستاده بود و درین زره چهار حلقه
از نقره بود و از طرف سینه و دو از جانب قفا و آن زره ست که نزد ابو شحم یهودی بر سبی ضاع از جو گرو
بود و چون آن حضرت وفات یافت هم پیش وی در گرو بود و در روز احد ابن را و فضه یکی بالای
دیگر پوشیده بود و در روز حنین و خیبر نیز سعدیه و ذات الفضول هر دو را پوشیده بود و دیگر

تو برای ما حدی نمی گوئی پس وی نیز بنیاد حدی کرد او را نیز دعا کردند و بخشته غلامی سیاه بود بغایت
خوش آواز بود و ذکر او در ذکر سوالی گذشت و گفت انس بن مالک که بود برای بن مالک که برادر
وی بود حدی می گفت برای مردان و البخشه حدی میکرد برای زنان و میگفت آن حضرت البخشه
نرم بران شتران را ای البخشه ما تشنگی شیشها را مراو به شیشها زنانند که ضعف دارند و در تیز
راندن شتران آزادی گذشت و بعضی میگویند مقصود در رفع خاطرست که در شنیدن غنا راه می یابد
چنانکه سابقاً گذشت والله اعلم **باب یازدهم** در بیان اسلحه و آلات حروب آن حضرت
صلے الله علیه وسلم اما سیفان ده شمرده اند و در نمی یابیم که این ده همه یکبارگی مع بودند یا در
اوقات متعدده و در دست شریف افتاده اند و عدد آنها در مدت عمر به رسیده و ازان که
ذوالفقار را گفته اند که در روز بدر بدست مبارک آمده و همیشه در غزوات کار کرده بعد ازان
آنرا با امیر المومنین علی رضی الله عنه بخشیده معنی ثانی ظهور میابد و همچنین ست کلام در اسلحه
دیگر و اما اس و دواب والله اعلم ماثور بمثابه مضمومه فی القاموس الاثر و بید سیف و بکسر
کالاشیر و سیف ماثور فی حسنه اثر و در صراح گفته از ثا بفتح گوهر شمشیر و الاثور السیف الذی
یقال انه من عمل الجن قال الاصمعی ولیس من الاثر الذی هو الفرند کذا فی الصحاح و در مواهب لدنیه
میگوید که این اول سیفی ست که مالک شد وی صلے الله علیه وسلم آنرا و همین شمشیر ست که
میگویند آن حضرت صلے الله علیه وسلم قدوم کرد بان در هجرت دیگر عضب بفتح عین مهمله
و سکون ضاد معجمه و این شمشیر را سعد بن عباده بر سبیل هدیه بحضرت آورد و در وقتی که سیر کرد
بجانب بدر فی القاموس العضب القطع و ان ضرب و اطعن و السیف و فی الصراح عضب
بریدن و شمشیر بران مخذم بکسر میم و سکون خاء معجمه و فتح ذال معجمه فی القاموس خذمه یخذمه
قطعه و سیف خذم کتف و کصور و معظم قاطع فی الصراح خذم بریدن و تخذیم پاره پاره کردن
مخذم بالکسر تیغ بران دیگر رسوب بفتح را و بضم سین رسوب بضم راء نشین چیزی در آب
بفتح را سیف که غائب میشود در زریبه و در زریبه او می نشیند و در قاموس گفته رسوب اسم
سیف رسول الله صلے الله علیه وسلم یا از سیوف سبعه است که فرستاده بود بلقیس برای
سلیمان و سیف عارث بن ابی سمر او السبب جبل ثابت و این شمشیر را علی مرتضی از غلس بضم فا

این مردم بسیار قتال کرد تا مقتول شد و در روایت دیگر آمده که چون شد روز بمیامه بیرون آمد
ثابت بن قیس با خالد بن الولید بسوی مسیلمه چون التقا کردند بر دو لشکر کشاده شدند و
متفرق گشتند پس گفت ثابت و سالم مولی ابی حذیفه این چیست که ایشان میکنند ما نمی کردیم
ما اینچنین یا رسول خدا صلی الله علیه وسلم بستر کنید بدیهر یکی گوی و مضبوط ثابت گردانید نفس
خود را و ران گوی و قتال کردند تا کشته شدند و در اینجا حکایت عجیب است که در روایت کرده اند
از اطبری از انس که در وقت جنگ از یمامه بود قیس بن ثابت بن قیس پس گذشت بروی
مردی از مسلمانان و گرفت آن زره را و بود از لشکر مردی از مسلمانان در خواب پس در آمد
ثابت بن قیس در خواب وی و گفت من وصیت میکنم ترا و میگویی که این خواب اضغاث
احلام ست تا ضائع کنی این وصیت را بدانکه من چون کشته شدم گرفت درع مرا فلان مرد و
منزل او در اقصای مردم ست و نزد وی چنان اسپی ست که می جهد در طول رسنی دراز که اسپ
دران می بندند و میگذارند تا هر جا بچرد و گفت انگنده شده است بران درع و یکی بالای
آن و یک مردی این نشانی ست از زره و درع که ثابت بن قیس بآن مرد در خواب بیان نموده
گفت بیا خالد را و بگو که آن زره را بگیرد بگوید ابو بکر را که ثمن آنرا در دینی که بر من ست ادا کند
و در روایتی تفریق کن ثمن آنرا بر مساکین و فلان فلان غلام مرا آزاد کن پس بیدار شد
آن مرد از خواب و آمد پیش خالد بن ولید و خبر کرد او را پس فرستاد خالد کسی را تا آورد آن
درع را و خبر داد او را از حقیقت این خواب ابو بکر را پس اجازت کرد ابو بکر وصیت ثابت را و دادیم
هیچ احدی را که مقید کرده شد وصیت او را بعد از موت جز ثابت بن قیس را رضی الله تعالی
عنه و اما حداة آن حضرت که حدی میگفتند و حدی بضم حا و فتح دال و با مالله نیز آمده متعدد بودند
و در ذکر وقائع سال هفتم مذکور شد که چون آن حضرت صلی الله علیه وسلم متوجه خیبر شد در شبی
از شبها در اثنای سیر عامر بن اکوع از رجزهای این رواحه که اللهم لولا انت ما اهدینا تا آخر آن
ابیات بطریق حدا میخواند و یاران خوشوقت بودند و شتران بغایت در رفتار آمدند سید عالم
صلی الله علیه وسلم پرسید که این حادی کیست گفتند که پسر اکوع ست فرمود رحمة الله و در روایتی
فرمود غفر لک ربک و چون عامر در حدی گفتن خاموش شد حضرت با عبد الله بن رواحه فرمود

انشا نمود و غالب آمد و همچنین ثابت بن قیس را فرمود تا با خطبای ایشان درافتد پس
وی رضی الله عنه بدیهه خطبه فصیحه بلیغه خواند که ببدان افحام و انکسار ایشان نمود و این همه
بتائید و تقویت و نصرت و اعانت آن حضرت صلے الله علیه وسلم بود و اقرع بن احابس
که بزرگترین این قوم بود گفت بخدا سوگند که این مرد را یعنی محمد را صلے الله علیه وسلم آله و صحبه
از عالم غیب تائید و نصرت داده اند از هیچ چیز از و دریغ نداشته که خطیب او بهتر از
خطیب ما و شاعر او بهتر از شاعر ماست پس درصدد انصاف درآمده همه مطیع و منقاد
شدند چنانکه این قصه بتمام در اول وقایع سال نهم گذشته است و اما ذکر احوال
ثابت بن قیس بن شماس بن مالک ابو محمد و قیل ابو عبد الرحمن و بود وی خطیب انصار
و گفته میشد او را خطیب رسول الله صلی الله علیه وسلم چنان که گفته میشد حسان بن ثابت
را شاعر رسول الله صلی الله علیه وسلم حاضر شد احد را و آنچه بعد او ست از مشاهد و شهید
شد یوم الیمامه در خلافت ابی بکر صدیق در اصابه میگوید که ذکر کرده اند او را اصحاب مغازی
در بدریین و گفته اند اول مشاهد وی احد ست و بعد ازان حاضر شد مشاهد دیگر را که بعد از
احد اند و بشارت داد او را پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم به بهشت در قصه مشهوره که بعد از
نزول کریمه یا ایها الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم الایه در خانه نشست و در مجلس شریف حاضر
نمی آمد بجهت بودن او جهیر الصوت پس آن حضرت صلی الله علیه وسلم نزد خود طلبیده و بشارت
داد چنانکه در ذکر وی در کتاب رسول الله صلی الله علیه وسلم بتفصیل گذشت نعم الرجال ثابت
بن قیس و گفت مر ویرا نعیش حمیدا و تقتل شهیدا و از انس آمده که چون قدوم آورد آن
حضرت علیه السلام بمدینه مطهره خواند ثابت بن قیس و گفت بحضرت منع میکنم و باز میدارم
ترا از انچه نفس خود را و اولاد خود را پس هیبت از جزای آن فرمود آن حضرت جزای شما
بهشت ست و روایت میکند انس که چون در جنگ روز یمامه مردم کشاده شدند یعنی
پریشان و متفرق گشتند گفتم ثابت بن قیس مرا یا عم می بینی مردم را پس یافتم او را که میدارد
ازار را در انهای خود و میزند دست و پای و میگوید همچنین قتال نمیکردیم ما یا رسول الله صلی الله
علیه وسلم بر چیزی ست که معتاد گردانیده اند نفس خود را خداوندا من بیزارم از انچه میکنند

تا زمان ابن الزبیر و در آمد بروی در مسجد حرام و انشاء کرد اشعار کثیره پس گفت ابن الزبیر
نگاه دارد یا نابغه و شعر تو اعون وسائل تست نزد ما و نزد ترا در مال خدا و حقست حقی
بر دیت تو رسول خدا را صلی الله علیه وسلم و حقی بشرکت تو اهل اسلام را در دین ایشان پس
بر داورا در شتر خانه پس داد ناقهای جوان و اسپان خوب و بار بار از گندم و تمر و جامه
پس خوردن گرفت نابغه تمر نشتابی پس گفت ابن الزبیر و یحک ابا لیلی به تحقیق رسیده
ترا مشقت و گرسنگی پس روایت کرد نابغه حدیثی در مناقب قریش که در روی این
کلمه ایست که ایشان نخست انبیا اند که بیکدرجه در بهشت و روایت کرده شده است
این قصیده نابغه از حدیث مسلسل بشعر او شیخ امام اجل علی متقی رحمة الله
علیه در جامع کبیر که اسم بتبویب جمع الجوامع سیوطی ست آنرا ذکر کرده و منتهی شده
تا فرزدق از طراح شاعر که گفت ملاقات کردم نابغه بن جعده شاعر را و گفتم که ملاقات
کردی تو رسول خدا را صلی الله علیه وسلم گفت نعم انشاء کردم این قصیده را پس دیدم
روی مبارک صلے الله علیه وسلم که متغیر شد و ظاهر شد از غضب وی گفت ابی ابن یا ابا لیلی
پس گفتم ابی الجنة یا رسول الله فرمود ابی الجنة انشاء الله و مانا که موجب ظهور تغیر در روی شریف
بسبب وجود نوعی از مفاخرت و تکبیر دران بود و ابو نعیم در تاریخ اصفهان گفته نابغه قیس
بن عبد الله مرد باصفهان و بود والی اصفهان از جانب علی رضی الله و او را حکایات و اخبار
و امثال خطبا و آن حضرت صلے الله علیه وسلم همچنین ذکر کرده اند بلفظ جمع مشاکلت و موافقت
شعرا و بموزنین و امرا و کتاب و اینجا انچه ذکر کرده اند یکی بود که ثابت بن قیس ست و نیست
مراد به خطیب آنکه برای آنحضرت صلی الله علیه وسلم برای جمع و اعیاد خطبه میخواند چنانکه
کبرا را آمیاشد زیرا که اینها را به نفس شریف خود می کرد بلکه خطیب قوم برای آن می بود که
قومی بمفاخرت و مکابرت و تعصب ایشان برخیزند این مرد از جانب ایشان نیز بمعارضت
و مصادقت بایستد در برابر افتد و خواهد که غالب آید و نصرت نماید چنانکه بنو تمیم جهال آمدند
و شعرا و خطبای خود را آوردند و مفاخرت نمودند و آن حضرت علیه السلام نیز حسان بن ثابت
را فرمود که با شعرا و ایشان معارضه نماید پس حسان قصیده غرا بر سبیل هدایت و ارتجال

در اصل شاعر بود ولیکن چون در بدایت تهای مدیح ترک کرد گویا شاعر نماند وچون بعد ازان شعر گفت نابغ شد و نادر نابغه برای مبالغه است فی القاموس نبغ نبغان قال الشعر وجاده ولم یکن شاعرا اولا و نابغه شاعر محسن طویل العمر در جاهلیت واسلام واکبر واحسن از نابغه ذبیانی نبود عمری صد وهشتاد سال وبعضی دویست سال گفته وبعضی دویست وبیست سال واز اصمعی دویست سی نیز آمده وقول اول صحیح ترست وباقی بود تا زمان عبد الله بن الزبیر وبود در جاهلیت که ذکر میکرد دین ابراهیم را و نماز میکرد و روزه میداشت و استغفار میکرد و اشعار میگفت که دلیل بود بر توحید و اقرار بعث وجزا و جنت و نار بر نحو شعر امیه بن ابی الصلت و اینجا شعری ست که اکثر برانند که از دست و بعضے میگویند که از امیه بن ابی الصلت ست ؎

الحمد لله الذی لا شریک له من لم یقلها نفسه ظلما من لم یقلها یصله الحجم وتشفعی جرما وجه وان عظما

وابن عبد البر گفته تصحیح کرده اند یونس بن حبیب وحماد الروایه ومحمد بن سلام وعتبی بن سلیمان الاخفش که مر نابغه جعدی را ست وآمده است ازوی که گفت قدوم آوردم بر رسول خدا صلی الله علیه وسلم وانشاد کردم بروی قصیده را میگوید در وی ؎ اتیت رسول الله اذ جاء بالهدی ویتلو کتابا کالمجرة نیرا و در ان قصیده ابیات ست که خالی از گونه مفاخرت نیست تا رسیدم باین بیت ؎ بلغنا السماء مجدنا وجدودنا وانا لنرجو فوق ذلک مظهرا میگوید پس گفت آن حضرت صلی الله علیه وسلم این المظهر یا ابا لیلی و در روایتی ابی این المظهر یا ابا لیلی گفت الی الجنة پس گفت آن حضرت نعم انشاء الله بعد ازان خواند ولا خیر فی حلم اذا لم یکن له بواد ویحمی صفوه وان تکدرا ولا خیر فی جهل اذا لم یکن حلیم اذا ما اورد الامر اصدرا پس گفت آن حضرت اجاده کردی ونیکو گفتی لا یفضض الله فاک پس دیدم بعد از صد وبست سال که بود دندانهای او بهترین و درشت ترین دندانهای مردم را و اگر می شکست دندانی میرویید بجای آن دندانی دیگر و بود دندان او مثل ژالهای گداخته و میدرخشیدند مثل برق از جهت قبول سؤال او از جهت دعای که کرد در حق او را و خواند نابغه نزد آن حضرت صلی الله علیه وسلم این قصیده را تمام و این قصیده طویله است مقدار دویست بیت مشتمل بر مدایح ذات مقدس وی صلی الله علیه وسلم وی در آمد نابغه بر خلفای و در آمد بر عمر و بر عثمان و مر او راست اخبار عرایسه حسنه و باقی بود

شاعرے نذر کردہ بود کہ بوزد باد صبا مگر آنکہ نحر کند وطعام دہد بمردم پس نزول کرد کوفہ را
ربود مغیرہ بن شعبہ چون می وزید باد صبا می گفت اعانت کنید ابا عقیل را و بعضے گفتہ اند نذر
نکردہ بود ولیکن وزید روزی باد صبا پس مہمانی کرد وی در کوفہ بود پس شنید ولید بن عقبہ آنرا
وبود او امیر بر کوفہ از جانب عثمان پس خطبہ کرد مردم را کہ شما شناختہ اید نذر ابی عقیل را کہ لازم
کردہ است بر نفس خود پس اعانت کنید برادر خود را پس از خطبہ فرود آمد و فرستاد مردم را بسوے
وی پس قضا کرد نذر خود را و در خبر غیر معتبر آمدہ کہ جمع شدند نزد وی ہزار راحلہ پس انشاد کرد
ولید درین باب قصیدہ کہ اولش اینست ؎ آری الجزار تشخذ * لتصر بہ زاد وہبت ریاح
ابی عقیل * اغرا بوجہ ابیض عامری * طویل الباع کالسیف العقیل * وازدام المومنین عایشہ
منقول ست کہ رحمت کند خداوند تعالی لبید را کہ گفت ؎ ذہب الذین یعاش فی اکنافہم *
وبقیت من خلف کجلد الاجرب * گفت عایشہ لبید در زمان خود این را گفتہ پس چگونہ نمیشود
اگر میدید این زمان ما را او عروہ گفت پس چگونہ میدید عایشہ زمان ما را از عایشہ آوردہ اند کہ
گفت روایت کردہ شدہ ام من از لبید دوازدہ ہزار بیت وگفت صاحب استیعاب ولید بن ربیعہ
عامری وعلقمہ بن علامہ عامر از مؤلفۃ القلوب وبود علقمہ نیز از فحول شعراء مجودین آوردہ اند کہ
چون گفت لبید الا کل شیء ماخلا باطل وکل نعیم لامحالۃ زائل گفت مرا در اعثمان بن مظعون دروغ
گفتی نعیم جنبۃ زائل نمیگردد پس در غضب آمد لبید پس زیادہ کرد این بیت را سوای جنبۃ الخ ودر
این نغمہا * سیفنی وان الموت لابد نازل * واختلاف کردہ اند در عمر لبید بعضے صد وچہل سال
گفتہ اند وبعضے یک صد وپنجاہ وہفت وبعضے صد وشصت سال گفتہ واللہ اعلم واما نابغہ جعدی
در نام او اختلاف ست قیل قیس بن عبد اللہ وقیل حبان بن قیس بن عبد اللہ بن عمرو
بن عدس بن ربیعہ بن جعدہ ومشہور شدہ است بنابغہ بغین معجمہ بسبب آنکہ در جاہلیت
شعر گفت بعد ازان ایستاد تا سی سال کہ ہیچ شعر نمیگفت پس دران افتاد در شعر گفتن
ونامیدہ شد او را نابغہ ونبغ ونبوغ در اصل بمعنی ظاہر شدن بی آنکہ در اصل شاعر باشد
در شعر گفتن ونکوئی وتوابع از شعراء جماعہ اند مثل نابغہ جعدی بفتح جیم نابغہ ذبیانی بضم ذال
معجمہ وسکون موحدہ وخفہ تحتانیہ ونون منسوب بہ ذبیان بن نغیض بغین وضاد معجمتین نابغہ جعدی

چهار غزوه وروایت کرده است ازان حضرت درینباب احادیث را وفات یافت در عهد
معاویه سنه اثنین وازربعین روایت کرده است از حسن که گفت چون کشته شد عثمان
سوار شد اسود در سفینه وبرداشت بروی اهل وعیال خود را وبدر رفت ودیده نشد بعد ازان
بدانکه شعرای اسلام بسیار بودند ازانهای که روایت ایشان پیغمبر صلی الله علیه وسلم وروایت
ازان حضرت به ثبوت پیوسته یا نه پیوسته بذکر لبید ونابغه که مشهور اند اختتام کنم اما لبید
بن ربیعة العامری الشاعر ابو عقیل قدوم آورد بر پیغمبر صلی الله علیه وسلم وروند سوم خود بنو جعفر
بن کلاب بن ربیعه بن عامر بن صعصعه واسلام آورد ونیکو شد او وبود فارس شجاع شاعر محسن
مجود شریف درجاهلیت واسلام شعر گفت در زمان جاهلیت وبر طویل وچون اسلام آورد
ترک کرد شعر گفتن را وظاهر امراد تقلیل آن خواهد بود وعدم جریان بر طریقه شعرا در مدح وذم
روایت ست از ابی هریره که گفت رسول خدا صلی الله علیه وسلم بر منبر اصدق کلمة قالها الشاعر
کلمة لبید الا کل شی ما خلا الله باطل ابن عبد البر گفته که این شعر حسن ست در وی دلالت ست
بر انکه این را در اسلام گفته است والله اعلم اما اکثر اهل اخبار بر انند که لبید شعر نگفته ازان باز که
در اسلام در آمد وبعضی گفته اند که نگفت در اسلام مگر یک قصیده که این بیت از انست
الحمد لله اذ لم یاتنی اجلی حتی ✤ اکتسب بن الاسلام سربالا وبعضی گفته اند از غیر اوست وبیتی که وی در اسلام گفته انیست
ما عاتب المرء الکریم کنفسه ✤ والمرء یصلحه والقرین الصالح وآورده اند که گفت عمر بن الخطاب مر لبید را روزی یا باعقیل بخوان
برای من شعر از اشعار خود گفت نیستم من که شعر گویم بعد ازان که تعلیم کرد مرا خدای تعالی البقره وآل عمران را یعنی قرآن را تخصیص
این دو سوره بجهة زیادت فضل وعظیم ثواب آن خواهد بود والله اعلم یا بفضل این وقت همین دو سوره عظمی در حفظ و
خواهد بود پس عمر بن الخطاب زیاده کرد در عطای او یا نصد ونخست ودو هزار بود ودر استیعاب
میگوید چون زمان امارت معاویه شد گفت این دو هزار پس بود علاوه یا نصد برای چیست
ومیخواست معاویه که کم کند آنرا گفت لبید الان می میرم وباقی میمانند این دو هزار پس مرد
لبید بعد ازان در اندک مدت وبعضی گفته اند که چون اسلام آورد لبید رجوع کرد بقوم خود
ونزول کرد بکوفه در ایام ولید بن عقبه در خلافت عثمان واین قول اصح ست پس فرشاد
ولید بمنزل لبید بیت جزدر پس نکرد آنرا از خود ذکر کرده است مبرد وغیر وی که لبید بن

گفت پدر وعم من حاضر شده اند بدر را وعهد کرده اند بسوی من که قتال نکنم مردی را که مسلمان
است واهل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ واگر تو برائت نامہ از یاری بمن میدہی من با تو آیم
پس گفت مردان حاجت نیست مرا بمعونت تو دارقطنی گفتہ است کہ روایت کردہ است
امین بن خزیمہ از پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم وابن عبد البر در استیعاب میگوید اما من نیافتم
او را روایت مگر از پدر وعم وی ودر اصابہ گفتہ کہ اخراج کردہ است ترمذی بہ روایت امین
بن خزیم حدیثی از پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم وحکم بغرابت آن کردہ وگفتہ شناختہ نشدہ امر امین را
سماع از پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم و واقف نشد ابن عبد البر بر حدیث ومرد در کامل گفتہ کہ
مر او را صحبت است ودر قتل عثمان از وی شعر نقل کردہ گویا مرثیہ گفتہ باشد برای وی رضی اللہ عنہ
وازصولی نقل کردہ کہ ہمی خواند ندا امین بن خزیمہ را خلیل الخلفاء از جہت خویش داشتن
ایشان مر او را از جہت فصاحت وی وبود وی یرمی کہ تغر میداد آنرا بر عفران وعبد العزیز بن مروان
پدر عمر بن عبد العزیز کہ والی مصر بود مواکلت میکرد با وی وبر میداشت چیزی از برص
از جہت خوش داشتن او وی را دیگر اعشی بن مازن بن عمرو بن تمیم ساکن شد بصرہ را
وبود شاعر آمد نزد آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم وانشاد کرد شعری را کہ در ان شکایت
زنان بود ودر روی این مصرع بود ع وہن شر غالب لمن غلب ✻ آن حضرت این مصرع را
تمثل کرد وگفت امن شر غالب لمن غلب ومیگویند کہ اسم این اعشی بن اعشی بن مازن
عبد اللہ است دیگر اسود بن سریع السعدی التمیمی ابو عبد اللہ نزول کرد بصرہ را وبود واعظ
شاعر محسن ودی اول کسی است کہ وعظ گفت در مسجد بصرہ روایت کردہ است از وی
حسن بصری آوردہ اند کہ وے نزد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد وگفت یا رسول اللہ
آیا انشاد کنم ترا محامدی کہ ستودہ ام بآن پروردگار خود را گفت آن حضرت بدرستیکہ
پروردگار تو محمد گفتہ می شود گویا ادائے این سخن بر آن حضرت گران آمد یعنی تو چہ گوئی
ہمہ عالم ستایش وی عز وجل میکنند وآن من شی یسیح بحمدہ یا تقصیر وتحسین مراد است
یعنی خوب کردہ ہمہ عالم حمدی گویند مر او را وزیادہ برین نگفت کذا فی الاستیعاب ودر اصابہ
گفتہ کہ حسن بصری روایت کردہ است از اسود بن سریع کہ گفت غزا کردہ ام با پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

اعشی بن مازن

وبود وی کہ ہر کہ را بحوی میکرد غالب می آمد بروی و تحقیق وافد شد بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
وزندگانی کرد تا خلافت عثمان رضی اللہ عنہ دیگر ابو الطفیل بن عامر بن وصلۃ اللیثی الکنانی
و بعضے گفتہ اند عمرو بن واثلہ و اول اکثر و اشہرست ولادت او روز احد دریافت از ہجرت
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہشت سال و نزول کرد کوفہ را و صحبت داشت با علی مرتضے
رضی اللہ عنہ و حاضر شد با او و ہمہ مشاہدہ او و چون مقتول شد علی رضی اللہ عنہ برگشت بمکہ و اقامت
کرد در وی تا زمان وفات او و در روایت آمدہ یکی و مائۃ و سبع دیگر بمائۃ و عشر و از نخامدت عمر وی نیز
توان دانست و بعضی گویند ہم در کوفہ اقامت کرد و الاول اصح و اللہ اعلم و وی آخر کسی ست کہ دیدہ
است حضرت رسول را صلی اللہ علیہ وسلم میگفت وی رضی اللہ عنہ نیست بر روی زمین مردی
کہ دیدہ است پیغمبر را صلے اللہ علیہ وسلم جز من و در روایتی باقی نمانده است و بر روی زمین چشمے
کہ دیدہ است پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم را جز چشم من بود عامر بن واصلہ شاعر محسن مجود و فصیح
عالم فاضل حاضر الجواب و گفتہ است و ما شتاب را سے سنین یا بعت علی لکنے شیبے ابو القاع
و در استیعاب گفتہ کہ وی تشیع میکرد در سے و تفضیل بکر و او را و انشاء و استثنا میکرد در شیخین
ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما و ترحم میکرد بر عثمان و آوردہ اند کہ قدوم آورد وی روزی بر معاویہ
پس گفت معاویہ چگونہ است وجد و حزن تو بر دوست تو ابی الحسن گفت مانند وجد و حزن ام
موسی و شکایت می کنم بسوی خدا تقصیر را و گفت معاویہ بوی آیا بودی تو در ان جماعہ کہ حاضر
بودند عثمان را گفت لا و لیکن بودم من در آنہا کہ حاضر بودند او را و گفت پس چہ منع کرد ترا کہ
نصرت دہی او را گفت ابن عامر چہ منع کرد ترا از نصرت وی کہ پیش آمد حادثہ بودی تو در اہل
شام و ہمہ تابع تو بودند پس گفت معاویہ آیا نمی بینی تو طلب کردن مرا خون او را گفت آرے
دیدم و لیکن حال تو چنان ست کہ گفت یکی از بنی فلان ؎ لام تفتیک بعد الموت تندی
وفی حیاتی ما زودتنی زادی ؎ امین بن خزیمہ اسدی بجاء معجمہ و زای بر صیغہ تصغیر از بنی اسد
بن خزیمہ اسلام آورد یوم الفتح و وی غلام کوالا بود و روایت میکند از پدر و عم خود و ہر دو بدری اند
و روایت میکنند از وی شعبی و وی شامی الاصل ست و بود شاعر محسن مجود و روایت ست
از شعبی کہ گفت فرستاد مروان بسوی امین بن خزیمہ کہ نمی آئی پیش ما و قتل نمی کنی ہمراہ ما

دیگی ازان هفتاد تن ست که حاضر شدند عقبه ثالثه را و اختلاف کرده شده است در شهود او
و غزوه بدر را و حاضر شد مشاهده دیگر را بعد از غزوه تبوک و بعضی گویند بدر را نیز حاضر شد
و الله اعلم و مجروح شد روز احد یازده جراحت و یکی ازان سه تن ست که تخلف کرد ند از
غزوه تبوک پس توبه کرد و رجوع برحمت نمود حق تعالی بر ایشان و قبول کرد توبه ایشان
را و قصهٔ آن در غزوه تبوک که از وقایع نهم ست گذشت و وی از شعرای پیغمبر ست صلی الله
علیه وسلم و بود محو و مطبع غالب آمد مردے شعر در جاهلیت و معروف شد بدان
و بود کار او آنکه نمی ترسانید کافران را بحرب و حسان بن ثابت هجو میکرد ایشان را و ذکر
میکرد قبائح و مثالب ایشان را چنانکه گذشت و روایت کرده است از رسول خدا صلی الله
علیه وسلم روایت کرده اند از وی پسران وی عبد الله و عبد الرحمن و محمد و عبد الله بن عباس
و جابر بن عبد الله و ابو جعفر محمد باقر و روایت کرد برای وی جماعت مائة سنة خمسین و قیل
ثلث و خمسین و هو ابن سبع و سبعین اما عبد الله بن رواحه انصاری خزرجے از سابقین
اولین و از نقبای انصار ست حاضر شد عقبه ثالثه و احد و خندق را و همه مشاهد را الا فتح مکه را
و ما بعد آنرا از بهجت شهادت او بموته و وی نیز از شعرای آن حضرت صلے الله علیه وسلم و
کار او آن بود که توبیخ و تعییر می کرد مشرکان را بر کفر و عبادة الاصنام و باقی احوال وے
رضی الله عنه سابقاً در ذکر کتاب آن حضرت صلی الله علیه وسلم گذشت **وصل**
در بیان صحابه غیر این سه کس مذکور مشهور را نیز در شعرای نوشته اند مثل ابو سفیان بن الحارث
بن عبد المطلب و عباس بن مرداس السلمی و عدی بن حاتم الطائی و احوال ایشان در مواضع
سابقه معلوم شده است و حمید بن ثور الهلالی که شاعر مجود قدوم آورد بر آن حضرت
صلے الله علیه وسلم و اثنا کرد قصیده را که در اوائل این ست ؎ اصبح قلبی من سلیمی مقصدا
ان اخطاء منها و ان تعبدا ؎ و در آخر میگوید حتی اتانا ربنا بالمحمد ؎ نتلو من الله کتابا مرشدا
و گفته اند که او را روایت ست از پیغمبر صلے الله علیه وسلم و روایت کرده است او را زبیر بن
بکار مر او را و ذکر کرد که قدوم آورد بر آن حضرت صلے الله علیه وسلم و در اصابه گفته که ذکر کرده است
او را محمد بن سلام جمحی در طبقه رابعه از شعرای اسلامیین و مرزبانی گفته که بود یکی از شعرای فصحای

بجانب حسان رگفت شعر میخوانی در مسجد پس گفت حسان مرا در اینجا میخواند من شعر در مسجد نزد
کسیکه بهتر بود از تو یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پس خاموش گشت عمر و از اشعار چیده حسان
ست انچه آورد بر سبیل ارتجال در پیش آن حضرت در وقت قدوم بنی تمیم چنانکه گذشت پس
حسان قصیده انشا کرد و ثابت بن قیس بن شماس خطبه خواند و اقرار کردند بنو تمیم بعجز و نادانی
خود و گفته که شاعر محمد بهتر از شاعر ست و خطیب ما در وارد شده است که آن حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم فرمود حسان حاضرست میان مومنین و منافقین دوست نمیدارد او را منافق
و دشمن ندارد او را مومن و فرمود سب نکنید حسان را زیرا که مناقحت و مخاصمت و معارضت
میکند از خدا و رسول او و بحسان چنین نسبت کرده اند که بسبب آن در هیچ مشهدی حاضر
نشده خبرها نقل کرده اند از وی مستشنع در ینباب که مکروه داشت و ذکر کرد آن و حکایت کردن
ازان مناسب نیست و ابن کلبی گفته است زبان آور و شجاع بود در سید او را علتی پس حادث
شد در وی جبن ازان باز که زد او را صفوان بن المعطل بسیف و بعضے از اهل علم منکر شدند
نسبت جبن را بوی اخباری را که وارد شده دران بدلیل آنکه اگر در وی جبن میبود هجو
کرده می شد بآن زیرا که وی هجو کرده است اقوام را بآن پس اگر وی نیز جبان بودی هجو میکردند
او را بدان و از خطبات حسان بن ثابت عفا اللہ عنه که داخل شد در اهل افک عایشه
خدا داند که از کجا درین ورطه افتاد اما اگر کسے او را نزد عایشه بدیا دی کرد وی گفت سب نکنید
حسان را که وی مناقحت و مفاخرت میکرد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گفت ابن القریعه
امید میدارم که در اورد خدا تعالی بهشت را از جهت خوب و دفع از پیغمبر خدا بلسان خود
و قریعه بنت خالد نفاهور او عین مهمله بر صیغه تصغیر نام مادر حسان ست و نیز خزرجیه است در یافت
اسلام را و آورد او را حسان نزد آن حضرت و بیعت کرد و بود حسان که مدح می کرد عایشه
را بعد از توبه کردن وی ازان شنیعه و زده شد او را حد قذف و اعمی شد در آخر عمر و وفات
یافت پیش از سنه اربعین در خلافت علی رضی اللہ عنه و قیل سنه خمسین و قیل اربعه
و خمسین و هو ابن مائة و عشرین سنه و اما کعب بن مالک ابو عبد الرحمن و قیل ابو عبد اللہ
کعب بن مالک الانصاری الخزرجی السلمی به فتحتین المدنی صحابی عقبی ست حاضر شد عقبه ثانیه را

ازانہای کہ ہجو میکردند رسول خدا را صلے اللہ علیہ وسلم مثل عبد اللہ بن الزبعری بکسر زاء و
فتح موحدہ وسکون عین مہملہ وفتح راء و آخر الف و ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب
ابن عم رسول اللہ و عمرو بن العاص وغیرہم آوردہ اند کہ گفت یکی از مسلمانان بعلی مرتضی
رضی اللہ عنہ کہ بہجو کن از جانب ما این قوم را کہ ہجو می کنند ما را گفت اگر اذن کند ما را رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم می کنم و چون شنید این سخن را آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمود علی نیست نزد وے
آنچہ خواستہ شود در جناب و نیست علی را در آنجا کہ می خواہید شما از وی بعد ازان فرمود چہ
منع میکند قوم را کہ نصرت دادہ اند رسول خدا را بسلاحہای خود ازین کہ نصرت دہند او را
بزبانہای خود پس گفت حسان من برای این کار م یا رسول اللہ و گرفت طرف لسان خود را
و گفت آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم چگونہ ہجو می کنی ایشان را و می افتی در نسب ایشان
و من در ایشانم و در نسب ایشان داخلم و چگونہ ہجو میکنی ابا سفیان را و وی ابن عم من ست
گفت حسان واللہ بیرون می کنم ترا یا رسول اللہ از ایشان چنانکہ بیرون کشیدہ می شود
موی از خمیر پس فرمود آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیا ابا بکر و رجوع کن بوی کہ وی اعلم ست
بانساب از تو پس میرفت ابو بکر تا مطلع گرداند او را بر انساب ایشان و میگفت باز دار خود را
از فلانہ و ذکر کن فلانہ و فلانہ را پس شروع کرد حسان در ہجو کردن مشرکان و چون شنیدند
قریش شعر حسان بن ثابت را شناختند کہ این شعر از وی نیست بلکہ از ابن ابی قحافہ ست ہجو کرد حسان ابو سفیان
بن الحارث را و چون رسید شعر او بابی سفیان گفت این کلامیست کہ غائب نیست ازین ابن قحافہ و آن حضرت
می نہاد برای حسان بن ثابت منبر در مسجد کہ می ایستاد بر آں مدح آنحضرت ہجو دشمنان وی فرمود آن حضرت ان اللہ یؤید حسانا
بروح القدس ما ام نیافخ عن رسول اللہ و در روایتی یفاخر و میگفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ قول حسان بن ثابت سخت تر ست
بر ایشان از آمدن تیر و خلیدن آن و گفتہ کہ ہر کہ خدا تعالی را زبانی عطا کند و بر تکلم قدرت
بخشد باید کہ در مدح آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم و ہجو دشمنان او تقصیر نکند کہ بہترین کارہا
این ست و گفتہ اند کہ کار حسان بن ثابت آن بود کہ معارضہ میکرد مشرکان را در وقائع
و ایام و ما ثر و ہجوے کرد ایشان را و ذکر میکردند قبایح و مثالب ایشان را و گذشت عمر
بن الخطاب روزے بر حسان و حال آنکہ او شعرے می خواند در مسجد پس تیز نگاہ کرد عمر

شیخ که اگر این سخن که ابن عساکر در باب سحبان وائل گفته است به ثبوت رسید محصول بر قسم ثالث خواهد بود زیرا که معروف آنست که وی جاهلی ست و ابو نعیم در کتاب خود و خطبها گفته که بود سحبان خطیب عرب غیر مدافع و بود چون خطبه میخواند اعاده نمیکرد و یک حرف را دو نمیماند در ان و توقف نمی کرد و تفکر نمی شود بلکه بود سلسبیل روان پس ازینجا معلوم میشود که سحبان از شعرای آن حضرت نبوده و آن حضرت را ندیده و خلفای اربعه را نیز نه دریافته است و تحقیق اسلام وی که در زمان شریف آورده یا بعد ازان و مدت عمر و زمان وفات دیگر نیز معلوم نشد و الله اعلم حسان بن ثابت ابو الولید و یقال ابو عبد الرحمن و یقال ابو الحسام بن ثابت بن المنذر بن حرام ضد حلال الانصاری نجاری حزرجی شاعر رسول الله صلی الله علیه وسلم از فحول شعراست در جاهلیت و اسلام و اجماع کرده اند عرب بر انکه اشعر اهل مدر اهل شیرب اند پس تر عبد القیس ثم ثقیف و بر آنکه اشعر اهل مدینه حسان بن ثابت در زندگانی او پدر او ثابت و جد او منذر و پدر جد او حرام هر یک صد و بست سال و گفته است ابو نعیم شناخته نمی شود در عرب چهار کس که تناسل کردند از صلب واحد که اتفاق افتاده شهادت ایشان انقدر غیر ایشان و عبد الرحمن پسر حسان بن ثابت چون ذکر میکرد این را می افتاد بر قفای خود بر فراش خود و دراز میکرد پایهای خود را و خنده میکرد فارغ از روز مردن گمان آنکه من نیز باین سن خواهم رسید پس مرد چهل و هشت ساله و از اصمعی آمده که گفت حسان بن ثابت از فحول شعرا راست و ابو حاتم گفت که می آمد از وی اشعار نرم پس گفت اصمعی نسبت کرده میشود بوی اشیای که صحیح نیست ازوی و ابو حاتم از ابو عبیده اورده که گفت فضل داده شد حسان بر شعرا بسته بخیر شاعر انصار بود در جاهلیت و شاعر رسول خدا بود در نبوت و شاعر تمامه یمن بود در اسلام و میگویند شعر جاهلیت وی اجود بود از شعر اسلام وی زیرا که اسلام بازمی دارد از کذب و منع می کند ازان و شعر تزیین میدهد او را کذب و افراط در وصف و تزیین بغیر حق ست و انهمه کذب ست و زندگانی کرد حسان شصت سال در جاهلیت و شصت در اسلام دریافته بود نابغه ذبیانی را اعشی را و خواند بود پیش ایشان شعر خود را و هر دو مسلم داشتند او را و گفتند که تو شاعری و وی هجو می کرد مشرکان قریش را

علیه وسلم از آنها که دفع میکردند و باز میداشتند شرکافران را از اسلام و اهل آن و مدح رسول صلی الله علیه وسلم و همچو کفار لعنهم الله میکردند سه کس شمرده اند حسان بن ثابت و کعب بن مالک و عبد الرحمن بن رواحه و در روضة الاحباب میگوید که شاعران و خادمان و مداح رسول صلی الله علیه وسلم از مردان صد و شصت بودند و از زنان دوازده بودند انتهی و از مشاهیر شعراء غیر این سه کس بودند مثل نابغه که شاعر جاهلی طویل العمر دویست ساله بوده و هشتاد ساله بود و قصص و حکایات وی از عجائب و غرائب ست و لبید بن ربیعه که شریف بود در جاهلیت و اسلام و صد و چهل سال یا صد و پنجاه و هفت سال عمر داشت و سحبان وائل که مشهور ست و زده میشود بوی مثل در فصاحت چنانکه ناقل در فهامت و شیخ ابن حجر او را در اصابه ذکر کرده و گفته است سحبان وائل که زده میشود بوی مثل در فصاحت و بلاغت ذکر کرده است او را ابن عساکر در تاریخ خود و گفته که رسیده است مرا که وی وافد شده بر معاویه شیخ میگوید اگر ثابت شود این سخن که ابن عساکر گفته پس وی از قسم مخضرمین ست که دریافته اند جاهلیت را و اسلام را و اورده نشده است در هیچ چیزے که مجتمع نشده اند به پیغمبر صلی الله علیه وسلم و ندیده اند آن حضرت را خواه اسلام آورده اند در حیات وی صلی الله علیه وسلم یا نه و ایشان نیستند اصحاب آن حضرت باتفاق از اهل علم بحدیث اگرچه زیاده ذکر کرده اند ایشان را بعضے از علماء در کتب معرفة الصحابة و لیکن تصریح کرده اند بانکه ذکر کردن ایشان بجهت مقارنت ایشان ست بآن طبقه نه آنکه از اهل آن طبقه اند تصریح کرده است بانبعنی ابن عبد البر در مقدمه کتاب خود و شیخ در اصابه معرفة الصحابه سه قسم را ذکر کرده است یکی همین قسم که او را قسم ثالث ساخته اند و قسم اول آنکه ثابت شده صحبت ایشان بطریق روایت از وی یا از غیر وے خواه آن طریق صحیح باشد یا حسن یا ضعیف یا واقع شده است بطریقے که دلالت میکند بر صحبت بهر طریق که باشد و قسم دوم اطفال گذرانیده شده در عهد آن حضرت صلی الله علیه وسلم مر بعضے صحابه را از رجل یا نساء از آنها که وفات یافت آن حضرت و ایشان نه در سن تمیز بوده اند و چون ذکر کرده می شوند ایشان در صحابه بنسبت آن ذکر بسبیل الحاق از جهت تقویت دواعی صحابه بر احضار اولاد خود بر آن حضرت نزد ولادت برای تحنیک و تسمیه پس میگوید

گذاشته بودند و بود ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کہ اذان میگفت با بلال و در روی نازل شده است
سورہ عبس وفات یافت بمدینہ مطہرہ و بعضے گویند شہید شد در قادسیہ و ذکر وی در کتب احادیث
بسیار ست دیگر ابو محذورہ بجاء مہملہ و ذال معجمہ نام اوادس بن معیر بکسر میم و سکون مہملہ و فتح
تحتانیہ جمحی قرشی غالب آمد بروی کنیت اذان گفت برای آن حضرت بمکہ و وارث شدند اذان را
از ابی محذورہ در مکہ برادران ایشان از بنی سلامان بن ربیعہ بن سعد بن جمح و ابن مجریر گفتہ اند
ابو محذورہ را کہ موی داشت بر سرش چرا نمی گیری از موہای خود گفت نیستم من کہ بگذارم موی را
کہ مسح کرد بر وی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و دعا کرد در وی ببرکت وفات بمکہ سنہ تسع و خمسین
و قیل بعد ذلک و وی ہجرت نکرد و ہمیشہ مقیم بود بمکہ و روایت کردہ اند از وی ابن او عبد الملک و عبد اللہ
بن مجریر و ابن ابی ملیکہ و روایت کردہ است برای وی مسلم و اربعہ و از ابو محذورہ ترجیع ثابت
شدہ و در اقامت او شفیعہ و بلال ترجیع نمی کرد در اذان و افراد میکردند در اقامت و بعضے از
مؤذنان نہ ترجیع می کردند در اذان و تثنیہ میکردند در اقامت و ہر یکی ازین طرق را اختیار
کردہ مذہب ما ترک ترجیع در اذان ست تثنیہ در اقامت و تحقیقی فی موضعہ دیگر سعد قرظ و سعد قرظی
نیز گویند نام او سعد بن عائذ ست یا تحتانیہ سوتی عمار بن یاسر معروف سعد قرظ مرا و راجحیت ست
و وجہ تسمیہ قرظ بجہت آنست کہ وی تجارت کرد در قرظ و سود یافت پیش ازین در ہر چہ تجارت
میکرد پس التزام کرد تجارت قرظ را و قرظ بہ فتحتین و قاف و ظاء معجمہ ورق مسلم کہ بوی دباغت دہند
چرم را و آنرا ادیم قرظی گویند و گردانیدند او را رسول خدا مؤذن مسجد قبا چون وفات یافت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ترک کرد بلال اذان را انتقل کردہ شد سعد قرظ بمسجد مدینہ پس
ہمیشہ بود کہ اذان میگفت در مسجد شریف تا زمان حیات خود و متوارث شد اذان از وی
در اولاد وی تا زمان امام مالک و بعد از وے نیز در بعضے روایات آمدہ آنکہ نقل کرد سعد قرظ
ما را برای اذان مسجد مدینہ عمر بن الخطاب بود رضی اللہ عنہ و بعضی گفتہ اند کہ اذان میگفت برای
ابو بکر و بعد از وی برای عمر و گفت و این مبنی بر ان تواند بود کہ بر آمدن بلال رضی اللہ عنہ از مدینہ
و رفتن او بشام در زمان ابو بکر یا در زمان عمر بود چنانکہ سابقا اشارت باین قول رفت و وفات
سعد قرظ در ولایت حجاج بر حجازیان در سنہ اربع و تسعین بود و اللہ اعلم اما شعر ای آن حضرت صلی اللہ

این سخن بگوید گفتند از حسین التماس باید کرد که به بلال امر فرمایند که اذان بگوید که اورا از فرموده ایشان چاره نخواهد بود پس امام حسین امر فرمود و بلال باذان گفتن دران موضعی که در حضور شریف حضرت علیه السلام میگفت برآمد چون گفت الله اکبر الله اکبر بتصور و تذکار ایام حیات رسالت صلی الله علیه وسلم شورشی و گریه مردم راه یافت و چون گفت اشهد ان لا اله الا الله آن شورش و گریه زیاده شد و چون گفت اشهد ان محمد رسول الله زلزله در شهر افتاد و گریه و ناله در گرفت گویا امروز رحلت آن حضرت ست صلے الله علیه وسلم پس نه بلال را مجال اذان گفتن شد و نه مردم را طاقت شنیدن ماند و صواخات داد آن حضرت میان او و میان عبیده بن الحارث بن عبد المطلب ابن عم رسول الله کذا فی الاستیعاب و در اصابه میان وی و میان عبیده بن الجراح گفته و در بلاخات مالک آمده که گفت رسیده است که رسول خدا صلے الله علیه وسلم گفت به بلال یا بلال چه حال ست که من در آمدم بهشت را شنیدم خشف نعلین ترا خبر ده بآن نیکوترین عملی که میکنی گفت طهارت نکنم مگر آنکه نگذارم انچه نوشته شده است بر من از نماز و بود بلال رضی الله عنه که چون این حدیث را ذکر میکرد دیگر میکرد و سیوطی در جمع الجوامع روایت میکند که گفت رسول خدا صلے الله علیه وسلم السباق رابعه انا سابق العرب و بلال سابق الحبشه الحدیث و فضائل مناقب او بشمار ست و بود وی رضی الله عنه آدم شدید الادمه نحیفا طویلا خفیف العارضین وفات یافت به دمشق دفن کرده شد نزد باب صغیر سنه عشرین و قیل سنه ثمانین عشره و قیل مات بحلب و دفن بها و الاول هو الصحیح و له بضع او ثلث و ستون سنه قیل سبعون روایت کرده اند ازوی جماعه از صحابه که ابو بکر و عمر از ایشانند و اسامه بن زید و عبد الله بن عمر و کعب بن عجره و براء بن عازب و غیرهم رضی الله عنهم اجمعین و جماعه کبار از تابعین مدنیه و شام و کوفه دیگر ابن ام مکتوم نام او عبد الله بن عمر و قیل عمرو بن قیس بن زائده و بعضی عبد الله بن شریح بن قیس گفته شود که عبد الله بن زائده گفته نسبت بجد کرده قرشی عامری ست از بنی عامر بن لوی و اسم مادر او عاتکه بنت عبد الله بن مخرومی بود قدیم الاسلام بمکه و هجرت کرد بمدینه با مصعب بن عمیر پیش از رسول خدا صلے الله علیه وسلم و واقدی گفته بعد از بدر به اندک زمانه استخلاف میکرد او را رسول خدا بر مدینه در اکثر غزوات و در بعضی روایات سیزده بار آمده و در غزوه تبوک نیز امیر المومنین علی را بر اهل و عیال

رغبت داری که بفروشی این غلام خود را که بلال است پیش از انکه برود از دست تو و محروم
شوی از مثن وی گفت چه کار میکنی وی خبیث است بهیچ کار نمی آید بار دیگر ملاقات کرد
و گفت بوی همین سخن پس خرید عباس رضی الله عنهما او را و فرستاد نزد ابی بکر یعنی بخشید
بوی پس آزاد کرد ابو بکر او را و بود عمر بن الخطاب که میگفت ابو بکر سیدنا اعتق سیدنا
یعنی بلال را و مشهور آنست که بلال بعد از وفات آن حضرت صلے الله علیه وسلم بشام رفت
بر چند خواست ابو بکر که در مدینه باشد و برای وی اذان گوید تا ایستاد و گفت یا ابا بکر
اگر تو مرا برای رضای خدا خریدی و آزاد کردی اکنون نیز مرا بگذار و خلاص کن پس بشام
رفت و ابن عبد البر در استیعاب می آرد و برای ابو بکر اذان گفت و آمده است که دید ابو جهل
علیه اللعنة بلال را و گفت تو نیز میگوئی انچه میگوید محمد گرفت او را و بر روی افگند او را و
گذاشت در آفتاب و نهاد بر سینه او آسیا سنگ و میگفت بلال احد احد پس فرستاد
ابو بکر یکی از دوستان خود تا بخرد برای وی بلال را و چون دور خلافت بعمر رسید
از وی رخصت طلبید و گفت عمر چه چیز منع میکند ترا که باشی پیش من و اذان گوئی
گفت من اذان گفتم برای رسول خدا صلے الله علیه وسلم که میگفت و اذان گفتم ترا برای
ابو بکر که ولی نعمت من بود و بتحقیق شنیده ام رسول خدا را صلے الله علیه وسلم که میگفت
یا بلال نیست هیچ عملی فاضلتر از جهاد در راه خدا و این روایت خلاف مشهور است و
میگویند که چون عمر رضی الله عنه در زمان خلافت خود بشام رفت و بود بلال رضی الله عنه
در انجا پس اذان گفت برای او و بگریست عمر و هر که با وی بود و گویند هیچ روزی ندید
کسی گریان تر از ان روز و یکبار دیگر بلال بمدینه مطهره آمد و بنیاد اذان گفتن کرد
تمام نتوانست کرد و قصه اش آنست که چون بلال رضی الله عنه بشام رسید بعد از شش ماه
حضرت رسول صلے الله علیه وسلم را بخواب دید که میفرمایند یا بلال ما هذا الجفاء ولا تزورنا
پس بلال همان ساعت متوجه مدینه شد و چون نزدیک رسید از احوال فاطمه و حسن و حسین
سلام الله علیهم اجمعین پرسید گفتند فاطمه بجنت خرامید و حسن و حسین باقی اند و چون
بمدینه در آمد خواستند مردم که برای ایشان اذان گوید هیچکس را مجال آن نشد که به بلال

اما انهای که در روضة الاحباب در ذکر وقایع سال نهم از عمال داشت و در اینجا در ذکر عمال ذکر نکرد یکی بریده است که در کتاب مذکور شد و در روایتی کعب بن مالک

باب دهم در ذکر مؤذنین و خطباء و شعراء و هداة

اما مؤذنان آن حضرت صلی الله علیه وسلم یکی بلال بن رباح بفتح راء و باء موحده و حاء مهمله در آخر و ما در او حمامه بفتح حاء و تخفیف میم گفته اند او ابو عبد الله و قیل ابو خازن وی در اصل از مولدین سراة است بفتح سین مهمله و تخفیف راء موضعی ست میان مکه و یمن اسلام آورد قدیما و بود صادق الاسلام و طاهر وی اول کسی ست که اظهار کرد اسلام خود را بمکه و عبد الله بن مسعود گفت که هفت کس اند که اول اظهار اسلام کردند رسول الله و ابو بکر و عمار بن یاسر و مادر وی سمیه بضم سین و شدید یا و صهیب و بلال و مقداد اما رسول خدا پس منع کرد خدا تعالی از وی بسبب عم وی ابو طالب و منع کرد از ابو بکر بقوم وی اما دیگران را گرفتند ایشان را مشرکان و عذاب میکردند بر توحید و دین اسلام و مینوشانیدند ایشان را در رمضای جدید و وی نشاندند در آفتاب و میگوفتند ایشان را و نبود از مسلمانان هیچ انسانی مگر که آورد و میکرد هر چه میخواستند مشرکان از وی یعنی عمل میکرد بر خصت الا بلال که خوار شمرد بر وی نفس وی و ذلیل بود بر دین خود و آسان دانست عذاب را در راه خدا و بود امیه بن خلف کجی خواجه وی که بیرون می آورد او را در نیمروز در بطحاء مکه و میخوابانید او را بر سنگ ریزه داغ و امر میکرد بنهادن صخره عظیمه بر سینه او و میگوفت تا جان دهد در تحت آن یا کافر شود بمحمد وی بست او را بر شتها و میکشانید در شعاب مکه و میگفت وی احد احد و در روایتی الله الله و تقدیر آنی چنان باشد که در روز بدر این ملعون بر دست بلال رضی الله عنه کشته شد پس روزی عذاب میکرد او را و بگذشت ابو بکر بروی و خرید او را بیک غلام که سیاه جلد بود و آزاد ش کرد و آمده است که خرید ابو بکر بلال را و حال آنکه مدفون بود تحت انجاره و آمده است که ملاقات کرد پیغمبر صلی الله علیه وسلم ابو بکر را و گفت اگر میبود مارا بابی میخریدیم بلال را پس ملاقات کرد ابو بکر عباس بن عبد المطلب را و گفت امروز بخر برای من بلال را پس رفت عباس نزد زن امیه بن خلف که متبنی وی بود و گفت

بر بنی کلاب ازین عبارت معلوم میشود کہ این ہر سہ را بر بنی کلاب فرستاد و معلوم شد
کہ بنی عامر و بنی کلاب یکی اند و سعد بن مالک شعد و اند یکی سعد بن مالک بن سنان یکبر سین کہ ابو سعید
خدری است مشہور ست بکنیت خود و از مشاہیر صحابہ است دیگر سعد بن مالک بن خالد انصاری
ساعدی ست و تجہیز کرد برای غزوہ بدر پس مریض شد و نتوانست رفت و زر او را رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سہمش را دیگر سعد بن مالک کہ مشہور سعد بن ابی وقاص ست احد العشرۃ
المبشرۃ دیگر سعد بن مالک عذری بضم عین و سکون ذال معجمہ منسوب بہ بنی عذرہ قدوم
آورد در وفد بنی عذرہ در اصابہ از روایت ابی عمرو بن حریث العذری و گفت یافتم در کتاب
پدران خود کہ گفتند وافد شدیم با پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم در سنہ تسع در دوازدہ مرد از ایشان
حمزہ بن النعمان و سعد و سلیم پسران مالک چنانکہ گذشت و ظاہر امراد بسعد بن
مالک در اینجا اوست رضے اللہ عنہ عوف بن مالک در اصابہ گفتہ کہ عوف بن
مالک نضرے ذکر کردہ است او را خلیفہ در عمال ابن لبنے صلے اللہ علیہ وسلم کہ فرستاد
بر ہوازن و نضر و ثقیف و گفتہ کہ گویا منقلب شدہ است بروے و معروف مالک
بن عوف و در ترجمہ وے آمدہ مالک بن عوف بن سعد بن ربیع و ابو علی النضری بود در لشکر
مشرکین روز حنین و چون منہزم شدند مشرکان لاحق شدند مالک بن عوف بطائف
پس گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اگر بیاید وی مسلمان رومی کنم بوی اہل و مال
او را و داد او را صد ابل چنانچہ سائر مؤلفۃ القلوب را داد پس قصیدہ گفت مالک بن
عوف در مدح آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم و عامل گردانید او را آن حضرت بر کنانہ السلام
آورد ند از قوم وی انچنین گفتہ است شیخ در اصابہ و اللہ اعلم و اما ضحاک بن سفیان
بن عوف بن ابی بکر بن کلاب الکلابی ابو سعید عامل بود بر صدقات قوم خود و بود از شجعان
عدد کردہ میشد یکہ بصد سوار و فرستاد او را آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر سریہ و روایت
کردہ است ازوی حسن بصری حدیثی کہ اخراج کردہ است آنرا البغوی و ابن قانع کہ ضحاک
بن سفیان کلابی بود سیاف آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم وی ایستاد بر سر مبارک وی
شمشیر حمائل کردہ و باین جہت او را گردر حراس آن حضرت نیز ذکر میکردند گنجایش ذات

لکن وابن شاہین وغیرہم راذکر کردہ اورا در صحابہ شمردہ اند وازابی سعید عذری آوردہ
ہ ملاعب الاسنہ فرستاد کسی رانزد آن حضرت وطلب کرد دوا از درد شکم برای برادرزادہ
خود پس فرستاد آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم عکہ عسل را پس بنو شانید اورا عسل
ہ شد وبوجہ دیگر نیز این حدیث را آوردہ کہ عامر بن مالک فرستاد کسی رانزد آنحضرت
التماس کرد عسل را پس فرستاد آن حضرت بسوی وی عکہ عسل ونیز آوردہ کہ ملاعب الاسنہ
قدوم آورد بر رسول خدا در تبوک پس عرض کرد آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بروی اسلام
پس ابا آورد وی از اسلام بعد ازان ہدیہ فرستاد بسوی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
پس گفت آن حضرت قبول نمیکنم ہدیہ مشرک راودر بعضے طرق ذکر تبوک نیست وہمین قدر
آمدہ کہ عامر بن مالک کہ اورا ملاعب الاسنہ گویند نزد حضرت آمد وحضرت عرض کرد بروی
اسلام وابا آورد وہدیہ فرستاد وگفت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم من قبول نمیکنم
ہدیہ مشرک راوگفت عامر بن مالک بفرست بامن کسی راکہ میخواہی کہ از رسل خود وپناہ
دہندہ ام اورا پس فرستاد آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم رہتے راوذکر کرد قضیہ بیر معونہ را
بطور نہا وگفت صاحب اصابہ کہ اعتماد کردہ است کسیکہ شمردہ است اورا از صحابہ بخبری
کہ واقع شدہ از روایت ازوی نیست آن صریح در اسلام وی وگفتہ است کہ قدوم اورد
بر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بست ونیج مرد از بنی جعفر از بنی ابی بکر کہ در ایشان عامر
بن مالک جعفری بود پس نظر کرد آن حضرت بسوی ایشان وگفت بہ تحقیق عامل گردانیدم
بر شما این مرد را واشارت کرد بسوی ضحاک بن سفیان کلابی وگفت عامر بن مالک را
وعاملی بر جعفر وگفت ضحاک ووصیت بکن یا رسول اللہ بوی خیر را پس دلالت میکند
بر آنکہ عامر بن مالک عذر میکرد بعد ازان مسلمان شد انتہی کلام الاصابۃ وتمام این
قضیہ بیر معونہ در ذکر وقائع سال چہارم از ہجرت کہ در انجا ذکر این عامر بن مالک است
گذشت واز انجا معلوم میشود کہ وی توفیق اسلام نیافت ولیکن حمایت ورعایت
شکر اسلام کرد وایجا اورا در عمال آن حضرت ذکر کردند ظاہرا این بجہت عمل بروایت
اسلام اوست واللہ اعلم دیگر سعد بن مالک عوف بن مالک النضری وضحاک بن سفیان کلابی

علیه وسلم وآن حضرت در مسجد بود پس گفت حارث یا رسول الله ما قوم تو و عشیرت توایم
از او لاد لوئی بن غالب پس فرستاد آن حضرت او را بر بنی مرة و عرض کرد حارث که بفرست
یا رسول الله همراه من مردی را که دعوت کند بدین تو و من او را نگاهبانم پس فرستاد
بادی مردی را از انصار پس کشتند او را قوم حارث و نتوانست حارث منع کرد ایشان را از او
پس آمد حارث و اعتذار نمود و حسان بن ثابت ابیات گفت ناظر در عدم قبول اعتذار
حارث پس آمد حارث نزد آن حضرت و گفت یا رسول الله من پناه میجویم بتو از زبان
حسان بن ثابت پس قبول افتاد عذر وی و فرستاد قاتل شتران را در دیت مقتول پس
قبول کرد آن حضرت صلی الله علیه وسلم شتران را و سپرد آنها را بسوی قوم آن مرد انصاری

مسعود بن حبیل

دیگر مسعود بن حبیل بصیغهٔ تصغیر رجل اشجعی برادر شجع و بنی عبید الله بن غطفان بفتح غین
معجمه و طاء مهمله و بنی عبس بفتح عین و سکون با و بود وی قاید اشجع یوم الاحزاب بر مسلمانان

اعجم بن سفیان

بعد ازان اسلام آورد پس نیک شد اسلام وی ذکر کرد آنرا ابو جعفر طبری کذا فی الاستیعاب
دیگر اعجم بن سفیان بر عذره بضم غین و سلامان و هلی و جهنیه و ابنی بضم همزه و سکون موحده
و این اسم را نیز در ین کتب نیافتیم و لیکن ذکر این قبایل در ارسال عمال و سرایا بجانب
ایشان مذکور ست و الله اعلم

عباس بن مرداس

دیگر عباس بن مرداس بکسر میم و سکون دال مهمله مقدم بر را
بر بنی سلیم این اسم را نیز نیافتیم نعم ذکر عباس بن مرداس بتقدیم را بر دال که از مشاهیر
مؤلفة القلوب و شاعرست در ما سبق مکرر اگذشته است و گویند که وی خمر را در جاهلیت
بر خود حرام ساخته بود اما عمل دار ی او معلوم نشده و در نسخهٔ مصححه روضة الاحباب عباس بن
مرداس بتقدیم دال بر را نوشته اند والله اعلم

عمیر بن حباب

دیگر عمیر بن الحباب بر قبیله دارم بکسر را این اسم را
نیز نیافتیم عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب بن ربیعة العامری الکلابی بر بنی عامر بن
صعصعه بفتح صادین مهملتین و سکون عین اولی و سیر املاعب الاسنه گویند ذکر کرده شده است
از وی از روایت سلیمان تیمی از ابی عثمان نهدی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
الطاعون والغرق شهادة در استیعاب همین مقدار ذکر کرده و گفته که ذکر کرده است او را
ابن منده و ابن قانع در صحابه و در اصابه در احوال وی کلام طویل آورده و جماعه کثیر را مثل دار قطنی و ابن

وعزل کرد سعد بن ابی وقاص را که در زمان عمر و بن الخطاب والی کوفه بود پس دشوار آمد
این معنی بر صحابه و چون آمد ولید بکوفه گفت سعد نمیدانم که تو کیستی و عامل شدی بعد از
ما یا احمق و نادان شدیم بعد از تو و گفت بے صبری مکن ای ابو اسحق خود را خطاب میکنند
وی گوید و ابو اسحق کنیت سعد بن ابی وقاص ست ملک و دولت بامداد میکند با یکے و
شام میکند وی با دیگری و گفت والله می بینم شما را که نزدیک ست که بگیرد انید خلافت را ملک
واز ابن مسعود نیز آورده اند که چون قدوم آورد ولید بکوفه و گفت نمیدانم که تو صالح
شدی بعد از ما یا مردم فاسد شدند و در استیعاب و اصابه آورده اند که بود ولید بن عقبه
شاعر فصیح جواد کریم حلیم شجاع و بود از مردان قریش سرات ایشان ولیکن اخبار بسوے
حال و قبح فعال او بسیار آمده و شهرت کشیده و شرب خمر از وی به ثبوت رسیده و در صحیحین
مذکور شده پس حد شرب بزد او را عثمان رضی الله عنه و عزل کرد و در صحیح البخاری گفته که
عثمان علی مرتضی را فرمود که حد بزند او را و در استیعاب از ابن شوذب آورده که گفت بگذارد
ولید باهل کوفه صلوة صبح را چهار رکعت پس تر نگریست بجانب قوم و گفت زیاده کنم بشما پس
گفت عبد الله بن مسعود رضی الله عنه همیشه هستیم ما با تو در زیادت از امروز و در اصابه
گفته که میگویند که بعضے از اهل کوفه گواهی دادند بر ولید بغیر حق و ابن عبد البر می گوید که
اخبار یکه آورده درین باب منکر ست والله اعلم دیگر حارث بن عوف مزنی فرستاد بنی مرة
از فرسان عهد جاهلیت بود و چون مبعوث شد آن حضرت صلے الله علیه وسلم باقیمانده بود
بروی چیزے از دماء قوم و بدم و بدر کرد آنرا اسلام و آورده اند که آن حضرت صلی الله علیه
وسلم خطبه کرد دختر او را پس گفت وی را راضی نیستم من به تزویج او برای تو زیرا که بوی برص
است و در واقع بنو دپس رجوع کرد از پیش آن حضرت و بخانه آمد دید دخترش را که برص
دارد پس تزویج کرد او را باین عم او زید بن حمرة مزنی و فرائید آن دختر سے پسری را که
مشهور شد باین البرصاء و در فخذ بنی مرة سیزده مرد آمدند و راس و رئیس ایشان حارث
بن عوف بود و این در وقت انصراف آن حضرت بود صلے الله علیه وسلم از تبوک
پس نزول کردند در دار بنت الحارث بعد ازان آمدند در ملازمت آن حضرت صلی الله

حارث بن عوف

هر چه در خانه بود از نقد و جنس و عبید و اماء این همه را بوی داد و باقی احوال ملاقات
وی رضی الله عنه و قصه اسلام وی و قدطی در ذکر وفود گذشت دیگر عیینه بن حصین بن
فزاره بفتح فا و زای و را در اول ذکر وقائع سال نهم گذشت که آن حضرت در شهر محرم
سنه نهم عمال تعیین کرد تا بقبائل که اسلام آورده اند بروند و صدقات اموال ایشان
بگیرند و بیارند یکی از ایشان بشر بن سفیان کعبی بود که او را بر بنی کعب از خزاعه فرستاد
و دران آوان که بشر بنو کعب را دریافت و زکوات ایشان را جمع کرد قبایل بنو تمیم بجهت
وباوت و خساست و بقیه جهالت و جفا و شدت و قساوت و عدم حسن اسلام که ایشان
داشتند آن اموال در نظر ایشان بسیار نمود و با بنو کعب گفتند که چرا چندین اموال خود را
می گذارید و با محمد میدهید که از میان شما بیرون برند تا آخر قصه که ذکر آن گذشت و عجب
در روضة الاحباب ابن بشر بن سفیان را در اینجا در میان عمال ذکر نکرد دیگر از اینجهت نکرد
که رفت و کاری نکرده گریخته آمد و چه کار کند که با وی سریه نبود و با عیینه بن حصین سریه بود
و لهذا او را سریه عیینه بن حصین نام کرد با آن چند کسی را که آنجا از عمال ذکر کرد و اینجا نکرد
بعد از شرح احوال این جماعه که مذکور اند احوال آنها را نیز ذکر کنیم انشاء الله تعالی دیگر اباس
بن قیس اسدی که فرستاد او را بر بنی اسد ابن اسم درین کتب نیافتیم و الله اعلم دیگر ولید
بن عقبه بن ابی معیط بر بنی المصطلق فرستاد برادر مادری عثمان بن عفان بکنیت او
ابو وهب اسلام آورد وی و برادر وی خالد بن عقبه این چنین است در استیعاب و در اصابه عماره
بن عقبه گفته و قصه فرستادن بر بنی المصطلق گذشته است و آورده اند که چون رفت و
به بنی المصطلق برای اخذ صدقات ایشان بیرون آمدند ایشان بسوی او با ساز
و سلاح پس ترس افتاد در دل وی از ایشان پس برگشت آمد و خبر داد که ایشان مرتد
شده اند و ابا آوردند از ادای صدقه پس فرستاد آن حضرت صلی الله علیه وسلم خالد
بن الولید را بر ایشان تا تحقیق حال ایشان نماید پس خبر آورد خالد که ایشان متمسک اند
باسلام پس نازل شد یا ایها الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا الآیه بعد ازان در کنف
عثمان بن عفان رضی الله عنه در آمد چون خلیفه شد وی رضی الله عنه والی گردانید او را بر

روایة کرده شده است ازوی که گفت درینا مد برمن ازان باز که من اسلام آوردم
وقت نماز هرگز مگر آنکه من مشتاقم بوی و در روایتی مگر آنکه بروضو ام و بعد ازان حضر
قدوم آورد بر ابوبکر بصدقات قوم خود در ایام ردت و ثابت ماند بر اسلام و منع کرد
قوم خود را و طائفه دیگر را با ایشان از ردت و ثابت داشت ایشان را بر اسلام
و حاضر شد فتوح عراق را بشتر ساکن شد بکوفه و حاضر شد اعلی بن ابی طالب
رضی الله عنه جمل را و کور شد یک چشم او در ان روز و حاضر شد روز صفین و نهروان
و وفات یافت بکوفه سنه تسع وستین و رسید عمر وی صد و بست سال را و ابو حاتم
سجستانی در کتاب معمرین صد و هشتاد نقل کرده و قول اول و عشره و اقوب بصواب است
و آورده اند ازوی که گفت نه در آمدم بر پیغمبر صلے الله علیه وسلم هرگز مگر آنکه توسع و
تفسیح کرد آن حضرت بر من یا جنبید و در آمدم بروی روزی در خانه وی صلے الله علیه
وسلم و خانه مبارک پر بود از اصحاب پس توسع کرد برای من نشستم من بر پهلوی
شریف وی صلے الله علیه وسلم و روایت کرده است شعبی از عدی گفت آمدم عمر و بن
الخطاب را در جماعه از قوم خود پس اقبال کرد عمر و بمردی و اعراض کرد از من پس پیش
آمدم او را و گفتم آیا می شناسی مرا گفت نعم ایمان آوردی تو وقتیکه کافر شدند مردم
و شناختی تو حق را وقتیکه نشناختند ایشان و وفا ورزیدی تو وقتیکه غدر کردند
ایشان و روی آوردی تو وقتیکه پشت دادند مردم و اول صدقه که رسید اصحاب پیغمبر را
صلے الله علیه وسلم صدقه طی بود و روایة کرده است عدی بن حاتم از پیغمبر صلے الله علیه
وسلم و روایت کرده اند ازوی جماعه از بصریین و کوفیین مثل همام بن الحارث و عامر
شعبی و ابو اسحق همدانی و هشیم بن عبد الرحمن و اکثر روایات وی در صیدست که بسیار
میکرد وی شکار را و بر آمد آن حضرت بمشایعت وی که بشکار میرفت تا وادی عقیق
و آورده اند که شخصے ازوی صد درهم سوال کرد گفت من پسر حاتم باشم و از من صد
درهم طلبی و الله نمی دهم تو آنرا و نیز آورده اند که شاعری خواست که او را مدح کند گفت
آهسته باش نخست من بنگرم که در خانه من چیست تا موافق آن مرا مدح گوئی رفت و

آن قدوم که مبعوث شد در وی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم گفت مرا آیا بشارت بدہم ترا
بہ بشارتی کہ آن بہتر ست ترا از تجارت و گفت بدرستی برانگیختہ است خدای تعالی از قوم تو
پیغمبری را و فرستادہ است بروی کتابے را کہ نہی میکند از اصنام و میخواند باسلام و امر میکند
بحق و اثبات میکند آنرا و نہی میکند از باطل و ابطال میکند آنرا وی از نبی ہاشم ست و شما
اخوان او ئید ای عبد الرحمن پوشیدہ دار واقعہ را و تعجیل کن رجعت را بر و تقویت کن او را
و تصدیق کن او را بر دار این ابیات را از من بسوے او ابیات اشہد باللہ ذی المعالی
وفایق اللیل و الصباح * انک فی السر و من قریش * یا ابن المنعدی من الذباح * ارسلت
مدعوا ے یقین * ترشد و للحق و الفلاح * تبکر و را لسن رکنی * عن بکرۃ ایسیۃ الریاح
نصرت جلسا لارض بیثی * قد قص من وثیق جناح * اذنا ے بالدیار بعد * فانت حرزی
و مستراحے * اشہد باللہ رب موسی * انک ارسلت بالبطاح * فکن شفیعی ابی ملیکہ *
یدعوا البرایا الی الفلاح * گفت عبد الرحمن پس یاد گرفتم این ابیات را و رجوع کردم و قدوم
آوردم بمکہ پس ملاقات کردم ابو بکر را و خبر دادم این خبر را گفت ابن محمد بن عبد اللہ
سبعوث گردانیدہ است او را خدا تعالی بسوے خلق خدا پس بیا پیش او پس آمدم پیش او و او
در خانہ خدیجہ بود پس طلب اذن کردم کہ در آیم بروی و چون دید مرا خندہ کرد و گفت من شبیہ
روی او روشن را امید میدارم برای او خبر را چیست خبر پیش تو ای ابا محمد گفتم چہ چیز می پرسی
ای محمد گفت آوردہ تو امانتی را کہ فرستادہ است ترا بسوی من مردی بر رسالت پس بیار آنرا
و بگو مبدان و آگاہ باش کہ ابنای حمیر از خواص مناند گفت عبد الرحمن پس اسلام آوردم
و شہادت دادم کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خواندم بروی آن شعر را و خبر دادم او را
بانچہ گفتہ بود آنمرد حمیری پس گفت آن حضرت بسا ایمان آرندہ بمن کہ ندیدہ و است
مرا و تصدیق کنندہ مرا و حاضر نشدہ است مرا آنجا عمہ برادران منند خفاف و رواہ ابن عساکر
ذکر کردہ است این حدیث را حافظ سیوطی در جمع الجوامع رحمۃ اللہ علیہ و دیگر عدی بن حاتم
بن عبد اللہ بن سعد الطائی کہ بر بنی طی و بنی اسد فرستاد جواد بن جواد کنیت او ابو طریف
ست و بود نصرانی پس اسلام آورد و بود عزیز شریف فاضل کریم در قوم خود خطیب جامع الجوا

وبود وی رضی اللہ عنہ کہ فتوی می داد در عہد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر و
عثمان بانچہ شنیدہ بود از رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم وبود میان وی وسیان خالد
الولید چیزی از انچہ می باشد میان مردم از بشریت پس گفت رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم باخالد اگر باشد ترا مثل احد ذہب وانفقہ کنی قیراط در راہ خدا نمیرسی تو یک بامداد
وشبانگاہ عبد الرحمن را کہ در راہ خدا کردہ رواہ ابن عساکر و روایت کردہ است وی از پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم واز عمر و روایت کرد از وی ابن عباس وپسرانش ابراہیم وحمید ومصعب
وابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف از ایمہ دین وکبار اعلام ست وخواہر زادہ او مصور بن مخرمہ
وغیرہم وفات یافت سنہ اثنین وثلثین ودفن بالبقیع ولہ اثنان وسبعون وقیل خمس وسبعون و
قیل ثمان وسبعون روایت کردہ شدہ است کہ عثمان رضی اللہ عنہ مریض شد ونوشت خلافت
را بعد از خود برای او پس دعا کرد وعبد الرحمن بن عوف کہ بمیراند او را خدا تعالی پیش از عثمان پس
مرد بعد از شش ماہ از دعا او وگفت علی رضی اللہ عنہ ہنگامی کہ مرد عبد الرحمن بن عوف از پس
ابن عوف فقد ادرکت صفوہا وسبقت لہ اتقہا ای کدر بار روایت ست از ابراہیم بن عبد الرحمن
بن عوف گفت بہوش گردانیدہ شد عبد الرحمن بن عوف در مرض موت وچون بہوش
آمد گفت آمدند مرا دو فرشتہ شدید غلیظ پس گفتند بیا با ما محاکمہ کنیم ترا البتہ ی عزیز امین
پس ملاقات کرد ایشان را فرشتہ دیگر وگفت کجا میبرید او را گفتند محاکمہ کنیم او را البتہ ی
عزیز امین پس گفت این فرشتہ آن دو فرشتہ را کہ میخواستند کہ ببرند بگذارید او را کہ وی از کسانی ست
کہ سابقہ سعادت دارد وحال آنکہ وی در شکم مادر بود رواہ ابو نعیم وقصہ اسلام عبد الرحمن بن
عوف چنانکہ روایت کردہ است حمید بن عبد الرحمن بن عوف از پدرش آنست کہ گفت
شنیدم پدر خود را می گفت مسافرت کردم بجانب یمن پیش از مبعث رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم بیک سال پس نزول کردم بر عسکلان بن عوامر حمیری وبود وی شیخی کبیر کہ تحقیق
دراز ی داده شده بود او را در عمرش تا کشتہ بود مانند خوزہ وبودم من لا نزال چون قدوم
می آوردم ہمین کہ فرود می آمدم بروی پس پرسید مرا انکہ ہیکلت آیا ظاہر شدہ در میان شما مردی کہ مر او را
بنا ہمتے وذکری باشد آیا مخالفت کردہ یکی از شما بر شما در دین شما ومن ہیکلتم نے تا قدوم آوردم

پدر خود از رحیق سلسال جنت که مواسات می کرد ازواج پیغمبر را و تحدیث کرد عائشه که شنیدم
پیغمبر خدا را که میگفت دیدم عبد الرحمن بن عوف را که مشی میکرد در بهشت بطریق حبو یعنی مثل غرندین
کودک پس تصدیق کرد پیشگر انرا این نعمت و بکار روانی آمده بود او را از شام به تمام و در روایت
این چنین آمده که عائشه در خانه خود بود ناگاه شنید آوازی را که جنبید و لرزید بدان مدینه
پس پرسید عائشه که چیست این آواز غوغا گفتند کاروانی آمده است مر عبد الرحمن بن
عوف را از شام و بود هفتصد شتر پس گفت عائشه رضی الله عنها آگاه باشید که من شنیده ام
رسول خدا را که میگفت دیدم عبد الرحمن بن عوف را که می درآمد در بهشت مثل غرندین کودک
پس رسید این خبر بعبد الرحمن بن عوف پس آمد نزد عائشه و پرسید او را از انچه رسیده بود بوی
پس تحدیث کرد عائشه پس گفت عبد الرحمن بعائشه گواه میگیرم ترا که این شتران بارهای
خود و پالانهای خود و گلیمهای خود در راه خدا است رواه احمد و ابو نعیم و آمده است که یکباری آن حضرت
صلے الله علیه وسلم بوی گفت که ای ابن عوف تو از غنیای فورنجی آئی بهشت را مگر مانند غرندین
کودک قرضی بده خدایرا که گشاده گرداند پایهای ترا گفت چه چیز قرض دهم یا رسول الله خدا را
فرمود بیرون آئی از انچه تو دارائی از اموال گفت آیا از تمامه اموال یا رسول الله فرمود نعم
پس بیرون رفت بقصد انچه فرمود بوی پیغمبر صلے الله علیه وسلم پس فرستاد آن حضرت
کسی را بسوی وی و گفت آمد مرا جبرئیل و گفت امر کن ابن عوف را که مهمانی کند مهمانان را و
اطعام کند مساکین را و بدهد سایلان را و آغاز کند باهل و عیال خود و چون این چنین بکند
خواهد شد این موجب ترکیه انچه در دست اوست رواه ابن عدی و ابن عساکر و گفت
آن حضرت ام کلثوم بنت عقبه امراة عبد الرحمن بن عوف را نکاح کن سید المسلمین یعنی
عبد الرحمن بن عوف را و روایت کرده اند ابو نعیم و ابن عساکر که گفته می شد عبد الرحمن
بن عوف را حواری النبی صلے الله علیه وسلم و بود وی رضی الله عنه یکی از ان ده تن که بشارت
داد ایشان را پیغمبر صلے الله علیه وسلم به بهشت و بود طویل بار یک بشره سفید مشرب
بحمره ضخم الکفین و بود اعرج به سبب انچه رسیده بود او را روز احد جراحت بانزده یا زیاده
و رسید بعضے از انها بپای او پس لنگ شد و بود روز احد که جنگ میکردند همراه او فرشتگان

باب نهم در ذکر عمال عمال آن حضرت بر اخذ صدقات قبائل چند نفر بودند یکی عبد الرحمن بن عوف ابو محمد قرشی زهری رضی الله عنه عامل بود بر صدقات بنی کلب ولادت یافت بعد عام الفیل به ده سال و بود اسم او در جاهلیت عبد الکعبه یا عبد عمر و پس نام کرد او را آن حضرت عبد الرحمن و مادر او شفا بنت عبد عوف بن حارث بن زهره است اسلام آورد و مادر وی قدیما بر دست ابو بکر صدیق و هجرت کرد بحبشه هجرتین و حاضر شد مشاهد را همه با آن حضرت صلے الله علیه وسلم و ثابت ماند روز احد و نماز گذارد پیغمبر صلے الله علیه وسلم خلف وی در غزوه تبوک و قصه آن چنانکه مذکور شد در حدیث آنست که آن حضرت بصحرا رفته بود پس دیر کشید آمدن وی صلی الله علیه وسلم تا وقتیکه تنگ شد پس صحابه شروع کردند در نماز و عبد الرحمن را امام کردند و یک رکعت باقی مانده بود که آن حضرت علیه السلام در رسید عبد الرحمن خواست که پس تر آید حضرت اشارت کرد بوی که بحال خود باش پس گذارد آن حضرت یک رکعت باوی و تمام کرد چیزی که مسبوق شد بدان و بود وی رضی الله عنه از اغنیای صحابه و هجرت کرد بمدینه و حاصل شد او را از غنا و خیر همه بمدینه از راه تجارت آورده اند که یکبار او از انصار که مواخات داده بود حضرت رسول صلے الله علیه وسلم او را با وی گفت که من دو زن دارم و باغهای متعدد یک زن را بر خاطر تو طلاق دهم و باغها مشترک باشد میان ما گفت عبد الرحمن برکت دهاد ترا خدا تعالی در ازواج تو و اموال تو و زیاده گردانا دمرا راه بازار نماد یگر حاجت نیست پس در آمد وی رضی الله عنه ببازار و خرید و فروختی کرد چندان کشایش در کار او کردند که باین سر حد از غنا رسید که در شمار نیاید چنانکه مشهور ست آورده اند که چون وفات یافت و بود او را چهار زن پس صلح کرده شد ند آنرا زنان از ثمن که نصیب ایشان ست از میراث بر ربع ثمن پس رسید بایشان هشتاد هزار درهم و بعضی گفته اند بر هشتاد هزار دینار و الله اعلم و وصیت کرد برای صد کس از اهل بدر بر برای هر یک چهار صد دینار و تصدق کرد یکبار بپنجاه هزار دینار و دیگر بار چهل هزار بار دیگر چهل هزار و سوار کرد در راه خدا بر پانصد اسپ و پانصد راحله و بود وی رضی الله عنه که مواسات میکرد ازواج آن حضرت را بعد از وی صلے الله علیه وسلم و اشارتی از حضرت صلے الله علیه وسلم بر باین معنی واقع شده بود عایشه رضی الله عنها می گفت پسر عبد الرحمن بن عوف را خدا بنوشاند

ولایت داده است خدایتعالی مرایشان را پس می آید یکی از شما و میگوید این برای شماست و
این پیشکش ست که بمن فرستاده شده است چرا نه نشست در خانه پدرش یا خانه مادرش
پس دیده میشد و معلوم میگشت که پیشکش فرستاده میشد برای وی یعنی این پیشکش که فرستاده شد
برای او بواسطه و وسیله عمل ست و داخل آن و در حکم اوست بعد ازان فرمود سوگند بخدائی که
بقای ذات من در دست قدرت اوست نمی کرد هیچ یکی یعنی بناحق ازین مال زکوة چیزے را
مگر بیارد روز قیامت بگردن خود برداشته در حالیکه آواز می کند و فریاد برمیدارد خواه شتر باشد
یا گاو یا گوسفند پستر برداشت هر دو دست مبارک خود را تا دیدیم سفیدی بغلهای شریف را و گفت
اللهم هل بلغت اللهم هل بلغت رواه البخاری و مسلم دیگر عیینه بن حصین فرازی که بر بنی تمیم فرستاد
و ابن عیینه بن حصین از خلاط جفاة عرب و مولفة القلوب بود و امتر اعلم بحسن اسلام
ذکر ما ازوی در مواضع متعدده گذشته است که دال بر خشونت و غلظت و جفای اوست همچنانکه
اکثر بنی تمیم این حال داشته اند غرض که چون بشر بن سفیان کعبی را که مذکور شد بر بنی کعب
باخذ صدقات ایشان فرستادند بنو کعب را امر کرد تا سواشی خود را جمع کردند و زکوة آن بگرفت
بر بنو تمیم بجهت خست و لوم که داشتند آن اموال بسیار نمود و با بنو کعب گفتند چرا اینهمه اموال
خود مے گذارید که بیرون برند بنو کعب گفتند ما متدین بدین اسلام گشته ایم و در دین زکوة
باید داد تمیمیان گفتند بخدا سوگند که یک شتر از ینجا بیرون نتوانند برد و مسلح شدند و بجنگ
بر خاستند و بشر بن سفیان قرار بر فرار نهاده بمدینه آمد چون این واقعه بعرض حضرت رسید
خواست که بر بنو تمیم مردم بفرستند فرمود کیست که بنو تمیم برود و از ایشان انتقام کشد عیینه
بن حصین بجهت شدتی و عداوتی که با بنی تمیم داشت گفت من اینکار کنم پس آن حضرت
صلے الله علیه وسلم پنجاه سوار از مهاجرین و انصار با وی همراه کرد و بر بنو تمیم فرستاد پس بر سر
ایشان رفت و تاخت آورد و تاراج کرد و بخوف انیکه زنان و فرزندان ما را ببرده میسازی پس نزاعها
کردند و مفاخرت ها نمودند القصه بطولها در اول ذکر وقائع سال نهم گذشت این چند نفر بود
که در مواهب در ذکر رسل آورده اما پوشیده نماند که اینها را داخل رسل داشتن موجه و مناسب نیست
ایشان را داخل عمال باید داشت و عنوانی دیگر برای ذکر عمال بود چنانکه در روضة الاحباب گفته

حارث ابن رافع از رافع در حسن بلکه اینچنین ست در اصابه و در استیعاب گفته رافع بن مکیث جهنی
برادر جندب بن مکیث حاضر شد حدیبیه را روایت کرد از پیغمبر صلے اللہ علیه وسلم که گفت بیرون
می آمد آتشی که میراند مردم را بسوی محشر روایت کرده است ازوی ابن وی بشر بن رافع دیگر
ضحاک بن سفیان ابن عوف بن ابی بکر بن کلاب الکلابی کفیت کرده میشود بابو سعید
ابن حبان و ابن السکن گفته که مر او را صحبت ست و ابو عبید گفته که صحبت داشت با پیغمبر
صلے اللہ علیه وسلم و عقد کرد مر او را آن حضرت با و و گفت واقدی بود بر صدقات قوم خود
بنی کلاب و والی گردانید بر قریش معدود ست در اهل مدینه و بود از شجاعان شمرده میشد تنها
بصد سوار و فرستاد آن حضرت او را بر سریه و نوشت بسوی وی آن حضرت صلے اللہ
علیه وسلم که وارث گرداند زن اشیم جائیکه کشته شده بود بخطا و در حیات آن حضرت
صلے اللہ علیه وسلم گواهی دادند بدان ضحاک نزد عمر رضی اللہ عنه از دیت زوجش اخرجه
اصحاب السنن و این حدیث مذکور ست در مشکات و روایت آنرا کرده است حسن بصری
و بود وی سیاف ایستاده میبود بر سر مبارک آن حضرت حمائل کننده سیف خود را و باین جهة
اگر او را در جمله حراس ذکر میکردند هم می شد دیگر بشر بن سفیان بکسر موحده و سکون معجمه
یعنی و گفته میشود عدوی فرستاد او را آن حضرت بر بنی کعب دیگر عبد اللہ بن اللتبیه بضم لام
و فتح نیز آمده و فتح مثناة و بسکون نیز گفته اند و کسر موحده و شدت تحتیه و اگر بضمه و سکون ست
منسوب بر بنی لتب و بسکون تا قبیله معروفه است و اتبیه بهمزه بجای لام نیز می گویند اما صحبت
نرسیده و روایه است از ابی حمید ساعدی که مردی بود از و که او را ابن اللتبیه می گفتند
عامل گردانید او را آن حضرت بر صدقه بر بنی و بیان بضم دال و سکون با و بیاء تحتانیه و در انجا
ارباب اموال هدایا برای او فرستاده بودند و چون باز آمد از انجا که رفته بود گفت بمسلمانان
این برای شماست یعنی این اموال صدقه که اورده ام برای شماست و این برای من ست
یعنی هدایا که مردم بمن فرستاده اند برای من ست دیانت ورزید و آن هدایا را بخانه نبرد
با صحابه گفت که چون بحضرت خبر برسد و تجویز کند نگاه دارم چون بحضرت خبر رسید خطبه خواند
و حق حمد و ثنای باریتعالی بجای آورد و گفت اما بعد من میفرستم مردی را از شما بر کاری از انچه

پس از عبارت استیعاب وبر بن محبس یا ابن محصن بود وی از رسولان آن حضرت معلوم میشود
ومعلوم میشود که وبر بن مسهر حنفی نیز مردی بود که مراورا صحبت ست ودر اصابه نخست وبر بن مسهر حنفی
آورده بعد ازان وبر بن محبس کلبی آورده وهر دو را صحبت اثبات کرده واز وبر بن محبس آورده
که گفت گفت مرا رسول خدا چون قدوم آری صنعا پس بدرستی مسجدی که مقابل جبل ست
بصنعا بگذار وروی نماز پس چون کشته شد اسود کذاب گفت وبراین موضعست که امر کرد
مرا رسول خدا صلے الله علیه وسلم که نماز گذارم دروی ودر ذکر وبر بن مسهر فرستادن مسیلمه اورا
وابن نواحه وابن معاف حنفی را وقدوم آوردن ایشان برآن حضرت صلی الله علیه وسلم
وشهادت بر صدق رسول وکذب مسیلمه نیز ذکر کرده است فقد بر وحبیب بن زید بن عاصم
انصاری مازنی نجاری برادر عبد الله بن زید حاضر شد بدر واحد وخندق را وذکر کرده است
اورا ابن اسحق از حاضران عقبه وفرستاد اورا رسول خدا صلی الله علیه وسلم بسوے مسیلمه کذاب بیمامه وبود
مسیلمه چون میگفت باوی آیا گواهی میدهی که محمد رسول خداست می گفت نعم وچون میگفت
گواهی میدهی که من رسول خدایم میگفت من کرم نمی شنوم چند بار همچنین کرد پس کشت
اورا مسیلمه لعنة الله علیه وپاره پاره کرد اعضای اورا ومرد شهید رحمة الله علیه وچون روز
یمامه شد بیرون آمد برادر او عبد الله بن زید ومادر او ندر کرده بود که غسل نکند تا بکشد
مسیلمه را تمام شد اسمای که در روضة الاحباب مذکورست واسمای دیگرست که در مواهب الدنیه
ذکر کرده است آنرا نیز بیاریم اول عباد بن بشر که به بنی سلیم ومزینه فرستاد عباد بفتح عین
وتشدید موحده وبشر بکسر موحده وسکون شین معجمه انصاری اشهلی اسلام آورد بر دست مصعب
بن عمیر وپیش از اسلام سعد بن معاذ وحاضر شد بدر واحد را ومشاهد را همه وبود که خدمت
میکرد آن حضرت را بسیار وحراست میکرد وباین جهت در حراس نیز ذکر یافت چنانکه گذشت
دیگر بریده که اورا با کعب بن مالک بغفار واسلم فرستاد ونیز در ذکر کتاب مذکور شد دیگر رافع
بن مکیث به فتح میم وکسر کاف وسکون تحتیه در آخر مثلثة جهنی حاضر شد بیعة الرضوان را وبود یکی
از آنها که بر میداشت الویه جهینه را روز فتح واستعمال کرد اورا پیغمبر صلے الله علیه وسلم بر صدقات
قوم وی جهینه وحاضر شد جابیه را با عمرو مر اورا نزد ابی داؤد یک حدیث ست از طریق اولاد

عباد بن بشر

وگفت چه چیز در گریه آورد شمارا گفتند گریه میکنیم بر علمی که منقطع میگردد بموت تو گفت علم و ایمان
بجای خود ست تا روز قیامت و کسیکه پیروی کند علم و ایمان را بیابد آنهارا در کتاب و سنت پس
عرض کنید بر کتاب هر کلام راو عرض نکنید او را بر هیچ کلامی و طلب کنید علم را نزد عمر و عثمان و
علی و اگر گم کنید ایشان را طلب کنید نزد چهار کس عویمر و ابن مسعود و سلمان الخیر و ابن سلام
که یهودی بود پس اسلام آورد شنیدم رسول خدا را صلی الله علیه وسلم که گفت عبد الله بن سلام
عاشر عشره است و در آمدن بهشت و پرهیز کنید و اجتناب نمائید زلات عالم را و بگیرید حق را از هر که
بیارد آنرا و رد کنید باطل را بر هر که بیارد آنرا کائنا من کان و روایت ست از سعید بن المسیب
که عمر بن الخطاب فرستاد معاذ را ساعی سر بنی کلاب که قسمت کند در ایشان و نگذارد چیزی را پس
قدوم آورد به کلیمی که برده بود با خود آنرا برگردن خود نهاده پس گفت زن وی می آئی تو از جائیکه
آنهامی آیند عمال وی آرند قراضه برای اهل و عیال خود تو چه آوردی گفت بودم با من ضاغط از جانب
عمر یعنی مشرف و نگاهبان گفت بودی تو امین نزد رسول خدا صلی الله علیه وسلم و ابی بکر و عمر و بر تو
ضاغط فرستاد پس ایستاد زنش در میان زنان دیگر و شکایت کرد از عمر پس رسید این حکایت
عمر و را پس خواند معاذ را و گفت یا معاذ من کی فرستادم بر تو ضاغط گفت یا امیر المومنین نیافتم
چیزے را که عذر خواهی کنم بآن زن مگر این سخن که گفتم آنرا بطریق رمز و کنایت پس خنده کرد عمر و
داد او را چیزی و گفت راضی گردان باین آن زن را گفت ابن جریر قول معاذ ضاغط مراد بان علم
پروردگار خود را داشت و مراو را رضی الله عنه مناقب ست و در ازست ذکر آن و بود از بندگان
خاص و مقربان درگاه الهی رضی الله عنه و ارضاه و بره بن محبس و گویند ابن محصن در استیعاب
مے گوید و بره و گفته مے شود و بر بن مسهر حنفی مر او را صحبت ست فرستاد او را مسیلمه کذاب
در جماعه که در میان ایشان ابن النواحه بسوی نبی صلی الله علیه وسلم پس اسلام آورد از میان
ایشان و برة بن محبس و گویند بن محصن خزاعی مر او را صحبت ست اداست که فرستاد او را رسول خدا
صلے الله علیه وسلم بسوی فیروز دیلمی و حسیش دیلمی بیمن که بکشد او اسود عنسی را که دعوی نبوت کرد
و روایت کرده شده است از ابن عباس که گفت قتال کرد پیغمبر صلے الله علیه وسلم هوذه و مسیلمه
را و طلیحه را بر سل و باز نداشت او را چیزے که بود بوی از وجوع از قیام بامر خدا و نصرت دین

معاذ از یمن در خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہما پس بیرون رفت بسوی شام وگفت عمر بن الخطاب
با ابوبکر وقتیکہ بیرون آمد معاذ بشام بتحقیق محل شد خروج او بمدینہ واہل آن در فقد وانچہ فتوے
سید ادمردم ابدان وتحقیق تکلم کردم ابوبکر را کہ نگاہدارد او را از جہت حاجت ناس بسوی او پس
ابا آورد بر من ابوبکر وگفت چگونہ نگہ دارم مردی را کہ میخواہد شہادت را پس گفتم من واللہ مزد داده میشود
ثواب شہادت را وحال آنکہ بر فراش در خانہ خود ست وعامل گرداند او را عمر و بر شام بعد از فوت
ابی عبیدہ بن الجراح پس وفات یافت در ہمان سال در طاعون عمواس بار دن بفتح ہمزہ وسکون
را وفتح دال نام موضعی ست بشام سنہ ثمان وعشر وقیل سبع عشر و بود عمر وی سی وسہ یا سی و
چہار یا سی وہشت وعمواس قریہ ایست میان رملہ وبیت المقدس وعامل گردانید بعد از وے
عمرو بن العاص را وچون رسید مردم را طاعون بر خاست عمرو بن العاص وگفت بمردم متفرق
شوید ازوی کہ وی در حکم آتش ست گفت معاذ بن جبل عجب کول بودہ تو وہر آئنہ تو گمراہ تری
از حمار و از اہل تو شنیدہ ام رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم کہ میفرمود این رحمتہ ست مر این امت
را خداوندا یاد کن معاذ را واہل معاذ را در کسانیکہ یاد کنی ایشان را در ین رحمت وروایتہ کردہ شدہ
است کہ چون حادث شد طاعوت گفت معاذ خداوندا این رحمت ست از تو بر بندگان تو خداوندا
محروم مگردان معاذ را واہل او را ازان پس چون رسید طاعون ذات شریف او را می گفت
نزدموت خود اخنق خنقک خفہ کن وسخت گیر چنانکہ میخواہی فوعزتک لتعلم انی احبک پس سوگند
بعزت تو کہ میدانی کہ من دوست میدارم ترا وکما قال واللہ اعلم وروایت کردہ شدہ است کہ زنی بود
کہ غایب شدہ بود زوج وی دو سال وچون قدوم آورد وبتحقیق حامل یافت زنش را پس مرافعہ
کرد بسوی عمر و پس امر کرد بر جم وی پس گفت مر او را معاذ اگر ہست ترا حکم و ولایت بر زن بر انچہ
در شکم اوست خود ولایت نداری پس گفت عمر نگاہ دارید تا بزاید پس زائید کودک دو سالہ را وچون
دید او را پدرش شناخت شبیہ خود را در وی وگفت ابنی ابنی ورب الکعبہ پس رسید این خبر
عمر را وگفت عاجز آمدند زنان کہ بزایند مانند معاذ اگر نمی بود معاذ ہلاک می شد عمر و بود معاذ
رضی اللہ عنہ کہ فتوی میداد مردم را در حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و در زمان ابوبکر و عمر و
رضی اللہ عنہما وروایت کردہ اند کہ چون حاضر شد معاذ را وفات گریہ کرد ہر کہ در گرد او نشستہ بود

حاضران مجلس بود فراموش کرد ابن مسعود آیت را واز روی نسیان خواند این را پس گفت ابن مسعود فراموش نکرده ام بلکه بطریق تشبیه معاذ بحضرت ابراهیم علیه السلام گفته ام و بودیم ما که تشبیه میدادیم معاذ را بابراهیم و در استیعاب این حکایت را اینچنین آورده که چون خواند ابن مسعود ان معاذ کان امة قانتا لله حنیفا ولم یک من المشرکین گفت قرة الشجعی یا اباعبد الرحمن قول حق تعالی این چنین ست ان ابراهیم کان امة قانتا لله حنیفا پس اعاده کرد ابن مسعود ان معاذ کان امة و چون دیدم که اعاده کرد دانستم که بتعمد خوانده است نه به نسیان پس ساکت شدم پس گفت ابن مسعود میدانی که امت کیست و قانت چیست گفتم الله اعلم گفت امة آن کسی ست که تعلیم میکند خیر را و اقتدا کرده شود بوی و قانت مطیع مر خدا را امر او همچنین بود معاذ بن جبل معلم خیر مطیع مر خدا را تعالی شانه و رسول خدا را صلی الله علیه وسلم و آورده اند که چون فرستاد آن حضرت او را به یمن گفت حلال ست برای تو هدیه اگر بفرستند کسی برای تو هدیه قبول کن آنرا و چون وداع کرد آن حضرت معاذ را دعا کرد برای وی محفوظ دارد ترا خدای تعالی از پیش تو و از پس تو و از یمین تو و از شمال تو و فرمود بدرستی که من دوست میدارم ترا ای معاذ بگو بعد از نماز سه بار رب اعنی علی ذکرک و شکرک و حسن عبادتک و ابو نعیم در حلیه در وصف او گفته امام الفقهاء و کنز العلماء و حاضر شد عقبه را و بدر را و مشاهد را همه و بود از افضل شباب انصار در علم و حیاء و سخا و بود جمیل و وسیم یعنی حسن الوجه نشانه دار و در روایتی سفید روشن روی درخشنده دندان اکحل العینین و گفت کعب بن مالک بود معاذ جوان جمیل سخی از بهترین جوانان قوم خود سوال نمیکرد از خدا هیچ چیز را مگر آنکه میداد او را و گفت واقدی بود از اجل رجال حاضر شد مشاهد را همه و روایت کرد از پیغمبر صلی الله علیه وسلم احادیث و روایت کرد از وی عمر و بن العباس و ابن عمرو و عبد الله بن عمرو بن العاص و عبد الله بن ابی اوفی و انس بن مالک و ابو قتاده انصاری و جابر بن سمره و غیر ایشان از صحابه و جماعه کثیر از کبار تابعین و بود وی رضی الله عنه در غایت سخاوت نگاه نمیداشت چیزے و میبود همیشه مدیون تا آنکه مستغرق گشت دین تمامه مال او را پس آمدند نزد آن حضرت تا بخواهد از غرماء وی که عفو کنند پس ابا آوردند و اگر ترک میکردند از برائے کسی از جهت کسی هر آئنه ترک میکردند برای معاذ از جهت رسول خدا صلی الله علیه وسلم و قضاء دین او آورده

فی علم الحلال والحرام واز سخنا و صحابه وخیار ایشان وجوان مردان وعالی همتان واز اجمل الرجال
واکرم ایشان بود واز ان کسان که تکبیر وتسبیح برآورده شود نزد ذکر وی رضی الله عنه واز ان هفتاد مرد
که حاضر شدند عقبه را از انصار واز جماعه که جمع کردند قرآن را در عهد رسول صلی الله علیه وسلم ودر صحیح
ابن عمر آمده مرفوعاً اقرء القرآن من اربعه وذکر کرد معاذ را در ایشان وسواخات داد رسول خدا
میان او ومیان عبد الله بن مسعود وقیل اخی بینه وبین جعفر بن ابی طالب وخود میسلمانان همه
برادران یکدیگر اند لیکن مناسبت های خاص ونسبت های مخصوص رعایت فرمود وتخصیص کرد
سواخات بعضی را بعضی دوی صلی الله علیه وسلم وانا ترست بآن وتواند که او را رضی الله عنه بهر دو
این عزیز سواخات داده باشد رضی الله عنهم اجمعین والله اعلم حاضر شد معاذ بدر را ومابعد آنرا
از مشاهد وفرستاد او را آن حضرت صلے الله علیه وسلم بسوی یمن ودی بست وهشت سالہ بود وقاضی
ومعلم وسپرد بوی قبض صدقات از عمالی که در یمن بودند وحواله کرد بوی قسمت آنرا بر فقرا ولیس
او را از فضیلت که معادل ومرادف ساخت رای او را بکتاب الله وسنة رسوله وفرمود او را هنگا
که متوجه ساخت به سوی یمن بچه حکم میکنی یا معاذ گفت بچیزی که در کتاب خداست عزوجل گفت
اگر نیابی در کتاب خدا وظاهر نگردد بر تو بچه حکم می کنی گفت عمل میکنم بسنت رسول خدا صلی الله
علیه وسلم وگفت اگر نیابی از سنة رسول بچه عمل میکنی گفت عمل اجتهاد میکنم وبدل مجهود می کنم در اصابت
حق وحکم میکنم برای خود پس آن حضرت صلے الله علیه وسلم دست بشکرانه برآورد وگفت الحمد لله الذی
وفق رسوله بما یرضی الله ورسوله واین حجت ست مر سایر مجتهدان امت را وسنت ست بجواز رای واجتهاد ومعاذ امام
ومقتدای این قوم ست وخود فرمود سید الانبیاء صلی الله علیه وسلم می آید معاذ بن جبل در قیامت
امام العلماء رضی الله عنه وفرمود وقتیکه حاضر شوند علماء پروردگار خود را باشد معاذ بن جبل
پیش ایشان یک سنگ اندازه وخدا تعالی مباهات میکند ملائکه را بمعاذ بن جبل وآمده است که
هر چیز از معاذ ایمان آورد تا خاتم وی اشارت ست بصدق وصحت انچه فتوی داد ونوشت معاذ
ومهر کرد وفرمود اعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ونوشت آن حضرت بسوی اهل یمن چون فرستاد
او را بایشان فرستاده ام بسوی ایشان بهترین کسان خود را وروایت ست از مسروق که گفت بودیم ما نزد
ابن مسعود پس خواند ابن مسعود ان المعاذ کان امة قانتا لله پس گفت قرده بن نوفل که یکی از

والی بران تاکشته شد عثمان رضی اللہ عنہ و بود ابو موسی دران تا قصہ تحکیم و عزل کرد او را علے
رضی اللہ عنہ پستر منقبض شد و انتقال کرد بمکہ و گوشہ گزید و اعتزال کرد فریقین را تا وفات
یافت بمکہ و قیل بالکوفہ سنہ اثنین و خمسین و قیل سنہ خمسین و قیل اربع و اربعین و ہو نحیف
و ستون ستبر بود وی رضی اللہ عنہ خفیف الجسم قصیر القامت چنانکہ اکثر اہل یمن می باشند
روایت کردہ است رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و از خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
و از ابن مسعود و ابی بن کعب و عمار روایت کردہ اند از وی اولاد او موسی و ابراہیم و ابو بردہ و
ابو بکر و امراۃ وی ام عبد اللہ و از صحابہ ابو سعید و انس بن مالک و طارق بن شہاب و از
تابعین سعید بن المسیب و ابو عثمان نہدی و ابو الاسود و غیرہم من کبار التابعین رضی اللہ عنہم
اجمعین و مناقب او بسیار ست و بود وی رضی اللہ عنہ افقہ اہل بصرہ و اقراء ایشان و گفت
شعبی منتہی شد علم بہ شش کس و ذکر کرد در ایشان ابو موسی را و ذکر کردہ است بخاری از طریق
شعبی بہ لفظ العلم ستۃ و ابن المدینی گفتہ قضاۃ امت چہار اند عمر و علی و ابو موسی و زید بن ثابت و حسن بصری
گفتہ رضی اللہ عنہ نیامد بصرہ را راکبی بہتر برای اہل ان از ابو موسی و بود وی رضی اللہ عنہ خداوند
صوت حسن بقرآن و در حدیث صحیح آمدہ کہ گفت آن حضرت لقد اوتی مزمارا من مزامیر آل داود
و گفت ابو عثمان نہدی نشنیدم صوتی بہ از صنج و نہ بربط و نہ مزمار احسن از صوت ابو موسی بقرآن
و بود عمر رضی اللہ عنہ چون می دید ابو موسی را می گفت یاد دہ مرا یا ابا موسی پروردگار ما را یعنی بخوان
قرآن را تا یاد آید پروردگار و در روایتی سابق گردان ما را ابو موسی پروردگار و در واقع ہیچ چیزے
مذکر تر و مشوق تر بسوی پروردگار از استماع قرآن کہ عربان خوش آواز می خوانند نیست آمدہ است
کہ شبی ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ قرآن میخواند و حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم گوش مبارک
بر آواز او نہادہ در گوشہ می شنید چون روز شد فرمود چہ خوب میخواندی تو ای ابی موسی قرآن را
من می شنیدم و محظوظ بودم گفت ابو موسی آہ اگر میدانستم کہ تو می شنوی بہتر و آراستہ تر از ین
میخواندم و در حدیث صحیح آمدہ کہ زینوا القرآن باصواتکم و در روایتی ملحنوا العرب بالقرآن اذن اللہ لشیء
کاذنہ لنبی یجہر بالقرآن و در روایتی تیغنی بالقرآن و آمدہ کہ لیس منا من لم یتغن بالقرآن و کلام در ہمقام
سابقا در باب عبادات گذشت معاذ بن جبل ابو عبد الرحمن الانصاری الخزرجی الحبشی الامام المقدم

معاذ بن جبل

علی رجل من القریتین عظیم مراد بقریتین مکه وطائف ست واختلاف کرده در تعیین رجال پس
قتاده گفته که مراد عتبه بن ربیعه است وعروه بن مسعود وبعضی گفته اند که ولید بن مغیره است از مکه وابن عبد بن
لیل از طائف وقتاده گفته که ولید بن مغیره یا عروه بن مسعود ثقفی واکثر برین اند ودر حدیث آمده است که عرض کرده شدند
برین نبیا ناگاه بود موسی ضرب از رجال گویا از رجال شنوده است وضرب مرد خفیف اللحم راگو نیند ودیدم عیسی بن مریم را ناگاه
قریب تر بوی در شبه عروه بن مسعود ودیدم ابراهیم علیه السلام را ناگاه قریب تر بوی در شبه صاحب شما است
مینجا ابد نفس شریف خود را صلی الله علیه وسلم ودیدم جبرئیل را ناگاه قریب تر بوی در شبه
وحیه کلبی ست این چار ده تن را در روضته الاحباب ذکر کرده بعد ازان میگوید وبعضی اهل سیر
ابو موسی اشعری ومعاذ بن جبل را رضی الله عنهما وبعضی دیگر زبیر بن محصن وجنیب بن زید
بن عاصم را از جمله رسولان آن سرور شمرده اند وبر نیوجه رسولان حضرت رسول صلی الله علیه و
سلم پانزده باشد ودر مواهب لدنیه امیر المومنین علی وعتبه بن حصن وبریده وعباد بن بشیر
ورافع بن مکیث وضحاک بن سفیان وبشر بن سفیان وعبد الله بن اللبتیه که مردی آزاد بود
نیز شمرده اما ابو موسی اشعری نام او عبد الله بن قیس ست مشهور ست بکنیت وباسم وبکنیت
مشهور تر ست منسوب ست باشعر که یکی از اجداد اوست از اولاد سبا که در یمن بود از اکابر
صحابه است قدوم آورد بمکه وساکن دران وحلیف شد سعید بن العاص بن امیه را پیش از اسلام
آورد بمکه وهجرت کرد بارض حبشه بعد ازان قدوم آورد به خیبر با جعفر بن ابی طالب ورسول صلی الله
علیه وسلم در خیبر بود مشهور این ست وبعضے گفته اند که اسلام آورد قدیما ورجوع کرد ببلاد خود
وهجرت نکرد بحبشه در اصابه میگوید که قول اکثر انیست زیرا که موسی بن عقبه وبن اسحق وواقدی
که ازا کابر علماء علم سیر اند ذکر نکرده اورا در مهاجره حبشه بعد ازان قدوم آورد وی وجماعه از اشعریین
نزدیک پنجاه کس بمدینه بعد از فتح خیبر وبعضی گفته اند که انداخت کشتی ایشان را باد بسوی نجاشی
در ارض حبشه وقدوم آورد بمدینه پس موافق افتاد قدوم ایشان قدوم جعفر بن ابی طالب را
از حبشه وعامل گردانید او را رسول خدا بعض یمن را شامل زبید وعدن ووالی گردانید او را
عمر الخطاب ببصره بعد از عزل مغیره بن شعبه سنه عشرین پس فتح کرد اهواز را واصبهان را وهمیشه بود
ببصره تا صدوی از خلافت عثمان پس تر عزل کرد عثمان ازان وعامل گردانید بر کوفه وهمیشه بود

ام سلمہ کہ مقصود آن حضرت تحویل اسم ولید ست پس گفت ام سلمہ ہو المہاجر یا رسول اللہ
در چیزے کہ در وی طول ست بعد ازان فرستاد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر بن
ابی امیہ را البسوی حارث بن عبد کلال ضمیری ملک یمن و عامل گردانید نیز بر صدقات کندہ
و صدف بعد ازان والی گردانید اورا ابوبکر صدیق بر یمن و اوست کہ فتح کرد حصن بجر را بحضرموت
کہ متحصن شدہ بودند در وی کفرہ باز یاد بن سید انصاری کذا فی الاستیعاب و در اصابہ گفتہ
کہ حاضر شدہ بدر با مشرکان و کشتہ شدند دو برادر وی ہشام و مسعود و ذکر کردہ ہست در فتوح
کہ مہاجر تخلف کردہ در غزوہ تبوک پس ہمیشہ اعتذار میکرد ام سلمہ از جانب وی تا معذور داشت
آن حضرت اورا و عمرو بن العاص فرستاد اورا بجانب ملک عمان البسوی جیفر و عبد پسران
حلید و قصہ آن بہ تفصیل در باب ارسال رسل و سال ششم بعد از صلح حدیبیہ گذشت و احوال
عمرو بن العاص در ذکر کتاب نوشتہ شدہ عروہ بن مسعود الثقفی ابو مسعود و قیل ابو یعفور بفتح
التحتانیہ و سکون العین المہملہ و ضم الفاء و بالواو و ثقفی منسوب بیکی از اجداد ست کہ نام او ثقیف
ست حاضر شد صلح حدیبیہ را کافر و قدوم آورد بران حضرت سنہ تسع بعد عود آن حضرت
از طائف پس اسلام آورد نزد او زنان بودند متعدد پس امر کرد آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کہ اختیار کند چہار را و طلاق دہد باقی را اذن طلبید و رجوع بوطن فرمود آن حضرت اگر مرا
میان ایشان می کشند ترا گفت عروہ یا رسول اللہ من محبوب ترم نزد ایشان از اکابر ایشان
و بود وی رضی اللہ عنہ محبوب و مطاع میان ایشان پس رجوع کرد و دعوت کرد قوم خود را باسلام
پس ابا آوردند پس چون شد وقت فجر ایستاد بر غرفہ کہ در اردی بود و اذان گفت برائے
نماز و شہادتین میگفت کہ تیر انداخت نامردی از ثقیف و در روایتی تیر باران کردند در سینہ
تیر بوی و کشتند او را پس گفت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون شنیدند خبر او را مثل عروہ ہمچو
مثل صاحب یس ست کہ خواند قوم خود را البسوی خدائے عز و جل و کشتند او را و چون شہید شد
گفتند او را چہ میگوئی در خون خود گفت کرامتی ست کہ اکرام کرد مرا بہ پروردگار تعالی و شہادتی ست
کہ داند آنرا البسوی من و مرثیہ گفت او را عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ و گفتہ ست ابن عباس
و عکرمہ و محمد بن کعب و اسدی و قتادہ در قول حق عز و جل وقال الذین کفروا لو لا نزل ہذا القرآن

وفخر میکرد حضرت بمن وآمده که بود قامت برشش قدائع در صحیح البخاری آمده از جریر که
می گفت محجوب نمی ساخت مرا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ازان گاه که اسلام آوردم
من ونمیدید مرا مگر آنکه تبسم می نمود وخنده میکرد در روی من وازابی ذرعه آمده که گفت
جریر بیعت کردم من رسول خدا را بر نصیحت وخیر خواهی هر مسلمانان پس بود جریر چون میخرید
چیزی مرا می گفت مر یار خود را که بائع ست واللہ بیشتر ست چیزی ازین بها که خریدم مثلاً
اسپی بود که هزار درهم بهای آن واقع می بود ومی افزود جریر تا چهار هزار مر میرسانید وفرستاد
آن حضرت صلے اللہ علیه وسلم جریر را بذی الخلیفه وسی کس از قوم وی برای شکستن بتی که
در وی بود وگفت یا رسول اللہ نمیتوانم من بر پشت اسپ محکم نشست پس زد آن حضرت
دست مبارک خود را بر سینه من تا یافتم برد او را در درون سینه خود گفت اللهم ثبته واجعله هادیا
ومهدیا پس رفت بذی الخلیفه وشکست وسوخت آنرا وتقدیم کرد او را عمر رضی اللہ عنه
در حروب عراق بر تمامه اهل بجیله وبود والیشان را امیر عظیم در فتح قادسیه وساکن شد
جریر بکوفه وبود مراورا در وی داری وفرستاد بوی معاویه رسول ونرفت پیش وی
ودر آخر ترک او فریقین را وعزلت گزید ووفات یافت سنه اربع وخمسین وقیل احدی
وخمسین وآورده اند که وی روزے در مجلس عمر رضی اللہ عنه حاضر بود پس یافت
در مجلس رائحه کریهه از بعضی جلسا پس گفت عمر وواجب ست بر صاحب این رائحه که
برخیزد ووضو کند گفت جریر بن عبد اللہ نفرمایا امیر المومنین تمامه اهل مجلس را که برخیزند
ووضو بسازند یعنی تا سر کسی فاش نگردد وعیب وی ظاهر نگردد پس فرمود عمر همه را که برخیزند
ووضو بسازند به پسندید این را از جریر وگفت یا جریر همیشه بودی تو رشید رضی اللہ عنه
کذا ذکره فی الاستیعاب واین اثر از امیر المومنین عمر در بعضے کتب فقه دیده شده بود
الآن معلوم شد که بگفته جریر بود رضی اللہ تعالی عنه وارضاه ومهاجرین امیر بن المغیره
قرشی المخزومی برادر ام سلمه زوج النبی صلی اللہ علیه وسلم از یک پدر ومادر وبود اسم او ولید
پس مکروه داشت رسول خدا این نام را وگفت ام سلمه یا رسول اللہ برادر من ولید
قدوم آورده است مهاجر پس گفت آن حضرت صلی اللہ علیه وسلم هو المهاجر پس نهید

چون آمد جریر در ملازمت آن حضرت انداخت وی صلی اللہ علیہ وسلم برای وی ردای
مبارک خود را و اکرام کرد او را و روی آورد بصحابہ و گفت چون بیاید شما را کریم قومے
اکرام کنید او را و مردی ست از وی رضی اللہ عنہ کہ گفت مرا رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم تو مردی کہ بتحقیق نیک گردانیدہ است خدا یتعالی صورت ترا پس نیک گرداند
سیرت ترا و وارد شدہ است کہ در اثنای آنکہ بود آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم در اصحاب
خرد و اکثر مردم اہل یمن بودند ناگاہ گفت نزدیک ست کہ طلوع کند بر شما و ظاہر گردد از
بہترین اہل یمن ناگاہ پیدا شد جریر بن عبد اللہ بجلی و طلوع کرد بر ایشان از تنبیہ پس آمد
و سلام کرد بر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و بر اصحاب وی رضی اللہ عنہم اجمعین پس گفتند
جواب سلام وی ہمہ یک بار پستر فراخ کرد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم عرض ردای خود را
و گفت بر این بنشین یا جریر پس بنشست و اقبال آورد بر وی آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بحدیث و چون برخاست گفتند اصحاب یا رسول اللہ بہ تحقیق دیدم از تو امروز منتظری
جریر را کہ نہ دیدیم ہرگز از تو برای ہیچ یکی فرمود نعم این کریم قوم ست و چون بیاید شما را کریم
قومی اکرام کنید او را و مردی ست از وی رضی اللہ عنہ کہ گفت چون نزدیک شدم مدینہ را
نشاندم شتر را پستر بکشادم جامہ دان خود را و پوشیدم حلہ خود را و در آمدم در مسجد رسول خدا
را صلے اللہ علیہ وسلم در حالیکہ خطبہ میخواند پستر تیز نگاہ کردند مردم در من و گفتند بہ ہمنشین خود
یا عبد اللہ آیا ذکر کرد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم در شان من چیزی گفت نعم ذکر کرد احسن
ذکر و گفت در اثنای آنکہ خطبہ میخواند عارض شد مرا و را در خطبہ خود سخنی و گفت بزودی نزدیک
ست کہ در آید بر شما از این راہ دراز بہترین خداوندان یمن کہ بر روی وی مسحہ ملک ست
گفت جریر پس شکر گفتم خدا را بر این نعمت کہ مراد او بود جریر رضی اللہ عنہ سید مطاع
بدیع الجمال گویا کہ روی او ماہ پارہ ایست روایت کردہ است ترمذی در شمایل از عمر و بن الخطاب
رضی اللہ عنہ کہ گفت ندیدم احسن از صورت جریر مگر آنچہ رسیدہ است بما از صورت یوسف و
میگفت عمر رضی اللہ عنہ جریر یوسف ہذہ الامۃ و گفتہ است جریر بود رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کہ چون می آمدند او را و فود عرب می طلبید مرا پس پوشیدم من حلہ خود را و می آمدم بمجلس شریف

حلیف بنی عبد شمس کنیت او ابو وہب ذکر کردہ است اورا ابن اسحق در مہاجرین
سابقین اولین و در کسانی کہ ہجرت کردند بحبشہ و حاضر شدند بدر راو گفتہ است ابن
ابی حاتم حاضر شد شجاع بن وہب بدر را و ہمہ مشاہد را گفت صاحب استیعاب نمید انم
تا برای روایت فرستاد و او را آن حضرت بسوی حارث بن ابی شمر غسانی چنانکہ گذشت
و بود نحیف و دراز کوز پشت شہادت یافت یوم الیمامہ بود عمر وی چہل و چند سال سکیط بن
عمرو بفتح سین مہملہ و کسر لام و سکون تحتانیہ بن عمرو العامری فرستاد آن حضرت نامہ بدست
او بسوی ہوذہ بن علی حنیفی چنانکہ گذشت گفت ابن اسحق حاضر شد با پدرش یمامہ را
و کشتہ شد آنجا و ابو معشر گفت کشتہ نشد و صاحب استیعاب گفتہ و صواب ہمین است
انشاء اللہ و گفتہ کہ ذکر کردہ است زبیر خبر او را کہ عمر و بن الخطاب رضی اللہ عنہ پوشانید اصحاب
رسول خدا را صلے اللہ علیہ وسلم حلہا و زیادہ آمد یک حلہ پس گفت عمر و راہ نمایند مرا بر جوانے
کہ ہجرت کردہ باشد و بدر را و پس گفتند عبد اللہ بن عمرو پس گفت لابل سلیط پس پوشانید
آن حلہ مر او را و علاء بن الحضرمی گذشت ذکر وی در ذکر کتاب ظاہر اوی ہم کاتب بود
و ہم رسول رضی اللہ عنہ و سابقاً در باب ارسال رسل از ارباب سیر نقل کردیم کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم علاء بن حضرمی را بجانب منذر بن ساوی کہ والی بحرین بود فرستاد
و نامہ نوشت و از مواہب لدنیہ ذکر آن بہ تفصیل کردہ شد و جریر بن عبد اللہ البجلی ارسال
وی بر ذی الکلاع بود کہ از ملوک طائف بود و قصہ آن در وقائع سال دہم بعد از ذکر حجۃ الوداع
مذکور شد و جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ در غایت حسن و جمال و فضل و کمال بود و
کنیت او ابو عبد اللہ و قیل ابو عمرو و بجلی یمانی و بجلی نسبت ست بہ بجیلہ کہ نام زنی ست ام قبیلہ
اختلاف کردہ شدہ است در وقت اسلام وی بعضی گفتہ اند کہ در رمضان سالی کہ وفات
یافت قبل موت آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بچہل روز و باین جزم کردہ است ابن عبد البر
در اصابہ گفتہ کہ این غلط ست زیرا کہ در صحیحین واقع شدہ است کہ گفت آن حضرت مر او را
در روز حجۃ الوداع خاموش کرد آنرا و جزم کردہ است واقدی کہ وفات کرد پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم در شہر رمضان سنہ عشر زیرا کہ نجاشی پیش از سنہ عشر مردہ است و بالجملہ

وقیل ابو محمد حلیف قریش و بعضے گفته اند حلیف زبیر بن العوام و بعضے گفته مولی یکے از
قریش بود که عبد الله بن حمید نام داشت مکاتب ساخت او را پس آزاد ساخت کتابت
را و آزاد شد و بود از اهل یمن حاضر شد ند بدر مرا و احد و خندق را و ما بعد ها من المشاهد
وفات یافت سنه ثلثین بمدینه در خلافت عثمان رضی الله عنه و خمس و ستون سنه و نماز
گذارد بروی عثمان فرستاد او را آن حضرت بجانب مقوقس ملک اسکندریه چنانکه گذشت
و قصه نوشتن او نامه بجانب اهل مکه در وقت قصد کردن آن حضرت صلی الله علیه وسلم فتح
مکه را مشهور ست و آن سابقاً نیز گذشت و در اصابه از مرزبانی در معجمه الشعرا نقل کرده
که گفت بود حاطب یکی از فرسان قریش و شعرا ایشان در جاهلیت روانه کرده است
حاطب از رسول خدا صلی الله علیه وسلم احادیث یکی آنکه من رآنی بعد موتی فکانما رآنی
فی حیاتی و من مات فی احد الحرمین بعث فی الامنین یوم القیمه صاحب استیعاب میگوید
نمیدانم من او را مگر این حدیث و در اصابه گفته که علما بر این سخن را از صاحب استیعاب
غریب پنداشته اند زیرا که غیر این چند حدیث دیگر نیز آمده و این اسکن از طریق محمد
بن عبد الرحمن بن حاطب عن ابیه عن جده آورده که گفت شنیدم رسول خدا را صلی الله
علیه وسلم که تزوج میکند مومن در بهشت هفتاد و سی زوجه هفتاد از نساء جنت و سی از نساء
دنیا و گفت شنیده صاحب اصابه بتحقیق یافتم سه حدیث دیگر یکے آنکه اخراج کرده است
ابن شاهین از طریق یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب عن ابیه عن جده که گفت فرستاد
مرا رسول خدا بسوی مقوقس ملک اسکندریه پس بردم او را کتاب رسول صلی الله علیه وسلم
بحدیث ثانی اخراج کرده ابن منده بهمین وجه مرفوعاً من اغتسل یوم الجمعه حدیث ثالث
اخراج کرده او را حاکم از طریق صفوان بن سلیم از انس از حاطب بن ابی بلتعه طلوع کرد علی
بن ابی طالب رضی الله عنه یعنی بر ان حضرت صلی الله علیه وسلم در دست علی سپری بود که
در وی آب بود الحدیث ظاهر ا این غزوه احد بود که زخمها بحضرت رسول صلی الله علیه وسلم
رسیده بود و حضرت علی مرتضی آب آورد تا بشوید آنرا او حضرت فاطمه زهرا حصیر سوخته آورد
تا بندد بر جراحت چنانکه در مجلس گذشته والله اعلم شجاع بن وهب گفته میشود ابی وهب الاسدی

وفرستاده بود رسول خدا بسوی کسری چنانکه گذشت ومیگویند که بود در وی مزاح ولاغ
کردی آورده اند که یک باری تنگ اسپ آن حضرت بر بست وسست بست تا نزدیک بود
که بیفتند آن حضرت واین را برای ذکر حضرت را باز بسعادت خدمت نیک جست ورنمانند
گردانید از مزاح اوست که امیر گردانید اورا آن حضرت بر سریه پس امر کرد قوم را که جمع کنند
حطب را وبر آورند آتش وچون افروختند آتش امر کرد ایشان را که در آیند در آتش
پس ابا آوردند قوم وگفت ایا حکم نکرده است رسول خدا شما را بفرمان برداری من
ونفرموده که هر که اطاعت کند امیر را اطاعت کرده مرا پس گفتند قوم ایمان نیاورده ومتابعت
نکرده ایم ما بآن حضرت مگر برای انیکه نجات یابیم از آتش پس چون شنیدند رسول خدا این
سخن را تصویب کرد ایشان را وفرمود لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق کذا فی الاستیعاب
والاصابه واسیر کردند اورا روم در شان عمر بن الخطاب پس اراده کردند کفر اورا واکراه
نمودند پس نگاه داشت خدا تعالی ونجات داد اورا از ایشان همچنین گفته است
در استیعاب وظاهر از ین عبارت آنست که ایشان پشیمان شدند خلاص کردند ودر
اصابه می نویسد که از مناقب عبد الله بن حذافه آنست که اسیر ساختند اورا روم وگفت
ملک روم نصرانی شود گفت لرخ باش در ملک من پس ابا آوردانان پس امر کرد تا اورا بزدار
کشیدند وتیر بجانب کردند پس مجروح نشد بدان وفرود آوردند اورا از دار پس امر کردند دیگ
بریان کردند وجوشانیدند در وی آب واندا ختند اورا در ان تا لایح شد استخوانهای وی
وسلامت ماند از ان وچون ببردند اورا پیش وی گریه کرد وگفت بگذارند اورا پس پرسید
حال اورا گفت چه آرزو داری گفت آرزو دارم که باشد مرا صد نفس که پیش آید آنرا
همچنین محنت وعذاب در راه خدا پس تعجب کرد وگفت ببوس سر مرا ومن میگذارم
ترا گفت با تمامه اسیران پس برخاست عمر وبوسه داد سر اورا وگفت شیخ که بیرون آورده
است این عساکر برای این قصه شاهدی از حدیث باین ابن عباس مرسلا وشاهد
دیگر از فوائد هشام بن عروه از مرسل زهری والله اعلم حاطب بن ابی بلتعه حاطب بفتح
بحا وکسر طا وبهملتین وبلتعه بفتح وسکون لام وفتح فوقانیه صحابی مشهور ست کنیت او ابو عبد الله

تجربه کاری حاضر نشد بدر را و احد را با مشرکان پیستر اسلام آورد هنگام که برگشتند مشرکان
از احد و اول مشاهدی یوم بیر معونه است و اسیر کرد او را در ان روز عامر بن الطفیل بعد از ان
برید ناصیه او را و رها کرد و فرستاد او را آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بسوی نجاشی بحبشه
پس قدوم آورد نجاشی بکتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تعظیم کرد و احترام نمود
آن سعادتمند کتابت آن حضرت را و اسلام آورد بکتوبی دیگر فرستاد تا ام حبیبه را
تزویج کند چنانکه سابقا گذشت و در مواهب لدنیه میگوید و فرستاد عمرو بن امیه ضمری را
بسیلمه کذاب بکتاب و بسوی مرده بن عمرو جذامی که عامل قیصر بود و دعوت کرد او را
باسلام پس اسلام آورد و دو نوشت بسوی حضرت نامه و فرستاد هدیه با مسعود بن سعید
نعله شهاد او را فضه میگفتند و اسپیکه از اظراب میگفتند و فرستاد ثواب و قبای سندس
مذهب پس قبول کرد هدیه او را و بخشید مسعود بن سعد را دوازده اوقیه روایت کرده اند
ازوی دو پسر وی جعفر و عبد اللہ و شعبی و ابو قلابه عداد او در اهل حجاز ست و مر او را ذکرست
در مواضع عدیده وفات یافت در مدینه در زمان معاویه و قیل سنه ستین و دحیه بن
خلیفه کلبی دحیه بفتح دال و کسر آن و در روایت اهل حدیث بکسر ست و خلیفه بخای معجمه و فاو
کلبی منسوب بکلب بن وبره نام قبیله ایست صحابی مشهور کبیر زده میشد بشکل حسن و جمال
وی و چون بیرون می آمد بیرون می آمد مردان و زنان بنظاره او اول کسی ست که نزول
میکرد جبرئیل علیه السلام در صورت وی حاضر نشد بدر را و حاضر شد احد او ما بعد وی از مشاهد و بعضی
گفته اند که اول مشاهد وی خندق ست و مبایعت کرد تحت الشجره فرستاد او را آن حضرت
بجانب قیصر چنانکه گذشت قصه بطولها در روایت کرده احمد از طریق شعبی از وحیه که گفت
گفتم یا رسول اللہ ایا برندارید برای تو حماری را بر فرس پس میخرند برای تو اشتری را پس
سوار شوی تو آنرا فرمود آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نمی کنند تفکر کسانیکه علم ندارند
و باقی ماند دحیه تا زمان سادیه و عبد اللہ بن حذافه سهمی بضم حا مهمله و ذال معجمه سهمی بفتح سین و
سکون ها منسوب بسهم بن عمرو بطنی ست از قریش کنیت او ابو حذافه اسلام آورد قدیما
و بود از مهاجرین سابقین اولین هجرت کرد بحبشه هجرت ثانیه با برادر خود قیس بن حذافه

صلے اللہ علیہ وسلم چون عہد میکردو صلحای او چون صلح می کرد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
و بود از کسانیکہ کتابت میکردند برای رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ ذکر
کردہ است این را ابن ابی شیبہ در کتاب زیادت بر بنہا عمرو بن الخطاب و عثمان بن عفان
و علی بن ابی طالب و زبیر بن العوام و خالد و ابان بعد ازان ذکر کرد صاحب استیعاب اکثر ازین
جماعہ کہ مذکور شدند و احوال ایشان نوشتند بعد ازان بدانکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بملوک و امرای نامہا نوشتہ و فرمانہای اصدار نمودہ کہ ذکر آنہا سابقاً در قضایای سنہ
سادس بعد از قصہ حدیبیہ وقوع یافتہ است و بغیر ملوک و امرا از صحابہ و غیر ہم در بیان شرائع
و احکام از صدقات زکوۃ و معاملات نیز نوشتہ و نقل آنہا اگر بزبان عربی کردہ چنانکہ ہست
مناسب وضع کتاب نمی افتد و اگر ترجمہ کردہ شود آن طلاقت و حلاوت کہ در عبارات شریف
ہست نمی ماند باوجود رکاکتہا کہ مسخ راہ نیافتہ است خلاف مکاتب و رسایل کہ داخل
قصص و حکایات است و یکی قسمی دیگر ست کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم با بعضے از قبایل
عرب بزبان و لغت ایشان نوشتہ کہ داد نہایت فصاحت و بلاغت دادہ است و فصحا و
بلغا در فہم آن خیرہ و حیران آمدہ است و از جملہ ازان در کتاب شفای قاضی عیاض
رحمۃ اللہ علیہ مذکور و مسطور ست و آن در حقیقت از جملہ معجزات بینات اوست صلی اللہ
علیہ وسلم کہ بی آنکہ از جای خود بیرون آمدہ و تتبع و استقرای لغات کردہ و با اہل قبایل
صحبت و مخالطت داشتہ و از ایشان گفتہ و تعلیم و اکتساب کردہ باشد و این اعجاز در
رسولان آن حضرت کہ ایشان را بملوک و امرا و قبایل و عشائر می فرستاد نیز ظاہر
می شد کہ با ہر قومے بلغت وی تکلم می کردند صلی اللہ علیہ وسلم **باب ہشتم** در ذکر
رسل کہ ایشان را بر ملوک و امرا فرستادہ در روضۃ الاحباب یازدہ تن ذکر و اسامی
ایشان در ذکر کتب و رسایل کہ سابقاً گذشت مذکور شد اما احوال مذکور نشدہ جمع عددی
واقع نشدہ اگر برای این غرض از انچہ گذشتند و نگذشتند اینجا جدا نوشتہ شوند مناسب
آمد یکی از ایشان عمرو بن امیہ ضمری بفتح ضاد معجمہ و سکون میم از بنی ضمرہ بن بکر بن عبد مناف
کنانی بکسر کاف و دو نون از دلیران و پہلوانان صحابہ بود از مردان عرب در حوارت

بعنوان کتابت ذکر نکرده ویکی معیقب که باین عنوان در استیعاب ومواهب مذکور شده است
بضم میم وفتح عین وسکون تحتانیه وکسر قاف وسکون تحتانیه وباء در آخر ابن ابی فاطمه دوسی
از سابقین اولین حاضر شد مشاهد را ومرد در خلافت عثمان یا علی همین مقدار در مواهب
گفته ودر استیعاب میگوید معیقب بن ابی فاطمه مولی سعید بن العاص همچنین ذکر کرده است
اورا موسی عقبه از ابن شهاب گفت وگمان می برند که از دوس است وغیر او گفته که وے
دوسی است حلیف است مر ابی سعید بن العاص را اسلام آورد قدیما بمکه وهجرت کرد بحبشه
هجرت ثانیه واقامت کرد در ان تا قدوم آورد بر آن حضرت صلی الله علیه وسلم بمدینه وبعضی
گفته اند بخیبر وبعضے پیش ازان وگماشته شده بود بر خاتم آن حضرت صلی الله علیه وسلم
وعامل گردانیدند اورا بمدینه ابوبکر وعمر رضی الله عنهما بر بیت المال ونازل شد بوی جذام
وعلاج کرده شد ازان یا عمر بن الخطاب حنظل پس موقوف ماند کار او وفات یافت در آخر
خلافت عثمان وبعضی گفته اند وفات یافت در سنه اربعین در آخر خلافت علی ووے
قلیل الحدیث ست روایت کرده است ازوی ابو سلمه بن عبد الرحمن بن عوف از پیغمبر
صلے الله علیه وسلم ویل للاعقاب من النار وحدیث دیگر در مسح خف تمام شد ذکر کتاب رضی الله
عنهم اجمعین در استیعاب میگوید بود ابی بن کعب که می نوشت برای رسول خدا صلے الله علیه وسلم
وحی پیش از زید بن ثابت وبادی نیز بود زید لازم ترین صحابه مر کتابت وحی را وی نوشت
بسیاری از کتب ورسائل را که میفرستادند بسوی مردم وذکر کرده است محمد بن سعد از واقدی
از اشیاخش که اول کسیکه نوشت برای رسول خدا وحی نزد متقدم آن حضرت صلی الله علیه
وسلم بمدینه ابی بن کعب بود وچون حاضر نمی بود ابی میخواند آن حضرت صلے الله علیه وسلم رسایل
را بودند که مے نوشتند زید بن ثابت را وبودند ابی را که میفرستاد آن حضرت بسوی مردم و
اقطاع میکرد برای کسی زمینی را واول کسیکه نوشت از قریش عبد الله بن ابی سعد بن ابی سرح
بود پس مرتد گشت وی ورجوع کرد بمکه ودر وی نازل شده است قول حق سبحانه ومن اظلم
ممن افتری علی الله کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیه شیء الآیه وبود از مواظبین بر کتابت
رسایل آن حضرت صلے الله علیه وسلم عبد الله بن ارقم زهری وبود کاتب عهود آن حضرت

عمر رضی اللہ عنہ روز فوت وی مات سید المسلمین و بعضے گفتہ اند وفات یافت در خلافت عثمان
سنہ ثلثین و این اثبت اقوال ست و گفت ابن عبد البر اکثر بر انند کہ در خلافت عمر ست
و روایۃ کردہ است بغوی از حسن کہ گفت پیش از قتل عثمان بجمعہ و بالجملہ اختلاف ست در سنہ
وفات وی و روایت ست از ابی سعید خدری کہ مردی از مسلمانان ازان حضرت پرسید
یا رسول اللہ خبر دہ مرا کہ این بیماریہا کہ میرسد ما را در انجا نصیبے ہست فرمود آن حضرت کہ اینہا
کفارات ذنوب ست پس گفت یا رسول اللہ اگر چہ کم باشد بیماری فرمود اگر چہ خاری ہم خلد
پس دعا کرد ابی رضی اللہ عنہ کہ مفارقت نکند او را تب تا وقت مرگ و مانع نیامد از حج و عمرہ و
جہاد و نماز فریضہ در جماعت پس ہمیشہ بود وی رضی اللہ عنہ بیمار و تب زدہ تا مرد رواہ ابو یعلے
و تصحیح کرد او را ابن حبان عبد اللہ بن ارقم بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرۃ
القرشی الزہری او را صحبت ست اسلام آورد عام الفتح و بود از حلق کتابت کرد برائے
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بود امانت او نزد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدی کہ امر میکرد
کہ بنویسید بسوی ملوک و نمیفرمود چہ نویسید پس می نوشت و مہر میکرد او را و نمیخواند از جہت امانت
وی بعد ازان نوشت برائے ابی بکر و عمر و ابی شد بیت المال را برائے عمر و عثمان بی اجر پس
استعفا نمود پس عفو کرد عثمان و گفتہ است مالک کہ رسیدہ است مرا کہ عثمان جائزہ
داد عبد اللہ بن ارقم را سی ہزار پس قبول نکرد و گفت من عمل کردہ ام برائے خدای و در روایتے
سہ صد ہزار آمدہ و بود وی مامون و مختار نزد عمر تا آنکہ حکایت میکرد از وی حفصہ کہ میگفت
اگر منکر نمیشدند قوم تو بر من ترا یا خلیفہ خود می ساختم عبد اللہ بن ارقم را ندیدم ہیچ یکے
ترسندہ تر خدا را از عبد اللہ بن ارقم و میگفت او را اگر می بود ترا مثل سابقہ قوم تقدیم
نمی کردم بر تو ہیچ یکی را روایت کردہ است از وی عروہ بن الزبیر و اسلم مولی عمر و روایت
کردہ اند از بعضے از وی حدیث واحد از پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کہ گفت چون ظاہر شد فتنہا
و بیخواہد مرد خلاص را کہ باید کہ ابتدا کند بخلاص ذکر کردہ است صاحب مشکات در باب آن جامع
و فضل وی باین لفظ اذا اقیمت الصلوۃ و وجد احدکم الخلاء فلیبدء بالخلاء مات فی خلافۃ
عثمان رضی اللہ عنہ این اسماست کہ در روضۃ الاحباب ذکر کردہ و اکثر آنہا را در استیعاب

حاضر شد بدر را و ما بعد وی را از شنا بده و بود وی رضی الله عنه کرمی نوشت برای آن حضرت
وحی را و ایشان شش کس بست که یاد گرفتند قرآن را در عهد رسول خدا صلی الله علیه وسلم
همه کس و ذکر کرد ابی را و بود وی رضی الله عنه از فقهای صحابه و اقرار ایشان کتاب الله را
عزوجل و تکیه میکرد او را رسول خدا صلی الله علیه وسلم ابا المنذر و کنیت کرد عمر و بن الخطاب
ابی الطفیل و نام کرد او را آن حضرت صلی الله علیه وسلم سیدا الانصار و تسمیه کرد عمر رضی الله
عنه سید المسلمین و گفت مردی مر عمر را کنیت این کسی که در پهلوی تست گفت عمر و این
سید المسلمین ابی بن کعب و ما نا که مراد بمسلمین انصار خواهند بود یا قومی مخصوص از ایشان
نه تمامه مسلمانان کما لا یخفی و گفت رسول خدا صلی الله علیه وسلم با ابی خدا مرا امر کرده است که
بخوانم بر تو قرآن را و نشنوانم ترا قرآن پس گفت ابی آیا نام ترا بر د مرا خدا تعالی پس
خداوند ان حضرت این آیت قل بفضل الله و برحمته فبذلک فلیفرحوا هو خیر مما یجمعون
و در روایتی آمده است که گفت میخوانم بر تو لم یکن الذین کفروا گفت ابی آیا نام برد مرا
خدای برای تو فرمود نعم نام برد ترا برای من پس گریه کردن گرفت ابی و در روایتی گریه ابی
و رسول خدا و گفت رسول خدا صلی الله علیه وسلم با ابی گوارا باد ترا علم یا ابا المنذر این را نجا
فرمود که پرسید از ابی که یا ابا المنذر در می یابی تو که کدام آیت از کتاب خدای با تو عظیم تر
گفت ابی الله و رسوله اعلم باز فرمود یا ابا المنذر در می یابی که کدام آیت از کتاب خدا اعظم
ست پس گفتم الله لا اله الا هو الحی القیوم پس فرمود گوارا باد ترا علم یا ابا المنذر مدح کرد آنحضرت
ابی را بدریافت او این آیت را بطریق الهام و اعلام الهی سبحانه و این بتصرف آن حضرت بود
صلی الله علیه وسلم چنانچه آمده است که زدن حضرت دست مبارک خود را بار دوم بر سینه
ابی پس دریافت این آیه را و گفته است واقدی که ابی بن کعب اول کسی ست که نوشت برای
پیغمبر صلی الله علیه وسلم و اول کسیکه نوشت در آخر کتاب کیست فلان بن فلان و بود ابی
میانه قد ابیض اللحیه تغیر ند و سری خود را و روایت کرده است از ابی عمر رضی الله عنه وی پسر
او ا عمر رضی الله عنه از نوازل و حوادث و تحاکم میکرد بسوی او از مفصلات و روایت کرده اند
از وی جمعی کثیر از صحابه و وفات یافت ابی در سنه عشرین یا تسع عشر یا اثنین و عشرین در خلافت

در استیعاب و اصابه در ذکر حاطب بن ابی بلتعه که مشهورست و حاطب ذکر کرده یکی حاطب
بن عمرو بن عبد الله بن عبد الشمس بن عبد ودّ لیس در استیعاب میگوید ذکر کرده است او را ابن
عقبه در کسانی که حاضر شدند بدر را از بنی عامر بن لوی اسلام آورد قبل دخول دار ارقم و هجرت
کرد بسوی حبشه هجرتین در روایت اسحق و بعضی در هجرت اولی گفته و واقدی گفت همین ثابت
نزد ما و ذکر کرد او را ابن اسحاق و واقدی نیز در حاضران بدر و در اصابه گفته حاطب
بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ودّ بن نصر عامری برادر سهیل بن عمرو بود حاطب از سابقان
گفته می شود که وی اول کسی ست که هجرت کرد بسوی حبشه و باین جزم کرده است زبیر
و اتفاق کرده اند بر ذکر وی در کسانی که حاضر شدند بدر را دیگر حاطب بن عمرو بن عتیک
بن امیه بن زید بن مالک بن اوس حاضر شد بدر را و ذکر نکرده است او را ابن اسحاق
در بدریین در استیعاب همین مقدار گفته و در اصابه می گوید حاطب عمرو بن عتیک انصاری اوسی
گفت ابو عمر و حاضر شد بدر را و ذکر نکرده او را ابن اسحق در بدریین و میگوید نیز دیدم او را نزد
غیر یحیی و الله اعلم مر حاطب را صحبت ست و در بین هر دو کتاب حاطب بن عمرو بود او در نسخه
صحیحه از روضة الاحباب که حاضرست بی واو ست و الله اعلم ابن خنطل بفتح خاء معجمه و طاء مهمله
احوال ابن خنطل که عبد العزی نام میداشت سابقاً در عام الفتح معلوم شده است که پیش از فتح
بمدینه آمد و مسلمان شد و نام او را آن حضرت عبد الله نهاد و بجهت اخذ زکات بقبیله فرستاد
پس مرتد شد و چهار پایان صدقه که اخذ کرده بود براند و بمکه آمد و گفت بقریش هیچ دین را
بهتر از دین شما نیافتم و در روز فتح مکه پناه بخانه کعبه آورده در پرده های خانه پنهان شد پس یکی
از اصحاب او را دیده بحضرت رسول الله خبر داد ابن خنطل متعلق باستار الکعبه فرمود بکشید او را
پس بموجب حکم اشرف همانجا مقتول ساختند انتهی و ابن خنطل شاید که پیش از ارتداد که مسلمان
بود می نوشت آنرا هم ذکر نکرده اند و اگر باشد هم بعد از ارتداد و رفتن او از عالم بریین حال صحابی
نوشتن ست در میان صحابه لهذا در اسمای رجال او را ترجمه نساخته اند مگر تبعاً لمن که در اثنای
کلام قصه وی ذکر کرده باشند و ابی بن کعب کنیت او ابو المنذر و ابو الطفیل ست ابی بن کعب بن
المنذر و قیل کعب بن قیس انصاری خزرجی نجاری مغاری المدنی حاضر شد عقب ثانیه را و

گفت حاضر شدم بدر را با مشرکان و دیدم ملائکه را که فرود می آیند از آسمان و قتال می کنند
و نگفتم این را با هیچ کس از قریش و گفت مروان بن الحکم با حویطب روزے چه شد ترا
ایها الشیخ که بسر افتادا اسلام تو از خردان و نوسالان گفت حویطب الله المستعان
و الله به تحقیق قصد کردم من بارها که پیشی کنم در اسلام و هر بار داشت مرا ازان پدر تو
و نهی میکرد مرا و می گفت فرود می افگنی خود را از درجهٔ شرف و می گذاری دین خود را و دین
پدران خود را از جهت دین محدث و می کردی تابع و فرمانبردار شخص پس ساکت شد مروان
و پشیمان گشت از انچه گفته بحویطب و چون تصور کرده شد حال پدر خود را در آخر اسلام
زیادت شد غم او پس تر گفت حویطب نبود در گیر اے قریش که باقی ماندند بر دین قوم خود کاره تر
از من تا فتح کرده شد انچه تقدیر بود و روایت کرده است ابن سعد در طبقات از طریق
ابن المنذر و غیره از حویطب که گفت چون در آمد پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم مکه را خائف شدم
خوف شدید و ذکر کرد قصه طویله و گفت در آمدم حایط عوف را و اقامت کردم در ان ناگاه ملاقا
کردم بابی ذر و بود مرا با وی معرفتی و معرفت همیشه نفع کننده است پس سلام کردم بروے
و ذکر کردم حال خود را بوی پس گفت ابو ذر گرد آر عیال خود را و ایمن باش پس رفت
ابو ذر بسوی رسول خدا و عرض کرد برای عفو من و باز بمن گفت که بیا نزد رسول خدا که نیکی
و احسان کننده و گران بارترین مردم ست و شرف وی شرف تست و عزت وی عزت
تست و چون به بینی او را بگو السلام علیک یا ایها النبی و رحمة الله و برکاته پس گفتم آنرا پس گفت
آن حضرت و علیک السلام پس شهادت دادم بدین اسلام پس خوشحال گردانیده شد
آن حضرت بدان و گفت الحمد لله و هداک بعد ازان قرض طلبید آن حضرت از من پس قرض
دادم او را چهل هزار درهم و حاضر شدم با وی حنین و طائف را و داد مرا از غنایم آن پس
قدوم او در حویطب مدینه را اقامت کرد در ان تا مرد و فروخت دار خود را که در مکه داشت
معاویه بچهل هزار دینار و استکثار کردند آنرا مردم پس حویطب چه چیز ست این مال برای
کسی که دارد پنج عیال و از فحوای کلمات وی رضی الله عنه لائح می گردد که وی از جمله آن
موکفة القلوب ست که حسن شد اسلام ایشان و حاطب بن عمرو بفتح حاء و کسر طاء مهملتین

معلوم میشود که توبه وی صحیح بود و عاقبتش بخیر و کس ندانست که آخر بچه حالت گذرد و در استیعاب
سیگوید توبه کرد و عبد اللہ بن سعد و اسلام او نیک شد اسلام وی و ظاهر نشد بعد ازان از وی چیزی
که انکار کرده شد بران و بود وی یکی از نجبا و عقلا از قریش ابو سلمه بن عبد الاسد القرشی نام او
عبد اللہ است مشهور شد بکنیت و بود برادر آن حضرت صلی اللہ علیه وسلم از رضاع و برادر حمزه
بن عبد المطلب شیر داد همه را ثویبه مولاة ابی لهب تبقاوت چهار سال نخست بحضرت داد پس
به ابو سلمه بود از سابقین اولین در اسلام بعد از ده کس و بود ابن عمة النبی برة بن عبد المطلب و فات
یافت بمدینه بعد از رجوع از بدر کذا قال ابن منده و گفته است ابن اسحق بعد احد و هو الصحیح بدرین
آمد روز احد مجروح پس به شد جراحت او بعد ازان فرستاد او را سریه بسوی بنی اسعد در صفر
سنه اربع پس شکست جراحت او و وفات یافته و گفت ابن عبد البر در جمادی الاخری سنه ثلث
و راجح قول اول ست و بود اول کسیکه هجرت کرد بمدینه باز و جهاش ام سلمه بعد از هجرت بحبشه هجرتین
و تزوج کردن آن حضرت ام سلمه را و ذکر امهات المؤمنین گذشت و دعا کرد آن حضرت مر او را
نزد احتضار وی اللهم اغفر لابی سلمه وارفع درجته فی المهتدین واخلفه فی عقبه فی الغابرین واغفر لنا
وله یا رب العالمین وافسح له فی قبره ونور له فیه و حویطب بن عبد العزی بضم حاء و کسر طاء مهملتین قرشی
عامری کنیت اوست ابو محمد یا ابو الاضبع از مسلمه فتح و از مؤلفة القلوب دریافت اورا اسلام وی
شصت سالگی یا مانند آن بود حاضر شد حنین را و طایف را و داده شد از غنایم حنین صد شتر چنانکه
بسائر مؤلفة القلوب انعام کرد و وی یکی از ان جماعه است که امر کرد ایشان را عمر بن الخطاب بجهاد
حرم و از انهای که دفن کردند عثمان را در وقتیکه کشته افگنده بودند او را و صد و بیست سال عمر یافت
این چنین گفته است بخاری در تاریخ خود و گفته است واقدی که مرد در زمان امارت معاویه سنه
اربع و خمسین و بعضے در آخر امارت وی گفته اند و روایت کرده راوی ابو یحیی مکی و سائب بن زید
و ابو سفیان پسر وی و عبد اللہ بن بریده و غیر هم و ابن معین گفته نمیدانم او را حدیثی ثابت
از پیغمبر صلے اللہ علیه وسلم و واقدی از حدیث عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم آورده که گفت بگفت
حویطب برگشتم من از صلح حدیبیه و آمده بودم با سهل بن عمر که از جانب قریش برای مصالحه آمده بود
و من متیقن بودم که محمد علیه السلام غالب می آید و ذکر کرد قصه طویله و روایت کرده اند ازوی

یزید وحفید وی معاویہ بن یزید والی امارت حمص عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح بر فتح سین وسکون
راو حاء مہملہ وقرشی عامری برادر رضاعی عثمان بن عفان شیر دادہ بود مادر او عثمان را وبود مادر
سعد یہ ومیگویند کہ بود پدر وی از کبار منافقین واوست کہ صدر کردہ بود آن حضرت در فتح مکہ خون او را
باجماعہ دیگر از بن حنظل وغیرہ کہ در انجا مذکور شدند پس پناہ جست بعثمان در عفو وشفاعت پس قبول نکرد
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہر چند خواست وروزی متابعت میکرد آن حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم با مردم عثمان رضی اللہ عنہ او را در میان آن مردم آورد واستادہ کرد وگفت یا رسول اللہ
بیعت میکند عبد اللہ قبول کن بیعت او را پس روی آورد آن حضرت باصحاب وفرمود آیا نبود
در میان شما مردی رشید کہ برخیزد بسوی وی وقتیکہ باز داشتم من دست خود را از دست وے
بکشد وی را گفتند یا رسول اللہ اگر اشارتی میکردی بچشم وابروے کشتیم او را فرمود نمی باید وی را
پیغمبر را کہ فانیہ از عین وی صلے اللہ علیہ وسلم بوجود آید بر ہر تقدیر چون عثمان بسیار کرد الحاح
قبول کرد آن حضرت توبہ او را ودر گذشت از سر خون وی عکرمہ از ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت
میکند کہ بود عبد اللہ بن ابی سرح کہ می نوشت برای آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی پس گمراہ
گردانید او را شیطان وگفت محمد نمیداند کہ چہ میگوید من ہر چہ میخواستم می نوشتم پس مرتد شد
ولحق گشت بکفار پس امر کرد آن حضرت روز فتح بہ قتل وی وشفاعت کرد عثمان ودر گذرانید آنحضرت
را از قتل وی وحاضر شد ابن عبد اللہ بن سعد فتح مصر را در زمان عثمان وبود بر میمنہ حرب با عمرو
بن العاص در فتح مصر بعد ازان امیر گردانید عثمان او را بر مصر وچون واقع شد فتنہ وسکونت کرد
عبد اللہ صقلانی بار ملہ را وبیعت نکرد با ہیچ نہ بعلی ونہ بمعاویہ ومرد سنہ ست یا سبع وثلثین وبعضے
گفتہ اند حاضر شد صفین در بست تا سہ خمس وسبعین ذکرہ ابن مندہ وگفتہ اند کہ فتح کرد وی افریقیہ را
در زمین عثمان وی والی شد مصر را بعد ازان وبود ولایت او مصر سہ سنہ خمس وعشرین بعد ازان قدوم آورد بر عثمان
وخلیفہ ساخت بر مصر سالب بن ہشام را وغزا کرد سہ غزوہ را افریقیہ وذات الصواری وساور ارض روم بود وفتح افریقیہ از
اعظم فتوح رسیدہ بود سہم فارس در روے سہ دینار وبود وی محمود در ولایت خود وآوردہ اند کہ بیرون آمد ابن
ابی سرح بہ سوے رملہ وچون وقت صبح شد گفت خداوندا بگردان آخر عمر مرا در نماز صبح وضو کرد ونماز گذارد
وسلام را دید راست پس میخواست کہ سلام بدست چپ دہد ناگاہ قبض کردہ شد روح او را رحمہ اللہ از نجا

رسالت صلے اللہ علیہ وسلم وبعد ازوی باخلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین وبود با علی مرتضی
در حرب جمل وصفین وبود کہ شکوہ کردہ بود ازوی رضی اللہ عنہ بحضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم
در وقتیکہ بود باوی در یمن وآمد در رفت برگشتن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از حجۃ الوداع
وباعث آن بود کہ آن حضرت در غدیر خم خطبہ خواند وترغیب کرد بر موالاۃ ومحبت علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ گفت بریدہ پس محبوب ترین مردم شد علی نزد من واین قصہ در موضع خود گذشت
وغزا کرد خراسان را در زمن عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان وساکن شد مدینہ را بعد ازان ببصرہ رفت
پس ترخراسان رفت وبمرو غزا کرد وہمین جا وفات یافت در زمان یزید بن معاویہ وحصین
بن نمیر ہر دو اسم بلفظ تصغیر در اصابہ این اسم را مکرر متصل ذکر میکند اول حصین بن نمیر انصاری
ذکر کردہ است اورا ابن اسحاق در غزوہ تبوک ومیگوید کہ ابن حصین نمیر غارت زد بر کاروان
صدقہ ودزدی کرد پس گفت آن حضرت وای تو چہ خبر داشت ترا بر ین کار گفت داشت مرا بر نیکار
انیکہ گمان بردم کہ خدا یتعالی مطلع میگرداند ترا بر نیکار واما چون مطلع گردانید خدا یتعالی بر نیکار
پس من گواہی میدہم کہ تو رسول خدائی وایمان نداشتم بتو ہرگز تا این ساعت بیقین پس
درگذشت آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم از گناہ وی وعفو کرد از جہت این سخن وی کہ گفت اخرجہ البیہقی
فی الدلائل وفی السنن الکبیر وبعد ازان حصین بن نمیر دیگر را ذکر کرد وگفت در یمن یابم کہ این ہمان
کہ ذکر کردہ شد یا دیگریست وذکر کردہ است اورا ابن عساکر در تاریخ خود وگفتہ کہ بود وی عامل
عمر رضی اللہ عنہ بر اروون وایشان امیر نمیگردانیدند در فتوح مگر صحابہ را وبہ تحقیق غلط کردہ است
ابن عساکر ترجمہ ابن حصین بن نمیر سکونی کہ امیر یزید بن معاویہ بود بر قتال اہل کوفہ وظاہر آنست
کہ این غیر اوست واللہ اعلم وذکر کردہ است ابو علی بن مسکویہ در کتاب خود تجارت الامم حصین
بن نمیر را در جملہ کسیکہ کتابت می گرداند برای رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمچنین ذکر کردہ عباس
بن محمد در تاریخ خود کہ جمع کردہ است برای معتصم وگفتہ کہ مغیرہ ابن شعبہ وحصین بن نمیر می نوشتند
کار حوائج آن حضرت وہمچنین ذکر کردہ از جماعتی از کسانیکہ تصنیف کردہ اند در کتاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وگفتہ است کہ این دو کس می نوشتند مدایات را وگفتہ از ترجمہ وی حصین بن نمیر
بن فاتک بن لبید بن جعفر بن الحارث بن سکاکہ وگفتہ کہ وی شریف بود مجلس در ہمچنین بود ولد وی

استخلاف مشرکان و باز داشتن او را ازان و حاضر شد خندق را و او را ذکر جمیل چنین ست و
حاضر شد حذیفه همه مشاهد را و فوت شد در سنه اثنین و عشرین و پرسیده شد از حذیفه کدام
فتنه سخت تر ست گفت آنکه عرض کرده شود بر تو خیر و شر در دین سائلی تو کدام یکی ازین دو را ترک
کردی گفت حذیفه بر پا نمیشود قیامت تا آنکه مهتر و رئیس شوند هر قبیله را منافقان آن و آمده است
ازوی که گفت می پرسید هر کس از رسول خدا صلی الله علیه وسلم از خیر و میتر سیدم از شر
تا اجتناب کنم ازان روایت کرده است از حذیفه عمر بن الخطاب و علی بن ابی طالب و ابو الدرداء
و غیر هم از صحابه و تابعین و وقات یافت بدراین و قبر او در انجاست سنه خمس و ثلثین و قیل
ست و ثلثین بعد از قتل عثمان بچند شب در اول خلافت علی و در نیافت جمل را و کشته شدند
صفوان و سعید پسران حذیفه در صفین و مبایعت کردند علی را بوصیت پدر ایشان را بدان
بریده بن الحصیب مازنی هر دو اسم بر صیغه تصغیر و حصیب صاد مهمله بضم حا و فتح صاد در آخر باء موحده
مشهور ست بر بریده اسلمی کنیت او عبد الله و قیل ابو سهل و قیل ابو ساسان بسین مهملتین و بعضی
گفته اند نام او عامر ست و بریده لقب اوست اسلام آورد پیش از پدر و حاضر نشد آنرا در و قتیکه
آن حضرت صلی الله علیه وسلم بهجرت بر آمد و بکراع الغمیم که وادی ست بین الحرمین بر دو منزلی
از مکه رسید و قریش بریده را بر انگیخته بودند که بر گرداند محمد را یا بکشد او را صد شتر مسخ بران قرار
داده پیش آمد بریده آن حضرت را به هفتاد سوار پس پرسید آن حضرت که کیستی تو و نام تو چیست گفت
نام من بریده است آن حضرت روی بجانب ابو بکر کرد و گفت برو امر ما خوشی و خنکی یافت کار ما
باز پرسید از کدام قبیله گفت از اسلم فرمود با ابو بکر سلمنا سلامت ماندیم و انجام کار ما سلامت
ست فرمود کدام بنی اسلم گفت بنی سهم فرمود درسید ترا سهم و نصیب تو و آن حضرت نظر نمیگیرد
ولیکن تفاءل می گرفت خصوصا از نامها پس اسلام آورد بریده با فوجیکه همراه داشت و گفت
یا رسول الله باید با فوج علم میباید پس پاره کرد دستار خود را و بر بست آنرا بر نیزه و پیش پیش
روان شد بعد ازان بدیار خود رفت و چیزی از قرآن تعلیم نمود و در غزوه بدر حاضر نشد و بعد از
احد آمد و عجب که اینهمه صبر کرد و بخدمت نرسید و حاضر نشد حدیبیه را و در یافت بیعة الرضوان
را و مشاهد دیگر را و غزا کرد با حضرت شانزده غزوه را کذا فی الاصحین و او را مساعی جمیله بود در حضرت

ابو ایوب انصاری
حذیفہ بن الیمان

می نوشتند عهود و معاملات را و ابو ایوب انصاری ذکر این صحابی بزرگ در ذکر حراس گذشت
رضی الله عنه و حذیفه بن الیمانی کنیت او ابو عبد الله از کبار صحابه است صاحب سر رسول الله
و بود نزد وی علم منافقان تعلیم کرده بود آن حضرت صلی الله علیه وسلم او را صفات نفاق
و دانا ننده بود و ذات و اشخاص منافقان و اسماء ایشان را که کدام اند و در روایت است
مسلم از حذیفه که گفت حذیفه خبر کرده است مرا پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم بهر چه بود تا
تا روز قیامت از وقائع و فتن و حوادث گویا مراد کلیات وقائع حوادث خواهد بود و بعضی
جزئیات نیز یا آنچه او وقائع متعلق بقین باشد والله اعلم و بود عمر رضی الله عنه که سوال
میکرد او را از حدیث فتنه و سوال میکرد از علامات نفاق و میگوید که یکباری پرسیدم
رضی الله عنه از حذیفه که آیا چیزی می بینی از علامات نفاق درین گفت نمی بینم و لیکن شنیده ام
که بر سفرهٔ طعام تو الوان میباشد گفت حاشا نیست همچنین و چون تحقیق نمودند که چیست آن
بود کبیضهای خرد و بیضه زردی و سفیدی دارد از آنجا ناظر را اشتباه شده که الوان ست و همچنین
صحابه سوال میکردند از صفات نفاق و علامات آن و عمر رضی الله عنه توقف میکرد در نماز
گذاردن بر جنازه که حاضر میشد نزد وی تا شروع میکرد حذیفه در نماز بران جنازه و اگر حاضر
نمیشد حذیفه بر جنازه کسی حاضر نمی شد عمر و اسم حذیفه بود حسیل بکسر حا و سکون سین مهملتین و
و بعضی حسیل به صیغه تصغیر این جابر بن اسید بفتح همزه و کسر سین و یعیسی بفتح عین مهمله و سکون موحده و
و سین مهمله انست لیعبس بن بغیض بفتح موحده و کسر غین معجمه در آخر ضاد و یمان لقب
پدر حذیفه است زیرا که وی از قوم خود کسی را کشته بود پس گریخت بسوی مدینه پس حلیف شده
بسبی عبد اشهل را که نام قبیله ایست از انصار پس نام کردند او را قوم یمان که حلیف یمان شد یعنی
انصار که در اصل از یمن اند حاضر شد حذیفه و پدرش احد را پس کشته شد پدرش کشنده او را
اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم اشتباها و بیرون آمده بود برای قتال مشرکان پس کشتند
حذیفه فریاد میکرد ای بندگان خدا ابی ابی پس باز نیامدند تا آنکه کشتند پس گفت حذیفه یغفر الله
لکم گفت عروه پس بخدا سوگند بود در حذیفه دعای خیر برای کشندگان پدرش دعا و استغفار
میکرد ایشان را تا رفت از عالم و لاحق شد بخدا عز و جل منع کرد او را جلاد از حضور پدر

اذان را در منام پس امر کرد او را آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ القا کند بر بلال تا بگوید بلال آنرا در بعضے در نسب ثعلبہ را زیادہ کردہ گفتہ و گفتہ اند عبد اللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ و صواب معروف اسقاط اوست و ثعلبہ بن ربیہ عم عبد اللہ و برادر زید ست در آوردہ اند او را در اسناد او و خطا کردہ اند و ابن عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ صحابی مشہور ست کہ او را صاحب الاذان میگویند و در کتاب آن حضرت میشمارند حاضر شد عقبہ را و بدر را و سائر مشاہد را یار رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و بود باوی رایت بنی الحارث بن الخزرج روز فتح روایت کرد از وی سعید بن المسیب و عبد الرحمن بن ابی لیلے و پسر او محمد بن عبد اللہ بن زید کذا ذکر فی الاستیعاب در اصابہ نیز ہم چنین ست و نیز گفتہ کہ ترمذی گفتہ است کہ شناختہ نمیشود مر او را مگر این حدیث و احد یعنی حدیث اذان و ابن عدی و بغوی و جماعۂ دیگر نیز گفتہ اند کہ نیست مر او را غیر این حدیث و شیخ میگوید کہ این خطاست بلکہ آمدہ است از وی احادیث متعدد شش یا ہفت و مدائنی از محمد بن عبد اللہ بن زید آوردہ کہ توفی اثنتین و ثلثین و ہو ابن اربع و ستین و نماز گذارد بر وی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ و حاکم گفتہ کہ صحیح آنست کہ کشتہ شد باحد و آوردہ اند کہ در آمد بنت عبد اللہ بن زید بر عمر بن عبد العزیز و گفت من امنیۃ عبد اللہ بن زیدم کہ حاضر شد بدر را و کشتہ شد باحد پس گفت عمر بطلب از من ہر چہ خواہی حاجت خود پس طلبید و داد ہر چہ طلبید و بدانکہ یک عبد اللہ بن زید صحابی دیگر ست کہ او را صاحب وضوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میگویند و ترجمہ وی انیست عبد اللہ بن زید عاصم انصاری مازنی از بنی مازن بن النجار کنیت او نیز ابو محمد ست حاضر شد احد را و حاضر نشد بدر را و حاکم و این سند بر انند کہ حاضر شد بدر را روایت کرد از پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم حدیث وضو را و چند حدیث دیگر را و بود مسیلمہ کذاب لعنۃ اللہ علیہ کہ کشتہ بود برادر او را حبیب بن زید و چون غزا کردند مردم یمامہ را شریک شد ابن عبد اللہ بن زید و حشی بن حرب را در قتل مسیلمہ و کشتہ شد یوم الحرۃ سنہ ثلث و ستین و روایت کردہ است از وی ابن المسیب و برادر زادہ وی عباد بن تمیم بن زید بن عاصم و واصع بن حبان و غیر ہم و العلاء بن عقبہ فی الاصابہ ذکر کردہ است او را و استغفری در صحابہ و ذکر کردہ او را مرزبانی کہ بود او وزیر رقم در رود در انصار و در تاریخ معتصم بن صادح آمدہ کہ علاء ابن عقبہ وزیر رقم

العلاء بن عقبہ

بر سروی نهد و امیر خود سازند و چون آن حضرت صلی الله علیه وسلم قدوم او را و براه نفاق و حسد و بغی رفت و احوال وی در حیات و موت در قضایای سنوات گذشته است و او را پسری بود عبد الله بن عبد الله از مومنان مخلصان و صدیقان و بود اسم او حباب پس تسمیه کرد آن حضرت صلی الله علیه وسلم به عبد الله حاضر شد بدر را و تمامه مشاهده را یا رسول الله صلی الله علیه وسلم و او را از کتاب رسول الله صلی الله علیه وسلم نوشته اند و شهید شد یوم الیمامه در خلافت ابی بکر رضی الله عنه سنه اثنی عشر روایت کرده است از وی عائشه و جهم بن سعد فتح جیم و سکون ها در فی الاصابه جهم بن سعد السلمی ذکر کرده است او را قضاعی در کتاب النبی صلی الله علیه وسلم که وی وزیر منبوشتند اموال صدقه را و همچنین ذکر کرده است قرطبی مفسر در رساله نبوی که از تالیفات اوست جهیم بن الصلت بن عبد المطلب بن مناف القرشی المطلبی در استیعاب گفته که اسلام آورد عام خیبر و عطا کرد او را رسول خدا صلی الله علیه وسلم از خیبر سی وسق در اصابه آورده که نوشته است خط و کتابت را و به تحقیق می نوشته برای رسول خدا و ابن اسحق در مغازی گفته که چون رسید رسول خدا به تبوک آمد او را انجشته بن اوید و صلح کرد او را و نوشت رسول خدا صلی الله علیه وسلم و آن کتاب نزد ایشان ست و نویسنده آن کتاب جهیم بن الصلت بود و می نوشتند جهیم و زبیر بن الصلت اموال صدقات را ارقم بن ابی ارقم قرشی مخزومی از مهاجرین اولین قدیم الاسلام سابع سبعه و بعضی گفته اند اسلام آورد بعد از ده پس ذکر کرده ابن عقبه و ابن اسحق که وی حاضر شد بدر را و در دار ارقم بود رسول خدا صلی الله علیه وسلم مستخفی از قریش که دعوت میکرد مردم را بسوی اسلام در اول اسلام تا بیرون آمد از آن و بود دار او بر کوه صفا و اسلام آورد در دی از صحابه کبار جماعه کثیر در ابتدای اسلام تا تمام شد عدد اربعین و آخر ایشان عمر بن الخطاب بود رضی الله عنه و چون تمام شد عدد اربعین بیرون آمد رسول خدا صلی الله علیه وسلم روایت کرد ارقم از رسول خدا صلی الله علیه وسلم احادیث و وفات یافت سنه خمس و خمسین بمدینه و هو ابن بضع و ثمانین و وصیت کرد که نماز بگذارد بر وی سعد بن ابی وقاص و بود تحقیق و گفت مردان ایا حبس کنیم صاحب رسول الله را صلی الله علیه وسلم بسبب بردی که غائب ست پس ابا آورد و عبد الله بن ارقم آنرا بر مردان و انتظار کشیدند تا آمد سعد و بگذارد نماز عبد الله بن زید بن عبد ربه ابو محمد انصاری خزرجی حارثی از بنی الحارث بن خزرج صاحب اذان که شنید

واللہ اعلم و قصہ موت عمرو بن العاص خالی از چیزی نیست و در حدیث مسلم آمدہ است کہ عمر
ابن العاص در وقت گذشتن از ین عالم خوف و قلق و اضطراب بسیاری کرد و جماعہ بعیادت
وی آمدند پس گریہ کرد و دراز و گردانید روی خود را بجانب جدار پس گفت او را پسر وی عبد اللہ
بن عمرو ای پدر انیمہ خوف فزع چیست صحبت داشتی تو با رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و غزا
کردی ہمراہ وی و بشارت ہا یافتی از وی پس روی آورد بجانب مردم و گفت ای پسر بر بن
حالت گذشتہ است بودم من در اول عمر کہ دشمن میداشتم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دشمنی سخت
و اگر بر ین حال میرفتم از اہل نار میشدم بعد ازان مسلمان شدم و صحبت داشتم بادی و چنان شدم
کہ نبود ہیچ یکی محبوب تر از رسول خدا نزد من تا آنکہ از غایت ادب و حیا و اجلال نمیتوانستم بسوی
وی نگاہ کرد و اگر گفتہ شود این کہ وصف کن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم را کہ چہ حلیہ داشت کہ
نتوانم کرد زیرا کہ من نمیتوانستم گردانید چشم کرد وی اگر در ایں حال از عالم میرفتم امید میداشتم کہ از
اہل بہشت شوم بعد ازان بودم در امارت و ولایت و مبتلا شدم بدان و نمیدانم کہ مرا چگونہ دنیا و
آنچہ رسید اکنون نمیدانم کہ حال من چہ خواہد شد پس چون بمیرم نوحہ گر دانش ہمراہ من بکنید و
چون دفن کنید آہستہ بر ریزید بر من خاک و بایستید گرد قبر من مقدار آنچہ ذبح کردہ شود در وی
شتر و قسمت کردہ شود لحم وی تا استیناس کنم بشما و ببینم کہ چہ جواب میدہم فرستادہ ہای پروردگار
خود را کذا فی جامع الاصول من حدیث مسلم و آوردہ اند کہ چون عمار بن یاسر در صفین کشتہ شد
عمرو بن العاص نزد معاویہ آمد و اظہار حیرت و ندامت کردہ گفت کہ عمار کشتہ شد و شنیدہ ام من
از ان حضرت کہ بہ عمار گفت تقتلک الفئۃ الباغیۃ و چون عمار بر دست ما کشتہ شد ما فیہ باغیہ باشیم
معاویہ گفت تو عجب مردی بودہ کہ می نغزی در بول خود عمار را بحقیقۃ علی کشتہ است کہ او را بجنگ
آوردہ و گفتہ اند کہ این تاویل باطل ست والا لازم می آید کہ قاتل حمزہ عم رسول اللہ باشد و ازین
قصہ معلوم میشود کہ در عمر خوف و ملاحظہ حق راہ داشت و در صحیح البخاری در قصہ صلح امام حسن مذکور
ست و کان خیر الرجلین و اللہ اعلم عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی سلول عبد اللہ بن ابی منافق
مشہور ست و او را رأس المنافقین گویند کہ متولی افک عائشہ بود و دیگر شنایع کہ از حد حصر
بیرون ست وی از اعیان خزرج بود و خزرج پیش از قدوم رسول خدای خواست کہ تاجی

عبد اللہ بن عبد اللہ

وباز گشت وکار را باختیار ما واقع شد نظر کردیم وفکر وتدبیر نمودیم که حق بین بود پس افتاد در دل
من صحبت دین اسلام ودانستند آنرا قریش از من پیش گشتم من اسرع واعون ایشان
بران پس فرستاد بسوی من مردی را که مناظره کرد با من دران پس گفتم من بآن مرد سوگند
میدهم ترا بخدای که پروردگار کسی که پیش از تو بودند وبعد از تو خواهد بود آیا براه راست تر یم یا
فارس در دم گفت آنمرد ما براه راست تریم گفتم بگو ما فراخ تریم در عیش وکامرانی با ایشان گفتم
چه سود دارد فضل ما بر ایشان که در همین دنیا وهمین عالم باشد وحال آنکه ایشان در دین
ودنیا عظیم تر وبالاتر اند ازما وبتحقیق افتاده است در نفس من که آنچه میگوید محمد از بعث بعد الموت
تا جزا داده شود نیکو کار به نیکی خود وبد کار به بدی خود حق است وخیر نیست تمادی در باطل
وچون اسلام آورد عمر بن العاص تقدیم کرد آن حضرت ونزدیک گردانید او را بخود بجهت
معرفت وکاردانی وشجاعت وی وامیر گردانید در غزوات السلاسل وتائید کرد بابو بکر وعمر
وابو عبیده بن الجراح ودانست آنحضرت که کارآمدنی ست تا اگر مناقشه می افتاد در امر
عمر رضی الله عنه می جنبید ودخل میکرد وانکار می نمود وابو بکر می گفت بگذار او را بادی یا عمر که
آن حضرت صلی الله علیه وسلم او را شایسته کار جنگ وتدبیر آن دانسته امیر ساخته است وتفصیل این
احوال است درین امور سابقا گذشته است حاجت بتکرار نیست وفتح کرد وی در زمان امیر المومنین
عمر شام وتبت انطاکیه وفلسطین را وچون نظر کرد عمر در کاری گفت نباید ما عبیده را که زندگانی کند بعد ما
مگر امیر در روایت کرده است عمر واز ان حضرت صلی الله علیه وسلم احادیث ودر روایت کرده اند از وی ابنه
وی عبد الله ومحمد وابو سلمه بن عبد الرحمن وابو عثمان نهدی وجماعه کثیر غیر ایشان روایت کرده احمد بن حنبل
از طلحه که یکی از عشره است که آن حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود عمرو بن العاص من صالحی قریش
ونیز روایت میکند که گفت آنحضرت صلی الله علیه وسلم یا عمرو بپوشی جامه وسلاح خود را بیا پیش من میخواهم
ترا بجانبی بفرستم که غنیمت کنی وحاصل شود ترا چیزی از مال وگفت یا رسول الله من اسلام
نیاورده ام برای مال بلکه از جهت رغبت ومحبت دین اسلام فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم نعم المال
الصالح للمرء الصالح ونیز می آرند که گفت آنحضرت صلی الله علیه وسلم اسلم الناس وامن عمر وطاهر
مراد بناس قوم خواهند بود واحادیث دیگر در شان وی روایت میکنند

بسر ایاور ماسبق مذکور است حاجت باعادہ نیست وعمل کرد بعد از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای عمر
وعثمان ومعاویہ وفرستاد اورا عمر بمصر وفتح کرد آنرا وبود والی مصر تا وفات یافت عمر ومقرر داشت عثمان تا
چہار سال یا مانند آن پستر عزل کرد والی ساخت عبد اللہ بن ابی سرح را وبود وی برادر رضاعی عثمان
وفرستاد عمر را باسکندریہ وفتح کرد آنرا چون مقتول شد عثمان رجوع کرد عمرو بمعاویہ ولاحق شد باوی و
مدار کار وی وحاضر شد در صفین باوی وواقع شد در وی قصہ تحکیم چنانکہ معلوم ومشہور است پستر انقطاع
کرد برای معاویہ زمان امارت خود مصر را تا آنکہ مرد در آن روز عید فطر سنہ ثلث واربعین وقیل احدی واربعین وقیل احدے
وخمسین والاول اصح وقیل اثنانی پس والی گردانید معاویہ پسر او را کہ عبد اللہ بن عمرو بود عمرو نود سال ویضے
ونود ونہ گفتہ ونماز گذارد بروی پسر وی پس آمد بمصلے وبگذارد با مردم نماز عید را پستر عزل کرد عبد اللہ را
معاویہ ووالی ساخت برادر خود را عتبہ بن ابی سفیان وگفتہ اند کہ بود عمرو بن العاص از فرسان
عرب وابطال ایشان وبود خداوند زہاد وعقل وذہن او عج الملح قصر القامۃ منقول ست از عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ کہ چون میدید مردی را کہ عاجز می بود در سخن وفہم سخن میگفت سبحان اللہ خالق ہذا
وعمرو واحدا عجب کہ باوجود این عقل وفہم جانب علی را گذاشتہ تابع معاویہ شد حکیم فارابی در رسالہ
تقاسیم عقل میگوید کہ عقل را چند اطلاق ہست گاہی بر قوت عاقلہ نفس کہ طبقہ اطلاق می کنند
وگاہی بر دریافت اموری کہ صلاح مبدا ومعاد در آن است وگاہی بر دریافت اغراض ومقاصد
دنیا وحرکات وسکنات آن اگرچہ موافق نفس الامر ومطابق حق نباشد چنانکہ عمرو بن العاص
واضراب او اشباہ وی وظاہر او لادت عمرو بن العاص پیش از ولادت عمر ابن الخطاب
بود کہ می گفت یاد دارم شب ولادت عمر بن الخطاب را در اصابہ مے آرد کہ زبیر
بن بکار ذکر کردہ کہ پرسید مردی از عمرو بن العاص چہ درنگ کردی در اسلام وتو توئی در
عقل یعنے با بزرگے وعقل کہ تو داری ومنفرد وی بدان گفت بودیم ما با قومے کہ بود ایشان را
بر ما دستی وغلبہ بود ند ایشان کہ عقلہاے ایشان مثل جبال بود یعنے ثابت ورا سخ
ومستقل ومستند ظاہر امر او ثبوت ورسوخ در جہل وعناد خواہد بود وچون مبعوث
شد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم براہ عناد رفتند ایشان وانکار ورزیدند ومانند براہ
متابعت وموافقت ایشان رفتم وچارہ ندانستم ازان وچون ایشان از عالم رفتند گمان

وآورده اند که چون امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ مقتول شد و علی رضی اللہ عنہ بر مسند خلافت
نشست و بیعت کردند مردم او را آمد مغیرہ بن شعبہ نزد وی گفت یا امیر المومنین مرترا نزد من نصیحت
و خیر خواہی ست امیر المومنین فرمود چیست آن گفت اگر میخواہی کہ مستقیم شود ترا امر خلافت
عامل گردان طلحہ بن عبد اللہ بر کوفہ و زبیر بن العوام را بر بصرہ و بگذار معاویہ را بعہد وی بر شام
تا التزام کند طاعت ترا و چون قرار یابد بگردان او را ہر چگونہ کہ خواہی و قرار گیر در رای تو بران پس گفت
علی مرتضی با طلحہ و زبیر فکر میکنم تا رای من در ایشان چہ قرار گیرد و اما معاویہ فلا و اللہ نمی بینم خود را عامل
فرانیدہ او را و یاری جویندہ از وی تا دام کہ بر جال خود ست و لیکن من میخواہم او را بر آمدن بر انچہ در آمدہ اند در وی
مسلمانان و اگر او را آرد می سپارم او را بخدا پس برگشت مغیرہ و رفت از پیش امیر المومنین غضبان بجہت
آنکہ نہ پسندید نصیحت او را فردا باز آمد گفت تامل کردم در انچہ گفتم من و پیروز جواب دادی تو مرا پس
دانستم کہ تو توفیق یافتی بخیر و طلب کردی حق را و چون می برآمد مغیرہ ملاقات کرد او را حسن بن علی رضی اللہ عنہ
پیش پدر بزرگوار خود و گفت چہ گفت ترا ابن اعور گفت مرا دیروز آنچنان گفتہ بود و امروز انچنین میگوید
گفت الامر حسن دیروز نصیحت کرد و امروز خوش آمد گفت پس گفت علی مرتضی اگر مقرر داریم بر معاویہ
انچہ در دست ماشم مصدوق انچہ گفتہ است حقتعالی و ما کنت متخذ المضلین عضدا و ہمین طور کہ
مغیرہ با امیر المومنین گفت از طلحہ نیز می آرند آنجا نیز قبول نکردند و مآل کار طلحہ و زبیر آنچنان شد کہ
معلوم گشت عمر بن العاص بن وائل قرشی سہمی منسوب بسہم بن عمرو بطنی ست از قریش کنیہ
کردہ میشد بابو عبد اللہ و قتل بابو محمد اسلام آورد در سنہ ثمان بقول صحیح چنانکہ گذشت و بعضی گفتہ اند
میان حدیبیہ و خیبر و چون قدوم آورد وی و خالد بن الولید و عثمان بن طلحہ حجبی گفت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم یا اصحاب انداخت بسوی شما مگر جگر گوشہای خود را گفت واقدی کہ در سنہ ثمان
قدوم آورد عمرو بن العاص مسلمان از پیش نجاشی و بتحقیق اسلام آورده بود نزد نجاشی و معتقد
دین اسلام سید انام گشتہ زیرا کہ گفت نجاشی بوی ای عمر چگونہ مخفی میماند بین ابن عم تو پسر
بخدا سوگند کہ وے رسول خدا ست حقا گفت مے گوئی تو این سا از روے یقین صدق
طویت گفت نجاشی و اللہ از روے یقین میگویم پس بیرون آمد از نجاشی مہاجر بسوے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پیش از فتح بہ شش ماہ و باتمے احوال فرستادن

بدینه و بعضی گفته اند اول مشاهد وی حدیبیه است روایت کرده اند از وی اولاد وی عروه و حمزه و موسی
او در الفتح داود و تشدید را و ابو بردہ بن ابی اشعری و شعبی و غیر ایشان جمعی کثیر و در اصابه میگوید اسلام او
پیش از حدیبیه و حاضر شده بیعة الرضوان را و مراد از وی ذکر است و بود از وهات عرب یعنی از بزرگان و
کاردانان و داهیه کار سخت و دشوار را گویند و گفته میشد او را مغیرة الرای و گفته اند که وهات عرب چهار اند
معاویه بن ابی سفیان و عمرو بن العاص و المغیره بن شعبه و زیاد و در استیعاب گفته که قیس بن سعد بن
عباده در دو وها کمتر از ایشان نبود با کرم و فضیلتی که در وی بود و بود مغیره بن شعبه مردی دراز قامت بزرگ
چشم سفید موی گرد آمده لبها بزرگ سر سبز و بازوهای پهن ما بین المنکبین و الی گردانید او را عمر بر بصره و فتح
کرد همدان و چندی از بلاد دیگر پس عزل کرد بجهت صدور فاحشه از وی که گواهی دادند بران ابو بکره
و غیر وی اگرچه تمام نشد گواهی ایشان بحکم شرع و گفته اند که مغیره محض گردانید سیصد زن را در اسلام
بعضی تا نهصد گفته اند بعد ازان والی گردانید بر کوفه و همیشه بود بران والی تا کشته شد عمر و مقرر داشت
او را عثمان و لایزال بود بران و چون خلاف واقع شد میان علی و معاویه اعتزال کرد از صفین
و جزآن چون قضیه همگین شد لاحق شد بمعاویه و چون مصالحه واقع شد میان حسن
بن علی و معاویه و اجتماع کردند بر معاویه بیعت کرد معاویه را والی گردانید او را معاویه بر کوفه اوست که تدبیر
و امارت یزید را او آورد مردم را بران و آورده اند که یکباری معاویه او را از کوفه طلبید پیش خود پس تاخیر
کرد در آمدن معاویه عتاب کرد وی گفته فرستاد که موجب تاخیر تقصیر خدمت نیست و من بخدمت
مشغولم که تدبیر امارت یزید باشد پس مستمر امارت و ولایت وی بر کوفه و مستمر بود امر وی بران تا مرد بکوفه
در سنه خمسین من خلیفه گرفت پسر خود را که عزوه نام داشت در وقت موت خود بر کوفه و قبول نداشت
مر را معاویه و والی گردانید بر کوفه و بصره زیاد را و جمع کرد بآن عراقین را و میگویند که وی یکباری بر در
امیر المومنین عمر آمد و استیذان نمود و گفتند که ابو عیسی استیذان می طلبید گفت عیسی را پدر نبود
و یا کرده پنداشت عمر رضی الله عنه این کنیت را گفتند که پیغمبر خدا کنیه کرده بود او را
بدین کنیت گفت عمر پیغمبر خدا صلے الله و سلم مغفور بود و بخشید خدا تعالے مر او را ما تقدم
من ذنبه و ما تاخر کار بر ما مشکل است نمیدانم که چه خواهد کرد با ما و گفت مغیره ابن شعبه
را نیست که کنیت کرده شود ترا با بی عبد الله و در صحت این حکایت سخن است

عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ روایت کردہ است از ابن عباس و اسامہ بن زید و انس بن مالک
و ارسال کردہ اند ازوی جماعہ از تابعین مانند ابی سلمہ بن عبد الرحمن و عکرمہ و غیر ایشان و وی کتابت
میکرد برای آنحضرت و او ست کہ آورد بشارت واقعہ بدر را بمدینہ و فرستاد آن حضرت او را در پی سوار
بسوای سید بن آرام یہودی بخیبر پس کشتا و را و روایت کردہ است ابو ہریرہ کہ گفت آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نعم الرجل عبد اللہ بن رواحہ در حدیث طویل و از انس آمدہ کہ گفت بود عبد اللہ بن رواحہ چون
ملاقات میکرد یکی از یاران خود را می گفت بنشینید تا ایمان آریم بپروردگار خود ساعتی الحدیث و اخراج
کردہ است بیہقی بسند صحیح از طریق ثابت از ابو لیلی کہ بود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ خطبہ میخواند
پس می رسد عبد اللہ بن رواحہ پس می شنید آن حضرت را کہ میگوید بنشینید پس نشست عبد اللہ بن رواحہ
ہمانجا کہ ایستادہ بود خارج مسجد پس چون فارغ شد آنحضرت از خطبہ فرمود مر او را زیادت کند ترا خدا
حرص بر فرمانبرداری رسول خود و ترویج کرد مردی زوجہ عبد اللہ بن رواحہ را پس بعد ازوی پرسید آن مرد
از آن زن از عمال وی گفت بود وی چون میخواست کہ بیرون می آید از خانہ میگذارد و دو رکعت و چون
در آمد در خانہ میگذارد دو رکعت و ترک نمیکرد این عمل را ہرگز روایت است از ہشام بن عروہ کہ
چون نازل شد والشعراء یتبعہم الغاوون گفت عبد اللہ بن رواحہ بتحقیق دانست خدا تعالی کہ من ازینہا
پس نازل شد الا الذین امنوا و عملوا الصالحات الحایہ و بہترین چیزیکہ گفت تراست وی رضی اللہ عنہ
در مدح آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم قول او ست ؎ لو لم تکن فیہ آیات مبینۃ ۔ کانت بدیہتہ تنبیک بالخبر
و در بین نوعی از تلمیح است از مضمون قول وی سبحانہ یکاد زیتہا یضیٔ و لو لم تمسسہ نار چنانکہ در رسالہ
در تفسیر کریمہ اللہ نور السموات والارض تقریر کردہ شدہ ست فلینظر ہناک و المغیرہ بن شعبہ صحابی مشہور است
او را در کتاب نوشتہ اند و در مواہب لدنیہ در حراس نیز ذکر کردہ است و گفتہ روز حدیبیہ شمشیر گرفتہ بر سر
مبارک رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایستادہ بود چنانکہ در انجا گذشتہ است و نیز در ہمانجا بتقریب ذکر کردہ او
با غزوہ بن مسعود ثقفی حکایت ابتداء اسلام مغیرہ نیز معلوم شدہ است و وی از جملہ آن صحابہ
است کہ اہل سنت و جماعت زبان از بد گفتن و بد یاد کردن ایشان بملاحظہ حق صحبت و فضیلت
آن نگاہ میدارند و ما آنچہ اہل سیر از علماء ذکر کردہ اند باریم المغیرہ بن شعبہ ہوا بو عبد اللہ و
قیل ابو عیسی مغیرہ بن شعبہ بن ابی عامر ثقفی اسلام آورد عام الخندق و قدوم آورد

مغیرہ بن شعبہ

عمر از خالد کینه را در هیچ نتوانست گفت و کرد و چون خلیفه شد عمر طلبید خالد را زجر و تشدید کرد و همان عذرے
که پیش ابوبکر گفته با عمر نیز گفت و عمر گفت چرا از موضع تهمت تقوی نکردی بر سر تقدیر عفو کرد و ترحم نمود و
رحم الله خالد او گفت من عبادت نکردم بر خالد مگر از جهت تعدی و مال و در بعضی روایات آمده که
عمر خالد کارهای منکر کرده بود من پرسیدم که نفس وی متعجب نکرد و سر نکشید و چون حاضر شد خالد بن الولید
وفات گفت سبحان الله حاضر شدم صندوق را یا نزدیک بصندوق نیست در جسد من موضع شبر نگذاشته
در وی ضربه نیست یا طعنه یا رمیه و الان می میرم چنانکه میمیرد بعیر و بود وفات خالد در حمص و بعضی در مدینه
گفته اند سنه احدی و عشرین یا اثنین و عشرین و در خلافت عمر بن الخطاب آمده است که وصیت کرد خالد
بسوی عمر بن الخطاب که اسلحه و افراس وی همه داده باشد در راه خدا پس بر آمد عمر جنازه خالد و چون
رسید عمر بن الخطاب بدید که زنان از بنی مغیره جمع شده اند در دار وی و می گریند بر خالد بن الولید گفت
عمر باک نیست بر ایشان که بگریند برای سلیمان بچیزیکه نباشد در ان فریاد و نوحه و این حکایت دلالت
دارد بر وفات او در مدینه و گفته است محمد بن سلام باقی نماند هیچ زنی از زنان بنی مغیره مگر آنکه نهاد و سر
خود را بر قبر خالد بن الولید الا دختر شهید سر خود را و این بجهت قرب عهد بجاهلیت بود و غلبه آن در قوم وی که
بنی المغیره اند و خود ولید بن المغیره که پدر خالد است شدیدکار فرو حاهل ترین قوم قریش بود خالد بود میان
ایشان که توفیق یافت باسلام و باین مرتبه رسید روایت کرده است خالد از رسول خدا صلی الله
علیه وسلم و روایت کرد ازوی ابن خالد و ابن عباس و علقمه و خیر بن نصیر و محمد بن مسلمه ذکر وی رفت ذکر حراس گذشت
ظاهر او اهل سر و طائفه بود رضی الله تعالی عنه عبد الله بن رواحه بفتح راء و تخفیف واو و مهمله ابو محمد عبد الله بن رواحه
انصاری خزرجی از سابقین اولین و یکی از نقباء انصار بیعت او ابو محمد و بعضی ابو رواحه گفته اند مواخات
واو آنحضرت میان او و میان مقداد بود وی رضی الله عنه عظیم القدر در جاهلیت و اسلام حاضر شد عقبه
و بدر و احد و خندق و همه مشاهد را مگر فتح مکه و ما بعد آنرا بجهت آنکه شهید شد بموته سنه ثمان و در عده اند که چون
وداع مسلمانان کرد بموته و خاکریزند مردم وندا کردند که بسلامت بروند و بسلامت بیایند گفت این رواحه
ملتمس سال الرحمن مغفره و ضربه ذات فرغ تقذف الزبد پس نعت طالب شهادت و مشتاق بدان چنانکه گذشت
و بود سبب اشعر او اسلام که روی کردند ایذای کفار را از رسول خدا نازل شد در وی و در دو یار وی حسان بن ثابت و کعب بن مالک قول حق سبحانه الا الذین امنوا و عملوا الصالحات و ذکروا الله کثیرا و انتصروا من بعد ما ظلموا

نویره را بضم نون و فتح واو در زمان ابوبکر و اختلاف کردند که این نویره را مسلمان گشت
بجهت گمانی که بردی بردی و ابوقتاده نیز بروی انکار کرد قتل مالک را و سوگند خورد که در تحت
رایت وی قتال نکند هرگز یا کافر گشت و در استیعاب میگوید که کشته شد بردست خالد اکثر
از اهل روایت که مسلم ذالک بن نویره از بشانند و در اصابه می آرد که مالک بن نویره التمیمی
اگر نوعی نکته کرده می شود با ابوحنظله و لقب کرده میشود بحنظل گفت مرزبانی بود شاعر شریف
فارس معدود در ارسان تمیم بر نوع در جاهلیت و عامل ساخته بود آن حضرت او را بر صدقات
قومش و چون رسید او را خبر وفات رسول الله صلی الله علیه وسلم امساک کرد صدقه را و
تفریق کرد در قومش و این شعر گفت شعر فقلت خذوا اموالکم غیر خائف ولا ناظر فیما یجی من
الغد فخان فاما بالدین المحقق قائم الطغاة قتلنا الدین دین محمد و بود و ابن مالک بن نویره چون
ذکر میکرد آن حضرت را میگفت گمان نمیبرد صاحب شما را مگر آنکه گفته است و شنیدم
صاحب شما را که گفته است چنین پس گران می آید بر خالد این حرف زدن او پس کشت
او را ضرار بن ازود اسدی بامر خالد بن ولید بعد از فراغ وی از قتال روم بعد ازان
تزوج کرد خالد زوجه مالک را که نامش ام تمیم بنت المنهال بود و بود صاحب جمال فائق
و نبود قبل وی مالک را از جهت زنش چنانکه اتهام کردند مردم و مالک بن نویره را
برادری بود متمم بن نویره نیز شاعر پس مرثیه گفت نویره را و قدوم آورد بر ابوبکر و تظلم
نمود و ذکر کرد زبیر بن بکار که ابوبکر نوشت بخالد که مفارقت کند امراة مالک را و تغلیظ شدید
کرد عمر بخالد در امر مالک و ابوبکر معذور داشت خالد را و گفت عمر در سیف خالد و میان است گفته
ابوبکر ظاهر او ی تاویل نموده و خطا کرده ست و نیست گناه بر سیفی که کشیده است خدا تعالی
بر مشرکان پس طلبید ابوبکر خالد را پیش خود چون آمد بمدینه دید ابوبکر را در خلوتی که عمر در انجا نبود
پس پرسید خالد را از سبب قتل مالک بیان کرد خالد سبب آنرا و گفت ابوبکر پس زن او را چرا تزوج
کردی گفت زنی بود دلبر و شوهر خواستگاری کردم او را و گفت خالد با ابوبکر که نشنیده از حضرت که فرموده است خالد
سیف من سیوف الله و مثل بحری سیف الله الاعلی الحق این گفت و برآمد و چون بیرون می آمد پیش آمد او را
عمر و پرسید از حال وی خالد گفت رخصت کرد مرا خلیفه رسول الله و فرستاد در بهانجا که بودم من پس پنهان داشت

بسوی من از شتاب ریگ در سر او میگفت خالد باز داشت مرا جهاد از تعلیم بسیاری از قرآن و
چون می آمد بر خالد مالی قسمت میکرد آنرا نمیدیشت بسوی ابوبکر حسابی پس گفت عمر ابوبکر را
بنویس بسوی خالد که ندهد هیچ کسی را چیزی مگر بامر تو پس نوشت ابوبکر این را بخالد پس
نوشت خالد یا این که میگذاری مرا با عمل من هر چه میخواهم میکنم و بهر که خواهم میدهم و اگر
نبود ابی و عمل تو بود دوری رضی الله عنه تندی و تیزی و ترفعی و انقطاعی از خلق و
استیلای که شجاعان را میباشد چنانچه یکباری بعمار بن یاسر درشتی کرد و سخت گفت و
گفت عمار تحقیق ضد کردم که هرگز با تو سخن نکنم پس گفت عمار نزد آن حضرت صلی الله علیه
وسلم و از خالد شکایت کرد پس فرمود آن حضرت یا خالد چکار ست ترا با عمار مردی است
از اهل جنت که حاضر شده بدر را و فرمود بعمار خالد سیفی از سیوف خدا ست آمد خالد پیش
عمار و عذر خواهی نمود و استغفار کرد و گفت خالد پس همیشه بودم که دوست میداشتم
عمار را بعد ازان زود هم چنین شکایت کرد عبد الرحمن بن عوف از خالد بن الولید نزد
آن حضرت پس فرمود یا خالد چرا ایذا میکنی مردی را از اهل بدر که اگر انفاق کنی مثل احد
نمیرسی عمل او را گفت یا رسول الله ایشان می افتند در من ایذا می کنند مرا و من جوان ایشان
میگویم پس فرمود آن حضرت ایذا نکنید خالد را که وی سیفی ست از سیوف خدا القصه چون
خالد گفته فرستاد با بوبکر که مرا بمن بگذار من هر چه میخواهم میکنم و میدهم هر که را میخواهم و اگر نه تو دانی
و عمل تو پس بر گرفت عمل خود را عمر رضی الله عنه راه سخن یافت و بود چیزی از قدیم الایام میان عمر و
گفت با بوبکر عزل کن خالد را پس گفت ابوبکر گیست بر دو و گیست که خبر کند خالد را از جانب من گفت عمر
من میکنم گفت پس تو دانی و کار تو پس ساختگی سفر کرد عمر برآمد پس آمد ندا اصحاب نبی و ابوبکر و گفتند حیف شده
است که بر دون میرود عمر از نزدیک تو و تو محتاجی بوی و چه شده ست ترا که عزل میکنی خالد را و وی کفایت
میکند از کارهای عظیم گفت ابوبکر پس چکار کنم گفتند حکم کن عمر را که برون نرود و اقامت کند و بنویس پس
بسوی خالد که مستقیم باشد بر عمل خود پس کرد ابوبکر آنچه صحابه صلاح حال دیدند پس چون خلیفه شد عمر
نوشت بسوی خالد که ندهد ثنائی یا ادائی هیچ کس مگر بامر من پس نوشت خالد آنچه نوشته بود بسوی
ابوبکر پس عزل کرد خالد را و طلیحه را نزد خود و یک سبب عزل عمر خالد را آن شد که کشت مالک بن

باش ازان پیش از غزوه موته بدو ماه بود و نصر و دست وی درین غزوه حاصل
شد او را ساعی جمیله در دین خدا و تقویت و تائید آن در حیات رسول الله و بعد از
وفات صلی الله علیه وسلم و قصه اسلام و سرایای و مغازی که وی در انجا کار کرده سابقا
در قضایای سنات هجریه گذشته است و آورده است ترمذی از ابی هریره گفت نزول
کرده بودیم بامار رسول خدا منزلے را پس میگذشتند مردم وی پرسید آنحضرت این کیست
پس جواب میگفتم فلانی ست تا گذشت خالد و پرسید آن حضرت این کیست گفتم خالد
بن ولید است گفت آن حضرت نیکو بنده خداست این سیف من سیوف الله و
چون میفرستاد ابوبکر رضی الله عنه خالد بن ولید را به سوی اهل روت و عقد کرد برای
او رایت و گفت من شنیده ام رسول خدا را صلے الله علیه وسلم که می گفت نعم عبد الله
و اخو العشیرة خالد بن الولید سیف من سیوف الله برکشیده است آنرا بر کفار و آمده که خالد
بن الولید گم کرد کلاه خود را الیوم الیرموک پس گفت بجوئید و تفحص کنید کلاه را پس جستند
و نیافتند پس بجد شدند در جست و جوی آن تا یافتند و دیدند که کلاه کهنه ایست پس
او را ازان گفت نیچه کلاه است که آنرا اینهمه جست و جو کردی گفت عمره برآورد رسول خدا صلے الله علیه
وسلم و حلق کرد راس خود را پس مبادرت کردند مردم بموهای مبارک وی و سبقت
کردم من مردم را بناصیه وی پس گردانید آن موهای را در ین کلاه و داد من پس
حاضر نشدم من هیچ قتالی را و حال آنکه این کلاه با من ست مگر داده شدم النصر و
نیاوردم بهیچ جای مگر آنکه فتح کرده شد بر من و آمده است که چون قدم کرد خالد خیبر را آورده
شد نزد او زهر پس نهاد آنرا در کف خود و نبوشید و ضرر نکرد او را و نیز آمده است که گذشت
مردی بخالد و با وی مشکی بود پر از خمر پرسید چیست در مشک گفت سرکه است گفت
خداوندا بگردان او را سرکه پس گشت سرکه و در روایتی آمده که گفت خداوندا بگردان
او را عسل پس گشت عسل روایت کرده شده است که میگفت خالد نبود هیچ شبی
محبوب تر نزد من از شب سخت تاریک و سرد که از مهاجرین و در روایتی آمده که گفت نیست
هیچ شبی که فرستاده شود نزد من در ان شب عروس تا بشارت داده شوم بولادت غلامی محبوب

و فتح را سکون حا و نام او عبد اللہ ست از بنی جمح ہست بضم جیم و فتح میم صحابی امیر
ہجرت کرد حبشہ را معدود است در وجوہ قریش برادر عبد الرحمن بن حسنہ کنیت وی عبد اللہ
و بعضی عبد الرحمن گفتہ و حسنہ نسبت کردہ می شود بوی او و برادر او عبد الرحمن کہ نام او
ہر دو یکی ست و بعضی گفتہ اند ہر دو پسر خواہند کہ او بیند غالب آمدہ بر ایشان انتساب
وی روایت کردہ بابن ماجہ برای حدیث واحد از رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم در
عید بر ترک طمانیت در نماز و مراد او ذکر ست و در حدیث تزویج بنجاشی ام حبیبہ را برای
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرستاد آنحضرت او را بر سالت بسوی مصر پس وفات
یافت آنحضرت و شرحبیل در مصر بود و روایت کردہ است از پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم و از عیاض
بن الصامت و روایت کردہ ہست از وی پسر وی ربیعہ و ہیچ ذکر کتابت وی معلوم
نشد مگر آنکہ در ضمن ہمین رسالت بمصر کتابت ہم بوی فرمودہ باشند واللہ اعلم
العلاء الحضرمی صحابی مشہور ست عامل پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بر بحرین و مقرر گردانید ند او را ابو بکر
و عمر او را بران تا آنکہ مرد و بود موت او در سنہ اربع عشر و بعضے گفتہ اند بلکہ والی گردانید عمر
ارض بصرہ را پس مرد بارض بنی تمیم در سنہ مذکورہ و بعضی گفتہ اند مرد بحرین سنہ احدی
عشرین پس والی گردانید بجای وی ابو ہریرہ را و اختلاف کردہ اند در اسلم وی و بست وے
اختلافی کثیر و اتفاق کردہ اند بر آنکہ وی از خضر موت ست کذا فی جامع الاصول و در کاشف
گفتہ کہ بود خلیف بنی امیہ او را دہ برادر بود ند روایت کردہ از ابو ہریرہ و غیر او آورد ند کہ خوض
مرد علاء در یا را و خواند چند کلمات را و گذاشت ازان و این حکایت مشہور ست از وی
کلمات این بود یا علیم و بود مستجاب الدعوۃ و خالد بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر و بن مخزوم
القرشی المخزومی سیف اللہ ابو سلیمان مادر وی لبابہ صغری بنت الحارث الہلالیہ خواہر
لبابہ کبرے زوجہ عباس بن عبد المطلب و این ہر دو خواہر میمونہ بنت الحارث ام المومنین
بود ند و خالد یکے از اشراف و اعیان قریش بود در جاہلیت و بود در دست وے
عنانہای اسپان در عہد جاہلیت حاضر شد با کفار قریش تا عمرہ حدیبیہ خصوصاً
در غزوہ احد کہ طلیعہ جیش مشرکان بود پس از اسلام آورد در سنہ سبع بعد خیبر

برتو راویت کرده است پسر وی خارجہ زید از پدرش کہ گفت آورده شدم را نزد آن حضرت
در وقت قدوم وی صلے اللہ علیہ وسلم بمدینہ وگفتہ شد کہ این پسر از بنی النجاری ست و
خواندہ است اسفده سورۂ از قران بر خواندم بران حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس خوش
کرد قرات مرا وگفت بیاموز یا زید خط وکتابت یہود را کہ من ایمن نیستم بر یہود در کتاب کہ زود
وکم کنند پس بیاموز زبان سریانی را پس آموختم ونگذشت بر من نصف شہر تا حاذق شدم در زبان
پس می نوشتم برای رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم وقتی کہ میفرستاد بسوی ایشان کتابت سوے
وی ورویت کرده سلیمان بسیار کہ تقدیم نمی کردند عمر وعثمان ہیچ یکی را بر زید بن ثابت در قضا
وفتیا وفرایض وقرات وروایت کرده است قاسم بن محمد کہ بود عمر رضی اللہ عنہ استخلاف میکرد
زید بن ثابت را در سفر وی گفت ساقط نیست بر من مکان زید ولیکن اہل بلا محتاج اند بوے
ونیز نزد وی ست از علم وقضا وفتوی انچہ نمیباشد نزد غیر وی واز سالم بن عبد اللہ بن عمر
منقول ست کہ گفت روزی کہ وفات یافت زید بن ثابت مرد عالم الناس امروز واز
ابو ہریرہ آمده کہ گفت مرد خیر این ست وامید است کہ بگرداند خدا تعالی از وے خلف
ابن عباس را واز ابو عبد الرحمن آمده است کہ من میخواندم قران بر عثمان رضی اللہ عنہ پس گفت
عثمان مرا بدرستی کہ تو مشغول میگردانی مرا از نظر کردن در امور مردم پر و بسوی زید بن ثابت
وبخوان بردی کہ فارغ است برای این کار وقرات من وقرات وی یکی ست نیست
درمیان من وی خلاف وروایت کرده است یعقوب بن سفیان باسناد صحیح از شعبی گفت
سواری کرد زید بن ثابت روزی پس گرفت ابن عباس رکاب او را پس گفت بگذار شما
ابن عم رسول اللہ گفت ابن عباس ہمچنین امر کرده شدیم تا کہ بکنیم با علماء وکبرا پس گفت
نزدیک آر دست خود را پس بیرون آورد ابن عباس دست خود را پس بوسی کرد زید
دست او را وگفت ہمچنین امر کرده شدیم با اہل بیت پیغمبر خود ودر روایتی آمده بشر فاہی خود
وابن سعد باسناد صحیح روایت کرده کہ بود زید بن ثابت یکی از اصحاب فتیا وآن شش
کس بودند عمر وعلی وابن مسعود وابو موسے وابو زید وزید بن ثابت مات
زید بن ثابت سن اثنین یا ثلث یا خمس واربعین عمر علیل بن حسنہ سر علیل بضم شین

اسامی ہی
فتیا شش

در داد و پیراهن وی صلی اللہ علیہ وسلم و چیزی از مویہای شریف و ناخنہای وی پس گفت کفن کنید
مرا در پیراهن مبارک آنحضرت و بپیچید مرا بردای شریف وی و ازار مبارک وی و پر کنید سوراخ بینی
مرا کافور مراد مواضع سجود مرا مویہای و ناخنہای مبارک آنحضرت و بگذارید مرا بارحم الراحمین و باقی
احوال وی معلوم و مشہور و مذکور و مسطور است و سیوطی را رسالہ ایست مسمی باوایل ذکر کردہ است
در وی اشیاء کہ احداث کرد معاویہ آنہا را و نکردہ بودند خلفاء پیش از وی و بود منشاء ظہور خلاف
میان او و علی قبل عثمان کہ گفت معاویہ و عائشہ نیز موافق او رفت کہ استعجال باید کرد در
قصاص از قتلہ وی تا جرأت نشود مردم را بر خلفاء و سبطا مصلحت دید علی تا مختل نگردد امر خلافت
و انیست کہ میگویند مردم منشاء خلاف خطا و اجتہاد بود بعد ازان عزل کرد امیر المومنین علی
معاویہ را و زیادت شد مخالفت روز بروز و واقعہ شد انچہ شد فانا للہ و انا الیہ راجعون و اخراج
کردہ است سیوطی از احمد در مسندش از عرباض بن ساریہ کہ گفت آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اللہم علم معاویۃ الکتاب و الحساب و قہ العذاب و اخراج کردہ است این شیبہ و طبرانی از ملک
بن امیر کہ گفت گفت معاویہ ہمیشہ بودم در طمع امارت ازان باز گفت مرا رسول خدا یا معاویہ اذا
ملکت فاحسن و فی روایۃ واسمح و گفتہ اند محدثان کہ ثابت نشدہ است در فضل معاویہ ہیچ چیزے
و اللہ اعلم و از علی مرتضی منقول ست کہ گفت آیا مکروہ دارید امارت معاویہ را کہ اگر آن نخواہید بود
خواہید افتاد سرہا از دوشہا اشارت کردہ بود قایع و شنایع کہ در زمان یزید پیش و اقع شد
زید بن ثابت بن ضحاک انصاری نجاری کنیت او ابو سعید یا ابو ثابت نوشت برائے
آنحضرت وحی بود و وی یکی از فقہای صحابہ و اجلہ ایشان عالم بفرائض قدوم آورد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم و وی یازدہ سالہ بود تفسیر کرد آنحضرت او را روز بدر پس حاضر شد احد را
و ما بعد آنرا از مشاہدہ و بعضی گویند کہ اول مشاہدہ او خندق است روایت کرد ازان حضرت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر و عثمان و روایت کردہ اند از وی جماعہ از صحابہ مثل ابو ہریرہ
و ابو سعید و انس و سہیل بن سعد و غیرہم از تابعین سعید من المسیب و ولد او خارجہ و سلمان
و قاسم بن محمد و غیرہم اوست کہ جمع کرد قران را در عہد ابی بکر و نقل کرد آنرا در مصحف
در خلافت عثمان و گفت مرا و را ابو بکر چون ایا آورد از جمع تو جوان عاقل تہمت نمی نہیم

وناحیه آن وچون وفات یافت ابوعبیده بن الجراح استخلاف کرد معاذ بن جبل را
وچون وفات یافت معاذ بن جبل والی گردانید ابی سفیان را وچون مرد یزید والی
گردانید برادر او را معاویه ولبود موت اینها همه در طاعون عمواس سنه ثمان عشره
واورده اند که وی نگاه کرد روزی بجانب شکم خود که بلند شده است پوست وی پس
برداشت بردی دره را وگفت آیا پوست من کافر شده روایت کرده است وی از رسول
خدا صلے الله علیه وسلم واز ابوبکر صدیق رضی الله عنه وروایت کرده اند از وی عبد الله
اشعری وعباس اشعری ووفات یافت یزید بن ابی سفیان سنه سبع عشره واما معاویه بن
ابی سفیان کنیت کرده می شود بابو عبد الرحمن وی وپدر وی وبرادر وی از مسلمه فتح اند و
از مولفة القلوب وگویند اسلام وی پیش از فتح است یعنی پیش از بدر وپیش ازان
که رسول خدا صلے الله علیه وسلم در مکه در آید وفتح کند بشتر از بدر رفت وور یافت طرفی
آن حضرت را واسلام آورد وروایت است که وی می گفت اسلام آوردم یوم القضیه
یعنے عمرة القضا ر وملاقات کردم دران روز آن حضرت را مسلمان ووی یکی ازان
جمله است که می نوشت برای آنحضرت وبعضی گویند می نوشت وحی صاحب جامع الاصول
میگوید کتابت نشده است در مواهب لدنیه میگوید وی مشهور است بکتابت
وی وبعضی گفته اند که وی می نوشت وحی را بلکه می نوشت کتب ومناشیر را ومتولے
شد شام را بعد از برادرش یزید بن ابی سفیان ودر زمن عمر بن الخطاب همیشه بود متولی
وحاکم شام تا چهل سال چهار سال ازان در زمان عمر وتمام مدت خلافت عثمان وخلافت
علے وابن وی حسن ومجموع آن بست سال است تا مستبد ومستقل شد بامارت بتسلیم
حسن بن علی او را ابوی ودر سنه احدی واربعین وبیست سال دیگر گذشت تا وفات
یافت سنه ستین در دمشق وبود مر او را هفتاد وهشت سال وبعضی هشتاد وشش
گفته اند رسید او را علت لقوه در آخر عمرش ومیگفت در آخر عمر این کاش بودمی من مردے
از قریش افتاده در ذی طوی که نام موضعی است نزدیک مکه ووالی نمیشدم
ازین امر چیزے را ومیگویند بود نزد وی از رسول الله صلے الله علیه وسلم

معاویه بن ابی سفیان

فتح حضرت باعباس بوی گفت آیا وقت نرسیده ترا یا اباحنظله که شهادت دهی ان لا الٰه الا الله
وی سکوت کرد وچون گفتند آیا وقت نرسیده که گواهی دهی که محمد رسول الله گفت اما باین هنوز
یقین ندارم ودرین شبهه ام ودر روایتی آمده که گفت ابوسفیان در نفس خود بچیز غالب می آید
محمد بر ما گفت آنحضرت صلی الله علیه وسلم بخدا غالب می آید گفت اشهد انک رسول الله واورده
اند که برسید تیری بابوسفیان در روز طائف بر چشم وی پس آمد نزد آنحضرت وگفت باین چشم
من تیری رسیده است فرمود آنحضرت اگر خواهی دعا کنم ورد کنم بر تو چشم ترا واگر خواهی بهشت
صبر کن گفت میخواهم ویک چشم او بر موک رفته کور شد بهر دو چشم وبود ابوسفیان تاجر میفرستاد تجار
را بشام وبلاد عجم وگاهی خود نیز میرفت ودر قصه بدر خود که اهل کلمه را بجنگ طلبیده بود بجبل
تنعیم چنانکه زوجه وی هند بن عتبه نزد رسول خدا صلے الله علیه وسلم آمد وشکایت ازوے
کرد که شحیح است سیر طعام نمی گرداند اولاد را آیا بزدم از مال وی چیزی که کفایت کند ولد انرا فرمود
بکن اما بالبسیار بکن وروایت کرده است ابوسفیان از حضرت صلی الله علیه وسلم وروایت
کرده اند ازوی ابن عباس وقیس بن ابی حازم وابن معاویه وروایت کرده است ابن
عباس ازوی حدیث قصه هرقل رلکه در موضع خود گذشت ومات فی خلافة عثمان سنه
اربع وثلثین وقیل احدی وثلثین بالمدینة ودفن فی البقیع وصلی علیه معاویه وقیل بل صلی عثمان
ودفن بالبقیع وهو ابن عثمان ثمان وثمانین وقیل ابن بضع وتسعین وقیل غیر ذلک و
اما یزید بن ابی سفیان اسلام آورد روز فتح مکه وحاضر شد حنین را گویند که وی بهترین
پسران ابوسفیان بود اورا یزید الخیر می گفتند وعامل گردانید اورا رسول خدا صلے الله علیه
وسلم بر صدقات بنی عراس وبود ندایشان احوال او وعامل گردانید اورا ابوبکر در سنه
اثنی عشر وفرستاد عمرو بن العاص واباعبیده بن الجراح وشرجیل بن حسنه را به سوی فلسطین
وامر کرد ایشان را که بروند بر یلقاء وهر یکے ازین امر علحده بود بعضے گمان مے برند که
عمرو بن العاص امیر بود بر همه ایشان پس هر بمیت داد خدا تعالے اعداے دین
را ثلث عشر وچون استخلاف کرده شد عمر را واے گردانید ابوعبیده بن الجراح
را وفتح کرد خدا تعالے شامات را واے گردانید یزید بن ابی سفیان بر ربع فلسطین

لیک شد اسلام وی و سعید بن المسیب که از کبار تابعین و قدماء ایشان ست از پدر خ
مسیب که صحابی ست می آرد که گفت دیدم ابوسفیان را یوم الیرموک تحت رایت ابن وی
یزید که امیر المومنین عمر او را امیر ساخته در رایت سپرده بود و ابوسفیان را نیز همراه وی کرده
پس شنیدم آواز مردی را که قتل میکند و میگوید یا نصر الله اقرب پس نگاه کردم و دیدم که ابوسفیان
بن حرب ست قتال میکند و میگفت یا نصر الله اقرب و روایت کرده شده است که ابوسفیان بن حرب
یوم الیرموک ایستاده بر جماعه اسپان یعنی سواران وی گفت مردم را الله الله شما سواران عرب اید و
انصار اسلام اید و ایشان سواران روم اند و انصار شرک خدا و ند این روز است از روزهای خدا و ند
بفرست نصر خود را بر بندگان خود و شیخ ابن حجر در اصابه چیزی می آرد و روایت میکند چیزی که مخالف و معدا ست
ولیکن میگوید والاول هو الاصح والله اعلم و در استیعاب میگوید که طائفه روایت میکنند که وی شب دیجاه
منافقان بود و ازان باز که اسلام آورد و در جاهلیت منسوب بزندقه بود و روایت کرده شده ا
از حسن که ابوسفیان در آمد بر امیر المومنین عثمان وقتی که رسید خلافت وی و بود وی اعمی و گفت
گردیده است خلافت بسوی تو بعد از نیم وعدی پس بگردان او تاد ان بنی امیه را و نیست ا
مگر ملک و من در نمی یابم جنت را و نه نار را پس بانگ بر زد بر وی عثمان رضی الله عنه و گفت
بکند با تو خدا انچه بکند و مدبر کرد او را از پیش خود و صاحب استیعاب میگوید که مر او را اخبار است
مانند این روی و شنیع ذکر کرده اند آنرا اهل اخبار و من وجهی نمی یابم برای ذکر آن زیرا که در ان اخبا
چیزی ست که دلالت دارد که اسلام او سالم و حسن نبود و حدیث سعید بن المسیب دلالت بر صحت
اسلام وی میکند و در اصابه گفته که بود وی از مولفة القلوب و پیش ازان راس مشرکان بود در
احد و احزاب و میگویند که آنحضرت صلی الله علیه وسلم عامل گردانید او را بر نجران و ثابت نشده
است و ابن اسحق گفته که آنحضرت او را بر مناة فرستاد و تا هدم کند آنرا و روایت کرده است ابن سعد
از طریق ابی السفر که گفت چون دید ابوسفیان روز فتح مردم را که می روند دنبال آنحضرت حسد
برد و گفت در دل خود کاشکے برگردند این جماعت بر ین مرد پس زد آن حضرت صلے الله
علیه وسلم در سینه وی و گفت اکنون رسوا گرداند ترا خدا یتعالے پس گفت ابوسفیان استغفر الله
و اتوب الیه نقوه نکرده ام من بآن امرے بود که حدیث کرد نفس من و چون روز

و شدت تحیه بکسوره و بسکون آن نیز گفته اند و در نیفنا گفته که شدت نزد محدثین بر اصل است
و بسکین نیز و اهل لغت برای تخفیف منسوب باشید بن عمرو بن تمیم کنیت او ابو ربعی ست بکسر را
و سکون موحده و کسر عین مهمله و تشدید یا گفته میشود او را حنظله کاتب از جهت کتابت وی وحی را
برای رسول خدا صلے اللہ علیه وسلم و در مواهب لدنیه همین را غسیله الملائکه گفته از اصابه و
استیعاب معلوم میشود کاتب حنظله بن ربیع و جمیل حنظله ابن ابی عامر الراهب فتدبر
و گفته اند حنظله کاتب برادرزاده اکتم صفی ست منسوب بصیف بصاد مهمله و بود از دهات عرب
طویل العمر دریافت مبعث آنحضرت را و بود صد و نود ساله و بشارت میداد و وصیت میکرد قوم
خود را بآمدن آن حضرت و چون آمد آن حضرت جمع کرد قوم را و فرستاد ایشان را بملازمت شریف
وی ایمان آوردن بوی پس پیش آمد ایشان را مالک بن نویره بر نوعی و تفریق کرد این جماعت
و پس فرستاد بسوی آنحضرت پستر خود را با جماعه که اطاعت کرده بودند او را از قریش پس اختلاف
کردند در طریق و نرسیدند و بود اکتم حکیم دانا و از کلمات اوست کسیکه نیست در وی خیر توقع ندارد
از هیچ کس ضرر را و هم از کلمات اوست هر کرا اقبال کند دولت در وی آرد و بوی خدمت میکنند
عقل او را آرزوها و از هر که ادبار کند و پشت دهد دولت خدمت میکنند عقل او آرزوها را و تخلف کرد
حنظله از علی مرتضی در قتال اهل بصره یوم الجمل و حدیث وی نزد اهل کوفه است روایت کرد از وی
ابو عثمان هندی و زید بن الشجر و مات فی اوایل عهد معاویه و ابو سفیان بن حرب و پسر وی
یزید و معاویه اما سفیان صخر و ابو حنظله نیز کنیت اوست بن حرب بن امیه بن عبد شمس بن عبد مناف
ائیده شد پیش از عام الفیل بده سال و بود از اعیان قریش در جاهلیت و بود در غایت عداوت
و حسد و عناد با رسول خدا صلے اللہ علیه وسلم اسلام آورد روز فتح مکه و حاضر شد حنین را و طائف را
و این احوال همه سابقا در مواضع خود مذکور شده است و اختلاف کرده شده است در حسن
اسلام وی و اخبار و آثار نیز مختلف آمده بعضی دال بر حسن اسلام و بعضی بر عدم آن چنانکه آمده
است که چون واقع شد روز حنین جولانی و نهزیمتی بر مسلمانان گفت لبطل السحر و انچه
علماء ما در نیباب ذکر کرده اند بیاریم شیخ ابو عمر بن عبد البر در استیعاب اخبار
هر دو جانب را ے آرد و میگوید طائفه روایت می کنند که چون اسلام آورد ابو سفیان

امیه و ابن سعید بن العاص الاصغر زائیده شد عام الهجره یا سنه احدی از هجرت پیش از پدر و یکی از اشراف
قریش بود و جامع بود میان سخاوت و فصاحت و او را بلکه العسل خوانند و یکی ازان جماعت ست
که نوشتند مصحف را برای عثمان رضی الله عنه میگویند که وملی شبه بود در لهجه برسول خدا صلے الله علیه وسلم
و ایستاده گردانیده شد عربیت قرآن بر زبان او استعمال کرد او را عثمان بر کوفه و غزا کرد بطبرستان
و فتح کرد جرجان را و آذربیجان را در سنه تسع و عشرین یا ثلثین و چون واقع شد فتن بعد از قتل عثمان
گوشه گرفت سعید بن العاص چون مستوثق شد امیر برای معاویه والی گردانید بر مدینه و باز عزل کرد و والی گردانید
مروان ابا زمردان را عزل کرد و سعید را والی ساخت و تعاقب کرد میان ایشان در ولایت گاهے بر دان
می نوشت که بر اندازد خانه سعید را و نهب و غارت کند اموال او را و گاهی بسعید می نوشت که بر اندازد
خانه مروان را و نهب و غارت کند خانه او را پس تعجب کردند ایشان افعال معویه را و بد شدند بر و
باد و بود ابن سعد بن العاص در زمان رسول خدا صلے الله علیه وسلم ده ساله یا نه ساله و وفات
وی در سنه ثمان و خمسین با تسع و خمسین در آخر عهد معاویه در روایت کرده شده است از ابن عمر که
آورد زنی در حضرت رسول صلی الله علیه وسلم بردی را و گفت آنزن من نیت کرده ام این بر د را
برای اکرم پس گفت آنحضرت صلی الله علیه وسلم بده این بر د را ابن غلام یعنی سعید بن العاص
و از نجهت نام کرده شد آن جنس از برد ثیاب سعیدیه متبادر بفهم چنان گردد که سعید مصدوق اکرم
عرب باشد و این گویا نوعی از بشارت و اخبار بغیب است که در وی اگر میت بسی پیدا گردد چنانکه گذشت
که سخاوت با فصاحت داشت یا آنکه آنحضرت ازان زن این را قبول نکرده بجهتیکه وی باو دادیا
و به سعید بخشید و فرمود بوی ده و الله اعلم تقریب سخن بذکر بنی امیه افتاد و بطول کشید و کاتب حروف را
بذکر ایشان و معرفت احوال ایشان غرضی متعلق نبود بلکه در طبیعت حق و انصاف بیگانگی یکی ازین
قوم هست و لیکن بدین قدر معلوم شد که بنو امیه دو فرقه اند یکی مروانیه و دیگران منسوب و مربوط اند تا ایشان
و بتقدیر الهی قصه حکومت و امارت بدست تصرف ایشان افتاد دیگر سعیدیه و میان دو فرقه
فرقی یافته شد خصوصاً انچه کایت سنام وفد وم اسلام و صدق لهجه و جمع قران و امثال آن
و حصه از سعادت و نورانیت در هیچ فرقه یافته نمی شود کما لا یخفی حنظله بن الربیع بضم را و فتح
یا و کسر باء مشدده و ابن ربیعه نیز گفته اند الاسیدی بضم همزه و فتح سین مهمله

بن سعید و نبود وی خبر الرای گفت ای برادر این امری است که واقع میشود و در بنی عبد المطلب
کرا از حضرت پدر ایشان بیرون آمده است گفت خالد پس هدایت کرد مرا خدای تعالی بسوی اسلام
گفت ام خالد پس اول کسیکه اسلام آورد پدر من بود و گفت رویای خود را بار رسول الله صلی
الله علیه وسلم فرمود آنحضرت با خالد آنا و الله ذلک الغور و انا رسول الله پس بیان کرد آنحضرت دینی
که فرستاده خدای تعالی بردی پس اسلام آورد عمرو برادر وی بعد از وی ذکره السیوطی فی کتاب
جمع الجوامع و هجرت کرد خالد با برادر خود عمرو بن سعید بزمین حبشه و اقامت کرده و چند سال
و زائیده شد برای وی پسر وی سعید بن خالد بن سعید و دختری ام خالد و قدوم آورد بر آنحضرت
در غزوه خیبر و حاضر شد با وی مشاهد را که بعد از خیبر بود و فرستاد او را بر صدقات یمن و وفات یافت
آنحضرت صلی الله علیه وسلم و وی در یمن بود و اما ابان پسر وی سعید بن العاص بن امیه متاخر شد
اسلام وی از اسلام برادران وی خالد و عمرو وی طعن و غیبت میکرد و هجو میکرد و ایشان را باسلام
پستر وی نیز اسلام آورد و نیک شد اسلام او و او است که پناه داد عثمان بن عفان را در وقتیکه
فرستاده بود آنحضرت او را بسوی قریش عام الحدیبیه و سوار کرد بآن عثمان را بر فرس خود و گفت
آمد و رفت کن و مترس از کسی بود ند تبو سعید اغزه حرم و بود اسلام ابان در میان حدیبیه و خیبر امیر
گردانید او را رسول خدا صلی الله علیه وسلم در سریه که نجد فرستاد و عامل گردانید بر بحرین وقتی که عزل
کرد علاء بن الحضرمی را پس همیشه بود ابان بر بحرین تا وفات یافت رسول خدا صلی الله علیه وسلم
و این دو را یعنی خالد و ابان را از اولاد سعید اهل سیر از اهل کتاب رسول خدا صلی الله علیه وسلم داشته اند
و اشکالی از اخبار و آثار چیزی می آورند که دلالت میکرد بران و حال آنکه برادر که عمرو سعید و حکم که مغیره
بعد الله نیز در کتب اسماء الرجال مذکور ست و در استیعاب ابن عبد البر عبد الله بن سعید بن العاص
را ذکر کرده و گفته که نام وی در جاهلیت حکم بود پس نام نهاد او را رسول خدا صلی الله علیه وسلم
عبد الله و امر کرد او را بآموختن کتابت بود کاتب محسن شهید شد ببدر و بعضی گویند بموته و
ابو معشر گفته یوم الیمامه و عقب از سعید بن العاص خبر از عاص که پسر او بود نماند و عاص را
پسری ست که سعد بن العاص نام کرده شد بنام جد چنانکه عاص نام کردند بنام جد که عاص ابن
امیه است و ابن سعید بن عاص را سعید بن العاص اصغر خوانند و سعید بن العاص الاکبر جد او است

افگندہ نشستہ است گفت آنمرد چیست حال تو ثابت گفت بودم من کہ مردی جہر الصوتم میترسیدم کہ بلند کنم
آواز را وجبط گردد عمل من پس آمد مرو نزد آنحضرت وخبر داد بحقیقت حال کہ چنین میگوید پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم فرمود برود بادی بگوی تو نیستی از انجماعہ میزنی بخیر و بمیری بخیر و میدرائی بہشت را و آورد اند
کہ بعد از ان این آیت نزول کرد ان اللہ لا یحب کل مختال در بنجا نیز رفت و در خانہ نشست واز
خانہ بیرون نمی آید پس پرسید آنحضرت علیہ السلام از احوال وی و فرستاد کسی را نزد وی گفت یا رسول
اللہ من مردی ام کہ دوست میدارم جمال مبارک را و دوست میدارم کہ فایق باشم بر قوم خود میترسم
کہ از جملہ مختالان و فجوران بنباشم فرمود آنحضرت نیستی تو از انہا زندگانی میکنی حمید و میری شہید و
میدرائی بہشت را و خالد و ابان پسران سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف
القرشی الموسی ابن سعید بن العاص بن امیہ را ہشت پسر بود سہ از ان بر کفر رفتند اجحب بالضم و
ولبوی تکیہ کردہ میشود سعید را و گفتہ میشود ابو اجحہ سعید بن العاص بن امیہ و عاص و عبیدہ و در یافتند
اسلام و صحبت داشتند رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم و مخصوص گشتہ بامارات و حکومات خالد عمرو
و سعید و ابان و حکم و لیکن تغیر داد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نام حکم را تسمیہ کرد و عبد اللہ و اما خالد بن سعید
بن العاص بن امیہ اسلام آورد قدیما نزد بعضی بعد از اسلام ابی بکر و بعضی گویند ثالث بود و بعضی رابع
و بعضی خامس و غریب آنکہ وی عوی میکرد و میگفت عجلی مرتضی اسلام آورده ام من پیش از تو نجد آمدہ
میکنم ترا نزد پروردگار خود و لیکن من از ترسیدم و تو نپوشیدی ذکرہ ابن عساکر چنانکہ مثل این در
تقدیم اسلام علی بر اسلام ابو بکر گفتہ اند و اللہ اعلم و ام خالد بنت او ست کہ صغیرہ بود آنحضرت او را نزد طلبید و جمیعہ
صغیرہ کہ در میان ثیاب کہ نزد آنحضرت آوردہ بود ند او را بپوشانید و فرمود یا ام خالد ہذا سنہ بمعنی
حسن آمد بزبان حبشہ و در عوارف ابن الیاس آنحضرت ام خالد را سند جواز الیاس خرقہ کہ صوفیہ دارند
ساختہ و دار قطنی در افراد ابن عساکر در تاریخ از موسی بن عقبہ آوردہ اند کہ شنیدم ام خالد بنت خالد بن
سعید بن العاص را کہ میگفت کہ خالد بن سعید پیش از مبعث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم شبی در خواب می بیند کہ گویا پرده
است کہ بر آن تاریکی تا آنکہ نمی بیند مرد دست خود را تا گاہ در اثنای این حال بیرون آمدہ است از زمزم
لوری کہ بالا رفتہ است تا آسمان پس روشن شدہ بدان کوہ پس تر روشن گشت تمام
بستر تا مجد شیرب رفت تا آنکہ می بینم پسر را در نخل و چون بیدار شدم گفتم قصہ را بہ برادر خود عمرو

کہ گفت امید دارم کہ باشم من و طلحہ و زبیر از جملہ آن کسانی کہ گفتہ است خدا تعالی در شان ایشان ونزعنا
ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین و زبیر ذکر وی و ذکر احوال وی در ذکر حراس معلوم شد رضی
اللہ عنہ و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ذکر وی نیز گذشت و کاشکی احادیث مذکور شدکہ دران
کتابت ایشان وحی را معلوم میشد و عامر بن فہیرہ بضم فا مولی ابی بکر صدیق بود از موالید بن سیاہ
رنگ پس خرید او را ابو بکر و آزاد کرد و بود اسلام وی پیش از آمدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم را
و بود حسن الاسلام و بود آنحضرت و ابی بکر در سفر ہجرت و حاضر شد بدر و احد را و روایت کردہ اند
وی جابر بن عبد اللہ و عبد الرحمن بن عوف و عائشہ و گفتہ شد روز بیر معونہ و بود مرا و را چہل سال و
چون زدہ شد در شبیت وی نیزہ گفت فزت و رب الکعبۃ یافتم مقصود در ستم و فیروزی یافتم سوگند بپروردگار
کعبہ و قصہ آن مذکور شد در وقایع سال چہارم و آمدہ است کہ جستند او را در مقتولان و نیافتند پس
میگفتند کہ دفن کردند او را ملائکہ وی گویند دیدند او را کہ بر میرود میان زمین و آسمان تا گذشت از آسمان
و ثابت بن قیس بن شماس بفتح شین معجمہ و میم در آخر با تشدید میم مدنی انصاری خزرجی کنیت او
ابو محمد و گفتہ میشود ابو عبد الرحمن حاضر شد احد را و ما بعد و میرا از مشاہد و بود از اکابر صحابہ و اعلام انصار
گواہی داد او را پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بخیب بود و بود خطیب انصار و گفتہ میشد مر او را خطیب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سابقہ گذشت کہ بنو تمیم بمفاخرت آمدند و خواندند خطبہا فرمود آنحضرت ثابت
را تا در جواب ایشان خطبہ خواند و وی بر بدیہہ خطبہ بلیغہ بر خواند ہمہ ملزم و منکوب شدند و گفتند کہ
محمد را از عالم غیب نصرت و تائید است کہ ہیچ را نیست چنانکہ در غزوہ حنین گذشت و باقی احوال
شہادت وی در ذکر خطبہا بیاید انشاء اللہ تعالی روایت کرد از انس بن مالک و پسر ان وی
و روایت کردہ برای او بخاری و ابو داؤد و نسائی و بود در حرب یمامہ با خالد بن الولید و محاربہ کرد
مسیلمہ کذاب را حرب شدید و شہادت یافت در وی سنہ اثنی عشرہ مرد در خلافت ابی بکر صدیق
رضی اللہ عنہ و چون نازل شد از کریمہ یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیہ در آمد
ثابت بن قیس بجہت آنکہ جہیر الصوت بود در خانہ خود و بست در را بر روی خود و ترک کرد مجلس شریف
آنحضرت را تا رفع صعوبت نیاید و سبب حبط اعمال وی نگردد پس چون ندید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
او را پرسید کہ ثابت نمی آید چہ حال دارد و چہ شد و کجاست پس شاد مردی را نزد وی و دید او را کہ سر فرو

صلے اللہ علیہ وسلم در انروز دوزرہ در رسید بذات شریف وے کو نتہا
پس خواست کہ برابد بر صخرہ نتوانست برآمد پس بنشاند طلحہ را بجہت خود برآمد
وگشست بر صخرہ پس گفت آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوجب طلحہ یعنے واجب
گردانید طلحہ برای خود بہشت را باین فعل کہ کرد وگفت آن حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم با طلحہ این جبرئیل است می خواناند ترا اسلام ومیگوید ترا من با قوام
در ہولہای روز قیامت تا نجات دہم ترا ازان وچون منہزم شدند صحابہ بود
احد از رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تا باقی وثابت نماند از مہاجر وانصار مگر دوازدہ
کس وبود یکے از ایشان طلحہ پس رفت مردی از مشرکان تا بزند بر روے
آن حضرت شمشیر پس نگاہ داشت آنرا طلحہ پس گفت رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم بسم اللہ بتحقیق دیدم خانہ ترا کہ پناہ کردہ شدہ است در بہشت وتو در دنیا
ونام کرد او را رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم روز احد طلحۃ الخیر ودر غزوہ
ذات العشیرہ طلحۃ الفیاض وروز خیبر طلحۃ الجود وبود ابو بکر رضی اللہ عنہ چون ذکر میکرد
روز احد را میگفت آنروز تمام برای طلحہ بود وکشتہ شد طلحہ رضی اللہ عنہ روز جمل روز پنجشنبہ نیمہ
جمادی الآخر سنہ ست وثلثین وبود عمر وی شصت وبعضی گفتہ اند شصت ودو وبعضی شصت و
چہار وگفتہ کہ کشت او را مروان بن الحکم از جہت کینہ کہ با وی داشت وانداخت تیری را کہ رسید
حلق وی وبود طلحہ روز جمل با عائشہ بجہت خطا در اجتہاد واز ثور بن مجرا بہ فتح میم وگاہی کسر داده میشود
وسکون جیم وراء وبہمزہ مفتوحتین آمدہ کہ گفت گذشتم بہ طلحہ بن عبد اللہ یوم الجمل ووی افتادہ بود
بر زمین رمق آخر وی پس ایستادم بروی برداشت سر خود را وگفت مدرستی ہر آئینہ می بینم روی مرد را کہ گویا
قمر است بگو کہ تو کیستی گفتم از اصحاب امیر المومنین علی گفت فراخ کن دست خود را بیعت کنم ترا پس
فراخ کردم دست خود را پس بیعت کرد وسپرد جان خود را پس آمدم نزد علی وخبر دادم او را بقول طلحہ
پس گفت اللہ اکبر اللہ اکبر صدق رسول اللہ ابا کرد خدای تعالی کہ دارد طلحہ را در بہشت مگر آنکہ بیعت
من در گردن وی باشد وروایت کردہ شدہ است کہ آمد مروی روز جمل وگفت او را من بہ قاتل طلحہ
پس گفت علی رضی اللہ عنہ بشارت دہید او را بآتش دوزخ وروایت کردہ است از امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ

صلے اللہ علیہ وسلم روز دوشنبہ و اسلام آوردم من روز دوشنبہ و ابن عبد البر صاحب استیعاب
گفتہ کہ علی ایمان آورد و اخفا کرد از پدر خود و ابو بکر ایمان آورد و اظہار کرد و اللہ اعلم و بود عمر وی در
ہنگامی کہ اسلام آورد دہ سالہ و بقولی ہشت سالہ کذا نقل السیوطی و در جامع الاصول گفتہ
کہ اختلاف کردہ شدہ است در سن وی رضی اللہ عنہ در انروز پس بعضی بر آنند کہ پانزدہ بود و
بعضے چہاردہ و صحیح آنست کہ ایمان آوردہ ہست در صغر و بلوغ نرسیدہ و عبادت نکرد او ثان را
ہرگز و بود وی رضی اللہ عنہ عظیم الجثہ و طویلا و در فصل الخطاب نقل از اربعین تاج الاسلام کرد
کہ بود علی رضی اللہ عنہ حسن الوجہ مانند قمر لیلۃ البدر حاضر شد مشاہدہ را ہمہ مگر تبوک کہ گذاشتہ
بود او را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در اہل و فضایل او مذکور و آثار شجاعت وی مشہور او ست
کہ داد او را پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوا در روز خیبر و گفت بدہم لوا را فردا مردی را کہ دوست
میدارد خدا و رسول خدا را و دوست دارند او را خدا و رسول خدا چنانکہ گذشت و گفت
آنحضرت کسیکہ ایذا کند علی را ایذا کرد مرا و کسیکہ دشنام کرد علی را دشنام کرد مرا و دوست ندارد
علی را مگر مومن و بغض ندارد علی را مگر منافق رضی اللہ عنہ و کرم وجہہ و شہید کرد و شد
وی بر اس تلثین سنہ و تمام شد بوی مدت خلافت و بود خلافت وی چہار سال و ہفت ماہ
و شش روز یا دوازدہ و بعضے چہار سال و نہ ماہ گفتہ و تمام شد سال پنجم بولد وی امام حسن
مجتبے حسن بن علی علیہم السلام اجمعین و طلحہ بن عبد اللہ بن عثمان و عثمان نام ابو قحافہ
ست و الد ابو بکر صدیق ست پس طلحہ برادر زادہ ابو بکر ست رضی اللہ عنہما پس ابو بکر و
عبد اللہ بن عثمان اند و پدر ابو طلحہ عبد اللہ بن عثمان ست کنیت طلحہ ابو محمد ست دیگر
از ہشت تن ست کہ سبقت کردند باسلام و یکی از ان پنج تن کہ اسلام آوردند بر دست ابو بکر
صدیق و از شش تن اصحاب شعری کہ راضی بود از ایشان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
و یکی از عشرہ کہ بشارت داد ایشانرا رسول خدای بہ جنت و حاضر شد مشاہدہ را ہمہ غیر بدر کہ
فرستادہ بود آنحضرت او را با سعید بن زید تا بیارند خبر کاروان مر قریش را با ابی سفیان بن
حرب و نگاہداشت طلحہ آنحضرت را روز احد بدست خود پس شل شد اصبع وی و مجروح
شد در آنروز بہ بیست و چہار جراحت گویند بود بر وی انروز ہفتاد و پنج جراحت از نیزہ و تیر و بود بر چشم

کہ خواندہ می شود در بلاء اعلی ذوالنورین و ہم از ابن عساکر از علی آوردہ کہ گفت شنیدم از پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کہ گفت مر عثمان را کہ اگر می بود مرا چہل دختر میدادم او را یکی بعد از دیگری و چون
تزویج کردم بام کلثوم گفت بوی کہ شوہر تو اشہد الناس ست بجد تو ابراہیم و بہ پدر تو محمد و گفت
آنحضرت باسامہ ایا دیدی تو زوجین بہتر ازین و گفت یا رسول اللہ وارد شدہ احادیث در فضل
او اشہر ان حدیث استحیاست و اخراج کردہ ابن عساکر از زید بن ثابت کہ گفت شنیدم رسول
خدا را می گفت یکبار ی در شان عثمان کہ نزد من فرشتہ بود از فرشتگان می گفت شہد القتلہ
قومہ انا نستحیے منہ و اخراج کردہ ست ترمذی و حاکم و تصحیح کردہ آنرا ابن ماجہ از مرہ بن کعب
گفت شنیدم رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کرد فتنہ را و نزدیک نمود آنرا پس گذشت
مردی متقنع بثوب پس گفت آنحضرت این مرد یزیدی ست دران روز پس ایستادم من تا
بنیم کہ کیست ناگاہ دیدم کہ عثمان بن عفان ست و قصہ قتل او مشہور ست و آن اول فتنہ
در اسلام مدت خلافت او دوازدہ سال و وفات وی در اوسط ایام تشریق سنہ خمس و ثلثین روز
جمعہ و دفن کردہ شد شب شنبہ میان مغرب و عشا و بود عمر وی ہشتاد و دو سال و بعضے ہشتاد و
شش گفتہ و ثمان و تسع نیز گفتہ اند و اللہ اعلم علی مرتضی رضی اللہ عنہ نام او ست و ابو الحسن
و ابو تراب کنیت او ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و برادر او بمواخات و زوج فاطمہ بتول
سیدہ نساء ربات العالمین و ابو السبطین الحسن و الحسین سیدی شباب اہل الجنۃ و بود اسم وی در
جاہلیت و اسلام علی و گفتہ اند کہ نام کردہ بود او را مادر وی فاطمہ بنت اسد حیدر بنام پدر
وحیدر نام اسد ست و چون قدوم آورد ابو طالب مکروہ پنداشت این نام را پس تسمیہ
کرد بعلی و تسمیہ کردہ ست او را پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بصدیق کذا فی الریاض النضرہ و کنیت
کردہ ست او را بابی الریحانتین و نیز لقب کردہ است بہ بضعۃ البلد و بابین و بشبر لیف و بہادی مہدی
و بذی الاذن الواعیہ و بعسوب الانیہ و گفتہ اند کہ بود ولادت وی در جوف کعبہ اسلام آورد
قدیمان و ابن عباس و زید بن ارقم و سلمان فارسی و مقداد بن اسود و جماعہ دیگر از صحابہ
بر اند کہ اول اسلام او ست و شیخ ابن حجر در اصابہ فی معرفۃ الصحابہ گفتہ کہ قول اکثر
اہل علم این ست و روایت کرد ابو یعلی از وے رضی اللہ عنہ کہ مبعوث شد آنحضرت

بتصدیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ملازمت وی بر صدق در جمیع احوال و روایت کردہ است
دارقطنی و حاکم از ابی یحیی گفت احصا نمی توانم کرد کہ چند شنیدہ ام علی را کہ می گفت بر منبر کہ خدا تعالی
تسمیہ کرد ابوبکر را بر زبان پیغمبر خود صدیق ولادت وی بعد از مولد آنحضرت است بدو سال و چند ماہ
و این مدت خلافت اوست کہ تمام شد مر او را بعد از حضرت قمات و ثلث و ستون سنہ و فضایل
و مناقب او بیشمار ست عمر فاروق رضی اللہ عنہ ولادت یافت بعد از عام الفیل بسیزدہ سال شب
یکشنبہ غرہ محرم و بود از اشراف قریش و بود بسوی وی سفارت در جاہلیت و بودند قریش چون امر مشتبہ
میان ایشان حرب بفرستادند او را سفیر و رسول و فایق بیشد وی مردم را در طول گویا سوار است
و مردم پیادہ و گفتہ است وہب بن منبہ وصف او در توریت قرن حدید شدید امین و القرن الحدید الصفر
و سمی الفاروق بفرقہ بین الحق و الباطل و چون اسلام آورد وی رضی اللہ عنہ آمد جبرئیل و گفت یا محمد
بتحقیق مستبشر شدند اہل آسمان باسلام عمر و نازل شد کریمہ یا ایہا النبی حسبک اللہ و من اتبعک
من المومنین و فتح کردہ شد در دولت وی یکہزار و سی و شش بلدہ با توابع و لواحق آن و بنا کردہ شد
چہار ہزار مسجد و مدرس شد چہار ہزار دیر و کنشت و نہادہ شد ہزار و ہفصد منبر و جوامع آوردہ
شدہ است در فضل او احادیث بسیار و افضل انچہ وارد شدہ ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبہ
صحیح البخاری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیمن قبلکم محدثون فان یک فی امتی
احد فانہ عمر و عن علی رضی عنہ کنا اصحاب محمد لا نشک ان السکینۃ ینطق علی لسان عمر و فضایل
او بیشتر است از انکہ احصا کردہ شود و مدت خلافت او دہ سال و شش ماہ و وفات بعد از آمدن
او ست از حج و بود وی رضی اللہ عنہ اللہم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک و اجعل موتی ببلد رسولک
اخرجہ البخاری و بود کعب احبار میگفت میابم تر او در توریت شہید رضی اللہ عنہ عثمان ذی النورین
رضی اللہ عنہ ولادت وی در سنہ ستا و ستہ از عام الفیل است اسلام آورد قدیما پیش از
دخول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم را لحہ بود او اول الناس اسلاما بعد از ابی بکر علی و زید
بن حارثہ اسلام آوردند بدعوت ابوبکر صدیق و چون اسلام آورد گرفت او را حکم بن ابی العاص
و بست او را و عذاب کرد و چون دید صلابت او را در دین گذاشت او را و روایت کردہ
است ابن عساکر از علی رضی اللہ عنہ کہ پرسیدہ شد از عثمان گفت وی مردی ست

در ذکر موذنان بباید دانشار الله سبحانه و در مواهب گفته که مغیره بن شعبه حارس آنحضرت بود صلی الله علیه وسلم در روز جمعه شمشیر گرفته ایستاده بود بر سر مبارک وی صلی الله علیه وسلم

باب هفتم در ذکر کتاب آنحضرت صلی الله علیه وسلم

بدانکه آنحضرت را کاتبان وحی بودند و بعضی نامهای بملوک و امرای می نوشتند و غیر هم و بعضی اموال صدقات و بعضی بدانیات و معاملات و شروط و معاملات و جز آن و چون آنحضرت از خط و کتابت منزه و مبرا بود اکثر صحابه نیز بر عادت عرب ازین هنر عاری بودند لاجرم بآنهای که از میان ایشان بخط و کتابت موصوف و موسوم بودند اینخدمت می فرمود در روضة الاحباب میگوید مقرر چنین بود که عثمان بن عفان و علی بن ابیطالب رضی الله عنهما وحی می نوشتند اگر ایشان غایب می بودند ابی بن کعب و زید بن ثابت بلکه نوشتند و اگر از پنج چهار پنج کس حاضر نبودی هر که حاضر بودی از کاتبان او نوشتی انتهی پوشیده نماند که دوام و استمرار این ترتیب محل سخن ست بلکه زید بن ثابت و ابی بن کعب غالب اند در نوشتن وحی گویا که متعین بودند برای آن و در آخر بعد از استیفای اسمار کلامی نقل کنیم از استیعاب که نافع ست در بیان نشار الله تعالی و در کتب جمله ازان در هر کتابی مذکور ست و در روضة الاحباب چهل تن ذکر کرده و خلفاء اربعه را از ایشان شمرده و فضایل و مناقب ایشان مشهور و معروف است و با وجود آن اگر اسماء شریف ایشان تبرکا جدا جدا نوشته شود و بعضے احوال ضروریه چنانکه در تاریخ وفات و مدت خلافت و امثال آن مناسب باشد ابو بکر صدیق رضی الله عنه اسم وی در جاهلیت عبد الکعبه بود و بعضی گفته اند عبد رب الکعبه تسمیه کرد او را رسول خدا صلی الله علیه وسلم بعبد الله و قیل بالعتیق از جهت آزادی وی از آتش دوزخ و بعضے گفته که مادر او را پسری زنده نمیماند پس چون متولد شد وی ایستاده کرد او را مستقبل قبله و گفت خداوندا آزاد کن او را از موت و بخشید او را برای من و بعضی گفته اند که عبد الله نیز نام قدیم اوست و صواب آنست که این نام و لقب هر دو اسلامی است روایت کرده است ترمذی من از ادان ینظر الی عتیق من النار فلینظر الی ابی بکر و قیل لقبه لقب بالعتیقة ای حسنه و جماله و بعضی گفته اند از جهت آنکه نبود در نسب وی چیزی که عیب کرده شود بآن از جهت قدوم وی در خیر و فی القاموس العتق الکرم و الجمال و النجابة و الشرف و العتیق لقب الصدیق او سمه به امته و اتفاق کرده اند امت بر تسمیه صدیق از جهت مبادرت او

مر مسلمانان را در صحبت دفن وی که مرابی ایوب را تباعی عظیم بود پس گفتند مسلمانان که امیر وی ست
از اکابر اصحاب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم و اقدام اسلام او و او دفن کرده ایم او را بانجا که می بینید شما
و اللہ اگر پیش کنند قبر او را ناقوس نزنند شما در زمین ابدا مادام که ما را مملکت است روایت کرده شده
است این معنی را از مجاہد و گفت مجاہد خود میخواستند ایشان که کشف کنند قبر او را ببارند بر ایشان
باران که مانع می آمد ازان و گفته است ابن قاسم از مالک که گفت رسیده است مرا که روم اصحاب
مینمایند و استسقا میکنند بقبر ابی ایوب و بزارو ترک به و گفت شعبه حاضر نشد ابو ایوب صفین را با علی
ولیکن حاضر شد نهروان و حیرانزاد ابن کلبی نه ابن اسحق گفته اند که حاضر شد ابو ایوب جمیل را صفین
را با علی و بود بر مقدمه او در روز نهروان و روایت کرده شده است از محمد بن سیرین که گفت خبر
داده شده ام من که ابو ایوب حاضر شد با رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بدر را و تخلف نکرد هیچ غزوه را
در هر سال تا آنکه مرد بارض روم چون والی گردانید معاویه یزید را بر جیش قسطنطنیه میگفت ابو ایوب
وجه شد ما را که امیر گردانیده شدند بر ما جوانان و گفت گفته است خدا عز و جل انفروا خفافا و
ثقالا پس مریض شد در ان غزوه و آمد یزید بن معاویه بعیادت وی و گفت وصیت کن مرا چون بمیری
تکفین کنند مرا بپستر امر کن مردان را که سوار شوند و سیر کنند در زمین حد و تا آنکه چون بیابند محال را
دفن کنند پس گرد نزید وصیت او را و آمده است که امر کرد یزید مردم را که بر اند اسپان را بر قبر وی
در آمدن در نعش تا نماند اثری از قبر وی روایت کرده است مجاہد ظاهر این را از برای آنکه وی باشد
که تا دست دراز نکنند نصاری بقبر ابی ایوب و پیش نگذارند آنرا و این از جمله جنابت
و شنایع اعمال او بود که سابقا عداوت داشت با وی و اللہ اعلم ذکر کرد این را ابن عبد البر در
استیعاب و مناقب و فضایل وی بسیار ست و نزول کردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در سرای
وی بعد از هجرت تا بنا بر مسجد مشهور ست و او را ابو ایوب اعقاب مانده است و روایت کرده است
از حضرت و از ابی بن کعب و روایت کرد از وی براء بن عازب و انس و ابن عباس و جابر بن ثمره و غیر
ایشان و استخلاف کرد او را علی مرتضی رضی اللہ عنہ در وقت خروج وی بسوی عراق و حراست
وی آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم در غزوه خیبر بود در شب عروسی صفیه که از شهر یهود خوف و ملاحظه تمام
داشت و بلال که خادم درگاه مقرب گاه و بیگاه بود حارس آنحضرت بود در وادی القری ذکر وی رضی اللہ عنہ

داشت بادی او جانب او در کنار انجا صد نیزار شمشیر است که میدانند تراحق باین امر گفت وی رضی الله عنه من همچو هیچ
یک شمشیر را که اگر بزنم بکسی کار نگیفتد و اگر بزنم بوی کافر را کار کند و بود وی رضی الله عنه فقیر غلیظ و داشت
اصابه اوم قطش از شعراء المجیدین وفات یافت در قصر خود که در عقیق داشت نزدیک مدینه بسیار
ده میل پس برداشته شد بر گردنهای مردان و آورده شد بمدینه و دفن کرده شد بقیع سنه خمس
و خمسین و قیل ثمان و خمسین و عمر او هفتاد و چند سال بود و بعضی هشتاد و سال گفت و بران
قول که گفته اند که وی خرد تر بود از پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم بست سال می باشد ثمان و ثمانین
بلکه احدی و تسعین کذا قیل والله اعلم عباده بن بشیر عباد بفتح عین و تشدید موحده و بشیر بکسر
موحده و سکون شین معجمه انصاری اشهلی اسلام آورد بر دست مصعب بن عمیر پیش از اسلام
سعد بن معاذ حاضر شد بدر را و احد را و همه مشاهد را و خدمت میکرد رسول خدا را صلی الله علیه وسلم
بسیار و حراست مینمود در لیالی خندق و در مواهب گفته که حراست میکرد آنحضرت را صلعم عباد
بن بشیر پس چون نازل شد والله یعصمک من الناس ترک کرد آنرا و بود از فضلای صحابه و در
اصابه آورده که آنحضرت شنید آواز عباد بن بشیر را پس گفت اللهم ارحم عبادا و مرا و ما تراست
در دین و بود در میان آنها که قتل کردند کعب بن اشرف یهودی را و بود از فضلاء صحابه و وی
یکی از ان دو مرد است که روشن شد برای ایشان عصای ایشان هنگامیکه بیرون آمدند از نزد
آنحضرت صلی الله علیه وسلم در شب سخت تاریک و مرد دیگر اسید بضم همزه بن حضیر بصیغه تصغیر ذکر
کرده است در مشکات در باب کرامات این را از بخاری و از استیعاب سخت مفهوم میگردد
در روشن شدن عصا برای وی مستمر بود و گفته است که بود عصای او که روشن میشد
برای او وقتی که بیرون آمد از نزد آنحضرت در شب بسوی خانه خود و واقع شد کمباری ما اسید
بن حضیر و چون جدا شدند از یکدیگر روشن شد برای هر کدام عصای او و روایت کرده است ازوی
انس بن مالک و عبد الرحمن بن ثابت و شهید شد یوم الیمامه و بود عمر او پنجاه و پنجسال و ابو ایوب
انصاری نام او خالد بن زید ست از بنی النجاری حاضر شده عقبه را و بدر را و احد را و خندق
را و سائر مشاهد را با رسول خدا صلے الله علیه وسلم و وفات یافت در قسطنطنیه از زمین
روم سنه خمسین یا احدی و خمسین در امارت معاویه بر روایت یزید و آورده اند که روم گفتند

عن اصحاب رسول الله اجمعین و سعد بن ابی وقاص سعد بن مالک ابی وقاص کنیت
مالک ست وی یکی از عشرهٔ مبشره و آخر ایشان ست در موت و یکی از شش شوری ست روایت
کرده هست از آنحضرت بسیار و روایت کرده اند جمعی کثیر از کبار صحابه عایشه و ابن عباس و ابن
عمر و جابر بن سمره و کبار تابعین سعید بن المسیب و ابو عثمان نهدی و علقمه و احنف و خلق بیشمار
و اولاد او ابراهیم و عامر و مصعب و محمد و وی اول کسی ست که تیر انداخت در راه خدا و از اس
کسانیکه فتح کردند عراق را و والی شد کوفه را از جانب عمر و بنیاد کرد کوفه را و کوفه از بلاد اسلامیه
است که بنیاد کرده شد در عهد عمر پس تیز عزل کرده شد و والی ساخته شد عثمان و بود وی رضی الله عنه
مستجاب الدعوات و مشهور بآن و این بدعای آنحضرت بود صلی الله علیه وسلم که فرمود اللهم
استجب سعدا اذا دعاک و واقع شده است در صحیح البخاری که وی گفت لمکث کردم هفت روز
و حال آنکه من ثلث اسلام بودم اسلام آورد بر دست ابو بکر صدیق و بود وی هفتده سال یا
نوزده ساله حاضر شد همه مشاهد را و فتح کرده شد بر دست وی مداین و ممالک عجم و منهدم شد
بنیاد اکاسره و روایت کرده است ترمذی از حدیث جابر که پیش آمد سعد مر رسول خدا را صلی
الله علیه وسلم پس گفت آنحضرت اینخال من ست پس کو بنماید مرا مردی خال خود را و خال
خواند آنحضرت سعد را باعتبار آنست که وی از اولاد عبد مناف ابن زهره ست و امه والده
آنحضرت نیز از اولاد او ست و نیز زهره اخوان آنحضرت اند صلی الله علیه وسلم و آورده اند
که صحابه در مکه پنهان میکردند نماز را از مشرکان و ناگاه سعد در شعبی از ثقات مکه در جماعه از صحابه
نماز میکرد پس منافرت کردند مشرکان و عیب مسلمانرا تا به قتال انجامید پس زد سعد مردی را
از مشرکان باستخوان کله شتر و شکست سر او را و این اول خونی بود که ریخته شد در
اسلام و در حراست وی رضی الله عنه مر آنحضرت را صلے الله علیه وسلم آمده است
که آنحضرت شبے بیدار بود و خواب نه میبرد او را فرمود کاشکے مردے صالح از اصحاب پاسبانی
کند مرا ناگاه شنید آواز سلاح را فرمود کیست این مرد گفت منم سعد یا رسول الله
پس بایستاد برای حراست پس دعا کرد آن حضرت صلی الله علیه وسلم او را و دوی نیز
اعتزال کرد از فتنه و در نیامد دران و گفت اورا هاشم ابن عتبه که خال معاویه بود و قرآن

وعلی دینی پس گفت آن حضرت یا علی دوست میداری زبیر را پس گفتم یا رسول اللہ چرا
دوست ندارم ابن عمتی وعلی دینی پس گفت آنحضرت بزبیر اما واللہ لتقاتلہ وانت ظالم پس
گفت زبیر بعلی بلی واللہ گفتہ بود آنحضرت ولیکن من فراموش کردہ ام از انگاہ کہ شنیدہ ام
از حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اکنون یاد آمد مرا بخدا سوگند قتال نمی کنم ترا پس برگشت
زبیر از معرکہ وگفت اورا ابن او عبد اللہ بن الزبیر چہ شد ترا کہ بر میگردی گفت یاد دہانید مرا علے
حدیثی را کہ شنیدہ ام از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس قتال نمی کنم اورا گفت عبد اللہ تو
برای قتال نیامدہ برای آن کہ اصلاح کنی میان مردم واصلاح کند خدا تعالے این کار را
گفت واللہ من سوگند خوردہ ام کہ قتال نکنم اورا پس مختلف شد امیر میان مردم وسوار شد زبیر
رضی اللہ عنہ بر اسپ خود وبر اند روایت است از قتادہ کہ چون پشت داد زبیر روز جمل در سید
خبر علی را کہ گفت اگر می دانست این صیغہ کہ وی بر حق است پشت نمی داد پس بیرون رفت
زبیر بہ موضعی ومشغول شد بنماز پس رفت این برموز کہ از اہل عسکر علی رضی اللہ عنہ بود وبزد
زبیر را در عین نماز وآمد نزد علی واستیذان نمود تا در اید بروی اذن نداد علی مرتضی اورا وگفت
شنیدہ ام از رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہ گفت قاتل الزبیر فی النار ودر روایتی آمدہ کہ گفت ابن
جرموز بشارت باد ترا بہ قتل زبیر گفت علی ترا نیز بشارت باد بدخول نار وگفت اما بہ قتل ابن صفیہ
می نازی بسازجای خود را در دوزخ شنیدہ ام رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہ می گفت ہر
پیغمبر را حواری ست وحواری من زبیر ست وآمدہ است در روایتی کہ چون کشت ابن جرموز
زبیر را آمد بسوی علی وبادی شمشیر زبیر بود پس نظر کرد علی رضی اللہ عنہ بجانب شمشیر
وگفت آگاہ باشید واللہ بسا کربتی کہ دفع کردہ است صاحب این شمشیر از وجہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ودر روایتے گفت علی بسا کربتی کہ کشادہ است این شمشیر
از وجہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم روایتے آمدہ است کہ آمد عمرو بن جرموز بسوی علے
بن ابی طالب اشارت داد وگفت این چنین کردہ میشود با اہل بلا پس گفت علی خاک
در دہان تو بد رستیکہ امید واریم کہ باشیم من وطلحہ وزبیر از انکسان کہ گفتہ است خدا تعالے
در شان ایشان ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علے سرر متقابلین وصلے اللہ علیہ محمد وعلی اللہ

زوجه وی اسلام آورد و بر دست ابو بکر صدیق وی شانزده ساله بود و بقولے گویند کہ بعثت
و پنجساله بود و در اصابه دوازده ساله و هشت ساله نیز روایت کرده پس عذاب کرد او را عم او بدان
می پیچید او را در حصیر و دود میکرد و بروی تا ترک کند اسلام را پس ترک نکرد و بهجرت کرد بسوی حبشه و حاضر
بدر را و مشاهد را کہ بعد از دست و ثابت ماند بحضرت صلی اللہ علیه وسلم روز احد و حراست کرد او را یوم الخندق
چنانکه گذشت و وی یکی از ده تن ست کہ بشارت داد پیغمبر خدا صلی اللہ علیه وسلم ایشان را بجنت و یکی
از ان شش کہ شوری گذاشت عمر رضی اللہ عنه خلافت را میان ایشان و بود دراز قامت مایل
خفیف اللحم اسمر کثیر الشعر چون سوار میشد خط میکشید پایهای او در زمین و بود مر او را بزار غلام کہ
خراج میداد او را و نمی آورد از ان در خانه چیزی و تصدیق میکرد همه را و پرسیده شد از سبب محبت
روایت وی از انحضرت گفت بود مرا قرابت و قرب بوی صلی اللہ علیه وسلم انچه میدانم و لیکن شنیدم
من آنحضرت را کہ میفرمود من کذب علی فلیتبوء مقعده من النار از ترس این کہ مبادا در کذب افتم
در روایت نکردم و پیش علم از ان بود و وی اول کسی است و کشیده شمشیر بار در راه خدا چنانکه سعد بن
ابی وقاص اول کسی ست کہ تیر انداخت در راه خدا مناقب و فضائل او بسیار ست و فرمود انحضرت
صلے اللہ علیه وسلم هر پیغمبر را حواری است و حواری من از امت من زبیر ست و در روایتی دیگر زبیر را با طلحه
گفته کہ لکل نبی حواری و انما حواری و حواری رجل محب و مخلص اگویند چنانکه حواری عیسی علیه السلام
بوده اند و نیز آمده است کہ فرمود آنحضرت مر زبیر را یا ابا عبد اللہ این جبرئیل است کہ میخواند
ترا سلام و میگوید من با تو ام روز قیامت تا دفع کنم از روی تو شمشیر جهنم را کنایت است از عدم دخول
جهنم بدلیل بشارت وی بجنت شهید شد روز جمل سنه ست و ثلثین و بود عمر وی اربع و
ستون و دفن کرده شد بوادی السباع و بعد از ان نقل کرده شد بمدینه و قصه قتل وی رضی اللہ
عنه چنانکه ذکر کرده آنست کہ چون واقع شد وقعه جمل ندا کرد علی رضی اللہ عنه کہ بخوانند برای
من زبیر بن العوام را پس خوانده شد زبیر رضی اللہ عنه و گفت مر او را علی یا زبیر میگویند
میدهم ترا بخدا آیا میدانی تو کہ بودم من و تو در سفینه بنی فلان کہ نبرد میکردیم با کفار گفت زبیر
گذشت بر ما رسول خدا صلے اللہ علیه وسلم و گفت باز بیرو دوست میداری علی را
پس گفتی تو چه چیز منع میکند مرا کہ دوست ندارم علی را و هو ابن خالی و ابن عمتی

که گفت آنحضرت می شناسم مردیرا که ضرر نمی کند او را فتنه و یاد کرد محمد بن مسلمه را و تفریح کرد بسماع این از پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اخرجہ البغوی وغیرہ و این حدیث را در مشکات نیز بروایت ابی داؤد آورده و مروی ست ازوی که گفت دادمرا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم شمشیرے را و گفت قتال کن باین شمشیر مشرکان را مادام که قتال کرده شوند و چون امت را میزنند بعضی بر گردن بعضی را بزن شمشیر را بر سنگ تا بشکند بستر بنشین و رخانهٔ خود و گفته اند که آنها در بیت نشستند و رفقه سعد بن ابی وقاص بود و عبد اللہ عمرو محمد بن مسلمه و اسامه بن زید بود او را و ده پسر و شش دختر اسلام آورد قدیم برید مصعب بن عمیر و اسلام آورد و نداولادی در روایة کرده است ازوی در مشکات از روایة نسائی که گفت چون می ایستاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم که بگذارد صلوة تطوع را میگفت اللہ اکبر وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفا و ما انا من المشرکین و مات سنه ست او سبع و اربعین و هو ابن سبع و سبعین و حراست وی رضی اللہ عنه بر آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم روز احد بود کذا فی المواهب و ذکوان بن عبد اللہ بن قیس این را در مواهب ذکر نکرده و در روضة الاحباب گفته که محمد بن مسلمه و ذکوان بن عبد اللہ بن قیس حارس آنحضرت بودند در احد اما سابقا در قصهٔ احد گفته که چهارده کس از اصحاب پیش حضرت باقیماندند هفت از مهاجر هفت از انصار و هر دو فرقه را شمرده و در آخر گفته که گویند محمد بن مسلمه نیز از انجمله بوده و ذکر ابن ذکوان بن عبد اللہ بن قیس اصلا نکرده و نیز در استیعاب و اصابه ذکوان بن قیس گفته نه ذکوان بن عبد اللہ بن قیس و وی شهید غزوهٔ احد است و در اصابه آورده که آنحضرت چون باحد بیرون آمد فرمود صلی اللہ علیہ وسلم کسیکه دوست دارد که نظر کند بمردی که پی سپر می کند پای او فردا نبرد از بهشت را باید که نظر کند بسوی این مرد و اجب ان ینظر الی رجل یطاء قدمه قدم حفرة النجة فلینظر الی هذا الحدیث بطوله و در استیعاب گفته که حاضر شده عقبه اولی و ثانیه را بعد ازان بیرون آمده از مدینه بسوی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و بود با او در یکه و میگفتند او را مهاجری انصاری شهید بدر او قتل یوم احد شهید او در هر دو کتاب ذکر حراست وی نیست مگر آنکه ذکوان بن عبد اللہ بن قیس که حارس بود آنحضرت را دیگر یافته نمی شود و اللہ اعلم و زبیر بن العوام خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب الاسدی القرشی تلقی می کرد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم در قصے و صفیه بنت عبد المطلب عمهٔ رسول خدا مادر وے و ام المومنین خدیجه بنت خویلد عمهٔ او و اسماء بنت ابی بکر صدیق

وضمیره لپسر ایشان ست وذکر ابوضمیره در موالی گذشت **باب ششم** در ذکر حراست آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حرس وحراست پاس داشتن ونگاه بانی کردن حارس پاسبان جمع حراس بضم حاو تشدید را واحراس خود را پاس داشتن وحراست که بعضی صحابه کردند باین معنی ست که جماعه از ایشان متعین بودند بلکه بعضی از ایشان در بعضی اوقات باین کار مشغول بوده وباین سعادت مشرف شده اند محدثان آنرا ضبط کرده اند وشاید که بعضے از ایشان دایم برین کار بوده باشند وآن حضرت باتباع سنة الهی عزوجل که در رعایت اسباب جریان یافته است میکرد بعد ازان بنزول آیت واللہ یعصمک من الناس آنرا ترک کرد پس یکے از حارسان سعد بن معاذ انصاری اشهلی وسی ست از اجلهٔ اصحاب واکابر ایشان است واسلام آورد بمدینه میان عقبهٔ اولے وثانیه بردست مصعب بن عمیر که فرستاده بود او را آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیش از هجرت خود بمدینه واز ایشان اول داری ست که اسلام آورده از انصار بود وی مقدم ومطاع وشریف میان قوم خود چنانکه گذشت وبه تحقیق تسمیه کرده است او را رسول خدا سید انصار حاضر شد بدر را واحد را وثابت ماند با آنحضرت درین روز احد در رسید تیری در اکحل او روز خندق وبعد از یک ماه وفات یافت وفرمود آنحضرت نازل شد بروی هفتاد هزار فرشته وآمد جبرئیل وگفت یا محمد که مرده است از اصحاب تو کشاده شد برای وی درهای آسمان وجنبیده است بجهت موت وی عرش رحمن تمامه این احوال به تفصیل در غزوه خندق در لفظه گذشته است وحراست وی رضی اللہ عنه برای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در روز بدر بود که عریشی برای آنحضرت ساخته بودند آنحضرت در عریش بخواب رفته وسعد بن معاذ حراست نموده ابوبکر صدیق رضی اللہ عنه نیز در روز بدر در عریش تیغ برهنه آهیخته بر سر مبارک آنحضرت ایستاده بود تا نرسد بر سر وی هیچ کس از مشرکان رواه ابن السماک فی کتاب الموقفه کذا فی المواهب ومعنی حراست اینجا بیشتر است واحق است بذکر وعجب کبیر در روضة الاحباب ذکر کرده محمد بن مسلمه انصاری حارثی اشهلی حاضر شد بدر را وشاهد را همه غزوات را که گذاشته بود او را آنحضرت بر مدینه بود از فضلا صحابه واگر کسی که تسمیه کرده شد از صحابه به محمد بود اسمر شدید السمرة دراز قامت جثه دار سطبر بعضے اسود ضخم گفته وتحقیق آنست که اسود شدید السمرة بود وگوشه گرفت از فتنه با امیر مؤمنین صلے اللہ علیہ وسلم وحاضر نشد جمل را ونه صفین را واصابه نقل میکند که

در ذکر حراست آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سعد بن معاذ

در ذکر حراست ابوبکر صدیق رضی اللہ عنه

محمد بن مسلمه

اسر العباس بن عبد المطلب یوم بدر توفی بالمدینة سنة خمس وخمسین وغیر ازوی ابو الیسری دیگر ہم ذکر
نیست خداوندا کہ ہمیشہ از کجا نقل کردہ ودر موالیش ذکر کردہ وذکوان نیز از موالی آن حضرت است
ودر استیعاب و اصابہ ذکر کردہ اند وگفتہ حدیث وی نزد عطاء بن السائب ان الصدقة لا تحل لی ولا
بیتی وان موالی القوم من انفسہم بعضی ہمان گفتہ اند وبعضی شک کردہ واللہ اعلم ام کیسان کان نام
ایشان انیست سلمی ام رافع امراة ابی رافع مولی النبی صلی اللہ علیہ وسلم خادمہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم گویند کہ وی مولاة عمة رسول اللہ صفیہ بنت عبد المطلب بود کہ او را مولاة رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم میگویند واحوال او سابقا در ذکر خدام گذشتہ است ودر روضة الاحباب سلمی وام رافع واقع
شدہ وگویا سلمی مولاة صفیہ بنت عبد المطلب راجد اشمردہ اند غیر سلمی ام رافع وشیخ در اصابہ
میگوید کہ خواندم بخطابی یعقوب الجرمی در مجموعہ ادیبہ کہ نوشتہ بہست آن امراة کہ گفت حمزہ را وقتیکہ با را
از شکار اگر میدیدی تو کہ چہ کرد ابو جہل برادر زادہ تو تا در چشم آمدہ حمزہ ورفت بر ابو جہل فرد سر او را تقوی
تا کشید حال باسلام حمزہ ابن سلمی مولاة صفیہ بنت عبد المطلب بود کہ خدمت می کرد آنحضرت را مادر ذکر
وی در سراری آنحضرت گذشت ام ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشیرین اخت ماریہ
قبطیہ کہ ہر دو را مقوقس ملک سکندریہ فرستادہ بود پس بخشید آن حضرت شیرین را بہ حسان بن ثابت
پس ولید برای او عبد الرحمن بن حسان بن ثابت را ورضوی فی الاصابہ رضوی مولاة رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وگفتہ است ابو موسی ذکر کردہ بہست او را مستغفری دنیا ورد از احوال وی
چیزی وابیمہ فی الاصابہ قال ابو عمر خدمت کرد رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم وحدیث او در اہل
شام است ورایت کردہ بہست حسین بن فقیر کہ گفت ابیمہ مولاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم گفت رضوی
کنا ندیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومیر یختم آب برد ودست وی پس ناگاہ در آمد بر وی مردی
وگفت یا رسول اللہ این می خواہم کہ باہل خود برسم پس وصیت فرمود وگفت شریک مگردان
بخدا چیزی را اگرچہ پارہ پارہ کردہ شوی وسوختہ شوی الحدیث وذبیحہ بالتصغیر والہملة مولاة رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ذکر ہا ابن سعد وسایہ فی الاصابہ سایہ مولاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ بہست
از ان حضرت در لقیطہ وروایت کردہ است از وی طارق بن عبد الرحمن در تاریخ النسائی
وکذا فی الذیل لابی موسی ام ضمیرہ مولاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوجہ ابو ضمیرہ

و بود وی مکاتب پس عاجز آمد از ادای نقول کتابت پس خرید او را رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم و آزاد کرد در روایت کرده است که گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم هر که گوید استغفر اللہ الذی
لا الٰہ الا ہو الحی القیوم و اتوب علیہ آمرزیده شود گناهان را و اگرچه گریخته باشد از زحف و وی والد بسیار
بن زید بن المنذر ست شیخ میگویند که مشهور نیست که روایت کرده است این حدیث را زید بن
بولاست که مولی آنحضرت است چنانکه گذشت انتهی و این ابولبابه غیر آن ابولبابه بن عبد المنذر
است که نام او رفاعه است که خود را بستون مسجد ببسته چنانکه در محل خود مذکور شده است ابو لقیط فی الاصابه
ابو لقیط مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بود بنده حبشی یا کوفی باقی ماند تا زمان عمر رضی اللہ عنہ
و صاحب استیعاب گفته ذکر کرده اند آنرا بعضے از اهل سیر از موالی و من نمی شناسم او را و شیخ میگوید
ذکر کرده است او را محمد بن حبیب در کتاب محبر و گفته است جعفر مستغفری که بود وی که میگرفت
دیوان در خلافت عمر و ابو الیسر بیاء تحتانیه و سین مهمله مفتوحتین صحابی مشهور ذکر او در استیعاب
و جامع الاصول و اصابه و کتب احادیث مذکور اما هیچ کس او را باسم مولی موسوم نداشته و در
استیعاب بعد از ذکر نسب و اسمار آبا و اجداد او گفته انصاری سلمی حاضر شد بدر را بعد از عقبه پس
وی عقبی بدری باشد و وی بود که اسیر کرد عباس را روز بدر و بود مردی کوتاه قامت و گردن
و بزرگ شکم و عباس مردی دراز قامت بیشتر پس فرمود او را رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم لقد اعانک
علیہ ملک الکریم و او بود که کشید رایت مشرکان را روز بدر و بود در دست ابو عزیز بن عمر حاضر شد
صفین را با علی رضی اللہ عنہ و بود در مدینه و مرد در وی سنه خمس و خمسین این لفظ استیعاب است
و همچنین در اصابه گفته اسم و کنیت و نسب وی ذکر کرده ابو الیسر بفتحتین الانصاری اسمه کعب
بن عمرو گفته مشهور باسم و کنیت حاضر شد عقبه را و بدر را و مشاهده را و بخاری گفت مرا و را
صحبت است و حاضر شد بدر را و بود کوتاه گردن بزرگ شکم و مرد بمدینه سنه خمس و خمسین و آخرات
من الصحابه یعنی از بدریان روایت کرد از وی عبادت بن الولید بن عباده بن الصامت و
و حدیث وی دراز است اخرجه مسلم این عبارت اصابه ست و در جامع الاصول در ذکر کنی
گفته ابو الیسر بفتح الیاء و فتح السین المهملة و بالراء کعب بن عمرو الانصاری صحابی مشهور و در
ذکر اسمار گفته ابو الیسر کعب بن عمر الانصاری السلمی شهید العقبة و بدرا و هو الذی کان

از بنی ثعلبه در گذرند که نام موضعی ست پس عون رسید آنحضرت بوادی یافت غلامی را که یسار نام
او ست ابی آخر القصه دیگر یسار از جمله آن کسانی ست که مبسوط کردند از حصن طایف پس مسلمان شد
و آزاد کرد آنحضرت او را اما این را در اصابه بمولی عثمان گفته و ظاهر این باعتبار آنست که آنحضرت آن
غلامان را که فرود آمده بودند هر یکی را بیکی از صحابه سپرده مؤنت آنرا بروی داشته بودند این یسار بعثمان
رضی الله عنه سپرده باشند و آخر همه را اعتاق کردند و فرمودند هم عتقاء الله پس اگر این یسار را بمولی عثمان
گویند هم درست در آید و موالی آنحضرت گویند هم روا باشد و ابو بکره خود را مولی حضرت میداشت و انهم
جماعه را که موالی حضرت گویند صلی الله علیه وسلم صورت دارد و الله اعلم ابو اثیله بمثلثه بر صیغه تصغیر
و بی تصغیر ذکر کرده ست ابن جوزی در ملقح و وصف کرده او را بانکه مولی نبی ست صلی الله علیه وسلم
و اینجا ابو اثیله دیگر ست که نام او وارد شده ست و آورده اند که نام او در جاهلیت ظالم بود پس گفت
او را رسول خدا صلی الله علیه وسلم انت راشد در اشد دو است راشد بن حفص بن عمرو بن
عبد الرحمن بن عوف و راشد بن عبد ربه سلمی در اصابه گفته راشد بن عبد ربه را نام عوف بود آنحضرت
او را راشد نام کرد و هر دو را کنیت ابو اثیله است و ابو اثیله که او را مولی رسول الله صلی الله علیه گفته اند نام ذکر کرده
ذکر کرده شده اینهمه در اصابه و در استیعاب این نام و این کنیت هیچ مذکور نیست ابو البشیر در استیعاب اصابه
یک ابو البشیر از صحابه انصاری ذکر کرده اند که در صلوة نزد طلوع شمس حدیثی دارد و عمر در ازیافته و گفته اند
که غیر از یک ابو البشیر در صحابه نیست اما هیچ از وصف مورد ثیه ذکر نکرده اند و الله اعلم ابو صیفیه فی الاصابه
ابو صیفیه مولی النبی صلی الله علیه وسلم گفت بخاری عداد وی در مهاجرین ست روایت است از
یونس بن عبیده از مادرش گفت دیدم ابا صیفه را که بود مردی از مهاجرین تسبیح میکرد نخسته خرما اخرجه ابن سعد
و از طریقی دیگر از ابی بن کعب ابی صیفه مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم آورده ست که نهاده می شد
پیش وی سنگریزها تسبیح میکرد بوی از عمار شام تا نیم شب از پسین تا وقت شام و در استیعاب نیز آورده
که ابو صیفه مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم بود از مهاجرین تسبیح میکرد بنوی ابو قبیله یافته نشد مگر
ابو قبیله که نام او مزید و اختلاف است که صحابی است یا تابعی و بر تقدیر صحت مولی نیست
و الله اعلم ابو لبابه فی الاصابه ابو لبابه مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم ذکر کرده است
او را محمد بن حبیب در کتاب خود که محبر نام دارد و ذکر کرده است بلاذری که از بنو قریظه است

محاصره کرد طایف را امر کرد منادی را که ندا در دهد هر بنده که فرود آید از حصن و بیرون آید بسوی ما پس او
آزاد پس بیرون آمدند ده و آمد عبید که یکی از ایشان نفیع بود و نزد مغلطای فرود آمد به نسبت سر بنده
و اعتاق کرد و آنحضرت هر که نزول کرد و بسپرد یکی را از ایشان بمردی از مسلمانان که موت وی بر دے
باشد پس مشورت آمد بر اهل طایف چون فرود آمدند طایفه از اهل طایف و اسلام آوردند طلب کردند از
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم که رد کند بر ایشان عبید ایشان را پس گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
هم عتقاء اللہ و اینحکایت سابقا در غزوهٔ طایف گذشته است و این موید است مر آن قول را که ابوبکر
عبید حارث بود و اگر نه بود هم وی خود را مولی آنحضرت میخواند و می گفت بمسلمانان من برادر دینی شما ام
و من مولی رسول خدا ام و اگر آباء دارید از ان و می خواهید که نسب کنید مرا من نفیع بن مسروح و بود
وی رضی اللہ عنہ از فضلای صحابه و غبار ایشان نزول کرد ببصره و مر او را اولاد شد در بصره اکابر و
اشراف و گفته است حسن بصری رضی اللہ عنہ که نزول کرد ببصره از صحابه افضل از عمران بن حصین
و ابی بکره و وی گوشه گرفت روز جمل و میل نکرد به هیچ جانب و قتال نکرد هیچ فریق وفات
یافت ابوبکره در بصره سنه تسع و اربعین و بقولے گفته اند احدے یا اثنین و خمسین و وصیت
کرد که نماز کرد بر وی ابو برده اسلمے رضے اللہ عنہ و سر مزا ابو کیسان در اصابه گفته کیسان
مولی النبی صلے اللہ علیہ وسلم و یقال له مزا یضا فی الاستیعاب کیسان مولی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم و یقال اسمه سر مز و کنیت کرده نمیشود ابا کیسان اختلاف کرده شده است فضل کیسان و قیل
طهمان و قیل و کوان همه اینها در حدیث تحریم صدقه است به پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم در آن فتح و او و سکون
را فی الاصابه در آن مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کرده است ابو نعیم در صحابه اخراج کرده
است از عکرمه عن ابن عباس گفت افتاد مولی نبی صلی اللہ علیہ وسلم از شاخ خرما و مرد پس گفت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنگرید رویرا از زمین وی و بدهید او را میراث او را پس یافتند مر ویرا دو لوند او را
میراث دادی و لیسار لیسار سابقا متصل بریاح ذکر یافته است که راعی اهل آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم
و غنمهون او را کشتند و آنحضرت قصاص لیسار را ازین اشتیاق گرفت و رباح را بجای او گذاشت و اینجا لیسار
مذکور است اما مکرر واقع شده با لیسار دیگر هست و لیسار لیسار ذکر کرده اند گمان میشود که بعضی از ایشان نیز
از موالی شریف باشد یکی لیسار حبشی راعی ست که چون رسید بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم که خرمنی [illegible]

مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسیکہ کشف کند عورات امراۃ را واجب
میگردد بروی مہر او یعنی مہر مدخول واجب میگردد و وجہ مولی گفتن ظاہر نشد مگر آنکہ چون مجوسی بود در بند افتادہ باشد
پس آنحضرت آزاد کردہ باشد واللہ اعلم و محول این اسم یافتہ نشد در ین کتب و آنکہ مشہور است کہ محول شامی از
تابعین و نافع ابو السایب فی الاستیعاب نافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ است از آنحضرت
کہ در نمی آید بہشت را کبیر کنندہ سر نا کنندہ و منت نہندہ بہ عمال خود روی عنہ خالد بن امیہ یا ابو السائب
کہ در روضۃ الاحباب بیان نافع بدان کردہ یافتہ نشد نعم ابو السائب کنیت چند کسی از صحابہ ہست غیر
نافع ابو السائب غلام غیلان بود پس اسلام آورد پیش از آنکہ بداند غیلان پس آزاد کرد او را رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم بعد ازان ایمان آورد غیلان پس وکرد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم او را السوے
غیلان و شاید کہ او را بہ یمن جہت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم او را اعتاق کرد و مولی آنحضرت گفتہ باشد اما لازم
نیاید ازین کہ این کنیت نافع باشد و از عبارت روضۃ الاحباب اینچنین معلوم میگردد و منیر نبون موحدہ در صیغہ
تصغیر بعضے و بزن عظیم گفتہ اند ابن عبد البر در استیعاب گفت نمی شناسم من لج را زیادہ بر آنکہ بعضے بر ایشان وی گزارد
اند او را در موالی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و گفتہ کہ خرید او را آنحضرت و آزاد کرد او را و او را صابہ از صاحب الجواہر نقل
کردہ کہ گفت بود وی از موالی بن سرات نہیک بنون و ہاء بر وزن شریک فی الاصابۃ نہیک بن الاسود مولی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در حدیث عائشہ آمدہ کہ گفت چون اغما کردہ شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مرض
موت و التیاد ابو بکر در نماز پس با فاقت آمد و خواست کہ بیرون آید بسوی مسجد شریف گرفت او را غلام سیاہی
کہ مار ابو دان کلام اصابہ مفہوم میشود کہ مراد آن بندہ سیاہ یمن نہیک بن الاسود ست و اللہ اعلم نفیع نبون و فاء
بصیغۂ تصغیر ابو بکرہ بفتح باء و سکون کاف در آخر اسمی نفیع بن اسارت بن کلدہ بفتحات و دال مہملہ و تقفی
و بعضے نفیع بن مسروح بفتح میم و سکون سین مہملہ و ضم راء و جاء مہملہ و بعضی اسم او مسرح بن کلدہ و بعضی گفتہ اند
بلکہ غلام حارث بن کلدہ ثقفی پس بسر گرفت او را و مادر ابی بکرہ سمیہ امۃ حارث بود وے مادر زیاد
بن ابی سفیان بود کہ زنا کردہ بود بوی در جاہلیت و غالب آمد بروی کنیت او بکنیہ کرد او را رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم زیرا کہ فرود آمد رخت خود را در طائف بکنیۂ ابو بکرہ خرج جاہ را گویند کہ در وقتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
قطع طائف را مخصر داشت ابن نفیع اسلام آورد شوق لقای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود در خرج جاہ کہ
پایان انداخت پس آنحضرت او را ابو بکرہ کنیت کرد پس مشہور شد باین کنیت و آوردہ اند کہ آنحضرت چون

سواده از عبد اللہ بن سلم کہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول خدا فرمود و مر جعفر بن ابی طالب را شبیہ خلقی و حلقی و غیلان بہ فتح المعجمہ و سکون التحتانیۃ فی الاصابہ غیلان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کردہ است اورا ابن سکن و گفتہ روایت کردہ شدہ است ازوی یک حدیث کہ تخریج کردہ اند اورا اہل رفتہ گفت برون می آید و حال در حالتی کہ میخواند مردم را بسوی عدل و حق در انچہ می بینید پس باقی نمیماند و نہ کافر مگر آنکہ اتباع میکند اورا و ایشان نمی شناسند اورا پس ناگاہ ظاہر میگردد میان دو چشم او کافر پس میخواند اورا ہر مومن پس نزد ظہور آن بمفارقت میکنند مومنان و اتباع میکنند کافران و فضالہ بہ فتح فا مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از اہل یمن نقل کردہ است جعفر مستغفری کہ نزول کرد شام را و ابو بکر بن محمد بن خرم ذکر کردہ است اورا در موالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر کردہ است محمد بن سعد از واقدی و گفت نزول کرد شام را و اولاد در دست ہمین قدر معلوم است از احوال وی و تقریبون وفا بر صیغہ تصغیر و نفر مذکور است یکی در استیعاب نقیر بن المفلس بن نقر الحضرمی و یقال نقیر بن مالک بن عامر الحضرمی گفتہ و والد حسبر بن نقیر کنیت کردہ مشیود بانی خیبر معدود است در شامیین روایت کردہ است لبسر وی صبر بن نقیر احادیث کہ بعضی ازان در وصف وضوست و بعضی در صف رجال دیگر در اصابہ نقیر بن مجیب تمامی شامی است گفتہ میشود کہ مر او را صحبت ست این در نفر است اما گفتہ اند کہ ایشان از موالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ اعلم و کریبہ نیز بصیغہ تصغیر در اصابہ گفتہ کریب مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کردہ است او را عبدان مروزی در صحابہ و شیخ گفتہ این خطاست ناشی از تصحیف و وی حربست بجا مہملہ ابو سلمہ راعی محمد بن عبد الرحمن و محمد دیگر و گویند کہ نام او ناہیہ بود و پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نام او را تغیر داد بہ محمد در استیعاب و اصابہ محمد بسیار ذکر کردہ منسوب و یکی محمد بغیر منسوب نیز ذکر کردہ اند و او را گفتہ محمد مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر کردہ است او را حاکم در تاریخ نیشاپور و کسانی کہ قدوم آوردہ خراسان را و از پسران او روایت آوردہ کہ گفت بود نام پدر من ناہیہ و بود مجوسی پس شنید ذکر خدا را صلی اللہ علیہ وسلم و بگشت او را پس بیرون آمد بہ نجات و قدوم آورد بہ مدینہ مطہرہ پس مسلمان شد و نام کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم او را محمد پس رجوع کرد پیدا از خود مسلمان و بود کہ گفتہ می شد او را مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بود منزل او در مرو آوردہ است آنرا ابو موسی از طریق حاکم و دیگر محمد بن عبد الرحمن ذکر کردہ و گفتہ محمد بن عبد الرحمن مولی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ذکر کردہ اند او را اسبطین و عبدان مروزی ماوردی در صحابہ بروایت است کہ گفت محمد بن عبد الرحمن

بیت المقدس او روایت کرده شده است ازوی که گفت آمدم رسول خدا را صلے اللہ علیہ وسلم و
شکایت کردم نطق قرآن او شاق بودن وی بر من پس فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار کرده نشود
بر تو چیزی که طاقت نداری آنرا ولازم گیر بر خود سجود را و بود ابو ریحانه که بسیار میکرد سجود را و آورده اند که
سوار شد ابو ریحانه کشتی را و بود در بار او بادی مصحف که یاد میکرد آنرا و بود باوی سوزنی پس افتاد
سوزن او در دریا پس گفت سوگند میخورم خدایا بر تو که روکنی بر من سوزن مرا پس ظاهر شد سوزن
از دریا و گرفته آنرا و در اصابه احوال دیگر ذکر کرده و کنیت او ابو ریحانه گفته و لیکن این نگفت که وی والد ریحانه
است که سیریت آنحضرت بود و خود چون باشد که ابو ریحانه انصاری بود یا ازدی و قرشی این مگر بر قول نمودن
شمعون ابو ریحانه مولی آنحضرت باشد و در ذکر سراری آنحضرت گذشت که ریحانه بنت زید بن عمرو بعضی گفته
اند بنت شمعون از سبایای بنی النضیر یا بنی قریظه بود و وطی کرد او را آنحضرت بملک یمین و بعضے گفته اند
آزاد کرد و تزوج نمود و ظاهر نمیشود که همین کانه ریحانه از سبایا بود یا پدرش نیز چون وصف کرده اند شمعون
بقرظی ظاهر آنست که وی از سبایای بنی قریظه بود و الله اعلم بالصواب و ضمیره ضاد معجمه صیغه تصغیر بن ابی
ضمیره فی الاستیعاب ضمیره بن ابی ضمیره مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم ابو ضمیره را و ابن او را
ضمیره صحبت است و وی جد حسین بن عبد الملک بن ضمیره است عد کرده میشود در اهل مدینه روایت
کرده است ابن ابی ذهب از حسین بن عبد الملک بن ضمیره که رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم گذشت
نام ضمیره که کرده میکرد پس فرمود آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم چه چیز در گریه آورده است ترا آیا گرسنه ای
پس گفت یا رسول الله تفریق کرده شد میان من و میان پسر من پس فرمود رسول خدا صلے اللہ
علیه وسلم تفریق کرده نشود میان والده و ولد وی پس فرستاد آنحضرت کسی را پیش کسی که ضمیره
نزد وی بود پس خرید او را از وی بیک شتر جوانه و آورده اند که نوشت آنحضرت کتابی برای ضمیره بن ابی
ضمیره که ایشان اهل بیت از عرب بعد از جلیس انچه فی وکرده خدا تعالی بر رسول خود بهتر خبر کرد ضمیره را و
دوست دارد که لاحق گردد بقوم خود پس آزاد کرد ایشان را رسول خدا بهتر اختیار کرد ابو ضمیره خدا و رسول
خدا را پس تعرض نکنند ایشان را هیچ یکی گمان بخیر و برکت البته ملاقات کند از مسلمانان باید که وصیت کند
بایشان خیر را کتبه ابی بن کعب و عن بنی اسلم فی الاصابه عبید الله بن اسلم الهاشمی مولی رسول الله صلے الله
علیه وسلم ذکر کرده است او را بغوی غیری و در صحابه و روایت کرده است احمد و غیر وی از طریق ابن بجه از پدر

نون در استیعاب آورده که سند رمولی زرناع بکسر زاء وسکون جزامی بود مراورا صحبت است وحدیث
وی نزد عمر دبن شعیب عن ابیه عن جده است روزی ابن سند ربوسی کرد مرداهی راکه زرناع داشت
پس حصی کوزرناع اورا وجدع نمود پس آمد سند رنزد آنحضرت وداد خوانجی پس فرستاد آنحضرت کسی را
برزرناع وگفت کسیکه شکایت کرده شد یا سوخته شد بآتش وی نزد خداست پس آمد زرناع وگفت یارسول
این مولی تست اعتاق کن اورا راضی گردان اورا ازمن وگفت آنحضرت بسند روصیت میکنم
هر مسلمانرا که نیکی کند بتو چون وفات یافت رسول خدا آمد سند رنزد عمر رضی الله عنه وگفت نگاهدار وحق
من وصیت رسول خدا را صلی الله علیه وسلم پس گفت مراورا عمر رضی الله عنه اگر میخواهی که قائم
کنی نزد ما اجرا کنم بر تو والا نظر کن در هر موضعی که خوش آید ترا نبو سیم برای تو پس اختیار کرد سند ر
مصر را ونوشت عمر بسوی عمرو بن العاص که حاکم مصر بود بحفظ وصیت رسول خدا در وی وچون
قدوم آورد سند بر عمرو بن العاص قطاع کرد برای وی زمین فراخ را وسرای را وزنده بود سند رمیخورد
آن زمین را وی بود دران وچون بمرد داخل بیت المال شد وذکر کرده است این عفی در تاریخ
خود که بود زرناع مالک اموال ازرقیق وغیره بود جاهل ممکر ومعمر شد تا زمن عبد الملک بن مروان ودر
اصابه گفته زرناع بن سلامه وقیل ابن روح بن سلامه وذکر کرد مثل انچه در استیعاب گفته باز در
احیهاو شمعون فی الاستیعاب شمعون بن زید بن حشامه القرشی از بنی قریظه بود ابو ریحانه خلیف الانصار
وبعضی گفته اند مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم گویند که وی والد ریحانه است سریه رسول الله
مشهور است بکنیت مراورا صحبت وسماع وروایت است وبود وی رضی الله عنه از فضلاء زمان او
ونزول کرد شام را وروایت کرده اند ازوی شامیان ودر کاشف گفته که بود وی رضی الله عنه در رفع
وقصه میکرد ومغازی را واز تهذیب نوشته که بعضی شمعون بغین معجمه نیز گفته اند ودر اصابه گفته شمعون
بمعجمتین مهملتین نیز وبمعجمه ومهمله نیز گفته اند ابو ریحانه مشهور بکنیت ازلاروی بعضی انصاری گفته
وقرشی نیز گفته اند وابن عساکر گفته الاول اصح شیخ میگوید انصار همه ازواند وتواند که در خلف بعضی
از قریش در آمده باشد پس جمع میشود اقوال نزول کرد شام را وحدیث وی در مقربین است وذکر
کرده است ابو الحسین بازی از شیوخ مقتین خود که وی اول کسی ست که نزول کرد در دمشق در سرای
که ساکن بود ند در وی اولاد وی مراورا صحبت است وروایت کرده است پنج حدیث وسکونت کرده

عمر رضی اللہ عنہ مردم را بیرون برایند تا تلقی کنیم سلمان را بہ پیش وی بیرون رویم مرد لیست
از سلمان کہ گفت بودم در اہل خود بر امہر خرکہ آمد و شد میکرد بسوی معلمان کتاب بود در راہ راہی
پس بودم من چون میگذشتم بروی می نشستم نزد وی پس خبر میداد مرا از اخبار سموات و ارض
و مانند آن تا پرواشدم از مکتب و لازم گرفتم صحبت راہب را و خبر داد معلم کسان مرا کہ این
راہب تباہ گردانیدہ است پسر شما را پس بیرون کردند او را از شہر و پنہان شدم از ایشان
و بیرون می آمدم با راہب القصہ بطولہا تا در آمدیم بیت المقدس را ناگاہ سایلی جامی مانده
سوال کرد چیزی را از وی و ندانستم کہ چہ گفت پس راہب گفت دوست میداری کہ با استاد
شوی گفت نعم پس دعا کرد آن راہب و برخاست آن سایل و عافیت یافت پس
رفت راہب و خواستم کہ متابعت کنم او را بروم آنجا کہ وی رفت پس سہو کردم برایدم
در طلب وی پس ملاقات کردم سوائر را از انصار و پرسیدم از ایشان خبر راہب را و گفتم
آیا دیدی مردی را چنین و چنین گفتند این غلامی ست لائق نگہ پدا و را پس رویف ساخت
مرا یکے از ایشان خلف خود تا آمدند بمدینہ پس گذاشتند مرا در خدمت بستانی تا عمل میکردم
حوض را و قوت خود می ساختم و بہ تحقیق خبر داده بود راہب مرا بہ خروج پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
درین مقام و نشان داده بود بعلامات نبوت وی و وصیت کرده بود کہ چون دریابی او را تصدیق
کن او را و ایمان بیار بوی پس یافتم نشانہا را و ایمان آوردم بر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
مسلمان عبرت و تذکرہ است مر طالبان حق و سالکان طریق را تا از ہمہ جدا نشوند و در صحبت
مردی نیفتند روی مقصود نہ بینند ۵ روزان شبان نگردد مردان میگردد ۵ مردی گر روی چو گردی
گردی ۵ ہر کس کہ طلبگار شده در بدر افتاد و گفتہ اند کہ ہر کرا این دولت در پیش نہاده اند بابر دے
را بر سر وی می آرند یا او را بر در مردی ببرند و آنرا کہ نہاده اند در راہ او را چہ درمان است نمود باللہ من الخذلان
والخذلان و در اصحاب کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو قسم موجود ست ہر جمعی آنحضرت را آوردند و جمعی
دیگر را بر دردی فرستادند ہر دو طائفہ را نفسہا از معاونت ارزانی داشتند رضی اللہ عن اصحاب
رسول اللہ اجمعین و التابعین لہم باحسان و تبع التابعین اجمعین ہداۃ طریق الحق و محی علوم الدین
و صدر علی محمد سید الکل و استاد الوجود و الہادی الی طریق الحق و الیقین کہ سند رفتح سین و سکون

و در آمد در دینها مختلف و فروخته شد در جاهای متعدد تا آخر بدست یهود مدینه افتاد و ایشان خرید
آنحضرت او را و آزاد کرد و در عمر وی اقوال است بقولے سه صد و شصت عمر داشت
و اکثر بر دویست و پنجاه اند و بعضے گویند عیسے علیه السلام را دریافته و الله اعلم اول مشاهد وے
خندق است و خندق برای وی تدبیر و مشاورت وی ساخته شد چنانکه گذشت و نزاع کردند
در وی در روز حفر خندق مهاجران گفتند سلمان از ما باشد و ما کار کنند و انصار گفتند از ما باشد
پس فرمود آنحضرت سلمان منا اهل البیت و بود مردی قوی هیکل و تنها در جثه و وی از مخلصان
و محبوبان و سابقان درگاه است که ناخوانده بدرگاه رسید سیوطی در جمع الجوامع می آرد
که فرمود رسول خدا صلے الله علیه وسلم السباق اربعة السابق العرب و سلمان سابق الفرس
و بلال سابق الحبشة و صهیب سابق الروم رضی الله عنهم و وی یکی از انهاست که مشتاق است بایشان بهشت
علی و عمار سلمان و ابی گردانید او را عمر بن الخطاب بر مداین که شهر نوشیروان و بنا کرده او بود
و میخورد وی از کسب دست خود و تصدق می کرد بعطایا و وظائف خود و دوست میداشت فقرا را
می بود در اهل صفه و بود مر او را عبائی که آنرا می پوشید و همانرا افراش مینمود و خواب میکرد بر
دیوار درخت نه خانه داشت و نه جای باش دوستی از دوستان وی خواست که برائے
وی خانه بسازد گفت خانه بسان که در وقت برخاستن سر بر سقف نخورد و عرض همان مقدار که پای دراز کند
و بچهل و دو سنه خمس و ستین و ثلثین در آخر زمن عثمان و بعضے گویند در زمن عمر و الله
اکثر روایت می کند از وی ابو هریره و انس بن مالک و ابو عثمان نهدی و وی
به مقتضای خوش طبعان که در عجمان میباشد گاهے با ابو هریره مزاحی و مطایبه میکرد
پس منع کرد آن حضرت صلے الله علیه وسلم او را ازان و تقویت و تائید کرد ابو هریره
را آورده اند که میان او و سعد بن ابی وقاص چیزے در میان آمد پس گفت سعد شخصی
که بیان کن نسب خود را و بدیگری نیز گفت تا رسید نوبت بسلمان گفت برائے
خود پدری در اسلام نمیدانم پدر من اسلام ست و من سلمان الاسلام و میگفت عمر بن الخطاب
رضی الله عنه میدانند قریش که خطاب عزناس بود در جاهلیت و من عمر بن الاسلام م ترا
در سلمان بن الاسلام در روایت کرده شده است که سلمان قدادم آورد به عمر پس گفت

ومولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او را حدیث است نزد ابی داؤد و ترمذی از حفید وی ہلال
بن یسار بن زید و گفت حدثنی ابی عن جدی و مراد او را آنحضرت در بند در عروہ پس آزاد کرد او را
بر طا آنحضرت مثل زید بن حارثہ و سعید بن زید صحابی مشہور زوج اخت عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ یکی از عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین قرشی ست از کفار سابقین باسلام کہ بود
اسلام عمر در بیت وی پس آنکہ از موالی ست و یگر خواہد بود و آنچہ در اصابہ گفتہ است
آنست کہ سعید مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل اسمہ مہران و قیل طہمان و قیل
رومان و قیل احمر و قیل ریاح تابعیست و یک قول در نام وی ذکر کردہ و گفتہ کہ اصل وے
فارس است پس خرید او را و آزاد کرد ام سلمہ و شرط کرد کہ در خدمت آنحضرت باشد صلی اللہ
علیہ وسلم و بہ تحقیق روایت کردہ است از حضرت و از ام سلمہ و از علی مرتضی و روایت
کردہ اند از وی پسر وی عبد الرحمن عمر و سالم بن عبد اللہ بن عمر و غیر ہم و گفت حماد بن سلمہ
از سعید کہ گفت بودم با پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم در سفری پس بودند بعضے از قوم چون عاجز
می آمدند از برداشتن بار خود می انداختند بر من تا بر داشتم من ازان چیزی بسیار پس
فرمود آنحضرت ما انت الا سفینۃ و این حکایت سفینہ مولے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
و در نام وی نیز اقوال کردہ اند بن سعید نیز نام او ست یا دیگر است و گمان چنان راہ می یابد
کہ در اسامی موالی تکراری واقع ست اما ذوات ہم متعدد اند یا ذوات ہر نامی را ذات
جدا خیال کردہ اند و اللہ اعلم بالصواب سعید بن کندیر او ذکری نیافتم جز آنکہ در اسنیات
سعد آوردہ بی سبب و گفت سعد مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روی عنہ ابو عثمان
الہندی و لفظ کندیر نیز مشخص نشد جز آنکہ در قاموس گفتہ است کہ کندیر بالکسر الحمار الغلیظ
اسم یقال انہ لذو کندیرہ دو غلظ و صحابہ سلمان فارسی مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم از انجا صحابہ وافر از عباد اللہ است او را اگر می پرسید کہ پدر تو کیست و نسب تو
چیست گفتی نسب من در اسلام پدر من اسلام و نام سلمان بن الاسلام اصل مسلمان از فارس را بہر
است و بعضے گفتہ اند از صفہان و وی از قومی بود کہ می پرستید اسپان ابلق را بر آید
در طلب دین و عمر بگذشت تا مشاہدہ کرد جمال سید المرسلین را و مسلمان شد

از امیر سید یا مراد رفع خواطر است که در شنیدن غناء راه می یابد چنانکه میگویند انصار قبیله الزنا کذا فی المواهب و گفت انس که بود برادر بن مالک که حدی میکرد مردان را و انجشه حدی میکرد برای زنان و در استیعاب آورده که اسم غلام سیاه بود میراند و میکشید نساء مطهرات را در سال حجة الوداع و حدی میگفت و بود حسن الحداء و شتران نیز میشتابند در حرکت بحدا روی فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم رویدا یا انجشة رفقا بالقواریر یعنی النساء و در اصابه آورده که واقع شده است در حدیث وائلة بن الاسقع که انجشه از قحشان بود در عهد رسول خدا و نعت کرده است وی را صلی الله علیه وسلم قحشان را و گفته که بیرون آرید ایشانرا از خانهای خود پس بیرون آورد علی حبشه را و بیرون آورد عمر خلانرا رضی الله عنهما و با ذام بیای موحده و ذال معجمه بلفظ میوه مشهور و در استیعاب ذکروی واقع نشده و در اصابه گفته باذام مولی النبی صلی الله علیه وسلم ذکر کرده است او را بغوی در موالی نبی صلی الله علیه وسلم و تسمیت کرده است او را ابن عاکر و حاتم ذکر وی درین کتاب یافته نشد و در اصابه گفته است حاتم غیر منسوب در رفع یافته اند آنرا کذا بان پس روایت کرده است ابو اسحق سلمی و ابو موسی که وی شنید نفر بن سفیان بن احمد بن نصیر را که می گفت شنیدم حاتم که می گفت خرید مرا پیغمبر صلے الله علیه وسلم بهزده دینار و آزاد کرد پس بودم با وی چهل سال گفت سلمی بود و نضر که گفت آمد بردی یعنی بر حاتم صد و شصت و پنج سال شیخ میگوید پس بزعم وی باشد حاتم که زندگانی کرده باشد تا این زمان و این محال است این حکایت خالی از غرابتی نیست مضمونش هم ظاهر نیست و هم چنین در اصابه ذکر کرده است و بدر بلفظ ماه تمام ابو عبید الله مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم همین مقدار یافتم ذکر وی ورد و نفع فی الاستیعاب رویفع مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم لا اعلم له روایة و در اصابه گفته رویفع مولی النبی صلی الله علیه وسلم ذکر کرده است او را ابو احمد عسکری در موالی نبی صلی الله علیه وسلم و گفته است که آمد رویفع نزد عمرو بن رویفع عبد العزیز پس پیش افتاد او را عقب حکایت کرده است آنرا ابن عساکر و گفت نمیدانم هیچ کسی را که ذکر کرده او را و گفت ابو عمر نمیدانم او را روایت است و زید بن اولی بفتح یا بر وزن شکری ظاهر عبارت روضة الاخبار آنست که این زید بن بولا غیر زید جد هلال بن یسار است و از کتب اسماء الرجال معلوم میشود که این همه زید جد هلال بن یسار است چنانکه گذشت و در اصابه گفته زید بن بولا بفتح الموحدة

که در اسم ابو رافع کرده اند نیز ذکر کرده و گفته که اشهر اسلم است و گفته که وی غلام عباس بن عبد المطلب بود
که بحضرت بخشیده و حضرت او را در وقت بشارت آوردن وی بایمان عباس اعتاق نموده و باز ابو رافع
دیگر آورده مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم غیر قبطی و گفته که بود ابو رافع عبد مرای اصحه بضم همزه و فتح
حائین مهملتین بینهما بالخانیة سعد بن العاص بن امیه را پس آزاد کرد عذ پسران او که هشت بودند با حصهای
خود را همه مگر خالد بن سعید بن العاص پس خرید آنحضرت حصه او را و آنا بخشید وی حصه خود را بحضرت
و آزاد کرد حضرت او را پس می گفت ابن ابو رافع که من مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم و این
قصه ابی احیحه را ابن عبد البر و را ابو رافع مشهور آورده بطریق بیان اختلاف در انکه مولی عباس
بود یا مولی سعید بن العاص شیخ ابن حجر در اصابه تخطیه و تغلیظ ابن عبد البر کرده که ابن ابو رافع قبطی
باشد بلکه این غیر اوست پس ظاهر شد که دو ابو رافع و اسلم هم متعدد اند و لیکن اسم در قول اصح
نام ابو رافع قبطی است و این معلوم نشد که اسلم نام ابو رافع دیگر هم هست یا نه و نیز معلوم شد که
رافع بی لفظ کنیت هم موسی است و ظاهر آن، همان است که سابقا مذکور شد
ابو البهی رافع اما اسلم مولی عمر رضی الله عنه هم نیست که در سفرها ملازم آنحضرت بود صلی الله علیه
وسلم بر هر تقدیر اسلم بن عبید که در روضة الاحباب گفته معلوم نشد و افلح در استیعاب گفته افلح
مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم مذکور فی موالیه و در اصابه همچنین گفته و گفته قاله ابو عمر و گفته تردد
کرده است یوسف ابن خالد از سالم بن بشیر که شنیده حنفی یکی را که میگفت شنیدم افلح مولی
رسول الله صلی الله علیه وسلم را که شنیدم رسول خدا صلی الله علیه وسلم میفرمود می ترسم بر
خود بعد ازین سه خصلت را ضلالت اهوا و اتباع شهوات را و گفت فراموش کردم ثالثه را
انتهی و روایت کرده است حکیم ترمذی در نوادر خود از انیوجه و گفت ثالث عجب است و در روایت
ابن شاهین آمده که ثالث غفلت ست بعد معرفت و انجشه بفتح همزه و سکون نون و فتح جیم و شین
معجمه غلام سیاه بود حادی رسول الله صلی الله علیه وسلم و بغایت خوش آواز بود و اوست که
فرمود آنحضرت مر او را رویدک بالخشبة رفقا بالقوارير و در روایتی لا تکسر القوارير و در روایتی رویدک
اسیو فک بالقوارير یعنی اشتر و ساکن و نرم بران شتران را آهسته کو حدا را از جهت نرمی کردن شیشها و
شکستن آنها را و مراد بشیشها زنان اند و نرم کردن و شکستن بشتاب آسودگی است که در تیز راندن شتر

آنحضرت را بر دوچشم خود دو ادال کثیره بعضی سی صد دینار گفته اند در اصابه نیز مثل این آورده و گفته ابو ضمیره حمری والد ضمیره و گفته ابن ابو ضمیره غیر ابی مولی علی ست و در آخر حکایت مهدی نوشته که چون حسین بن عبد الله آن مبلغ را که مهدی بوی انعام کرده بود می آورد در راه دزدان بروی ریختند و اموال را از ایشان گرفتند ایشان کتاب حضرت را بدزدان اعلام نمودند پس خواندند کتاب را و زر ها که گرفته بود باز پس دادند و تعرض نمودند حسین ابن اسم سابقا در ذکر خادمان آنحضرت از مواهب لدنیه که او را در خادمان ذکر کرده است نوشته شده است حاجت باعاده ندارد و ابو عسیب بعین و سین مهملتین بر وزن غریب و نام او احمر یا مره و در استیعاب گفته که ابو عسیب مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم مرا در اصحت است و روایت است اسناد کرده است از پیغمبر صلی الله علیه وسلم در حدیث یکی در حمی دیگری در طاعون و قاسم ابن حمزه گفت ندیدم ابو عسیب خادم رسول الله صلی الله علیه وسلم که خضاب میکرد راس و لحیه خود را و میگویند اسم ابو عسیب احمر است و در اصابه گفته که ابو عسیب مولی رسول الله مشهور است بکنیت و اسم او احمر است روایت کرده شده است از وی حدیث در تحافی در سجود و ابی داود و ابن ماجه و احمد و طحاوی از طریق حسن بصری آورده اند که گفت حدثنی احمر مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم و ابو عبید ذکر عبید در استیعاب در ذکر خادمان بهمین عبارت که ابو عبید مولی رسول الله در استیعاب و اصابه بهمین عنوان مذکور ست و احوال او نیز سابقا مذکور شد در روضة الاحباب ابو عبید را و موالی ذکر کرده و این دو صفت منافات ندارد بیکدیگر نعم خادم عام تر است از مولی و اسلم بن عبید گذ افی روضة الاحباب بدانکه اسم اسلم ابی رافع مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم با اختلافی که در نام او ست چنانکه گذشت اصح و اشهر آنست که نام او اسلم است و ذکر ابو رافع در روحه وی سلمی که وی را ابو رافع گویند سابقا گذشت و این اسم که در روضة الاحباب اسلم بن عبید گفته است باید که غیر اسلم باشد که ابو رافع است و در اصابه بعد از ذکر اسلم ذکر کرده و خادمه رسول الله صلی الله علیه وسلم و از ابن مندر نقل کرده که گفت روایت کرده ست اسحق بن سلیمان از سعد بن عبد الرحمن مدتی که بود ند رافع و اسلم دو خادم رسول الله صلی الله علیه وسلم و دیگر آورده و گفته که ابن اسم ابی رافع ست مولی النبی صلی الله علیه وسلم و وی بکنیت خود اشهر ست و در اسم وی اختلاف است و ازان کسانی که جزم کرده اند که اسم وی اسلم ست و در ذکر کنیت ابو رشد قبطی ذکر کرده و گفته مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم و اختلافی

مفارقت نمی توانم کرد فرمود پس تمتع گیر از وی پس این لفظ روایت کرد ابن عبد البر در استیعاب و ازوی معلوم میشود که سایل همین هشام ست و در کفایه آورده و ابو الزبیر از هشام مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم روایت کرده است که گفت آمد مردی نزد آنحضرت و گفت یا رسول الله زن وی رد نمی کند دست لامس را الحدیث و در سر دو طریق فاستمتع بهاست و این حدیث را در مشکات نیز آورده از ابن عباس بروایت ابی داؤد و نسائی همچنین آورده که گفت ابن عباس رضی الله عنهما که آمد مردی به سوی پیغمبر صلے الله علیه وسلم پس گفت او را زنی ست که رد نمیکند دست لامسی را پس فرمود آنحضرت طلاقش ده او را گفت بدرستی من محبت دارم بوی فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم پس نگاهدار او را و در نظر فاستمتع نیست و گفته اند معنی آنست که نگاه دار دلازم گیر و آگاه باش که فحش نکند در زنا نمیفتد بگوید صاحب مشکوة که نسائی گفته است که رفع کرده اند این حدیث را بعضے رواة و بعضی نکرده اند و این حدیث صحیح و ثابت نیست و الله اعلم و بعضی شراح گفته اند که مراد آنست که رد نمیکند دست سایل را و هر که میخواهد اموال مرا میگیرد و وی منع نمی کند و این معنی خلاف ظاهر عبارت ست گفتم من و بخدا توفیق که آنحضرت این کلام را بطریق غضب فرموده و مراد آنحضرت زجر و تشدید و رد و انکار بران مرد است یعنی شکایت میکنی از شناعت حال وی طلاق وی هم میدهی چه میخواهی نگاه میداری بر و نگاه دار تو دانی و این شناعت و مقصود حقیقت امر نیست بلکه تشدد بر وی فافهم و الله اعلم ابو ضمیره بضم ضاد معجمه و فتح میم و سکون یاء سعد نام دارد و بعضی گویند نام او روح به فتح راء ابن سنبه به فتح سین و سکون نون و فتح دال مهمله او را ابن شیزا و ضمیری بود و این چنین ذکر کرده است در روضة الاحباب همین مقدار گفته و در استیعاب می آرد ابو ضمیره مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم بود او را می که خدا تعالی بر آنحضرت حلال کرده بعضی گفته اند که اسم ابی ضمیره سعد حمری ست گفته است این را بخاری ازال ذمی بزن و همچنین گفته ابو حاتم لیکن گفته سعید ضمری و بعضی گفته اند اسم ابی ضمیره روح بن سندر و بعضی زوج بن شیزا و اول اصح است انشاء الله تعالی و وی جد حسین بن عبد الله بن ضمیره بن ابی ضمیره مخرج حدیث وی از ولد وی عداد او و عداد ولد او در اهل مدینه است بود از عرب پس آزاد کرد او را رسول خدا صلے الله علیه وسلم و نوشت برای وی کتابی وصیت کرد و این کتاب بدست اولاد اوست و قدوم آورد حسین بن عبد الله بن ضمیره کتاب رسول الله صلی الله علیه وسلم در انصار ابی ضمیره نوشته بود بر مهدی پس مهدی و مهدی کتاب

بموحده مضمومه و سکون واو و در آخر راء مهمله و این آن خصی ست که خویش ماریه قبطی ام ولد رسول الله
صلی الله علیه وسلم که اهدا نمود او را مقوقس همراه ماریه چنانکه گذشت و سابقاً گذشت که شخصے را متهم ساختند بماریه پس فرمود
آنحضرت بعلی رضی الله عنه که بکشد او را چون رسید علی مرتضی بوی و دریافت که خصی ست و حقیقت
آنحضرت را عرض کرد و گفت صاحب اصابه که روایت کرد ابن مسلم و تسمیه کرد او را ابو بکر بن حفص بن
او مصعب زبیری مابور و روایت کرده است ابن عبد الحکم در فتوح مصر بسند وی از عبد الله بن
عمر و گفت در آمد رسول خدا روزی بر قبطیه ام ابراهیم پس یافت نزد وی خویش او را که قدوم آورده
بود با وی و بود وی که بسیار می در آمد بر ماریه پس افتاد در نفس شریف آنحضرت صلی الله علیه وسلم
از وی چیزی پس برگشت آنحضرت و ملاقات کرد او را عمر پس دریافت آن را در وی مبارک
حضرت پس خبر داد حضرت او را پس برگرفت عمر شمشیر را و در آمد بر ماریه و آن خویش وی نزد وی
بود پس میل کرد بسوی او بشمشیر پس برگاه دید این را کشف کرد از نفس خود بود وی مجبوب
که نیست در دوران وی چیزی پس برگشت عمر رضی الله عنه بسوی آنحضرت و خبر داد او را بحقیقت
حال او پس فرمود آنحضرت که جبرئیل علیه السلام آمد نزد من و خبر داد که خدا تعالی بری گرداند ماریه
و خویش او را از تهمت و خبر داد که بهم در بطن شریف ماریه رضی الله عنها غلامی است که مشابه ترین
مردم ست بمن و امر کرد مرا که نام کنیم او را ابراهیم و گفته است صاحب اصابه که قدوم آورد با ماریه
هم پسری مر او را که اسلام آورد و نیک شد اسلام وی انتهی پس اعتاق کرده باشد او را پس
داخل شد در موالی وی صلی الله علیه وسلم و ابور را بها بدل میم و غین را نیز خوانده اند کذا فی
الاصابه و اقدیا ابو واقد گفته ابو واقد مولی نبی صلے علیه وسلم ذکر کرده است او را ابن منده
و گفته که روایت کرده ست از وی زاد ان که گفت گفت رسول خدا صلے الله علیه وسلم کسیکه طاعت
کرد خدا را پس بتحقیق ذکر کرد او را اگرچه کم باشد نماز و روزه و تلاوت وی قرآن را و کسیکه عصیان کند خدا تعالی را ذکر کرد او را اگرچه
بسیار بود نماز و روزه و تلاوت وی از استیعاب و اندی آورده بی لفظ کنیت هشام در استیعاب آورد دگر
هشام مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم روایت کرده است از وی ابو الزبیر از وی می آرند که
نزد آنحضرت آمد و گفت یا رسول الله زنی دارم نمیگرداند دست هیچ لامس یعنی منع نمیکند دست فقیر خود
را از هر که قصد تا حشر کند با وی پس فرمود آنحضرت طلاق ده او را گفت آن زن خوش می آید مرا و از و

وی ہلال بن یسار بن زید گفت حدیثی دارد عن جدی ذکر کردہ است ابو موسی کہ اسم پدر
زید بولا است بموحدہ و گفت این شاہین بود زید بستہ در بند پس سید آنحضرت بروی
در غزوہ بنی ثعلبہ پس آزاد کرد او را و در بعضے کتب اسماء الرجال بلال بموحدہ بجای ہلال و
عبید بن عبد الغفار مولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و او را عبد اللہ بن الغفار نیز گفتہ اند روایت
کردہ است از وی سلیمان تیمی و نشنیدہ است از وی و میان ایشان مردی است در اصابہ
عبد مولی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیگری نسبت ذکر کردہ و گفتہ کہ ابن حبان گفتہ است
مراو را صحبت است و ذکر کردہ است او را ابن السکن در اصابہ گفتہ کہ ثابت نشدہ است
صحت حدیث وی و گفتہ است بلاذری کہ گفتہ میشود کہ بود مر رسول خدا را مولی کہ گفتہ میشود
مراو را عبید و روایت کردہ از وی دو حدیث و اللہ اعلم و سفینہ بروزن سکینہ ابو عبد الرحمن
مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بعضے گفتند مولے ام سلمہ ام المومنین آزاد کرد او را و شرط کرد
کہ خدمت کند آنحضرت را و سفینہ لقب اوست و در اسم او اختلاف ست مہران یا طہمان
یا رومان بضم را یا کیان یا فروج و سفینہ لقب اوست از مولد بن اعراب بعضے از ابناء فارس
گفتہ اند و سبب ابو سفینہ آنست کہ در سفری بود ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ از قوم
او بار برداشتن عاجز آمدی ہمہ را بر پشت وی می نہاد تا بر داشت چیز بسیار و پس تسمیہ کرد
آنحضرت او را بہ سفینہ و باقیماند این نام بروی و چون میرسیدند او را نام میگفت نام من ہمان ست
کہ آنحضرت علیہ السلام بر من نہاد و نمیخواہم کہ غیر آن نام بر من باشد و او ست راوی حدیث
الخلافۃ بعدی ثلثون این سنت و گفتہ شد او را کہ بنو امیہ گمان می برند کہ خلافت در ایشان
است گفت دروغ میگویند بنو الزرقا بلکہ ایشان ملوکند شر الملوک ہمچنین ست در ابتدا الغایۃ و ہم
در دست کہ روایت کردہ است محمد بن المنکدر از وی کہ گفت سوار شدم یکبار ی سفینہ را
پس شکست سفینہ پس سوار شدم بر تختہ از ان و انداخت مرا بساحل و افتادم در بیابانے
و گم کردم راہ را و پیش آمد مرا شیر پس گفتم یا ابا حارث بن سفینہ ام مولی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پس نگون کرد سر خود را و دفع میکرد مرا بہ پہلوی خود و کنف خود تا آورد مرا بر سر راہ و ہمہ کرد
فہمیدم کہ وداع میکند مرا و روایت میکند از وی پسران وی عبد الرحمن و محمد و زیاد و غیر ہم و ابو رفیطی

نزد ابن ماجه و روایت کرده است حکیم ترمذی در نوادر الاصول این حدیث را بتمام و بعضی
این حدیث را از ابو رافع گفته اند بعضی از رافع بن خدیج و صواب آنست که از رافع
است مدعم بکسر میم و سکون دال و فتح عین مهملتین بنده سیاه بود که اهدا کرده بود او را
بسوی رسول خدا صلے الله علیه وسلم رفاعه بن زید بن خدامی و اختلاف کرده شده است که آیا
آزاد کرد او را رسول خدا صلے الله علیه وسلم یا بنده مرد و جزا و مشهور است بخیر که غلول
کرد گلیمی خرد را از غنیمت و رسید او را تیری بخیر و بکشت کذا فی الاصابه و بعضی گفته بنده
سیاه عرمدعم بود و در مشکات ابو هریره آورده که گفت اهدا کرد مردی را برای رسول خدا
صلے الله علیه وسلم غلامی را گفته می شد او را مدعم پس در اثنای آنکه مدعم فرود می آورد بار را
برای رسول خدا صلے الله علیه وسلم ناگاه رسید تیر که دانسته شد انداز ندانسته آن پس کشت
او را پس گفتند مردم گوارا باد برای وی بهشت یعنی که در خدمت حضرت جان داد و
شهید مرد پس گفت رسول خدا صلے الله علیه وسلم کلا نه چنین ست سوگند بخدای که
بقای ذات من در دست اوست آن گلیمی که گرفت وی روز خیبر را از غنیمت که قسمت
کرده نشده بود هر آئینه مشتعله میزند بر وی پس چون شنیدند این سخن را مردم باز آوردند مر وی
بند نعلین یک دوالی و دیگر دو دوال نزد آنحضرت پس فرمود این یک دوال است از آتش و آن دو دوال از آتش
متفق علیه رفاعه بکسر راء ابن زید جذامی بضم جیم نسبت است بجذام ابو قبیله انچه از ین
کتب معلوم میشود که این مردی است که مدعم را بخدمت شریف فرستاده چنانکه گفته شد
و اما آنکه او مولی آنحضرت صلے الله علیه وسلم ظاهر نمیگردد و در استیعاب رفاعه بن زید بن
جذامی را در صحابه ذکر کرده و گفته که قدوم آورد بر آنحضرت صلے الله علیه وسلم در صلح حدیبیه در
جماعه از قوم خود پس اسلام آوردند عقد کرد برای وی رسول خدا صلی الله علیه وسلم لواء را
نمود وی با آنحضرت غلام سیاه مدعم نام را که مقتول شد بخیبر والله اعلم بالصواب زید جد بلال
بن یسار در استیعاب گفته زید مولی رسول الله صلے الله علیه وسلم روایت کرده است حدیث
در استغفار و روایت کرد بلال حدیث پدر خود را یسار بن زید و در اصابه گفته زید مولی رسول الله
وی زید بن بولا بالموحده ابو یسار او را حدیث است نزد ابی داؤد و ترمذی از روایت ولد

عمر آمدم من بر بالا خانه که آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در وی بود و گفتم ای رباح استیذان من بر آنحضرت من بود غلام سیاه و استیذان میکرد بر حضرت و گرداند بمکان امر آنحضرت بسیار بعد از دفن وی کسی تعیین کردند بود وے کیفیات مینمود در ارتفاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و احیاناً اذان هم میگفت برای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیار قال فی الاستیعاب بسیار مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل یوم عویباد هو الاعمی الذی قتله الغریبون الذین استفتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقتلهم و قطع ایدیهم و ارجلهم و سمل اعینهم و القاهم فی الحرة و کنته شد در سیان رعاة که کشتند ایشان را غریبان و گذشت این احوال در وقایع سنه از هجرت و بودند این اشقیا که قطع کرده بودند هر دو دست بسیار هر دو پای او را و خلانیدند خارها را در زبان وی پس کرد آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم با ایشان انچه کرده بودند بوی رضی اللہ عنه چنانکه گذشت ابو رافع اسلم مشهور است از میان موالی و گذشت احوال وی در ذکر خدام و در ذکر سلمی ام رافع زوجه وی و گذشت نام او اسلم ثابت بایزید یا ابراهیم یا هرمز است جزم کرده است بخاری باسلم مشهور است بکنیت ابو موهبه بضم میم و فتح واو و سکون یا و کسر ها مولی رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم بود از مولدین مرینیا خرید او را رسول خدا صلے اللہ علیه وسلم پس آزاد کرد و در استیعاب همین مقدار گفت و در اصابه گفت ابو موهبه گفته می شود او را ابو وهبه و ابو موهب و این قول واقدی است مولی رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم که بود از مولدین مرتبه و حاضر شده غزوه مریسیع را و بود از ان کسانی که می کشیدند مرکب عائشه را جمل او را روایت کرده است ازوی عبد اللہ بن عمرو بن العاص و بود از اقران وی روایت کرده است احمد و دارمی از عبد اللہ بن عمرو بن العاص از ابی موهبه که گفت مرا رسول خدا صلے اللہ علیه وسلم یا ابا موهبه به تحقیق من امر کرده شده ام که استغفار کنم اهل بقیع را پس بیرون آمد آنحضرت الحدیث بطوله و چون صبح کرد آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم آغاز کرد در دسری که قبض کرد او را خدای تعالی بدان ابو البهی رافع نام فی الاصابه مولی النبی صلے اللہ علیه وسلم یکنی ابا البهی بفتح الموحدة و کسر الهاء الخفیفة مراورا ذکری است در حدیث ابن ماجه از عبد اللہ بن عمرو گفت گفتم یا رسول اللہ کیست بهترین آدمیان گفت خداوند دل تنبده بیمار و زبان راست گفتار الحدیث و در آخر حدیث آمده که گفتم نمی شناسم ما این اوصاف را مگر در رافع مولے پیغمبر صلے اللہ علیه وسلم و رضی اللہ عنه شیخ می گوید که این زیادت است

کہ بطریقہ او میرود و بعضے گفتہ اند کہ نسبت بجد اوست کہ پدر پدر آمنہ نبت وہب است
کہ خواندہ میشد اورا ابو کبشہ و بعضی گفتہ اند کہ عمرو بن زید بن اسد النجاری کہ پدر سلمی ام عبد المطلب
را ابو کبشہ را میگفتند پس آنحضرت را نسبت بوی کردند و بعضے گفتہ اند کہ پدر رضاعی آنحضرت
حارث بن زید بن عبد العزی بن رفاعۃ السعدی زوج سعدیہ را ابو کبشہ میگفتند پس نسبت
آنحضرت را بسوی وی ذکر نمودہ اند کلہ فی الاستیعاب و انسہ بالہمزۃ و النون و السین المہملۃ مفتوحات
مولے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و بعضے ابو انسہ گفتہ اند و ابو مسروح نیز گفتہ اند نصیب رسول اللہ
کنیت و ابو مسروح است و بود از ولد مسراہ و مرد در خلافت ابی بکر و گفتہ است خطیب نمیشناسم
او را و روایت کردہ است از پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم چیزیکہ روایت کردہ است موسی بن عقبہ
از ابن شہاب و حق کسیکہ حاضر شد پدر را یا شہید شد دران و گفتہ است ابو عمر کہ ہمین است
کہ محفوظ است و ہمچنین ذکر کردہ است ابن اسحق و گفتہ است واقدی دیدم اہل علم را کہ اثبات
میکردند کہ او حاضر شدہ است احد را و باقی ماند بعد ازوی و بعضے گفتہ اند کہ مرد انسہ بعد از پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم در خلافت ابی بکر صدیق و اللہ اعلم و آمدہ است کہ بود انسہ کہ اذن میکرد
برای پیغمبر یعنے مردم کہ می انداز و اسبندان می نمودند میفرمود حضرت او را کہ اذن کند ذکر ندا
کلہ فی الاصابۃ و صالح کہ ملقب است بشقران بضم شین و سکون قاف مولی آنحضرت او را
ذکر ست در دفن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ قطیفہ آنحضرت را در قبر شریف در زیر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نہاد و نخواست کہ بعد ازوی کسی دیگر در زیر خود اندازد چنانکہ سابقا گذشت ابرا
کردہ بود او را عبد الرحمن بن عوف و بعضی گفتہ اند خرید او را آنحضرت و آزاد کرد و بعد بدر و بعضے
گفتہ اند وارث شد او را آنحضرت از پدر خود با ام ایمن ذکر البغوی و گفتہ است ابو مشعر کہ حاضر
شد بدر را و سہم داده نشد و بود دران وقت عبد و لیکن بود بر اساری بدر و ہر کہ عدیہ میداد وے
بخشید او را چیزی پس حاصل میداد رائیتہ از انچہ حاصل شد دیگران را از قسمت و روایت کردہ
شدہ است از وی کہ گفت دیدم آن حضرت را صلے اللہ علیہ وسلم کہ متوجہ شدہ بسوے
خیبر راکب بر حمار و نماز میکرد و با نماز رباح مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت شدہ است
در صحیحین از حدیث عمر رضی اللہ عنہ در قصہ اعتزال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از نسائی خود گفت

که او را احب رسول الله میگفتند و میگرفت آنحضرت امام حسن را و او را در کنار و میفرمود خداوندا
من دوست میدارم این هر دو را پس دوست دار تو ایشان را و فرمود کسی که دوست دارد خدا
و رسول خدا را باید که دوست دارد اسامه را و احوال وی در مواضع از کتاب گذاشته است و
بود در وقت آنحضرت نوزده ساله و بعضی بست گفته اند و بود مدت عمر وی هفتاد و پنج و در سنه وفات
وی اختلاف است ابن عبد البر گفته که اصح نزد من آن ست که وفاتش در سنه اربع و خمسین در امارت
معاویه بود و بعضی بعد از قتل عثمان گفته و بعضی بعد از قتل علی و روایت کرده اند از وی ابن عباس و عروه
بن الزبیر و ابو عثمان غندی و خلق کثیر رضی الله عنهم اجمعین ثوبان بن بجدد به ضم موحده و سکون جیم و ضم
دال اول مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم و کنیت او ابو عبید الله و قیل ابو عبد الرحمن و اول اصح
است از سراه است که موضعی است میان مکه و یمن بعضی گفته اند که از احرست در بند آورده بودند
پس خرید او را رسول خدا صلی الله علیه وسلم و آزاد کرد و همیشه در سفر و حضر در خدمت شریف بود تا رفت
از این عالم و بعد از حضرت صلی الله علیه وسلم بشام رفت و نزول کرد در رمله و بعد از ان انتقال کرد
بحمص و بنا کرد در وی سرای را و بود وی از کسانیکه یاد گرفتند از رسول خدا احادیث را و او
کردند انچه یاد گرفتند رضی الله عنه بود وفات وی در سنه اربع و خمسین روایت کرده اند از وی جمعی
کثیر از تابعین و روایت کرده اند مر او را اربعه و روایت کرده است ابو داؤد از طریق عاصم از ابو العلاء
از ثوبان گفت گفت رسول خدا صلی الله علیه وسلم کسیکه ضامن گردد برای من که سوال نکند مردم را
ضامن میشوم من برای وی بهشت را پس نمی کرد ثوبان هیچ یکی را چیزی و ابو کثیر مولی رسول الله
صلی الله علیه وسلم حاضر شد بدر را و همه شاهد را ابن هشام گفته که وی از فارس است عمر وی
گفته اند از مولدین مکه و بعضے گفته از مولدین روض اوس بود خرید رسول خدا او آزاد کرد او را
وی سلیم است و ابن حبان گفته اوس و بعضے گفته سلمه و فات او اول روزی که خلیفه شد
عمر رضی الله عنه و فات یافت سنه ثلاث و عشرین و بدانکه آن حضرت را کفار قریش ابن ابی کبشه
میخواندند و در سبب آن بعضے گویند که ویر اجدی بود از جانب مادر که او را ابو کبشه می گفتند و عبادت
میکرد شعری را و نبود هیچ یکی از عرب که عبادت میکرد شعری را جز وی مختلف کرده بود
عرب را و ران و چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم آمد مخالفت عرب کرد گفتند که این ابی کبشه

از بنی معن بن طی بود و آورده اند که بیرون آمده بود مادر وی روزی برای زیارت قوم خود و غارت کرده بود
گروهی از بنی المعن بن حریر قومی در جاهلیت پس گذر افتاد ایشان را بر خانهای بنی معن که قوم مادر وی
بود و برداشته بردند حارثه را وی دران زمان کودکی بود کوالیده قریب ببلوغ هفت هشت ساله و
آورده او را در بازار عکاظ که نام بازاری ست از بازارهای ناحیه که در جاهلیت در انجا خرید و فروخت میکردند
پس خرید او را حکیم بن حزام بن خویلد برای عمه خود خدیجه بنت خویلد بچهار صد درهم و چون تزوج کرد
آنحضرت صلی الله علیه وسلم خدیجه را ببه کرد خدیجه زید را بوی صلی الله علیه وسلم و چون پدر وی خبر وی یافتند
حاضر آمد پدر او حارثه و عم وی کعب آوردند فدیه بسیار تا او را خلاص کنند پس مخیر گردانیدند او را آنحضرت میان
مقام کردن نزد شریف وی یا رجوع کردن بااهل خود و اختیار کرد وی پیغمبر را صلی الله علیه وسلم بر اهل خود و بسبب
آنچه دید از آنحضرت از بر و احسان و رحم و شفقت و گفت اختیار نمیکنم بر تو هیچ کسی را پس بیرون آورد
آنحضرت او را و مردم و گفت ای مردمان گواه باشید که من زید را پسر گرفتم و او پسر من ست وارث
میگیرد از من و وارث میشوم من از وی پس خوانده شد زید بن محمد تا آمد در اسلام و نازل شده
قول وی سبحانه ادعوهم لآبائهم هو اقسط عند الله و گفته شد او را زید بن حارثه و وی اول کسی است که
اسلام آورد از ذکور در قولی و آنحضرت صلی الله علیه وسلم کلان تر بود از وی بده سال و بقولی بهشت سال
وی نوشت وی برای آنحضرت چیزی کذا قیل و نکاح کرد آنحضرت او را ام ایمن که موالیه وی بود
پس انید ام ایمن برای وی اسامه را بعد از ان تزویج کرد زینب بنت جحش را چنانچه گذشت و حاضر شد
وی پدر را و خندق و حدیبیه و خیبر را و بود وی رضی الله عنه در صحابه از تیر اندازان نامی و استخلاف
کرد او را رسول خدا صلی الله علیه وسلم هنگامی که بیرون آمد بر مرسیع و امیر گردانید در هفت سریه
و ذکر کرده نشده است در قرآن نام هیچ یکی از صحابه را جز وی در قول و تعالی فلما قضی زید منها وطرا
و جنا کها مگر انچه در بعضی تفاسیر در قول وی سبحانه کطی السجل للکتب آمده است که سجل نام مرد یست
از صحابه و مواخاة داد آنحضرت صلے الله علیه وسلم میان وی و میان عم خود نمره بن عبد المطلب
روایت کرده است از وی پسر وی اسامه ربن عباس و شهید شد یوم موته و بود امیر جیش در ان
روز چنانکه گذشت و بود عمر وی پنجاه و پنج سال و بود برای آنحضرت صلے الله علیه وسلم زید دیگر غیر زید
بن حارثه چنانکه بیاید اسامه بن زید بن حارثه فضائل او بسیار است و بس ست از فضیلت وی

کنیت او ام الرباب حدیث وی نزد اهل بصره هست که وی لیست کرد سر خود را برای آنحضرت تا برآمد دیواری شبی که
قرار نمود از مشرکان مخفی نماند که فرار نمودن بشب و هجرت از خانهٔ ابوبکر صدیق رض بود از دریچه که در دیوار بود این
قصه در انجا باشد یا جای دیگر والله اعلم ماریه جدهٔ ثنی بن صالح این نیز خادمهٔ رسول الله هست صلی الله علیه وسلم
جدهٔ ثنی بن صالح بن مهران مولی عمر بن حریث مرا ورا یک حدیث ست از حدیث اهل کوفه رواه ابوبکر
بن عباس از ثنی بن صالح از جدهٔ خود ماریه گفت مصافحه کردم رسول خدا را صلی الله علیه وسلم پس ندیدم هیچ
کفی را نرم تر از کف مبارک آنحضرت و ماریه قبطیه ام ابراهیم بن رسول الله صلی الله علیه وسلم اگر اینجا می شمرند شاید و لیکن
صاحب استیعاب و سائر مولاة رسول الله گفته نه خادمه و احوال وی در سرای آنحضرت مذکور شد بلکه پیش از
نیز در ارسال رسل بملوک و امرا در نام که بمقوقس صدر یافته بود گذشت و در اینجا حکایتی غریب در استیعاب ذکر
کرده است بدین لیشم نابت از انس روایت میکند که مردی تهم ساخته می شد بماریه ام ابراهیم ام ولد رسول الله صلی الله
علیه وسلم پس فرمود آنحضرت علی مرتضی را رضی الله عنه برو بزن کردن او را پس آمد او را علی رضی الله عنه اگاه
دید او را که در چاهی فرود آمده هست که غسل میکند و سر وی نماند پس گفت مرا ورا علی بیرون آی پس گرفت او را
بدست خود و بیرون آورد ناگاه دید او را که وی خصی هست نیست او را آلت جماع پس باز آمد علی از نکشتن وی
و آمد نزد آنحضرت و گفت یا رسول الله مجبوب گفت ابو عمرو بود این جال متهم ابن عم ماریه قبطیه بدانموده بود او را ماریه مقوقس
انتهی و سابقا در قصهٔ اهدای مقوقس مذکور شده هست که خواجه سرای را نیز در هدایای خود فرستاده بود وی همین شخص است
این جماعه مذکور را از مردان و زنان خدام آنحضرت صلی الله علیه وسلم نوشته اند و در حقیقت صحابه همه خادمان درگاه و حاضران
گاه بیگاه بودند که کمترین خدمتی که میتوانست بعضی بجا می آوردند و بعضی متعین بودند و خدمتها متعین داشتند و هو اعلم بالسنیه میگوید که علی بن
ابی طالب و زبیر بن العوام محمد بن مسلمه چند دیگر بودند که گردن دن کافران که اعظم امور ست در دین اسلام بایشان مفوض بود
و بلال گماشته نفقات بود و سعد خادم شریف نگاه میداشت و قیس ابن سعد بن عباده بر در صاحب شرطه کوتوال متعین
بود رضی الله عنهم اجمعین باب پنجم در ذکر موالی آنحضرت صلی الله علیه وسلم موالی جمع مولی ست و مولی معانی بسیار دارد و محب و ناصر
و نصیر و مالک و عبد و معتق و قریب همچو ابن عم و غیره جار و حلیف و ابن عم و زمیل و شریک و ابن اخت و رب و ناصر و منعم
علیه و تابع و صهر کذا فی القاموس و ظاهر در این مقام معنی معتق ست چنانکه در بیان احوال معلوم شود و اسامی
ایشان اینست زید بن حارثه بن شراحیل بن کعب کلبی و منتهی میشود نسب او بعمرو بن سبا بن نخیث بن لوذ بن
قحطان ابو اسامه صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم و مولی وی از السابقین الاولین او رومی سعدی نبت فعلبه

کرده است حدیث او را ترمذی در شمایل و دارمی از طریق شهر بن حوشب از وی در حال وے
بر حال صحیح است مگر شهر بن حوشب و بغوی گفته که مراورا صحبت است و گفته که حدیث کرد
مر عباس او را یحیی بن معین که گفت ابو عبید که روایت کرده است از وی شهر که از اصحابه است انتهی
از عبارات این اکابر ظاهر میشود که در حال وی نوعی از ستر و خفا هست که نام او معلوم نیست بخلاف
ابو رافع که مشهور و معروف است و الله اعلم و هند و اسمار پسران حارثه در استیعاب مذکور است
که حارثه اسلمی هشت پسر داشت و همه در بیعت الرضوان حاضر بودند هند و اسمار و خراش و ذؤیب
و نضاله و سلمه و مالک و عمران و حاضر نشد در مسیح مشهدی برادران از یک بانیعدد و بغوی نیز چنین
گفته و ایراد کرده اند بردی اولاد مقرن کذا فی الاصابه و بملازمت و خدمت میکردند آنحضرت را
صلے الله علیه وسلم از میان برادران دو کس هند و اسمار هند و الد یحیی بن هند است که روایت
کرده است از وی عبد الرحمن بن حرمله و در کاشف گفته که عبد الرحمن بن حرمله تابعی است کوفی
روایت میکند از ابن مسعود و روایت میکند از وی قاسم بن حسان روایت کرد او را ابو داؤد و نسائی
و قال البخاری لم یصح حدیثه و در اصابه حدیثی که عبد الرحمن بن حرمله از یحیی بن هند روایت کرده
آورده است که رسول خدا صلے الله علیه وسلم گذشت بجماعه از اسلم که تیر اندازی میکردند پس فرمود
آنحضرت تیر اندازی کنید ای پسران اسمعیل زیرا که بدرستی پدر شما یعنی اسمعیل نیز تیر انداز بود
الحدیث و تمام در حدیث مشکلت از سلمه بن الاکوع از حدیث بخاری در کتاب الجهاد و در باب
اعداد آله الجهاد ذکر کرده است و جوانی از انصار قریب بسن انس یافتن اسم این جوانی خالی از
اشکالی نیست نام او ذکر نکرده اند تا در اسمار الرجال یافته شود و در جامع الاصول اسمار مبهم را
بیان نموده و در انجا هم یافته نشد مگر در حدیثی بهمین ابهام بالتعیین نام یافته شود و بالله التوفیق و امانی
در روضة الاحباب یازده آورده پنج از ان که در مواهب لدنیه نوشته شد باقی بنو لسیم کی امة الله بنت
زرنیه بضم زای و سکون راو کسر موحده و تشدید نون تا در آخر دیگر صفیه روایت کرده است از وے
امة الله بن زرنیه در کسوف و هر دو خادمه آنحضرت اند خضره مردی ست از سلمی ام رافع گفت خدمت کردم
رسول خدا را صلی الله علیه وسلم من و خضره و روضوی میمونه بنت سعد و آزاد کرد آنحضرت همه ایشان را و زرنیه
ام عتبه ظاهر آن ست که این زرنیه ام امة الله مذکور است و الله اعلم ماریه ام الرباب خادمه رسول الله صلی الله علیه وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باشد وعجب ازین اخوۃ کہ در ذکر این اسماء فی الجملہ تمیزی ذکر نکردند کہ
مقصود بوجہی متعین می گشت وطالب را تفحص وتتبع آن آسان میشد خصوصاً در اسماء مشترک و
سابق بموحدہ بن حاطب ابن عبد البر در استیعاب می آرد کہ سابق خادم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
روایت کردہ است از وی حدیث واحدہ واختلاف کردہ شدہ است در صحبت آن ومیگویند کہ
صحیح نشدہ است سابق در صحابہ وسلمی سلمی در اسماء پیدا نمیشود مگر سلمہ باشد وسلمہ بسیار اند واللہ اعلم
ابو سالم وسالم در کاشف گفتہ ابو سلام خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومولای وی روایت کردہ است
از وی بن باجبر در تہذیب گفتہ ذکر کردہ است او را خلیفہ در صابہ وروایت کردہ مر او را ابن ماجہ از سابق
از ابی اسلام خادم النبی پس ذکر کرد حدیثی در ذکر واقع شدہ است نزد ابو داؤد از سابق ناجیہ از ابی
اسلام روایت کرد وی در مسجد دمشق پس گفتند کہ وی خدمت کردہ است پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم
ودر استیعاب گفتہ ابو اسلام ہاشمی خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومولای او ذکر کردہ است
او را خلیفہ در صابہ از موالی بنی ہاشم بن عبد مناف وروایت کردہ است از ابو عقیل از سابق بن
ناجیہ از ابی اسلام خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از رسول اللہ کہ گفت نیست ہیچ بندہ کہ
بگوید صبح وشام سہ بار رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا مگر آنکہ باشد حق بر خدا تعالی کہ راضی
گرداند او را روز قیامت ونیز گفتہ ابن عبد البر کہ گفتہ در ابو اسلام ابو سلامہ خطا کردہ است انتہی
وآنکہ در روضۃ الاحباب گفتہ ابو سلام سالم او را ہم ذکری یافتہ نمی شود واللہ اعلم بالصواب ابو عبید
مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایۃ کردہ است کہ وی پخت برای رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
طعامی پس فرمود آنحضرت بدہ مرا ذراع وبود کہ خوش می آمد مر آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم ذراع پس دیگر بار
روایت کردہ است این حدیث را قتادہ از شہر بن حوشب از ابو عبیدہ کذا قال ابن عبد البر فی الاستیعاب
وگفت واقف نشدم بر نام ابو عبید انتہی وترمذی نیز در شمائل النبی آوردہ گفتہ حدثنا محمد بن بشار
حدثنا ابان بن یزید عن قتادہ عن شہر بن حوشب عن ابی عبید قال طبخت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قدرا وکان یعجبہ الذراع ودر مشکوۃ از ابو رافع آوردہ از حدیث احمد
ودر آخر گفتہ ورواہ الدارمی عن ابی عبید ودر اصابہ گفتہ ابو عبید مولی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در آنہای شناختہ نشدہ است نامہای ایشان از جمع او

را در عهد امیر المومنین عمر رضی الله عنه پس بر آمد عمر منبر را و فرمود یا دمیدید هم شما را خدا را می خواهم
مردیکه باشد نزد وی علم باین امر و خبر دهد مرا بدان پس بایستاد بکیر بن شداخ و گفت من دانا ام باین
امر پس گفت عمر بکیر بیرون آمد فلان نصرانی و وکیل ساخت مرا بر اهل خود پس آمدم بر وی و یافتم این
یهودی را که میگوید اشعث غرة الاسلام حتی خلوت بفرسه لیلة الغمام الابیات پس قتل کردم
او را پس تصدیق کرد عمر رضی الله عنه قول او را و ابطال کرد دم او را و مراد بفلان همین اشعث است
که بفنا رفته بود لشکرهای اسلام و کشته شده بود او را برادری پس گفت برادر وی یا رغبت داری
بزوجه برادر خود و دید بآن زن مرویرا که با اوست بر فراش او و خواند ابیات را پس کشتند او را و ما آنکه
درین ابیات اقرار نمود بود از وی که ابیات کرد بر وی از نزار او و الله اعلم و شریک شریک صحابه بسیار اند
که ثابت است روایت در روایت ایشان و چندی هستند که اختلاف است در صحبت ایشان ما هیچ
شخصی خدمت آنحضرت صلی الله علیه وسلم نسبت نکرده اند و الله اعلم اسعد بن مالک اسدی
اسعد در صحابه بسیار است اما باین نسب عنوان درین کتب یافته نشد و الله اعلم و ثعلبة بن عبد الرحمن
انصاری این نیز باین نسبت یافته نشد جز آنکه در استیعاب عبد الرحمن بن ثعلبة انصاری از حدیث
قطع سرقه مذکور است و الله اعلم جبر بن مالک بفتح جیم و سکون رای و همزه و بعضی بکسر زاء و بیا گفته
و بعضی جز بشدت زای استشهد بالیمامة و سالم سالم نیز در صحابه متعدد اند یکی سالم مولی ابی حذیفه
از فضلای موالی اخبار صحابه و کبار ایشان اصل او از فارس است از اصطخر و معدود از قراء در حدیث
آمده است اخذ کنید قرآن را از ابن ام عبد و از ابن کعب و از سالم مولی ابی حذیفه و از معاذ بن جبل و وی
امامت میکرد مهاجرین اولین را وی بود در ایشان عمر بن الخطاب و ابو سلمه بن عبد الاسد و بود عمر
رضی الله عنه که مبالغه میکرد در ثنای وی شهید شد یوم الیمامه در خلافت ابی بکر دیگر سالم بن
عبیده اشجعی است از ابن صفه روایة کرده است از آنحضرت صلی الله علیه وسلم و حال آنکه نوجوان بود
گیسوی داشت پس دعا کرد مر او را آنحضرت و طهارت کرد سالم به فضل وضوء رسول خدا صلی الله علیه وسلم
دیگر سالم مرویست از صحابه که حجامت کرد آنحضرت را و نوشید محجوم را پس فرمود آنحضرت صلی الله
علیه وسلم آیا ندانستی که خون همه حرام است دیگر سالم مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم و سالم غیر
این مذکور هم هست و معلوم میشود که این سالم معدود در خدام کیست و ظاهر همین مینماید که سالم مولی

شریک
اسعد
جبر
سالم
سالم

به تحتانیه و معجمه بوده و او رقیه بنت النبی صلی الله علیه وسلم و خادم النبی صلی الله علیه وسلم و
روایت کرده است از وی حفید او عقبه گفت بودم من که وضو میکنانیدم من رسول خدا صلی
الله علیه وسلم و حال آنکه من ایستاده ام و وی نشسته و گفت دیدم رسول خدا را که پشت میکرد و
بروت خود را و گفت ندیدم رسول خدا را که خضاب میکرد تا وفات یافت و گفت شنیدم رسول
خدا را که میفرمود تزویج نکردم ام کلثوم را مگر بوحی از آسمان این اسماء مردان و زنان که در مواهب لدنیه
ذکر کرده است و صاحب روضة الاحباب گفته است که در کتب اهل سیر است و هفت مرد و یازده
زن بنظر رسیده پس آنچه باقی ماند آنرا نیز ذکر نمیم و آنچه از احوال ایشان معلوم گردد بنویسیم و بالله التوفیق

بلال یکی بلال که موذن بود رضی الله عنه فضائل و مناقب او بسیار است و پس است در منقبت او آنچه آمده
است که آنحضرت فرمود در اسیاق اربعة انا سابق العرب و بلال سابق الحبشة الحدیث و گفت عمر ابو بکر
سیدنا اعتق سیدنا یعنی بلالا رواه البخاری مات بدمشق سنه عشرین و قیل سنه ثمان عشرة و له بضع
وستون سنة و قیل سبعون و خدمت نفقات آنحضرت حواله او بود و در ذکر مهویان نیز ذکر شریف وی

بجیر بیاید ذو مجمر به کسر میم و سکون معجمه و فتح میم ثانی و گویند ذو مجمر بمیم واحده بجای میم که خواهرزاده نجاشی بود
گذا فی روضة الاحباب و صاحب استیعاب گفته ذو مجمر گفته میشود ذو محمر و گفت که او زانی اما می آورد
در نام وی مگر ذو مجمر به میم نه غیر آن و گفته برادرزاده نجاشی است و مر او را احادیث است از آنحضرت صلی
الله علیه وسلم و مخرج او از اهل شام است و او معدود است در ایشان انتهی صاحب قاموس نیز
برادرزادهٔ نجاشی گفته و در کاشف نیز همچنین گفته و گفته او را صحبت است و نزول کرد بشام و وفات یافت
در شام و روایت کرده است از وی جبیر بن نفیر و خالد بن معدان و جمعی دیگر و در جامع الاصول گفته ذو مجمر
بکسر المیم و سکون الخا المعجمة و فتح الباء الموحدة ابن اخ النجاشی خادم النبی صلی الله علیه وسلم و قیل ذو محمر
بالمیم بدل الباء بعد فی الشامیین و حدیثه فیهم و از انچه ذکر کرده است که معلوم میشود که قول صاحب روضة الاحباب

خمیر خواهرزاده نجاشی سهو است بکیر بن شداخ اللیثی بکسر موحده بصیغة تصغیر و شداخ بشین معجمه و تشدید
دال و خاء معجمه انچنین است و در روضة الاحباب و در اصابه گفته بکیر بن شداخ و گفته که بکسر نیز میگویند
و بود از جمله کسانیکه خدمت میکردند پیغمبر را صلی الله علیه وسلم و مر او را قصه ایست که در ترجمه شعب الفدائی
که ابن معده باشد از طریق ابی بکر بن ابی از عبد الملک بعلی النبی ذکر کرده است که بکیر بن شداخ گشت او وی

آنحضرت را جبرئیل گفت چه فرمود آنحضرت یا جبرئیل تحقیق وعده کرده بودی که ملاقات میکنی
تو مرا شب گفت جبرئیل آری کرده بودم ولیکن ما درنمی آییم خانه را که در وی سگ است و نه صورت
پس امر کرد آنحضرت بقتل کلب بستان صغیر و ترک کرد بستان کبیر را که سگ برای حفاظت بآن
نگاه داشته باشند و نگاه داشتن سگ برای شکار و حراست خانه و کشت و باغ جائز است رواه مسلم
سلمی ام رافع زوجه ابو رافع مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم صحابیه ست و مولات آنحضرت
و خادم اوست صلی الله علیه وسلم داود رسد انغایه گفته سلمی مولاه صفیه بنت عبد المطلب امراه
ابی رافع و میگویند مولات آنحضرت بود قابله بنی فاطمه و قابله ابراهیم بن رسول الله صلی الله علیه وسلم
غسل داد فاطمه را باز وجش علی را رضی الله عنهما و حاضر شد خیبر را روایت کرد ازوی حفید وی عبد الله
بن علی حدیث غدیت امرة فی هرة و روایت کرده شده است از عایشه رضی الله عنها که آمد امراة
ابی رافع مولی پیغمبر صلی الله علیه وسلم شکایت کننده از ابی رافع که میزند و میرا پس فرمود آنحضرت
مرا بی رافع را چه کار میکند وی که میزنی تو اورا یا ابا رافع گفت ایذا می کند وی مرا یا رسول الله فرمود
بچه ایذا میکنی تو اورا با سلمی گفت یا رسول الله ایذا نمی کنم اورا بچیزی لیکن وی حدیث کرد
در حال نماز پس گفتم بوی یا ابا رافع امر کرده است پیغمبر خدا مسلمانان را که چون بیرون آید از پیشان
باوی وضو کنند پس ایستاد که میزند مرو میرا پس خنده گرفتن گرفت آنحضرت و فرمود یا ابا رافع مسلمی
امر کرده است ترا اگر بخبر مزن تو اورا و اینحکایت عجیب است ازوی مگر نشنیده بود حکم نقض وضو
را و سلمی تعرض کرد بروی بقول خود که گفت یا ابا رافع پیغمبر خدا امر کرده است مسلمانان را بوضو
بعد از حدث و ابو رافع نیز مولای و خادم آنحضرت است و می بود حواله او متاع و رخت سفر آنحضرت
و بعضی گفته اند که نخست غلام عباس بن عبد المطلب بود پس بخشید مر آنحضرت را و چون بشارت
داد آنحضرت را باسلام عباس عباس آزاد کرد او را و او هم او ثابت باز بدست غالب آمد بروی کنیت او
حاضر شد احد را و خندق را و بعضی گفته اند که بود اسلام او پیش از هجرت بدر و حاضر نشد او را تزویج کرد آنحضرت
او را مولاة خود را پس زائیده برای او رافع میمونه بنت سعد مولاة رسول الله و خادمه وی صلی الله
علیه وسلم و روایت کرده ازوی حدیث و روایت کرده اند ازوی جماعه کثیره و حدیث وی نزد اهل شام
است و در فضائل بیت المقدس و در شدت عذاب قبر در سخن چینی و بول و در باب اللباس خبر آن آمده است

در آخر ذکر اعمام وعمات تقریب یافت حاجت باعادۂ نیست وسیاہی کونہ اسامہ از دست اگرچہ
والد او زید بن حارثہ سفید روی وخوبصورت بود وخولہ جدۂ حفص ہمچنین ذکر کردہ است در روضۃ الاحباب
در روضۃ الاحباب وحرفی بران نیفزودہ وچون تفحص کردیم از نام وی واز احوال وی اسیار یافتم
این نام را تا رجوع بکتاب الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ للشیخ الحافظ الامام ابن حجر العسقلانی افتاد و
وذکر کردہ این ہم را قریب سی وتکلم کرد در اتحاد وتغایر بعضی بہ بعضی وہیچ کدام معنون باین عنوان یعنی
جدۂ حفص یافتہ نشد تا رسید بخولہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وگفت شیخ ابو عمر وگفت
روایت کردہ است از وی حفص بن سعد از پدرش از خولہ در تفسیر والضحی وگفت یعنی ابو عمر
واسناد اینحدیث از انچہ اصحاح کردہ شود بدان پس شیخ این حدیث را روایت میکند و
میگوید اخرجہ ابو بکر بن ابی شیبہ والطبرانی من طریق ابی نعیم الملائی عن حفص عن ابیہ عن امہ
وکانت خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سگ بچۂ در آمد خانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و
در آمد تحت سریر آنحضرت پس صبر کرد آنحضرت ساعتی اندوہگین پس پرسیدم آنحضرت
را از سبب آن پس فرمود آنحضرت نمی آمد مرا جبرئیل علیہ السلام ونمی دانم کہ سبب آن چیست
پس پوشید آنحضرت ردای مبارک خود را وبیرون آمد از خانۂ شریف وفرمود مرا بروب خانہ را و
جاروب دہ پس جاروب کردم من خانہ را ناگاہ می بینم کہ سگ بچہ در تحت سریر مردہ افتادہ است
پس بیرون افگندم او را پس در آمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم در خانہ وحال آنکہ میلرزید
لحیۂ شریف وی وبود چون می در آمد او را وحی میگرفت لرزہ اندام او را پس گفت یا خویلد مرا تنہا
بگذار یعنی بیرون رو از خانہ پس فرمود فرستاد خدا تعالے والضحی واللیل اذا سجی السورۃ انتہی
وگفت کاتب حروف عفا اللہ عنہ کہ مانند اینحدیث در مشکات از ابن عباس از میمونہ نیز آمدہ
بروایت مسلم باین لفظ کہ گفت صبح کرد رسول خدا صلعم روزی حزین فرمود کہ جبرئیل علیہ السلام
وعدہ کردہ بود مرا کہ بیاید نزد من امشب ونیامد آگاہ باشید کہ بخدا سوگند کہ وعدہ خلاف
نمیکند مرا جبرئیل یعنی بی عذر وبی سبب پس عذر او چہ باشد کہ نیامد پس تفتید در نفس شریف
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سگ بچہ کہ افتادہ بود زیر خیمہ کہ مرد از پس امر کردہ بہ بیرون کردن
آن از تحت خیمہ پس بستر گرفت بدست مبارک آبی وپاشید جای آنرا پس چون شب در آمد ملائکہ

او را نیز میگویند که روایت کرده است که بود نعال شریف آنحضرت را و قبال دیگر مهاجرین مسعود
در اصابه گفته که عدوی از صحابه دهم است دیگر حنین بنو بنین والد عبد الله مولی ابن عباس حدیث حنین
میکرد مر آنحضرت را پس بخشید آنحضرت او را بعم خود عباس رض و در کاشف گفته که حنین مولی
ابن عباس اما در حاشیهٔ آن از تهذیب نوشته حنین والد عبد الله بن حنین هاشمی روایت
کرد از علی ع و روایت کرده است مر او را نسائی حدیث واحد در نهی از معصفر و روایت کرده است
از وی ابن ابنه عبد الله و گفته که محفوظ عبد الله بن حنین است از علی دیگر نعیم بن ابی ربیعة الاسلمی نعیم
ابا نعیم بن ربیعه بن کعب اسلمی ذکر کرده است او را ابن منده در صحابه و روایت کرد حدیث او را ابراهیم
بن سعد از محمد بن اسحق از محمد بن عمرو بن عطا از نعیم بن ربیعه گفت بودم که خدمت میکردم
پیغمبر را صلی الله علیه وسلم دیگر ابو الخمیراء مولای آنحضرت و خادم او ست نامش هلال بن ابو الخمیراء
الحارث مشهور است بکنیت نزول کرد حمص را و بعضے گفته بلال بن ظفر نقل کرده است این را
ابن عیسی در تاریخ حمص حدیث کرده است که بود آنحضرت صلی الله علیه وسلم که میگذشت
ببیت فاطمه رض و علی ع رضی الله عنهما پس میفرمود السلام علیکم اهل البیت انما یرید الله لیذهب
عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا ذکره فی الاستیعاب و در اصابه از بخاری آورده که میفرمود
ثابت شده است صحبت وی و صحیح نیست حدیث وی دیگر ابو نسمخ بفتح سین مهمله و سکون ابو نسمخ
میم آخر وی ایاذ است مولے رسول الله و خادم وی صلی الله علیه وسلم روایت کرده است
از وی مخل بمیم مضمومه و کسر خاء و قیل بفتح ها ابن خلیفه حدیثی را که روایت کرده اند آنرا
ابو داؤد و نسائی و ابن ماجه و در اصابه گفته میگویند که اسم او ایاذ است خادم النبی ص
ابو زرعه گفته نمی شناسم اسم او را و مر او را جز بیک حدیث و ذکر کرده است حدیث او را ابن
خویه و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجه و بغوی از طریق یحیی بن ابو ولید حدثنا مخل بن خلیفه حدثنا
ابو المسمخ گفت خدمت میکردم پیغمبر را صلی الله علیه وسلم پس بود چون میخواست که غسل کند
پشت میداد و برا گفته نمیدانم حدیث ابو النسمخ را بغیر این طریق و میگویند که کشته شد
وی و در یافته نشد که چه شد این سیزده تن اند از خدام آنحضرت صلی الله علیه وسلم که در مواهب لدنیه ام ایمن
مذکور اند و ام ایمن یکے ام ایمن حبشه نام او برکت است والدهٔ اسامة بن زید و سابقا ذکر او

برو نگاه کن در راه که جماعه میرسند زن گفت چه وقت حضور جماعه است که حجاج رفتند و راه منقطع
شد گفت برو به بین و خوب نگاه کن پس برآمدم بر تلی ناگاه می بینم که می آیند جماعه و بر مثیل اشتران روا
حال خود را نیز میرانند و چون دیدند مرا گفتند یا امة الله چه کسی تو و چه حال داری گفتم مردی از مسلمانان
می میرد تکفین کنید او را گفتند کیست آنمرد گفتم ابو ذر صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم
گفتم نعم پس تعزیت کردند او را آباء و امهات خود تا در آمدند بر ابو ذر پس گفت ابو ذر ایشان را
بشارت باد شما را که من شنیده ام از رسول خدا صلی الله علیه وسلم که میفرمود مر جماعه را که من در
ایشان بودم بمیرد مردی از شما در بیابانی از زمین حاضر شوند بر وی عصابه از مومنین و نیست
هیچ یکی ازان جماعه مگر آنکه مرد در قوم خود و جماعه خود بخدا سوگند که دروغ نمی گویم و گفت اگر می بود
نزد من یا نزد زن من که گنجایش آن میداشت که کفن شود مرا تکفین نمیکردم مگر دران جامه و من
سوگند میدهم شما را که تکفین نکند مرا مردی از شما که امیر باشد یا عریف یا برید یا نقیب و نبود از انجماعه
مردی مگر آنکه بود که مباشرت داشت بیکی ازین مناسب پس گفت جوانی از انصار من کفن دهم
ترا یا عم درین ردائی که بر من است و در جامه که در جامه دان من ست که رسیده است آن را جایز
بمن گفت تو تکفین کن مرا پس تکفین کرد آن انصاری و ایستادند بر وی بنماز و دفن کردند رضی
الله عنهم اجمعین و غفر لنا بهم برکتهم و برکة عبادة الصالحین آمین آمین آمین و هم صاحب استیعاب
میگوید که پرسیدند امیر المومنین علی را کرم الله وجه از حال ابو ذر که چگونه بود فرمود وی مردی است
که یاد دارد از علم هر چیزی که آمدند ازان مردم پستر نزیست و سران را بیرون نیاورد و ظاهر نکرد
ازان چیزی دیگر مهاجر مولی ام سلمه مهاجر در صحابه بسیار اند یکی مهاجر بن حبیب که در مشکات از وی
در باب سمعه در یا حدیث آورده و دیگر مهاجر بن قنفذ که قدوم آورد بر آنحضرت صلی الله علیه وسلم
پس گفت هو المهاجر پس فهمیدند که مقصود حضرت بغیر نام است و دیگر مهاجر یکی که در مشکات
از وی حدیث آورده ذکر او را درین کتب نمی یابم دیگر مهاجر مولی ام سلمه گفت که خدمت کرد پیغمبر را
صلی الله علیه وسلم و شمار کرده میشود او را از اهل مصر صاحب استیعاب گفته که در نمی یابم که او ست که
روایت کرده است در نقل رسول الله صلی الله علیه وسلم که او را دو قبال بود با مهاجر بن زیاده
حارثی ست برادر ربیع بن زیاد و یک مهاجر دیگر است که بعنوان مهاجر رجل من الصحابة مذکور است

برخیز ای اشلع و تیمم کن پس تیمم کردم پیستر بار بر بستم برای وی پس سیر کرد تا گذشت بآبی پس فرمود مرا یا اشلع مس کن باین آب فلد خود را گفت اشلع پس خود تیمم بکفیرب برای روی و ضرب دیگر برای یدین تا مرفقین دیگر ابو ذر غفاری نام وی جندب پسر جنادہ است از اعیان صحابہ و زہاد ایشان بود و اسلام آورد بمکہ را بعاً او خامساً فی الاسلام و تعبد میکرد پیش از بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذہب او حرمت اذخار ذکر است احوال غریبہ و مناقب عزیزہ دارد و نزاع افتاد میان وی و معاویہ در آیت الذین یکنزون الذہب والفضۃ پس گفت معاویہ این در شان اہل کتاب است و نوشت شکایت او را با امیر المومنین عثمان و طلبید عثمان او را از شام بمدینہ پس فرستاد او را ربذہ بفتح با و سکون موحدہ و ذال معجمہ موضعی است بر سہ مرحلہ از مدینہ و سکونت کرد در وی و وفات یافت در سنہ احدی و ثلثین و قیل اثنین و ثلثین و در اصابہ گفتہ علیہ الاکثر و نماز گذارد بر وی عبد اللہ بن مسعود در وقتی کہ از کوفہ می آمد و گریہ کرد بر وی گریہ دراز و گفت اخی و خلیلی مداش وحدہ و مات وحدہ بعث وحدہ طوبی لہ و بود ند با وی چند نفر از انصار و بود با یشان اثواب و مرجد از وی بعد از دہ روز و در اصابہ گفتہ کہ نماز کرد بر وی ابن مسعود بریدہ پیستر قدوم آورد بمدینہ و مرد بعد از وی دانذک مدت و واقع شد او را نیز با عثمان مثل آنچہ افتاد ابو ذر را و قصہ آمدن ابو ذر بمکہ و اسلام آوردن وی غریب است و در حدیث آمدہ است کہ سایہ نکرد آسمان و بار بر نداشت زمین بر است گوئی تر از ابی ذر و آمدہ است کہ ابو ذر مساوی عیسیٰ بن مریم را در عبادتش و در روایتی آمدہ کسی کہ شاد میگرداند او را آنکہ نظر کند بسوی زہد عیسیٰ بن مریم باید کہ نظر کند بسوی ابی ذر و در روایتی کسیکہ خواہد کہ نظر کند بمشابہ ترین مردم یعنی بن مریم و زہدی او بر دشک و در روایتی در بر دصدق و در روایتی در خلق و خلق و ابن عبد البر در استیعاب آوردہ کہ چون حاضر شد وفات ابی ذر گریست بر وی ام ذر و زوجہ وی گفت چہ چیز در گریہ آوردہ است ترا گفت چون نگریم کہ تو در بیابانی از زمین افتادہ و نیست مرا جامہ کہ تکفین کنم ترا در ان گفت بشارت دہم ترا آنکہ شنیدم من از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ می فرمود مر جماعہ را کہ من در میان ایشان بودم میمیرد مردی از شما در بیابانی از زمین حاضر می شود او را عصابہ از مسلمانان و نیست از ان جماعہ ہیچ یکی مگر آنکہ مرد در جماعہ از قوم خود پس منم و اللہ آن مرد گفت

ابو ذر غفاری

مادر و پدر من فدای تو باد فرمود آن دو سوره قل اعوذ برب الناس و قل اعوذ برب الفلق است
و چون دید مرا آنحضرت صلی الله علیه وسلم که مسرور نشدم باین دو سوره یعنی بخیریت و فضیلت آنها
از سائر سور قرآنی خصوصاً فاتحه و بقره و امثال آن که افضل و عظیم سوره اند پس فرود آمد
آنحضرت برای نماز صبح و گذارد باین دو سوره نماز صبح را که افضل صلوات است و نگاه کرد بجانب
من و فرمود دیدی یعنی دیدی که نماز صبح باین دو سوره گذاردم زیاده برین چه فضل خواهد بود و این
در سفر بود و در سفر خواندن معوذتین در نماز صبح مسنون و مستحب است و حقیقت آنست که خیریت
و فضیلت این دو سوره در باب استعاذه است که شامل جمیع آفات و بلیات جسمانی و روحانی
اند و خواندن در سفر خواندن معوذتین در نماز صبح مستحب است در نماز هم ازین جهت است رواه احمد
و ابو داؤد و النسائی و در روایت احمد آمده که فرمود تعلیم کنم ترا سه سوره در توریت و انجیل
و زبور و فرقان عظیم گفتم بلی یا رسول الله پس خوانانید مرا قل هو الله احد و قل اعوذ برب الفلق
و قل اعوذ برب الناس دیگر سعد مولی ابا بکر صدیق و بعضی سعید گفته اند و سعد اصح و اشهر است
مراورا صحبت است و بود وی که خدمت میکرد آنحضرت را روایت می کند از وی حسن بصری رضی الله
عنه و روایت کرده است مراورا ابن ماجه در سنن خود یک حدیث که گفت سعد پیش آوردم آنحضرت
صلی الله علیه وسلم تمر پس قران کردن گرفتند مردم پس فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم
قران نکنند و قران دو خرما بهم خوردن کذا ذکره الذهبی و در استیعاب گفته که سعد مولی ابی بکر روایت
کرده است از وی حسن بصری و یافته نمی شود حدیث وی مگر نزد ابی عامر ابی الحرار صالح بن رستم
و او را سعید نیز گویند و سعد اکثر و اصح است عد کرده میشود در اهل بصره و بود وی که خدمت میکرد
پیغمبر را صلی الله علیه وسلم همین مقدار را از احوال وی نوشته اند و هیچ از نسب و حسب وی ننوشته اند
الا بهمین مقدار که سعد مولا ابی بکر دیگر اشلع بن شریک صاحب راحله آنحضرت صلی الله علیه
وسلم و صاحب مواهب گفته که طبرانی از ربیع بن بدر از پدرش آورده که گفت خبر داد مرا مردی
که اشلع نام داشت گفت بودم من که خدمت میکردم رسول خدا صلی الله علیه وسلم پس فرمود
آنحضرت مرا ای اشلع برخیز و بار ببند گفتم یا رسول الله رسید جنابت پس خاموش ماند آنحضرت
صلی الله علیه وسلم پس آمد او را جبرئیل با آیت صعید پس فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم

سنت خواندن معوذتین در نماز صبح مستحب است

اشلع بن شریک

عبد اللہ بن مسعود

که در رسائل فارسیه آنرا شرح کرده شده است و روایت کرده است ابو هریره که ندیدم من هیچ
یکی را مشابه تر در نماز گذاردن برسول خدا از انس رضی الله عنه دیگر عبد الله بن مسعود بن غافل
بفتین معجمه و فاء الهدلی سادس در اسلام بود صاحب نعلین و مسواک و مشکا و عصا و در مواهب
و ساوه زیاده کرده و ذکر مشکا کرده این همه اشیا حواله وی بود رضی الله عنه و چون برمی خواست
آنحضرت نعلین در پای مبارک وی کردی و چون می نشست نعلین شریف از پای مبارک بیرون
کردی و در آستین خود نگاه داشتی و بود وی رضی الله عنه از مقربان درگاه و حاضران بیگاه
چنانکه مردمان آینده او را از اهل آنحضرت خیال می کردند مناقب و فضائل وی بسیار است و بس است
او را این منقبت که آنحضرت فرمود صلی الله علیه وسلم رضیت لامتی ما رضی به ابن ام عبد و سخطت
لها ما سخطه به و وفات یافته بمدینه و بعضی بکوفه گفته اند سنه اثنین و ثلثین یا ثلث و ثلثین و بود
عمر شریف وی شصت و دو سال روایة کرده اند ازوی خلفاء اربعه و غیر ایشان از صحابه و تابعین دیگر

امین بن ام امین

امین بن ام امین صاحب مطهرهٔ آنحضرت صلی الله علیه وسلم شهید شد روز حنین و دیگر ربیعه بن کعب

ربیعه بن کعب

اسلمی که آب وضوی آنحضرت را صلی الله علیه وسلم ترتیب مینمود و از اصحاب صفه بود و صحبت
قدیم داشت و ملازمت میکرد در سفر و حضر و روایت کرده است از آنحضرت صلی الله علیه وسلم و روایت

عقبه بن عامر

کرده اند ازوی جماعه از تابعین و روایت کرده مر او را بخاری یک حدیث توفی سنه ثلث و ستین بعد فتنة الحرة
دیگر عقبه بن عامر که اشتر آنحضرت را صلی الله علیه وسلم در اسفار میکشید ذهبی در کاشف او را تعریف
کرده که صحابی کبیر امیر شریف فصیح مقری فرضی شاعر والی گردانیده شد غزوه بحرین را مات بمصر و
گویند که وی والی مصر بود و از جانب معویه بعد از برادرش عقبه بن عامر باصفهان بستر عزل کرد او را و بمرد بمصر
سنه ثمان خمسین روایت کرده است از حضرت و روایت کرده اند ازوی از صحابه جابر و ابن عباس
و از تابعین خلق کثیر کذا فی جامع الاصول و روایت کرده شده است ازوی که گفته بود م که میکشیدم
من برای آنحضرت اشتر او را در راهی از راهها در کوه پس گفت مرا رسول خدا سوار شو یا عقبه
پس بزرگ داشتم من که سوار شدم بر مرکب وی باز رسیدم که معصیت نشود که امتثال امر شریف
نکنم پس سوار شدم و زود زود فرود آمدم پستر سوار شد آنحضرت و کشیدم مرکب او را پس فرمود مرا
آنحضرت ایا تعلیم کنم و خبر دهم ترا از بهترین دو سورتی که بخوانند آنها را مردم گفتم بلی یا رسول الله تعلیم کن

صلی اللہ علیہ وسلم امین امی بعد امی وفات یافت بعد از عمر رضی اللہ عنہ بہ بست روز در یافت
خلافت عثمانؓ را روایت کردہ است از وی پسرش امین و انس بن مالک و
طارق بن شہاب و تیما دختر حلیمہ سعدیہ نیز حضانت میکرد آنحضرت را با مادرش حلیمہؓ

باب چہارم در ذکر خدام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہر و الزم خادمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

از مردمان انس بن مالک بن النضر انصاری خزرجی است کنیت او ابو حمزہ بفتح حاء مہملہ و
وسکون میم و زای و ہمزہ بقبلہ مشہور است کہ در وی خرافتی ست و آنرا بفارسی تمرہ تیزک گویند
انس را امی آورد پس دید آنحضرت او را در ین حال پس کنیت کرد او را بآن و گفت یا ابا حمزہ
خدمت کردی آنحضرت را دہ سال و در وقتیکہ آنحضرت ہجرت کرد بمدینہ مادر انس او را
بہ نظر شریف در آورد و گفت یا رسول اللہ این پسر من انس در خدمت حضرت باشد پس خدمت
آنحضرت را دہ سال و حاضر بود در سفر و حضر میگوید کہ ہرگز آنحضرت مرا نگفت چرا این کار نکردے و
چرا چنین کردی و چرا چنین نکردی و حاضر شد تمامہ مشاہد را و انتقال کرد ببصرہ در خلافت عمرؓ
تا فقیہ گرداند مردم را و وی آخر صحابی است کہ مرد در بصرہ سنہ ثلث و تسعین یا احدی یا اثنین و تسعین
و دعا کرد او را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخیر دنیا و آخرت بالتماس مادرش کہ نزد آنحضرت آمد و گفت
یا رسول اللہ این انس خادم تست دعا کن او را پس فرمود آنحضرت اللہم اکثر مالہ و ولدہ و اطل حیاتہ
پس میگوید دیدم این دعا را کہ کثرت مال و ولد ست و امید میدارم شیوم را کہ دخول جنت است
و گفت کثرت مال بحدی شد کہ مرا انگور زاری است کہ بار میدہد در یک سال دو بار و تجاوز کرد عمر وی
از صد و زائید از صلب وی یکصد و شش ولد ہفتاد ذکور و باقی اناث و رسیدہ است مرویات وی
دو ہزار و دویست و ہشتاد و شش حدیث و روایت کردہ است از جماعہ صحابہ و روایۃ کردہ اند از وی
کثیر از اولاد و اولاد را اولاد و غیر ایشان و وفات یافت در زمن ولید بن عبد الملک بن مروان و
غسل دادہ او را محمد بن سیرین و بود سیرین از موالی وی و جمع شدند بر وی صد و بست از اولاد
وی و دفن کردند او را و انتظار نکردند حجاج را کہ بود مروی را رضی اللہ عنہ با حجاج کلام شدید و
قدرت نداشت حجاج بر ایذای وی از ہیبت صلابتی و فضائل خدمتی کہ بحضرت رسالت داشت
و دعا انس کہ تعلیم کردہ بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بقوت آن و غلبہ می کرد بر حجاج

اخوه رضاعی

واما اخوه رضاعیه یکی حمزه عم اوست دیگری ابوسلمه بن عبدالاسد زوج ام سلمه مادر او برهٔ بنت عبدالمطلب عمهٔ النبی صلی الله علیه وسلم پیشتر داد ایشان را و آنحضرت را ثویبه جاریه ابولهب بشیر پسر خودش مسروح بن ثویبه بتفاوت چهار سال نخست حمزه را داد و بعد ازوی آنحضرت را و بعد ازان بعبدالله بن عبدالاسد و ابوسفیان بن الحارث ابن عم رسول الله صلی الله علیه وسلم نیز از رضاعی آنحضرت است و شیر داد او را و آنحضرت را حلیمه سعدیه اولاد حلیمه همه اخوهٔ واخوات اند و یکباری چون لشکر آنحضرت بر هوازن غارت آوردند درین میانی زنی را اسیر ساختند گفت من خواهر صاحب شما ام و چون قدوم آوردند بر حضرت گفت آن زن یا محمد من خواهر توام از رضاع پستر حبیب نمود آنحضرت او را و گستر د برای وی ردای مبارک خود را و بنشاند آنرا بر وے و اشک ریخت چشمان مبارک آنحضرت بیاد آوردن احوال گذشته و فرمود مر او را اگر دوست میداری تو اقامت کنی نزد ما بکرمت و محبت باش اینجا و اگر دوست داری که باز گردی بقوم خود پس خله دهم و انعام کنم ترا گفت میخواهم که برگردم بقوم خود پس مسلمان شد و داد آنحضرت او را اسه بنده و جاریه و شتران و گوسفندان و آمده است که بی بی حلیمه نیز آمد نزد آنحضرت و به تحقیق اکرام و انعام کرد او را و ثویبه جاریه ابولهب را نیز انعام و اکرام کرد و اختلاف کرده اند در اسلام وی چنانکه اختلاف کرده اند در اسلام بی بی حلیمه و در بقیع قبه ایست خرد که آنرا قبه حلیمه سعدیه میگویند و زیارت میکنند آن را و در زوج بی بی حلیمه نیز اختلاف دارند و ظاهر اسلام آنها است و ثویبه را آزاد کرد ابولهب در وقتی که بشارت داد او را بتولد شریف آنحضرت و ازین جهت آمده است که روز دوشنبه عذاب را از ابولهب برمیدارند و ثویبه درحی آمد بر آنحضرت بعد از تزوج خدیجه رضی الله عنها و اکرام میکرد خدیجه او را و از مدینه بمکه حله و کسوت میفرستاد تا آنکه مرد بعد از فتح خیبر و بود خاصهٔ آنحضرت یعنی دایه کدی پرورد او را در کنار خود ام ایمن حبشه نام او برکت است غالب آمد بر وی کنیت وی مهاجرت کرد ام ایمن بحبشه هر دو هجرت و بمدینه و بود وی مولاة آنحضرت که بمیراث رسید او را از والد شریف وی عبدالله بن عبدالمطلب و بعضی گفته اند از آمنه مادر آنحضرت پس آزاد کرد او را آنگاهی که تزوج کرد خدیجه و تزویج کرد بعبید ابن زید بن عمرو از بنی الحارث پس زائده برای او ایمن را پس کنیت کرده شد بوے و تزوج کرد او را بعد عبید زید بن حارثه و زائده برای او اسامه بن زید را بعد از بعثت و میفرمود آنحضرت

روزی بعباس ای عم من در منزل خود باش بیرون مرو پسران تو فردا تا بیایم من پیش شما که
مرا حاجتی است در شما پس چون آمد آنحضرت فراز گرفت بر ایشان ردای مبارک خود را و در
روایتی پوشانید رسول خدا کساء شریف خود را و فرمود خداوندا این عم من است و صنو پدر من
و این پسران وی اهل بیت من اند بپوش ایشان را از آتش دوزخ همچو پوشیدم من ایشانرا
بردای خود پس آمین کردند در و دیوار خانه و گفتند آمین آمین و در روایتی باقی نمانده در خانه
سنگی و کلوخی مگر که آمین کرد و در روایتی ترمذی از ابن عباس آمده که گفت پوشانید ما را آنحضرت
کساء مبارک خود را بستر فرمود اللهم اغفر للعباس و ولده مغفرة ظاهرة و باطنة لا تغادر ذنبا اللهم
احفظه فی ولده و فرمود گفت ترمذی حسن غریب و در شان حضرت عباس و پسران شریف
و اولاد وی گفته که بعد از وی باشند اخبار بخلافت ایشان و مدح ایشان بلبس سواد و اعزاز
دین و تقویت ملت و ترغیب بر محبت ایشان احادیث نقل کرده اند که در میان رواة آن
ضعفا و متروکانند بلکه مظان کذب و وضع اند و ظاهر از روایات آن اخبار و آثار در زمان خلافت
ایشان است و الله اعلم و وفات یافت عباس در خلافت عثمان پیش از مقتل وی بدو سال
روز جمعه دوازدهم یا چهاردهم که گذشته بود از رجب یا ماه رمضان سنه سی و دو یا سی و سه
و بود وی رضی الله عنه هشتاد و هشت ساله یا هشتاد و نه ساله و دریافت از ان سی و دو سال
در اسلام و دفن کرده شد در بقیع و در قبر آمد شریف او را پسر او عبد الله بن عباس و بود ابن
عباس نیز عظیم و جلیل مسمی به ترجمان القرآن و ابو الخلفاء و می آرند که مادر ام الفضل چون
زائید ابن عباس را آورد او را نزد آنحضرت صلی الله علیه وسلم پس اذان فرمود در گوش راست
و اقامت در گوش چپ و فرمود بهر ابو الخلفا را رواه ابن حبان وغیره و گفته اند بر کرد او لاد و اعقاب
ابن عباس زمین را تا آنکه رسیدند در زمان مامون هشتصد هزار را و مستبعد داشته شده است
این خبر را و این کثرت را اگر مراد با اتباع و لواحق دارند و الله اعلم و بود عباس رضی الله عنه
اصغر اعمام آنحضرت و اسلام نیاورد از اعمام مگر وی و حمزه چنانکه گذشت رضی عنهما اما جدات
دو قسم اند پدری مادری در مواهب لدنیه همه را عد کرده و چون مشتمل بر حوالی که در کتب
احادیث مذکور شوند نبود الا مجرد اسماء که آنها هم آشنا نیستند تعرض بذکر آنها واقع نشد

نگشداورا زیرا که وی ببرون آمده است مستکبره یعنی بکبر اهیت وعدم رضا زیرا که ابوجهل وکافران
نمی گذاشتند که کسی در مکه باشد و ببدر ببرون نیاید پس اسیر گردانیدند اورا کعب بن عمر پس خدا داد
نفس خود را و رجوع کرد بمکه و گفته اند که هم در روز بدر مسلمان شد و چون آنحضرت بفتح مکه برآمد
وی نیز از مکه هجرت کرد و آنحضرت را در راه دریافت وعیال را بمدینه فرستاد و خود همراه حضرت
شد و بود با وی صلی الله علیه وسلم در فتح مکه و فرمود آنحضرت ختم کرده شد بتو هجرت چنانکه سابقا
گذشت و بعضی گفته اند اسلام آورد پیش از فتح خیبر و پنهان میداشت اسلام خود را و شاد و مسرور
می شد بانچه فتح میکرد حق تعالی بر مسلمانان و اظهار کرد اسلام خود را روز فتح مکه و حاضر شد حنین
را و طایف را و تبوک را و گویند پیش از بدر هم مسلمان بود و می نوشت با آنحضرت اخبار مشرکان
را و مسلمانان که در مکه بودند و ثوق داشتند بوی و دوست میداشت وی قدوم بر آنحضرت صلی الله
علیه وسلم پس نوشت بوی که بودن شما در مکه بهتر است مرا از سهل بن ساعدی روایت
است که گفت استیذان کرد عباس رضی الله عنه آنحضرت را صلی الله علیه وسلم در هجرت پس نوشت بوی
آنحضرت یا عم تو بجای خود باش خدا تعالی ختم میکند بتو هجرت را چنانکه ختم کرد بمن نبوت را انجنان
شد که در عام الفتح هجرت کرد و با آنحضرت ملاقات کرد چنانکه معلوم شد و هیثمی در کتاب الفضائل
آورده که ابو رافع چون ببشارت داد آنحضرت را باسلام عباس آزاد کرد آنحضرت ابو رافع را و بود
آنحضرت که اکرام میکرد و تعظیم مینمود عباس را بعد از اسلامش و وصف کرد او را آنحضرت
که بود سخی ترین و مهربان ترین مردم و فرمود عباس عم من و صنو پدر من است هر که ایذا کند
او را بتحقیق ایذا کرد مرا این در ان وقت فرمود که عباس نزد آنحضرت آمد و شکایت گونه از مردم
کرد فرمود چه شده است این مردم را که چون میدارید ما در ایشان ناخوش می آید ایشان را و می شنوند
از ما سخنهای خود را که در میان خود می کنند و در ما بخشم محبت نمی نگرند کما قال و آورده اند که آمد عباس
روزی نزد آنحضرت پس چون دید آنحضرت او را ابر خاست بسوی وی و بوسه داد میان دو چشم وی
و بنشاند او را در دست راست خود و فرمود ابن عم من است و هر که خواهد کو مباهات کند بعم خود پس
گفت عباس خوش سخن است این یا رسول الله فرمود چرا نگویم این سخن و تو عم منی و صنو پدر منی
و بقیه پدران منی و وارث منی و بهترین کسیکه میگذارم من بسوی خود از اهل خود و فرمود آنحضرت

شده است از انس بن مالک که شهدا را احد غسل داده نشده و نماز کرده نشد بر ایشان پس انچه در
خمره وارد شده است مخصوص بوی باشد و انچه در صلوة بر غیر او آمده است محمول بران باشد که بیرون
آمد از حرب و مرد تا گذاشت حرب و بود حمزه رضی الله عنه در روز یکه شهید شد پنجاه و نه ساله و اسن بود
از رسول خدا صلی الله علیه وسلم چهار سال و در بعضی کتب دو سال گفته و دفن کرده شد او و خواهر
زاده او عبد الله بن جحش رضی الله عنهما خبر واحد ذکر نذا کله فی المواهب اللدنیه و اما عباس
بن عبد المطلب کنیت او ابو الفضل است بنسبت فضل که اکبر اولاد است و بزرگتر از ابن عباس
که نام او عبد الله است و لیکن وی رضی الله عنه مشهور بابن عباس شد و غالب آمد این نام بروے
رضی الله عنهم اجمعین و نام ام عباس تمثله بنت خباب بن کلب گویند که وی اول عربیه است
که پوشانید بیت الحرام را دیبا و اصناف کسوت زیرا که عباس رضی الله عنه در عهد صباوت گم شده
بود و وی نذر کرد اگر بیابد او کسوت و هدیه بیت الله را و بود عباس رض جمیل و وسیم که بود مرا ورا
دو گیسو طویل القامة چنانکه آورده اند که قامت های مردم بدوش ابن عباس میرسید
و ابن عباس بدوش عباس و عباس بدوش عبد المطلب و بعضی در وصف وی معتدل نیز
نوشته اند و ظاهر آن است که مراد معتدل القامة بود و تواند که اعتدال در جمیع اعضاء و اجزاء مراد باشد
و الله اعلم ولادت وی پیش از عام الفیل بسه سال و اسن بود و از آنحضرت بدو سال یا سه سال
و بود وی رضی الله عنه رئیس در قریش و بوی مفوض بود عمارت مسجد حرام و ظاهر آنست که تعمیر
مسجد و خبرداری آن مراد باشد و منصب سقایت مسجد حرام نیز بدست کفایت وی بود و بود با آنحضرت
در لیلة العقبة که انصار عقد بیعت کردند و گفت یا انصار که هوشیار باشید ای قوم که محمد در میان شهر ما
و عظیم است مبادا ثانی الحال عهدیکه می بندید نقض کنید چنانکه گذشت و بود آن حضرت که دو تو
میکرد بوی در همه کارها و چون سخت کردند بند عباس را در اسیران بدر آنحضرت را از آه و ناله و تضرع
حال وی خواب نمیبرد و پرسیدند صحابه را چیست بیداری تو یا رسول الله فرمود از سبب عباس
پس برخواست مردی و سست گردانید بند او را پس حکم شد که همه اسیران اینچنین کنند ذکره
ابو عمر و صاحب الصفوة و گفته اند که بود وی رضی الله عنه که پوشیده میداشت اسلام خود را و
بیرون آمد با مشرکان بطریق جبر و قهر و فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم هر که پیش آید عباس را

وامیمہ مادر عبداللہ بن جحش وزینب بنت جحش خواہر زینب است ومناقب حمزہ وعباس
رضی اللہ عنہما بسیار است اما حمزہ عمارہ کنیت اوست وسید الشہداء لقب ودر معجم لغوے
آوردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود سوگند بخدای کہ بقای ذات من در دست اوست کہ
مکتوب است نزد خدای عزوجل در آسمان ہفتم حمزہ اسد اللہ واسد رسولہ وبود اسلام وے
رضی اللہ عنہ در سنہ ثانیہ از بعثت وبعضی در سادسہ گفتہ اند بعد از در آمدن آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم در دار ارقم پیش از اسلام عمر بہ روز حاضر شد بدر را وکشت عفیہ بن ربیعہ را یا شیبہ بن ربیعہ را
مبارزت وبود سبب اسلام وی آنکہ روزی ابو جہل لعین ایذا کردہ بود رسول خدا را ودشنام دادہ
وآنحضرت تحمل نمودہ وحمزہ بشکار رفتہ بود چون آمد جاریہ او را خبر کرد کہ امروز ابو جہل ایذا کرد پس
در غضب آمد حمزہ ورفت بر ابو جہل وزد کمان خود را کہ در دست داشت بر ابو جہل وشکست سر او را
واسلام آورد پس خوشحال شد آنحضرت وعزیز شد بآن اسلام واول رایتی کہ عقد کرد آنحضرت
برای مسلمانان برای حمزہ بود واول سریہ کہ بعث کرد سریہ وی بود وفرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بہترین اعمام من حمزہ است وفرمود سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب وذکر کردہ است سلفی
از بریدہ دو قول حق سبحانہ تعالے یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی مراد حمزہ بن عبد المطلب است و
نقل است از ابن عباس دو قول وی سبحانہ فمنہم من قضی نحبہ گفتہ مراد حمزہ است وگذشت قصۂ
شہادت وی در غزوہ احد ومنقول است از سعید ابن المسیب کہ میگفت بودم من کہ تعجب میکردم
از قاتل حمزہ کہ چگونہ نجات می یابد تا آنکہ مردی غریق در خمر وچون دید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حمزہ را کشتہ شدہ ومثلہ کردہ شد صیحہ زد وگفت مصیبت زدہ نمی شوم من ہرگز بہ مثل تو وفا ایستادہ ام
من ہیچ جای ایستادنی غصہ ناک سازندہ تر مرا از نجا ومنقول است از ابن مسعود کہ گفت ندیدم ما آنحضرت
را صلی اللہ علیہ وسلم گریہ کنندہ تر ہرگز سخت تر از گریہ وی بر حمزہ بن عبد المطلب ایستاد بر جنازہ وے
وگریہ کرد وبر داشت آواز نالہ بیہوش شد وفرمود یا حمزہ یا عم رسول اللہ یا اسد اللہ واسد رسولہ
یا حمزہ یا فاعل الخیرات یا حمزہ یا کاشف الکربات یا حمزہ یا ذاب عن وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واز نجا معلوم میشود کہ در ندبہ وبیطاقتی فریاد وآہ ونالہ نیز بوجود آمدہ است واللہ اعلم وبود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کہ چون نماز میکرد بر جنازہ تکبیر می فرمود چہار تکبیر وبر حمزہ ہفتاد تکبیر روایت کردہ

وبعضے گویند یازده و اما اعمام در مواهب لدنیه از ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی آرد
که آنحضرت صلی الله علیه وسلم را دوازده عم بود که پسران عبد المطلب اند عبد الله که پدر شریف
آنحضرت است صلی الله علیه وسلم و حارث و ابو طالب و اسم وی عبد مناف است و زبیر
و کنیه کرده می شود او را ابو الحارث و حمزه و ابو لهب و اسم وی عبد العزی است و غیداق
بفتح غین معجمه و سکون تحتانیه و مقوم بفتح قاف و واو مشدده و ضرار به کسر ضاد معجمه و عباس
و قثم بضم قاف و فتح مثلثه و عبد الکعبه و حجل بتقدیم جیم بر شم سطر و دار قطنی به تقدیم حا گفته مغنی قید
و خلخال نام او امغیره گفته اند و بعضی گفته اند یلزده پس اسقاط کرده اند مقسوم را و بعضے
گفته اند و عبد الکعبه یکے اند و بعضی ده گفته پس اسقاط کرده اند غیداق را و حجل را و بعضی گفته
و اسقاط کرده قثم را الهی و کلام دین بسیار است والله اعلم و اما عمات آنحضرت دختران عبد المطلب
شش اند حکیم بیضا نام اوست و برده و عاتکه از یک مادر اند که نام او فاطمه بنت عمرو بن عابد
بن عمران بن مخزوم است و حمزه و مقوم و حجل و صفیه از یک مادر که هاله بنت وهب بن مناف
بن زهره است و عباس و ضرار و قثم از یک مادر که نتیله نبون و مثلثه و یا بر صیغه تصغیر بنت حباب
بن کلب بوده و حارث و ابو لهب هیچ کدام برادر و خواهر اعیانی ندارند و مادر حارث صفیه بنت
جندب بضم جیم و فتح نون و سکون تحتانیه و کسر دال و مادر آخر و مادر ابو لهب لبنی بضم لام و
تشدید موحده مفتوحه بنت هاجر بود و از اعمام پیغمبر صلے الله علیه وسلم غیر حمزه و عباس
مسلمان نشده اند و ابو طالب و ابو لهب زمان اسلام را دریافته اما توفیق اسلام نیافته
جمهور علما بر ین اند و صاحب جامع الاصول آورده که زعم اهل بیت آن ست که ابو طالب
مسلمان از دنیا رفته والله اعلم بصحته کذا فی روضة الاحباب از عمات پیغمبر صلی الله علیه وسلم
صفیه که ام زبیر بن العوام است مسلمان شده با تفاق او را از جمله مهاجرات شمرده اند و حاضر
شده غزوهٔ خندق را و کشت مردی را از یهود و زد او را آنحضرت سهم و دفن کرده شده است
به بقیع و در اسلام از وی عاتکه اختلاف است و عاتکه صاحب رویاست در قصه بدر چنانکه گذشت
و ابو جعفر تمیلی با سلام ایشان رفته و ایشان را وصی به حد کرده و اما ابن اسحق گفته که مسلمان
نشده مگر صفیه و اما برده مادر ابو سلمه بن عبد الاسد است که شوهر ام سلمه بود پیش از آنحضرت

دل وی و در تفسیر نوشته اند که چون نازل شد قول حق سبحانه تعالے یا ایها النبی انا احللنا لک
ازواجک تا قول وی وبنات عمک وبنات عماتک وبنات خالک وبنات خالاتک التی هاجرن معک
گفت ام هانی خطبه کرد مرا رسول خدا پس عذر کردم بسبوی او معذور داشت مرا پس فرستاد الله تعالے
این آیه را پس حلال نشدم من او را زیرا که من هجرت نکردم با وی وبودم من از طلقا روایت
کرده اند از وی علی وابن عباس وابن ابی لیلی وعکرمه وشعبی وعطا وابو صالح مولای او وابن
ابجعده وحفیدا وابن جعده وطایفه دیگر باقیمانده بعد از خمسین در زمن معاویه مرا و را ذکر است
در فتح مکه وگذارد آنحضرت صلی الله علیه وسلم در خانه او صلوة الضحی وصل در باب صلوة الضحی
حدیث اوست رضی الله عنها اما سراری آنحضرت صلی الله علیه وسلم چهار بودند اول ماریه بنت
شمعون قبطی که مقوقس قبطی صاحب مصر والے اسکندریه برای آنحضرت صلی الله علیه وسلم
بپیشکش وی فرستاده بود دوی کنیز کے سفید پوست صاحب جمال بود مسلمان گشت
وآنحضرت او را بسم سیری نگاه داشت وبملک یمین دروی تصرف می نمود وبا وی محبت داشت
چنانکه عایشه رضی الله عنها بروے رشک میبرد وابراهیم بن رسول الله از وی شد ونیز در
مدینه او را خانه ساختند که الآن آنجا را مشربه ام ابراهیم میگویند وآنحضرت نزد او آنجا میرفت
وتبرک چنانکه گذشت وبقیه احوال در باب ارسال رسل که در سنه ساوسه بعد از فتح حدیبیه
واقع شد مذکور شده است دوم ریحانه بنت زید بن عمرو بعضے گفته اند بنت شمعون از سبایاے
بنی النضیر وبقولے از بنی قریظه والاول اظهر وطی کرد آنحضرت او را بملک یمین وبعضے گفته اند که آزاد
وتزوج نمود در محرم سال هشتم از هجرت واقدی این قول را ترجیح نموده وابن عبد البر وغیره
ترجیح کرده اند قول اول او وفات یافت پیش از وفات آنحضرت در وقت رجوع از حجة الوداع
ودفن کرده شد به بقیع وبقولے بعد از حضرت در زمان خلافت عمر رضی الله عنه وقول اول
صحیح تر است دیگر کنیز کے بود جمیله که از بعضی سبایا بوی صلی الله علیه وسلم رسیده
بود دیگر کنیز کے بود که زینب بنت جحش بحضرت بخشیده بود والله اعلم

باب سوم در ذکر اعمام واخوت رضاعیه وجدات آنحضرت صلی الله علیه وسلم

در روضة الاحباب می آرد که عبد المطلب را سیزده پسر وشش دختر بود وبعضی گویند ده پسر داشت

غیر از تو حضرت ویرا بخواست یا قصد خواستن کرد آمد و بقصد مدح وی گفت که وی صفتی دیگر دارد که
که هرگز مرضی نو حمتی بوی رسیده آنسرور فرمود ما را بدختر تو حاجت نیست لاخیر فی مال بمرینه ولا جمل
لا نیال رامیته ولا جمل لاینال منه و زنی دیگر بود از بنی مرة بن عوف بن سعد خطبه کرد آنحضرت
صلی الله علیه وسلم پدرش پس گفت که آن دختر برص دارد و او دروغ گو بود و خواست
که عذری کند و ندهد چون رجوع بخانه آورد یافت برص را در وی و گویند پدر او را به برادر زاده خود داد و
پسری آورد که او را شعیب بن برصا گویند و شاعر بود ذکره البطری دیگر امامه بنت حمزه برادر رضاعی
آنحضرت است ارضاع کرد او را ثویبه جاریهٔ ابولهب دیگر غزوه بنت ابوسفیان عرض کرد او را خواهر
او ام حبیبه پس فرمود حلال نیست وی مرا از جهت وجود اخت وی ام حبیبه و این چند زن است
که پیش از تزوج یا بعد از تزوج پیش از دخول مفارقت واقع شده و در کتب زیاده بران ذکر کرده اند
اختلافی که در اسامی آنها واقع شده است و از انجمله که خواستگاری نموده و نکاح میسر نشده
ام هانی بنت ابیطالب نام او فاخته است و بعضی عاتکه و بعضے هند و قول اول اصح و اشهر است
گویند که در عهد جاهلیت خواستگاری کرد او را آنحضرت و هبیره بن وهب مخزومی پس تزویج کرد
او را ابو طالب بهبیره پس گفت آنحضرت با ابو طالب ای عم من دختر ثانی با مسربن وهب
داد ی و من ندادی گفت ابو طالب ای پسر برادر من مرا با ایشان مصاهرت واقع شده بود
و دختر از ایشان خواسته بودم طریقه کرم آن دیدم که مکافات با ایشان کنم پس بزائید ام هانی برای
هبیره جعده و عمرو و یوسف و هانی که تکنیه کردند او را آن پس مسلمان شد ام هانی بود اسلام او عام
الفتح پس جدائی افگند اسلام میان وی و میان هبیره پس خطبه کرد او را رسول خدا صلی الله علیه
وسلم پس گفت ام هانی والله من دوست داشتم ترا در جاهلیت پس چگونه دوست دارم در اسلام و
تو دو سرے بمن از چشم و گوش ولیکن من عورتی ام که کودکان یتیم دارم میترسم که اگر من بر عیال
ایشان مشغول باشم حق خدمت تو بجای نتوانم آورد اگر چنانکه شرط است بخدمت تو قیام
نمایم رعایت ایشان نتوانم کرد و ضائع شوند و شرم میدارم که تو در جامهٔ من در آئی طفلی را یعنی
تکنیه کرده و دیگری شیر میخورد پس آنحضرت فرمود بهترین زنانی که سوار میشوند شتران را یعنی نساء
عرب زنان قریش اند مهربان و میل کننده تر بر اولاد خود در رعایت و امانت کننده تر بر شوهر در

شاید زنان را برای طلب محبت شوہر جائز باشد و لہذا آنحضرت با ایشان نہ پیچید و جبر او سزای نداد و منعی و زجری نکرد و ہمین مقدار گفت کہ زنان را کیدی و مکری میباشد و مکر ایشان عظیم است چنانکہ در قرآن عظیم در شان زنان یوسف آمدہ است ان کیدکن عظیم فافہم واللہ اعلم و امرأۃ دیگر بود ملیکہ بنت کعب و قبولی بنت داؤد و ذلیشہ کہ پیش از دخول مفارقت کردہ و بعضی گفتہ اند کہ این بود استعاذہ کرد و بعضے گویند دخول کرد بوی و مرد نزد آنحضرت و قول اول صحیح تر است و بعضے گویند کہ تزوج ہم نکرد و خواستگاری کردہ بود و ندا مانگرفتش کذا فی المواہب و در روضۃ الاحباب می آرد کہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلوت کرد با وی و چون برکند جامہ از وی سفیدی دید از وی و متفرق شد و فرمود جامۂ خود را بپوشش و با اہل خود ملحق شود در مواہب زنی از غفار گفت و ذکر کرد این حکایت را دیگر شراف بفتح شین معجمہ و تخفیف را و بفا بنت خلیفہ کلبیہ خواہر دحیہ کلبی تزوج کرد او را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس مرد پیش از دخول دیگر لیلے بنت الخطیم و فتح خاء معجمہ و کسر طاء مہملہ اخت قیس تزوج کرد او را و بود این زن غیور پس طلب اقالہ کرد ازان حضرت پس اقالہ کرد او را پس خورد او را و رادیت و بعضے گفتہ اند آنکہ ہبہ کرد نفس خود را ہمین مقدار در مواہب ذکر کردہ و گویند روزی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پشت بر آفتاب نشستہ بود لیلی مذکور از قفای آنحضرت در آمد و مشتی بر پشت وی زد و فرمود کیست این اکلہ الذئب یعنی بخورد او را اگر گرگ گفت منم دختر خطیم و مدائح پدر خویش بر ہم شمرد و گفت آمدہ ام کہ نفس خود را بر تو عرض کنم فرمود ترا خواستم بزنی برای خود پس لیلی نزد قوم خود باز گشت و ایشان را ازین امر خبر دار گردانید گفتند بدکاری کہ کردی تو زنے غیوری و او زنان بسیار دارد از غیرت خواہی سوخت و سخنان خواہی گفت کہ وے بقہر رود بر تو دعای بد کند و دعای او مستجاب ست برود و طلب فسخ نکاح کن پس باز گشت نزد آنحضرت و طلب فسخ نمود پس آنحضرت نکاح را فسخ کرد و آن زن شوہر دیگر گرفت و فرزندان حاصل کرد روزی در بستانی از بساتین مدینہ غسل میکرد ناگاہ گرگے بروی حملہ کرد او را پارہ پارہ ساخت و دیگری سنا یا سبایا ہمانست سلب سلمیہ گویند کہ چون آنحضرت او را بخواست و آن خبر بوے رسید از شادی ببرد و روایتی است کہ مردی از بنی سلیم نزد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آمد و گفت یا رسول اللہ مرا دخترے است بس صاحب جمال و بزرگ مناسب نیست کہ در پیش کسی دیگری بود

بستر بیرون آمد آنحضرت به سوی ما و فرمود یا اسید بپوشان او را و دو جامه در بر سان او را با اهل او
و تکبیر کردن این زن و تسمیه کردن خود را بآنکه بجهت آن بود که پدر او نعمان بن ابی الجون پیشوا و سردار
اهل کنده بود و در بعضی روایات آمده است که زنان پیغمبر صلی الله علیه وسلم تعلیم کردند او را
که چون آنحضرت بخواند تو را پیش خود و دست اندازی کند ترا بگو اعوذ بالله منک که خوش می آید
این کلمه آنحضرت را و بود این زن از جمله زنان دیرسیدند که غالب آمد بر ایشان و چون گفت
ناخوش گفت ناخوش آمد آنحضرت را و طلاقش داد و فرستاد او را بسوی اهل او و نام می نهاد
این زن خود را به بدبخت و بعضی گویند نام این زن امیمه بود و بعضی گفته امام و در روایتی آمده که آنحضرت
ابو اسید ساعدی را فرستاد تا اسماء را بمدینه آورد و از جمال او بمدینه شهرت یافته بود زنان بتفرج
او آمدند و امهات المومنین زنی را آموخته بودند که باوی بگوید تو دختر ملوکی اگر خواهی که نعمتی پیش
ازین شوهر داشته باشی چون با تو خلوت کند بگو اعوذ بالله منک که ترا بسیار دوست خواهد داشت
در روایتی آنکه چون دیر انزد آنحضرت آوردند زنان بروی بسیار رشک بردند و در صورت آنحضرت
شفقت و مهربانی خود را آورده باوی اختلاط کردند عایشه باحفصه گفت که تو او را احتمای بندی
و من موی سرش شانه می کنم آنگاه بوی آن حرف گفتند که چون آنحضرت خلوت کند با او بگوید
اعوذ بالله منک چون آنسرور با وبخانه در آمد و پرده فرو گذاشتند و خواست که با و مباشرت کند
گفت اعوذ بالله منک حضرت از نزد وی برجست و فرمود لقد عذت بعظیم بپناه جستی به بخیر و باهل
خویش ملحق شو و ابو اسید را گفت تا او را بقبیله اش برد بعد ازان آنحضرت را خبردار کردند که
که زنان این چنین مکر در حق وی انگیخته بودند فرمود انهن صواحب یوسف وان کیدکن عظیم
اکنون آمدیم بآنکه آنچه مکر و فریب است و آنچه زیان کاری و بداندیشی در حق غیر است که هیچ گناهی
نور زیده و خطائی نکرده جوابی میگویند که این بحکم طبیعت بشری ست و مقتضای غیرت محبت است
و ناشی است از غایت محبت آنحضرت که نمی خواهند که دیگرے دران شریک باشد و معنی غیرت
همین ست که نمیخواهد که محبوب وی ازوی جدا شود و برای دیگرے باشد مثلا یک کسی مالی دارد و بالفعل
دارد چند کس شریک اند دران دیگرے را نباشد آنرا از ایشان بستد یا شریک گردد و ایشان دفع وے
کنند چه لازم می آید و زنان جبر و اکراه نکردند او را بران ایشان گفته باشند او چرا گفت دین معنی

احوال شریف اوست وتعلق بدان جناب دارد همه مفید ونافع وموجب ذوق ولذت انـ پس
یکی جاد ختر ضحاک کلابیه بود که دبیارا اختیار کرده ودر آخر کار حال او بجای رسید که استخوان خرما
دبروایتی سرگین بر پیچید شخصی بر سر او رسید وپرسید کیست این سر بالا کرده گفت انا الشقیة ا
اختارت الدنیا علی الله ورسوله وی آن بدبختی است که اختیار کرد دنیارا بر خدا ورسول وے
ویکی اسماء کند بکه در جامع الاصول او راجویه گفته ودر مواهب لدنیه گفته اسماء بنت النعمین بن
ابی الجون بضم بفتح الجیم الکندیه الجونیه وگفته اند کما تفاق است بر آنکه رسول خدا صلی الله علیه وسلم
او را تزوج کرد واختلاف کرده اند در سبب مفارقت او مرا ورا پس گفته اند قتاوه وابو عبیده
که آنحضرت صلی الله علیه وسلم چون خواند او را بسوی خود وفرمود بیا نزدیک من آبا آورد آن زن
وسرکشی کرد وبعضی گفته اند که گفت آن زن پناه می جویم بخدا از تو فرمود پناه جستی تو به پناهی بزرگ
وبتحقیق پناه داد ترا خدا یتعالی الحقی باهلک لهم بشئو وبچسپ بکسان خود واین کلمه آنست که بنیت
طلاق می گویند در جامع الاصول در همین قصه بنت الجون این چنین آورده نخست از عایشه رض
آورده که گفت که ابنة الجون در آمد بر رسول خدا صلی الله علیه وسلم وگفت اعوذ بالله منک
پس گفت آنحضرت بتحقیق پناه جستی تو به عظیم لاحق شو باهل خود اخرجه البخاری وازروایت
نسائی اینچنین آورده که کلابیه چون در آمده بر نبی صلے الله علیه وسلم الحدیث از حضرت عایشه رض
همین مقدار روایت میکند که او گفت یعنی از پیش خود گفت وکسی دیگر نیا موخت او را
دیگر چه میباشد وحسن ظن بر عایشه چنانست که ایشان داخل این تعلیم نباشد واز ایشان
این قصه غریبه صادر نشده باشد والله اعلم از حدیث ابی اسید اینچنین آورده که گفت بیرون
آمدیم با پیغمبر صلی الله علیه وسلم تا رفتیم بسوی حایطی که گفته میشد او را شوط وانتهی شدیم
بحایط پس گفت رسول خدا صلی الله علیه وسلم بنشینید اینجا واورده شد جونیه را و
فرمود آورده شد در نخلستان که آنجا بود دبود باوی دایه وی که سواره آمده بود بران پس چون
در آمد آنحضرت صلی الله علیه وسلم بروی فرمود مهیا ساز نفس خود را برای من گفت آیا
مهیا سازد ملکه نفس خود را بر مردم فرومایه ودراز کرد آن حضرت دست شریف خود را تا بگیرد دست
او را وساکن گردد وی گفت اعوذ بالله منک فرمود پناه جستی تو به پناه گاهی عظیم

که نوبت من بود رسول خدا از پیش من بیرون رفت برخاستم و در را بستم بعد از لحظه آمد و در
برو نگشودم سوگند داد مرا که در بگشای گفتم یا رسول الله در شب نوبت من بخانه دیگر زنان
میروی فرمود چنین نکردم ولیکن بقضای حاجت رفته بودم و از ظاهر این حدیث معلوم میگردد
که قسم و رعایت آن بر رسول خدا واجب بود که میمونه طلب آن کرد و برنجید و حضرت عذر خواهی
نمود چنانچه مشهور است در مذهب شافعی و مذهب حنفیه آنست که آنحضرت رعایت آل را بر سبیل
کرم و تفضل میکرد و چنان و چندان میکرد که گویا واجب است و میگویند که میمونه آن زنی است
که نفس خود را به پیغمبر صلی الله علیه وسلم بخشید چون خبر خواستگاری حضرت و را بنزد او رونده بر شتر
سوار بود و گفت شتر و آنچه بر شتر است از خدا و رسول است این آیه نازل شد و امرأة مؤمنة ان
وهبت نفسها للنبی الآیه و این از خصائص آنحضرت است چنانکه در آخر آیه فرمود خالصة لک
من دون المؤمنین و قولی آنکه زنی که نفس خود را بحضرت بخشید زینب بنت خزیمه است پوشیده
نماند که نکاح او را حق تعالی بر آسمان بسبب بخشیدن وی خود را چه معنی دارد ظاهر امر او بهبه عدم
الزام صحیح است و بر قولی زینب بنت خزیمه و بعضی گویند زنی دیگر بود از بنی عامر امر شریک الفریسیة
العامریه باسم وی غزیه بضم غین معجمه و فتح زای و تشدید تحتانیه بنت جابر بن عوف عامر بن لوی
بود و بعضی گفته بنت داؤد بن عوف و قیل غیر ذلک نفس خود را که بخشید پس قبول نکرد آنحضرت
او را و تزوج ننمود و الله اعلم مرویات میمونه رضی الله عنها هفتاد و شش حدیث از انجمله هفت
متفق علیه و یکی فرد بخاری و مسلم و تمه در سائر کتب است **وصل** این یازده زن است که
آنحضرت صلی الله علیه وسلم ایشان را خواسته و با ایشان زفاف فرموده و از بعضی از ایشان
اولاد بوجود آمده و از انجمله خدیجه و زینب بنت خزیمه در حیات آنحضرت از دنیا رفته و باقی بعد
از حضرت وفات یافته و جماعه دیگر از نساء اند بسبت یازده که بعضے را تزوج نموده و زفاف
نکرده و پیش از دخول مفارقت فرموده و بعضے را خطبه کرده خواستگاری نموده اما تزوج نکرد
و بعضی از ان تزوج کرد و در وقت تخییر که یا ایها النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوة الدنیا
و زینتها الآیه از جمله نکاح بدر رفتند و علما جمله از ان دیگر کرده اند و بعضے در مقام استیفا آمده
اند و ما آنچه قصه غریب با نکته عجیب که مفید و نافع داشت ذکر کردیم اگرچه ازین مبحث که ذکر

وصل در ذکر ازواج مطهرات آنحضرت ﷺ که طلاق داد و زفاف نکرد ۱۲ ۱۲ ۱۲

رضی اللہ عنہ کہ دیگر دختر او را کہ ام الفضل نام داشت و ہند را غیر از حارث پدر میمونہ شوہرے
دیگر بود عمیس خثعمی و از و نیز دختران داشت یکے دختر اسماء بنت عمیس زن مشہور بہ صاحب حسن
و جمال کہ او را جعفر بن ابیطالب داشت و بعد از جعفر ابوبکر صدیق گرفت و بعد از صدیق علی مرتضی
خواست و اسماء را از ہمہ این ازواج فرزندان شد از جعفر عبد اللہ بن جعفر و از ابوبکر محمد بن ابوبکر
و از علی عون بن علی و دختر دیگر داشت زینب بنت عمیس کہ در تحت حمزہ بن عبد المطلب کہ
عمارہ بنت حمزہ از وی بود کہ او را بحق خصانت بجعفر سپردند کہ خالۂ او کہ اسماء بنت عمیس زن جعفر بود
و دخترے دیگر سلمی بنت عمیس کہ او را اسد اد بن الہاد خواست و زنان خثعم ہمہ صاحب حسن
می باشند این جماعت داماد ان ہند ام میمونہ بودند دختران چہار بودند و دامادان شش ولید
بن مغیرہ والد خالد بن الولید نیز داماد او بود او را نشمردند زیرا کہ مشرک بود و نام والدۂ خالد
لبابہ بضم لام بنت الحارث اخت میمونہ بنت الحارث زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم و این را
لبابہ صغری گویند و بنت ام الفضل کہ نام او نیز لبابہ است لبابہ کبری و میمونہ در زمان جاہلیت
زن مسعود بن عمر ثقفی بود و میان ایشان مفارقت افتاد بعد از وی زن ابو رہم بضم را و سکون ہا
یا غیر او بود اختلاف دران و بعد از واج او را حضرت خواست در ذی القعدہ سال ہفتم از
ہجرت در عمرۃ القضا و غرائب اتفاقات آنکہ نکاح میمونہ در سرف و موت وی رضی اللہ عنہا
در یک موضع واقع شدہ کہ آنرا سرف گویند بفتح سین و کسر را بردہ میل از مکہ و الآن در مقبرہ وے
عمارتے است افتادہ در نہیجا و در روایت است کہ آنحضرت در وقت تزوج میمونہ محرم بود یا حلال
و ازین جاست اختلاف علماء در نکاح محرم و در مذہب ما جائز است و در تزویج یکے ازین دو
روایت و تحقیق این کلامی است کہ در اصول فقہ مذکور است و وفات میمونہ در سنہ احدی و خمسین
بقول اشہر و بقولے در احدی و سنین و در ثلث و سنین یا ست و سنین نیز گفتہ اند اقوال است
و برین قول آخر زنے کہ از زنان آنحضرت فوت شدہ میمونہ بود مشہور آنست کہ ام سلمہ و بعضی
گفتہ اند کہ موت میمونہ در ثمان و ثلثین بود در زمان خلافت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ و وے
آخر از واج آنحضرت است کہ بعد از وی تزوج نکردہ و نماز گذارد بر وی ابن عباس کہ خواہرزادۂ
وست و در آمد در قبر وی و دیگر خواہرزادہ ہا از میمونہ رضی اللہ عنہا مروی است کہ گفت شبی از شبہا

گریۂ تو چیست گفت بمن رسید که عایشہ وحفصہ مرا ایذا می کنند و می گویند که ما بہتریم از صفیہ
کہ ما را شرافت نسب پیغمبر است حضرت فرمود چرا نمی گوئی کہ چگونہ شما بہتر از من باشید
وحالانکہ پدر من ہارون وعم من موسیٰ است واز عایشہ رضی مروی است کہ نوبتے با پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم در سفرے بودیم شتر صفیہ خستہ شد واو از راہ رفتن واماند وزینب را شتر
زیادتی بود حضرت با زینب فرمود شتر صفیہ خستہ شدہ است اگر شتری بوی دہی چنانکہ
بمنزل رسد زینب گفت باین یہود یہ چیزے ندہم آنحضرت ازوی بقہر گرفت ودو ماہ یا کمتر
ترک وے گرفت چنانکہ درین مدت نزد وی نرفت این چنین بود سیاست وتادیب آنحضرت
امہات نسا را اگر بابعضی از ایشان محبت زیادہ داشت اما در حق رعایت ہیچ کدام نکردے
نقل است کہ چون صفیہ بمدینہ رسید زنان انصار آوازۂ حسن وجمال او را شنیدہ بودند
بہ تفرج پیش او رفتند وعایشہ صدیقہ نیز در جامۂ پوشیدہ ونقابی بر روی خود فرو گذاشتہ
بناشناخت میان زنان آمد تا صفیہ را ببیند رسول صلی اللہ علیہ وسلم او را بشناخت چون
بیرون میرفت از عقب وی بیرون رفت واو را دریافت وچادر وی بگرفت وفرمود ای حمیرا
صفیہ را چگونہ دیدے گفت یہودیہ میان یہودیات نشستہ بود فرمود ای عایشہ چنین مگوئی
کہ وی مسلمان شدہ وحسن الاسلام گشتہ است ونقل ست کہ در مرض موت حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم امہات مومنین پیش وی مجتمع بودند صفیہ گفت یا رسول اللہ بخدا سوگند
دوست میدارم کہ این مرض ترا است مرا بودی پس زوجات با دیگر غمز کردند وآنسرور
بر انوا قف شد وبسیار ناخوش آمدش واظہار کراہیت کرد ازان فرمود بخدا سوگند کہ
وی درین دعوی صادق است ووفات صفیہ در سال سی وشش بود وبقولے در سال
پنجاہ ودو وبقولے پنجاہ وپنج وبقولے در خلافت عمر بود وعمر بر جنازۂ او نماز کرد ومرویاتش
دہ حدیث است از انجملہ یک حدیث متفق علیہ وباقی در سائر کتب است میمونہ بنت الحارث

میمونہ بنت الحارث

عامریہ ہلالیہ مادر وے ہند بنت عوف از قبیلہ حمیر وقولے آنکہ از قبیلہ کنانہ بود ونام میمونہ
نیز برہ بود وآنحضرت او را تغیر بمیمونہ داد از یمن بمعنی برکت وہندہ مادر میمونہ داماد آن داشت
کہ ہیچ زنے نداشت زیرا کہ یک داماد آنحضرت بود کہ میمونہ را داشت ودامادے دیگر حضرت عباس رض

خیبر مذکور شد و آورده اند که صفیه را چون در حضور اشرف آوردند آنحضرت فرمودند تا بخیمه
بردندش آنگاه خود بآن خیمه تشریف آورد و صفیه را چون آنسرور را دید بر خاست و فراشی که بران
نشسته بود برداشت و برای آنحضرت بسط کرد و خود بر زمین نشست حضرت فرمود ای
صفیه پیوسته پدر تو با من عداوت میورزید تا خداوند تعالی او را هلاک گردانید گفت
خدای تعالی هیچ بنده را بگناه دیگری نمی گیرد سید عالم صلی الله علیه وسلم او را مخیر گردانید
میان آنکه آزادش کند و بقوم خود ملحق گرداند و میان آنکه اسلام آورد و حضرت او را بخواهد
صفیه بسیار حلیمه و عاقله بود گفت یا رسول الله آرزوی اسلام دارم و تصدیق تو کرده ام
پیش از انکه دعوت کنی اکنون در منزل تو آمده مرا میان کفر و اسلام مخیر میگردانی والله
که خدا و رسول خدا احب اند نزد من از آزادی و لحوق بقوم خود و مانا نکه مقصود آنحضرت امتحان
حال و اختیار عقل و صدق طلب او بود بحقیقت تخییر میان کفر و اسلام پس آزادش
کرد و عقد نسبت و اعتاق او را صداق او ساخت و چون آنحضرت کوچ کرد راحله آنحضرت
آوردند که بران سوار شود پای مبارک بر راحله نهاد تا صفیه قدم خود را بران وی نهاد سوار
شد صفیه ادب نگاه داشت که پای بر زانوی آنحضرت نهد پس زانوی خود را بر آنحضرت
نهاد و سوار شد او را ردیف خود گردانید و پرده بست و گویند یکباری شتر آنحضرت
لغزید آنحضرت و صفیه هر دو بر زمین آمدند اما هیچ یکے از مردم را نظر نیفتاد نه بروے
و نه بر آنحضرت پس برخاست آنحضرت بایستاد و ستر کرد صفیه را و جمله از احوال وی رضی الله
عنها در غزوهٔ خیبر مذکور شده است و چون زفاف کرد بوی امر کرد صحابه را تا هر کس هر چه
دارد توشه حاضر آرد پس حیسی ساختند که ببرکت آنحضرت و اعجاز وی صلے الله علیه وسلم
همه مردم شکم سیر شدند و لیمه صفیه را نزد حضرت عزتی و شانی بود آنحضرت را با وی عنایت و رعایت
بسیار بود و عایشه رضی الله عنها از وی غیرتے هم میبرد آورده اند که روزے عایشه رضی الله عنها
صفیه را حضرت گفت بس است ترا از صفیه که وے چنین و چنین است یعنی قصیر الخ
فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم بتحقیق گفتے تو اے عایشه کلمه که اگر آن را در دریا اندازند
دریا متغیر شود و مردی است که آنحضرت نوبتی بر صفیه در آمد که وے میگرید پرسید سبب

دینار از ذہبا پستر ریخت دینار ہا را پیش قوم پس تکلم کرد و خالد بن سعید کہ وکیل ام حبیبہ بود
گفت الحمد للہ احمدہ و استعینہ و استغفرہ و اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان
محمدا عبدہ و رسولہ ارسلہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون اما بعد
فقد اجبت الی ما دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و زوجتہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان
فبارک اللہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سپرد نجاشی دنانیری را البوی سعید بن
خالد پس قبض کرد آن را پستر خواستند کہ برخیزند گفت نجاشی بنشینید زیرا کہ سنت انبیا
است کہ خوردہ شود طعام در مجلس تزویج پس طلبید نجاشی طعامی را پس خوردند و متفرق
شدند کذا فی المواہب و بود ابو سفیان پدر ام حبیبہ در نکاح او بمکہ مشرک محارب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و معاملہ وی با پدرش ابو سفیان کہ در حالت کفر بعد از صلح
حدیبیہ بمدینہ آمد تا مدت صلح پدید گرداند و پیش آمد نزد ام حبیبہ رفت و خواست کہ بر فراش
رسول اللہ بنشیند ام حبیبہ برداشت و گفت این فراش طاہر مطہر است و تو ملوثی بنجاست
شرک مشہور است و حکایات دیگر ہم ہست متعلق تزویج نجاشی او را کہ سابقا گذشت و در ذکر
وقائع غزوۂ خیبر مذکور شدہ است و گویند کہ چون وقت وفات ام حبیبہ رسید بعایشہ رضی اللہ عنہا و ام سلمہ رضی اللہ عنہا گفت مرا حلال کنید کہ میان زنان یک شوہر گفت و گوی میباشد ہر چہ از من نسبت باشما واقع شدہ باشد عفو کنید ایشان گفتند خدای تعالے ما را و ترا بیامرزد حلال کردیم و عفو نمودیم گفت شادمان ساختید مرا خدا تعالے شما را شادمان گرداند و بود ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پاکیزہ ذات و حمیدہ صفات و جواد و عالی ہمت و وفات وے در سال چہل یا چہل و چہارم از ہجرت در مدینہ بود بقول صحیح و بقولے در شام و مرویات وے در کتب متداولہ شصت و پنج حدیث از انجملہ دو حدیث متفق علیہ و در مسلم یک حدیث و تمام در سائر کتب مروی است

ذکر صفیہ رضی اللہ عنہا ام المومنین

صفیہ بنت حیی بن اخطب از بنی اسرائیل از سبط ہارون بن عمران از قبیلہ بنی النضیر بود وی نخست در سلام بن مسلم بود و چون میان ایشان جدائی افتاد زن کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق شد و کنانہ در حرب خیبر بقتل رسید و بعد ازان چون در فتح خیبر بدست آمد صفیہ را حضرت از جملہ سبایا بہت خاصۂ خود اختیار کرد و آزاد کردہ تزوج نمود و تمامی این قصہ بتفصیل در غزوۂ

وبقولے صداق وی آزادگی اسیران بنی المصطلق راساخت وبود وی رضی اللہ عنہا بیست
سالہ صحابۂ عظام چون برحقیقت حال اطلاع یافتند باہم گفتند نشاید کہ اقربا وحرم
سید کائنات کہ اصہار اویند بذل اسر وقید رقیت ماگرفتار باشند پس ہمہ راآزاد کردند و
ویند مجموع اسارای بنی المصطلق صد نفر بیشتر بودند ہمہ ازین قید آزاد شدند عائشہ
رضی اللہ عنہا گوید ندانم ہیچ زنی راکہ خیر وبرکت او بزرگ تر از جویریہ باشد ومی آرند از جویریہ
کہ گفت پیش از رسیدن آنحضرت برقبیلہ ما در واقعہ دیدم کہ گویا ماہ از جانب یثرب
سر میکند ومی آید تادر کنار من می افتد واینواقع راباہیچ کس نگفتم ومانخواب خود بیدار
بودم تاتعبیر آن دیدم وشد آنچہ شد والحمد للہ وفات جویریہ رضی اللہ عنہا در مدینہ در سال
پنجاہ یا پنجاہ شش وعمر وی شصت وپنج سال نگذارد بروی مروان کہ از قبیل معاویہ
در مدینہ حاکم بود مرویاتش در کتب معتبرہ ہفت حدیث است صحیح دو در بخاری ودو در
صحیح مسلم وتتمہ در باقی کتب مرویست ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس
بن عبد مناف ونام او رملہ وبقولے ہند ومادر او صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس
عمۂ عثمان بن عفان بن ابی العاص وام حبیبہ اول زوجۂ عبد اللہ بن جحش برادر عبد اللہ بن جحش اسدی بود
در اوائل حال مسلمان شدند وبجانب حبشہ ہجرت کردند ہجرت دمانیہ واورا از عبد اللہ دختر
شد حبیبہ نام وبآن کنیۃ شد وبعد ازین عبد اللہ بن جحش مرتد گشت وبدین نصرانیت رجوع
کرد وبر شرب خمر او مان نمود تا ہمدرین کار بمرد ام حبیبہ میگوید کہ در واقعہ دیدم کہ شخصی باہن
خطاب میکند کہ یا ام المومنین تعبیر واقعہ بآن نمودم کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
مرا خواہد خواست پس آنحضرت عمرو بن امیہ ضمیری را بنجاشی فرستاد کہ ام حبیبہ را برای او
خطبہ نماید ونکاح کند پس ام حبیبہ خالد بن سعید بن العاص راکہ در حبشہ بود وکیل
ساخت وجعفر بن ابی طالب وہر کہ از مسلمانان در حبشہ بودند حاضر آمدند پس خطبہ خواند نجاشی

الحمد للہ الملک القدوس السلام المومن المہیمن العزیز الجبار واشہد ان لا الہ الا اللہ وان
محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون
اما بعد فقد اجبت الی ما دعی الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد اصدقتہا اربعمائۃ

واقع شده وتلافی باعمال دیگر از خیرات نیز حاصل می شود وبعضی گفته اند اگرچه این روز را
عظیم فاضل گردانیده اند باوجود آن متقصر بران تعظیمات باید دانست که در شرع وارد شده است
وزیاده بران از پیش خود مبالغه نباید کرد تا موهم فضل بجمیع وجوه نگردد وسبب تجاوز از حد نشود وبه
تشبه به یهود ونصاری نگردد که تعظیم روز معین نکنند که شنبه ویکشنبه است ونیز روز جمعه
روز عید است چنانکه در حدیث واقع شده است پس روزه دران مناسب نباشد تخصیص نامناسب
تر ست گفت بنده مسکین عفا الله عنه که این نهی ارشاد است بآنکه بنده باید که همیشه مشغول
بعبادت مولی باشد تخصیص شب جمعه بقیام مثلاً چیزی نیست واز امام مالک منقول است
که گفت نیافتم ما از علماء آنها را که دریافتم ایشان را که قائل باشند بکراهت روز جمعه تنها وامام
نووی گفته است که احادیث صحاح در نیباب وارد شده است واگر بشما نرسیده باشد چه
توان کرد وبعد از وجود حدیث صحیح نفی آن اعتبار ندارد والله اعلم سخن دراز افتاد که باحوال
ام المؤمنین جویریه باز گردیم بدانکه خواستن آنحضرت صلی الله علیه وسلم جویریه را رضی الله
عنها در غزوهٔ مریسیع بود که در شعبان سال پنجم از هجرت در اثناء مراجعت ازان غزوه بخواست
واز عایشه صدیقه رضی الله عنها منقول است که گفت جویریه بنت الحارث زنی بود بسیار
شیرین وملیح وصاحب حسن وجمال هرکه اورا بدیدی فریفته وی شدی دران غزوه بعد از
جنگ وقسمت غنائم وسبا یارسول صلی الله علیه وسلم بر سر آبی پیش من نشسته بود ناگاه
جویریه پیدا شد آتش غیرت در من افتاد که مبادا آنحضرت بوی میل کند وه در سلک ازواج
خودش در آرد چون جویریه آمد از اول سخن وی همین بود یارسول الله مسلمان آمده ام اشهد
ان لا اله الا الله وانک رسوله ومن دختر حارث بن ابی ضرارم که سید وپیشوای این قبیله بود
اکنون بدست لشکر اسلام اسیر م ودر سهم ثابت بن قیس افتاده ام ووی مرا مکاتب
گردانیده است بمالی که طاقت آن ندارم امیدوارم که مرا اعانت فرمائی که ادای نجم کتابت
وی توانم کرد فرمود چنین کنم وازین بهتر با تو کنم گفت یارسول الله ازین بهتر چه خواهد بود فرمود
نجم کتابت ترا بدهم وترا بزنی در حبالهٔ نکاح خود در آرم پس نزد ثابت بن قیس کسی فرستاد
نجم کتابتش تسلیم وی نمود وبعد از اعتاق نکاحش کرد وچهار صد درهم مهری ساخت

وا ینجا وجه وفع تزکیه نگفته وظاهر آنست که در هر دو وجه میرود و وجهی دیگر هست که در نهی از تسمیه
بفلاح مانند آن گویند و گفته اند که در ینجا نه فلاح نیست اینوجه نیز در تعبیر اسم بره جاری است و بود
وی رضی الله عنها متعبده و ذاکره آورده اند روزی آنحضرت صلی الله علیه وسلم بعد از نماز صبح از نزد
جویریه بیرون رفت و وی در جای نماز خود نشسته مشغول بود و ذکر و تسبیح میکرد وقت چاشت آنحضرت
بر سر وی آمده فرمود از ان باز که من بیرون رفته ام تو هم بر ینحالی گفت نعم فرمود بعد ازان که من از نزد
تو بیرون رفتم چهار کلمه گفتم که اگر موازنه کنند بتمام آنچه تو درین وقت گفته هر آئینه راجح آید سبحان الله
وبحمده عدد خلقه ورضی نفسه وزنة عرشه ومداد کلماته گویا مقصود اصلی تعلیم این کیفیت است
تا این را نیز بوی ضم کنند و تنبیه بر آنکه کیفیتی درین کلمات است که مدلول آن زیاده بر کمیت است که
جویریه گفت والا شک نیست که ثواب عمل بر قدر تعب است مثلا اگر یکے بگوید اللهم صلی علی محمد الف
مرة و دیگرے هزار گرت بگوید اللهم صلی علی محمد یا هزار گوید اللهم صلی علی محمد وعلی آل محمد الف مرة
بیشک ثواب این زیاده بران باشد نعم اگر کیفیتی باشد کامل وشامل در غایت مبالغه وکشف
گردد بر قائل حقیقة آن واز روی حقیقت گوید چنانکه از انحضرت صلے الله علیه وسلم آن دیگر است
چنانکه واقع شده است که سبحان الله والحمد لله ملاء ان ما بین السموات والارض ومنکشف
گردد بروے حقیقت وتنزیه وتقدیس وتحمید الهی که پر کرده است آسمان وزمین را نه مجرد
بقوة وتکلم بدان وفضل خدا واسع است اگر بر مجرد لفظ این ثواب بخشد قادر است فافهم والله
اعلم وآورده اند که آنحضرت صلی الله علیه وسلم روز جمعه بر جویریه رضی الله عنها در آمد و او روزه دار بود فرمود
وی روز روزه داشته گفت نی فرمود داعیه داری که فردا روزه دار باشی گفت نی فرمود پس
افطار کن وازین معلوم میشود که روز جمعه تنها روزه داشتن مکروه است وهمین است مذهب
علمائے در حدیث صحیح متفق علیه که از ابی هریره آمده لا یصوم احدکم یوم الجمعة الا ان یصوم قبله
او بعده وبعضے از علماء در توجیه آن گفته اند که تا روزه داشتن سبب ضعف بدن وکسر قوت
نگردد واز اقامت وظائف واوراد جمعه باز ندارد چنانکه در رخصت افطار روزه عرفه مر ضعفا را
گفته اند واینوجه ضعیف است وبا روزه داشتن روز سابق ولاحق مناسبتے ندارد چه آن مضعف تر
وقوت را شکننده تر است وگویند آن برای تلافی وجبر نقصانی ست که در وظائف واوراد

تزلزلات مفسرین شمرده اند این قصه را و قصهٔ یوسف را که در خلوت باز لیخا کرد و همچنین قصهٔ داؤد
با اوریا و قصهٔ سلیمان در گم شدن انگشتری همه آن نزد محققین متروک و محظور است و از طریقه صدق
و سداد و ادب و درست و فضائل زینب رضی الله عنها بسیار است آورده اند که روزے عمر رضی الله
عنه با وی بجهت آنکه بحضرت سخنی سخت گفته بود درشتی کرد و گفت چرا این چنین سخنے بحضرت گفتے
آنحضرت فرمود صلی الله علیه وسلم ای عمر بگذار او را بدرستی وی اواهیه است مردی حاضر دل
پرسید او را چیست فرمود الخاشع فی الدعاء المتضرع الی الله بعد ازان این را بخواندان ابراهیم
لاواه حلیم پس او را درین صفت بمرتبهٔ خلیلی مخصوص گردانید و از عایشه صدیقه می آرند که گفت ندیدم
من هیچ زنے را بیشتر در فعل خیر و بیشتر در صدق و پیوند کنندهٔ ترحم او را باز زندهٔ تر نفس خود را
در هر چیزے که تقرب کند بسوی خدا از زینب و از زینب منقول است که بحضرت میگفت مرا چند فضل
است که هیچ کدام از زنان ترا نیست یکی آنکه جد من و تو یکی ست دیگر نکاح من در آسمان
واقع شد دیگر آنکه دران قصه جبرئیل سفیر و گواه بود و صحبت پیوسته از عبد الله بن عمر که رسول صلی الله
علیه وسلم روزی با زنان خود گفت اطولکن یدا اسرعکن لحوقا بی یعنی آن کس که از شما دست او
دراز تر است از دست دیگران بمن زود خواهد رسید یعنی بعد از رفتن من از ینعالم از همه شما بیشتر
خواهد بود وفات یابد و بمن ملحق شود پس امهات مومنین نی پاره ها برداشتند و دستهای خود را
با آن پیمودند تا بدانند که دست کدام از ایشان دراز تر است و دیدند که دست سوده بنت زمعه
دراز تر است و چون بعد از حضرت زینب وفات یافت دانستند که مراد از طول کثرت صدقه بود
چه زینب بدست خود کار میکرد و صدقه میداد و مروی است که چون خبر فوت او بعایشه رسید گفت
زینب حمیدة مفیدة مفزع التیامی والارامل و چون وفات یافت عمر بن الخطاب بروی نماز گذارد
و فرمود تا ندا کردند تا اهل مدینه بنماز مادر خود حاضر شوند و در بقیع مدفون گشت و مشهور آنست که وفات
وی در سال بستم از هجرت بود و بعضے گفته اند که در سال بست و یکم و عمر وی پنجاه و سه سال بود و روایت
یازده حدیث از انجمله متفق علیه دو حدیث و نه دیگر در سائر کتب جویریه بنت الحارث بن ابی ضرار
نام او نیز در اصل برده بود و پیغمبر صلی الله علیه وسلم تغییر بجویریه داد برای این عارب میگویند گویا
که مکروه داشت این را که گویند از نزد برده برآید و تغییر این اسم برده در زینب بنت جحش نیز بود

برای من خواستگاری کن و حکمت در تخصیص زید باین کار آن گفته اند که مردم گمان نبرند که عقد بر سبیل قهر واقع شده بی رضای زید و معلوم گردد که در دل زینب باقی نمانده و باین معنی خوشنود است و بتشبث زید بر ایمان و طاعت فرمان خدا و رسول خدا را و در رضای زینب او بحکم الٰہی نیز مقرر و موکد گردد که محل نازک ست القصه زید بموجب فرموده از سر صدق و اخلاص روان شد زید میگوید چون بخانهٔ زینب آمدم در چشم من چنان بزرگ نمود که نتوانستم در وی نگاه کرد پس پشت بجانب در خانه کردم بطریق قهقری بسوی او رفتم و گفتم بشارت باد ترا که رسول خدا مرا بر تو فرستاده تا ترا برای او خواستگاری کنم زینب گفت جواب این سخن هیچ نمی توانم گفت تا مشاورت کنم پروردگار خود را عزوجل پس برخاست و بمسجد گاه رفت و سر بسجده نهاد و عرض نیاز بحضرت بی نیاز کرد و در بعضے روایات آمده که دو رکعت نماز بگذارد و بسجده رفت آنگاه این مناجات کرد خداوندا پیغمبر تو مرا خواستگاری می نماید اگر من شایستهٔ اویم مرا بزنی ده بوی فی الحال دعای او مستجاب گشت از ینجا معلوم میشود که زینب را در درگاه صمدیت قربے خاص و توجهی مخصوص بود رضی الله عنها و این آیت نازل شد فلما قضیٰ زید منها وطرا زوجنکها کیلا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائهم اذا قضوا منهن وطرا و آثار وحی بران پیدا شد و بعد از لحظه متجلی گشت سرور عالم صلی الله علیه وسلم متبسم شد و میگفت کیست که بزینب رود و او را بشارت دهد حقتعالے او را بزنی من داد و آیهٔ منزله بخواند سلمی که خادمه حضرت بود دوید و زینب را بشارت داد و مژدگانی زیوری که بروے بود بسلمی داد و سجدهٔ شکر بجای آورد و نذر کرد روزه دارد و ماه روزه دارد و مروی ست که برسول صلی الله علیه وسلم بخانهٔ زینب رفت در حالیکه وی سر برهنه بود گفت یا رسول الله بخیط بده و بے گواه حضرت فرمود الله المزوج وجبرئیل الشاهد پس طعام ولیمه ترتیب نمود و مردم را از نان و گوشت سیر گردانید آنچنانکه برای هیچ زن دیگر نکرد و در طعام آن معجزه ظاهر شد و در نکاح زینب مردم را از عادت جاهلیت برآورد و شرعی خاص وضع نمود چنانکه فرمود لئلا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیائهم و شریعت حجاب نیز درین قصه وارد شد و این قصه بر نهجی که مذکور شد نزد محققین اهل سیر معتبر و مقرر است و بعضے اهل سیر و اهل تفسیر و تواریخ این قصه را بر نهجی ذکر کرده اند که موافق واقع و مناسب شان حضرت سید المرسلین صلی الله علیه وسلم است و محققین آن را

وی نخست زن زید بن حارثه بود زید او را طلاق داد و حضرت او را بخواست مجمل این حکایت
این ست و تفصیلش چنانکه در روضة الاحباب آورده آنست که آن سرور زینب را برای زید خواستگاری
نمود زینب ازین ابا آورد و سر باز زد چه صاحب جمال بود و دختر عمه آنحضرت بود صلی الله علیه وسلم
و در وی حدتی و تندی بود و مشابه تعظیم و تکبر گفت یا رسول الله من زید را نمی خواهم زیرا که وی غلامی ست
آزاد کرده و برادر زینب عبد الله بن جحش نیز درین ابا آوردن با خواهر متفق بود و چون آنحضرت او را پیش
از نبوت آزاد کرده و بفرزندی قبول نموده بود و لطف و عنایت بی اندازه در بارهٔ او مبذول داشته
فرمود فائده ندارد قبول باید کرد گفت یا رسول الله مرا مهلتی ده که درین باب تاملی کنم درین سخن بودند
که این آیه نازل شد وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی الله ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم و
من یعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبینا زینب و برادر او هر دو گفتند راضی شدیم ما را چه مجال که پا از خط فرمان
خود را در میان آریم و معصیت ورزیم پس حضرت او را بزید بزنی داد و مدت یکسال یا پیشتر زینب با زید
بود بعد ازان حق تعالی اعلام کرد که در علم قدیم چنین رفته است که زینب داخل زنان تو گردد پس میان
زید و زینب ناسازگاری پیدا شد و از زینب کج خلقی نسبت بزید ظاهر شدن گرفت تا بغایتی که
زید تنگ آمد و نزد آنسرور رفت و از زینب شکایت کرد و گفت یا رسول الله میخواهم که زینب را طلاق
دهم که با من بسیار تندخوئی میکند و زبانش بر من دراز گشته حضرت فرمود نگاه دار بر خود او را و از خدا
بترس ولیکن چون از حق تعالی معلوم کرده بود که زینب داخل ازواج وی خواهد بود خاطر
مبارکش میخواست که زید او را طلاق دهد ولیکن شرم داشت که او را امر کند بطلاق زینب و ازان
نیز می اندیشید که مردم گویند زن پسر خود را می خواهد اهل جاهلیت زن کسیکه پسرش بر میداشتند حرام
میدانستند همچون زن پسر صلبی و تواند که مراد از خشیهٔ ناس خوف ایمان ایشان باشد که مبادا شک
و تردد در ایمان راه یابد و در ورطهٔ هلاک افتند و گفتند که در امر بامساک زید زینب را مقصود اختبار
و امتحان زید بود تا معلوم کند که رغبت زینب در دل زید باقی مانده یا بالکلی متنفر گشته زید بار دیگر در مجلس
شریف آمده گفت یا رسول الله زینب را طلاق کردم این آیه نازل شد واذ تقول للذی انعم الله
علیه وانعمت علیه امسک علیک زوجک واتق الله وتخفی فی نفسک ما الله مبدیه وتخشی الناس
والله احق ان تخشاه منقول ست که چون عدت زینب منقضی شد آنحضرت زید را گفت برو زینب را

شاید زنان را برای طلب محبت شوہر جائز باشد و لہذا آنحضرت با ایشان نہ پیچید و جنبہ او سزای
مذاد و منعی و زجرے نکرد و ہمین مقدار گفت کہ زنان را کیدی و مکری میباشد و مکر ایشان عظیم است
چنانکہ در قرآن عظیم در شان زنان یوسف آمدہ است ان کیدکن عظیم فافہم واللہ اعلم
و امرأۃ دیگر بود ملیکہ بنت کعب و بقولی بنت داؤد نیشہ کہ پیش از دخول مفارقت کرد و بعضی گفتہ اند
کہ این بود استعاذہ کرد و بعضے گویند دخول کرد بوی و مرد نزد آنحضرت و قول اول صحیح تر است و
بعضے گویند کہ تزوج ہم نکرد و خواستگاری کردہ بود ندا ما نگرفتش کذا فی المواہب و در روضۃ الاحباب
می آرد کہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلوت کرد با وی و چون بر کند جامہ از وی سفیدی
دید از وی و متفرق شد و فرمود جامۂ خود را بپوش و با اہل خود ملحق شود در مواہب زنی از غفار
گفت و ذکر کرد این حکایت را دیگر شراف بفتح شین معجمہ و تخفیف را و بفا بنت خلیفہ کلبیہ خواہر دحیہ
کلبی تزوج کرد او را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس مرد پیش از دخول دیگر لیلے بنت الخطیم
و فتح خا و معجمہ و کسر طا و مہملہ اخت قیس تزوج کرد او را و بود این زن غیور پس طلب اقالہ کرد
ازان حضرت پس اقالہ کرد او را پس خورد او را دیت و بعضے گفتہ اند آنکہ ہبہ کرد نفس خود را ہمین
مقدار در مواہب ذکر کردہ و گویند روزی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بپشت بر آفتاب نشستہ بود
لیلی مذکور از قفای آنحضرت در آمد و مشتی بر پشت وی زد و فرمود کیست این اکلہ الذئب یعنی نخورد
او را گرگ گفت منم دختر خطیم و مدائح پدر خویش بر ہم شمرد و گفت آمدہ ام کہ نفس خود را بر تو عرض
کنم فرمود ترا خواستم بزنی برای خود پس لیلی نزد قوم خود باز گشت و ایشان را ازین امر خبر دار گردانید
گفتند بد کاری کہ کردی تو زنے غیوری و او زنان بسیار دارد از غیرت خواہی سوخت و سخنان خواہی گفت
کہ دے بقہر رود بر تو دعای بد کند و دعای او مستجاب ست برو و طلب فسخ نکاح کن پس باز گشت
نزد آنحضرت و طلب فسخ نمود پس آنحضرت نکاح را فسخ کرد و آن زن شوہر دیگر گرفت و فرزندان
حاصل کرد روزی در بستانی از بساتین مدینہ غسل میکرد ناگاہ گرگے بروی حملہ کرد او را پارہ پارہ
ساخت و دیگری سنا یا سبایا ہما بنت سلب سلمیہ گویند کہ چون آنحضرت او را بخواست و آن خبر بوے
رسید از شادی بمرد و روایتی است کہ مردی از بنی سلیم نزد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آمد و گفت
یا رسول اللہ مرا دخترے است پس صاحب جمال و بزرگ مناسب نیست کہ در پیش کسی دیگری بود

پستر بیرون آمد آنحضرت بسوی ما و فرمود یا اسید بپوشان او را و جامه و بر سان او را با اهل او
و تکبیر کردن این زن و تسمیه کردن خود را بلکه بجهت آن بود که پدر او نعمان بن ابی الجون پیشوا و سردار
اهل کنده بود و در بعضی روایات آمده است که زنان پیغمبر صلی الله علیه وسلم تعلیم کردند او را
که چون آنحضرت بخواند تو را پیش خود و دست اندازی کند تو را گو اعوذ بالله منک که خوش می آید
این کلمه آنحضرت را و بود و این زن از جمله زنان دیر رسیدند که غالب آمد بر ایشان و چون گفت
ناخوش گفت ناخوش آمد آنحضرت را و طلاقش داد و فرستاد او را بسوی اهل او و نام می نهاد
این زن خود را به بدبخت و بعضی گویند نام این زن امیمه بود و بعضی گفته اند امام و در روایتی آمده که آنحضرت
ابو اسید ساعدی را فرستاد تا اسماء را بمدینه آورد و از جمال او بمدینه شهرت یافته بود زنان بتفرج
او آمدند و امهات المومنین زنی را آموخته بودند که باو می گوید تو دختر ملوکی اگر خواهی که لختی پیش
ازین شوهر داشته باشی چون با تو خلوت کند بگو اعوذ بالله منک که ترا بسیار دوست خواهد داشت
در روایتی آنکه چون دیر از نزد آنحضرت آوردند زنان بردی بسیار رشک بردند و در صورت آنحضرت
شفقت و مهربانی خود را آورده باو می اختلاط کردند عایشه باحفصه گفت که تو او را احنای بنده
و من هوی سرش شانه می کنم آنگاه بوی آن حرف گفتند که چون آنحضرت خلوت کند با او بگوید
اعوذ بالله منک چون آنسرور با و بخانه در آمد و پرده فرو گذاشتند و خواست که با و مباشرت کند
گفت اعوذ بالله منک حضرت از نزد وی برجست و فرمود بمعاذی عظیم پناه جستی به خیز و با اهل
خویش ملحق شو و ابو اسید را گفت تا او را بقبیله اش برد و بعد ازان آنحضرت را خبردار کردند که
که زنان این چنین مکر در حق وی انگیخته بودند فرمود انهن صواحب یوسف وان کید کن عظیم
اکنون آمدیم با آنکه انچه مکر و فریب است و انچه زیان کاری و مباندیشی در حق غیر است که هیچ گناه
نور زیده و خطائی نکرده جوابی میگویند که این بحکم طبیعت بشری ست و مقتضای غیرت محبت است
و ناشی است از غایت محبت آنحضرت که نمی خواهند که دیگرے دران شریک باشد و معنی غیرت
همین ست که نمیخواهد که محبوب وی از وی جدا شود و برای دیگرے باشد مثلا یک کسی مالی دارد و باجاے
وارد چند کس شریک اند دران دیگرے را نباشد آنرا از ایشان بستد یا شریک گردد و ایشان دفع وے
کنند چه لازم می آید و زنان جبر و اکراه نکردند او را بران ایشان گفته باشند او چرا گفت و این معنی

احوال شریف اوست وتعلق بدان جناب دارد همه مفید و نافع و موجب ذوق و لذت انیس
یلی جاد دختر ضحاک کلابیه بود که دینارا اختیار کرده و در آخر کار حال او بجای رسید که استخوان خرما
در بروایتی سرگین بر پیچید شخصی بر سر او رسید و پرسید کیست این سر بالا کرد و گفت انا الشقیة ا
ختارت الدنیا علی الله و رسوله دی آن بدبختی است که اختیار کرد دنیارا بر خدا و رسول وے
یکی اسماء کند بکه در جامع الاصول او را جویه گفته و در مواهب لدنیه گفته اسماء بنت النعمین بن
بی الجون بضم به فتح الجیم الکندیه الجونیه و گفته اند کما تفاق است بر آنکه رسول خدا صلی الله علیه وسلم
و را تزوج کرد و اختلاف کرده اند در سبب مفارقت او مرا و را پس گفته اند قتاوه و ابو عبیده
ه آنحضرت صلی الله علیه وسلم چون خواند او را بسوی خود و فرمود بیا نزدیک من آبا آورد آن زن
سرکشی کرد و بعضی گفته اند که گفت آن زن پناه می جویم بخدا از تو فرمود پناه جستی تو به پناهی بزرگ
بتحقیق پناه داد تراخدا یتعالے الحقی باهلک لهم بشتو و بچسپ بکسان خود و این کلمه آنست که بنبت
طلاق می گویند در جامع الاصول در همین قصه بنت الجون این چنین آورده نخست از عایشه رض
آورده که گفت که ابنة الجون در آمد بر رسول خدا صلی الله علیه وسلم و گفت اعوذ بالله منک
پس گفت آنحضرت بتحقیق پناه جستی تو به عظیم لاحق شو با اهل خود اخرجه البخاری و از روایت
نسائی این چنین آورده که کلابیه چون در آمده بر نبی صلے الله علیه وسلم الحدیث از حضرت عایشه رض
همین مقدار روایت میکند که او گفت یعنی از پیش خود گفت و کسی دیگر نیامو خت او را
دیگر چه میباشد و حسن ظن بر عایشه چنانست که ایشان داخل این تعلیم نباشد و از ایشان
این قصه غریبه صادر نشده باشد و الله اعلم از حدیث ابی اسید این چنین آورده که گفت بیرون
مدیم با پیغمبر صلی الله علیه وسلم تا رفتیم بسوی حایطی که گفته میشد او را سوط و منتهی شدیم
حایط پس گفت رسول خدا صلی الله علیه وسلم بنشینید اینجا و آورده شد جونیه را و
فرمود آورده شد در نخلستان که آنجا بود و بود با وی دایه وی که سواره آمده بود بر ان پس چون
در آمد آنحضرت صلی الله علیه وسلم بر وی فرمود مهیا ساز نفس خود را برای من گفت آیا
مهیا سازد ملکه نفس خود را بر مردم فرومایه و دراز کرد آن حضرت دست شریف خود را تا بگیرد دست
او را و ساکن گرداند وی گفت اعوذ بالله منک فرمود پناه جستی تو به پناه گاهی عظیم

که نوبت من بود در سول خدا از پیش من بیرون رفت برخاستم و در را بستم بعد از لحظه آمد و در
برو نکشود م سوگند داد مرا که در بگشای گفتم یا رسول الله در شب نوبت من بخانه دیگر زنان
میروی فرمود چنین نکردم ولیکن بقضای حاجت رفته بودم و از ظاهر این حدیث معلوم میگردد
که قسم و رعایت آن بر سول خدا واجب بود که میمونه طلب آن کرد و بر نجید و حضرت عذر خواهی
نمود چنانچه مشهور است در مذهب شافعی و مذهب حنفیه آنست که آنحضرت رعایت آل را بسیل
کرم و تفضل میکرد و چنان و چندان میکرد که گویا واجب است و میگویند که میمونه آن زنی است
که نفس خود را به پیغمبر صلی الله علیه وسلم بخشید چون خبر خواستگاری حضرت و را بنزد او رو ند بر شتر
سوار بود و گفت شتر و انچه بر شتر است از خدا و رسول ست این آیه نازل شد و امرأة مومنة ان
وهبت نفسها للنبی الآیه و این از خصائص آنحضرت است چنانکه در آخر آیه فرمود خالصة لک
من دون المومنین و قولی آنکه زنی که نفس خود را بحضرت بخشید زینب بنت جحش است پوشیده
نماند که نکاح او را حق تعالے بر آسمان بسبب بخشیدن وی خود را چه معنی دارد ظاهر امر او بهبه عدم
الزام مهر است و بر قولے زینب بنت خزیمه و بعضے گویند زنی دیگر بود از بنی عامر امر شریک الفراسیة
العامریه باسم وی غزیه بضم غین معجمه و فتح زای و تشدید تحتانیه بنت جابر بن عوف عامر بن لوی
بود و بعضی گفته بنت داؤد بن عوف و قیل غیر ذلک نفس خود را که بخشید پس قبول نکرد آنحضرت
او را و تزوج ننمود و الله اعلم مرویات میمونه رضی الله عنها هفتاد و شش حدیث از انجمله هفت
متفق علیه و یکی فرد بخاری و مسلم و تتمه در سائر کتب است **وصل** این یازده زن است که
آنحضرت صلی الله علیه وسلم ایشان را خواسته و با ایشان زفاف فرموده و از بعضی از ایشان
اولاد بوجود آمده و از انجمله خدیجه و زینب بنت خزیمه در حیات آنحضرت از دنیا رفته و باقی بعد
از حضرت وفات یافته و جماعه دیگر از نساء اند بسبت یا زیاده که بعضے را تزوج نموده و زفاف
نکرده و پیش از دخول مفارقت فرموده و بعضے را خطبه کرده خواستگاری نموده اما تزوج نکرده
و بعضی از ان تزوج کرده و در وقت تخییر که یا ایها النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوة الدنیا
و زینتها الآیه از حبالهٔ نکاح بدر رفتند و علما جمله ازان دیگر کرده اند و بعضے در مقام استیفا آمده
اند و ما انچه قصد غریب با نکته عجیب که مفید و نافع داشت ذکر کردیم اگرچه ازین جهتیت که ذکر

وصل در ذکر ازواج مطهرات آنحضرت صلی الله علیه وسلم که طلاق داده و زفاف نکرده

رضی اللہ عنہ کہ دیگر دختر او را کہ ام الفضل نام داشت وہند را غیر از حارث پدر میمونہ شوہرے
دیگر بود عمیس خثعمی واز و نیز دختران داشت یک دختر اسماء بنت عمیس زن مشہور بہ صاحب حسن
وجمال کہ او را جعفر بن ابیطالب داشت وبعد از جعفر ابوبکر صدیق گرفت وبعد از صدیق علی مرتضی
خواست واسماء را از ہمہ این ازواج فرزندان شد از جعفر عبد اللہ بن جعفر واز ابوبکر محمد بن ابوبکر
واز علی عون بن علی ودختر دیگر داشت زینب بنت عمیس کہ در تحت حمزہ بن عبد المطلب کہ
عمارہ بنت حمزہ از وی بود کہ او را بحق خصانت بجعفر سپردند کہ خالۂ او کہ اسماء بنت عمیس زن جعفر بود
ودخترے دیگر سلمی بنت عمیس کہ او را اسد اد بن الہاد خواست وزنان خثعم ہمہ صاحب حسن
می باشند این جماعت داماد ان ہندام میمونہ بودند دختران چہار بودند وداماد ان شش ولید
بن مغیرہ والد خالد بن الولید نیز داماد او بود او را نشمردند زیرا کہ مشرک بود ونام والدۂ خالد
لبابہ بضم لام بنت الحارث اخت میمونہ بنت الحارث زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم واین را
لبابہ صغری گویند وبنت ام الفضل کہ نام او نیز لبابہ است لبابہ کبری ومیمونہ در زمان جاہلیت
زن مسعود بن عمر ثقفی بود ومیان ایشان مفارقت افتاد بعد از وی زن ابو رہم بضم راء وسکون ہا
یا غیر او بود اختلاف دران وبعد از واج او را حضرت خواست در ذی القعدہ سال ہفتم از
ہجرت در عمرۃ القضا وغرائب اتفاقات آنکہ نکاح میمونہ در زفاف وموت وی رضی اللہ عنہا
در یک موضع واقع شدہ کہ آنرا سرف گویند بفتح سین وکسر را بردہ میل از مکہ والآن در مقبرہ وے
عمارتے است افتادہ در نیجا دور وایت است کہ آنحضرت در وقت تزوج میمونہ محرم بود یا حلال
واز ین جاست اختلاف علماء در نکاح محرم ودر مذہب ما جائز است ودر تزویج یکے ازین دو
روایت وتحقیق این کلامی است کہ در اصول فقہ مذکور است ووفات میمونہ در سنہ احدی وخمسین
بقول اشہر وبقولے در احدی وسنین ودر ثلث وسنین یاست وسنین نیز گفتہ اند اقوال است
درین قول آخر زنے کہ از زنان آنحضرت فوت شدہ میمونہ بود مشہور آنست کہ ام سلمہ ویعضی
گفتہ اند کہ موت میمونہ در ثمان وثلثین بود در زمان خلافت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ودے
آخر از واج آنحضرت است کہ بعد از وی تزوج نکردہ ونماز گذارد بروی ابن عباس کہ خواہرزادۂ
وست ودر آمد در قبروی ودیگر خواہرزادہ ہا واز میمونہ رضی اللہ عنہا مرویست کہ گفت شبی از شبہا

گریۂ تو چیست گفت بمن رسید که عایشہ و حفصہ مرا ایذا می کنند و می گویند که ما بہتریم از صفیہ
کہ ما را شرافت نسب پیغمبر است آنحضرت فرمود چرا نمی گوئی کہ چگونہ شما بہتر از من باشید
و حالانکہ پدر من ہارون و عم من موسیٰ است و از عایشہ رضی مروی است کہ نوبتے با پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم در سفرے بودیم شتر صفیہ خستہ شد و او از راہ رفتن واماند و زینب را شتر
زیادتی بود حضرت با زینب فرمود شتر صفیہ خستہ شدہ است اگر شتری بوی دہی چنانکہ
بمنزل رسد زینب گفت با این یہود یہ چیزے ندہم آنحضرت از وی بقہر گرفت و دو ماہ یا شش ماہ
ترک وے گرفت چنانکہ درین مدت نزد وی نرفت این چنین بود سیاست و تادیب آنحضرت
امہات نسا را اگر با بعضی از ایشان محبت زیادہ داشت اما در حق رعایت ہیچ کدام نکردے
نقل است کہ چون صفیہ بمدینہ رسید زنان انصار آوازۂ حسن و جمال او را شنیدہ بودند
بہ تفرج پیش او رفتند و عایشہ صدیقہ نیز در جامۂ پوشیدہ و نقابی بر روی خود فرو گذاشتہ
بنا شناخت میان زنان آمد تا صفیہ را ببیند رسول صلی اللہ علیہ وسلم او را بشناخت چون
بیرون میرفت از عقب وی بیرون رفت و او را دریافت و چادر وی بگرفت و فرمود ای حمیرا
صفیہ را چگونہ دیدے گفت یہودیہ میان یہودیات نشستہ بود فرمود ای عایشہ چنین میگوئی
کہ وی مسلمان شدہ و حسن الاسلام گشتہ است و نقل است کہ در مرض موت حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم امہات مومنین پیش وی مجتمع بودند صفیہ گفت یا رسول اللہ بخدا سوگند
دوست میدارم کہ این مرض ترا است مرا بودی پس زوجات با دیگر غمز کردند و آنسرور
بر انواقف شد و بسیار ناخوش آمدش و اظہار کراہیت کرد ازان فرمود بخدا سوگند کہ
وی درین دعوی صادق است و وفات صفیہ در سال سی و شش بود و بقولے در سال
پنجاہ و دو و بقولے پنجاہ و پنج و بقولے در خلافت عمرؓ بود و عمر بر جنازۂ او نماز کرد و مرویات او
دہ حدیث است از انجملہ یک حدیث متفق علیہ و باقی در سائر کتب است میمونہ بنت الحارث

میمونہ بنت الحارث

عامریہ ہلالیہ مادر وے ہند بنت عوف از قبیلۂ حمیر و قولے آنکہ از قبیلۂ کنانہ بود و نام میمونہ
نیز برہ بود و آنحضرت او را تغیر بمیمونہ داد از یمن بمعنی برکت و ہندہ مادر میمونہ داماد آن را داشت
کہ ہیچ زنے نداشت زیرا کہ یک داماد آنحضرت بود کہ میمونہ را داشت و داماد دیگر حضرت عباسؓ

خیبر مذکور شد و آورده اند که صفیه را چون در حضور اشرف آوردند آنحضرت فرمودند تا بخیمه
بردندش انگاه خود بآن خیمه تشریف آورد و صفیه چون آنسرور را دید برخاست و فراشی که بران
نشسته بود برداشت و برای آنحضرت بسط کرد و خود بزمین نشست حضرت فرمود ای
صفیه پیوسته پدر تو با من عداوت میورزید تا خداوند تعالی او را هلاک گردانید گفت
خدای تعالی هیچ بنده را بگناه دیگری نمی گیرد سید عالم صلی الله علیه وسلم او را مخیر گردانید
میان آنکه آزادش کند و بقوم خود ملحق گرداند و میان آنکه اسلام آورد و حضرت او را بخواهد
صفیه بسیار حلیمه و عاقله بود گفت یا رسول الله آرزوی اسلام دارم و تصدیق تو کرده ام
پیش از انکه دعوت کنی اکنون در منزل تو آمده مرا میان کفر و اسلام مخیر میگردانی والله
که خدا و رسول خدا احب اند نزد من از آزادی و لحوق بقوم خود و مانا که مقصود آنحضرت از امتحان
حال و اختیار عقل و صدق طلب او بود و بحقیقت تخییر میان کفر و اسلام پس آزادش
کرد و عقد نسبت و اعتاق او را صداق او ساخت و چون آنحضرت کوچ کرد راحله آنحضرت
آوردند که بران سوار شود پای مبارک بر راحله نهاد تا صفیه قدم خود را بران وی نهاد سوار
شد صفیه او بنگاه داشت که پای بر زانوی آنحضرت نهد پس زانوی خود را بر آنحضرت
نهاد و سوار شد او را ردیف خود گردانید و پرده بست و گویند یکباری شتر آنحضرت
نغزید آنحضرت و صفیه هر دو بر زمین آمدند اما هیچ یکے از مردم را نظر نیفتاد و نه بروے
و نه بر آنحضرت پس برخاست آنحضرت بایستاد و ستر کرد صفیه را و جمله از احوال وی رضی الله
عنها در غزوهٔ خیبر مذکور شده است و چون زفاف کرد بوی امر کرد صحابه را تا هر کس هر چه
دارد توشه حاضر آرد پس جمعی ساختند که ببرکت آنحضرت و اعجاز وی صلے الله علیه وسلم
همه مردم سیر شدند و ولیمه صفیه را نزد حضرت عزتی و شانی بود آنحضرت را با وی عنایت و رعایت
بسیار بود و عایشه رضی الله عنها از وی غیرتے هم میبرد آورده اند که روزے عایشه رضی الله عنها
صفیه را حضرت گفت بس است ترا از صفیه که وے چنین و چنین است یعنی قصیر الخ
فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم بتحقیق گفتے تو اے عایشه کلمه که اگر آن را در دریا اندازند
دریا متغیر شود و مروی است که آنحضرت نوبتی بر صفیه در آمد که وے میگریست پرسید سبب

دینار را ذہبا پستر ریخت دینار ہا را پیش قوم پس تکلم کرد و خالد بن سعید کہ وکیل ام حبیبہ بود
گفت الحمد للہ احمدہ و استعینہ و استغفر اللہ و اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان
محمدا عبدہ و رسولہ ارسلہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون اما بعد
فقد اجبت الی ما دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و زوجتہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان
فبارک اللہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سپرد نجاشی دنانیری را بسوی سعید بن
خالد پس قبض کرد آن را پستر خواستند کہ برخیزند گفت نجاشی بنشینید زیرا کہ سنت انبیا
است کہ خوردہ شود طعام در مجلس تزویج پس طلبید نجاشی طعامی را پس خوردند و متفرق
شدند کذا فی المواہب و بود ابو سفیان پدر ام حبیبہ در نکاح او بمکہ مشرک محارب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و معاملہ وی با پدرش ابو سفیان کہ در حالت کفر بعد از صلح
حدیبیہ بمدینہ آمد تا مدت صلح پدید گرداند و پیش آمد نزد ام حبیبہ رفت و خواست کہ بر فراش
رسول اللہ بنشیند ام حبیبہ روا نداشت و گفت این فراش طاہر مطہر است و تو ملوثی بنجاست
شرک مشہور است و حکایات دیگر ہم ہست متعلق تزویج نجاشی او را کہ سابقا گذشت و در ذکر
وقائع غزوۂ خیبر مذکور شدہ است و گویند کہ چون وفات ام حبیبہ رسید بعایشہ
و ام سلمہ گفت مرا حلال کنید کہ میان زنان یک شوہر گفت و گوی عیبا شد ہر چہ از من
نسبت باشما واقع شدہ باشد عفو کنید ایشان گفتند خدای تعالے ما را و ترا بیامرزد
حلال کردیم و عفو نمودیم گفت شادمان ساختید مرا خدا تعالے شما را شادمان گرداند
بود ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پاکیزہ ذات و حمیدہ صفات و جواد و عالی ہمت و وفات وے
در سال چہل یا چہل و چہارم از ہجرت در مدینہ بود بقول صحیح و بقولے در شام و مرویات اش
در کتب متداولہ شصت و پنج حدیث از انجملہ دو حدیث متفق علیہ در مسلم یک حدیث و تمام در سائر کتب مروی است

ذکر صفیہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین

صفیہ بنت حیی بن اخطب از بنی اسرائیل از سبط ہارون بن عمران از قبیلہ بنی النضیر بود وی نخست در
سلام بن مسلم بود و چون میان ایشان جدائی افتاد نزد کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق شد و کنانہ
در حرب خیبر بقتل رسید و بعد ازان چون در فتح خیبر بدست آمد صفیہ را حضرت از جملہ
سبایا بہت خاصۂ خود اختیار کرد و آزاد کردہ تزوج نمود و تمامی این قصہ بتفصیل در غزوۂ

وبقولے صداق وی آزادگی اسیران بنی المصطلق راساخت وبود وی رضی اللہ عنہا بیست
سالہ صحابہ عظام چون بر حقیقت حال اطلاع یافتند باہم گفتند نشاید کہ اقربا بحرم
سید کائنات کہ اصہار او بیند بذل اسر وقید رقیت ما گرفتار باشند پس ہمہ را آزاد کردند و
گویند مجموع اسارای بنی المصطلق صد نفر بیشتر بودند ہمہ ازین قید آزاد شدند عائشہ
رضی اللہ عنہا گوید ندانم ہیچ زنی را کہ خیر و برکت او بزرگ تر از جویریہ باشد وحی آرند از جویریہ
کہ گفت پیش از رسیدن آنحضرت بر قبیلہ ما در واقعہ دیدم کہ گویا ماہ از جانب یثرب
سر میکند و می آید تا در کنار من می افتد و اینواقع را با ہیچ کس نگفتم و ما بخواب خود بیدار
بودم تا تعبیر آن دیدم و شد انچہ شد والحمد للہ وفات جویریہ رضی اللہ عنہا در مدینہ در سال
پنجاہ یا پنجاہ شش وعمر وی شصت و پنج سال نماز گذارد بروی مروان کہ از قبیل معاویہ
در مدینہ حاکم بود مرویاتش در کتب معتبرہ ہفت حدیث است صحیح دو در بخاری و دو در
صحیح مسلم و تتمہ در باقی کتب مروی است ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس
بن عبد مناف و نام او رملہ و بقولے ہند و مادر او صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس
عمہ عثمان بن عفان بن ابی العاص و ام حبیبہ اول زوجہ عبد اللہ بن جحش برادر عبد اللہ بن جحش اسدی بود
در اوائل حال مسلمان شدند و بجانب حبشہ ہجرت کردند ہجرت دوم انیہ و او را از عبد اللہ دختری
شد حبیبہ نام و بآن کنیت شد و بعد ازین عبد اللہ بن جحش مرتد گشت و بدین نصرانیت رجوع
کرد و بر شرب خمر او مان نمود تا ہمدرین کار بمرد ام حبیبہ میگوید کہ در واقعہ دیدم کہ شخصی با من
خطاب میکند کہ یا ام المومنین تعبیر واقعہ بآن نمودم کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
مرا خواہد خواست پس آنحضرت عمرو بن امیہ ضمیری را بنجاشی فرستاد کہ ام حبیبہ را برای او
خطبہ نماید و نکاح کند پس ام حبیبہ خالد بن سعید بن العاص را کہ در حبشہ بود وکیل
ساخت و جعفر بن ابی طالب و ہر کہ از مسلمانان در حبشہ بودند حاضر آمدند پس خطبہ خواند نجاشی

الحمد للہ الملک القدوس السلام المومن المہیمن العزیز الجبار اشہد ان لا الہ الا اللہ وان
محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون
اما بعد فقد اجبت الی ما دعی الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد اصدقتہا اربعمائۃ

واقع شده وتلافی باعمال دیگر از خیرات نیز حاصل می شود وبعضی گفته اند اگرچه این روز را
عظیم فاضل گردانیده اند باوجود آن متقصر بران تعظیمات باید دانست که در شرع وارد شده است
وزیاده بران از پیش خود مبالغه نباید کرد تا موهم فضل بجمیع وجوه نگردد وسبب تجاوز از حد نشود وبجهت
تشبه به یهود ونصاری نگردد که تعظیم روز معین نکنند که شنبه ویکشنبه است ونیز روز جمعه
روز عید است چنانکه در حدیث واقع شده است پس روزه دران مناسب نباشد تخصیص نامناسب
تر ست گفت بنده مسکین عفا الله عنه که این نهی ارشاد است بآنکه بنده باید که همیشه مشغول
بعبادت مولی باشد تخصیص شب جمعه بقیام مثلاً چیزی نیست واز امام مالک منقول است
که گفت نیافتم ما از علماء آنها را که دریافتم ایشان را که قائل باشند بکراهت روز جمعه تنها وامام
نووی گفته است که احادیث صحاح در ینباب وارد شده است واگر بشما نرسیده باشد چه
توان کرد وبعد از وجود حدیث صحیح نفی آن اعتبار ندارد والله اعلم سخن دراز افتاد که باحوال
ام المؤمنین جویریه باز گردیم بدانکه خواستن آنحضرت صلی الله علیه وسلم جویریه را رضی الله
عنها در غزوهٔ مریسیع بود که در شعبان سال پنجم از هجرت در اثناء مراجعت ازان غزوه بخواست
واز عایشه صدیقه رضی الله عنها منقول است که گفت جویریه بنت الحارث زنی بود بسیار
شیرین وملیح وصاحب حسن وجمال هرکه اورا بدیدی فریفته وی شدی دران غزوه بعد از
جنگ وقسمت غنائم وسبا یارسول صلی الله علیه وسلم بر سر آبی پیش من نشسته بود ناگاه
جویریه پیدا شد آتش غیرت در من افتاد که مبادا آنحضرت بوی میل کند ودر سلک ازواج
خودش در آرد چون جویریه آمد از اول سخن وی همین بود یارسول الله مسلمان آمده ام اشهد
ان لا اله الا الله وانک رسوله ومن دختر حارث بن ابی ضرارم که سید وپیشوای این قبیله بود
اکنون بدست لشکر اسلام اسیر م ودر سهم ثابت بن قیس افتاده ام ووی مرا مکاتب
گردانیده است ببالے که طاقت آن ندارم امیدوارم که مرا اعانت فرمائی که ادای نجم کتابت
وی توانم کرد فرمود چنین کنم وازین بهتر با تو کنم گفت یارسول الله ازین بهتر چه خواهد بود فرمود
نجم کتابت ترا بدهم وترا بزنے در حبالهٔ نکاح خود در آرم پس نزد ثابت بن قیس کسی فرستاد
نجم کتابتش تسلیم وے نمود وبعد از اعتاق نکاحش کرد وچهار صد درهم مهر وی ساخت

وانیجا وجه دفع تزکیه نگفته وظاهر آنست که در هر دو وجه میرود و وجهی دیگر هست که در نهی از تسمیه
بفلاح مانند آن گویند و گفته اند که در ینجا نه فلاح نیست انیوجه نیز در تعبیر اسم بره جاری ست و بود
وی رضی الله عنها متعبده و ذاکره آورده اند روزی آنحضرت صلی الله علیه وسلم بعد از نماز صبح از نزد
جویریه بیرون رفت و وی در جای نماز خود نشسته مشغول بود و ذکر و تسبیح میکرد وقت چاشت آنحضرت
برسر وی آمده فرمود از ان باز که من بیرون رفته ام تو هم بر ینجا لی گفت نعم فرمود بعد ازان که من از نزد
تو بیرون رفتم چهار کلمه گفتم که اگر موازنه کنند بتمام انچه تو درین وقت گفته هر آئینه راجح آید سبحان الله
وبحمده عدد خلقه ورضی نفسه وزنة عرشه ومداد کلماته گویا مقصود اصلی تعلیم این کیفیت است
تا این را نیز بوی ضم کنند و تنبیه بر آنکه کیفیتی درین کلمات است که مدلول آن زیاده بر کمیت است که
جویریه گفت والا شک نیست که ثواب عمل بر قدر تعب است مثلا اگر یکے بگوید اللهم صلی علی محمد الف
مرة و دیگرے هزار گرت بگوید اللهم صلی علی محمد یا هزار گوید اللهم صلی علی محمد وعلی آل محمد الف مرة
بیشک ثواب این زیاده بران باشد نعم اگر کیفیتی باشد کامل وشامل در غایت مبالغه وکشف
گردد بر قائل حقیقة آن واز روی حقیقت گوید چنانکه از انحضرت صلے الله علیه وسلم آن دیگر است
چنانکه واقع شده است که سبحان الله والحمد لله یملان ما بین السموات والارض ومنکشف
گردد بروے حقیقت و تنزیه و تقدیس وتحمید الهی که پر کرده است آسمان وزمین را نه مجرد
بقوة وتکلم بدان وفضل خدا واسع است اگر بر مجرد لفظ این ثواب بخشد قادر ست فافهم والله
اعلم وآورده اند که آنحضرت صلی الله علیه وسلم روز جمعه بر جویریه رضی الله عنها در آمد واو روزه دار بود فرمود
وی روز روزه داشته گفت نی فرمود داعیه داری که فردا روزه دار باشی گفت نی فرمود پس
افطار کن وازین معلوم میشود که روز جمعه تنها روزه داشتن مکروه است وهمین است مذهب
علمائے در حدیث صحیح متفق علیه که از ابی هریره آمده لا یصوم احدکم یوم الجمعة الا ان یصوم قبله
او بعده وبعضے از علماء در توجیه آن گفته اند که تا روزه داشتن سبب ضعف بدن وکسر قوت
نگردد واز اقامت وظائف واوراد جمعه باز ندارد چنانکه در رخصت افطار روزه عرفه مر ضعفا را
گفته اند وانیوجه ضعیف است وبا روزه داشتن روز سابق ولاحق مناسبتے ندارد چه آن مضعف تر
وقوت را شکننده تر است وگویند آن برای تلافی وجبر نقصانی ست که در وظائف واوراد

تر از لات مفسرین شمرده اند این قصه را و قصهٔ یوسف را که در خلوت باز لیخا کرد و همچنین قصهٔ داؤد
با اوریا و قصهٔ سلیمان در گم شدن انگشتری همه آن نزد محققین متروک و مخطور است و از طریقه صدق
و سداد و ادب و در است و فضائل زینب رضی الله عنها بسیار است آورده اند که روزے عمر رضی الله
عنه با وی بجهت آنکه بحضرت سخنی سخت گفته بود درشتی کرد و گفت چرا این چنین سخنے بحضرت گفتے
آنحضرت فرمود صلی الله علیه وسلم ای عمر بگذار او را بدرستی وی اواهیه است مردی حاضر بود
پرسید او اواهیه چیست فرمود الخاشع فی الدعاء المتضرع الی الله بعد ازان این را بخواند ان ابراهیم
لاواه حلیم پس او را در این صفت بمرتبهٔ خلیلی مخصوص گردانید و از عایشه صدیقه می آرند که گفت ندیدم
من هیچ زنے را بیشتر در فعل خیر و بیشتر در صدق و پیوند کنندهٔ ترحم او را باز زندهٔ تر نفس خود را
در هر چیزے که تقرب کند بسوی خدا از زینب و از زینب منقول است که بحضرت میگفت مرا چند فضل
است که هیچ کدام از زنان تر انیست یکی آنکه جد من و تو یکی ست دیگر نکاح من در آسمان
واقع شد دیگر آنکه دران قصه جبرئیل سفیر و گواه بود و به صحت پیوسته از عبد الله بن عمر که رسول صلی الله
علیه وسلم روزی با زنان خود گفت اطولکن یدا اسرعکن لحوقا بی یعنی آن کس که از شما دست او
دراز تر است از دست دیگران بمن زود خواهد رسید یعنی بعد از رفتن من از ینعالم از همه شما بیشتر
خواهد بود وفات یابد و بمن ملحق شود پس امهات مومنین فی یاره ها برداشتند و دستهای خود را
با آن پیمودند تا بدانند که دست کدام از ایشان دراز تر است دیدند که دست سوده بنت زمعه
دراز تر است و چون بعد از حضرت زینب وفات یافت دانستند که مراد از طول کثرت صدقه بود
چه زینب بدست خود کار میکرد و صدقه میداد و مروی است که چون خبر فوت او بعایشه رسید گفت
زینب حمیدة مفیدة مفزع الیتامی والارامل و چون وفات یافت عمر بن الخطاب بروی نماز گذارد
و فرمود تا ندا کردند تا اهل مدینه بنماز او در خود حاضر شوند و در بقیع مدفون گشت و مشهور آنست که وفات
وی در سال بستم از هجرت بود و بعضے گفته اند که در سال بست و یکم و عمر وی پنجاه و سه سال بود و روایت
یازده حدیث از انجمله متفق علیه دو حدیث و نه دیگر در سائر کتب جویریه بنت الحارث بن ابی ضرار
نام او بره بود و پیغمبر صلی الله علیه وسلم تغییر بجویریه داد برای این عارب میگویند گویا
که نکوره داشت این را که گویند از نزد بره برآید و تغییر این اسم بره در زینب بنت جحش نیز بود

برای من خواستگاری کن و حکمت در تخصیص زید باین کار آن گفته اند که مردم گمان نبرند که عقد بر سبیل قهر واقع شده بی رضای زید و معلوم گردد که در دل زینب باقی نمانده و باین معنی خوشنود است و تشبث زید بر ایمان و طاعت فرمان خدا و رسول خدا را و در رضای زینب او بحکم الٰہی نیز مقرر و مؤکد گردد که محل نازک ست القصه زید بموجب فرموده از سر صدق و اخلاص روان شد زید میگوید چون بخانهٔ زینب آمدم در چشم من چنان بزرگ نمود که نتوانستم در وی نگاه کرد پس پشت بجانب در خانه کردم بطریق قهقری بسوی او رفتم و گفتم بشارت باد ترا که رسول خدا مرا بر تو فرستاده تا ترا برای او خواستگاری کنم زینب گفت جواب این سخن هیچ نمی توانم گفت تا مشاورت کنم پروردگار خود را عز و جل پس برخاست و بسجده گاه رفت و سر بسجده نهاد و عرض نیاز بحضرت بی نیاز کرد و در بعضے روایات آمده که دو رکعت نماز بگذارد و بسجده رفت آنگاه این مناجات کرد خدایا پیغمبر تو مرا خواستگاری می نماید اگر من شایستهٔ اویم مرا بزنی ده بوی فی الحال دعای او مستجاب گشت از اینجا معلوم میشود که زینب را در درگاه صمدیت قربے خاص و توجهی مخصوص بود رضی الله عنها و این آیت نازل شد فلما قضیٰ زید منها وطرا زوجنکها کیلا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائهم اذا قضوا منهن وطرا و آثار وحی بران پیدا شد و بعد از لحظه متجلی گشت سرور عالم صلی الله علیه وسلم متبسم شد و میگفت کیست که بزینب رود و او را بشارت دهد حق تعالے او را بزنی من داد و آیهٔ منزله بخواند سلمی که خادمه حضرت بود دوید و زینب را بشارت داد مژدگانی زیوری که بروے بود بسلمی داد و سجدهٔ شکر بجای آورد و نذر کرد روزه دارد و مرویست که برسول صلی الله علیه وسلم بخانهٔ زینب رفت در حالیکه وی سر برهنه بود و گفت یا رسول الله بخطبه و بے گواه حضرت فرمود الله المزوج و جبرئیل الشاهد پس طعام ولیمه ترتیب نمود و مردم را از نان و گوشت سیر گردانید آنچنانکه برای هیچ زن دیگر نکرده بود و در طعام آن معجزه ظاهر شد و در نکاح زینب مردم را از عادت جاهلیت برآورد و شرعی خاص وضع نمود چنانکه فرمود لئلا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائهم و شریعت حجاب نیز درین قصه وارد شد و این قصه بر نهجی که مذکور شد نزد محققین اهل سیر معتبر و مقرر است و بعضے اهل سیر و اهل تفسیر و تواریخ این قصه را بر نهجی ذکر کرده اند که موافق واقع و نه مناسب شان حضرت سید المرسلین صلی الله علیه وسلم است و محققین آن را

وی دختست زن زید بن حارثه بود زید او را طلاق داد و حضرت او را بخواست مجمل این حکایت
این ست و تفصیلش چنانکه در روضة الاحباب آورده آنست که آن سرور زینب را برای زید خواستگاری
نمود زینب ازین ابا آورد و سر باز زد چه صاحب جمال بود و دختر عمه آنحضرت بود صلی الله علیه وسلم
و در وی حدتی و تندی بود و مشابه تعظیم و تکبر گفت یا رسول الله من زید را نمی خواهم زیرا که وی غلامی
آزاد کرده و برادر زینب عبد الله بن جحش نیز درین ابا آوردن با خواهر متفق بود و چون آنحضرت اورا پیش
از نبوت آزاد کرده و بفرزندی قبول نموده بود و لطف و عنایت بی اندازه در بارهٔ او مبذول داشته
فرمود فائده ندارد قبول باید کرد گفت یا رسول الله مرا مهلتی ده که درین باب تاملی کنم درین سخن بودند
که این آیه نازل شد وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی الله ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم و
من یعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبینا زینب و برادر او هر دو گفتند راضی شدیم ما را چه مجال که با خلاف
خود در میان آریم و معصیت ورزیم پس حضرت او را بزید بزنی داد و مدت یکسال یا بیشتر زینب با زید
بود بعد ازان حقتعالے اعلام کرد که در علم قدیم ما چنین رفته است که زینب داخل زنان تو گردد پس میان
زید و زینب ناسازگاری پیدا شد و از زینب کج خلقی نسبت بزید ظاهر شدن گرفت تا بغایتی که
زید تنگ آمد و نزد آنسرور رفت و از زینب شکایت کرد و گفت یا رسول الله میخواهم که زینب را طلاق
دهم که با من بسیار تندخوئی میکند و زبانش بر من دراز گشته حضرت فرمود نگاه دار بر خود او را و از خدا
بترس ولیکن چون از حقتعالے معلوم کرده بود که زینب داخل ازواج وی خواهد بود خاطر
مبارکش میخواست که زید او را طلاق ندهد ولیکن شرم داشت که او را امر کند بطلاق زینب و ازان
نیز می اندیشید که مردم گویند زن پسر خود را می خواهد اهل جاهلیت زن کسیکه پسرش بر میداشتند حرام
میدانستند همچون زن پسر صلبی و تواند که مراد از خشیة الناس خوف ایمان ایشان باشد که مبادا شک
و تردد در ایمان راه یابد و در ورطهٔ هلاک افتند و گفتند که در امر باساک زید زینب را مقصود اختیار
و امتحان زید بود تا معلوم کند که رغبت زینب در دل زید باقی مانده یا بکلی متنفر گشته زید بار دیگر در مجلس
شریف آمده گفت یا رسول الله زینب را طلاق کردم این آیه نازل شد واذ تقول للذی انعم الله
علیه وانعمت علیه امسک علیک زوجک واتق الله وتخفی فی نفسک ما الله مبدیه وتخشی الناس
والله احق ان تخشاه منقول ست که چون عدت زینب منقضی شد آنحضرت زید را گفت برو زینب را

وہمچنان شد کہ آنحضرت دعا کرد و گفت ام سلمہ پس فرستاد آنحضرت حاطب بن ابی بلتعہ را پس خطبہ
کرد مرا و در روایتی آمدہ کہ خطبہ کرد او را ابو بکر و عمر قبول نکردہ ام سلمہ خطبہ ایشان را و چون آمد خطبہ آنحضرت
گفت مرحبا برسول اللہ ولیکن من زنی ام کلان سال و فرزندان یتیم دارم و من غیرت بسیار دارم
و تو زنان جمع میکنی آنحضرت فرمود عمر من بیشتر از عمر تست و تربیت یتیمان تو بر خدا و رسول خدا است
در روایتی آمدہ کہ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرزندان تو فرزندان من اند و آنکہ گفتی غیرت بسیار
دارم دعا کنم تا حق تعالے این معنی را از تو ببرد و ببود تزوج او در شوال سال چہارم از ہجرت و بود مہر
او متاعی کہ بہ دہ درم ارزد و وی آخر امہات المومنین است در موت و فات ام سلمہ در سنہ تسع و خمسین
و بعضی اثنین و ستین گفتہ اند و در زمان یزید بن معاویہ بعد از قتل امام حسین رض و الاول اصح کذا قیل
ولیکن مومید قول ثانی ست کہ روایت کردہ است ترمذی از سلمی امرہ انصار گفت در آمدم بر ام سلمہ
و دیدم او را میگرید گفتم چہ چیز در گریہ آورد ترا یا ام سلمہ گفت دیدم الآن رسول خدا را در منام و بر سر
و محیہ شریف وی خاک است و میگرید گفتم چہ شدہ است ترا یا رسول اللہ گفت حاضر شدم قتل
حسین رض را کہ واقع شدہ است و ظاہر این حدیث آنست کہ وی در قتل امام حسین رض زندہ بود و تیر گویند
کہ چون خبر قتل حسین رض بوی رسید لعنت کرد اہل عراق را کہ کشتند او را واللہ اعلم و دفن کردہ شد
ام سلمہ در بقیع و نماز کرد بر وی ابو ہریرہ و بعضی گفتہ اند سعید بن زید و عمر وی ہشتاد و چہار سال
و ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو گروہ بودند گروہی عایشہ و حفصہ و سودہ و صفیہ گروہی
ام سلمہ و سائر زوجات و ام سلمہ سہ دار این گروہ بودند و گویند کہ چون ام سلمہ نزد آنحضرت آمد زینب
بنت خزیمہ کہ در آن وقت یافتہ بود برای مسکن ام سلمہ مقرر داشت و چون ام سلمہ بآن در آمد خمے خرد دید
کہ مقداری جو داشت و دیگی سنگین و بکدست آسیں قدری جو در آن آسیا انداخت و طحن کردہ عصیدہ
ساخت و نزد آنحضرت آورد طعام ولیمہ ام سلمہ این بود رضی اللہ عنہا مرویات ام سلمہ رضی اللہ عنہا
در کتب متداولہ سیصد و ہفتاد و ہشت حدیث است از انجملہ متفق علیہ سیزدہ حدیث و افراد
بخاری سہ حدیث و افراد مسلم سیزدہ و باقی در سائر کتب مرویست زینب بنت جحش نام وی
اول برہ بود آنحضرت آنرا تغییر داد بزینب از جہت ایہام تزکیہ نفس یا کراہت آنکہ گویند از نزد برہ
برآید یا گویند در خانہ برہ نیست و کنیت او ام الحکم و مادر او عمۂ رسول خدا امیمہ بنت عبد المطلب بود

در رمضان سال سوم از ہجرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اورا در نکاح خود آورد پس نماند نزد آنحضرت مگر اندکی وفوت کرد در حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعضی دو سہ ماہ و بعضی شش ماہ گفتہ و ہشت ماہ نیز گفتہ اند ذکرہ فی المواہب عن الفضائل و وفات یافت در ربیع الآخر سنہ اربع و دفن کردہ شد در بقیع و بقیع قبہ ایست کہ آنرا قبۂ ازواج النبی میگویند رضی اللہ عنہم اجمعین ام سلمہ نام وی ہند بنت ابی امیہ از بنی مخزوم و بعضی دیگر گفتہ اند الاول اصح و اشہر نام ابو امیہ سہیل بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم است و نام مادرام سلمہ عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ کذا فی جامع و در مواہب نیز ہمچنین گفتہ کہ بنت ابن عاتکہ بنت عبد المطلب پس آنچہ در روضۃ الاحباب گفتہ عاتکہ بنت عبد المطلب محل نظر است و وی نخست زن ابو سلمہ عبد بن الاسد بود کہ پسر عمۂ آنحضرت برہ بنت عبد المطلب است و بود وی زوج وی اول کسیکہ ہجرت کرد بسوی حبشہ پس زائید برای وی چہار فرزند زینب و زائید بعد از وی سلمہ و عمر و درۃ و ازین چہار زینب و عمر ربیب آنحضرت شدند مدو ہر دو با حبشہ ہجرت کردند و از حبشہ معاودت نمودہ آنحضرت بمدینہ آوردند و بعضے گفتہ اند کہ ام سلمہ اول ظعینہ ایست کہ در مدینہ را مہاجر و ابو سلمہ در حرب احد جراحت یافت و بہ شد انگاہ او را البہریہ فرستادند چون ازان سر باز آمد جراحتش تازہ شد و بہمدران جراحت وفات یافت سنہ اربع و قیل سنہ ثلث و بود ام سلمہ کہ شنیدہ بود از حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمود نیست ہیچ مسلمانی کہ برسد او را مصیبتی پس بگوید اللھم اجرنی فی مصیبتی خداوندا اجر دہ مرا در ین مصیبت من و اخلف لی و خلیفہ گردان برای من یعنی بدل او دہ بہتر ازان کہ مصیبت زدہ شدہ ام بدان پس چون مرد ابو سلمہ قیام نمود بایں دعا و نفس من تنگی میکرد کہ بگویم بہتر ازان و میگفتم کہ از ابو سلمہ بہتر کہ خواہد بود و از مسلمانان اما چون آنحضرت فرمود چارہ نماند از خواندن آن و نیز از حضرت شنیدہ بودم کہ فرمود کہ چون بر سر میت حاضر شوید خیر خواہید دران ساعت ہر چہ شما می خواہید ملایکہ آمین می گویند چون ابو سلمہ وفات یافت بہ نزد پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم رفتم و گفتم یا رسول اللہ ابو سلمہ وفات یافت در فراق او چگویم فرمود بگو اللھم اغفرلی ولہ و اعقبنی عقبہ حسنہ پس بآن دعا قیام نمودم حق تعالے عوضی بہتر از ابو سلمہ دادو آن رسول خدا بود صلی اللہ علیہ وسلم و چون ابو سلمہ وفات یافت حضرت بخانہ ام سلمہ آمد و تعزیت نمود فرمود بار خدایا اندوہ او را تسکین دہ و مصیبت او را خیر کن و عوضی بہتر بوے دہ

پس نکاح کرد او را عمر با آنحضرت در سال سوم و بقولے در سال دوم از ہجرت و در صحیح البخاری از
عبد اللہ بن عمر آوردہ کہ گفت چون بیوہ شد حفصہ بنت عمر از خنیس بن حذافہ سہمی و بود وی از اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس وفات یافت بمدینہ پس گفت عمر بن الخطاب آمدم عثمان بن عفان را
پس عرض کردم بروی حفصہ را پس گفت عثمان بگذار مرا تا فکرے و تاملی در کار خود کنم پس توقف کردم چند شب
پستر ملاقات کرد عثمان و گفت چنین روی نمودہ است کہ تزوج نکنم چند روزی پس گفت عمر ملاقات کردم
ابا بکر صدیق را و گفتم اگر خواہی تو تزویج کنم ترا حفصہ را پس خاموشی گزید ابو بکر و جواب نداد مرا چیزے پس
بخشم رفتم بروی زیادہ از انکہ خشمگین شدہ بودم بر عثمان پس درنگ نمودم چند شب پس خطبہ کرد او را
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس نکاح کردم او را حضرت را پس ملاقات کردم مرا ابو بکر و گفت شاید کہ تو خشمگین
شدی بر من ہنگامی کہ عرض کردی بر من حفصہ را و جواب ندادم ترا گفت نعم خشمگین شدم گفت منع
نکردم مرا از جواب تو در انچہ عرض کردی بر من مگر آنکہ میدانستم من کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
یاد کردہ است او را یعنے حفصہ را و فاش نکردم سر رسول را و اگر قبول نکرد او را رسول خدا قبول میکنم
من و روایت کردہ شدہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طلاق داد حفصہ را یک طلاق رجعی و
چون این خبر بعمر رسید متالم گشت پس آمد جبرئیل و وحی آوردہ کہ حکم الٰہی بر آنست کہ مراجعت کن حفصہ
کہ وی صوامہ قوامہ است و وی زوجہ تست در بہشت ولادت حفصہ بپنج سال پیش از بعثت بود
وفات سنہ خمس و اربعین یا احدی و اربعین یا سبع و اربعین در زمان امارت معاویہ و بعضی در خلافت
عثمان گفتہ اند و الاول اصح و اللہ اعلم و عمروی شصت سال بود و مرویاتش در کتب متداولہ شصت
حدیث است از انجملہ متفق علیہ چہار و افراد مسلم شش حدیث و پنجاہ دیگر در سائر کتب مروی است زینب بنت
خزیمہ بن الحارث الہلالیہ العامریہ او را در جاہلیت ام المساکین میگفتند کہ مسکینان را طعام میداد و شفقت
عظیمہ بر ایشان و بود وی نخست در تحت عبد اللہ بن جحش پس شہید شد وی در روز احد و بعضی گفتہ اند
تحت عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بود پس شہید شد
عبیدہ روز بدر و بعضی گفتہ اند اول زن طفیل بن الحارث بن عبد المطلب بود پس طلاقش داد
برادر او عبیدہ بن الحارث و یرا زن کرد و قولے آنکہ عبد اللہ بن جحش اسدی و یرا بخواست و بعضی
اہل سیر ترجیح این قول کردہ اند کذا فی روضۃ الاحباب و در مواہب گفتہ الاول اصح و سر ہر تقدیر

است از انجمله متفق علیه صد و هفتاد و چهار و افراد بخاری پنجاه و چهار و افراد مسلم شصت و هفت و تتمه
در سائر کتب و خلق کثیر از صحابه و تابعین ازوی روایت کرده اند و در وقت وفات میگفت کاشکی
من درخت بودمے که مرا بریدندی کاشکے من گلو خی بودمی کاشکے من چنان بودمی که از من کسی یاد
نکردی کاشکے من مخلوق نشدمی سبحان الله اینچه شکستگی دنیا از تواضع است و انکسار پدر بزرگوار که
وی افضل است انچنین میگفت او چرا نگوید میگویند که مقربان بشر ان اگرچه مامور او مبشر اند لیکن
خوف درگاه لا ابالے باقی است آورده اند که چون عایشه رضی الله عنها نقل کرد فریاد از خانه وی برآمد ام سلمه کنیزک خود را
فرستاد تا از وی خبرے گیرد کنیزک باز آمد و خبر وفات رسانید ام سلمه رضی الله عنها گریان شد و گفت
رحمت حق تعالے باد بر وے دوسترین آدمیان بود پیغمبر صلے الله علیه وسلم بعد از پدر خود آورده اند
مردمی از عایشه سوال کرد کی دانم که من بیکم گفت چون بدانی که تو بدی مرد گفت پس کی دانم که
بدم گفت چون دانی که نیکی و گفت همیشه میگوئید در بهشت را کشاده میشود برای شما گفته شد
چگونه بچه وجه بگویم گفت بگرسنگی و تشنگی و گویند نوبتی درس قرآن می خواند باین آیت رسید لقد جئناکم
الیکم کتابا فیه ذکرکم افلا تعقلون پس پیوسته قرآن می خواند و در معانی آیات قرآنی تامل می نمود
بانوبتی گفت بتحقیق حق تعالے مرا ذکر و صف من در قرآن اطلاع داد گفتند کدام است آن گفت
این ست که فرمود و آخرون اعترفوا بذنوبهم خلطوا عملا صالحا و آخر سیئا عسی الله ان یتوب علیهم
رضی الله عنها رحمت کناد خداوند تعالے صدیقه را در تواضع او و انصاف وی و معرفت وی

حفصه

حفصه بنت عمر بن الخطاب قرشیه عدویه مادر وی زینب بنت مظعون اخت عثمان بن مظعون اسلام
آوردند هجرت کرد و بوقوعش آنحضرت تحت خنیس بضم معجمه و فتح نون و سکون تحتانیه و بسین مهمله
بن خذافه و خنیس از اهل بدر بود هجرت کرد حفصه باوی و مرد خنیس بعد از واقعه بدر و بقولی بعد از
غزوه احد و چون بیوه شد حفصه ذکر کرد او را عمر بر عثمان پس اجابت نکرد عثمان او را و در همین ایام
رقیه دختر رسول که زوجه عثمان بود فوت کرده بود پس عمر نزد آنحضرت از عثمان شکایت کرد و گفت
حفصه را بروی عرض کردم قبول نکرد حضرت فرمود که خدا تعالے زنی بهتر از دختر تو بعثمان و شوهری
بهتر از عثمان بدختر تو دهاد و همچنان شد حضرت حفصه انجوا ست و ام کلثوم را بعثمان داد و عمر حفصه را
بر ابو بکر نیز عرض کرد ابو بکر هیچ جواب نگفت و عمر خشم رفت پس خطبه کرد او را آنحضرت صلی الله علیه وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این چنین نیست کہ تو فہمیدۂ خدا تعالے می نخشد محبت موت ہر کرا می خواند
از بندگان خود اگرچہ قریب ایام موت باشد یکبار دیگر فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در نمی آید بہشت را
ہیچ کسی مگر برحمت خدا و فضل وی گفت عائشہ رضی اللہ عنہا تو نیز نمی در آئی در بہشت یا رسول اللہ مگر برحمت خدا
فرمود آنحضرت نعم در نمی آیم مگر آنکہ بپوشد مرا خدا تعالے برحمت خود و یکبار ی گفت یعائشہ در حکایتے
کہ در میان ایشان گذشت شیطان تو برین داشت ترا گفت عائشہ شیطان ہم میباشد آدمی را فرمود ہر
آدمی را شیطان است قرین او گفت عائشہ رضی اللہ عنہا ترا ہم ہست یا رسول اللہ فرمود نعم ولیکن
شیطان من مطیع من شد و مسلمان گشت و نبود عائشہ را رضی اللہ عنہا نازو نیازی کہ در میان محبان و
محبوبان میباشد و میگفت ہرچہ میخواست منقول ست از وی رضی اللہ عنہا کہ گفت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم من میدانم ای عائشہ کہ تو از من گاہی خشنود ی و گاہی در خشمی گفتم یا رسول اللہ
از کجا میدانی تو این را فرمود چون خشنود میباشی سوگند میخوری میگوئی لا و رب محمد و چون خشمناک
میباشی میگوئی لا و رب ابراہیم گفتم آری این چنین ہست یا رسول اللہ و لیک ما اہجر الا اسمک جدائے
نمیگیرم و ترک نمیدہم مگر نام ترا یعنی در حالت خشم نام ترا نمی گیرم لیکن ذات تو نیاید تو در جان من ست و جان من
مستغرق محبت تست و در محبت تغیر راہ نمی یابد و ہم از وی منقول ست کہ گفت گفت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم با من ای عائشہ اگر می خواہی کہ در بہشت بمن ملحق شوی باید کہ در دنیا مقدار زاد
راکبی ترا کفایت کند و ہیچ جامہ را کہنہ نشمری تا زمانی کہ بران وصلہ نزنی و رقعہ ندوزی و در روایتی آنکہ
گفت عائشہ رضی اللہ عنہا با آنحضرت دعا کن یا رسول اللہ تا خداوند تعالے مرا در بہشت از ازواج تو گرداند فرمود
اگر اینمرتبہ را میخواہی برای فرا قوت ذخیرہ مساز جامہ را بر مبند از تا وصلہ بران نزنی و عائشہ رضی اللہ
عنہا نصیحت و وصیت آنحضرت را در ایثار فقر سر غنا بجائی رسید کہ ہرگز ذخیرہ نکرد و از عروۃ بن الزبیر
مروی ست کہ گفت دیدم عائشہ رضی اللہ عنہا را کہ ہفتاد ہزار درہم در راہ خدای تصدق نمودہ و گوشۂ پیراہن
خود وصلہ زدہ بود و یکبار ی عبد اللہ بن الزبیر برای وی صد ہزار درہم فرستاد پس انفاق کرد در
ہمان روز آن ہمہ را بر اقارب و فقرا قسمت نمود و در آنروز روزہ دار بود و باقی نماند از آن چیزے
برای نان خورش جاریہ گفت اگر بنگیدرم گوشتی برای نان میخریدی چہ می شد گفت یاد نیاید
اگر یاد میدادی میکردم آنزاد مرویات وی رضی اللہ عنہا در کتب معتبرہ دو ہزار و دویست و ده حدیث

فرمود پس دوست دار عایشه را احادیث بسیار درین باب وارد شده است دیگر میگفت که آنحضرت
هیچ زنی نخواست که پدر و مادر را در راه خدا هجرت کرده باشند غیر از من و تشابه این فضیلت است بفضل
پدر شریف وی رضی الله عنه که در دو خانهٔ وی چهار صحابی بود و اگر این را نیز راجع بفضل خویش سازد
می سزد دیگر آنکه میگفت براءت من از آسمان نازل شد اشارت کرد بقصه براءت وی از افک وی
که از جانب منافقان سر برزده بود و حق سبحانه هفتده آیت در تبریه ساخت عزت وی و دم فرو بست
جماعه که دران داخل بودند فرستاد و آنحضرت صلی الله علیه وسلم در بیت من تمریض یافت و در روز نوبت من
وفات یافت روح مطهر آنحضرت را قبض کردند در حالیکه میان سینه و شش من بود و در حجره من مدفون
گشت و از عمار بن یاسر رضی الله عنهما منقول است که شنید مردی را که در باب عایشه سخنی ناپسندیده
می گفت عمار بادی گفت اسکت مقبوحا منبوحا اتقع فی حبیبة رسول الله صلی الله علیه وسلم بود عایشه رضی
الله عنها که بازی میکرد با دختران چون آنحضرت نزد وی آمدی دختران از شرم و هیبت آنحضرت صلی الله علیه
وسلم بیرون میرفتند حضرت از عقب ایشان بجانب من باز میراندتا با من بازی میکردند و هم از وی
رضی الله عنها می آرند که گفت آمد پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم روزی بر من و من لعبت های خود را در کنار
صفه خانه نهاده بودم و پرده بران فروهشته بادی وزید و گوشهٔ پرده را برداشته و لعبت ها بنمود آنحضرت فرمود
صلی الله علیه وسلم اینها چیست گفتم دختران من یعنی لعبت های من اند در میان آن اسپی دید که دو باز و
بران بود از رقعها فرمود این چیست گفتم این اسپی است گفت این چیست گفتم دو باز وی اوست فرمود
اسپ را باز و ها میباشد گفتم مگر نشنیده که سلیمان علیه السلام را اسپان بود که مر آنها را اجنحه بود
حضرت تبسمی فرمود چندانکه دندانهای نواجذ وی بنمود عایشه رضی الله عنها را با آنحضرت قدرت سخن و
مجال بحث بسیار بود از جهت فهم و ادراک که داشت و قربی و محبتی که در میان بود چنانکه یکباری آنحضرت فرمود
من حوسب عذب گفت کسیکه حساب کرده شد عذاب کرده شد عایشه گفت یا رسول الله حق تعالی میفرماید
فسوف یحاسب حسابا یسیرا و چون حساب یسیر باشد عذاب برای چه بود حضرت در جواب آن فرمود
ان عرض ست حساب نیست و مراد مناقشه در حساب ست و بار دیگر فرمود آنحضرت کسیکه دوست دارد
لقای خدا تعالی را دوست دارد و خدا تعالی لقای او را و کسیکه دشمن دارد لقای خدا تعالی را دشمن دارد خدا تعالی
لقای او را مراد او بلقا موت داشته اند گفت عایشه ما مکروه میداریم یعنی بحکم نفس و طبیعت موت را جواب داد

نیز موجب ازدیاد انس و محبت است و میگفت عایشه در اظهار فضل و موانست خود بر رسول خدا
صلی الله علیه وسلم که آنحضرت صلعم نماز میگذارد و من پیش نماز وی مضطجع می بودم و این امر مختص بمن
بود و این در نماز شب بود که حضرت بر می خاست عایشه رضی در جای خواب خود افتاده بود در وقت سجده
پای مبارک یا سر شریف وی ببدن عایشه رضی الله عنها میرسید و این مستلزم آن نیست که موجه
و مستقبل عایشه نماز میگذارد بلکه جانب پایهای او که در دست راست آنحضرت علیه السلام
خفته بود اگرچه ظاهر لفظ حدیث که در نیجا واقع شده این ست که و انا معترضة بین یدی رسول الله
مثل الجنازة و اگر این باشد فضلی دیگر است و اگر این چنین نباشد باعتبار اختصاص این حال بعایشه
رضی الله عنها مورث فضل او ست و اختصاص این معنی ست که وقوع آن اتفاقاً در خانه عایشه بود
که نوبت او بود و نه باین معنی که بوی جائز نبود و نه بزنی دیگر می بود باوی نیز جایز بودی و در آخر این حدیث
آمده است که حضرت دست مبارک خود را بپای من می خلانید و عایشه میکشید پای خود گویا سجده گاه
نزدیک بپایهای بود چون آنحضرت بعد از سجده برمیخواست عایشه باز پایها دراز میکرد و این بجهت غلبه خواب
یا بجهت دیگر بود و الله اعلم و عذر این میکرد که در آنوقت چراغ در خانه نبود و علمای حنفیه را در این حدیث
دلیل ست بر عدم انتقاض وضو بلمس امرأة فقد بر دیگر فضل عایشه رضی الله عنها این بود که میگوید
من و او یعنی حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم در یک ظرف غسل میکردیم و با هیچ زنی این امر جائز
نمی آورد و واقع نمی شد و در مشکات از معاذه عدویه از عایشه آورده که میگفت غسل میکردم من و رسول خدا
صلی الله علیه وسلم از اناء واحد که میان من و وی بود پیش پیشی و شتابی میکرد آنحضرت مرا در گرفتن تا
آنکه میگفتم من بگذار برای من یعنی بگذار که من هم آب گیرم و حال آنکه آنحضرت و عایشه هر دو جنب
بودند و این نیز دلالت بر کمال اتحاد و اختلاط و الفت دارد دیگر آنکه در جامه خواب هیچ زن وحی بر وی
نمی آمد الا در جامه خواب من و درین کمال فضل و غایت امتیاز و فریست ست مر صدیقه را که حاجت
شرح و بیان ندارد و وجه انوار و اسرار بوی سرایت میکرده باشند در حدیث صحیح آمده که ام سلمه
در باب عایشه سخنی گفت باوی فرمود مرا در باب عایشه ایذا مکن بدرستی که وحی در جامه خواب هیچ زن
بر من نمی آمد الا عایشه ام سلمه گفت اتوب الی الله تعلق من اذاک یا رسول الله و با فاطمه رضی الله عنها
گفت تو دوست میداری آنچه من دوست دارم گفت فاطمه بلی یا رسول الله دوست میدارم

انوار تابان است در جمال و من حیران بودم حضرت بجانب من نگاه کرده گفت چه بوده است ترا که حیران شده ای عایشه گفتم یا رسول الله در شبهٔ نورانی تو وعرق کرده پیشانی تو حیران بودم پس آنحضرت برخواست ونزد من آمد ومیان سر وچشم من بوسه داد وفرمود خبرا ک الله یا عایشه خیرا ما سرت منی کسر وری مسنک مسرور گردانیده نشدی تو از من چنانکه مسرور گردانیده شده ام من از تو یعنی ذوق وسرور من از تو بیشتر از ذوق وسرور تست از من ودر بوسه داون آنحضرت درمیان دو چشم مبارک عایشه انصاف وآفرین است بر عایشه که بچشم محبت ومعرفت در جمال آنحضرت دید مصرع نازم بچشم خود که جمال تو دیده است بیت ای خنک چشمے کہ او حیران اوست ❊ وی همایون دل که آن بریان اوست ❊ ومسروق که از اکابر تابعین است وقتیکه از عایشه صدیقه روایت کردی میگفت حدثنی الصدیقه بنت الصدیق حبیبه رسول الله صلی الله علیه وسلم وگاهی میگفت حبیبه حبیب الله امراة من السماء ومفاخرت وی رضی الله عنها به فضیلت وفرمیت وی بر سائر ازواج مطهرات وبحدیث بعثه الی بردی مشهور است که میگفت آنحضرت بکری غیر من نخواسته واین فضل خاص است در زن که دست آلوده دیگری نشده وزن بکر محبوبتر ومانوس تری باشد نزد شوهر وشوهر نزد وی وبیش از نکه آنحضرت مرا بخواهد جبرئیل صورت مرا در حریر پاره بوی نمود وگفت زوجه تست ودر روایتی این زوجه تست در دنیا وآخرت یعنی صورت زن تست که مصور ساخته اند وتصویر در ان زمان حرام نبود ونیز در عالم منام بود که عالم مثال است ودر حدیث بخاری ومسلم آمده که آنحضرت صلی الله علیه وسلم بعایشه میفرمود قد رایتک مرارا فی المنام در خواب سه شب آورد ترا فرشته در سرقه از حریر وسرقه قطعه از حریر سفید معرب سبره وبمعنی مطلق نیز آمده واگر اینجا بر ین حمل کنند بهتر باشد زیرا که در حدیث آمده که جبرئیل آورد صورت عایشه را در خرقه حریر سبز والله اعلم پس میگوید فرشته این زن تست باین شکل وشمائل پس دور میکنم از روی جامه را ناگاه تو کشوف همان صورتی که دیده بودم ترا در منام مقصود موافقت صورتست که دیده بود ومی گویم در منام اگر این خواب از نزد خدا است امضا میکند اینکار را یعنی در میگذراند ومیرساند مرا این زن را ومراد باین شرط تحقیق تقریر امر است واظهار شوق در غیب دران است واین منقبتی عظیم است مر صدیقه را که آنحضرت صلی الله علیه وسلم را از رسیدن بوی محبت ومشتاق جمال پر انوار وی گردانید زیرا که یکبار یوسف علیه السلام را در خواب دید عاشق وفریفته وی شد اینجا که سرور کائنات بود سه مرتبه دید واینجا

او با حضرت علیه السلام نه سال بود در وقت وفات آنحضرت ﷺ ده ساله بود و بود وفات وی رضی الله
عنها در سنه سبع وخمسین وواقدی گفته است تا سه شنبه هفدهم ماه رمضان سنه ثمان وخمسین و بود
عمر شریف وی شصت و شش سال و وصیت کرد که دفن کرده شود در بقیع در شب و نماز گذارد بر وے
ابو هریره و بود خلیفه مروان بر مدینه مطهره در ایام معاویه و متولی شد دفن او را قاسم بن محمد بن ابی بکر و عبد الله
بن عبد الرحمن بن ابی بکر و بود وفات او بموت طبعی و آنکه میگویند معاویه کند چاهی را بر در خود و بپوشید
سر آنرا و طلبید عائشه را بضیافت پس افتاد در وی و مرد کذب و افترا است از روافض و تزوج نکرد آنحضرت
بکرا جز وی نشده و نزائید ولدی را و روایت کرده که انداخت وی رضی الله عنها سقطی و کنیه ام عبد الله
باعتبار آنست و ثابت نشده است این روایت و صحیح آن ست که این کنیه نیست عبد الله بن الزبیر را
و فضائل و مناقب عائشه صدیقه رضی الله عنها بیرون از حد شمار است و بود وی رضی الله عنها فقهای
و علماء و فصحاء و بلغاء و از اکابر مفتیان صحابه منقول است از بعض سلف که ربع احکام شرعیه از وی معلوم
شده و در اخبار وارد شده خذوا ثلثی دینکم من هذه الحمیرا روایت کرده اند از وی جماعه کثیر از صحابه و تابعین
از عروة بن الزبیر مرویست که گفت ندیدم هیچ احدی را اعلم از عائشه بمعانی قرآن و احکام حلال و
حرام و اشعار عرب و علم انساب و این دو بیت از اشعار اوست در مدح رسول صلی الله علیه وسلم بیت
ولو سمعوا فی مصر اوصاف خده * لما بذلوا فی سوم یوسف من نقد * لوامی زلیخا لو رأین جبینه *
لاثرن بالقطع القلوب علی الایدی * و از اعظم فضائل و مناقب وی محبت حضرت رسول الله است
صلی الله علیه وسلم مر او را اشد محبت و از انس بن مالک رضی الله عنهما مرویست که گفت اول دوستی
که در اسلام پیدا شد دوستی پیغمبر بود با عائشه و بصحت پیوسته که از رسول خدا صلی الله علیه وسلم پرسیدند
که دوست ترین او میان نزد تو کیست فرمود عائشه گفتند از مردان فرمود پدر وی و باز از عائشه آمده
است که پرسیده شد که کدام یکی از آو میان محبوب تر بود نزد رسول خدا صلی الله علیه وسلم گفت فاطمه رضی
پس گفته شد از مردان گفت زوج او وجه تطبیق آن خواهد بود والله اعلم که از جمله نساء احب عائشه بود
و از اولاد فاطمه و از اهل بیت علی و از صحابه ابو بکر وجوه و حیثیات مختلف است و از عائشه آمده است
که گفت وصله میز در رسول خدا صلی الله علیه وسلم به نعلین مبارک خود روزی و حال آنکه من چرخه
می ریسم در روی آن سرور نظر کردم دیدم که عرق از جبین مبارک وی ریزان بود و از ان عرق

از قصد طلاق وی گذشت یا رجعت کرد باختلاف قولین و از ابو هریره رضی الله عنه آمده است که آنحضرت
در حجة الوداع با زنان خود فرمود که این حجة الاسلام بود که از گردن ساقط شد بعد ازین روی حصیر را غنیمت
شمرید و از خانهٔ خود بیرون نه برآئید پس همه زنان آنحضرت بعد ازوی بحج میرفتند الا سوده و زینب بنت جحش
و گفتند ما بعد از پیغمبر بر داية سوار نشویم چنانکه ما را وصیت فرموده است رسول خدا صلی الله علیه وسلم
مرویات سوده در کتب متداوله پنج حدیث است از انجمله یک حدیث در بخاری باقی در سنن اربعه مروی است
و وفات او در شوال سنه اربع و خمسین در زمان امارت معاویه کذا فی المواهب و قولی بر انست که وفات وی
در اواخر خلافت امیر المومنین عمر ست رضی الله عنه گویند که سوده طول قامتی و سمنی بغایت مفرط داشت
عمر گفت او را در شب بردارند اسماء بنت عمیس گفته که من در حبشه دیده ام که برای زنان نعشی ترتیب
میدهند پس نعشی ساختند و سوده را بران نعش برداشتند و او اول کسی بود که برای وی نعش ترتیب
دادند عمر خطاب رضی الله عنه چون آنرا دید اسماء بنت عمیس را دعا کرد و گفت ستر تها ستر ک الله و بعضی
گویند نعش برای زینب بنت جحش ساختند کذا فی روضة الاحباب و تحقیق آمده است که نعش ساختن
اسماء بنت عمیس برای فاطمه زهرا بود رضی الله عنها و وفات حضرت زهرا مقدم است پس حق رضی الله عنها
اول کسی باشد که برای وی نعش ساختند عایشه صدیقه دختر ابو بکر صدیق کنیت او ام عبد الله بنسبت
خواهرزادهٔ وی عبد الله بن الزبیر اسماء بنت ابی بکر است درخواست کرد وی رضی الله عنها از حضرت
صلی الله علیه وسلم کنیت را فرمود و کنیت کن باسم این اخت خود عبد الله بن الزبیر و در روایتی آمده است
که چون زائیده شد عبد الله بن الزبیر تحنیک کرد او را آنحضرت و انداخت آب دهن مبارک خود در دهن وی
و فرمود بعایشه که وی عبد الله و توام عبد الله و ام وی رومان است بضم را و فتح نیز آمده است بنت عامر
بن عویمر از بنی کنانه بخست بحیر بن مطعم نامزد شده بود پس خطبه کرد او را رسول خدا صلی الله علیه وسلم
و تزوج کرد او را بحضرت و وی شش ساله بود و زفاف کرد بمدینه مطهره سه شهین از هجرت در آخر شوال و او
و وی نه ساله بود و شرح تزوج زفاف وی سابقا گذشته است و بود عایشه رضی الله عنها که دوست
میداشت نکاح را در شوال بر خلاف آنکه در جاهلیت نکرده میدانستند آنرا و گفت نکاح من و زفاف من
در شوال شده است کدام یکی از زنان محبوبتر بود نزد آنحضرت صلی الله علیه وسلم از من و ببرد آنحضرت
او را در بعضی اسفار خود پس یاد میکرد او را و می گفت و اعروساه رواه احمد و مدت صحبت عایشه و معاشرت

وابو امامہ بن التعاس کہ سبق خدیجہ و تاثیر وی در اول اسلام و تقویت و نصر و قیام وے در دین خدا بمال
خود و نفس خود شریک نیست او را ہیچ یکے نہ عایشہ و نہ غیر وے از امہات المومنین و تاثیر عایشہ در
آخر اسلام و حمل دین و تبلیغ آن بامت و دریافتن وی از امت چیزہا کہ شریک نیست او را در ان خدیجہ
و نہ غیر او و موجب امتیاز است از غیر خود ذکر نہ اکلہ فی المواہب اللدنیہ و حاصل این وجوہ باعتبار اختلاف
حیثیات است واللہ اعلم سودہ بنت زمعہ بفتح میم بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود قرشیہ عامریہ نسبت
وی بہ نسب حضرت در لوی متصل می بود و کنیت او ام الاسود و مادر او سموس بنت قیس اسلام
آورد در مکہ شریفہ در اوایل بعثت و بود تحت ابن عم خود کہ نامش سکران بن عمر بن عبد شمس برادر سہیل
بن عمرو شوہر او نیز اسلام آورد ہمراہ او و از وی پسری داشت عبد الرحمن نام و سودہ با سکران ہجرت
حبشہ نمودہ بود ہجرت ثانیہ و مرد زوج بعد از قدوم بمکہ شریفہ و بروایتی مرد بحبشہ پس تزوج کرد او را
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمکہ مطہرہ بعد از فوت خدیجہ رضی اللہ عنہا پیش از انکہ عقد کند بعایشہ رضی اللہ
عنہا و این قول قتادہ و ابی عبیدہ است و ذکر نکردہ است ابن قتیبہ جز این قول را و بعضے گفتہ اند تزوج کرد
بعد از عایشہ رضی اللہ عنہا و جمع میکنند میان این دو قول بانکہ عقد عایشہ پیش از سودہ باشد و دخول
بسودہ پس از عایشہ و تزوج و نکاح اطلاق کردہ میشود بر ہر دو معنی اگر تبادر بہ فہم عقد است نہ دخول
و آوردہ اند کہ سودہ رضی اللہ عنہا چون از حبشہ بمکہ شریفہ آمد در خواب دید کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بجانب وے
آمد و پای بر گردن او نہاد و شوہر را از واقعہ خویش خبردار گردانید شوہر گفت راست میگوئی عنقریب
من خواہم مرد و پیغمبر ترا خواہد خواست باز در واقعہ دید کہ وی کعبہ کردہ است ماہ از آسمان بروی افتاد آن واقعہ
را نیز با شوہر بیان کرد شوہر گفت اگر راست می گوئی عنقریب من خواہم مرد و پیغمبر ترا خواہد خواست ہمانروز سکران
خستہ شد و بعد از چند روز وفات یافت و سودہ حلیلہ بماند تا در سال دہم از نبوت بعد از وفات خدیجہ رضی
اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم او را خواست و مہرش چہار صد درہم کرد و ہجرت نمود بمدینہ مطہرہ
و چون کبر سن او را دریافت در سال ہشتم از ہجرت طلاقش داد و قول صحیح آنست کہ ارادہ طلاقش کرد
شبی بر سر راہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم نشست وقتی کہ بخانہ عایشہ رضی اللہ عنہا تشریف میبرد گفت
یا رسول اللہ من از تو ہیچ طمع ندارم و آرزوی شہوتم نماندہ و لیکن میخواہم کہ فردای قیامت در ازواج
مطہرہ تو محشور شوم و نوبت خود را بعایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بخشیدم پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

و این حدیث از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز روایت می کنند کہ از خود فرمود گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم آدم علیہ السلام را پرسید و بیان کرد واللہ اعلم و بر ہر تقدیر میشود کہ مراد بزوجہ خدیجہ است
رضی اللہ عنہا و روایت کردہ است امام احمد از ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ گفت گفت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم افضل نساء اہل جنت خدیجہ بنت خویلد و فاطمہ بنت محمد و مریم ابنۃ عمران و آسیہ امرأۃ فرعون
رضی اللہ عنہن و گفتہ است شیخ ولی الدین بن العراقی خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل امہات المومنین است
و بر قول صحیح مختار و بعضے گفتہ اند عائشہ رضی اللہ عنہا انتہی و شیخ الاسلام زکریا الانصاری در اینجا گفتہ
افضل از ازواج مطہرہ خدیجہ رضی اللہ عنہا و عائشہ رضی اللہ عنہا است و در افضل این دو خلاف ست و تصریح کردہ است ابن عماد
بہ فضل خدیجہ از جہت آنچہ ثابت شدہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود مر عائشہ را ہنگامی کہ
گفت عائشہ رضی اللہ عنہا مر آنحضرت را بتحقیق روزی گردانیدہ است ترا بہتر از خدیجہ ارادہ کرد صدیقہ ذات خود را و
تفضیل کرد خود را بر خدیجہ رضی اللہ عنہا پس فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لا واللہ روزی نگردانیدہ است مرا خدا تعالی بہتر
از خدیجہ ایمان آورد بمن خدیجہ رضی اللہ عنہا در وقتیکہ تکذیب کردند مرا مردم و داد مرا مال خود را ہنگامی کہ محروم
گردانیدند مرا مردم و پرسیدہ شد ابن دایہ کہ کدام یکی ازین دو فاضلتر است گفت خدیجہ زیرا کہ خوانایند
عائشہ رضی اللہ عنہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم از جبرئیل علیہ السلام و خوانایند خدیجہ را جبرئیل از پروردگار تعالی
سلام بر ایشان محمد پس خدیجہ افضل باشد پس گفتہ شد مر ابن داود را پس مدام یکی افضل است عائشہ
تا فاطمہ گفت ابن داود بدرستیکہ رسول خدا گفتہ است فاطمہ گوشت پارۂ من است پس من برنمیگیرم
من بگوشت پارۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ یکی را گواہی نمیدہد مر این را قول وی صلی اللہ
علیہ وسلم مر فاطمہ را ایا راضی نمیستے تو کہ باشی سیدۂ نساء اہل الجنۃ مگر مریم و احتجاج کردہ است بحدیث
تفضیل دادہ است عائشہ رضی اللہ عنہا را کہ وی در آخرت با نبی خواہد بود و دوست فاطمہ با علی و پرسیدہ شد شیخ
تاج الدین سبکی درین مسئلہ پس گفت آنچہ اختیار میکنم ماہ کیش مے کنم بآن خدا را این ست کہ فاطمہ بنت محمد
افضل است پستر مادر شریفہ وی خدیجہ پستر عائشہ و استدلال کرد بآنچہ پیش گذشت و اما حدیث طبرانی
کہ خیر نساء العالمین مریم بنت عمران ثم خدیجہ بنت خویلد ثم فاطمہ بنت محمد ثم آسیہ امرأۃ فرعون جواب
دادہ است ازین ابن عماد بآنکہ خدیجہ کہ تفضیل دادہ شد باعتبار امومت نہ باعتبار سیادت و اختیار
کردہ است سبکی کہ مریم افضل است از جہت این خبر و از جہت اختلاف در نبوت وی انتہی و گفتہ است

باوی خمرہ تا در آمد بر خویلد بن اسد پس خطبہ کرد او را و تمام این کلام در سال بست و پنجم کہ آنحضرت از سفر شام
قدوم آورد و خدیجہ را تزوج کردند مذکور شدہ است و مہر خدیجہ بست و نہ جوانہ شتر بود و در روایتی دوازدہ اوقیہ
ذہب آوردہ اند کہ خدیجہ در واقعہ دید کہ آفتاب از آسمان در خانہ او فرود آمدہ است و بود آن از خانہ وے
منتشر شدہ چنانکہ در مکہ مطیبہ ہیچ خانہ نماند الا کہ بآن منور گشت چون بیدار شد واقعہ را بپسر عم خود
ورقہ بن نوفل عرض کرد تعبیر خواب وی بدان کرد پیغمبر آخر زمان ترا تزوج خواہد کرد و خدیجہ رضی اللہ
تعالے عنہا اول کسے است کہ بحقیقت شرف اسلام دریافت و تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمود
و اموال خود را در طلب رضای او صرف کرد و ہمہ اولاد آنحضرت از وی کور و اناث از وی بودند الا ابراہیم
رضی اللہ عنہ کہ از ماریہ قبطیہ بود و معاشرات او بحضرت بست و پنج سال یا بست و چہار سال وفات وے
پیش از ہجرت بود و پنجسال یا سہ سال و عمر او شصت و پنج سال و وفات او در رمضان سال دہم از
بعثت و در مقبرہ حجون مدفون گشت و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بقبر او در آمد و دعای خیر کرد
و نماز جنازہ ہنوز شروع نشدہ بود و آنحضرت بفوت وی بسیار ملول و محزون گشت و سال وفات
او را عام الحزن نام است و فضائل و مناقب او بسیار است و بس است در فضیلت وی کہ فاطمہ را
از شکم وی بود آوردہ اند کہ آنحضرت ہر غمی و اندوہی و آزاری کہ از تکذیب قریش میکشید ہمہ بدیدار و صحبت
خدیجہ کشادے پذیرفت و شاد میبود و چون رجوع بخدیجہ مینمود رضی اللہ عنہا آنحضرت را بشست و
تخفیف حی نمود و ہر مشکل آسان میگردانید و در صحیحین از حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ آمدہ کہ جبرئیل
علیہ السلام بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد و گفت یا محمد این خدیجہ است بتحقیق آوردہ است ترا
ظرفی کہ در وی طعام و شراب است و چون بیاید ترا بخوان بر وی سلام از پروردگار وی و از من بشارت دہ
او را بخانہ در بہشت از قصب کہ نیست بانگ و قریاد در وی و نہ تعب و رنج و قصب بہ فتح قاف و صاد
مروارید کہ واک و در بہشت خانہا خواہد بود از یک مروارید و از عبد الرحمن بن زید آوردہ اند کہ گفت
آدم علیہ السلام بدرستیکہ من سید البشرم روز قیامت مگر مردی از ذریت من پیغمبر از پیغمبران کہ نام
پاک او احمد است فضل داده شدہ است او را بر من و چیزیکی آنکہ زوجہ او معاونت داده شدہ او را
عون و زوجہ من بر من عون شد یعنی باعث شد بر خطیہ کہ اکل شجرہ است و دوم اعانت کرد او را
خدا تعالے بر شیطان او پس مسلمان شد و کافر شد شیطان من اخرجہ الدلالی کما ذکرہ الطبری

بر جمیع نساء است وثواب وعقاب ایشان مضاعف است وافضل نساء آنحضرت خدیجه وعائشه اند و
در فضل این دو بر یکدیگر خلاف ست چنانچه تحقیق آن بیاید واختلاف کرده اند در عدد ازواج آنحضرت و
ترتیب ایشان وعده آنکه مرد از ایشان پیش از آنحضرت صلی الله علیه وسلم وفات یافت آنحضرت پیش از ایشان
وآنهای که دخول کرد بوی ودخول نکرد وآنکه خطبه کرد ونکاح نکرد وآنکه عرض کرد نفس خود را بر آنحضرت
ومتفق علیه یازده زن اند شش از قریش خدیجه بنت خویلد وعائشه بنت ابی بکر وحفصه بنت عمر بن الخطاب
وام حبیبه بنت ابوسفیان وام سلمه بنت ابی امیه وسوده بنت زمعه وچهار عربیه اند از غیر قریش
زینب بنت جحش وميمونه بنت الحارث هلالیه وزینب بنت خزیمه هلالیه ام المساکین وجویریه بنت
الحارث ویکی غیر عربیه از بنی اسرائیل صفیه بنت حیی از بنی النضیر وآنکه مرد نزد آنحضرت دو کس خدیجه و
وزینب ام المساکین وفات شریف آنحضرت از نه زن وخلاف ست در آنکه اول زنی که تزوج کرد او را آنحضرت
خدیجه است وتزوج نکرد آنحضرت صلی الله علیه وسلم بر وی هیچ زنی را تا مرد واین شروع در ذکر ایشان ست
بترتیب ام المومنین خدیجه بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب بن مره بن کعب بن
لوی متصل می شود نسب او ونسبت شریف آنحضرت در قصی وآنحضرت از اولاد قصی غیر از خدیجه
وام حبیبه ودیگری را نخواسته وکنیت او ام هند ست ونام او فاطمه بنت زاهده بن الاصم از بنی
عامر بن لوی بوده وی نخست تحت ابی هاله بن نباش بن زراره بود وزائده برای وی ولیسر
چند و هاله واسم ابی هاله مالک وبقولی زراره وبقولی هند بوده بعد ازان تزوج کرد او را عتیق بن
عابد تحتانیه وذال معجمه مخزومی پس زائده برای وی جاریه را که اسم او هند بود کذا فی المواهب و در
روضة الاحباب گفته پسری وغیره وهند اسمی است که مرد وزن هر دو را بدان می نامند چنانکه
جویریه وبعضی تقدیم کرده اند عتیق را بر ابی هاله بعد ازان تزوج کرد او را رسول خدا صلی الله علیه وسلم
وهند ربیبه او بود وعمر خدیجه در انوقت چهل ساله بود ورسول خدا صلی الله علیه وسلم بست پنج سال
بود وبقولی بست ویک سال وقول اول صحیح تر ست وبعضی سی سال نیز گفته اند والله اعلم وبود
خدیجه زنی فاضله عاقله حازمه ودر جاهلیت او را طاهره میگفتند ونسبی عالی وافر داشت صنادید قریش
قریش بعد از ابی هاله یا عتیق می خواستند که او را تزوج کنند واو قبول نمیکرد وبود وی رضی الله عنها
که عرض کرد بر آنحضرت نفس خود را وذکر کرد آنحضرت صلی الله علیه وسلم این را با عمال خود پس رفتن آمد

مذکور حضرت خدیجه را

در غیر وی پیدا و هویدا نبود و وی علیه السلام پیغمبر بے بود ملک و اینها از معجزات وی بود و در حدیث
آمده است که حضرت رسول ما را مخیر گردانیدند که نبی ملک باشی یا نبی عبد پس آنحضرت علیه السلام اختیار
کرد که نبی عبد بود و نه نبی ملک یعنی بندگی بهتر از پادشاهی ست پس وقوف داشتند آنحضرت را بر حقیقت
و فقر و عبودیت و فریت سلیمان در بسطت ملک و کثرت نساء و رفتن سریر بهوا و تسخیر جن ازین قبیل بود
و این در ظاهر بود و لیکن قدرت و قوت تصرف سید ما صلی الله علیه وسلم از کائنات و قرب عزت و
حضرت صمدیت با بیش ازان بود و این قوت و قدرت و تصرفات آنحضرت را صلی الله علیه وسلم تمام تر
ازان بود و لیکن وجود آن در ظاهر مخصوص بسلیمان بود علیه السلام و دلالت میکند بر بیمعنی آنچه در
حدیث صحیح آمده که عفریتی از مردة جن در نماز بران حضرت آمد تا در وسواس و تفرقه افگند پس آنحضرت
فرمود صلی الله علیه وسلم می خواستم که او را بگیرم و بستون مسجد شریف ببندم تا کودکان و اطفال
مدینه بوی بازی کنند و لیکن از دعای برادر خود سلیمان یاد آوردم و بگذاشتم یعنی مراقوت و تصرف
در و لیکن چون این تصرف در ظاهر مخصوص بسلیمان علیه السلام داشته اند به جهت دعا ذخواست
وی آنرا از پروردگار ترک آن کردم فافهم و بالله التوفیق و آن حضرت صلی الله علیه وسلم در میان
زنان شریفه نوبت نگاه داشتی در بیوتت و ایوا و نفقه و جمیع حقوق اموری که بران قادر بود اما در محبت
میفرمود خداوندا این قسم و عدالت من است در آنچه مالکم من انرا و در اختیار من است و ملالت لیکن مرا
در آنچه مالک نیستم انرا یعنی در محبت و مجامعت و در وجواب غایت مساوات میان ایشان از آنحضرت
خلاف است که واجب بود یا به محض کرم و تفضل و مروت و تطییب قلوب ایشان بود و قول امام ابو حنیفه
این ست و باوجود این رعایت و ملاحظه این معنی کردی گویا که واجب است و الله اعلم و سیرت
آنحضرت با زنان بهترین سیرتها بود و میفرمود بهترین شما کسی است که بهتر است سیرت و معاشرت
او با اهل و عیال و من بهترین شما ام مر اهل خود را و چون عزم سفر کردی در میان ایشان قرعه زدی
هر کرا قرعه افتادی وی را بردی صلی الله علیه وسلم و حضرت حق سبحانه ازواج رسول خدا را امهات
مومنین خواند و این در تحریم نکاح و وجوب احترام ست نه در حکم نظر و خلوت و با جوان نبات ایشان
در حکم اخوات مومنین نیستند و نه اباء و امهات و اجداد و جدات و نه اخوه و اخوات ایشان در حکم اخوال
و خالات و آنحضرت صلی الله علیه وسلم نه آب ست مر رجال و نسارا و ازواج مطهرات افضل است

ذکر امهات المومنین ازواج مطهرات

وصدق کشف شیخ بحدیث ثابت گشت واللہ اعلم **باب دوم** در ذکر ازواج مطہرات وصلی اللہ علیہ وسلم

باب دوم در ذکر ازواج مطہرات و

بدانکہ دوستر ین چیزی بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم از امور دنیا زنان بودند و بوی خوش و گفتہ اند کہ

در مباشرت قوت سی نفر تا چہل نفر دیگر امت شدہ بود لاجرم مباح شد او را چندان کہ خواہد کہ زن در

و در سبب نکاح

نکاح خود در آورد و بدانکہ فوائد نکاح بعد از حفظ نسل و بقای نوع انسانی نیل لذت و تمتع نعمت و حفظ صحت

است چہ حبس و احتقان منی مورث و مولد امراض شدیدہ و ضعف قوی و اعضا مجاری است و تفاخر و

مباہات بقوت باہ و شہوت جماع و تمادح بدان و تنقیص و تحقیر بضد آن امری مقرر و معروف و عادتی

مستمر و مستقر است میان مردان و محبت نساء و نکاح معدود از کمال نوع انسانی و در کمل افراد

این نوع است و تمامہ انبیاء و رسل اہل تزوج و تناہل بودہ اند الا عیسیٰ و یحییٰ صلوات اللہ و سلامہ

علیہم اجمعین و در روایات آمدہ است کہ ابراہیم خلیل الرحمن ہر روز از شام بر براقی کہ بود او را سوار

شدہ بشوق صحبت ہاجرہ ام اسمٰعیل بمکہ شریفہ می آمد از جہت کمال شفقت او بوی و قلت صبر از

وی و داؤد پیغمبر را علیہ السلام نود و نہ زن بود با وجود آن زن دیگر نکاح کرد تا مائہ تمام شد و سلیمان را

سہ صد منکوحہ و ہزار سریہ بود و یک شب بر صد زن طواف میکرد و بخاری از انس آوردہ کہ حضرت

رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میگشت بر تمامۂ نساء خود در یک شب و آنہا یازدہ تن بودند و در

روایتی نہ و بودیم کہ تحدیث میکردیم کہ دادہ شد او را قوت سہ نفر و از طاؤس و مجاہد آمدہ کہ قوت

چہل تن و در روایتے از مجاہد قوت چہل مرد از اہل جنت و در روایت صحیح آمدہ است کہ ہر یکے از اہل جنت

را قوت صد مرد بود در اکل و شرب و جماع و لہذا مباح بود آنحضرت را ہر مقدار زنان کہ خواہد و در ینجا

کمال فضل و شرف و امتیاز او ست از سایر رجال امت و حکمت در تکثیر نساء آنحضرت را آن بود کہ تا

احکام دروغی را کہ مردان را بعلم آن راہ نبود بامت نقل کنند و زیادت تکلیف بقیام حقوق و حسن

معاشرت و صبر بر صحبت ایشان و تحمل اعباء رسالت و اقامت مشاق عبادت نیز از فوائد آن بود

از انچہ نقل کردہ شد تفضیل سلیمان علیہ السلام و بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لازم نیاید چہ آنحضرت

را فضائل و کمالات بود کہ اگر مجموع فضائل انبیاء را صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین در جنب آن

نہند راجح آید و حقیقت حال آنست کہ سلیمان علیہ السلام از حق سبحانہ ملکی خواست کہ دیگر را

بیشتر نباشد پس بداعی اجابت وی علیہ السلام چندرا مثل تسخیر ریاح بوی مخصوص گردانید کہ

علیؓ عذر گفت که بنا بر وصیت وی کردم که چون از دنیا بروم مرا بشب دفن کنی تا چشم نامحرم بر جنازه من نیفتد
مشهور میان مردم و مذکور در روضة الاحباب وغیره این است و روایات در خبر وارد شده ابو بکر صدیق رضی الله
عنه و آمدن او بر جنازه زهرا و نماز گذاردن وی و عثمان بن عفان و عبد الرحمن بن عوف و زبیر بن العوام
نیز آمده و سابقاً در آخر وصل وفات حضرت رسول صلی الله علیه وسلم مذکور شده و در محل دفن وی رضی الله عنها
اختلاف است بعضی بر انند که مرقد مطهر او در بقیع است و رقیه عباس آنجا که سائر اهل بیت نبوت آسوده اند و
بعضی بر انند که دفن او هم در بیت اوست که داخل مسجد شریف نبوی شده است و جنازه او را از خانه بیرون
نبردند و الآن زیارت وی هم در نجا متعارف ست و قول دیگر آمده که قبر وی رضی الله عنها در مسجدی است
در بقیع که بوی منسوب است در جنب قبهٔ عباس مائل بشرق و امام غزالی در زیارت بقیع ذکر این مسجد کرده
و بنماز گذاردن در وی وصیت کرده است و بعضے دیگر ذکر این مسجد شریف کرده و گفته اند که وی معروف است
به بیت الحزن که فاطمه زهرا در ایام حزن و مصیبت رسول خدا صلی الله علیه وسلم از صحبت مردم توحش
و جدائی گزیده در انجا اقامت کرده بود نیز گویند که این موضع خانه ایست که علی مرتضی در بقیع گرفته بود
والله اعلم و قول اول صحیح و موافق اخبار و آثار ست و مسعودی در مروج ذهب می آرد که در موضع
قبور امام حسن و زین العابدین و محمد باقر و جعفر صادق سلام الله علیهم اجمعین سنگے یافتند بر وے
نوشته هذا قبر فاطمه بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم سیدة نساء العالمین و قبر الحسن بن علی و علی
بن الحسین بن علی و جعفر بن محمد علیهم التحیة والسلام و ظهور این سنگ در سنه ثنین و ثلاثمائة بوده و
در قصه دفن امام المسلمین حسن بن علیؓ آمده است که وی وصیت کرده بود که اگر مردم نگذارند که مرا
در پهلوی جد من صلی الله علیه وسلم بسپارند پس در بقیع پیش مادر من فاطمهؓ دفن کنید و بالجمله مختار
در قبر شریف این مکان ست و محب طبری در ذخائر العقبی می آرد که خبر داد مرا یکے از صلحی که اخوت فی الله
داشت با من که چون شیخ ابو العاص مرسی تلمیذ شیخ ابو الحسن شاذلی رحمة الله علیه زیارت بقیع
میکرد پیش قبه عباسؓ می ایستاد و بر فاطمه زهرا سلام میکرد و می گفتند که منکشف شد بر شیخ قبر
فاطمه درین موضع و حضرت شیخ در کشف آیتی بود کبری گوید که مدتهای مدید بجهت اعتقادی که مرا نجدمت
شیخ بود بهمین اعتقاد بودم تا انکه چیز یکه ابن عبد البر در قضیهٔ فوت امام حسن رضی الله عنه نقل کرده است
دیدم و یقین من بالبخه کشف شیخ خبر داده بود زیاده شد و گفت صحت حدیث بر من بکشف شیخ ثابت شد

صلی اللہ علیہ وسلم بخانۂ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف آورد دید کہ وی جامۂ سطبر از پشم شتر پوشیدہ نشستہ است
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آب در چشم مبارک در آورد فرمودای فاطمہ امروز بر مشقت و تنگی دنیا صبر نمای تا فردائے
قیامت نعیم و بہجت ترا باشد و آمدہ است کہ روزی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دست مبارک خود بر سینۂ مبارک
فاطمہ زہرا نہاد و دعا کرد خداوندا او را از گرسنگی آزاد گردان فاطمہ رضی اللہ عنہا میفرماید تا من بعد ہم دیگر ہیچ گرسنگی
دل خود زحمت گرسنگی نیافتم و فی الحدیث قصہ واژثوبان مولای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرویست کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون بسفر میرفت آخر کسی را کہ وداع کردی فاطمہ زہرا بود چون مراجعت فرمودے
باول کسی از اہل بیت خود کہ ملاقات نمودی وی بودی انگاہ بحجرۂ مطہرہ تشریف شریف می برد آوردہ اند کہ از
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پرسیدند کہ از آدمیان کہ دوست تر بود بر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
گفت فاطمہؓ گفتند از مردان کہ گفت شوہر او اینجا انصاف عائشہ رضی اللہ عنہا و صدق حال و مصادقت وے
با اہل بیت پیغمبر باید دانست و در حدیث دیگر آمدہ کہ از فاطمہ پرسیدند کہ از آدمیان کہ دوست تر بود بر رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود عائشہ گفتند از مردان فرمود پدر شریف وے و ہمچو ایں بیانہا بتخلف امام حسن مجتبی رضی
اللہ عنہ میفرماید کہ دیدم مادر خود را فاطمہؓ کہ در محراب مسجد خانۂ خود نماز میگذارد تا زمانیکہ صبح طالع شد شنیدم کہ مومنین
و مومنات را بسیار دعا کرد و مر نفس خود را ہیچ دعا نکرد گفتم ای مادر مہربان چگونہ است کہ برای نفس خود
ہیچ دعا نکردی فرمودای پسر ک امن الجوار ثم الدار و از عمر بن الخطابؓ آمدہ کہ در آمد روزی بر فاطمہؓ و گفت
یا فاطمہ واللہ ندیدم ہیچ یکی محبوب تر نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از تو و نجد اسوگند ندیدم ہیچ یکی
از مردم بعد از پدر تو محبوب تر بسوی خود از تو و مناقب و فضائل اہل بیت بیشمار است و دو قسم است یکی
مجمل بعنوان اہل بیت دیگر بہ خصوص فاطمہ و علی و حسن و حسین رضی اللہ عنہم و چون مقصود در اینجا ذکر
فاطمہ زہرا است رضی اللہ عنہا اقتصار بران نمودہ آید و کلام در معنی اہل بیت و تفسیر کریمہ انما یرید اللہ
لیذہب عنکم الرجس اہل البیت بسیار است و در مواضع دیگر بہ تفصیل بیان کردہ شدہ است آنجا باید دید
و باللہ التوفیق و فات فاطمہؓ در شب سہ شنبہ سوم ماہ رمضان بعد از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بہ شش ماہ
و مشہور صحیح ہمین قول ست و اقوال دیگر نیز ہست کہ از درجۂ صحت دور ست و در بقیع در شب مدفون گشتہ
و نماز کرد بروی علی و بقولی عباس گذارد گویند روز دیگر ابو بکر صدیقؓ و عمر فاروق رضی اللہ عنہما و
صحابہ دیگر رضی اللہ عنہم با علی مرتضیٰ شکایت کردند کہ چون ما را خبر نکردی تا شرف نماز بروی در یابیم

رقیہ وبقولی ام کلثوم رضی اللہ عنہن وروی رضی اللہ عنہا سیدۃ النساء العالمین وسیدۃ نساء اہل الجنت ست
تسمیہ کردہ شد بفاطمہؓ زیرا کہ حق تعالے بازداشت اورا ومحبان اورا از آتش دوزخ وقبول از جہت انقطاع
وی از نساء زمان خود در فضل ودین وحسن وجمال وانقطاع وی از ماسوی اللہ سبحانہ وزہرا از جہت
زہرت وبہجت وجمال وکمال وی وزاکیہ وراضیہ نیز از القاب شریف اوست وبود اشبہ ناس برسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم در راہ ورفتن وروش وصورت وسیرت وسخن کردن وبود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون می درآمد
فاطمہؓ بروی می ایستاد ومیگرفت دست شریف اورا ومی بوسید جبین مبارک اورا ومی نشاند اورا در جای
نشست خود وہمچنین چون می درآمد آنحضرت علیہ السلام بروی می ایستاد ومیرفت وی بسوی آنحضرتؐ
ومیگرفت دست مبارک آنحضرتؐ را ومی نشاند بجای خود وتزویج کرد آنحضرتؐ اورا بعلی مرتضی رضی اللہ عنہ
در سنہ ثانیہ در رمضان بعد از مراجعت بدر وبعضی بعد احد گفتہ اند وزفاف کرد در وی الحجہ وبقولی تزویج
کرد در رجب وبقولے در صفر تزویج وی بامر خدا ووحی وی بود وپانزدہ سالہ وپنج ماہہ ونصف ماہ مرتضے را
بست ویک سال وپنج ماہ واقوال دیگر نیز ہست وقصہ تزویج وی رضی اللہ عنہا در وقایع سال دوم از ہجرت
گذشت وزائید وی رضی اللہ عنہا حسن وحسین ومحسن وزینب وام کلثوم ورقیہ محسن ورقیہ در زمان طفولیت
وفات یافتند وزینب را بعبد اللہ جعفر وام کلثوم بعمر بن الخطابؓ داد واز ایشان نسل نماند اگرچہ ام کلثوم را
از عمر بن الخطابؓ پسری شد نام او زید ودر حدیث صحیح آمدہ کہ فاطمہؓ سیدۃ نساء اہل الجنت الحسنؓ والحسینؓ
سید اشباب اہل الجنت وبصحت پیوستہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود فاطمہ بضعۃ منی من اذاہا فقد اذانی
ومن ابغضہا فقد ابغضنی ونیز آمدہ است کہ ان اللہ یغضب لغضب فاطمۃ ویرضی برضاہا وگویند نوبتے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم با علی وفاطمہ مباسطت میفرمود وہر دو را تلطف مینمود علی فرمود یا رسول اللہ او
دوست تر ست بتو از من یا من از وی حضرتؐ فرمود صلی علیہ المعبود وی دوست تر ست بسوی من از تو وتو
عزیز تری بر من از وی وبصحت پیوستہ از عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ فرمود بیرون رفت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم وبود بروی کسائی از پشم حسن بن علی اورا پیش آمد پس درزیر کسا در آورد اورا بعد از ان
حسین بن علی آمد اورا نیز در ردای شریف آورد آنگاہ فاطمہ وعلی آمدند ایشان را نیز در ان کسا در آورد
پس این آیت بخواند انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا ودر شان این چہار کس
فرمود من جنگی ام با کسی کہ جنگ کند ایشان را وصلح کنندہ ام با کسیکہ صلح کند با ایشان روزی آنحضرتؐ

ابو لهب با اهل قافله گفت امشب مارا یاری بدهید که میرستم که دعای محمد در حق پسر من امشب تاثیر کند
پس یارها را جمع کردند و بر هم نهادند و برای عتبه در بالاے بارها جای خواب راست کردند و برگرد
وی نشستند پس حق تعالے خواب بر ایشان برگماشت نیمے آمد و در دیهای هر یک رامی بوئید و به هیچکس
تعرض نکرد بر جهد دوستی بر عتبه زد و سینه اش را پاره ساخت و بر واتی گردنش را ببرید و آنحضرت
بعد از فوت رقیه ام کلثوم را در سنه ثلث از هجرت بعثمان داد فرمود این جبرئیل است ایستاده خبر
میدهد مرا که حق تعالے امر کرده است که تزویج کنم ترا و اورا و وفات یافت ام کلثوم را در سنه تسع
از هجرت و نماز گذارد آن حضرت بروے و نشست آن حضرت بر قبر وی و روان میشد اشکها از هر دو
چشم مبارک وی صلے الله علیه وسلم و گفت آیا هست در میان شما کسیکه مجامعت نکرده است باز
امشب پس گفت ابو طلحه من یا رسول الله فرمود فرود آور قبروے و بعضے از شارحان گفته که این
قول آنحضرت علیه السلام بعثمان بود که شب جماع کرده بود بجاریه خود به سبب آنکه دیر شنیده بود
بیمارے ام کلثوم رضی الله عنها و چون بیطاقت شد وی رضے الله عنه رفت نزد جاریه و جماع کرد
و آن حضرت صلی الله علیه وسلم بعد از وفات ام کلثوم فرمود بعثمان اگر مے بود نزد من ثالثه تزویج میکردم
ترا اورا و در رواتی اگرده دختری مے دادم وی مرد یکی بعد از دیگرے میداد م ترا و گویند که ام کلثوم
رضی الله عنها مدتے با عثمان رضے الله عنه بود اما فرزندی ازوی حاصل نشد و بعضی روایات وارد
شده که فرزندان شدند اما باقی نماند و از رقیه نیز فرزندے نماند در هجرت اول بحبشه چنانکه
بود و حمل او سقط شده و بعد ازان پسرے آمد و چون دو ساله شد خروسی بر چشم او منقار
مے زد و بمرد پس از عثمان رضے الله عنه از دختران پیغمبر صلے الله علیه وسلم فرزندے نماند
واز ازواج دیگر اولاد شد و باقی ماند و الله اعلم بحقیقت الحال و اما فاطمه رضی الله عنها
ولادت شریف وی در سنه احدی و اربعین از مولد نبی صلے الله علیه وسلم گفته اند این قول
ابو بکر راوی است و این مخالف است مر چیزے را که روایت کرده است آنرا ابن اسحاق که
اولاد آنحضرت صلی الله علیه وسلم همه زائیده شده اند پیش از نبوت الا ابراهیم زیرا که بر ین قول
ولادت وے رضی الله عنها بعد از نبوت میشود بپنجسال و این جوزی گفته ولادت فاطمه رضی الله عنها پیش
از نبوت است به پنجسال و اشهر روایات این است و وے رضی الله عنها اصغر بنات رسول الله صلے الله علیه وسلم و در وقتے

ابو العاص را نیز باعث شدند بر مفارقت زینب وی گفت بخدا سوگند من هرگز مفارقت نکنم دختر محمد را و دوست ندارم که در عوض وی هیچ زن از قریش باشد پس زوج کرد عثمان بن عفان رقیه را رضی الله عنهما بمکه شریفه و هجرت کرد بوی هجرتین نبوی حبشه و حضرت علیه السلام در شان ایشان فرمود که اول کسے است که مهاجرت کرد بسوی خدا بعد لوط علیه السلام و بود وی رضی الله عنها خداوند حسن رافع و جمال رایق و ذکر کرده است و دلالی که تزوج عثمان برقیه در جاهلیت بود و ذکر کرده غیر وی که بعد از اسلام بود نقل است که چون رقیه رضی الله عنها وفات یافته زنان میگریستند و آنحضرت ایشانرا منع نمیکرد و فاطمه زهرا رضی الله عنها بسر قبر رقیه بر پهلوے رسول مقبول صلے الله علیه وسلم نشسته بود و میگریست و رسول صلی الله علیه وسلم بگوشهٔ ردا اشک از چشم مبارک وی پاک میکرد و باوجود ازابن عباس آمده که چون تعزیه کرده شد آنحضرت علیه السلام بر قبر گفت الحمد لله دفن البنات من المکرمات و ازینجا معلوم میگردد که گریه بر مرده باز جهت نشان رحمت و رقت است نه از جهت فقدان بیت که بتقدیر الهی واقع شده است و اینهمه بر تقدیری که حضرت در وقت وفات رقیه حاضر بوده باشد و حال آنکه حضرت در وقت وفات وی در بدر بود چنانکه مشهور است پس غالب ظن آنست که این وقائع در وفات زینب بام کلثوم باشند و راوی وهم کرده رقیه پنداشته باشد و اگر در شان رقیه به ثبوت پیوندد گوئیم که احتمال دارد که بعد از قیام از غزوه آن سرور بر سر قبر رقیه آمده و امور مذکوره واقع شده باشد و الله اعلم در روایتے هم نقل میکنند که آن حضرت قریب بایام وفات وی آمد ایام ام کلثوم که در تحت عتبه بود گفت اند که شناخته نشده است اورا نام و بعضے آمنه گفته اند و آورده اند عتبه چون مفارقت کرد ام کلثوم را آمد بر ان حضرت صلی الله علیه وسلم و گفت کافر شد وی بدین تو نه تو دوست منی و نه دوست میدارم ترا و حمله کرد بر آنحضرت و پاره کرد پیراهن او را در روایتے آمده که گفت هو یکفر بالذی دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی و ظاهر این کلمات از سوره نجم گرفت که دران ایام در مکه مکرمه نازل شده بود و گویند که آن ملعون چندان بے ادبی کرد که آب دهان پلید خود بجانب آن سرور انداخت و گفت رقیه را طلاق دادم آن حضرت فرمود صلی الله علیه المعبود اللهم سلط علیه کلبا من کلابک و گویند که ابو طالب دران مجلس حاضر بود گفت نمیدانم که چه چیز دفع نیز دعای محمد را بر تو کند و این ملعون قاصد تجارت بسوی شام بود و در راه چون منزلے رسیده که ماوائے سباع بود

انصاریه او را غسل داد در روایت است از ام عطیه که گفت در آمد بر ما رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم وحال آنکه ما غسل میدادیم دختر او را گفته اند که مراد زینب زوجه ابی العاص است چنانکه در روایت مسلم از ام عطیه آمد که گفت هنگامی که مرد زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفت ما را آنحضرت بشوئید او را الحدیث یا ام کلثوم زوجه عثمان چنانکه در روایت ابن ماجه آمده باسناد بر شرط شیخین واللہ اعلم و در حدیث متفق علیه آمده است که گفت ام عطیه در آمد بر ما رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و بودیم که غسل میدادیم دختر او را پس گفت بشوئید او را سه بار یا این اعداد یا اکثر از آن و در روایتی یا هفت بار مقصود در ترتیب نیست میان اعداد بلکه مقصود آن است که اگر حاصل شود نظافت و پاکیزگی به سه شروع نیست زیاده بر آن والا زیاده کنند تا حاصل شود نظافت و واجب یکبار است در روایت یا اکثر از آن موید است یعنی است مگر آنکه اشارت باشد برعایت و نیز فرمود بشوئید بآب خالص و آب ممزوج ببرگ کنار و بگردانید در بار اخیر کافور و در روایتی مشک هم آمده است پس چون فارغ شوید شما اے زنان از غسل اعلام کنید مرا ام عطیه که راوی حدیث است میگوید پس چون فارغ شدیم ما خبر کردیم آنحضرت را پس انداخت بسوی ما لنگ خود را و گفت شعار سازید این را یعنے درون کفن بپوشانید تا وصل شود ببرکت و در اینجا استحباب تبرک است آثار صالحین و در روایتی آمده که بشوئید او را دو سه بار یا پنج یا هفت و ابتدا کنند بجانبهای راست و مواضع وضو از وی عطیه میگوید یافتم بابی های او را سه بخش و اندا ختیم از پس پشت او و بعد از تجهیز و تکفین نماز دفن کردند و حضرت خود در قبر در آمد رضی اللہ عنہا و لما رقیه ولادت وی در سال سی و سوم از واقعه فیل است بعد از زینب به سال ذکر کرده است زبیر بن بکار و غیر وی اکبر بنات آنحضرت ست و تصحیح کرده است آنرا جرجانی و جماعه از نسابه و اصح که بران اکثر مذ جسم آنست که زینب اکبر بنات است چنانکه گذشت و بود رقیه پیش عمد عتبه تحت عتبه بن ابی لهب و اخت ام کلثوم تحت برادر وی عتبه این چنین است و در مواهب لدنیه که در اکثر کتب و جامع الاصول در اول بصیغه بکر و در ثانی مصغر و در روضته الاحباب برعکس این آورده و در حاشیه نوشته که آنچه در اکثر کتب است زیرا که عتبه مسلمان شده و مقبول الاسلام گشته در اعداد صحابه مذکور شد و صاحب دعای آنحضرت در شان او مستجاب گشته و میرے او را به قتل آورد برادر وی عتبه است بالفاظ و بر هر تقدیر چون نازل شد سورة تبت یدا ابی لهب گفت ابو لهب پدر عتبه بود و عتبه را پس تماحرام یعنے بیزارم از شما اگر مفارقت نکنید دختران محمد را پس مفارقت کردند و دخول نکرده بودند و گویند که قریش

وقت برگشتن ازان تجارت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در طلب این قافلہ برآمدہ بودند وچون رسیدند
بر سر ابی العاص خواستند کہ بگیرند اموال و بکشند او را وچون رسید این خبر زینب را عرض کرد بحضرت و گفت یا رسول اللہ
آیا مانیست عہد و امان مسلمانان یکی فرمود بلی ہست و گفت زینب تو پس تو گواہ باش یا رسول اللہ کہ من امان
دادم ابو العاص را وچون دیدند صحابہ این حال را باز داشتند دست تعرض از ابی العاص و اموال وے و گفتند
بوی کہ مسلمان شو تا ہمہ این اموال شرکان غنیمت باشد مر ترا گفت شرم دارم من کہ چہ کین سازم دین خود را
باین پلیدی پس آمد بمکہ و سپرد اموال را لصاحبان آن و گفت با اہل مکہ آیا رسانیدم من اموال شما را بشما و برے
ساختم ذمہ خود را ازان گفتند اللہم نعم پس گفت گواہ باشید الی اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس ہجرت
کرد بمدینہ مطہرہ و سپرد آنحضرت علیہ السلام زینب را بوی بنکاح سابق یا بنکاح جدید و ازینجا است اختلاف علماء
در انکہ اسلام احد الزوجین فسخ میکند نکاح را یا نہ و آنحضرت بسیار دوست میداشت ابو العاص را و عنایت و
شفقت مینمود بوی یکبار در مدینہ دختر ک ابو جہل آمد کہ بسیار جمیلہ بود علی مرتضی رضی اللہ عنہ خواست کہ خواستگاری
نماید او را وچون این خبر بحضرت علیہ السلام رسید ناخوش آمد آنحضرت را پس منبر برآمد و خطبہ خواند و مدح ابی العاص
و اظہار مندی ازوی بسیار کرد و گفت اگر دختر ابو جہل را می خواہد فاطمہ را طلاق دہد خدا جمع نکند دختر دوست
خود را و دختر دشمن خود را در یک جا پس امیر المومنین علی این را شنید آمد و اعتذار نمود و گفت یا رسول اللہ من
نخواستم او را و نہ گفتہ ام در بنباب حرفی مردم برین میدانشتند حضرت فرمود یا علی من ترا دوست میدارم و فاطمہ
جگر گوشہ من است ترسیدم مبادا در محبت من بہ تو خللے راہ یابد و زینب را از ابو العاص پسرے بود علی نام و دختر
امامہ نام علی پسر نزدیک بحد بلوغ رسیدہ از دنیا رفت آنحضرت او را ردیف خود ساختہ بود بر ناقہ خود در فتح مکہ
و امامہ را دوست میداشت چنانکہ بہ ثبوت پیوستہ کہ نوبتی نماز میگذارد و امامہ را بر دوش خود نشاندہ بود
چون برکوع بر فتی بزمین می نہادش و چون سر از سجود بر داشتے برای قیام بر میداشت او را و شراح در نجا سخن
کردہ اند کہ این برداشتن و بر زمین نہادن فعل کثیر بود تجویز ان چون کردند و جواب میدہند کہ او خود آمدہ می نشست
و خود می افتادہ فعل و اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ بعد از فاطمہ زہرا منصوب
وصیت وی رضی اللہ عنہا امامہ را نجواست و زائیدی برائے علی ولد یرا کہ نام وے محمد اوسط است و محمد اکبر و محمد اصغر
نیز از اولاد علی مرتضی اند محمد اکبر محمد بن حنیفہ و محمد اصغر نام او ام ولد کہ شہید شدند با امام حسین و وفات زینب در زمان
حیات آنحضرت علیہ السلام در سال ہشتم از ہجرت واقع شد و سودہ بنت زمعہ و ام سلمہ و ام ایمن و ام عطیہ

پیغمبر شد وجود الشیء لذات که قضیه شرطیه مستلزم نیست صدق طرفین ووقوع انها را چنانکه گویند اگر خدا موجود
می بود چنین و چنین و اگر زید حمار می بود ناهق میبود و هم چنین اگر زنده میبود ابراهیم پیغمبر می بود لیکن
نزلیست و پیغمبر نشد دوم وجه ملازمت و توجیهش انست که مقصود مدح و اعلای شان ابراهیم و کمال استعداد
اوست که بمرتبه بود که اگر میزیست و باب نبوت مسدود نمی بود و این شان و استعداد در دیگر پسران آن
نبود فافهم و الله اعلم بحقیقة الحال علی وجه الکمال **وصل** اما دختران اکبر بنات آنحضرت صلی الله
علیه وسلم زینب است رضی الله عنها بقول اکثر علماء و هو الصحیح و در مواهب گفته مگر نزد کسانی که صحیح
نیست قول ایشان و گفته که خلاف در رومی و در قاسم است که کدام یکی زائیده شد اولا و نزد این اصحق
انست که زائیده شد وی در سنه ثلثین از ولادت آنحضرت که در واقعه فیل بود و دریافت اسلام را و هجرت
کرد و نزویج کرده بود او را با پسر خاله اش که ابو العاص بن الربیع بن عبد العزی بن عبد الشمس بن عبد مناف
و مادر ابو العاص هند بنت خویلد خواهر خدیجه بنت خویلد از یک مادر و پدر و ابو العاص مشهور بکنیه است و
در نام وی اختلاف است که لقیط است یا مقسم بکسر میم و سکون قاف یا قاسم یا یاسر ابن عبد البر گفته اکثر
قول اول است و هجرت کرد زینب پیش از اسلام ابی العاص و گذاشت او را نزد کفر و اسلام آورد ابو العاص مکه
و بمدینه پیش آنحضرت او را بوی بنکاح اول و بعضے گویند بنکاح جدید مجمل قصه وی این است و تفصیلش آنکه
ابو العاص داخل اسیران بدر بود و چون اهل مکه در خلاصی اسیران خود فدیه فرستادند زینب بنت رسول الله
صلی الله علیه وسلم در فدیه ابو العاص مالی فرستاد که در میان آن قلاده بود که خدیجه آنرا در کتخدائی
زینب بجهاز داده بود چون دید آنرا حضرت رسول صلی الله علیه وسلم یاد کرد عهد صحبت خدیجه را و سخت رقت
نمود و گفت با صحابه اگر صلاح بینید شما که رها کنید اسیر زینب را و بازگردانید مال فدیه را شما می دانید و چنان
کنید گفتند صحابه نعم یا رسول الله آنچنان کنیم که خاطر شریف بوی خواهد و آنحضرت صلی الله علیه وسلم عهد گرفت
از ابی العاص که بفرستد زینب را بسوی وی صلی الله علیه وسلم پس قبول نمود ابو العاص فرمود و آنحضرت را
و فرستاد آنحضرت زید بن حارثه را و مردی را از انصار بگو که مطرح تا زینب را بیارد و فرمود بگو که در زیر و بیدا باشید
در بطن وادی یاجج بنون و جیم و حاء مهمله و این لفظ بچند طریق خوانده اند و مشهور همین است که گفته شد و وضعی است
بیرون مکه پیش مسجد عائشه که از انجا احرام عمره می برارند تا می گذرد به شما زینب پس مصاحب شوید او را و او را
او را بمدینه بعد ازان بمدت دو سال یا شش سال بیرون آمد ابو العاص بتجارتی و بود با وی اموال اهل مکه

ندارد و این دلیرے بر علم غیب است و ابن عبد البر گفته که نمیدانم که این سخن چه معنی دارد نوح علیه السلام را فرزندان
بودند و نبی نبودند انتهی و ظاهر است که مراد آنست که این قول از بعضے سلف مردود است و لیکن رفع آن بآنحضرت
صلے اللہ علیه وسلم بصحت نرسیده و چون رفع آن بآنحضرت بصحت نرسیده اعتباری ندارد و این سخن بی سماع
از آنحضرت دلیرے کردن است بر علم غیب بعد ازان نقل کرد استبعاد آنرا از ابن عبد البر و در مواهب لدنیه
میگوید که روایت کرده شده است از انس بن مالک رضی اللہ عنهما که گفت لو بقی یعنی ابراهیم بن
رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لکان نبیا ولکنه لم یبق لان نبیکم اخر الانبیاء اخرجه ابو عمر و گفت انس
بن مالک اگر باقی می ماند ابراهیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم هر آینه میشد پیغمبر ولیکن باقی نماند
زیرا که پیغمبر ان است و نقل کرده است صاحب از طبرے که گفت نمیگویم این را انس مگر بسماع از آنحضرت
علیه السلام چیزیکه مخصوص است بابراهیم والا لازم نیست که ابن نبی نبی باشد بدلیل ابن نوح علیه السلام پیغمبر
نبود ازمودی نیز نقل کرده که گفت این کلام روایت کرده شده است از بعض متقدمین ولیکن باطل است
و عبارت است در کلام در معیبات و محازفت و هجوم است بر امری عظیم و شیخ سخاوی در مقاصد حسنه نیز
مثل قول ابن البر گفته و شیخ ابن حجر در عقب کلام نووی گفته که این کلام عجب است باوجود دوری از
طریق و گفت گویا ظاهر نشد مراد او وجه تاویل آن پس گفت در انکار ان انچه گفت و صخاوی ان سه طریق
را بیان کرده یکی آنکه روایت کرده است ابن ماجه و غیر او از حدیث ابن عباس که چون مرد ابراهیم بن رسول
صلے اللہ علیه وسلم نماز گذارد بر وی و گفت که او را مرضعی است در بهشت اگر میر نیست میشد صدیق و نبی و
در سند انحدیث ابو سینه ابراهیم بن عثمان واسطی است و وی ضعیف است و بهمین طریق روایت
کرده است ابن منده در کتاب المعرفة و گفته است که این غریب است دوم آنکه روایت کرده است ابراهیم
شدوی از انس که گفت آنحضرت ابراهیم بر کرد مهد را و اگر باقی میماند میشد ی الحدیث سوم آنکه انچه نزد
بخاری است از طرق محمد بن بشر انه اسمعیل ابن ابی خالد گفت گفتم مر عبد اللہ بن ابی اوفی را دیدی تو
ابراهیم بن نبی را صلے اللہ علیه وسلم گفت مردوی صغیر و اگر تقدیر کرده میشد بعد از آنحضرت پیغمبرے
هر و پسر او پس معلوم شد که انحدیث طرق است اگرچه ضعیف و غریب باشد و انچنان نیست که گفته اند
بعضے از مخالف و بعضی از متقدمین چنین گفته اند و باطل است و این عبارت و محازفت است بر علم غیب و
در انحدیث اشکال است از دو وجه یکی آنکه بعد از حضرت پیغمبرے نیست پس چه معنی دارد که اگر ابراهیم ملی زیست

از آیات الٰہی گرفتہ نمی شوند بسبب موت احدی و نہ حیات آورد در روایتی آمدہ کہ دو آیت اند کہ میرساند بوے
پروردگار تعالیٰ بندگان خود را یعنے تا عبرت گیرند بایں تصدیق کنند و اعتناق نمایند و توبہ کنند از گناہان و چون
در دہم ماہ واقع شد و عادت وقوع آنست در بست و ہشتم یا بست و نہم ماہ از خجلت بیشتر بایں جانب افتادند
کہ سبب موت اوست و در نجدیث دلیل است بر بطلان قول اہل تنجیم کہ بحساب ایشان ممکن نیست گرفتن
آفتاب جز در روز بست و ہشتم یا نہم و منقول است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در روز وفات ابراہیم فرمود
اگر وی نیز بست من ہمہ اقربای مادر دیرا آزاد میکردم و از ہمہ قبطیان وضع جزیہ مینمودم و در صحاح احادیث
ثبوت پیوستہ است کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ابراہیم پسر من رضاع تمام نکردہ از دنیا رفت
و بدرستی و یرا مرضعی و بروایتی دو مرضعی در بہشت خواہد بود تا ایام رضاع او را کامل گرداند و مانا کہ مراد بہشت
عالم برزخ داشتہ آمد یا الان او را بہ بہشت زندہ باشند و حکمت در خلق مرضعہ و اتمام مدت رضاع موکول
بعلم رسالت و بعضے از مشائخ کہ قایلند نیز فی بعد الموت تمسک بایں نجدیث میکنند کہ دلالت بر تکمیل این نقصان
میکند این بندہ نیز باین قایل است و تمسک بایں نجدیث دیگر آمدہ است کہ ہر کہ در حفظ قران ریاضت میکند
و تمام نکردہ از عالم بگذرد حق سبحانہ در کوروی فرشتہ بگمارد کہ حفظش تمام گرداند ظاہر تر انست و باید دریافت
کہ بعد از موت چہ پردہا بر می افتد و چیزہا منکشف و مشہود مے گردد بالاتر ازین چہ ترقی باشد سالکی را اگر
چیزے از عالم غیب منکشف میگردد چہ منتہج و مسرور رود و پر نور میگردد آنجا کہ اینہمہ انوار و اسرار ظاہر و باہر گردد
چہ حال باشد اگر گویند کہ مراد بترقی اینجا تمامی سلوک است کہ عبارت از زوال ظلمات صفات بشری است و
بخیر در دنیا حاصل نمیشود و تحقیق نمی پذیرد عجب کہ تا ظہور انوار و بروز اسرار ان عالم اینہا زایل نگردد و پاک
نسازد اگر گویند کہ سلوک اینجا باید تمام کرد آنجا بے سلوک رفتن فایدہ ندارد این اگر باشد در عالم آخرت
خواہد بود و عالم برزخ حکمے دیگر دارد و شیخ ابن عربی در بعضی رسائل خود در اثبات اینہا میگوید کہ علم
مرسہل تستری قدس سرہ یافتم کہ بر یک حکمی و اعتقادی بود نزد من خلاف آن نبود پس آنرا بوی تعلیم
و تلقین کردم و حصول این علم مرسہل تستری را شیخ داخل مرتبی میدارد و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال بدانکہ روایت
کردہ شد از حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہما کہ آنحضرت فرمود صلی اللہ علیہ وسلم لو عاش ابراہیم
کان نبیا پس در روضۃ الاحباب این را اینچنین نقل کردہ و گفتہ کہ آنچہ از سلف منقول است کہ ابراہیم
پسر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم در حالت صغر وفات یافت و اگر مقدر نیست پیغمبر میبود بصحبت نرسیدہ و اعتباری

و در حدیث جابر رضی اللہ عنہ آمدہ کہ چون خبر یافت رسولخدا کہ ابراہیم در سکرات است عبدالرحمن بن عوف نزد
آنحضرت بود پس گرفت آنحضرت دست عبدالرحمن را پس آورد او را و رسید بر سر ابراہیم دید کہ ابراہیم جان میدہد
پس گرفت او را و نہاد در کنار خود پس اشک رفتن گرفت از چشم مبارک وی صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت
ما بسبب تو ای ابراہیم اندوہگین ایم چشم میگرید و دل میسوزد و دم نمی گوئیم چیزیکہ ناراض سازد پروردگار
را و بود عمر ابراہیم ہفتاد روز چنانکہ ابو داؤد ذکر کردہ و در روایتی شانزدہ ماہ و ہشت روز و بعضے یکسال
و دہ ماہ و شش روز و بعضے قریب بکسال و نیم گفتہ پس عبدالرحمن بن عوف گفت تو نیز میگریی یا رسول اللہ
از نہی کردہ بودی از گریہ بر میت گفت ای پسر عوف این حال کہ تو بر من مشاہدہ میکنی رحمت و رقت است
بر میت کہ ناشی میگردد از مشاہدہ حال وے و نہی نکردہ ام مگر از دو صوت از صوتے کہ نزد نغمہ و لہو و لعب
و مزامیر شیطان بود و از صوتی کہ نزد مصیبت بود و نہی میکنم از روی خراشیدن و بر روی زدن و جامہ
پارہ کردن اما آب اندر چشم رفتن از رحمت است و ہر کہ رحم نکند رحم کردہ نشود بروے عبدالرحمن بن
حبان بن ثابت از مادر خود نثیرہ کہ خواہر مادریہ بود روایت میکند کہ میگفت بر بالین ابراہیم حاضر بودم پس گاہ
کہ من و خواہر من مادریہ فریاد میکردیم حضرت نہی میکرد چون روحش قبض کرد ما را از فریاد کردن نہی نمود در روایتی
آمدہ است کہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بگریست اسامہ بن زید فریاد برآورد و حضرت ویرا نہی فرمود گفت
وی دیدم ترا یا رسول اللہ کہ بگریستی فرمود البکاء من الرحمۃ و الصراخ من الشیطان و گویند کہ دایہ ابراہیم
او را غسل داد و بقولے فضل بن عباس داد و عبدالرحمن بن عوف اب میر تخت و آنحضرت نیز حاضر بود پس
برداشتہ شد ابراہیم بر سریر صفیہ و صحیح است کہ نماز گذارد بروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آنکہ از عایشہ
آمدہ است کہ نماز نگذارد بروی تاویل کردہ اند آنرا بانکہ احتمال دارد بہ نفس شریف خود نگذاردہ باشد و صحابہ را
امر کردہ باشد کہ بگذارید یا مراد است کہ نماز نکرد و بجماعت دفن کرد او را در بقیع و گفت دفن میکنم او را نزد فرط
یا عثمان بن مظعون و آب پاشید بر قبر او و میگویند کہ این اول قبر است کہ آب پاشیدہ شد بروی و نشانی
کردہ بر قبر وی چنانکہ نشان قبر عثمان بن مظعون کردہ بود کہ بنفس نفیس خود سنگ برداشت و بر قبر وی نہاد
الحدیث و منکسف گشت در روز موت ابراہیم آفتاب و بود موت بتاریخ دہم محرم یا دہم ربیع الاول
و گفتند مردم کہ این کسوف بجہت موت ابراہیم بن رسول اللہ است صلی اللہ علیہ وسلم و بود در دہن مردم
گرفتن آفتاب و ماہ بجہت موت عظمی یا وقوع حادثہ عظیم میباشد پس فرمود آنحضرت کہ شمس و قمر دو آیت اند

کہ از حیطہ وصف و بیان بیرون است و عالم از اولاد وی پر گردد و در شرق و غرب منتشر گردند و تا روز قیامت
ہزار مومنان بزیارت ہمہ اولاد معنوی و اعقاب او باشند و اللہ تعالے بہ حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم خبر داد کہ
انا اعطیناک الکوثر و کوثر فوعل است از کثرت و مبالغہ است دران و تمامہ خیرات دنیا و آخرت کہ علم خلق
بکنہ آن نرسد و ہر کسیکہ گوید در جنت این اجمال حرفی است از دفتری و قطرہ ایست از بحری و اقاویل علماء
و تاویل رحمۃ اللہ علیہم در کوثر بسیار است ہر کسی بہ نور باطن چیزے یافتہ است و ذکر کردہ و نبوت و معجزات
و شفاعت و معرفت و سائر برکات ذات شریف وی و کمالات و کرامات تا روز قیامت داخل آن است
و حوض کوثر کہ در بہشت برائے وی صلی اللہ علیہ وسلم مہیا کردہ اند و ہر کہ از وے بخورد ہرگز تا ابد تشنہ نگردد
و نیز فردی ازین خیر است و اما ابراہیم رضی اللہ عنہم اجمعین اخر اولاد اوست در مدینہ طیبہ در ذی الحجہ
سال ہشتم از ہجرت تولد نمود مادر او ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کہ بر سم ہدیہ مقوقس ملک اسکندریہ در ضمن دو باندی
دیگر بخدمت شریف فرستادہ بود در ذکر سراری آنحضرت علیہ السلام مذکور است و احوال وے در باب ارسال
رسایل بجانب ملوک و امرا کہ در سنہ سادسہ واقع است مذکور شدہ است و سلمی زوج ابو رافع مولی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قابلہ او بود و وی شوہر خود را ابو رافع خبر دار گردانید کہ ماریہ پسرے آورد ابو رافع خبر
بحضرت علیہ السلام رسانید بمژدگانی بوی غلامے بخشید پس جبرئیل علیہ السلام نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
آمد و گفت یا ابا ابراہیم حضرت خوشحال شد و شادمان گشت و عقیقہ کرد بدو گوسپند و
حلق کرد سر او و نام نہاد و بقولی نام روز اول نہاد و در صحیح بخاری از حدیث انس آمدہ کہ آنحضرت فرمود ز ائدہ شد
مرا امشب غلامی نام کردم او را بنام پدر خود ابراہیم و تصدق کرد بوزن موے وی نقرہ را بر مساکین و دفن کرد
موی سر او را در زمین بستر سپرد ابراہیم را برای ارضاع بام سیف کہ زن آہنگری بود کہ او را ابو سیف میگفتند
و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدیدن ابراہیم در خانہ ابو سیف تشریف ببرد و روایت است از انس بن مالک
رضی اللہ عنہما کہ گفت ندیدم ہیچ یکے را مہربان بر عیال خود از رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و بود کہ ابراہیم مسترضع
در عوالی مدینہ پس موقت آنحضرت دمبادی میبودیم پس می در آمد در بیت پس میگرفت ابراہیم را و بوس
میکرد او را و بود ابو سیف بر کورہ آہنگری و آتش میکرد در خانہ او می افتاد و گاہی کہ آنحضرت بدیدن ابراہیم
بانجا نہ رفتی من بیشتر میرفتم و او را خبر دار میکردم کہ آنحضرت علیہ السلام می آید تا ترک آن کار میکرد و در عوالی مدینہ
طیبہ برائے ماریہ خانہ ساختہ دادہ بود کہ الآن ان موضع شریف را موضع مشربہ ام ابراہیم میگویند نیز او در تمر

طیب وطاہر غیر عبد اللہ اند پس ذکور پنج تن باشند ومجموع نہ بروایتے بعضی مردم نقل کردہ شدہ است کہ طیب ومطیب از یک شکم مولود ند وطاہر ومطہر از یک شکم دیگر ذکر کردہ است این قول را صاحب صفوہ پس ہمہ یازدہ باشد واز بعضے نقل کردہ کہ زائیدہ باشد برائے آنحضرت پیش از بعثت پسرے کہ نام کرد او را عبد مناف پس مجموع دوازدہ تن باشند کہ ہمہ زائیدہ شدہ اند در اسلام غیر عبد مناف وگفتہ است ابن اسحق کہ زائیدہ شدہ اند غیر ابراہیم پیش از اسلام ووفات یافتند در حالت ارضاع وگذشت از قول غیر او کہ عبد اللہ بعد از نبوت مولود شدہ واز خجلت نامیدہ شد طیب وطاہر پس حاصل شد از جمع اقوال ہشت ذکور کہ از انجملہ متفق علیہ قاسم وابراہیم وشش مختلف عبد مناف وعبد اللہ وطیب ومطیب وطاہر ومطہر واصح آنست کہ سہ ذکور قاسم وابراہیم وعبد اللہ وچہار اناث وہمہ اولاد خدیجہ بنت خویلد اند غیر ابراہیم ذکر ہذا کلہ فی المواہب ولا یخلو عن غرابۃ واختلاف کردہ اند در اکبر اولاد آنحضرت وترتیب ایشان در اولاد پس بعضے گفتہ اند کہ اکبر اولاد وی صلے اللہ علیہ وسلم قاسم بود پستر زینب پستر رقیہ پستر عبد اللہ پستر ام کلثوم وبعضے زینب وپستر قاسم پستر ام کلثوم پستر فاطمہ پستر عبد اللہ کہ لقب او طیب وطاہر است پستر ابراہیم واین عبد البر گفتہ کہ ہمین است صحیح وبعد از انکہ ترتیب ولادت معلوم شد اگر ذکور را جدا ذکر کنم واناث را جدا مناسب افتد اما قاسم اول مولودی است کہ زائیدہ شد مر آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم پیش از نبوت وبوی کنیت کردہ شد آنحضرت بابو القاسم بزیست تا مشے کرد وبعضے گفتہ تا قابل رکوب شدہ بعضے گفتہ دو سال بزیست بعضے ہفدہ ماہ گفتہ وگفتہ اند صواب این است ووفات وی نیز پیش از نبوت است وصاحب مواہب گفتہ کہ در مستدرک ایخچنان چیزیست کہ دلالت میکند کہ وفات در اسلام است ووی اول کسے است کہ مرد از اولاد مؤلف وی صلے اللہ علیہ وسلم اما عبد اللہ بن النبی صلے اللہ علیہ وسلم در مکہ بعد از اسلام بوجود آمد ودر طفولیت فوت شد وچون عاص بن وائل سہمی پدر عمرو بن العاص خبر فوت اورا کہ پیش از وی قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت کردہ بود شنید گفت پسران علیہ السلام مردند ابتر خواہد بود وابتر در لغت بریدہ دم وبی فرزند وبیخیر شدہ نسبت پس این آیت آمد کہ ان شانئک ہو الابتر مدبر آنست کہ دشمن تو وعیب کنندہ تو در شب گوینده تو آخر ابتر ہم اوست کہ در دنیا واخرت کسی نام وی بنیکی نبرد واگر ببرد بہ لعنت برد ہمچو تو ئی را ابتر خواندن نتوان گفت کہ خیریت دنیا وآخرت او را حاصل است بحدے

که با اهل شام ملحق شوی تا ازین بلا و محنت خلاص یابی فرمود روا ندارم که از دار هجرت خود مفارقت کنم و مجاورت
رسول مختار را بگذارم و قصه سماع سعید بن المسیب در ایام دفعه حره اذان از درون حجره شریفه تا سه روز که مردم مفارقت
مسجد نبوی کرده بودند مشهور است و از انچه دلالت دارد بر وجود سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم در قبر مکرم واقعه
سلطان سعید نور الدین شهید است در سنه سبع و خمسین و خمسمائة در باب رویة آنحضرت در منام در یک شب
تا سه بار و خبر دادن او را مشیر دو لغرانی که نسبت بقبر شریف تقصیر خفی کرده بودند در رسید بانزار کس بمدینه
طیبه و دریافتن او آن دو ملعون را و احراق نمودن مر انهارا و حفر خندق حوالے حجره شریفه و مملو ساختن
ان برصاص و این قصه را جمیع مورخان مدینه منوره مثل جمال الدین مطری و مجد الدین فیروزابادی و غیر
ایشان از علماء اعلام ذکر کرده و تصریح نموده اند و اما آنکه قبر نبوی تفصیل و ترجیح داده بود آنحضرت را صلے اللہ علیہ
وسلم در بهشت اعلاء بر ستمرار در قبر شریف جواب ازان گفته اند که قبر احاد مومنین روضه ایست از ریاض جنت
قبر شریف وی افضل ریاض جنت باشد و تواند بود که ویرا صلے اللہ علیہ وسلم هم در قبر از تصرف و نفوذ حالتے
بود که از سموات و ارض و جنان حجاب مرتفع شده باشد بی تجاوز و انتقال زیرا که امور آخرت و احوال برزخ
بر احوال دنیا که مقید مضیق حدود و جهات است قیاس نتوان کرد و الله اعلم بحقیقة الحال علے وجه الکمال و امام
تاج الدین سبکی رحمة اللہ علیه گفته است کدام جنت است که بر قبر شریف آنرا فضل نهند قبر شریف افضل است
از تمامه اماکن چه بهشت و چه جز آن و گفته است اگر آنرا بر عرش عظیم فضل نهند نمیدانم هیچ مومن صادق را
که توقف کند دران که همه طفیل شریف اوست و الله اعلم قسم پنجم از کتاب در ذکر اولاد کرام طاهرین و ازواج
مطهرات و سراری آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم و اعمام و عمات و جدات و خدم و موالی و امرا و رسل و کتاب
و عمال و شعرا و خطبا و موذنین و آلات حروب و دواب و اسبابه و امثال آن و درین قسم یازده باب است

باب اول

باب اول در ذکر اولاد کرام وی صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین بدانکه جمله انچه اتفاق کرده شده است
بر ایشان شش اند دو پسر قاسم و ابراهیم و چهار دختر زینب و رقیه و ام کلثوم و فاطمه و در غیر ایشان اختلاف
است و بعضے طیب و طاهر نیز شمرده اند پس جمله هشت باشند چهار ذکور و چهار اناث و بعضی میگویند که غیر ابراهیم
و قاسم عبد الله است که بکنیه طیبه صغیر از عالم رفت و طیب و طاهر لقب او است بجهت تولد او در عهد اسلام
و اکثر اهل علم النساب برین اند و دار قطنے گفت این قول ثابت است پس مجموع هفت باشد سه ذکور و چهار
اناث انچه مشهور است در نیقام و بر زبانها میگردد این کلام است و در مواهب لدنیه از دار قطنی حکایت کرده که

بمزید العلم و الیقین که حدیث انیست عند ربی یطعمنی و یسقین که در صوم الوصال ورود یافته بس است در اثبات
این معامله و طعام و شراب حقیقتا این باشد که از بهشت و عالم دیگر میرسیده باشد یا ذوق و حضور حاصل و وقت
شریف میشده باشد و بدانکه در حیات انبیا علیهم السلام و ثبوت این ضعف مر ایشانرا و ترتب احکام و آثار بران
هیچکس از علماء اختلافی نیست غیر انکه در وجود ایشان در قبور و تمکن و استقرار در خصوص این بقعه بعضی سخن
کرده اند شیخ علاء الدین قونوی که علماء شافعیه از ارباب تصوف است میگوید که ما اعتقاد داریم بحیات ایشان
نزد پروردگار جل جلاله بحیاتی که اشرف و اکمل است ازین حیات متعارف و اعتقاد داریم که آنحضرت صلی الله
علیه وسلم بارفیق اعلا است در سموات علی نزد سدرة المنتهی عند ها جنة الماوی و اینحالت افضل و اکمل است
از اینکه در قبر مقیم بود اگر بمقتضای حدیث نبوی فحی و سعی در قبر مومن میکنند که مدبر باشد چه جای قبر سرور انبیا
و سید اهل صفا صلی الله علیه وسلم ولیکن بودن او در جنة اعلی کند افق و سموات و ارض بود اکمل و
اعلا است و آنکه در حدیث آمده که انبیا را بعد از چهل روز در قبر نمی گذارند و در حدیث دیگر آمده که من گرامی ترم
نزد پروردگار خود که بعد از سه روز مرا در قبر نگذارد پس ظاهر شد که قطع باقامت انبیا علیهم السلام باین حیات
در قبور و استمرار ایشان در وی نتوان کرد این است کلام قونوی و از صریح منطوق وی ظاهر که تردد وی در استمرار
حیات و استقرار ایشان است در قبور ولیکن اصل مدعا که ثبوت حیات حقیقی است مسلم و مقرر است تردد وی
در غیر و بعد از تردد وی در وجود انبیا در قبور گفته است که گمان می برند که التفات ایشان به قبور منقطع و تعلق ایشان
بدان مرتفع گشته است بلکه میان ایشان و قبور علاقه خاصه مستمره غیر منقطعه ثابت است که بسبب با دیگر ثبوت
دارد و همچنین در میان قبور سائر مومنین و ارواح ایشان نسبت خاصی است مستمر که بدان زائران را می شناسند
بدلیل استحباب زیارت در جمیع اوقات بعد ازان احادیث کثیره می آرد و میگوید که جمیع این احادیث دلالت
دارد بر انکه اهل قبور را ادراک و سماع حاصل است و شک نیست که سمع از اعراضی است که مشروط اند بحیات پس
همه حی اند ولیکن حیات ایشان در مرتبه کمتر است از حیات شهدا و حیات انبیا کاملتر از حیات شهدا است
انتهی پوشیده نماند که بعد از اثبات حیات حقیقی حسی دنیاوی اگر بعد ازان گویند که حق تعالی جسد شریف را
حالتی و قدری بخشیده است که در هر مکانی که خواهد تشریف ببخشد خواه بعینه یا بامثال خواه بر آسمان یا بر زمین
و خواه در قبر شریف یا غیر وی در صورتی دارد یا وجود ثبوت نسبت خاص بقبر در همه حال مردی است که چون
عثمان بن عفان را رضی الله عنه محاصره کردند بعضے از صحابه رضوان الله علیهم باوی گفتند مصلحت آنست

علیہ وسلم میرسند و بزار بسند صحیح از عبداللہ بن مسعود می آرد کہ فرمود مرخدارا فرشتگان اند سیاح در زمین کہ میرسانند مرا اعمال شمارا از انچہ بہتر است شکر میکنم مرخدارا بران و انچہ بدمی بینم استغفار میکنم شمارا و بیہقی از روایت انس می آرد و تصحیح میکند کہ انبیا گذاشتہ نمی شوند در قبور بعد از چہل روز بلکہ نماز میگذارند در پیش خدا تا نفخ کردہ شود در صور و نیز بیہقی میگوید کہ شواہد بر حیات انبیا علیہم السلام از احادیث صحیح بسیار است بعد ازان ذکر کرد حدیث مرد را کہ آنحضرت را بموسی دید کہ نماز میگذارد در قبر خود و احادیث دیگر کہ در ملاقات آنحضرت با بنیاد رو یافتہ است و نیز بیہقی میگوید کہ مبنای ایں حدیث بران است کہ حق سبحانہ و تعالی بر انبیا علیہم السلام بعد از موت ایشان رد ارواح میکند و بعد ازان بحکم نفخ فصعق من فی السموات و من فی الارض صعق بایشان نیز راہ مییابد و لازم نیست کہ آن بجمیع وجوہ و معانی موت بود الا در حق ذہاب شعور در انحالت و تواند کہ بحکم قول سبحانہ کہ فرمودہ است الا ما شاء اللہ ازین حکم مستثنی باشند و نیز در حدیث صحیح آمدہ است کہ بسیار گویید در روز جمعہ صلوۃ بر من زیرا کہ صلوات شما معروض میگردد بر من گفتند یا رسول اللہ چگونہ معروض میگردد صلوۃ ما بر تو پوسیدہ شدہ باشی فرمود حق سبحانہ حرام گردانیدہ است بر زمین کہ بخورد اجساد انبیا را علیہم السلام و ازینجا معلوم میشود کہ حیات انبیا حیاۃ حسی دنیاوی است نہ بمجرد بقای ارواح چنانکہ شہدا را ہم در جوف طیور سبز اند و صاحب تحفہ از شافعیہ گفتہ است کہ مالی کہ از انحضرت ماندہ ہم در ملک او باقی است چنانکہ در حالت حیات بود و انتقال نمیکند بملک ورثہ چنانکہ اموات را میباشد و امام الحرمین این قول را تصحیح نمودہ است و فرمودہ کہ این موافق سیرت صدیق است رضی اللہ عنہ در انچہ آنحضرت از اموال گذاشتہ بود انتہی و گفتہ است کہ عجب است از امام کہ خود میگوید مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کذا نسوۃ و مات و ہو راض عن العبرۃ پس نسبت موت بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میکند باز اثبات حیات چگونہ است و کسی میگوید کہ ہیچ محل تعجب نیست مات فاحیاہ اللہ سبکی در شفاء الانتقام میگوید عود روح بجسد ثابت است مر جمیع اموات را چنانکہ در قبر و لیکن سخن در استقرار و استمرار روح است در بدن بحیثیتی کہ بوی زندہ گردد بدن چنانکہ در دنیا بود انتہی و ادلہ کہ بر حیات انبیا دلالت میکند مقتضای آن حیات ابدان است چنانکہ در دنیا بود با وجود استغناء از غذا و با وجود تقور در عالم از اسباب ہای است کہ در دنیا حیات بران مشروط است و لیکن حق سبحانہ قادر است کہ بی آن نیز زندہ دارد و احداث ہای بجا بعضے احوال و اعراض در بدن کند کہ التفات و احتیاج بعدہ مرتفع گردد چنانکہ در بعضے احوال بطریان فرح و سرور باعراض حزن و غم چندین مدت با کل و شرب احتیاج نیفتد بلکہ بیاد نیامد گفت بندہ مسکین خصہ اللہ

بتغییر نمیشود و لغم حقیقت آنست که بحکم کل نفس ذائقة الموت و بحکم اجرای سنت الهی جل و علا الم موت بالذات
آن گونه چشیدنی لیکن بعد از اقامت طریقه عبودیت همه حیات بود و حالا در غیر ذکر آن حالت که
خوانده میشود در کتاب لاتحاشی و بلاحظه اسناد و اطلاق میت بر حضرت گران است اگر بعبارتی دیگر
ادا نماید بهتر است خداوند تعالی رحمت کناد امام مالک را که از خواص مجاوران درگاه محمدی است
مکروه میدارد که کسی گوید زرت قبر النبی صلعم بلکه باید گفت زرت النبی صلی الله علیه وسلم کما قال رحمة الله
علیه وصل بدانکه حیات انبیا صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین متفق علیه است میان علمای ملت و
پنجکس را خلاف نیست دران کاملتر و قویتر از وجود حیات شهدا و مقاتلین فی سبیل الله که آن
معنوی آخروی است عند الله و حیات انبیا حیات حسی دنیاوی است و احادیث و آثار دران واقع
شده چنانکه مذکور گردید یکی ازان حدیث است که ابو یعلی منقل ثقات از روایت انس بن مالک رضی الله
عنهما آورده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون الحدیث و دیگر
انحدیث صحیح است مامن مسلم یسلم علی الا رد الله علی روحی حتی ارد علیه السلام و علماء اختلاف کرده اند
که این فضیلت عام است مر هر کسی را که بشرف تسلیم برسید کائنات علیه افضل التسلیمات مشرف است خواه
زائر قبر شریف بود یا غائب از انحضرت کسی در هر مکان که باشد فظاهر عموم است و بر هر تقدیر مفید مدعاست
که حیات است و نسائی باسناد صحیح از ابن مسعود رضی الله عنهما آورده که آنحضرت فرمود صلی الله علیه وسلم
حق سبحانه فرشتگان را خلق فرموده که سیاحند در زمین که صلاة و سلام امت را بمن میرسانند و این در حق
غایبان است اما آنکه حاضر است دران دو حدیث آمده یکی دلالت دارد بر انکه آنحضرت صلی الله علیه وسلم
سماع سلام میکند و بنفس نفیس متکفل رد سلام وی میگردد بلکه پیشتر از سلام بنده مبادرت میکند بسلام
چنانکه عادت شریف وی بود در حالت حیات و حدیث دیگر انکه دال است بر انکه در بیخالت نیز ملکی موکل است
که ابلاغ سلام بر حضرت وی میکند چنانکه در بارگاه ملوک و سلاطین معهود است و امام عبد الحق که از اکابر
ائمه حدیث است در احکام صغری باسناد صحیح از ابن عباس رضی آورد که آنحضرت علیه السلام فرمود هیچ احدی نیست
برادر مومن خود که او را در دنیا می شناخت نگذارد بر وی سلام بکند مگر آنکه آن برادر او را بشناسد و رد سلام
در بیناب متعدد آمده است و هر گاه این معنی در احادیث عموما مومنین متحقق باشد فکیف سید المرسلین و صفوة الثقلین
صلی الله علیه وسلم و علی آله و اصحابه اجمعین و ابلاغ سلام چه باشد که تمامه اعمال است بحضرت وی صلی الله

وصل در بیان حیات انبیا صلوات الله علیهم اجمعین ۱۲

صلے اللہ علیہ وسلم فرمود انا معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ گفتند نعم واللہ قال پس قسمت
میکرد این مال رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم میداد ازان مال نفقہ یک سال بازواج مطہرات خود و
انچہ باقی میماند میگردانید بجہاز مال خدا و انفاق میکرد او را در سلاح و کراع و مصالح مسلمین و نوائب ایشان
بعد ازان وفات یافت رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم و خلیفہ او شد ابوبکر و قبض کرد آن مال را و روی بانچہ
عمل میکرد در رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم و ضد امید انداکہ وی در نقول و عمل صادق باو راشد و تابع خود بود
بعد ازان وفات یافت ابوبکر من خلیفہ رسولخدا و ابی بکر شدم و عمل کردم در وے دو سال چنانکہ عمل کرد
در وی رسولخدا و ابوبکر پیش آمدند شما ہر دو شما یکی بود و امر شما مجموع پس پیروی آنرا بہ شما کہ عمل کنید چنانچہ معہود
است و گفتم بر شما عہد خدا است کہ عمل کنید چنانچہ رسولخدا کرد پس گرفتند شما و عہد خدا کردید کہ چنان
کردید و الکنون میگوئید کہ قسمت کردہ و ہم بشما این ہرگز خواہد شد و نخواہم نہاد بران نام قسمت
ہنوز اگر خوش ندارید و نمی توانید کرد بمن باز دہید کہ عمل کنم دران چنانکہ عمل کرد رسولخدا صلی اللہ علیہ
وسلم و ابوبکر پس تر بود آن بدست عباس و علی و قلبہ کرد عباس را علی و بعد از علی بدست حسن بن علی
بعد از وی بدست حسین بن علی و بعد از وی بدست علی بن الحسین و حسین بن حسین و ہر دو متداول
میکردند دران بعد ازان زید بن حسن بن علی برادر حسین بن حسن رضی اللہ عنہم و سلامہ علیہم اجمعین بستر
افتاد در دست مردان کہ امیر بود و بود در دست مردانہ تا نوبت بعمر بن عبد العزیز رسید و گفت بحجت
عدالتی کہ وی داشت کہ نگیرم من امرے را کہ منع کرد ازان رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم فاطمہ را و حق نباشد
مرا ازین سخن این ظاہر میگردد کہ فاطمہ زہرا رضے اللہ عنہا آنرا از حضرت در زمان حیات طلبیدہ بود و
نہ دادہ بود آنحضرت بوی و گذشتہ بود بر ہمان نہجے کہ بود و اللہ اعلم و گفت عمر بن عبد العزیز من رد می کنم
آنرا بران این محمل حکایت این باب است کہ تفصیل آن در احادیث صحیح بخاری است و بعضے از محققین
علما گفتہ اند کہ مبنا و مدار عدم میراث از انبیاء علیہم السلام حیات ایشان است خصوصا سید الرسل علیہ
من الصلوت افضلہا و من التحیات اکملہا و میراث اموات را میبا شد نہ احیا را چون کلام منجر شد بحیات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنگام آنست کہ مرین سازیم کتاب را بذکر آن کہ مبحث گذشتہ بذکر وفات و
احکام آن از غسل و دفن و استاد آن حضرت مقدسہ نبویہ کہ مبدا حیات و لقائے بنی آدم بلکہ سائر اجزاء
عالم است باطن وقت تنگی و تیرگی پذیرفت اما چہ توان کرد کہ دائرہ عبارت تنگ است بی اطلاق این الفاظ

سیگویند کہ این رنجیدن بحکم طبیعت بود اما دوام و استمرار آن غرابت است و بہ تحقیق ثابت شدہ است رضاء فاطمہ از ابوبکر صدیق در مرض موتش روایت کردہ است بیہقی از شعبی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عیادت کرد فاطمہ رضی اللہ عنہا را در مرض وے و استیذان بر در وی و گفت علی رضی اللہ عنہ این ابوبکر است استیذان میکند بر تو گفت فاطمہؓ دوست میداری کہ اذن کنم او را گفت نعم پس اذن داد فاطمہ در آمد ابوبکر پیش او رضی گردانید ابوبکرؓ فاطمہ را تا راضی شد کذا فی کتاب الوفاء و در ریاض النضرۃ آوردہ است کہ در آمد ابوبکر رضی اللہ عنہ بر فاطمہ رضی اللہ عنہا و اعتذار نمود پس راضی شد فاطمہؓ از وے واز او راضی آوردہ اند کہ گفت بیرون آمد ابوبکر رضی اللہ عنہ بر در فاطمہؓ در روز گرم و گفت نمیروم از اینجا تا راضی نگردد از من بنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم پس در آمد بر وی علی رضی اللہ عنہ پس سوگند داد بر فاطمہ کہ راضی شود پس راضی شد فاطمہ اخرجہ الشیخان فی کتاب الموافقۃ و مشہور نیست کہ ابوبکر بر جنازہ فاطمہ نبود و نماز نگذارد بر وے بسبب آنکہ بر آوردن فاطمہؓ در شب بود علی رضی اللہ عنہ ابوبکرؓ را خبر نکرد کہ شب است و ابوبکرؓ منتظر طلب علی نشستہ و اخبار در حضور ابوبکرؓ بر جنازہ فاطمہؓ و نماز گذاردن بر وے نیز آمدہ چنانکہ در ذکر فاطمہؓ در ذکر اولاد شریف بیاید و در فصل الخطاب آوردہ کہ آمد ابوبکرؓ بر فاطمہ ہنگامی کہ سخت شد مرض و استیذان کرد بر وی پس گفت مرا و را علی ابن ابی بکرؓ است بر در اگر رخصت میخواہی اذن کن مرا و را کہ در آید گفت فاطمہؓ آیا در آمدن وی بر تو محبوب تر است از نا در آمدن گفت نعم پس در آمد و اعتذار کرد بسوے او و سخن کرد پس راضی شد فاطمہؓ از وی و آوردہ است در صلوۃ بر فاطمہؓ کہ وفات یافت فاطمہؓ میان مغرب و عشا پس حاضر شد ابوبکر و عثمان و عبد الرحمن بن عوف و زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم پس چون نہادہ شد جنازہ تا نماز گذاردہ شود نمیگذارد بروی غیر تو پس آمد ابوبکر و گذارد نماز بر فاطمہؓ و بر آورد چہار تکبیر و دفن کردہ شد در شب واللہ اعلم و چون ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات یافت و خلیفہ بعد از وی عمر شد رضی اللہ عنہ او نیز این اموال مذکورہ را بر طریقی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میکرد تا دو سال قسمت میکرد و اتفاق مینمود بعد از ان بعباس و علی رضی اللہ عنہما سپرد و تولیت آن بایشان داد تا بر نہج مذکور قسمت و اتفاق میکردہ باشند بعد از چندگاہ میان ایشان نزاعی رو نمود و نزد عمرؓ آمدند تا میان ایشان قسمت کردہ بدہند و شرکتی در میان نباشد عمرؓ اصحاب را طلبید گفت سوگند میدہم شما را بخدائی کہ بہ اذن او بر پاست آسمان و زمین کہ پیغمبر خدا

که تاریخ مدینه مطیبه است و در رساله که در مناسک حج و آداب زیارت تالیف یافته مصرح و مبین شده است
و من الله التوفیق که در نیوقت وقوع یافت مثل بعد صلوة و ترک جماعت دران و دفن در بیت
و امثال آن و عدم میراث بودن اختصاص این حکم نسبت باقیست و انبیا صلوات الله و سلامه علیهم
اجمعین شریک اند در حکم چنانکه آمده است انا معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکناه صدقة و عمده
انچه گذاشته بود آنحضرت صلی الله علیه وسلم بعد از وصال بغله و سلاح و قمیص و کساء و امثال این
وارض بنی النضیر و خیبر و فدک بود که خاصه آنحضرت علیه السلام بود و آنرا الفقه نساء و حوایج مسلمانان
و فقراء و مساکین که در حضرت او می آمدند انفاق میکرد و چون رفت آنحضرت از نیعالم و خلیفه شد
ابوبکر صدیق رضی الله عنه آمد فاطمه بنت رسول صلی الله علیه وسلم نزد ابی بکر و میراث طلبید از ابوبکر
میراث را پس فاطمه گفت که چون تو میری که وارث میشود ترا گفت اهل و اولاد من پس گفت فاطمه
پس چیست مرا که وارث نشوم پدر خود را گفت ابوبکر شنیده ام از رسول خدا صلی الله علیه وسلم که نبی باشد
ما را میراث و لیکن من خلیفه او یم عیالدارے میکنم کسے را که عیال داری میکرد پیغمبر خدا و انفاق میکنم
این اموال را که گذاشته است در جائے که انفاق میکرد وی صلی الله علیه وسلم از عیال و حوایج و نوائب
مسلمانان و غیر هم و نیز شنیده ام از آنحضرت که گفت بدرستیکه خدا تعالے چون اطعام کرد پیغمبرے را
آن طعمه برائے کسی است که قیام کند بمصالح او بعد از وی و چندین مردم بودند که حضرت بایشان وعده
کرده بود که بشما چیزے خواهم داد نه پس آمدند بعد از وفات آنحضرت و داد بایشان ابوبکر انچه موعود بودند که
حکم مخصوص بفاطمه زهرا بود رضی الله عنها عائشه نیز میگوید که طلبیدم بعد از وفات رسول الله میراث را
از ترکه وی که در خیبر و فدک و صدقه او که در مدینه داشت یعنی اموال بنی النضیر پس نداد ابوبکر بوی چیزے
و جواب گفت چنانچه بفاطمه گفت و همچنین ازواج مطهرات دیگر که روایت این حدیث مخصوص بود بابوبکر
همه صحابه گواهی دادند بدان و متفق بودند دران پس نداد ابوبکر بفاطمه جزوی ازان بطریق میراث
و گفت میخورند آل محمد ازین مال چنانچه میخوردند بحضور وے و من تغییر نمیدهم عمل را که میکرد آنحضرت در
بخدا که قرابت رسول خدا محبوب تر است نزد من از قرابت خود غرایب دران است که میگویند فاطمه دلگیر
شد درین حکم از ابوبکر و غضب کرد بر وے و هجران کرد او را تا وقت وفات خود آن هجران و غضب بجهت
بود و اگر فرض کرده شود که این حدیث بفاطمه رسیده بود پس بعد از رسیدن و شنیدن چرا قبول نکرد

خرجت مع الزفرات ✤ لا جبر بعدک فی الحیوۃ وانما ✤ ابکی مخافۃ ان تطول حیاتی ✤ ومروی است کہ عبد الدین زید انصاری کہ صاحب اذان و مستجاب الدعوۃ بود دعا کرد کہ خداوندا چشم جہان بین مرا بستان کہ بے مشاہدہ جمال حبیب تو نمی خواہم آنرا در زمان نابینا شد و جمعی دیگر تمنا کردند کہ بی دیدار آن سرور در مدینہ باشند و غربت اختیار کردند از انجملہ بلال رضی اللہ عنہ غربت بجانب شام نمود و شش ماہ تمام گذشتہ بود کہ بخواب دید کہ آنحضرت علیہ السلام می فرماید کہ اے بلال چہ جفا ایست کہ بر ما کردہ بزیارت ما نمی آئی پس بلال رضی اللہ عنہ ہمان ساعت کہ از خواب بیدار شد بمدینہ مطہرہ متوجہ گشت و در بغولای فاطمہ در گذشتہ بود چون بلال زمت حسن و حسین از حال فاطمہ پرسید ایشان در گریہ شدند و گفتند احرک اللہ فی فاطمہ بلال بسیار بگریست و گفت ای جگر گوشہ رسول مقبول خدا چہ زود بہ پدر بزرگوار خود ملحق گشتی و تمام قصہ در ذکر بلال رضی اللہ عنہ مذکور گشتہ است وصل و از جملہ آیاتی کہ ظاہر شد بعد از موت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آن بود کہ حمارے کہ آنحضرت گاہی بر آنسوار میشد چندان حزن کرد کہ خود را در چاہے انداخت و ناقہ آنحضرت علیہ السلام علف نمیخورد و آب نمی نوشید تا آنکہ مرد و ظہور آنچہ خبر داده بود بعد از موت وی کہ ظاہر خواہد شد بسیار است خارج از حد عدد و در حدیث ابی موسے نزد مسلم آمدہ کہ آنحضرت فرمود صلی اللہ علیہ وسلم کہ چون خواہد خدا تعالے بامتی خیر قبض کند پیغمبر او را پیشتر پس گرداند او را فرط و سلف برائے ایشان و چون خواہد ہلاک امتی عذاب کند او را و حال آنکہ پیغمبر وے زندہ است پس ہلاک میکند امت را و پیغمبر نگر دیس روشن و خنک میگرداند چشم پیغمبر را بہلاک ایشان کہ تکذیب کردہ اند و عصیان ورزیدہ اند بوی و اما زیارت قبر شریف و مسجد منیف از اعظم قربات و اعلی درجات است بعضے بر انند کہ واجب است بر کسیکہ وسیع دارد چنانکہ امام عبد الحق کہ از اعاظم علماء حدیث است ذکر کردہ و گفتہ اند کہ مراد وے از واجب سنت موکدہ است کہ در مرتبہ واجب است و بہ ثبوت پیوستہ است کہ آنحضرت فرمود من زار قبری وجبت لہ شفاعتی و مروی است کہ من وجد سعۃ ولم یزرنی فقد جفانی صاحب مواہب گفتہ کہ اگر حدیث ظاہر در حرمت ترک زیارت است زیرا کہ درین جفا و اذی او ست و جفا و ایذای آنحضرت حرام است باجماع پس واجب شد ازالہ جفا و آن بزیارت خواہد بود پس زیارت واجب باشد و فرمود آنحضرت من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی و احادیث درین باب بسیار است و فضائل قبر شریف و مسجد منیف و آداب آن و سائر احوال آن مقام کرامت انتظام در کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب

وصل در ذکر بعضے از معجزات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعد از وفات و تصدیق نبوت آنحضرت

عنہا التماس کردند کہ این حجرہ تست اگر تجویز کنی حسن را در پہلوی جدش دفن کنند عائشہ قبول کرد و فرمود در حیات مرد آنکہ دران زمان از جانب معاویہ حاکم مدینہ مطہرہ بودند داشت کہ این امام را در انجا مدفون گردانند بعد از وی عائشہ عبد الرحمان بن عوف را نیز تجویز کرد کہ در انجا مدفون گردد این نیز میسر نشد و از این عمر امد است کہ آنحضرت فرمود علیہ السلام کہ نزول میکند عیسی بن مریم و تزوج میکند و زاید میشود برای او اولاد و مکث میکند بر روی زمین چہل و پنج سال پس میرود دفن کردہ میشود در قبر من پس میخیزم من و عیسی بن مریم از یک قبر ابو بکر و عمر و مراد بہ قبر اینجا مقبرہ است و چون از دفن آنحضرت علیہ السلام فارغ شدند صحابہ خاک حسرت و ندامت بر سر وقت و حال خود میریختند و از آتش فراق محبوب دو جہانی میسوختند و گریہ و زاری میکردند خصوصا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کہ از ہمہ مصیبت زدہ تر و بیکس تر و زار و نالان تر بود در روی حسن و حسین رضی اللہ عنہما نگاہ میکرد و بر یتیمی خود و نامرادی فرزندان میگریست از انجانب عائشہ صدیقہ در ہمان حجرہ کہ آن سرور وصال یافتہ بود بیت الحزن و الفراق او شد بے خانمان شبانہ روز و شب میگریست و آوردہ اند کہ چون آنحضرت مقدس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم از این سرائے فانی بدار البقائے آنجہانی انتقال فرمود روز روشن بر مثال شب دیجور گشت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آوردہ اند کہ ہیچ روزی مدینہ بہتر و نورانی تر از آن روز نبود کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم قدوم شریف آوردہ بود و ہیچ روزی تاریک تر از آن نہ کہ از نیر عالم در پردہ شد و ہنوز از دفن وے صلے اللہ علیہ وسلم فارغ نشدہ بودیم کہ دلہائے ما متغیر گشت و پردہ بر ما فرو ہشت کہ انکار کردیم دلہائے خود را ؎ رہ ندیدم چو برفت از نظرم صورت دوست ✤ ہیچ چیزے کہ چیز عشق نہ مقابل برود ✤ و از ہر کدام از اہل بیت آنحضرت و صحابہ عظام مرثیہ در وفات آنحضرت سرور ملک انتظام گشیدند اول ایشان فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بود کہ چون بعد از دفن بزیارت قبر شریف رفت خاکے از انجا برداشت و بدیدہ غمدیدہ نہاد و گریہ کرد و این شعر انشا نمود شعر ماذا علی من شم تربۃ احمد ان لا یشم مدی الزمان غوالیا ✤ صبت علی مصائب لو انہا ✤ صبت علی الایام صرن لیالیا ✤ و بعضے گفتہ اند کہ این مقولہ علی مرتضی است کرم اللہ وجہہ کہ فاطمہ زہرا انشا نمود نیز در وقت زیارت دیگر گفتہ است ؎ اذا اشتد شوقی زرت قبرک باکیا ✤ الوح و اشکو ما اراک مجاویا ✤ یا ساکن الغبراء یمنعنی البکاء ✤ و ذکرک اسنان جمع المصائبا ✤ فان کنت من عین فی التراب مغیبا ✤ فما کنت علی قلبی الحزین لغائبا و از جملہ مراثی کہ منسوب بحضرت زہرا است این دو بیت است ؎ لنفسی علی زفراتہا محبوسۃ ✤ یا لیتہا

امرا از پیش خود کردو مکروه داشت که پوشند و بگذارند آنرا غیر آنحضرت و ابن عبد البر گفته که آخر بیرون آورند
آنرا از قبر حکایه ابن زیاده و کذافی سیره مغلطای و اگر بود از خصایص آنحضرت بود صلی الله علیه وسلم
دیگرے را مکروه است که اینچنین نکنند و بنا کرده شد در قبر شریف وی صلے الله علیه وسلم خشت خام بعد ازان
ریختند خاک بر لحد شریف او و پاشید بلال آب بر قبر شریف بقربه ابتدا کرد از جانب سر و بلند کرده شد
قبر شریف وی بر زمین مقدار یک شبر و در روایتی چهار انگشت آمده و چیده شد بر قبر از سنگریزها عرصه
سرخ و سفید و چون در آمدند صحابه بعد از دفن نزد فاطمه گفت چگونه باور دارد دل شما که ریخته خاک
بر رسول خدا گفتند بلی یا بنت رسول الله یارا ما هم درین خیال رفته بودیم و اندوهناک بودیم ولیکن
چه توان کرد امر حکم شرع چاره نیست بعد ازان آمد فاطمه بر سر قبر پدر و گرفت از خاک قبر و نهاد بر دیده خویش
گریان خود و گفت شعر ما ذا علی من شم تربة احمد + ان لا یشم مدی الزمان غوالیا + صبت
علی مصائب لو انها + صبت علی الایام صرن لیالیا + و روایات مختلف آمده است که قبر شریف مسنم
است یا مسطح اکثر بر انند که مسنم است و در صحیح البخاری از حدیث ابو بکر بن عباس می آرد که وی دید قبر پیغمبر
را صلے الله علیه وسلم مسنم بضم میم و فتح سین و نون مشدد یعنی مرتفع و زیاده کرد ابو بکر در مستخرج و قبر
ابو بکر و عمر حسه جنین و استدلال کرده شده است باین حدیث که مستحب تسنیم قبور است و قول ابی حنیفه
و مالک و احمد امزنی و بسیاری از شافعیه و اد عا کرده است قاضی حسین اتفاق اصحاب شافعی را بر ین و
لیکن جماعه از قدماء شافعیه مستحب داشته اند تسطیح را و باین جزم کرده است ماوردی و جماعه دیگر و حاکم
از طریق قاسم بن محمد بن ابی بکر آورده که گفت در آمدم بر عائشه و گفتم ای مادر من پرده بردار برائے
من از قبر رسول خدا صلے الله علیه وسلم پس پرده برداشت از سه قبر بلند و نه بر زمین چسپیده و
سنگریزها عرصه بران چیده و بالجمله تسنیم و تسطیح هر دو جائز است خلاف در اینست که کدام یکی ازان
دو افضل است و بعضے گفته اند که قبر شریف نخست مسطح بود و در زمان امارت ابا بکر صدیق رضی الله
عنه مسلم ساخته شد و آنکه در حدیث سفین انمار آمده که دیدم من قبر آنحضرت را مسنم محمول بر اینست
و در دیار ما طرحی نهاده اند که جامع است میان تسطیح و تسنیم معلوم نیست که حدوث آن از کجاست
والله اعلم و آورده اند که در حجره شریف بعد از نهادن شیخین موضع دیگر مانده است و در اخبار آمده است
که در انموضع قبر عیسے بن مریم علیهما السلام خواهد بود و چون امام حسن مجتبی فوت کرد از عائشه صدیقه رضی الله

صلے اللہ علیہ وسلم کہ دفن کردہ نشد ہیچ پیغمبرے الا آنجا کہ قبض کردہ شدہ است روح وی و در روایتے از علی مرتضی رضے اللہ عنہ آمدہ کہ گفت در روی زمین ہیچ بقعہ نیست گرامی تر نزد خداوند تعالی از بقعہ کہ قبض کردہ شد پیغمبر دران پس فراش وے برداشتند و حفر قبر در زیر وے نصب معین و مقرر کردند در مدینہ مطہرہ و حفار بود ابو عبیدہ بن الجراح کہ بطرق شق آنرا شامی نیز گویند دیگر ابو طلحہ انصاری کہ بطریق لحد حفر میکرد پس گفت عباس رضے اللہ عنہ خداوندا اختیار کن برائے حبیب خود ہر چہ محبوب و مختار است فرستاد دو کس را یکی را بطلب ابو عبیدہ و دیگر را بطلب ابو طلحہ و گفت ہر کہ پیشتر بیاید کار وی فرمائید پس نیافت آنکہ فرستادہ شدہ بود بسوے ابو عبیدہ ابو عبیدہ را و آمد ابو طلحہ پس حفر کرد و بطریق لحد و در حدیث آمدہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اللحد لنا و الشق لغیرنا و مراد بنا اہل مدینہ مطہرہ است و از غیر ما غیر اہل مدینہ از مکہ و جز آن و در توجیہ آن گفتہ اند کہ ارض مدینہ صلب است و صالح است مر لحد را بخلاف ارض مکہ کہ سست است احتمال سقوط دارد و گفتہ اند کہ در یں حدیث دلیل نیست بر وجوب لحد و نہی از شق بلکہ این از جملہ اختیارات است بسنن و با وجود آن شک نیست کہ آنچہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع شد افضل خواہد بود و بعضے گفتہ اند کہ لحد افضل است اگر زمین صلب باشد و شق افضل اگر زمین نرم و سست بود و بعضے از ما اہل ملت اسلام داشتہ و بغیر ما اہل کتاب و شق آنحضرت در وسط قبر والا ان در دیار ما دیوار ہاے برارند در وسط این را نیز در حکم حفیر در وسط دارند و اللہ اعلم و شب چہار شنبہ وقت سحر بود کہ آنحضرت را از طرف پائین در قبر در آوردند و اصح آنست کہ علی و عباس و فضل و قثم در قبر در آمدند و بود قثم آخر کسیکہ برآمد از قبر و از وی مے آرند کہ گفت آخر کسیکہ روے مبارک آنحضرت را دید در قبر من بودم نظر کردم در قبر کہ آنحضرت علیہ السلام کفہاے مبارک خود را می جنبانید پس گوش پیش دہان وے داشتم شنیدم کہ میفرمود رب امتی امتی و قطیفہ حمرا را بحرانیہ کہ بر وے خیبریان حضرت رسیدہ بود و از امی پوشیدہ وی گسترانیدند و گویند گسترانندہ آن شقران بود گفت نمی خواہم کہ دیگر بعد از تو آنرا پوشد و گفتہ است نودی کہ شافعی و جمیع اصحاب وی رضے اللہ عنہم و غیر ایشان از علماء تخصیص کردہ اند بر کرامت گسترانیدن جامہ یا مخدہ تحت میت در قبر و بغوی از ائمہ شافعیہ گفتہ لا باس بہ از جہت این حدیث و صواب کراہت است چنانچہ جمہور بر انند و جواب میگویند کہ ان الفعل شقران بود مختص بود وی بفعل آن و موافق نبود باوی ہیچ یکی از صحابہ و عالم نبودند یاران و شقران

وجزع ننمائید رحمت کناد خدا تعالے شمارا و بیامرزاد گناهان شمارا و جزای خیر و هاد شمارا از جانب من فرمود
چون مرا بشوئید و در کفن به پیچید نماز مرا بر کنار قبر من در خانه بعد ازان بیرون روید و زمانی مرا بگذارید
که اول کسے که بر من نماز خواهد گزارد دوست من جبرئیل علیه السلام خواهد بود پس میکائیل پس اسرافیل پس
ملک الموت با گروه انبوه از ملایکه علیهم السلام و در روایتی آمده که اول کسیکه نماز میگذارد بر من پروردگار من
است پس ازان این فرشتگان را ذکر کرد و فرمود بعد ازان فوج فوج در آیند و نماز بگذارند بر من و فریاد
و نوحه نکنند و باید که ابتدا نماز بر من اهل بیت من کنند بعد ازان زنان ایشان انگاه سائر صحابه رضی الله
عنهم و پرسیدند یا رسول الله ترا در قبر شریف که گذارد فرمود اهل بیت من با جمعے کثیر از ملایک ایشان شمارا
به بینید و از جائیکه شما ایشانرا نه بینید از ابن باحتیوان پرسیدند چند نماز گذارده شد بر وے صلے الله علیه وسلم گفت هفتاد و دو گفتند
از کجا معلوم شد ترا این گفت از صندوقی که گذاشت مالک بخط خود از نافع از ابن عمر ظاهر است که مراد
باین نمازهاے صحابه خواهد بود غیر ملایک و تاخیرے که در دفن راه یافت سبب این بود وفات روز دوشنبه
بود و در سه شنبه تمام روز گذاشته شد سر بروے در بیت وی و نماز گذاردند و دفن کرده شد شب چهار شنبه
و روایت کرده شده است که هنگامیکه گذاردند اهل بیت در نیافتند مردم که خواهند و چه دعا کردند پس
پرسیدند از ابن مسعود رضے الله عنه پس امر کرد ایشانرا ابن مسعود که بر سید علی را پس فرمود علے
مرایشانرا بگویند ان الله و ملائکته یصلون علی النبی یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما اللهم ربنا
لبیک و سعدیک صلوات الله البر الرحیم و الملائکه المقربین و النبیین و الصدیقین و الشهداء و الصالحین
و ما سبح لک من شی یا رب العالمین علی محمد بن عبد الله خاتم النبیین و سید المرسلین و امام المتقین
و رسول رب العالمین الشاهد البشیر الداعی باذنک السراج المنیر و علیه وسلم بایستاد و گفت ای محمد
گرامی و رحمت و برکات خدا تعالے بر تو باد خدایا گواهی میدهم که وی رسانید انچه نازل شد بروے و نصیحت
نصیحت نمود امامت بجا آورد و در راه خدا جهاد کرد تا غیر گردانید حق تعالے دین خدا را یا رب خدایا ما را از جمله
گردان که پیروے آن کنیم که بروی نازل شده و جمع کن میان ما و او در روز قیامت مردم آمین گفتند و صحابه
اما دفن آنحضرت صلی الله علیه وسلم انجا نیز اختلاف واقع شد که آنحضرت را کجا دفن کنند جمعی گفتند
که در خانه وی که در انجا مقبوض شده است و زمره گفتند در مسجد و فرقه در مقبره بقیع گفتند که دفن کنند
و بعضے گفتند بقدس که قبور انبیا همه انجاست ابو بکر صدیق رضے الله عنه گفت شنیده ام از رسول خدا

وصل
در بیان دفن آنحضرت
صلی الله علیه وسلم

وعمامه وغیران بر لفائف ثلثه وشافعی میگوید جائز است غیر مستحب وحنفیه میگویند سه جامه ازار وقمیص
ولفافه ومتاخرین ایشان عمامه تجویز کرده اند برائے علما وسنت کفن در مذهب ما سه جامه است وکفایت
آن دو وبه ضرورت هر چه میسر شود ودر روایتی در کفن شریف هفت جامه آمده واین روایات ضعیف
است بلکه گفته اند وهم است از بعضے روایات والله اعلم واز انچه مذکور شد معلوم گشت که قمیصے که
در بر شریف آنحضرت بود وغسل داده شد در وے داخل کفن نبود پس حدیثی که در سنن ابو داؤد از ابن
عباس آمده که پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم تکفین کرده شد در سه جامه دو ثوب وقمیص وے که وفات
یافت دران ضعیف است صحیح نیست اصحاب بدان زیرا که یزید بن زید که یکے از روایت است مجمع علیه است
ضعف وی خصوصا در جائے مخالف ثقات روایت میکند نعم از عائشه رضی الله عنها آمده که گفت دراهم
بر ابو بکر رضے الله عنه در مرض موت وی پس نظر کردم در جامه که بر وے بود وتعریف کرده شد در وے
آلودگی بود از زعفران گفت بشوئید انجامه مرا وبیفزائید دو جامه دیگر وتکفین کنید مرا در ین سه جامه گفت
عائشه پس گفتم من این جامه که تو پوشیده کهنه است گفته زنده لایق وسزاوار تر است بجامه از مرده
رواه البخاری **وصل** اما نماز گذاردن بر آنحضرت صلی الله علیه وسلم بجماعت نبود وجماعه می درآمدند

وصل در نماز گذاردن بر آنحضرت صلی الله علیه وسلم

بروی ونماز میگذاردند بی جماعت وبیرون می آمدند پس جماعه دیگرے درآمدند ومیگذاردند وحجره شریف
هم در خانه بود که غسل داده بودند دران نخست مردان درآمدند وچون مردان فارغ شدند نسا درآمدند
وبعد از نسا صبیان گذاردند همچنانکه ترتیب صفوف است در جماعت وامامت نکرد بر جنازه شریف
رسول خدا صلے الله علیه وسلم هیچ یکے از امیر المومنین علی رضے الله عنه منقول است که فرمود در جنازه رسول
صلی الله علیه وسلم هیچکس امامت نکرد زیرا که آنحضرت علیه السلام در حیات ومات امام شما است واین
از خواص آنحضرت علیه السلام که نمازها منفرد کردند وتنها تنها گذاردند ودر روایتی آمده اول کسیکه نماز
گذارد بروے اهلبیت وی بود علی وعباس وبنو هاشم پس ازان درآمدند مهاجران بعد ازان انصار پستر مردم
مردم فوج فوج ونماز میگذاردند ودر روایات آمده است که آنحضرت صلی الله علیه وسلم پیش از مرض
خبر داده بود بوفات خود وپرسیده بود ازوی که ترا غسل که خواهد داد گفت مردان از اهل بیت من
آنکس که بمن نزدیک تر بود گفتند در چه جا هها تکفین کنیم فرمود در یجا هها که پوشیده ام یا در جا هها مصر یا حله یمانیه یا جا هها
سفید یعنی از هر قسم که پیدا شود گفتند نماز بر تو که کنند ورگریه افتادیم آنحضرت نیز بگریست وفرمود صبر کنید

آب بیرغوس که بنبد دهان انهانکشاده باشد غسل دهی انتهی این در ایام مرض نیز آمده است که روزے
غسل کرد آنحضرت بهفت قربه بیرون آمد به مسجد ظاهر آن است که آن نیز از آب اینچاه خواهد بود و
الله اعلم و بعضے از شراح گفته اند که این بجهت آن بود که عدد هفت را در دفع سحر تاثیری است
چنانکه در علاج زهر و سحر آمده است که هفت تمر از عجوه مدینه بخورد و روایت کرده شده است که جمع
شد اب در وقت غسل زیر پلک های و در گونهاف آنحضرت وی لیسید و بر میداشت علی مرتضے آن آب
را بزبان خود فرمودی رضے الله عنه که از انجا بود کثرت علم و قوت حفظ من و چون تمام شد غسل
حنوط کرده اند مساجد و مفاصل شریف را و تجمیر میکردند عود را سه بار پس برداشتند و نهادند بر سریر
و آمده است که علی مرتضے مقداری مشک و حنوط بفرزندان خود سپرده بود و وصیت کرده که این را در
کفن من بکار برند که فضل حنوط رسول است صلی الله علیه وسلم **وصل** و اما تکفین آنحضرت
در سه جامه سفید سحولے بود و سحولی بفتح سین منسوب بسحول بمعنی قصار و این روایت اشهر و اکثر است
محل سفید کردن و شستن جامه و کوفتن و سحل جامه سفید و قصار مشوید جامه و سفید میکند و میگوید
یا منسوب است بسحول که نام قریه ایست از یمن و بضم سین نیز آمده منسوب بسحول جمع سحل بمعنی جامه سفید
و نمی باشد مگر از سه و در حدیث دیگر آمده من کرسف کرسف بضم کاف و سکون را و ضم سین مهمله بمعنی پنبه
است و یعنی بضم سین نیز نام قریه گفته اند و در روایتی آمده که دو جامه سفید بود دیگر برد یمانی و مرد تنے
گفته که در کفن آنحضرت صلی الله علیه وسلم روایات مختلف آمده و در حدیث عائشه اصح احادیث
است و عمل بر وست نزد اکثر اهل علم از صحابه و جز ایشان و بیهقی از حاکم آورده که گفت متواتر شده اند
اخبار علی بن ابیطالب و ابن عباس و عائشه و ابن عمر و جابر بن عبد الله و عبد الله بن معقل در تکفین
آنحضرت در سه جامه که نیست در وی قمیص و نه عمامه و اختلاف کرده اند در معنی این قول که نیست
در وی قمیص و عمامه ظاهر عبارت دران است که در کفن آنحضرت صلی الله علیه وسلم قمیص و عمامه
نبود اصلا و ثانی آنکه کفن کرده شد در سه جامه خارج از قمیص و عمامه زیاده بر سه جامه بوده و این
خلاف صریح عبارت و خلاف واقع است زیرا که ثابت شده است که تکفین شد آنحضرت در قمیص
و عمامه و مرتب است برین خلاف ائمه در کفن قمیص و عمامه مستحب است یا نه پس مالک و احمد میگویند
که مستحب است که سه جامه باید که نباشد در وے قمیص و عمامه و چنانکه میگویند که مکروه است زیادت قمیص

وصل
در تکفین حضرت

غسل دہید چہار زانو نشست و علی را رضی اللہ عنہ نیز چہار زانو نشاند تا آنحضرت را بر کنار ہا خود بنشانید
پس اینجا نیز ندا آمد کہ بخوابانید رسول خدا را بر ظہر سر نفس و بشوئید پس خوابانیدند عباس و علی او را
بر نعش سر مبارک بجانب مشرق و پای مبارک بہ سوئے مغرب و مباشر غسل علے مرتضی شد و در روایتے
آمدہ عباس آنحضرت را بر سینۂ خویش گرفت و خرقہ بر دست پیچیدہ در درون پیراہن مبارک آورد
و ہامہ و شقران آب میریختند بر بالای قمیص مبارک و عباس و فضم در گردانیدن وی از پہلو
بہ پہلو اعانت و امداد علی مینمودند و از غیب نیز دران امر اعانت واقع شد چنانکہ پندا شتند کہ خود
از دستے بدستی دیگر میگردد و چشمہا ہمہ بستہ بود از درے پردہ و از غیب آوازی آمد کہ گوئندہ میگفت
رفق کنید بر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و بعلے رضی اللہ عنہ وصیت بود کہ نشوید مرا جز تو و نہ بینند
ہیچ احدی عورت مرا مگر آنکہ نا پدید شود چشمہائے او بیرون نیامد از آنحضرت آنچہ از سائر مردم می برآید
پس میگفت علی رضے اللہ عنہ پدر و مادر من فدای تو بادا یا رسول اللہ چہ پاکی و چہ خوشبوئی در حیات
و در ممات و بشتند آنحضرت را سہ بار بآب پاک و خالص و آب برگ کنار و آب کافور و ابن ماجہ بسند
چند از علی مرتضے آوردہ کہ فرمود آنحضرت علیہ السلام فرمودہ بود کہ چون بمیرم غسل دہید مرا بہفت مشک
از آب بیر غس بفتح غین و ضم آن و سکون راء و سین مہملہ و این چاہے است در شرقی شمال مدینہ مطہرہ
بر مسافت نصف میل چاہی بزرگ کثیر الماء زیادہ از دہ دران ہفت چاہ کہ در مدینہ منورہ اند و از
زمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باقیماندہ اند غالب است بر آب دو حضرت و او را درجہ ایست کہ بدان
راہ درون چاہ در آیند و بہ ثبوت رسیدہ است کہ آنحضرت از آب این چاہ خوردہ و از وی وضو کردہ است
و آب بقیہ وضوء ہم در وی انداختہ ابن حبان کہ بہ نقل ثقات آوردہ کہ انس بن مالک از بیر غس
آب می طلبید و میگفت دیدم رسول صلے اللہ علیہ وسلم کہ از آب وی میخورد و وضو میکرد و آوردہ اند کہ
روزی آنحضرت علیہ السلام فرمود کہ من امشب در خواب دیدم کہ بر جائے از جائہائے بہشت صبح کردہ ام پس صبح
کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر بیر غس و وضو ساخت و بزاق خود را در وی انداخت و عسلی پیش
آنحضرت بہدیہ آوردہ بودند آنرا ہم در چاہ انداخت و ابن ماجہ بسند چند آوردہ کہ وصیت کردہ بود
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ مرا بعد از وفات بہفت قربہ آب از بیر من کہ بیر غس است غسل دہند
و نیز آمدہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعلے مرتضے رضی اللہ عنہ فرمود چون از منعالم سفر کنم بہفت

حصه بشریت چنانکه میگریست بر فقد ولد و میگفت ان العین تدمع وان القلب تحزن پس القاء این حصه بشریت مدرک این لازم و شدائد است از برای تحقیق و تشریف اوصاف بشریه است که حاجب فراغت و داعی افتقار و انکسار است و باین ظاهر میشود سلطان الوهیه و قائم میگردد و نواس الربوبیت والله تعالی اعلم بحقیقت الحال علی وجه الکمال

باب سوم در بیان کیفیت غسل دادن و تکفین و نماز گذاردن بر وی صلی الله علیه وسلم

چون فرموده بود آنحضرت در ابتدا مرض که غسل دهند مرا مردان از اهل بیت من و ابو بکر صدیق رضی الله عنه نیز گفت که کار غسل و تجهیز و تکفین با ایشان تعلق دارد لاجرم اهل بیت و عباس و علی و غیره ایشان رضوان الله علیهم اجمعین ایشان باین کار مشغول بودند و گفت عباس تا در حجره را بر روی مردم ببندند روایت کرده شده است که پرسیده شد از ابن عباس رضی الله عنهما که چگونه بود غسل آنحضرت صلی الله علیه وسلم گفت بست عباس کله از بردنی پس گشت کله زدن از برای غسل میت سنته در ما وبستر در آمد عباس کله را و خواند علی را و فضل و قثم را که ابناء عباس اند و در روایتی بجای قثم ابو سفیان بن الحارث آمده و اسامه بن زید که حب رسول الله بود و حکم اهل بیت داشت و صالح جثی مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم که شقران بضم شین معجمه لقب اوست و آنحضرت را صلی الله علیه وسلم درون کله در آوردند تا بشویند پس فرستاده شد بر ایشان و بر مردم دیگر که درون خانه بودند بیرون کله لعباس پس بداد منادی که غسل ندهید پیغمبر خدا را که وی پاک است و احتیاج به غسل ندارد هر چند تفحص کردند قائل را نیافتند و خواستند که هم چنین کنند و غسل ندهند پس گفت عباس چگونه ترک سنت کنیم باد از یکه نمیدانیم حقیقت آنرا که از کجاست بار دیگر بوشیدند ایشان را لعباس شریف و ندا آمد که بشویید رسول خدا را صلی الله علیه وسلم که قائل او ابلیس بود و من خضرم و از بعضے کتب معلوم میشود که آدم نخستین که بنا شستن آمد پیش از کله بستن بود و چون شستن قرار یافت کله بستند و آنحضرت علیه السلام را در کله در آوردند و در صحابه اختلاف دیگر افتاد که در جامه غسل دهند یا چنانکه دیگر اموات را برهنه می سازند و می شویند ایشان نیز لعباسی بر ایشان فرستاده شد چنانکه رفتها بر سینه افتاد ناگاه شخصے از گوشه خانه آواز داد که برهنه نسازید رسول خدا را و غسل دهید او را در پیراهن مبارک و آمده که چون خواست عباس رضی الله عنه که

باب سوم در بیان کیفیت غسل دادن و تکفین و نماز گذاردن بر وی ۱۲

و تنزلات احدیت و اسرارے کہ مسکن بود در عنایۃ قدس صفات و مشاہداتی کہ رفیع بود باسما
و صفات و شک نیست در ثقل اعباء آن تنزلات و عظیم انچہ راہ میابد ازان مفاتحات چنانکہ در حالت
وحی و تنزیل قرآن راو میافت چنانکہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود روایت میکند کہ نزول میکرد بروے
صلے اللہ علیہ وسلم وحی در روز شدید البرد و میریخت جبین مبارک او عرق راو میفرمود وحی سبحانہ
انا سنلقی علیک قولا ثقیلا پس موت کہ حیات ابد بود با فاضات الٰہیہ آنرا سکرات مشاہدات بود
کہ ظاہر میشد از جہت ضیق نطاق جسمانیہ از محض عالم عیان در صورت سکرات مجاہدات و حاصل و مال
این وجہ بآن است کہ در نیحالۃ وجہا بود خاص بلکہ محال انتہا و اتمام آن بود ہشتم آنکہ بود درین
لقائے خاص بحق جل و علا با آن خشیت و ہیبت و اجلال مناسب وقت و حال در معرفت و عبودیت
و قرب بحضرت ذی الجلال کہ ہر کہ باین خصوصیت نبود و حالتی بود کہ مخصوص این وقت و حال بود
نہم آنکہ از جہت انتظارت شوق بود بلقاء روحی کہ حاصل بود بر اسراع بسوی لقای سیوحی کانہ
منیخواست کہ بیرون آرد نفس را از عالم ناسوت و در آرد بسرعت در غیبت لاہوت لاجرم ناشی
میشد از قہر عالم طبیعت و ضغط حضیض مزاج بشریت حالتی کہ قوی میشد بوی انفعال و ظاہر میگشت
سلطان آنحال و اشارت باین کردہ است بہ قول خود من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ
دہم آنکہ این پرتو تعلقات اہل این عالم بود از انہا کہ مرالشانرا نصابی است در حضرت
علیہ السلام و نصیبے است از امدادات محمدیہ بہ بقائے او در ین وجود و حیات او کہ حیات ہر موجودات است
و افتادن تعلقات در مرآت حقیقت کہ منیست ساطع تر از شعاع صفائے آن و صفات است صفات
آن ہیچ مرآتی نبود و این تعلقات نقیض حالت رحال و انتقال او است پس تفاعل میکردند
این دو حالہ بر نقیض یکدیگر و کشاکش مینمودند پس حاصل میشد ضغط و حضر یازدہم آنکہ این سبب
القای و اجرای وی عز و علا ست حبیب خود را بر اوصاف عبودیت کہ اشرف اوصاف و اجل
محاسن محامد انصاف است و لہذا چون مخیر گردانیدہ شد وی صلے اللہ علیہ وسلم میان ملکیت و
عبودیت اختیار کرد عبودیت را فرمود بندہ میباشم کہ گرسنہ میشوم روزی و سیر میشوم روزے دیگر
و میخورم چنانکہ میخورند بندگان و می نشینم چنانکہ نشینند بندگان و مقتضائے مزاج عبودیت عدم از قرار
منازلہ مکابرہ و شدائد است در جنب اوامر و احکام شنید بہ تحقیق ظاہر میشد در انحضرت احکام

وتعلق او بہ نفس کریم وی بود مزاج شریف وی صلی اللہ علیہ وسلم مادہ اصلیہ صورت حیات وقوام
حقیقت آن وچون انقطاع پذیرفت آن تعلق از جسم مقدس و نفس مکرم سخت آمد الم جدائی آن ازوے
از جہت غایت تعشق و تعلق کہ داشت بدان سوم آنکہ معاملہ در جریان مثل این وصف وحال بر
رسول صلی اللہ علیہ وسلم تسلیہ است مر امت را در منازلت امثال این شد اند کہ باوجود بودن وے
حبیب خدا و عزواکرام خلق بروے بر نہج صورت وصف رود آسان میگردد و کار در برداشت سکرات
چنانکہ اشارت قول عائشہ رضی اللہ عنہا باین معنے است چہارم آنکہ حقیقت شریفہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جامع حقایق تمامہ است بلکہ سائر کائنات است منشاء وجودات اصلیہ و فرعیہ است و سارے
است در سائر حقایق جواہر و اعراض و ارواح و اجسام پس گویا فراق روح شریف او از جسد لطیف
فراق ہر روح است مر ہر جسد و ہر حیات مرحی را پس انچہ حاصل شد از شدت و کرب اندکی است
از بسیار و قطرہ ایست از بحار تجسم آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حامل جمیع احمال و بردارندۂ تمامہ
اثقال امت و مرجوع ہمہ باوست و پناہ ہمہ بدو و چنانکہ قول وے سبحانہ عزیز علیہ ما عنتم حریص ناظر
دران است پس ظاہر شد اثر آن احمال و اثقال و غمہا و اندوہہا در نیوقت کہ محل برداشت
احمال و اثقال است و لہذا چون جبرئیل علیہ السلام بشارت بخشیدن امت آورد و پای راحت
بر بالین استراحت نہاد و روے مبارک بعالم باقی آورد چنانکہ گذشت ششم آنکہ عادت مستمر است
بر انکہ ہر کسے کہ تفویض کردہ شد بوی قواعد مملکت و استخلاف و تولیت نمودہ شد امور سلطنت و
طلبیدہ شد بدرگاہ و نقل کردہ شد بملکت دیگر لابد او را در رجوع بجناب اندیشۂ سوال و جواب و
ملاحظۂ محاطرہ خواہد بود ہر چند تفویض کردہ شدہ است جامہ کاروباری علی الاطلاق در جمیع
اکناف و آفاق و بخشیدہ شدہ است او را حساب و کتاب در ہر حال و از ہر باب و جہ مملکے عظیم و دائرۂ
وسیع کہ بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مفوض و مسلم بود اما باوجود این ہیبت و دہشت سلطانی باقی است
کہ چہ سر انجام خواہد یافت شیخ اجل اکرم عبد الوہاب از شیخ بزرگ یعنی شیخ علی متقی قدس سرہما
نقل میکرد کہ در وقت رحلت از نیعالم میفرمود کہ اگر در ما شدت سکرات موت بہ بیند دل بدو دل نکنید
و دلگیر نشوید کہ این شدت لازمہ مرتبہ قطبیہ و عہدہ داری است و اللہ اعلم وجہ ہفتم کہ خلاصہ و وجوہ
و حاصل این قضایا آن است کہ وی سبحانہ اتحاف نمودہ رسول خود را در آن وقت بتجلیات صمدیت

واسترجاع نمودند و گفتند انا للہ وانا الیہ راجعون بعد ازان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بتعزیہ و تسلیہ
اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین بجائے آورد و فرمود کار غسل و تجہیز و تکفین تعلق بشما دارد
و شمایان قیام دارید خود یا اکابر مہاجرین و اشراف انصار یہ تحقیقہ بنی ساعدہ بقرار دادن امر
خلافت کہ اہم مہام دین و واقعہ وقوع خلاف و نزاع و موجب انتظام و التیام مہام اسلام بود
مشغول شدند تفصیل کلام درین مقام مجلس خود مذکور است و محاش آنکہ در مہاجرین و انصار خلاف
افتاد کہ گفتند انصار منا امیر و منکم امیر پس بحدیث الائمۃ من قریش ثابت شد کہ امامت حق قریش
است و چون تقدم و رجحان ابوبکر رضی اللہ عنہ در اذہان نشستہ بود خصوصا در ایام مرض شریف از
تقدیم وی رضی اللہ عنہ بر اے نماز و غیر آن قرار بر ابوبکر یافت و اجماع بران منعقد شد ثانیہ سابقا
گذشت کہ آنحضرت علیہ السلام در مرض موت سکرۃ موت را یعنی سختی و شدت آنرا دید و میفرمود اللھم
اعنی علی سکرات الموت و از عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا می آرند کہ گفت من رشک میبردم بر کسیکہ
باسانی میمرد بعد از انکہ از شدت موت آنحضرت دیدم صلی اللہ علیہ وسلم دانستم کہ بشدت مردن بہتر است
زیرا کہ باسانی مردن بہتر بودی حق تعالے برای حبیب خود آنرا اختیار کردے و این مسکین را از صید نقہ
رضی اللہ عنہا این سخن گران می آید چہ شدنی کہ بر آنحضرت بود کدام بود ہمین بود کہ آبی در قدح
نہادہ بودند دست مبارک دران میکرد و روی مبارک خود را مسح میکرد و تغیری در رنگ رخسارۂ شریف
راہ میافت و عرقی بر روے مبارک می نشست انچہ شدت است شدتی کہ مردم را در وقت مرگ لاحق
میشود نوعدیگر است نعم بر ہر تقدیر تغیرے بوجود شریف راہ میافت و در اذہان علو مقام بر حکم
عادت انام ان تقاضا میکند کہ این ہمہ نمیبود و بعضے از عزاے را در یغیاب کلامی عالی است کہ وجود
متعددہ در بیان حال شریف نمودہ اینمطلب عالی را بیان نمودہ است جزاہ اللہ خیرا وجہ اول آنکہ
ازین دریافت الم و کرب و شدت کہ اگر آنرا سکرات موت نام کردہ اند بسبب اعتدال مزاج شریف و از قوت
ادراک و احساس بود چون مزاج شریف نبوی در غایت بوسط و اعتدال بود لاجرم ادراک و احساس
او بالم اکثر و وجدان او اثار را نزا اتم و او فر بود و از نجہت فرمود تب کردہ می شوم من چنانکہ تب
کردہ میشود دو کس از شما و چون معتدل و برابر باشند دو گفہ میزان و حاصل گردد دریکی ازان دو جانب
چیزے اگرچہ اقل قلیل باشد ظاہر شود میل و انحراف و وجہ ثانی آنکہ بجہت قوت تعلق روح بدن شریف

وحمات بران ظاہری نخواہد شد پس این سخن اشارت است بحیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و
این مسئلہ در تاریخ مدینہ مطیبہ مشروح و مبین شدہ و اگر خدا خواستہ باشد در آخر این کتاب نیز ذکر
کردہ شود پس ابو بکر از در و نخانہ بیرون آمد و عمر را دید کہ در میان مردمان ایستادہ و میفرمود کہ پیغمبر
علیہ السلام فوت نشدہ است و وی فوت نمیشود تا آنکہ می کشد منافقان او ایشان ظاہر کردہ بودند
دم خلافت بفوت آنحضرت علیہ السلام در داشتہ بودند سر ہای خود را پس فرمود صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ یک نوبت بعمر رضی اللہ عنہ کہ بنشین عمر امتناع آورد پس فرمود صدیق ایہا الرجل بدانکہ پیغمبر
علیہ السلام فوت شدہ است نشنیدہ کہ بار یعلمون در کتاب کریم خویش باوی خطاب فرمودہ است
کہ انک میت وانہم میتون و فرمود وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فہم الخالدون آنگاہ
بر منبر رسول صلے اللہ علیہ وسلم برآمد و مردم ہمہ عمر را گذاشتہ با بو بکر توجہ نمودند صدیق رضی اللہ عنہ
خطبہ خواند مشتمل بر حمد و ثنای حق سبحانہ و درود بر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم و فرمود
ہر کہ می پرستید محمد را پس بدرستی کہ محمد علیہ السلام وفات یافت و کسیکہ می پرستید خدا را خدا
وی نیز آمدہ است کہ ہرگز نمیرد و این کریمہ خواند وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات
او قتل انقلبتم علے اعقابکم تا آخر و انک میت وانہم میتون پس ہمہ مردم این دو آیت را از ابو بکر فرا
گرفتند و چنان خیال کردند کہ این آیات امروز نازل شدہ پس می خواندند آنرا در کوچہای مدینہ مطہرہ
گویا امروز نازل شدہ بعد ازان عمر رضی اللہ عنہ نیز خطبہ خواند گفت ایہا الناس آن مقالہ کہ من
دیروز میگفتم چنان است کہ گفتم واللہ نمی یابم آنرا در کتاب خدا و نہ در عہد رسول خدا و لیکن امید
داشتم کہ بزید رسول خدا و تدبیر کند کار و بار ما را و بعد از ما بمیرد پس اختیار کرد خدا عزوجل مر رسول خود
را آنچہ نزد او بود خیر از آنچہ نزد شما است و این کتاب خدا است و ہدایت کردہ است بان رسول خود را
صلے اللہ علیہ وسلم گفت ابو نضر بود این قول عمر و حال وی از جہت عظیم آنچہ وارد شد بر وی و خوف
فتنہ و ظہور منافقین پس چون مشاہدہ کرد قوت یقین صدیق اکبر را تسکین یافت ازان و از عمر رضی اللہ
عنہ نقل است کہ میگفت بخدا سوگند گویا این آیت را من نشنیدہ بودم تا از ابو بکر استماع نمودم لرزہ
بر من مستولی گشت و بیفتادم و ابن عمر گفت رضی اللہ عنہما کہ گویا بر روی ما پردہ بود کہ بواسطہ خطبہ ابی بکر
برداشتہ شد پس اہل مدینہ مطہرہ و اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم دل بر وفات رسول نہادند

سوار شده و بتعجیل روے بحجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا آوردہ و در راہ میگریست و میگفت وا محمداہ
و انقطاع ظہراہ تا بمسجد شریف در آمد دید کہ مردم پریشان حالند بہیچ کس التفات ننمود و سخن نکرد
و بحجرہ عائشہ در آمد و در را مبارک از روی شریف برداشت و بر پیشانی نورانی بوسہ داد و در رواتی کہ
نہاد دہن خود را بر دہن مبارک آنحضرت و بوئید بوی مرگ را و گفت وا بنیاہ و بعد ازان سر بر آورد و
بگریست بار دیگر بوسہ داد و گفت وا صفیاہ باز سر بر آورد و بگریست بار دیگر تقبیل کرد و گفت وا خلیلاہ
و گفت بابی انت و امی طبت حیا و میتا مادر و پدر من فدای تو باد خوش و پاکیزہ بودی ہم در ہنگام
حیات و ہم در وقت ممات گفت لا یجمع اللہ علیک موتتین اما الموتۃ التی کتبت علیک فقد وجدتہا
جمع نکند خدا تعالے بر تو دو موت اما ان موت کہ بر تو نوشتہ اند یافتی آنرا و نوازان بزرگتر کہ ترا وصف
کنند و بالاتر ازان کہ بر تو بگریند اگر زمام اختیار بدست ما بودی نفس خود را فدای تو میکردیم
و اگر نہ آن بودی کہ تو نہی کردہ ما را از بکاء بر میت ہر آئینہ چندان بگریستیم کہ از چشمہاے چشمہا روان
شدے بار خدایا از ما سلام بر سان و یا محمد ما را نزد پروردگار خود یاد کن و در قول ابی بکر لا یجمع اللہ
علیک موتتین اختلاف کردہ اند کہ چیست مراد ازان بعضے گفتہ اند کہ اشارت کرد باین قول بر و بر سبی کہ گمان
بردہ کہ وی نزدیک است کہ بیاید و بمرد دست مرد ازیرا کہ اگر این صحیح باشد لازم آید کہ بار دیگر بمیرد پس
خبر داد کہ وی بزرگتر است کہ جمع کند خدا تعالے بروی دو موت چنانکہ جمع کرد بران قوم کہ بیرون آمدند از
دیار خود از ترس موت و ہزاران بودند پس میرانند ایشانرا پستر زندہ گردانید یا مثل آن کسی کہ گذشت
بر قریہ و گفت چگونہ زندہ میگرداند خدا تعالی پس میراند او را خدای باز زندہ کرد باقصہ عزیر و پیغمبر
علیہ السلام و بعضے گفتہ اند کہ مراد انست کہ نمی میرد بموت دیگر در قبر ہمچو دیگران کہ زندہ گردانیدہ میشود
برای سوال باز میرانیدہ میشود و بعضے گفتہ مراد دیگر موت شریعت او است و بعضے گفتہ کہ مراد موت نامے
کرب داندوہ است یعنی ملاقی نمے شوی بعد از کرب امروز کربی دیگر را چنان کہ در جواب فاطمہ رضی اللہ
عنہا فرمود لا کرب علی ابیک بعد الیوم و در فتح الباری این معنی گفتہ و صاحب مواہب گفتہ کہ قول اول
اوضح و اسلم اجوبہ است و شاید کہ این باعتبار امت است کہ لفظ محمول بر ظاہر میشود و ظاہر آنست موت دیگر
نیست بروی و بعد از جریان مشیت الہی مراد وقت موت و زندہ گردانیدن بعد ازان چنانکہ در حدیث
آمدہ است کہ من گرامے ترم بر پروردگار خود کہ بگذارد مرا در گور چہل روز و بعد ازان حیات باقی دستمر خواہد بود

کل نفس ذائقة الموت وانما توفون اجورکم یوم القیمة بدانید که هر مصیبتے را نزد خدا تعالے عزای و تسلیه و هر غایت را خلقے است پس واثق بالستد بخدائے و باز گردید بوی و جزع ننمائید و بصبرے نکنید که بحقیقت مصیبت زده کسے است که از ثواب محروم باشد و السلام علیکم ورحمة الله و این او از ملائک بود تقریر میکردند و در امد مردی مهیب اللحیه جسیم صبیح پس گذشت گرد نهائے مردم را و بگریست پستر التفات کرد به سوے صحابه و گفت بدرستی مرخدا را عزا است از هر مصیبت و عوض است از فایت و خلف است از هر هالک بسوی خدا باز گردید و بسوے رغبت کنید و نظر خدا بسوی ملالت و مصائب کسی است که جبر کرده نشود مصیبت او بصبر این بگفت و برگشت پس گفت ابو بکر و علی رضے الله عنهما این خضر بود علیه السلام بتعزیه شما آمده و آورده اند که صحابه بعد از فوت آنحضرت صلی الله علیه وسلم سر اسیمه و حیران گشتند گویا عقل ایشان مسلوب گشته و حواس عاطل شده بعضے را زبان بسته شده و هوش و نطق نمانده عثمان بن عفان نیز ازین قبیل بود چنانکه آورده اند که عمر رضی الله عنه بروی گذشت و سلام کرد وی سلام وی شنید و جواب سلام وی نداد الحدیث و بعضے جا مانده شده طاقت جنبیدن نداشتند چنانکه علی مرتضے رضی الله عنه و بود اثبت و اشجع ایشان ابو بکر و با وجود آن مبر بحیث اشکهائے او برمیرفت آه و نالهٔ او و باین استدلال کرده بر شجاعت ابو بکر رضے الله عنه و بعضے مریض و لاغر شده و کاهیده از عالم رفتند و بعضے دعا کردند که خداوندا ما را کور ساز که طاقت نظر بروے دیگران نداریم و چندان فریاد میکردند که حاجیان در تلبیه احرام فریاد میکنند و عمر را اختلاف عقل بحدے راه یافت که فریاد میکرد و سوگند میخورد که رسول خدا نمرده است و لیکن او صعقه شده است همچون صعقه موسے علیه السلام و در روایتی گفته بوعده دیدار رفته چنانکه موسی رفته بود و گفت امید میدارم که آنحضرت علیه السلام چندان در دنیا بماند که دست و زبان منافقان ببرد و بعضے منافقان میگفتند که اگر محمد پیغمبر بودی وفات نیافتی عمر چون این سخن بشنید تیغ برکشید و بر در مسجد بایستاد و گفت هر کس که بگوید که پیغمبر مرد با این شمشیر دو نیمش سازم پس مردم بشنیدن این سخن در شک و شبهه افتادند در موت آنحضرت صلی الله علیه وسلم اسماء بنت عمیس دست در دو کتف مبارک آنحضرت در آورد و مهر نبوت را نیافت آواز بر او رد که مهر نبوت مرتفع گشت و آنحضرت علیه السلام از عالم انتقال نمود نقل است که دران ساعت ابو بکر صدیق در خانه خود بود که در محله بنی الحارث مدینه بود چون ازین واقعه خبر یافت

بآسمان خواهد آمد آتش دوزخ را بیران و وحی کرد بحور عین که خود را بیارایند ملایک را خطاب آمد که بر خیزید
وصف در صف بایستید که روح محمدی آید و مرا حکم شد که بر زمین رو و حبیب مرا خبر کن که حق تعالی فرمود
که بهشت حرام است بر جمیع انبیاء و امم تا زمانیکه تو در امت تو در انجا در آیند و فردای قیامت چندان از امت
تو بتو خواهد بخشید که راضی شوی پس فرمود ای ملک الموت بمشتر بیا و انچه مامور شده بکن پس ملک الموت
روح اطهر وی را صلے اللہ علیہ وسلم قبض کرد و با علی علیین برد و گفت یا محمداه یا رسول رب العالمین
و از علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ منقول است که گفت من از جانب آسمان آواز داد محمدی شنیدم که ملک
میگرد و از عائشه رضی اللہ عنہا آورده اند که چون روح مطهر مطیب آنحضرت مفارقت کرد انچنان بوے خوش از وے
شمیدم که هرگز مثل آن بوی خوش نشمیده بودم پس ویرا بردجره پوشانیدم و در بعضے روایات وارد
شده که ملایک پوشانیدند و روایت کرده شده است از ام سلمه که گفت نهادم من دست بر سینه مبارک
آنحضرت روزیکه وفات یافت پس گذشت بر من چند جمعه که طعام می خوردم و وضو میکنم و میخزد و بوی
مشک از دست من و بعجب رسیده که چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرمود فاطمه زهرا نه هرگز
وزاری نمود و فرمود یا اباه دعوت حق را اجابت فرمودی و ا اباه بجنت الفردوس نزول نمودی و ا اباه
خبر مرگ ترا بجبرئیل که رساند و ا اباه بعد از تو وحی بر که فرود آید و جبرئیل بر که اید خداوندا روح فاطمه را بروح
او رسان بارخدایا مرا بدار رسول خویش قرین گردان بارخدایا مرا از ثواب جیب خویش بی نصیب
مدار در روز قیامت از شفاعت او محروم مگذار و گویند که بعد از گذاشتن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
هرگز فاطمه رضی اللہ عنہا را کسے خندان ندید و عائشه صدیقه رضی اللہ عنہا نیز زاری میکرد و میفرمود
دریغ از ان پیغمبرے که فقر را بر غنا و درویشی را بر توانگرے اختیار کرد و حیف از ان دین پروریے که
یک شب تمام از غشیه جرایم دانام است بر بستر راحت تخفت و همواره بقدم ثبات و قرار در مقام اصطبار
در محاربه نفس استقامت ورزید و قرار نمود و هرگز بدیده التفات بجانب منهیات نظر نکرد و هرگز بخیال
سامت و ملالت از ایذاء و اضرار بر دامن ضمیر منیرش نشست و هرگز ابواب بر و احسان و فضل و امتنان
بر روے ارباب فقر و احتیاج نبست و دندان در مثال وے بلعب سنگ دشمنان شکسته شد و پیشانی
مبارک وی بعصابه حوادث روزگار بسته شد شکر مبارکش را در روز متابع از ان جو سیر نشد و از ناحیه
خانه آوازے شنیدند و جسیج گوینده را ندیدند گفت السلام علیکم اهل البیت و رحمة اللہ و برکاته

علی فلان یہودی پیش من چندین مبلغ دارد کہ ازوی برائے تجہیز لشکر اسامہ بقرض گرفتہ بودم
زنہار کہ حق او را از ذمہ من ادا کنی و فرمود ای علی تو اول کسی خواہی بود کہ در لب حوض کوثر بمن برسے
و بعد از من مکروہات بتو خواہد رسید باید کہ دل تنگ نشوی و صبر کنے و چون بہ بینی کہ مردم دنیا اختیار
کنند باید کہ تو آخرت را اختیار کنے و در روایتی آنکہ فرمود وفات و صحیفہ بیار تا برای تو وصیتی بنویسم
علی گوید نرسیدم کہ تا من برسیدم کہ من اسباب کتابت را مہیا سازم آنحضرت از دنیا نقل کند و
من بدولت وصیت دیدار نسلم گفتم یا رسول اللہ ہر وصیتے کہ می خواہی بکن کہ من یاد گرم فرمود
الصلوٰت ما ملکت ایمانکم در روایتی آنکہ فرمود اللہ اللہ فیما ملکت ایمانکم البسوا ظہورہم و اشبعوا بطونہم
الینوا لہم القول علی رضی اللہ عنہ گوید کہ حضرت با من سخن میگفت و آب دہن وے بمن میرسید پس حال
بروی متغیر شد و زنان از پس پردہ بیطاقتی نمودند و من نیز تحمل آن ندا شتم کہ ویرا بآن حال بینم
گفتم ای عباس مرا دریاب عباس آمد و با گیدگر و برانخوا بانیدیم ذکر ہذا کلہ فی روضۃ الاحباب کاتب
حروف گوید عفا اللہ عنہ کہ سابقا گذشت کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فخرے کرد کہ قبض روح آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم در کنار من شدہ است و مشہور ہم ہمین است و اینحدیث را محدثان تصحیح نمودہ اند
در بیجا روایتی مے آرند کہ سر مبارک آنحضرت اخر وقت در کنار علی بود رضی اللہ عنہ کہ حاکم و ابن سعد
از طرق متعددہ آوردہ اند و از بیانی کہ کردہ شد ظاہر گشت کہ علی رضی اللہ عنہ آمد و بر بالین آنحضرت
نشست و سر مبارک آنحضرت بر بازوی خود نہاد ظاہر میشود کہ آخر عہد ہمین است و مغائرتی کہ
درین دو مفہوم است کہ سر مبارک بر بازو نہاد یا بر کنار نہاد سہل است اختلاف در لفظ روایت
بعضے بر بازو نہاد و روایت کردہ اند بعضے در کنار پس گویا عائشہ رضی اللہ عنہا بجہت قرب زمان
وفات اخرام کرد چنانکہ سابقا مذکور شد کہ سر مبارک بر بالین نہاد و برخاست در حالی کہ میزد بر روے
خود و اللہ اعلم و آوردہ اند کہ چون ملک الموت در صورت اعرابی آمد و اذن طلبید فرمود بگو تا در آید
پس در آمد و گفت السلام علیک ایہا النبی بدرستیکہ خدا تعالے ترا سلام میرساند و مرا فرمودہ است کہ
قبض روح تو نکنم باذن تو فرمود ای ملک الموت قبض روح من نکنی تا زمانیکہ برادر من جبرئیل
علیہ السلام نزد من بیاید پس جبرئیل آمد گریان السر در فرمود ای دوست مرا در حال چنین تنہا میگذاری
جبرئیل گفت البشارت باد ترا کہ چیزے آوردہ ام حق تعالے فرمود با مالک دوزخ کہ روح مطہرہ حبیب من

و مختلف الملائکه اذن میدهید مرا تا درایم رحمت خداوند بر شما باد فاطمه زهرا رضی الله عنها بر بالین رسول
صلی الله علیه وسلم بود جواب داد که پیغمبر بحال خویش مشغول است و حالا وقت ملاقات نیست باز گردید
اذن طلبید و همان جواب شنیدند بار سوم اذن طلبید و به آواز بلند طلبید چنانکه هر کس که در آنخانه بود از
هیبت آن آواز بر خود بلرزید حضرت بهوش باز آمد و چشمان مبارک بگشاد و پرسید که چه مشهود و صورت
حال را به عرض شریف رسانیدند فرمود ای فاطمه دانستی که این کیست این شکننده لذات و قطع
کننده از روباهای شهوات است و مفرق جماعات و بیوه گرداننده زوجات و یتیم کننده بنین و بنات
است فاطمه رضی الله عنها چون این بشنید بگریست فرمود ای دختر من گریه مکن که چون عرش بر گریه
تو گریه میکند و بدست مبارک اشک از چهره فاطمه رضی الله عنها پاک کرد و دلداریها و بشارتها داد
و در بعضی روایات حدیث خبر موت آنحضرت و گریه فاطمه و تسلیه آنحضرت او را که تو بیشتر لاحق میشوی
بمن و تو سید نساء جنت خواهی بود در این وقت آمده و گفت بار خدایا ویرا در مفارقت من صبری کرامت
فرمائی فاطمه گفت و اگر یاد فرمود آنحضرت نیست هیچ کرب و اندوه بر پدر تو بعد از امروز یعنی کرب آنروز
بسبب شدت الم و صعوبت وجع بود و بواسطه علاقه جسمانی و تعلقات که لازمه بشریت است بدنها
انگاه با فاطمه فرمود که پسران خود را پیش از پس فاطمه حسن و حسین را علیهم التحیة والرضوان پیش آنحضرت
صلی الله علیه وسلم آوردند چون او را بدان حال دیدند گریه آغاز نهادند و چنان گریه و زاری کردند که از گریه
ایشان هر که در خانه بود بگریست آنحضرت علیه السلام ایشان را ببوسید و در باب تعظیم و احترام و محبت
ایشان صحابه تمام است را وصیت فرمود و در روایتی آمده که آنها که در حجره بودند نیز گریستند چون آواز گریه
ایشان بگوش مبارک رسید آنحضرت علیه السلام نیز بگریست ام سلمه گفت یا رسول الله گناهان گذشته
و آینده تو مغفور گشته موجب گریه چیست فرمود گریه من برای رحم و شفقت بر امت است که ما بعد از
من حال ایشان به کجا خواهد رسید بعد ازان عائشه پیش رفت و گفت یا رسول الله چشم مبارک
بگشای و در من نگاهی فرمائی و وصیت کن چشم مبارک حضرت بگشاد و فرمود ای عائشه بمن نزدیک شو
فرمود که دیروز که وصیت کردم همان است باید که بموجب ان عمل کنی و حفصه نیز پیش رفت و باو همچنین
که با عائشه مکالمه فرمود با حفصه نیز گفت و تمامه ازواج مطهره را وصیت کرد بعد ازان فرمود برادر من علی
را بیارید علی بیامد بر بالین آنحضرت بنشست و سر مبارکش را بر زانوی خویش نهاد و النصر و فرمود

وشدت آنرا و نزد آنحضرت علیه السلام قدحی بود پر آب وی انداخت دست مبارک را در آب و مسح میکرد بدان روی مبارک خود را میفرمود اللهم اعنی علی سکرات الموت و در روایتی علی سکرات الموت و در روایتی آمده که می فرمود لا اله الا الله ان للموت سکرات دگفته اند که سکرات موت بر آنحضرت چنان دشوار بود که گاهی سرخ و گاهی زرد می گشت و گاهی دست راست و گاهی دست چپ میکشید و عرق بر رخسار پر انوارش نشسته بود و قصه مسواک که سابقا نوشته شد در این وقت بود و چون رفت آنحضرت صلے الله علیه وسلم از این عالم این کلمه فرمود اللهم رب اغفر لی والحقنی بالرفیق الاعلی عائشه میگوید رضی الله عنها که این آخر کلامی است که شنیدم از آنحضرت علیه السلام و در مواهب از سهیلی آورده که گفت دیدم در بعضی کتب واقدی که اول کلمه که تکلم میکرد آنحضرت صلی الله علیه وسلم در وقت استرضاع حلیمه الله اکبر و آخر کلمه که تکلم کرد والرفیق الاعلی بود و از ام سلمه رضی الله عنها آمده که گفت اکثر وصیتی که رسولخدا صلی الله علیه وسلم در مرض موت کرد نماز بود و احسان به مماليک تا وقتیکه ملحاح میکرد سینه او و کار نمیکرد زبان او و در روایت انس رضی الله عنه آمده که بود وصیت رسولخدا صلے الله علیه وسلم هنگامیکه حاضر شد اورا اموات الصلوت و ما ملکت ایمانکم تا آنکه تعرغر میکرد باین کلمه در سینه مبارک خود و مدد نمیکرد زبان او و روایت کرده شده است که استیذان کرد بر آنحضرت ملک الموت پس در آمد بروی و ایستاد پیش وی و گفت یا رسول الله یا احمد حق تعالے فرستاده است مرا به سوی تو و امر کرده است که فرمان بردار ی کنم ترا بهر چه فرمائی که قبض کنم روح ترا قبض کنم و اگر فرمائی قبض نکنم البته نکنم خدا تعالے غیر ساخته است ترا پس جبرئیل علیه السلام گفت یا محمد خدا تعالی مشتاق است بسوی تو و منتظر است ترا پس فرمود آنحضرت علیه السلام پس درگذر ران ای ملک الموت کار یرا که امر کرده شده است ترا گفت جبرئیل آن آخری سر کردن من است زمین را و تو بودی حاجت من از دنیا و برای تو می آمدم بدنیا بلیت رفت بر بوی سر زلف تو حقی بچمن ✤ ورنه کی بوی نسیم سحری بود غرض ✤ پس نهاد عائشه سر مبارک آنحضرت علیه السلام را بر بالین و برخاست در حالیکه میزد بر روی خود و از ابن عباس رضی الله عنهما منقول است که در روز وفات آنحضرت صلی الله علیه وسلم حق تعالے امر فرمود ملک الموت را که بر زمین رود نزدیک حبیب من محمد و پرهیز از آنکه بی اذن بروی در آئی و از آنکه قبض روح وی بی اذن وی کنی پس قابض ارواح از بیرون خانه بر صورت اعرابی بایستاد و گفت السلام علیکم اهل بیت النبوة و معدن الرسالة

این سخن گران آمد بر عایشه و گفت دوست میداری تو فراق مراد مقصود آنحضرت علیه السلام آن بود
که چون رفتن خود را ازین عالم دانسته بود خواست که عایشه پیشتر ک ازوی رود و دران عالم مجتمع شوند
و حاصل کلام صاحب مواهب لدنیه ست رحمه الله علیه و ناشی است از غایت تدقیق و ذوق و وجدان
فافهم و ازانجمله واقع شد در ایام مرض قریب بروز رحلت آنست که انس روایت میکند که کشف کرد آنحضرت
علیه السلام پرده را که بر در خانه گرفته بودند پس نگاه کرد بجانب مردم که در مسجد بودند در نماز فجر و ابو بکر رضی الله
عنه نماز میکرد با ایشان پس باستاد آنحضرت در حالتی که نظر میکند به سوی ایشان گویا که روی وی
ورق مصحف است تشبیه داد روی شریف او را در نحافت و نورانیت بورق مصحف و چه خوش تشبیهی است
صلی الله علیه وسلم پس تبسم کرد آنحضرت و چون ایستاده بود گمان بردند صحابه که بیرون خواهد آمد پس
خوشحال شدند و شاد گشتند و از غایت فرح و سرور خواستند که از نماز برانند چنانکه شاعر گفته + ع +
نماز را گذارم ترا سلام کنم + و ابو بکر خواست که از جای خود پس تر رود پس اشارت کرد به سوی صحابه
که بحال خود باشید و تمام کنید نماز خود را پس فرو هشت پرده را و وفات یافت در همان روز صلی الله علیه
وسلم و ازانجمله ست که نزول کرد جبرئیل بر آنحضرت صلی الله علیه وسلم پیش از وفات بسه روز در رسالت
آورد از جانب حق که پروردگار تو جل و علا میپرسد که چگونه میابی تو خود را یا محمد و این در روز شنبه بود
پس ملک الموت آمد و استیذان نمود و روایت ست از ابو هریره که جبرئیل علیه السلام آمد نزد آنحضرت
صلی الله علیه وسلم در مرض وی که قبض کرده شد در وی و گفت خدا تعالی ترا سلام میفرستد بر تو
و میگوید چگونه می یابی خود را و چه حال داری فرمود دردناک میابم خود را یا امین الله و در بعضی روایات
آمده که فرمود می یابم یا جبرئیل مغموم و اندوهگین و فردای آن روز باز آمد و همچنین پرسید جبرئیل و آنحضرت
جواب داد آنحضرت علیه السلام و روز سیوم آمد و همراه وی ملک الموت ست و ملکی دیگر اسمعیل نام که
بر هفتاد هزار و بر واتی بر صد هزار ملک حاکم ست و هر یکی از ایشان بر هفتاد هزار یا صد هزار ملک
حاکم ست با وی همراه بود و گفت یا محمد خدا تعالی مرا فرستاده است ترا سلام و میفرماید چگونه میابی خود را فرمود
میابم دردناک پرسید آنحضرت این کیست که با تست یا جبرئیل جبرئیل گفت این ملک الموت است
یا رسول الله و این آخر عهد من ست بدنیا بعد از تو و آخر عهد تست بدنیا و نخواهم آمد بر هیچ کس از آدمیان
آدم علیه السلام بعد از تو و فرود نمی آیم بر زمین بعد از تو پس یافت آنحضرت علیه السلام سکرة موت و گفت

که این خائیدن مسواک ممضوغ عائشه را جزای فعل عائشه است رضی اللہ عنہا که یک باری در حالت صحت
حضرت مسواک میکرد پس بعائشه داد که آنرا بآب شسته دهد عائشه نخست مسواک آنحضرت در دهان خود
اتبلاع کرد پس شسته بحضرت داد اما عنایت در اینجاست که می فرماید که مسواک را مضغ کن و بمن ده که مضغ
کنم تا آسان گردد بر من موت و درین عنایت تشریف و اکرام است مر عائشه صدیقه را رضی اللہ عنہا و ظہار
محبت است باوی و صاحب مواہب در شرح این سخن و بیان این معنی از حسن بصری رضی اللہ عنہ نقل
میکند که گفت چون مکروه بود موت بحکم طبیعت آسان گرداند خدا تعالے از انبیا و دوستان خود لقاے
خود و هر چیزے که دوست دارند از تحف و کرامات و امدادات و اعانات حتی که نفس یکی از ایشان کشیده
میشود از میان دو جنب وی و وے محب و مشتاق است بموت بجهة آنچه تمثیل کرده شده است و حاصل
شده است مراورا از شوق و ذوق و خود را حاد مومنین فرموده است که مومن بخیر است بهر حال کشیده میشود
نفس وے و وی حمد میگوید مر خدا تعالے را چه جاے انبیا صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین خصوصا سید
انبیا علیہ الصلوات افضلها و من التحیات اکملها و جریان سنت الهی تخیر انبیا در موت و لقا رفته است
هم برای این مصلحت است که بتحقیق خوشحال شد و مدد حبت و انس گرفت بعائشه رضے اللہ عنہا
در خیال بجهت محبتی که بوی داشت چه محبت مذیل الم است ✤ بیت یقین میدان که بیتابان خاکی
درین ره خواستند از مور یاری ✤ و در سند از عائشه رضی اللہ عنہا آمده که رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
فرموده بتحقیق آسان کرده شد بر من موت زیرا که دیدم مباشر کفدست عائشه را در بهشت و در حدیث دیگر
آمده از ابن سعد و غیره مرسلا که آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرموده بتحقیق دیدم من آنرا در بهشت سختے که
آسان کرده شد بر من بسبب آن موت گویا می بینم هر دو کفدست عائشه را و معلوم شده است که
محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مر عائشه را در غایت مرتبه کمال بود تا آنکه صبر نمی توانست کرد از وے
پس متمثل ساخته شد عائشه برای وی در حبت تا آسان شود بروے موت بجهت آن زیرا که زندگانی
خوش در اجتماع محبان و ذوق بوستان در دیدار دوستان است و بتحقیق پرسید مردے
از آنحضرت علیه السلام که کدام یکی از مردم محبوب تر است نزد شما فرمود عائشه گفت از مردان کیست
فرمود پدر وی و لهذا چون گفت عائشه رضی اللہ عنہا در ابتدای مرض آنحضرت علیه السلام وا راساه
فرمود آنحضرت بل وا راساه اگر بمیرے تو ای عائشه پیش من و من زنده باشم نماز کنم و دفن کنم ترا

فرمود ای گروه مردم هر کس که در وی صفتے است واز ان بدی بر دیا بد که برخیزد تا برای وی دعا کنم
مردی برخاست و گفت یا رسول اللہ من کذاب و فحش گوی و بسیار خوابم فرمود بار خدایا ویرا صدق
روزی کن و خواب را از وی دور کن بر هر وقت که بیداری خواهد مردی دیگر برخاست و گفت یا رسول اللہ
من کذاب و منافقم و هیچ بدی نیست که از من در وجود نیامده عمر بن الخطاب گفت ای مرد خود را فضیحت
ساختی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم فرمود فضیحت دنیا اهون است از فضیحت آخرت فرمود بار خدایا ویرا صدق
در راستی و ایمان روزی کن و دل او را از بدی و دوردار و به نیکی مایل گردان و عمر گفت که رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم ازان نجنده افتاد و گفت عمر با من است و من با عمرم و حق با عمر است هر جا که باشد پس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم را چنین وعظ و تذکیر کرد و در آمد خانه شریف او هم چنین بجا آورد آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم در حق تمام اصحاب رضی اللہ عنہم فرمود نمی ترسم من بر شما کفر او شرک را ولیکن می ترسم از دنیا
که رغبت نه کنید دران و تغافل کنید بیک دیگر و نصیحت کرد باز واج مطهرات و گفت بر شما باد که در گوشه
خانه خود را نگاه دارید و خود را از نامحرم مصئون بستور دارید و خواند این آیت را وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن
تبرج الجاهلیة الاولی و از انجمله اشتغال بسے صلے اللہ علیہ وسلم بود مسواک پیش از موت روایت کرده است
عائشه رضی اللہ عنہا که آنحضرت در کنار من و سینه من تکیه کرده بود ناگاه عبد الرحمن بن ابی بکر در رسید
و در دست وی مسواک تر بود پس در او نگریست آنحضرت نظر مبارک خود را به سوی مسواک پس دانستم من که او
میدارد وی مسواک را و ابدا نحاجت است پس گفتم من بحضرت که ایا بگیرم برای تو این مسواک را پس اشارت
کرد بسر مبارک خود که آری بگیر پس خائیدم و نرم کردم آن مسواک را پس دادم بدست مبارک وی مسواک را
پس مسواک کرد نیکو و بهتر از انچه مسواک میکرد پیش ازان و در من افتاد دست وی یا افتاد مسواک از دست
شریف وی پس جمع کرد حق تعالے ریق بسے ریق من در آخر روز از دنیا و اول روز آخرت و از نجاست که عائشه
رضی اللہ عنہا فخر میکرد بر سائر نساء مطهره و میگفت از نعمت های الهی است بر من که رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم وفات یافت در بیت من و در نوبت من و در واقعه من و سحر من و خدا تعالے جمع کرد
در روی تو در ریق من نزد موت وی و در مواهب لدنیه از صحیحی که تخریج کرده است آنرا عقیلے می آرد که
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گفت مر عائشه را در مرض خود بیار مر امسواک تر و نرم آنرا پیش من ده که تا کام من
آنرا مخلوط کرد و ریق من بر ریق تو و آسان کرد موت بر من گفت بنده مسکین خصه اللہ بمزید العلم الیقین

بخدا و مدینه است وصیت میکنم بامهاجرین اولین نیکی بجای آرید و وصیت میکنم مهاجرین را که بایکدیگر نیکی کنید
و پس خواند سوره والعصر را تا آخر و این آیه بخواند فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا
ارحامکم اینه اشارت است بانچه ملوک و امراء مروانیه و عباسیه بابل بیت نبوت کرده اند از جفا و ستم و وصیت
میکنم شمارا در شان انصار و فرمود ای انصار بعد از من جماعتی را بر شما ایثار و اختیار خواهند کرد و بر
شما یه ترجیح خواهند داد انصار گفتند یا رسول الله بگو که ما بایشان چکنیم فرمود صبر کنید تا زمانیکه در لب
حوض کوثر بمن رسید آورده اند که در زمان معاویه بر یکی از انصار ظلمی میرفت پس بنظلم نزد معاویه
رضی الله عنه آمد و التفات نکرد و داد وی نداد انصاری گفت رسول خدا صلی الله علیه وسلم خبر داده که
بر شما ستم خواهد رفت معاویه گفت پس شمارا چه فرموده است گفت فرموده است که صبر کنید گفت پس
بر دو صبر کن عباس گفت یا رسول الله در شان قریش نیز وصیت فرما فرمود وصیت میکنم بایشان امر
یعنی امر خلافت مر قریش را و فرمود الائمة من قریش و بلال را بخواند و فرمود مردمانرا بخوان تا همه جمع
شوند که منخواهم وصیت کنم ایشانرا و بگو که این آخر وصیتی است از رسول خدا صلی الله علیه وسلم پس
بلال بموجب فرموده عمل نمود و در اسواق مدینه مطهره منادی در داد تمام مردم خورد و بزرگ چون این
بشنیدند در های خانها و دکانها خود را از جهت اضطراب همچنان کشاده گذاشتند و در مسجد شریف جمع
آمدند حتی که گویند دختران از درون خانهای خود بیرون آمدند و چندان مردم حاضر آمدند که مسجد را گنجایش
ایشان نماند و فرمود اوسعوا لمن وراءکم پس خطبه بلیغه طویله خوانده و هرچه از احکام و شرایع و مواعظ و
نصائح و آداب مناسب وقت و حال بود تعلیم کرد و اعلام نمود و فرمود ای مردمان وقت بیرون رفتن
من در میان شما نزدیک رسید هر کرا بر من حقی باشد استیفای حق خود نماید از نفس و مال و غرض از
هرچه باشد قصاص ان بگیرد یکی برخاست و گفت یا رسول الله مرا نزد تو دو سه درهم است فرمود
اما کذیب نمی کنم کسی را و سوگند نمیدهم این سه درهم از چه مصرف است گفت بموزی سکینی بر تو گذشت مرا فرمود ے
که سه درهم بوی بده فرمود ای فضل سه درهم بوی بده و فرمود ایها الناس هر کس که بر وی حقی بود یا
که امروز ازا از گردن خود ادا کند و بگوید از فضیحت می ترسم بدانید و آگاه باشید که فضیحت دنیا التی از فضیحت
اخرت است پس مردی برخاست و گفت سه درهم از مال غنیمت خیانت کرده بودم و در گردن منست فرمود
چرا خیانت کرده بودی گفت یا رسول الله بان محتاج بودم فرمود ای فضل آنرا از وی بستان آنگاه

نزد علی و تصدق کرد آنرا و در روایتی آمده که فرمود آنحضرت علیه السلام حال آن تکیه کرده افتاده است
بر سینه عایشه چه شد عایشه آن را هب گفت عایشه نزد من است فرمود انفاق کن آنرا او بیهوش شد
و چون بهوش آمد فرمود انفاق کردی آنرا گفت نکرده ام پس طلبید و نهاد آن دنانیر را در کف مبارک
خود فرمود چیست گمان تو محمد بپروردگار خود اگر ملاقی شود او را باین مقدار دنانیر که نزد تو باشد رواه
البیهقی و چون شام شد روز دوشنبه فرستاد عایشه بر یکی از زنان انصار که دوست وی بود چراغ
را که قطره از روغن در خانه تو باشد بچگان در چراغ که پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم در صدد موت است
سبحان الله همین زمان هفت دینار تصدق کرده شده است و وجه روغن چراغ در خانه پیدا نیست
اینجا صلاحست مر مدعیان طریقه اتباع را که خانه بر مال دارند و ذمه از زیاد اموال محرمه مشغول و دعوی
محبت خدا و رسول و اتباع او میکنند و از انجمله وصایا آنحضرت در شان انصار است آورده اند که
چون در ایام مرض روزی خفتی حاصل شد بیرون آمد و با مردم نماز گذارد و خطبه خواند و فرمود ان الانصار
عیبتی بدرستیکه انصار عیبه بفتح عین و سکون تحتانیه و بار موحده بمعنی جامه دان و در روایتی کرشی
و علیبی و کرشی بفتح کاف و سکون راء و شین معجمه شکنبه حیوان چنانکه معده مر ایشانرا تشبیه داد انصار
را بکرش و علبه یعنی خاصه من و محل سر من اند و فرمود با ایشان بهجرت کردم و مرا جای دادند و لفرت و محبت
و اخلاص و دوستی و مواهبات بمن و با شما بجای آوردند بان خدائی که نفس من بید قدرت اوست
که من دوست میدارم ایشانرا و آورده اند که چون انصار دیدند که مرض آنحضرت روز بروز زیاده میگردد
در خانهای خویش صبر و آرام نداشتند و حیران و سراسیمه گرد مسجد نبوی میگشتند و میگفتند که ی نرسد
که آنحضرت از دنیا نقل کند و نمیدانم که بعد از وی حال ما چون شود و کیفیت حال ایشان بعرض سید عالم
صلی الله علیه وسلم رسید برخاست و دستی بر دوش علی و دستی بر دوش فضل انداخت و پاهای
مبارک در زمین میکشید و عباس پیش آنحضرت میرفت تا بمسجد شریف آمد و بر پایه اول از منبر نشست
و عصابه بر سر مبارک بست پس مردم بروی جمع شدند و بعد از حمد و ثنای خداوند تعالی فرمود ای
گروه مردم بمن رسیده که شما از موت من تیر سید گویا منکر موت اید و بچه جهت انکار موت پیغمبر خدای
نمایند شما را خبر داده اند مرگ من و مرگ شما فرموده که انک میت و انهم میتون و فرمود هیچ پیغمبر در میان
قوم خود جاوید نمانده تا من در میان شما جاوید بمانم بدانید و آگاه باشید که بازگشت من و شما همه

بودند کہ قبور انبیاء و صلحاء خویش را مساجد میساختند شما را باید کہ چنان نکنید و در روایتی آمدہ کہ فرمود لعن اللہ الیہود و النصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد و روایتی آنکہ فرمود بار خدایا قبر مرا بعد از من بت مگردان سخت باد غضب خداوند تعالے بر قومیکہ گرفتند قبور انبیاء خود را مساجد باز بدرستی کہ من شما را از آن نہی میکنم فرمود الا ہل بلغت اللہم اشہد اللہم اشہد باین مبالغہ و تاکید نہی کرد تا معلوم گردد کہ بغایت امرے شنیع است تفصیل کلام اینجا آنست کہ مراد از اتخاذ قبور مساجد سجدہ کردن بجانب قبور است و این بر دو طریق متصور است یکی آنکہ سجدہ بہ قبور برند و مقصود عبادت آن دارند چنانکہ بت پرستان می پرستند دوم آنکہ مقصود و منظور عبادت وی تعالے دارند ولیکن اعتقاد کنند کہ توجہ بقبور ایشان در نماز و عبادت حق موجب قرب و رضائے وی تعالے و موقع عظیم است نزد حق تعالے از جہت اشتمال بے عبادت و مبالغہ در تعظیم انبیاء وی و این ہر دو طریق نامرضی و نامشروع است اول خود شرک جلی و کفر صریحست و ثانی نیز حرام و ممنوع از جہت اشتمال بر شرک خفی و بر ہر تقدیر لعن متوجہ است و نماز کردن بجانب قبر نبی یا مرد صالح بقصد تبرک و تعظیم حرام است و ہیچکس را از علماء دران خلاف نیست اما اگر قرب قبر ایشان مسجدی بنا کنند تا نماز در گذارند بی توجہ بجانب آن تا شرکت مجاورت بامر موضع کہ امر فرمود بمسجد مطہرہ ایشان است و بامداد نور انیت و روحانیت ایشان عبادت کمال و قبول یابد دریغ از آن نمی آید و باکے ندارد ذکر ہذا کلہ الشیخ ابن حجر فی شرح المشکوۃ دیگر آنکہ بعضے مردم منع میکنند نماز گذاردن در مقبرہ و حدیثی در ینباب روایت میکنند پس بعضی منع می کنند مطلقا نظر بر ظاہر حدیث و بعضی میگویند کہ اگر خاک پاک باشد از ریم و خون و نجاسات کہ جدا گردد از امورات جائز باشد و ہو المختار و بوسہ دادن قبر او سجدہ کردن آنرا و کلہ نہادن حرام و ممنوع است و در بوسہ دادن قبر والدین روایت بیہقی نقل میکند و صحیح آنست کہ ما یجوز است و از انجملہ آنست کہ آنحضرت را ہفت دینار بود ظاہرا پارہ از دنانیر از جائے آوردہ بودند ہمہ را بر فقراء قسمت کردہ الا شش ہفت از آن در خانہ باقیماندہ بود پس رفت از عالم تا اتفاق نکرد آنرا روایت است از سہل بن سعد کہ گفت بود نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہفت دینار کہ نہادہ بود آنرا نزد عائشہ و چون مریض شد فرمود بفرست آن ذہب را کہ خرج کند بعد از آن بہوش شد آنحضرت علیہ السلام و باز داشت عائشہ را از آن شغلی کہ در خدمت کارے آنحضرت داشت تا فرمود آنحضرت سہ بار و ہر بار عارض شد بیہوشی و عائشہ را مشغولی پس فرستاد آنرا

آمده است از ابی سلمہ بن عبد الرحمن از پدرش که بود وی با پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم در سفر غزوه پس رفت
آنحضرت علیہ السلام برای حاجت خود و دیر رسید آمدن وی صلی اللہ علیہ وسلم پس تکبیر برآورد بیجا
رضی اللہ عنہم پیش رفت عبد الرحمن پس آمد آنحضرت وگذارده بود عبد الرحمن با قوم یک رکعت
چون دید آنحضرت را خواست که پس رود پس اشارت کرد آنحضرت که بجای خود باشند چنانکه ابو بکر بود
پس گذارد آن حضرت خلف عبد الرحمن آن رکعت را و برخاست و تمام کرد آن رکعت که فوت شده
و فرمود قیض کرده شد هیچ پیغمبرے تا آنکه گذارد نماز خلف صالحی از امت خود و درین حدیث ذکر
لبس آنحضرت علیہ السلام جبه رومیه ضیقة الکمین و مسح بر ناصیه و عمامه و مسح خفین و غسل رجلین و
لحوق و عدید بر ترک احتیاط در غسل رجلین که فرمود ویل للاعقاب من النار واقع شده است
پوشیده نماند که تخصیص آنحضرت علیہ السلام ابو بکر صدیق را رضے اللہ عنہ بامامت و مبالغه کردن در ان
دلیلے واضح است مر اہل سنت و جماعت را بر تقدیم او بخلافت که باوجود صحابه از قریش و حضور علی مرتضے
رضوان اللہ علیہم او را تخصیص کرد و تقدیم نموده لهذا فرمود علی مرتضے بابی بکر صدیق رضے اللہ عنہما
قدمک رسول اللہ لدیننا افلا نقدمک لدنیانا و در اسد الغابه از حسن بصری از علی بن ابیطالب کرم اللہ وجهه
آورده که گفت تقدیم کرد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ابا بکر را رضے اللہ عنہ و بگذارد نماز را با مردم و من
حاضر بودم غیر غایب و صحیح بودم غیر مریض و اگر نه صحیح است تقدیم میکرد مرا پس راضی شدیم ما برائے آدنیائے
خود بکسیکه راضی شد خدا و رسول او برائے دین ما و تسمیه خلافت بدنیا باعتبار ظاهر است که شامل
امور دین و دنیا است و نماز صرف دین است و یکبار دیگر نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در زمان حیات
بجانب مسجد قبا برائے اصلاح و رفع نزاعی بنی عمرو که ساکنان آنجا می بودند در ایستادند رفته بودند چون وقت
نماز در آمد بلال بابی بکر رضے اللہ عنہما گفت چه میگوئی وقت نماز در آمد اذان بگویم که شاید آنحضرت
علیہ السلام نیز در رسد چون در آمدن حضرت تاخیر یافت همه صحابه اتفاق کردند بر تقدیم ابی بکر رضی اللہ
عنہ برائے نماز تا گاه آنحضرت علیہ افضل الصلوة در رسید خواست ابو بکر که پس گردد از جائے خود تا حضرت
علیہ السلام بیشتر ایستد و با مردم نماز بگذارند پس حضرت علیہ السلام اشارت کرد که بجائے خود باشد پس
آنحضرت عقب ابو بکر گذارد و از اینجا معلوم میگردد که صدیق اکبر متعین و متقدم بود بر سائر صحابه رضوان اللہ
علیہم اجمعین و از انجمله آنست که پیش از وفات به پنجروز فرمود بدانید و آگاه باشید که پیش از شما جماعتی

نماز گذاردن ابو بکر پیش آنحضرت ۱۲

انتظار می کنند ترا فرمود آبی برای من در مخصب نمایند پس آمد و آب را بر خود ریخت و خواست که برخیزد
بیهوش گشت بعد از زمانی بهوش آمد فرمود ایا مردم نماز گذاردند گفتم منتظر آنحضرت نشسته اند فرمود آبی
برای من در مخصب نمایند باز غسل کرد و بیهوش گشت سه بار همچنین برخاست و غسل کرد و بیهوش گشت
در بار سوم کس فرستاد نزد ابو بکر رضی الله عنه که با مردم نماز بگذارند و در روایتی دیگر آمده که غسل کرد بنقت
قریه آب که سرا پرده بگذاشته باشند پس آمد بلال رضی الله عنه که اعلام کند آنحضرت را بنماز چنانکه
عادت وی بود که بعد از اذان بر در شریف می آمد و اعلام میکرد به نماز و حضور یاران در مسجد پس فرمود
آنحضرت علیه السلام امر کنید ابا بکر را رضی الله عنه که بگذارد نماز با مردم عایشه رضی الله عنها می گوید پس
گفتم من یا رسول الله پدر من مردی اند رهناک نرم دل است چون بایستد در جای مبارک تو نمی تواند
شنوانید قرا نرا بمردم اگر عمر را فرمائی مے شود باز فرمود امر کنید ابا بکر را که بگذارد نماز با مردم پس گفت
عایشه بحفصه رضی الله عنها تو بگو بحضرت که یا رسول الله ابو بکر مردی نرم دل است چون بایستد بجای
شریف تو نتواند شنوانید مردم را قران پس فرمود آنحضرت علیه السلام شما ای طایفه زنان صواحب
ابوست آید یعنی می ایستید برحرف خود و در دل چیزی دارید و بیرون چیزی دیگر میگوئید امر کنید ابو بکر را
که بگذارد نماز با مردم پس چون در آمد ابو بکر رضی الله عنه در نماز یافت آنحضرت از نفس خود خفتی را پس
برخاست در حالتی که میرفت میان دو کس و پایهای مبارک او خط میکشیدند در زمین تا در می آمد مسجد
شریف را و چون شنید ابو بکر حس آنحضرت را خواست که پس رود پس ایما کرد آنحضرت که بحال خود باش
پس آمد آنحضرت و نشست در جانب چپ ابو بکر و ابو بکر بایستاده است اقتدا میکند ابو بکر بنماز رسول خدا
صلی الله علیه وسلم و این اقتدا میکنند مردم بنماز ابو بکر یعنی بواسطه تکبیر وی بر افعال و انتقالات آنحضرت
صلی الله علیه وسلم و قوف می یافتند و در بعضی روایات آمده که ابو بکر امام بود و آنحضرت مقتدی و گفته اند
که روایات متعاضد ند بر انکه امام ابو بکر بود و چون از نماز فارغ شد گفت ابو بکر یا رسول الله می بینم
ترا که صبح کرده به نعمت خدا و فضل وی چنانکه می خواهیم و دوست میداریم پس رخصت شد ابو بکر رضی الله
عنه و بخانه خود رفت که در سنح بود بفتح سین مهمله و سکون نون و خاء معجمه در جانب عالیه مدینه مطهره و
روایت کرده شده است از ابن عباس رضی الله عنه که گفت نماز نگذارد پیغمبر صلی الله علیه وسلم
خلف هیچ یکے از امت خود مگر ابی بکر یکبار ے و خلف عبد الرحمن بن عوف در سفری مگر گفت چنانکه

نماز آنحضرت را بجماعت خلف حضرت ابو بکر و خلف عبد الرحمن بن عوف

پس بیرون آمد عبد اللہ بن ربیعہ و ملاقات کرد عمر بن الخطاب را و گفت بادی بگذار نماز با مردم پس گذارد
عمر نماز با مردم و بود وی رضی اللہ عنہ جہیر الصوت پس شنید آنحضرت علیہ السلام آواز عمر را و فرمود
ایا ہست این آواز عمر گفتند بلے یا رسول اللہ فرمود با دارد خدا آنرا و مومنان باید کہ بگذارد ابو بکر
کذا ذکرہ فی المنتقی و در روایتی آمدہ کہ بلال رضے اللہ عنہ اذان گفت برائے نماز در زمان مرض آنحضرت
پس فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مر عبد اللہ بن ربیعہ را بیرون آی و بگو مر ابو بکر را کہ بگذارد
نماز با مردم پس بیرون آمد عبد اللہ و نیافت بر در مگر عمر را جماعتی کہ نشست در ایشان ابو بکر پس گفت
یا عمر بگذار نماز با مردم پس چون تکبیر بر آورد عمر و بود وی مردی سخت آواز پس شنید آنحضرت علیہ السلام
آواز او را پس فرمود با دارد خدا تعالی و با دارند مسلمانان مگر ابا بکر را سہ بار فرمود این کلمہ را و گفت
عمر مر عبد اللہ بن ربیعہ را بد کاری کہ کردی تو من دانستم کہ آنحضرت امر کرد ترا کہ امر کنی مرا گفت عبد اللہ
لا و اللہ امر نکردم مرا کہ امر کنم کسے را و در روایتی آمدہ کہ بلال رضے اللہ عنہ اذان گفت و بر در حضرت آمد
و بایستاد و گفت السلام علیک یا رسول اللہ رحمت کنند ترا خدا تعالے پس فرمود آنحضرت علیہ السلام
بفرما ابا بکر را کہ بگذارد نماز با مردم پس بیرون آمد بلال دست بر سر زنان و فریاد کنان و فریاد او
بریدہ شدن امید و شکستن پشت کاشکے نمی زائید مرا مادر من و چون زائید کاش میمردم پیش از آنکہ
روز دہ بینید یدم از پیغمبر خدا انچنان را پس درآمد بلال رض در مسجد و گفت یا ابا بکر رسول خدا امر میفرماید
کہ پیش روے و نماز بگذاری با مردم پس چون دید ابو بکر خالی بودن مسجد را از رسول خدا او بود ابو بکر رضی اللہ
عنہ مردی نرم دل سخت اندوہگین کہ نتوانست نگاہداشت خود را پس بر روے افتاد بیہوش و بگریہ
در آمدند صحابہ و فریاد کردند پس در گوش مبارک آنحضرت رسید فرمود یا فاطمہ انچہ آواز گریہ و فریاد است
کہ میرسد فرمود فاطمہ این آواز گریہ و فریاد مسلمانان است کہ ترا در مسجد نمی بینند پس طلبید علی و عباس
را رضے اللہ عنہما و تکیہ کرد بر ایشان و بیرون آمد بسوی مسجد و نماز گذارد و فرمود ای گروہ مسلمانان
شما در وداع خدا و پناہ و نگاہداشت و یار مندی او ید و خدا خلیفہ من است بر شما بہ تقوی و حفظ
طاعت وی و بہ تحقیق مفارقت میکنم دنیا را و میگذارم آنرا مروی است از عائشہ رضی اللہ عنہا
کہ گفت گران شد رسول خدا را صلے اللہ علیہ وسلم یعنی نتوانست بہ مسجد درآمد و یاران نماز خفتنی بود
کہ در مسجد منتظر آن سرور علیہ السلام نشستہ بودند فرمود ایا نماز گذاردہ اند مردم گفتند نی یا رسول اللہ

گذا قال العلماء واللہ اعلم وازابن عباس رضی اللہ عنہما منقول است کہ گفت سخت مصیبتے کہ بگذاشتند
کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم وصیت نامہ بنویسد ودر بعضے روایات آمدہ کہ سعد بن جبیر کہ راوی ایں حدیث
است میگوید ابن عباس میگفت کہ روز پنجشنبہ وچہ روزے بود روز پنجشنبہ کہ ایں قضیہ واقعہ شد وبگریست
ابن عباس تا اشکہا بر شال مروارید در رشتہ کشیدہ بر روی او فرود آمد واین قصہ را کہ گفتہ شد ذکر کرد
تا در فہم ابن عباس چہ درآمد ودر خیال وے چہ بود یعنی چیزی در آخر وقت حیات از آنحضرت وصیتی
بوجودی آمد کہ موجب رفع خلاف ونزاع می شد وبیشتر از آنچہ در فہم مردم می آید وبخیال ایشاں می افتد
انست کہ مقصود آنحضرت علیہ السلام تعین خلیفہ بود کہ بعد از وی کہ خواہد بود ودر لفظ حدیث ودر
حال بران دلیلی نیست خدا میداند کہ چہ منحواست ظاہر انست کہ تجدید بیان احکام وشرایع وفرائض و
ضروریات آنرا بیان کند بعضے مواعظ وفضایح کہ مناسب باشد بیاد ایشاں دہد چنانکہ ذکر آں وصیت
کہ مذکور شد ظاہر میگردد ومعلوم شد کہ وحی نازل نبود وامر ایجابے نبود واگرنہ عدول وسکوت
ازاں صورت نمیداشت وعمر رضی اللہ عنہ وزیر آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم واعراف بود بمصالح
وقت وصلاح کار وآنحضرت نیز او را ازاں منع نکرد چنانکہ در حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ آمدہ کہ
آنحضرت بوی فرمود کہ در مردم ندا در دہند کہ ہر کہ لا الہ الا اللہ گوید بصدق دل حرام است بروے
آتش دوزخ پس منع کرد عمر ابو ہریرہ را وگفتہ بگذار یا رسول اللہ مردم را کہ عمل کنند پس قبول کرد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از وی وچون آنحضرت شنید کہ میگویند حسبنا کتاب اللہ سکوت کرد وخاطر
شریف جمع نمود ودانست کہ اینہا راسخ وثابت اند بر دین دیگر حاجت بہیچ چیز نیست وغوغا کردن چون
خوش نیامد فرمود برخیزید وبروید وشاید در ذہن اہل تشیع چنان درآمد کہ آن حضرت منحواست
کہ علی مرتضے را نصب کند عمر ابن خطاب دفع این کار کرد ودر سیاق قصہ چیزی نیست کہ دلالت دارد
بداں بلکہ وصیت ابی بکر اقرب است بقرینہ حدیث طلبیدن عبد الرحمن ابن ابی بکر تا عہد نامہ بنویسد
واللہ اعلم وازانجملہ امر کردن آنحضرت است ابی بکر صدیق را کہ بگذارد نماز با مردم آوردہ اند کہ نماز میگذارد
آنحضرت با مردم در مدت مرض مگر سہ روز کہ حکم شد کہ ابو بکر بگذارد ودر بعضے ہفدہ نماز گفتہ اند وچون اذاں
گفتہ شد برائے نماز غسل فرمود امر کنید ابا بکر را کہ بگذارد نماز با مردم وامامت کند ایشاں را وروایت است
از زہری کہ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ربیعہ را کہ بیرون آید وبگوید مردم را کہ نماز بگذارند

بیرون آمدن آنحضرت صلعم از برائے نماز
خلافت ابو بکر در مرض رسول صلعم

مادہ آن بلغمی باشد علاج پذیر بود بہ تخصیص در وقت انحطاط مرض و اگر دموی و صفراوی است علاج آن سخت تر ازین باید کرد چنانکہ در کتب مذکور است و بالجملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این مرض را بذات الجنب خود رواند اشت واللہ اعلم و فرمود ہمیشہ اکلہ زہر معاودت میکرد و الآن وقت انقطاع ابہر است بدان ابہر نام رگی است کہ متعلق است بقلب و گفتہ اند کہ خدا یتعالی جمع کرد برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہادت را با نبوت

وصل

وصل از جملہ وقایعے کہ در ایام مرض واقع شد آنست کہ چون سخت شد مرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روز پنجشنبہ وخواست کہ بنویسد کتابی و عہد نامہ پس گفت مر عبد الرحمن بن ابی بکر را رضی اللہ عنہما بیار شانہ با تختہ کہ بنویسم مر ابی بکر را کہ اختلاف نشود دران پس چون قصد کرد عبد الرحمن کہ برود و بیارد فرمود آنحضرت ابا دارد خدا یتعالی و مومنان کہ اختلاف کنند و ابی بکر و اہل سنت و جماعت را این دلیل است بر تنصیص بخلافت ابی بکر و میگویند کہ گران بودی کہ در روز عذیر نصب کردند امیر المومنین علی را و خلیفہ ساختند در آخر وقت اینچنین و نمیکردند و نمی گفتند چنانکہ گذشت و از انجملہ واقعہ مشہورہ کہ در کتب صحاح مذکور و مسطور است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حین اشتداد مرض کہ اصحاب در حجرہ شریف مجتمع بودند فرمود کہ دوات و صحیفہ و در روایتی شانہ برائے من بیارید تا برائے شما وصیتی بنویسم کہ بعد از من ہرگز گمراہ نشوید پس اصحاب اختلاف کردند بعضی گفتند آنچہ فرمودند بران عمل باید کرد دوات و صحیفہ باید آورد تا حضرت ہر چہ میخواہد بنویسد و بعضے گفتند کہ مناسب نیست کہ آنسرور را درین محل مشغول بکتابت داریم کہ وقت وے صلے اللہ علیہ وسلم تنگ است و عمر رضے اللہ عنہ در نیجانب بود و گفت کہ درد والم بر حضرت مستولی است و قرآن مجید در میان ماست و ما را بسند است و در بعضے روایات این زیادہ نیز آمدہ است کہ مرد و رشدت مرض چیزہا میگوید کہ از دائرہ اختیار بیرون است شاید کہ این سخنان نیز مثل آن سخنان باشد یعنے مبادا بعضے مردم از منافقان و غیرہم را راہ سخن پیدا شود و بگویند و خیال کنند کہ ہذیان میگوید چنانکہ بیماران در وقت سختی بیماری میگویند و جمعی دیگر نیز موافق عمر بودند و جمعی مخالف تا اختلاف افتاد و آوازہا بلند شد پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود برخیزید از پیش من کہ منازعت و رفع صوات بحضور رسول انا سب نیست با وجود این سہ وصیت فرمود یکی آنکہ مشرکان را از جزیرہ عرب اخراج کنند دوم آنکہ جائزہ وفود کہ نزد شما بیایند ایشان را جائزہا و صلہا بدہند چنانکہ من میدادم و وصیت سیوم را راوی فراموش فرمود یا در اظہار آن مصلحت ندید

این زنان بعباس کہ وی حاضر بود فرمود بچہ علاج کردند گفتند بعود ہندی و چیزے از درس و چند قطرہ
از زیت فرمود ذات الجنب از شیطان است و مسلط نمی گرداند خدا تعالے بر من شیطان را پس حکم کرد
کہ نمانند ہیچ یکے در خانہ مگر آنکہ چکانیدہ شود از و دردہان وی جزء عم من عباس رضی اللہ عنہ کہ وی شیر نمی خورد
دران پس دردہانہا ہمہ ایشان چکانید حتی میمونہ کہ روزہ دار بود و این چکانیدن دار و دردہانہا آن
زنان از قبیلہ قصاص است کہ از ہمہ احکام شریعت است و خواست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ
امت را تا وقت آخر از دائرہ سیاست بیرون ندارد و احکام شریعت اجرا نمایند و ہر کہ بیرضاے کسی بمکان
خطا باوی عمل کند خصوصا علاجی کند بنا دانی قصاص آن بر وے ثابت شود دیگر دیا عفو کند و در شریعت
آمدہ است کہ اگر کسی طب نمیداند و مہارت دران ندارد و جاہل بود و دیگر را بجہل علاج کند و ضرر آن بدو رسد قصاص
آن بر وے ثابت گردد و در حدیث آمدہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود من تطبب و لم یعلم منہ الطب قبل ذلک
فہو ضامن و اگرچہ این زنان مباشر و متعاطی این فعل نبودند لیکن عقوبت کردن ہمہ را از جہت رضاے ایشان بدان تا ترک
عمل منہی کہ کردازان و بعضی از علما گفتہ اند نحو است آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ بیایند این زنان و رقیہ است و باشد
بر ایشان خطیبہ عظیمہ از جہت ایذا و سوے ادب و جرات کہ بر آنحضرت علیہ السلام کردند پس پاک گردانیدن ایشان را قصاص
اگرچہ عفو نیز گنجایش داشت و بود عادت شریف کریمہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ انتقام نمی کشید برائے نفس خود و لیکن بمقصود
تادیب بودنہ انتقام و تداوی اگرچہ مشروع است و انچہ زنان کردند علاج ذات الجنب بود چنانکہ در طب النبی احادیث
آمدہ است و لیکن قرار دو تیمر فرض بر عدم تداوی بود چنانکہ گذشت و در واقع ذات الجنب نبود تبنیہ در کتب طب گفتہ اند کہ
ذات الجنب ورم حار است در نواحی صدر در عضلات باطنہ و حجاب داخل یا حجاب حاجز میان آلات
غذا و آلات نفس و این را خالص نام است و این اعظم و اخوف اقسام است یا در عضلات خارجہ
ظاہرہ یا حجاب خارج بمشارکت جلد و از اعراض ذات الجنب حمی حادہ و سعال و ضیق النفس و وجع ناحیہ
و عطش و اختلاط ذہن است و باجملہ آن از امراض شدید و مہلکہ است زیرا کہ حادث است میان دل
و جگر و علاج آن خالی از تعسری نیست و گفتہ اند کہ ذات الجنب دو نوع است حقیقی و غیر حقیقی و حقیقی آنست
کہ در اعضاے کہ در میان اضلاع است پیدا شود چنانکہ مذکور شد و غیر حقیقی الم جانب پہلو است کہ از احتقان
بادہاے غلیظ پیدا آید و دوا برائے این نوع قسط ہندی است کہ چون نیک نرم کنند و بزیت بیجند کنند و بران مکان بمالند یا خند
انگشت از ان تناول کنند تحلیل آن مادہ کند و اعضاے باطن را تقویت کند و سدہا را فتح کند اما نوع حقیقی اگر

چون وی نزد آنحضرت آمد فرمود مرحبا بابنتی و در پهلوی خود بنشاند و بود آنحضرت در حالت صحت که چون فاطمه
رضی اللہ عنہا را دیدی خبر خاستی و متوجه و مستقبل می شدی و او را ببوسیدی و بر جای خود نشاندی پس در
گوش او سخنی فرمود فاطمه گریان شد باز بهمان طریق سخنی فرمود مسرور و خندان شد عایشه گوید رضی اللہ عنہا
با فاطمه گفتم چیست که گریه را خنده و هیچ غم را بشادی مقارن و متصل ندیده ام چنانکه امروز دیدم سبب
این چیست فاطمه فرمود رضی اللہ عنہا این سر نیست میان من رسول خدا صلی اللہ علیه وسلم فاش نتوانم کرد
عایشه فرمود رضی اللہ عنہا پس فاطمه رضی اللہ عنہا آن سر را فاش نکرد تا آنحضرت از دنیا نقل کرد بعد از
فوت آنحضرت علیه السلام باز پرسیدم که آن سخن چه بود این زمان فرمود که اول بار فرمود بدرستیکه جبرئیل
علیه السلام با من هر سال یکبار قران بمدارست میخواند و امسال دو نوبت خواندگان نمی برم الا آنکه
اجل من نزدیک رسیده است که جبرئیل خواندن قران این اهتمام نمود پس بگریستم و در بار دوم فرمود
اول کسیکه از اهل بیت من بمن ملحق گردد تو باشی و ازین بشارت خندان گشتم و در روایتی آمده گفت
که اجل من نزدیک رسیده و اول کسیکه از اهل بیت من ملحق شود تو باشی پس بگریستم و در بار دوم فرمود
راضی نیستی که سید نساء اهل بهشت باشی او از روایت اولی دلالت دارد که فرح و خنده بر اولیت
لحوق است و خصوصیت از نساء اهل جنت زاید است بران و بود وفات فاطمه بعد از آنحضرت بقول
اشهر شش ماه سیوم ماه رمضان و بعضے سه ماه گفته و اللہ اعلم و از انجمله آنست که از او کرد آنحضرت
در ایام مرض خود جهل نفس را از عبید و از غرایب وقایع که در ابتدای ایام مرض واقع شده آنست که چون
از شدت وجع گاهی طاری میشد اغما و گاهی بافاقت می آمد و اگر قصد شی میکرد حرکت درست نمی توانست
کرد و پاهای مبارک بر زمین خط می کشید گمان بردند که وجع آنحضرت از ذات الجنب است که نام مرضی
مشهور است و عباس رضی اللہ عنہ نیز حاضر بود و در میان زنان ام سلمه و اسماء بنت عمیس بودند و علاج
ذات الجنب در ان دیار دیده بود پس لدود کردند آنحضرت را به فتح لام دارد که از کرانه دهان ریزند
هر چند که اشارت کرد که نریزند باز نیامدند و خیال کردند که از قبیل کراهت مریض است دوا را چون
بافاقت آمد فرمود که کرد اینکار را به من مگر این زنان کردند که از حبشه آمده اند اشارت کرد بام سلمه و اسماء
بنت عمیس فرمود چرا کردید شما ای زنان بمن این کار را و من نهی کردم من شما را ازان گفتند گمان
کردیم که تو ذات الجنب است و نهی بعادت مریضان است که دوا را مکروه پندارند پس تعلل کردند

خواستم که دست او را بر بدنش بمالم دست خود را بکشید از من و گفت رب اغفر لی و الحقنی بالرفیق الاعلی
و روایتی آنکه فرمود مرا این تعویذ پیش ازین نفع میرساند اکنون اینها هیچ سود نمیدهد و مروی است
که آنحضرت صلی الله علیه وسلم در همه مرضهای خود از خدا تعالی عافیت و شفا خواستی مگر در مرض موت
که دعا شفا نکردی بلکه عتاب کردی نفس خود را و فرمودی ای نفس چه شده است که پناه میجوئی
بهر ملجا و معاذ همچنین ذکر کرده اند ولیکن در حدیث دیگر از عایشه رضی الله عنها آمده است که آنحضرت
در وقت خواب قل هو الله احد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس خواندی و در هر دو
دست خود بدمیدی پس بسر مسح میکرد و بهر دو دست تا انجا که تواند دست رسیدی از جسد مبارک الحدیث
و ابتداء میکرد از سر روی و سینه مبارک خود را و در روایتی آمده که چون بیمار شد همچنین میکرد و چون
بیمار شد موت من دمیدم بروی معوذات را که عادت داشت دمیدن آنرا و مسح کردم بدست و
در روایت مسح کردم بدست وی بامید وصول برکت دست وی که عظیمتر بود و برکت آن از دست
من این بجهت آن باشد که خواندن این سور بقصد شفا نبود بلکه در وی بود که می خواند به نیت شفا
یا در ابتدای این مرض بود پیش ازان که تخیر گردانیده شد میان بقا درین عالم و توجه بعالم آخرت
و اختیار کردن آن عالم چنانکه در حدیث صحیح آمده است که جبرئیل علیه السلام درین مرض که از نزد حق
سبحانه آمد و گفت یا محمد بدرستیکه پروردگار سلام میرساند بر تو و میگوید اگر میخواهی ترا شفا دهم و از مرض
خلاص گردانم و اگر خواهی ترا بمیرانم و بیامرزمت پس من همانخواستم که ملحق شوم برفیق اعلی مع الذین
انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین و الشهداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقا و در روایتی آمده
که گفت ای جبرئیل من امروز خود را به پروردگار خود گذاشته ام هر چه خواهد بمن کند و ابتداء مرض آنحضرت
صلی الله علیه وسلم در اواخر صفر بود در دو شبی که باقی مانده بود ازوی و در روایتی روز چهارشنبه
و در روایتی در مفتح ربیع الاول و در کتاب الوفاء گفته بیمار شد در صفر در ده شبی که مانده بود و اختلاف
است در میان اهل سیر در مدت مرض آنحضرت صلی الله علیه وسلم اکثر برانند که سیزده روز بود و بروایتی
چهارده روز و نزد بعضی دوازده روز و طائفه برانند که ده روز و این اختلاف فرع اختلاف در ابتدای
مرض و روز وفات است کما سیجئ انشاء الله تعالی **باب دوم** در ذکر وقائع که در ایام مرض واقع
شده یکی آنست که آنحضرت صلی الله علیه وسلم در حین اشتداد مرض فاطمه زهرا رضی الله عنها را طلبید

صلے اللہ علیہ وسلم و قطیفہ بر خود پیچیدہ بود دمی یافتم ما حرارت تب را از بالای قطیفہ و تحمل نداشت
دست من کہ بدن شریف انسرور را رسانم پس تعجب کردم فرمود ہیچ احدے بلای او سخت تر از بلای انبیاء
نیست لاجرم چنانکہ بلای ایشان مضاعف است اجر ایشان بتر مضاعف است و بود کہ خدا تعالے
بعضے از انبیاء را مبتلا ساختی بفقر درویشی تا بحدے کہ از ملبوس قادر نبودی بر غیر مثاب کہ شب و روز ہمان
پوشیدی بدانکہ در استداد بلا امتحان و ابتلا خواص درگاہ الہی کہ اعز و اعظم و اعلا و اقرب ایشان انبیا
و تابعان ایشان اند از اولیاء و صلحا سخن نیست چنانکہ حدیث الامثل فالامثل مشہور و معروف در ایں است
اما جزع فزع در بلا یا واویلا و آہ نالہ در امراض چہ حکم دارد در اینجا سخن است جزع و فزع کہ بمعنے تغیری و بیطاقتی
و کراہیت بلا و فرار ازان است حرام است بی خلاف و آہ و نالہ کہ بقصد اظہار غربت و بیچارگی کہ لازم حال
بندگی است و اضطراب و بیقراری کہ از شدت مرض و صعوبت آن عارض گردد دیگر است و داخل جزع و فزع
و کراہیت بلا و شکایت ازیں نیست و حدیث عائشہ کہ در بیان حال شریف مذکور شد در اثبات آن کافی
است لغم تاوہ و انین اگر بعدم رضا و تسلیم باشد مکروہ و داخل شکایت است و از علماء و مشائخ آنہا کہ اطلاق
کراہیت و شکایت بران کردہ اند مطلق نیست بلکہ بتقیید است بہ بیصبرے و بیرضائی و شیخ محی الدین نووی
اگرچہ بتصنیف و ابطال ایں قول تعرض کردہ ولیکن گفتہ کہ شاید کہ مراد ایشان بکراہت خلاف اولی
است چہ اولی آنست کہ بذکر مشغول باشد و در کلام نووی نیز نظر است کہ چہ بعد از ثبوت آن از حضرت
نبوت علی مصدرہا الصلوت و التحیۃ اطلاق خلاف اولی ترک ادب است و آن نیز نوعی از ذکر است
لغم از رہے غفلت و ناشی از غلبہ طبیعت باشد چنانکہ مقتضاے احوال عامہ و مبتدیان راہ است کہ مشعر
بضعف یقین و ہو ہم بسنجط قضا است اگر مکروہ و خلاف اولی گویند جائز است و اما خبار بدرد و الم
بجبلیت یا طبیعت لاباس بہ است باتفاق پس نسبت ذکر و جمع شکایت و لباکسی کہ لظاہر ساکت باشد
و در باطن شاکی باشد و لباکہ در ظاہر متکلم بود و در باطن راضی باشد پس معتمد و مشغول عمل قلب است
نہ فعل لسان و اللہ اعلم و از صحاح احادیث از عائشہ رضی اللہ عنہا آمدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بیمار را تعویذ کردی و پناہ کردی ایں کلمات کہ اذہب الباس رب الناس و اشف انت الشافی لا شفاء
الا شفاک شفاء لا یغادر سقما و در روایتی آمدہ کہ چون مریض شدے خود را نیز تعویذ کردی باین کلمات
و دست مبارک خود را بر بدن اطہر بمالیدی و چون مریض شد بمرض موت من این دعا خواندم

که بیایند نزد من وعهد کنم با ایشان یعنی عهد خلافت تا بگویند گویندگان وانرزو نکنند آرزو کنندگان یعنی
کس دیگر غیر ابو بکر دعوی خلافت نکند و آرزو نبرد آنرا فرمود پیش گفتم ایا وارد خدا تعالی ازان و مومنان و ابتدای
مرض آنحضرت علیه السلام در خانه میمونه بود رضی الله عنها در نوبت وے و چون سخت شد به ازواج مطهره
وی فرمود من فردا کجا خواهم بود و مکرر ازو این سخن را و مقصود آنحضرت آن بود که در ایام مرض در
خانهای عائشه باشد و در روایتی آمده که صریح باز نان گفت من نمیتوانم که با وجود مرض در خانهای شما
بگردم و رعایت قسم بجا آرم اگر خواهید مرا دستوری دهید تا در خانه عائشه باشم و مرا در انجا تیمارداری
کنید پس همه راضی شدند که در خانه عائشه باشد و در روایتی فاطمه زهرا گفت رضی الله عنها که بر آنحضرت
صلے الله علیه وسلم شاق خواهد بود که تردد کند بخانهای هر یک پس همه راضی شدند که بخانه عائشه رضی الله
عنها باشند پس بیرون آمدند از خانه میمونه هر دو دست مبارک بر دوش اهل بیت نهاده چنانکه پاهای
مبارک بر زمین خط میکشید و سر مبارک بخرقه بسته بود برداشته بخانه عائشه آوردند و در روایتی آمده که چندگاه
بخانهای ازواج میگاشت و رعایت قسم مے نمود تا روزے در خانه میمونه بود و درد سخت شد پس فرمود من
نمیتوانم که با وجود مرض در خانهای شما بگردم پس اتفاق کردند بر خانه عائشه و در روایتی آمده که ابو بکر صدیق
رضے الله عنه گفت یا رسول الله می خواهم که بیمارداری تو کنم و شرایط خدمت بجا آرم فرمود ای ابو بکر اگر
من بیمارداری بغیر اهل بیت فرمایم مصیب ایشان زیاده گردد و بتحقیق اجر تو بر خداوند تعالی به نیتی که کردی
ثابت شده پس بسیار شد مرض وے صلے الله علیه وسلم چنانکه آورده اند که اضطراب مینمود و منقلب میشد در فراش
مبارک خود و از پهلو به پهلو میگشت عائشه میگوید رضی الله عنها پس گفتم یا رسول الله اگر مثل انحالت
از یکی از ما در وجود آید عیب میکنی و در غضب می آئی فرمود ای عائشه مرض من بغایت صعب است
و بدرستی حق تعالی بلا بر انبیا و صالحان بغایت صعب و شدید مقرر ستده هیچ مومنی نباشد که بوی
بلای و ایذای نرسد حتی خاری که در پای او نخلد الا آنکه خدای بآن سبب برای وی درجه بلند
گرداند و ازوی خطیه کم کند و فرمود نجدای که نفس من بید قدرت اوست که هیچ احدے بر روے زمین
نبود که ایذاے از مرض و غیر آن بدو نرسد الا انکه بریزد گناهان ازوی چنانکه میریزد برگ از درختان
در خریف و در روایتی از عائشه آمده که گفت ندیدم من هیچ احدے که مرض وے صعب تر باشد از مرض
پیغمبر صلے الله علیه وسلم و منقول است از ابو سعید خدری رضی الله عنه که گفت در آمدم من نزد آنحضرت

مامور بود و همچنین بزیارت شهداء احد و دعا برای ایشان مامور شد و در روایتی آمده است که شبی آنحضرت
را صلی الله علیه وسلم گفتند که بقیع رو و استغفار کن ای آنرا پس آنحضرت علیه السلام رفت و استغفار
کرد و باز گشت و در خواب شد باز گفتند که برو اهل بقیع را استغفار کن باز رفت و استغفار کرد باز آمد و
کرد باز گفتند برو و برای شهداء احد دعا کن پس حضرت صلی الله علیه وسلم باحد رفت و در شان شهداء
احد دعا خیر تقدیم رسانید و چون از انجا باز گشت و از دعا و وداع احیاء و اموات فارغ شد صداع
طاری شد و بیمار گشت و در اینجا نکته ایست که گرد خاطر میگردد که گویا امر آنحضرت صلی الله علیه وسلم در توفیق
بزیارت اهل بقیع و شهداء احد و دعا اهل ان و استغفار برای ایشان و تودیع ایشان که در صورت
تودیع اصحاب و احباب نزد سفری میباشد بجهت آن بود که چون عزیمت سفر آخرت پیش آمده و
مناسبتی و رجوعی بان عالم و اهل آن پیدا شده و چون باحیاء دعا و نصیحت کردند و تذکیر و موعظت فرمود
اموات را نیز دعا و استغفار و تودیع نمود اگر گویند که گذشتگان دجال برزخ اند و آنحضرت صلی الله
علیه وسلم نیز انجا میروند لهذا اشیر ساخت ایشان را بقول خود انا بکم لاحقون وداع چه معنی دارد جواب
آنکه این در صورت وداع بود چنانکه در ضمن بیان اشارتی بآن کرده شد نه حقیقت وداع باآنکه مقام
آنحضرت اعلی و ارفع است دیگران را از کجا مجال مرافقت و مصاحبت خواهد بود همچنانکه در آخرت در بهشت
مقامی است مخصوص باآنحضرت در عالم برزخ همین ترحکم دارد و الله اعلم و از عائشه صدیقه رضی الله
عنها آمده که چون آنحضرت باز آمد از بقیع مرا صداعی عارض گشته بود می گفتم وا رساه و فرمود آنحضرت
صلی الله علیه وسلم بل انا وا عائشه وا رساه یعنی بلکه مرا عارض شده است درد سر و میگویم وا راساه و فرمود
آنحضرت علیه السلام برای تسلیه من بطریق مزاح چه زیان میکند ترا ای عائشه که پیش از من از عالم بروی
می ایستم بر سر تو و قیام مینمایم ماهر تو تجهیز و تکفین نکنم ترا و نماز میگذارم بر تو و دفن نکنم ترا و استغفار و
دعا نکنم پس عائشه و نیز بمزاح غیرت امر باآنحضرت گفت گمان میبرم که شما دوست میدارید موت مرا اگر
واقع شود موت من در آخر همان روز باز دیگر در خانه من عروسی کنی پس تبسم فرمود آنحضرت
علیه السلام و گفت در دسر تو ای عائشه میشود و لیکن این در دسریست که من دارم مشغول کند از ان غلام
شوم اشعار کرد باینکه درین مرض از این عالم رحلت خواهم کرد و فرمود آنحضرت علیه السلام و گویا برای
خوش کردن عائشه رضی الله عنها فرمود قصد کردم و خواستم که کس بفرستم بسوی ابوبکر و پسر شن عبدالرحمن

بقیع بیرون آئی و مر ایشانرا استغاثه کن ولفظ دعا درین روایت اینچنین آمده السلام علیکم دار قوم مومنین انا وایاکم متواعدون غدا موا کلون ونیز آمده السلام علیکم یا اهل القبور ولیغفر الله لنا ولکم انتم لنا سلف ونحن بالاثر ومثل این قصه حدیث در سبب باز آمدن هم شعبان نیز آمده است که زیارت قبور دران مسنون است وازابی موهبه مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم روایت است که آنحضرت علیه السلام نیمه شبی مرا بیدار کرد که مرا امر شده است که بر اهل بقیع روم وبرای ایشان آمرزش خواهم ومرا همراه گرفت و بر اهل بقیع آمد وبا ستاد وزمانی طویل استغفار نمود وچندان دعا کرد ایشانرا که ارزو بردم که کاش من اهل این قبور می بودم تا بشرف این دعا دریافتمی انگاه فرمود سلام بر شما ای اهل قبور بادیان نعمت وحالت که صبح کردید وهستید دران ودور یدازان فتنها که هستند مردم دران ونجات داده وخلاص گردانیده است خدا تعالی شمارا ازان بتحقیق روی آورده است بمردم فتنها همچو قطعهای شب تاریک متصل آخذان باول آن دریی هم می آید اقران فتنها بدتر است از اول بعد ازان فرمود ای موهبه مفاتیح خزائن دنیا بمن عرض کرده اند ومرا مخیر ساخته اند میان آنکه باقی وخلد باشم در دنیا تا حصول درجات ومراتب در جنت ومیان لقای پروردگار ومسارعت مران من همان لقای پروردگار را اختیار کردم موهبه میگوید گفتم یا رسول الله اختیار کن چندگاه بودن در دنیا بعد ازان بیهشت رو تا از دولت تو ما هم بیاسایم فرمود لا یا موهبه لقای پروردگار خود را اختیار کردم ودر روایتی آمده که بعد ازان روی مبارک باصحاب آورد که حاضر بودند وگفت ایشان یعنی گذشتگان بهتر از شما اند گفتند یا رسول الله ایشان برادران ما اند همچنانکه ایمان آوردند ایشان ما نیز آوردیم وایشان اتفاق کردند ما نیز کردیم ایشان رفتند ما نیز میرویم ایشانرا بر ما زیادتی چیست فرمود ایشان در گذشتند واز اجزای خود چیزے در دنیا نخوردند ونمیدانم که شما بعد از من چه کار کنید وچه فتنها درمیان شما سر بر زند واز ابی هریره رضی الله عنه آمده که گفت آمد حضرت علیه السلام روزے بقبیع و فرمود ای کاش میدیدم برادران خود را گفتند یا رسول الله ما نه برادران تو ایم فرمود شما اصحاب منید برادران من انها اند که بعد از من بیایند وایشانرا بوجود نیامده اند من فرط ایشانم بر حوض گفتند یا رسول الله چسی که بعد از تو آید از امت تو تو ایشان را ندیده باشی اورا در روز قیامت چگونه شناسی فرمود اگر یکے از شما اسپان بود در اسپان دیگر غره دار سفید اما اسپان خود را یکدیگر نمی شناسید و برخیزند امتان من در روز قیامت سفید جبهه وسفید دست از اثار وضو همچنانکه نیز بزیارت بقیع واستغفار برایشان

ابو بکر را اما خلیل من بر خدا کسے نیست اخوت اسلام باقی است و خلیل دوست جانی را گویند که دوستی او در دل درآمده و جاے کرده است و فرمود که باقی نماند در مسجد هیچ دریچه مگر دریچه ابی بکر و گفته اند که درین کلام اشارتست بخلافت و ابو بکر بخلافت و این سخن را در مرض موت گفت پیش از فوت به پنج شب و در روایات دیگر قصه تخییر در ایام مرض آمده است و پرسیدند صحابه از آنحضرت صلی الله علیه وسلم که کے میرسد اجل تو یا رسول الله فرمود نزدیک رسیده است برگشتن سوے خدا جنت الماوی و سدره المنتهی در رفیق اعلی و کاس اوفی و عیش گوارا در دار آخرت صفر سال مذکور مامور شد آنحضرت که برود سوے اهل گورستان بقیع استغفار نماید و از عائشه آمده است رضی الله عنها که شبے آنحضرت بخانه من تشریف داشت و من در خواب بودم چون از خواب درآمدم آنحضرت را در جامه خواب نیافتم پس عقب او بیرون رفتم دیدم که در بقیع درآمد و گفت السلام علیکم و از قوم مومنین دانا کم ما توعدون و انا ان شاء الله بکم لاحقون و در روایتے انتم لنا فرط و انا بکم لاحقون اللهم لا تحرمنا اجرهم و لا تفتنا بعده اللهم اغفر لاهل بقیع الغرقد و در روایت دیگر از عائشه آمده که گفت برامد پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم از خانه من و من نیز از عقب آنحضرت برامدم از جهت غیرت آنکه مبادا در خانه یکی از زنان خود درآید تا آنحضرت به بقیع رسید و بسیار بایستاد دو بار دستهاے مبارک برداشت و دعا کرد و باز گشت من نیز باز گشتم و پیش از رسیدن آنحضرت صلی الله علیه وسلم بخانه درآمدم و بخفتم متعاقب من حضرت علیه السلام نیز درآمد چون اثر اضطراب و تنگی نفس در من مشاهده کرد فرمود ای عائشه چه حال داری و چه شده ترا که مضطرب مینمائی من صورت حال عرض کردم فرمود ان سیاهی که پیش خود دیده بودم مگر تو بودی گفتم نعم یا رسول الله کسیست بعنف بر سینه من زد فرمود تو گمان بردی که خدا و رسول خدا در حق تو ظلم کنند گفتم یا رسول الله از خدا چیزے پوشیده نیست همچنین است که تو میفرمائی ولیکن معذور دار حکیم مرا جبلت بشریست که برین داشت و در روایتی آمده که آنحضرت صلی الله علیه وسلم بعائشه فرمود شیطان ترا برین گماشت گفت عائشه ایام را شیطانے هست فرمود هر کس را شیطانے هست گفت عائشه یا رسول الله ترا هم هست فرمود هست ولیکن شیطان من اسلام آورد پس آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمود جبرئیل علیه السلام بر من آمد و هم از بیرون خانه ندا در داد و عادت جبرئیل است که چون تو جامه مبارک از تن برکنده باشی درون ندر آید و نیز گمان بردم که تو در خوابے زیارت نکردم تا مستوحش نگردی پس جبرئیل علیه السلام وحی آورد که پروردگار تو حکم میکند که بر اهل

وتمامہ خطابات شرع ہمین حکم دارد کہ دران تغلیب حاضر بر غایب است وفرمود وصیت میکنم شمارا بتقوی
وترس از خدا یتعالے وشمارا بخدا میسپارم وخلیفہ خود می گردانم ومی ترسانم شمارا از عقاب خداوند تعالی و
من شمارا از ونذیر می بینم وباید کہ علو وعتو وتکبر بر خدا یتعالے در میان عباد وبلاد وے نکنند چہ وے تعالے
فرمود تلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین و
روایت کردہ است وارمی کہ چون نازل شد اذا جاء نصر اللہ والفتح خواند آنحضرت علیہ السلام فاطمہ
را رضی اللہ عنہا وفرمود خبر موت دادہ شدہ ام من پس بگریست فاطمہ پس فرمود آنحضرت گریہ مکن تو
اول اہل بیت منی کہ خواہی پیوست بمن پس خندہ کرد فاطمہ و صحیح آنست کہ این قصہ در مدت مرض است
چنانکہ بیاید وبود آنحضرت علیہ السلام کہ عرض میکرد مر آنرا جبرئیل ومیخواند باوی قرآن بمداومت ہر سال پس
عرض کرد درین سال دو بار واین نیز از امارت رحلت از عالم بود ودر بعضے روایات قصہ گریہ وخندہ فاطمہ
را در زیر آن ذکر کردہ اند واعتکاف می کرد آنحضرت علیہ السلام ہر سال عشرہ آخر از رمضان پس اعتکاف
کرد درین سال دو عشرہ ونماز گذارد بر شہدا احد بعد از ہشت سال از شہادت ایشان چنانکہ بطریق
توديع میباشد پس تر برامد بر منبر وفرمود من پیش روشما ام وشہید ام بر شما وموعد شما مرض است
ومن نظر میکنم بسوے حوض ہم در ینجا کہ ایستادہ ام بدرستی دادہ شدہ ام کلیدہای خزینہای زمین را
واین بشارت است بہ فتح بلاد وے زمین وبدست آمدن خزاین وے لہذا فرمود نمی ترسم من بشما کہ مشرک
شوید بعد از من ولیکن بیمے ترسم بر شما نہ دنیا را کہ رغبت کنید دران وودر فتنہ افتید وہلاک شوید چنانکہ ہلاک
شدند آن کسانے کہ پیش از شما بودہ اند واز ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ آمدہ است کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نشست بر منبر وگفت کہ مخیر گردانید خدا یتعالے بندہ از بندگان خود را میان آنکہ بدہد او را
زینت دنیا را ومیان انچہ نزد او است تعالے از اجر وثواب آخرت پس اختیار کرد آن بندہ
چیزے را کہ نزد اوست ورغبت نکرد در دنیا پس بگریست ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بشنیدن این خبر وگفت
پدران ومادران ما فدائے تو باد یا رسول اللہ وگفتند مردم ببینید بسوے این شیخ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم از حال بندہ از بندگان خبر میدہد ووی گریہ میکند ومیگوید پدران ومادران ما فدائے تو باد یا رسول اللہ
وبود رسول خدا خبر دہندہ از حال خود وبود ابو بکر داناترین ازان حال پس گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منت نہندہ
وبیکی کنندہ ترین مردم بر من در صحبت خود ابو بکر است اگر می بودم من خلیل گیرندہ از غیر خدا کسی را می گرفتم

وی توجہ نمود و بر اہل انجا ظفر یافت و بسیاری از ایشان را القتل آورد و بعضے از اشجار و منازل و بساتین و زراعات را بسوخت و قاتل پدر خود را بہ قتل آورد و غنیمت بسیار حاصل کرد و مراجعت نمود و مدت غنیمت این جیش چہل روز بود قسم چہارم در ذکر حدوث مرض و مدت امتداد و قایعے کہ در ایام مرض و در زمان وقوع یافتہ و ذکر غسل و تکفین و نماز کردن بر آنحضرت و اثبات حیات انبیا باب اول در ذکر وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم از ابتدائے مرض تا وقت رحلت سابقا معلوم شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ علیہ وسلم در حجی کہ گزارد بعد از تعلیم احکام دین اشارت کرد بر حلت خود از ین عالم و وداع کرد و اشارتہا فرمود شاید کہ در سال آیندہ در شما نباشم و لہذا این حج را حجۃ الوداع نام کردند و نزول آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی نیز اشارت کرد بآن چنانکہ گذشت و ہم در حجۃ الوداع در ایام منشی سورہ اذا جاء نصر اللہ و الفتح نازل شد و چون این سورہ نازل شد حضرت علیہ السلام با جبرئیل علیہ السلام فرمود کہ گویا مرا خبر دار میکردند کہ از ین عالم باید رفت جبرئیل علیہ السلام فرمود نعم محمود و للاخرۃ خیر لک من الاولے پس سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ در کار آخرت جد و جہد بسیار کردی نمود و بعد از ان از نزول این سورہ اکثر ذکر آنحضرت علیہ السلام بحکم امر الٰہی تعالے و تقدس کہ فرمودہ فسبح بحمد ربک و استغفرہ انہ کان توابا باین بود کہ سبحانک اللہم و بحمدک اللہم اغفر لے انک انت التواب الرحیم گفتند یا رسول اللہ چون است کہ این کلمات را بر زبان مبارک بسیار میرانی فرمود بدانید و آگاہ باشید کہ مرا العالم بقرب خوانندہ اند و امر کردہ اند و تسبیح و تحمید و استغفار و در گریہ شد گفتند یا رسول اللہ از موت می گریی و بہ تحقیق آمرزیدہ است خداوند تعالی گذشتہ و آیندہ ترا فرمود فاین اول المطلع و این ضیق القبر و ظلمۃ اللحد و این العقیمۃ و الاہوال و این تنبیہ است مرا متہ را بہ پیش آمدن این محن و بلایا و گرنہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلی و ارفع است ازان و از عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیش از وفات خویش یکماہ ما را از فوت خویش خبر داد و خواص اصحاب را بخانہ عائشہ رضی اللہ عنہا خواند و چون نظر مبارکش بر ما افتاد گریہ شد و ہمانا کہ آن گریہ از غایت رحمت و شفقت آنحضرت بر ایشان و از شدت تصور الم فراق آنحضرت بود کہ بر ایشان عارض میشد انگاہ فرمود م جبا کم اللہ و جبا کم اللہ باسلام حفظکم اللہ خرکم اللہ نصرکم اللہ رفعکم اللہ ہدا کم و فقکم اللہ اداکم اللہ و فاکم اللہ سلمکم اللہ و این دعا اگرچہ بظاہر متوجہ بجانب صحابہ است کہ حاضران درگاہ بودند ولیکن بحقیقت راجع بتمامت است و شامل ہمہ خواندہ بود

غفر اللہ لک یا امیر المومنین سیکوئی تو مرا امیر پس گفت عمر ہمیشہ ہستم کہ می خوانم ترا امیر تا زندہ ام و می گفت
رفت رسول خدا از ین عالم و تو بر ما امیر بودی و بود اسامہ نزد وفات رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہیزدہ یا نوزدہ
سالہ و بعضے بیست گفتہ اند و گویند این واقعہ در دہم ربیع الاول بود و درین روز طوایف مردم کہ مامور
بودند بر فرستن نزد اسامہ فوج فوج می آمدند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را وداع کرد بلشکر گاہ می تافتند و
دران روز مرض رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم از روزہای دیگر بیشتر بود و میفرمود جیش اسامہ را روان
کنند و روز یازدہم اسامہ از معسکر خود بعزم وداع آنحضرت آمد و بر بالین شریف حاضر شد و سر مبارک را پیش
برد و سر و دست مبارکش را تقبیل نمود و ثقل مرض بر آنحضرت چنان غلبہ داشت کہ مجال تکلم نداشت و اما
دستہا مبارک آنحضرت بجانب آسمان برآورده بر اسامہ فرود می آورد و اسامہ گفت چنان دانستم کہ مرا
دعا میکند پس اسامہ از حجرہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم بیرون آمده بلشکر گاہ آمده رفت صباح روز شنبہ
باز آمد و آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم خفتی حاصل شده بود اسامہ را وداع نمود و فرمود اخذ علی برکۃ اللہ
و اسامہ بنا بر فرموده آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ لشکر گاہ رفت و فرمان داد تا لشکر کوچ کنند و چون
خواست کہ خود سوار شود مادرش ام ایمن پیغام فرستاد کہ رسول خدا در نزع است اسامہ باز گشت
و اشراف صحابہ رضے اللہ عنہم نیز مراجعت نمودند و ابو بکر صدیق و عمر فاروق و امثال ایشان رضوان اللہ
علیہم خود در مدینہ مطہرہ بودند و بریدہ بن الحصیب لوا را بر در آنحضرت برد و چون از دفن آنسرور صلی اللہ
علیہ وسلم فارغ گشتند و خلافت بر امیر المومنین ابو بکر رضے اللہ عنہ قرار یافت حکم کرد تا لوا را بر در خانہ
اسامہ برند تا بلشکری کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مقرر فرموده بود و حکمی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کرده بنفاذ آید پس اسامہ بیرون رفت و در حرف منزل ساخت تا مردم جمع شوند درین اثنا خبر
بمدینہ رسید کہ از قبائل عرب مرتد گشتند یعنی مردم گفتند کہ اگر رفتن اسامہ موقوف باشد تا وقتیکہ خاطر
از قصہ اہل ارتداد فارغ گردد بہتر باشد مبادا کہ چون بشنوند کہ درین فرصت لشکر قوی از مدینہ بیرون
رفتہ دلیر شوند و بر مدینہ تاختن آرند و تعرضے باہل مدینہ نمایند صدیق اکبر رضے اللہ عنہ این حکایت را
قبول ننمود و گفت اگر دانم کہ بسبب فرستادن لشکر اسامہ در مدینہ لقمہ سباع خواہم شد خلاف فرمان
رسول صلی اللہ علیہ وسلم جائز ندارم فاما از اسامہ درخواست نمود کہ عمر خطاب را رضی اللہ عنہ دستوری
بہ تا نزد وی باشد پس باذن وے عمر از ان جیش متخلف شد و چون ماہ ربیع الآخر در آمد اسامہ بجانب

بودند که کوکبه خالد بن الولید رضی اللہ عنہ با لشکر عظیم رسید و عاملان سجاح از عمل ایشان معزول گردانید و
و درین معامله دو روایت است یکی آنکه در زمان امارت معاویه بود و قوم او مسلمان شدند و اسلام ایشان نیکو
شد و مقبول آمد و روایتی دیگر آنکه مسیلمه در جزیره که داشت مخفی گشت و انجا هلاک شد و بهمچنین نام و نشان
او نشنیدند و اللہ اعلم و آخر غزوات و سرایا سریه اسامه بن زید بن حارثه است که او را در روز دوشنبه بیست و ششم
ماه صفر سنه یازدهم از هجرت بجانب ابنی بفتح همزه و سکون موحده که از دیار روم است و مقتل پدر او بود
در سریه موته امیر ساخت که بر سر انجماعه تاختن آرد و آتش در خانمان ایشان زند و در رفتن تعجیل نماید تا
پیش از وصول خبر بر سر آن قوم رود و پیش از رفتن جواسیس و طلایع بفرستد در اهبران باخود ببرد
و در همین فکر بودند که روز چهارشنبه بیست و هشتم ماه مذکور آنحضرت را مرض طاری شد و تب در سر
عارض گشت و روز دیگر با وجود مرض بدست مبارک خود لوای برای او عقد نمود و فرمود اغز بسم اللہ
و فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ پس اسامه لوا را گرفت و بیرون رفت و لوا را بریده بن الحصیب داد
نادران لشکر صاحب لوا را او باشد و در حرف بفتح جیم و را و بقاف که نام موضعی است قریب مدینه مطهره و در اصل
بمعنی آب کندن است منزل ساخت تا سپاه انجا جمع شد و حکم عالی چنان صادر شد که اعیان مهاجر و
انصار مثل ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذو النورین و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیده بن الجراح
و غیرهم الاعلی مرتضی را رضی اللہ عنهم اجمعین که همراه لشکر در ان لشکر همراه اسامه باشند و این معنی بر
خاطر بعضے مردم گران آمد که غلامی را بر اکابر مهاجرین و انصار امیر گردانید و در مجلس ازین جماعه سخنان
ازین باب بظهور می آید و در رودی یافت چون این اخبار بسمع شریف رسید خاطر مبارکش رنجیده شد
و بغضب در آمد و با وجود تب و درد سر از خانه مبارک بعصابه بر بسته بیرون آمد و بر سر منبر رفت و خطبه
خواند و فرمود ای معشر الناس انچه سخن است که در باب امیر ساختن من اسامه را از شما سر بر میزند
و در باب امارت پدرش در غزوه موته نیز سخن میکردند بخدا سوگند که وی سزاوار امارت است و پدرش نیز
سزاوار امارت بود و زید از دوسترین مردم بود بمن و پسرش اسامه نیز از دوسترین مردم است نزد من
بعد از وی و هر دو مظنه خیر ند اکنون وصیت من در شان وی به نیکی قبول کنید که وی از جمله خیار شما است
پس از منبر فرود آمد و بخانه مبارک درون رفت و بعضے از فضائل اسامه نیز در سریه موته مذکور شد و آمده است
که چون عمر بن الخطاب در زمان خلافتش اسامه را دید میگفت السلام علیک ایها الامیر اسامه میگفت

صلی اللہ علیہ وسلم خروج کرد و عروج یافت و عتبہ بن حصین فزاری کہ ذکر وی سابقا در غزوہ حنین و ہوازن
گذشتہ است با قبیلہ فزارہ مرتد گشتہ و انکار نمودہ بوی گرویدند و طلیحہ دعوی میکرد کہ جبرئیل علیہ السلام بروے
می آید و وحی می آرد و اول استدراجے کہ ازوی واقع شدہ و سبب گمراہی مردم گشت آن بود کہ یک روز
با قوم خویش در سفری بود و آب با ایشان نبود و تشنگی غالب شد گفت ارکبوا علالا و اضربوا امیالا نجد وا ان شاء اللہ
یعنی سوار بر اسپ من و بروید سیلی چند می یابید اب را قوم چنان کردند و اب یافتند و باین علت اعراب
در فتنہ افتادند و چون اینخبر بہ ابوبکر صدیق رسید رضی اللہ عنہ لشکری تجہیز کرد و خالد بن الولید را امیر ساخت
بجانب طلیحہ فرستاد پس خالد روان شد تا بہ قبیلہ طی رسید و میان دو کوہ سلمی و اجا لشکرگاہ ساخت
و قبائل کہ دران نواحی بر اسلام باقیماندہ بودند باوی ملحق شدند و محاربہ کردند و لشکر فزارہ نیز فرار نمودہ
و عتبہ بن حصین کذب او را دریافت و با بنی فزارہ فرار نمود و لشکر طلیحہ ازہم پاشید نیز بگریخت و بشام
رفت و قبایلی کہ مرتد گشتہ بودند باز باسلام معاودت نمودند بعد ازان طلیحہ نیز آمد و مسلمان شد و در حرب
نہاوند بدرجۂ شہادت رسید رضی اللہ عنہ و اما سجاح بحیم و حاء مہملہ در آخر بوزن قطام بنت الحارث بن
سوید از بنی ربوع زنی بود کہ در بنی تغلب دعوی نبوت کرد قومی بوی بگرویدند و زمان و مکان او و مسیلمہ
نزدیک بود کہ گروہی باوی موافق گشتند مسیلمہ ترسید کہ اگر بوی متعرض گردد مبادا قبایل کہ دران نواحی
اند باوی اتفاق نمودہ بر تمامہ یمامہ غالب آیند پس تحف و ہدایہ بمجلس سجاح روان کرد و استدعاء
حضور وے نمود و گفت بعضی اسرار نہانی است کہ مشافہہ در میان باید آورد سجاح فرمود تا خیمہ زدند و بعضی
عطریات و ادانی و اغانی آراستہ و پیراستہ گردانیدند پس مسیلمہ انجا رفت و ہر دو در خیمہ درآمدند و حکایات
ازہر باب در میان آوردند و مسیلمہ ہدایات و مخترعات خود را کہ داشت بروی عرض کرد و گفت خیر تا شما
کہ نسبت مناکحت در باید پدید آید سجاح ہر چہ مسیلمہ گفت باور کرد و نبوت او را مسلم داشت و سہ روز باہم بودند
و عجب کہ درین سہ روز زنا بایک دیگر نکردہ باشند و بعد از عقد مناکحت سجاح نزد قوم خود رفت و مسیلمہ بفرقۂ خود
پیوست قوم سجاح ازوی پرسیدند کہ قصۂ شما چہ شد گفت حقیقت پیغامبری وے بر من ظاہر گشت و در عقد
نکاحش درآمدم پرسیدند کہ مہر چہ قرار یافت او گفت فرصت تعیین مہر نشد گفتند نکاح بی مہر نمیباشد
برو تشخیص کن پس سجاح نزد مسیلمہ آمد و طلب تعیین مہر کرد گفت نصف غلات یمامہ ترا مسلم باشد و زیادہ
بران نماز بامداد و خفتن را بر ما تو تخفیف کردم و جماعہ را گفت کہ غلات مذکور را حاصل کنند درین مہم

ظاهر میشد و دلهای مردم را بسخنان خویش مائل میساخت و با وی دو شیطان قرین بود چنانکه کاهنان میباشند
که او را از حوادث دهر اخبار میکردند و تمام قصه و شرح حال و مبدا و مال این ملعون آنست که باذان را
بنائب کارس که در یمن کماشته کسری بود و در آخر توفیق اسلام یافت و آنحضرت صلی الله علیه وسلم بروی حکومت صنعا مین تقرر داشت
چون مرد حضرت مملکت او را قسمت کرد بعضے ازان پسر او شهر بن باذان را داد و بعضی بموسی اشعری و بعضے بمعاذ بن جبل رضی الله عنهما چنانکه گذشت
پس اسود که خروج نموده و دعوت نبوت کرده بود با لشکر خویش بر اهل صنعا غالب آمد و آن مملکت در حیطه تصرف خویش
آورد و شهر بن باذان را کشت مرزبانه را که حلیله شهر بن باذان بود بخواست فروه بن مسیک که عامل رسول صلی الله علیه
وسلم بود بر قبیله مراد مکتوبے بحضرت نوشت و کیفیت واقعه را اعلام نمود و معاذ بن جبل و ابو موسی اشعری که در ان نواحی
بودند خود را باتفاق یکدیگر بحضرت اند اختند چون این خبر بحضرت رسالت صلی الله علیه وسلم رسید بانجماعه نامه نوشت که اتفاق
نموده بهر طریق که توانند در دفع شر اسود بکوشند و دفع مادهٔ فساد نمایند پس متابعان او همه در یک موضع جمع شدند
و پیغام بمرزبانه فرستادند که این مرد یعنی اسود پدر و شوهر ترا کشته بعیشت تو باد و هر چه طریق باشد گفت و دشمن ترین خلق
خدا است نزد من گفتند پس بهر طریق که دانی و هر طور که میتوانی در دفع این لعین تدبیر کن مرزبانه فیروز
دیلمی را که پسر عم مرزبانه بود و خواهر زاده نجاشی و در سال دهم آمده بود و مسلمان شده و شخصے دیگر را دو به نام
مقرر ساخت که شب از دیوار خانه بقعر زده در وقت خواب اسود در آیند و او را بقتل رسانند و چون شب موعود
در آمد مرزبانه او را خمر صرف با فراط داد تا بخواب مستی فرو رفت و بر در خانه هزار مرد پاس میکشتند فیروز با جمعی دیوار
خانه را بقعر زدند و سر مشوم او را از تن جدا کردند و در انحالت آوازی سخت مثل آواز گاو ازوی برآمد چنانچه پاسبانان
شنیدند و پیش دویدند مرزبانه از خانه باستقبال ایشان بیرون آمد که خاموش باشید که وحی بر پیغمبر ما آمده
و چون صبح شد موذن ازان حالت وقوف حاصل کرده در اذان بعد از شهدان محمد رسول الله گفت
و اشهد ان عنهله کذاب عمال آنحضرت صلی الله علیه وسلم خبر بحضرت فرستادند و بعد از وفات آنحضرت این خبر
بمدینه رسید فاما پیش از وفات بیک شبانروز حضرت را بکیفیت واقعه بوحی معلوم شده بود فرمود که امشب
عنسے کشته شد مردی مبارک از اهل بیت مبارک او را بقتل آورد که نام او فیروز است و فرمود نماز فیروز
و بعضے از ارباب سیر ذکر کرده اند که قتل این لعین در زمان خلافت ابو بکر صدیق رضی الله عنه شده که
عکرمه بن ابی جهل را که با فوجی از اهل اسلام بامارت فرستاده بود و درین واقعه نیز قتل اسود بدست فیروز
بود اما اکثر محدثان و علمای سیر بر انند که گذشت و اما طلیحه بن خویلد از قبیله بنی اسد بود که بعد از رحلت آنحضرت

من مسیلمہ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد فان الارض نصف لقریش نصف ولکن قریشا قوم یعتدون
چون نامہ بحضرت آمد در جواب نوشت من رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب اما بعد فان الارض للہ یورثہا
من یشاء والعاقبۃ للمتقین پس مسیلمہ بر کفر اصرار نمود و سجعہائے نامطبوع و ہذیانات در برابر قرآن مجید
بری بست کہ مضحکہ عقلای عالم باشد و بزور علم نیرنجات شعبدہ کارہای غریب بوجود می آورد و
ہر چہ نمودی از خوارق بر عکس و بر خلاف مدعای او آمدی چنانکہ اگر یکی را بدرای عمر دعا کردی الی
بردی و اگر بر بینائی چشم دعا کردی در حال کور شدی و چون شنید کہ محمد علیہ السلام مضمضہ کردہ از آب
آن در چاہ انداخت آب چاہ افزون شد و شیرین گشت وی نیز آنچنین کرد آب چاہ در زمین فرو رفت
و شور گشت و کودکی را نزد او آوردند و دست بر سر وی مالید اقرع گشت و انگشت در کام کودکی کرد
شکستہ زبان شد و نوبتی در بستانی وضو ساخت و آب وضو در ان پاشید دیگر در ان بستان گیاہ
نرست و عادت اللہ جاری است بران کہ خارق بر دست کاذب موافق مدعا ظاہر نگردد و مردی
پیش وی گفت دو پسر دارم در بارۂ ایشان دعا کن بخیر و برکت دست بر آورد و دعا کرد آمد بخانہ رفت
یک پسرش را گرگ ربودہ بود دیگر در چاہ افتادہ و مردہ و عجب کہ آن قوم چندان مشاہدہ این امور
بوی بی اعتقاد نمی شدند و بیزاری نمی گشتند جماعہ جہال احلاف اصحاب اعراض بودند کہ نظر بفرضی
کہ داشتند بسوی بردند و چون حضرت از ینہمان رحلت کرد کار او بمرتبہ رسید کہ زیادہ از صد ہزار کس
جہال بروی گرد آمدند آخر در زمان خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ از دست خالد بن الولید کہ با شصت ہزار
کس بسر او رفت وی با چہل ہزار مرد جنگی برآمد و میان فریقین مقاتلہ عظیم واقع شد اگرچہ نخست
تزلزل در لشکر مسلمانان افتاد آخر بحکم الاسلام یعلو ولا یعلی ہزیمت غرور و بگریخت و گروہی از
اہل اسلام در دنبال وی رفتند و وحشی کہ قاتل حمزہ بن عبد المطلب بوی رسید خواست کہ بدان حربہ
کشتہ بود بیرون اندازد و بدو وحشی فرستاد و اینجا گفت انا قاتل خیر الناس فی الکفر او قاتل
شر الناس فی الاسلام و اما اسود عنسی بفتح عین مہملہ و سکون نون منسوب بود بعنس بن مذحج بفتح
میم و سکون ذال معجمہ و کسر حاء مہملہ جیم در آخر و مہملہ بہ تحتانیہ نام اوست و او را ذی الخمار میگفتند
بخمار معجمہ زیرا کہ خماری بر روی خود می انداخت و بعضے این کلمہ را بجاء مہملہ خواندہ اند و وجہ تسمیہ این گفتہ
کہ میگفت تخصے بر من ظاہر میشود راکب بر حمار و میگویند کہ وی گاہی بود بغایت مستعد کہ امور عجیبہ از وی

اسود عنسی مدعی نبوت

و همدرین سال جبرئیل علیه السلام بصورت مردی سخت سیاه موی سخت سفید جامه در غایت حسن و جمال در مجالس شریف وی صلے اللہ علیہ وسلم طلوع کرد بانکه حاضران مجالس مبارک در تعجب و تحیر بماندند آمد و زانو بزانوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نشست و بدستهای خود را بر هر دو ران آنحضرت یا بر دو ران خود نهاد عبارت حدیث محتمل بر دو معنی است از معنے اسلام و ایمان و احسان و قیام علامات آن سوال کرد آنحضرت علیه السلام همه را جواب فرمود و ناگاه از مجالس شریف بیرون رفت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرمود بروید و او را بطلبید یاران بیرون رفتند و هر چند جستند نیافتند حضرت فرمود این جبرئیل بود که شما را تعلیم دین کند و این حدیث را حدیث جبرئیل میگویند و کتب احادیث بذکر آن مشحون اند و در اول کتاب مشکوة المصابیح نیز مذکور است احتیاج بشرح آن در نیجا ندارد ذکر وقائع سال یازدهم

ذکر وقائع سال یازدهم

و قصه مرض و وفات آنحضرت علیه السلام و ما یتعلق بها آورده اند که چون رسول خدا صلی اللہ علیه وسلم از حجة الوداع مراجعت فرمود بعضے از اشقیا و جهال را داعیهٔ نبوت پیدا شد مسیلمه بن ثمامه و اسود بن کعب عنسی و طلیحه بن خویلد اسدی و زنی که نام او سجاح بنت الحارث بن سوید تمیمه بود و اما مسیلمه مشهور ترین این اشقیا بود و او را مسیلمه کذاب میگفتند و او خود را رحمن الیمامه میگویانید زیرا که میگفت شخصے که بمن وحی می آرد رحمان نام دارد و ظاهر آنست که خود را رحمان نام میکرد جاهل بانکه این نام مخصوص حضرت عزة است جل جلاله و بودان ملعون کبر سن به سال جبال و سالها گذشته که سال دهم وی با وفد بنی حلیفه بمدینه مطهره آمد و چون قوم بمجالس شریف حضرت آمدند و مسلمان شدند تخلف نمود و گفت اگر محمد امر بعد از خود خلیفه سازد مسلمان میشوم و متابعت او مینمایم آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم بمنزل آن لعین رفت و بر سر وی ایستاد و در دست حضرت شاخ خرمائے بود فرمود اگر از من این شاخ خواهی نتوانی داد جزانچه حکم الهی است در مسلمانان و فرمود اگر تو بعد از من بمانی خدا تعالی ترا هلاک گرداند بحکم واقعه که آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم دیده بود که گویا در دست وی دو سوار بود از ان جهت محزون بود پس حکم آمد که بر انها بدم چون بدمید هر دو نابود شدند و آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم تعبیر کرد این خواب را بدو کذاب صاحب یمامه و صاحب صنعا یعنے مسیلمه و اسود و بر واقعی در رقعه اسلام درآمد و چون مسیلمه ببلاد خویش مراجعت نمود مرتد شد و دعوی نبوت کرد و خمر و زنا را حلال گردانید و فریضه نماز ساقط کرد و جماعه از اهل فساد منقاد و تابع او شدند و نامه بسوی آنحضرت فرستاد و نوشت که

خریدہ از سیب خویش آویختہ بود و این ابیات می خواند ابیات اف للدنیا اذا کانت کذا + ان منہا کل یوم فی اذی + ولقد کنت اذا قیل من + انعم الناس معاشا قیل ذا + ثم بدلت بعیشی شقوۃ جند ہذا الشقاء جندا + این چنین در روضۃ الاحباب گفتہ و احوال ذی الکلاع را نوشتہ و او را ملوک طوائف داشتہ و در صحاح جوہری از ملوک یمن گفتہ و در قاموس گفتہ ذو الکلاع الاکبر زید بن النعمان و الاصغر متمشع بن اکور بن عمرو بن یعفر بن ذی الکلاع الاکبر و ہما من اذواء الیمن و التکلع التجالیف و التجمع و بہ سمی ذو الکلاع الاصغر لان حمیر اتکلعوا علی یدہ ای تجمعوا قبیلتین ہوازن و ضرار فانہما تکلعنا علی ونی الکلاع الاکبر و گفتہ السابعۃ ملوک الیمن الواحد تبع و لا یسمی بہ الا اذا کانت لہ حمیر و خضرموت و در تفسیر قول حق تعالے اہم خیر ام قوم تبع آمدہ کہ تبع حمیری بسر کرد بلاد را بجیوش و بنا کرد حمیر را و بنا کرد سمرقند را و بعضے گفتہ اند ہدم کرد سمرقند را و وی مومن بود و قوم وی کافر و روایت کردہ شدہ است از رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمود نمیدانم کہ تبع پیغمبر بود یا نہ و ملوک یمن را تابعہ گویند چنانکہ قبال گویند و بعضے احوال تبع در تاریخ مدینہ مطہرہ نوشتہ شدہ است و درین سال ابراہیم بن رسول صلے اللہ علیہ وسلم وفات یافت و در انروز آفتاب را گرفتند و گفتند مردم کہ گرفتن آفتاب از سبب موت او است رضی اللہ عنہ و معہود و مشہود بود میان مردم کہ وقوع آن بسبب حادثہ عظیم چنانکہ موت یکی از عظما و مانند آن می باشد چون این سخن بسمع شریف رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم رسید فرمود کہ شمس و قمر دو آینہ اند از آیات الہی یعنے دلالت میکنند بر کمال قدرت و عظیم صنعت او تعالے و دلالت میکنند بخسوف و کسوف خود بر کمال قدرت و سلطنت باری تعالے و باعث عبرت اند مر اہل دانش و بینش را کہ در یک ساعت باان نورانیت و ہیبت و جلالت کہ روی زمین را روشن داشتند مظلم و مکسوف شدند ہم چنین قادر است وی سبحانہ کہ نور ایمان و علم از آدمیان کشف کند و تاریک گرداند و موت و حیات کسی را و ظل نیست دران پس چون بہ بینند کہ منکشف گشتہ اند ذکر خدا کنند و صدقہ و اعتاق کنند و در روایات آمدہ است کہ موت ابراہیم رضی اللہ عنہ روز عاشورا یا در دہم ربیع الاول بود و درین روز ابطال منجمان است کہ میگویند کہ گرفتن آفتاب نمی شود مگر در سہ روز آخر ماہ و مکمل نیست مگر این چنین نعم عادت مر این جاری است و حق تعالے قادر است بر خرق عادت و اللہ علی کل شئی قدیر و باقی احوال ولادت و وفات ابراہیم رضی اللہ عنہ در محلش خود بیاید ان شاء اللہ تعالے

دی گویند که صحابه غیر از چندین تن همه کافر رفتند و قاضی ابوبکر باقلانی گفته که در آنچه رفته اند رد و نقض
ابطال اسلام تمام زیرا که چون کتمان نصوص شیمه صحابه است و ظلم و افترا و کذب و خیانت در اول احکام
اسلام بغرض نفسانی از ایشان واقع شده دیگر هر چه از احادیث و اخبار از ایشان مروی شده
روز و باطل باشد بلکه این منقصت راجع بحضرت رسول میگردد صلی الله علیه وسلم که در صحت ادای
برآمدند و بعلی مرتضی نیز که تهاون و تقصیر در طلب حق ورزید و تائید آن کرد این کلام شیخ ابن حجر
است در صواعق و هنوز طول دارد در آنچه ذکر کردیم کفایت است والله اعلم و درین سال
جریر بن عبد الله بجلی را بر ذی الکلاع به فتح کاف بن کور بن حسب بن مالک بن حسان بن تبع
که یکی از ملوک طایف بود و خلق کثیر او را بخدائی کسے پرستیدند و مطیع وی شده بودند فرستاد و هنوز
جریر از نزد وی مراجعت ننموده بود که حضرت علیه السلام وفات یافت و ذی الکلاع تا زمان عمر
بن الخطاب بود رضی الله عنه و از مواهب لدنیه مفهوم میشود که هم بدست جریر اسلام آورده گفته است
که فرستاد آنحضرت جریر بن عبد الله را به سوی ذی الکلاع و وی عمر و تا دعوت کند ایشانرا باسلام
پس مسلمان شدند و جریر نزد ایشان بود و در روضة الاحباب میگوید که وی تا زمان عمر بن الخطاب
بر کفر بماند و در ایام خلافت عمر بمدینه آمد و بادی هزار غلام بود و با غلامانش همه یکبار مسلمان
شدند و از انجمله چهار هزار آزاد کرد عمر گفت ای ذو الکلاع آنچه باقی مانده است از غلامان تو بفروش که
دو دانگ بهائے آن همچنان نقد دهم و دو دانگ بر من نویسیم و دو دانگ بر شام ذی الکلاع گفت امروز
مرا مهلت ده که با وجود فکرے کنم چون بمنزل خویش آمد بقیه غلامان خود را آزاد کرد روز دیگر به مجلس شریف
امیر المومنین عمر رفت فرمود رای تو در حق غلامان چه قرار یافت گفت خدا تعالی آنچه بهتر بود مراد
ایشانرا اختیار کرد عمر گفت آن چیست گفت همه را برای خدا تعالی آزاد کردم عمر رضی الله عنه تصویب
و تحسین وے فرمود آنگاه گفت یا امیر المومنین مرا گناهی عظیم است و گمان نمی برم که حق تعالی آنرا
ببیامرزد فرمود کدام ست گفت روزی از جماعتی که مرا لتعبد میگویند چنان گشتم بعد ازان از مکانی فرود
با ایشان نمودم چون مرا دیدند قریب صد هزار کس مرا سجده کردند عمر فرمود تو به خالص بنصوص دامنت
بدرگاه حق و پراگندن دل از گناه سبب امیدواری به مغفرت خداوند تعالے است هر چند گناه بزرگ و
بسیار بود و گفته اند که چون سلمان گشت او را دیدند که ترک سلطنت نموده بود و مقداری از گوشت پدر ہی

در وقت خلافت پس سکوت وی رضی اللہ عنہ از احتیاج ایام خلافت دلیل است بران کہ نص
است در وی بر خلافت وی عقب وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود آنکہ رضی اللہ عنہ بتصریح
کردہ است کہ نص نیست از آنحضرت بر خلافت وی و نہ خلافت غیر وی چنانکہ در اخبار صحیح آمدہ است
کہ پرسیدند از وی رضی اللہ عنہ کہ این ہمہ قتال و جرات کہ از شما بوجود آمد ایا بالنص از حضرت رسول صلی اللہ
علیہ وسلم درین باب دارید یا چیزے است کہ برائے واجتہاد خود کردید فرمود کہ ہیچ نص نیست درین باب
ولیکن چون در زمان پیش از امور دین وملت منسق و منتظم و اسباب اجرائے احکام مربوط و محکم بود تعرض
کردیم بان راضے بودیم بدان و چون دیدم کہ کارخانہ دین وملت از انساق و انتظام افتاد و رعایت
نصیحت خلق و ملاحظہ تقویت دین بران داشت کہ نہ مجال صبر و تغافل است واللہ اعلم و در صحیح بخاری
وغیرہ آمدہ کہ علی و عباس رضی اللہ عنہما از نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مرض موت برآمدند و عباس
بعلی گفت بطلب امر را از حضرت اگر در ما باشد بدانیم آنرا از حضرت پس علی گفت من نمی طلبم ترسم کہ
طلبم و ندہد الحدیث و اگر این حدیث مذکور نص مے بود در امامت وی رضی اللہ عنہ چہ حاجت می بود
بر اجابت آنحضرت و پرسیدن از وی صلے اللہ علیہ وسلم و گفتن عباس رضی اللہ عنہ کہ اگر این امر در ما
ما باشد و بدانیم آنرا با قرب عہد بیوم غدیر خم مانند دو ماہ کماش و تجویز نسیان تمامہ صحابہ قضیہ یوم
غدیر را و پوشیدن ایشان آنرا با وجود علم بدان از ان قبیل است کہ عقل تجویز نمیکند آنرا و آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بعد از روز غدیر خم خطبہ خواند و اشکار اکرد حق ابوبکر و عمر را گفت اقتدا و بالذین بعدی
ابی بکر و عمر و بہ تحقیق ثابت شدہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حث کردہ است بر مودت اہل بیت
خود و محبت و اتباع ایشان و فرق است میان محبت و خلافت شیعہ میگویند کہ صحابہ دانستند این نص
را و لیکن اتباع نکردند آنرا و القیا دنمودند بر ظلم و عناد و مکابرہ و امیر المومنین کہ ترک طلب و احتجاج
کرد از محبت تقیہ بود و شیخ گفتہ کہ این کذب واضح است زیرا کہ وی رضی اللہ عنہ قوت تمام داشت
و کثرت بی اندازہ و شجاعت و بر اخود چگونہ بود با وجود آنکہ از حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نص شنیدہ باشد
احتجاج بدان نیارد و عمل بدان نکند از محالات است و چون ابوبکر احتجاج کرد بحدیث الائمہ من
قریش چرا نگفتند کہ نعم ہمچنین است و لیکن نص بر خصوص علی واقع است احتجاج برین فائدہ ندارد و بیہقی
از امام اعظم ابوحنیفہ آوردہ است کہ گفت اصل عقیدہ رافضی تفضیل است و رافضی قائل نیست بغیر ایشان

در روایت نکرده اند آنرا از اہل حفظ و اتقان که در طلب حدیث طواف بلاد و سیر امصار کرده اند مثل بخاری و مسلم و واقدی و جز ایشان از اکابر اہل حدیث و این اگرچہ مخل نیست بصحت حدیث و لیکن دعوی تواتر در مثل آن از عجب عجایب و ایشان شرط کرده اند تواتر را در حدیث امامت قدیر بر و اہل سنت و جماعت رد کنند بر شیعہ و کلام ایشان در ینمقام طویل است در صواعق محرقہ مذکور است و ما چیزے ازان بطریق اختصار بیاریم گفتہ است لا نسلم کہ مولی در ینجا بہ معنی حاکم و والی است بلکہ بمعنی محبوب و ناصر است و لفظ مولی مشترک است میان معانی متعددہ معتق و عتیق متصرف در امر و ناصر و محبوب و تعیین معانی مشترک بید لیل اعتبار دارد و باد ایشان معتقدین بر صحت ارادت محبوب و ناصر و علی رضی اللہ عنہ و کرم وجہہ سیدنا و ناصرنا و حبیبنا سیاق حدیث و نیز در ینمعنی ناظر است و بودن مولی بمعنی امام معلوم و معہود نیست در لغت و نہ در شرع و ہیچ یکے از آئمہ لغت ذکر نکردہ است کہ مفعل بمعنی افعل می آید و میگویند کہ این چیز اولی است از فلان چیز و میگویند مولی است ازوی پس عرض از تنصیص بر موالات تبلیہ است بر اجتناب از بعض و بے رضی اللہ عنہ زیرا کہ تنصیص بران وافی تر و موکد تر است مزید شرف او را رضی اللہ عنہ از نجہت تقدیر کرد قول خود الست اولی بالمومنین من انفسہم و دعا نیز از نجہت است و در بعضی طرق ذکر اہل بیت بنوت عموما و ذکر علی رضی اللہ عنہ خصوصا آمدہ چنانکہ نزد طبرانی و غیر او بسند صحیح آمدہ و این دلالت دارد کہ مراد حب و ترغیب و تاکید محبت ایشان است و نیز آمدہ است کہ سبب ورود این حدیث آنست کہ بعضے کہ با علی رضی اللہ عنہم در یمن بودند و شکایتی ازوے رضی اللہ عنہ در بعضے امور و انکاری بروے نمودند چنانکہ بریدہ اسلمی و ذکر ان در سریہ علی بجانب یمن پیش از ذکر حجۃ الوداع گذشت و در صحیح بخاری آمدہ است و وے نیز تصحیح آن نمود پس روے مبارک آنحضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم متغیر گشت و فرمود الست اولی بالمومنین من انفسہم الحدیث و صحابہ را نیز جمع کرد و تاکید نمود در ینباب بگفت بریدہ و پس گشت علی دوستترین مردم نزد من گفت شیخ الکن حجر سلمنا کہ بمعنی اولی است لیکن از کجا لازم آمد کہ اولی بامامت یا مراد است بلکہ تقرب و اتباع چنانکہ در قرآن مجید میفرماید ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ و دلیل قاطع بلکہ ظاہر دلیلی باین احتمال نداریم سلمنا مراد اولی بامامت است اما دلیل نیست بر امامت فی الحال بلکہ در مال و در وقت تعیت مراد او لتقدیم آمدہ ثالثہ ثابت است باجماع و علی رضی اللہ عنہ نیز در ان اجماع داخل است و بقرینہ چیزہای دیگر کہ مصرح است بخلاف ابی بکر بعبارتے صلی اللہ علیہ وسلم و چگونہ نص باشد بر امامت و حال آنکہ حجت نیاورد علی و عباس رضی اللہ عنہما و نہ غیر ایشان وقت حاجت بدان بلکہ احتجاج آورد علی رضی اللہ عنہ

آنها بچه کیفیت خواهید نمود و آن دو امر بعد از من از یکدیگر هرگز جدا نخواهند شد تا در لب حوض کوثر من رسند
آنگاه فرمود خدا مولای من است و من مولای جمیع مومنانم بعد ازان دست علی را بگرفت و فرمود اللهم من کنت مولاه
فعلی مولاه خداوندا کسیکه من مولای اویم پس علی مولای اوست اللهم وآل من والاه وعاد من عاداه خداوندا
دوست دار کسی را که دوست دارد علی را دشمن دار کسی را که دشمن دارد علی را و در روایتی این زیادت آمده انصر
من نصره واخذل من خذله یاری ده کسی را که یاری دهد علی را فرو گذار دیاری مده کسی را که فرو گذارد و یاری
ندهد علی را و ادر الحق حیث دار و بگردان حق را با علی بهر سو که بگردد و آمده است که ملاقات کرد علی را عمر رضی الله
عنه بعد ازین حکایات و گفت گوارنده باش و شاد باش اے پسر سبطا لبکه صبح کردی و شام کردی و گشتی
مولای هر مومن و مومن زن روایت کرده است این حدیث را احمد از براء بن عازب و زید بن ارقم کذا فی المشکات
بدانکه از حدیث غایت فضل و تکریم است مر علی مرتضی را کرم الله وجهه و تحریض و ترغیب است مر مومنان را بر
محبت و موالات او و اجتناب و احتراز از بغضے و عداوت او چنانکه در حدیث دیگر آمده است که دوست ندارد
علی را مگر مومن و دشمن ندارد او را مگر منافق ولیکن در دلالت وی بر استحقاق علی رضی الله عنه و نصب او
بامامت نزد اهل سنت و جماعت سخن است و شیعه تمسک کرده اند در ادعاے نص قطعی بامامت بدلیل و قول
آنحضرت است اولی بکم نه ناصر و محبوب و الاحتیاج و مجمع کردن صحابه رضی الله عنهم و خطاب کردن ایشان
و این مبالغه نمودن و دعا کردن مر او را رضی الله عنه نبود زیرا که مسلم است وی و همین شناخت آنرا
هر یکی را از صحابه و این حدیث صحیح است و روایت کرده اند جماعتی ترمذی و نسائی و احمد و طرق او کثیر است
و روایت کرده اند جمعی کثیر از صحابه و گواهی داده اند بدان مر علی را در وقتیکه نزاع کرده شد با وی در ایام خلافت
وی و بسیاری از اسانید وی صحاح و حسان است و التفات نیست بقول کسیکه سخن کرده است در صحت
وی و نه بقول بعضے که گفته اند زیادت و آل من والاه موضوعست زیرا که وارد است از طرق متعدده که
تصحیح کرده است آنرا ذهبی و غیر وی و کذا قال الشیخ ابن حجر فی الصواعق المحرقة و گفت شیخ ولیکن ما
میگوییم بشیعه بطریق الزام که ایشان اتفاق کرده اند بر اعتبار تواتر در دلیل امامت و گفته اند که تا حدیث
متواتر نباشد بدان استدلال بر صحت امامت نتوان کرد و یقین است که این حدیث متواتر نیست و
با وجود خلاف در صحت آن اگرچه آن خلاف مردود باشد بلکه طعنه کننده دران بعضے از ائمه حدیث و عدول
ایشانند که رجوع است بایشان درین امر مثل ابی داود سجستانی و ابی حاتم رازی و جز ایشان

وبردیگرے بر حجر واین التزام مستحب است کہ بعد از طواف وداع بکنند و نیز بر سر زمزم رفت و بہ نفس نفیس خود
ولوی ازان بکشید و بخورد و بقیہ آنرا در چاہ انداخت و در وقت وداع پای پس رفت متحسرانہ کہ باد ہم چنین
سنت است از وقت وداع خانہ کعبہ و نماز جمع برابر کعبہ کرد و در نماز سورہ و الطور خواند و بعد از نماز روان شد
و چون در راہ بمنزلہ روحا رسید در شب جمعی از سواران را دید بر ایشان سلام کرد و گفت شما چہ کسانید گفتند
ما مسلمانانیم شما چہ کسانید فرمود من رسول خدایم پس زنی پیش آمد و کودک خود را از محفہ برداشت و
پیش آورد و گفت یا رسول اللہ طفل راجح درست باشد فرمود آری او راجح باشد و ترا نیز ثوابی باشد و
چنان بذوالحلیفہ رسید شب آنجا اقامت کرد و صباح بمدینہ روان شد و عادت شریف در قدوم آوردن بمدینہ
وقت چاشت بود و از قدوم آوردن بخانہ در شب نہی میفرمود و دوست میداشت کہ قادم بیشتر چیزے
باہل خانہ بفرستد تا ایشان استعداد و تہیہ قدوم وے کنند و چون مدینہ مطہرہ را دید بتصور عظمت و کبریای الٰہی
و ظہور آثار قدرت نامتناہی وے عز و علا و مشاہدہ انوار و اسرار این بلدہ طیبہ و ملاحظہ شرف و بزرگی
این مقام عالی سہ بار تکبیر بر آورد و بعد ازان بنسبت مستمرہ خویش کہ در وقت قدوم ببلد داشت و بشکر آن
واعانت و نصرت و کمال دین و اتمام نعمت و رجوع بخیر و عافیت و وصول بمقر امن و سلامت گفت

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد و ہو علی کل شئ قدیر ایبون تائبون عابدون ساجدون
لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ و نصر عبدہ و ہزم الاحزاب وحدہ و اعز خندہ فلا شی بعدہ پس بمدینہ
مطہرہ آمد و الحمد للہ علی اتمام النعمۃ و الاتمام و وصل و در اثنای طریق مراجعت چون بمنزل غدیر خم
رسید کہ از نواحی جحفہ در میان مکہ معظمہ و مدینہ مطہرہ است ردی مبارک سوی یاران کرد و فرمود انتم
تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم یا مینید شما کہ من نزدیکترم دوسترم بمومنان از ذوات ایشان
چنانکہ در قرآن مجید ہم مذکور است کہ النبی اولی بالمومنین من انفسہم و در روایتی آمدہ است کہ سہ بار فرمود
این لفظ را و معنی را و معنی آن است کہ من امر میکنم مومنان را مگر بانچہ صلاح و نجات و خیریت و نیاد آخرت
ایشان در ان باشد بخلاف نفوس ایشان کہ گاہی بشر و فساد نیز می خواند قالوا بلی گفتند صحابہ آرے
تو نزدیک ترین و دوست ترین بمومنان ہستی از نفوس ایشان و در روایتی آمدہ است کہ فرمود گویا مرا
عالم خواندند و من اجابت نمودم بدانید کہ من در میان شما دو امر عظیم میگذارم و یکی از دیگری بزرگتر است
قرآن و اہل بیت من بینید و احتیاط کنید کہ بعد از من باین دو امر چگونہ سلوک خواہید کرد و رعایت حقوق

وصل

و مکہ را البطحا و الابطح نام است از ینجاست و ظہر و عصر و مغرب و عشا انجا گذارد و این تخصیب بعضی علما میگویند امری اتفاقی بود کہ ابو رافع گماشتہ و عہدہ دار خانہ آنحضرت بود اتفاقا خیمہ انجا زد پس آمد و ہمانجا نزول کرد و بعضے میگویند از سنن حج و از تمام مناسک او است چہ آنحضرت در سفر مودانا تازیون غدا انشاء اللہ تعالی بخیف بنی کنانہ و کافران در ینمقام سوگند خورده و عہد بستہ بودند کہ با بنی ہاشم و بنی المطلب ہیزش نکنند و مناکحت و مواصلت ننمایند تا انوقت کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بتسلیم ایشان کنند پس حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نزول در محصب قصد کرد کہ شعار اسلام ظاہر کنند در ان محل کہ ایشان شعائر کفر ظاہر کردند و شکر نعمت حق بجا آرد و غالب آنست و اللہ اعلم کہ توقف و اہمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تا وقت عشا بہ جہت اعتماد عائشہ رضی اللہ عنہا بود کہ اگر آن نمی بود شاید وقوف نکرد این نیز میگویم چون این بندہ ضعیف صاحب این تالیف در خدمت شیخ امام اجل اکرم عبد الوہاب متقی قادری شاذلی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ از مناسبہ محصب آمد نماز ظہر در ینمقام بگذارند و بخواب رفتند و نماز دیگر نیز ادا نا فرمودند ازینقدر در آخر از شرف و سعادت اتباع کافی است و این عبارت بر ریش عرب فرمودند و ہذا القدر کفی نیز آید انشاء اللہ تعالی داند کی از شب بخسپید و چون بیدار شد سوار گشت و بمکہ رفت و طواف وداع کرد و این طواف واجب است بر غیر اہل مکہ و درین طواف امل نکرد و لیکن رکعتین طواف کردچہ آن وظیفہ طواف است مطلقا و اجبا کان او نفلا و ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا درین شب رغبت کرد کہ عمرہ بگذارد و او را اجازت داد و برادر او عبد الرحمن بادی فرستادند تا بہ تنعیم کہ بیرون حرم است رفت و احرام بست و بمکہ آمد و عمرہ تمام کرد و ہنوز شب تمام نشدہ بود کہ از اعمال عمرہ فارغ شد و بمحصب رجوع کرد پس آنحضرت ندا فرمود و بر جمل و ہمہ رحلت کردند و بمدینہ روان شدند و از جانب اسفل مکہ کہ آنرا کداگویند بفتح کاف بر خلاف راہی کہ از ان در آمدہ بود کہ اعلا، مکہ است برامد چنانکہ عادت شریف بود در اختلاف طریق در درامدن و برامدن و بعضے فضلا گفتہ اند کہ درامدن از جانب علو از برای تعظیم و اعلاء شان بیت اللہ بود و بیرون آمدن از جانب اسفل بجہت تحزن بر فراق وی کرد و گویند کہ سنت ابراہیم علیہ السلام و نیز اینچنین بود و در وقت وداع وقوف کرد و ملتزم و دعا کرد و آمدہ است کہ ہیچ آفریدہ نیست کہ در ملتزم بایستد و دعا کند و حاجت خود را از حضرت رب العزت درخواہد الا حاجت او را گردد و ملتزم بین حجر الاسود و باب کعبہ را گویند زیرا کہ التزام میکنند آنرا دمی چسبند بدان و مسافت بین ان یکتاع است چنانکہ یک کف دست پر در باشد

بر مردم بود تا مجموع حاضران او را مشاهده کنند و کیفیت طواف را بیاموزند و آداب و احکام آنرا معلوم کنند
و بعضے میگویند دریای رحمتی بود و ازدحامے ضرورت طواف سوار کردن ناقه آنحضرت مامون بود از تلویث مسجد
و در زمان بنا باز گشت و نماز ظهر را در منا گذارد همچنین است در صحیحین از ابن عمر و در صحیح مسلم بروایت دیگر
از عائشه و جابر آمده است که نماز ظهر را در مکه گذارد و بعضے علما ترجیح این حدیث میکنند که راوی وی دو کس اند
جابر و عائشه و جابر اعرف است بحدیث حجة الوداع و عائشه اخص بود بر رسول خدا و بعضے ترجیح حدیث ابن عمر
میکنند که متفق علیه است در حال وے اعظم و اجل اند و شیخ ابن الهمام گفت اگر تکلف کنیم جمع بین الحدیثین
را که گوئیم که بمکه گذارد و حمل کنیم گذاردن بمنا بر اعاده آن به سببی که مطلع گشت آنحضرت صلی الله علیه وسلم
که موجب نقصان بود در انچه ادا کرد اولا پس چون مراجعت فرمود بمنا شب آنجا ببیتوتت کرد دو روز
دیگر بعد از زوال بجمرات انظار کرد تا آفتاب زوال نمود پیاده پیش از ادای صلوة ظهر سوی جمره اولی آمد و آن
جمره است که به مسجد خیف نزدیکتر است و هفت سنگریزه بینداخت و با هر یک تکبیر میگفت و چون
از رمی فارغ شد چند گامی از محل رمے بیشتر شد و مستقبل قبله بایستاد و دعا کرد و چندان زمان که کسے
سوره بقره خواند در دعا خواندن بود و چون از دعا فارغ شد بجمره وسطی آمد و همین طریق رمے کرد
از انجا براه دست چپ چند گامی در میان وادی رفت و آنجا بایستاد و دعا کرد و تطویل فرمود و در آن
شد تا پیش جمرة العقبه آمد بایستاد و کعب را دست چپ و منا را از دست راست داشت و رمی کرد و
در ساعت بی توقف باز گشت و در منحل دعا نکرد و حکمت آن موکول بعلم نبوت است و علما درین دو وجه میگویند
یکی آنکه این جمره در طریق است و ازدحام عظیم بود و جاے ایستادن نبود دیگر آنکه دعا در صلب عبادت
چنانکه در جمره اولی و وسطی بود افضل است از انکه در پی عبادت چنانکه درین جمره است و الله اعلم
و آنحضرت صلی الله علیه وسلم تعجیل نکرد در نفر به فتحتین یعنی برآمدن از منا و یوم النفر روز سیوم عیدها
را گویند و لیلة النفر آن شب که حاجیان از منا باز گشند و روان شدن از عرفات را افاضه گویند
و از مزدلفه دفع و از منا نفر بلکه سه روز تمام آنجا اقامت فرمود و بعضے از روز چهارم که روز سیزدهم در آخر
ایام تشریق است بعد از زوال رمے کرد و روان شد و در محصب بضم میم و فتح حا مهمله مشدده گویند مکانیست
بیرون مکه و حصبا یعنے سنگریزها در وی بسیار است نزول فرمود و خیف بنی کنانه نیز نام همین جاست و ابطح
البطح نیز خوانند و ابطح سیل واسع که در وی سنگریزها دقیق باشد چنانکه در وادیها و رودها می باشد

در وی معمر این گفت یا معمر امکنک رسول اللہ من شجمۃ اذنہ وفی یدک الموسی ای معمر قادر گردانیدترا رسول خدا
بر زمہ گوش خود و حال آنکہ در دست تست استرہ یعنی ہشیار باش و قدر نعمت بدان پس گفت معمر واللہ
یا رسول اللہ این استیادن و قدرت یافتن من در نیمقام ہر آئینہ نعمت خدا ست بر من و منت اوست عز و جل
بر من قال اجل گفت آنحضرت آری ہم چنین است و از نعمت ہای عظیم است انگاہ اشارت فرمود بجانب راست
تا ابتدا نجانب راست کند ظاہر مراد جانب راست آنحضرت است و در حدیث متفق علیہ کہ در مشکوۃ آورده
تصریح بدان آمده و صحیح ہمین است و بعضے جانب راست حلاق اعتبار کنند و چون از حلق جانب راست
فارغ شد آن موہا را قسمت کرد بر حاضران و اشارت فرمود تا جانب چپ را نیز حلق کرد آن مجموع را بابو طلحہ
انصاری زوج ام سلیم کہ ام انس بن مالک است داد و از نجہت در بعضی روایات آمده کہ بام سلیم داد
و ابو طلحہ از موہای جانب راست نیز نصیبے یافتہ بود پیش از ہمہ و این فضل و عنایت آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بوی ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم و چون از حلق فارغ شده
و مردمان ہمہ را بکنارہ موی باد دوبارہ موی نصیب رسید ۵ مرا از زلف تو موی بسند است ۵ فضولے
میکنم بوی بسندہ است ۵ تا آخر ناخن انگشتان مبارک را تقسیم کرد و آنرا نیز بر مردمان قسمت کرد و بیشتر
صحابہ حلق کردند و بعضے تقصیر کردند و حلق را تفضیل داد بر تقصیر چنانکہ گذشت بعد ازان پیش از نزول
بمکہ رفت و طواف کرد و این طواف از ارکان حج و فرائض اوست و این را طواف افاضہ خوانند
و طواف زیارت نیز گویند و چون از طواف فارغ شد نزدیک چاہ زمزم آمد و عباس و اولاد او کہ سقایت
بیت منصب ایشان بود آب میکشیدند و فرمود اگر نہ آن بودی ای آل عباس کہ کشیدن آب بشما غلبہ کند دلوے
من خود فرود آمدی و آب را از چاہ بر کشیدی و شمارا بر سقایت اعانت کردی از جہت فضل و بزرگی این کار
یعنی اگر من اینکار نکنم بعد از من سنت گردد بر امت و مردم ہمہ باینکار بقصد اتباع من دست زنند و بر شما
غالب آیند و نوبت بشما نرسد و این منصب بزرگ از دست شما برود پس یک دلو بر آنحضرت عرض کردند پس
تناول فرمود ایستاده و ایستادن در حالت شرب برائے بیان جواز بود یا از برائے ضرورت و حاجت کہ
از جہت کثرت ازدحام جائے نبود یا ضرورتی و حاجتی دیگر و اللہ اعلم بعضے گویند کہ ایستاده آب خوردن مخصوص
است بزمزم و بقیہ آب وضو رست و این مبحث در بیان عادات شریف گذشت در وصل شرب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در حین طواف بر راحلہ سوار بود و سبب سوار شدن بعضے میگویند کثرت ازدحام بود یا بقصد اشراف

منحر را از جبل و مرتفع از سیل آب را گویند و آن مسجدی بزرگ است در منا و در گنبدی که در صحن او است
مکان پیغمبر است صلی اللہ علیہ وسلم و دران مقام که منزل او بود خطبہ بلیغ خواند چنانکہ آواز بہ مجموع خلائق
کہ در اندرون خیمہا بودند رسید و این رسیدن آواز از دور و نزدیک و شنوانیدن آن مر ایشان را از جملہ
معجزات آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم و در خطبہ اعلام کرد خلائق را بحرمت روز نحر و فضل آن
نزد حق سبحانہ و فرمود زمان گردید بر اہلیت و وضعی کہ اول داشت در روز یکہ پیدا کرد خدا تعالی
آسمانہا و زمین را سال دوازدہ ماہ از انجملہ چہار ماہ حرام سہ ماہ متوالی ذو القعدہ و ذو الحجہ و محرم چہارم
رجب میان جمادی و شعبان و فرمود خونہای شما و مالہای شما و آبروہای شما حرام است بر یکدیگر و فرمود
نزدیک است کہ پیش آیند بر پروردگار خود و او سر شما را از کردارہای شما داناتر آگاہ باشید باید کہ نگردید بعد از من
گمراہ و در روایتی نگردید کفار کہ بزنند بعضے از شما گردن بعضے را و باید کہ ہر کہ حاضر است میکند حق خدا و رسول خدا و خلق بر نفس
خویش میکند دانا و آگاہ باشید کہ من رسانیدم حکم پروردگار را بشما و فرمود خدا و ندا تو گواہ باش و باید کہ برساند
این احکام حاضر غائب و مر و ما نزا فرمود تا مناسک حج بیاموزند کہ شاید کہ دیگر بار من حج نکنم و امر کرد بسمع و طاعت
و فرمان برداری کنند ایشان را مادام کہ کتاب اللہ بخوانند و تخالف دین و شریعت بگویند و نکنند و فرمود عبد دار بکم
و صلوا خمسکم و صوموا شہرکم و اطیعوا ذا امرکم تدخلوا جنۃ ربکم و داع کرد و از انجا بہ منحر آمد و آن موضعی است مشہور
در میان بازار منا کہ آنرا منحر البدنہ میگویند و مجموع صد شتر بود شصت و سہ شتر بدست مبارک خود نحر کرد بعد ازانہا
عمر شریف و آمدہ است کہ نزدیک آوردہ میشد پنج شش شتر تا نحر کند شتران نزدیک میشدند و از دہانہ میخوردند
و ہر یک خود را نزدیک آنحضرت می آورد و در دہن میخرید تا نحر کند و او نحر کند وی و ہفت شتر را بعلی مرتضی کرم اللہ
وجہہ امر کرد کہ نحر کند و او را شریک گردانید در ہدی و امر کرد تا از ہر شتری قطعہ لحم گرفتہ و در دیگ انداختہ شد پس
گوشت و شوربای آنرا با علی کرم اللہ وجہہ تناول فرمود و علی را امر بآن داد کہ پوستہا و جلدہای شتران را بر مساکین
قسمت کنند و جزار را از ان چیزے ندہند و اجرت از پیش خود دہد و در روایت مسلم از جابر آمدہ کہ ذبح
کرد آنحضرت از جانب نساء شریف خود گاو یرا و در روایتی نحر کرد از عائشہ رضی اللہ عنہا گاو یرا و گویند کہ
در انروز گوسفند نیز ذبح کرد و چون از نحر فارغ شد اعلام کرد کہ ہمہ زمین منا منحر است و منحر مخصوص نیست بعضے
اماکن پس حلاق را طلب فرمود و حلق کرد و چون حلاق کہ معمر بفتح میم و سکون عین بن عبد اللہ قرشی
عدوی قدیم الاسلام است بر بالای سر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بایستاد و اشترہ در دست گرفت نظر کرد

وتمامہ خطابات شرع ہمین حکم دارد کہ دران تغلیب حاضر بر غایب است وفرمود وصیت میکنم شمارا بتقوی
وترس از خدا یتعالے وشمارا بخدا میسازم وخلیفہ خود می گردانم وی ترسانم شمارا از عقاب خداوند تعالی و
من شمارا از ونذیر می بینم وباید کہ علو وعتو وتکبر بر خدا یتعالے در میان عباد وبلاد وے نکنند چہ وے تعالے
فرمود تلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین و
روایت کردہ است دارمی کہ چون نازل شد اذا جاء نصر اللہ والفتح خواند آنحضرت علیہ السلام فاطمہ
را رضی اللہ عنہا وفرمود خبر موت داده شده ام من پس بگریست فاطمہ پس فرمود آنحضرت گریہ مکن تو
اول اہل بیت منی کہ خواہی پیوست بمن پس خندہ کرد فاطمہ و صحیح آنست کہ این قصہ در مدت مرض است
چنانکہ باید وبود آنحضرت علیہ السلام کہ عرض میکرد مر آنرا جبرئیل ومیخواند با وی قران بمداومت ہر سال پس
عرض کرد درین سال دو بار واین نیز از امارت رحلت از عالم بود ودر بعضے روایات قصہ گریہ وخندہ فاطمہ
را در زیر آن ذکر کردہ اند واعتکاف می کرد آنحضرت علیہ السلام ہر سال عشرہ آخر از رمضان پس اعتکاف
کرد درین سال دو عشرہ ونماز گذارد بر شہدا احد بعد از ہشت سال از شہادت ایشان چنانکہ بطریق
توديع ميباشد پس تر برامد بر منبر وفرمود من پیش روشمام وشہید ام بر شما وموعد شما مرض است
ومن نظر میکنم بسوے حوض ہم در ینجا کہ ایستادہ ام بدرستی دادہ شده ام کلیدہای خزینہای زمین را
واین بشارت است بہ فتح بلاد ودے زمین وبدست آمدن جزاین ولہذا فرمود نمی ترسم من بر شما کہ مشرک
شوید بعد از من ولیکن بیمے کنم بر شما نہ دنیا را کہ رغبت کنید دران ودر فتنہ افتید وہلاک شوید چنانکہ ہلاک
شدند آن کسانے کہ پیش از شما بودہ اند واز ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ آمدہ است کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نشست بر منبر وگفت کہ مخیر گردانید خدا یتعالے بندہ از بندگان خود را میان آنکہ بدہد او را
زینت دنیا را وہر چہ نزد او است تعالے از اجر وثواب آخرت پس اختیار کرد آن بندہ
چیزے را کہ نزد اوست ورغبت نکرد در دنیا پس بگریست ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بشنیدن این خبر وگفت
پدران ومادران ما فدائے تو باد یا رسول اللہ وگفتند مردم ببینید بسوے این شیخ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم از حال بندہ از بندگان خبر میدہد وی گریہ میکند ومیگوید ما دران وپدران ما فدائے تو باد یا رسول اللہ
وبود رسول خدا خبر دہندہ از حال خود وبود ابو بکر دانا ترین ازان حال پس گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منت نہندہ
ترین کنندہ ترین مردم بر من در صحبت خود ابو بکر است اگر می بودم من خلیل گیرنده از غیر خدا کسی را می گرفتم

وی توجہ نمود و بر اہل انجا ظفر یافت و بسیاری از ایشان را القتل آورد و بعضے از اشجار و منازل و بساتین
و زراعات را بسوخت و قاتل پدر خود را بہ قتل آورد و غنیمت بسیار حاصل کرد و مراجعت نمود و مدت غنیمت
این جیش چہل روز بود قسم چہارم در ذکر حدوث مرض و مدت امتداد و قلیعے کہ در ایام مرض ورد زبان
وقوع یافتہ و ذکر غسل و تکفین و نماز کردن بر آنحضرت و اثبات حیات انبیا باب اول در ذکر وفات
رسول صلی اللہ علیہ وسلم از ابتدائے مرض تا وقت رحلت سابقا معلوم شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم در حجی کہ گذارد بعد از تعلیم احکام دین اشارت کرد بر رحلت خود از ین عالم و وداع کرد ایشانرا
فرمود شاید کہ در سال آیندہ در شما نباشم و لہذا این حج را حجۃ الوداع نام کردند و نزول آیہ کریمہ الیوم اکملت
لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی نیز اشارت کرد بآن چنانکہ گذشت و ہم در حجۃ الوداع در ایام منشی سورہ اذا جاء
نصر اللہ و الفتح نازل شد و چون این سورہ نازل شد حضرت علیہ السلام با جبرئیل علیہ السلام فرمود
کہ گویا مرا خبر دار میگردانند کہ از ین عالم باید رفت جبرئیل علیہ السلام فرمود نعم محمود للاخرۃ خیر لک من
الاولے پس سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ در کار آخرت جد و جہد بسیار می نمود بعد از ان از
نزول این سورہ اکثر ذکر آنحضرت علیہ السلام بحکم امر الٰہی تعالے و تقدس کہ فرمودہ فسبح بحمد ربک و استغفرہ
انہ کان توابا باین بود کہ سبحانک اللہم و بحمدک اللہم اغفر لی انک انت التواب الرحیم گفتند یا رسول اللہ
چون است کہ این کلمات را بر زبان مبارک بسیار میرانی فرمود بدانید و آگاہ باشید کہ مرا العالم بقا
خوانندہ اند و امر کردہ اند و تسبیح و تحمید و استغفار و در گریہ شد گفتند یا رسول اللہ از موت می گریی و بہ تحقیق
آمرزیدہ است خداوند تعالی گذشتہ و آیندہ ترا فرمود فاین اول المطلع و این ضیق القبر و ظلمۃ اللحد
و این القیمۃ و الاہوال و این تنبیہ است مرا متہ را بہ پیش آمدن این محن و بلایا و گریہ حال آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اعلی و ارفع است ازان و از عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت است کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پیش از وفات خویش یکماہ ما را از فوت خویش خبر داد و خواص اصحاب را بخانہ عائشہ رضی اللہ
عنہا خواند و چون نظر مبارکش بر ما افتاد گریہ شد و ہمانا کہ آن گریہ از غایت رحمت و شفقت آنحضرت بر ایشان
و از شدت تصور الم فراق آنحضرت بود کہ بر ایشان عارض میشد انگاہ فرمود م جبا کم اللہ باسلام
حفظکم اللہ خرکم اللہ نصرکم اللہ رفعکم اللہ ہدا کم و فقکم اللہ اداکم اللہ وفاکم اللہ سلمکم اللہ و این دعا گرچہ
بظاہر متوجہ بجانب صحابہ است کہ حاضران درگاہ بودند ولیکن بحقیقت راجع بتمامت است و شامل ہمہ خواندہ بود

غفر اللہ لک یا امیر المومنین بیکوئی تو مرا امیر پس گفت عمر ہمیشہ ہستم کہ می خوانم ترا امیر تا زندہ ام و می گفت
رفت رسول خدا از ین عالم و تو بر ما امیر بودی و بود اسامہ نزد وفات رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہیزدہ یا نوزدہ
سالہ و بعضے بیست گفتہ اند و گویند این واقعہ در دہم ربیع الاول بود و درین روز طوایف مردم کہ مامور
بودند بر فرستن نزد اسامہ فوج فوج می آمدند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را وداع کرد بلشکر گاہ می تافتند و
دران روز مرض رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم از روزہای دیگر بیشتر بود و میفرمود جیش اسامہ را روان
کنند و روز بازدہم اسامہ از معسکر خود بعزم وداع آنحضرت آمد و بر بالین شریف حاضر شد و سر مبارک را بیشتر
بر دو سر و دست مبارکش را تقبیل نمود و ثقل مرض بر آنحضرت چنان غلبہ داشت کہ مجال تکلم نداشت اما
دستہا مبارک آنحضرت بجانب آسمان برآوردہ بر اسامہ فرود می آورد و اسامہ گفت چنان دانستم کہ مرا
دعا میکند پس اسامہ از حجرہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم بیرون آمدہ بلشکر گاہ آمدہ رفت صباح روز شنبہ
باز آمد و آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم خفتی حاصل شدہ بود اسامہ را وداع نمود و فرمود اخذ علی برکۃ اللہ
و اسامہ بنا بر فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ لشکر گاہ رفت و فرمان داد تا لشکر کوچ کنند و چون
خواست کہ خود سوار شود مادرش ام ایمن پیغام فرستاد کہ رسول خدا در نزع است اسامہ باز گشت
و اشراف صحابہ رضے اللہ عنہم نیز مراجعت نمودند و ابو بکر صدیق و عمر فاروق و امثال ایشان رضوان اللہ
علیہم خود در مدینہ مطہرہ بودند و بریدہ بن الحصیب لوا را بر در آنحضرت برد و چون از دفن آنسرور صلی اللہ
علیہ وسلم فارغ گشتند و خلافت بر امیر المومنین ابو بکر رضے اللہ عنہ قرار یافت حکم کرد تا لوا را بر در خانہ
اسامہ بردند تا بلشکری کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مقرر فرمودہ بود و حکمی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کردہ بنفاذ آید پس اسامہ بیرون رفت و در جرف منزل ساخت تا مردم جمع شوند درین اثنا خبر
بمدینہ رسید کہ از قبائل عرب مرتد گشتند یعنی مردم گفتند کہ اگر رفتن اسامہ موقوف باشد تا وقتیکہ خاطر
از قصہ اہل ارتداد فارغ گردد بہتر باشد مبادا کہ چون بشنوند کہ درین فرصت لشکر قوی از مدینہ بیرون
رفتہ دلیر شوند و بر مدینہ تاختن آرند و تعرضے باہل مدینہ نمایند صدیق اکبر رضے اللہ عنہ این حکایت را
قبول نمود و گفت اگر دانم کہ بسبب فرستادن لشکر اسامہ در مدینہ لقمہ سباع خواہم شد خلاف فرمان
رسول صلی اللہ علیہ وسلم جائز ندارم فاما از اسامہ درخواست نمود کہ عمر خطاب را رضی اللہ عنہ دستوری
دہد تا نزد وی باشد پس باذن وے عمر از ان جیش متخلف شد و چون ماہ ربیع الآخر در آمد اسامہ بجانب

بودند که کوکبه خالد بن الولید رضی الله عنه با لشکر عظیم رسید و عاملان سجاح از عمل ایشان معزول گردانیدند و درین معامله دو روایت است یکی آنکه در زمان امارت معاویه او و قوم او مسلمان شدند و اسلام ایشان نیکو شد و مقبول آمد و روایتی دیگر آنکه مسیلمه در جزیره که داشت مخفی گشت و انجا هلاک شد و بهمچنین نام و نشان او نشنیدند و الله اعلم و آخر غزوات و سرایا سریه اسامه بن زید بن حارثه است که او را در روز دوشنبه بیست و هشتم ماه صفر سنه یازدهم از هجرت بجانب ابنی بضم همزه و سکون موحده که از دیار روم است و مقتل پدر او بود در سریه موته امیر ساخت که بر سر ایشان تاختن آرد و آتش در خانمان ایشان زند و در رفتن تعجیل نماید تا پیش از وصول خبر بر سر آن قوم رود و پیش از رفتن جواسیس و طلایع بفرستد و راهبران با خود ببرد و در همین فکر بودند که روز چهارشنبه بیست و هشتم ماه مذکور آنحضرت را مرض طاری شد و تپ در سر عارض گشت و روز دیگر با وجود مرض بدست مبارک خود لوای برای او عقد نمود و فرمود اغزبسم الله و فی سبیل الله فقاتل من کفر بالله پس اسامه لوا را گرفت و بیرون رفت و لوا را بریده بن الخصیب داد نادران لشکر صاحب لوا را او باشد و در جرف بضم جیم و را و بقا که نام موضعی است قریب مدینه مطهره و در اصل بمعنی آب کندن است منزل ساخت تا سپاه انجا جمع شد و حکم عالی چنان صادر شد که اعیان مهاجر و انصار مثل ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذو النورین و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیده بن الجراح و غیرهم الاعلی مرتضی را رضی الله عنهم اجمعین که همراه نکرد در ان لشکر همراه اسامه باشند و این معنی بر خاطر بعضے مردم گران آمد که غلامی را بر اکابر مهاجرین و انصار امیر گردانید و در مجلس ازین جماعه سخنان ازین باب بظهور می آید و در رودی یافت چون این اخبار بسمع شریف رسید خاطر مبارکش رنجیده شد و بغضب در آمد و با وجود تپ و درد سر از خانه مبارک بعصابه بر بسته بیرون آمد و بر سر منبر رفت و خطبه خواند و فرمود ای معشر الناس اینچه سخن است که در باب امیر ساختن من اسامه را از شما سر بر میزند و در باب امارت پدرش در غزوه موته نیز سخن میکردند بخدا سوگند که وی سزاوار امارت است و پدرش نیز سزاوار امارت بود و زید از دوسترین مردم بود بمن و پسرش اسامه نیز از دوسترین مردم است نزد من بعد از وی و هر دو مظنه خیر ند اکنون وصیت من در شان وی به نیکی قبول کنید که وی از جمله خیار شما است پس از منبر فرود آمد و بخانه مبارک درون رفت و بعضے از فضائل اسامه نیز در سریه موته مذکور شد و آمده است که چون عمر بن الخطاب در زمان خلافتش اسامه را امیر دید میگفت السلام علیک ایها الامیر اسامه میگفت

صلی اللہ علیہ وسلم خروج کرد و عروج یافت و عتبہ بن حصین فزاری کہ ذکر وی سابقا در غزوہ حنین و ہوازن
گذشتہ است با قبیلہ فزارہ مرتد گشتہ و انکار نمودہ بوی گرویدند و طلیحہ دعوی میکرد کہ جبرئیل علیہ السلام بروے
می آید و وحی می آرد و اول استدراجے کہ ازوی واقع شدہ و سبب گمراہی مردم گشت آن بود کہ یک روز
با قوم خویش در سفری بود و آب بایشان نبود و تشنگی غالب شد گفت ارکبوا علالا و افرطوا امیالا لنجدوا او لا
یعنی سوار بر اسپ من و بروید سلی چند می یابید اب را قوم چنان کردند و اب یافتند و باین علت اعراب
در فتنہ افتادند و چون این خبر بہ ابوبکر صدیق رسید رضی اللہ عنہ لشکری تجہیز کرد و خالد بن الولید را امیر ساخت
بجانب طلیحہ فرستاد پس خالد روان شد تا بہ قبیلہ طی رسید و میان دو کوہ سلمی و اجاء لشکر گاہ ساخت
و قبائل کہ دران نواحی بر اسلام باقیماندہ بودند باوی ملحق شدند و محاربہ کردند و لشکر فزارہ نیز فرار نمودہ و
و عتبہ بن حصین کذب او را دریافت و بانبی فزارہ فرار نمود و لشکر طلیحہ از ہم پاشید نیز بگریخت و بشام
رفت و قبایلی کہ مرتد گشتہ بودند باز باسلام معاودت نمودند بعد ازان طلیحہ نیز آمد و مسلمان شد و در حرب
نہادند بدرجۂ شہادت رسید رضی اللہ عنہ و اما سجاح بحیم و حا مہملہ در آخر بوزن قطام بنت الحارث بن
سوید از بنی ربوع زنی بود کہ در بنی تغلب دعوی نبوت کرد قومی بوی بگرویدند و زمان و مکان او مسیلمہ
نزدیک بود گروہی باوی موافق گشتند مسیلمہ ترسید کہ اگر بوی متعرض گردد مبادا قبایل کہ دران نواحی
اند باوی اتفاق نمودہ بر تمامہ یمامہ غالب آیند پس تحف و ہدایہ بمجلس سجاح روان کرد و استدعاء
حضور وے نمود و گفت بعضی اسرار نہانی است کہ مشافہہ درمیان باید آورد سجاح فرمود تا خیمہ زدند و بعضوف
عطریات و ادانی و اغانی آراستہ و پیراستہ گردانیدند پس مسیلمہ انجا رفت و ہر دو در خیمہ درآمدند و حکایات
از ہر باب درمیان آوردند و مسیلمہ ہدایا و مخترعات خود را کہ داشت بروی عرض کرد و گفت خیر تا شما
کہ نسبت مناکحت در باید بدرآید سجاح ہر چہ مسیلمہ گفت باور کرد و نبوت او را مسلم داشت و سہ روز باہم بودند
و عجب کہ در ین سہ روز زنا بایکدیگر نکردہ باشند و بعد از عقد مناکحت سجاح نزد قوم خود رفت و مسیلمہ بفرقہ خود
پیوست قوم سجاح ازوی پرسیدند کہ قصۂ شما چہ شد گفت حقیقت پیغامبری وے بر من ظاہر گشت و در عقد
نکاحش درآمدم پرسیدند کہ مہر چہ قرار یافت او گفت فرصت تعیین مہر نشد گفتند نکاح بی مہر نمیباشد
برو تشخیص کن پس سجاح نزد مسیلمہ آمد و طلب تعیین مہر کرد گفت نصف غلات یمامہ ترا مسلم باشد و زیادہ
بران نماز بامداد و خفتن را بر ما تو تخفیف کردم و جماعہ را گفت کہ غلات مذکور را حاصل کنند درین مہم

ظاہر میشد و دلہای مردم را بسخنان خویش مائل میساخت و بادی در و شیطان قرین بود چنانکہ کاہنان را میباشد
کہ او را از حوادث و ہر اخبار میکردند تمام قصہ و شرح حال و مبدا و مال این ملعون گفت کہ باذان را
بنائے فارس کہ در یمن بکار داشتہ کسرے بود در آخر توفیق اسلام یافت و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروے حکومت صنعا مین مقرر گردانید
چون مرد حضرت مملکت او را قسمت کرد بعضے ازان پسر او شہر بن باذان را داد و بعضے موسی اشعری و بعضے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما چنانکہ گذشت
پس اسود کہ خروج نمود و دعوت نبوت کردہ بود با لشکر خویش بر اہل صنعا غالب آمد و آن مملکت در حیطہ تصرف خویش
آورد و شہر بن باذان را کشت و مرزبانہ را کہ حلیلہ شہر بن باذان بود بخواست فروہ بن مسیک کہ عامل رسول صلی اللہ علیہ
وسلم بود بر قبیلہ مراد مکتوبے بحضرت نوشت و کیفیت واقعہ را اعلام نمود و معاذ بن جبل و ابو موسی اشعری کہ در آن نواحی
بودند خود را باتفاق یکدیگر بحضرموت انداختند چون این خبر بحضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم رسید بانجماعہ نامہ نوشت کہ اتفاق
نمودہ بہر طریق کہ توانند در دفع شر اسود بکوشند و دفع مادہ فساد نمایند پس متابعان او ہمہ در یک موضع جمع شدند
و پیغام بمرزبانہ فرستادند کہ این مرد یعنی اسود بد رو شوم تر اکشتہ بعیشت تو باد و ہیچ طریق باشد گفت و دشمن ترین خلق
خدا است نزد من گفتند پس بہر طریق کہ دانی و ہر طور کہ میتوانی در دفع این لعین تدبیر کن مرزبانہ فیروز
دیلمی را کہ پسر عم مرزبانہ بود و خواہر زادہ نجاشی در سال دہم آمدہ بود و مسلمان شدہ و شخصے دیگر را دو نیم نام
مقرر ساخت کہ شب از دیوار خانہ ثقب زدہ در وقت خواب اسود در آیند و او را بقتل رسانند و چون شب موعود
در آمد مرزبانہ او را خمر صرف بافراط داد تا بخواب مستی فرو رفت و بر در خانہ ہزار مرد یاس سپید اشتند فیروز با جمعی دیوار
خانہ را ثقب زدند و سر مشوم او را از تن جدا کردند و در اثنای آن حالت آوازی سخت مثل آواز گاو از وی برآمد چہار سان
شنیدند و پیش دویدند مرزبانہ از خانہ باستقبال ایشان بیرون آمد کہ خاموش باشید کہ وحی بر پیغمبر ما آمدہ
و چون صبح شد موذن ازان حالت وقوف حاصل کردہ در اذان بعد از شہدان محمد رسول اللہ گفت
و اشہدان عنہلہ کذاب عمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر بحضرت فرستادند و بعد از وفات آنحضرت این خبر
بمدینہ رسید فاما پیش از وفات بیک شبانروز حضرت را بکیفیت واقعہ بوحی معلوم شدہ بود فرمود کہ امشب
عنسے کشتہ شد مردی مبارک از اہل بیت مبارک او را بقتل آورد کہ نام او فیروز است و فرمود نماز فیروز
و بعضے از ارباب سیر ذکر کردہ اند کہ قتل این لعین در زمان خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شدہ کہ
عکرمہ بن ابی جہل را کہ با فوجی از اہل اسلام بامارت فرستادہ بود و درین واقعہ نیز قتل اسود بدست فیروز
بود اما اکثر محدثان و علمای سیر بر انند کہ گذشت و اما طلیحہ بن خویلد از قبیلہ بنی اسد بود کہ بعد از رحلت آنحضرت

من مسیلمہ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد فان الارض نصف لقریش نصف ولکن قریش قوم یعتدون
چون نامہ بحضرت آمد در جواب نوشت من رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب اما بعد فان الارض للہ یورثہا
من یشاء والعاقبۃ للمتقین پس مسیلمہ بر کفر اصرار نمود و سجعہائے نا مطبوع و ہذیانات در برابر قرآن مجید
بر می بست کہ مضحکہ عقلای عالم باشد و بزور علم نیز نجات شعبدہ کارہای غریب بوجود می آورد و
ہر چہ نمودی از خوارق بر عکس و بر خلاف مدعائے او آمدی چنانکہ اگر یکی را بدرای عمر دعا کردی الحال
بمردی و اگر بر دشمنای چشم دعا کردی در حال کور شدی و چون شنید کہ محمد علیہ السلام مضمضہ کرد و آب
ان در چاہ انداخت آب چاہ افزون شد و شیرین گشت وی نیز انچنین کرد آب چاہ در زمین فرو رفت
و شور گشت و کودکی را نزد او آوردند و دست بر سر وے مالید اقرع گشت و انگشت در کام کودکی کرد
شکستہ زبان شد و نوبتی در بستانی وضو ساخت و آب وضو در ان پاشید دیگر دران بستان گیاہ
نرست و عادت اللہ جاری است بران کہ خارق بر دست کاذب موافق مدعا ظاہر نگردد و مردے
پیش وے گفت دو پسر دارم در بارۂ ایشان دعا کن بخیر و برکت دست بر آورد و دعا کرد آنمرد بخانہ رفت
یک پسرش را گرگ ربودہ بود دیگر در چاہ افتادہ و مردہ و عجب کہ آن قوم ہمہ مشاہدہ این امور
بوی بی اعتقادی می شدند و بیزاری می گشتند جماعہ جہال اجلاف اصحاب اعراض بودند کہ نظر بغرضی
کہ داشتند بسر وے بردند و چون حضرت از ینہمان رحلت کرد کار او بمرتبہ رسید کہ زیادہ از صد ہزار کس
جہال بر وے گرد آمدند آخر در زمان خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ از دست خالد بن الولید کہ با شصت ہزار
کس بسر او رفت وی با چہل ہزار مرد جنگی بر آمد و میان فریقین مقاتلہ عظیم واقع شد اگرچہ نخست
تزلزل در لشکر مسلمانان افتاد آخر بحکم الاسلام یعلو و لا یعلی ہزیمت خورد و بگریخت و گروہی از
اہل اسلام در دنبال وے رفتند و وحشی کہ قاتل حمزہ بن عبد المطلب بوی رسید حربہ کہ بدان حمزہ
را کشتہ بود بروی انداخت و بدو رخش فرستاد و اینجا گفت انا قاتل خیر الناس فی الکفر او قاتل
شر الناس فی الاسلام و اما اسود عنسی بفتح عین مہملہ و سکون نون منسوب بود بعنس بن مذحج بفتح
میم و سکون ذال معجمہ و کسر حاء مہملہ جیم در آخر و مہملہ بہ تحتانیہ نام اوست و او را ذی الخمار میگفتند
بخمار معجمہ بر اکہ خماری بر روے خود می انداخت و بعضے این کلمہ را بجاء مہملہ خواندہ اند و وجہ تسمیہ این گفتہ
کہ میگفت تخصے بر من ظاہر میشود در اکب بر حمار و میگوید کہ وی گاہی بود بغایت مستعد کہ امور عجیبہ از وے

اسود عنسی مدعی نبوت

وہمدرین سال جبرئیل علیہ السلام بصورت مردی سخت سیاہ موی سخت سفید جامہ در غایت حسن و
جمال در مجالس شریف وی صلے اللہ علیہ وسلم طلوع کرد بانکہ حاضران مجالس مبارک در تعجب و تحیر
بماندند آمد و زانو بزانوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نشست و بدستہای خود بر ہر دو ران آنحضرت یا
بر دو ران خود نہاد و عبارت حدیث محتمل بر دو معنی است و از معنے اسلام و ایمان و احسان و قیام و علامات
آن سوال کرد و آنحضرت علیہ السلام ہمہ را جواب فرمود و ناگاہ از مجالس شریف بیرون رفت سید عالم
صلے اللہ علیہ وسلم فرمود بر دیدو مرا بطلبید یاران بیرون رفتند و ہر چند جستند نیافتند حضرت فرمود
این جبرئیل بود کہ شمارا تعلیم دین کند و این حدیث را حدیث جبرئیل میگویند و کتب احادیث بذکر آن
مشحون اند و در اول کتاب مشکوۃ المصابیح نیز مذکور است احتیاج بشرح آن در نیجا ندارد ذکر وقائع سال
یازدہم

یازدہم و قصہ مرض و وفات آنحضرت علیہ السلام و ما یتعلق بہا آوردہ اند کہ چون رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم از حجۃ الوداع مراجعت فرمود بعضے از اشقیا و جہال را داعیۂ نبوت پیدا شد مسیلمہ بن ثمامہ
و اسود بن کعب عنسی و طلیحہ بن خویلد اسدی و زنی کہ نام او سجاح بنت الحارث بن سوید تمیمہ بود و اما
مسیلمہ مشہور ترین این اشقیا بود و او را مسیلمہ کذاب میگفتند و او خود را رحمن الیمامہ میگفت و بایں
میگفت شخصے کہ بمن وحی می آرد رحمان نام دارد و ظاہر آنست کہ خود را رحمان نام میکرد جاہل بانکہ
این نام مخصوص حضرت عزۃ است جل جلالہ و بودان ملعون کہ سن بہ سال جہل و سالہا گذشتہ
کہ سال دہم وی باوفد بنی حنیفہ بمدینہ مطہرہ آمد و چون قوم بمجالس شریف حضرت آمدند و مسلمان شدند
تخلف نمود و گفت اگر محمد امر بعد از خود خلیفہ سازد مسلمان میشوم و متابعت او مینمایم آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بمنزل آن لعین رفت و بر سر وی ایستاد و در دست حضرت شاخ خرمائے بود فرمود اگر از من
این شاخ خواہی تو بند ہم جز انچہ حکم الہی است در مسلمانان و فرمود اگر تو بعد از من بمانی خدا یتعالی ترا
ہلاک گرداند بحکم واقعہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیدہ بود کہ گویا در دست وی دو سوار بود از ان
جہت محزون بود پس حکم آمد کہ بر انہا بدم چون بدمید ہر دو نابود شدند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تعبیر کرد این خواب را بدو کذاب صاحب یمامہ و صاحب صنعا یعنے مسیلمہ و اسود دیروز ای در رقعہ اسلام
در آمد و چون مسیلمہ ببلاد خویش مراجعت نمود مرتد شد و دعوی نبوت کرد و خمر و زنا را حلال گردانید
و فریضہ نماز ساقط کرد و جماعہ از اہل فساد منقاد و تابع او شدند و نامہ بسوی آنحضرت فرستاد و نوشتہ کہ

خریدہ از سبب خویش آویختہ بود و این ابیات می خواند ابیات اف للدنیا اذا کانت کذا + انہما کل یوم فی اذی + ولقد کنت اذا قیل من + انعم الناس معاشا قیل ذا + ثم بدلت بعیشی شقوۃ جند ہذا اشقاء جندا + این چنین در روضۃ الاحباب گفتہ و احوال ذی الکلاع را نوشتہ و او را ملوک طائف داشتہ و در صحاح جوہری از ملوک یمن گفتہ و در قاموس گفتہ ذو الکلاع الاکبر زید بن النعمان والاصغر متمشع بن اکور بن عمرو بن یعفر بن ذی الکلاع الاکبر و ہما من اذواء الیمن و التکلع التجالف والتجمع و یسمی ذو الکلاع الاصغر لان حمیرا تکلعوا علی یدہ ای تجمعوا قبیلتین ہوازن و ضراء فانہما تکلمنا علی وزن الکلاع الاکبر و گفتہ السابعۃ ملوک الیمن الواحد تبع و لا یسمی بہ الا اذا کانت لہ حمیر بخضوعت و در تفسیر قول حق تعالے اہم خیر ام قوم تبع آمدہ کہ تبع حمیری بسر کرد بلاد را بجیوش و بنا کرد حمیر را و بنا کرد سمرقند را و بعضے گفتہ اند ہدم کرد سمرقند را و وی مومن بود و قوم وی کافر و روایت کردہ شدہ است از رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمود نمیدانم کہ تبع پیغمبر بود یا نہ و ملوک یمن را تبالعہ گویند چنانکہ قبال گویند و بعضے احوال تبع در تاریخ مدینہ مطہرہ نوشتہ شدہ است و درین سال ابراہیم بن رسول صلے اللہ علیہ وسلم وفات یافت و در انروز آفتاب را گرفتند و گفتند مردم کہ گرفتن آفتاب از سبب موت او است رضی اللہ عنہ و معہود و مشہود بود میان مردم کہ وقوع آن بسبب حادثہ عظیم چنانکہ موت یکی از عظما و مانند آن می باشد چون این سخن بسمع شریف رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم رسید فرمود کہ شمس و قمر دو آینہ اند از آیات الٰہی یعنے دلالت میکنند بر کمال قدرت و عظیم صنعت او تعالے و دلالت میکنند بخسوف و کسوف خود بر کمال قدرت و سلطنت باری تعالے و باعث عبرت اند مر اہل دانش و بینش را کہ در یک ساعت باان نورانیت و ہیبت و جلالت کہ روی زمین را روشن داشتند مظلم و مکسوف شدند ہم چنین قادر است وی سبحانہ کہ نور ایمان و علم از آدمیان کشف کند و تاریک گرداند و موت و حیات کسی را دخل نیست دران پس چون بہ بینند کہ منکشف گشتہ اند ذکر خدا کنند و صدقہ و اعتاق کنند و در روایات آمدہ است کہ موت ابراہیم رضی اللہ عنہ روز عاشورا یا دردہم ربیع الاول بود و درین روز ابطال منجمان است کہ میگویند کہ گرفتن آفتاب نمی شود مگر در سہ روز آخر ماہ و ممکن نیست مگر این چنین بسبب عادت مر این جاری است و حق تعالے قادر است بر خرق عادت و اللہ علی کل شئی قدیر و باقی احوال ولادت و وفات ابراہیم رضی اللہ عنہ در محلش خود بیاید ان شاء اللہ تعالے

دی گویند که صحابه غیر از چند بن تن همه کافر رفتند و قاضی ابوبکر باقلانی گفته که در انچه رفته اند در و نقض
ابطال اسلام تمام زیرا که چون کتمان نصوص شیمه صحابه است و ظلم و افترا و کذب و خیانت در اول احکام
اسلام بغرض نقصانی از ایشان واقع شده دیگر هر چه از احادیث و اخبار از ایشان مروی شده
زور و باطل باشد بلکه این منقصت راجع بحضرت رسول میگردد صلی الله علیه وسلم که در صحبت او چنین
برآمدند و بعلی مرتضی نیز که تهاون و تقصیر در طلب حق ورزید و تائید آن کرد این کلام شیخ ابن حجر
است در صواعق و هنوز طول دارد در انچه ذکر کردیم کفایت است و الله اعلم و درین سال
جریر بن عبد الله بجلی را بر ذی الکلاع به فتح کاف بن کور بن حسب بن مالک بن حسان بن تبع
که یکی از ملوک طایف بود و خلق کثیر او را بخدائی می پرستیدند و مطیع وی شده بودند فرستاد و هنوز
جریر از نزد وی مراجعت ننموده بود که حضرت علیه السلام وفات یافت و ذی الکلاع تا زمان عمر
بن الخطاب بود رضی الله عنه و از مواهب لدنیه مفهوم میشود که هم بدست جریر اسلام آورده گفته است
که فرستاد آنحضرت جریر بن عبد الله را به سوی ذی الکلاع و ذی عمر و تا دعوت کند ایشانرا باسلام
پس مسلمان شدند و جریر نزد ایشان بود و در روضة الاحباب میگوید که وی تا زمان عمر بن الخطاب
بر کفر بماند و در ایام خلافت عمر بمدینه آمد و با دی هیزده هزار غلام بود او با غلامانش همه یکبار مسلمان
شدند و از انجمله چهار هزار آزاد کرد عمر گفت ای ذو الکلاع انچه باقی مانده است از غلامان تو بفروش که
دو دانگ بهائے آن همچنان نقد دهم و دو دانگ برمن نویسم و دو دانگ بر شام ذی الکلاع گفت امروز
مرا مهلت ده که با وجود فکرے کنم چون بمنزل خویش آمد بقیه غلامان خود را آزاد کرد روز دیگر به مجلس شریف
امیر المومنین عمر رفت فرمود رای تو در حق غلامان چه قرار یافت گفت خدا تعالی انچه بهتر بود مراد
ایشانرا اختیار کرد عمر گفت آن چیست گفت همه را برای خدا تعالی آزاد کردم عمر رضی الله عنه تصویب
و تحسین وے فرمود انگاه گفت یا امیر المومنین مرا گناهی عظیم است و گمان نمی برم که حق تعالی ازا
بیامرزد فرمود کدام ست گفت روزی از جماعتی که مرا تعبد میگویند چنان گشتم بعد ازان از مکانی خود با
با ایشان نمودم چون مرا دیدند قریب صد هزار کس مرا سجده کردند عمر فرمودند توبه خالص نصوح دارد
بدرگاه حق و پراگندن دل از گناه سبب امیدواری بمغفرت خداوند تعالے است هر چند گناه بزرگ و
بسیار بود و گفته اند که چون مسلمان گشت او را دیدند که ترک سلطنت نموده بود و مقداری از گوشت پدر می

در وقت خلافت پس سکوت وی رضی اللہ عنہ از احتیاج ایام خلافت دلیل است بران کہ نص
است در وی بر خلافت وی عقب وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود آنکہ رضی اللہ عنہ تصریح
کردہ است کہ نص نیست از آنحضرت بر خلافت وی و نہ خلافت غیر وی چنانکہ در اخبار صحیح آمدہ است
کہ پرسیدند از وی رضی اللہ عنہ کہ این ہمہ قتال و جرات کہ از شما بوجود آمد ایا بالنص از حضرت رسول صلی اللہ
علیہ وسلم درین باب دارید یا چیزے است کہ برائے واجتہاد خود کردید فرمود کہ ہیچ نص نیست درین باب
ولیکن چون در زمان پیش از امور دین و ملت منسق و منتظم و اسباب اجرائے احکام مربوط و محکم بود تعرض
کردیم بان را ضے بودیم بدان و چون دیدم کہ کار خانہ دین و ملت از انساق و انتظام افتاد در رعایت
نصیحت خلق و ملاحظہ تقویت دین بران داشت کہ نہ مجال صبر و تغافل است واللہ اعلم و در صحیح بخاری
وغیرہ آمدہ کہ علی و عباس رضی اللہ عنہما از نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مرض موت برآمدند و عباس
بعلے گفت بطلب امر را از حضرت اگر در ما باشد بدانیم آنرا از حضرت پس علی گفت من نمی طلبم ترسم کہ
طلبم و ندہد الحدیث و اگر این حدیث مذکور نص مے بود در امامت وی رضی اللہ عنہ چہ حاجت می بود
بر اجبت با آنحضرت و پرسیدن از وی صلے اللہ علیہ وسلم و گفتن عباس رضی اللہ عنہ کہ اگر این امر در
ما باشد و بدانیم آنرا با قرب عہد بیوم غدیر خم مانند دو ماہ کماش و تجویز نسیان تمامہ صحابہ قضیہ یوم
غدیر را و پوشیدن ایشان آنرا با وجود علم بدان از ان قبیل است کہ عقل تجویز نمیکند آنرا و آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بعد از روز غدیر خم خطبہ خواند و اشکارا کرد حق ابو بکر و عمر را گفت اقتدا و بالذین من بعدی
ابی بکر و عمر و بہ تحقیق ثابت شدہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حث کردہ است بر مودت اہل بیت
خود و محبت و اتباع ایشان و فرق است میان محبت و خلافت شیعہ میگویند کہ صحابہ دانستند این نص
را و لیکن اتباع نکردند آنرا و انقیاد ننمودند بر ظلم و عناد و مکابرہ و امیر المومنین کہ ترک طلب و احتجاج
کرد از محبت تقیہ بود و شیخ گفتہ کہ این کذب واقر است زیرا کہ وی رضی اللہ عنہ قوت تمام داشت
و کثرت بی اندازہ و شجاعت و بر اخود چگونہ بود با وجود آنکہ از حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نص شنیدہ باشد
احتجاج بدان نیارد و عمل بدان نکند از محالات است و چون ابو بکر احتجاج کرد بحدیث الائمہ من
قریش چرا نگفتند کہ نعم ہمچنین است و لیکن نص بر خصوص علی واقع است احتجاج برین فائدہ ندارد و بیہقی
از امام اعظم ابو حنیفہ آوردہ است کہ گفت اصل عقیدہ رفض تفضیل است و روافض قائلند بتفضیل غیر ایشان

وروایت نکرده اند آنرا از اهل حفظ و اتقان که در طلب حدیث طواف بلاد و سیر امصار کرده اند مثل بخاری
و مسلم و واقدی و جز ایشان از اکابر اهل حدیث و این اگرچه مخل نیست بصحت حدیث و لیکن دعوی تواتر در
مثل آن از اعجب عجایب و ایشان شرط کرده اند تواتر را در حدیث امامت قدح بر اهل سنت و جماعت کرده اند
بر شیعه و کلام ایشان در ینمقام طویل است در صواعق محرقه مذکور است و ما چیزے ازان بطریق اختصار میاریم
گفته است لا نسلم که مولی در ینجا بمعنی حاکم و والی است بلکه بمعنی محبوب و ناصر است و لفظ مولی مشترک است
میان معانی متعدده معتق و عتیق متصرف در امر و ناصر و محبوب و تعیین معانی مشترک بید لیل اعتبار ندارد
و باد ایشان معتقدین بر صحت ارادت محبوب و ناصر و علی رضی الله عنه و کرم وجهه سیدنا و ناصرنا و حبیبنا
سیاق حدیث و نیز در ینمعنی ناظر است و بودن مولی بمعنی امام معلوم و معهود نیست در لغت و نه در شرع و نه در عرف
از ائمه لغت ذکر نکرده است که مفعل بمعنی افعل می آید و میگویند که این چیز اولی است از فلان چیز و میگویند
مولی است ازوی پس عرض از تنصیص بر موالات تنبیه است بر اجتناب از بعض وے رضی الله عنه زیرا که
تنصیص بران وافی تر و موکد تر است مزید شرف او را رضی الله عنه از نجهت لقصد بر کرد قول خود است اولی
بالمؤمنین من انفسهم دعا نیز از نجهت است و در بعضی طرق ذکر اهل بیت نبوت عموما و ذکر علی رضی الله عنه
خصوصا آمده چنانکه نزد طبرانی و غیر او بسند صحیح آمده و این دلالت دارد که مراد حب و ترغیب و تاکید محبت ایشان است
و نیز آمده است که سبب ورود این حدیث آنست که بعضے که با علی رضی الله عنهم در یمن بودند و شکایتی ازوے
رضی الله عنه در بعضے امور و انکاری بروے نمودند چنانکه بریده اسلمی و ذکران در سریه علی بجانب یمن پیش از ذکر
حجة الوداع گذشت و در صحیح بخاری آمده است و وے نیز تصحیح آن نمود پس روے مبارک آنحضرت صلی الله علیه
وسلم متغیر گشت و فرمود الست اولی بالمؤمنین من انفسهم الحدیث و صحابه را نیز جمع کرد و تاکید نمود در ینباب گفت
بریده و پس گشت علی دوستترین مردم نزد من گفت شیخ اکنون حجر سلمنا که معنی اولی است لیکن از کجا لازم آمد که
اولی بامامت یا مراد است بلکه تقرب و اتباع چنانکه در قرآن مجید میفرماید ان اولی الناس بابراهیم للذین اتبعوه
و دلیل قاطع بلکه ظاهر دلالتی باین احتمال نداریم سلمنا مراد اولی بامامت است اما دلیل نیست بر امامت فی الحال
بلکه در مال و در وقت تعیت مراد او لتقدیم آمده ثالثه ثابت است باجماع و علی رضی الله عنه نیز در ان اجماع داخل است
و بقرینه چیزهای دیگر که مصرح است بخلاف ابی بکر بعبارت وے صلی الله علیه وسلم و چگونه نص باشد بر امامت و حال آنکه
حجت نیاورد علی و عباس رضی الله عنهما و نه غیر ایشان وقت حاجت بدان بلکه احتجاج آورد علی رضی الله عنه

آنها بچه کیفیت خواهید نمود و آن دو امر بعد از من از یکدیگر هرگز جدا نخواهد شد تا در لب حوض کوثر بمن رسند
انگاه فرمود خدا مولای من است و من مولای جمیع مومنانم بعد ازان دست علی را بگرفت و فرمود اللهم من کنت مولاه
فعلی مولاه خداوندا کسیکه من مولای اویم پس علی مولای اوست اللهم وال من والاه و عاد من عاداه خداوندا
دوست دار کسی را که دوست دارد علی را دشمن دار کسی را که دشمن دارد علی را و در روایتی این زیادت آمده انصر
من نصره و اخذل من خذله یاری ده کسی را که یاری دهد علی را فرو گذار کسی را که فرو گذارد یاری ندهد علی را و الحق
الحق حیث دار و بگردان حق را با علی بهر سو که بگردد و آمده است که ملاقات کرد علی را عمر رضی الله
عنه بعد ازین حکایات و گفت گوارنده باش و شاد باش اے پسر ابیطالب که صبح کردی و شام کردی و گشتی
مولای هر مومن و مومن زن روایت کرده است این حدیث را احمد از براء بن عازب و زید بن ارقم کذا فی المشکات
بدانکه از حدیث غایت فضل و تکریم است مر علی مرتضی را کرم الله وجهه و تحریض و ترغیب است مر مومنان را بر
محبت و موالات او و اجتناب و احتراز از بغضے و عداوت او چنانکه در حدیث دیگر آمده است که دوست ندارد
علی را مگر مومن و دشمن ندارد او را مگر منافق و لیکن در دلالت وی بر استخلاف علی رضی الله عنه و نصب او
بامامت نزد اهل سنت و جماعت سخن است و شیعه تمسک کرده اند در ادعاے نص قطعی بامامت بدلیل و قول
آنحضرت است اولی بکم نه ناصر و محبوب و الاحتیاج و جمع کردن صحابه رضی الله عنهم و خطاب کردن ایشان
و این مبالغه نمودن و دعا کردن مر او را رضی الله عنه نبود زیرا که مبدا نست وی و همین شناخت آنرا
هر یکی را از صحابه و این حدیث صحیح است و روایت کرده اند جماعتی ترمذی و نسائی و احمد و طرق او کثیر است
در روایت کرده اند جمعی کثیر از صحابه و گواهی داده اند بدان مر علی را در وقتیکه نزاع کرده شد با وی در ایام خلافت
وی و بسیاری از اسانید وی صحاح و حسان است و التفات نیست بقول کسیکه سخن کرده است در صحت
وی و نه بقول بعضے که گفته اند زیادت و آل من والاه موضوعست زیرا که وارد است از طریق متعدده که
تصحیح کرده است آنرا ذهبی و غیر وی و کذا قال الشیخ ابن حجر فی الصواعق المحرقة و گفت شیخ و لیکن ما
میگوییم شیعه بطریق الزام که ایشان اتفاق کرده اند بر اعتبار تواتر در دلیل امامت و گفته اند که تا حدیث
متواتر نباشد بدان استدلال بر صحت امامت نتوان کرد و یقین است که این حدیث متواتر نیست و
باوجود خلاف در صحت آن اگرچه آن خلاف مردود باشد بلکه طعنه کننده دران بعضے از ائمه حدیث و معدل
ایشانند که رجوع است بایشان درین امر مثل ابی داود سجستانی و ابی حاتم رازی و جز ایشان

وبردیگرے بر حجر واین التزام مستحب است کہ بعد از طواف وداع بکنند و نیز بر سر زمزم رفت و بہ نفس نفیس خود
ولوی ازان بکشید و بخورد و بقیہ آنرا در چاہ انداخت و در وقت وداع پای پس رفت متحسرانہ کہ یاد ہم چنین
سنت است از وقت وداع خانہ کعبہ و نماز صبح برابر کعبہ کرد و در نماز سورہ و الطور خواند و بعد از نماز روان شد
و چون در راہ بمنزلہ روحا رسید در شب جمعی از سواران را دید بر ایشان سلام کرد و گفت شما چہ کسانید گفتند
ما مسلمانانیم شما چہ کسانید فرمود من رسول خدایم پس زنی پیش آمد و کودک خود را از محفہ برداشت و
پیش آورد و گفت یا رسول اللہ طفل راجح درست باشد فرمود آری او راجح باشد و ترا نیز ثوابی باشد و
چنان بندد الحلیفہ رسید شب آنجا اقامت کرد و صباح بمدینہ روان شد و عادت شریف در قدوم آوردن بمدینہ
وقت چاشت بود و از قدوم آوردن بخانہ در شب نہی سفر مودود دوست میداشت کہ قادم بیشتر چیزے
باہل خانہ بفرستد تا ایشان استعداد و تہیۂ قدوم وے کنند و چون مدینہ مطہرہ را دید بتصور عظمت و کبریائے الٰہی
و ظہور آثار قدرت نامتناہی وے عز و علا و مشاہدہ انوار و اسرار این بلدہ طیبہ و ملاحظہ شرف و بزرگی
این مقام عالی سہ بار تکبیر بر آورد و بعد ازان بنسبت مستمرہ خویش کہ در وقت قدوم بلدہ داشت و تکبیر آنرا
واعانت و نصرت و کمال دین و اتمام نعمت و رجوع بخیر و عافیت و وصول بمقر امن و سلامت گفت

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد و ہو علی کل شئ قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون
لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ و نصر عبدہ و ہزم الاحزاب وحدہ و اعز خندہ فلا شی بعدہ پس بمدینہ
مطہرہ آمد و الحمد للہ علی اتمام النعمۃ والاتمام و صل و در اثنای طریق مراجعت چون بمنزل غدیر خم
رسید کہ از نواحی جحفہ در میان مکہ معظمہ و مدینہ مطہرہ است روی مبارک سوی یاران کرد و فرمود انکم
تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم یا مینید شما کہ من نزدیکترم بمومنان از ذوات ایشان
چنانکہ در قرآن مجید ہم مذکور است کہ النبی اولی بالمومنین من انفسہم و در روایتی آمدہ است کہ سہ بار فرمود
این لفظ را و معنی را و معنی آن است کہ من امر میکنم مومنان را مگر بانچہ صلاح و نجات و خیریت و نیاد آخرت
ایشان دران باشد بخلاف نفوس ایشان کہ گاہی بشر و فساد نیز می خواند قالوا بلی گفتند صحابہ آرے
تو نزدیک ترین و دوست ترین بمومنان ہستی از نفوس ایشان و در روایتی آمدہ است کہ خود گواہ باش
عالم خواندند و من اجابت نمودم بدانید کہ من در میان شما دو امر عظیم میگذارم و یکی از دیگری بزرگتر است
قرآن و اہل بیت من بینید و احتیاط کنید کہ بعد از من باین دو امر چگونہ سلوک خواہید کرد و رعایت حقوق

وصل

و مکہ را البطحا و البطح نام است از نجاست و ظہر و عصر و مغرب و عشا انجا گذارد و این تحصیب بعضی علما میگویند امری اتفاقی بود کہ ابو رافع گماشتہ و عہدہ دار بار خانہ آنحضرت بود اتفاقا خیمہ انجا زد پس آمد و ہمانجا نزول کرد و بعضے میگویند از سنن حج و از تمام مناسک او است چہ آنحضرت در سفر مودانا تازیون غدا انشاء اللہ تعالی بخیف بنی کنانہ و کافران در نیمقام سوگند خوردہ و عہد بستہ بودند کہ با بنی ہاشم و بنی المطلب ایرنش نکنند و مناکحت و مواصلت ننمایند تا انوقت کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم ایشان کنند پس حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نزول در محصب قصد کرد کہ شعار اسلام ظاہر کنند در ان محل کہ ایشان شعائر کفر ظاہر کردند و شکر نعمت حق بجا آرد و غالب آنست و اللہ اعلم کہ توقف و اہمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تا وقت عشا بہ جہت اعتماد عائشہ رضی اللہ عنہا بود کہ اگر آن نمی بود شاید وقوف کمتر ازین نیز میکرد چون این بندہ ضعیف صاحب این تالیف در خدمت شیخ امام اجل اکرم عبد الوہاب متقی قادری شاذلی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ از مناسبہ محصب آمد نماز ظہر در نیمقام بگذاردند و بخواب رفتند و نماز دیگر نیز ادا یافت فرمودند انیقدر در آخر از شرف و سعادت اتباع کافی است و این عبارت بر ریش عرب فرمودند و ہذا القدر کفی نیز آید انشاء اللہ تعالی داند کی از شب بخسپید و چون بیدار شد سوار گشت و بمکہ رفت و طواف وداع کرد و این طواف واجب است بر غیر اہل مکہ و درین طواف امل نکرد و لیکن کمتعین طواف کردچہ آن وظیفہ طواف است مطلقا و اجبا کان او نفلا و ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا درین شب رغبت کرد کہ عمرہ بگذارد و او را اجازت داد و برادر او عبد الرحمن بادی فرستادند تا بہ تنعیم کہ بیرون حرم است رفت و احرام بست و بمکہ آمد و عمرہ تمام کرد و ہنوز شب تمام نشدہ بود کہ از اعمال عمرہ فارغ شد و بمحصب رجوع کرد پس آنحضرت ندا فرمود و بر جمل و ہمہ رحلت کردند و بمدینہ روان شدند و از جانب اسفل مکہ کہ آنرا کداگویند بفتح کاف بر خلاف راہی کہ از ان در آمدہ بود کہ اعلاء مکہ است برامد چنانکہ عادت شریف بود در اختلاف طریق در رامدن و برامدن و بعضے فضلا گفتہ اند کہ در امدن از جانب علو از برای تعظیم و اعلاء شان بیت اللہ بود و بیرون آمدن از جانب اسفل بجہت تحزن بر فراق وی کرد و گویند کہ سنت ابراہیم علیہ السلام و نیز انچنین بود و در وقت وداع وقوف کرد و ملتزم را دعا کرد و آمادہ است کہ ہیچ افریدہ نیست کہ در ملتزم بایستد و دعا کند و حاجت خود را از حضرت رب العزت درخواہد الا حاجت او اگر زود و ملتزم بامین حجر الاسود و باب کعبہ را گویند زیرا کہ التزام میکنند آنرا دمی جستند بدان و مسافت بامین ان یکباع است چنانکہ یک کف دست پر در باشد

بر مردم بود تا مجموع حاضران او را مشاهده کنند و کیفیت طواف را بیاموزند و آداب و احکام آنرا معلوم کنند
و بعضے میگویند در پای رحمتی بود و از روے ضرورت طواف سوار کرد و ناقه آنحضرت مامون بود از تلویث مسجد
و در زمان بنا باز گشت و نماز ظهر را در منا گذارد و همچنین است در صحیحین از ابن عمر و در صحیح مسلم بروایت دیگر
از عائشه و جابر آمده است که نماز ظهر را در مکه گذارد و بعضے علما ترجیح این حدیث میکنند که راوی وی دو کس اند
جابر و عائشه و جابر اعرف است بحدیث حجة الوداع و عائشه اخص بود بر رسول خدا و بعضے ترجیح حدیث ابن عمر
میکنند که متفق علیه است در حال وے اعظم و اجل اند و شیخ ابن الهمام گفت اگر تکلف کنم جمع بین الحدیثین
را که گوئیم که بمکه گذارد و حمل کنیم گذاردن بنا بر اعاده آن به سببی که مطلع گشت آنحضرت صلی الله علیه وسلم
که موجب نقصان بود در انچه ادا کرد اولا پس چون مراجعت فرمود بنا شب آنجا بیتوتت کرد دو روز
دیگر بعد از روز بحر انتظار کرد تا آفتاب زوال نمود پیاده پیش از ادای صلوة ظهر سوی جمره اولی آمد و آن
جمره است که به مسجد خیف نزدیکتر است و هفت سنگریزه بینداخت و با هر یک تکبیر میگفت و چون
از رمی فارغ شد چند گامی از محل رمی بیشتر شد و مستقبل قبله بایستاد و دعا کرد و چندان زمان که کسے
سوره بقره خواند در دعا خواندن بود و چون از دعا فارغ شد بجمره وسطی آمد و همچنین طریق رمی کرد
از انجا براه دست چپ چند گامی در میان وادی رفت و آنجا بایستاد و دعا کرد و تطویل فرمود و در ان
شد تا پیش جمرة العقبه آمد بایستاد و کعب را دست چپ و منا را از دست راست داشت و رمی کرد و
در ساعت بی توقف باز گشت و در نحل دعا نکرد و حکمت آن بر کول بعلم نبوتست و علما درین دو وجه میگویند
یکی آنکه این جمره در طریق است و ازدحام عظیم بود و جاے ایستادن نبود دیگر آنکه دعا در صلب عبادت
چنانکه در جمره اولی و وسطی بود افضل است از انکه در پی عبادت چنانکه درین جمره است و الله اعلم
و آنحضرت صلی الله علیه وسلم تعجیل نکرد در نفر به فتحتین یعنی برآمدن از منا و یوم النفر روز سیوم عیدے
را گویند و لیلة النفر آن شب که حاجیان از منا باز گشتند و روان شدن از عرفات را افاضه گویند
و از مزدلفه دفع و از منا نفر بلکه سه روز تمام آنجا اقامت فرمود و بعضے از روز چهارم که روز سیزدهم در آخر
ایام تشریق است بعد از زوال رمی کرد و روان شد و در محصب بضم میم و فتح حاء مهمله مشدده که مکانیست
بیرون مکه و حصبا یعنے سنگریزها در وی بسیار است نزول فرمود و خیف بنی کنانه نیز نام همین جاست و ابطح
البطح نیز خوانند و ابطح سیل واسع که در وی سنگریزها دقیق باشد چنانکه در وادیها و رودها می باشد

در وی معمر این گفت یا معمر امکناک رسول اللہ من شعمتہ اذنہ وفی یدک الموسی ای معمر قادر گردانید ترا رسول خدا
بر زمہ گوش خود و حال آنکہ در دست تست استرہ یعنی ہشیار باش و قدر نعمت بدان پس گفت معمر واللہ
یا رسول اللہ این استادن و قدرت یافتن من در ہیچ مقام ہرآئینہ نعمت خدا ست بر من و منت اوست عز و جل
بر من قال اجل گفت آنحضرت آری ہم چنین است و از نعمت ہای عظیم است انگاہ اشارت فرمود بجانب راست
تا ابتدا بجانب راست کند ظاہر مراد جانب راست آنحضرت است و در حدیث متفق علیہ کہ در مشکوۃ آورده
تصریح بدان آمده و صحیح ہمین است و بعضے جانب راست حلاق اعتبار کنند و چون از حلق جانب راست
فارغ شد آن موہا را قسمت کرد بر حاضران و اشارت فرمود تا جانب چپ را نیز حلق کردند آن مجموع را بابو طلحہ
انصاری زوج ام سلیم کہ ام انس بن مالک است داد و از ہجرت در بعضی روایات آمده کہ بام سلیم داد
و ابو طلحہ از موہای جانب راست نیز نصیبے یافتہ بود پیش از ہمہ و این فضل و عنایت آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بوی ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم و چون از حلق فارغ شده
و مردمان ہمہ را بکنارہ موی باد دیگر موی نصیب رسید مرا از زلف تو موی بسیار ست پس قصد
میکنم بوی بسیار ست تا آخر ناخن انگشتان مبارک را تقسیم کرد و آنرا نیز بر مردمان قسمت کرد و مشتے
صحابہ حلق کردند و بعضے تقصیر کردند و حلق را تفضیل داد بر تقصیر چنانکہ گذشت بعد ازان پیش از نزول
بمکہ رفت و طواف کرد و این طواف از ارکان حج و فرائض اوست و این را طواف افاضہ خوانند
و طواف زیارت نیز گویند و چون از طواف فارغ شد نزدیک چاہ زمزم آمد و عباس و اولاد او کہ بسقایت
بیت منصب ایشان بود آب میکشیدند و فرمود اگر نہ آن بودی ای آل عباس کہ کسان بر شما غلبہ کنند
من خود فرود آمدی و آب از چاہ بر کشیدی و شما را بر سقایت اعانت کردی از جہت فضل و بزرگی این کار
یعنی اگر من انیکار بکنم بعد از من سنت گردد و بر امت و مردم ہمہ بانیکار بقصد اتباع من دست زنند و بر شما
غالب آیند و نوبت بشما نرسد و این منصب بزرگ از دست شما برود پس یک دلو بر آنحضرت عرض کردند پس
تناول فرمود ایستاده و ایستادن در حالت شرب برائے بیان جواز بود یا از برائے ضرورت و حاجت کہ
از جہت کثرت ازدحام جائے نبود یا ضرورتی و حاجتی دیگر و اللہ اعلم بعضے گویند کہ ایستاده آب خوردن مخصوص
باب زمزم و بقیہ آب وضو ست و این بحث در بیان عادات شریف گذشت در وصل شرب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم درین طواف بر راحلہ سوار بود و سبب سوار شدن بعضے میگویند کثرت ازدحام بود یا بقصد اشراف

منحر را از جبل و مرتفع از سیل آب را گویند و آن مسجدی بزرگ است در بناء در گنبدی که در صحن او است
مکان پیغمبر است صلی اللہ علیہ وسلم و دران مقام که منزل او بود خطبہ بلیغ خواند چنانکہ آواز بہ مجموع خلائق
که در اندرون خیمها بودند رسید و این رسیدن آواز از دور و نزدیک و شنوانیدن آن مر ایشان را از جملہ
معجزات آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم و در خطبہ اعلام کرد خلائق را بحرمت روز نحر و فضل آن
نزد حق سبحانہ و فرمود زمان گردیده بر اہلیت و وضعی که اول داشت در روز یکه پیدا کرد خدا تعالے
آسمانها و زمین را سال دوازده ماه از انجمله چهار ماه حرام سه ماه متوالی ذو القعده و ذو الحجه و محرم چهارم
رجب میان جمادی و شعبان و فرمود خونهای شما و مالهای شما و آبروهای شما حرام است بر یکدیگر و فرمود
نزدیک است که پیش آیند بر پروردگار خود و او سر شما را از کردارهای شما دانا و آگاه باشید باید که نگردید بعد از من
گمراه و در روایتی نگردید کفار که بزنند بعضے از شما گردن بعضے را و میدانند که هر که جنایت میکند حق خود و بر سول خدا و خلق بر نفس
خویش میکند دانا و آگاه باشید که من رسانیدم حکم پروردگار را بشما و فرمود خداوندا تو گواه باش باید که برساند
این احکام حاضر بغائب و مردمانرا فرمود تا مناسک حج بیاموزند که شاید که دیگر بار من حج نکنم و امر کرد بسمع و طاعت
و فرمان داری کنند ایشان را مادام که کتاب اللہ بخوانند و تخالف دین و شریعت بگویند و نکنند و فرمود عبد را بر
وصلوا خمسکم و صوموا شهرکم و اطیعوا ذا امرکم تدخلوا جنة ربکم و داع کرد و از انجا بہ منحر آمد و آن موضعی است مشهور
درمیان بازار منا که آنرا منحر النبی میگویند و مجموع صد شتر بود شصت و سه شتر بدست مبارک خود نحر کرد بعد ساعتے
عمر شریف او آمده است که نزدیک آورده میشد پنج شش شتر تا نحر کند شتران نزدیک ایستادند و از دحام نمودند
و هر یک خود را نزدیک آنحضرت می آورد و در دهان میخرید تا نخست او را نحر کند و سی و هفت شتر را بعلے مرتضی کرم اللہ
وجهه امر کرد که نحر کند و او را شریک گردانید در هدی و امر کرد تا از هر شتری قطعه لحم گرفته و در دیگ انداخته پخته شد پس
گوشت و شوربای آنرا با علی کرم اللہ وجهه تناول فرمود و علی را امر بآن داد که پوستها و جلدهای شتران را بر ایشان
قسمت کنند و جزار را از ان چیزے ندهند و اجرت از پیش خود دهد و در روایت مسلم از جابر آمده که ذبح
کرد آنحضرت از جانب نساء شریف خود گاو یرا و در روایتی نحر کرد از عائشه رضی اللہ عنها گاو یرا و گویند که
در انروز گوسفند نیز ذبح کرد و چون از نحر فارغ شد اعلام کرد که همه زمین منا منحر است و نحر مخصوص نیست بعضے
اماکن پس حلاق را طلب فرمود و حلق کرد و چون حلاق که معمر بفتح میم و سکون عین بن عبد اللہ قرشی
عدوی قدیم الاسلام است بر بالای سر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بایستاد و اشره در دست گرفت نظر کرد

زن نگاه میکرد و آن زن بوی نیز نگاه میکرد و بود فضل بن عباس خوش روئے و خوش موئے و سفید و صباحت
حسن پس آنحضرت دست مبارک خود را پیش روی فضل حجاب می ساخت از نظر کردن ایشان بیکدیگر و در
روایتی آمده که آنحضرت بچید گردن فضل را گفت عباس چرا پیچیدی گردن ابن عم خود را یا رسول الله
فرمود دیدم مرد جوانرا و زن جوانرا پس ایمن نشدم بر ایشان وسوسهٔ شیطان را و همدرین راه پیر و فنے
پیش آمد و از مادر خویش خبر داد که بغایت عاجز و ناتوان شده و اگر بر شتر می نشیند بیم هلاک است آیا حج
بگذارم از جانب وی فرمود اگر بر مادر تو دین می بود دین او را می گذاردی یا نه گفت آری می گذاردم
گفت پس حج از مادر خود بگذار که دین خدا بگذاردن اولی است و در یحدیث دلالت است بر جواز نیابت
در حج و درین مسئله تفصیلے است مذکور در فقه و چون در لبن محسر بضم میم و کسر سین مهمله مشدده رسید که وادیے
است در اول مناشتر را سخت راند و به تعجیل از ان وادی بیرون شد و این سنت است بر راکب و
اگر پیاده باشد هم نیز بگذارد و روان شد این وادی که رسید اصحاب فیل را انچه در قرآن مذکور است
و ازین جهت این را محسر دانند که فیل درین محل بکنید و درماند و تحسیر در لغت عاجز و درمانده و منقطع
گردانیده است و این وادی عاجز و منقطع گردانیده فیل را از سیر یا اصحاب فیل را از در آمدن مکه معظمه
و عادت شریف نبوی صلی الله علیه وسلم این بود که از مواضعی که بر رود دشمنان حق بلاد عذابی فرود آمده بود
به تعجیل بگذشتی چنانکه در سفر غزوه تبوک چون بقریه لوط و خانهای ایشان رسید زود گذشت و صحابه را نیز
امر کرد تا ازان زود بگذرند و همچنین براه میانه منا میرانند تا اسفل وادی و قت چاشت آمد و بر ابر جمرهٔ العقبه
بایستاد و جمره اصل بمعنی حصاة است بمعنی سنگریزه پس ازان غالب آمد بران مواضع که در ان رمی جمار
می کنند و آن سه مواضع است جمره اولی بجانب مسجد خیف که چون از مزدلفه از راه میانه میایند اول
بروی بگذرند بعد ازان جمره وسطی بعد ازوی جمرة العقبے و عقبه راه بر آمدن کوه و این جمره در دامن کوه
واقع شده و این بجانب مکه است پس در اول روز نحر که از مزدلفه آمد ازان دو جمره اولی و وسطی گذاشته
بر ابر این جمره آمد و بایستاد و کعبه مکرمه را بجانب چپ گذاشت و منا را بجانب رو لیف راست و سواد سنگهای
ریزه گانرا بلگنک انداخت و با هر یک تکبیر میگفت بر می جمره سواره درین روز بود در ایام تشریق که رمی جمرات
ثلث کرده و پیاده کرد و اگر آنرا نیز سواره کنند نیز جائز است و لیکن اولی و افضل پیاده است چنانکه در سنت آمده
و بعد از رمی جمار تلبیه را قطع کرد و بعد از رمی بمنزل باز گشت نزد مسجد خیف بفتح خا معجمه و سکون تحتانیه و خیف مکان

مظلوم بگیرم پس فرمود آنحضرت پروردگار من تو قادری اگر خواهی مظلوم را بهشت دهی ظالم را بخشی
در آن وقت جواب ایند عا نیامد چون در مزدلفه صبح کرد اعاده گردانید دعا را جواب آمد اجابت کردم آنچه تو
خواستی بخندید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما گفتند یا رسول اللہ ما در وید را فدای
تو باد این ساعتی نبود که تو در انجا بخندی همیشه خندان دارد خدا تعالی ترا فرمود عدو اللہ ابلیس
چون دانست که اجابت کرد حق تعالی دعاء مرا و بخشید امت مرا خاک بر سر ریخت و بلو اویلا فریاد کرد پس
در خنده آورد مرا آنچه دیدم از جزع و فزع وی و گفته اند که مراد بامت در نجاد و قفان عرفه اند و از نجا
گفته اند بعفو که حج مکفر حقوق العباد نیز میشود و طبرانی گفته است که این محمول است بران که توبه کرد
و عاجز آمد از وفای حق و بیهقی نیز مانند روایت ابی داؤد و ابن ماجه آورده و گفته این را شواهد بسیار است
اگر صحیح است حجت است و اگر نه قول حق سبحانه و یغفر ما دون ذلک بس است و ظلم نیز ما دون شرک
است و بالجمله حقوق اللہ مغفور است از حجاج و در حقوق عباد خلاف است و فضل اللہ واسع و
ظاهر احادیث عام است و اللہ اعلم و در تکبیر و تهلیل و ذکر بود تا طلوع آفتاب نزدیک شدن پس
بمنا روان شد و درین نوبت فضل ابن عباس را ردیف خود ساخت و اسامه بن زید در میان
قریش پیاده میرفت و درین راه فضل ابن عباس را گفت تا سنگریزه برای رمی جمار بردارد کلانتر
از نخود خرد از سندق از ابن عمر مثل بغره غنم آمده و این را خصی حذف گویند به فتح خا و سکون ذال
معجمتین و اگر بزرگتر ازین بیارند نیز جائز است و خلاف سنت است پس هفت سنگریزه برچید از
زمین و بر سول صلی اللہ علیہ وسلم داد و اینها برای امروز که روز عید است برای رمی جمرة العقبه
کفایت میکند و اگر برای سه روز دیگر بردارد و نقتا باید برداشت هفت برای روز عید و شصت و سه برای
ایام تشریق هر روز نسبت دیک و بعضی گفته اند که این بهتر است و عادت درین زمان همین است
و بعضے گفته اند که اگر ازین هم بیشتر بردارد بهتر شاید که بعضے ازان در جائے بیفتد و کم شود اما در حدیث
بیان هفت واقع شده و حضرت بکف مبارک خود آن سنگریزها را از غبار پاک میکرد و نزد بعضے
اگر بشویند بهتر است و در رمے بخصای نخبس دو قول است و درین راه زنی از قبیله خثعم بفتح خا معجمه
و سکون ثا مثلثه و فتح عین مهمله بغایت جمیله پیش آمد و سوال کرد که پدر من مردی پیر است و بر پشت
شتر نمی تواند نشست و حاج کنم از جانب وی فرمود نعم و فضل بن عباس که ردیف آنحضرت بود بآن

نیز مسلوک داشت کہ از طریق مضیت بفتح ضاد معجمہ آمد و الغلو نین برگشت و در اثنای طریق مہار شتر را اندکی فرو گذاشت چنانکہ میان سریع و بطی میرفت و چون بہ فراخ جای رسیدی قدری بشتاب برامدی و چون بلندی رسیدی زمام ناقہ فرو گذاشتی تا بآسانی برفتی و در مجموع راہ تلبیہ میگفت و در راہ میل کرد بشعب از شعاب راہ و دکوہ را گوشہ و فرود آمد و نقض و ضو کرد و ضوئی سبک ساخت نہ بہ اسباغ و اکمال آنچنانکہ برای نماز میساخت اسامہ گفت الصلوٰۃ یعنی نماز مغرب خواہی گذارد یا رسول اللہ فرمود و نماز پیشتر است یعنی در مزدلفہ با نماز عشا گزاردہ خواہد شد پس سوار شد و بمزدلفہ آمد کہ مکانی است میان منا و عرفات و قریش در جاہلیت ہمین جا وقوف میکردند و بعرفات نمیرفتند و میگفتند باہمسایہ ہای حرم خدائیم از حرم بیرون نرویم و در مزدلفہ وضوئی کامل ساخت و فرمود تا اذان گفتند و اقامت کردند و نماز شام بگذارد و پیش از انکہ بارہا فرود آمدند و اشتران فرو خوابانند و چون بارہا فرود آوردند باز اقامت گفتند و نماز خفتن بگذارد و از برای خفتن بانگ نگفتند و میان فرض مغرب و فرض عشا ہیچ نماز نگذارد و ازینجا معلوم شد کہ جمع میان مغرب و عشا بیک اذان و دو اقامت بودہ چنانکہ در عرفات بود میان ظہر و عصر و در حدیث بخاری و مسلم از اسامہ بن زید ہمچنین آمدہ و مذہب زفر و شافعی و نزد امام ابو حنیفہ و بروایتی از احمد و بسیاری از ائمہ بیک اقامت گذارد و این روایت نیز از ابن عمر در صحیح مسلم آمدہ و از ترمذی تحسین تصحیح آن نمودہ و ترجیح کردہ اند این حدیث را بانکہ چون عشا در ینجا در وقت خود است بافراد اقامت و اعلام بدان حاجت نبود و عصر در عرفہ در غیر وقت بود پس محتاج شد بزیادتی اعلام و اللہ اعلم و آنحضرت علیہ السلام بعد از ادائے عشا بخواب رفت تا صبح بدمید و احیاء شب نکرد با وجود کمال مواظبت بران از جہت رعایت اعتدال در عبادت حق بدان پس چون فجر طلوع کرد نماز صبح را در اول وقت بگذارد نہ پیش از وقت چنانکہ نظر بظاہر بعضے احادیث گمان می برند و آنکہ در بعضے احادیث واقع شدہ کہ تنویر کنید از وقت گذارد و مراد بپیش از وقت معتاد ظہور صبح ظہور تام بی شبہہ است و بہ تحقیق ظاہر شد طلوع فجر بر حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم بوحی یا بغیر وحی و بر مردم مشتبہ بود پس سوار شد و بمشعر حرام آمد و آن تلی است در میان مزدلفہ و بران عمارتی نو کردہ اند پس در مشعر بایستاد و روئے بقبلہ آورد و بدعا و تضرع و ابتہال مشغول شد و در سفر السعادت از ابی داؤد و ابن ماجہ از ابن عباس بن مرداس آوردہ اند کہ آنحضرت دعا کرد مر امت خود را در عشیۂ عرفہ بمغفرت جواب آمد مغفرت کردم مگر ظالم را کہ البتہ او را از جہت

مسکین دعا که درین روزها ماثور است بسیار است و در انچه در سفر السعادت مذکور است کفایت است و دیگر دعا طویل هست که در اوراد مذکور است و فرمود فاضلترین دعائے که من و پیغمبران که پیش از من بوده اند درین روز خوانده اند این است که لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر تا آفتاب تمام غروب کرد روا نشد و در روز عرفات این آیت نزول کرد الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا و افاضہ انوار ایمان و ادرار امطار رحمت و فتح ابواب قبول و اجابت متراکم و متوالی است و در حدیث آمده است که دیده نشد شیطان خوارتر و حقیرتر و غم و غصه خورنده تر در هیچ روزی چنانکه در روز عرفه بجهت انچه می بیند از نزول رحمت و مغفرت گناهان بسیار آدم مگر در روز بدر که دید جبرئیل را علیه السلام که ترتیب میداد صفوف ملائکه را و گفته اند بدبخت کسی است که درین موقف بایستد و گمان برد که آمرزیده نشده است و نیز در حدیث آمده است که مباهات هامی کند حق جل وعلا بر فرشتگان باد میان و میگوید ایا و چه چیز خواسته اند ایشان که ترک کرده اند برائے من خانمان جمع در اولاد و اولاد خود را و آمده اند در درگاه من سر برهنه و آلوده کنان آزاد کردم ایشان را از آتش دوزخ و آمرزیدم گناهان ایشان را و هر که یک ساعت وقوف کند درین روز فرض حج کفایت است و سنت است که تا غروب آفتاب بایستد زیرا که بایستاد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تا آفتاب غروب کرد و در روز عرفات این آیت نزول کرد الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا و اگرچه نزول این کریمه سبب ذوق و سرور و عید اهل اسلام شد اما بعضے دانایان در رمز شناسان ازینجا قرب زمان رحلت و حلول مدت فرقت فهمیدند شکسته دل شدند چنانکه صدیق اکبر در وقت نزول سوره اذا جاء نصر اللہ والفتح نیز باین معنی متشعر شد و گریه کرد و چون بعد از غروب افاضه کرد و روان شد از عرفات اسامه بن زید را ردیف خود ساخت و مهار شتر کشیده میداشت و میگفت ایمردمان آرام بدهید و ملایمت کنید و میگوید که نیکوئی نه در شتاختن است و بر هیچ کاری نه تعجیل نمودن است و در حقیقت سکینه و وقار موجب سکون خواطر و ورود فتوح و استقرار ارادت حضور و علامت استقامت حال و جمعیت مآل است و حرکت و اضطراب بسبب تشویش قلب و تفرقه باطن و پریشانی خاطر و نباید منع از دویدن و اضطراب نمودن برائے رعایت جماعت در نماز که بعضے بیخردان و نابلهان کنند بر این استدلال از فاتحین به کسرهٔ ہر صیغه تثنیه که نام دو فرقه لشکر است یکی سیان عرفه و مزدلفه و دیگر سیان مأزمین و منا رجوع کردند همان طریق که در رفتن عبد گاه مسلوک میداشت از رعایت مخالفت راه رفتن و آمدن در برگشتن در سوق

واجبه بر تو از حقوق بود از ادای رسالت و دعوت گذاری و امانتی که نزد تو بود ادا کردی و جهاد در راه خدا نمودی پس انگشت شهادت را بسوی آسمان برداشت و بگردانید و سر باز فرمود اللهم اشهد اللهم اشهد و فرمود ای گروه مسلمانان بدانید که سه چیز سینها را صاف و پاک گرداند یکی اخلاص در عمل دیگر نیکو خواهی برادر مسلمانان دیگر لزوم جماعت مسلمین و فرمود باید که حاضران مجموع آنچه گفتم بغایبان برسانند و در حالتیکه در عرفه ایستاده بودم الفضل بنت الحارث مادر عبد الله بن عباس رضی الله عنهما قدحی شیر برای وی فرستاد قدح را گرفت و شیر را بیاشامید چنانکه میدانید و دانستند که روزه نیست گفته اند که روزه عرفه سنت است مگر برای حاجیان عرفات تا ضعف مانع از کارها نباشد بعد ازان از راحله فرود آمد تا بلال رضی الله عنه بانگ نماز گفت و اقامت برآورد و نماز ظهر و عصر را جمع و قصر کند ارد بیک اذان و دو اقامت و در میان صلوتین نمازی دیگر از سنت و نفل هیچ نگذارد و این را برای تعجیل وقوف و قصد استعداد زمان دعا بود اینجا میگویند که آن چه مقام است که در وی فرض از برای خاطر نفل ترک کنند میگویند که آن عرفات است که در وی فرض که وقت عصر است بجهت نفل که دعا بعرفات است ترک کنند و بعد ازانکه جمع بین صلوتین در عرفه مجمع علیه است میان امت اختلاف است نزد خلیفه از جهت این روز است و جمعی شافعیه نیز برانند و نزد اکثر شافعیه از جهت سفر و آنکه اهل مکه و غیر ایشان از انها که مسافر نبودند نیز جمع کردند و آنحضرت ایشانرا ازان منع نکرد و تقریر نمود دلیل آنست بر آنکه جمع بیسبب بود نه سفر مگر آنکه گویند که این بجهت متابعت و صحبت پیغمبر علیه السلام بود اما قصه خود بجهت سفر بود البته در حدیث آمده است که آنحضرت صلی الله علیه وسلم بعد از ادای دو تعین فرمود اتمام کنید ای اهل مکه نماز خود را که ما قوم مسافریم و چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم از نماز فارغ شد سوار شده بقصد آمد و دامن کوه عرفات که از جبل الرحمت گویند و گفته اند که تعیین موضع وقوف آنحضرت صلی الله علیه وسلم بآن شخص معلوم نشده اما اگر نزد آن صحراست بایستاد و در ساعت در هر مکان دران ممکن کرد وقوف شریف را دریافته باشد و برآمدن بران کوه چیزی معتبر نیست و ثواب آنحضرت علیه السلام نزدیک همین صحرات مستقبل قبله بایستاد بر پشت شتر مشروع در دعا و تضرع و ابتهال نمود و تضرع و ابتهال در نیمقام بسیار مطلوب است و اگر بگای دست دهد علامت قبول و اجابت است و در وقت دعا دستها برابر سینه برداشته بود چنانچه خواهنده

حرمت این روز و این ماه و این بلد و مراد بروز عرفه و بماه ذی الحجه و ببلده مکه معظمه است و فرمود هر چیز
از هر جاهلیت نهاده شده در زیر پای من یعنی از هر چه از رسوم و اوضاع جاهلیت بود ابطال کردم
و کان لم یکن ساختم و عرب را عادت است که در امر یکه آنرا باطل و نابود سازند که بار دگر گرد آن نگردند
و رجوع بدان ننمایند که آنرا زیر پای خود کردم و فرمود خونهای جاهلیت همه موضوع و هدر است یعنی هر کرا
بر دیگرے دعوی خون است که در جاهلیت واقع شده بود اکنون آن دعوی برطرف کردم و هدر ساختم
و اول خونی از خونها ے من که آنرا نهادم و هدر ساختم چون این ربیعه بن الحارث است و این ربیعه
در بنی سعد استرضاع میکرد و شیری خورد چنانکه آنحضرت نیز درین قبیله شیر خورده بود و این قبیله شهو
بود با رضاع و حارث بن عبد المطلب عم رسول الله صلی الله علیه وسلم و ربیعه این عم وی صحابی است
و اسن بود از آنحضرت و نام پسر وے ایاس بود که شیر میخورد درین سعد و درمحاربه که میان بنی سعد
و هزیل بود سنگے باین پسر رسید و کشته شد و بنو عبد المطلب دعوی آن خون بر ایشان داشتند و آنحضرت
علیه السلام آن خون را هدر ساخت و بنو عبد المطلب را از دعوی آن باز داشت و فرمود ربا ہاے جاهلیت موضوع
است و قریش را عادت بود که در جاهلیت ربا می خوردند و دعوی این بدون که بر ما بود بر یکدیگر داشتند
این دعوی را نیز افگند و باطل گردانید و فرمود اول ربای که می افگنم ربای عباس بن عبد المطلب
است و درین خطبه وصیت بمراعات و ملاطفه زنان و احسان در حق ایشان و حقوقیکه زنان را است
بر شوهران و شوهران را است بر زنان بیان کرد و فرمود پرهیزید و بپرستید خدا را جل جلاله در حق
زنان که گرفته اند ایشان را بامردی و عهد وی و استحلال کردید و تعرف نمودید فرج ایشان را به کلمه وے
و حکم وی تعالی و فرمود مر شما را است برین زنان که بے پسر نگردانند فرشهاے شما را به هیچ کس که شما
ناخوش دارید از مرد بیگانه را تا نزد خود جاے ندهند و اگر نکنند این امور بزنند ایشان را امابزدنی
غیر موله و مر زنان را بر شما رزق و کسوت بمعروف و انصاف است و فرمود و به تحقیق گذاشته ام
در میان شما چیزی را که هرگز گمراه نشوید اگر چنگ زنید بدان و این کتاب خدا است عزوجل و بعد از خطبه
خواندن و وصیت کردن پرسید از صحابه رضی الله عنهم و فرمود فردا ے قیامت پرسیده خواهید شد شما را
از من که چه معامله کردم با شما و چگونه زندگانی کردم میان شما شما چه جواب خواهید داد و چه خواهید گفت
بجمله گواهی میدهید گفتند گواهی میدهیم که تو فرمودهاے خدا را بما رسانیدے و امت را نصیحت بواجبی کردی

چون سعی تمام کرد فرمود هر که هدی همراه ندارد از احرام بیرون آید و چون بر بعضے صحابه برآمدن از
احرام گران آمد فرمود اگر من هدی نداشتمی من نیز حلال می شدم درین اثنا علی مرتضی کرم الله وجهه
از طرف من رسید و شتری چند به نیت هدی خود آورده بود و مجموع انچه با علی بود همراه آنحضرت بود
صد شتر بود حضرت فرمود یا علی تو چه نیت کرده گفتم اهلالا کاهلال النبی گفت آنحضرت من احرام حج
بسته ام و هدی با خود آورده ام ای علی تو هم بر احرام خود باش و علی فاطمه رضی الله عنهما را دید که
جامه مصبوغ پوشیده و از احرام بیرون آمده بروی انکار و اعتراض کرد که چرا حلال گشتی جواب
داد مرا پیغمبر علیه السلام باین فرموده و حضرت تصدیق فاطمه کرده و ابو بکر صدیق و عمر فاروق
و طلحه و زبیر و جمعی دیگر از اصحاب که هدی با خود داشتند باحرام باقیماند فاطمه زهرا و امهات مومنین
که هدی همراه نداشتند حلال گشتند غیر عایشه صدیقه رضی الله عنها و چون صحابه بفرموده آنحضرت
از احرام برآمدند و بعضے حلق کردند و بعضے قصر محلقین را دعا کرد و فرمود اللهم ارحم المحلقین سه بار
الیشان را دعا کرد و چون مقصرین بسیار الحاح کردند یکبار فرمود و المقصرین و مثل این در روز عید
نیز واقع شده و احادیث در حجة الوداع اکثر و اصح اند و نووی گفته هو الصحیح المشهور و گفته که دو نسبت
که در هر دو حال باشد و ابن دقیق العید گفته که اقرب همین است و در فتح الباری گفته بلکه
متعین است همین از جهت توارد و تظاهر احادیث در هر دو و چون از قدوم چهار روز گذشت
اعنی ثمانین اولا ثانی و اربعا و آفتاب بلند شد چاشتگاه روز پنجشنبه بمنا متوجه شد تا مجموع حلال
و هر که از صحابه حلال شده بود درین روز احرام حج بست و چون بمنا رسید نزول فرمود نماز ظهر و عصر
گذارد و شب در انجا بیتوته فرمود چون آفتاب بلند شد از منا روان شد به سوی عرفه بعضے از صحابه
تکبیر می گفتند و بعضے تلبیه می گفتند و بر کسے انکار نکرد زیرا که مقصود ذکر تسبیح و تحمید است و بلفظ
تلبیه اولی و افضل است و چون بمره رسید به فتح نون و کسر میم نام موضعی است نزدیک عرفات
آنحضرت صلی الله علیه وسلم حسب الحکم آنجا زده بودند انجا فرود آمد و نماز صبح روز جمعه انجا بگذارد
چون آفتاب بالا گشت فرمود تا راحله را ازین نهادند و بر راحله سوار شد و به بطن وادی در آمد خطبه
خواند بغایت بلیغ و شامل و دران خطبه قواعد مسلمانی اگرچه معلوم هم بود تقریر و تاکید فرمود و مسلمانان
شرک جاهلیت بکلی بر کندو اوضاع جاهلیت را یکسر پای زیر پا آورد و فرمود همه خونهای شما و اموال شما حرام است بر شما مثل

در وقت ہجرت دران در آمده و نشسته بود و چون از طواف فارغ شد بمقام ابراہیم علیہ السلام آمد
و مقام ابراہیم نام سنگی است کہ در وی نشان پای مبارک ابراہیم علیہ السلام است و مراد اینجا موضعی
است کہ این سنگ در انجا نہاده اند و این آیت را بخواند و اتخذوا من مقام ابراہیم مصلی و دو رکعت نماز
در انمقام بگذارد و مقام را در میان خویش و کعبہ گسترانید و گذاردن دو رکعت بعد از طواف واجب است
نزد ما و در ہر جا کہ بگذارد اندر مسجد جائز است و افضل آنست کہ در مقام ابراہیم علیہ السلام بگذارند و در رکعت
اول فاتحہ خواند و قل یا ایہا الکافرون و در رکعت ثانی فاتحہ و قل ہو اللہ احد و چون از نماز فارغ
شد باز نزد حجر اسود استیلام کرد پس از در میانی بیرون شد و بسوی کوہ صفا رفت و چون نزدیک
صفا آمد این آیت خواند ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ و گفت ابدا بما بدا اللہ پس بالای
صفا بر آمد چنانکہ کعبہ را توان دید و بر بالای صفا بایستاد و کعبہ را استقبال شد و تکبیر فرمود و گفت
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئ قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ صدق
وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ و در روایت اخبر وعدہ زیادہ آمدہ و دعا کرد و فرمود اللہم انا نسالک
موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والعصمۃ من کل برو السلامۃ من کل اثم اللہم لا تدع لنا ذنبا
الا غفرتہ ولا ہما الا فرجتہ ولا کربا الا کشفتہ ولا حاجۃ من حوائج الدنیا والآخرۃ الا قضیتہا سہ بار تہلیل
مذکور گفت و میان آن دعا می کرد بعد ازان فرود آمد و در موطا از ابن عمر این دعا نیز بر صفا مروی
است اللہم انک قلت ادعونی استجب لکم وانک لا تخلف المیعاد وانا ابسالک کما ہدیتنی للاسلام
ان لا تنزعہ منی حتی تتوفانی وانا مسلم و بعد ازان فرود آمد بجانب مروہ رفت مروہ سنگی است کہ در میان
صفا و مروہ میفرمود رب اغفر وارحم انک الاعز الاکرم و نیز چون از صفا فرود آمد سعی نمود و چون
از وادی بگذشت باز آہستہ رفت و الآن الامتی برای تمتہای محل سعی در دیوار حرم نہاده اند
کہ آنرا بین المیلین الاخضرین گویند و از صفا بمروہ میرفت و از مروہ بصفا می آمد ہفت بار ہمچنین
کرد و ختم سعی بمروہ کرد و ہر گاہ بمروہ رسیدی ہمان اذکار و دعوات کہ در صفا خواندی در مروہ نیز
خواندی و پیادہ سعی کردی و چون بسیار شد از دحام مردم از جہت سرعت اہل سعی و مردم دیگر کہ
بتماشای جمال جہان آرائے او بر آمده بودند بر ناقہ سوار شد پس میگفتند مردم ہذا رسول اللہ ہذا
محمد تا مخدرات و ابکار از خانہا بر آمده بودند و بنود پیش آنحضرت صلعم و طرد و دور باش و بویہ شود

چنانکہ تحیت مساجد دیگر نماز است وطواف حکم نماز دارد وچون برابر حجر اسود رسید استیلام کرد و بوسہ
داد آنرا و رفع یدین نکرد و افتتاح نکرد چنانکہ جہال مے کنند اینچنین گفتہ است در سفر السعادت در
فقہ حنفیہ تکبیر و تہلیل و رفع یدین گفتہ و حدیثی نیز درین باب نقل کردہ اند و بعد از استلام حجر شروع
در طوالف کرد و خانۂ کعبہ بر دست چپ خود گذاشت و این طواف قدوم است وطواف تحیہ نیز گویند
و ہیچ مکانی دعای مخصوص مروی نیست کہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت شدہ باشد مگر
درمیان ہر دو رکن یمانی و حجر اسود کہ آنجا میگفت ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا
عذاب النار و ابن ماجہ از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما در اول آیت اینہ عار انیز زیادہ کردہ اللھم
انی اسئلک العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والآخرۃ و امام محمد تعیین نکردہ است در مشاہدۂ حج
دعای را و گفتہ کہ تعیین دعا مزیل رقت قلب است و باوجود اگر آن بترک و تمیم بہ منقول و ماثور
کنند حسن است و در سہ شوط اول تعجیل رفت و گاہا رانزدیک می نہاد و چنانکہ کشتی گیران روند
و این فعل را رمل گویند بہ فتح میم و ردائے مبارک را زیر فعل راست بیرون آورد و بر بالائے دوش چپ
انداخت و این را اضطباع خوانند و این نیز مخصوص بسہ شوط اول بود و در چہار شوط آخر آہستہ رفت
و ہر نوبت کہ برابر حجر اسود رسیدی اشارت کردی بچوبی کہ در دست مبارک داشت و آن چوب را بوسہ
دادی و آن چوبی بود کوتاہ سرکج مشابہ بعصو بجان و در دست مبارک حضرتؐ اکثر اوقات می بود
درین روز طواف نیز در دست مبارک داشت و رائی غفرکہ خادمان برائے مصلحت سترہ و غیرہ ہمراہ
میداشتند کذا قالوا و در برابر رکن یمانی کہ یکے از ارکان بیت است و بجانب یمن است اشارت
کردی بدست یا بچوب اما ثابت نشدہ کہ دست خود را یا چوب را بوسہ دادی و در بعضے روایات
استیلام بدست آمدہ است اما حجر اسود را ثابت نشدہ کہ آنرا بوسہ میداد و روئے مبارک و لبہائے شریف
خود را بران می نہاد در حالت استیلام میگفت بسم اللہ اللہ اکبر و گاہی پیشانی می نہاد و بر آنجا
سجدہ میکرد و انگاہ می بوسید و وی و لذتی کہ طالبان و عاشقان را در بوس کردن لب حبائب
لب شریف مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نہادن دست دہد موکول بآن وقت حال است و زبان
وقت از تعبیر آن کوتاہ است ذوق این نشناسی نجدا تا بچشی و این دو موضع است کہ تعبیر نیافتہ
و دست تصرف خلق دران نرسیدہ است یکی حجر اسود دیگر غار جبل ثور کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

در شب اسری موسی علیه السلام را هم در قبر دید نماز گذارنده و هم در آسمان دید و این جا دو تمثیل هم در یقظه نماید و هم در منام و در حقیقت از قبیل کشف عالم مثال است چنانکه ارباب این کشف را می باشد و بالاتر ازین کلامی است پس عالمی که درک عقول محبوس جحیض ناسوت بدان نرسد و آن این است که می گویند که آنحضرت علیه السلام انبیا را همه ران حال دید که در حیات خود داشتند و این عالمی است که دران ماضی و مستقبل نیست همه حال است و این سخن در رسائل بعضے ازین طائفه در تحقیق زمان و مکان مذکور است و مسطور است و الله اعلم و چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم بشرف رسید بر دو زن که نام موضعی است بر یکمرحله از مکه معظمه عائشه را رضی الله عنها حیض آمد محزون شد و گریان گشت فرمود چرا میگریی مگر حیض دیدی فرمود آری فرموده اند و همین مشو این را خدا تعالی بر دختران آدم علیه السلام نوشته هر عملی که حجاج میکنند بمن الا طواف کعبه شریفه بمن بجهت آنکه در مسجد است و حائض را در مسجد در آمدن جائز نه و عائشه رضی الله عنها احرام بعمره مجرد بسته بود و چون برآوردن عمره متعذر شد آنحضرت علیه السلام خواست که حج در عمره بجا آرد و او را قارن گرداند و آنحضرت صلی الله علیه وسلم نیز قارن بود فرمود که غسل کن و احرام بحج بر بند و احرام بستن حائض نفسا را درین حالت جائز است غسل بکنند و احرام بر بندند چنانکه در ذی الحلیفه اسماء بنت عمیس که زوجه ابو بکر رضی الله عنه محمد بن ابی بکر را بزائید حکم شد که غسل کند و خرقه بر بندد و احرام کند و در آخر عائشه قضای آن عمره که ازوی فوت شده بود کرد و آنحضرت علیه السلام برای در آمدن که غسل کرد و بعد از بلند شدن آفتاب از راه حجون بفتح حا مهمله و ضم جیم که نام گورستان مکه است که آنرا معلا گویند و گذار به فتح کاف بی مد نیز نام آن جبل که در او منفذ است بمکه در آمد و متعارف درین روزگار در آمدن بمکه وقت سحر است و اگرچه آنوقت منور و مبارک است اما وقت چاشت اهمیتی و جلالتی دیگر دارد و عطا گفته که اگر شما خواهید در شب در آئید چنانکه حضرت رسول علیه السلام امام بود و امام را در روز در آمدن محبوبتر بود تا مردم به بینند و اقتدا کنند و چون بدره ثنیه که آنرا باب السلام گویند برسید کعبه را مشاهده کرد و اینها خوانده اللهم زد بیتک تعظیما و تشریفا و تکریما و مهابة و در بعضے روایات آمده اللهم انت السلام و منک السلام حینا ربنا بالسلام اللهم زد هذا البیت تشریفا و تعظیما و تکریما و مهابة و در آخر این ورد من حجة او عمرة تکریما و تشریفا و تعظیما و برّا و چون در مسجد در آمد راست سوی کعبه روان شد و تحیت مسجد گذاردن مشغول نشد و طواف کرد زیرا که تحیت مسجد بیت الحرام طواف است

که غلام وی کرد آنحضرت تبسم میکرد و فرمود محرم را به بینید که چه میکند انظروا الی هذا المحرم بالضبع فرمایه
برین چیزے نفرمود از زجر توبیخ و فساد احرام و وجوب جزا چه باین مقدار جنایت جزا واجب نشود از
روضة الاحباب معلوم میشود که اخرز اباله یافته شد چون بالوار رسیده به فتح همزه و سکون موحده و یا بواو
آن بفتح واو و تشدید دال مهمله که نام دو موضع است صعب بن جثامه لیثی بفتح جیم و تشدید ثاء مثلثه
حمار وحشی بهدیه آورد زنده این حدیث بخاری و مسلم است و در روایتی از مسلم بهدیه آورد و عجز حمار وحشی
که می چکید از وی خون و در روایتی شق حمار وحشی را و در روایتی عضوی را از گوشت صید و در روایتے
پای حمار وحشی را پس آنحضرت آنرا قبول نکرد و گفت ما محرمانیم گوشت صید نمی خوریم و در خوردن
محرم گوشت صید را روایات متعدده و اقوال مختلفه آمده است تفصیل این در شرح سفر السعادة
مذکور است و چون بوادی عثمان رسید فرمود هود و صالح علیهما السلام در بنوادی می گذشتند بر دو
شتر سرخ مهار ایشان از لیف خرما و ازارهاے ایشان عباهای پشمین و ردا هاے ایشان گلیمها و
تلبیه میگفتند مرجح را این روایت احمد است و در روایت مسلم آمده است که چون بوادی ازرق رسید
گفت موسی را دیدم که درین وادی میگذشت و هر دو انگشت را در گوشهای خود نهاده فریاد تلبیه
میکند و در صحیح نیز آورده و لیکن تعیین وادی نکرده و لفظ وی این است که گفت گویا می بینم موسے
را که فرود می آید از وادی تلبیه میکند کذا فی المواهب اللدنیه و در معنی این حدیث اقوال است
یکی آنست که این خبر است از آنحضرت صلی الله علیه وسلم از حالی که انبیا علیهم السلام در حیات ایشان
بودند که برحج مے آمدند و احرام می بستند و تلبیه میکردند و حی کرده شد بر آنحضرت صلے الله علیه وسلم
و قول وی در حدیث مسلم که موسی را دیدم و در حدیث بخاری گویا می بینم بجهت کمال علم و یقین
است بدان گویا که الآن می بینند آنرا و بعضے می گویند که این رویای منام است که آنحضرت صلی الله
علیه وسلم در منام ایشانرا بآنحال دید همدرین سفر یا پیش ازان و الآن بعلاقهٔ حال حج تذکر آن
نمودند بعضے گویند که مراد حقیقت آنست چه انبیا صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین زنده اند پس
اگر بحج بیایند چه مانع است و حج اینجماعت درین سال بود که آنحضرت علیه السلام بحج برآمده بود و
ایشان را درین حال بدید و جماعه میگویند که ایشان زنده اند در قبر خود یا در بهشت و لیکن ارواح
مطهرهٔ ایشان متمثل مے شود و تجدید می پذیرد هر جا که می خواهد چنانچه آنحضرت صلی الله علیه وسلم

سولم می افتاد واللہ علم وچون وی صلی اللہ علیہ وسلم فارغ شد از امر غزوات دو فود عزم نمود بر رفتن
آمدن بحج و اعلام کردند او را داد که رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بحج میرود و فرستاد مردم را باکناف و اطراف
پس قدوم آوردند بمدینہ خلق کثیر و آخر ذی القعدہ کہ پنج شب روزی باقیماندہ بود و در آمد بکمیت صحیح تاریخ
چہارم از ذی الحجہ و درین سفر چندان مردم جمع شدند کہ از حصر و احصا بیرون بودند بعضے نود ہزار گفتہ اند
و در روایتی صد و چہارده ہزار در روایتی صد و بست و چہار ہزار و این قول صحیح تر است و گفتہ اند کہ ہر
ہر جانبی کہ نگاہ میکردند مردم در نظر می افتادند پس روز شنبہ بر آمد بست و پنجم ذی القعدہ و غسل
کرد و سر را شانہ کرد و روغن در موی مالیدہ و مطیب شد و جامۂ احرامی پوشیدہ و از خانہ بیرون آمد
و نماز پیشین در مدینہ گذارد و پس بذی الحلیفہ آمد و نماز دیگر دران منزل بقصر گذارد و احرام بست
و لبیک گفت انگاہ بر ناقۂ خود کہ قصوا نام داشت سوار شد و چون ناقہ برخاست دیگر بار تلبیہ گفت باز
چون برپشتہ کہ برابر بیدا است بالا بر آمد دیگر بار تلبیہ گفت و ازینجا است اختلاف روایات کہ بعضی بعد از
نماز گفتہ اند نزد شجرہ کہ دران وقت بود و الآن مسجدی است کہ او را مسجد شجرہ گویند و در بعضے روایات
بعد از استوا بر ناقہ آمدہ و بعضے بعد از بر آمدن بر در پشتہ بیداد ہر کس ہر وقت کہ شنیدند کہ پیش ازو
نشنیدہ بود ہمان را روایت کردہ و بحقیقت ابتدای تلبیہ بعد از نماز بود و ہمین است سنت نزد امام
ابو حنیفہ و امام مالک در روایت مشہورہ از امام احمد گفت لبیک اللھم لبیک لا شریک لک ان الحمد
و النعمۃ لک و الملک لا شریک لہ و در صحیحین تلبیہ باین عبارت آمد و لبیک اللھم لبیک لبیک و سعدیک
و الخیر فی یدیک لبیک و الرغباء الیک و العمل و آواز بلند میکردند تا جمیع صحابہ رضوان اللہ علیہم شنیدند
و فرمود آواز بلند کنید کہ جبرئیل نزد من آمدہ امر کرد مرا کہ امر کنم اصحاب خود را تا بلند کنند آواز ہا را
باحرام و بعد از تلبیہ دعا می کردند و میخواست از خدا رضای او را و دخول جنت را و استعاذہ میکرد از نار
و مرکب وی شتری بود بران پالانی بود کہنہ و بالای شتر نہ شغدف و نہ محمل و نہ ہودج و نہ محفہ و چون
بمنزل عرج رسید غلامی ازان ابو بکر رضی اللہ عنہ در عقب ماندہ بود شتری کہ زاملہ پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم و ابو بکر رضی اللہ عنہ بود در دست وی بود در زمانے انتظار کردند کہ برسد چون رسید شتر با خود نداشت
ابو بکر رضی اللہ عنہ فرمود شتر کجا است گفت گم کردم ابو بکر بر خاست و او را بر سبیل تادیب بمنزد
و مانا کہ باعث بردن ابو بکر را بجہت گم کردن شتر مذبلہ آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم بجہت دفع شر منہ

وگفتم یا ابوالحسن این چیست گفت نمی بینی این جاریه را از سبی که در خمس واقع شده بود و ازان در قسم آل محمد واقع شد بعد ازان بنصیب آل علی شد با و نزدیکی کردم گویا از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اذن یافت به قسمت خمس وذوالقربی را دران نصیبے است پس وے رضی اللہ عنہ قسمت کرد و این جاریہ در نصیب وی آمد بریدہ گوید چون به نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدم این قصہ را بروی عرض کردم فرمود ای بریدہ مگر علی را دشمن داشتے گفتم آری فرمود دیرا دشمن مدار و اگر با دی دوستی داری در دوستی وی بیقراری اے بریدہ نصیب او از خمس بیش از کنیزک بود و در روایتی از بریدہ آمدہ کہ گفت رنگ رخسار حضرت ازین گفتار افروختہ شد و فرمود در شان علی گمان مبر کہ او از من است و من از وے و او مولے شما است ہر کس کہ من مولائے اویم علی مولای اوست و بعضے از شراح حدیث گفتہ اند کہ شکایت بریدہ از علی آن بود کہ وی وطی کردہ است جاریہ را بی استبرا و این محل انکار نیست و مسئلہ استبرا مسئلہ فقہی اجتہادی است شاید کہ اجتہاد وی رضی اللہ عنہ بجای رفتہ باشد و بر ہر تقدیر آنچہ در خم غدیر از املای شان علی و ترغیب بر مولات وی نافع شدہ باعث بر ان ہمین شکایت بریدہ از وی بود چنانکہ در قصہ خم غدیر بیاید ان شاء اللہ تعالے بریدہ گوید بعد ازان در میان یاران ہیچ کس نبود کہ دوست تر باشد نزد من از علی بن ابیطالب و قصہ احباب از بعضے ارباب سیر نقل میکند ارسال علی مرتضے بجانب یمن دو نوبت بود یکی در سال دہم تاریخ نوبت دیگر را بیان نکردہ اند احتمال دارد کہ در ہمین یا در سال دیگر بودہ باشد و ثابت شدہ است کہ علی مرتضے در یمن بود کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم احرام حج بست و علی از یمن آمدہ بحضرت ملحق شد چنانکہ در حجۃ الوداع بیاید و ازو قائع کلیہ عظیمہ سنہ عشر حج کردن آنحضرت است سابقاً معلوم شد کہ فرضیت حج در سنہ ششم یا نہم و قول اخیر راجح و مختار است از جہت ثبوت دلیل آن از ہر تقدیر از جہت اشتغال بدرعت و احکام و تشیید مبانی دین اسلام خود بحج نرفت و ابوبکر صدیق را بمکہ فرستاد تا مردم حج گذارند و در سنہ عشر خود بحج متوجہ شد و این را حجت الاسلام خوانند و حجۃ الوداع نیز گویند بجہت آنکہ بمردم تعلیم احکام وی نمود و بسفر آخرت وداع کرد و فرمود بگیرید از من مناسک خود شاید کہ من سال آیندہ حج نکنم و زندہ نمانم و اطلاق حجت الوداع بران واقع است در احادیث و کتب آن در مواہب می گوید کہ ابن عباس کردہ پنداشتہ کہ حجۃ الوداع گویند وجہ آن ظاہر نیست مگر آنکہ یاد از تودیع جرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میکند و ذکر آن بہ ابن عباس

بدر اعی و دیگرے از جانب قضا قریب بہ بیری و فرمود اے علی ترا فرستادم و بر مفارقت تو دریغ میخورم و فرمود
برو بساحت ایشان و قتال مکن تا نخست ایشان مقاتلہ نکنند القوم را تحریص کن بر لا الہ الا اللہ اگر قبول
کردند ایشان را امر کن باقامت صلوۃ اگر اطاعت کردند ترا بہ فرمائی تا صدقات اموال بر فقرائے خود صرف کنند
و اگر این را قبول کنند متعرض مشو بایشان بہیچ وجہ و مانا کہ اعتبار بریت میان صلوۃ و زکوۃ بجہت تفضیل
و تقدم اوست بر سائر عبادات نہ آنکہ فرضیت زکوۃ موقوف است بر قبول فرضیت صلوۃ و عجب کہ صوم
و حج درین حدیث مذکور نیست مگر از جہت آن باشد کہ صلوۃ فرض دائمی است و اتمام نمود بصدقات
کہ حق خلائق دران است و صوم در سالے یک بار و حج فرض عمر است و لہذا در قرآن مجید اقیموا الصلوۃ
و اٰتوا الزکوۃ معا مذکور است بر ہر تقدیر در نیمقام باین دو فریضہ اتمام واقع شد و در قصہ معاذ اتمام
مقصود بر فریضہ زکوۃ واقع شد و منقول است کہ علی مرتضے در وقت توجہ بیمن عرض کرد کہ یا رسول اللہ
مرا بدیار قومی میفرستے کہ اہل کتاب اند و من جوانم و چندان وقوف و اطلاع بر علم قضا و احکام شریعت
ندارم پس آنحضرت دست مبارک خود را بر سینہ علی کرم اللہ وجہہ نہاد و گفت اللہم ثبت لسانہ و اہد قلبہ
لا جرم در علم قضا بمرتبہ رسید کہ زبان معجز بیان رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم باین منقبت ناطق گشت کہ اقضاکم
علی و این منقبتی عظیم است در باب ہدایت و حقانیت و نیز آمدہ است کہ آنحضرت با علی مرتضے رضی اللہ
عنہ فرمود و اگر ہدایت بکشد خدا تعالے بر دست تو یکمرد را بہتر است از ہر چہ طلوع کردہ است بران و
آفتاب غروب کردہ یعنی از تمامۂ دنیا و ہر چہ در دنیا است و اشارت کرد بہ فضل مرتبۂ ہدایت و علو شان
او پس علی مرتضے دران دیار علم دعوت اسلام افراشتہ و قدم جہاد و محاربہ ثابت داشتہ جمعی
کثیر را ہدایت نمودہ در ربقۂ اسلام در آورد خصوصا قبیلہ ہمدان از اہل یمن کہ یک بارگی ہمہ مسلمان شدند
پس مکتوبی بحضرت نوشت و از اسلام آن قبیلہ اعلام نمود و آنحضرت خوشوقت شد و سجدۂ شکر بجا آورد
آنگاہ سر بر داشت و گفت السلام علی ہمدان و از بریدہ اسلمی مرویست و بصحت پیوستہ است کہ حضرت
خالد بن الولید را بیمن فرستادہ بود بعد ازان علی را بجائے او فرستاد و بروایتی علی را بر اثر آن فرستاد
تا خمس غنائمی کہ خالد تحصیل کردہ باشد بستاند و ہم از بریدہ مرویست کہ من دران لشکر بودم چون
خمس جدا شد سبایا دران میان بود و علی کنیزکے را کہ از بہترین کنیزکان سبی بود اختیار نمود و با وی
صحبت داشت و مرا با وی کدورتی و انکاری پیدا شد با خالد گفتم می بینی این مرد را یعنی علی را کہ چہ میکند

اشهد ان محمدا رسول اللہ و در مواہب لدنیہ آوردہ است کہ ازین قصہ مباہلہ مشروعیت مباہلہ معلوم
می گردد اگر خصم مصر گردد باوجود ظہور حجت و بیگوید واقع شدہ است این جماعت از علماء سلف و
خلف او دانستہ شدہ است بتجربہ کہ کسی مباہلہ کرد و مبطل بود نماند روبروی یک سال از روز مباہلہ
واللہ اعلم و درین سال باذان حاکم یمن وفات یافت و چون خبر فوت او بسمع شریف حضرت رسید
مملکت او را تقسیمت فرمود بعضے ازان بر پسر او شہرین باذان و بعضے ازان بابی موسی اشعری و ناحیہ
بیعلے بن امیہ و برخی بہ معاذ بن جبل ارزانی داشت و این باذان در اصل حاکم بود از جانب کسری
پس مسلمان شد در دین اسلام در آمد چنانچہ سابقا در ذکر ارسال رسل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بملوک آفاق و اطراف فرستاد و نامہ بر کسری فرستاد و کسرے فرمان آنحضرت پارہ کردند کور گشت و معذرین
سال پیش از حجۃ الوداع فرستاد آنحضرت ابو موسی اشعری و معاذ بن جبل را رضی اللہ عنہما بہ یمن ہر یکے
را بخلافی بہ کسر میم و سکون خاء معجمہ فا در آخر بہ معنی جانب و ناحیہ و شہرستان و یمن و مخلاف دارد و
مخلاف مغاد بجانب علو است بصوب عدن و بود از اعمال خبر بہ فتح جیم و نون و معاذ از رضی اللہ عنہ
در انجا مسجد بست مشہور و مخلاف ابو موسی بجانب سفلی است و وصیت کرد بایشان کہ آسان گیرند
کار را بر مردم و دشوار نگیرند و بشارت دہید بخیر و ترسانید و نگریزانید ایشان را و گفت بمعاذ کہ تو می آئی
قومی را از اہل کتاب و چون بیائی ایشان را دعوت کن ایشان را بشہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
پس اگر اطاعت و فرمانبرداری کنند ترا خبر دہ ایشان را کہ خدا تعالے فرض کردہ است بر ایشان صدقہ
را کہ گرفتہ شود از اغنیای ایشان و رد کردہ شود بر فقرای ایشان پس اگر ایشان اطاعت کنند باین
دو در از خود دور دار و بپرہیز کن از کرائم و نفائس اموال ایشان یعنی چنان مکن کہ از شتران و گاوان
و گوسفندان کہ اموال صدقات اند نفیس گزیدہ و چیدہ چیدہ بگیرے در دے و حریص را بایشان گذاری
و بپرہیز کن و بترس از دعاے مظلومان زیرا کہ نیست میان دعاے مظلومان و میان درگاہ حق تعالے حجابی رواہ
البخاری بعد ازان فرستاد خالد بن ولید را باہم پیش از حجۃ الوداع در سنہ عشر در ربیع الاول یا ربیع الآخر
یا جمادی الاولی بسوی عبد المدان قبیلہ ایست بنجران و اسلام آوردند بعد ازان فرستاد علی بن ابیطالب
رضی اللہ عنہ بسوی یمن در شہر رمضان سنہ عشر در سہ صد سوار و بست برے وی رضی اللہ عنہ لواہی و دستار
بست بر سر کہ بدست مبارک خود و گوئند کہ آن دستار پیچ بود دو علاقہ گذاشت یکی از جانب پیش قریب

مستعد و متهیی مباهله اند حسین علیہ السلام را در بغل کرده و حسن را بدست مبارک خود گرفته و فاطمہ زہرا در عقب آنحضرت و علی مرتضی در عقب فاطمہ و حضرت فرمود با ایشان کہ چون دعا کنم شما آمین گویید سبحان اللہ اینجہ وقت و چہ حالت است و چہ شاہد و چہ مشہود کردہ نصاری چون این پنج تن پاک را دیدند و حدیث دعا و آمین شنیدند تبر سیدند ابو الحارث بن علقمہ کہ بردد اشمند ایشان بود گفت ای قوم بدرستیکہ من روی چندی می بینم اگر بخواہند از خدا کہ زائل گرداند کوہ را از جای خود زائل میگرداند بخواہش ایشان زنہار مباہلہ نکنید کہ ہلاک شوید و ہیچ نصرانی بر روی زمین نماند و فرمود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سوگند بخدای کہ بقای ذات من در دست قدرت اوست کہ اگر مباہلہ می کردند مسخ کردہ می شدند بصورت قردہ و خنازیر و میر بخت این وادی بر ایشان آتش را وبیخ برکندہ میشد از اہل نجران ہمہ حتی مرغان کہ بر سر درختان ایشان اند و یک سال نمی گذاشت کہ تمام نصاری ہلاک شدند پس گفتند یا ابا القاسم با تو مباہلہ نمے کنیم فرمود پس مسلمان شوید گفتند اینکار را نمی آید فرمود پس محاربہ را آمادہ شوید گفتند ما را طاقت و قوت محاربہ با تو نیست و لیکن مصالحہ میکنیم با تو بر آنکہ ہر سال دو ہزار حلہ در روایتی حلہ برخ کہ بہای مرحلہ نیل درہم باشد و در روایتی آمدہ کہ سی اسپ و سی شتر و سی زرہ و سی نیزہ نیز دہیم فرمود اگر مسلمانان را حادثہ روی نماید عدد و ثلثین از اشیای مذکورہ لعاریت بدہید باید کہ ربا نخورید و بر ما مقاتلہ نکنید پس برین جملہ مصالحہ واقع شد و صلحنامہ در نیاب نوشتند و گواہی جمعی از اصحاب نیز ثبت کردند و آن گروہ تسلیم نمودند و آمدہ است کہ در وقت قصد مراجعت گفتند با محمد مردے امین از یاران خود ہمراہ ما کن تا اگر میان ما اختلافی واقع شود بر استی حکم کند فرمود کہ شخصے قوی امین کہ حق امانت بجا آرد با شما بفرستم پس ابو عبیدہ بن الجراح را رضے اللہ عنہ با ایشان ہمراہ کرد پس آنجماعہ بلاد خویش باز گشتند و بعد از اندک زمانی سید و عاقب باز آمدند و مسلمان شدند و بہ بیعت ایشان جماعہ دیگر نیز مسلمانان شدہ باشند و اللہ اعلم و آمدہ است کہ آنحضرت صلعم در وقت وداع با سقف گفت کہ گویا ترا می بینم کہ بمنزل خود رفتہ و پیش رحل خود خفتہ و بعد ازان برخاستہ و بالان شتر خود را معکوس بر پشت شتر خود نہادہ چون اسقف بمنزل خود رفت و بخفت بعد ازان برخاست از غفلت بالاتر امغلوب بر شتر نہاد و چون بر صورت حال مطلع شد و باد آورد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اینجبر دادہ بود گفت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بگذرید ایشانرا تا ہر نوع کہ خواہند نماز کنند چون نماز تمام کردند باز نزد
رسول آمدند و ہر چند سخن کردند جواب نشنیدند پس از مسجد بیرون آمدند و عثمان بن عفان و عبد الرحمن
بن عوف را با بر سبق کہ با ایشان داشتند پیدا کردند و گفتند پیغمبر شما مکتوبی بما نوشت و ما را دعوت
نمود و چون ما نیز داد آمدیم و سلام کردیم و سخن کردیم جواب سلام ما نداد و سخن نکرد اکنون رای شما بر
درین باب چیست باز گردیم بدیار خود یا توقف کنیم پس عثمان و عبد الرحمن با علی گفتند ای ابو الحسن
رای تو چیست گفت رای من آن است کہ این جامہای فاخرہ و انگشتری ہای طلا از خود دور کنند
جامہا بر سم رہبانان پوشیدہ بہ مجلس شریف در آیند پس چون باین وضع در آمدند و سلام کردند
آنحضرت جواب سلام ایشان باز داد و فرمود ما نخواستہ ایم کہ مرا بر استی بعثت فرموده کہ این قوم نوبت
اول کہ بہ مجلس در آمدند شیطان با ایشان بود پس ایشانرا با سلام دعوت فرمود ایشان ابا
کردند و انکار و عناد افزودند و سخنان با ایشان بسیار گفتند تا سخن ایشان منجر شد بآنکہ بآنحضرت
گفتند چہ میگوئی در شان عیسے فرمود کہ امروز جواب سلام شما نمی گویم اقامت درین بلدہ تا جواب
این سلام بشنوید گویا انتظار وحی کرد کہ چہ آید و چہ باید گفت پس این آیت نازل شد کہ ان
مثل عیسی عند اللہ کمثل ادم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون الحق من ربک فلا تکن من
الممترین فمن حاجک فیه من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا
وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین چون باوجود آن بر انکار و سوے اعتقاد مصر و مستمر
گشتند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحکم کریمہ بر سر مباہلت آمد و مباہلت یکدیگر را لعنت کردن و مہلہ
بضم و فتح لعنت و در اصل بمعنے ترک یقال ارسلت الناقة اذا ترکتها بلا اضرار اصل ابتہال این است
پس ازان استعمال کردہ شد در ہر دعائی اجتہاد کردہ شود در وے اگرچہ لعنان نباشد و در آیت
کریمہ نیز بر معنی محمول تواند بود یعنی تضرع و ابتہال کنیم در دعا کہ لعنت خدا باد بر دروغ گویان حضرت
قصہ مباہلت در میان آورد و صاحب مشورت ایشان بود گفتند رای تو درین باب چیست عاقب
گفت ای گروہ نصاری بخدا سوگند کہ شما میدانید کہ محمد پیغمبر حق است مباہلہ با وی نکنید و مباہلہ نکردند
ہیچ قومی ہیچ پیغمبرے را مگر آنکہ ہلاک شدند و چون خواہید کہ بر دین مالوف خود ثابت و درست
باشید مصالحہ کنید باین مرد و بدیار خود باز گردید روز دیگر صباح نزد آن حضرت آمدند و حضرت خود

بفتح نون وسکون جیم کہ نام موضعی است بیمن نام کردہ شد بنجران بن زید بن سبا فرستادہ ایشانرا
دعوت باسلام کرد پس آنجماعت بعد از مشاورت یکدیگر چہار دہ کس را از قوم خویش اختیار کردہ
بمدینہ آمدند تا احوال رسول را صلے اللہ علیہ وسلم تحقیق کنند و خبر بایشان رسانند این چنین است
در روضۃ الاحباب و در مواہب لدنیہ میگوید کہ ایشان شصت سوار بودند و بست مرد از اشراف
ایشان و سہ نفر درین بست و چہار بودند کہ کار و بار و اختیار بدست ایشان بود یکی عاقب کہ امیر
قوم و صاحب مشورت بود و در رأس و رئیس ایشان بود نام او عبد المسیح دیگر ایہم بفتح ہمزہ و
سکون تحتانیہ کہ سید لقب داشت صاحب رحل و مجتمع ایشان دیگر ابو الحارث بن العلقمہ کہ دانشمند
و صاحب درس آن قوم بود و کتابہای ایشانرا درس میگفت و بودند ملوک قوم کہ مشرف
و مکرم سید داشتند او را و مقبول گردانیدہ بودند او را و عارف بود باحوال و صفات شریف آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم و خوانندہ بود انہا را از کتب متقدمہ و لیکن باقی داشت او را بر نصرانیت محبت
دنیا و عزت و وجاہت وی نزد ایشان آوردہ اند کہ ابن ابو الحارث علقمہ برادری داشت
نام او کرز بن علقمہ و او نیز از جملہ آن مسعود بود میگویند کہ در اثنای راہ استر ابو الحارث علقمہ لنگ
آمد کرز گفت بسر در آید آنکہ البعد است یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ابو الحارث گفت بلکہ تو بسر در آی
کرز گفت ای برادر چرا چنین میگوئی ابو الحارث گفت بخدا سوگند کہ محمد رسول خدا است کہ انتظار
ظہور وی می کشیدیم کرز گفت پس چرا دین محمد قبول نمیکنی و چہ منع میکند ترا از متابعت وی
گفت ابو الحارث موافقت با محمد مستلزم مخالفت با قوم است اگر این صورت از ما در وجود آید
ما را از نزد انصاری قدرے و اعتبارے نماند و آنچہ از ایشان بما رسیدہ است از کرائم اموال
و نفائس امتعہ باز ستانند و ازین سخن محبت اسلام در دل کرز پیدا شد و شتر خود را بہ تعجیل راند
گرفت و چون بدست بوس حضرت فائز گشت ایمان آورد و منقول است کہ چون نصاری نجران
بمدینہ رسیدند جاہای راہ از خود دور کردند و بر کردند و علمہای ابریشمین بر شیدند و در انہا
بر زمین میکشیدند و انگشتریہای زرین در دست کردہ بمسجد نبوی در آمدند و سلام کردند حضرت جواب سلام
ایشان باز نداد و روی مبارک از ایشان بگردانید و چون وقت نماز ایشان در رسید ایشان ایستادند
تا نماز کنند و روی بمشرق آوردند کہ قبلہ ایشان است چون خواستند مردم کہ منع شان کنند فرمود

که چه میگوید سید شما بدرستیکه وے غیرت ناکست و من ازوی غیرت ناک ترم و صدهزار غیرت ناک تر است
ازمن و از جهت غیرت خداوند تعالی است که حرام گردانیده است گناهان را بر بندگان ظاهر او باطن و
مقصود آنحضرت مدح صفت غیرت نیست در حدت ذات و اشارت بآنکه آن از صفات کرام و
عادات سادات است اگرچه حکم شرع در نجا دیگر است از آنکه تقریر و اثبات اوست و درین اعتذار
است در صدد و این قول از وی فافهم و معنی غیرت رشک خوردنست و آن بر محبوب می باشد
تا غیر را در وی دخل نباشد و صادر میگردد از آدمی از رویت چیزے که مکروه است و آنچه تعلق دارد
بروی و غیرت حق تعالی بزجر و منع بندگان است از معاصی و محرمات تا از جناب قرب و رضا
دور نیفتند بجهة محبت و عنایتی که وی جل جلاله با ایشان دارد و چنانچه کشتن آنمرد که او را با زنخود
دید جائز نیست و همچنین روایت ست کشتن با رجم کردن آنزن بی اثبات شرعی ذکر وقائع سال
دهم از هجرت وقائع این سال از وفود وغیره بسیار است و ما وفود را یکجا جمع کردیم در هر سال که
باشد چنانکه گذشت وغیر وفود را نجا ذکر کنیم یکے از آن فرستادن خالد بن الولید است با جمعی بسوے
بنی الحارث بن کعب و با او فرمود که سه نوبت ایشانرا دعوت باسلام کن اگر قبول کنند در میان
ایشان باش و تعلیم قرآن و سنت کن ایشانرا و اگر قبول نکنند مقاتله کن پس رفت خالد بر ایشان
و دعوت کرد و مسلمان شدند بموجب فرموده در میان ایشان توقف نمود و قرآن و احکام شرعیه
ایشانرا تعلیم کرد و انگاه نامه بحضرت نوشت و کیفیت احوال باز نمود و حکم شد که جمعے را از ایشان با خود
بیار پس خالد گروهی را از ان مردم همراه گرفت بمدینه آمد چون بمجلس شریف در آمدند سلام کردند و
گفتند نشهد ان لا اله الا الله و انک رسول الله حضرت فرمود من نیز گواهی میدهم بر وحدانیت حق
و رسالت خود و شخصے را از ایشان که قیس بن حصین نام داشت بر ایشان امیر گردانید و اجازت مراجعت
بوطن مالوف شان داد بعد ازان عمرو بن حزم را بر ایشان فرستاد تا بر ایشان امیر باشد و صدقات
ایشانرا جمع کند پس عمرو همدر انجا بود که رسول صلے الله علیه وسلم ازین عالم رحلت کرد و در احوال
عمرو بن حزم نوشته اند که انصاری نجاریست و کنیت او ابو ضحاک و نزد بعضے ابو محمد اول مشاهد
خندق است و پانزده ساله بود که آنحضرت او را بر نجران عامل گردانید و هفده ساله بود که بیمن فرستاد
و کتابی نوشت در فرائض و سنن و دیات و باوی همراه کرد و درین سال مکتوبی بنصاری نجران

وقائع سال دهم از هجرت صلے الله علیه وسلم

احکام که امارت و مظنه در ان کفایت کند و یک متمسک شافعیه در اعتبار قیافت حدیث عائشه است
که گفت در امد بر من روزی رسول خدا صلعم خوشحال و شادان که اسامه و زید هر دو بدر و پسر در مسجد خفته بودند
بر ایشان قطیفه بود که پوشیده بود سرهای ایشان را و پیدا بود پاهای ایشان پس دید پاهای ایشان را
مجزر بضم میم و فتح جیم و کسر زاے اول مشدد یعنی بضم میم و سکون دال و کسر لام و یم منسوب بمدلج نام
قبیله است و در علم قیافت یگانه روزگار بود پس گفت که این قدمها بعضی وی از بعضی
یعنی سیاه صاحب این پاها بسبب کلیست و جزئیت و پدری و پسری ثابت است تفصیل این اجمال
آنکه زید بن حارثه که پسر خوانده آنحضرت بود سفید فام و خوبصورت و اسامه که پسر وے بود سیاه رنگ بود
و چندان حسن صورت نداشت و مادر خود که ایمن نام داشت و جاریه سود ابود مشابه واقع شده بود
آنحضرت ایشان را بسیار دوست میداشت و اسامه را حب رسول الله میگفتند پس منافقان در نسب
اسامه طعن میکردند که ازین چنین پدرے ایچنین پسر چون آید و حضرت را صلے الله علیه وسلم این
سخن گوفت میکرد و چون این قائف ایشان را دید و حکم کرد که این دو شخص باید که پدر و پسر باشند
آن حضرت خوشحال شد پس شافعیه میگویند که آن حضرت قول قائف را معتبر داشت و بحکم وی
خوشحال شد و ما می گوییم که خوشحالے آنحضرت بجهت آن بود که قول قائف نزد عرب معتبر بود پس
الزام ایشان بود و از ینجا لازم نمی آید که قول قائف معتبر باشد در احکام شرعیه و نیست مذهب
تنبیه علما اختلاف کرده اند در حکم کسیکه گشت مردیرا که یافت بازن خود که زنا میکند جمهور بر انند
که کشته شود هر انکس مگر آنکه چهار گواه بگذارند بر زنا یا اقرار کنند و ازان قتیل اما فیما بینه و
بین الله چیزے نیست اگر صادق باشد کذا قیل و در حدیث ابی هریره آمده رضی الله عنه که
سعد بن عباده بن الصامت که از کبار صحابه است از انصار از حضرت سید عالم صلے الله علیه وسلم
پرسید اگر یابم من با اهل خود مردے را میباس نکنم آنمرد را تا آنکه بیارم چهار گواه در افرمود نعم گفت
سعد کلا سوگند بخدای که فرستاده است ترا بحق علاج میکنم او را بشمشیر پیش ازان و گفته اند
که این رو نیست قول پیغمبر را صلے الله علیه وسلم و نیست در انجا لفت امر وی و معنی این خبر
داون است از حال نفس حکم حال من این است و غیرت و غضب من در ینمقام مرتبه است
لیکن حکم شرع همین است که فرمودند پس فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم بشنوید و گوش کنید

کتاب الهی کردم باین زن انچه بسیکردم وی بود مراد مران زن را کاری یعنی ایا چون حکم خداوند شریعت وی چنین شده است در گذشتم ازوی بدانکه لعان و ملاعت و تلاعن لعنت کردن یکدیگر را چون مرد قذف کند زن خود را بزنا و اثبات نکند آنرا بچهار گواه و اقرار نکند زن چهار اقرار حکم الهی تعالی در نصورت این آمد که مرد چهار بار شهادت دهد سوگند خورد که وی از صادقان است و بار پنجم بگوید لعنت خدای بروی اگر از دروغ گویان باشد بعد ازان زن چهار بار شهادت دهد و سوگند خورد که این مرد از کاذبان است بار پنجم گوید غضب خدا بر انزن اگر باشد این مرد از راست گویان چون ملاعنت کردند مرد زن هر دو تفریق کند حاکم میان ایشان مذهب حنفیه انست و انچه در حدیث ابن عمر آمده است تفرق بینهما ثابت نیست و نزد جمهور علما فرقت واقع میشود بی تفریق و اگر مرد شهادت ندهد و سوگند نخورد ثابت میگردد بروی حد قذف و اگر زن شهادت ندهد و سوگند نخورد ثابت نگردد بروی حد زنا و لهذا گفت آن زن که اگر من سوگند نخورم فضیحت کرده باشم قوم خود را پس لعان کاری که کرد همین کرد که مرد و زن از حد قذف و زنا وارهانید و لیکن بی شبهه ازین دو یکی کاذب است اگر از ترس عذاب دنیا گفته لعذاب اخرت گرفتار خواهد شد چنانکه فرمود ان احد کما لکاذب وان عذاب الدنیا اهون من عذاب الاخرة پسر بدانکه نفی ولد از پدر و الحاق بمادر که مبنی بر ثبوت زنا است بسبب شباهت او ساخت با مزد که متهم و موسوم بزنا بود و بظاهر در نجا تمسک و استدلال است شافعیه را باعتبار حکم بقیافت و لیکن چون بشریعت لعان حد زنا ساقط شد احکام دیگر را زانکه بحوق بام و ثبوت نسب است بوی ثابت ماند و حکم بقیافت معتبر است نزد ایشان چنانکه در صورت که جاریه مشترک باشد در میان دو کس و هر یک بحکم ملک یمین وطی میکنند پس فرزندی آورد شافعی عمل بحکم قایف می کند باهر که بقیافت دریابد که از کدام یکی ازین دو ست ازان وی باشد و نزد حنیفه ولد هر دو ست بحکم شرع اگرچه ولد از دو کس نمی باشد اما در احکام ازدو مرد و اعتبار میکند و می گویند که قیافت مظنه و اماراتی پیش نیست تا اعتبار احکام بوی تواند نهاد و ما می گوییم که در قول آنحضرت که فرمود اگر نمی بود انچه حکم کرده است کتاب خدا می بود مرا و را و مر آن زن را کاری دلالت دارد و بر انچه حاکم را بمظنه و امارات و قراین التفات نباید کرد و حکم نکند مگر بظاهر انچه تقاضا میکند از حجج و دلایل شرعیه و نیست آن یعنی قیافت مگر امارت و مظنه پس حکم کرده نشود بدان مگر در بعضی

پس فرمود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برو بیار زن خود را پس ملاعن کردند عویمر و زن وی در مسجد
و چون فارغ شدند از ملاعن گفت عویمر دروغ گفته باشم من برین زن یا رسول اللہ اگر نگاه دارم
او را نزد خود پس طلاق داد او را سه طلاق و این نبا بر ظن او شد که گمان برد که لعان حرام نمیگرداند
زن را بمرد پس طلاق داد تا جدا گردد ولیکن حکم آنست که جدا میگردد بلعان بعد از تفریق یا بی تفریق
چنانکه معلوم گردد بعد ازان گفت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بنگرید بفرزندی که بزاید این زن که
چه صورت و چه شکل دارد و اگر سیاه است سیاه چشم بزرگ سرینها سطبر ساقها گمان نمی برم عویمر را
مگر آنکه صادق ست و اگر سرخست در رنگ دابه که او را وحره میگویند بجا رمهله بفتحات پس گمان نمی برم
عویمر را مگر کاذب پس زائید آن زن فرزند را بر صفتی که وصف کرده بود رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
از تصدیق عویمر یعنے سیاه بر صفت مذکوره شابه آن مردی که او را بنسبت بزنا می کردند نه سرخ شابه
بعویمر و بنسبت کرده میشد آن فرزند بعد ازین بسوے مادرش چنانکه حکم ولد الزنا ست که نسبتش
از مادر ثابت میشود و وارث میگردد از وی نه بپدر دیگر حدیث بخاری از ابن عباس رضی اللہ عنہما
که هلال بن امیه قذف کرد زن خود را به شریک بفتح شین بن سحما به فتح سین و سکون حاء مهملتین نام مادر اوست
پس فرمود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گواهان بگذران یا قبول کن که حد زده شود بر پشت تو
یعنے حد قذف گفت یا رسول اللہ وقتی که ببیند یکی از ما بر زن خود مرد بیرا دو گواه طلبد چه گنجایش
آن دارد باز فرمود آن حضرت گواهان یا حد یعنی شریعت انمیست گفت سوگند بخدای که فرستاده است
ترا بحق بدرستی من صادقم درین قول امید وارم که بفرستد خدا تعالے چیزیرا که پاک گرداند پشت مرا
از حد پس نازل شد جبرئیل و آورد این آیت را والذین یرمون ازواجهم پس خواند آنحضرت آنرا
تا قول ان کان من الصادقین پس نصیحت کرد آنحضرت زن و مرد را که لابد یکے از شما دروغ گوست
و عذاب دنیا سهل ست پس برخاست آن زن و شروع کرد در شهادت و سوگند مردم مبالغه
کردند که توقف کند و شتابی نکند و چون بشهادت خامس رسید تردد کرد و ایستادگی نمود باز گفت
من فضیحت نمیکنم قوم خود را تا مدت عمر پس باز نیامد و توقف نکرد و سوگند خورد پس تفریق کرده شد
میان ایشان نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود بنگرید که فرزند بچه شکل و صورت زائیده است چنانکه
در حدیث عویمر فرموده بود پس آمد بصورت شریک و فرمود آنحضرت اگر نمی بود انچه حکم کرده است

بلکه مامور آمده ام یعنی امیر الحاجی بر تو مقرر است ما همه تابع توایم ولیکن فرمان واجب الاذعان چنین
صادر شده که آن آن آیات سوره برائت را بر مردم من بخوانم و آن احکام مذکوره را من بمردم برسانم و
چون بمکه رسیدند و مناسک حج بجا آوردند ابوبکر صدیق خطبها که در ایام حج مقرر است بخواند و تعلیم مناسک
حج نموده پس علی برخاست و ایات را بر مردم خواند و کلمات اربعه بایشان رسانید و بعد از انکه
ازین مهمات فارغ گشتند و بمدینه مطهره مراجعت نمودند ابوبکر نزد حضرت رفت و گفت یا رسول الله
از من چه واقع شد که قرأت سوره را از من برگرفتی آنحضرت فرمود هیچ امری از تو صادر نشد و هیچ
منقضی تو را ه نیافته تو صاحب منی در غار و صاحب من خواهی بود بر حوض کوثر ولیکن جبرئیل
علیه السلام آمد و گفت ادای این امر نکند الا تو یا کسیکه از تو باشد بانجهت کردم و درین آیات
نقض عهد مشرکین و تفضیح منافقان است حکایت یاد دارم که مجلسی بود که در وی بعضی از شیعه
نشسته بودند یکی از ایشان که جهل و تعصب و عناد بر طبع او غالب بود فرمود آنحضرت امیر را
نصب کرد و ابوبکر را معزول ساخت شیعی دیگر که علمی و انصافی داشت منکر شد این سخن را گفت
چرا دروغ میگوئی و تکلف میکنی اما الان از تقریر قضیه معلوم شد که منصب امیر الحاجی و تعلیم احکام
حج مفوض بابوبکر صدیق بود رضی الله عنه و قرأت ایات و تبلیغ احکام اربعه بعلی مرتضی و چون
انچکم نیز نخست بصدیق فرموده بودند بعد ازان بمرتضی حواله یافت توهم عزل راه یافت ولیکن بتاویل
ارعزل عزل کل است و غرض آن شیعی نیز همین بود و این منتفی است و لهذا گفت ابوبکر صدیق امیر
و علی مرتضی فرمود بل مامور و درین سال بقول اکثر اهل سیر قضیه لعان واقع شد و در مشکات در
حدیث در ینباب آورده یکی سیان عویمر بضم مهمله و فتح واو بن الحارث عجلانی بفتح مهمله و سکون جیم
منسوب بعجلان که بطنی است از انصار و میان زوجه وی که نام وی خوله بفتح خای معجمه بنت قیس بود
در حدیث متفق علیه از سهل بن سعد الساعدی که از کبار صحابه و آخر من مات من الصحابه بالمدینه
است گفت آمد عویمر عجلانی نزد آنحضرت و گفت یا رسول الله جزده مرا از حال مردی که دید با زن خود
مردی را که زنا می کند یا بکشد او را تا باز کشندش اولیا مقتول او را یا چگونه کند یعنی در گذرد و نکشد
پس فرمود رسول خدا صلی الله علیه وسلم به تحقیق فرستاده شده است در حق تو و زوجه تو قرآن مراد
آیت لعان است که والذین یرمون ازواجهم و لم یکن لهم شهداء تا قوله و انکان من الصادقین

بحج فرستاد سالها معلوم شد که جمهور برانند که فرضیت حج در سال ششم است و طائفه میگویند
که در سال نهم بود که آنرا عام الوفود گویند که نزول صدر سوره آل عمران که در وی کریمه وللہ علی الناس
حج البیت واقع است در سال نهم است و مختار نزد محققین این قول است ولیکن رفتن وی صلی اللہ
علیہ وسلم دران سال بجهت اشتغال بامر غزوات و تشیید احکام تعلیم وفود میسر نشد پس صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ امیر حاج شناخته باسی صد نفر و بست بدنه و پنج هدیه ابوبکر از خاصه خود گرفت بمکه
فرستاد تا اقامت مراسم حج نماید و مردم را مناسک حج تعلیم کند و اوایل سوره برائة یا سی آیت
یا چهل آیت بر مردم بخواند و جمعے از کبار صحابه مثل سعد بن ابی وقاص و عبد الرحمن بن عوف
و جابر بن عبد اللہ و ابو هریره و غیر هم رضی اللہ عنهم اجمعین نیز درین میان بودند چون
ابوبکر صدیق از مسجد ذو الحلیفه احرام بسته روان شد جبرائیل بر آنحضرت نازل شد که ادائے
رسالت و پیغام نکند الا تو یا علی و در روایتی یا مردی که از تو باشد زیرا که ثبوت عهد و نقض
انکار مرد لیست که صاحب معامله است یا کسیکه خویش و قرابت او باشد پس آنحضرت بعلی مرتضی
فرمود که عقب ابی بکر برود و این آیات را از وی بستان و در روز حج بر مردم بخوان و این چهار
کلمه را نیز فرمود که بمردم برساند یکی آنکه در نیاید در بهشت مگر نفسے که مومن باشد دوم آنکه هیچ
عریان طواف خانه نکند سیوم آنکه بعد از امسال بهیچ مشرک حج نگذارد و بمسجد حرام قربان ننماید
چهارم آنکه هر کس از کافران با خدا و رسول خدا عهدی موقت داشته بعد از انقضای آن وقت
بر عهد خود ثابت باشد و اگر اصلا عهدے نداشته باشد تا عهد موقت شود تا مدت چهار ماه در امان
باشد و بعد ازان اگر مسلمان نشود خون و مال وے هدر باشد و بر ناقه خاصه خود که غضبا نام داشت
علی را سوار کرد و بجهت امور مذکوره از عقب ابوبکر روانه ساخت جابر بن عبد اللہ گوید که با
صدیق اکبر بعزم حج برآمده بودیم چون بمنزل عرج که نام منزلے است در راه مکه با ضجنان بفتح
ضاد معجمه و سکون جیم که نام کوهی است قریب مکه برسیدیم وقت نماز بامداد در امد ابوبکر پیش
رفت که امامت کند و هنوز در نماز شروع نکرده بود که علی مرتضی رضی اللہ عنہ بر ناقه خاصه پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم سوار در آمد پس برسید ابابکر صدیق ازوی که امیر او مامور بود یعنی تو آمده امیر
آمده و من معزول شدم یا مامور آمده که امیر من باشم و تو تابع من باشی علی مرتضی گفت بلی مامور

صحابہ ذکر کردہ و حضرت شیخ اجل اکرم علی متقی در حاشیہ کتاب جامع کبیر کہ مبوب کردہ اند نوشتہ اند
کہ ہذا بحسب الظاہر والا ہو کان منافقا واللہ اعلم بحقیقت الحال کما وجہ الکمال دیگر از وقایع سال نہم
موت نجاشی است حاکم حبشہ مرد است از جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہ گفت در انروز کہ نجاشی
فوت کرد پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم فرمود امروز مردی صالح برادر شما اصحمہ مردہ برخیزید و نماز بروے
گذارید و فرمود طلب آمرزش کنید برائے برادر خویش پس ما در عقب آنحضرت در صف بستیم و نماز
گذاردیم در مصلے عبد بدانکہ در گذاردن نماز جنازہ بر غایب علما را اختلاف است امام شافعی
و امام احمد و جمہور سلف رحمہم اللہ میگویند کہ جائز است و مذہب امام ابو حنیفہ و مالکیہ رحمہم
اللہ آنست کہ جائز نیست زیرا کہ از شرایط صحت نماز بجنازہ آنست کہ میت در پیش روی مصلی
بود و ازین در غایب معلوم نمیشود حجت آنہا کہ تجویز مے کنند قصہ نجاشی است پس معلوم میشود
کہ بودن میت در پیش روے مصلے شرط نیست و آنہا کہ منع میکنند از قصہ نجاشی جواب میگویند
کہ انجا نیز نماز بر غائب نبود بلکہ زمین را طے کردہ جنازہ او را بر آنحضرت ظاہر ساختند یا جنازہ او
در پیش آنحضرت حاضر آوردند و دیدن اہل جماعت شرط نیست و واقدی در تفسیر خود از ابن
عباس رضے اللہ عنہما آوردہ کہ گفت کشف کردند از برای پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم از سریر نجاشی
تا بدید و نماز بگذارد پس این از خصائص آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم و آمدہ است کہ در
تبوک نیز نماز گذارد بر صحابی کہ در مدینہ مطہرہ فوت کردہ بود و نام او معونہ لیثی بود و فرمود ہفتاد ہزار
فرشتہ بروی نماز گذاردند و این فضل از جہت بسیار خواندن وی بود سورۂ اخلاص را و الآن
در حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیما و تشریفا متعارف است چون خبر رسد کہ فلان مرد صالح در بلدے
از بلاد اسلام فوت کردہ است شافعیہ نماز بروی میکنند و بعضے حنفیہ نیز با ایشان شریک میشوند
از قاضی علی بن جار اللہ کہ شیخ حدیث این فقیر بود پرسیدہ شد کہ حنفیہ چون شریک می شوند
در گذاردن این نماز گفت دعائی است کہ می کنند فلانا بس بہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ در فتوح الغیب میفرمایند کہ ہر روز بطریق ورد نماز جنازہ بر اموات آن روز
بگذارد و ایشان حنبلے اند و نزد امام احمد حنبل جائز است و ہمدرین سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ابو بکر صدیق رضے اللہ عنہ را در ذی القعدہ و نزد قومی در ذی الحجہ و بعضے گویند کہ در سلخ ذی القعدہ

بود نه از روے حقیقت شاید دران حکمتی دیگری بوده باشد که بعلم آن حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مخصوص و مستتر باشد و میگویند که یکی ازان حکمتها که ظاهر شد این بود که منافقان که تابع و موافق عبد اللہ بودند و غیر ایشان چون این لطف و کرم و مهربانے در حق وی از آنحضرت مشاهده کنند آشنا شوند و در ربقه اسلام و اطاعت انقیاد در آیند و نقل کرده اند که در روز موت عبد اللہ منافقان دیدند که آنکه پیشوائے ایشان بود آخر کار محتاج و نیازمند دعا و نماز آنحضرت شد و از آنحضرت آن الطاف و اکرام در شان وی متحقق شد هزار منافق آمدند و از نفاق توبه کردند و از سر صدق و اخلاص مسلمان شدند و بعضے دادن پیراهن را توجیه کرده اند که در روز بدر که مسلمانان عباس را اسیر کرده بودند و برهنه ساخته بودند بجهت آنکه قامت بلند داشت پیراهن هیچ کسے بر قد وی راست نمی آمد عبد اللہ بن ابی پیراهن خود را در وی پوشانید حضرت مکافات وے کرد تا بارمنت وی بر دوش نباشد و اما اکرام بنماز و طلب آمرزش بجهت آن بود که گویند مشرکان در روز حدیبیه بعبد اللہ گفتند که محمد را نمی گذاریم که در مکه در آید و لیکن ترا اجازت میدهیم که عمره بگذاری و گفت محمد پیشوای ماست بروی پیشی نمیکنیم چون وے این حرمت نگاه داشته بود هر چند منسوب بنفاق بود حضرت مکافات آنرا بروی نماز بگذارد و طلب آمرزش نمود کذا قیل و این سخنان خالی از ضعفے نیست و موجب تشفی و دافع تحیر نیست و جواب رافع و حاتم آماده اشکال آنست که گفته میشود که اخبار بعدم غفران مشرک و آیت تحیر در استغفار برائے منافقان و عدم غفران و هر چه ازین باب است موخر از موت ابن ابی واقع شده و آنچه از آنحضرت واقع شده پیش از نزول این آیات بود و این سخن اگر تمام شود و صحیح افتد خلاصی ازین اشکال صورت پذیرے افتد و بعضے گفته اند که نهی از استغفار برائے کسیکه بر شرک مرده مقتضے نهی نیست از استغفار برائے کسیکه مظهر اسلام مرده زیرا که احتمال دارد که در آخر کار باطن یا ظاهر موافق شده باشد پس تواند بود که حضرت بنا بر ین احتمال طلب آمرزش نموده باشد خصوصا در حین رفتن از دنیا ازوی آثار پشیمانی ظاهر شد و بر ین تقدیر خبرے اگر ثابت شود و در نیست که گفته شود که این افعال و اقوال از آنحضرت لقصد دعوت به ایمان بود برائے عبد اللہ و این قبول التماسات وی برائے استمالت خاطر و ترغیب و تالیف وی بود بعد از انکه نهی آمد باز آمد ازان در کتاب جمع الجوامع سیوطی عبد اللہ بن ابی را در ضمن

مرض بعیادت او میرفت در انروز که بمیرد حضرت رفت و بر بالین او نشست و او در حالت نزع بود
آن حضرت فرمود من ترا از دوستی یهود منع میکردم و نشنیدی گفت یا رسول الله این زمان
عتاب و سرزنش نیست ازین عالم میروم معلوم نیست که آن حضرت را ندا بیا رسول الله کرد
یا راوی از پیش خود این لفظ آورد تا دانسته شود باطنا این را نیز از روی نفاق گفت و حالت جزع و
عجز و اضطرارش برین داشت و اگر از روی جد و یقین گفت مشابه ایمان باین خواهد بود
والله اعلم و گفت چون میرم بجنازه من حاضر شوی و پیراهن خود بدهی که مرا در ان تکفین
کنند و گویند که آنحضرت صلی الله علیه وسلم در انروز دو پیراهن پوشیده بود قمیص بالا راد او
ابن ابی گفت آن قمیص بده که ببدن تو ملاصق است آنحضرت آن پیراهن که وی خواست
نداد و روایتی آنکه پیراهن دردنی که وی خواست نداد و لیکن بعد از موت او پسرش درخواست
که آن پیراهن که ببدن مبارک متصل است بدهند انگاه التماس کرد که نماز بگذارد و برای
من استغفار کند سید عالم صلے الله علیه وسلم برخواست تا برود و بر وی نماز بگذارد و قدره
اصحاب عمر بن الخطاب رضی الله عنه از جای برجست و گفت یا رسول الله نماز بر وی میگذاری
و حال آنکه وی منافق بود بیشک حضرت تبسمی فرمود و گفت ای عمر دست از من بدار مرا مخیر
گردانیده اند میان استغفار برای ایشان و عدم استغفار و من اختیار استغفار کرده ام
و اگر دانستمی که چون بر هفتاد بار استغفار زیاده کنم امرزیده شود از هفتاد زیاده میکردم و این اشارت
است باین آیت که استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعین مرة فلن یغفر الله لهم
تعلل است که چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم نماز بر وی بگذارد این آیت نازل شد و لا تصل علی
احد منهم مات ابدا و لا تقم علی قبره انهم کفروا بالله و رسوله و صدور این اقوال و افعال از آنحضرت
از غرائب و عجائب است که هیچ بکنه نتوان رسید و غرائب تر آنست میگویند که بعد از انکه ابن ابی را
دفن کرده بودند حضرت بر سر قبر وی رفت و فرمود تا او را بیرون آوردند و سر وی بر کنار مبارک خود
نهاد و آب دهن شریف خود را در دهن وی انداخت ظاهرا این همه برای خاطر پسرش بود
که از مخلصان صادق و مخلصان درگاه بود و از برای اظهار آن تا مردم بدانند که شفاعت بی سر تا
ایمان سود ندارد و حکم قطعی است که ان الله لا یغفر ان یشرک به و این همه که آنحضرت کرد بحسب ظاهر

از همه خرد تر بود برای محافظت بارها در منزل گذاشتند و خود به نزد آن حضرت آمدند و سلام کردند آنحضرت فرمود که آنکس را که در منزل گذاشته آمده ایدوی بخواب رفت و زود آمد و عبه یکی از شما برد باز آن جوان عبه را بدست آورد و در جای مضبوط ساخت چون آن قوم بمنزل آمدند حقیقت حال را همبران نیج یافتند که آن حضرت خبر داده بود گفتند پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ما را ازین امور خبر داد تا بر صدق رسالت وی گواهی سید هم و آنجوان نیز آمد و ایمان آورد و آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابی ابن کعب را فرمود تا آنجماعت را در ان مدت که در مدینه بودند تعلیم قرآن کرد دیگر وفد بجیله است به فتح موحده و کسر جیم جریر بفتح جیم بن عبد اللہ بجلی به فتح باء و جیم منسوب لمجلبه باصد و پنجاه مرد آمد و پیش از انکه بیاید آنحضرت فرمود طالع خواهد شد بر شما مردی که بر روی وی اثر مسحه ملک است اشارت بحسن و جمال جریر کرد گویا فرشته بر روی او دست فرود آورده و مالیده است و داشت وی رضے اللہ عنہ حسنے بارع و جمال فایق تامے گفت عمر رضی اللہ عنہ ندیدم من احسن صورت از جریر جز انچه حکایت کرده میشود از یوسف علیہ السلام و او را یوسف امت میخواندند پس جریر و قوم او مسلمان شدند و بیعت نمودند و باقی احوال جریر در ذکر رسولان آنحضرت در آخر کتاب بیاید دیگر وفد بنی حنیفه بود چون ایشان بمدینه آمدند در سرای رمله بنت الحارث باشارت حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم نزول کردند روز دیگر بشرف اسلام مشرف شدند مسیلمه کذاب نیز در سلک ایجماعه انتظام داشت و در قبول شریعت محمدی با یاران خویش موافقت نمود و چون بیمامه باز گشت با غوای شیطان مرتد گشت و دعوی نبوت شرکت با رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم در رسالت آغاز کرد و باقی احوال شقاوت مآل وے در سنه احدی عشر مذکور گردد و وفد بنی حنیفه در سنه عشر بود دیگر وفد فیروز دیلمی که خواهر زاده نجاشی بود آمد و ایمان آورد و این فیروز از نکتل است که اسود عنسی را که دعوی پیغمبری کرد به قتل رسانیدند چنانکه در محلش مذکور گردد ان شاء اللہ تعالی اکنون باز گردیم بقیه ذکر وقایع سنه تاسع که بقصد اتصال ذکر وفود باقیمانده است بدانکه در آخر شوال این سال یعنے سال نهم عبد اللہ بن ابی مسلول منافق که رئیس منافقان بود بیمار شد و مرض بدنی را ضمیمه مرض قلبی که لازم حال منافقان است ساخت و در ذی القعده بمرد که باسفل باز رفت و او را پسرے بود هم عبد اللہ نام بغایت مسلمان و مخلص صادق در ان

و این حدیث موید و مثبت این معنی است و آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عہد کرد ایشان را بوفا و عدہ و ادای امانت و نیکوئی بہمسایہ و نہی کرد از ظلم و فرمود الظلم ظلمات یوم القیمۃ انگاہ ایشان را جوایز انعام داد و رخصت مراجعت فرمود دیگر وفد زہاد بین وزہاد بروزن سحاب الوحی است از حجر بفتح حا و سکون جیم و فتح حا مہملہ پانزدہ مرد آمدند و در سرائے رملہ بنت الحارث نزول کردند و حضرت با جمعے از اصحاب بتفقد ایشان رفت و زمانی تنگ با ایشان محادثہ فرمود و از روا دکہ این قوم ہمراہ داشتند مقداری بیرون آوردند بر سم ضیافت پیش آنحضرت ص آوردند و گفتند یا رسول اللہ دست مبارک برین طعام برسان و تناول فرمائی فرمود من روزہ دارم و یارا زا امر کرد تا از آن بخوردند و گویا زواوہ کشیدن آن قوم و تکلیف کردن آنحضرت را بخوردن آن نوعی از جرات و سوء ادب بود کہ بر مزاج عزت و رفعت مکان آنحضرت ثقلی آورد و جود صوم نیز موید و موکد آن شد اگر نیخواست کہ برای نگاہداشت خاطر ایشان اعتنا نمیمود و روزہ نفل کہ در چندین مواضع و مجال می کشاد نیز گنجایش داشت نگاہداشت مقام عزت بزرگان بسی رفیع و محال نازک است واللہ اعلم و در انکہ یاران را فرمود کہ بخورید نیز غنایتی ست و اشارات است کہ تکلیف کردن ایشان مناسب بود بارک اللہ فی دقایق احکامہ و حقایق حکمہ صلی اللہ علیہ وسلم و التفات دیگران کرد کہ ایشان تحفہا آورده بودند و از ان جملہ اسپے بود کہ آنکہ او را مرواح می گفتند فرمود تا شخصے بر آن سوار شد و رفتارش را دید فرمود مرا گمان بود کہ این اسپ کشادہ گام و تیز تگ خواہد بود مر وحی از ان قوم گفت کہ این اسپ بحر است ولیکن کوفتی دارد از ین جہت خوب ظاہر نشد فرمود تا اصلاح و پرورش آن نمایند پس آنحضرت خواست تا آنرا با اسپان دیگر مسابقت فرماید آن کس کہ ہدیہ آورده بود گفت یا رسول اللہ اجازت کن تا من بران سوار شوم پس سوار شد در میدان مسابقہ براند پس آن اسپ سابق شد پس فرمود اما ارادہ الا بحر الپس آن اسپ را قبول کرد و در عوض آن اسپ انعامی دیگر فرمود دیگران را نیز جایزہا داد بمنازل خویش باز گشتند دیگر وفد غامد بتعین معجمہ نام پدر قبیلہ ایست کہ بنسبت کردہ می شوند بایشان غامدیان و بعضے گفتہ اند کہ اسم او عمر بن عبد اللہ و غامد لقب اوست از جہت اصلاح او امرے را کہ میان قوم واقع شدہ بود دہ نفر آمدند و در بقیع غرقد کہ مقبرۂ مدینہ مطہرہ ایست نزول کردند و جوانی را کہ

باوی عنایت بسیار بود حتی که چون بشکار میرفت آن حضرت تا وادی عقیق مشایعت میکرد و عدی بشکار مولع بود و احادیث درین باب بسیار از وی مروی است و همدرین سال یازده مرد از قبیلهٔ طی آمدند و پیشوای ایشان زید الخیل بود و آنحضرت بر ایشان اسلام عرض کرد و مسلمان شدند زید گفت شکر و سپاس مر خدایرا که بوجود شریف تو تا تقویت و تائید فرمود دین اسلام رونق گرد و من نمیدانم بهتر از اخلاقی که تو بآن اخلاق میخوانی و تعجب میکنم از عقول خود که سنگ را می پرستیدم که از ما گاهی گم نمی شد و در طلب آن می گشتیم فرمود این علم و این خیال شما را زیاده خواهد شد پس ایشانرا جائزها انعام کرد و بعضے از اراضی برسم اقطاع بزید داد و نامه دران نوشت و زید الخیل را زید الخیر نام نهاده و در روایتی آنکه آمده است که فرمود که مردی از عرب که نزد من بفضل یاد کردند دون آنچه گفتند یافتند مگر زید الخیر را که اورا افزون تر یافتم از آنچه در شان او گفته بودند درین غایت مدح و ثنای زید الخیر است و گویا مراد این طوایف و قبایل اند که قدوم می آورد و مراد آن صفت خاص است که در هر یک ذکر کرده اند و صفتے که از زید الخیر ذکر کرده بودند وی دران کامل و فایق بود و ازین لازم نیاید فضل او بر تمامه وافدان مگر از حیثیت رسوخ و کمال در صفت مذکوره دیگر وفد خولان که نام قبیله است و ایشان ده نفر بودند گفتند یا رسول الله نزد تو آمده ایم در حالیکه ایمان بخدا تعالی و تصدیق بر حالت تو داریم و راه درشت و نرم پیموده ایم برای زیارت تو منت بر ما خدا و رسول ویراست گویا این جماعه شنیده بودند قول حق سبحانه را بل الله یمن علیکم ان هدیکم للایمان که در باب بنی اسد که مسلمان شدند و منت نهادند و گفتند که در سال قحط راه دور و دراز پیموده و شبها سیر نموده ایم نازل شده چنانکه گذشت پس منت است بر ما خدا و رسول ویرا حضرت فرمود اما آنکه گفتند نرم و درشت پیموده ایم بدانید که هر گامیکه درین راه شتر شما برداشته شما را حسنه و درجه مقرر است و آنکه گفتند بزیارت تو آمده ایم بدانید که هر که بزیارت من آمد بمدینه روز قیامت در جوار من خواهد بود گفت بندهٔ مسکین حصه الله بفضله المتین که در حدیث صحیح وارد شده که هر که زیارت کند قبر شریف مرا گویا زیارت کرده مرا و در روایتی که هر که زیارت کرد مرا بعد از وفات من گویا زیارت کرده مرا در حیات من پس زیارت قبر شریف نیز داخل باشد درین بشارت انشاء الله تعالی در مدینه مطهره درویشے میگفت که بزیارت آنحضرت صلی الله علیه وسلم زیاده از درجهٔ صحبت معنوی حاصل میگردد

پس فرمود خداوند او را بیا بدوی آنرا پس مرد وی و باقیماند پسر وے پس بود آن از جملهٔ آن کسانے
که خلع کردند عثمان بن عفان را رضی اللہ عنہ و این قصه و امثال این مذکور اند در باب تعبیر آن حضرت
رویا را و ذکر این در بود در مواهب لدنیه واقع شده از سنه سبع تا احدے عشر و یگر و قدد فود در روضة الاحباب
در وقایع سال دهم مذکور اند اگر آنرا هم با این مذکورات جمع کنیم بعد ازان بذکر بقیه وقایع سال ششم
برگردیم بعد ازان وقایع سال دهم ذکر کنیم مناسب باشد تا ذکر وفود نهم یکجا باشد یکی ازان
وفد طی است سابقاً ذکر وقایع سال هشتم معلوم شد که در سریه علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ
دختر حاتم طائی در بند افتاد و برادر وی عدی بن حاتم گریخته بشام رفت در سوالخذ اصلی اللہ علیه
وسلم بر دختر حاتم منت نهاده او را آزاد کرد پس وے بشام آمده برادر را نصیحت کرد و اختیار دین اسلام
و اطاعت و انقیاد سید انام علیه افضل الصلوة و السلام ترغیب نمود پس در سال دهم
چون وفود بملازمت حضرت صلی اللہ علیه وسلم آمدند عدی بن حاتم طائی نیز آمده مسلمان شد
واز عدی منقول است که گفت بعد ازانکه باخواهر خویش در باب پیغمبر صلے اللہ علیه وسلم مشورت
نمودم و وی مرا دلالت کرد بانکه در ملازمت آن حضرت باید رفت متوجه آستانه مبارک وی شدم
وچون به نزد وی در آمدم پرسید که چه کسی تو گفتم عدی بن حاتم و برخاست و بجانب خانه منوره خود
روان شد من باوی میرفتم در راه پیرزالے ضعیف پیش آمد و حاجتی داشت بعرض رسانید
حضرت زمانی بجهت وی در میان راه بایستاد و حاجت وی برآورد و گفتم هیچ بادشاه برای
پیرزالی چنین نکند و این از اخلاق شریف پیغمبر است وچون در خانه در آمد و ساده از دیم
مخمل بلیف خرما برداشت و برای من بینداخت و گفت بر بن بنشین و مبالغه کرد و خود بر روے زمین
نشست باخود گفتم این ارادت و خوی ملوک نیست بعد ازان فرمود ای عدی شاید که مانع تو از در آمدن
در دین اسلام قلت مال و کثرت احتیاج مسلمانان و کثرت اعدائے دین و قلت اصحاب دین باشد
بخدا سوگند که زود باشد که مال در میان بمرتبه کثیر گردد که هیچ کس را نیابد که آنرا قبول کند و اگر عمر
دراز یابی به بینی که مسلمان بسیار شوند و دشمنان دین کم گردند بمرتبه که از قادسیه بر شتر خویش نشینی
و تنها بزیارت خانه کعبه آید و از هیچ کس نترسد مگر از خداوند تعالے و زود باشد که بشنوی که کوشکهائے
سفید از زمین مائل بدست اهل اسلام فتح شود پس عدی بشرف اسلام مشرف شد و آنحضرت

بیرون آمد بوفادت بسوی رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم و با وی مردی بود کہ او را انیک بن عاصم بن
مالک بن المنتفق مے گفتند پس دریافتند آنحضرت را در ہنگامیکہ برگشت از نماز بامداد و ایستاد در
مردم برای خطبہ و گفت ای مردمان آگاہ باشید کہ من پوشیدہ ام آواز خود را مدت چہار روز تا
بشنوید امروز آیا ہست میان شما وافدی کہ فرستادہ اند او را قوم او پس گفتند صحابہ عاصم بن
لقیط را بدان کہ چہ میگوید رسولخدا تا باز گرداند او را حدیث نفس با حدیث صاحبش پس فرمود
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم آگاہ باشید کہ من پرسیدہ خواہم شد یعنی روز قیامت کہ رسانیدم
بشما احکام الٰہی را بشنوید پس ذکر کرد آنحضرت بعث و نشور را و جنت و نار را پس گفت عاصم
بر چہ چیز بیعت کنم ترا یا رسول اللہ فرمود بر اقامت صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ و آنکہ شریک نگردانی بخدا
چیزے الحدیث دیگر وفدی الخ بتون و فتح خاء معجمہ قبیلہ ایست ازیمن در مواہب میگوید کہ ابن
اخرو فود است وقدوم ایشان در نصف محرم در سنہ احدی عشرہ در دیست مرد بود و فرود
آمدند در دار الاضیاف بعد ازان آمدند نزد رسولخدا مقر باسلام و بہ تحقیق بیعت کردہ بودند معاذ
بن جبل رضی اللہ عنہ در یمن و در میان ایشان مردی بود کہ او را زرارۃ بن عمرو میگفتند
گفت یا رسول اللہ دیدم در سفر خود عجائب را یعنی در خواب فرمود چہ دیدی گفت دیدم مادہ
خرے را کہ زائید بزغالہ را سیاہ رنگ بسرخی زننده فرمود آنحضرت اما گذاشتی تو زنے را
بر حمل گفت آری فرمود پس وی زائیدہ است کودکی را باین رنگ و پسر است گفت یا رسول اللہ
پس چیست این سیاہی و سرخی رنگ فرمود نزدیک شو بمن آیا ہست بتو بر صے کہ می پوشی آنرا
از مردم گفت سوگند بآن خدائی کہ فرستادہ است ترا بحق ندانستہ است آنرا ہیچ مردی و مطلع نشدہ بر ان
جز تو فرمود پس این آنست و گفت یا رسول اللہ دیدم پیر زنی را دود موی را کہ بیرون آمدہ است
از زمین فرمود این بقیہ دنیا است کہ ماندہ است و گفت دیدم آتشی را کہ بیرون آمدہ است از زمین
کہ حایل شدہ است میان من و میان پسر من فرمود آن فتنہ است کہ در آخر زمان خواہد شد
گفت یا رسول اللہ چیست آن فتنہ فرمود می گشند مردم امام خود را و می پندارد خود را در ان
فتنہ بدکار کہ نیکوکار است و میباشد چون مسلمان نزد مسلمان شیرین تر از آب اگر مرد پسر تو
ے یابی فتنہ را و اگر تو مردی در یابد پسر تو گفت یا رسول اللہ دعا کن خدا را کہ در نیابم من آن فتنہ را

وفد الخ

که گفت شنیدم ابو سلیمان دارانی را که گفت حدیث کرد مرا علقمه بن یزید بن سوید از وی که گفت
حدیث کرد پدر من از جد من که میگفت آمدم در حالیکه من یکی از هفت کس بودم از قوم
خود بر رسول خدا صلے اللہ علیه وسلم و چون در آمدیم ما بر آنحضرت و سخن کردیم با وی خوش آمد او را
آنچه دید از روش ما پس فرمود آنحضرت چه چیز بید شما یعنے چه کسید گویا از حقیقت حال و ماهیت
ایشان پرسید گفتم مومنانیم پس تبسم فرمود آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم فرمود هر قول را حقیقتے
و چیست حقیقت قول شما و ایمان شما گفتیم که پانزده خصلت است پنج از ان امر کرده اند ما را رسولان
تو که ایمان آریم بدان و پنج از ان چیز لیست که امر کرده تو که عمل کنم بدان و پنج خصلت دیگر است
که خو کرده ایم ما بدان در جاهلیت و ما اکنون بران خصلتها هستیم مگر آنکه مکروه داری تو از ان چیزے
پس فرمود آنحضرت چیست آن پنج که امر کرده اند بدان رسولان من گفتم امر کرده اند که ایمان آریم بخدا و
بفرشتگان وی و کتابهای وی و پیغمبران وی و بر انگیختن بعد از موت فرمود چیست آن پنج
دیگر که امر کرده ام من که عمل کنید بدان گفتم که امر کرده ای که بگویم لا اله الا اللہ و بر پا داریم نماز
را و بدهیم زکوة را و روزه داریم رمضان را و حج کنیم خانه کعبه را اگر استطاعت داریم و راه یابیم
بدان پس فرمود چیست آن پنج که خو کرده اید شما بدان در جاهلیت گفتم شکر نزد رخا و صبر نزد
بلا و رضا به قضا و صدق در مواطن ملاقات و ترک شماتت باعدا پس فرمود آنحضرت حکما و علما اید نزدیک
بود از فقه ایمان شما که انبیاے بودید یعنے آنها صفات انبیا است که در شما نهاده اند و لیکن
باب نبوت بسته شد پس شما حکما و علما اید که تابع انبیا اید و وارث ایشان اید بعد ازان فرمود
و من زیاده کنم شما را پنج دیگر پس تمام شود مر شما را بست خصلت اگر هستید شما چنانکه میگویند
جمع نکنید چیزیرا که نمیخورید آنرا و بیان نکنید چیزیرا که سکونت نکنید دران و رغبت نکنید در آنچه
شما را ضرر از وی دور شونده اید و پرهیزگاری کنید حذر از آنکه بازگشت میکند به سوے وی و عرض
کرده میشود بر وی و رغبت کنید در چیزے که بران قدوم می آرید و در وی خلود می کنید پس
برگشتند و یاد گرفتند وصیت رسول خدا را و عمل کردند بدان رضی اللہ عنهم و عن سائر عباده الصالحین
و صلی اللہ علی سعید رسل اللہ هادی الخلق الی طریق الحق و الیقین دیگر و قد بنی المتفقی نام
پدر قبیله است عبد اللہ بن امام احمد در مسند از پدر خویش روایت میکند که عاصم بن لقیط بن عامر

نقل از المتفقی

وفد صداء

درایام عرض کردن اسلام ودعوت آن بر قبایل پس آمدند ازایشان ده کس ومسلمان شدند وبرگشتند باهل خود دیگر وفد صداء مهموز بروزن غراب حی است ازیمن در سنه ثمان نزد انصراف ازجعرانه فرستاد آنحضرت قیس بن سعد بن عباده راو چهار صد کس پس آمد مردی ازاهل صداء بر رسول خدا وگفت یارسول الله حاجت به بلعث نیست من این خدمت را بجامی آرم وضبط قوم خود میکنم پس طلبید آنحضرت قیس بن سعد را وباز گشت آن مرد بسوی قوم خود بعد ازان قدوم آورد قدپانزده مرد ازاهل صداء پس مبالیعت کردند بر اسلام ورجوع کردند بسوی قوم خود وفاش شد در ایشان اسلام وآمدند ازایشان صد کس درحجة الوداع وذکر کرده است واقدیکه آنمرد در ملازمت شریف آنحضرت آمد ومتکفل مهمات قوم خود شد زیاد بن الحارث صدای بود وبودن زیاد بن الحارث با آنحضرت در بعض اسفارش وپرسید آنحضرت ازوی ای اخا صدا ایا هست با تو آبی گفت یارسول الله هست با من آب در همین اداوه من گفت بنریز این آب را در قدح چوبین پستر نهاد کف دست مبارک خود را دران قدح پس دیدم آب را که بیرون می آید از انگشتان وی مثل چشمه که می جوشد واین معجزه متعدد واقع شده است ولیکن میگویند چیست حکمت دران که در قدح آب ریختند وکف نهادند چرا بی آن نجوشید میگویند حکمت در آن آنست اگر بی آن بودایجاد آب لازم مے آید که مخصوص بقدرت الهی است ودر صورت وجود آب در قدح زیادت وبرکت شد دران باعجاز نه ایجاد ازینجهت گفته اند واین سخن خالی از مناقشه نیست ومیتوان گفت اتفاقا بنجنین واقع شد والله اعلم

وفد غسان

وفد بنی عبس

دیگر وفد غسان در شهر رمضان بود سنه عشر وایشان سه نفر بودند دیگر وفد بنی عبس کسے را بملازمت آنحضرت فرستادند وگفتند یارسول الله وجاعه از قوم ما قدوم آوردند بر ما پس خبر دادند ما را که نیست اسلام مر کسی را که نیست هجرت مر اورا ومارا اموال ومواشی است پس اگر باشد لا اسلام لمن لا هجرة له بفروشیم این اموال ومواشی را وپیش تو بیاییم پس فرمود آنحضرت تقوی ورزید خدا را هر جا که باشید کم نمیکند وباز نمیدارد از علمهای شما چیزے را ویگر وفد ازد

وفد ازد

بفتح همزه وسکون زای وبسین اقصح است ابوحی ازیمن است وانصار همه از اولاد اویند واورا ازد شنوده نیز گویند کذا فی القاموس ودر مواهب از ابی نعیم در کتاب معرفة الصحابه از ابی موسی مدنی از حدیث احمد بن ابی الحواری

پس دعا کن ایشانرا فرمود آن حضرت خداوندا راه راست نما دوس را و فرمود برگرد بسوی قوم
خود و دعوت کن ایشانرا بسوی خدا و نرمی کن با ایشان پس مراجعت کردم بسوی ایشان و بودم
در زمین دوس می خواندم ایشانرا بخدا بعد ازان قدوم کردم بر آنحضرت بخیبر پس نزول کردم بمدینه
با هفتاد یا هشتاد خانه از دوس پس لاحق شدیم برسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم پس سهم داد ما را
با مسلمانان و صاحب مواهب میگوید و این حکایات دلالت میکند بر تقدیم اسلام وی و جرم
کرده است ابن ابی حاتم که وی قدوم کرد با ابو هریره بخیبر و گویا این قدوم ثانی است که اشتباه
شد بسوی دیگر وفد بهراء که نام قبیله ایست ازین سیزده مرد بودند ازین چون بمدینه آمدند رفتند
بر در مقداد بن اسود پس ترغیب کرد ایشان را و پیش آورد کاسه بزرگی را جیس که نام طعامی
است از تمر و سمن و سویق با آورد و فروت پس خوردند ازان تا سیر شدند و فرستاد مقداد طعام
در کاسه خرد به سوی آنحضرت صلی الله علیه وسلم در بیت ام سلمه پس خورد آنحضرت و هر که با وی
خانه بود تا سیر شدند و فرستاد ازان طعام برای مهمانان نیز که تا مدت اقامت میخوردند و کم نمی شد
تا آنکه گفتند یا ابا معبد و این کنیت مقداد است که تو سیر میکنی ما را از محبوب ترین طعام نزد ما و ما قادر
نشده ایم بران هرگز مگر درین زمان پس خبر داد ابو معبد بخبر آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم که وی
خورده است ازین طعام فرستاده است برای شما و این لذت زیادت ببرکت اصابع آنحضرت
است پس گفتند قوم گواهی میدهیم که وی رسول خدا است و زیاده کردند یقین را و تعلم کردند قرآن
را و اقامت کردند چند روز پستر و داع کردند رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم و امر کرد ایشانرا بجائزه‌ها
و رجوع کردند بسوی اهل و عیال خود و دیگر وفد عذره که نام موضعی معروف است بشام و آشنا
اهل آن بعشق مبتلا میباشند و هم در انجا میرمند چنانکه گفته است شعر یا لایمی فی الهوی العذری
معذرة * منی الیک ولو انصفت لم تلم * واقع شد در سنه تسع دوازده مرد بودند که در میان
ایشان خمرة بن النعمان بود پس ترغیب کرد آنحضرت ایشانرا پس اسلام آوردند و بشارت داد
ایشان را بفتح شام و گرفتن هرقل و جائزه داد ایشانرا پس گشتند بموضع خود و ظاهر این
فتح که بشارت داد با آنحضرت فتحی است که دران زمان واقع شد و الله اعلم دیگر وفد محارب که نام
قبیله ایست و این در عام حجة الوداع بود و بودند ایشان اغلظ عرب و افظ و اشد ایشان بر آنحضرت

پس انداخت خدا تعالی در گوش من چیزے از قول وحی و شنیدم کلامی را در غایت حسن و لطافت
پس گفتم بگوید مادر من بسر من مروی لبیب شاعر تمیز میان حسن و قبح مانع میشود مرا اگر بشنوم از زن مرد آنچه میگوید
اگر نیک است آنچه میگوید قبول کنم از وی و اگر بد است بگذارم آنرا پس برنگ کردم تا برگشت آنحضرت بسوے
خانه خود و رفتم در پی او چون بیخواهد که در آید در خانه گفتم یا محمد قوم تو گفتند با من چنین و چنین تا عهد
کردم که نشنوم سخن ترا و نه گویم با تو سخن و نهادم پنبه در گوش تا نیفتد سخن تو در گوش من پس انداخت
خدا سخن ترا در گوش من و شنیدم کلامی نیک را از تو پس ظاهر کن بر من امر خود را که چیست پس
خواند وی چیزے از قرآن پس بخدا سوگند هرگز نشنیدیم کلامی بهتر از آن و ندیدیم امری را عدل
تر از وی پس اسلام آوردم و شهادت دادم شهادت حق گفتم یا رسول الله من مردی مطاعم در قوم خود و
من مراجعت میکنم بسوے ایشان و دعوت میکنم ایشانرا باسلام بخواه از خدا که بگرداند برای من
آیتی و کرامتے که تصدیق کنند مرا بدان پس فرمود آنحضرت خداوندا عطا کن او را نوری پس طلع
شد نور در میان دو چشم من مانند چراغ پس گفتم خداوندا بگردان این نور را در جاے دیگر جز میان
دو چشم من تا نگویند که این مسئله است که واقع شده است در روی من از جهت گذاشتن من
دین ایشان را پس برگشت آن نور از میان دو چشم واقع شده بر سر تازیانه من پس میدرخشید
در شب تازیانه مانند قندیل معلق تا آمدم قوم خود را و صبح کردم در ایشان و دعوت کردم ایشانرا پس
نزول کردم و آمد مرا پدر من و بود پیر پس گفتم پدر را دور شو از من که نیستی تو از من و نیستم من از تو
گفت چرا میگوئی اے پسرک من این سخن را گفتم من اسلام آورده ام و متابعت کرده ام دین
محمد را گفت ای پسرک من دین من دین تست پس گفتم برو و غسل کن و پاک کن جامه خود را پس بیا تا
بدانانم ترا آنچه من دانسته ام پس رفت پدر و غسل کرد و پاک کرد جامه را و آمد و عرض کردم بروے
اسلام را پس اسلام آورد و در بعضے کتب نوشته اند که اسلام آورد پدر او و اسلام آورد
مادر او و الله اعلم پس ترا مد زوجه من و او را نیز گفتم بگو شوهر من نیستم من از تو و نیستی تو از من
گفت چرا گفت تفریق کرد اسلام میان من و میان تو من اسلام آورده ام و متابعت کرده ام محمد را گفت دین
من دین تست پس اسلام آورد وی و پستر دعوت کردم دوس را باسلام پس درنگی کردند
پس آمد رسولخدا صلے الله علیه وآله وسلم و گفتم یا نبی الله بدرستیکه غلبه کرده اند دوس بر من

وفد مزینہ

علی ہمدان دیگر وفد مزینہ بضم میم وفتح زای کہ نام قبیلہ است روایت کردہ بیہقی از نعمان بن مقرن بضم میم وفتح قاف وتشدید راء مکسورہ گفت قدوم آوردیم بر آنحضرت چہار صد مرد مزینہ پس چون ارادہ کردیم کہ برگردیم فرمود آنحضرت باعمر رضی اللہ عنہ نوشانیدہ این قوم را گفت عمر نیست نزد من مگر اندکی از تمر گمان نداریم کہ واقع شود از قوم در محال رضا قبول فرمود برو توشانیدہ پس ببرد ایشان را عمر و در آورد شانزدہ در منزل خود چون در آمدیم تا ناگاہ بود از تمر مانند شتر سیاہ سفید رنگ یعنی توده بزرگ پس گرفتند قوم از آن حاجت خود را میگوید نعمان و بودم من آخر کسیکہ بر آمد پس نظر کردم کہ یک تمر از آن کم نشدہ و این نعمان بن مقرن مزنی است و بود بر دست وی لوای مزینہ روز فتح و ہجرت کرد با ہفت برادر خود و از اینجا ظاہر شد کہ قدوم وی برای اسلام خودش نبود

وفد دوسیین

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گفت کہ ایمان را خانہا ست و نفاق را خانہا ست و بیت آل مقرن از بیوت ایمان است دیگر وفد دوسیین است بہ فتح دال نام قبیلہ کہ ابو ہریرہ از انجا است و بود قدوم ایشان بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخیبر و در مواہب لدنیہ از ابن اسحق آوردہ کہ گفت بود در میان وفد دوس طفیل بن عمرو دوسی کہ تصدیق کرد آن حضرت را در مکہ پیش از ہجرت پس مرجوع کرد بسوی قوم خود و بود در میان ایشان تا وقت ہجرت آنحضرت پس قدوم آورد و بخیبر اقامت کرد نزد آنحضرت تا قبض کردہ شد وی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ذو النور خطاب اوست شہید شد بیمامہ در زمان ابو بکر و بعضے گفتہ اند بیرموک در زمان عمر بن الخطاب و بود وی مردی شریف لبیب شاعر رضی اللہ عنہ و در مواہب از ابن اسحق می آرد کہ گفت بود طفیل بن عمرو دوسی کہ تحدیث میکرد از احوال خود قدوم آوردم بمکہ و رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در مکہ بود پس آمدند نزد من جماعہ از قریش و گفتند بمن کہ تو قدوم آوردہ در بلاد ما این مردی کہ میان ما پیدا شدہ است تفریق کردہ است جماعت ما را و بر ہم زدہ است کار و بار ما را و قول او سحر است کہ جدائی می افگند میان پدر و پسر و میان شوہر و زن و میان برادر و برادر و ما میترسیم کہ در آید بر تو و بر قوم تو چیزے کہ در آمدہ است بر ما پس سخن مگو با او و مشنو از وی پس بخدا سوگند ہمیشہ بود ند قریش بر ینحال و مقال تا آنکہ عزم و جزم کردم کہ نگویم سخن با وی و نشنوم از وی تا آنکہ نہادم در گوش خود پنبہ تا نرسد سخنی از وی در گوش من پس من بگاہ بامداد کردم در مسجد و دیدم رسول خدا را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نماز میکند نزد کعبہ پس ایستادم نزدیک وے

تا لفقه کنیم و ازین و پرسیدند از ابتدای خلقت عالم که اول چه بود و چگونه بود پس فرمود کان الله ولم یکن معه شی وکان عرشه علی الماء وکتب فی الذکر وکل شی و اینها و طائفه مجتمع هم نیامده اند و در وفاد زیرا که قدوم اشعریین با ابو موسی بود در سنه سبع بر فتح خیبر و قدوم حمیر در سنه تسع بود که سنه الوفود است و هر دو طائفه بهشه و محمود اند بر زبان نبوت روایت کرده شده است از انس رضی الله عنه که رسولخدا صلی الله علیه وآله وسلم گفت قدوم می آرند بر شما قومیکه رقیق تر است دلهای ایشان پس قدوم آوردند اشعریان در حالیکه میخوانند این رجز عذا یلقی الاحبة محمدا وحزبه ✣ و از ابو حریره آمده که گفت شنیدم رسولخدا صلی الله علیه وسلم که می گفت آمدند اهل یمن و رقیق تر است فواد ایشان و ضعیف تر است قلوب ایشان ایمان یمنیست و حکمت یمانی است و سکینه در اهل غنم است و فخر و خیلا در ارباب اهل و در صحیح بخاری آورده که جمعی از بنی تمیم آمدند نزد رسولخدا صلی الله علیه وسلم پس فرمود آنحضرت مر ایشان را بشارت باد شما را ای بنی تمیم پس گفتند بشارت دادی چیزی بده ما را پس متغیر شد روی مبارک رسولخدا صلی الله علیه وآله وسلم بعد ازان جمعی از اهل یمن آمدند پس فرمود آنحضرت قبول کنید بشارت را ای اهل یمن چون قبول نکردند بنو تمیم گفتند اشعریین قبول کردیم یا رسول الله و این بنو تمیم از مولفة القلوب بودند که جفا و قساوت هنوز در دل ایشان جای داشت چنانکه سابقا در آخر غزوه فتح ذکر ایشان گذشت و اهل یمن اهل علم و صفای قلب و حکمت و معرفت و رقت آن بودند خصوصا ابو موسی که در حسن قرآت بی نظیر بود و در لسان او آمده که اوتی مزمارا من مزامیر آل داود و شیخ ابو الحسن اشعری که امام علم کلام و رئیس اهل سنة و جماعت است از اولاد ابو موسی اشعری است بدرست و رایت علم و حکمت و معرفت بوی رسیده و دیگر وفد همدان بسکون میم که قبیله ایست ازین روایت کرده است بیهقی باسناد صحیح از براء بن عاذب که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرستاد خالد بن الولید را بسوی یمن و جمائع دیگر از صحابه نیز با وی بودیم پس اقامت کردیم در آنمقام شش ماه و دعوت کردیم ایشانرا باسلام و اجابت نکردند بعد ازان فرستاد آنحضرت علی ابن ابی طالب را و خواند وی رضی الله عنه بر ایشان کتاب رسولخدا را پس مسلمان شدند همه پس نوشت علی مرتضی خبر اسلام ایشان را و چون خواند رسولخدا کتاب را سجده رفت و چون برداشت سر از سجده گفت السلام علی همدان السلام .....

علیه وسلم که لات را طاعیه ایشان بود هدم نکنند و تا سه سال باقی دارند پس ابا آورد آن حضرت
ازین وفرستاد ابوسفیان بن حرب را و مغیره بن شعبه را تا هدم کنند بعد ازان التماس کردند که عفو
کرده شود از ایشان نماز و کسر کنند اصنام را بدست های خود فرمود همچنین باشد مقصود کسر اصنام
است هر که بشکند و بدست خود بشکند بهت انما عفو نماز صورت ندارد زیرا که خبر نیست در دینے
که نماز نیست و چون اسلام آوردند امیر گردانید بر ایشان عثمان بن العاص را و وی اگرچه
خرد تر ایشان بود در سن و سال ولیکن حریص بود در اسلام و تعلیم قران پس رجوع کردند بسوے
بلاد خود و ابوسفیان و مغیره نیز همراه ایشان رفتند و هدم کردند طاعیه را و منقول است از عثمان بن
ابی العاص که میگفت میخواندم من سوره بقره را پس گفتم یارسول الله قران می گریزد ومے رود
از من پس نهاد آنحضرت دست مبارک خود را بر سینه من و فرمود ای شیطان بیرون آی
از سینه عثمان پس فراموش نکردم چیزیرا از قران که اراده کنم حفظ آنرا و نیز گفتم یارسول الله
شیطان حائل مے گردد میان من و میان نماز من و قرأت من فرمود آن شیطان است
که او را خنزب نام است بخاء معجمه مکسوره و نون ساکن و زاے مکسوره و بفتح خاوراے نیز گویند
و بضم خاے و فتح زاے نیز آمده در لغت بمنزل گوشت پاره کننده شده فرمود چون احساس کنی
وسواس او را در خود نعوذ کن بخدا از وی و تفل کن بر جانب دست چپ خود سه بار پس
کردم آنرا پس بردخدا یتعالی آن وسواس را از من دیگر وفد کنده بکسر کاف و سکون نون
و دال مهمله نام حی ازیمن لقب ثوربن عفیر است پدر حی ازیمن زیرا که کفران نعمت پدر
کرد و ملحق گشت باخوال خود مشتق از کنود بضم بمعنے ناسپاسی کردن قوله تعالے ان الانسان
لربه لکنود بفتح کاف پسر نام از حی ازیمن شد و هشتاد یا شصت سوار از کنده آمدند موهاے
سر شانه کرده و سلاحها پوشیده و جبها بر دیبائی که حاشیهاے آن بحریر دوخته بودند در بر کرده و چون
بر آنحضرت در آمدند فرمود ایا اسلام نیاورده اید شما گفت بلی آورده ایم فرمود پس چیست این حریر
در گردنهاے شما پس شق کردند و کشیدند از زیر و انداختند دیگر وفد اشعریین و اهل یمن اینچنین
واقع شده است این ترجمه و صاحب مواهب از شیخ بن حجر عسقلانی نقل میکند که مراد بعضے از
اهل یمن اند غیر از اشعریین و آن وفد حمیر است که آمدند و گفتند که آمده ایم تا بیارسول الله

طلاهای آنرا جدا کن بعضے زیور زنان خود سازد بعضے در جوائج خود صرف کن و دیباج را بفروش
و بہای آن منتفع شو پس عباس قبا را بہشت ہزار درہم بہ یہودی بفروخت صاحب روضۃ الاحباب
این مقدار از وفود ذکر کرد و گفت دیگر وفود ہم درین سال آمدہ اند و ذکر تفاصیل آن وظیفہ
کتب مبسوط فن سیر است و صاحب معارج النبوۃ ازین ہم کمتر ذکر کردہ و گفتہ کہ درین سال وفود
بسیار بخدمت سید ابرار علیہ افضل الصلوۃ و السلام رسیدند و ذکر آن درین نسخہ موجب اطناب
است باینمقدار اکتفا افتاد و در سنہ عاشر نیز وفدی چند درین کتاب مستطاب ذکر خواہد شد
و بندہ مسکین عبد الحق بن سیف الدین حصصہ اللہ بمزید العلم و الیقین جملہ از وفود از کتاب
مواہب لدنیہ کہ مشتمل بر معانی مفیدہ بود نقل کرد و چون دران کتاب در ذکر آن بذکر سنہ مفید
نیست و در ذکر وفود بابی جدا عقد کردہ در ہر سال کہ باشد ہمان نوع کہ اینجا نقل کردہ شد
مقصود علم و قابل است در ہر سنہ کہ باشد یکی وفد ہوازن در وقت رجوع آنحضرت بجعرانہ از طائف
کہ آمدند و التماس رد سبی و اموال ایشان کہ در دست مسلمانان افتادہ بود نمودند پس التماس
ایشان در سبی قبول افتاد نہ در اموال چنانکہ این قصہ بتفصیل در آنموضع گذشت و وقوع
آن در سال ہشتم از ہجرت بود دیگر وفد ثقیف بود بعد از قدوم از تبوک و اصل قصہ ایشان آنست
کہ چون آنحضرت برگشت از طائف صحابہ گفتند یا رسول اللہ سوخت ما را تیرہای ثقیف دعا کن
بر ثقیف فرمود اللھم اہد ثقیفا و ائت بہم و چون برگشت آنحضرت بسوی مدینہ منورہ آمد در پی آنحضرت عروہ بن مسعود
ثقفی و در یافت آنحضرت را و مسلمان شد و درخواست کہ رجوع کند بسوی قوم خود پس فرستاد آنرا آنحضرت بسوی قومش پس
دعوت کرد ایشان را و وقت سحری بود کہ بر بالای خانہ خود در آمدہ بود و دعوت کرد قوم را و ظاہر کرد امید بر ای ایشان دین
ایشان را پس انداختند بسوی وی تیرہا و رسید بوی تیری کہ کشت او را و بیاید بما بعد احوال او در آخر کتاب در ذکر رسولان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد ازان توقف کردند ثقیف بعد از قتل عروہ چند ماہ پس از ان مشاورت کردند میان خود
پس اتفاق یافت رای ایشان بر آنکہ ما را طاقت نیست کہ جنگ کنیم با عربان کہ گرد ما اند و ایشان
ہمہ بیعت کردہ اسلام آوردہ اند پس فرستادند نزد آنحضرت عبد یالیل بن عمر را و فرستادند
با وی چند نفر دیگر را کہ یکے از ایشان عثمان بن العاص بود قدوم آوردند بر رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم و بر پا کردند برای ایشان قبہ در ناحیہ مسجد و بود از انچہ درخواست کنند از آنحضرت صلی اللہ

وفد ہوازن

وفد ثقیف

وسنن وقرآن پرسیدند آن حضرت را محبت بایشان زیادہ شد و در اکرام ایشان افزود و به بلال
فرمود تا ایشانرا مهمان داری نیکو کند و در هنگام وداع زیادہ از وفود دیگر جائزہ داد و انعام فرمود
ازینجا معلوم میشود که هر که در عبادت و طاعت کوشد و در راه دین سعی و طلب نماید فوائد دنیاوی
نیز بران مترتب گردد پس پرسید ایا باقی ماند از شما کسے گفتند جوانیست خادم از همه خرد تر که اورا
بجهت محافظت در منزل گذاشته آمده ایم آنحضرت او را بخود طلبید چون بمجلس سامی در آمد
گفت یا رسول الله من مردی ام از بنی قوم که حاجات ایشان بر اوردی حاجت مرا نیز بر آر
فرمود حاجت تو چیست گفت بخدا سوگند که من از بلاد خویش برای اینکار نیامده ایم که مال
دنیا بمن دهی چنانکه بدیگران انعام فرمودی یا رسول الله من برای این آمده ام که از
حق تعالی خواهی که مرا بیامرزد و بر من رحمت کند و دل مرا از مال دنیا بے نیاز گرداند و
غنای در دل من اندازد حضرت چون او را طالب و راغب آخرت دید و علو همت او را
مشاهده کرد باو بے زیادہ اقبال و توجه نمود و فرمود اللهم اغفر له وارحمه واجعل غناه فی قلبه
انگاه آن مقدار چیزے که مردی ازان وفد داده بود بوی نیز عنایت فرمود و در روایت دیگر
آمده که آن حضرت دعا کرد او را ببرکت پس گشت بهترین قوم و اقرب ایشان و امیر گردانید او را
بر قوم و امامت میکرد ایشانرا و ازینجا معلوم میگردد که هر که طالب آخرت بود او را هم دنیا بود و هم
آخرت و آن قوم به قبیله خود معاودت نمودند و در سال آینده در حجة الوداع در منی ازان قوم
جمعی بر حضرت رسیدند حضرت حال انجوان را از ایشان پرسید گفتند هرگز ندیدیم مثل
انجوان و نشنیدیم شخصے را که قانعتر باشد ازوی اگر تمام دنیا قسمت کنند التفات بان نکند

بیت گرچه گردالود فقرم شرم باد از همتم ✤ گر باب چشمه خورشید دامن ترکنم ✤ دیگر وفد دارم

وفد دارم از قبیله بخم نجار معجمه و ایشان ده مرد بودند و پیشوای ایشان که هانی بن حبیب نام
داشت برای آنحضرت اسپی چند و قبای زربفت و یکمشک خمر بر سبیل هدیه آورد آنحضرت فرمود
خمر را حق تعالی حرام گردانیده است هانی گفت پس بفروشم آنرا فرمود آن کس که شرب
آنرا حرام ساخته بیع آنرا نیز حرام گردانیده است پس برانرا بر زمین ریختند و قبا را قبول نمود و گویند قبا را العباس
بن عبد المطلب داد گفت یا رسول الله چگنم من این را و حال آنکه بر مردان حرام است فرمود

چیزے را وترک کنیم این بتا نرا کہ میپرستیدند ایشانرا پدران ما واند اخدا میساختند و نیز ازشوم
ازینہا فرمود آن حضرت اللھم لنعم و گفت الضمدسن ضمام بن ثعلبہ ام برادر بنی سعد بن بکر کہ فرستادہ اند
مرا بسوی تو تا بہ پرسم ترا از دین تو و برسانم بایشان انچہ شنیدہ ام از تو پس برآمد و گشاد بند شتر او سوار
شد و رفت و چون بہ قبیلہ خود مراجعت نمود اول سخنی کہ با قوم خود گفت دشنام و اہانت لات و عزے
و مناۃ و ہبل کرد گفتند اے ابن ثعلبہ خاموش باش انچہ سخنان ہست کہ تو میگوئی بترس از انکہ بعلت
برص یا جذام و جنون مبتلا شوی گفت عجیب بخرد بد شما این بتان نہ ضرر میتوانند رسانید و نہ نفع
خدا تعالے رسولی برانگیختہ است و کتابی بوی فرستادہ است کہ بآن تعلیم و ہدایت میکند شمارا
و بیرون می آرد از ضلالت و جہالت گواہی بید ہم بوحدانیت خدا و برسالت محمد و از نزد او مامورات
و منہیات آوردہ ام راوی میگوید بخدا سوگند کہ شب نگذشت کہ ہمہ آن قبیلہ مسلمان شدند و بنا
مساجد و اقامت صلوۃ و اذان و زکوات قیام نمودند و در ہر چہ اختلاف می نمودند رجوع می نمودند
بوی دیگر وفد بلی بفتح موحدہ و کسر لام و تشدید تحتہ ابو ردلیفع ثابت بلوی کہ در خدمت آنحضرت
میبود از قوم ایشان بود گفتند کہ یا رسول اللہ از قوم ملند فرمود مرحبا بک و بقومک گفتم یا رسول اللہ
انہا آمدہ اند بہ نزد تو در جاہلی کہ مقرند باسلام و کفیل اسلام سائر قوم خود ند فرمود سن یرد اللہ خیرا
یہدہ للاسلام پیرے در میان قوم بود کہ او را ابو الطفیف می گفتند گفت یا رسول اللہ من مردی ام
کہ مرا در ضیافت و مہمانی کردن رغبتی است ایا مرا دران اجری و ثوابی باشد فرمود آری ہر
نیکوئی و کار خیری کہ بہ نسبت مسلمانی بجا آرے خواہ غنی باشد یا فقیر مقبول است گفت یا رسول اللہ
مدت ضیافت چند است فرمود سہ روز و انچہ بعد از سہ روز بود صدقہ است و حلال نیست مہمان را
کہ نزد تو اقامت کند چند انکہ ترا در حرج افگند دیگر وفد تجیب بضم تا بر صیغہ مضارع از اجابت و
ایشان سیزدہ مرد بودند و زکوۃ مواشی و اموال خود آوردہ بودند حضرت ایشانرا مرحبا ی فرمود
گفت زکوۃ مال را باز برید بدیار خود و بر فقرای ہمان موضع قسمت نمایید گفتند ما نیاوردہ ایم
مگر چیزے را کہ از فقرای ما زیادہ آمدہ است ابو بکر صدیق گفت از جملہ وفود عرب ہیچ وفد بمانزول
نکرد مثل وفد تجیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود بدرستی ہدایت دید لطف و عنایت حق تعالے
است ہر کس کہ با و چیزے ارادہ کردہ سینہ او را منشرح گرداند لقل است کہ چون انجماعت از فرزانگی

وقریه ایشان بحرین بود عدد وفد سیزده مرد یا چهارده سوار درین وقات رسیدند از ایمان
واشر به کبیر ایشان اشج بود و گفت مرا و آنحضرت ان فیک لخصلتین الحلم والاناة الحدیث
رواه مسلم عن ابی سعید دوم در سنه الوفود و عدد درین بار چهل مرد بود چنانکه نزد این بنده
از حدیث ابو الخیر سیاحی آمده و گفته که موید تعدد است که درین حدیث آمده است که فرمود چه
شده است شما را که متغیر شده است الوان شما پس این دلالت دارد که پیش ازین ایشان
را دیده است و قول ایشان در حدیث یا رسول الله و الله و رسوله اعلم و قول ایشان بنیابه و
بنیک کفار مضر و عدم ذکر حج در وفات اولی بجهت عدم فرضیت حج است دران هنگام والله
اعلم دیگر ضمام بن ثعلبه مردی بود که او را سعد بن بکر بوفادت فرستاده بودند در مواهب از
صحیح البخاری از حدیث انس بن مالک می آرد که گفت نشسته بودیم با آنحضرت صلی الله علیه
وسلم در مسجد ناگاه در آمد مردی شتر سوار پس بنشاند شتر را در مسجد و دست او را و گفت کدام
یکے از شما است محمد گفتند این مرد سفید متکی و آن حضرت در انوقت میان یاران تکیه کرده
نشسته بود و عجب ازان مرد که بمشاهده امتیاز و سطوت و شوکت و نورانیت آنحضرت را دریافت
ما نا که در بصر و بصیرت وی تیرگی و خیرگی بود تا به مجرد در آمدن یکایک پیش از رسیدن بمجلس
شریف پرسید و بر سم اعراب و ساو کیهای ایشان این حرف گفت و ظاهر آنست که درین
پرسیدن نیز توطیه و تمهید و تنبیه است بر استحضار جمال و کمال آنحضرت پس گفت ای پسر
عبد المطلب حضرت فرمود جواب دادم بگو ضمام گفت من پرسیدم ترا از چیزے چند و مبالغه
و تشدید کننده ام در سوال باید که بد نیاید ترا و خشم نگیرے بر من فرمود بپرس از هر چه روے
نماید ترا و بود ضمام مردی سرخ سفید دو گیسو دار گفتند سوگند میدهیم ترا بخدا پروردگار تو و
پروردگار کسانی که پیش از تو بوده اند که خدا تعالی فرستاده است ترا بسوے ما فرمود نعم از نگاه
نماز و روزه و زکوة و حج پرسید همین طریق که سوگند بخدا میداد وی پرسید و میگفت که سوگند
میدهیم ترا بخدا ایا فرض گردانیده است خدا بر تو نماز را و آنحضرت میفرمود و نعم و همچنین روزه
و زکوة و حج پس گفت ایمان آوردم بانچه آوردی تو و زیاده کرده است ابن اسحاق در مغازی
خود که گفت سوگند میدهیم ترا بخدا که خدا امر کرده است ترا که عبادت کنم او را و شریک نگردانیم با

بهزار اسب و هزار ناقه شقرا بر سر تو آیم این بگفت و با اربد مذکور بیرون آمد و با اربد گفت بدان
وصیت که ترا کرده بودم چرا عمل نکردی گفت بخدا سوگند هرگاه خواستم که شمشیر بر محمد زنم ترا
درمیان خود و او حائل میدیدم آیا بزنم ترا شمشیر و چون هر دو سگ جهنمی از مجلس برآمدند فرمود آنحضرت
اللهم اکفنی عامر اخداوندا نگاهدار مرا از شر بنی عامر و در روایتی از شر عامر دارید پس از آسمان صاعقه
افتاد و اربد را بسوخت و در گلوی عامر غدده برآمد مثل غدهٔ بعیر در راه بخانه زن سلولیه رفته افتاد
و منزل ساخت گویند که میگفت غدهٔ کغدهٔ البعیر و الموت فی بیت سلولیه و این کلام مثل
شده است میان عرب که چون در نوع محبت مکروه پیش آید آن کلمه گویند پس از خانه سلولیه
برآمد و سوار شد و راه جهنم گرفت باندک فرصتی بدوزخ رفت و هم بر پشت اسپ جان داد این چنین
ابن وفد را علمای سیر ذکر کرده اند در عنوان میگویند وفد عامر و وفد بنی عامر و در روضة الاحباب
وفد عامر بن صعصعه گفته و بنی عامر گروهی از صعصعه اند و قصه عامر بن الطفیل و اربد علیهما اللعنة
آورده اند و ذکر نکرده اند که درین وفد چند کس بودند و چند کس ایمان آوردند و ظاهر آن است
که غیر این اشقیا که مذکور شدند باقی همه ایمان آورده باشند و الله اعلم و در روایتی آمده که بعد از
دعای که آنحضرت صلی الله علیه وسلم بر عامر کرد فرمود اللهم اهدی عامرا و اعن الاسلام عن عامر
خداوندا هدایت کن عامر را و بی نیاز گردان اسلام را از عامر یعنی ابن الطفیل از ینجا معلوم شد
که بنی عامر هدایت یافتند و با سلام در آمدند و این اسلم عامر غیر از عامر است که ابن الطفیل است
و یکی دیگر عامر بن مالک بن جعفر است و کنیت او ابو البراست و وی عم ابن عامر بن الطفیل است
بن مالک است که پیش آنحضرت آمد و تملق بسیار نمود و گفت یا محمد من امر ترا و دین ترا اشرف
میدانم اما مسلمان نشد و او بر دو قرار اکه تعلیم قرآن و احکام شریعت کنند گفت ایشان را در جوار
خود گرفتم و نگذارم که کسی ضرری بایشان رساند از جانب ایشان اندیشه نکنند پس عامر بن الطفیل
برادر زاده وی براه شقاوت رفت و کرد آنچه کرد چنانکه در قصهٔ بیر معونه به تفصیل معلوم شد
دیگر وفد عبد القیس است و ذکر وفد عبد القیس در سال هشتم بتفصیل گذشته موافق آنچه
در روضة الاحباب است ذکر کرده شده است و در مواهب لدنیه در عام الوفود ذکر کرده و گفته
بود مر عبد القیس را دو وفد است یکی پیش از فتح و این قدیم بود در سال پنجم یا پیش از آن

حرام است یا مکروه بشرط شرط اول آنکه خوار نکند نفس خود را و الحاح نکند در سوال و ایذا نکند بر
مسئول عنه و اگر یکے ازین سه شرط مفقود گردد حرام است باتفاق منقول است از ابن المبارک که
گفت خوش نمے آید مرا که سائل بوجه الله سوال کند داده شود بوی چیزے زیرا که دنیا خبایت است
و چون بوجه الله طلبید تعظیم کرد چیزیرا که تحقیر کرده است او را حق تعالے پس داده نشود بحمت زجر
و منع و اگر گوید بحق خدا و بحق محمد واجب نمیگردد بر مسئول عنه دادن و کسیکه گرفت چیزیرا که ظاهر
حاجت بدروغ مالک نمیگردد آنرا و همچنین کسیکه گوید بدروغ که من علوی ام و اگر یکی را رغبت
صلاح بدهد و وی در باطن ارتکاب معصیت میکند و اگر بداند او را معطے نمیدهد نیز مالک نمیگردد
و حرام است بروی و واجب است رد وی بر مالک و همچنین چیزے که داده شود کسی را که بجهت زنا
وی یا شر سعایت وی حرام است بروی و اگر فقیرے بیاید برای سوال و خواهد که دست مسئول
عنه را ببوسد تا چیزے بوی بدهد مکروه است و افضل آنست که مسئول عنه دست بوی ندهد
بقصد منع و زجر و نباید او سایلی را که طبل زده بر درها می گردد و مطرب از همه اوحش است
این مسائل در مطالب المومنین ذکر کرده و نقل از کتب کرده است دیگر وقد عامر بن صعصعه
به دو صاد و دو عین مهملات آمدند و در میان ایشان عامر بن الطفیل بن مالک بن جعفر
بن کلاب و اربد بن ربیعه و در رواتی زید بن قیس و خالد بن جعفر و حسان بن اسلم
بن مالک و اینچند نفر رؤسا قوم و شیاطین ایشان اند و ابن عامر بن الطفیل همان شقی
است که بفتاد قرار القتل رسانید و بدبختی ها کرد چنانچه در ذکر وقائع سال چهارم در قصه بیر معونه
گذشت اکنون درین وقت نیز به قصد غدر آمده یا اربد قرار داد که من محمد را مشغول خواهم داشت
بسخن باید که تو از عقب وی در آمده به تیغ بیدریغ خون او بریزی و خاطر ما را از مهم او فارغ
سازی چون بمجلس همایون رسیدند عامر گفت یا محمد من اگر مسلمان شوم مرا چه باشد فرمود
انچه مسلمانان دیگر را باشد گفت مرا بعد از خود خلیفه گردان فرمود آن بتو و قوم تو نمیرسد آن حق
دیگران است تو میدانی گفت پس مرا بر اهل بدو و صحرا نشینان ولایت ده و تو حاکم اهل قرا
و مدن باشی فرمود ترا سردار جماعتی کنم تا در راه خدا جهاد کنی و سعادت دنیا و آخرت نصیب تو باشد
گفت من سردار قوم هستم بخدا سوگند بروم و لشکر جرار از پیاده و سوار بر سر تو آرم و در روی

و باز گشت میمونه گفت یا رسول الله این پسر خواهر من است پس آن سرور باز گشت و به نشست
بعد ازان بمسجد تشریف برد و زیاد نیز با وی صلے الله علیه وسلم بیرون آمد انگاه زیاد را نزدیک
خود نشاند و دعا کرد زیاده از حد و دست مبارک بر سر و روے او بر آورد بنو هلال می گفتند که
بعد ازان همیشه اثر برکت و نور در روے زیاده مشاهده می کردیم و از حدیث معلوم میشود که محبت و شفقت
بخویشان زوجه از صفات حمیده است و نام عبد بن عوف عبد الله نهاد چنانکه در وفد بنی البکاء
عبد عمرو را عبد الرحمن نام کرد و ازینجا معلوم میشود که نام اضافه عبد بغیر خدا تعالے خوب نیست والله اعلم
و قبیصه بن مخارق گفت یا رسول الله تحمل کرده ام من و برداشته ام حمالة را و حمالة بفتح حا مهمله
دینی که کسے بر خود گیرد از غیر بجهت اصلاح البین و دفع فتنه و فساد شخصے از قوم من شخصی را کشته بود
و دیت بروی لازم شده من بجهت تسکین نائره فتنه قرض کردم و دیت او را ادا کردم و من
سوال میکنم ترا که اعانت فرمائی مرا در ادای آن دین فرمود اقامت کن پیش تا بیاید صدقه
و دین ترا ازان ادا کنم بعد ازان فرمود یا قبیصه حلال نیست سوال و گدائی کردن مگر یکی ازین
سه کسے را یکی آنکه تحمل کند حمالة را پس حلال شد او را سوال از مردم تا برسد مالی را که ادا کند
بآن دین را بعد ازان باز دارد نفس خود را از سوال دوم مردی که رسیده است او را حادثه
که هلاک کرده است مال او را پس حلال است او را سوال کردن از مردم تا بحال خود بیاید
و دفع حاجت ضروریه بکند و سد رمق بآن کند در زندگانی کردن و مردی دیگر که رسیده است
او را فاقه بگویند و گواهی دهند سه مرد عاقل هشیار از قوم که فلان را فاقه رسیده است
و این مبالغه است در ثبوت فقر و فاقه و مقصود آنست که معلوم و متیقن گردد فقر و فاقه او پس
سوال کند آن قدر که سد حاجت نماید و فرمود هر چه سوائے این سه صورت ست یا قبیصه سوال
کردن دران حرام است و هر که بخورد آنرا حرام خورده باشد رواه مسلم و احادیث در مذمت
سوال کردن و گدائے کردن بسیار آمده و گفته اند که حرام است سوال کردن مر کسے را که
نزد وی قوت یوم است اگر قوت یوم نداشته باشد یا چیزے ندارد که بدان ستر عورت کند
حلال است که سوال کند و فقیرے که او را قوت یوم حاصل باشد یا قادر است بر کسب حرام
است مر او را سوال و اتفاق دارند علما بر نهی از سوال بغیر ورت و اختلاف دانست که

را دوازده اوقیه داد چون ایشان بمنازل خود عود کردند و تحقیق نمودند همانروز که آنحضرت صلی الله علیه وسلم در مدینه دعا کرده در بلاد ایشان باران شده بود دیگر وفد بنی البکاء آمدند و بشرف اسلام مشرف شدند در ایشان معونه بن نور بن عباد بن البکاء مردی بود صد سال عمر داشت و بادی پسری بشیر نام معونه التماس برد که آنحضرت بدست مبارک روی او را مسح کند و باین قاعده برد احسان بجا آرد پس حضرت روی او را مسح کرده بوی چند گوسفند عطا کرد و دعای برکت برانها خواند راوی گوید گاه بودی که قحط و تنگی در بلادی البکای واقع شدی و بآن قوم نرسیدی و مردی دیگر عمره نام داشت و او را عبد الرحمن نام کرد و چیزے از اراضی بلاد او بسلم اقطاع بوی داد و دیگر وفد کنانه آمدند و مسلمان گشتند و پیشوای آن وفد واثله بن الاسقع لیثی بود و حضرت در انوقت بکارسازی لشکر تبوک مشغول بود پس واثله بیعت کرده بقبیله خود باز گشت و قوم خود را از حال خود خبر داد پدرش گفت والله من با تو هرگز سخن نکنم و از دے بیزار شد و لیکن خواهر دے مسلمان شد و کارسازی کرد بمدینه مراجعت نمود و حضرت به تبوک تشریف فرموده بود و لشکر از عقب ایشان برفت و واثله گفت کیست که مرا سوار کند و نصیب من از غنیمت هرچه آید ازان دی باشد کعب بن عجره او را سوار کرد چون رسید حضرت او را از تبوک با خالد بن الولید بجرب اکیدر فرستاد و چون اموال که خالد در ان حرب بدست آورده بود قسمت کرد نصیب او شش شتر یا بیشتر آمد وی آنرا بموجب شرط بر کعب بن عجره آورد کعب قبول نکرد و گفت من ترا برائے خدا سوار کردانیدم نمیخواهم که او را بفرضی دیگر منسوب سازم احتمال دارد که کعب در ان وقت هم همین نیت داشت یا چون وفا عهد مروت از واثله مشاهده کرد نیت برین آورد و بصفت صدق و اخلاص متحلی شد رضی الله عنه و گفته اند که این واثله بن الاسقع سه سال خدمت کرد آنحضرت صلی الله علیه وسلم را و بود اصحاب صفه و نزول کرد بیعره پس نزول کرد بشام و در دمشق وفات یافت سنه خمس او ست و ثمانین و بود او نود و هشت ساله و دی آخر کسی است که مرد از صحابه در دمشق رضی الله عنه وفد بنی هلال بن عامر بود و در میان ایشان زیاد بن عبد الله بن مالک و عبد بن عوف بن احزم و رقیه بن مخارق بضم میم و خاء معجمه بودند زیارت خانه ام المومنین میمونه رفت برائے آنکه خاله او بود گویند که چون آنحضرت بخانه میمونه رفت و زیاد را بخانه ندید بغضب رفت

ثواب وطمع خداوند و مولی آن از کسے که بذل کرده است نعمت را بروی واین خانه چنین است واگر
بجهت اظهار خدمت و نصرت باشد نیز همین حکم دارد و تواند که قول ایشان برائے مجرای خدمت و استعطاف
و استنزال رحمت وطلب عنایت و شفقت باشد آن را نیز بجهت ترک حسن ادب تسمیه بمنت گردد و اگر
حقیقت حال را فهم میکردندی مستغرق نعمت توفیق شده سر بالائے تو انستند کرد بیت تو بندگے
چو گدایان بشرط مزد مکن + که خواجه خود روش بنده پروری داند + واشارت کرد بقول خود ان
کنتم صادقین بآنکه این نیز بر تقدیرے است که اسلام شما صحبت و استقامت پیدا کند و بحقیقت
ایمان کنند و تواند که مراد آن باشد که اگر شما صادقید در اختیار باسلام که حقیقت آن تسلیم و استسلام است
نهادن بلکه بعرض حال زبان کشادن و استعطاف نمودن نیز منافی الفت دیگر وفد فزاره بفار بقوحه
وزای وراقریب به بیست کس آمدند و اظهار اسلام خویش نمودند و دران میان خارجه بن حصین وحرین
قیس بن حصین فرازی بود و اینها همه قوم عیینه بن حصین اند که از مولفة القلوب است ذکر جفا و سختی
طبع وی سابقا در مواضع مذکور شده است و ازوی حکایات بسیار است و درین باب وخارجه برادر
وحرین قیس بن حصین برادر زاده است واین حرین حصین مذکور شده است القصه انجماعت
بملازمت آنحضرت آمدند و اظهار فقر فاقه و شکایت از قحط و تنگی کردند و باران طلبیدند پس آن سرور
بر منبر برآمد و دعا کرد تا یک هفته تمام بارید و در هفته دیگر دعا کرد که در محل زراعت و منابت اشجار
نبارد و نه در شهر مدینه فی الحال ابر شگافته شد و آفتاب روی نمود و اشعارے باین قصه در وقایع
سال ششم مذکور شده است مجملش آنکه آنحضرت خطبه جمعه میخواند اعرابی آمد و گفت یا رسول الله هلکت المواشی
وجاع العیال و انقطعت السبیل و احمرت الشجر آن حضرت دعا کرد تا جمعه دیگر بارید پس روز جمعه
همان مرد آمد یا دیگرے گفت یا رسول الله دعا کن که باران بیارد پس دعا کرد که باران ببارد بر
کوه ها بر محل زراعت و منابت شجر در شهر نبارد فی الحال ابر شگافته شد و ظاهر آنست که این قصه
دیگر است و قصه فزاره دیگر و الله اعلم دیگر وفد بنی مره سیزده کس آمدند و مسلمان شدند و پیشوائے
ایشان حارث بن عوف بود گفت یا رسول الله ما قوم و عشیرة تو ایم از اولاد لوی بن غالب الخ حضرت
تبسمے فرمود و عنایت نموده از احوال بلاد ایشان پرسید انجماعه از قحط شکایت کردند و التماس دعا نمودند
فرمود اللهم اسقهم الغیث و بلال را فرمود تا هر یک را ده اوقیه نقره و چهار صد درهم جایزه داد و حاجت

و مذکور در کتب سیر همان سه کس و دو کس دیگر ابوذر و ابوخثیمه چنانکه ذکر کردیم و الله اعلم و مهاجر بن
ابی امیه برادر ام المومنین ام سلمه نیز از متخلفان این غزوه بود که آن حضرت باعتذار ام سلمه او را معذور
داشته از سر گناه وی در گذشت چنانکه در آخر کتاب در ذکر رسولان آنحضرت مذکور گردد انشاء الله تعالی
و درین سال بعد از انصراف از تبوک تتابع وفود واقع شد و بحکم کریمه و رایت الناس یدخلون فی
دین الله افواجا مردم از اکناف و اطراف آمده در ربقهٔ اسلام می در آمدند و لهذا این سال را
سنة الوفود نام کرده اند و در مسجد شریف ستونی است که آنرا اسطوانة الوفود گویند و این لفظ را بران
نوشته اند و گویا وفود را در اکثر احوال آنجا ملاقات می نمودند و وفود وفادت بمعنی دخول در دین
آید و در جماعه که برگزیده شوند برای فرستادن بر عظما و افراد و احاد او است مثل رکب و راکب و بعضے
گفته اند که ابتداء وفود بعد از رجوع آنحضرت از جعرانه بود که در آخر سنه ثمان و ما بعد او ست و اکثر بر آنند
که بعد از رجوع از غزوهٔ تبوک بود و صواب آنست که در بعضے سنوات سابقا نیز مے آمدند و لیکن کثرت
و تتابع و توالی در سنه تاسع بود و جماعه کثیر از علماء حدیث و سیر وفود را ضبط کرده اند و مجموع انچه ذکر
کرده اند زیاده بر شصت است و در هر کتابی بعضے از انها را ذکر کرده اند و ما انچه متضمن قصهٔ غریب
یا حکایتی عجیب یا کلمه مفید یا مشتمل بر معجزهٔ آنحضرت صلی الله علیه وسلم باشد نقل کردیم نخست انچه
در روضة الاحباب که بنابه ترتیب کتاب بران نهادیم ذکر کنم بعد ازان هر چه در مواهب و کتب دیگر بینیم
ذکر کنم و بالله التوفیق و آورده اند که عادت شریف آنحضرت صلی الله علیه وسلم آن بود که در هنگام
آمدن وفود جاهای فاخر پوشیدی و یاران را بتجمل و تزین امر کردی و ایشانرا در منازل نیکو فرود
آوردی و ضیافت نمودی و در اخر احوال جوازدادی و از جمله وفود که در سال نهم آمدند یکی وفد بنی
اسد بن خذیمه بوده و نفر ازان قوم آمدند و مسلمان شدند و منت نهادند که در سال قحط براه دور آمده
پیموده و شبها سیر نخورده ام و بطوع و رغبت بی آنکه لشکرے بر ما آید باسلام در آمده ایم پس این آیت
نازل شد یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل الله یمن علیکم ان هداکم للایمان ان کنتم
صادقین و این منت نهادن ایشان بر آنحضرت اگر از روی غفلت و نادانی و ناتهمیدگی بود
وجهی ندارد چه فائدهٔ اسلام و منافع آن در دنیا و آخرت راجع بایشان است و خدا و رسول خدا
منزه و مستغنی اند از وصول نفع بذات مقدس و مقام تعالی ایشان و منت نام نعمتی است که طلب

رسول صلے اللہ علیہ وسلم رسیدہ فرمود لا یزال عصابۃ من امتی یجاہدون علی الحق حتی یخرج الدجال
و در روایتی حتی ینزل عیسے بن مریم تنبیہ این سہ تن مذکور مشہور اند از متخلفین کہ قبول افتاد توبہ
ایشان و حق تعالی خبر داد ازان در کتاب مجید خود لقد تاب اللہ علی النبی و المہاجرین و الانصار تا
قول او و ان اللہ ہو التواب الرحیم و دو دیگر یکے ابو ذر غفاری رضے اللہ عنہ کہ در راہ منقطع شدہ
بسبب ماندگی شترش پس از تبوک رسید و ملحق گشت دیگر ابو خیثمہ کہ در مدینہ بود بعد از چند روز وی نیز
ملحق شد و در مواہب لدنیہ چندی دیگر را نیز مے شمارد یکی ابو لبابہ کہ در قضیہ بنی قریظہ ذکر او گذشت
میگوید کہ بیہقی در دلایل از مرسل سعید بن المسیب می آرد کہ ابو لبابہ بن عبد المنذر کہ اشارت کرد
مر بنی قریظہ را بہ سوی حلق خود کہ مآل کار شما ذبح است پس خبر او بحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسید پس
فرمود آیا گمان می برے کہ خدا تعالے غافل است از دست تو کہ اشارت کردی بآن برائے ایشان بسوے
حلق تو و عتاب کرد بروی و چون غزا کرد بسوی تبوک و تخلف کرد ابو لبابہ دران جماعہ کہ تخلف کردند
نزد آن حضرت آمد تا سلام کند بروی پس روے گردانید آن حضرت از وی پس بر سید ابو لبابہ
و بر قسمت خود بر الساریہ رو گفت این است جای من تا مفارقت کنم دینار ابا توبہ کند خدا تعالی بر من الحدیث
و نزد بیہقی نیز از ابن عباس در کریمہ و آخرون اعترفوا بذنوبہم خلطوا عملا صالحا و آخر سیئا عسے اللہ ان
یتوب علیہم گفت بودند ده کس کہ تخلف کردند از پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم در غزوۂ تبوک پس چون
باز آمد آنحضرت بمدینہ بر بستند ہفت کس از ایشان خود را بسوارے مسجد و بود آنحضرت کہ مرورے کرد
بر ایشان چون می در آمد در مسجد و گفت کیستند اینہا گفتند ابو لبابہ و یاران او ندہ کہ تخلف کردند
از تو یا رسول اللہ تا بکشائی یا معذور داری فرمود بخدا سوگند نمی گشایم ایشانرا او معذور نمیدارم
تا خدا بکشاید یا معذور دارد ایشانرا اعراض کردند از من و تخلف ورزیدند از غزوہ پس فرستاد حق تعالی
این آیت را و آخرون اعترفوا بذنوبہم الآیۃ فرستاد آنحضرت کسی را بسوے ایشان تا بکشاد و معذور
داشت این کلام مواہب است در ہمیں مقام و سابقا در غزوۂ بنی قریظہ نیز اشارتی باین کردہ است
و مشہور آنست کہ تقصیر ابو لبابہ و ربط او خود در الساریہ مسجد در قصبۂ بنو قریظہ بود و میرسد کسی را کہ
بگوید شاید کہ ہر دو موضع باشد اما ظاہر عبارت این روایت دران است کہ در انوقت ہمین عتاب
بود و ارتباط بساریہ در غزوۂ تبوک واقع شد و درین عبارت آن دہ کس را عدہم نکردہ کہ چہ کسانند

گفتند چه شود و اگر تو نیز دستوری طلبی که زوجه تو خدمت کند گفت بخدا سوگند که من چنین نکنم زیرا که نمیدانم که دستوری دهد یا نه و من جوانم احتیاج بخدمت دیگرے ندارم کعب گفت تا پنجاه روز تمام گذشت شبی بر بام خانه افتاده بودم بغایت دلتنگ و تیره ناگاه دران حال آوازے شنیدم نگاه کردم یکی را دیدم بر سر تلے ایستاده آوازی داد و میگفت بشارت باد ترا ای کعب بن مالک توبهٔ تو قبول افتاد و در روایتی آنکه ابو بکر صدیق رضے الله عنه بر کوه سلع که نزدیک خانه کعب بن مالک است برامده فریاد کرد که خدا یتعالے کعب بن مالک را قبول کرد بعد ازو یاران من پیاپی دویده آمدند و این بشارت بمن رسانیدند و در مردم افتاد که توبهٔ کعب قبول شد پس روے بخاک نهادم و سجدهٔ شکر بجا آوردم و بخدمت رسول صلے الله علیه وسلم آمدم حضرت با مهاجرین و انصار نشسته بود مهاجران مرا تهنیت کردند و انصار خاموش ماندند پس چون سلام کردم روی مبارک رسول را دیدم چون ماه شب چهاردهم افروخته و تابان شده و عادت شریف وی بود که چون خوشی و شادی بوی رسیدی روی مبارک وے تابان و افروخته گشتے و فرمود ای کعب بشارت باد ترا به بهترین روزی که بر تو گذشته ازان روز که از مادر بزادی بدانکه هیچ روزی بر تو نگذشته باشد بهتر ازین روز بیاکه توبهٔ تو بدرگاه عزت قبول افتاد و لله الحمد و المنت ☜ شکر ایزد که میان من و او صلح نفتاد ✤ حوریان رقص کنان دست بشکرانه زدند ✤ گفتم یا رسول الله بشکرانه قبول توبه از تمام مال خود برایم و در راه خدا صدقه می نمایم فرمود چنین کن گفتم نصف آن گفت نی گفتم ثلث فرمود ثلث خوب است و ثلث بسیار است و منقول است از سعید که بسوی هلال بن مره برفتم و بشارت دادم به سجده رفت و تضرع و زاری و گریه کرد که گمان نبردم که مرا خواهد برداشت تا نفس او بیرون نیاید و گویند که دران ایام طعام و آب کم خوردی و آشامیدے و گاه بودی که چند روز روزه وصال برداشتی و دایم در گریه و زاری و نالهٔ و سوگواری بودی از ابو بکر دراق پرسیدند که علامت توبه بفتوح چیست گفت آنکه زمین باین کشادگی بر تائب تنگ شود و نفس او بروی نیز تنگ شود چون توبهٔ کعب و صاحبین او و بعضے مفسران گفته اند که مراد بصادقین در قول حق سبحانه یا یها الذین امنوا اتقوا الله و کونوا مع الصادقین مراد از صادقان آن سه یار اند که در امر تخلف بر خلاف منافقان راست گفتند و گویند نزول این آیت بعد از قبول توبه ایشان است و گویند بعد از غزوه تبوک مسلمانان اسلحه خود را می فروختند و می گفتند جهاد منقطع شد این خبر بسمع شریف

بیرون مدینه باغی داشت و در انجا عمارتی میکرد نزدیک او شدم و سلام کردم جواب نداد و روی از من
بگردانید گفتم یا اباقتاده تو میدانی که من خدا را و رسولخدا را دوست میدارم و نفاق و شرک در دل
من جای ندارد چرا با من سخن نمی گوئی هیچ جواب نداد تا سه کرت همین کردم آخر اینقدر گفت والله
و رسوله اعلم پس گریه بر من زور کرد و بسیار بگریستم در مدینه آمدم ناگاه نبطی دیدم که از جانب شام
آمده بود و خبر من از مردم می پرسید چون مردم مرا دیدند گفتند که این آن مرد است که تو می طلبی و این
قاصدی بود از پیش ملک غسان نامه از وی بجانب من آورده مضمون نامه آنکه نوشته بود که
ای کعب بن مالک بدانکه ما شنیده ام که صاحب تو یعنی محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم دل
بر تو گران کرده است و ترا از پیش خود رانده است و اصحاب او بر تو جفا میکنند تو مرد آن نیستی که
جای باشی که بر تو جفا رود و تو را مهجور و مطرد سازند چون بر مضمون این نامه واقف شوی بر خیز
بیا تا تو را خدمت و تیمار است تا به بینی چون این نامه بر خواندم با خود گفتم اینهم از جمله آن بلا است که
بر من نازل شده است و ازین بدتر چه ابتلا خواهد شد که کافری را در من و در دین من طمع افتاده است
و مرا بکفر دعوت می کند اندوه من زیاده شد آن نامه را بر آتش نهادم و سوختم و قاصد را
از پیش خود براندم و گفتم که برو و با بادشاه خود بگو که بعیناتیه و بالتفاقی این صاحب نزد من
بهتر و خوشتر از صد هزار عنایت و التفات تست و هجران وی بهتر از قربان دیگران است
بیت گر وصال تو نباشد بفراق تو خوشم ✤ هم فراق تو مرا به که وصال دگران ✤ پس بخانه
رفتم و دیدم که رسول خدا صلے الله علیه وسلم کس فرستاده است که از زن اعراض کنم گفتم
فرموده است که طلاق ده گفت نه بلکه فرموده است که صحبت مدار پس زن را بخانه پدرش فرستادم
و آن دو شخص را که هلال بن امیه و مرارة بن ربیعه بآن نیز هم چنین فرمود که از زنان دور باشند
و در بعضے روایات آمده که زنان ایشان را هم کرده بود که خدمت ایشان نکنند و با ایشان معاشرت
ننمایند و آمده است که زن هلال بن امیه پیش رسول صلے الله علیه وسلم رفت و گفت یا رسول الله
شوی من پیر و ضعیف است و او را خادمی نیست اذن میدهی که خدمت وی کنم فرمود آری
ولیکن باید که مباشرت و مجامعت واقع نشود زن گفت والله وی از غایت حزن و اندوه حرکت
نمی تواند کرد پیوسته در گریه و زاری ست محل مجامعت از کجا باشد کعب گفت بعضی از اهل من باو

که ندانسته ایم ما ازوی جز نیکی رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہیچ نفرمود وچون خبر مراجعت لشکر بمن رسید واندوہ زیادہ شد تا آنکہ آنحضرت باز آمد حیران شدم کہ فردا چہ عذر گویم وبچہ طریق از خشم خدا ورسول خدا بیرون آیم سخنان دروغ در خاطر آمدندی کہ بگویم وخویشاوندی من ہریکے را ہی زدندی کہ چنین کن وچنان تا آن روز کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمدینہ مطہرہ آمد آن اندیشہہای باطل وسخنان دروغ جملہ از خاطر من برفت وگفتم مرا نجات ندہد الا صدق ومنافقان سوگندہای دروغ خوردند وعذرہای باطل آوردند ورسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بظاہر عذر ایشان قبول میکرد وبباطن بخدا میگذاشت پس من رفتم وسلام کردم ونگاہی کرد وتبسمے فرمود خشم آمیز کہ از خود رفتم وفرمود ای کعب چرا تخلف کردی آخر نہ ترا اسباب مہیا بود گفتم یا رسول اللہ بیشک انچہ بکار می بایست مرا جملہ مہیا بود ولیکن نفس مرا غافل گردانید وکسل بر من غالب آمد وشیطان راہ من زد ومرا در ورطۂ حرمان وخذلان افگند فرمود برخیز وبرو تا حق سبحانہ در باب تو چہ حکم کند خویشاوندان مرا سرزنش کردند کہ چرا چون دیگران عذر نیاوردی ودروغی برنہ بستے گفتم از نزول وحی ترسیدم تا بر دروغ من گواہی ندہد اگر معاملہ بادنیا داری میبودی گفتم انچہ می خواستم ومیدانستم اما اینجا جز براستی نمی گنجد پس برسیدم از مردم کہ مثل این واقعہ کہ مرا افتادہ است کسی دیگر را ہم افتادہ است گفتند ہلال بن امیہ ومرارۃ بن الربیع را نیز ہمین واقعہ افتادہ است وبہمین بلا گرفتارند ناگاہ من خود را باز یافتم وگفتم این ہر دو مرد مسلمان صالح اند تا چہ شود ورسول خدا صحابہ را منع کرد از صحبت داشتن وسخن کردن با ما پس ہمہ از ما اعراض کردند وحال بر ما متغیر شد پنجاہ روز گذشت کہ احوال برین نہج بود تا از جان خود سیر آمدم وجہان بر من تنگ شد ودرین پنجاہ روز مرارۃ بن الربیع وہلال بن امیہ اصلا از خانہ بیرون نیامدند وبا ہیچ کس صحبت نداشتند وضعف پیری ہم داشتند ومن جوان بودم ودلیرے می نمودم وبرائے نماز بیرون می آمدم وترسان ولرزان در گوشۂ مجلس شریف می نشستم وآن حضرت در دیدہ نگاہ محبوبانہ بجانب من میکرد وشکستگے مرا مشاہدہ می فرمود چون من بجانب وی نگاہ میکردم تغافل میکرد واعراض می نمود اگر گاہی برائے کاری بیرون میرفتم ہیچ مسلمانے با من سخن نمیکرد وبر من سلام نمیکرد تا روزی طاقتم برسید ودل تنگ شدم واز مدینہ مطہرہ بیرون آمدم وابو قتادہ کہ پسر عم من بود ومرا بغایت دوست داشتی

کند یعنی از انصاف محبت بسی دور است بخدا سوگند در بین عرب شهاد نیابیم تا زمانیکه بپیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ملحق شوم پس مقداری از زاد برداشت و شتر خود را پیش کشید و بیرون رفت هر چند زنان وی با وی سخن گفتند با هیچکدام متکلم نشد و از عقب حضرت روان شد و در منزل تبوک بآن سرور ملحق گشت کیفیت حال را بعرض رسانید سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دعای خیر در شان او فرمود و اما آن سه یار که کعب بن مالک و مرارة الربیع و هلال بن امیه مشهور و عمده دران قصه کعب بن مالک و توبه اوست که کریمه

وعلی الثلثة الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیهم الارض بما رحبت وضاقت علیهم انفسهم الآیة شامل هر سه است و هر سه محل عتاب و خطاب و عفو و صفح شده لیکن حال کعب بن مالک کر شمه دیگر و رنگی دیگر دارد و از ضمن بیان آن حال آن دو یار دیگر نیز تبیین گردد بدانکه کعب بن مالک انصاری خزرجی عقبی حاضر شد عقبه ثانیه را یکی از هفتاد تن که حاضر شد آنرا و قتل ثلث و خمسین و قصه توبه او در اثنا و با وجود آن نقل کنم که از احاسن است روایت از وی رضی اللہ عنه است که گفت تخلف من از ین غزوه ابتلای محض بود مرا دران قصد و اختیار ظاهر نبود هیچ عذری نداشتم که بدان تخلف شاید کرد اسباب جمله مرتب بود و راحلهای نیکو بر بالا ایستاده و من در هیچ وقت قوی تر و بالاتر از ان وقت نبودم و هرگز در هیچ غزوه مرا دو شتر نبود و برای سفر بتوک دو شتر خریده بودم و لیکن همو البغایت گرم بود و در طلب مدینه رسیده و سفری بس دراز پیش آمده و مردم را از روی طبع دل نمیداد که از سایه بآفتاب شوند و من باستظهار آنکه اسباب در داخل مهیا است هیچ باستعداد نمی کردم و می گفتم که آن روز که مردم برانند من نیز برایم چون برآمدند با خود گفتم که امروز کاری دارم روز دیگر برآیم دو سه روز در همین تردد و تسویف و تاخیر گذشت تا آنکه لشکر اسلام دور رفت و وقت فوت شد و چون کار از دست شد غظیم نگران واندوهگین شدم که اینچه شد و چون از خانه بیرون آمدم و تشنگی واندوه زیاد شد از انکه اکثر جز اهل نفاق که عذرهای دروغ کردند و ضعفا که ایشان را معذور داشته بودند در مدینه نمانده بودند پشیمانی می خوردم و در آتش حسرت واندوه می سوختم که چرا نرفتم و رسول صلی اللہ علیه وسلم مرا دران غزوه یاد نکرد الا در موضع تبوک که از حال من پرسید عبد اللہ بن انیس که انصاری مدنی عقبی بود و بعضی گویند خلیفه انصاری بود گفت یا رسول اللہ باز داشته است او را جامه بردی در نظر او و در حسن آنها معاذ بن جبل رضی اللہ عنه گفت بدبختی بود که تو گفتی بخدا سوگند یا رسول اللہ

قصه کعب ابن مالک

بجا آوردند و دوازده منافق در بنای آن مسجد شریک بودند و نامهای ایشان در کتب سیر مسطور است و آن مسجد
رفته رفته مزبله شد تا هر نجاستے و پلیدی که میبوده در انجا می انداختند و گویند که تا مدتها مے دیدند که از زیر ان
کردن دود انداختن آن گذاشته بود و دود ها از ان می برآمد و چون نزدیک شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدینہ
مطیبہ و خواست که در آید بیرون آمدند اہل آن برائے پیشوائی وی بیرون آمدند زنان و خردان و دختران
و گفتند طلع البدر علینا من ثنیات الوداع وجب الشکر علینا ادعا اللہ داع و بعضے گفته اند که در نوبت قدوم
آنحضرت بود بمدینه از ہجرت چنانکه گذشت و صاحب مواهب لدنیه گفته که این قول وہم است و خطا است
زیرا که ثنیات الوداع در ناحیه شام است نه بیند آنرا قادم از مکه بسوی مدینه و فرمود آنحضرت بدرستی در مدینه
قومی است که سیر نکرده اند هیچ وادی را مگر آنکه بوده اند ایشان با شما و بحکم نیة المو من خیر من عمله دایم
با شما بوده اند و فرقه دیگر که با شما اند از شما جدا اند و چون مشرف شد بر مدینه فرمود هذه طابة و هذا احد یحبنا
و نحبه و چون در آمد در مدینه مدح کرد او را عباس در قصیده غرا در غایت فصاحت و بلاغت که در مواهب
مذکور است و بیتی چند از وی در ذکر نسب آنحضرت سابقاً نوشته شده است **وفصل** بدانکه متخلف
این غزوه از قوم منافقان بسیار بودند و از معذران بعذر صحیح و غیر صحیح نیز بودند اما آنانکه بے عذر و شک
و ارتیاب از ان غزوه تخلف نمودند پنج نفر از اصحاب بودند ابو ذر غفاری و ابو خثیمه سالمی و کعب بن مالک
و مراره بن الربیع و هلال بن امیه و اما ابو ذر غفاری رضی اللہ عنه از عقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بیرون آمد و شتر او در راه و اماند متاع خویش که ضروری بود بر دوش گرفت در منزل تبوک بود که ابو ذر
از دور پیدا شد مردم گفتند یا رسول اللہ از دور پیدا است نهامی آید فرمود ابو ذر است چون به نزد
آنحضرت در آمد آنحضرت برخاست و مرحبا فرمود رحم اللہ اباذر یمشی وحده و یموت وحده و یبعث وحده
و پرسید از وی چه حال داری پس قصه شتر را بعرض رسانید آن سرور گفت تو از جمله اعزا اهل منی از
کامی که بر گرفته بسوے خدا تعالے گناهی از تو در گذرانا دوا ما ابو خثیمه بعد از چند روز که رسول خدا صلی اللہ
علیه وسلم بغزوه رفته بود در روزی بخانه در آمد و آنروز بغایت گرم بود دو وی دو زن داشت هر یکی در عریشے
نشسته و آب زده و کوزهای آب سرد مهیا داشته و طعامی نیکو ترتیب داده ابو خثیمه بر در عریش
استاد و در زنان خود و در ترتیب اسباب ملاحظه نمود گفت رسول خدا در بیابان در آفتاب سخت و بادهای
گرم و شدت عطش باشد و ابو خثیمه در سایه خنک با آب سرد و طعام نیک و با زنان خود فرد معاشرت

آن بلده شیفته جمال و کمال وے صلی اللہ علیہ وسلم گشتند و دین اسلام اختیار کردند و بر ہر چہ جز دین او است رقم رد و بطلان کشیدند آتش حسد از کانون باطن آن شقی شعلہ زد و محبت دنیا و حب ریاست و اغوائے شیطان راہ وی زد و مردم را از متابعت آنحضرت منع کردن و باز داشتن پیشہ گرفت گفتند تو نہ آن بودی کہ وصف نعت او برائے ما تقریر میکردی چون است کہ اکنون مردم را از متابعت او باز میدارے میگفت این آن نیست کہ میگفتم این دیگر است کہ مشابہت بوی دارد و آنکہ من میگفتم پیدا خواہد شد رسولی از نسل لؤی صلے اللہ علیہ وسلم او را بخواند و دعوت کرد و وی قبول نکرد و براہ تمرد و عناد رفت و چون در غزوہ بدر مسلمانان را عزتے و شوکتی حاصل شد از مدینہ بگریخت و بمکہ رفت و کفار قریش را بر حرب و عناد آنحضرت دلیر ساخت و در جنگ احد اول کسیکہ تیر بر لشکر اسلام انداخت وی بود چنانکہ گذشت پس مسلمانان او را فاسق لقب کردند و آنحضرت او را دعائے بد کرد و فرمود بار خدایا او را طرید و وحید بسیران و ہمچنین واقع شد و بعد از غزوہ احد بگریخت و بروم برفت و بروایتی در حنین حاضر بود و از انجا فرار نمودہ نزد ہرقل رفت و ملازم و مقرب درگاہ او شد و منجمست کہ از وی لشکرے بجنگ آن سرور بیارد صورت نہ بست پس از انجا نامہ بمنافقان مدینہ نوشت کہ شما در برابر مسجد قبا در محلہ خویش برائے من مسجدی بسازید کہ چون بمدینہ آیم در انجا بنشینم و با فادہ علوم مشغول شوم و آن مسجد مر او شما را مرصدے بود تا بر فکر و مصلحت کہ در خاطر دارد یا بدو فرصت در انجا ظہور رساند پس آن قوم مسجدی ساختند و در ترخیص و احکام آن سعی نمودند و پیش از توجہ آنحضرت بغزوہ تبوک باتمام رسانیدند و چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغزوہ تبوک بیرون می آمد بہ نزد وے آمدند و چرب زبانیہا و نفاقہا کار فرمودند و گفتند یا رسول اللہ برائے ضعیفان و بیماران وقت سرما و باران جائی ساختہ ایم التماس داریم کہ قدم رنجہ فرمائی و بنماز گذاردن آن مسجد را مشرف سازی و بر ما منت نہی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم در جواب آن منافقان فرمود حالا متوجہ غزا ایم اگر بیائیم و خدا خواستہ است نماز بکنیم و کار آن بسازیم چون در وقت باز گشتن از غزوہ تبوک بمنزل وی اوان آمد اہل آن مسجد آمدند و استدعا نمودند کہ وعدہ فرمودہ بودی کہ چون ازین سفر باز آیم در آن مسجد در آیم اکنون وقت فائے آن وعدہ است جبرئیل علیہ السلام آمد و این آیت آورد کہ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا و کفرا و تفریقا بین المومنین تا قول وے واللہ یحب المطہرین پس آنحضرت مالک بن دخشم و معین بن عدی را جمعی دیگر طلبید و بگفت بروید بآنمکان کہ ظالمان بنا کردہ اند آنرا بکنید و بسوزید پس رفتند و ہر چہ فرمان بود

ومضاد نام کہ بحفظ قیام مینمود از کشادن قلعہ نخست امتناع آورد آخر خواہی نخواہی در کشادہ داد و خالد با اکیدر
صلح کرد بر انکہ دو ہزار شتر و شش صد برد و بر واپسی ہشتصد اسپ و چہار صد زرہ و چہار صد نیزہ بسلیم نماید حکومت
بدستور سابق بر تو مقرر باشد و اکیدر و مضاد ہر دو ہمراہ خالد متوجہ ملازمت شریف نبوی شدند تا ہر چہ برای
شریف اقتضا کند در حق ایشان بنفاذ رسانند و خالد عمرو بن امیہ ضمری را بہ نزد حضرت فرستاد تا خبر فتح
دومۃ الجندل و اخذ اکیدر و قتل حسان بر آوردی با آنحضرت رساند و قبای زربفت کہ سلیمان بود
بہ نشانہ ہمراہ وی گردانید و چون بہ نزد آنحضرت آمد بعضے مردم دست در ان می مالیدند و از حسن وے
تعجب میکردند آنحضرت فرمود کہ مندیلہای سعد بن معاذ در بہشت بہتر و نرمتر است ازین سابقا در غزوہ
خندق گذشت کہ قریب ایام وفات سعد بن معاذ ملکی از ملوک عجم فوطہ برای آنحضرت فرستادہ بود عربان
می آمدند و لمس میکردند و تعجب می نمودند و مے گفتند کہ فرو فرستادہ شد این فوطہ بروے از آسمان
پس فرمود آنحضرت مندیل سعد بن معاذ در بہشت نرم و نفیس تر است ازین و آوردہ اند کہ آنحضرت
از سر خون اکیدر و مضاد در گذشت و بر سر ایشان جزیہ نہاد و کتاب امان برای ایشان نوشت
و بعضے گفتہ اند کہ ایشان چون بمدینہ آمدند اسلام آوردند و صورت نامہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم برای
اکیدر نوشت اینست کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا کتاب من محمد رسول اللہ لاکیدر حین اجاب
الی الاسلام وخلع الانداد والاصنام و در آخر آن نامہ ذکر کردہ کہ یقیمون الصلوۃ و توفتہا و یوتون
الزکوۃ بحقہا و مویدا این قول است و چون برگشت آنحضرت از تبوک و روی آورد بسوے مدینہ مطہرہ بنا
کرد در طریق مسجدہا چنانکہ در طریق مکہ و مدینہ و غیر آن در انجاہا کہ آنحضرت نشستہ یا نماز ی گذاردہ مردم
مسجدہا بنا کردہ اند تا نزول کرد بموضع وے اوان بفتح ہمزہ کہ از انجا بمدینہ یک ساعت راہ است رسید
بوی خبر مسجد ضرار کہ منافقان در برابر مسجد بنا ساختہ بودند و حکم کرد بخراب کردن آن و تمام قصہ بنای این
مسجد و خرابی آن آنست کہ پیش از ہجرت و قدوم آوردن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ابو عامر راہب کہ از
اکابر قبیلہ بنی خزرج بود و درین نصرانیت اختیار کردہ بود و مہارتی در علم توریت و انجیل پیدا کردہ و طریق
عبادت و ریاضت پیش گرفتہ و داعیہ ریاست در سر داشتہ بود در اوایل حال خود ہمیشہ اوصاف و نعوت
پیغمبر آخر زمان بر اہل مدینہ میخواند و میگفت کہ وصف او از جن و انس شنیدہ ام چنانکہ شمہ ازین در ذکر وجود صفات
در آنحضرت در کتب سابقہ و نزد امم سابقہ گذاشتہ است اما چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمدینہ آمد و مسلمانان

وبحقیقت مہاجر کسے است کہ ہجرت کرد واز انچہ نہی کردہ است حق تعالے پس چون بغزوہ بیرون آمدند مرد آمد
دی پیش رسول خدا او گفت یا رسول اللہ دعا کن تا در راہ خدا شہید شوم فرمود پوست درختی بیار عبد اللہ
مقداری پوست از درخت سمرہ آورد حضرت آنرا بیازوی او بربست وفرمود بار خدایا من خون او بر کفار حرام
گردانیدم گفت یا رسول اللہ مقصود من شہادت است فرمود چون در راہ خدا بہ نیت غزا بیرون آئی وترا تب
گیرد وبآن تب از دنیا بروی شہید ے تو پس عبد اللہ دران غزوہ ملازم بود تا بتبوک رسیدند ودران منزل اورا
تب آمد وفات یافت بلال بن حارث مزنی گوید کہ شبے بود کہ اورا دفن کردند دیدم کہ بلال موذن پچراغے در دست
داشت وسید عالم صلے اللہ علیہ وسلم در قبر وی در آمدہ بود وابو بکر صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما را بر در قبر
میگذاشتند وآنحضرت میفرمود او با الی اخالکما پس اورا در لحد نہاد وخشتہای بروے چید آنگاہ گفت خداوندا
بدرستے من شبانگاہ کردم وازوی راضی بودم تو نیز ازوی راضی باش ابن مسعود گفت کاشکے من مبودم
صاحب لحد رضے اللہ عنہ وسائر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیگر از وقایع وفرستادن خالد بن
ولید است بجانب اکیدر بفتح ہمزہ وفتح کاف وسکون تحتانیہ کہ حاکم دومۃ الجندل بود آوردہ اند کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم از تبوک خالد بن الولید را امیر چہار صد وبیست سوار گردانیدہ بر سر اکیدر بن عبد الملک نصرانی
کہ ملکی عظیم بود وحاکم دومۃ الجندل بود فرستاد پس گفت خالد یا رسول اللہ مرا ببلاد این کلاب میفرستی وجماعتی
قلیل ہمراہ من میکنی آنسر وزربان معجزبیان خود گذرانید کہ زود باشد کہ اورا در شکار کردن بر کوہی بیابی و
بی زحمت جنگ بچنگ آری پس خالد بموجب فرمان عالیشان روان شد تا بقریب حصار دومۃ الجندل
واکیدر در وے بود رسید وشب مہتاب بغایت روشن بود واکیدر بر بام خانہ کوشک زن خویش شراب میخورد وناگاہ گاو کوہی
آمد بسر وحصار زدن گرفت زنش بر بام آمد وصورت حال مشاہدہ کرد وخبر بشوہر رسانید وگفت ہرگز اینچنین شے
اینچنین صیدے از دست دادہ گفت نی واکیدر شعفی تمام داشت بصید گاہ دشتی از بام فرود آمد وبر اسپ سوار شد وبر اثر
حسان تمام با چند نفر دیگر از خدام سوار شدہ با او در طلب صید بر آمدند وخالد وے ایشان صید ودیدہ گاو ورو بفرار نہاد واکیدر
از عقب او رفت وخود صید خالد شد قوم خالد او را اسیر ساختند حسان برادر اکیدر است بمقاتلہ بر آمد ومقتول شد
غلامان وکسان او گریختہ بحصار در آمدند واکیدر در پنجہ تقدیر اسیر ودستگیر شد وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با خالد فرمودہ بود
کہ چون بر اکیدر دست یابی او را زندہ نزد من آری واگر سر کشی کند ودنیا دار باشد پس خالد با اکیدر گفت اگر خواہی تر الجان امان دادہ
نزد رسول خدا برم ابا بشرط آنکہ مفاتیح قلعہ را بمن سپردے ودر حصار را بروے من بگشائی اکیدر قبول نمود اکیدر بر او در بیاگرفت

ذکر کرده میشود که بسیار لذیذ و ذوق افزا بسمع آورده اند که عبد اللہ مردی بود از مرتبه از پدر یتیم مانده و پیش از انکه
مسلمان شود و مسیح مبعوث شود عم وی کفالت وے مینمود تا بزرگ شد و او را شتر و گوسفندان و بنده چندان پیدا شد
و در دل وے محبت ایمان مرکوز بود و همیشه منجو است که ایمان آرد و خود را در زمره مسلمانان در آرد و لیکن از
ترس عم نمیتوانست که برآید و باین سعادت عظمی فایز گردد تا زمانیکه رسول خدا صلے اللہ علیه وسلم از فتح
مکه باز گشت عبد اللہ با عم خود گفت ای عم عمری است که من منتظر اسلام تو بودم و تا غایت از تو داعیه و متابعت
محمد علیه افضل الصلوة و السلام نیافتم و پس ازین بر عم اعتماد ندارم مرا دستوری ده که بروم و مسلمان شوم
عمش گفت واللہ اگر تو ایمان آری و متابعت محمد علیه السلام نمائی هر چه بتو داده ام از تو باز گیرم هیچ دست
تو نگذارم تا ازار رداے که پوشیده نیز بستانم عبد اللہ گفت بخدا که من مسلمان میشوم و متابعت دین محمد
میکنم و شرک و بت پرستی ترک میدهم تو هر چه خواهی بکن و هر چه در دست من است از مال و منال بگیر که نیزارم
ازان چون عاقبت هر چه در دنیا است همه باید گذاشت برائے آن ترک دین نتوانم کرد هر چه داشت از و مجرد
و برهنه شد و بر مادر امار مادرش از کیفیت حال پرسید گفت از بت پرستی و دنیا طلبی بیزار شدم و میخواهم که بنزد محمد
علیه السلام روم و مومن و موحد شوم مرا چیزے بده که با و ستر خود را بپوشم پس کسائی از مادر گرفت و دو نیمه ساخت
نیمه را و اساخت و نیمه را ازار گردانید و بآن سبب ملقب بذو البجادین شد و بجاد بکسر موحده و به جیم کلیم
درشت را گویند پس متوجه ملازمت حضرت رسالت پناه شد صلی اللہ علیه وسلم القصه سحرگاهی بود که بمدینه
رسید و در مسجد نکیه کرد و چون آنحضرت نماز آمد نظر مبارکش بروے افتاد فرمود تو کیستے گفت من فقیرم مسافرم
عاشق جمال و طالب وصال توام و نام من عبد اللہ المزنی است گفت نام تو عبد اللہ و لقب تو ذو البجادین
باشد نزدیک ما منزل گیر و اینجا باش پس عبد اللہ در میان اصحاب صفه که اضیاف آنحضرت بودند می بود و قرآن
از حضرت رسول صلے اللہ علیه وسلم فرا میگرفت و در ان وقت مردم تجهیز از جیش لشکر تبوک مشغول بودند
داود در مسجد بآواز بلند بذوق و شوق قرآن میخواند عمر خطاب رضی اللہ عنه گفت یا رسول اللہ دمی بینی
این اعرابی که آواز بقرآن خواندن بلند تر می دارد و مزاحم قرأت و نماز مردم میشود حضرت فرمود الغیر بگذار
او را زیرا که وی بیرون آمده است هجرت کننده بسوی خدا و رسول وے از اینجا معلوم میشود که صاحب حال
در انچه صادر گردد از وی چیزے از خلاف ادب و اولی و قوف کرده در غایت بعضی از ادب معذور است و نیز
معلوم میشود که هجرت همیشه باقی است و مرو بقول لا هجرة بعد الفتح هجرت مخصوص است که از مکه مدینه میکردند

یا رسول اللہ اگر برفتن مامور ہے بروی کہ ہمہ ملازم رکاب فلک فرسای تو خواہم بود و بہر جا کہ توجہ فرمائی
از سر قدم ساختہ ہمراہ خواہم فرمود اگر من مامور بودم از جانب خدا مشورت میکردم بشما عمر گفت یا رسول اللہ
بادشاہ روم را لشکر بسیار و عدت بیشمار است و احوال اہل لشکر اسلام معلوم حضرت است و قیصر روم از کردہ
و گفتہ خود پشیمان ہم گشتہ و آوازہ ہیبت و شوکت تو درین دیار شیوع یافتہ و خوف و رعب بر ضمیر و میان استیلا
پذیرفتہ اگر امسال باز گشتہ بار دیگر متصدی شود البتہ اولی می نماید والامر اعلی و چون رای فاروق اعظم
صواب نمود حضرت مقدس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم عنان مراجعت بجانب مقر عزت و کرامت منعطف
گردانید نقل است کہ در تنزل تبوک بحدود این روبہ کہ بادشاہ ایلہ بود نزد سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم آمد
و جزیہ قبول کرد و مصالح واقع شد و درین باب کتابی نوشتہ و اہل جربا بفتح جیم و باء موحدہ و اورح بفتح
ہمزہ و ضم راء نیز آمدند و جزیہ قبول نمودند و برای ایشان صلحنامہ نوشت تا غایت آن کتاب در میان آن قوم
باقیست کذا فی روضۃ الاحباب و از فوائد و حوادثی کہ در ضمن سفر تبوک بود بجہید و ارتماس نفوس فقراء
صحابہ و حصول ثواب و توفیق انفاق مراعات ایشان از ظہور بواطن و ضمائر اہل نفاق کہ باعث بنزول آیات
قرآنی بود کہ موجب زجر و تشدید منافقان و موجب حصول عزت مومنان و ظہور شوکت و ہیبت و جلالت لشکر
اسلام بر چنان بادشاہی کہ قیصر روم بود و ملوک دیگر ان اطراف و اکناف بودند و ادخال خوف و رعب در دلہای
ایشان و آنکہ آنحضرت بر سر ایشان رفت و ترک مباشرت بمقابلہ و محاربہ نمود درین نیز عزت و نزاہت آن جناب بود
کہ بنفس شریف خود در برابر نصرانی افتد تا در قلوب عوام الناس مساوات و مقابلیت و معاودت افتد یا اشتمال

آنکہ نظر بعالم اسباب ظاہر غلبہ بآنجانب افتد اگرچہ نظر بحکم انہم المنصورون و ان جندنا لہم الغالبون و غلبہ
در وقتش بآنجانب موعود و مشہور است و مانا کہ حکمت باین بود کہ از جانب پروردگار جل جلالہ مامور بمحاربہ و
قتال نشد و کار بمشورت درای و اجتہاد افتاد و اللہ علیم حکیم و آنچہ از معجزات و علامات نبوت و قضایا
و وقایع در وقت خروج و در اثنای راہ بعد از رسیدن تبوک و اقامت در آن و رجوع از آن و رسیدن
بمدینہ طیبہ ظہور یافت نیز از فوائد و نتایج این سفر و ارتحال و مفید فیض فضل و کمال است چنانکہ در کتب سیر
مذکور و مسطور است و از معجزات آنحضرت چہ نویسد کہ سراسر دایرہ فضل و کمال از معجزات و آیات بینات او
مالا مال است اما حکایتی از یکی فقراء اصحاب بلکہ بحقیقت از امرای احباب است و عبد اللہ ذو البجادین
نام اوست و بندہ خاص خداوند تعالے است مذکور است درین سفر ہمراہ بود و در تبوک وفات یافت

وزید قرآن را پیش از تو فرا گرفته و قرآن تقدم کننده شخص است اگر بود بنده سیاه بریده گوش باشد
وچون در یموضع عرض لشکر نموده بقولے سی هزار کس در شمار آمدند چنانکه سابقا مذکور شد و بعضی بهفتاد هزار
گفته اند و این اشهر روایات است و گروهی صد هزار نیز گفته اند و بروایتی چهل هزار و ده هزار کس از ان اسپ
سوار بودند و دوازده هزار شتر دران لشکر بود و خالد بن الولید را بر مقدمه و طلحه بن عبد الله را بر میمنه
و عبد الرحمن بن عوف را بر میسره گذاشت و چون از ثنیة الوداع روان شد نیز درین منزل جمعے از
منافقان تخلف نمودند و از همین موضع نامومنع حرف کوچ کردند عبد الله بن ابی ابن سلول منافق
باهم سوگندان و متابعان او نیز بیرون آمدند و چون لشکر اسلام بعد از قطع منازل و طی مراحل بتبوک
رسید در ینجا دو ماه و بروایتی دوازده روز و بروایتی بیست روز توقف نمودند و از رنج راه و کوچ شب و
روز بیاسودند قیصر و لشکر روم بشنیدن خبر شوکت مسلمانان و متصور عزت دین مسلمانی و قوت اعجاز
حضرت رسالت خوفی و رعبی در دل افتاد که هیچ حرکتے و نهضتے از ایشان بوجود نیامد و آورده اند که هرقل
والی روم شنید که رسول خدا بجدود شام رسیده در تبوک توقف و اقامت نموده است شخصی را از بنی غسان
نامزد کرد تا بر لشکر مسلمانان برود و از صفات و سمات و علامات از صورت و سیرت و شکل و شمائل و اوضاع
و عادات آنحضرت که در کتب سابقه نوشته اند معلوم کند آن شخص بموجب حکم هرقل به تبوک آمد و تفتیش و تحقیق
تمام نموده خبر بهرقل رسانید پس هرقل اعیان ممالک و اشراف دیار روم را جمع آورده بر ترک نصرانیت
و اختیار دین اسلام تحریص و ترغیب نمود در میان از شنیدن سخن قیصر بر آشفتند و بر جهیدند تا آنکه قیصر را
خوف زوال ملک پیدا شد و از سر این قصه در گذشت و مثل این حکایت در وصل ارسال رسل و مکاتیب
در مکتوبی که بهرقل صدور یافته بود گذاشته است و از اینجا نیز معلوم شد که لشکر خود را بدین اسلام خواند چون
ایشان ابا آوردند از سر آن در گذشت و از ینجا نیز همچنین مفهوم میگردد و در مواهب از صحیح ابن حبان
آورده که آنحضرت درین غزوه نیز کتابی بسوے هرقل نوشت و دعوت کرد او را بسوے اسلام پس نزدیک بود
که اجابت کند آیا نگردد در مسند امام احمد آمده که هرقل نوشت که من اسلام آورده ام فرمود دروغ میگوید بلکه
خدای دے باقیست بر نصرانیت خود و الله عالم بحقیقت الحال علے وجه الکمال القصه آنحضرت با عیان مهاجرین
و انصار در باب رفتن ولایت شام و محاربه روم و الیان آن مرز و بوم مشاورت کرد و از میان اصحاب
عمر بن الخطاب که بحکم امر الهے عزوجل و شاورهم فی الامر زبان شریف وی کلید باب صواب بود گفت

تو ای علی که باشی تو نسبت بمن بمنزله هارون نسبت بموسی لیکن فرق آنست که هارون نبی بود و بعد از من هیچکس نبی نخواهد بود چون موسی علیه السلام بمیقات رفت گذاشت هارون را که برادر وی بود خلیفه گرداند او را در قوم خود چنانکه فرمود و اذقال موسی لاخیه هارون اخلفنی فی قومی آوردند که چون علی مرتضی را کرم الله وجهه در مدینه گذاشت منافقان وحاسدان گفتند که رسول خدا را بجهت آن گذاشت که ثقلی در خاطر از وی داشت پس علی مرتضی از عقب حضرت بیرون آمد در حرب باو رسید و صورت واقعه را معروض گردانید فرمود مردم دروغ گفته اند من ترا برای آن گذاشتم تا خلیفه من باشی در اهل من و در اهل خود یعنی فاطمه و تعهد حال ایشان نمائی و این حدیث فرمود و ازین حدیث تمسک فرموده اند شیعه در آنکه خلافت بعد رسول صلی الله علیه وسلم حق علی است و درین وصیت است از آنحضرت مر علی مرتضی را بخلاف علماء اهل سنت و جماعت و گویند که حجت نیست ایشانرا دران چه ظاهر حدیث آنست که آنحضرت صلی الله علیه وسلم خلیفه ساخت وی را رضی الله عنه مدت غیوبت او بغزوه تبوک و لازم نمی آید از خلافت او بر اهل در اینجا استخلاف بر است چنانکه موسی علیه السلام خلیفه گردانید هارون را در قوم خود مدت غیبت خود بمناجات و نبود هارون خلیفه موسی بعد ازوی وفات هارون پیشتر است از وفات موسی بچهل سال و آنحضرت استخلاف کرد ابن ام مکتوم را برای امامت مردم در نماز پس علی رضی الله عنه تفقد احوال اهل و عیال مینمود و ابن ام مکتوم امامت میکرد مردم را و اگر خلافت می بود امامت بعلی رضی الله عنه نیز حکم میکرد بلکه اولی و اهم بود و آمدی که از علماء اصول است تکلم کرده است در صحت این حدیث و لیکن خطا کرده است و همچنین محدث متقی اند بر صحت این حدیث و اعتماد بر قول ایشان است و در صحیح بخاری و صحیح مسلم در هر دو مروی است و بعضی گفته اند الا انه لا نبی بعدی موجود نیست و این سخن نیز مقبول نیست و زیاده ثقه مقبول است و اگر باشد دلالت ندارد بر حصر خلافت در وی رضی الله عنه و نه بر وجود آن بعد ازوی بیواسطه و بعد از اتفاق استخلاف علی مرتضی بر اهل و عیال اختلاف کرده اند که در مدینه کرا خلیفه ساخت بعضی گفته اند که محمد بن مسلمه را ساخت و گفته اند که اصح روایات نیست و بروایتی سباع بن عرفطه بضم عین مهمله و سکون راو ضم فا و روایتی ابو دهم غفاری و بروایتی علی بن ابیطالب و ابن عبد البر ترجیح این روایت نموده پس برآمد آنحضرت و در ثنیه الوداع بعقد و ترتیب الویه و رایات پرداخت لواء اعظم را به ابی بکر صدیق داد و رایتی را بزبیر بن العوام و همچنین هر طایفه از انصار را فرمود تا لوای او راست کنند و عماره بن حزم مردی بود از انصار که لوای نبی المختار را بوی داده بود بعد از ان ازوی باز گرفته بر دیگری ثابت داده عماره گفت یا رسول الله مگر از من بغضبی رفته فرمود نی بخدا سوگند ولیکن حق تقدم اهل قرآن است

ابو موسی میگوید که شتر انرا آوردم و بایشان دادم پس پشیمان شدم که آنحضرت تشویش دادم و بران آوردم که
قسم یاد کرد و باز خود را احاث کرد گفتم یا رسول الله قسم یاد کردی که ندهم و شکستن قسم را عتاب کردی این چگونه است
فرمود خدا سوار گرداند شما را و امر کرد مرا که چون سوگند بخورم که کاری نکنم و بینم که خیر در کردن آن کار است سوگند را
بشکنم و کفارت دهم و چون شدت و مشقت درین سفر بسیار بود جماعه منافقان که ایشان را معذوران گویند
بهشتاد و دو تن بودند عذرها پیدا کردند و جماعه بی آنکه عذر گویند تخلف نمودند و مردم را نه منع کردند و از شدت حرارت
هوا تخویف و تعییر می نمودند و در سوره توبه شرح حال این طوائف واقع است و جد بفتح جیم بن قیس یکی از منافقان
بود گفت یا رسول الله مرا دستوری ده تا در مدینه باشم و عذرهای نامعقول پیش آورده گفت من مشغوفم بزنان
و چون زنان بنی الاصفر را بینم صبر از ایشان نتوانم کرد و در فتنه افتم فرمود اذن دادم ترا و اعراض کرد ازو
و این آیت نازل شد و منهم من یقول ائذن لی و لا تفتنی الا فی الفتنة سقطوا و ان جهنم لمحیطة بالکافرین و
بنو الاصفر نام روم است زیرا که پدر نخستین ایشان که روم بن عیص بن اسحق بن ابراهیم است زرد رنگ
بود و بعضے گفته اند که این روم بن عیص تزوج کرد دختر بادشاه حبشه را پس آمد اولاد او سیان بیاض و سواد
که صفرتست و گفته اند که حبشے غالب آمده بود بلاد روم را در وقتی و وطی کرد انسائی ایشان را پس زائیدند باین
رنگ و گفته اند که اصفر نام روم بن عیص است و الله اعلم و جماعه دیگر از ارباب نفاق بطمع غنیمت و طلب
طعام دنیاوی همراه شدند و در تاباب و ایاب از ایشان حرکات شنیعه و کلمات ناپسندیده بوجود آمد
و چون لشکر مرتب شد فرمان شد که همه در ثنیة الوداع که بیرون مدینه است جمع شوند و ابو بکر صدیق بمشورای لشکر
شد و عبد الله بن سلول منافق با هشتم سوگندان و اتباع خود از لشکر بیرون آمده در مقابل ذباب که نام
موضعی است نزدیک بآن جدا فرود آمد و میگفت که محمد بغزای بنی الاصفر میرود و دمی پندارد که جنگ کردن
با ایشان آسانست بخدا که سوگند که می بینم اصحاب او را مقید و مغلول باکناف و اطراف عالم متفرق گشته
و چون خبر مراجعت این منافق بسمع همایون آنحضرت صلی الله علیه وسلم رسید فرمود اگر در تو چیزی بودی از ما
تخلف نمودی و فرمود منت دارید که از شر شما را خلاص شد و در حدیث بخاری و مسلم از حدیث سعد بن ابی
وقاص رضی الله عنه آمده که چون رسول خدا صلی الله علیه وسلم از مدینه عزم بیرون رفتن کرد علی بن ابیطالب را کرم الله
وجهه در اهل خود خلیفه گردانید پس علی مرتضے بعرض رسانید که یا رسول الله من در هیچ غزا تخلف ننموده ام
چگونه هست که این نوبت مرا میگذاری گفت گذاشتی مرا یا رسول الله در خردان و زنان فرمود آیا راضی نیستی

بر بالای صدقات همه نهاد منافقان زبان بانگم و عیب و سخریت کشادند پس این آیت نازل شد الذین یلمزون المطوعین من المومنین فی الصدقات والذین لا یجدون الا جهدهم فیسخرون منهم سخر الله منهم ولهم عذاب الیم و آورده اند که یکی از صحابه که علیه بن زید نام داشت نزد آنحضرت آمد و گفت یا رسول الله من مال ندارم که در راه خدا صرف کنم ولیکن عرض خود را بر مردم حلال ساختم تا هر که تعرض بعرض من کند او را مؤاخذه نباشد و هر که هر خدمتی بمن فرماید و هر اعانتی که کند معاف باشد فرمود آنحضرت بتحقیق قبول کرد خدا تعالی صدقه ترا و حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم آن اموال را بارباب حاجات انفاق فرمود تا ساختگی خود کنند و فرمود نعلین بسیار با خود بردارید که نعلین پوشیدن حکم سوار دارد و آمده است که جماعه از اصحاب که نامهای ایشان در کتب سیر مذکور است آمدند و گفتند که ما پیاده ایم و مرکب نداریم ما را مرکب ده تا بر آن سوار شویم و بغزده رویم آنحضرت فرمود نمی یابم من چیزی که سوار کنم شما را و موجود نیست الحال صدقات چیزی که کفایت کند مهم شما را پس این فقیران از مجلس شریف غمگین و گریان برآمدند از حسرت آنکه نیافتند چیزی که انفاق کنند و ملقب گشتند ایشان بگروه بکائین چنانکه کریمه ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملهم قلت لا اجد ما احملکم علیه تولوا و اعینهم تفیض من الدمع حزنا ان لا یجدوا ما ینفقون از اینحال خبر میدهد و از اینجا معلوم میشود که اگرچه در صفات آنحضرت صلی الله علیه وسلم نوشته اند که هرگز لا بزبان شریف نرفت اما در بعضی اوقات بحکم ضرورت و مقتضای حال عذری کرده باشد و باوجود آن گفته اند که فرق است میان لا اعطی و لا اجد و این کلام در اوایل کتاب در اخلاق شریف گذشته است و آمده است که ابن ما بین بن عمر بود و کس از اینها دو شتر داد عباس بن عبد المطلب بدو نفر دیگر و عثمان بن عفان بسه نفر دیگر داد و نیز آورده اند که ابو موسی اشعری گفت فرستاد مرا یاران من یعنی رفیقان از اشعریین نزد رسول صلی الله علیه وسلم و مرکب طلبیدند پس رفتم من نزد آنحضرت و گفتم یا نبی الله یاران من فرستاده اند مرا بسوی تو تا سوار کنی تو ایشان را پس فرمود من و الله سوار نمیکنم ایشان را پس برگشتم من حزین از منع کردن آنحضرت صلی الله علیه وسلم و از ترس آنکه آنحضرت دلگیر شده باشند و خشم گرفته باشند بر من پس رجوع کردم بسوی یاران خود خبر دادم ایشان را بآنچه فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم پس درنگ نکردم که ناگهان شنیدم بلال را که فریاد میکند کجاست عبد الله بن قیس که نام ابو موسی اشعری است پس جواب دادم او را و گفت اجابت کن سوگند خدا را که می خواند ترا پس چون آمدم نزد آنحضرت فرمود بگیر این شش شتر و به نزد یاران خود ببر تا سوار شوند خرید آنحضرت این شتران را از سعد

بر پالانها و پوششها و گلیمها که بران افتاده و دولبت او قیه نقره بستان و در کارسازی این لشکر صرف نمائی و در روایتی آنکه سیصد شتر تکمل جهاز سبته و هزار مثقال طلا آورد و پیش آنسرور ریخت آنحضرت فرمود اللهم ارض عن عثمان فانی عنه راض و گویند که در غزوه تبوک سی هزار مرد بودند و در رنگ لشکر را عثمان تجهیز نمود و به بشارت من جهز جیش العسرة قلة الخبة میسر شد و نیز آمده است که آنحضرت فرمود که خداوند احساب قیامت را از عثمان بردارد و در مواهب لدنیه از قتاده روایت کرده که گفت سواری داد عثمان رضی الله عنه در جیش عسرت بر هزار شتر و هفتاد اسپ و از عبد الرحمن بن سمره آمده که آورد عثمان بن عفان هزار دینار در استینش وقتیکه تجهیز کرد جیش عسرت را پس ریخت در کنار آنحضرت صلی الله علیه وسلم پس دیدم رسول خدا را که میگرداند آن دینارها را و فرمود ضرر نمیکند عثمان را هر چه کند بعد ازین روز و در روایتی غفر الله لک یا عثمان ما اسررت و ما اعلنت و گردانیدن آنحضرت دینارها را التفاتی بود بعثمان و توجهی و اهتمامی بانچه آورده تا شاد گردد وی رضی الله عنه و در روایتی ده هزار دینار آمده و قول آنحضرت که فرمود ضرر نمیکند عثمان را هر چه کند بعد ازین اشارت و بشارت است بعفو و صفح هر چه واقع شود از گناهان و تقصیرات و مضمون این مضمون آن قول که در حق اهل بدر فرمود که ان الله اطلع علی اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم و نه که این اخبار عنان باشد و گذاشتن ایشان که هر چه خواهند بکنند و نه چیز است بوقوع آن از ایشان البته بشیر و تشریف است بکرامت عفو و غفران و در حق امیر المومنین عثمان از صحابه بعضے مواخذها و اشتباهها واقع شده است که علما ازان جوابها هم داده و حذرها کرده اند که در مجلس خود مذکور و ازین حدیث معلوم میشود که هر که را قبول درگاه بدست آمد و رضاء خدائے و رسول وے حاصل شد و در درگاه قبول جائے یافت امید عفو و مغفرت در حق او واثق است انشاء الله تعالے و از عبد الرحمن بن عوف آمده است که چهل هزار درهم بیاورد و گفت هشتاد هزار درهم داشتم نصف تجهیز اهل و عیال گذاشتم و نصفے بجهت طلب جزیل ثواب آوردم فرمود آنحضرت برکت کناد ترا در انچه آوردے و در انچه نگاه داشتی و از برکت دعاء آنحضرت صلی الله علیه وسلم احوال او بجائی رسید و همچنین سائر اشراف و اغنیای مهاجرین و انصار ابواب بذل اموال کشادند و بعضے ازیشان زیورها از دست و پائے و گردن و گوش برآورده بحضرت فرستادند و عاصم بن عدے انصاری چند وسق خرما آورد و ابو عقیل انصاری صاعی از خرما آورد و گفت شب تا صباح بجهت مزد آب کشیده ام و دو صاع اجرت آن من داده اند یکی را برای عیال گذاشته و یکی را نزد آنحضرت آورده ام آنحضرت انصاع خرما را

تعین کرد و بر تجهیز سپاه و تصدق بر فقرا و مساکین و انفاق و اعانت و جهاد در راه خدا ترغیب و تحریص فرمود
تا هر کس بمقدار همت و قوت و وسع و امکان خود در کارسازی لشکر امداد نموده اموال بذل نمودند چنانکه ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ از سر تمامی اموال خویش برخاست و هر چه داشت در راه خدا صرف کرد و عمر فاروق رضی اللہ عنہ نصف
اموال خود که در ملک او بود توفیق یافت آورده اندازوی رضی اللہ عنہ که گفت چون رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
در تجهیز لشکر تبوک مبالغه فرمود با خود گفتم اگر روزے بر ابوبکر سبقت توانم کرد امروز است اموال بسیار داشتم
نصف آن اموال را نزد رسول خدا بردم پرسید که از برای اهل و عیال چه گذاشته گفتم همین مقدار را اموال برای
ایشان گذاشته ام بعد ازان ابوبکر آمد هر چه داشت تمام آورد بوی نیز فرمود که برای عیال چه ذخیره کرده گفت
او خرت اللہ و رسوله پس فرمود آنحضرت مابینکما مابین کلمتیکما فرمود تفاوت در مراتب میان شما همان مقدار
است که میان این دو سخن شماست پس گفتم با ابوبکر که در هیچ چیز بتو پیشی نتوانم کرد و نیز آورده اند که روزے
صدیق اکبر نزد آنحضرت آمد و صدقه آورد و گفت یا رسول اللہ این صدقه منست و خدا نزد من معاد است
بعد ازان عمر خطاب آمد و صدقه آورد و آشکارا آورد و گفت یا رسول اللہ این صدقه نیمست و مر خدا را نزد
من معاد است آنحضرت فرمود ای عمر زه کردی کمان خود را نیز زه فرق میان صدقه شما همان است که میان
کلمه شماست این حکایت در همین قضیه تبوک است یا در غیر ان ظاهر از عبارت روضة الاحباب چنان می نماید که در
غیر این قصه است و در وقت دیگر و در حدیث دیگر از عایشه آمده است که شبے مهتابی بود که با آنحضرت صلی اللہ
علیه وسلم بودم و سر مبارک وی در کنار من بود گفتم یا رسول اللہ کسی را شد که حسنات وے بشمار ستارهای آسمان
باشد فرمود عمر حسنات او مقدار ستارهای آسمان است عایشه میگوید گفتم پس کجا شد حسنات ابوبکر فرمود جمیع حسنات
عمر بجزوے است از حسنات ابوبکر یعنے حسنات ابوبکر ازان هم بیشتر است یا مراد آنست که اگر در کمیت عدد حسنات
عمر بیشتر باشد اما کیفیت حسنات ابوبکر بالاتر است چنانکه در حدیث دیگر می آرند که فضل داده نشده است
ابوبکر بلذت صوم و صلوة بلکه بچیزے که نهاده شده است در دل او یعنی صدق و اخلاص و معرفت گفت نبذة
تثبته اللہ علی طریق الصدق و الیقین که قول عایشه که گفت شب مهتابی بود بیان واقع شده است مراد تمامه
ستارهای آسمان است تا گفته نشود که ستارها در شب مهتاب کمتر میباشد و کم می نماید و شریک غالب درین غزوه
در باب انفاق عثمان بن عفان بود و مجهز جیش العسرة از مدایح و مناقب اوست نقل است که وی رضی اللہ
عنه تجهیز قافله میکرد که تجارت شام فرستد آنرا ترک کرد و نزد آنحضرت آمد و گفت یا رسول اللہ این دویست شتر با بمل

قصه از حدیث مسلم مذکور گردد که آنحضرت باصحابه فرمود سر انجام است که بیابید چون بتبوک رسید بیشتر شما چشمه
کندن زمین است بچوب و مانند آن تا آب پیدا شود و دیدا آنحضرت جمعی از صحابه را که بیشتر بان چشمه
رسیده بودند که می درآوردند دران چشمه قدح راوے جنبانیدند آنرا تا بیرون آید آب و فرمود نازلتم
تبوکنا فسیمت تلک الغزوة تبوک کذا فی الصحاح و این غزوه را فاضحه نیز گویند که سبب فضیحت و رسوائی
منافقان شد و غزوة العسرة و جیش العسرة نیز گویند بجهت رسیدن مشقت و گرسنگی و تشنگی بسیار
باهل این غزوه از انکه مسافت بعید بود و هوا بغایت گرم و لشکر دشمن بشوکت و سال قحط و لشکر کثیر
و زاد و عدت قلیل و عسرت درین غزوه بمرتبه بود که هیزده تن را از فقراء اصحاب یک شتر بیش نبود سوار
میشدند و جز خرمای کرم خورده و جو مورچه خورده و چربی بوے گرفته زاد راه نداشتند و آب بمرتبه کمیاب
بود که با وجود قلت مراکب شتر میکشتند و بر طوبات اجواف و معای آن دهان را تر میساختند و برگ
درختان میخوردند تا کنجهای دهان ایشان مثل لبهاے شتر گشته بود و اغنیای صحابه نیز در بیرون
آمدن بحکم طبع کراهتی داشتند چه وقت رسیدن میوه ها بود و سالها اشجار و تمتع از ثمار مرغوب طبیعت
و مطلوب نفس بود پس آیه یا ایها الذین امنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل الله اثاقلتم الی الارض
ارضیتم بالحیوة الدنیا من الآخرة فما متاع الحیوة الدنیا فی الاخرة الا قلیل نازل شد و تازیانه طعن و تشنیع
بر اسودهٔ شان و فراغت طلبان رود خروج بر اے این غزوه روز پنجشنبه در ماه رجب سنه تسع بود بی خلاف
و باعث بران آن بود که درین ایام قافله از شام بمدینه آمده خبر رسانیدند که بادشاه روم لشکر بسیار جمع
کرده و قبائل کثیره از لخم و جذام و عامله و غسان و غیرهم از سفره عرب که بخویش آمد هرقل و غلبه خوف
وی در دین نصاری در آمده بودند و موافقت نموده قصد مدینه دارند و گویند که نصاری که دران دیار بودند با
هرقله دروغ گفتند که امیر دگه دعوی نبوت میکند هلاک شده و قحطے و تنگی در اصحاب وے افتاده و مال و منال تلف
شده مملکت او را به سهولت میتوان گرفت پس هرقل مردے را از عظماے روم قباد نام با چهل هزار کس نامزد مدینه
گردانید و بحضرت رسالت رسید صلی الله علیه وسلم و اینجا معلوم میشود که هرقل بر نصرانیت خود بود و انکه
در وقت فرستادن حضرت رسالت نامه را بسوے وی رغبت دین مسلمانی کرد اصلی نداشت و اگر داشت محبت
دنیا و ملک رانی و قوم وی او را نگذاشت که ایمان آرد و تابع دین اسلام گردد چنانکه گذشت چون عزیمت
آنحضرت بر خروج بسوے دیار شام مصمم شد صحابه را برای جمع لشکر بقبائل فرستاد و هر شخصی را بقبیله که منتسب بوے بودند

ظاهر میشود که آنحضرت مجملاً دانست که ازوی خطیه واقع شده است و خصوص زنا معلوم نشد گفت از زنا
دلوث آن پاک کن پس گردانید آنحضرت روی مبارک خود را بسوی دیگر یا غیر نیز همان آمد پیش آنحضرت
باز روی گردانید و گفت آیا دیوانه است این مرد و این از وی دیوانگی میگوید گفتند لا یا رسول الله دیوانه
نیست فرمود شراب خورده است که از روی مستی و بیهوشی میگوید پس مردی برخاست و بوی کرد دهان را
پس نیافت از وی بوی شراب پس گفت مگر بوسه کرده مادر بر کرده آن زن را یا خفته باوی و مباشرت
کردی بوی و دیگر آنچه از مقدمات و مبادی زنا باشد و تو آنرا از نا نام کرده گفت لا یا رسول الله زنا
کرده ام و نیز فرمود آنحضرت مر دی که یا غر را بخانه او بود و زنا کرده است و اشارت کرد آن مرد را اگر نه
تو یا غر را بخانه خود و ظاهر نمی کردی قصه زنای او را البته مرا بود مر ترا و چون چهار اقرار کرد یا غر را امر کرد آنحضرت
برجم پس بیرون آورده شد به بنگستان مدینه و سنگسار کرده شد و چون سخت شد الم سنگها بگریخت تا
رسید بمردی که استخوان کلان شتر در دست وی بود و زد او را بآن استخوان و زدند مردم تا جان بحق تسلیم
کرد پس نزد آنحضرت آمدند و قصه باز گفتند و گفتند که سخت شد سنگساران و نزدیک رسید سیلاب بگریخت
فرمود آنحضرت چرا نگذاشتید او را که توبه میکرد و خدا هم توبه بگیرد بر وی و رجوع میکرد برحمت و فرمود استغفار
کنید یا غر را لک را که تحقیق توبه کرده است وی توبه را که اگر قسمت کرده شود میان امتی هر آینه می گنجید
ایشانرا و شامل میشد همه را و اقامت حد را توبه نام کرد از جهت حصول طهارت و برارت بوی چنانکه توبه
حاصل میگردد توبه در حکم قتل نفس است و اینجا خود بحقیقت قتل نفس کرد جان داد بالاتر ازین چه باشد
و خود این کار خدا طلبی و سلوک این راه جان دادن اوست آورده اند که رویم قدس سره در وقت
وداع یکی از طالبان این راه وصیت کرد و گفت هو بذل الروح و لا تغتر بترهات الصوفیه مقصود
حامی از طلب گفته که چیست مقصود او همین که دهد جان درین طلب اگر گفته شود که چون مغفور شد
یا غر توبه کرد بچنین توبه کامل باز استغفار را برای چیست جواب آنکه استغفار را بر اسمر یا مغفرت و
ترقی درجات است که صدور نهایت ندارد و در مشکات بعد از ذکر قصه رجم یا غر گفته جاءته امراة من غامد
و از وقائع عظیمه سال نهم غزوه تبوک است و تبوک نام موضعی است میان مدینه و شام بر چهار ده مرحله
از مدینه و بعضی گفته اند نام حصنی است و در قاموس نام ارض میان مدینه و شام و بعضی میگویند که تبوک
نام چشمه ایست در آن زمین و چون سپاه اسلام در آن سفر بآن چشمه باشد اضافه بآن کردند چنانکه دات

ذکر غزوه تبوک و سبب آن و بعضی از وقائع آن

برخاست و متکفل بر رضاع او شد آنحضرت او را بهم لبوی گذاشت تا شیر دهد تا چون مدت رضاع گذشت باز آمد
ان بردست فرزند بنهاده در مجلس شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمده طلب اقامت حد نمود و گفت
یا رسول اللہ فرزند را از شیر باز کردم و طعام میخورد و در اقامت حد جلد نمود پس حضرت حکم کرد بر جسم وی
و تا سینها او را در زمین دفن کردند و سنگسارش ساختند گویند که سنگے از خالد بن الولید پیش رسید
و خون روان شد و رشحے ازان بر روے خالد برسید پس دشنام کرد خالد او را حضرت فرمود صلی اللہ علیہ
وسلم یا خالد دشنام او را مده سوگند بخدائے که بقبضهٔ ذات من در دست قدرت اوست وی توبه کرد
که اگر صاحب ده نیز آنرا کند آمرزیده شود و مگس خراج و عشر گرفتن از مردم بظلم و این گناهی بس عظیم و
قبیح است و آنرا در روضة الاحباب تفسیر بطمغاجی کرده انگاه فرمود تا او را بیرون آوردند و نماز بروے
گذاردند و مدفون ساختند و لفظ این حدیث همچنین واقع شده است که ثم امر بها فصلے علیها و صلی را
بلفظ مجهول و معلوم هر دو خوانده آمد بر تقدیر اول معنی آنست که امر کرد تا مردم بروے نماز گذاردند و خود
بنفس نفیس خود نگذارد و بر تقدیر ثانی معلوم گردد که خود نیز گذارد قاضی عیاض مالکی که نزد جماعه
روایت صحیح مسلم بالفتح صاد و لام است و نزد طبری و ابن ابی شیبه و ابی داؤد بالضم صاد و کسر لام آمده و
بر نماز بر محدود همچنین آمده و اما بر مدیون که وفا ندین نگذاشته روایات متفق آمده که نماز نکرد و همچنین
که کسی خویشتن را هلاک کردی و کسیکه در غنیمت خیانت کردی بلکه بعضے گفته اند که بر قاتل نفس اصلا
نماز نیست و مختار آنست که هر که نماز میکند بجانب قبله نماز بر وی باید کرد و امام احمد گفته که امام نماز نکند
بر قاتل نفس و دیگران بکنند بدانکه در روضة الاحباب ذکر رجم غامدیه را درین سال ذکر کرده و
عجب است که ذکر رجم ماعز که اصل است درین باب و مشهور است نکرده مگر هم از جهت شهرت ذکر نکرده یا
و این وجه ضعیف است و الله اعلم و ظاهر از عبارت مشکات آن مینماید که وقوع وی نیز درهمین سال واقع
باشد و الله اعلم و بر هر تقدیر ذکر کردنے است آورده اند که ماعز بن مالک اسلمی در خانه مردے بود که هزال نام
داشت و وی اسلمی بود و بجاریه وی که آزاد کرده بود زنا کرد و چون این واقعه را با آن مرد در میان آورد
وی گفت که ترا نزد آنحضرت باید رفت و حال خود عرض کرد تا چه فرماید و چه حکم کند پس حضرت رسول آمد
و گفت پاک کن مرا یا رسول الله پس فرمود آنحضرت وای تو برگرد و آمرزش خواه از خدا و توبه کن
پس اندکی برگشت و باز آمد و گفت پاک کن مرا یا رسول الله پس فرمود آنحضرت از چه چیز پاک کنم ترا از بجا

استعلمن فی امرکن سراحا جمیلا وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما پس
ہر کہ اختیار کرد خدا و رسول خدا را ثابت و قائم ماند و ہر کہ دنیا و زینت آنرا خواہد بدہد رفت و او را نہ دین شد
و نہ دنیا آورده اند کہ زنی بود از زنان آنحضرت کہ دنیا را اختیار کرد و بدہد رفت یکباری کسی او را دید کہ در زیر
خشتہا خرمای چید تا ازان قوت سازد پرسید تو کیستی کہ باین حال گرفتاری گفت انا الشقیۃ التی اختارت
الدنیا و چون این آیت نازل شد آنحضرت را ہم و غم وصلت عائشہ و فراق وے در من گیر حال شد کہ
مبادا او نیاز زینت آنرا اختیار کند گفت ای عائشہ مرا حکم چنین شدہ است تو چہ ارادہ میکنی و در مورد شتابی
در جواب نکنی تا با مادر دید رخود مشورت نکنی عائشہ گفت یا رسول در ین باب با مادر و پدر مشورت میکنم آنچہ
سخن است من اختیار کردم خدا و رسول را اما از تو التماس آن دارم کہ ہیچ زن دیگر را از ین خبر دار نکنی
کہ من گفتم میخواہد عائشہ باشد کہ زنی از صحبت آنحضرت و حبالہ عذروی برابد و باین تقریب بدر رود و این
بحکم طبیعت و غیرت محبت است نہ از روی عزیمت و اعتقاد تا منافی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ گردد و این
جبلی است در زنان و ظاہر المعذور است از ایشان و معذور ندارد ان و عائشہ گمان برد کہ آنحضرت بجہت محبتی
کہ باوی دارد قبول خواہد کرد و التماس او را سبد دل خواہد داشت اما حقانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
او را اما کسے تعلق نگذاشتہ است فرمود این چہ معنی دارد ہیچ زن از ین زنان از من نپرسد کہ عائشہ چہ اختیار
کرد الا آنکہ خبر دار کنم بدان و در ین سخن اشارتے بر عایت خاطر عائشہ نیز کرد کہ نا پرسیدہ نمی گویم اما اگر پرسید میگویم
و فرمود ان اللہ لم یبعثنی متعنتا ولا متعنتا ولکن بعثنی معلما میسرا ابدرستی خدا تعالی مرا نفرستادہ است مرا در مشقت و
شدت اندازندہ کسی را و نہ طلب کنندہ خطا و ائم و زلت کسی را و لیکن فرستادہ است تعلیم کنندہ و احکام دین را
آسان گیرندہ کار را صلے اللہ علیہ وسلم و در ین سال رجم امراۃ غامدیہ سبنیہ بین تحلہ بر صیغہ تصغیر
واقع شد و غامدیہ منسوب بغامد بغین معجمہ نام مردی ابو قبیلہ و این زن نزد آنحضرت آمدہ و اعتراف
بزنا کرد و طلب تطہیر نمودہ یا قامت حد زنا خود کرد و حضرت تغافل ورزید چنانکہ عادت شریف بود در ستر گناہ
فاحشہ و آن زن راضی نشد الا با قامت حد و گفت یا رسول اللہ می خواہی کہ مرا باز گردانی و توقف کنی
در اقامت حد چنانکہ ماعز را باز گردانیدی و توقفہا کردی در اقامت حد بروی و آنزن السبنیہ بود
از زنان حضرت فرمود صبر کن تا وضع حمل کنی کہ آن بچہ در شکم است گناہ ندارد و چون متولد شد از وے فرزند باید
و عرض نمود تا مر با قامت حد بکند فرمود بچہ او صغیر است چون او را سنگسار کنیم بچہ او را کہ نگاہدارد مردے از انصار

رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ در مکہ بر زنان خود غالب بودیم وچون در مدینہ آمدیم زنان مدینہ بر شوہران خود
غلبہ داشتند زنان ما خوی زنان مدینہ گرفتند و ایں طریق را از ایشان آموختند و گفت روزی با زوجہ خود سخن
آواز بلند کردم و چیزی گفتم وی آں سخن را بمن باز گذارانید مرا ایں حرکت از وی منکر نمود گفت چرا از
بدیں سبب وحال آنکہ زنان پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم در روایتی حفصہ دختر تو سخن آنحضرت را برمیگرداند و
گاہ است کہ یکی از ایشان از وی ہجران میورزد تا شب و بخشم میرود گفتم نا امید و زیان کار باد حفصہ کہ ایں
فعل ناپسندیدہ از وی صدور یابد و از ینجا معلوم میشود کہ باعث ایلا و موجب ملالت و اختیار عزلت
از زنان طلب نفقہ و تکلیف مالا یطاق بود و نیز از عمر آمدہ است کہ گفت دستوری یافتم و بر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم در آمدم دیدم کہ جامہ تنگ در تہ بستہ و پہلوی خود بر بہنہ بر حصیرے از لیف خرما نہادہ
و آں حصیر در پہلوے مبارک وی تاثیر کردہ و بدو سادہ حرم از لیف خرما محشو تکیہ کردہ و نزد پایہائے خود
برگہا سلم انداختہ و در خانہ ہیچ چیز جز صاعی از جو دکوزہ از آب گرم موجود نہ و پوست پارہ چند دباغت کردہ
بدیوار خانہ آویختہ چوں ایں حال مشاہدہ کردم گریہ بر من زور کرد و سینہ من طرقید فرمود ای پسر
خطاب چرا میگریے گفتم یا رسول اللہ چوں نگریم کہ ترا باین حال می بینم در محنت و شدت افتادہ قیصر
و کسرے در عیش و کامرانی در اثمار و انہار خوش و شادان با وجود کفر و طغیان و تو یا رسول اللہ از برگزیدہ و
دعا کن تا حق تعالے بر تو و امت تو عیش را فراخ گرداند پس راست نشست و فرمود ای پسر خطاب کجائی و
در چہ مقامی ایشان قومے اند کہ طیبات ایشانرا نقد عاجلا درین دنیا داده اند و ما را در آخرت نہادہ و
این را آنحضرت برای تفہیم عموم ناس فرمود والا ان اسرار و انوار مشاہدہ و اذواق و لذات باطن و حضور
و جمعیت مع نبوت و لوازم آں کہ در ینجہان حاصل است بنقد تفصیل در بہشت برین دارد پس گفتم یا رسول اللہ
رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولا پس یکماہ از زنان ہجرت نمود و دران غرفہ بسر برد و آں ماہ
بیست و نہ روز تمام شد و چون از ان غرفہ بیرون آمد اول بخانہ عائشہ صدیقہ رفت و گفت یا رسول اللہ
سوگند خورده بودی کہ یکماہ پیش ما نیائی و حال آنکہ من شمرده ام بیست و نہ روز پیش نگذشتہ پس فرمود
گاہ میباشد کہ ماہ بیست و نہ روز پیش نمی باشد و این ماہ از انجملہ است و ازین حکایت عمر نیز معلوم
میشود کہ عسرت درین ایام غالب بود و دادن نفقہ متعسر و طلب آں باعث ملال و باعث ایلا
گشت پس آیت تخییر نازل شد یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتہا فتعالین

پس آنحضرت ماریه را بر خود حرام گردانید و منعش کرد که باز دیگری بگوید حفصه بعائشه گفت پس از درگاه عزت
عتاب آمد که یا ایها النبی لم تحرم ما احل الله لک تبتغی مرضات ازواجک الآیة این نیز سبب ملالت خاطر
شریف گشت و سوگند خورد و در جمع این اقوال گفته اند که شاید همه این امور اسباب ایلا گشته باشد و این
هجر باید فرض کرد که آزار ها میرسید وی در گذرانید و ایلا نکرد و سوگند نخورد و تا در مرتبه آخر ایلا کرد اما لفظ
احادیث چنان واقع شده که در هر بار ملالت کشید و ایلا کرد گویا ایلا متعدد واقع شد اما لازم نیست
چه ایلا بمعنے قسم است اگر کسے بر امرے واحد متعدد سوگند خورد بر وجه یکبار متعلق خواهد شد فافهم بر تقدیر
علے اختلاف الاقوال اعتزال کردند و در غرفه پنشست و بیرون نیامد و غلامے سیاه رباح نام را بر در غرفه
نشاند که هیچکس را بی اذن پیش نگذارد و در مدینه آوازه افتاد که پیغمبر صلے الله علیه وسلم زنان خود را طلاق
داده و از یاران هر که این خبر شنید بمسجد مے آمد از عمر بن الخطاب رضی الله عنه آمده که گفت چون ازان واقف شدم
من نیز بمسجد شریف نیافتم دیدم که جماعتی از اصحاب بر در پیغمبر نشسته اند و میگریند باز باح گفتم برو برای
من دستوری خواه وی در آمد و بعد از لحظه باز گشت و گفت برای تو دستوری خواستم هیچ جواب نگفت چند
نوبت همچنین واقع شد آخر الامر بیچاره شدم و بآواز بلند گفتم ای رباح دستوری خواه برای آنحضرت گمان
بردم که من بشفاعت دختر خود حفصه آمده ام بخدا سوگند اگر فرماید مرا که گردنش بزن میزنم و از فرموده او تجاوز
نمیکنم این گفتم و برگشتم ناگاه آواز رباح شنیدم که مرا میخواند و میگوید که ای عمر بیا که دستوری یافتی پس در آمدم
و گفتم یا رسول الله از زواج خویش را طلاق داده فرمودی گفتم الله اکبر پس در مسجد در آمدم و صحابه را بخبر دادم
پس معلوم کردند که گمان ایشان خطا بود پس عمر بن الخطاب رضی الله عنه سخنان گفت از احوال
زنان که آنحضرت منبسط شد خنده کرد و در حدیث صحیح مسلم از جابر بن عبد الله انصاری آمده است که
ابو بکر صدیق روزی بدر خانه رسول الله صلی الله علیه وسلم آمد و اذن خواست تا در آید و دید که بعضے مردم
بر در خانه بودند و هیچکس را ازیشان اذن در آمدن حاصل نشده الحمد لله که ابو بکر را مال حاصل شد بعد از ان
عمر بن الخطاب آمد و اذن خواست و ویرا نیز اذن حاصل شد حضرت را دید نشسته بسیار خزین و اندوهناک
نشسته فرمود اینها گرد من نشسته و اشارت بزنان کرد از من نفقه می طلبند و چیزے میخواهند که ندارم عمر
گفت یا رسول الله کاشکے میدیدے تو که زوجه من دختر خارجه از من نفقه طلبید برخاستم و بر گردن وے
زدم حضرت بخندید پس ابو بکر برخاست و بر گردن عائشه زد عمر بر گردن حفصه حضرت بخندید و گفت عمر

امت مسلول پس گفت آنحضرت با صحابه بینید که چه میگوید و بود رسول آنکه دوست میداشت شعر خوب را اگرچه بنفس خود منزه و مبرا بود ازان و محبوب میداشت مدح ذات شریف خود را که بیشک و بی شبهه صدق و حق است پس انداخت آنحضرت بسوی وی برده خود را که بر بدن مبارک وی بود و آورده اند که معاویه بذل کرد کعب را دران برده هزار درهم و قبول نکرد از وی کعب آنرا و گفت ایثار نمی کنم بجامه رسول خدم هیچ یکی را و چون وفات یافت کعب فرستاد معاویه بسوی ورثه وی بیست هزار و گرفت آنرا از ایشان و گویند که بود آن برده نزد سلاطین بی الآن و گفته اند که بعد ازان مدح کرد مهاجرین را و گفت جبری در انصار بجهت آنکه خشم گرفته بود بر ایشان و بعد از اسلام در مدح انصار نیز قصیده گفت و بود کعب بن زبیر از فحول شعرا و پدر او نیز شاعر بود و برادر وی بجیر و پسرش عوام بن عقبه همه شاعر بودند و نفع کرد این قوم را شعر که بشفاعت وی مقبول درگاه شدند و همدرین سال آنحضرت صلی الله علیه وسلم ایلا کرد از زواج خود و یکماه بر ایشان نرفت و نگذشت و ایلا در لغت بمعنی سوگند خوردن است و نزد فقها سوگند خوردن مرد است که باز نجمی قربان نکند مدت چهار ماه و حکم وی آنست که تعرض نکند و قربان نه نماید و ورا پیش از گذشتن چهار ماه چنانکه گریه و علی الذین یؤلون من نسائهم تربص اربعة شهر بدان حکم میکند و اگر نکند کفارت یمین بدهد ما جزای کسی که بران مرتب ساخته چنانکه گفت اگر قربان کنم تو چهار ماه بنده من آزاد و اگر چهار ماه گذشت و قربان نکرد واقع شود طلاق باین نزد امام ابو حنیفه و اصحاب و مذهب سفیان ثوری و بعضی علماء مدینه نیز بهمین است و نزد ائمه ثلثه واقع نشود طلاق بگذشتن چهار ماه بلکه حبس و پیر کرده شود مرد را تا آنکه یا رجوع کند یا کفارت یمین یا طلاق دهد و اگر طلاق ندهد طلاق داده شود پیر الطلاق و حد اکرده شود از وی اما ایلا کردن آنحضرت واقع شد بهمین قسم است که یکماه با ایشان مجامعت نکند و سبب آن بود که آنحضرت از جانب ازواج آزار بادیده ملول گشت پس سوگند خورد تا یکماه گرد ایشان نگردد و سزا دهد ایشان را تا از کرده خود پشیمان شوند و درین قصه در کتب سیر اقوال متعدده آمده و آن بتفصیل در روضة الاحباب و غیره مذکور اند مجملا آنکه ازواج مطهره طلب نفقه و کسوت مینمودند و چیزے چند میخواستند که میسر نبود بجهت آن ملالتی دست داد و این سوگند خوردن دوم آنکه در خانه بعضے از ایشان در آمد و عسل خورد و بر شید دیگران رشک بردند و گفتند که ما از دهان تو یا رسول الله بوی مغافیر می یابیم و مغافیر نام صمغے است که بوی بد دارد پس حرام گردانید عسل را بر خود سوم آنکه حفصه در خانه خود نبود آنحضرت در خانه وی ماریه را طلبید و خدمت نمود حفصه رشک برد و گریه کرد

او را و ایمان آورد و گویند که زبیر پدر ایشان مجالست میکرد با اهل کتاب و شنیده بود که وقت بعثت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک رسیده است و در خواب دیده بود که رسنی از آسمان دراز افتاده است
و وی دست بدان دراز کرده و لیکن دست وی بدان نمیرسد پس خبر داد پسران خود را بدان و دست گیرید
که اگر دریابید پیغمبر آخر الزمان را ایمان آرید بوی و چون قدوم آورد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از طائف
نوشت بجیر گفت بکعب بن بجیر که چه میگوئی و چه بینی که در نفس تو آن میرسد که در حضرت رسول بیائی
و توبه کنی و عذر نمائی که عذر نزد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مقبول است و وی نمی کند کسی را که نیامده
آید و عذر نماید و اگر این را نمیکنی بر دو سر خود گیر پس ابیات نوشت بسوی بجیر در کشف حال و بجیر
آن ابیات را بخس بحضرت نمود فرمود دروغ می گوید هر که دریابد او را بکشد گویا مقصود آنحضرت
و اللہ اعلم تشدید و تخویف و تعویه باغشه توبه اوست پس بجیر نیز ابیات نوشت و حقیقت حال را کشف
کرد و چون رسید کعب را کتاب بجیر تنگ شد بروی زمین فراخی که دارد و تنگ نشد بروی نفس وی و
شدند دشمنان و جزم کردند که وی کشته شد غیبت پس چون نیافت چاره انشاد کرد قصیده را که مدح
میکند در وی رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر میکند در وی خوف در جار او شماتت سخن چینان و دشمنان
را پس بیرون آمد بسوی مدینه و فرود آمد بر مردیکه با وی آشنا بود از جهینه پس برد او را آن مرد بجانب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و نمود او را حضرت را و گفت این رسول خدا است که می بینی بر خیز و ببر و به سوی
وی و طلب امان کن پس برخاست کعب تا آمد و نشست نزد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و نهاد دست
خود را در دست وی و بود در رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم که نمی شناخت او را پس گفت کعب بن زبیر آمده
تائب مسلمان طلب امان میکند از تو آیا قبول میکنی از وی توبه و اسلام اگر بیارم او را نزد تو فرمود
نعم پس گفت منم یا رسول اللہ گفت تو ئی کعب بن زبیر در نمیان مردی از انصار که حاضر بود بر
و گفت بگذار یا رسول اللہ که بزنم گردن این دشمن خدا را پس گفت رسول خدا بگذار او را که وی
تائب آمده است پس خشمگین شد کعب برین شخص از انصار که تکلم کرد در وی و تکلم نکرد هیچ یکی از مهاجران
مگر بجیر بر او رش پس خواند کعب قصیده لامیه خود را که اول او این است ۵ بانت سعاد فقلبی الیوم متبول
متیم اثرها لم یجز مکتول ۵ و گفته است نیست آن رسول اللہ او عدنی و العفو عند رسول اللہ مامول
لا تاخذنی باقوال الوشاه ولم اذنب ولو کثرت فی الاقاویل ان الرسول لنور یستضاء به مهند من سیوف

صلے اللہ علیہ وسلم در سریہ او درین سال فرستاد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابیطالب را
رضی اللہ عنہ در ربیع الآخر بجانب فلس بضم فا وسکون لام وسین مہملہ در آخر کہ قبیلہ طے بود ودر فلس
بتخانہ بود کلان باصد و پنجاہ مرد از انصار بر صد شتر و پنجاہ اسپ و نزد ابی سعد در دو لیست مرد پس
شکست وی رضی اللہ عنہ ویران کرد آن شہر را و بنداخت آن بتخانہ را غنیمت کردہ بردہ و شتران
وگوسفندان بسیار آوردہ اند کہ حضرت امیر آن غنایم را بعد از اخراج خمس قسمت کرد و آل حاتم را
قسمت کرد و بمدینہ آورد و عدی بن حاتم کہ سردار قبیلہ بود بگریخت و بشام رفت و خواہرش سفانہ
بنت حاتم در بند افتاد روزی رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم بر در سرائے کہ سبایا را آنجا نگاہ میداشتند
و آل حاتم ہمدران سرائے بودند میگذشت دختر حاتم آنجا نشستہ بود و وی زنی جمیلہ بود فصیحہ بود
برخاست و گفت یا رسول اللہ والد مرد و برادر غائب شد منت نہ بر من منت نہد خدا تعالی
بر تو آن سرور پرسید وافد کیست گفت برادر من عدی بن حاتم فرمود آن گریزان از خدا
و رسول خدا این بگفت و روان شد و میگویند کہ روز دیگر نیز گذشت و من ہمان حکایت گفتم
و ہمان جواب شنیدم روز دیگر التفات فرمود و مرکبی و خرجی انعام فرمود و رخصت کرد پس شاد
رفتم و برادر خود را دیدم و آن خوف کہ آن حضرت نسبت بوی فرمودہ بود کہ آن گریزان از خدا و رسول
گفتم این سخن در وی تاثیر عظیم کرد و گفت از خدا و رسول کجا گریزم بیا تا رویم نزد کجا رود پس متوجہ
مدینہ شد و شرح قدوم اسلام وی در سال دہم مذکور شود انشاء اللہ تعالے درین سال در ماہ ربیع رجوع
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از طائف و غزوہ تبوک قصہ کعب بن زہیر بن کعب واقع شد سابقا
معلوم شد کہ در غزوہ فتح مکہ در سال ہشتم بود آن حضرت در ضمن جماعہ کہ خونہائے ایشان را ہدر ساختہ بود
بتقریب آنکہ ہجو آنحضرت میکردند صلے اللہ علیہ وسلم مثل ابن الزبعری و ہبیرہ بن ابی وہب چون
کعب را تیر بدر ساختہ بود و چنانکہ دیگران گریختہ بود او نیز گریخت بعد ازان باز آمد و خواست کہ
باتفاق برادر خود بجیر بن زہیر نام داشت و وی نیز شاعر بود اما باین شیفتہ کہ وی گرفتار شدہ بود نبود
در ملازمت شریف بود کہ اعتذار و استغفار نماید پس گفت بوی برادرش تو بحال خود باش تا
من نزد این مرد بروم یعنی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و بشنوم کلام او را و بہ بینم روے او را
و بشناسم آنچہ نزد اوست از رضا و سخط پس آمد بجیر در حضرت رسول و دید جمال او را و شنید مقال

باب سریه عبد الله بن حذافه سهمی وعلقمه بن مجزز المدلجی ویقال لها سریه الانصار بعد ازان واقعه
کرده از علی رضی الله عنه وکرم وجهه که گفت فرستاد پیغمبر صلی الله علیه وسلم سریه را پس عامل گردانید
مردی را از انصار و امیر کرد قوم را که اطاعت کنند او را و هر چه فرماید آن کنند پس در غضب آمد آن
مرد که او را امیر ساختند بر ایشان و گفت که جمع کنید هیزم را پس جمع کردند هیزم و گفت برافروزند
آتش را پس برافروختند آتش را و گفت درائید در آتش پس قصد کردند تا درآیند در آتش پس منع
کردند بعضے بعضے را و گفتند ما از آتش گریخته بسوے آن حضرت آمده ایم یعنی ما کافر ایمان آورده ایم
از هیبت خوف نار جهنم آورده ایم باز در آتش درآمدن چه معنی دارد در ینحال و درین گفتگوے
بودند که آتش سرد شد و غضب امیر فرو نشست چون این خبر بحضرت رسید فرمود اگر میرفتند آنها
در آتش بیرون نمی آمدند از آتش تا روز قیامت فرمانبرداری امیر در طاعت میباشد نه در معصیت
انتهی و این سیاق کلام ارباب سیر که اولا مذکور شد مخالف است مر کلام بخاری را چه از کلام او
معلوم شد که مبعوث از جانب حضرت علقمه بود و عبد الله را او امیر ساخت بر معجلان پس او با ایشان
آن فعل کرد و از کلام بخاری معلوم شد که این هر دو از جانب آنحضرت صلی الله علیه وسلم مبعوث
بودند و این اشکال و مخالفت سهل است چه میتوان گفت که چون علقمه مبعوث بود از جانب
آنحضرت و وی عبد الله را امیر ساخت گویا هر دو از جانب آن حضرت مبعوث شدند و اشکال دیگر آنکه
بخاری این را سریه انصار و در بعضے نسخ سریه انصاری بجه معنی گفت و عبد الله انصاری نیست و صاحب
مواهب لدنیه از شیخ ابن حجر عسقلانی نقل کرده که گفته است در قول بخاری ویقال انها سریه الانصاری
اشارة است بسوی احتمال تعدد قصه و ظاهر همین است از جهة اختلاف سیاق و اسم امیر هم دو
احتمال میان هر دو بنوعے از تاویل دوری انداز و آنرا وصف عبد الله بن حذافه سهمی قرشی مهاجری
بودن او انصاری و احتمال دارد که حمل کرده شود انصار بر معنے اعم یعنی ناصر رسول الله صلی الله
علیه وسلم فی الجمله این بعید تر است و بسوی تعدد قصه میل کرده است ابن قیم و ابن جوزی گفته
که قول او من الانصار وهم است از بعضے رواة گفته است در فتح الباری که مویده است این را حدیث

ابن عباس نزد احمد در قول وے تعالی یا ایها الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم نازل شده است در عبد الله بن حذافه بن قیس بن عدی که فرستاده بود او را رسول الله

و در روایتی الثانی من الرحمان و العجلة من الشیطان و قسق او همین که در دروغ گفت و بهتان نمود
و از اراده شر و فتنه کرد گویا درین آیت اشارت بخبر غیب است زیرا که ابن ولید بن عقبه را امیر المومنین
عثمان بن عفان والی کوفه ساخته بود و وی خمر خورد و عذر رده شد و در صحیح بخاری آمده که امیر المومنین
علی مرتضی او را حد زد و بعد از نزول آیت آنحضرت صلی الله علیه وسلم بران قوم نوا نمش نمود و عباد بن
بشیر انصاری را بر ایشان تعین کرد تا اخذ صدقات ایشان کند و تعلیم قرآن و شرایع و احکام نماید
و درین سال قبطه بن عامر بن حدیده را با بست مرد به قبیله خشم فرستاد و امیر کرد بر غارت کردن ایشان
پس بر فتند و قتال کردند قتال عظیم بسیار شد جراحت در هر دو فریق در آمده آوردند شتر و گوسفند و زنان
ایشان را بسوی مدینه و قسمت کردند بعد از اخراج خمس غنیمت را و رسید بهر مروی چهار شتر و مقابل شده
هر شتر به گوسفند بعد ازان فرستاد ضحاک بن سفیان بن عوف کلابی عامری را که شجاع بود و عدد سپاه او
او را بصد سوار و استاده میشد بر سر مبارک آنحضرت به شمشیر بسوی کسیکه اسلام آورده بود ند از بنی کلاب
در ربیع الاول پس دعوت کرد ایشان را باسلام و با آوردند پس قتال کرد با ایشان و هزیمت داد
ایشان را و غنیمت آورد و همدرین سال علقمه بن مجرز بضم میم و فتح جیم و کسر راء اولی بدیجی بضم میم و
سکون دال مهمله و کسر لام و هم منسوب بمدلج بن صبره را در ربیع الآخر و حاکم گفته در سفر امیر سیصد نفر
گردانیده بر سر جمعی از اهل حبشه که در نواحی جده آمده بودند و خوابی سیکردند فرستاد پس خوض کرد
مجرا و رسید علقمه بجزیره که مسکن آن قوم بود پس قرار نمودند ایشان و رجوع نمود بجانب مدینه بعضی
از قوم شتابی کردند و زود تر روان شدند بجانب اهل و عیال خود و عبد الله بن حذافه سهمی درمیان
بود علقمه او را بر متعجلان امیر گردانید و بود در وی مزاحی و نزول کردند در راه بمنزلے
و آتش افروختند تا گرم شوند بآن پس سوگند داد عبد الله آن قوم را که خود را در آتش افگنند چون
قصد کردند که خود را در آتش بیندازند و اطاعت حکم او بکنند منع کرد ایشان را از افتادن در آتش
و گفته بنشینید که مزاح سیکردم چون بمدینه رسیدند این حکایات را بعرض حضرت صلی الله علیه وسلم
رسانیدند فرمود اگر امر کند شما را بمعصیت اطاعت نکنید او را ایچنین ذکر کرده است این قضیه را
در روضة الاحباب و مواهب لدنیه و در مواهب گفته رواه الحاکم و ابن ماجه و صحه ابن خزیمه و ابن
حبان من حدیث ابی سعید الخدری و در صحیح البخاری این قصه را ایچنین ثبوت کرده و گفته

کرد بر آنحضرت فرمود اذن کنید او را که در آید که بد مردی است او چون در آمد کشاده روی کرد آنحضرت
و انبساط نمود با وی پس گفت عائشه یا رسول اللہ گفتی تو او را چنین و چنین و چون در آمد آن بسط
و طلاقت کردی در روی وی فرمود بدترین مردم کسی است که ترک دهند او را مردم از جهة پرهیز کردن
از فحش وی و گفته اند که این پیش از اسلام با حسن اسلام وی بود و یکباری این عقبه بن حصین
بو ساطت برادر زاده اش حر بن قیس بن حصین که ملازم و مقرب مجلس امیر المومنین عمر بود
بر عمر رضی اللہ عنه در آمد و گفت نمیدهی تو ای پسر خطاب ما را عطای و حکم نمیکنی بعدل پس در خشم
آمد امیر المومنین خواست که بکند بوی چیزی پس خواند حر بن قیس این آیت را خذ العفو و امر بالعرف
و اعرض عن الجاهلین گفت یا امیر المومنین این شخص از جاهلان است در گذر از وی حال انجماعه
اینچنین است تا عاقبت کار چه خواهد بود اگر ایمان حاصل ثابت است بتعریف صحابی بر ایشان صادق
است و حکم صحابی معلوم است که چیست و اللہ اعلم و درین سال ولید بن عقبه قرشی اموی که برادر
عثمان بن عفان بود از مادر وی بنت عمه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و از مسلمه فتح بود به بنی المصطلق
از برای اخذ صدقات فرستاد و در جاهلیت میان ولید و انجماعت دشمنی بود چون آن القوم شنیدند
که وی از نزد رسول می آید قطع نظر از عداوت قدیمه نموده و ملاحظه جانب آنحضرت نموده برای تعظیم
و احترام ولید باسباب مهمانی در میان بیت مرد پیشوا بر آمدند چون ولید آن جمع را از دور بدید حدیث
کرد او را شیطان که آن جماعت بنا بر سابقه بقصد قتل او می آیند از راه برگشت و بجانب مدینه آمد و گفت
یا رسول اللہ ایشان لشکری جمع کرده و سلاحها پوشیده بجنگ بر آمدند و در روایتی آمده که گفت مرتد
گشته و لشکری جمع کرده بجنگ تو می آیند آنحضرت قصد کرد که لشکری فرستد بایشان غزا کنند پس
قدوم آوردند بمدینه آن سواران که ملاقات کردند ولید را و عرضه کردند به آنحضرت حقیقت حال را
چنانکه بود و بروایتی آمده آنکه آنحضرت خالد بن ولید با جمعی بر سر راه ایشان فرستاده احتیاط کند
و بواجبی تحقیق حال نمایند پس ایشان بانگ نماز و اقامت صلوة و بنای مساجد و شعار اسلام مشاهده
کرده باز گشتند و آنچه معلوم شد بعرض حضرت رسانیدند تا تحقیق شد که ولید دروغ گفته و بهتان کرده است
و این آیه کریمه یا ایها الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی
ما فعلتم نادمین نازل شد و فرمود آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم التبین من اللہ و العجلة من الشیطان

نمی آید و نمی نماید سبب چیست پس آمد ثابت و گفت یا رسول اللہ نازل شد بر تو این آیت و من
جہر الصوتم می ترسم کہ اعمال من حبط شود پس فرمود تو در انتقام نیستی می زنی تو بجز دی در ائی
بہشت را تنبیہ این شدت و قساوت و مفاخرت جاہلیت در بنو تمیم گویا بای مقتضائے جبلیت و
طبیعت ایشان بود چنانکہ در طبایع بعضے مردم میباشد تقاوت در شدت و غفلت و در صحیح البخاری
از عمران بن حصین رضی اللہ عنہ می آرد آمد جماعہ از بنی تمیم نزد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پس فرمود قبول کنید بشارت را ای بنی تمیم یعنے بشارت بدخول جنت و تعریف و تعلیم کرد آنحضرت
اصول عقائد کہ خبر میدارد و مآل دران است پس گفتند بشارت دادی ما را چیزے بدہ ما را یعنی ما نزد تو ائے محمد برای آن آمدہ ایم کہ چیزے از مال و منال دنیا بدہی بشارت
بحال خود بالفعل انچہ مطلوب باشد بدہ پس ندا آمد آن حضرت را این سخن ایشان و در غضب
آورد و دیدہ شد اثر آن در روی مبارک وی پس آمد جماعتی ازین از اشعریان قوم ابی موسے
اشعرے رضی اللہ عنہ پس گفت آنحضرت یا اشعریین شما قبول کنید چون قبول نکردند بنو تمیم
گفت از اشعریان بہ تحقیق قبول کردیم یا رسول اللہ و از ابی ہریرہ می آرد دوست میدارم من
بنی تمیم را بعد از سہ چیز از خصال کہ شنیدم از رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہ میفرمود در شان
ایشان یعنے بنی تمیم سخت تر ان امت مند بر دجال این سخنہای و در شتیہای ایشان ظاہرا
آنجا کار آید کہ بر دجال کار خواہند فرمود دیگر آنکہ واہی بود نزد عائشہ از بنی تمیم کہ بندگردہ آوردہ بودند
و در ہمین قضیہ سریہ عتبہ بن حصین کہ آوردہ بود ظاہرا چند روزی یکی از آنہا را در خدمت خود
گذاشتہ باشد یا وقت دیگر و اللہ اعلم پس گفت آن حضرت لعائشہ ازدکن او را کہ وی از اولاد
اسمعیل است یعنی عرب است و یکوقتی صدقات بنی تمیم در رکوٰۃ ایشان آمدہ بود آن حضرت فرمود
اینہ صدقات قومی اند یا فرمود صدقات قوم من اند تشریف داد ایشانرا باضافت ذات شریف
خود استمالت و تالیف کرد کہ ایشان ہمان قوم اند کہ منع میکردند صدقات بنی کعب را چنانکہ گذشت
باری چنان شدند کہ خود ادا کردند صدقات را ظاہرا رفتہ رفتہ چون ایمان در دلہای ایشان
جای کردہ باشد بضمیمہ از تہذیب اخلاق نیز یافتہ باشد باز این عتبہ بن حصین را چہ میگویند کہ
چہ قماش خوی در شت داشت وی ہمان است کہ در حدیث عائشہ آمدہ است کہ بروی استیذان

مغفرت و رحمت ناظر در جانب عفو و صفح است ولیکن نظر بسیاق کلام و سوء ادب این انام درین
نیز نوعی از تهدید و توبیخ و انتقام است یعنی اگر به صفت غفاریت در حق ایشان بودی باین اشارت
ادب و ترک تعظیم رسول خدا که از ایشان صادر شده است مستحق عذاب و عقاب عظیم شده بودند اثر
این صفات بود که بارے به نصیحت و تقریع گذرانیدند و بیشتر ازین آیت نیز نهی از رفع صوت و جهر
بقول و خطاب باشم و کنیت در حضرت رسالت واقع شده است قوله تعالی یا ایها الذین آمنوا
لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی و لا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون
این قوم نیز داخل و مصدوق آمدند ولیکن در سبب نزول آن وجهی دیگر در صحیح بخاری آمده که در وفد
دیگر قدوم آوردند قومی از بنی تمیم بر آنحضرت صلی الله علیه وسلم و در خواستند که امیر گرداند بر ایشان
کسی را پس گفت ابو بکر صدیق رضی الله عنه امیر گردان بر ایشان یا رسول الله قعقاع بن معبد را
اولے و سکون عین ثانی بن معبد بن زراره نام مردیست از بنی تمیم و گفت عمر رضی الله عنه امیر
گردان اقرع بن حابس را و ظاهر این دخل از عمر گران آمد بر ابی بکر رضی الله عنهما و گفت
مقصود تو مخالفت کردن است با من پس گفت خیر مقصود مخالفت کردن با تو نیست یعنی سخن گفتم
که بگمان خود صلاح وقت دران دیدم پس جدال و نزاع کردند این دو مرد بزرگ میان خود جدال
برائی اظهار حق تا اتباع کرده شود آنرا نه بقصد غلبه و ترفع جاری شده است میان صحابه پس بلند
شد آوازهاے ایشان پس نازل شد در وی قول سبحانه یا ایها الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی
الله و رسوله یعنی تقدیم نکنید قضاء را پیش از انکه حکم کند خدا و رسول خدا دران و چون نازل شد لا ترفعوا
اصواتکم سوگند خورد عمر که تکلم نکند پیش رسول خدا صلے الله علیه وسلم مگر چنانکه راز می گوید کسی بیار خود
تا استفهام کرده میشود که چه گفت و بیضاوی نقل کرده این سوگند خوردن را از ابو بکر و عمر هر دو پس نازل
شد ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله اولئک الذین امتحن الله قلوبهم للتقوی لهم مغفرة
و اجر عظیم و روایت کرده شده است که ابو بکر صدیق رضی الله عنه سنگ دربان کرده می نشست
نزد آن حضرت صلی الله علیه وسلم تا مجال سخن تنگ گردد و نیز آمده است که چون این آیت نازل
یافت ثابت بن قیس بن شماس که مذکور شد جهوری الصوت بود در خانه نشست و از مجالس
شریف کرانه گرفت که مبادا بجهر صوت لازم آید پس آنحضرت تفقد کرد او را و فرمود ثابت بن قیس

آمدند همان سخنان را اعاده کردند حضرت بجانب ایشان دید در جواب ایشان هیچ نفرموده بحجره
درآمد و سنت نماز پیشین بگذارد و انگاه بیرون آمد و در صحن مسجد نشست و از میان بنی تمیم اقرع بن حابس
در تکلم آمد و گفت یا محمد ما را دستوری ده که سخن گویم فرمود بگو گفت ما مردمیم که مدح ما زین است
و ذم ما سین یعنی ستایش ما آرایش است و نکوهش ما عیب آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمود
دروغ گفتی آن خداوند سبحانه و تعالی است که مدح او زین و ذم او شین است و فرمود مقصود شما
ازین سخن بیعیت گفتند ما شاعر و خطیب خویش همراه آورده ایم تا با تو مفاخرت کنیم حضرت فرمود من
بشعر مبعوث نشده ام و بمفاخرت امر کرده نشده ام باوجود آن بیارید انچه دارید انگاه با عطارد بن
حاجب که خطیب فصیح ترین ایشان بود گفت برخیز و خطبه بر خوان عطارد برخاست خطبه مشتمل بر حمد و
سپاس و ذکر شرف و فخر قبیله بنی تمیم خواند چون عطارد از خطبه فارغ شد حضرت بثابت بن قیس
برشماس انصاری که از اکابر صحابه و اعلام انصار و خطیب آن سید ابرار بود خطاب کرده فرمود
تا در جواب عطارد خطبه بخواند پس ثابت خطبه خواند از غایت فصاحت و بلاغت مشتمل بر ستایش
و ستایش حضرت پروردگار و ذکر شهادتین و صلوة بر نبی مختار و فضل مهاجرین و انصار و ستایش
رسول صلے الله علیه وسلم و نصرت و معاونت آنحضرت که موجب حیرت و عبرت ایشان شد انگاه
شاعر ایشان که زبرقان بن بدر بود برخاست و اشعار خواند مشعر بفضل و افتخار پس حضرت
حسان بن ثابت را طلبید و فرمود در جواب ایشان بگو حسان قصیده غرا بدیهه در جواب ایشان
گفت ازجانب اقرع بن حابس برخاست و اشعار مشعر بدعوی و افتخار برخواند حسان نیز بامر
رسول فخار در جواب آن قصیده بر خواند غرا تر ازان پس اقرع بن حابس گفت بخدا سوگند
که محمد را از عالم غیب تائید و نصرت داده اند و هیچ فضل و مکرمت از دی در یغ نداشته ازین خطیب او
فصیح تر از خطیب ما و شاعر او بلیغ تر از شاعر ما و همه چیز دی بهتر از همه چیز ما پس در مقام انصاف
و تسلیم آمده منقاد و مطیع گشتند و ایمان بسلامت بردند و حضرت بسیار او اسیران ایشان را باز
گردانیده و جاه های تر فراخور ایشان عطا نمود صلی الله علیه وسلم و علی آله و قدر جمله فضله
و کماله وجوده و نواله و در شان ایشان نازل شده است ان الذین ینادونک من وراء الحجرات
اکثرهم لا یعقلون ولو انهم صبروا حتی تخرج الیهم کان خیرا لهم والله غفور رحیم و خبر دادن به صفت

بسیار نمود و با بنو کعب گفتند که چرا چندین اموال به محمد بابر داد و چرا اموال خود را نگذارید که از میان شما بیرون برند پس همه تیر و کمان و شمشیر بیرون آمدند و نمی گذاشتند که عامل آنحضرت صدقات بیرون برد بنو کعب گفتند که ما ایمان آورده ایم و در دین محمد علیه السلام در آمده و متابعت فرمان بردار ے او را اقرار داده و زکوة از جمله واجبات است بنو تمیم گفتند بخدا سوگند که ما نمی گذاریم که عامل محمد یک بیشتر بیرون برد بشر چون صورت حال بدین نهج دید از میان ایشان بر آمد و قرار بر قرار داد و بتعجیل تمام عازم مدینه شد و آنچه از بنی تمیم دیده بود معروض داشت آن حضرت فرمود کیست از شما که از بنی تمیم انتقام کند علقمه بن حصین قراری گفت بخدا سوگند من از عقب بنی تمیم روم و باز نگردم تا ایشان را گرفته بنزد تو آرم حضرت پنجاه سوار که از مهاجرین و انصار در ایشان هیچکس نبود و با وی هر اد کرد و بر بنو تمیم فرستاد چون عیینه دید که با وی بود بدیار مخالفان رسیدند خاندای اکثر ایشان را از مردان حالے با قتند دست بغارت در آنکردند یازده مرد و پانزده زن و در روایتی بازده زن و سی کودک را برده گرفته بمدینه مراجعت نمودند پس جمعی از بنی تمیم بطلب سبا یا بمدینه آمدند و اقرع بن حابس که ذکر وی در باب قسمت غنایم گذشت و فصیح و بلیغ بود نیز در میان ایشان بود خطیب و شاعر ایشان را نیز همراه آورده بود تا مفاخرت کنند با رسول خدا صلے الله علیه وسلم زنگاه بمسجد شریف در آمدند و حضرت در آنوقت در حجره عایشه رضی الله عنها در قیلوله بود استراحت فرمود و ایشان ندانستند که در کدام حجره است بدر بر حجره که میرسیدند فریاد میکردند و می گفتند یا محمد بیرون آئی چرا کودکان و زنان ما را اسیر ساختی ما چه گناه کرده ایم هر چند بلال و اهل مسجد ایشان را تسکین میدادند و میگفتند که آواز بر در مسجد نکنید و با دب باشید فائده نمیکرد و بلال گفت ای اهلیان لحظه آرام گیرید که حضرت بنماز پیشین بیرون خواهند آمد پس حضرت از خانه مبارک بیرون آمدند و فرمودند این قوم را چه شده است که مرا از خواب بیدار کردند و دستهای مبارک پیشمان شریف می مالید چنانکه عادت شریف وی بود نزد از خواب برخاستن چون نماز پیشین بجماعت بگذارد خدا داند که اینجماعت هم بگذارده باشند یا هنوز در جهالت و جاهلیت بودند و نماز گذاردن فراموخته باشند یا بگرفتاری چشم و اضطراب طبیعت فرصت نیافتند که نماز مفید شوند والله اعلم و چون انور علیه السلام بعد از ادای نماز بحجره شریف معاودت کرده بر سر اهل آنحضرت

و در روایتی دیگر الحلم و التواة و لوثة بفتح تا و ضم همزه و همه الفاظ متقارب اند در معنی و در روضة الاحباب سخنان خوب مغز تر از اشیخ نام نقل کرده و گفته که چون قوم بنزد آن حضرت صلی الله علیه وسلم آمدند پرسیدند که عبد الله شیخ در میان شما کیست وی گفت منم یا رسول الله و گویند که وی حسن صورتی نداشت آن حضرت در وی نگاهی مے کرد گویا تعجب مے کرد که این چنین مرد حقیر را چه سودا ساخته اند وی آنمعنی را دریافت و گفت یا رسول الله از بوستهای مردم اب نمیخورند چیزیکه از مرد مطلوب است زبان و دل است که معانی خوب دریابد و بزبان فصیح بیان کند آن حضرت او را نشنیدن این سخن بخود نزدیک گردانید و در پهلوی خود شش بنشاند آنگاه فرمود بیعت کنید شما با من بر نفسهای خود و بر قوم خود یعنی ضامن ایشان آرید و ن قوم خود شوید قوم گفتند آری قبول کردیم حکم حضرت را چنین کنیم اشیخ گفت مردم خود را از دین برگردانیدن مشکل کاری است تا بیعت میکنم بر نفسهای خود تو شخصے را می فرستے که ایشان را با سلام دعوت کند هر کس که پیروی کند از ما بود و هر کس که سر باز زند با وی مقابله کنیم حضرت فرمود راست گفتی بدرستیکه در تو دو خصلت است که دوست میدارد خدای تعالی آن هر دو را حلم و تانی گفت یا رسول الله این دو خصلت در من جبلی است پس گفت اشیخ شکر مر خدای را که مجبول گردانید مرا بر دو خلقے که دوست میدارد آنرا خدا یعنی گویند که این قوم ده روز در مدینه بودند و تعلیم قرآن و احکام شرعیه نمودند و آن حضرت هر یک از ایشان را جایزه داد و اشیخ را بیشتر از همه داد و ایشان را رخصت داد صلے الله علیه وسلم **وقائع سال نهم** از هجرت آورده اند که مستهل محرم نهصد و نهم از هجرت آنحضرت صلی الله علیه وسلم عمال تعین کرد با قبائل که مسلمان شده اند بزبد و زکوة اموال ایشان بگیرند و بیارند و وصیت کرد بعمال که بپرهیزند از انکه کریم اموال مردم را نگیرند و با مردم نیز گفت که راضے سازند عمال صدقات را که تمامی زکوة شما رضای ایشان است اگر ایشان عدل کنند برای خود کنند و اگر ظلم کنند بر خود کنند فائده شما در رضای ایشان است و یکی از عمال صدقات بشر بن سفیان کعبی بود که او را بر بنی کعب انمراعه فرستاد و دران اوان که بشر بنو کعب را دریافت ایشان بر سراے به بانو تمیم مجتمع بودند بشر مواشی ایشان را جمع کرده و در شمار آورده بر اخذ زکوة اقدام فرمود و آن اموال و نظر بنی تمیم بجهت دنائت خست و بقیه جهالت و جفاء شدت و قساوت و عدم حسن اسلام که ایشان را داشتند

اشتباه و التباس نماند تا خیر دہم ما بآن قوم خود را کہ پس گذاشتہ آمدہ ایم ایشانرا پیش ما آمد کہ میرویم
پیش ایشان تا در ایم با و ایشان بعمل کردن بآن بہشت را پس امر کرد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایشانرا بایمان و نماز و روزہ و زکوۃ و ادای خمس از غنیمت و سوال کردند این قوم از حکم اشربہ
یعنی ظروف اشربہ کہ دران نوشیدنیہا را می نوشند و نبیذ می اندازند مقصود آنست کہ در وقتی کہ
خمر حلال بود و اجناس ظروف داشتند کہ آنہا را استعمال می کردند اکنون کہ حرام شد آیا دران ظروف
اشربہ دیگر بنوشند و آنہا را بکار برند یا اجتناب نمایند ازان بہ جہت تشبہ بہ شرب خمر یا آلودگی
آن ظروف پس نہی کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از چہار ظرف و استعمال آنہا یکی ختم بہ فتح حا
مہملہ و سکون نون و فتح ثناۃ فوق و تفسیر کردہ اند آنرا بخرہ خضرا یعنے کوزۂ سبز دران خرما و نبیذے
اندازند دیگر دبا بضم دال و تشدید با بمعنے کدو کہ آنرا بجنس خشک ساختہ و تنک کردہ صراحی میسازند
یا صراحی بر مثال کدو دیگر تقیر بر وزن فقیر بیخ درخت کہ اندرون آنرا کاویدہ ظرفی سازند و دران نبیذ
اندازند دیگر مزفت بضم میم و فتح زا و تشدید فا مطلی بزفت یعنی قیر اندودہ باشد و فرمود آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم یاد گیرید این امور را و احکام و خبر دہید بآن قوم خود کہ در دیار خود اند و اینجا
نیامدہ اند و علما را اختلاف است کہ چون تمع و قلع آثار خمر بہ ثبوت پیوست و مقرر شد استعمال
اینظروف حرام نباشد وقت تحریم خمر منسوخ تازہ و نزدیک بود منع ازانجہت بود و بعضے گفتہ اند کہ
مکروہ است بجہت تشبیہ و آوردہ اند کہ چون آن گروہ بملازمت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسیدند و جمال
باکمال او دیدند از مراکب بر زمین افتادند و دست و پاے شریف او را بوسہ دادند و عاشقانہ و
مشتاقانہ دادند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقریر کردہ ایشانرا بران منع نکرد ازان اما سردار ایشان
کہ او را اشج عبد القیس مے گفتند آنحضرت را ہمراہ این قوم ندید منزلے گرفت و در ینجا نزول کرد و
غسلے تازہ برآورد و در خت پاکیزہ پوشید و آہستہ بر وضع حلم و وقار و حضور مسجد شریف در آمد و گاہ
گذارد و دعا کرد و پس در ملازمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در آمد آن حضرت این وضع او را خوش کرد
و تحسین فرمود ان فیک لخصلتین یحبہما اللہ بدرستی در تو دو خصلت است کہ دوست میدارد آنہا
خدا تعالے الحلم و الاناۃ بر وزن لواۃ و تفسیر کردہ اند حلم را بعدم استعجال و تدبیر در امور بنظر در مصالح
و اناۃ را بجودت نظر و حاصل آن وقار و متانت و گران باری است و در روایتی الحلم و الحیاء آمدہ

علا حضرمے را بمنذر در سال ششم یا ہفتم در بعداد رسل کہ دران سال بملوک اطراف فرستاد ایراد کردہ اند
اما صاحب طبقات تصریح نمودہ کہ بعد از مراجعت از جعرانہ بود و در بعضے کتب سیر است کہ بعد از حدیبیہ
این ارسال واقع شدہ انتہی و کاتب حروف موافق بعضے کتب سیر در ہمانجا ذکر کردہ بود مناسب بمقام
نیز ہمین است اگر روایت صحیح باشد و خود اکثر اہل سیر بر انند بر ہر تقدیر مذکور شد خواہ اینجا و خواہ
آنجا دیگر از وقایع این سال قصہ قدوم وفد عبد القیس است و قد جماعہ کہ بر سوے پیش آیند و ورود
نمایند و عبد القیس بن قصی پدر قبیلہ است از اسد از احفاد ربیعہ درین سال بملازمت سید
رسل صلے اللہ علیہ وسلم آمدند و ایشان بست مرد بودہ اند و سردار ایشان مردی بود کہ اورا
شیخ میگویند و پیش از در آمدن ایشان بیکروز فرمود آنحضرت علیہ السلام کہ سواری چند از طرف
مشرق بہ نزد شما می آیند کہ بطوع و رغبت خود باسلام در آمدہ اند و پیشوای ایشان را علامتی است
و فرمود اللہم اغفر لعبد القیس و چون آمدند آنجماعہ نزد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود من القوم
یعنی کیستند این قوم او من الوفد یا فرمود کیستند این وفد گفتند ربیعہ اند یعنی از اولاد و احفاد
ربیعہ بن معد بن عدنان ابو قبیلہ کہ از اجداد آنحضرت اند بالاتر از قریش چنان کہ در دنبال نسب
معلوم شد فرمود مرحبا بالقوم و الوفد خوش آمدند این قوم و این وفد و در جاے فراخ آمدند
و این دعاے است کہ در وقت آمدن عزیزے و دوستی گویند و فرمود خوار و رسوا و پشیمان نباشد
این قوم پس گفتند وفد عبد القیس یا رسول اللہ نمی توانیم کہ بیائیم نزد تو مگر در شہر حرم یعنی در ماہہائے
کہ درمیان عرب با یکدیگر جنگ نمی باشد و آن چہار ماہ است ذی القعدہ و ذی الحجہ و محرم و رجب
و میان ما و میان تو حایل است این قبیلہ کہ کفار مضر اند بہ ضم میم و فتح ضاد معجمہ بن نزار برادر
ربیعہ بن نزار نام یکی از اجداد شریف است و این مضر بر دین خلیل بودہ اند و آن حضرت فرمود
دشنام نکنید مضر را کہ بر دین اسلام بود و تسمیہ وے بمضر بجہت آنست کہ وی دوست سید انست
مضض بر فتح میم و سکون ضاد کہ بمعنی لبن حامض است و مولع بود بشرب آن بانجہت بیاض لون
و سفیدی روے او و او را مضر حمرا نیز میگویند کہ از میراث پدر او را از سرخ رسید و ربیعہ را اسپان بانجہت
آنکہ شعار ایشان در حرب رایات شرح بود کذا فی القاموس پس عرض کرد ابن وفد بن عبد القیس
بآنحضرت کہ امر کن ما را یا رسول اللہ بامرے مفصول تبین کہ فارق میان حق و باطل باشد کہ دران

الجنت تحت ظلال السیوف والجنت تحت اقدام الامهات آمده باعتبار آنکه مباشرت سیوف ومخدمت
امهات موصل بنعیم خلد وریاض جنت است این تاویلات اهل ظاهر است که پے بتحقیق نبرده اند و
تحقیق آن است که این کلام محمول بر حقیقت خود است ومابین حجره آنحضرت ومنبر شریف وے
بحقیقت روضه ایست از ریاض جنت بآن معنے که فردای قیامت آنرا بفردوس اعلی نقل کنند
ودرنگ سائر بقاع حوارض فانی مستهلک نگردد چنانکه ابن فرحون از امام مالک نقل کرده واتفاق
جماعه از علما بادی نیز ضم کرده وشیخ بن حجر عسقلانی واکثر علماے حدیث ترجیح این قول کرده واین
ابی حمزه که از کبار علماے مالکیه است فرموده است که احتمال دارد که عین این بقعه شریفه روضه از ریاض
جنت باشد که از انجا بدار دنیا فرستاده باشد چنانکه درشان حجر اسود ومقام ابراهیم واقع شده است
وبعد از قیام قیامت هم بمقام عظیم اصلے خویش برند ونزول رحمت واستحقاق جنت بملازمت و
مباشرت آن لازم فریب فضل وعلو مرتبت این مقام عظیم است پس چنانکه زینت خلیلهٔ ابراهیمیه
بحجرے از جنت امتیاز یافت حضرت جلیله محمدیه بر روضهٔ ازان اختصاص پذیرفت واگرچه در چشم
ظاهر بنسبت سائر اراضی دنیا آید چندان عجب نباشد که تا انسان درین نشاة محجوب عجب کیفیت
طبیعت ومغلوب احکام عادت بشریه است انکشاف حقائق اشیاء واطلاع بر امور آخرت
ازوی نیاید مگر باخبار شارع وتوهم نکنند که چون بقعه ازروی حقیقت روضه از ریاض جنت باشد
که تشنگے وبرهنگی واشال آن که انتفای آن از خواص ولوازم جنت است در ساکنان وملازمان
آن نباشد کما قال سبحانه ان لک الا تجوع فیها ولا تعری وانک لا تظمؤ فیها ولا تضحی چه توانند که لوازم
جنت بعد از اخراج این بقعه ازروی صورت انتقال وانفکاک پذیرفته باشد وهمچنین در حدیث منبر
که فرمود منبر من بر حوض من است ومنبر من بر ترعه جنت است تاویلات میکنند که این کنایت است
ازانکه قصد آن وتبرک بدان وملازمت اعمال درحضور سبب ورود حوض نبوی است در آخرت
برای وی خواهد بود وموجب شرب از زلال جان افزاے او است یا توانند که این منبر را که سرور انبیا
صلے الله علیه وسلم مشرف داشت فردای قیامت در رنگ سایر خلایق اعادت فرمایند وبر کنار حوض
کوثر که ترعه جنت عبارت ازانست برپا دارند کذا ذکر العلما رحمهم الله بدانکه در روضة الاحباب باسال
علاحضرمی بسوی منذر بن ساوی در بحرین ذکر کرده وبعد ازان تنبیه کرده که اکثر از اهل سیر قصهٔ ارسال

علاحضرمی

اول کسیکه کسوت گسترد معاویه بود و هم در زمان امارت خود در وقتی که از شام بمدینه قدوم آورد خواست
که منبر آنحضرت را صلے اللہ علیه وسلم بشام برد و چون منبر را از جای خود جنبانید ند ظلمتی پیدا شد که
تمام شهر با تاریک ساخت و آفتاب بگرفت چنانکه ستارها بنمودند پس معاویه از ینحال محال برگشت و
پشیمان شد و اعتذار آنرا باصحاب گفت که مقصد من تفحص و تفقد آن بود تا اورا زمین نخورده باشد
بعد ازان شش درجه دیگر زیاده کرد و منبر شریف نبوی را بالای آن برداشت تا بلند گردد و حاضران
اهل مسجد همه خطیب را به بینند کذا فی تاریخ المدینة و در روضة الاحباب اینچنین می آرد که معاویه از
شام بمروان که حاکم مدینه بود از جانب وی نوشت که منبر شریف را از مدینه بشام بفرستد الی آخر
القصه شاید که نخست بمروان نوشته باشد بعد از قدوم بمدینه خود نیز قصد آن کرده باشد یا اول خود
آمده باشد و قصد آن کرده بعد ازان بمروان نوشته واللہ اعلم بعد ازان مهدی خلیفه ساخت که
بر نیمقدار چیزے بیفزاید امام مالک منعش کرد و چون منبر معاویه نیز بجهة طول عهد روے بنهاد
بعضے از خلفای عباسیه تجدید منبر نموده از بقایاے منبر نبوی صلی اللہ علیه وسلم به قصد تبرک شانها
ساختند و بعضے گویند در تاریخ ششصد و پنجاه و چهار تحریقے که در مسجد شریف واقع شد آن منبر
معاویه با علای وی منبر نبوے محرق شد و صحیح آنست که محرق باین حریق منبر خلفاے عباسیه بود
واللہ اعلم بعد ازان بر یکے از سلاطین در مقام تجدید منبر آمده یعنی انچه بیشتر بود میکردند الی یومنا
هذا بامر سلطان روم مراد خان بن سلطان خان نصر اللہ و نصر عساکره در شهور ثمان و تسعین و تسعمائة
منبری اعلی از رخام بنا یافته بالاے منبر قبه از هفت جوش بخته اند و این عبارت موے و بناے اوست منبر عمر سلطان مراد
در حدیث صحیح آمده است که ما بین قبری و منبری روضة من ریاض الجنة و در روایتے ما بین حجرتی و منبری و در روایتے ما بین
بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة و زیاده کرده نجاری و منبری علی حوضی و در بعضے روایات علی ترعة من ترع الجنة و
لفظ بر ترعة بعضی بباب نموده و بعضی بدرجه و بعضی بروضه که بر جاے بلند باشد و از علما در تحقیق و تاویل این احادیث
وجوه متعدده آمده بعضے گفته اند مراد تشبیه بقعه شریفه است بروضه جنت در نزول رحمت و حصول
سعادت که از ملازمت خلق ذکر و ملازمت اهل آن حاصل است چنانکه از تشبیه مسجد بریاض جنت
در حدیث اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا بر تواشارتے بران مے افتد و بعضے بر آنند که مقصود
بیان شرف عبادت و طاعت است درین مکان اعظم ایشان بالیصال روضه رضوان چنانکه

صلی اللہ علیہ وسلم پیش از وضع منبر استادہ صحابہ را خطبہ علے رتبہ مشرف بساخت گاہ گاہی بسبب
طول قیام عروض بلال پشت مبارک بستون کہ در مسجد شریف بود نہادہ خطبہ میخواند و چون منبر ساختہ شد
روز جمعہ از پہلوئے ستون در گذشتہ بر منبر آمد آن ستون چون آواز آنحضرت را شنید و آن حضرت را پیش خود
ندید چنین نالہ کرد در روایتی آمدہ کہ آواز کرد مثل آواز شتر سے کہ بچہ خود گم کردہ باشد و در روایتی آمدہ
کہ آوازے کرد مثل فریاد طفل کہ مادر را خواہد و در روایتی آمدہ کہ حنینی کرد مثل حنین شخصی کہ والہ
شخصے بود چنانکہ اہل مسجد را از نالہ او دل بدرد آمد و بگریستند و او بچنان نالہ میکرد و در روایتے آنکہ
فریاد کرد بمرتبہ کہ شگافتہ شد چنانکہ حاضر از او چیزے سقوط شد مردم پرسیدند و بعضے از جمع خود بر جستند
تا آنکہ آنحضرت از منبر شریف فرود آمد و بہ نزد آن ستون رفت و دست مبارک بران نہاد و او را
در کنار شریف گرفت و فرمود اگر خواہی ترا ہم در بہشت تو باز گردانیدہ ہمدران محل بنشانم تا باز
سرسبز و خرم و شاداب گردی و میوہ دار شوی و اگر خواہی ترا بر زمین بہشت بنشانم تا از خوبیہائے
و چشمہائے بہشت آب خوری و انبیا و اولیا و صالحان از میوۂ تو تناول نمایند و در ان زمان
کہ آنحضرت ستون را در بر گرفتہ بود میفرمود نعم قد فعلت نعم قد فعلت پرسیدند کہ چہ میگوئی یا رسول اللہ فرمود
این ستون چون پرسیدم از وی کہ چہ اختیار میکنی در دنیا باشے یا در بہشت آن اختیار کرد در بہشت باشد
گفتم نعم قد فعلت و در روایتے آمدہ کہ آنحضرت فرمود صلی اللہ علیہ المعبود ان ہذا قد بکا لما فقد من الذکر
از امام حسن بصری رحمہ اللہ علیہ منقول است کہ چون حدیث منبر را روایت کردی گفتی اے گروہ مسلمانان
چوب پارہ از شوق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نالہ میکند پس شما سزاوار تر بدانکہ مشتاق لقاء او باشید
سنگے و گیاہی کہ در و خاصیتی ہست ✤ بہ از آدمی دان کہ در و معرفتی نیست ✤ و در روایت
آمدہ کہ آن حضرت فرمود تا آن ستون را در ہمان محل دفن کردند منبر شریف از چوب اہل غابہ کہ نام
درختی است مشابہ درخت گز لیکن بزرگ تر است از وی و غابہ نام بیشہ ایست کہ درختان بسیار داشت
بر نہ میل از مدینہ و طول منبر شریف بقول صحیح دو ذراع بود و عرض یک ذراع و عرض بر در حجرہ شریف
و تا زمان خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین بر حال خود بود و اول کسے کہ او را بجامہ قبطیہ
پوشیدہ بود عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان بود و او بعد از شش سال از خلافت خود از در حجرہ سفلے کہ عمر بن الخطاب
بعد از ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما اختیار نمودہ بود بمحل جلوس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم برفت بقولی

آن سال مردمان حج گذارند چنانکه عرب در جاهلیت میگذارند و عتاب بن اسید با مسلمانان حج گذارد بی آنکه آن حضرت او را امیر حاج کرده باشد و در روایتی آمده که او را امیر حاج ساخته بودند و گویند که ابوسفیان بن حرب را بر نجران نجون و جیم که از بلاد یمن است والی گردانیده تالیف قلوب نمودند و مجموع مدت غلبه این سفر مکه دو ماه و شانزده روز و درین سال خواست آن حضرت صلی الله علیه وسلم که سودا بنت زمعه را که از امهات المومنین بود طلاق دهد و بر روایتی آنکه طلاقش داد بهر تقدیر گفت سوده بخدا سوگند دوستی مرد در دل من نمانده ولیکن میخواهم که فردای قیامت مرا در زمره زنان تو حشر کنند و مرا این سعادت بس است و نوبت خود بعایشه صدیقه رضی الله عنها بخشید تا این معنی نیز باعث محبت آنحضرت گردد و بنسبت بوی و همدرین سال از ماریه قبطیه پسری متولد شد و او را ابراهیم نام کرد و ولادت او در سنه ثمان و وفات در سنه عشر و مدت عمر وی شانزده ماه و بروایتی بیشتر ده ماه و در بعضی کتب یک سال و دو ماه و شش روز متفق است روایات که در مدت رضاع بود و بسط احوال وی در ذکر اولاد کرام آن حضرت صلی الله علیه وسلم کرده آید و همدرین سال زینب دختر آنحضرت که منکوحه ابوالعاص بن الربیع بود و وفات یافت و ازوی دو فرزند ماند یکی پسر مسمی به علی که قریب ببلوغ رسیده بود و آمده که آن حضرت او را ردیف خود ساخته بود دختر مسماة بامامه که بعد از فوت فاطمه زهرا بوصیت وی امیر المومنین علی رضی الله عنه او را تزوج کرد و درین سال در مدینه مطیبه غلبه گران شد و مرویست از انس بن مالک گفت چون نرخها گران شد مردمان گفتند یا رسول الله اطعمه را برای ما نرخ بنه فرمود ان الله هو المسعر القابض الباسط الرزاق نرخ کننده خداست که قبض و بسط روزی در قبضه قدرت اوست و من امید دارم که به پروردگار خود برسم و هیچکس مظلمه از من طلب ندارد نه بخون و نه بمال و درین سال و بقولی در سال هفتم اتخاذ منبر وقوع یافت یعنی در مسجد آنحضرت صلی الله علیه وسلم منبری ساختند که بران خطبه میخواند و پیش ازان نبود و در تعیین وقت آن و اسم سازنده آن روایات مختلفه آمده و همه روایات متفق اند در آنکه پیش از ساختن منبر در خطبه تکیه بستون میکرد و چون منبر ساخته شد و بروی برآمد آن ستون از فراق آنحضرت صلی الله علیه وسلم نالید و این حدیث مشهور است مانع بحد تواتر و خصوصیات آن نیز با چند حدیث صحیحه ثابت شده آورده اند که آنحضرت

امیر ساخت و او بمدد آن قبایل با گروه ثقیف مقاتله کرد تا زمانیکه مسلمان شدند و چون آنحضرت صلی الله
علیه وسلم از مهم قسمت غنایم فارغ شد و عزیمت رجوع بمدینه مطهره تصمیم یافت شب چهارشنبه که دوازده
شب از ذی القعده باقی بود از موضع جعرانه احرام عمره بست و به مکه در آمد و ارکان عمره بجا آورد و باز گشت
گویند که نماز عشا را با صحابه گذارد و سوار شد و نماز فجر را نیز با ایشان گذارد و شبانه شب آمد و رفت و مردم
ازان آگاه نگشتند و این جعرانه بریک مرحله از مکه معظمه است چون در آخر روز سوار شوند و در آخر شب
آنجا برسند چنانکه معتاد سفر آن دیار است چاهی دارد در غایت تدویر و آب او در نهایت عذوبت
و در کوهستان آن کوههای خرد مثل طفار ها که در وی خمیر کنند افتاده مانا که لشکریان در وقت
اقامت ساخته باشند یا همچنان بسیلاب آب باران افتاده است و الله اعلم شیخ امام ولی قدوه
عبد الوهاب متقی قادری می فرمود که بارها بجعرانه پیاده روزه دار رفته می شد یکباری چنان شد که
در اینجا بخواب رفته شد و به جمال باکمال حضرت سید کائنات علیه افضل الصلوٰة واکمل التحیات
مشرف شده اند هر بار که چشم برهم می آمد جمال شریف در نظر بود عدد وی کثیر را ذکر کرده که بیاد نمانده است
کاتب حروف نیز بقصد متابعت آنجا رفته و خیال خواب کرده اما آن قابلیت و طالع کجا که این سعادت
را دریابد و الله علی کل شئ قدیر بعد ازان متوجه بمدینه مطیبه شد و عتاب بن اسید را به فتح همراه موسی
بن ابی العیص بن امیه بن عبد شمس که اسلام آورد در روز فتح و از سادات قریش و جبر فاضل بود
بحکومت مکه تعیین فرمود و از بعضے کتب اسماء الرجال معلوم شد که عامل گردانیدن در مکه روز خروج
بسوی حنین بود تا وفات آنحضرت عامل بود و ابو بکر نیز مقرر داشت و مرد روز موت ابی بکر بست
و پنج سالگی ابو موسی و معاذ بن جبل را رضی الله عنهما با عتاب در مکه گذاشت تا اهالی آنرا قرآن و احکام
شرع تعلیم کنند و احکام دین و ملت را اجرا نمایند و گویند هر روز یک درهم برای عتاب بن اسید
از بیت المال تعیین کرد و عتاب گاهی در اثنای خطبه میگفت ای مردمان خدا تعالی گرسنه دارد
مگر کسیرا که روز بدرهمین قناعت نتواند کرد مرا پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم درهمین تعیین کرد و بان
خرسند بودم و حاجت بکسی نداشتم و گویا در نیمروز غنی نهاده بودند که در بنی امیه کمتر بود
و درست است که او را جبر فاضل تعریف کرده اند و چون آنحضرت از مکه بمر الظهران آمد و بقیه که
از غنیمت آمده بود در انجا قسمت فرمود و در آخر ذیقعده با اوایل ذی الحجه بمدینه مراجعت نمود

باید کہ چنین بکند و ہر کہ نگذرد عوض آن از اول فی کہ حق باید بدہد یازدہم امنای کہ حاضر بودند گفتند
یا رسول اللہ ما ہمہ این را لطیف نفس قبول کردیم بی عوض انگاہ مہاجران برخاستہ گفتند کہ آنچہ
نصیب ماست دران رسالت است و انصار نیز بہمین کلمہ زبان برکشادند حضرت فرمود من راضی
از غیر راضی نمیدانم شما بروید تا عرفاء و وکلای شما بیایند و با من درین باب سخن گویند پس مردمان
بازگشتند و عرفاء و وکلاء آمدند و گفتند یا رسول اللہ این جماعہ ہمہ راضی اند و بطیب نفس یعنی
قبول کردند و در روایتی آمدہ است کہ چون آنحضرت از حصۂ خود و از حصۂ بنی ہاشم و مہاجرین و انصار و از حصہای
خود درگذشتہ اقرع بن حابس تمیمی کہ پیشوای بنی تمیم بود برخاست و گفت من و بنو تمیم راضی نیستیم
و عیینہ بن حصین فزاری کہ مقتدای بنی فزارہ بودند گفتند ما و قوم ما نیز باین راضی نیستیم و عباس بن
مرداس گفت من و بنو سلیم نیز راضی نیستیم بنو سلیم تکذیب او نمودہ گفتند آنچہ از ماست از آن رسول
خداست و تعلق آنحضرت وی دارد و ہر کرا خواہد بدہد رحمہ اللہ علیہم و رضی عنہم پس فرمود آنحضرت
ہر کہ راضی نیست باز آی ہر اسیرے کہ دارد من شش شتر بوی ندہم از اول غنیمتے کہ حق تعالے کرامت
فرماید این جماعہ مذکورین از جفاۃ عرب و اشداء ایشان و مولفۃ القلوب بودند کہ ہنوز رشدت ظلمت
جاہلیت از صدور ایشان نپذیرفتہ و تہذیب اخلاق محاصل نشدہ بودند خصوصا ابن عتبہ بن
حصین بغایت شدت و خشونت و قساوت داشت چنانکہ در احادیث مذکور شدہ است شاید
کہ بعد از اسلام بصفات آن متصف شدہ باشند و اللہ اعلم بر ہر تقدیر چون اتمام آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در شان سبایا مشاہدہ کردند تمام سبے ہوازن را با ایشان باز دارند و حضرت از پیش خود نیز
بآن سبایا جامہا و خلعت ہا عطا فرمود بعد ازان از ہوازن پرسید کہ مالک بن عوف کہ رئیس این
قوم بود متصدی محاربہ و مقاتلہ شد چنانکہ گذشت کجاست گفتند در طائف است فرمود اگر بیاید
و مسلمان شود اہل و عیال و مواشی و اموال او را با دو ہم و صد شتر دیگر بوی عطا کنم و چون این خبر
بمالک رسید مسرور شد پس ہم در جعرانہ بملازمت حضرت آورد و مسلمان شد و اہل و عیال و مال موعود
بیافت و در مدح رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابیاتی گفت کہ بعضے ازان اینست **شعر** ما ان رایت
ولا سمعت بمثلہ ✤ فی الناس کلہم بمثل محمد ✤ اوفی و اعطی للجزیل اذا اجتدی ✤ و لمن یشاء
یحرک الامانی غد ✤ و یرا نیز داخل مولفۃ القلوب داشتہ بردم او و چند قبیلہ دیگر کہ شرف اسلام دریافتہ بودند

وستاع دنیا کارنه آن روز مباد که سایه عنایت تو از سر ما کم شود حضرت فرمود که از جان دادن رفتن
ازین عالم چاره نیست و بعد از من شما را کارها پیش خواهد آمد صبر کنید و تقوے ورزید تا بی خجالت
و شرمساری بخدا و رسول خدا ملحق شوید موعد ملاقات من با شما حوض کوثر است که طول و عرض مقدار
صنعاء عمان است و عدد کوزهای آن بیشتر از عدد نجوم آسمان ست پس انصار شکر حق جل وعلا
بجای آوردند که بمال فریفته نشدند و از خدا و رسول دور نیفتادند و بعنایتهای خاص آنحضرت
مخصوص گشتند و الحمد لله و چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم در جعرانه تقسیم اموال و سبایا نمود
جمعے از هوازن در ملازمت حضرت آمده بشرف اسلام مستسعد شدند و از اسلام بقیه قوم نیز خبر
دادند و درمیان این قوم ابو برقان بضم با و سکون راکه به نسبت حلیمه سعدیه عم رضاعی آنحضرت
می شد صلے الله علیه وسلم و زبیر بن مروند و گفتند یا رسول الله بلاو محنتی که بر ما رسیده
بر تو مخفی نیست اکنون بر ما منت نه و در حمت کن چنانکه خدائے تعالی منت نهاده و رحمت کرده است
ترا امید داریم که اموال و سبایای ما را باز گردانی زیرا که درمیان سبایا عمات و خالات رضاعی
خواص تو اند که کفایت و نگاهداشت تو نموده اند و خدمت تو کرده پس آنحضرت فرمود که من قسمت
غنایم کردم و انتظار آمدن شما بردم که شما بیائید و درین باب سخن کنید و شما دیر کردید و نیامدید
من چکنم و با من جمعے مردم اند چنانکه می بینید و دوست ترین سخن نزد من راست ترین آن است
و اموال و سبایا همه متعذر نمیاید شما اختیار کنید از اموال و سبایا یکی را هر کدام راکه دوست دارید
همه گفتند اهل و عیال را گذاشته از بیشتر و گوسفند و نقد چه سخن کنم بضرورت اختیار سبایا کردیم
حضرت فرمود انچه بنصیب بنی هاشم و بروایتی بنی عبد المطلب است بشما باز گذاشتیم و بجهت
شما از مردم دیگر درخواست کنم که از حصص و نصیب خویش بگذرند چون نماز پیشین گذارده
شما بر پاے خیزند و مرا نزد مسلمانان شفیع سازند تا زنان و فرزندان ما را باز دهید بعد ازان
من برای شما از مسلمانان درخواست کنم هوازن بموجب فرمان عمل نمودند پس آن حضرت در
مجمع اصحاب برخاست و بعد از حمد و ثناء باری تعالے چنانکه لایق و سزای جناب اوست فرمود
که ای مسلمانان برادران شما از هوازن مسلمان شده و تایب گشته نزد من آمده اند و قرار بران افتاده
که سبایای ایشان باز دهم از شما هر که باین امر راضی است و بطیب نفس از نصیب خویش بگذرد

بودی ما ترا امین گردانیدیم چون این سخنان از حضرت بطریق انصاف و تواضع و شکرگذاری
حضرت باری سزد انصار گفتند بلکه خدا و رسول او را بر ما منت است یا رسول الله اگر وجود تو
در میان نمی بود چه فرق بود میان ما و دیگران با وجود تو مشرف و معزز و ممتاز و منفرد شدیم و در
دنیا و آخرت معزز و مکرم گشتیم با پیشتم و کیستیم همه از ان تست و طفیل تست ما خشنودیم از خدا
و رسول وی نظر ما بر آثر متابعت تست نه بر متاع دنیا مصرع چو تو داریم بمعنی همه داریم همه
و پیران و بزرگان ایشان گریها کردند و به تقبیل دست و زانوی آنحضرت سرفراز گشتند بعد ازان
از برای تسلیهٔ ایشان و اعتذار تخصیص قریش بعطایا لغم دنیاوی فرمود که قریش قریب العهد بودند
بجاهلیت و مصیبت ها رسیده بایشان و من خواستم که بسبب این مال و عطا جبر مصیبت ایشان
نمایم و دلهای ایشان را الفت دهم بایمان و قبول اسلام و فرمود جبیل بن سراقه ضمری که از
فقرای اصحاب صفه است و در اکثر غزوات با من همراه بود او را ازین غنایم هیچ ندادم و هر یک
از عیینه و اقرع را صد شتر دادم زیرا که اعتماد دارم بر ایمان و اخلاص وی و فرمود ای گروه انصار
راضی نیستید شما که دیگران با شتر و گوسفندان بمنازل خود باز گردند و شما با خدا و رسول خدا بخانها
باز گردید بخدا سوگند که انچه شما باز گردید بهتر است از انچه مردم بآن باز گردند و فرمود ای انصار
شما در چشم مردید که من مال بمؤلفة القلوب میدهم و شما را بایمان شما میگذاریم و بر کمال اخلاص
اعتماد می نمایم فرمود اگر مردم در وادی وسیع سلوک نمایند من سلوک در وادی و شعب انصار
نمایم مردم همه وثار ند انصار شعار و وثار جامه بیرونی را گویند و شعار جامه درونی که با موی
تن پیوسته و چسپیده است و در جای دیگر واقع شده است که انصار کرش من و عیبت من اند
و کرش بفتح کاف و سکون را بمعنی معده و عیال و صغار اولاد اند و عیبت به فتح عین مهمله و
سکون تحتانیه و بموحده در آخر فوقانیه زنبیلی از چرم که در وی جامها نگاه دارند و آنرا بقچه گویند یعنی چنانکه
در عیبت جامها و متاعها نگاه دارند دلها و سینه ها جای اسرار و انوار است و فرمود ای انصار
من با شما ام در حال حیات و ممات بعد ازان نوید بنوعی از دنیا هم داد و فرمود که میخواهم که بقیه
عمر بیست که بعد از من بهترین خاصه شما باشد که بهترین مواضعی است که بفتح آن مرا مخصوص و محظوظ
داشته اند انصار گریه و زاری کرده گفتند یا رسول الله بعد از تو ما را با نیها احتیاج نیست و بمال

معمور گردانید خصوصًا اہل مکہ را از مؤلفۃ القلوب وغیرہم زیادہ از حد عد و حصر دادو انصار را کہ مخلصان درگاہ و بیگاہ بودند و منزہ و میرا و معاف و محروم داشت و مثل آن بخششہا نمودو میگویند انصار از انعامے دیگر اند و ہگین گشتند کہ این نوع بقریش کہ ہنوز متحلی بحلیہ اخلاص و اختصاص نگشتہ و سائر قبایل عرب کہ در راہ خدا رنج و محنت نکشیدہ و ندیدہ اند مید ہند و ما را متروک و محروم میگذارند و حال آنکہ شمشیرہائے ما از خون کفار خشک نشدہ است چون ایں حکایات انصار بسمع شریف رسید کس فرستاد و ایشان را طلبید و در دون خیمہ کہ نشستہ بود طلبید و ہیچکس را از غیر ایشان نگذاشت کہ در آید فرمود ای گروہ انصار این چہ سخن است کہ از شما بمن رسیدہ شما گفتہ اید آنرا بامن گفتند یا رسول اللہ اما اکابر و رؤسار ما نحاشا و کلا کہ آنرا گفتہ باشند اما جوانان و نوخاستہ ہا را ضامن نمیتوانیم شاید گفتہ باشند و بر زبان ایشان مثل این حرفہا آمدہ باشد پس فرمود آنحضرت اما من نیافتم شما را کافر و گمراہ پس بخشید خدا تعالے شما را ایمان و ہدایت نمود بر راہ راست کہ اعظم نعم و اجل عطایاست و پیش از انکہ من نیایم در میان شما دشمن بودند بیکدیگر پس الفت داد میان دلہائے شما و انصار پیش از آمدن حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم در غایت تنازع و تقاطع بودند میان یکدیگر و اوس و خزرج کہ دو قبیلہ اند تا صد و بست سال بیکدیگر جنگ میکردند چنانکہ فرمود حق سبحانہ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم ان کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا و غنی گردانید شما را بغنایم و برکت در اموال بر اولاد شما بوجود من فتح اللہ تعالے واتاہم فتحا قریبا و مغانم کثیرۃ تاخذونہا وکان اللہ عزیزا حکیما وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ الآیۃ و غیر ذلک من الآیات و سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم بنعمتے پروردگار تعالے بر انصار بواسطہ وے ارزانی داشتہ ذکر کرد و انصار خاموش بودند پس فرمود آنحضرت چرا جواب من نمیگویند گفتند یا رسول اللہ پدران و مادران ما فدای تو باد چہ جواب گوئیم و للہ المنۃ و رسولہ فضل و منت تو بر ما فراوان است پس فرمود آنحضرت اگر خواہید بگوئید شما و دران گفتن صادق و مصدق آید کہ تو بجانب ما آمدے در حالتی کہ قوم ترا بما تکذیب میکردند و ما تصدیق تو کردیم و کسے پروای تو نے کرد و نصرت نمیداد ترا و ما نصرت و اعانت دادیم ترا و بر آمدہ و بیرون آوردہ بودے تو از دیار خود ما جاے دادیم و فقیر و درویشے بودی ما مواسات جوانمردی و خدمت تو کردیم و خائف

ضعیف بود بسبب حصول رضا و خشنودے قوتی پیدا کرد آوردہ اند کہ در ہمین ایام گذر آنحضرت
بر شعبے از شعاب افتاد و صفوان بن امیہ باوی بود و آن شعب از گوسفند و چہارپایان مملو بود
صفوان تیز تیز در انہا نگاہ میکرد و نظر ازان بر نمیداشت و آنحضرت بگوشہ چشم مبارک بسوی وی نگاہ
کرد و فرمود با باو سب خوش مے آید ترا اینہا گفت آرے فرمود ہمہ را تو بخشیدم صفوان ہمہ را در
تحت و تصرف خود در آورد و گفت واللہ سماحت نمیکند نفس ہیچ احدے مثل این عطا کہ کرد
نفس پیغمبر پس مسلمان شد و داخل مؤلفۃ القلوب شد و از بعضے نادان و جفاۃ اعراب در ضمن
آن آزارہا ہم کشید و فرمود رحم اللہ موسی اوذی باکثر من ہذا قصیر و عیینہ بن حصین و اقرع
بن حابس را صد شتر داد و عباس بن مرداس را کمتر از صد شتر داد وی بخشم رفت و ابیات
گفت کہ بیت الجعل تنمے و تنمیت العبید بین عیینہ و الاقرع و ما کنت دون امرء منہما و من
تضع الیوم لا یرفع ازان یکے این بیت است کہ در کتب نحو در باب غیر متصرف مذکور میگردد
و ما کان حصن و لا حابس بفوقان مرداس فی مجمع افتخارے کند عباس بپدر خود کہ
مرداس است بر حصنی و حابس کہ پدران عیینہ و اقرع اند و چون ابیات بسمع شریف حضرت رسید
فرمود اقطعوا عنی لسانہ پس ابو بکر صدیق رض او را دو حصہ شتر داد پس گشت خشنود ترین مردم
فرمود آن سرور را شد ان من شعرہ یکونی پس وے باعتذار در آمد و گفت پدر و مادر من فدائے
تو باد بدرستیکہ من دینی مثل و بیت مورچہ در زبان خود می یابم میگذرد زبان مرا مانند گزیدن
مورچہ الا آنکہ شعر گویم و من در شعر گفتن بے اختیارم حضرت تبسمی فرمود و گفت عیب ترک شعر
نمیتوانند گفت چنانکہ شتر ترک چنین خود نمی تواند کرد و در بعضے کتب سیر آمدہ است کہ چون شعر
بسمع پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم رسید باوی فرمود تو گفتہ این را الجعل تنمی و بیت العبید بین
الاقرع و عیینہ ابو بکر چون مقصے و موزن ندید گفت بین علیہ و الاقرع یا رسول اللہ فرمود خواہ
چنان خواہ چنین ہر دو یک معنی دارد ابو بکر فرمود گواہی میدہم کہ تو شاعر نیستے سزاوار نیست ترا
شعر چنانکہ حق تعالی فرمودہ است و ما علمناہ الشعر و ما ینبغی لہ و ازینجاست کہ بعضے گفتہ اند
موزون خواندن شعر ازان حضرت میسر نبود و فرق میان موزون و ناموزون نمیکرد سبحان اللہ
القصہ لطفہا خاص و عام را باعطاء انعام شمول ساخت و بواطن و ظواہر خلایق را بخطوظ و

پس واجب است بر مکلف امتثال هر دو حالت هم در تعاطی اسباب دهم در رجوع بسوی مولی و سکون بسوی وی چنانکه آن حضرت صلی الله علیه وسلم میکرد اسباب را و گاه از برای تادب یا ربوبیت و گاه از برای تشریع امت پس تدریج رجوع میکرد و تسلیم مینمود امر را بجناب احدیت وی عز و علا و ظاهر میکرد و تعالے بر دست شریف آنحضرت هر چه میخواست از قدرت عالیه و حکمت غامضه وی که ذخیره کرده است مر آنحضرت صلی الله علیه وسلم والله اعلم بحقیقت الحال علے وجه الکمال وصل آنحضرت چون طایف ارتحال نمود بجعرانه آمد که غنایم حنین در انجا جمع کرده بودند و آن شش هزار برده و بست چهار هزار شتر و زیاده بر چهل هزار غنم و چهار هزار اوقیه فضه و اوقیه نام وزن چهل است و در روایتی کثرت گوسفند بمرتبه بود که در شمار نیاید پس دست نوال ببذل اموال بر روی خلایق برگشاد خصوصا بمولفة القلوب که هنوز نور ایمان در دلهای ایشان قوت پذیرفته بود زید بن ثابت را گفت تا احصار مردم نمود آنگاه گوسفند و شتر را شمرد انها را بر مردم قسمت کرد هر مرد را چهار شتر با چهل گوسفند و اگر سوار بود دوازده شتر ها با صد و بست گوسفند نصیب رسید و زیاده از یک است سهم نداد و گوسفند نقد ها را نزد آنحضرت صلی الله علیه وسلم جمع کرده بودند ابو سفیان بن حرب آمده گفت یا رسول الله امروز مالدار ترین قریشے حضرت تبسمی فرمود گفت از بهال چیزے بما عطا فرمائی آنحضرت بلال را فرمود تا چهل اوقیه نقره و صد شتر با و انعام فرمود ابو سفیان گفت پسر من یزید را نیز نصیبه ده و یزید نام پسر کلان ابو سفیان بود این یزید بن معاویه را بنام عم نام کرده بودند فرمود چهل اوقیه و صد شتر دیگر داد پس ابو سفیان گفت پدر و مادر من فدائے تو باد بخدا سوگند که تو کریمی هم در زمان جنگ و هم در زمان آشتی غایت کرم و مروت نمودے خدا تعالے ترا اجر اے خیر دهاد و همچنان حکیم بن حزام را صد شتر داد که تمویل زیادت دارد صد شتر دیگر داد جماعه کثیر را از رؤسا عرب مثل سهل بن عمرو و صفوان بن امیه و عبد الله بن ابی ربیعه و عبد العزی و اسید بن ابی العاص و حارث بن هشام برادر ابو جهل و قیس بن عدی و ابو سرع بن حابس تمیمی و جماعه دیگر از بنو جارثه ثقفی و محرمه بن نوفل و سعید بن یربوع و عثمان بن نوفل و هشام بن عمرو عامری را بنجاه شتر داد اختلاف است میان علماء که این عطایا جمله از مجموع غنایم بود و یا از خمس جماعه بر انند که از خمس بود و جماعه میگویند که از مجموع غنایم بود و این قول راجح تر است القصه بطور لها مجموع اموال از نقود و ابل و غنم همه بر اهل مکه و غیرهم صرف کرد و راضی ساخت بعضی که ایمان نیاورده بودند ایمان آوردند و بعضی که ایمان ایشان

من نیز ہمین تعبیر کردہ ام و گویند سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم در امر طائف توقل بن معاویہ دیلمی
مشورت نمود وی گفت اینجا عہ مثل روباہ اند در سوراخ خزندہ کہ اگر بیائی میگیری ایشانرا و اگر بگذاری
نتوانند رسانید و چون عمر فاروق پیش صدیق آمد و شنید کہ حضرت را دستوری فتح طائف نیست
نزد آنحضرت آمد و گفت یا رسول اللہ چنین شنیدم کہ ترا اذن فتح نیست فرمود آنحضرت آری نیست گفت
عمر پس مردمانرا اندا کنیم تا کوچ کنند فرمود بکن پس عمر ندای کوچ در داد پس مردم مستعد برآمدن شدند
و در مواہب لدنیہ از شیخ محی الدین نووی نقل میکند کہ گفتہ است قصد کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم شفقت و رفق را بر اصحاب خود بر حیل از طائف از جہت صعوبت امران و شدت کفار کہ
در وے بودہ آمد و تقوی و تحصین ایشان بحصن خود با کہ علم داشت آنحضرت تا امید وار بود کہ فتح کند
آنرا بعد ازین بے مشقت و ہرگاہ حرص نمودند صحابہ بر اقامت و جہاد اقامت نمود و حید کرد در قتال
و چون رسید ایشانرا جراحات رجوع کرد بانچہ بود قصد آن حضرت اولا از رفق و شفقت پس چون شتال
شدند از جہت انچہ دیدند از شفقت پس موافقت کردند بر حیل پس خندہ کرد آن حضرت بجہت
تعجب از تغیر رای ایشان انتہی و امر کرد آن حضرت در وقت رحیل باصحابہ کہ بگویند لا الہ الا اللہ
وحدہ صدق وعدہ و نصر عبدہ و ہزم الاحزاب وحدہ و چون رحلت کردند فرمود بگویند عابدون
لربنا حامدون و این کلمہ مسنون و ماثور است در وقت رجوع بوطن پس نظر و تامل کنند کہ چگونہ
سیکرد آن حضرت در وقتیکہ بیرون می آمد برای جہاد اصداد و استعداد بجمیع صحابہ و اتخاذ خیل و سلاح
و انچہ احتیاج میشود بان از الات جہاد و سفر پستر خالی میشد آنحضرت ازان در دمی کرد و می سپرد امر را
ہمہ بسوی مولی خود عزوجل بقول شریف خود اہون تائبون عابدون لربنا حامدون صدق اللہ
وعدہ و نصر عبدہ و ہزم الاحزاب وحدہ و اشارت کرد بقول خود و ہزم الاحزاب وحدہ بہ نفی ہمہ آن
اسباب را و حقیقت ہمین است زیرا کہ انسان و فعل او مخلوق پروردگار است پس وی سبحانہ
خلق کرد و تدبیر نمود و اعانت کرد و اجرا کرد امور را بر دست ہر کہ خواست و اختیار کرد از خلق خود
انچہ خواست پس ہمہ صادر از وست و راجع بدو و اگر مے خواست وی عزوجل والا ہلاک سیکرد
اہل کفر را بی قتال قال اللہ تعالی و لو شاء اللہ لانتصر منہم ولکن لیبلو بعضہم ببعض پس صواب
سبد ہ صابر انرا و شاکر انرا و قال اللہ تعالی لنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم و الصابرین و نبلو اخبارکم

از آزادی اطلاق در ہاے ولطور خود بودن است چنانچہ عبارت ہم عتقا اللہ اشارتی بان میکند بر تقدیر
نفی ملکیت آن قوم از ایشان باید کرد یا امر کردہ باشد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن قوم را کہ آزاد
کنند ابن عبیدہ راوی گوید این خدعہ حرب است کہ بانیطریق ایشانرا از قید آن قوم برآوردند و در حقیقت
چون ہمہ راجع بحکم آلہی وتفویض حکام بحضرت رسالت پناہی است محل اشکال واستبعاد نیست واللہ
آوردہ اند کہ در ایام محاصرہ طایف علی مرتضے کرم اللہ وجہہ با جمعے از اصحاب بفرمودہ النصر وردر اطراف
ایشان یارے برآمد وداد محاربہ وقتال داد وبتان ہوازن وثقیف کہ دران نواحی است بشکست وآتارو
دیار مشرکان خراب ساخت وبجناب رسالت رجوع فرمود چون چشم مبارک آنحضرت بروی منور علے
کرم اللہ وجہہ افتاد تکبیر گفت وبادی خلوتی ساخت وطریق راز خفیہ سخنان بسیار گفت وچون زمان
نجوی دراز گشتن امتداد پذیرفت جابر بیگویند کہ صحابہ گفتند عجب راز وورود راز با پسر عم خویش
فرمود کہ بادیگران نمے گوید رسول صلے اللہ علیہ وسلم فرمود ما انجیتہ ولکن اللہ انجا من راز نگفتم باوے
ولیکن خدا راز گفت بوی یعنے من بخود بادی راز نمے گویم ولیکن اللہ تعالی امر کرد مرا تا بوی را
گویم وچون پانزدہ شانزدہ روز وبروایتی چہلروز از محاصرہ گذشت حکم بر جبل صدور یافت وامر
کرد کہ بفتح قلعہ مقید نشوند واز نجا انتقال نمایند این امر بر صحابہ شاق آمد وگفتند وعجبنا مارحلت
کنیم وفتح کردہ نشود بر ما طایف اینچہ صورت دارد پس آنحضرت علیہ السلام بقصد تعجیز وتوبیخ ایشان
فرمود پس اگر مے خواہید امداد کنید بر قتال تا فتح حاصل شود بروز دیگر بجنگ مشغول شدند وجراحات
بسیار بایشان رسید وپشیمان شدند ودر سر راہ امسال امر ایستادند پس فرمود آنحضرت انا قافلون
غدا انشاء اللہ تعالی ما کوچ کنندگانیم فردا انشاء اللہ تعالی یاران خوشحال شدند وچون باز
میگردیدند حضرت تبسم میکرد یعنی چون گفتم کہ کوچ بکنید ایستادید توقف گردید حالا خود بر سر آن
آمدند گفتند یا رسول اللہ تیرہای ثقیف ما را بسوخت بر ایشان دعای بد کن فرمود خداوندا
ہدایت کن بر ایشان دبیار ایشان را بر اسلام نزد من وآوردہ اند کہ آن حضرت در زمان محاصرہ
خوابی دید کہ قدحی بزرگ پر از شیر پیش وی نہادہ اند وپیش از انکہ تناول کند خروسی آمد ومنقار دران
قدح زد وبر یخت حضرت این خواب را بابوبکر صدیق کہ در فن تعبیر کامل بود حکایت فرمود گفت یا رسول اللہ
این خواب بشیر است بانکہ ترا امسال دستوری ندادہ اند کہ طایف را فتح کنی حضرت فرمود راست گفتی

پس کشته شد از کفار جماعه و جمعی کثیر از اصحاب مجروح شدند و دوازده مرد شهید شدند و چهار از انصار
و هفت از قریش و یکی از قبیله لیث و یکی ازان جماعه عبد اللّٰه بن ابی بکر صدیق اکبر اولاد ذکور وے
رضی اللّٰه عنهما درین دوازده تن شهید شد و بعضے گفته اند که ابو محجن ثقفی تیرے بردی زد و مجروح شد
و مندمل شد جراحت وی و بعد از مدتها ی مدید منفجر گشت و بعد از وفات حضرت در خلافت صدیق
بان رحمت از دنیا رفت و عبد اللّٰه بن امیه برادر ام سلمه نیز از شهدای این غزوه است و در مواهب
لدنیه از حافظ زید الدین العرقانی در شرح تقریب آورده که درین غزوه کور شد چشم ابو سفیان
صخر بن حرب پس ذکر کرده است این سعد که پیغمبر صلے اللّٰه علیه وسلم بر سر وی آمده گفت و حال آنکه
پیوسته چشم در دست اوست چه چیز محبوب تر است نزد تو چشمے که در جنت باشد ترا یاد عا کنم که باز دهد حق
تعالی بر تو چشم ترا در دنیا گفت در جنت محبوب تر است و انداخت چشم را از دست و معلوم شد که کور
گردیده چشم دیگر در روز زرموک در زمان عمر انتهی و در زمان محاصره روزی آنحضرت منادی را فرمود
که ندا در دهد که هر بنده که از حصار بجانب مسلمانان فرود آمد انکه ازاد شد پس قریب به بست از ممالک
اهل طائف حیلها نموده بزیر آمدند از انجمله نفیع بضم نون و فتح فا بن الحارث بود که به بکره فرود آمد و
ازین جهت ملقب بابی بکره گشت و از خیار اصحاب و مشاهیر ایشان شد پس آنحضرت همه آن
غلامان را ازاد کرد و رقبه ایشان را از ربقه عبودیت مطلق گردانید و هر یکی را بیکے از ملازمان درگاه
سپرد تا از مونات وی خبردار باشد و بعد از مدتها چون اهل طائف باسلام درآمدند التماس نمودند
که آن بندگان را با ایشان باز دهد فرمود اولئک عتقاء اللّٰه یعنے آنها ازاد کردگان خدا اند به بندگی
شما عود نمیکنند و در نسب ابو بکر این چنین آمده است که نفیع بن الحارث بن کلده به فتح کاف و لام
و دال مهمله ثقفی و بعضی گفته نفیع بن مسروح بن کلده و گفته اند که وی غلام حارث بن کلده یا مسروح
بن کلده است که به پسرے برداشته بود او را اگر گویند که اینچه بود غلامان ایشان را بخود خواندند و آزاد
کردند بعد ازان رطانه کردند بر ایشان جوابش آنکه این دعوت بود مر غلامان را باسلام و بشارت
دادن باطلاق و اگر جماعه از کافران را دعوت کنند باسلام و بشارت دهند به نعمت های دنیوی
و آخروی جائز است این چنین جماعه را بشارت داده دعوت کردند باسلام پیشتر بعد ازان که آیند در
حکم غنایم گرفتند و بنده شدند ازاد کردند چون بطریق عنوه و غلبه نگرفتند بنده نشده باشند و مراد

زمین را خواسته میگوید که مدینه و وج حرم اند باعتبار تعظیم و احترام ولیکن حرم نیست چنانکه در حرم مکه است و مذهب حنفی همین است و چون کیفیت حال بحضرت رسالت معلوم کردند عزیمت بر فتح القلعه مصمم گردانیدند و خالد بن ولید را با هزار مرد مقدمه لشکر ساخت و چون در راه گذر بر موضعی افتاد که آنرا لیه بکسر لام و فتح تحتانیه مخففه نام است و در انجا قصری بود از آن مالک بن عوف نصری فرمود تا آن قصر را ویران کردند و بسوختند و قمع آثار شرک نمودند و لابد دران اصنام نیز باشند و پیش از توجه بطائف طفیل بن عمرو دوسی را به تبخانه ذی الکفین بفتح کاف و فا و سکون تحتانیه که صنمی بود از خشت فرستاد تا آنرا منهدم سازد و از قوم خود مدد طلبید و در طائف آمده بآنحضرت ملحق شود و از طفیل بن عمرو شعری نقل میکند که در باب این صنم گفته ؎ باذ الکفین لست من عبادکا ✤ ای ذا الکفین نیستم از پرستندگان تو ✤ میلاد نا اقدم من میلادکا ✤ ولادت مسلمانان قدیم تر است از ولادت تو یعنی وسے بر بت پرستان از چوب تراشیده اند آتی خشیت النار فؤادکا ✤ بدرستے انداخته ام و افروخته ام آتش در دل تو یعنے سوخته ام ترا و طفیل بعد از چهار روز اینخدمت را پرداخته با بعضے از قوم خود که بوی موافقت نمودند آمده بآن سر و ملحق گشت و بعضی اسباب و آلات فتح قلعه و نقب آن نیز با خود آوردند و چون لشکر در زیر قلعه طائف آمده نزول کرد اهل قلعه تیر باران عظیم نموده بسیاری از مسلمانان را مجروح ساختند و بعضی بدرجه شهادت نیز رسیدند و هوازن در فن تیر اندازی بسیار ماهر و یگانه بودند بس حکم شد که لشکر همایون از انجا کوچ کرده در بلندی که اکنون مسجد طائف است نزول نمایند و دران غزوه از امهات المومنین زینب و ام سلمه همراه بودند دو خیمه برای ایشان ترتیب نمودند و اصحاب را حکم فرمودند تا بقلع اشجار این قوم از نخیل و کرم که بسیار بود مشغول شوند که سبب آزار و نگون ساری کفار مے شد اهل چون ازین واقف گشتند درخواست نمودند و زبان بتضرع و زاری کشادند که از برای خدا و رعایت رحم ترک قطع این درختان نکنند پس فرمود آنحضرت انی او عما الله و للرحم بدرستی من میگذارم آن درختان را از برای خدا و از برای رحم و در اینجا هم در مدت اقامت که بیست و نه روز و بروایتی پانزده روز و بروایتی چهل روز محاصره داشتند جنگها عظیم واقع شد و منجنیق نهادند و این اول منجنیق بود که نهاده شد در اسلام و اسباب و آلات آنرا طفیل بن عمرو دوسی در وقتی که باز آمد از سریه ذی الکفین آورده بود

آوردند گفت یا محمد من خواهر رضاعی شما ام فرمود آن حضرت هیچ نشانی براین امر داری پس آن زن بعضے از وقایع بیاد آن حضرت داد که قبول کرد پس آنحضرت ردای مقدس خود را برای او گسترانید و او را بران نشاند و اشک از چشمان بر رخسارهٔ مبارک او افتاد و از حال حلیمه و قوم او پرسید جواب داد که ایشان از دنیا رحلت کردند بعد ازان فرمود اگر خواهی پیش ما باش که معزز و مکرم خواهی بود و اگر خواهی در دیار خود باشی تو چیزے انعام کنیم وی همین شق ثانی را اختیار کرد آنحضرت بوے یک کنیزک و نیز غلام و گوسفندان بداد و رخصت کرد و شما به حلیهٔ ایمان متحلی شده بدیار خود رفت و از بعضے کتب مفهوم میشود که آمدن شما در جعرانه که قسمت اموال میکردند و وجه جمع آن تواند بود که آمده است که آن حضرت بشما در وقت رخصت فرمود که تو باز گرد و با قوام خویش در جعرانه اقامت نمائی که من بطائف خواهم رفت و در جعرانه اسباب معیشت شما را مهیا و مرتب خواهم ساخت چون آنحضرت بجعرانه آمد شما آمد قوم او را اموال و مواشی بسیار داد و تو نگر ساخت پس یکے از وی که او را پیش از جعرانه دیده آنرا روایت کرد و آنکه در جعرانه دیده آنرا گفت والله اعلم **وصل** چون مالک بن عوف با جماعتے از مشرکان ثقیف و هوازن که از حنین گریخته بودند بجانب طائف رفتند و در حصار وی متحصن شدند و پیش از محاربه و انهزام استعداد قلعداری یک ساله ساخته بودند و دران حصار متحصن گشتند و دروازه ها را بستند و مداخل و مخارج را مضبوط ساخته نشستند و دل بر جنگ نهادند و طائف بلدهٔ کبیره ایست بر سه مرحله یا دو مرحله از مکه و از راه عرفات و وادی نعمان که راه جبل است شب در میان می برند کثیره الاعناب والفواکه همان موضع که مردم عجم آنرا حجاز گویند و میوه و هوای خوش دارد حجاز نام ولایت است و طائف شهری ازان و در اخبار آمده است که جبرئیل علیه السلام آن بستانی که از اصحاب مریم که قصهٔ ان در صدر سورهٔ نون والقلم مذکور است از زمین بر کند و بمکه آورد و گرد خانهٔ کعبه طواف کرد و انگاه نهاد آنرا آنجا که طائف است و باین علاقه آنرا طائف نام کردند و پیش آن بستان در نواحی صنعا بود و این زمین را که طائف در وست وج گویند بفتح واو و تشدید جیم و در بعضی روایات اطلاق حرم بروی واقع شده است و در منظومه که بعضے علما نظم کرده اند گفته اند **نظم** وحرم الهادی وج الطائف حرم والجزاء بالبعضے بجرم هادی مدینه مشرف اراده نموده و از وج طائف همین

چون بکشید خون بسیار ازوی رفت وابو عامر از حیات خود طمع برید وگفت ای برادرزاده من سلام من
به پیغمبر علیه السلام برسان واز حضرت وی التماس آن که برای من طلب آمرزش کند پس امارت
لشکر را به من تفویض فرمود وحق تعالے بردست من فتح میسر گردانید وچون نزدیک آنحضرت صلعم معاودت
کردم درخانهٔ مبارک آن سرور درآمدم دیدم که بر بوریای که از لیف خرما بود افتاده است وآن لیف
در پهلوی مبارک وی اثر کرده است پس قصهٔ ابو عامر و استدعای او معروض داشتم پس آنحضرت
آب طلبید ووضو ساخت ودو رکعت نماز بگذارد وبعد ازان دست مبارک برداشت چنانکه
سفیدی زیر بغل را دیدم ودعا کرد اللهم اغفر لابی عامر واجعله من اعلی امتی فی الجنة پس گفتم
یارسول الله از برای من هم طلب آمرزش کن گفت اللهم اغفر لعبد الله بن قیس وادخله یوم
القیمة مدخلا کریما وعبد الله نام ابو موسے اشعری است وقیس نام پدر وی ودر حدیث
استحباب وضو و نماز است پیش از دعا واغتنام دریافت خوش از بزرگان وطلب دعا ازیشان
در الوقت واهتمام مطلب دعا برای آمرزش که اصل وعمده دعوات این است وآنحضرت صلی الله
علیه وسلم امر فرمود که غنائم حنین را در جعرانه جمع کنند ومضبوط ومحفوظ دارند تا در وقت مقسوم گردد
وجعرانه بکسر جیم وعین وتشدید را موضعی است قریب باوطاس وحنین بریک مرحله ازانکه معظمه
که آنحضرت آنجا آمده قسمت غنائم حنین کرد وپانزده شب آنجا نزده روز اقامت فرمود وجعرانه نام زنیست
که این موضع را بوی نام کردند از انجا شبانه شب بمکه آمده عمره بگذارد وچنانکه ذکر آن بیاید ومنادی
را فرمود تا ندا کند که من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلا یغل هرکه ایمان دارد بخدا وروز آخرت
پس باید که غلول نکند وغلول خیانت کردن در غنیمت پس هریکی از اصحاب چیزے که از غنیمت
برداشته بود باز آورد حتی که عقیل بن ابیطالب سوزنی برداشته بروجه خود داده بود تا حاجه خود
بدان بدوزد چون این خبر شنید سوزن را ازان باز گرفت وداخل غنائم گردانیده غنایم حنین
بسیار بود که هرگز در هیچ غزوه وسریه این چنین بلکه قریب این بدست نیامده ودر سبایا حکم
فرمود که وطی کرده نشوند حوامل تا بنهند حمل خود را وغیر ذات حمل تا بیارند یک حیض را وآورده اند
که از جمله سبایا زنی بود که بی شما تیت الحارث بن عبد العزی نام داشت کسی از صحابه باوی عنف
کرد او گفت من خواهر رضاعی صاحب شمائم یعنی پیغمبر صلے الله علیه وسلم پس اورا پیش آنحضرت

رسید یکی از ایشان امین بن ام برادر اسامه بن زید از مادر و بود خادم آنحضرت صلی الله علیه وسلم
و ذکر خدام بیاید و مقاد کس از اهل شرک و شقایق بدار البوار شتافتند و بسیاری از ایشان
سر در ربقهٔ اسلام درآوردند باقی فرار نمودند و سه تسلم شدند طایفه با مالک بن عوف روی بحصین
طایف نهادند و فرقه بطرف بطن نخله گریختند و جماعه بجهت صیانت مالی که در اوطاس داشتند
شتافتند و مسلمانان در دنبال ایشان افتادند و قتل کردند و آنحضرت حکم کرد که من قتل قتیلا فله
سلبه هر کسیکه یک کافر را بکشد سلب وی وی را باشد و در روایتی هر که بکشد و بران گواه بگذارند سلب
و سلاح و ثیاب و دابه قتیل و خبر آن و ابو قتاده انصاری درین روز کافری را کشته بود و سلب او
در دست مرد دیگر افتاده بود پس ابو قتاده پیش آنحضرت آمد و صورت حال را بعرض رسانید
آن مرد گفت سلب آن کافر در دست من است ابو قتاده را خوشنود گردان یا رسول الله
از من تا سلب قتیل خود را به من بگذارد و ابو بکر صدیق گفت رضی الله عنه نجدا سوگند رسولخدا
شیری را از شیران خدا که در راه خدای مقاتله نموده باشد محروم بگذارد و سلبی که حق او باشد
تبو دهد فرمود آن حضرت ابو بکر راست میگوید سلب قتیل او را باو ده پس ابو قتاده زره را بفروخت
و بهای آن بستانی خرید و آنحضرت دران روز برزنی گذشت که کشته شده و مردم بروی
ازدحام نموده بودند فرمودند چیست این ازدحام گفتند زن است از کفار که خالد ولید او را
کشته کسی را به نزد خالد فرستاد تا وی بگوید که رسولخدا نهی میکند از کشتن زن یا طفل یا اجیر و
تا که این اول تشریع بود در ینباب و خالد را پیش ازین معلوم نبود و بعد ازان ابو عامر اشعری
را که عم ابو موسی اشعری بود رضی الله عنهما با جماعی که زبیر بن العوام و ابو موسی اشعری و سلمه
بن اکوع دران بودند از عقب گریختگان بجانب اوطاس فرستاد و مسلمانان بعد از سطے
منازل بمخالفان رسیده محاربه و قتال نمودند و در بدین القمر کبیر کهنه سال و سردار آن قوم
بود و ذکر وی سابقا گذشت از دست زبیر بن العوام کشته شد و ابو عامر که امیر سریه بود نیز
بشرف شهادت مشرف شد و در کیفیت شهادت وی روایات مختلفه در وی یافته اصح آنست که در
اثنای حرب مردی از بنی جشم تیرے بر زانوی ابو عامر زد چنان که آن تیر در زانوی وی نشست
و ابو موسی در پی جشمی رفت و او را دریافت و کشت و خواست که تیر از زانوی ابو عامر بکشد

فرمود برو با کفار مقاتله کن پس پیش آنحضرت میرفتم با کافران جنگ میکردم و بخدا سوگند که اگر
دران ساعت پدر من زنده بودی هر آئینه او را شمشیر می زدم پس کفار هزیمت نمودند و حضرت
بخیمهٔ خویش مراجعت نمود من هم درآمدم تا مطالعه جمال او مشرف شوم فرمود یا شیبه انچه خداوند تعالی
بتو خواسته بود بهتر بود از انچه تو بنفس خویش میخواستی و هرچه در ضمیر من بود کشف کرد پس گفتم
اشهد ان لا الٰه الا اللّٰه و انک رسول اللّٰه بعد ازان گفتم یا رسول اللّٰه استغفر لی فرمود غفر اللّٰه
لک پوشیده نماند که سیاق حدیث دلالت دارد بر انکه ایمان در دل شیبه بهمان نصرتی که حضرت
کرد آمده بود و محبت که باعث بر قتال کفار شد پیدا شده بود لیکن بلفظ شهادت نظهور نیامده بود
والآن بشهادت نیز مشرف شد پس در حدیث دلیل است بر انکه حقیقت ایمان همان تصدیق
قلبی است و اقرار بلسان زاید است بران برای اجرای احکام ایمان پس چون آن نیز حاصل
شد ایمان تمام شد و کمال پذیرفت و در صحیح انجاری آورده که ابن عازب پرسیدند که
آیا فرار نمودید شما در روز حنین گفت اما رسول خدا فرار نمود و بر مرکز استقامت ثابت و مستقیم بود
وچون حمله کردیم با بر هوازن متفرق گشتند ایشان پس پیش آمدیم بر مغانم پس گرد کردند و تیر
باران ساختند ما را بسهام اشارت کرد بر ابراء رضی اللّٰه عنه که این ابتلاء بفرار و پریشانی ما هم
از تقصیر ما آمد که متوجه و متعلق بحطام دنیا دی شدیم چنانکه در غزوهٔ احد نیز هم چنین شد و گفت براء
اما رسول خدا صلے اللّٰه علیه وسلم بر بغله بیضای خود سوار بود و میفرمود انا النبی لا الکذب انا ابن عبد المطلب
و جائز نیست بر آنحضرت فرار و هرگز در هیچ موطنی از مواطن فرار و انهزام ننمود و خود چه صورت دارد
با آن شجاعت و وثوق بوعدهٔ حق که متزلزل گردد و فرار نماید و اجماع است بر عدم جواز اعتقاد
و انهزام بردی صلے اللّٰه علیه وسلم و قاضی عیاض در شفا نقل کرده است از ابن مرابط مالکی
که هر که گوید که آنحضرت گریخت توبه باید داد او را ازان اگر توبه کرد فبها والا قتل باید کرد و گفته
که علامه بساطی گفته است که اگر این قابل باستثنایت مخالف است در اصل مسئله که حکم سباب
است وجهی دارد و اگر موافق است که سباب قبول کرده نمیشود توبه او مشکل است و درین مسئله
اختلاف علما است که توبه سباب آنحضرت صلی اللّٰه علیه وسلم مقبول است یا نه و قتل او بجهة
ارتداد است یا بطریق تعزیر **وصل** آورده اند که درین غزوه چهار کس از مسلمانان بشهادت

ولیبلی المومنین منه بلاء حسنا ان الله سمیع علیم واز جابر بن عبد الله انصاری منقول است که آواز
سنگریزه ها که رسول خدا صلے الله علیه وسلم بجانب مشرکان انداخت چنان نمود که از آسمان در طشتی
ریختند وابنای آنجماعه که پدران ایشان در لشکر هوازن بودند نقل سنگریزه از پدران خود که میگفتند
که چون سنگریزه ها بجانب ما انداخت هیچ فرو نماند از ما که بچشم وی ازان در نیامد ودلهای ما طپیدن
گرفت وقلق واضطراب افتاد وبیمی عظیم بر ما مستولی گشت میگفتند که شنیدیم ما آواز تراجیهای که آهن
را بر طشت گذرانند ودر همان زمان از آسمان مثل کسائے سیاه پیدا شد ودر میان ما وقوم افتاد نگاه
کردند دیدند که مورچهای سیاه دران صحرا منتشر شد وتمام وادی ازان مملو گشت ومیگفتند که بر سنگ
درخت که دران جنگاه بود در نظر مخالفان سواری مینمود در میان زمین وآسمان مردان
سفید پوش دیدیم بر اسپان ابلق سوار علامتهای ایشان هر دو کتف گذاشته بودند وما را مجال و
طاقت آن نبود که در ایشان نگاه توانیم کرد واز سعید بن جبیر آمده که گفت حق تعالے در آنروز مدد
فرمود پیغمبر خود را به پنجهزار ملک وبعد از انقضاے حرب میگفتند هوازن که کجا اند آن مردان که بر
اسپان ابلق سوار بودند وجامهای سفید در بر داشتند وما کشته نشدیم مگر بر دست ایشان و
ازینجا معلوم میشود که ملایکه در غزوه حنین نیز قتال کردند چنانکه در بدر وقول آنکه گوید اینجا نزول
برای امداد واعانت بود وقتال مخصوص ببدر بود ضعیف است پس مسلمانان شمشیرها از نیام
برکشیده بر کافران ریختند گویا ستارها از آسمان مے افتد وشکست دادند وهوازن مقدار دو شبانه
روز نه ایستادند وروی بفرار نهادند والحمد لله واز سیبه بن عثمان رضی الله عنه آمده که گفت که در آن
وقت که جمعے از قریش با پیغمبر صلے الله علیه وسلم بحنین بیرون آمدند من نیز بودم مقصود من آن
بود که اگر دستے بروی یابم او را به قتل آرم وکینه که از جهت قتل پدر وبرادر من که روز احد کشته شده بودند
داشتم بکشم ونیت من ان بود که اگر تمامه مردم مطیع ومنقاد او شوند من نشوم باین قصد از عقب
وی در آمدم خواستم که بروی شمشیرے برانم ناگاه دیدم که زبانه آتشی مثل برق میان من واو پیدا شد
ونزدیک بود که مرا بسوزاند پس گفت آنحضرت صلے الله علیه وسلم یا شیبه نزدیکتر آی بپیش رفتم
پس دستی بر سینه من زد وگفت بار خدایا او را از شر شیطان در پناه دار پس حق تعالے آن واقعه
را تمام از خاطر من زایل گردانید وبخدا سوگند که وی دران ساعت دوستر بود از گوش وچشم من

شده و حیطهٔ امن و امان در آمده بود بدان اظهار استبشار نکرد و گفت لشکند خدا تعالی دهن ترا
هر آئینه ترتیب کردن مردی از قریش مرا بهتر است از انکه ترتیب کند مرا مردی از هوازن القصه
چون مردم همه پریشان شدند و آنحضرت علیه السلام با چندی معدود به جای خود ثابت ماند
آنحضرت با عباس فرمود بانگی زن بر یاران و ندا کن و بگو یا معشر الانصار یا اصحاب السمرة سمرة نام
درختی که صحابه در حدیبیه بیعت کردند در تحت آن و ایشان را اصحاب الشجرة و اهل بیعة الرضوان
نیز گویند یا اصحاب سورة البقره مراد تعظیم اصحاب است که ایمان آورده اند به سوره بقره که اعظم
سورهٔ قرآنست و عباس را غایت جهور الصوت بود لفرموده حضرت و اقتضای مقام بآواز بلند
اصحاب را بخواند تا حاضر آیند یاران چون آواز عباس شنیدند جواب دادند و گفت یا لبیک
یا لبیک و چنانکه زنبور بجانب یعسوب خود رود یا شتران و گاوان بر اولاد جستن نمایند بطرف
آواز عباس بشتافتند و بعضی که مراکب ایشان در سرعت ممتنع بود کردند سلاح از بر انداختند
و از مرکب فرو جسته خود را بر زمین انداختند و شتابان بجانب آنحضرت آمدند تا قریب بصد
جمع آمدند و حمله بر سر مشرکان آوردند و بجنگ در پیوستند پس فرمود آن حضرت الآن حمی
الوطیس و طیس تنور گرم که نهاده میشود در وی نان مثل زده شد برای شدت حرم و گرم شدن
آن و میگویند که این فصیح کلامی است که شنیده نشده است از هیچ یکی پیش از آنحضرت و
آن حضرت از استر فرود آمد و مشتی خاک با سنگریزه برگرفت تا هم سواره از علی بروایتی از ابن
عباس طلبید و گفت شاهت الوجوه و بجانب دشمنان انداخت پس افتاد آن خاک و
سنگریزه ها در چشم تمامه لشکر مشرکان و هیچکس نماند که در چشم وی نیفتاد در روایتی پر شد چشم و
دهان بخاک و سنگریزه پس فرمود شکست خورند سوگند به پروردگار محمد گفت خداوند راست
گردان وعده خود را نصرت خود نباید که غالب آیند کافران بر مسلمانان و در روایتی آمده که ایشان
بخواند اللهم لک الحمد والیک المشتکی وانت المستعان ویک المستغاث وعلیک النکلان و فرمود
آن حضرت انهزموا ورب محمد شکست خورند کافران سوگند بپروردگار محمد پس آمد جبرئیل و گفت
یا محمد تلقین کرد ضد تعالی ترا امروز آن کلماتی که تلقین کرد موسی علیه السلام در روز یکه شکافته شد
دریا برای بنی اسرائیل و در نجا نازل شد در قول حق سبحانه و ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی

ایشان بودند بعضے طرف پیش روے ایشان و بعضے یمین و شمال عباس رکاب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گرفتہ و ابو سفیان بن الحارث عنان بدست گرفتہ ایستادہ و بروایتی عباس رکاب راست گرفتہ و ابو سفیان رکاب چپ و سواری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در آنروز بر استر بود کہ الدلدل نام داشت و در روایتے آن بغلہ بیضا کہ فروہ جذامی بہدیہ فرستادہ بود چنانکہ در محل خود گذشتہ است و گفتہ اند کہ در سوار بغلہ در محل کہ موضع حرب و طعن و ضرب است کمال شجاعت و مزید قوت و نہایت قدرت و تحقیق نبوت است و الا بغال در عادت از مرکب طلائعیت و تہراحت است صالح نیست برائے حرب مگر خیل کہ مخلوق اند برائے کر و فر پس تحقیق سوار شدند لایکہ در حرب ہمراہ آنحضرت بر اسپان لایق نہ غیر آن از مرکب دادہ نمیشود سہم غنیمت مگر برائے اسپان بخلاف بغال و ابل پس گویا بیان فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ حرب و سلم نزدوے برابر است در قوت قلت و شجاعت نفس و ثقہ و توکل بر خدا عزوجل و باوجود حملہ سکر دو میراند اسپ را بجانب اعدا و مفہوم است کہ نہ گذارد بر ایشان و ابو سفیان بن الحارث عنان میگرفت و باز میداشت و میگفت آنحضرت و عباس رکاب را گرفتہ بود بدانید کہ من بندۂ خدا و رسول ویم و فرمود انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب تا تقویت و توثیق کند دلہای مسلمانان را و تذکیر کند ایشان را وعدۂ حق را بنصرت و میگفت الی این یا عباد اللہ الی این ایہا الناس و میگفت یا انصار اللہ یا انصار رسولہ یعنے من پیغمبرم و پیغمبر دروغ نمیگوید و من یقین دارم کہ وعدۂ حق مرا بنوت حق ہست و لہذا فرمود حق جل و علا ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المومنین و انزل جنودا لم تروہا و گفتہ انا ابن عبد المطلب و گفت انا ابن عبد اللہ زیرا کہ شہرت او بجد اشہر و اشیع بود از نسبت بپدر زیرا کہ پدر شریف وفات یافتہ بود در حضور جد و عظیم بود قدر و مرتبہ عبد المطلب میان مردم و نمیرسید ہیچ کس بشوکت وی و محل ظہور غرابت و خوارق عادات بود در ایشان چون رد بفرار نہادہ بودند کہ ہیچ کس از ایشان روی باز پس نمیکرد و جماعتی از کفار قریش و آنہا کہ نو مسلمان بودند و منہزم شدند ایشان از چرک حقد و حسد و کینہ پاک نشدہ بود خبث باطن را اظہار میکردند یکے میگفت کہ اصحاب محمد چنان مے گریزند کہ تا بکنار دریا توقف نخواہند کرد دکلدہ بن خلبل کہ برادر مادر صفوان بن امیہ بود گفت امروز روز آنست کہ سحر باطل گردد و بعضے امثال این سخنان از ابو سفیان بن حرب نیز نقل کردہ اند وی با صفوان گفت بشارت باد ترا کہ محمد و اصحاب او گریختند و صفوان چون در سورت شرک و کفر وی شکستے شدہ بود و ممنون عنایت آن حضرت

را این سخن که مشعر تعجب بود مکروه و شاق آمد و گفته اند که آن صورت کسر و انهزام که بلشکر اسلام بوجود آمد باین سبب بود تا بدانند که فتح و نصرت بکثرت عدد و عدت نیست بلکه از نزد خداوند تعالی است وما النصر الا من عند الله کریمه ولقد نصرکم الله فی مواطن کثیره یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا درین معنی نازل است پوشیده نماند شاید کراهت این قول درین مقام بجهت آن بود که از قائل آن بقرینه معنی عجب فهمیدند والا این معنی صحیح است زیرا که در حدیث ابو داؤد و ترمذی وغیرهما آمده است خیر الصحابة اربعة وخیر السرایا اربعمائة وخیر الجیش اربعة آلاف لن یغلب اثنا عشر الفا من قلة وعدد لشکر درین غزوه دوازده هزار مرد بود و مایانکه آن قائل نظر بعدد لشکر ملاحظه نموده بلکه بجهت شوکت و کثرت آن که در نظرش آمد چنانکه سیاق کلام دال برانست فافهم و ازین بیان معلوم شد که صحیح آنست که قائل آن صدیق اکبر رضی الله عنه نبود چنانکه در روایتی آمده والله اعلم و گویند که مالک بن عوف پیش از وصول اهل اسلام بوادی حنین در آمده و لشکر خود را در کمین گاهها نشانده و وصیت کرده که چون لشکر محمد غافل درین میدان در آید شما یکبارگی حمله آورده تیر باران کنید و پیغمبر صلی الله علیه وسلم در علی الصباح و در روایتی وقت سحر هر دو روایت نزدیک اند در مقصود تعبیه لشکر خود نموده دالویه و رایات بمردم داده متوجه ساخت و چون کمین گاهها تنگ بود و وادی حنین مغاکها داشت و راهها تنگ بود و همه بیکبار از یک محل نتوانستند در آمد فوج فوج شده بوادی از محال متعدده در آمدند و مخالفان زینهار فرصت نموده از کمینها بر آمده بیکبار بر لشکر ریختند و تیر باران کردند و ایشان تیر انداز بودند و مقدمه لشکر خالد بن الولید بود یا بنی سلیم که اکثر سلاح نداشتند رو بفرار نهادند و از عقب ایشان کفار قریش که همراه بودند و نو مسلمان ضعیف الایمان که در دلهای ایشان قرار نیافته بود نیز فرار نمودند باقی صحابه نیز طاقت نیاورده جولان نموده متفرق و متزلزل شدند و تفرقه درمیان لشکر اسلام بطوری افتاد که پیش معدودی چند پیش نماند و ازدلاوران که دران روز ثبات قدم ورزیدند علی بود و عباس و ابو سفیان بن الحارث و ربیعه بن الحارث بن عبد المطلب و پسران عباس قثم و فضل و اسامه بن زید و برادر مادر او ایمن بن ام ایمن و عبد الله بن الزبیر بن عبد المطلب و عقیل بن ابیطالب و چندے دیگر از اهل بیت و ابو بکر و عمر و ابن مسعود نیز درمیان

ورئیس هوازن مالک بن عوف نصری وپیشوای ثقیف کنانه بن عبد یالیل ثقفی بود پس ساختگی
کرده بعزم جنگ رسول صلے اللہ علیہ وسلم بیرون آمدند وبعضے از قبائل دیگر که با ایشان قرب وجوار
داشتند نیز با ایشان موافقت کردند پس لشکرے مجموع چهار هزار مرد ترتیب داده بیرون آمدند ودرید
بن الصمه مردی بود عمر دراز یافته وتجربه کرده ونابینا گشته وصد وبست سال عمر یافته وبروایتے
صد وشصت مالک بن عوف نصری را منع کرد که با اهل وعیال واموال نیاید اما وی بگفته او
مرد ممتنع نشد القصه درید گفت که ای هوازن مالک همه شما را فضیحت خواهد ساخت وعورات و
اطفال واموال شما را بدست دشمن خواهد انداخت وشما را بدست دشمن گذاشته خواهد
گریخت پس درمردم ماده اختلافی صورت بست مالک گفت اگر شما اطاعت نمیکنید من خود را هلاک
خواهم کرد شمشیر از نیام برکشید سر شمشیر بر سینه خود نهاد که شما اطاعت بجا نخواهید تا که برین شمشیر میکنم
تا از پشت من بیرون آید هوازن گفتند جوان است وجاهل اگر با موافقت وی نمیکنیم وبر راه
اطاعت وی نرویم خود را بجهل خواهد کشت ودرید مردی پیر وعاجز ونابینا ست لایق ریاست
نیست وکسی دیگر را نمیدانیم که سزاوار این کار باشد پس از درید اعراض نموده با مالک اتفاق
کردند ومتوجه حنین شدند نقل است که مالک بن عوف جمعی را تجسس حال لشکر اسلام برگماشت
وایشان بفرموده وی آمدند تحقیق نمودند ترسان ولرزان پیش مالک برگشتند پرسید سبب لرزه
واضطراب شما چیست گفت چون بلشکر محمد علیه السلام رسیدیم مردان سفید پوش دیدیم بر اسپان
ابلق سوار که مثل ایشان هرگز ندیده بودیم اکنون مصلحت چنان می بینم که برگردی اگر این سپاه
ما را بجماعت را ملاقات کند بر ایشان نیز آن رود که بر ما رفت مالک بر سخن ایشان اعتماد نکرده دیگران
را فرستاد دیگران نیز بهمین حالت آمدند وآنها ملایکه بودند برای نصرت اسلام نازل شده چنانکه
در غزوه بدر آمده بودند واز نجا معلوم شد که نزول ملایکه مخصوص ببدر نیست وبعضے گفته که قتال
وحرب ملایکه مخصوص ببدر است ودر حنین برائے امداد واعانت وتقویت وتائید وتشجیعت
قلوب مسلمین بودند نه برائے مقاتله ومحاربه القصه مالک بن عوف باوجود مشاهده آیات از
غریمت خود برنگشت وهم بران حال مصر ومصمم ماند وگویند که چون کثرت وشوکت لشکر اسلام
در نظر مسلمانان آمد مردی از مسلمانان گفت که امروز از بهت قلت مغلوب نخواهیم شد آنحضرت

مرج از حضرت افتاد بقاضی مذکور الفعالے وخجالتی راہ یافتاز برای دفع آن گفت واللہ کان فیہ
رضی اللہ عنہ شوبا من الاستعجال والمبادرۃ الی القتال تنبیہ صابی مائل از دین بدینی وکفار قریش
آن حضرت را صلے اللہ علیہ وسلم صابی میخواندند کہ میل کرد از دین آبا بدین مخترعہ وسلمانان صباۃ
میخواندند کہ مائل شدند بدین نو پس خالد را این لفظ ناخوش آمد وظاہر آن بود کہ میگفتند اسلمنا
اسلمنا واللہ اعلم بحقیقت الحال علے وجہ الکمال **وصل** واز وقائع سال ہشتم غزوۂ حنین بصیغہ
تصغیر نام موضعیست میان مکہ وطائف نام آبی است کہ میان او ومیان مکہ شریفہ سہ شب در میان
است قریب طائف واین را غزوہ ہوازن نیز گویند کہ نام قبیلہ ایست ساکن دران زمین وقصہ
این غزوہ آنست کہ چون سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فارغ شد از فتح مکہ وتمہید قواعد وقوانین
آن ودر آمدند قبائل عرب در ربقہ اطاعت وانقیاد والاد وقبیلہ ہوازن وثقیف کہ مبارزو گردن کشان
وصاحب اموال واسباب بودند گرفتار قید بغض وحسد وعداوت ماندند پس ملاقات کردند
اشراف این دو قبیلہ بیکدیگر وگفتند کہ محمد غالب امد بر اہل مکہ ایشان در عالم حرب مہارتے
ندا شتند اگر با ما در افتد واند کہ حرب چیست وشاید کہ قصد ما کند واگر پیش از انکہ بر سر ما بیاید بر سر
وی برویم بہتر باشد واین از روے غرور وتکبر وسرکشی گفتند ودر حقیقت خیر خواہی مسلمانان
کردند بایشان بشارت دادند کہ غلبہ ونصرت ومال ومنال واشیاء واسباب مر ایشان را خواہد بود
زیادہ از انچہ از جاہاے دیگر شد چنانکہ آمدہ است کہ چون بآنحضرت خبر رسانیدند کہ ہوازن با اہل و
عیال ومواشی واموال ہمہ بر آمدہ اند فرمود اینہمہ غنیمت مسلمانان خواہد بود ان شاء اللہ تعالے سبحانہ
غرض کہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شنیدند کہ این جماعہ قصد محاربہ دارند بیرون آمد از مکہ روز
شنبہ شوال در دوازدہ ہزار مسلمانان از اہل مدینہ ودو ہزار از مکہ از طلقاء وخلفاء وآن حضرت
صد زرہ از صفوان بن امیہ طلبیدہ گفت غصبا یا محمد یعنے این زرہا را بغصب از ما
می ستانی یا بعاریت فرمود بل عاریۃ مضمونۃ بغصب نیست بلکہ بعاریت کہ اگر ہلاک گردد ضمان
بدہم زہی عزوبی وسخاوت عقل وے کہ تو ہم غصب میکند ودست دل وی در دادن آن میلرزد فردا
خواہد دید کہ آن حضرت بوی چہ عطا وانعام خواہد کرد وہشتاد کس درین میان از مشرکان ہم بودند
مثل صفوان بن امیہ وغیرہ وعتاب بن اسید را عامل گردانیدہ بین رسید بحنین در شب سہ شنبہ دہم شوال

عوض اموال تلف شدهٔ ایشان بدہد و استرضای ایشان نماید و خالد را ملامت کند علی مرتضی رضی
بموجب فرمودهٔ بآن قبیله رفت و مهمات ایشان را کفایت نمود و چیزے ازان اموال که آورده بود
تسلیم ایشان نمود و ایشان را راضی ساخته بخدمت آنحضرت مراجعت نمود و گویند که سید عالم صلی اللہ
علیه وسلم مدتی با خالد در غضب بود و چون خوشنود شدند نبی خدیمه آن حضرت بوسیله شفاعت
بعضے از اصحاب از خالد درگذشت اینجا محل تعجب و حیرت است این فعل را خالد هر چه توان حمل
کرد علما میگویند که این بجهت خطاء در اجتهاد بود خالد را اجتهاد با آنجانب رفت که ایشان بجنگ آمده اند
و عذر دروغ می کنند و صحابه را رای بجانب خلاف آن رفت و المجتهد یخطی و یصیب لهذا آنحضرت
حکم بدیت کرد و بسیار بود که آن حضرت دیت از پیش خود میداد چنانکه در خیبر قضیه محاصمت با یهود
کردند و الله اعلم و در روضة الاحباب گفته که قصه خالد و نبی خدیمه اهل سیر بانمطریقه که مذکور شد
ایراد کرده اند و در کتب احادیث بصحت پیوسته از طریق عبد الله بن عمر رضی الله عنهما که فرمود
پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم خالد را بآن قبیله فرستاد پس وے ایشان را دعوت کرد ایشان اسلام
خود را ادا نکردند و نگفتند اسلمنا بلکه میگفتند صبانا صبانا پس در استاد خالد و ایشان را قتل میکرد
و اسیر می نمود و شراح حدیث گفتند که احتمال دارد که خالد از عدول ایشان از صریح لفظ اسلام گمان
برده باشد که آنرا بر سبیل امتناع از اسلام میگویند و حقیقت اراده نمی نمایند پس باین تاویل
ایشان را قتل و اسیر نمود و الله اعلم انتهی و این روایت که در کتب احادیث مذکور است موجب
اشتباه و محل التباس میتواند شد اما آنچه در کتب سیر مذکور است در غایت بعد و نهایت شناعت
است که قومے صریح مسلمان باشد و اقامت شرائع و شعار تصدیق نبوت می نموده باشند و
گفته باشند که ما سلاح از برائے جنگ نپوشیده ایم با ایشان را چنین معامله کنند و ذکر آن قوم در
جاهلیت عم خالد و پدر عبد الرحمن را کشته بودند موجب اساءت ظن و متوهم است که خالد ایشان را
بسابقه عداوت کشت نه بجهة دین آخر نه در شان خالد فرموده که خالد سیف من سیوف الله و
سیف خدا بر غیر حق جاری گردد چنانکه در قتل خالد تویره را که گفت من صاحبکم عمر بن الخطاب
او را مواخذه کرد مثل این واقع شده یاد دارم که چون در مکه معظمه در پیش قاضی علی بن ظهیرة
از بنی ظهر که از اولاد خالد بن الولید بودند ذکر خالد رضی الله عنه در فتح و شتابی کردن وے در ان بنی ام

اسلمت بالله دیگر آنکه سعد بن ابی زید اشهلی را بابست سوار بموضع مشلل بضم میم وفتح شین معجمه وشدت
لام اولی مفتوحه نام موضعی است بین الحرمین فرستاد تا بتخانه منات که در زمان جاهلیت معبود
اوس وخزرج وغسان بود خراب کند چون میان تخانه رسید شادن تخانه گفت بچکار آمده گفت
بهدم مناة گفت تو دانی که اوس سعد به سوی آن تخانه روان شد زنی سیاه برهنه کالیده موے
از انجا بیرون آمد دست بر سینه میزد ونوحه میکرد سعد بیک ضرب شمشیر اورا بکشت وتخانه را ویران
کرد وبخدمت سید المرسلین صلے الله علیه وسلم باز گشت دیگر واقعه عظیمه که خالی از شناعتے نیست
که خالد بن الولید را بعد از مراجعت از نخله وهدم عزی با سیصد وپنجاه مرد از مهاجرین وانصار
بنو سلیم بجانب یلملم بر قبیله بنی جدیمه بفتح جیم وکسر دال معجمه فرستاد تا آن طائفه را دعوت باسلام
نماید نه از برای معامله وایشان در زمان جاهلیت عم خالد را که فاکه بن مغیره نام داشت وعوف پدر
عبد الرحمن را رضے الله عنه کشته بودند بسبب آنکه ایشان از تجارت یمن باز گشته بودند به یلملم رسیده بودند
وبنو خذیمه بطمع مال هر دو را بقتل رسانیده اموال ایشان را گرفته بودند وچون از رسیدن خالد خبردار
شدند بر غایت طریقه حزم واحتیاط سلاحها پوشیده بیرون آمدند خالد از ایشان پرسید شما چه کسانید
گفتند ما مسلمانانیم که بمحمد صلے الله علیه وسلم وشرائع دین وی ایمان داریم ونماز میگذاریم ودر میان
خود مسجد بنا کرده اذان واقامت گفته وبجمعه وبجماعات قیام مینمائیم خالد گفت پس چرا سلاح
پوشیده در برابر من آمده اید گفتند میان ما وقومے از عرب عداوت است ترسیدیم که شما
از ایشان باشید خالد را عذر ایشان بمرتبه در محل قبول نیفتاد وگفت سلاح خود برآرید ایشان
بموجب فرموده عمل نمودند وسلاحها از خود دور کردند انگاه فرمود تا دستها یکدیگر بر شانه ببندند
وهر یک از ان اسیران را بیکے یاران خود بسپرد وشب وقت سحر ندا کرد که هر که اسیرے دارد به قتل
آرد بنو سلیم بفرمودهٔ او اسیران بیگناه را کشتند فا ما مهاجر وانصار دست از اسیران خود باز داشتند
ودر روایتی که چون آنها سلاح انداختند خالد تیغ در ایشان نهاد قریب صد کس را از ان قبیله
بکشت پس یکی از بنے خذیمه آمده انچه خالد بآن جماعه کرده بود بعرض حضرت برسانید حضرت
در غضب آمد ودو سه بار فرمود اللهم انی ابرا واسک مما صنع خالد خداوندا من بیزارم از انچه کرد
خالد ورسید امیر المومنین علی ابن ابیطالب را مبلغها داده بر قبیله بنی خذیمه فرستاد تا دیت کشتها و

بر مکہ نماز در مسجد مدینہ را افضل میگویند از نماز در غیر وی واگرچہ بحسب عدد و کمیت اکثر باشد ولیکن
در مسجد مدینہ بحسب کیفیت و نفاست ببرکت جوار آنحضرت افضل است و کثرت کثیر منافات ندارد
نفاست قلیل چنانکہ یک جوہر نسب بہزار در جسم و این بحث در تاریخ مدینہ کہ مسمی است بجذب القلوب
الی دیار المحبوب تقریر و تحقیق کردہ شدہ است و در مسائل فقہیہ مذکور شدہ است کہ اگر یکے نذر کند
کہ در مسجد مفضول نماز کند بگذاردن نماز در مسجد فاضل از عہدہ نظر بر آید چنانکہ نذر کند بگذاردن
نماز در مسجد اقصے یا در مسجد مدینہ و بگذارد در مسجد حرام یا بدر کند در مسجد اقصی و بگذارد در مسجد مدینہ بخلاف
عکس و فرمودن آنحضرت مر آن مرد را کہ نذر کردہ بود بگذاردن در بیت المقدس ہمچنانکہ بگذارد
دلالت دارد بران دیگر از قضایا احکام کہ در ایام توقف بہ مکہ واقع شد نہی از ثمن خمر و خنزیر و میتہ
و میت و حلوان کاہن یعنی اجرۃ کہ بوی دہند بسبب کہانت و بہیہ حیوان مردہ کشتیہا و مشکہا را بآن
چرب میکنند فرمود بکشد خدا یتعالے یہود را حرام کردہ شد بر ایشان شحوم پس فروختند ایشان آنرا
و خوردند بہا ہاے آنرا از ینجا معلوم میگردد کہ آنچہ خوردن وی حرام است بہاے او نیز حرام باشد
دیگر از وقایع کہ درین ایام واقع شد آنست کہ خالد بن الولید با سی سوار موضع نخلہ بخراب کردن
بتخانہ عزے کہ نام نبی مشہور است فرستاد پس خالد بعد از قطع منازل بآن موضع رسید و
آن بتخانہ را بکند و باز گشت آن حضرت فرمود آن بتخانہ را کندی گفت آری فرمود در انجا ہیچ
چیزے دیدی گفت نی فرمود تو عزے را منہدم نساختہ خالد باز گشت و چون بآن موضع رسید
یک تفحص نمود و زنی سیاہ برہنہ پراگندہ موے بردی ظاہر شد شمشیر کشید و بردی زد چنانکہ
دو نیمش ساخت و خبر بحضرت رسانید فرمود آن عزے بود دیگر ے خوی در بلاد شما پرستیدہ
نشود و این عزے معبود قریش و تمامہ بنی کنانہ و بزرگترین اصنام بود چنانکہ سوگند میخوردند بلات
و عزے و لات صنم ثقیف بود لبطائف و در حدیث آمدہ است من یتلف باللات و العزی
فلیقل لا الہ الا اللہ دیگر آنکہ عمرو بن عاص را بخراب کردن بتخانہ سواع کہ بت قبیلہ ہذیل بود
بر سہ میل از مکہ فرستاد از عمرو منقول است کہ گفت چون بآنجا رسید شادن آن بتخانہ بمن گفت
چہ میخواہی گفتم رسول خدا مرا امر کردہ است بہدم این بت خانہ گفت تو انکار نمی توانی کرد و از ان
ممنوع خواہی گشت و عمرو گوید نزدیک رفتم و آن بت را شکستم آنگاہ بشادن گفتم دیدی گفت

برادرزادهٔ ابوسلمہ بن ابوعبدالاسد مخزومی کہ از اشراف قبیلہ بنی مخزوم بود دزدی کرد او را
نزد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آوردند و بعد از ثبوت دزدی حکم کرد تا دست او را ببرند قوم او را وحشتی
عظیم درگرفت و خواستند کہ شفیعے پیدا کنند شاید کہ آنسرور از سر قطع وے درگذرد پس اسامہ بن زید
را کہ محبوب و مقرب درگاہ بود درمیان آوردند و وی بحبت الحاح و مبالغہ این قوم التماس کرد
فرمود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ای اسامہ در حدے از حدود خدا شفاعت مینمائی اسامہ چون تعرض
و غضب حضرت ملاحظہ کرد گفت یارسول اللہ برائے من استغفار کن کہ بد کردم پس آنحضرت خطبہ
خواند و فرمود ای مردمان آگاہ باشید کہ امم ماقبلتم را ہلاک گردانید این کہ چون شریفی درمیان
ایشان دزدی کردے ترک او کردندی و اقامت حد بروی نمودندے و چون ضعیفے باین امر مبتلا
گشتے اجرای حد بروی نمودندے بآن خدائے کہ نفس محمد بید قدرت اوست اگر فاطمہ دختر محمد دزدی
کند دستش را قطع کنم پس آن زن مخزومیہ را دست بریدند و خدا خیر دہد امام تاج الدین سبکی کہ از
ائمہ مذہب امام شافعی است در نقل سخن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ صریح نام فاطمہ زہرا ذکر کرد
و ادب ورزید و راضے نشد کہ در ینمقام اسم شریف او را ذکر کند و گفت گفت آن حضرت اگر دزدی
کردی فلان و بردنام یکے از اہل بیت خود را دستش را قطع کردی بارک اللہ فی تعظیمہ و رعایت او
بضع الزہرا البتول سلام اللہ علیہا و علی سایر بنت النبوۃ اجمعین و از ینحدیث معلوم میشود حرمت
شفاعت در حدود بعد از رسیدن بحاکم و پیش ازان جائز است اگر آنکس کہ برائے او شفاعت
میکند شریر و موذی نباشد اما در تعزیر جائز است در ہر صورت خصوصاً در اشراف قضیہ دیگر از
قضایا کہ در ایام توقف در مکہ معظمہ واقع شد آن بود کہ مردی آمد نزد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و گفت نذر کردہ بودم کہ چون خداوند تعالے فتح کند مکہ را بر رسول خود بہ بیت المقدس روم و در انجا
نماز بگذارم فرمود بگذار اینجا یعنے در مسجد مدینہ سہ نوبت التماس کرد و آنحضرت ہمین فرمود یک نماز
گذاردن اینجا فاضل تر است از ہزار نماز در جاے دیگر از شہرہا در ینحدیث ہمچنین واقع شدہ و
در حدیث دیگر کہ یک نماز در بیت الحرام برابر صد ہزار نماز است در غیر وی از مساجد و نیز آمدہ است
کہ یک نماز در مسجد اقصے برابر ہزار نماز است و در مسجد مدینہ برابر دہ ہزار و در مسجد حرام برابر صد ہزار پس
نماز در مسجد حرام اکثر است از غیر وے و امام مالک رحمۃ اللہ علیہ چون قایل است بہ تفضیل مدینہ

از حمیدی نقل کرد که مقتول گشت واللہ اعلم کذا ذکرہ فی روضۃ الاحباب ششم ام سعد ویرا نیز کشتند
همین مقدار مذکور است وهیچ معلوم نشد که وی کیست وگناه وی چه بود واو را که کشت تبتیغا
گفته است مالک چنانکه در روایت بخاری آمد که نبود آنحضرت در روز فتح در انچه گمان می بریم محرم وروایت
کرده است آنرا عبد الرحمن بن مهدے از مالک بطریق جزم وشاهد است مراین را روایت مسلم از
حدیث جابر که گفت در آمد رسول خدا صلے اللہ علیه وسلم روز فتح مکه وبود بروی عمامه سیاه بی احرام
وروایت کرده است ابن ابی شیبه باسناد صحیح که گفت در بناء پیغمبر صلے اللہ علیه وسلم مکه را هرگز غیر
محرم مگر روز فتح واختلاف کرده اند علما آیا واجب است بر کسیکه در آید مکه را احرام یا نه مشهور از مذهب
شافعی عدم وجوب است مطلقا ودر قولے وجوب مطلقا ودر کسیکه مکرر میشود دخول او خلاف است
اظهر عدم وجوب است ومشهور از امثالا نه وجوب است ودر روایتی از هر یک عدم وجوب آمد جزم
کرده اند چنانکه باستثناء خداوندان حاجات متکرره واستثناء کرده اند حنفیه کسی را که داخل میقات
است کذا فی المواهب ومختلف آمده است روایت که آنحضرت در اول دخول مکه مغفر بر سر
مبارک داشت یا عمامه سوداء وجمع کرده اند باحتمال آنکه در اول دخول مغفر داشته باشد بعد ازان
ازاله کرد وعمامه پوشیده پس حکایت کرد هر کس انچه دید ودر حدیث عمرو بن حریث آمده است
که آنحضرت خطبه خواند وبروی عمامه سوداء بود ولیکن این نزد باب کعبه بود وقتی که بیرون آمد از
درون کعبه واین بعد از دخول است واین توجیه قاضی عیاض است برائے جمع بین الروایتین
وبعضے جمع کرده اند بانکه عمامه ملفوف بود در فوق ومغفر تحت مغفر بجهت وقایع راس از
صداع جدید پس هر که ذکر مغفر کرد مقصودش آن است که بیان کند نهی آن حضرت از برائے
حرب وهر که ذکر عمامه کرد اراده کرد که بیان کند عدم احرام را کذا فی المواهب وصل سابقا معلوم
شد که خروج از مدینه روز چهار شنبه بود در دهم رمضان بعد العصر باختلافیکه در وست ودخول
مکه وفتح آن در بیستم ماه مذکور شد وسید عالم صلے اللہ علیه وسلم بقیه ماه وشش روز از ماه شوال در
مکه توقف نمود ودر مواهب گفته که اقامت آنحضرت در مکه پانزده روز بود ودر روایتی نوزده ودر
روایتی هفده ونزد ترمذی هیزده گفته که اصح روایت بضع عشر است دران ایام نماز ها بالقصر
میگذارد ودر ایام توقف قضا باو وقوع یافت یکی آنکه زنے فاطمه نام دختر اسود بن عبد الاسود

وصل

و در صحیح آمده که چون آنحضرت صلی اللّٰه علیه وسلم آیت بیعت بر زنان خوانده و در ان واقع شده است
و لاسیر قن هند گفت یا رسول اللّٰه ابو سفیان مردی شحیح ممسک است در نفقه اگر از مال وی
چیزے برای نفقه عیال بردم درست باشد فرمود آنحضرت بگیر انچه بسندگی کند اولاد ترا بمعروف
و چون فرمود و لا یزنین گفت هند و هل تزنی الحرة آیا زن حره زنا میکند اشارت بعفت خود کرد از
زنا و در صحیح البخاری از عائشه رضی اللّٰه عنها آورده که گفت هند بنت عتبه یا رسول اللّٰه نبود
بر روے زمین هیچ اهل خیمه که عزت آن دوست تر باشد نزد من از خیمه تو فرمود آن حضرت و ایضا و تراد
در معنی قول وے و ایضا در معنی گفته اند یکی این معنی که زیاده پیدا خواهد شد محبت بر تو چون
قرار خواهد یافت ایمان در دل تو و دیگر آنکه من نیز این حال دارم نسبت بتو و معنی اول اقرب
و اولی و اظهر است بعد ازان قرآن خواند بروی و ظاهر امر اد آیت بیعت است پس گفت هند
میخواهم که در بین بیعت دست بدست تو رسانم فرمود که من بیعت نمیکنم با زنان بمصافحت و قول
من صد زن را مثل قول من است مر یک زن را و مبایعت آن حضرت زنان را بزبان بود
نه بدست چنانکه گذشت و گویند هند چون بخانه خود رفت هر بتی که داشت بشکست و گفت ما
از شما در غرور و فریب بودیم و دو بز غاله بر سم هدیه بآن حضرت فرستاد و عذر خواهی نمود که گوسفندان
ما کم اند آنحضرت دعا کرد ببرکت دعای شریف در گوسفندان وی حق تعالی برکت داد و بسیار شد
گوسفندان او و هند میگفت هذا من برکة رسول اللّٰه دوم قریبه بقاف و بالصیغة التصغیر و سوم
قرتنا بفتح قاف و سکون راو فتح تا و نون دو کنیز ک مغنیه بودند ازان این خطیل که بجول آنحضرت
میخواندند به یعنی پس قریبه بقتل رسید و قرتنا بگریخت و برای وی امان خواستند و سید عالم
و برا امان داد پس آمد و مسلمان شد چهارم از بت مولاة ابن حطل مذکور و وی نیز دران روز
کشته شد پنجم تبارة مولاة بنی المطلب و بعضے گفته مولاة عمرو بن هشام و وی آنزنی است
که حاطب بن ابی بلتعه مکتوب به قریش بر دست وی فرستاد و در وی اختلاف کرده اند
که وی مرتد شده بمکه آمد و روز فتح بدست علی مرتضے مقتول گشت و بعضے گفته اند که از برا ے
وی امان خواستند و امان داده شد و در زمان خلافت عمر بن الخطاب در موضع ابطح سوار
اسپ بر بالای وی راند و بدان سبب بمرد و در شرح ابن حجر آمده که وی مسلمان شد و قولے

مسلمان شد ازین بیان معلوم می شود که حق تعالے می بخشد گناهان بندگان را بالقید مشیت و شرط توبه اگرچه شرک باشد اما مذهب آنست که معلوم است و وجود عذاب در آخر است بحکم نص قرآن و حدیث متحقق الوقوع است اگر گویند شاید که بعد از وقوع جزا و عقاب و عذاب آخرت عفو و رحمت و مغفرت ظهور کند این معنی منافی خلود و ابدیت است که فرمود خالدین فیها ابدا و الله اعلم یازدهم عبد الله بن الزبعری بکسر زای و فتح موحده و سکون عین مهمله از شعرای عرب بود در رسول را و یاران رسول را صلے الله علیه وسلم و رضی عنهم هجوی کرد و مشرکان را بر حرب مسلمانان تحریص میکرد و روز فتح چون خبر شنید که خون او را هدر ساخته اند بگریخت و بطرف نجران فرزندین سنا رفت بعد از چند وقتی که دران ناحیه بود از معاملات جاهلیت پشیمان گشت و نور اسلام در دل پرتو انداخت و متوجه ملازمت سید المرسلین صلے الله علیه وسلم شد چون آنحضرت او را از دور دید فرمود این ابن زبعری است که می آید و باوی روی است که دران نور اسلام است ابن زبعری نزدیک رسید و گفت السلام علیک یا رسول الله گواهی میدهم که خدایی است و تو رسول اوئی شکر و سپاس مر خدای را که مرا هدایت باسلام نمود یا رسول الله تقصیر بسیار دارم و بسی بی ادبی با تو و یاران تو کرده ام اکنون از همه پشیمانم اکنون حکم تراست فرمود الحمد لله الذی هداک الی الاسلام و بدانکه اسلام تدارک میکند گناهان گذشته را در کتب کلامیه آورده اند که چون نازل شد کریمه انکم و ما تعبدون من دون الله حصب جهنم این ابن زبعری گفت ازین آیه معلوم میشود که عیسے پرستیدند او را و النصاری او نیز در جهنم باشد چون او در جهنم باشد کو معبودان ما نیز باشد آنحضرت فرمود و لملک ما اجهلک بلسان قومک اشارت کرد بآنکه کلمه ما برای غیر عقلا است چنانکه در کتب نحو مقرر شده است و لهذا در مانند قول وی تعالے و السماء و ما بناها تاویل مینمایند و اما از مانیکه در روز فتح مکه حکم به قتل دهند روم ایشان واقع شده شش اند بعضے از ایشان مامون شدند و بعضے مقتول شدند اول هند بنت عتبه زن ابو سفیان قصد ایذای او پیغمبر را صلے الله علیه وسلم شهرتی دارد و در روز احد مثل حمزه دشله ساختن وی بسعی وی بود و میگویند بعد از فتح دران زمان که زنان بآن سرور بیعت میکردند نقابی بر روی بسته خود را میان ایشان انداخته آمد و مسلمان شد و بعده نقاب از روی بکشاد و گفت منم هند بنت عتبه حضرت فرمود و چون مسلمان آمدی خوش آمدی

ملاقی مے شدم روبروی وی نمی آمدم وی مے گریختم وخود را در عقب وی مے انداختم وچون در زمان خلافت ابوبکر صدیق مسلمانان بجنگ سیلمہ کذاب میرفتند من نیز ہمراہ ایشان بجنگ میرفتم وہمان حربہ کہ حمزہ را بآن شہید کردہ بودم بر سیلمہ انداختم چنانکہ از پشتش بیرون رفت متعاقب آن مردی از انصار آمد وشمشیرے بروی زد نازانم کہ بضرب حربہ من کشتہ شد یا بزخم شمشیر او ولیکن شنیدم زنی از بالای بامی گفت بندہ سیاہی سیلمہ را کشت ومنقول است از وحشی کہ می گفت قتلت خیر الناس فی الجاہلیۃ وقتلت شر الناس فی الاسلام ودر غزوۂ احد گذشت کہ جماعہ بدیدن او رفتند تا کیفیت قتل حمزہ را از وی بشنوند دیدند کہ در گوشۂ خانہ بشکل مشکے بر آب افتادہ است بدر دی دید شکل پس تقریر کرد آن قصہ را از بعضے کتب سیر قصۂ آمدن او را نزد آنحضرت صلعم بطریقے نقل کردہ اند کہ خالے از تاثیرے نیست وآنرا روایت از ابن عباس کردہ اند کہ گفت آمد وحشے نزد پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم وگفت آمدہ ام کہ مرا امان دہی تا کلام خدا را بشنوم از تو کہ در وی مغفرت ونجات من باشد حضرت فرمود دوست سید اشتم من کہ چشم من بر تو افتد بے آنکہ طالب امان باشے یعنی حکم میکردم بہ قتل اما چون طالب امانے امانت دادم تا کلام حق بشنوی پس این آیہ نازل شد والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق آثاما یضاعف لہ العذاب یوم القیمۃ ویخلد فیہ مہانا وحشے گفت من شرک ورزیدہ ام وخون ناحق کردہ ام وزنا استعمال کردہ ام آیا باین حالت خدا تعالے بخشد پس حضرت خاموش ماند وہیچ نفرمود دوبارہ این آیۃ نازل شد الا من تاب وامن وعمل صالحا فاولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما وحشی گفت درین آیۃ شرط کردہ کہ غفران ذنوب مر کسی را حاصل شود کہ بعد از گناہان توبہ وعمل صالح از وی بوجود آید شاید کہ از من بوجود نیاید من در جواب تو ام تا آیتی بروی خواندان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء وحشی گفت اینجا مغفرت باز بستہ بمشیت است شاید کہ من از انجملہ باشم کہ مشیت خداوند تعالی بمغفرت تعلق نگیرد بعد ازان این آیہ نازل شد قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم وحشی گفت این زمان ہیچ قیدی وشرطے نمی بینم فی الحال

گناہگار و شرمسار حضرت سر مبارک خود در پیش انداخت و ازین اعتذار روی شرم داشت کہ باوی عتاب کند پس اسلام وی را قبول نمود و فرمود ای ہبار از تو عفو کردم و اسلام قطع میکند جرائم را و اہدام میکند بنیان گناہان گذشتہ را حارث بن طلاطلہ بضم طاء اولے و کسر طاء ثانیہ وے نیز از سوذیان آنحضرت بود صلے اللہ علیہ وسلم و در روز فتح علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ بروی ظفر یافتہ بقتلش رسانید ہشتم کعب بن زہیر وی پیغمبر را صلے اللہ علیہ وسلم ہجو میکرد و در روز فتح فرار نمودہ بعد ازان با برادر خویش بجیر بن زہیر متوجہ ملازمت آن سرور شد و بجست برادر خود را فرستاد تا معلوم کند کہ آن حضرت ایمان او را قبول خواہد نمود و از سر خون او خواہد گذشت بجیر آمد و بشرف اسلام مشرف شدہ و خبر بکعب فرستاد کہ بیا و مسلمان شو آنحضرت از گناہ تو میگذرد پس در زمان بملازمت حضرت شتافت و این قصیدہ انشاد کردہ **قصیدہ** بانت سعاد و قلبی الیوم متبول تا بانجا رسید ان الرسول لسیف یستضاء بہ مہند من سیوف اللہ مسلول ثبت ان رسول اللہ اوعدنی و العفو عند رسول اللہ مامول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارت کرد باصحاب کہ بشنوید چہ میگوید و آوردہ اند کہ آنحضرت خوشوقت شد و بروے بر سبیل جائزہ ردای پوشانید و ہر چند اسلام کعب بن زہیر در سال نہم از ہجرت بود و ذکر آن در سال ہشتم بتقریب فتح مکہ و ابدا را آنحضرت خون او را پیدا شدن باعث توبہ و رسیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درین سال ہشتم کہ فتح مکہ در وی واقع شد و در روضۃ الاحباب در ہمین سال ہمین مقدار ذکر کردہ و در سال نہم بتفصیل تر ازین ذکر کنیم انشاء اللہ تعالے و ہم وحشی قاتل حمزہ بود رضے اللہ عنہ مسلمان بسیار حریص بود بر قتل وے و آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمودہ بود بدان پس وے بطرف طائف رفت و در انجا مے بود تا زمانیکہ وفد طائف بہ نزد خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوۃ و التسلیمات میرفتند مردم بوی گفتند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفد از آزار نمیکند و نمیکشد تو در میان ایشان برو و ایمان بیار پس ہمراہ ایشان بمجلس شریف آمد و گفت اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد الرسول اللہ حضرت فرمود تو وحشی نیستی گفت آری منم وحشی فرمود بنشین و با من بگوے کہ عم مرا چگونہ کشتے بعد ازان کہ کیفیت قتل حمزہ را بعرض رسانید فرمود برابر من میاور بے خود را بمن منما وحشی گوید ہرگاہ کہ آنحضرت

ابدا روم اغلب درین جماعه سابق برفتح بود بقرینه ذکر وحشی ورد و ظاهر همین است زیرا که گناه ان ایشان که موجب ذم شد سابق بود در وقتی که آنحضرت در مدینه بود ششم مقیس بکسر میم وسکون قاف وفتح تحتانیه وسین مهمله بن صبابه بضم صاد مهمله وموحدتین وگناه او آن بود که برادر او هشام بن صبابه بضم صاد مهمله وموحدتین بمدینه آمد ومسلمان شد ودر غزوه بنی سبیع ملازم حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم انصاری از بنی عمر بن عوف گمان برد که وی مشرک است واورا بخطا بکشت مقیس بمدینه آمد وطلب خون برادر کرد وچون بخطا کشته شده بود حکم کردند تا انصار دیت بوی داد وبعد از اخذ دیت مقیس مسلمان شد وباوجود اخذ دیت بر سر انصاری آمد وویرا بکشت ومرتد شد وبمکه مراجعت نمود ودر روز فتح باجماعتی از مشرکان بگوشه رفته بشرب خمر مشغول شد آنحضرت حکم بقتل او کرد نمیله بن عبد الله بسبب برحال او اطلاع یافته بر سر او رفت واورا بکشت هفتم هبار بفتح ها وتشدید موحده بن الاسود ایذای بسیار ازوی بجناب مقدس نبوی صلی الله علیه وسلم رسیده بود واز جمله حرکات شنیعه وی آن بود که ابو العاص بن الربیع شوهر زینب بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم در غزوه بدر اسیر مسلمانان شده بود حضرت بروی دست نهاده بمکه فرستاده بود وشروط بآنکه چون بمکه رسد زینب را نزد آنحضرت فرستد وابو رافع مولی خود وسلمه بن اسلم را فرستاد تا زینب را بمدینه بیارند پس ایشان بمکه آمدند وابو العاص هودجی ساخته زینب را در هودج نشاندند وبفرستاد هبار بن الاسود چون از نیمی خبردار شد جماعتی از اوباش قریش بر سر راه ایشان بایستاد نیزه بزد زینب زده که از شتر بر سنگی بزرگ بیفتاد وحمل منی ساقط شد ومریض گشت ودران مرض وفات یافت آنحضرت بسیار ازوی در غضب بود وخون اورا هدر ساخت ونوبتی سریه اطراف کسی فرستاد با اهل سریه فرمود که اگر بر هبار دست یابید اورا بسوزانید بعد ازان فرمود انما یعذب بالنار اگر بر وی ظفر یابید دست وپای وی قطع کنید آنگاه اورا بکشید آخر بروی ظفر یافتند ودر مکه بود چون فتح مکه شد هر چند اورا طلبیدند نیافتند چون آنحضرت بمدینه مطهره مراجعت می نمودند روزی درمیان اصحاب نشسته بودند که هبار پیدا شد وآواز بر کشید که ای محمد من باسلام مقر آمده ام وبتحقیق من پیش ازین مخذول وگمراه بودم اکنون خدا تعالی مرا هدایت کرد باسلام گواهی میدهم که خدا یکی است ومحمد بنده ورسول او است ودر نظر تو

بشکست هر عهدی دوستی که با کفار داشت و اهتمام نمود در تقویت دین و جهاد نمود در راه خدا تا در زمان خلافت ابوبکر صدیق رضی الله عنه در غزوه اجنادین شهید شد سبحان الله پسر ابی جهل لعین این چنین صحابی ایمان و یقین شد یخرج الحی من المیت این معنی دارد نه خبر موفق و معین چهارم صفوان بن امیه که سرگروه کفار قریش و مهتر قوم خود بود در عداوت و مخالفت آنحضرت شدید و جدید بود چون شنید که آنحضرت چون او را روز فتح هدر ساخته است بگریخت و عزم کرد که از راه دریا بجای بدر رود و عمیر بن وهب جمحی که از اقارب و مخلصان او بود از خواجه کائنات التماس کرد که او را امان دهد آنحضرت ملتمس عمیر را بمنزل او فرستاد صفوان را دو ماه امان داد پس عمیر در عقب صفوان شتافته مژده آن بگوش وی رسانید صفوان که از پس که نظر او بر سوء حال و قبح افعال خود افتاد این را عجب داشته و گفت بخدا برنگردم تا از محمد نشانه بمن نیاری تا مرا اعتماد و وثوق حاصل گردد بر صحت این حال و صدق این مقال عمیر بملازمت آنحضرت آمد و عرض کرد یا رسول الله صفوان از پس که خود را از ساحت قبول حضرت دور می یابد نمی تواند آمد تا از حضرت نشانی نیابد آنسرور عمامه را و برد یمانی روی را بوی داد عمیر آنرا بصفوان رسانید پس مراجعت نمود و بملازمت شریف آمد و عرض کرد که عمیر من ترا نشانه آورده است که مرا امان داد دو ماه آنحضرت فرمود من ترا امان چهار ماه دادم و صفوان هنوز در اختیار اسلام متردد و متوقف بود و باوجود شرک در غزوه حنین و طائف در رکاب همایون بود و در انجا بعنایات و الطاف آنحضرت مخصوص گشت و اسلام آورد داخل قوم مؤلفة القلوب شد و ذکر این قوم در قسمت غنایم چنین بیاید انشاء الله تعالی پنجم حویرث بجار مهمله بر لفظ تصغیر بن نقید بنون و قاف نیز بر لفظ تصغیر و این شقی شاعر بود و هجو حضرت مقدسه رسالت پناه صلی الله علیه وسلم بسیار میکرد روز فتح چون خبر اهدار دم شنید در خانه نشست و در خانه بر بست علی بن ابیطالب کرم الله وجهه بدر خانه وی در آمد و از حال وی تفحص نمود گفتند ببادیه رفته است حویرث چون دانست که وی را می طلبید صبر کرد تا علی از در خانه دور شد ناگاه از خانه بیرون آمد و خواست که در خانه دیگر متواری شود علی مرتضی در کوچه باوی ملاقی شد و گردنش بزد اگر گویند که حکم چنان شده بود که هر که در خانه بنشیند و در بردی خود بر بندد مامون است جوابش آنست که شاید که آن در شان جماعه مخصوص از اعیان قریش بود که وی از انها نبود و نیز وی چون از خانه بیرون شد از حکم انجماعه برامد و نیز انحکم

محمد مارا بآن میخواند و من بگریخته ام مگر از برای آنکه او را نخوانم و گویند که چشم وی بر چوب کشتی افتاد و بر او نوشته بود دروغ و کذب به قوماک و هو الحق محکی همراه داشت هر چند خواست که بآن محک آن حروف را محو گرداند محو نگشت تغیرے در باطن وی پدید آمد و زوجه وی ام حکیم بنت حارث بن هشام برادر ابو جهل مسلمان گشته از حضرت برای وی امان خواسته بطلب وی برآمده بود چون بوی رسید گفت ای ابن عم من از کریم ترین خلایق و وصول ترین مردم آمده بر خیز و بیا که برای تو امان خواسته ام چون خبر امان او را باو برسانید حیران شده و متعجب گشت و گفت محمد با وجود آن ایذا ها که ازین کشیده است امان داده ام حکیم گفت وی از ان کریم تر است که بوصف در آید پس عکرمه همراه زوجه خود برگشت چون نزدیک بمکه رسید آنحضرت دریافت که عکرمه مومن و مهاجر می آید باصحابه گفت زنهار پدر او را دشنام ندهید تا متاذی نگردد پس عکرمه با زوجه اش بدر خیمه رسول صلی الله علیه وسلم آمد و زوجه وی نقاب بر روی فرو گذاشته بود بعد از استیذان بخیمه در آمد و گفت یا رسول الله عکرمه را آورده ام چه حکم میشود آنحضرت از جای خویش برجست چنانکه ردا از دوش مبارکش بیفتاد از غایت فرح قدوم وی فرمود او را در آر چون در آمد و چشم مبارک آنحضرت بر روی عکرمه افتاد فرمود مرحبا بالراکب المهاجر ناگاه حضرت بنشست و عکرمه در مقابل حضرت بایستاد و گفت یا محمد این زن من میگوید که تو مرا امان داده فرمود نعم امان داده ام عکرمه گفت اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و انک عبد الله و رسوله ناگاه از غایت شرمندگی سر در پیش افگند و گفت یا رسول بتحقیق تو نیکوکار ترین و راست گو ترین و وفادار ترین مردمی آنحضرت فرمود ای عکرمه هر چه تو از من التماس کنی و بخواهی و مرا بدان قدرت باشد تو عطا کنم عکرمه گفت یا رسول الله هر عداوتی که با تو ورزیده ام و هر قدومی که برای تفویت اهل شرک در راه دشمنی تو زده ام و هر بی ادبی و گستاخی که بر روی تو کرده ام و هر سخنی که در غیبت تو گفته ام درخواست که حق تعالی از من عفو فرماید و مرا بیامرزد حضرت دست مبارک خود بدعا برآورد و آنچه عکرمه گفته بود درخواست و گفت عکرمه یا رسول الله هر درمی و دیناری که در زمان جاهلیت در منع کردن بندگان از راه حق صرف کرده ام میخواهم که اکنون در برابر آن در راه حق تعالی صرف کنم و بر قتال کسانی که با دوستان خدا کرده ام با دشمنان او دو برابر آن بکنم پس بود وی رضی الله عنه که

ابتدای سن امان بستان وخون مرا از آنحضرت درخواه که جرم من عظیم است ومن اکنون از ان پشیمانم
وتوبه می کنم عثمان رضی الله عنه بعد از چند روز او را بمجلس شریف برده اظهار حقوق مادر او بنسبت خود
بسیار کرد والتماس نمود که وی را امان دهد حضرت اعراض فرمود ودر جواب عثمان هیچ نگفت عثمان
مبالغه بسیار نمود ونزدیک آن سر در رفت وسر مبارک او را بوسید ودر بغل گرفت وتضرع وزاری نمود
وگفت یا رسول الله امان دادی عبد الله را فرمود دادم وگویند که اگرچه عبد الله ایمان آورد وامان
یافت ولیکن از شرمندگی هر وقت که آنحضرت را دیدی فرار نمودی عثمان گفت یا رسول الله برادر رضاعی
من چون ترا می بیند میگریزد حضرت تبسمی فرمود او را امانش دادم عثمان گفت آری ولیکن هرگاه
آن جرم عظیمش بیاد می آید شرمنده میشود وتاب نظر شریف نمی آرد السر ورفرمود الاسلام یجب ما کان
قبله عثمان رضی الله عنه باین ابی السرح این سخن گفت بعد ازین مردم چون بزیارت آنحضرت
آمدندی خود را در میان ایشان گنجانیدے وبر حضرت سلام کردی سیوم عکرمه بن ابی جهل بود و
قصه وایذا واضرار او بنسبت با رسول الله صلی الله علیه وسلم شهرتے دارد وچون نباشد که پسر
ابی جهل بود ودرین شنیعه وارث وجانشین پدر علیه اللعنه ودر تمامه غزوات سردار دسر گروه
آن اشقیا بود وچون حصه از سعادت عاقبت بنام او نوشته بودند در آخر ظهور کرد سیوطی در
جمع الجوامع حدیثی مے آرد که یکبارے آنحضرت صلی الله علیه وسلم در خواب در آمد خوشه از انگور
یا از خرما در دست وی دادند وگفتند که این خوشه ازان ابو جهل است حضرت فرمود ابو جهل را
باجنت چه نسبت تاویل این سخن بر آنحضرت بالفعل ظاهر نگردید حیرتے در کار بود وچون فتح
مکه عکرمه بن ابی جهل در ربقه اسلام در آمد معلوم شد که تعبیر آن خواب این بود او کما قال وگویند
که در روز فتح مکه یکے از صحابه بر دست او شهید شد چون خبر بحضرت رسید تبسمی فرمود از سبب تبسم
شریف پرسیدند فرمود در عالم غیب چنان نمودند که این مقتول با قاتلش که عکرمه است
دست یکدگر گرفته هر دو به بهشت میروند وقصه اسلام وی طولی دارد آورده اند که چون فتح مکه
واقع شد عکرمه در انجا از جهت خوف نتوانست بود چون شنیده بود که رسول خدا صلی الله علیه وسلم
خون او را هدر ساخته است لیس بگریخت وبطرف ساحل رفت وبکشتے نشست که بمن رود دریا موجے
بر آورد اهل کشتے روی تضرع بدرگاه خدا تعالی آوردند واو را نیز گفتند که خدا را یاد کند گفت آن خدا که

عکرمه بن ابی جهل

او اختلاف است بعضے گفته اند سبادرت کردند بسوے وی سعید بن حریث و عمار بن یاسر و سبقت کرد
سعید و بود جوانتر از عمار و کشت اورا الحدیث در روایت کرده است ابن ابی شیبه از طریق ابی عثمان
نهدی که ابو هریره کشت اورا و حال آنکه وے متعلق بود باستار کعبه و این حدیث صحیح تر است از اخبار دیگر
که وارد شده اند در تعیین قاتل وے و حمل کرده اند بعینه روایات را که دیگران سبادرت کردند و لیکن
مباشر قتل ایشان ابو هریره بود و این هشام در سیرت خود آورده که سعید و ابو هریره شریک شدند
در قتلش کذا فی المواهب اللدنیه دوم عبد الله بن ابی السراج که چون حکم بقتل او کردند رفت بر
عثمان بن عفان و مخفی گشت نزد وی و بود وی برادر رضاعی عثمان رضی الله عنه و چون خواند
رسول خدا صلے الله علیه وسلم مردم را به بیعت آورد او را عثمان رضی الله عنه ایستاده گردانید بر رسول خدا
صلے الله علیه وسلم و گفت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم بیعت میکند عبد الله بن ابی السراح پس
برداشت آنحضرت سر مبارک خود را و نگاه کرد بجانب او و هیچ نگفت باز گفت عثمان یا رسول الله بیعت
میکند عبد الله باز خاموش ماند آنحضرت سه بار گفت عثمان و ابا آورد آنحضرت صلی الله علیه وسلم
از بیعت او پشت روی آورد آنحضرت باصحاب و فرمود آیا نبود میان شما مردی رشید که بایستد بسوے
این وقتی که ابا کردم از بیعت و بکشد او را پس گفتند صحابه ما چه دانیم که در دل تو چیست یا رسول الله
اگر اشارتی و ایمائے میکردی بسوی ما می کشتیم او را فرمود که نمی باید و سزا نیست مر پیغمبر خود را که باشد
او را خائنة الاعین الحدیث همین مقدار در مواهب مذکور است و وی عبد الله بن ابی السراح را
دران چهار کس آورده که آنحضرت فرمود چهار کس است که امان نمیدهم ایشان را نه در حل و نه در حرم
چنانکه گذشت و معلوم نیست که تتمه حدیث که اشارت کرده است بقول خود الحدیث چیست و تمام
قصه وی چنانکه در کتب سیر مذکور است و در روضة الاحباب و معارج النبوة آورده اند آنست که وی
در اول حال ایمان آورد و چون علم کتابت داشت حضرت او را کاتب وحی گردانیدند و در نوشتن قرآن مجید
خیانات و تبدیل کلمات از وی بوجود می آمد چنانکه مثلاً بجاے عزیز حکیم علیم نوشتی تا آنکه سر بر زد از وے
انحراف که میگوید محمد نمیداند که چه گوید من هر چه میخواهم مینویسم بلکه وحی چنانکه بروی فرود می آید
بر من نیز می آید چون دانست که آنحضرت بر خیانت وی مطلع شده است در مدینه متواری شد و گریخته
بمکه آمد و در روز فتح پناه بامیر المومنین عثمان برده او را شفیع ساخت و گفت ای برادر پناه تو آورده ام

صد شتر بدست آن مرد بدادند گویا این قتل بشبهه بود قاتل حلیت آنرا اعتقاد کرد پوشیده نماند
که آنحضرت صلی الله علیه وسلم قتال نکرد و قتال که از خالد واقع شد باذن آنحضرت نبود و او را از آن
منع فرموده بود و بعد از وقوع نیز زجر کرد و لیکن چون هدایت از جانب او باش قریش شد در دفع
آن به رخصت اشارت کرده بود و آن نیز یکبارگی واقع شد و بحسب اختیار نمود و ساعتے پیش نمود گویا
نبوده از اینجاست که اختلاف کرده اند علما در آنکه فتح مکه عنوة بود یا صلحا و آنهائے که قائل اند بصلح
میگویند که امن داد ایشان را در مر الظهران و اضافت کرد دار هارا بایشان و قسمت نکرد آنرا میان
غانمین والله اعلم وصل و اگرچه آنحضرت امن داد اهل مکه را و نهی کرد از قتل ایشان و لیکن جماعه
را استثنا کرد از بنحکم و هدر کرد خون ایشانرا و حکم کرد که کشته شوند هر جا که یافته شوند در حل و حرم و لیکن
بعد از حکم بهدر دم و قتل بعضے از ایشان بتوبه و رجوع و ایمان مامون شدند و نجات یافتند و مجموع
آن از مردان یازده تن و از زنان شش و از میان مردان چهار کس مقتول شده و هفت مامون ماندند
و در مواهب اللدنیه از زنان چهار زن بقتال رسید و در یکی اختلاف است و دو مامون شدند اکنون همه
مردان و زنانرا ذکر کنیم تا حقیقت حال ظاهر گردد اول ایشان حنظل است و نام او در جاهلیت عبد العزی
بود و آنحضرت عبد الله نام کرد و بعضے مردم که نام بلال گفته اند شتبه و تلبس شده است به برادرش که نام
هلال بن خطل نام داشت و قصه اش آنست که وی پیش از فتح مکه بمدینه آمد و مسلمان شد پس فرستاد
آنحضرت او را برای اخذ زکوة بعضے از قبایل و فرستاد با وی مردے را از انصار و بود با او خدمت کارے
خزاعی مسلمان و فرود آمد در منزل پس امر کرد آن خزاعی را که ذبح کند گوسپندی را و بسازد برائے او طعامے
و خود بخواب رفت و خزاعی در خدمت تقصیر کرد و وی نیز بخواب رفت و طعام طیار نساخت چون
بیدار شد و دید که طعام طیار نشد غضب کرد و خزاعی را بکشت و با خود گفت که اگر بمدینه روم محمد مرا
بقصاص خواهد کشت پس مرتد شد و چهار پایان صدقه را گرفته باهل مکه ملحق شد و بایشان گفت
دین شما را بهتر از دین محمد یافتم و گویند که دو دواه داشت مغنیه که بعنی میکردند از برائے او بهجو آنحضرت
صلے الله علیه وسلم و چون فتح مکه شد آمد و پناه بخانه کعبه برد و باستار کعبه متعلق شد در زمانی که آنحضرت
صلے الله علیه وسلم طواف میکرد یکی از اصحاب او را دید و گفت یا رسول الله هذا ابن خطل متعلق
باستار الکعبه فرمود بکشید او را هر جا که باشد پس بموجب فرموده همانجا بش قتل کردند و در قاتل

صریح آمده است وسبب بیعت زنان این آیه است که یا ایها النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علی
ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن الآیه وآمده است که چون پیغمبر خدا منع فرمود از اہل مکه وحسان
وتلطف کرد با ایشان انصار غیرت بردند وگفتند بعضے مردم آنحضرت بقول خود وعبرت خویش میل کرد
ومهربان شد ورغبت نمود ومارا تنها گذاشت وبجانب ایشان رفت ببشهر خویش وگمان انصار
آن بود که چون آنحضرت ایذا وآزار قریش کشیده ستمها وعداوتها دیده است جزاے اعمال ایشان
خواهد داد یکسر ایشان را بالقتل خواهد رسانید وهلاک خواهد کرد چنانکه از قول سعد بن عباده که گذشته
معلوم شد ونمیداند که آنحضرت رحمة للعالمین وهادی الضالین است مقصود وے هدایت عالمیان
است وانتقام کار بادشاهان دنیا است وانصار درین گفتگو بودند که آثار وحی بر آنحضرت ظهور
آمد وچون متحلی شد بانصار گفت که شما چنین چنین گفته اید ایشان اعتراف نمودند آنحضرت فرمود
حاشا وکلا که من چنین کنم من بنده ورسول خدام بامر الهی تعالے شانه هجرت بسوے شما کرده حیات من
با شما است ومات من در شما پس انصار گریها کردند وگفتند واللہ یا رسول اللہ این سخن بجهت شفقت
تو واز کمال محبت ودلبستگے بحضرت تو گفته ایم که برے دیگران باشی ومارا بگذاری وچون نزاع وجدال
وحرب وقتال آنحضرت باین قوم برے اعلاے کلمه اسلام واظهار دین بود نه برے دنیا وجاه ومطمح نظر تحصیل
این مقصود بود وچون این حاصل شد انتقام برے چه کشند ودر روز دوم فتح مکه نیز خطبه خواند وفرمود ایها
الناس بدرستی که خداے تعالے حرام گردانیده است مکه روز یکه پیدا کرده است آسمان وزمین کفایت است
از قدم حرمت او وهمچنین خواهد بود تا روز قیامت وحلال نیست مر بنده مومن را که ایمان دارد بخدا وروز
آخرت که بریزد در مکه خون وببرد درخت آنرا واگر بکند گیاه آنرا واگر رخصت جوید یکے وتمسک کند بقتال رسول خدا
در وے یعنی بقتال کردن در اضی شدن وے صلے اللہ علیه وسلم بدان بگویند بادی که خداے تعالے اذن
کرد مر رسول خود را واذن نکرد مر شما را وحلال نبوده است پیش از من بر کسی وحلال نخواهد بود بعد از من
وحلال نشد بر من مگر یکساعت از روز بعد ازان حرمت آن بحال خود باز گشت چنانکه بود واین برای
آن فرمود که چندین اوباش هذلے در مکه در آمد وخراش بن امیه کعبی خزاعی او را کشت وچون خبر بآنحضرت
رسید منع کرد ازان وزجر فرمود بران وفرمود کشیده دارید دست خود را از قتل وایمن دارید اگر کشته اند حکم کرد
که دیت بدهند واگر بعد ازین کسی دیگر را بالقتل آرند اہل قتیل مخیر بین القصاص والدیة پس خزاعه

صد شتر بدست آن مرد بدادند گویا این قتل بشبهه بود قاتل جلیت آنرا اعتقاد کرد پوشیده نماند
که آنحضرت صلی الله علیه وسلم قتال نکرد و قتال که از خالد واقع شد باذن آنحضرت نبود و او را از آن
منع فرموده بود و بعد از وقوع نیز زجر کرد و لیکن چون هدایت از جانب او باش قریش شد در دفع
آن به رخصت اشارت کرده بود و آن نیز یکبارگی واقع شد و بحسب اختیار نمود و ساعتے پیش نمود گویا
نبوده از نیجاست که اختلاف کرده اند علما در انکه فتح مکه عنوة بود یا صلحا و انهاے که قائل اند بصلح
میگویند که امن داد ایشان را در مر الظهران و اضافت کرد دار ها را بایشان و قسمت نکرد آنرا میان
غانمین والله اعلم وصل واگرچه آنحضرت امن داد اهل مکه را و نهی کرد از قتل ایشان و لیکن جماعه
را استثنا کرد از بنحکم و مدار کرد خون ایشانرا و حکم کرد که کشته شوند هر جا که یافته شوند در حل و حرم و لیکن
بعد از حکم بسه روز و قتل بعضے از ایشان بتوبه و رجوع و ایمان مامون شدند و نجات یافتند و مجموع
آن از مردان یازده تن و از زنان شش و از میان مردان چهار کس مقتول شده و هفت مامون ماندند
و در مواهب اللدنیه از زنان چهار زن بقتال رسید و در یکی اختلاف است و دو مامون شدند اکنون همه
مردان و زنانرا ذکر کنیم تا حقیقت حال ظاهر گردد اول ایشان حنظل است و نام او در جاهلیت عبد العزی
بود و آنحضرت عبد الله نام کرد بعضے مردم که نام بلال گفته اند شتبه و تلبس شده است به برادرش که نام
هلال بن خطل نام داشت و قصه اش آنست که وی پیش از فتح مکه بمدینه آمد و مسلمان شد پس فرستاد
آنحضرت او را برای اخذ زکوة بعضے از قبایل و فرستاد باوی مردے را از انصار و بود باو خدمت کارے
خزاعی مسلمان و فرود آمد در منزل پس امر کرد آن خزاعی را که ذبح کند گوسپندی را و بسازد برای او طعامے
و خود بخواب رفت و خزاعی در خدمت تقصیر کرد و وی نیز بخواب رفت و طعام طیار نساخت چون
بیدار شد و دید که طعام طیار نشد غضب کرد و خزاعی را بکشت و با خود گفت که اگر بمدینه روم محمد مرا
بقصاص خواهد کشت پس مرتد شد و چهار پایان صدقه را گرفته باهل مکه ملحق شد و بایشان گفت
دین شما را بهتر از دین محمد یافتم و گویند که دو دایه داشت مغنیه که لعنی میکردند از برای او بهجو آنحضرت
صلے الله علیه وسلم و چون فتح مکه شد آمد و پناه بخانه کعبه برد و باستار کعبه متعلق شد در زمانی که آنحضرت
صلے الله علیه وسلم طواف میکرد یکی از اصحاب او را دید و گفت یا رسول الله هذا ابن خطل متعلق
باستار الکعبه فرمود بکشید او را هر جا که باشد پس بموجب فرموده همانجا بش قتل کردند و در قاتل

صریح آمده است وسبب مبایعت زنان این آیه است که یا ایها النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علی
ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن الآیه وآمده است که چون پیغمبر خدا منع فرمود از اہل مکه و احسان
و تلطف کرد با ایشان انصار غیرت بردند و گفتند بعضے مرد آنحضرت بقول خود و عبرت خویش میل کرد
و مهربان شد و رغبت نمود و ما را تنها گذاشت و بجانب ایشان رفت بشهر خویش و گمان انصار
آن بود که چون آنحضرت ایذا و آزار قریش کشیده ستمها و عداوتها دیده است جزاے اعمال ایشان
خواهد داد یکسر ایشان را بالقتل خواهد رسانید و هلاک خواهد کرد چنانکه از قول سعد بن عباده که گذشته
معلوم شد و نمیدانند که آنحضرت رحمة للعالمین و هادی الضالین است مقصود وے هدایت عالمیان
است و انتقام کار بادشاهان دنیا است و انصار درین گفتگو بودند که آثار وحی بر آنحضرت ظهور
آمد و چون متحلی شد با انصار گفت که شما چنین چنین گفته اید ایشان اعتراف نمودند آنحضرت فرمود
حاشا و کلا که من چنین کنم من بنده و رسول خدام بامر الهی تعالے شانه هجرت بسوے شما کرد حیات من
با شما است و ممات من در شما پس انصار گریها کردند و گفتند واللہ یا رسول اللہ این سخن بجهت شفقت
تو و از کمال محبت و دلبستگی بحضرت تو گفته ایم که برا ے دیگران باشی و ما را بگذاری و چون نزاع و جدال
و حرب و قتال آنحضرت باین قوم برا ے اعلاے کلمه اسلام و اظهار دین بود نه برا ے دنیا و جاه و مطمح نظر تحصیل
این مقصود بود چون این حاصل شد انتقام برا ے چه کشند و در روز دوم فتح مکه نیز خطبه خواند و فرمود ایها
الناس بدرستی که حق تعالے حرام گردانیده است مکه را روزیکه پیدا کرده است آسمان و زمین کنایت است
از قدم حرمت او و همچنین خواهد بود تا روز قیامت و حلال نیست مر بنده مومن را که ایمان دارد بخدا و روز
آخرت که بریزد در مکه خون و ببرد درخت آنرا و بکند گیاه آنرا و اگر رخصت جوید یکی و تمسک کند بقتال رسول خدا
در وے یعنی بقتال کردن و راضی شدن وی صلے اللہ علیه وسلم بدان بگویند بادی که حق تعالے اذن
کرد مر رسول خود را و اذن نکرد مر شما را و حلال نبوده است پیش از من بر کسی و حلال نخواهد بود بعد از من
و حلال نشد بر من مگر یکساعت از روز بعد از ان حرمت آن بحال خود باز گشت چنانکه بود و این برا ے
آن فرمود که چندین اولیاء ندا ے در مکه در آمد و خراش بن امیه کعبی خزاعی او را کشت و چون خبر بآنحضرت
رسید منع کرد از ان و زجر فرمود بران و فرمود کشیده دارید دست خود را از قتل و امیر در اگر کشته اند حکم کرد
که دیت بدهند و اگر بعد ازین کسی دیگر را بالقتل آرند اہل قتیل مخیر بین القصاص و الدیة پس خزاعه

فتح مکه و استیلا بر دشمنان دین شکر گفت و چون وقت نماز پیشین در آمد بلال را فرمود که بالای بام
کعبه رفته اذان گوید و این نیز وقتی شریف و نعمتی عظیم است دست ادراک بدامان اجلال آن نمیرسد
حقیقت عظمت این وقت از عرشیان باید پرسید که این آواز تا آنجا رسیده باشد بلکه از انجا هم گذشته
و کلمات اذان هم ازان مقام وارد است چنانکه در باب اذان گذشت خداوندا بحرمت این وقت
و ساعت بر دین مسلمانی ثابت دار و کلمهٔ اسلام را بلند آوازه گردان مشرکان چون آواز بلال شنیدند
بعضے از ایشان چون خالد بن اسید برادر عتاب بن اسید و حارث بن هشام برادر ابی جهل و حکم
بن العاص سخنان ناسزا گفتن گفتند پس جبرئیل علیه السلام آمد و آنحضرت را بر چه آنجماعه گفته
بودند خبردار گردانید و آن سر در آنجماعت را طلبید و با هر یک هر چه گفته بودند اعلام و اخبار نمود و
اینمعنے سبب اسلام جمعی شد مثل حارث بن هشام و عتاب بن اسید و در روایتی آمده که ابوسفیان
بن حرب نیز در ان جماعت بود که سخنان ناسزا گفتند گفت من هیچ نگویم که هر چه گمان می بریم که
این سنگریزها محمد را ازان واقف گردانند و چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم بآن جماعت گفتهای
ایشانرا بر روی ایشان گفت ابوسفیان عرض کرد که من هیچ ازین حرفها نگفته ام حضرت تبسم فرمود
و تصدیق نمود و اگر این روایت صحیح است معلوم میشود که ایمان در دل وی در آمده و اسلام وی
حسن پذیرفته بود و در مسلمه فتح بعضے را گفته اند حسن اسلامه و در بعضے اختلاف کرده اند و بر سر تقدیم
ایشان را مولفة القلوب گفته اند و معنی این لفظ و معامله ایشان در غزوه حنین و قسمت غنایم
آن واضح خواهد گشت و معاویه پسر وی نیز از مسلمه فتحست و از مولفة القلوب و بعضی گفته اند که اسلام وی
پیش از پدرش است و پیش از انکه آنحضرت بمکه در آمد و گویند که در راه مکه بحضرت رسید و اسلام آورد
بعد ازان آنحضرت بکوه صفا بر آمده چنانکه خانه کعبه در نظرش می آمد پس دست بدعا برداشت و شکرانه نعمت
بجا آورد و همانجا نشست و عمر بن الخطاب در ملازمت ایستاده بود یک یک از مردان قریش می آمدند و بیعت
میکردند و بعد ازان زنان آمدند و بیعت کردند و بشرف مبایعت مشرف گشتند و بیعت بازنان بچنان
بوده نه بدست و گویند که طریقه مبایعت زنان چنان بود که یک گوشه رداء دست مبارک گرفته بود گوشه
دیگر بدست ایشان داده و بعضے گویند قدحی آب آورده اند و آنحضرت دست شریف خود را در آورد
با ایشان داد تا دستها خود را در انجا در آوردند صحیح آنست که بزبان بود چنانکه در حدیث عایشه رضی الله عنها

آنحضرت بودند ان اخ کریم و بقول خورد قد قدرت اشارت بطلب عفو کردند العفو عند القدرة و چون
درین عبارت ایمای بقصهٔ یوسف و تجاذری از برادر انش کردند که برادر انش گفتند لقد اثرک
الله علینا انا کنا لخاطئین آنحضرت فرمود اقول ما قال یوسف لا تثریب علیکم الیوم یغفر الله لکم نیست
سخنے و نکوهیدن بر شما امروزی آمرزد خدا مر شما را هو ارحم الراحمین و در ابتداء سوال از جانب
ایشان شد که پرسیدند چه میگوئی و چکار میکنے تو با ما امروز پس گفت آنحضرت میگویم انچه گفت برادر
من یوسف علیه السلام و در ابتداء سوال آنحضرت و خطاب عتاب آلود با ایشان اعنی از توبیخ
و تهدید است که مخفی نیست و الله اعلم و فرمود آنحضرت اذهبوا فانتم الطلقاء بروید پس شما آزاد
کرده و از بند رستگارانید و نعم ما قال ؎ بشکر وصل که حاصل بکام دل کردم ✤ ستمگران ز حسد بیشه را
رجل کردم ✤ بعد ازان خطبه خواند در غایت فصاحت و بلاغت و رسوم و عادات جاهلیت را
بر انداخت و احکام قصاص و دیات که اهل جاهلیت دران افراط و تفریط میکردند بیان فرمود
و از فخر بابا و تکبر و تعظیم ایشان که از اشد و اقبح عادات جاهلیت است و در جاهلیت غالب بود
نهی فرمود و فرمود که مردمان فرزندان آدمند و آدم از خاک است و هیچ یکے را بر دیگری فضل و زیادتی
نیست مگر بتقوے و این آیت را بخواند یا ایها الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی و جعلناکم
شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقاکم ان الله علیم خبیر و بعد از فراغ خطبه بخانه ام هانی بنت
ابیطالب خواهر امیر المومنین علی آمد و غسلی تازه بجای آورده نماز چاشت هشت رکعت سبک بگذارد
و فرمود هذه سبحة الضحی و سبحة نماز نافله را گویند و از اضافت سبحه بضحی معلوم میشود که بسبب این وقت
بود و بعضے گمان برده اند که این نماز بجهت شکرانه فتح بود و عمده در شرعیت نماز چاشت این حدیث
ام هانی ست و درین نماز علماء را کلام بسیار است در شرح سفر السعادت بتفصیل و تحقیق مذکور
شده است آنجا باید دید و تحقیق آنست که گذاردن نماز چاشت از آنحضرت دایمی نبود اما آن نماز
که آنرا نماز اشراق گویند دایم بود و بر سه تاکید بود بر هر دو نماز اطلاق نماز صلوة الضحی در احادیث
واقع شده است انگاه متوجه منزل شد و در شعب ابی طالب وضیف بنی کنانه نظر کرد و از باد محن
که از دست مشرکان در انموضع دیده بود در وقتی که تقاسم و تحالف کردند بر کفر و بر ترک مناکحت و
مبایعت با بنی هاشم تا آنکه تسلیم کنند بسوی ایشان آنحضرت را چنانکه سابقا گذشته است یاد آورد بر لغت

به برادر خود پسرد که شیبه نام داشت وعثمان را پسرے نبود والآن الیشان را نبی شیبه میگویند والله اعلم
وبالجمله آنحضرت درون کعبه درآمد با اسامه وبلال وعثمان بن طلحه وابن عباس بردر بایستاد واسامه
وبلال درون رفتند ودر را بر آنحضرت ببستند تا مردم اژدحام نکنند پس آنحضرت ساعتی مدید
درون بود ودر گوشهاے خانه دعا وتضرع نمود وبرآمد وپیش ازدرآمدن امر فرمود لعمر بن الخطاب
محو کردن صور انبیا وملایکه که کفار در دیوارهاے خانه کعبه کشیده بودند پس همه را محو کرد غیر الا صورت
ابراهیم واسمعیل را که نگاه داشته بودند در دست هر یک تیر قمار از انیز فرمود که محو کند این قوم
نمیدانستند که پیغمبران هرگز قمار نباخته اند پس دلو آب طلبید بدست خود آن دو صورت را شست
ودر روایت این عمر از بلال آمده که آنحضرت درون کعبه نماز نگذارد دو رکعت ودر روایت ابن
عباس آمده از اسامه که نگذارد وعجب وتعویل بر روایت بلال است که مثبت است نه روایت
اسامه که نافی است واز قواعد اصول فقه است که مثبت مقدم است بر نافی زیرا که با وی زیادت
علم است که نیست نزد نافی وبلال واقف بود از احوال شریف وباو بود از اول تا آخر واسامه را
بیرون فرستاده بودند بکاری از یخمت مطلع نشد وظاهر اکار آوردن دلو آب بود که بآن صورتها بشستند
چنانکه در روایتی تصریح نیز آمده است انیست وجه جمع میان روایت بلال که گذارد نماز ودر روایت اسامه
که نگذارد واز اسامه نیز چنانکه در مواهب از احمد وطبرانی آورده روایت آمده است که بگذارد ودر جمع
میان دو روایت اسامه گفته اند که اسامه آنجا که اثبات کرد اعتماد کرد بر غیر خود وآنجا که نفی کرد بمقتضای علم
خود گفت پس حاصل آن شود که گفت میگویند که گذارد اما من ندیدم فلا تناقض وچون بگشادند
باب را آنحضرت صلی الله علیه وسلم عتبه خانه هر دو بازوی در را گرفته بایستاد وخالد ولید مردم
را از در خانه دور می ساخت واین ذکر را که متضمن حمد وثنای الهی واداے شکر نعم نامتناهی اوست

باواز بلند بر خواند لا اله الا الله وحده لا شریک له صدق وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده واغر
جنده پس اعیان قریش همه ایستاده بودند خایف وراجی که بالشان چه حکم خواهد کرد وچه خواهد گفت
ناگاه با اهل مکه گفت که چه میگویید وچه گمان می برید که من باشما چه میکنم گفتند نقول خیرا ونظن خیرا
میگوییم خیر وگمان می بریم خیر کریم وابن زبیر قد قدرت برادر کریمے وپسر برادر کریمی وتحقیق قدرت
یافته وبزنهای که در سن وسال در مرتبه آنحضرت بودند اخ کریم گفتند وآنها که در مرتبه والد شریف

ایشان بود بیارد کلید در دست والدهٔ عثمان بود که سلافه بنت سعد نام داشت پس عثمان بر والدهٔ
خود رفت و کلید طلبید والدهٔ اش از داران آن ابا آورد عثمان گفت والله کلید میدهی والا گرنه شمشیر از کمر
خود می کشم پس کلید از دست مادر گرفت و بحضرت آورد حضرت بدست مبارک خود در کعبه بکشاد
رواه مسلم و ابن سعد در طبقات خود از عثمان بن طلحه آورده که عادت در جاهلیت چنان بود که کعبه
را جز در روز دوشنبه و پنجشنبه نمی کشادند روزی آنحضرت صلی الله علیه وسلم در جاهلیت نزد من
آمده التماس درکشودن کرد تا جماعه که همراه داشت در کعبه در آید من بادی درشتی کردم و وی صبر کرد
و حلم ورزید پس گفت ای عثمان روزی باشد که این مفتاح را در دست من بینی تا هر جا که خواهم آنرا
بنهم مگر قریش گفتم در آنروز هلاک شوند و خوار گردند از آنروز این کلمه در دل من نشست که رجوع امر بوی
خواهد بود چون روز فتح آمد گفت با عثمان کلید بیار آوردم از دست من بستید و هم بدست من داده
گفت بگیرید تا روز قیامت نستاند از دست شما مگر ظالمی یا عثمان نگفته بودم ترا که روزی می بینی
که این کلید در دست منست و می نهم آنرا در دست هر که خواهم گفتم بلی یا رسول الله اشهد انک
رسول الله و این تجدید شهادت و ایمان است از عثمان بمشاهده این معجزه والا معلوم شد که
اسلام عثمان با خالد بن الولید و عمرو بن العاص پیش از سال فتح است چنانکه گذشت و در
روایات آمده است که چون آنحضرت عثمان بن طلحه را بجهت کلید طلبید عباس بن عبد المطلب
التماس کرد که مفتاح کعبه بوی عطا نماید و منصب سدانت کعبه را با سقایه برای وی جمع کند و در
روایتی آمده که علی مرتضی گفت یا رسول الله منصب حجابت کعبه را با اهل بیت خود تفویض فرمای
چنانکه سقایه زمزم را هم با ایشان ارزانی داشته والله اعلم که حضرت مرتضی حجابت برای خود خواست
و با تفویه عباس کرد که چنانکه سقایه او راست حجابت هم برای او باشد پس آنحضرت صلی الله علیه وسلم
علی مرتضی را رضی الله عنه فرستاد تا مفتاح را از دست عثمان کشیده آورد پس این آیت نازل شد
ان الله یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اهلها پس علی را فرمود تا مفتاح را هم بدست عثمان بسپارد
و بادی عذر خواهی کند چون علی مرتضی مفتاح را نزد وی برد و گفت بزود بردی و با عتذار آوردی
این چیست علی فرمود قرآن در شان شما نازل شد پس جبرئیل آمد و گفت تا این بیت بر روی زمین
برپاست مفتاح و سدانت در خانهٔ ایشان است تا روز قیامت و چون عثمان وفات یافت کلید را

می نازیدی و میگفتے اعمل ہبل شکستہ شد ابو سفیان گفت بگذار مرا و سر زبش مکن کہ اگر خدائے محمد خدائے دیگر بودی ہر آئینہ مدد کردی مارا و غیر آن صورت واقع شدے و در بعضے از کتب سیر مذکور است کہ بتی چند بزرگ در موضعی بلند نہادہ بودند کہ دست بآنہا نمیرسید و در بعضے روایات آمدہ کہ بلندترین بزرگ ایشان بود کہ ہبل نام داشت علی مرتضے رضی اللہ عنہ و کرم وجہہ بعرض رسانید کہ یا رسول اللہ پای مبارک را بر کتف من نہ و این اصنام را فرود آر گفت فرمود یا علی ترا طاقت بردا شت بار نبوت نیست تو پائے بر کتف من نہ و این انیکار بکن علی امتثالاً لامر پای بر کتف رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہاد و آنہا را فرو گرفت درین حالت حضرت ازوی پرسید کہ خود را چگونہ میبابی گفت یا رسول اللہ چنان مے بینم کہ حجب مکشوف شدہ گویا سر من بساق عرش رسیدہ است و بہر چہ دست دراز میکنم بدست من مے آید حضرت فرمود ای علی خوشا وقت تو کہ کار حق را میکنے و حبذا حال من کہ بار حق مے کشم آوردہ اند کہ چون علی تبا نزا بر زمین انداخت و قطعہ قطعہ ساخت و خود را از دوش آنحضرت بر زمین زد و در روایتی آمدہ کہ خود را از نزدیکی کعبہ بلند انداخت از جہت ادب و شفقت بر آنحضرت و چون بر زمین افتاد تبسمے نمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم ازوی پرسید کہ چہ چیز ترا خندہ آورد گفت آنکہ خود را اینچنین جاے بلند انداختم و ہیچ الم بمن نرسید آنحضرت فرمود چگونہ الم بتو رسد و حال آنکہ بردارندۂ تو محمد باشد و فرود آرندۂ تو جبرئیل و بعضے از علما در وجہ برداشتن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی را رضے اللہ عنہ و گرفتن او بتان را گفتہ اند کہ این بتان بحکم کریمہ انکم و ما تعبدون من دون اللہ حطب جہنم ہیزم دوزخ باشند و اگر در دنیا دست آنحضرت بانہا رسیدی در آخرت آسیب آتش دوزخ بآنہا نرسیدی و در معارج غریب تر ازین چیزے نقل کردہ است کہ روزی آنحضرت بخانۂ فاطمہ زہرا رفتہ بود فاطمہ رضے اللہ عنہا نان در تنورے بست و از حرارت نار بدن نازنین وے گرم شد پس آنحضرت خواست نانی چند بدست مبارک خود در تنور در بست ہمہ خام می برآمد فاطمہ حیران ماند کہ سبب چیست کہ نانہاے کہ آنحضرت بست خام میماند فرمودہ اے فاطمہ عجب مدار آن نانہا شرف مساس دست ما یافت و ہر چہ دست ما آنرا بساید آتش بآن کار نکند و بعد از تطہیر ساحت عزو علا کعبہ از انجاس و ارجاس اصنام خواست آنحضرت کہ درون خانۂ کعبہ در آید پس عثمان بن طلحہ را خواند تا کلید کعبہ را کہ از قدیم الایام حوالہ

خلاص یافتند پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسبب خطر ازدحام یا بقصد تعلیم احکام سوار
بمسجد حرام درآمد و آن لقعہ را بنور حضور خویش لباس نور علی نور پوشانید و حجر الاسود را
بمجن خویش کہ ہمیشہ یا اکثر در دست شریف میداشت استیلام نمود و زبان حق ترجمان را بتکبیر
برگشاد و مسلمانان نیز موافقت و قصد اتباع تکبیر برآوردند چنانکہ از غلغلہ تکبیر لرزہ در مکہ افتاد
و مشرکان از بالای کوہہا این احوال میدیدند و می شنیدند و از آتش عداوت و حسد می سوختند

وصل وچون از طواف فارغ شد در مقام نظر بیت الحرام از انجاس اصنام آمدہ ساحت عزت
و حرمت آنرا پاک ساخت و ارباب سیر نوشتہ اند کہ مشرکان سیصد و شصت بت در اطراف و
نواحی خانہ کعبہ نصب کردہ بودند و در روایتی آنکہ ابلیس اقدام آن اصنام را بر رصاص در زمین محکم
کردہ بود و آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچوبی کہ در دست شریف داشت اشارت بہ بتان میکرد

وصل در فرو شکستن اصنام خانہ کعبہ

و میفرمود جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا و بتان بر روی می افتادند و
در روایتے بر قفا می افتادند و وجہ جمع آنکہ اگر اشارت بجانب رو ے میکرد بر قفا می افتادند و اگر بجانب
قفا میکرد بر روے می افتادند و در بعضے کتب سیر از ابن عباس آمدہ کہ یافت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم روز فتح گرد خانہ سیصد و شصت صنم کہ بودند مر قبایل عرب را کہ حج میکردند بسوے آن و سجدہ میکردند
برائے آن پس شکایت کرد بیت بسوی خدا و گفت ای پروردگار من تا کے عبادت کردہ شوند
این بتان گرد من جز تو پس وحی فرستاد خدا تعالے بسوے بیت نزدیک است کہ من پیدا کنم
برائے تو نورا و نفرستم بسوی تو قومی را کہ نرم می آیند بسوے تو مانند کرگسان و میل میکنند
بسوے تو مانند طیر بسوے بیضہ ے خود و آواز میکنند گرد تو اساف و نایلہ و بتان دیگر
را کہ بزرگ بودند شکستند و آمدہ است کہ اساف بر صفا منصوب بود و نائلہ بر مروہ و گویند اصل
این دو بت آن بود کہ اساف و نائلہ مرد و زنی بودند از قبیلہ جرہم کہ زنا کردہ بودند در خانہ کعبہ پس
خدا تعالے ایشان را مسخ گردانید و سنگ ساخت ایشانرا و قریش از کمال جہالت و فرط ضلالت
بہ پرستیدن آن دو سنگ مشغول شدند و چون الآن آن دو صنم شکستہ شد از درون یکی زن
سیاہ بیرون آمد حضرت فرمود ندامت نایلہ کہ بعد ازین تا ابد او را پرستند و چون بت
باہیل شکستہ شد زبیر بن العوام ابو سفیان را گفت این بت ہبل است کہ روز احد بآن

پس خالد را نیز ضرورت شد کہ با ایشان مقاتلہ نماید و در موضعی کہ خندمہ بفتح خاء معجمہ و سکون نون نام دارد محاربہ نمودند و جنگی عظیم واقع شد تا بحدی کہ در بفتح حاء مہملہ و سکون راء و فتح واو و مردم عوام آنرا عروہ بعین مہملہ گویند کہ موضعی است متصل بکعبہ معظمہ کشید و بہشت کس از ارباب طغیان و خذلان از ضرب تیغ غازیان بدوزخ رفتند و دو نفر از سپاہ خالد نیز شربت شہادت چشیدند یکی حنیش بن الاشعر دیگرے کرز بن جابر و چون خبر این حرب بحضرت رسید فرمود من منع کردہ بودم خالد را از حرب چون کردند عرض کردند یا رسول اللہ جماعت کثیر بمحاربہ وی برآمدند پس او دفع کرد ایشان را از خود چنانکہ اشارت باین واقع شدہ بود و مقاتلہ محاربہ با ایشان ضرورت افتاد و فرمود قضاء اللہ خیر نقل است کہ آنحضرت عیادت کرد بخالد و فرستاد کسی را نزد وی و فرمود ضع عنہم السیف بنہ و بردار از ایشان شمشیر را یعنی باز آی از کشتن ایشان کس کہ نزد خالد آمد گفت ضع فیہم السیف بنہ در ایشان شمشیر را یعنے بکش ایشان را پس خالد در آن روز ہفتاد کس را از ایشان کشت چون این معنے بعلم شریف رسید بخالد گفت چرا خلاف حکم کردی گفت خالد من چکار کنم یا رسول اللہ فرستاد تو آمد و گفت ضع فیہم السیف و از غرائب اخبار کہ در این باب در بعضی آثار سر آمدہ است کہ آنحضرت عکس را خواند و فرمود من چہ گفتہ بودم بتو گفت چون من بیرون آمدم از نزد حضرت پیش آمد مرا مردی کہ سرش بعنان آسمان رسیدہ است و حربہ بدست دارد پس دست بر سینہ من زد و گفت بگو بخالد ضع فیہم السیف و اگر نہ ترا باین حربہ ہلاک کنم پس آنمرد رفت و ہمین کلمہ را بخالد گفت پس چون این خبر بحضرت رسید فرمود صدق اللہ و صدق رسولہ و ران روز کہ در احد حمزہ مقتول شدہ گفتہ بودم اگر دست بر قریش یابم ہفتاد تن را از ایشان بکشم آنروز حق تعالے مرا نہی کرد و لیکن امروز خواست کہ آنچہ بر زبان پیغمبر وے گذشتہ بود راست کند یعنی را برای آن ظہور آمد و در روایتی آمدہ کہ بعرض حضرت رسانیدند کہ جماعتی از اوباش و سفہای مکہ خیرگی مینمایند و مقاتلہ میکنند فرمود اصبروہم حصدا دور کنید ایشان را دور کردنی ابو سفیان نیز بحضرت آمد و گفت یا محمد قریش ہلاک گشتند پس خواجہ کائنات بر ایشان رحم کرد و فرمود کہ دیگر قریش را نکشند پس طائفہ اہل شقاق کہ جنگ کردند و ہزیمت خوردند بر رؤس جبال برآمدہ و در کنج سور اینہا خزیدند و بعضے سر بکوہ و بیابان نہادہ بدر رفتند و بعضے در خانہا در آمدہ و درہا را بر روی خود بستہ نشستہ و از قتل ہلاک

با این شوکت و عظمت و جلالت و لشکر بیشمار باز آوردند سر مبارک خود را تواضعا للہ در شیب افگند چنانکه
محمد مبارکش بچوب پالان شتر میرسید و هم بر بالای پالان سر نهاده سجدهٔ شکر بجای آورده وحی حمد و ثنا
بتقدیم رسانیده درآمده است که هم بر بالای شتر اول سورهٔ انا فتحنا با آواز بلند به ترجیع و ترنم صوت
میخواند و ترجیع آواز گردانیدن در حلق چنانکه گویند آآآ آلیس بعضے گویند که این ترجیع بجهت حرکت
رفتار شتر پیدا می شد که او را درست بیرون نمی آید وحق آنست که از جهت غلبهٔ شوق و سرور شکرانه
این نعمت عظمی بود و در بعضے بقرآن علی الاطلاق احادیث وارد شده است صاحب سفر السعادت
میگوید که آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم در بعضی اوقات قرآن یعنی خواندی و دران ترجیع کردی
چنانکه حفاظ خوش آواز خوانند و در روز فتح که سوره فتح همچنین خواند انتهی و بهمین حال در مکه در آمد
سبحان اللہ اینچه وقت شریف و ساعت سعید است که وقت بروز و سطوع نور ایمان و زوال
و اضمحلال ظلمت کفر بود تا آنحضرت در چه مقام و بچه حال خواهد بود خداوندا بحرمت آن وقت و ساعت
سوال میکنم از تو ایمان را و فرح آنرا که فضل و رحمت تو متعلق است بدان قل بفضل اللہ و برحمته
فبذلک فلیفرحوا گفته اند که مراد بفضل ایمان است و برحمت قرآن و آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم
حکم کرد خالد را و تمام حشم را که با هیچ یکی از اهل مکه و مجاوران حرم محاربه و مقابله پیش نیاید مگر آنکه
بعضے بخردان دلی هنران بادی در جنگ شوند و در دفع آنها خود را معاف ندارند نقل است که چون
خالد رضی اللہ عنه متوجه آن موضع شد که حکم کرده بود آنحضرت بنزول وی در آن عکرمه بن ابی جهل
و صفوان بن امیه و سهیل بن عمرو که هنوز بند عداوت و شقاوت از باطن ایشان نگسسته بود
و ظلمت کفر و ضلالت بیرون نرفته از کمال بخردی و بیطاقتی با طائفه دیگر از بنی بکر و بنی الحارث
و گروهے از هذیل و اجابش که ممد و معاون ایشان بوده اند آمده و تهیه اسباب مقاتله نموده
سر راه خالد بن الولید را گرفتند و این بخردان و گمراهان که هنوز سعی بذل مجهود دارند و قبول
دین آبای اشقیای خود ندانند که الآن چه توقع و تمنی فتح نصرت دارند ابو سفیان
را نمی بینند که او هم باجرای کلمه اسلام بر زبان توفیق یافته و خالد بن الولید را نمی بینند که درچه محال
و مقال رفعت و سعادت رسیده است ظاهر اینجا نخواهند که بمردم بدانا نند که اگر دخول در ربقه اسلام
اتفاق افتد بحکم اکراه و اضطرار باشد نه برغبت و اختیار تا روح خبیثه بدران راضی باشد از ایشان

مهربانی قرابت در رعایت تو تبود انگیر حال شد گفتند یا رسول الله ما از سعد بن عباده امین تریم مبادا
بقریش اسیبی رساند پس آنحضرت گفت که قیس بن سعد لوا را از پدر خود بستاند و بروایتی علی رضی الله
عنه مامور شد بآنکه علم از سعد بازستان و برفق و رافت در مکه درآئی بعد ازان عباس با ابوسفیان
گفت ترا بمکه باید رفت و قریش را تخویف نمود تا مسلمان شوند و از قتل و اسیر خلاص شوند والا
هلاک خواهند شد ابوسفیان تاخته بمکه آمد و خبر داد که آنحضرت حکم فرموده است که هر که در خانه من درآید
و هر که سلاح ببندد از دو هر که در خانه خویش ببندد و هر که بمسجد الحرام درآید در امان باشد گفتند فنجاک الله
این چه خبر است که برای ما آورده و گویا منهزم مشخص نشده بود قریش را رسیدن آنحضرت صلی الله
علیه وسلم گفتند که در عقب تو کیست و این گرد و غبار که برخاسته است از معیت و لواند که این پرسیدن
از خبط و سقامی دماغ و حیرت سرگردانی و خبث باطن تکلف و تجاهل بود و چون حکیم بن حزام و بدیل
بن ورقا پیش از ابوسفیان بمکه باز گشته رفته بودند ظاهر آنست که خبر کرده باشند ابوسفیان گفت
وای بر شما محمد با سپاه باشکوه رسیده است که مجال محاربه و طاقت مقاومت با وی تنگ و دشوار
است و زوجه سلیطه ابی سفیان ملای خواهند بنت عتبه ریش او را بگرفت و خوار بیاکرد و گفت یا آل غالب
بکشید این احمق را تا این سخنان نگوید ابوسفیان گفت هر خواری که خواهی با من بکن سوگند میخورم
اگر مسلمان تشوی گردنت خواهند زد بر در خانه درآئی و در را به بندو همه شما را تدبیر و علاج همین است
رجنا الی القصه آورده اند که چون خواست آنحضرت صلی الله علیه وسلم که از منزل گاه بر الظهران سوار
شود بباید فرمان داد زبیر بن العوام را که با خیل مهاجرین از راه اعلای مکه که آنرا کداء بالفتح و مد گویند
درآمده در حجون که نام موضعی است نزول کنند و خیمه مبارک آنحضرت را نیز همانجا بزنند و از انجا
پیشتر نروند و منتظر قدوم شریف آنحضرت باشند و ابو عبیده بن الجراح را با جمعی که سلاح داشتند بجهت
رفق و مهربانی از راه بطن وادی روانه گردانید و حکم کرد خالد بن الولید را که با فوج متعدده از راه اسفل
مکه که آنرا کداء گویند بقصد و قصر درآمده لوای خود را در منتهای عمارات مکه نصب کنند و بعد از غسل
آراست کردن سلاح و تعیین این جماعه خود با خواص اصحاب سوار شد و چون نظر مبارکش بر فتح
و نصرت الهی و اقامت نعم غیر متناهی و تعالی و تقدس افتاد و قت هجرتش یاد آمد و تصور کرد که
چگونه او را تنها و پنهان و از دشمنان گریزان از مکه بدر بردند و در اندک مدت نمایان و آشکارا

که هشتصد کس از شجعان در میان ایشان بودند و چهار علم داشتند و از عقب ایشان سیصد کس
از قوم اشجع بگذشتند عباس چون تعریف بنی اشجع کرد ابو سفیان گفت دشمنی ترین مردم بمحمد این
قبیله بود عباس گفت حق تعالی حجت اسلام را در دل ایشان جای داد ابو سفیان گفت اینها را
دیدم مرا باین جماعت مهمی نیست تا زمانی که فوج خاص حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم
پیدا شد و آنحضرت بزناقه قصوای خویش سوار قریب پنجهزار مرد از اعیان مهاجرین و اشراف
انصار همه مسلح و مکمل در رکاب فلک فرسای آراسته و پیراسته تکبیر گویان رسیدند بر یکدست
وی ابو بکر صدیق و بر دست دیگر او سید بن حضیر و آنحضرت با ایشان در تکلم بود ابو سفیان چون
این جند الله را باین عظمت و هیبت دید چشم عقل وی خیره شد و از غایت هیبت و حیرت که بر وی
استیلا یافت گفت با عباس ملک برادر زادهٔ تو بس قوی و عظیم شد عباس گفت ویحک
یا ابا سفیان این رسالت و نبوت است نه ملک و سلطنت نقل است که دران روز سعد بن عباده
که رایت انصار در دست اقتدار او بود با هزار نفر هم از ایشان پیش و پس میرفت چون در برابر
ابو سفیان بگذشت گفت یا ابا سفیان الیوم الملحمة الیوم یستحل الحرمة الیوم اذل الله قریشا
یعنی امروز کشتن و خون ریختن است امروز روزی است که حلال کرده میشود حرمت امروز
روز لیست که پروردگار تعالی خوار گرداند قریش را انگاه روی با یاران خود کرد ای گروه انصار
و خزاج امروز کینه روز احد باز خواهید چون سعد بن عباده ابو سفیان را در وطهیم انداخت بگذشت
ابو سفیان فریاد بر آورد که یا رسول الله بقتل قوم خود فرمان دادهٔ و حضرت فرمودند اده ام ابو سفیان
سخن سعد بن عباده معروض داشت آن حضرت فرمود سعد بن عباده این سخن را پیش خود
گفته است و بسهو خطا گفته است امروز روز لطف و مرحمت است امروز روزی است که
پروردگار تعالی قریش را عزیز گرداند امروز خداوند تعالی تعظیم خانه خود را زیاده گرداند خاطر خویش جمع
دارید و ایمان بیارید و در روایتی آمده که دروغ گفته است سعد ولیکن این روزی است
که تعظیم کند خدا تعالی خانه را و بپوشاند در اخلعت و ابو سفیان گفت تو ئی نیکوکارترین و مهربان ترین
و وصول ترین شفیع میکردم خدا تعالی را و قرابتی ترا با قریش که از خون ایشان در گذری و
درباره اقربای خویش رحم و عاطفت مبذول داری عثمان بن عفان و عبد الرحمن بن عوف را

مکہ سر فراز گردد پس فرمود آن حضرت من دخل دار ابی سفیان فھو امن کسی کہ در آید سرائے ابو سفیان
را پس در امن است و کسیکہ بیندازد سلاح را پس وے در امن است و کسیکہ بہ بندد در خانہ خود را
پس وے در امن است و کسیکہ در آید مسجد حرام را پس وے در امن است و میگویند کہ یک وقتے
در ابتدا ر حال مشرکان آزار آنحضرت میکردند ابو سفیان آنحضرت را در پناہ خود بردہ در سرائے خود
در آوردہ بود این انعام و اعزاز از آنحضرت خبر او مکافات آن بود و از برای دفع غرور و تکبر وے
دیگران را نیز حکم بامن کرد تا خیال نکنند کہ این فضیلت مخصوص باو ست بلکہ احسانی است کہ وی داخل
ان عموم است و چون روان شد ابو سفیان آنحضرت فرمود لعباس کہ او را نگذار کہ بیکہ باخود نگاہدار
و در جائی تنگ ایستادہ کن تا کوکبہ لشکر مسلمانان تمام از پیش نظر وے بگذرد و رعب و ہیبت اسلام
در دل او در اید و سورت نخوت و عناد وی بشکند پس عباس نداکرد او را و گفت یا با حنظلہ ایست
و مرد و بر گرد ابو سفیان پرسید و گفت بنی ہاشم مگر غدرے در خاطر دارید عباس گفت اہل نبوت
غدر نمیکنند پس عباس ابو سفیان را در گذر گاہی تنگ برد و محبوس داشت تا لشکر اسلام فوج فوج
باعزت و شوکت میگذشت و عباس ہر یکی را بابی سفیان تعریف میکرد و دل او را با تش حسد
و غیرت میسوخت نخست سپاہ شوکت پناہ خالد بن الولید آمد با ہزار نفر از بنی سلیم و در میان
آن فوج دو علم بود ابو سفیان از عباس پرسید کہ این کیست گفت خالد بن الولید است و چون
خالد در برابر ابی سفیان رسید سہ نوبت با جملہ خیل و چشم بآواز بلند تکبیر بر آوردہ و زلزلہ در جان
ابو سفیان افگند و بر اثر خالد بن الولید زبیر ابن العوام با پانصد کس از بہلوانان و دلاوران تکبیر
گویان با علم سیاہ بگذشت ابو سفیان گفت این کیست عباس گفت زبیر بن العوام است
گفت پسر خواہر تو گفت نعم بعد ازان در عقب زبیر کس از بنی غفار ظاہر گشتند و لواے این طائفہ
بر دست ابو ذر غفارے است ایشان نیز تکبیر گویان در گذشتند و عباس تعریف این قبیلہ نیز
نمود ابو سفیان گفت مرا با ایشان کارے نیست آنگاہ بنو کعب بن عمر کہ میان ایشان پانصد سوار
تمام بود در رسیدند و علم این فوج بشر بن سفیان داشت ابو سفیان تحقیق این فرقہ نمود عباس گفت
ایشان خلفاے محمد اند بعد ازان ہزار کس از قبیلہ مزینہ رسیدند کہ سہ لوا میان ایشان بود
ابو سفیان بعد از تعریف این گروہ نیز گفت مرا با ایشان کارے نیست بعد ازان قوم جہنہ رسیدند

بیرون آمدند و دیدند که تمام وادی را آتش فروگرفته است پرسیدند که این آتشهای کیست و خیمها
دیدند و صهیل اسپان شنیدند ندا از ان طرف عباس بن عبد المطلب گفت که وای اگر حضرت با این شوکت
و دبدبه یکبارگی بقهر بر سر قریش رود همه مستاصل شوند و از نشان اثر نماند پس گفت بر استر خاص
سوار شدم و بیرون آمدم تا اگر کسے از اہل مکه را بینم صورت حال بادی بگویم تا اہل مکه را خبردار کند که
فکرے در کار خویش بکنند ناگاه آواز ابی سفیان بشنیدم و گفتم یا ابا حنظله او نیز آواز مرا بشناخت
و گفت این ابو الفضل است گفتم آری گفت یا ابا الفضل پدر و مادر من فدائے تو باد اینچه واقع است
گفتم وائے بر تو این رسول خدا است با ده هزار کس بر سر شما آمده است گفت ای عباس چاره کار
ما چیست گفتم بر این استر ردیف من بنشین تا ترا پیش رسول خدا ببرم و برائے تو طلب امان کنم پس او
بر استر من سوار شد و بدیل بن ورقاء و حکیم بن خزام بمکه باز گشتند و روائے آنکه بدیل و حکیم نیز همراه
ابو سفیان بمجلس شریف آمدند و مسلمان شدند و شاید که بمکه رسیده باز گشته آمده باشند پس بخیمه عمر
بن الخطاب رسیدیم چون ابو سفیان را دید از جای خود برجست و شمشیر کشید و از عقب ما دوان شد
و خواست که پیشتر از ما رسیده از حضرت رخصت قتل ابو سفیان حاصل کند که هنوز در من و ایمان
ایمان ندر آمده ست من استر را نیز راندم و پیش از عمر و خود را بخیمه رسول صلی الله علیه وسلم رسانیدم و
گفتم یا رسول الله من ابو سفیان را امان داده و در زینهار خود گرفته ام و عمر در کشتن او شتابی میکند فرمود
ای عباس امشب ابو سفیان را در خیمه خود نگاهدار و صباح نزد ما بیا چون صباح او را بملازمت حضرت
بردم فرمود وای بر تو ای سفیان وقت آن نیامده که بدانی که هیچ معبودی سزائے پرستش نیست غیر از
الله تعالے ابو سفیان گفت پدر و مادر من فدائے تو باد چه کریمے و حلیمی و چه صوابی که با چنان جفاها
چنین لطف میفرمائی اکنون دانستم که هیچ خدائے دیگر جز الله نیست که اگر بودی ما را اکنون نفع
رسانیدی و مدد کردی و یاوری دادی آنگاه فرمود وقت نیامده که بدانی که من پیغمبر خدایم گفت یا
اکنون شکے در دل من بود تو قفے میکردم و سینه او به تصدق رسالت نیکشاد و عباس گوید
ملک یا ابا سفیان سخن دراز مکن و زبان بکلمه توحید بکشای والا همین ساعت عمر در آید و گردنت
زند پس گفت ابو سفیان اشهد ان لا اله الا الله و ان محمد رسول الله پس گفت عباس یا رسول الله
ابو سفیان مردی است که فخر و شرف و جاه را دوست میدارد او را بمرتبه سرفراز دار که میان اہالے

قریب دو ہزار مرد کہ اکثر سوار اسپ بودند رسیدند و بعضے گفتہ اند ابوذر غفاری را خلیفہ ساخت و
از ازواج ام سلمہ را ہمراہ گرفت و چون بمنزل کدید بفتح کاف کہ نام آبی است میان قدید بضم قاف
و عسفان علمہا در انہار است کردو با محاربہ سپردو در منزل قدید افطار کردو حکم کرد با فطار و ندا در داد
کہ افطار نکند عاصی است و در روایتی آمدہ است کہ گفت ہر کہ خواہد افطار کند و ہر کہ خواہد روزہ دارد
افطار در سفر و جواز صوم ہر دو اختیار و در تفصیل یکے بر دیگرے احادیث مختلف آمدہ بحسب رعایت
مصلحت و ملاحظہ اوقات و ہمہ احادیث متفق اند بر جواز افطار در سفر و بعضے اہالی بکر نیز بقصد ہجرت
بجانب مدینہ بیرون آمدند و از انجملہ عباس بن عبد المطلب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با اہل
و عیال خویش در منزل سفیا و بقولے در جحفہ و بقول در ذو الحلیفہ آمد بحضرت ملاقات نمود آنحضرت
از آمدن عباس خوشحال شدند و امر کرد کہ متاع خود را بمدینہ فرستد و خود ہمراہ باشد و فرمود لعباس
ہجرت تو آخر بن ہجرتہاست چنانکہ نبوت من آخرین نبوتہاست و ہم در راہ ابو سفیان بن الحارث
بن عبد المطلب کہ ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بود و عبد اللہ بن امیہ کہ پسر عمہ
آنحضرت عاتکہ بنت عبد المطلب بود و در ایذا و اہانت آنحضرت نہایت مبالغہ داشتند آمدہ
مسلمان شدند و آنحضرت از ایشان اعراض کردو بالتماس ام سلمہ از گناہ ایشان در گذشت و
در روایتی آمدہ کہ علی مرتضے با ایشان گفت کہ از پیش روی آنحضرت در آیند و بگویند چنانکہ برادران
یوسف علیہ السلام بیوسف گفتند لقد اثرک اللہ علینا و ان کنا لخاطئین پس فرمود آنحضرت
لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم و ہو ارحم الراحمین و گویند کہ ابو سفیان بن الحارث بعد ازان
ہرگز سر خود را پیش آنحضرت بر نداشت از جہت حیا بعد ازان سیر کردو بمر الظہران رسید کہ از انجا
تا مکہ چہار فرسنگ راہ است و آلان اینجا را وادی فاطمہ میگویند و فاطمہ چنانکہ نام زنہاست
ہمچنین نام موضعی است چنانکہ ہمار مواضع میباشد پس فرمود آنحضرت اصحاب خود را کہ ہر کس
بر در خیمہ خود آتشے افروخت تا دہ ہزار رویا دوازدہ ہزار آتش افروختہ شدہ باشد تا این ہنگام
قریش از آمدن آنحضرت و احوال شریف خبر نداشتند و لیکن خایف و غمگین بودند چہ میدانستند
کہ آنحضرت قصد مکہ دارد پس ابو سفیان بن حرب گفتند بیرون رود و تفحص اخبار نماید و اگر
با محمد اتفاق ملاقات افتد برای ما از وے امان گیرد پس ابو سفیان و حکیم بن حزام و بدیل بن ورقا

صدور چیزے از گناہان او یکی از ایشان مبادرت کرد بسوی توبہ و لازم گرفت طریقہ نیک را و میداند
این را از احوال ایشان بقطع ہر کہ مطلع است بر سیر تہای ایشان اینچنین نقل کردہ است صاحب مواہب
از قرطبی فافہم و ذکر کردہ اند بعضے از اہل مغازی کہ لفظ کتابی کہ نوشتہ بود خاطب این بود ای معشر
قریش رسول خدا می آید شما را بشکرے مثل لیل و سیل و بخدا سوگند کہ اگر بیاید شما را تہا نصرت میدہد
او را خدا تعالی و راست می گرداند وعدہ خود را پس فکر کنید بحال خود کذا حکاہ السہیلی انتہی و نیست
در اینجا چیزے کہ در وی کفر و نفاق باشد مگر اظہار سر مکتوم و اعتذار کردن ازان بامید آنکہ شاید کہ قبول افتد
و بتحقیق قبول افتاد در وقتے کہ تصدیق کرد او را رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و منع کرد عمر را از قتل وے
و در روایتی آمدہ است کہ آنحضرت فرمود کہ او را از مسجد بیرون کشید و مردم بر سبیل بدلیت دست بر پشت
وی می نہادند او را از مسجد بیرون کنند و او درین حال بامید آنکہ حضرت درباره او رحمت فرماید باز
پس می نگریست و نظر بر روے مبارک ہمایون آنحضرت می انداخت فرمود او را باز گردانید و فرمود
من از حرم تو در گذاشتم و تو از خدا عز و جل مغفرت خواہ و باید کہ دیگر بگرد مثل این کار نگردی و گویند
کہ حاطب از کبار مہاجرین و ارباب دانش و بینش بود و ازین زلت از روے از سر غفلت آمد قرآنحضرت
او را بر سالت نزد مقوقس ملک اسکندریہ فرستادہ بود چنانکہ گذشت **وصل** چون عزیمت سفر مکہ
مصمم شد بعضی صحابہ را فرستاد تا قبائل عرب را در اسلم و غفار و جہنہ و اسجع و سلیم و غیرہم کہ داخل
حوزہ اسلام شدہ بودند خبر کنند و اگر دارند تا ہمہ جمع آیند و تہیہ اسباب حرب نمایند پس بیرون آمد
آنحضرت در ہم ماہ رمضان روز چہار شنبہ بعد العصر سنہ ثمان از ہجرت چنانکہ واقدی گفتہ و نزد
احمد باستاد صحیح از ابی سعید آمدہ کہ گفت بیرون آمدیم با عام الفتح دوم ماہ رمضان پس آنچہ واقدی
گفتہ ضعیف است و در تعین این تاریخ اقوال دیگر نیز آمدہ دوازدہ شانزدہ ہفتدہ ہیزدہ نوزدہ
و دو قول سابق اقربست بصحت و دوم صحیح تر است و اللہ اعلم پس چون بیرون آمد عرض لشکر
کردند ہفتصد مرد از مہاجران آمدند و سیصد اسپ داشتند و از انصار چہار ہزار با پانصد اسپ
و ہمچنین از قبایل مذکورہ چہار صد با نصد و ہزار با عددے مخصوص بعرض رسیدند و در راہ آمدند
پیوستند تا مجموع بہ دہ ہزار کشید و بعضے دوازدہ ہزار نیز گفتہ اند و وجہ جمع آن تواند بود کہ دہ ہزار
نفس مدینہ برآمدہ و دو ہزار دیگر بعد ازان آمدہ ملحق شدند چنانکہ آمدہ است کہ بنو سلیم از عقب

که بجائی دیگر غیر مکه خواهد رفت فکرے بحال خود خواهید کرد و اسلام و نامه را بازنی داد از قبیل مزینه که بقریش
رساند پس مطلع گردانید حق تعالے پیغمبر خود را بران پس فرمود آنحضرت مرعلی بن ابیطالب و زبیر بن العوام
و مقداد بن اسود را رضے الله عنهم اجمعین خارج راهی بیائید و در انجا زنی بر هودج سوار که باوی کتابی است
بگیرید کتاب را ازوی پس رسیدند ایشان بآن زن و یافتند کتاب را که در موهای سر خود گره زده بود
پنهان کرده است و آوردند کتاب را نزد آنحضرت پس طلبید حاطب را و فرمود چیست ای حاطب
این کار که تو کرده و چه چیز برین داشت ترا گفت یا رسول الله شتابی مکن بر من بخدا سوگند که من
مومنم بخدا و رسول او ولیکن من مردی ام ملصق و حلیف در قریش و از نفس ذات ایشان نیستم
و هیچکس در مکه ندارم که حفظ حمایت اهل مال من کند و آنها که با تو اند از مهاجران ایشان را در مکه
اقربا است که حمایت می کنند اهل و مال ایشان را نیست مرا درین قبیله اند اخت و نکرده ام
آنرا بجهت نفاق و ارتداد و رضی بکفر بعد از اسلام پس گفت آنحضرت دانا و آگاه باشید که حاطب
گفته است و گفت عمر رضے الله عنه بگذار مرا یا رسول الله تا بزنم گردن این منافق را فرمود آنحضرت
ان الله اطلع علی اهل بدر و قال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم رواه الطبری و در روایتی فانی غافر لکم پس
گریه کرد عمر و گفت خدا و رسول خدا داناتر اند و نازل شد یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدو
اولیاء تلقون الیهم بالمودة الآیه و در فتح الباری آورده که گفتن عمر رضے الله عنه بگذار مرا
یا رسول الله بزنم گردن این منافق را با وجود آنکه آنحضرت تصدیق کرد حاطب را در آنچه اعتذار کرد
بجهت آن بود که بود نزد ایشان از بعض منافقان و علم بآنکه هر که مخالفت امر رسول الله کند
واجب است قتل او ولیکن جزم نکرد بدان و استیذان نمود در قتل وے و اطلاق کرد بروے اسم منافق
از جهت آنکه ابطان کرد خلاف چیزے که ظاهر گردد و عذر حاطب آن بود که تاول کرد که بجهت ارتکاب
مثل اینچنین کار حکم ضرورت باک آنرا دارد و مراد بقول وے فقد غفرت لکم اغفر لکم طریق تعبیر از مستقبل
بماضی است برای مبالغه در تحقیق وقوع و گفته اند که این خطاب و تشریف است انچه حاصل
حاصل شده است که بخشیده گناهان گذشته ایشان را و متاهل و قابل آن شده اند که بخشم
گناهان لاحقه را و تحقیق ظاهر گردانید وی سبحانه صدق رسول خود را در هر که خبر داد ازوی بخیرے
ازین باب زیرا که ایشان همیشه بودند بر اعمال اهل خشیة تا آنکه مفارقت کردند دنیا را و اگر تقدیر کرد

وگویا ابرے در آسمان بود پس فرمود آن حضرت این ابر فریاد میکند و خبر میدہد بنصری بنی کعب و گفت
باز گردید بدیار خود و غم نخورید کہ ایام فتح و نصرت نزدیک رسیدہ است و با اصحاب فرمود گویا می بینم کہ
ابو سفیان آمدہ و طلب تجدید و افزون در مدت صلح میکند و خائب و خاسر بمکہ باز گشتہ است و آوردہ اند کہ
چون قریش ازین فعل خود پشیمان شدند ابو سفیان را در ملازمت حضرت فرستادند تا اعتذار نماید گوید
کہ این فعل بمشورت من واقع نشدہ است و عقد صلح را موکد و مقرر گرداند و چیزے مدت آن بیفزاید
پس ابو سفیان بمدینہ آمد و نخست بخانہ دختر خویش ام حبیبہ کہ از امہات المومنین بود رفت و خواست
کہ بر فراش رسول صلے اللہ علیہ وسلم نشیند ام حبیبہ آن فراش مبارک را در نوردید ابو سفیان گفت
این فراش از من دریغ داشتی ام حبیبہ گفت این فراش سید کائنات است و تو مشرک و نجس پس از
نزد دختر برامد و نزد حضرت رفت صلی اللہ علیہ وسلم و ہر چند در باب تجدید عہد سخن کرد جواب نیافت
پس نا امید گشتہ پیش ابو بکر صدیق رفت رضی اللہ عنہ از انجا نیز خائب و خاسر باز گشت و ہمچنین
نزد عمر فاروق رضے اللہ عنہ رفت انجا نیز فائز نگشت پس پیش فاطمہ زہرا رضے اللہ عنہا رفت و
گفت خواہر تو زینب ابو العاص را امان داد و محمد امان او را اجازت داشت و اعتبار کردہ فاطمہ گفت
درین امر مرا اختیاری نیست پس روے بعلی مرتضی آورد رضی اللہ عنہ از انجا نیز نا امید گشت پس
بمکہ خائب و خاسر باز گشت چون ابو سفیان بمکہ باز گشت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بکار ساز
سفر مشغول شد و با عائشہ فرمود تہیہ اسباب سفر و تجہیز جیش مشغول گردد و با ہیچ کس این راز
در میان ننہد پس ابو بکر بر عائشہ در آمد و دید تہیہ اسباب مینماید گفت ای عائشہ این چیست کہ
می سازی گفت چیزے است کہ حضرت من فرمودہ است کہ بسازمے سازم زیادہ برین نمیدانم و
نمیتوانم گفت پس آنحضرت در آمد ابو بکر پیش رفت و گفت یا رسول اللہ داعیہ سفری شدہ فرمودا ے
ابو بکر گفت من نیز کار سازی کنم فرمود آرے صدیق پرسید عزیمت آن داری کہ بر سر قریش روی
فرمود آری ولیکن این سخن را مخفی دارد و فرمود اللہم خذ علی ابصارہم فلا یروا الا بغتۃ و سائر
اصحاب را فرمود تا بکار سازی قیام نمایند و اسلحہ با خود بردارند ولیکن مقصد را بر ہیچکس بجز م اعلام
ننمود و حاطب بن ابی بلتعہ بجانب اہل مکہ نامہ نوشت و خبر داد ایشان را بلشکر کشیدن آنحضرت
بر سر ایشان و مضمون نامہ شریف آنکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تجہیز لشکری میکند و گمان نمیبرم

که بجائی دیگر غیر مکه خواهد رفت فکرے بحال خود خواهید کرد و اسلام و نامه را بازنی داد از قبیل مزینه که بقریش
رسانند پس مطلع گردانید حق تعالے پیغمبر خود را بران پس فرمود آنحضرت مر علی بن ابیطالب و زبیر بن العوام
و مقداد بن اسود را رضے الله عنهم اجمعین خارج رامی بیائید و در انجا زنی بر هودج سوار که با وی کتابی است
بگیرید کتاب را از وی پس رسیدند ایشان بآن زن و یافتند کتاب را که در موهای سر خود گره زده بود
پنهان کرده است و آوردند کتاب را نزد آنحضرت پس طلبید حاطب را و فرمود چیست ای حاطب
این کار که تو کرده و چه چیز برین داشت ترا گفت یا رسول الله شتابی مکن بر من بخدا سوگند که من
مومنم بخدا و رسول او ولیکن من مردی ام ملصق و حلیف در قریش و از نفس ذات ایشان نیستم
و هیچکس در مکه ندارم که حفظ حمایت اهل مال من کند و آنها که با تو اند از مهاجران ایشان را در مکه
اقربا است که حمایت می کنند اهل و مال ایشان را نیست مرا در ین فتنه انداخت و نکرده ام
آنرا بجهت نفاق و ارتداد و رضی بکفر بعد از سلام پس گفت آنحضرت دانا و آگاه باشید که حاطب
گفته است و گفت عمر رضے الله عنه بگذار مرا یا رسول الله تا بزنم گردن این منافق را فرمود آنحضرت
ان الله اطلع علی اهل بدر و قال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم رواه الطبری و بروایتی فانی غافر لکم پس
گریه کرد عمر و گفت خدا و رسول خدا داناتر اند و نازل شد یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدو
اولیاء رفا قول و ے فقد ضل سواء السبیل و در فتح الباری آورده که گفتن عمر رضے الله عنه بگذار مرا
یا رسول الله بزنم گردن این منافق را با وجود آنکه آنحضرت تصدیق کرد حاطب را در انچه اعتذار کرد
بجهت آن بود که بود نزد ایشان از بعض منافقان و علم بآنکه هر که مخالفت امر رسول الله کند
واجب است قتل او ولیکن جزم نکرد بدان و استیذان نمود در قتل و ے و اطلاق کرد بر و ے اسم منافق
از جهت آنکه ابطان کرد خلاف چیزے که ظاهر گردد و عذر حاطب آن بود که تاول کرد که بجهت ارتکاب
مثل اینچنین کار بحکم ضرورت باک نیاورد و مراد بقول و ے فقد غفرت لکم اغفر لکم طریق تعبیر از مستقبل
بماضی است برای مبالغه در تحقیق وقوع و گفته اند که این خطاب و تشریف است انچماعت را حالتے
حاصل شده است که بخشیده گناهان گذشته ایشان را و متاهل و قابل آن شده اند که بخشم
گناهان لاحقه را و تحقیق ظاهر گردانید وی سبحانه صدق رسول خود را در هر که خبر داد از وی بخیرے
ازین باب زیرا که ایشان همیشه بودند بر اعمال اهل خشیة تا آنکه مفارقت کردند دنیا را و اگر تقدیر کرد

وگویا ابرے در آسمان بود پس فرمود آن حضرت این ابر فریاد میکند و خبر میدہد بنصری بنی کعب و گفت
باز گردید بدیار خود و غم نخورید کہ ایام فتح و نصرت نزدیک رسیدہ است و با اصحاب فرمود گویا بینم کہ
ابو سفیان آمدہ و طلب تجدید و افزون در مدت صلح میکند و خائب و خاسر بمکہ باز گشتہ است و آوردہ اند کہ
چون قریش ازین فعل خود پشیمان شدند ابو سفیان را در ملازمت حضرت فرستادند تا اعتذار نماید گویند
کہ این فعل بمشورت ما واقع نشدہ است و عقد صلح را موکد و مقرر گرداند و چیزے مدت آن بیفزاید
پس ابو سفیان بمدینہ آمد و نخست بخانہ دختر خویش ام حبیبہ کہ از امہات المومنین بود رفت و خواست
کہ بر فراش رسول صلے اللہ علیہ وسلم نشیند ام حبیبہ آن فراش مبارک را در نوردید ابو سفیان گفت
این فراش از من دریغ داشتی ام حبیبہ گفت این فراش سید کائنات است و تو مشرک و نجس پس از
نزد دختر برامد و نزد حضرت رفت صلی اللہ علیہ وسلم و ہر چند در باب تجدید عہد سخن کرد جواب نیافت
پس نا امید گشتہ پیش ابو بکر صدیق رفت رضی اللہ عنہ از انجا نیز خائب و خاسر باز گشت و ہمچنین
نزد عمر فاروق رضے اللہ عنہ رفت انجا نیز فائز نگشت پس پیش فاطمہ زہرا رضے اللہ عنہا رفت و
گفت خواہر تو زینب ابو العاص را امان داد و محمد امان او را جائز داشت و اعتبار کردہ فاطمہ گفت
درین امر مرا اختیاری نیست پس روے بعلی مرتضی آورد رضی اللہ عنہ از انجا نیز نا امید گشت پس
بمکہ خائب و خاسر باز گشت چون ابو سفیان بمکہ باز گشت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بکار ساز
سفر مشغول شد و با عائشہ فرمود تہیہ اسباب سفر و تجہیز جیش مشغول گردد و با ہیچ کس این راز
در میان نہد پس ابو بکر بر عائشہ در آمد و دید تہیہ اسباب مینماید گفت ای عائشہ این چیست کہ
می سازی گفت چیزے است کہ حضرت من فرمودہ است کہ بسازم سازم زیادہ برین نمیدانم و
نمیتوانم گفت پس آنحضرت در آمد ابو بکر پیش رفت و گفت یا رسول اللہ داعیہ سفری شدہ فرمود آرے
ابو بکر گفت من نیز کار سازی کنم فرمود آرے صدیق پرسید عزیمت آن داری کہ بر سر قریش روی
فرمود آری ولیکن این سخن را مخفی دارد فرمود اللہم خذ علی ابصارہم فلا یروا الا بغتۃ و سائر
اصحاب را فرمود تا بکار سازی قیام نمایند و اسلحہ با خود بردارند ولیکن مقصد را بر ہیچکس بجز م اعلام
ننمود و حاطب بن ابی بلتعہ بجانب اہل مکہ نامہ نوشت و خبر داد ایشان را بلشکر کشیدن آنحضرت
بر سر ایشان و مضمون نامہ شریف آنکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تجہیز لشکری میکند و گمان نمیبرم

واقع شد چون قضیه بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم درمیان آمد چندان بآن مشغول شدند که اصلا بحال خود نمیرسیدند
بعد از وقوع صلح حدیبیه بحال خود آمدند در خاطر جمع کردند و فرصت یافتند باز بر سر نزاع و خصومتی که داشتند آمدند تا آنکه روزی
یکی از بنی بکر بحوسید عالم صلی الله علیه وسلم سیکرد مردی از قبیله خزاعه انجا ایستاده بود منغش کرد ممتنع نشد
پس بقهر رفت سر و روی وی را بشکست وی استغاثه بر بنی بکر نمود نفاثه بصم نون و فا و ثا مثلثه که نوعی
از بنو بکر بود بجاریه باخزاعه بر خاستند از بنی مدلج استمداد نمودند ایشان از اعانت و امداد با و امتناع آوردند
پس استعانت از قریش نمودند جمعی از سفهاء قریش که اعدای مورو ثی آنحضرت بودند مثل عکرمه بن ابی جهل
وصفوان بن امیه و سهل بن عمرو و غیرهم هیات خود گردانیده و نقابها بر روی زشت خود بر بسته مرافقت
بنی بکر به شبخون بر خزاعه زدند و محاربه و مقابله عظیم کردند چنانکه جنگ کنان در زمین حرم در آمدند و بنو خزاعه
فریاد بر آوردند و با نوفل بن معاویه که امیر بنو بکر بود گفتند که از خدا بترس و حرمت حرم نگاهدار نوفل بن
معاویه گفت که این سخن بزرگست و من میدانم آنرا ولیکن امروز فرصت عمل کردن بدان نداریم و
گویند که بیست کس از خزاعه درین جنگ کشته شدند و زعم قریش آن بود که هیچ کس ایشان را نشناخت
و این قصه پوشیده خواهد ماند و آن حضرت را همان شب بوی خبر دار ساخته بودند عایشه صدیقه رضی الله
عنها میگوید که صباح آنشب که واقعه خزاعه و بنی بکر واقع شده بود رسول صلی الله علیه وسلم با من گفت
ای عایشه حادثه در مکه واقع شده که قریش نقض عهد نمودند گفتم یا رسول الله گمان میبری که قریش
از نقض عهد دلیری نمایند و حال آنکه شمشیر ایشان را فانی گردانیده فرمود عهد را بشکست از برای
امری که خدای تعالی با ایشان خواسته گفتم این امر خیر یا شر حضرت فرمود خیر خواهد بود انشاء الله و طبرانی در معجم
صغیر از حدیث میمونه می آرد که گفت شنیدم شبی آنحضرت را که میفرمود در متوضا لبیک لبیک لبیک سه بار میفرمود
نصرت نصرت سه بار چون برآمد گفتم یا رسول الله شنیدم که تکلم میکنی با ابر و با تو کسیکه تکلم میکردی با وی میگفت
این را جز بنی کعب بود از جزاکه از من طلب نصرت می نماید و میگوید که قریش اعانت بنی نکردند تا بر ما
شبخون آوردند و بعد از سه روز عمرو بن سالم خزاعی درمیان جمل از مکه بمدینه مطهره آمد تا آنحضرت را
خبر کند بانچه واقع شده است و استغاثه کند و استنصار نماید پس آنحضرت برخاست در حالیکه میکشید
ردای مبارک خود را بر زمین و میفرمود نصرت داده شوم من اگر نصرت ندهم شما را در انچه نفس خود را
نصرت میدهم اشارت کرد بغایت اتحاد و اخلاص و قوت علاقه و تقویت و تسلیه کردن قلوب ایشان

کشته شدند اکثر ایشان و یافته شد ابن ابی العوجا جریح با کشتگان و برداشته آورده شد نزد آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم و باین تمام شد وقایع سال ہفتم ذکر فتح مکہ و ہم در سال ہشتم از ہجرت فتح مکہ زاد اللہ
تعظیماً و تشریفاً واقع شد و این فتح عظیم مبین است کہ سورہ کریمہ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً ناطق بدان است
اگر چہ جمعے از مفسران بر انند کہ مراد باین فتح مبین فتح حدیبیہ است کہ در حد ذات خود فتح بود و منشا و مبدأ
فتوحات عظیمہ شد و در واقع فتح مکہ اعظم فتوحات است کہ عزیز گردانید حق جل و علا بدان دین خود را
و قوی و غالب رسول خود را و عزیز گردانید جند خود را و محترم گردانید حرم امن خود را و پاک گردانید از زر
مشرکان بلد امین و بیت شریف خود را فتحی کہ مستبشر شدند بدان اہل آسمان و زمین و فتح و نصرت یافت
بدان سید المرسلین و عرب از ہمہ اطراف و جوانب دیدۂ انتظار در راہ اختیار کشادہ بدر نشستہ بودند کہ اگر
این مرد یعنی حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم با قوم خود پس آمد و این بلد عظیم و بیت مکرم در قبضہ
اقتدار او در آید یا نیز در آئیم و از توقف و تردد بر آئیم و چون نصر عظیم و فتح مبین بوجود آمد در آمدند مردم از
ہر طرف در یکدیگر از ہر جانب کما قال سبحانہ و تعالیٰ اذا جاء نصر اللہ و الفتح و رایت الناس یدخلون فی دین
اللہ افواجاً فسبح بحمد ربک و استغفرہ انہ کان توابا اشارت است باتمام نعمت و اکمال دین و ارتفاع حجاب شک
و ارتیاب و سطوع نور صدق و یقین و بعد از حصول فتح مکہ گریز گاہی نماند مشرکان را و چارہ نماند ایشان را و
خواہی نخواہی باسلام در آمدند پس از ان روز نیک شد اسلام بعضے و ظاہر شد امارات و علامات تعلق
قلبی و بعضے را نشد و ظاہر آیہ کریمہ قل یوم الفتح لا ینفع الذین کفروا ایمانہم و لا ہم ینظرون در انست کہ
ایمان بروز فتح نافع نیفتد و مقبول نباشد و جواب میگویند کہ مردان کافر انند کہ مقتول شدند در فتح و اسلام آورندگان در
حالت نفع نمیکند ایمان آوردن حال قتل و انیجا بعضے گویند مراد بیوم الفتح روز قیامت است کہ روز نصر مومنین است
بر کفرہ و روز تفضل بحکومت است میان آدمیان و فتح و بعضے فضل بحکومت آمدہ است چنانکہ در قول و دعوی سبحانہ
ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین و اللہ اعلم و باعث حصول این موہب ربانی و سبب ظہور
فتح این فتح صمدانی آن شد صلحی کہ در حدیبیہ شدہ بود یکی از شرائط آن بود کہ طرفین با ہم حلیفان و عہد آن یکدیگر
تعرض نکنند و ہر کہ ہر چہ خواہد اختیار کند خواہ در عہد و حلف قریش در آید و خواہ در عہد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم داخل گردد
پس بنی بکر در عہد قریش در آمدند و خزاعہ در عہد آنحضرت و ایشان را میش از ین ہم رجوعے و التجائے بغربت این حیات بود
اگر چہ ایمان نیاوردہ بودند و میان بنی بکر و خزاعہ از عہد جاہلیت نزاعے و خلافے و عداوتے بود و محاربہ و مقابلہ بسیار

در اینجا دو سریه دیگر ذکر کرده است یکی سریه را ابو قتاده به سوی ارض محارب نجد در شعبان سنه ثمان فرستاد باوی پانزده مرد بسوی غطفان پس قتل کرد کسی را که مشرف شد از ایشان و بند کرد بهما کثیر دو صد جیر و دو بست شاة وصیت او پانزده روز بود دوسریه دیگر هم از ابو قتاده به سوی اضم که در وی محلم بن جسامه بود و عامر بن اضبط پیش آمد و محلم او را کشت و همدرین سال آنحضرت صلی الله علیه وسلم عبد الله بن رواحه را بر طایفه امارت داده بجانب اضم بقصد معجمه که بر سر برید از مدینه است فرستاد و در ان سریه محلم بن جثامه بود عامر بن الاضبط در راه پیش آمد و بر اصحاب تحیه سلام داد مسلمانان چون اعتقاد اسلام بروی ندانشتند جواب سلام او ندادند و محلم او را به قتل رسانید چون خبر بانحضرت رسید آنحضرت بر محلم عتاب کرد و فرمود چرا مسلمانی را کشتی گفت بنا بر آن که از جهت فرار از موت اظهار شعار مسلمانان کرد آنحضرت فرمود چرا نشگافتی دل او را تا قصد و ارادت او دانی و فرمود زمان مغفرت ترجمان جنان است پس کریمه یا ایها الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل الله فتبینوا و لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا تا آخر آیه در اینجا نازل شد پس محلم آمد و در هر دو بر دو بر ابر آن حضرت بدو زانو نشست و التماس کرد آنحضرت از برای او طلب آمرزش کنند و چون رسول خدا صلی الله علیه وسلم از ان حرکت ناملایم او گرفته خاطر شده بود فرمود لا غفر الله لک اولا عفا الله عنک پس محلم برخاست در حال که بانگ میکند اشکمها را ببرد و ابرو خود و محلم بعد از ساعتی و بردایتی بعد از هفت روز جان بقابض ارواح سپرد و چون او را دفن کردند زمینش بیرون انداخت و سه نوبت دفن میکردند و زمین بیرون می افگند عاقبت او را میان سنگها پوشیده گذاشتند و این خبر بسمع همایون رسید فرمود که زمین محلم فرو برد و فرمود زمین فرو میبرد کسی را که بدتر از وست اما خدا میخواست که پند کند شما را تا متنبه شوید و در روضة الاحباب این سریه بنام ابو قتاده در اول ذکر فتح مکه کرده و گفته که پیش از انکه حضرت بجانب مکه روان شود در اول ماه رمضان سال هشتم ابو قتاده الصایر بقبیله اضم فرستاد تا مردم را گمان شد که آنسر و رداعیه آن دارد که بر سر آنجماعت رود و بجانب مکه بعد ازان قصه این سریه ذکر کرد بعد ازان شروع در قصه فتح کرده و در مواهب نیز سریه ابو قتاده گفته و پیش از فتح مکه ذکر کرده و از اصابه معلوم میگردد محلم نام کسی است و آنکه کشت عامر بن اضبط را غیر محلمی است که زمین او را فرو برد و الله اعلم و در مواهب گفته سریه دیگر و آنرا سریه ابو العوجا نام کرده بسوی بنی سلیم در ذی الحجه سنه سبع که تا پنجاه مرد بر امده و کردند او را کفار از هر ناحیه و قتال کردند تا آنکه

و این دلالت دارد بر آنکه برگ ها خشک بود که نمی خورند خلاف آنکسی که میگوید برگ ها نیز می خورند و اگر چه
ابو عبیده امر کرد تا همه لشکر زاد ها خود را جمع سازند این نیز موازی دو من نشد و هر روز مقداری اندک
ازان میدادند تا کار بجای رسید که هر یک را جز زنانی بیش رسیده و سیف بکسر سین مهمله و سکون
تحتانیه ساحل دریا و چون منتهای سیر ایشان تا کناره دریا بود اضافه بآن میکردند و وقوع این سریه
در رجب بود سنه ثمان و شیخ بن حجر در شرح صحیح بخاری آورده که قول بوقوع آن در سال هشتم نا بسندیده
است زیرا که در صحیح بخاری از جابر بن عبد الله انصاری رضی الله عنهما آورده که این سریه را فرستاد
تا بر سر کاروان قریش روند و این معنی از آنحضرت در سال هشتم صورت ندارد که واقع شود زیرا که
دران ایام با قریش صلح داشت پس صحیح آنست که این سریه در سنه ست باشد پیش از قضیه حدیبیه
انتهی و در مواهب از شیخ الاسلام ابن العراقی نقل کرده است که گفت بود این سریه بعد از نقض و
شکست قریش عهد را و پیش از فتح مکه که در رمضان این سنه بود پس منافات ندارد بوقوع آن در سال
هشتم و آورده اند که درین سفر با هیچ دشمن ملاقات نکرده مراجعت نمودند انتهی و از غرائب این سفر
آن بود که روایت کرده است آنرا بخاری و مسلم از جابر گفت غزا کردیم با پیش خبط را و امیر کرده شد
بر ما ابو عبیده پس گرسنه شدیم گرسنگی سخت پس انداخت دریا ماهی مرده را که هرگز ندیده بودیم مانند
مانند آن و گفته میشود او را عنبر پس خوردیم ما ازان ماهی تا سیم ماه پس گرفت ابو عبیده استخوانی از استخوانهای
او پس گذشت سوار تحت او پس چون قدوم آوردیم ذکر کردیم قصه این ماهی را برای آنحضرت پس
فرمود وی صلی الله علیه وسلم بخورند رزقی را که بیرون آورده است خدا تعالی آنرا برای شما و بخورانید
ما را نیز اگر با قیمانده باشد چیزی ازان با شما پس فرستادیم ما برای رسول خدا چیزی ازان پس خورد
آن حضرت آنرا و در روایتی آمده که بود آن ماهی مانند کوهی و در روایتی مانند تلی بزرگ و عنبر نام این
ماهی است و ساخته میشود از پوست وی سیر و آن سیر را نیز عنبر گویند و عنبر که نام طیب مشهور است
سرگین دابه بحریه است یا بیرون می آید از چشمه که در دریاست و مراد با استخوان استخوان پهلوست که
دو استخوان را نصب کردند گفته اند که مردی که دراز ترین اهل لشکر بود دو بر شتری با لان دار سوار کردند
تا از پشت ان دو ضلع گذشت و سر او بآن استخوان رسید و در صحیح مسلم و مسند امام احمد روایت کرده
شده است که ابو عبیده امر فرمود تا مردم در کاسه چشم او در آیند و بنشینند نبرده مرد را حاجی بود و در مواهب

سریه های کنار

بمدینه باز گشتند انچنین مذکور است در روضة الاحباب و در معارج النبوة میگوید چون عمرو بن العاص و ابو عبیده بظهر گشت و لشکر اسلام در دیار مخالفان در آمدند و بغارت و تاراج بر آورده مواشی بسیار بجنگ آوردند و باحصول مقصود باز گشتند و آورده اند که در هنگام مراجعت شبی عمرو را احتلام دست داد و هو البغایت سرد بود و باصحاب خویش گفت محتلم شده ام اگر غسل میکنم هلاک میشوم پس مقداری آب طلبید و استنجا کرد و وضو ساخت و تیمم کرد و نماز صبح با ایشان قوم گذارد این حکایت خالی از غرائب نیست غالبا عمرو بن العاص هنوز تعلم بحفظ احکام شریعت ننموده بود والا صورت جنابت تر و خوف هلاک تیمم ست نه وضو و تیمم معا بالجمله در جائی که ابو بکر رض و عمر رض و اعیان مهاجرین و انصار باشند تفرد داشتن و در عبادات بی امر فاتری ایشان درست نباشد امر حرب و تدبیر آن دیگر است و چون قصه مقاولة عمرو و ابو عبیده و مطاوعة او عمر و خرات بخضرت رسید فرمود رحم الله ابا عبیده و در قصه جنابت نیز تبسمی فرمود و گفت نظر کنید در رویی که برای خود چگونه محلل پیدا کرد و در منع از افروختن آتش گفت از برای آن کردم که اگر آتش می افروختند مشرکان از قلت ما وقوف می یافتند و چون عمرو از حبش ذات السلاسل باز گشت زعمی و غروری بوی راه یافت و با خود گفت که پیغمبر صلے الله علیه وسلم مرا امیر جمعی کرد که در ان جمع ابو بکر و عمر بود نساخته مگر از جهت قرب و منزلت من نزد وی و برای تحقیق حال و تقریر این خیال نزد آنحضرت ص آمد و پرسید یا رسول الله دوست ترین آدمیان نزد تو کیست فرمود عایشه گفت از مردان می پرسم فرمود پدر وی گفتم بعد از وی کیست فرمود عمر بعد ازان چند کس دیگر را هم شمرد خاموش شد که مبادا مرا در آخر یاد کنند و آنحضرت باین جواب قطع طمع تو هم او کرد تا مرا آنحضرت را هم حکم تالیف قلوب داشت و در بعضے احادیث دیگر نیز مدح وی کرده فرمود اسلم الناس و آمن عمر ظاهر المراد بناس اقران و اهل قبیله وی خواهند بود والله اعلم و درین سال ابو عبیده بن الجراح را بر سیصد نفر از مهاجرین و انصار چنانکه در صحیحین و غیرهما آمده است و در روایت نسائی و بضع عشره زیاده کرده امیر ساخته بطرف قبیله جهت فرستاد و عمر بن الخطاب رض دران میان بود و میان آن و میان مدینه مسافت پنج روز است و این سریه را سریة الخبط خوانند بفتح خاے معجمه و باء موحده سریه سیف البحر نیز گویند و خبط نام آن برگے است که از درخت افشانده باشند آنحضرت باین جماعه یک جراب تمر داده بود و چون آن نفاذ یافت برگ درختان بعصای خود می افشاندند و میخوردند چنانکه لبهای ایشان مانند لبهای شتر شده بود و در روایتی که برگها آب ترمیکردند و میخوردند

جماعه را که صدیق اکبر و فاروق اعظم داخل ایشان بودند مقرر فرمود که بعد عمرو بن عاص برود و بر بن جماعه
ابو عبیده بن الجراح را امیر گردانند و در وقت وداع با ابو عبیده وصیت کرد که چون یکجا شوید در جمیع امور
متفق شوید و اختلاف نکنید چون فرقه دوم یعنی عمرو بن عاص بپیوستند و وقت نماز در رسید عمرو با ابو عبیده
گفت که چون تو بعد من آمدهٔ تابع من باش و نماز در عقب من بگذار ابو عبیده گفت که امارت قوم
سابق تعلق بدو دارد و امارت لاحق بمن عمرو در ین باب مضایقه آغاز کرد و ابو عبیده وصیت پیغمبر را
صلی الله علیه وسلم یاد آورد و ترک مخالفت نموده در عقب عمرو نماز گذارد و پوشیده نماند که در امارت واجب
نیست که امیر افضل باشد و در نماز باید که امام کسی باشد که اعلم و اقرء و اورع باشد پس همه را
حق بالیست که نماز عقب ابو بکر میکردند ولیکن چون عمرو بن عاص او عاکرد که چون امیر است وی احق
بامامت باشد در مقابله وے ابو عبیده که نیز امیر بود نزاع کرد آخر الامر مودهٔ آن حضرت صلی الله علیه وسلم
که خلاف نکنند و در جمیع امور متفق باشند ترک نزاع کرد رضی الله عنه و بود ابو عبیده نیک اخلاق و لین
الجانب گفتای عمرو آهسته باش و تندی مکن که رسول خدا صلی الله علیه وسلم آخر وصیتی که بمن فرمود
این بود که چون بهم رسید یکدیگر مخالفت نکنید اگر تو طریق مخالفت مسلوک داری من نمیدارم لقل است
که چون بنزدیکی دشمن رسیدند و سست شدند و سرما سخت بود مسلمانان خواستند که آتش کنند که بدان
گرم شوند و ایشان را عمرو از ان منع کرد یاران ازین معنی به تنگ آمدند و شکایت به نزد ابو بکر صدیق
بردند ابو بکر با عمرو در ین باب سخن کرد عمرو گفت هر کس که آتش روشن کند او را در آتش اندازم
آورده اند که عمر بر عمرو انکار کرد و سخن درشت گفت عمرو گفت العمر تو مامور شدهٔ که سخن من بشنوی
و فرمان من برے ابو بکر با عمر گفت بگذار او را بحال وے بدرستی که رسول خدا صلی الله علیه وسلم در ابرما
نیز نگرانید بگر بجهت آنکه وی مصلحت حرب نیکو میداند صبر کن و تحمل ورز تا بع فرمان پیغمبر و حکم وی باش
و بدانکه هر چه رسول خدا حکم کرده و اختیار نموده در ان حکمت جمیله و عاقبت حمیده خواهد بود و اگرچه این الفاظ
در حدیث بصریح مذکور نیست اما حاصل مضمون کلام صدیق و شرح آن همین است پس باتفاق بجانب
کفار روان شدند و بعضے از اهل آن قبائل منازل را خالی ساخته فرار نموده و بعضے محاربه کردند و مغلوب
شدند و بگریختند در بلاد متفرق شدند عمرو چند روز در انجا توقف نمود و سواران باطراف میفرستاد تا
گوسفند و شتر ے آوردند و ذبح مینمودند خوردند و در ین سفر زیاده بر ین غنیمتی نبود که قابل قسمت بود انگاه

عمرو بن العاص بود سوے ذات السلاسل تسمیه کرده شد بذات سلاسل بجهت آنکه مشرکان برسته بودند
خود را بیکدیگر بسلاسل تا نگریزند و بعضے گفته اند بجهت آنکه سلاسل نام آبی است که آن سریه در انجا بوده
در وادی القری بر مسافت ده روز از مدینه و وقوع این قضیه در جمادی الاخری سنه ثمان بوده
و بعضے در سنه سبع گفته اند و باین جزم کرده است ابن ابی خالد در کتاب صحیح التاریخ و نقل کرده است
ابن عساکر اتفاق بر انکه بعد از غزوه موته بود مگر ابن اسحق که قبل از وے گفته و سبب وقوع این است
که بحضرت رسالت خبر رسید که قبیله قضاعه و بلی بفتح باو کسر لام و تشدید یا بر و نبو القین به فتح قاف
و سکون یا باسم اتفاق نموده اند قصد تاختن اطراف مدینه و غارت کردن آن دارند پس طلبید حضرت
عمرو بن العاص را و فرمود که مسلح و مکمل شو که میخواهم ترا بلشکری فرستم تا غنیمتی بدست تو آید عمرو گفت
یا رسول الله من از برای مال دنیا مسلمان نشده ام آن حضرت فرمود نعم المال الصالح و المرء الصالح
الصالح و در روایتی آمده که عمرو بن العاص گفت یا رسول الله مدتی مدید در دلم قواعد دین گوشیده ام
اکنون دوست میدارم که در تاسیس اساس اسلام از من اثری ظاهر گردد بمجاربه مقاتله در راه خدا
کنم فرمود صبر کن من ترا بجای خواهم فرستاد ان شاء الله تعالے پس عمرو انتظار امارت می برد تا
آنکه بسامع علیه خیر البشر صلی الله علیه وسلم خبر اجتماع قبائل مذکوره و قصد افساد ایشان رسید پس
لوای سفید عقد کرد بدست صد نفر از مسلمانان که جماعتی از اعیان مهاجر و انصار مثل سعید بن زید
و سعد بن ابی وقاص و عامر بن ربیعه و حبیب بن سنان رومی و اسید بن حضیر و سعید بن عباده و
غیرهم دران میان بودند عمرو بن ابی العاص نامزد کرد که ایشان را بقلع و قمع مخالفان دین کمر بندد و داد
دلیری و دلاوری دهد در روضة الاحباب از محمد بن اسحق نقل میکند که گفت حکمت در تخصیص عمرو بن العاص
بامارت آن سریه آن بود که او را از طرف مادر با اهل بلی خویشی بود پس حضرت خواست که ایشان را
بواسطه عمرو مالغی باسلام حاصل شود انتهی اما وجه در تعیین اعیان اکابر مهاجرین و انصار چه خواهد بود
اختیار این موکول بعلم جناب رسالت است حرفی ازین باب در قضیه موته گفته شده است تواند که اینجا
باشد والله ورسوله اعلم و چون عمرو وارد مدینه برآمد و متوجه مشرکان شد شنید که جمعے دیگر از اعراب باین قبایل
جمع شده اند و در مخالفت موافقت نموده اند و باین مقدار لشکر که مسلمانان دارند بایشان مقاومت
نمی توان کرد اندیشناک شد و قاصدے به نزد آنحضرت فرستاده صورت واقعه را معروض داشته استمداد نمود

از خاک باش در دهن ایشان و این مبالغه است در آنکار که احتراز نکرد نماز بکا و ظاهر ابکا بر این
زنان با نوحه بود و الا مجرد بکائی نوحه منهی عنه نیست مبالغه دران چیرا کنند و بعضے گفته اند که بکائی نوحه
بود و نهی برائے تنزیه است زیرا که بعید است تمادی صحابیات بعد از نکیر بر نهی بر تحریمی و از همه
جهته اطاعت نکردند آن زنان مر امر را بگمان آنکه وی محتسب است که از پیش خود میگوید نه آنکه
رسول آنحضرت است یا از جهت آنکه مغلوب بود نداین زنان در درود معصیت و حرارت آن کدام
مجمع البحاری نقل عن القرطبی و در غزوه احد در بکا بر مصیبت حمزه بن عبد المطلب نیز کلامی متعلق
باین مقام گذشته است فلتذکر و آورده اند که آنحضرت آل جعفر را سه روز گذاشت تا تعزیت
دارند بعد ازان بخانه ایشان رفت و فرمود لبعد الیوم بر برادر من مگرئید و فرزندان جعفر را دلداری
نمود و فرمود محمد بن جعفر بعم من ابیطالب شبیه است و عبد الله بن جعفر در خلق و خلق بان میماند
و دعا خیر کرد مر ایشان را و در مسائل فقهیه نیز نوشته اند که تعزیه بر زیاده از سه روز نباید داشت و در
حدیث آمده است که لعنت خدا تعالے بادرنی را که سوگ دارد بر مردے غیر شوهر خود زیاده سه روز بتقلست
از اسماء بنت عمیس که زوجه جعفر بود رضی الله عنه که چون خبر جعفر به پیغمبر صلے الله علیه وسلم رسید
بخانه من آمد و پرسید که کودکان جعفر کجا اند ایشان را به نزدوی بردم بوسید و ببوئید و در برگرفت
و آب از چشمان مبارک روان شد گفتم یا رسول الله گویا از جعفر چیزے شنیده فرمود آری او را شهید
ساختند بر خاستم و از غایت بیخودی فریاد کردم و زنان بر من جمع شدند فرمود اے اسماء فریاد مکن
و ناشایسته مگو و بر سینه مزن این بگفت و برخاست و با چشمے پر آب بخانه فاطمه زهرا رضی الله عنها
رفت دید که وی میگوید یا عماه یا عماه میفرماید فرمود آن حضرت علی مثل جعفر فلتبک البا کیته و
بعد ازان با اهلخانه فرمود که برائے اهل جعفر طعامی بفرستند چه جائے ایشان را مشغول پیش آمده
که فرصت طعام پختن ندارد و گویند که چون اهل غزوه موته مراجعت کردند مردم ایشان را تشنیع
میزدند که شما فرار نموده اید تا آنکه کبرائے اهل موته در خانه نشستند و نمیتوانستند که بیرون می آیند
از تشنیع و تقریع مردم با ایشان فرمود آنحضرت حاشا که ایشان فراریان باشند بلکه ایشان کرارند
یعنی تکرار بازگشته و با دشمن جنگ کنند تا فتح حاصل شود باید که از خانه های خویش بیرون آیند و بالجمله
سریه موته از سریا صعبه بود و خالد بن الولید را در وے مانر بود رضی الله عنه و همدرین سال سنه

درآمد و حق تعالے دو بال از یاقوت در روایتی از لولو بعوض دو دست وی که در راه خدا عزوجل انداخته شده بود بوی ارزانی داشت که بدان طیران مینماید و از بهر بره آمده که گفت گفت رسول الله صلے الله علیه وسلم دیدم جعفر بن ابیطالب را که طیران میکنند با ملایکه و نیز از بهر بره آمده که آنحضرت فرمود گذشت بر من جعفر بن ابیطالب در ملائے از ملایکه و حال آنکه هر دو جناح وے مخضوب است بخون و نیز آمده که فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم در آمدم وی شب بهشت را پس دیدم در وے جعفر بن ابیطالب را که طیران میکند با ملایکه و در روایت دیگر طیران میکند با جبرئیل و میکائیل علیهما السلام و در مواهب از سهل نقل میکند نیست مراد بدان مانند جناح طیور و پرها او زیرا که صورت آدمی اکمل و اشرف صورت است پس تبدیل وے بصورت طیر مناسب نباشد پس مراد بجناحین وصف ملکیت و قوت روحانیه است که داده شد جعفر را و بتحقیق تعبیر کرده است قرآن از عفو بجناح در قول وے سبحانه و اضمم یدک الی جناحک گفته اند علماء در آنچه ملایکه که آن صفات ملکیه است که مفهوم نمیشود دیگر بمعاینه پس بتحقیق ثابت نشده است مر جبرئیل را ششصد جناح است و معهود نیست طیران او بر دو جناح چه جائے زیاده ازان و چون ثابت نشده است چیزی و اشتر دریان کیفیت آن پس ایمان باید آورد بدان بی بحث و گفتگو در حقیقت آن انتهی و حافظ ابن حجر گفته که این جرم است در مقام احتمال و منع و آنچه نقل کرده است از علما نیست صریح و نص در دلالت بر آنچه او عاکرده است و مانعی نیست از حمل کردن بر ظاهر مگر از جهت آنچه ذکر کرده است از معهود و این قیاس غائب بر شاهد است و این ضعیف است و بودن صورت بشری اشرف صور منع نمیکند از حمل خبر بر ظاهر زیرا که صورت باقی است و الله اعلم بحقیقت الحال هم در صحیح البخاری از عبد الله بن عمر مروی است که چون تحیه میکرد بر قبر جعفر گفتی السلام علیک یا ذی الجناحین و در صحیح بخاری از عائشه رضی الله عنها مروی است که چون خبر فوت اهل موته به پیغمبر صلے الله علیه وسلم رسید در مسجد نشست مخزون که شناخته می باشد در روی مبارک وی حزن و من از شگاف در نگاه میکردم مردی در آمد و گفت یا رسول الله زنان جعفر بسیگریند بر وے پس امر کرد آن حضرت آن مرد را که منع کند ایشان را ازان رفت مرد و رفت و باز آمد و گفت نهی کردم ایشانرا ازان و باز نمی ایستند باز فرمود که برو و منع کن باز آمد آنمرد و گفت الله بتحقیق غلبه کردند زنان باز نیامدند پس فرمود

که خالد درین روز جنگ عظیم نمود چون شب در آمد و فریقین دست از جنگ باز کشیدند چون صباح شد
خالد باز علم برداشت و چون صف کشیدند خالد ترتیب لشکر را طرحی دیگر راست کرد مقدمه را
بساقه و ساقه را بمقدمه و میمنه را بمیسره و میسره را بمیمنه آورد و مخالفان چون این حال مشاهده کردند
چنان تصور کردند که لشکرے از برای امداد اهل اسلام رسیده از ینجا خوفی و رعبی در دل ایشان پدید آمد
رو بگریز نهادند و خالد در دنبال ایشان افتاده مراسم مردانگی و دلیرے کما ینبغی بجا آورد و آورده اند
که در انجا قلعه بود که در حین توجه موته یکی از سپاه اهل اسلام را در انجا کشته بودند و بعد از فتح حصار
جمعی کثیر ازان اشرار که دران قلعه متحصن شده بودند بقتل رسانید و بالجمله از خالد درین قضیه سعی
بلیغ بوجود آمد و کان سعیه مشکورا و در اخبار وارد شده که چون سپاه اهل اسلام با لشکر کفار
در مقابله ایستادند دران وقت حضرت مقدس نبوی صلی الله علیه وسلم در مسجد مدینه نشسته بودند
و حجابها از نظر آن سرور برداشته بودند و حال اهل موته در نظر انور داشته چنانکه جنگ گاه
ایشان را معاینه می دید و با اصحاب فرمود زید بن حارثه علم برداشت و شهید شد بعد ازان جعفر
گرفت و شهید شد بعد ازان ابن رواحه برداشت شهید شد این سخن میفرمود و آب از چشمان
شریف او روان میشد ناگاه فرمود بعد ازان شمشیرے از شمشیرهای خدا یعنی خالد علم گرفت و فتح بر دست
او حاصل شد ازان روز خالد را سیف الله لقب شد رضی الله عنه و فرمود شیطان در نظر زید
حیات را بیاراست و منجر است که دران وقت دوستی زندگانی را در دل وی مکروه سازد زید
با شیطان گفت که این وقتی است که ایمان در دل مومن کامل و ثابت و راسخ میباید تو آمده که
حیات دنیا را بمن دوست گردانی پاے پیش نهاد و جنگ میکرد تا شهید شد و حضرت بروی
دعای خیر کرد و یارانرا فرمود که برادر شما وی طلب آمرزش کنید و تحقیق وے در بهشت در آمد و در
ایسانین بهشت میخرامد و بعد از زید جعفر علم برداشت شیطان نزد وی نیز آمد و وسوسه آغاز کرد آرزوهاے
دنیا در نظر او می آراست و نیز فریفته او تا شده در معرکه در آمد و شهید شد و حضرت او را نیز دعا کرد
و اصحاب را فرمود شما نیز دعا کنید و ازینجا معلوم میشود که شیطان در وقت موت بوسوسه می آید
و محبت حیات را بر میت می آراید و لهذا در حدیث از برای تعلیم و تلقین است این دعا آمده که اللهم
انی اعوذ بک ان اموت فی سبیلک مدبرا و ان تخبطنی الشیطان عند الموت و فرمود وی نیز در بهشت

وگفت ای نفس جعفر از دنیا برفت و تو هنوز بدنیا مشغولی انگاه گفت ای نفس اگر دل بستگی زن
داری زن را طلاق دادم و اگر بغلامان تعلق داری غلامان را همه آزاد کردم و باغ و بستان هرچه دارم
برسول خدا پیشکش کردم اکنون هیچ نداری بچه دل می نهی چرا از شهادت می گریزی بسم الله بیا بیش
بمعرکه درآمد محاربه کرد و کشته شد و چون حکم چنین بود که چون عبد الله بن رواحه کشته شود مسلمانان
یکی مرا بامارت بردارند ثابت اخرم الانصاری عجلانی مبارزی نمود و علم برداشت و گفت ای
مسلمانان اتفاق نمائید و یکی را بامارت بردارید گفتند هم تو باین مهم قیام نمائی گفت من نمیتوانم
بآن قیام نمود پس مسلمانان همه اتفاق بر خالد بن الولید کردند او را اختیار نمودند خالد گفت
ای ثابت تو از من باین کار سزاوارتری که در معرکه بدر حاضر بودی و از من بسال بزرگتری
ثابت گفت ای خالد شجاعت و پهلوانی کار تست و علم را برای تو برداشته بودم پس گرفت
او را خالد بن الولید و آورده اند که چون نوبت بخالد بن الولید رسید مسلمانان روی بهزیمت
نهادند و مشرکان در افتادند و کشته شدند از مسلمانان هر که کشته شدند و هر چند منع کرد ایشان را
خالد سود نکرد قطنه بن عامر رضی الله عنه فریاد کرد و گفت یا معشر المسلمین در معرکه کشته شدن بهتر
است که در فرار مسلمانان باین سخن متنبه شده باز گشتند و بعضی گفته اند که هزیمت نبود ولیکن
مناکشف گشتند مسلمانان و متفرق گشتند بر هر تقدیر حمله کرد خالد و قتال نمود قتال عظیم و صاحب مواهب
از حاکم نقل کرده گفت که قتال کرد خالد و قتل کرد از مشرکان جمعی عظیم را یافت غنیمت و منقول است
که خالد گفت نه شمشیر در دست من دران روز بشکست و نماند در دست من جز صفحه یمانی که داشتم
و بالجمله خالد رضی الله عنه دران روز تقصیر تلافی ایام گذشته که از جانب مشرکان با لشکر اسلام در روز
احد و خیبر جنگ کرده بود نمود و مانا که شکسته شدن این نه بعد شمشیرها بود که در معرکه با همراه مشرکان
زده بود سبحان الله چون تردد ها و جنگها که از خالد همراه لشکر کفار دیده و شنیده می شد دل میسوخت
و حیرت دست میداد که با وجود آن صفائی جوهر که خالد داشت و آن فضیلت که در عاقبت برای
وی مودع و موعود بود که خالد سیف من سیوف الله این چه تیرگیهائی حجاب بود که عارض وقت
او شده بود امروز روزهای دیگر رفع آن حجابها شد و ظلمت مبدل بنور شد موقوف بر وقت است
که میگویند این باشد و خالد را لقب سیف من سیوف الله واقع شده و همدرین روز بود و گویند

گردانیم تا باز طلبد ما را یا لشکر بمدد ما بفرستد پس دلیران ایشان را عبد اللہ بن رواحہ گفت ای قوم
چیزے را مکروہ میداری کہ بجہت احراز آن ثواب از و یا خود بیرون آمدہ آید یعنی شہادت و بودے
رضی اللہ عنہ در قضیہ طالب شہادت و ساعی دران و گفت ما ہرگز بہ بسیاری بر عدو ظفر نیافتہ ایم
بلکہ بقوت این دین کہ ما را بدان غالب داشتہ اند در روز بدر میدانند کہ لشکر ما چند بود و قدرت حق تعالیٰ
ما را چہ نصرت داد از احدی الحسنیین خالے نیست یا ظفر است یا شہادت اگر ما غالب آیم فہو المراد
و اگر بہ سعادت شہادت رسیدیم در بہشت با یاران خود کہ بعز شہادت رسیدہ اند ملحق شویم
در غربت مرگ بیم تنہائی نیست ٭ یاران عزیز آنطرف بیشتر اند ٭ مسلمانان بمصادمۂ ہمت
و قوت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ قویدل شدند و روے بمخالفان نہادہ تا بقریہ موتہ رسیدند
ابو ہریرہ گوید رضی اللہ عنہ در غزوہ موتہ خاص بودم چون لشکر مشرکان پیدا شد ما چندان اسحہ
و اسپان و دیباج و حریر دیدم کہ چشم من دران خیرہ شد ثابت بن اقوام انصاری گفت اے
ابو ہریرہ در غزوۂ بدر حاضر نبودی اگر میبودے میدیدی کہ خدا تعالیٰ با وجود عدد و قلت چگونہ نصرت
داد و چون تلاقی فریقین نمود و صفوف تسویہ یافت زید بن حارثہ علم بر گرفتہ پای در میدان نہاد
و محاربہ کرد تا بر خسم تیرہا او را شہید کردند بعد از وی جعفر بن ابی طالب علم برداشت و پیادہ شد
و اسپ را پی کرد و بمحاربہ مشغول شد دست راستش ببیداخت پس علم بدست چپ بر گرفت و جنگ
میکرد دست چپ را نیز ببیداخت و علم بہر دو بازوی خود نگاہ داشت تا یکی از اعداء دین شمشیرے
بر کمر او زد و از میان دو نیمش کرد اللہ اللہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گوید من دران جنگ
بودم در میان کشتگان جعفر را طلبیدم پنجاہ زخم در بدن وی شمردیم کہ ہیچ کدام در جانب
پس نبود در مواہب لدنیہ آوردہ کہ یافتہ شد در یک نصف بدن وی ہشتاد و چند جراحت و در جانب
پیش ازان ہفتاد و دو ضربہ سیف و از طعنہ رمح بود و در روایت بخاری آوردہ کہ یافتم در جسد وے
نود و چند زخم از نیزہ و نیز پسر عبد اللہ بن رواحہ کہ تشنہ زلال شہادت بود علم بر گرفت و قتال کرد و
این رجز خواند کہ مضمونش آنست کہ چرا ای نفس طوع و رغبت نمیکنی در شہادت و مکروہ می پندارے
بہشت را و گویند کہ وی رضی اللہ عنہ سہ روز بود کہ طعام نخوردہ بود پسر عم او مقدارے گوشت
بوی داد و چون بچشید و دندان بر ان نہاد خبر شہادت جعفر بوی رسید آنرا از دہان بیرون انداخت

که این باب مثل طبیعت بشرے است لغم حصۂ نفس و طبیعت در جوہر ذات وی باقی است اما
نہ چنانکہ در دیگر افراد بشر است کہ بر خلاف حق رود القصہ آنحضرت لوائے سفید عقد کردہ بدست
زید بن حارثہ داد ثانیۃ الوداع بمشایعت ایشان و وصیت کرد ایشان کہ بیائید مقتل حارث
بن عمیر را و دعوت کنید کسانی را کہ آنجا اند باسلام اگر اجابت کردند فبہا والا استعانت جوئید
از خدا و وداع کرد و چون روان شدند دعا کرد برائے مسلمانان و ندا کرد کہ دفع کند خدا تعالے از شما
شر دشمنان را و باز آرد سالم و غانم پس گفت این رواحہ ولیکن من سوال میکنم خدائے مہربان
را مغفرت و شہادت را نقل است از زید بن ارقم کہ گفتہ بودم من کہ زندگانی میکردم در ظل
حمایت و رعایت عبد اللہ بن رواحہ و نمی یابم ہیچکس را عدیل وے در پرورون ایتام و چون
روان شد بجانب موتہ مرافقت نمودم باوی در قطع منازل و بودم ردیف وے و در اثنای
آن شب از شبہا شنیدم کہ افتاد وی شعری را کہ ازان بوی شہادت می آید در گریہ شدم پس
تسکین داد و آن گفت چہ زیان دارد ترا ای فرزند کہ خدا تعالے مرا سعادت شہادت روزے
کند تا از نشارق و مضایق و کدورات دنیا و حوادث آن فراغت و راحت یابم و در جوار قرب
حق و فضائے عالم قدس نشاط کنم بعد ازان از راحلہ خود فرود آمد و نماز مشغول گشت و بدعا و مناجات
پرداخت و بعد ازان کہ فارغ شد با من گفت ای فرزند غالباً خدا تعالے دعا مرا اجابت فرمود
و نعمت خوشگوار شہادت روزی بر من خواہد گردید و چون زید بن حارثہ با لشکر اسلام بجانب موتہ
متوجہ شد و خبر بدشمنان رسید جمع کرد شرحبیل لشکرے عظیم را و پیش فرستاد طلایع را و نزول
کردند مسلمانان در معان بفتح میم موضعی است از ارض شام و شنیدند خبر کثرت اعداء و جمع ایشان از
و شرحبیل برادر خود را کہ شدوش گرنام داشت با نجاہ کس پیش فرستاد تا خبر لشکر اسلام بتحقیق نمایند
مسلمانان باین جماعہ مقابلہ کردند و شدوش کشتہ شد و یارانش گریختند شرحبیل از شنیدن
این خبر ہراسان شد و بقلعہ در آمد و برادر دیگر را نزد ہرقل فرستاد و مدد خواست ہرقل عدد کثیر بمدد
شرحبیل نامزد کرد و از مشرکان قبائل عرب نیز جمعے غفیر با ایشان پیوستند چنانکہ عدد لشکر دشمنان
از صد ہزار در گذشت چون این خبر مسلمانان رسید ہمدرین منزل توقف کردند تا ملی نمود و مشاورت کردند
و گفتند ما نیز بحضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم چیزے بنویسیم او صورت حادثہ را معروض بر ایشان

که چون امارت زید بن حارثه قرار یافت جعفر بن ابیطالب گفت یا رسول الله من از تو این چشم
نداشتم که زید را بر من امیر کنی فرمود ای جعفر تو روان شو سخن رسول خدا بشنو که تو میدانی که خیر
تو در چیست و این مشابه امثال است که در سال دیگر اسامه بن زید را بر همین جا که پدر او شهید
شده است تعیین کرد تا انتقام پدر از ایشان بکشد و ابو بکر صدیق و عمر فاروق را همراه اسامه
تعیین کرد و مردم گفتگوی بنیاد نهاد که چون باشد و حکمت دران چه خواهد بود که کبار مهاجرین و
انصار تابع اسامه سازند پس آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمود که دانم الله وی حقیق است
بامارت و پدر او نیز سزاوار بود دران آخران هم سریه اسامه صورت نیافت و ایام رحلت حضرت رسید
چنانکه بیاید انشاء الله تعالی این اثر عنایت محبت آنحضرت است صلی الله علیه وسلم که با ایشان
داشت پدر او را موسوم و مخصوص به تبنی داشت تا آنکه نازل شد ادعوهم لابائهم و زینب بنت
جحش را که بنت عمه آنحضرت بود بوی تزویج کرد و امیر گردانید او را بر سرایای متعدده و گشت
از سابقین اولین مهاجرین و او را که اسامه بن زید بود حب رسول الله صلی الله علیه وسلم
میگفتند یک را یعنی محبوب و بود وی صلی الله علیه وسلم که میگرفت او را و حسن بن علی را بر دوش
و در کنار و می گفت خداوندا من دوست میدارم این هر دو را پس دوست دار تو ایشان را
و میفرمود من احب الله و رسوله یحب اسامة و زیاده میکرد عمر وظیفه او را از وظیفه ابن عمر
پس میگفت ابن عمر چرا فضیلت دادی تو او را بر من و حال آنکه سبقت نکرده است وی
مرا در هیچ مشهدی گفت بجهت آنکه وی محبوب تر بود نزد رسول خدا از تو پس اشارت کردم
من بمحبوب رسول خدا را نه بمحبوب خود که محبت و عنایت آنحضرت بزید و اسامه درین مرتبه بود
که مثل جعفر بن ابیطالب ابو بکر و عمر را تابع ایشان ساختند و صاحبان را امیر سپید که یکی را از
خاک بردارند هرگز نبیند بر مثال برگزیدن آدم بر ملائکه و سجود ایشان ساختن و اگر این وحی
است پس چه جای سخن است و اگر اجتهاد باشد نیز صواب خواهد بود و در بنجا غرضی و مصلحتی تحمید خواهد بود
که مرشدان را برای تهذیب اخلاق طالبان و هضم نفس و کسر هوای مریدان کنند چنانکه اشارت قول
آنحضرت که بجعفر بن ابیطالب فرمود تو سخن رسول خدا بشنو توجه دانی که خیر تو در چیست قال الله
تعالی ثم تجد وا فی انفسهم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما و ما بمقتضای جهل و کوته نظری گمان برند

از انجا تا بیت المقدس دو مرحله و ذکر وی در ارسال نامه بهرقل گذشته است و این سریه
از میان سرایا مشهور است به صعوبت و شدت محاربه و مقابله و سبب وقوع وی آنست که
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کتابی بجانب ملک بصری نوشت بحارث بن عمیر ازدی داد تا به نزد
وی برد پس حارث بموجب حکم روان شد و چون بموضع موته رسید شیر جبیل بن عمرو غسانی
که از امراء قیصر بود و پیرامیش آمد پرسید که کجا میروی گفت بشام میروم شیر جبیل گفت گویا تو رسول
محمدی حارث گفت آری من رسول رسول خدایم پس شیر جبیل حارث را بکشت و هرگز کشته نشد
از رسولان آنحضرت هیچکس غیر وی و قتل رسولان از هر که باشد معتاد نیست و امان ایشان
امری مقرر است میان ملوک و یکبارے که رسول مسیلمه کذاب پیش آنحضرت آمد باوجود آنکه
گستاخیها کرد و کفرها گفت او را نکشت و فرمود اگر رسول نمے بود میکشتم ترا چون این خبر به سمع شریف
رسید بر خاطر مبارکش بسیار شاق آمد و فرمود بیاران تا بجنگ مخالفان برآیند و در موضع جرف
تا سه هزار کس جمع شدند پس آنحضرت علیه السلام آنجا رفت فرمود زید بن حارثه را شمار امیر ساختم
که وے کشته گردد جعفر بن ابیطالب امیر باشد و اگر جعفر مقتول شود عبد اللہ بن رواحه امیر بود اگر وے
نیز شهید گردد مسلمانان هر که را خواهند بامارت بردارند و این حکایت و ترتیب امارت گوید معلوم
آنحضرت بوحی یا بالهام شد یا حق تعالے همچنین بر زبان حق ترجمان او گذرانید و بوقوع آمد مثال
انی اخاف ان یاکله الذئب از زبان یعقوب پیغمبر علیه السلام که به پسران گفت و اللہ اعلم آورده اند
که یهودی در مجلس شریف حاضر بود گفت یا ابا القاسم اگر تو دعوت نبوت صادقی هر که را نام
بامارت بردی باید کشته گردد زیرا که انبیاے بنی اسرائیل چون لشکرے بجانب اعدا میفرستادند
اگر صد کس را بدین نهج بامارت تعیین مینمودند همه بالقتل میرسیدند بعده آن یهودی بزید گفت اے زید
من با تو عهد میکنم که اگر محمد پیغمبر است تو از این سفر مراجعت نخواهی نمود زید گفت من خبر میدهم که
او پیغمبر است گفتا نیکو کردار است ظاهر آنست که این سخن از آنحضرت در حکم اجبار و بعثت بود
تردید بکلمه شک بجهت احتیاط و عدم اظهار آن جزما بود و آنچه آن یهودی گفت یاوه بود که بقتل
کرد بلکه از خبث سریرت و عداوتی که این قوم نافرجام دارند چنانکه بزید بن حارثه نیز گفت که
موجب آزار خاطر شریف گردد و امثال این احتمال از خباثت ایشان دور نیست و میگویند

واما عثمان بن طلحہ چیزے ازوی در وقت اسلام منقول و مذکور نشدہ است و مروی است کہ
آنحضرت در روز فتح مکہ کلید از ایشان گرفت پس نازل شد قول حق تعالے ان اللہ یامرکم ان تودوا
الامانات الی اہلہا پس رد کرد آن حضرت کلید را بایشان و فرمود بگیرید ای بنی طلحہ این را ہمیشہ
گشیدہ نگیرد آنرا از شما ہیچکس مگر ظالم پیشتر نزول کرد عثمان بمدینہ تا وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم
بعد ازان رجوع کرد بمکہ و ساکن شد آنرا تا آنکہ مرد سنہ اثنین واربعین و ہمدرین سال غالب
بن عبد اللہ شخصے را بہ بنی الملوح بضم میم و فتح لام و کسر واو مشددہ فرستاد تا بموضع کدید بروند
چون بدید رسیدند و چون شب شد بر سر انجماعت شبخون بردند و سر ایشان را براندند تا گاہ از
عقب ایشان قومے آمدند و چون صباح شد دیدند کہ نزدیک رسیدہ اند چنانکہ جز یکرہ دخانہ
پیش نماند و بایشان قوت مقاومت نبود پس حق تعالے سیلے بفرستاد و رودخانہ را ملموساخت
چنانچہ ہیچ احدی را مجال عبور در میان نبود و دران وقت کہ ہیچ ابری و بارانی نبود بسلامت
بمدینہ باز گشتند و ہمدرین سال غالب بن عبد اللہ مذکور را بفدک فرستاد تا از جماعت کفار آنجا
انتقام کشند و مروی است کہ درین سریہ اسامہ بن زید در عقب مردی از کفار کہ او را نہیک بن
مرداس میگفتند راند و چون بوے رسید و تیغ کشید نہیک گفت شہدان لا الہ الا اللہ وان محمدا
الرسول اللہ اسامہ آن را حکم ایمان یاس دادہ اعتبار نکرد و تیغ بروے زد و او را بکشت و چون
بمدینہ رسید و حقیقت حال بر حضرت عرض کرد حضرت بر اسامہ عتاب بسیار کرد و فرمود ہلا شققت
قلبہ و صاحب کشاف گوید کہ نزول کریمہ یا ایہا الذین امنوا اذا ضربتم فی الارض فتبینوا الآیۃ درین
قصہ نازل شدہ و بغیاوی در مقداد کہ کشتہ بود ہر شخصے کہ گوسفندان میچرانید پس خواست مقداد
کہ او را بکشد پس گفت بوے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس کشت او را مقداد و گفت کہ وے
منجواست کہ بگریزاند مال و اہل خود را نیز گفتہ و این سریہ غالب بن عبد اللہ را بعضے در سال ہفتم
بر منفعہ بفتح میم موضعی است قریب بہ بطن نخلہ ذکر کردہ اند چنانکہ گذشت و ہمدرین سال سریہ
دیگر نیز وقوع یافتہ تا منتہے شد بسریہ موتہ بضم میم و سکون واو و بی ہمزہ نزد اکثر رواۃ و باین
جزم کردہ مردم و جزم کردہ بعلت وجوہے و ابن فارس بہمزہ و بعضے تجویز کردہ اند و وجہ را د
اکثر رواۃ بخاری بی ہمزہ روایت کردہ اند و بعضے بہمزہ نام موضعی است نزدیک بلقاء

عفو کند گناهان گذشته مرا بیامرزد فرمود اسلام هدم گناهان میکند پس بود مر خالد را رضی الله
عنه مساعی جمیله در دین خدا و تقویت و تائید آن در حیات رسول خدا و بعد از وفات وی از یمن
برکند مرتدان از اصحاب مسیلمه و جز آن و بود در جاهلیت از رؤسا قریش و اشراف ایشان
ام لبابه بنت الحارث اخت میمونه زوج النبی صلے الله علیه وسلم وفات سنه احدی وعشرین یا اثنین
وعشرین در زمن عمر و اما عمرو بن عاص نقل است از وی که گفت چون از جرب احزاب باز گشتم
با یاران خود گفتم که چنان گمان میبرم کار محمد در ترقی است و روز بروز بلند میشود مصلحت
دران می بینم که پیش نجاشی رویم اگر محمد بر قوم ما غالب شد ما نزد نجاشی باشیم و اگر قوم ما غالب
شدند بمسکن مالوف خویش مراجعت نمائیم همه یاران من تصویب این رای نمودند و بعضے
رفیق من شدند پس کارسازی نموده ادیم طایفی را بجهت تحفه نجاشی جمع کردیم و بحبشه آمدم
و آنجا می بودم تا زمانیکه عمرو بن امیه ضمری از نزد حضرت رسالت به سوی نجاشی آمد چنانکه
گذشت عمرو بن عاص گوید پس به نزد نجاشی رفتم و از وی عمرو بن امیه را طلبیدم که او را بکشم
تا مر اپیش قریش آبروے بماند و پیدا شود چون این سخن از من بشنود طپانچه بر روے خود زد
و گفت چگونه فرستاده مردی را بتو دهم که ناموس اکبر بروے می آید و رسول خداست بر حق
ای عمرو سخن من بشنو و متابعت وی کن و بدانکه وی غالب خواهد گشت بر همه مخالفان خود
چنانکه موسیٰ علیه السلام بر فرعون غالب شد پس بر دست نجاشی مسلمان شدم و از نزد وے
بیرون آمدم و این حال را از یاران خود مخفی داشته متوجه مدینه شدم و در راه خالد بن الولید
بمن رسید از وی پرسیدم که بکجا میروے گفت والله صراط مستقیم هویدا گشته و محمد صلعم پیغمبر حق
است میروم تا مسلمان شوم گفتم من هم بهمین کار میروم پس بمدینه آمدیم و بملازمت حضرت
رفتیم اول خالد عرض کلمه توحید کرد بعد ازان من رفتم و گفتم دست راست خویش را بکشای
تا با تو متابعت کنم پس آنحضرت دست مبارک خویش را بکشاد و من دست خویش را باز کشیدم
فرمود چیست ترا ای عمرو که دست باز کشیدی گفتم که میخواهد که شرط کنم فرمود چه میگفتی گفتم آنکه
گناهان من آمرزیده شوند فرمودند نمیدانستی ای عمرو که ایمان محو میکند گناهان پیش را و هجرت
از دار کفر بدار اسلام و حج خانه کعبه هر کدام از آنها محو و هدم میکند گناهان را که پیش ازین کرده شده اند

و مکتوبی بجانب من ارسال داشت مضمون آنکه حضرت مقدس نبوی ترا یاد کرده اند و فرموده
که خالد ازان قبیل نیست که حقیقت اسلام تا اینوقت بروی پوشیده اند و اگر مسلمان شود و شجاعت
خود را در تقویت دین متین اسلام صرف کند هر آئینه او را بهتر خواهد بود و ما او را بر غیر او تقدیم
خواهیم نمود اے برادر زود تر این دولت را دریاب که خیر بسیار از تو فوت می شود خالدی گوید
که چون بر مضمون این نامه واقف شدم رغبت اسلام بر من مستولی گشت پس عزم من بر رحلت
بجانب مدینه مصمم گشت پس نزد صفوان بن امیه رفتم و گفتم یا اباذهب نمی بینی که ما انا الا آکلة
و ما از لقمه بیش نمانده ایم و بدبدبهٔ دولت محمدی عالم را گرفته می آید صلاح دنیا و آخرت ما انست
که بخدمت وی بشتابیم که شرف او شرف ما است صفوان دست بر سینهٔ من نهاد و ابای عظیم
نمود گفت اگر بغیر من از قریش هیچکس نماند متابعت محمد علیه السلام نمایم بعد ازان با عکرمه
بن ابی جهل ملاقات نمودم و او را بسلوک طریق مستقیم دعوت کردم او نیز از قبول آن سر باز کرد
با خود گفتم اینک وقت اینها هم رسیده می آید که فتح مکه معظمه بوجود آید و مضطر و بی اختیار شوند و
هیچ چاره گریز و گزیر نماند بضرورت آنها مسلمان شوند و چون از موافقت ایشان نومید شدم
عثمان بن ابی طلحه را دیدم که دوست من بود پس با من موافقت کرد بموافقت هم روی بمدینه
مطیبه نهادیم چون بموضع هده رسیدم عمرو بن عاص را دیدم که از حبشه می آید و میخواست که
بمدینه آید تا مسلمان شود پس باتفاق بمدینه در آمدیم و حضرت از آمدن ما خبر دار شد با اصحاب
خود میفرمود که مکر جگر گوشهاے خود را بسوے شما انداخته کنانه است از آمدن این جماعه که از اکابر و
صنادید قریش بوده اند خالد گوید چون بمدینه در آمدم جامهاے نیکو پوشیدم و قصد ادراک شرف
حضرت سید کاینات کردم در راه برادر من ولید بمن رسید گفت که تعجیل نمای که خبر آمدن تو بحضرت
رسیده است و مبشر و شادمان منتظر ملاقات تو نشسته اند چون بمجلس همایون رسیدم و چشم
مبارک وی از دور بر من افتاد تبسم فرمود گفتم السلام علیک یا رسول الله بروے گشاده جواب
سلام من باز داد و گفتم اشهد ان لا اله الا الله و انک رسول الله فرمود الحمد لله الذی بداک
للاسلام و فرمود که اے خالد میدانستم که تو عقل دارے امیدوار بودم که ترا بطریق خیر هدایت کند
گفتم یا رسول الله دیدی که در مواطن خیر چه مقدار عناد بحق ورزیدم اکنون دعا کن تا حق تعالے

بن سعد داد و باز فرستاد نقل است که چون خبر اسلام فرده ببادشاه روم رسید فرده را پیش
خود طلبید و گفت از دین خود برگرد که مملکت تو دهم گفت چگونه برگردم و حال آنکه یقین میدانم
که وی پیغمبر برحق است که عیسی علیه السلام بقدوم مبارک وی بشارت داد ولیکن تو وصیت
میکنی بر ملک خویش پس بادشاه روم مدتی مدید او را حبس کرد بعد ازان از زندان بیرون
آورد و بگاشت و برداشت اگر این بادشاه روم همان هرقل است وای بروی و معلوم میشود
که بر نصرانیت خود باقی بود چنانکه در حدیث آمده است و اختلاف در شان وی و ایمان
گنجایش ندارد و نعوذ باللہ من شر الدنیا و شر النفس و شر الشیطان الرجیم آن وقائع است که
در سال هفتم در روضة الاحباب ذکر کرده می گوید که کلام واقدی مشعر بآن است که تاریخ
ارسال جبله و فروه معلوم نیست و چون بعضے اکابر اهل سیر این دو قصه را در اثناء وقائع
سال هفتم آورده اند درین کتاب نیز همان طریقه ثبت افتاد فاما غالب ظن آنست که در سال
هشتم تا بعد ازان بود زیرا که میگویند حکومت وی بعد از حارث بن ابی شمر غسانی در سال هشتم
وفات یافته انتهی و الله اعلم **ذکر سال ششم از هجرت آنحضرت** در اوایل سال در
ماه صفر بقول جمهور اهل سیر خالد بن الولید بن المغیرة قرشے مخزومی و عمرو بن العاص بن
وائل قرشے سهمی و عثمان بن طلحه عبدری حجبی که کلید کعبه بدست وی بود مسلمان شدند و نزد
بعضے اسلام ایشان در اواخر سنه سبع واقع شد و بعضے سنه خمس نیز گفته اند اما خالد بن الولید
که اگرچه در مدت حیات خود جنگها از جانب قریش کرد و براه بیگانگی و عناد رفت امان چون
در جواهر ذات وی چیزے مودع بود که توقع ایمان و اسلام ازوی قریب بود و تا رفع حجاب های
بشری و مکاید نفسانی موقوف بر وقت بود ازوی مرویست که گفت که چون ارادت ازلے
متعلق شد بآنکه مسلمان شوم دوستے اسلام در دل من القا کرده شد و گفت چون صلح حدیبیه
درمیان ما و محمد واقع شد با خود اندیشیدم که قریش را هیچ قوت و شوکت نبود پیش نجاشی
نمیتوانم رفت زیرا که وی تابع محمد گشته خیال می بستم که پیش هرقل روم و نصرانی شوم باز با خود گفتم که در دیار خود
اقامت کنم تا به بینم که از پس پرده غیب چه روی نماید در اثنای این خیال چون آنحضرت بادای
عمره قضا آمد من بیرون رفتم و برادر من خالد بن الولید همراه آنحضرت بمکه آمد مرا بجبست و نیافت

اسلام ثابت بود تا آنکه در زمان فاروق رضی اللہ عنہ نوبتی بحج آمد و طواف ناگاه مردی از فزاری
برازاری نهاد و ازارش کشاده شد پس جبله طپانچه بر روی فزاری زد چنانکه بینی وے بشکست
فزاری نزد عمرؓ رفت و استغاثه نمود عمر رضی اللہ عنہ او را بالقصاص حکم فرمود یا آنکه راضی گرداند
او را و بگذارد و از حق خود جبله گفت مرا برای وے قصاص میکردند و حال آنکه من با دشاهم و وے
بازاری عمر فرمود رضی اللہ عنہ تسویه کرده است اسلام میان شما در احکام و ترا هیچ فضیلتے نیست
مگر به تقوی گفت پس من برایم ازین دین و در دین نصاری رجوع خواهم کرد عمرؓ فرمود چون چنین
کنی گردنت زنم جبله گفت امشب مرا مهلت ده تا در کار خود تاملی کنم چون شب در آمد بگریخت و
بروم رفت و نصرانی شد و بر ارتداد مرد نعوذ باللہ من ذلک و بعضے از اهل سیر بر انند که باز با اسلام
معاودت نموده و بر اسلام از دنیا رفت و در پشیمانی ارتداد ازوی نقل میکنند مضمونش انست که میگوید
که نصرانی شدم بعد از دین اسلام از عار طپانچه که قصاص گرفته شود و بنور روی در روی هیچ عربے
کاشکی نمیزادمادر من مرا و کاشکے من اسیر میشدم در دست ربیعه و مقروای کاشکی مرا بشام اوتنے
معیشتے می بود که می نشستم با قوم بی سمع و بی بصر کاشکی می چرانیدم شتران را در بیابان و منکر نمی شدم سختی را
که گفت عمرؓ و اللہ اعلم دوم اسلام فرده بن عمرو خدامی از قتل بادشاه روم عامل بود بر عمان
از ارض بلقف وقوع یافت و مکتوبی بحضرت نوشت و اشتر سفید که آنرا فضیه میگفتند و اسپی و قبائے زر دوزی
و جامه چند نرم و قبای سندس طلائی برسم هدیه ارسال نمود و نوشت که من مسلمان شده ام
و اقرار بوحدانیت حق و رسالت تو نمودم و میدانم که تو همان رسولی که عیسے بن مریم بقدوم
تو بشارت داده بود آنحضرت فرستاده او را که مسعود بن سعد نام داشت اکرام کرده بلال را
فرمود تا او را بخانه برد ضیافت کند و هدایای او را قبول کرد جامهاے نرم بر زنان قسمت کرده
اشتر را بابو بکر صدیقؓ داد و قبا را بمخرمه بن نوفل بخشید و اسپ و دراز گوش با سید ساعدی سپرد تا
محافظت کند و مکتوب او را جواب نوشت که مضمونش انست بسم اللہ الرحمن الرحیم از محمد
رسول اللہ بفروه بن عمرو اما بعد فرستاده تو بما رسید و انچه ارسال نموده بودی بما رسانید
و از اسلام تو مرا اعلام کرد و بتحقیق خداوند تعالی ترا راه راست نمود اگر نیکوئی کنی و اطاعت
خدا و رسول بجا آری و نماز بگذاری و زکوة مال بدهی و بلال را فرمود تا پانصد درهم مسعود

عنایات آن حضرت کہ در باب وی واقع شد بسیار خوشحال گشت و در روایتی آمد کہ برخاست کرد
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیک پای بگشت حضرت پرسید از وی کہ این چیست جواب داد
کہ از لعبہ دیدہ ام کہ بادشاہان خود چنین میکنند و نجاشی نیز چون کسے را از خود خشنود دی
ساختی ناقس برخاستے و گرد او بیکپاے بگشتی و نیز آوردہ اند کہ چون بازید گفت انت اخونا
و مولانا زید خجل کرد یعنی رقص کرد از فرح و سہ در خجل برداشتن یکپای و نہادن پای دیگر فی
الصراح خجل و خجلان جہیدن و رفتار بندی مرغ و چہار رفتن و از تحدیث معلوم شد کہ خالہ حکم مادر
دارد یعنی درین حکم خاص کہ حضانت است و بعضے ازین قصہ اخذ کردہ اند کہ خالہ در حضانت مقدم
است بر عمہ زیرا کہ صفیہ بنت عبد المطلب دران ہنگام موجود بود و نیز اخذ کردہ اند کہ تقدیم اقارب
ام بر اقارب اب کذا فی المواہب و آمدہ است کہ آن حضرت عمارہ را با سلمہ بن ابی سلمہ کہ ربیب
آنحضرت بود نکاح کرد و با آنحضرت گفتند تو چرا بزنی نمیگیرے او را کہ بنت عم تست فرمود کہ دختر برادر
رضاعی من است کہ حمزہ است اشکالی کہ بظاہر درین قصہ می آید آنست کہ چون گذاشتند قریش
عمارہ را و حال آنکہ در صلح نامہ مندرج بود کہ ہر کہ از ما ارادہ خروج کند و بیاید بسوے شما برگردانید
او را بسوے ما پس چرا نگرداندند عمارہ را بسوی کفار در مواہب میگوید زیرا کہ طلب نکردند
ایشان او را گویا شرط آن بود کہ اگر طلبند برگردانید و میتوان گفت کہ عمارہ صبیہ بود و صادر نشد
ازوی ارادہ خروج بدخول در دار اسلام و نیز میگویند کہ آن شرط در مردان بود نہ در زنان
و اگر عام بود منسوخ شد حکم زنان بقول وے تعالی یا ایہا الذین آمنوا اذا جاءکم المؤمنات مہاجرات
فامتحنوہن و اللہ اعلم بایمانہن فان علمتموہن مومنات فلا ترجعوہن الی الکفار فقد بردوہن
و داستان است کہ در روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ درین سال بعد از ذکر عمرۃ القضا
آوردہ اگرچہ ذکر آنہا در ذکر ارسال رسل و مراسیل بجانب ملوک کہ در سال ششم بود مناسب
بود و لیکن چون رعایت منظور و معتبر افتاد این دو قصہ در سال ہفتم نوشتند اول از رسانیدن
نامہ بحیلہ بحیم و با موحدہ و موحین بن ابہم بفتح ہمزہ و سکون تحتانیہ غسانی بتشدید سین کہ
بعد از حارث بن ابی شمر غسانی بادشاہ غسان شد آوردہ اند چون مکتوب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بجبلہ بن ایہم و دعوت اسلام رسید مسلمان شد و ہدایا برای آنحضرت فرستاد و بزرین

خدا است واگر هست به نیابت وخلافت وی مر رسول خدا را است فردا معلوم خواهد شد که این
زمین ازان که خواهد بود و در دست که خواهد بود سعد بن عباده در مجلس شریف حاضر بود چون مبالغه
و درشت گوئی این بی حیایان از حد گذشت تحمل نتوانست کرد و گفت ما از نجا بیرون نمیرویم
تا زمانی که خود خواهیم حضرت تبسمی فرمود و سعد را تسکین و تشکیب داد و فرمود ندا و رد اند که هیچکس
از اصحاب شب در مکه نماند و ابو رافع مولی خود را فرمود تا میمونه را از عقب ما بیارد و خود از مکه بیرون
رفت و حکم ورزید و صبر کرد و از عهدی که بسته بود برنگردید صلی الله علیه وسلم آورده اند که چون
آن حضرت بیرون می آمد عماره دختر حمزه بن عبد المطلب که وی را رضی الله عنه بنسبت لوای ابو عماره
کنیت است و با او در تسلی نبت عمیس در مکه بسر میبرد در پی آنحضرت روان شد و گفت یا عم یا عم
و عم خواندن او آنحضرت را بجهت عادت عرب است یا بجهت آنکه حمزه برادر رضاعی آنحضرت است
پس گرفت او را علی رضی الله عنه و گفت یا رسول الله دختر عم خود را چرا در میان مشرکان بے پدر
گذاری من او را با خود بیرون می برم پس علی مرتضی با فاطمه زهرا گفت دختر عم خود را بگیر و
در هودج در آر و چون بمدینه رسیدند میان این سه کس مخاصمت افتاد پس گفت علی من گرفتم
او را وی بنت عم من است و گفت جعفر بنت عم من است و خاله او اسماء بنت عمیس تحت
من است و گفت زید بن حارثه بنت برادر من است و بود میان وی و میان حمزه مواخات
و قتیکه مواخات داد آن حضرت صلی الله علیه وسلم میان مهاجران و بعضے اخوت رضاعی نیز
گفته اند پس حکم کرد آن حضرت برای جعفر از جهت خاله او و فرمود الخاله بمنزلة الام و
از ظاهر سوق این حدیث چنان معلوم میشود که اختصام هم در مکه واقع شد و الله اعلم و در بعض
روایت این نیز آمده که علی گفت که من گرفتم او را و سبب بیرون آوردن از مکه من شده ام
فاطمه دختر رسول صلی الله علیه وسلم در خانه من است و او حق است بتربیت وی پس حکم
کرد برای خاله پس وی صلی الله علیه وسلم بعد از حکم طیب خاطر ایشان کرد و گفت مر علی را انت
منی و انا منک و گفت جعفر را اشبهت خلقی و خلقی و گفت مر زید را انت اخونا و مولانا و تو برادر
مائی در دین محب و محبوب مائی و نیز گفت به جعفر که تو احقی بنگاه داشت وی زیرا که خاله وی
در خانه تست و خاله بمنزله مادر است و فرمود نکاح کرده نشود زن بر عمه و خاله وی پس جعفر باین

شروط نخستین و در چهار شروط اخیر بحال خود روند و رمل نخستین پویه و دیدن چنانکه پهلوانان بروند
و امر کرد بر مل و بجمیع اشواط از جهت رفق و اشفاق برایشان فرمود و در سه شوط نخستین نیز
درمیان رکن یمانی و اسود آهسته روند که مشرکان شما را نبینند زیرا که ایشان بر جبل قعیقعان بنشستند
بضم قاف اولی و فتح عین و سکون تحتانیه و کسر قاف ثانیه و آن مقابل رکن شامی و عراقی
است و در روایتی آمده که عبد الله بن رواحه آن رجزها در وقت طواف آن حضرت می خواند
و آن حضرت باو می گفت که این ذکر را نیز بخواند لا اله الا الله وحده نصر عبده و اعز جنده و هزم
الاحزاب وحده این واحه این ذکر آغاز کرد و یاران دیگر بمو افقت او می خواندند و بعد از آن
از مسجد بیرون آمد و همچنان سوار سعی کرد میان صفا و مروه و امر کرد که نزد مروه بدارند و فرمود
این منحر است و همه کوههای مکه منحر و جایز است نحر کردن نزد مروه حلق کرد و اصحاب
نیز همچنین کردند پس فرستاد جماعه را از اصحاب که بطن ماجج بردند محافظت سلاح کنند و آنها
که نزد سلاح اند بیایند و قضای مناسک خود بکنند و در در آمدن آن حضرت در ون خانه کعبه در روایت
است یکی آنکه در آمد و نماز پیشین آنجا بود و در روایتی آنکه در عمره قضا در ون خانه در آمد و قول اول
نگذاشتند که در آید زیرا که در صلح این مذکور نبود و واقدی ترجیح این روایت نمود پس امر کرد بلال
را تا بر بام خانه بانگ نماز گفت و آن هم یک نوبت بود بعد ازان جعفری بن ابیطالب را
رضی الله عنه فرمود تا میمونه دختر حارث را برای آنحضرت خواستگاری نماید میمونه امر خود را
به عباس بن عبد المطلب تفویض نمود زیرا که خواهرش ام الفضل در خانه عباس بود پس
عباس او را با حضرت عقد نمود و آنحضرت در احرام بود بعضی گویند از احرام برآمده بود و در انجا
اختلاف است و این مبحث در اصول فقه مقرر و مذکور شده است و اگر در ذکر ازواج توفیق ذکر
این قصه یافت ذکر کرده شود ان شاء الله تعالی و آن حضرت سه روز در مکه بود چون روز چهارم
شد قریش کسی را پیش علی بن ابیطالب کرم الله وجهه فرستاد که صاحب خود را بگوی که از مکه بیرون
رود علی بعرض حضرت رسانید که قریش چنین میگویند فرمود آری همچنین میکنم و در روایتی آمده
که آن حضرت کسی پیش ایشان فرستاد که بایشان بگوید اگر بگذارید ولیمه میمونه را اینجا بکنم و برای
شما طعامی ترتیب نمایم گفتند ما را بطعام تو حاجت نیست از زین ما بیرون رو سبحان الله رین

بن سعد و احرام بست و تلبیه کرد و مسلمانان نیز احرام بستند و تلبیه کردند بادی و پیش فرستاد اسپان
را و اسلحه را و چون بمر الظهران که بمیتر از مرحله از مکه است رسید در انجا جماعه از قریش بودند پس ابو محمد
بن مسلمه خبر آن حضرت را صلی الله علیه وسلم پرسیدند که کجا است گفت اینک آمد آنحضرت فردا صبح
میکند و نزول میفرماید درین منزل انشاء الله تعالی پس آمد آن حضرت و نزول کرد قریب بمطلع حجر
پس چون شنیدند قریش خبر آن حضرت را صلی الله علیه وسلم و دیدند اسپان را و اسلحه را پرسیدند
که این چیست مگر محمد قصد جنگ دارد و نقض صلح فرمود صلح بحال خود است و این را احتیاط گرفته است
پس جمع شد خاطر کفار و گذشت آن حضرت در منقام اوس بن خولی الغفاری را با دو بست مرد
و بیرون آمد بر سوی مکه و سوار شد راحله قصوا را و حایل کردند مسلمانان شمشیرهای خود را در غلاف
بر گرد رسول خدا تلبیه میگفتند و بیرون رفتند قریش بسماع این اخبار بر رؤس خیل و پیش کرد
آن حضرت هدایا را ندی طوی و در آمد آن حضرت از ثنیه متطلع بر حجون و گرفته بود عبد الله بن رواحه
که از خلص اصحاب و شعراء اسلام بود مهار ناقه آنحضرت را و میرفت پیش پیش و می خواند این رجزها
را خلوا بنی الکفار عن سبیله بگذارید اے پسران کفار و یکسو شوید از راه پیغمبر خدا الیوم نضربکم علی
تنزیله امروز میزنم شما را بر تنزیل الهام عن مقیله او فی که دور می اندازد سر را از خوابگاه و
ویذهل الخلیل عن خلیله و فراموش میگرداند دوست را از دوستش و در بعضے روایات این زیاده
آمده قد انزل الرحمن فی تنزیله فی صحف تتلی علی رسوله بان خیر القتل فی سبیله الا بیات پس گفت
عمر رضی الله عنه بن الخطاب ای ابن رواحه می خوانی شعر را پیش رسول خدا پس گفت آن حضرت صلی الله
علیه وسلم بگذار یا عمر او را و او منع کمن او را ازین شعر خواندن هر آئینه این اشعار سریع تر میرود
در انبشان از کشیدن تیر و بود آن حضرت صلی الله علیه وسلم که تلبیه میکرد تا آنکه آمد نزد کعبه تا
استیلام کرد حجر اسود را و بود استلام وی بمحجنی که در دست بود سر کج که اکثر در دست داشت
مثل چوگان که آنرا محجن میگویند بکسر میم و سکون حا بر مهمله و فتح جیم و طواف کرد سواره راحله خود
را و مضطبع کرده بود آنحضرت بحاشیه مطبع ردا از زیر بغل راست بر کتف چپ انداخته و صحابه نیز
انچنین کردند و چون مشرکان طعن کردند در اصحاب که تب یثرب و عفونت هوای وی سست
و ضعیف ساخته است ایشان را امر کرد اصحاب را قوت و جلادت نمایند مشرکان در رمل کنند در

دازدر صلح در آمدند و جزیه قبول کردند و درین سال سرایا بسیار واقع شد سریهٔ ابی بکر صدیق
و سریهٔ عمر بن الخطاب و سریهٔ بشیر بن سعد انصاری و سریهٔ غالب بن عبد اللہ لیثی میغه
بفتح میم و سکون یا و فتح قاو سریهٔ غالب بن عبد اللہ مذکور بر بنی الملوح و سریهٔ وی بر فدک
بعد ازان و ہمدرین سال عمرة القضا که در صلح حدیبیه قرار یافته بود واقع شده و وقوع آن در ماه
ذی القعده سنه سبع از ہجرت بود و تسمیه بعمرة القضا نزد شافعیه بحجت آن گویند که قضا بمعنی
صلح است یعنی عمره که در صلح حدیبیه قرار یافته بود که سال آینده بیایند و عمره بگذارند و لهذا تسمیه
بعمرة الصلح و عمرة القصاص و عمرة المقاضیه نیز واقع شده است و نزد حنفیه بحجت آنست که قضا
عمره ایست که فوت شده در حدیبیه بسبب احصار و این اختلاف مبنی است بر اختلاف در وجوب
قضا بر کسیکه احرام عمره بست و باز داشته شد از بیت اللہ و مذہب امام شافعی رحمه اللہ آنست
که واجب است بروی ہدی و قضا نیست بروی و نزد ابو حنیفه عکس که قضا واجب است
نه ہدی حجت شافعی رحمه اللہ این آیت است فان احصرتم فما استیسر من الهدی و دلیل ابو حنیفه
آنست که عمره لازم شد بشروع پس چون احصار شد و او دانیافت بعد از زوال حصر قضا لازم
گردد شافعیه میگویند که عمره حدیبیه فاسد نبود بلکه تمام بود لهذا عدد عمره های آنحضرت صلی اللہ علیه
وسلم چهار شمرده اند پس معلوم میشود که عمره حدیبیه هم معدود و معتبر است و این سخن مدخول
است بآنکه مراد آنست که اجر آن ثابت است بحجت حصول و ظاهر است عمره بوجود نیاز طواف
و سعی واقع نشد فی الجمله آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم بعد از رجوع از غزوهٔ خیبر و اتمام مهم آن
و فرستادن سرایا باطراف و اکناف مکه و مدینه در اول ذیقعده و سال هفتم از ہجرت به تهیهٔ
اسباب عمرة القضا مشغول شد و حکم کرد که صحابه که در حدیبیه حاضر بودند برین سفر موافقت نمایند
و تخلف نکنند و غیر ایشان نیز ہر که خواهد بیاید پس ازان جمع ہر که در قید حیات بود و بکار سازی
قیام نمود در رکاب ہمایون ہمراه شد و چند نفر دیگر در بیعة الرضوان حاضر نبودند نیز ہمراه شدند تا
در ملازمت شریف روان شدند و آن حضرت ابو رہم غفاری بضم راء و سکون ہا بمدینه بخلاف
گذاشت و با دو ہزار کس و صد اسب ذو حسب و شصت ہدی بر دو بقیع ہشتاد و اسلحه سفر جنگ از
خود ہا و در عہا و رنجہا بیرون آمد و چون ذی الحلیفه رسید و اسپان را بمحمد بن سلمه سپرد تا صلحه به بشیر

مینمود آنگاه امیر المومنین عمرؓ ایشان را از زمین فدک بیرون کرد و بشام فرستاد نصفے که بایشان
متعلق داشت بر پنجاه هزار درم قیمت کرده از بیت المال بخرید و ذکر فدک و اموال وے در مجلس
بیاید انشاء الله تعالی و همچنین اهل خیبر را از خیبر بیرون کرد یهود گفتند ای عمر چون است که
چیزے که ابو القاسم مقرر داشته تو خلاف آن سکنی گفت پندارید که من آنروز حاضر نبودم نه پیغمبر
صلے الله علیه وسلم با شما فرمود مادام که ما نخواهیم شما باین کار قیام نمائید و اکنون ما نمی خواهیم و
در حدیث بخاری از ابن عمر رضے الله عنهما آمده که عمر ایستاد و معمم گردانید عزیمت خود را بر جلاء
ایشان آمد او را یکی از بنی الحقیق و گفت یا امیر المومنین بیرون می آری ما را و حال آنکه مقرر
داشت ابو القاسم پس گفت عمر آیا گمان بری تو که من فراموش کرده ام قول رسول خدا صلی الله
علیه وسلم که تو گفت چگونه باشد حال تو که چون بیرون آورده شوی تو از خیبر بدو شبانه روز ناقهای
تو شبے بعد شبے یعنی بیرون آیند از خیبر در شبهای متعدد و گفت آن یهودی این سخن هزلی بود
از ابو القاسم یعنی این بطریق هزل و مزاح گفته بودند بر سبیل جد و جزم پس گفت عمر دروغ
گفتی اے دشمن خدا پس جلاء وطن کرد ایشان را و داد بایشان قیمت آنچه بود مر ایشان را
از مال و شتر و متاع تا پالانها و رسنها و غیر ذلک و چون سید عالم صلے الله علیه وسلم از خیبر بیرون آمد
بطرف وادی القری میل نمود و بصبهای خیبر رسید در انجا با صفیه رفاف نمود و در همدرین منزل
رو شمس بر اے علی مرتضے واقع شد چنانکه گذشت و چون آن حضرت صلی الله علیه وسلم بوادی القری
رسید اقامت کرد در وی چهار روز و محاصره کرد اهل آنرا و ایشان نیز برائے جنگ آماده گشتند و بجنگ
بیرون آمدند و آن حضرت نیز صف برای قتال آراسته گردانید و لوا را به یکی از اصحاب که ارباب
را اختلاف است در نام وی داد و دعوت کرد ایشان را باسلام و گفته که اگر مسلمان شوید اموال
و دیار شما مصئون و معصوم گردد و حساب شما بر خدا تعالے باشد ایشان سخن پیغمبر خدا را قبول نکردند
و بجنگ در پیوستند و آنروز تا شب محاربه نمودند ده کس یهود بجهنم رفتند روز دیگر وقت صباح
فتح واقع شد مال بسیار و اثاث و متاع بیشمار بدست اهل اسلام افتاد و آن حضرت صلی الله
علیه وسلم بر یهود وادی القری منت نهاده اراضی ایشان را و باغات ایشان را بدست ایشان
گذاشت تا کار کنند و اجرت گیرند چون خبر یهود خیبر و فدک و وادی القری به یهود تیما رسید ترسید

روح وولی مشرف شده باشد جز قتل پس اتکا کرد بر سیف برای استعجال موت و در روایتے
دیگر نهاد سیف خود را و در زمین بر هر تقدیر چون دید آن مرد که در دنبال وی افتاده بود
تا حقیقت حال وی را و یابد و دیده نزد آن حضرت آمد و گفت اشهد انک رسول الله فرمود چیست
حال و براے چه تجدید شهادت میکنی گفت یا رسول الله آنمرد که قتال کرد بر مشرکان قتال
شدید و تو خبر دادی که وی از اهل نار است و دشوار آمد این خبر تو بر مردم پس بیرون آمدم من برائے
تحقیق حال وے و افتادم در دنبال وے پس دیدم او را که مجروح شد جراحت شدید و قتل کرد
نفس خود را و قاتل نفس در نار است پس فرمود رسول خدا صلی الله علیه وسلم که مرد عمل میکند
عمل جنت در ظاهر و حال آنکه او از اهل نار است یعنی پس بعمل مغرور نباید شد و مردی دیگر
باشد که عمل اهل نار در ظاهر دارد و حال آنکه وی از اهل جنت است اشارت لبالغه کرد و ازینجا
لازم نمی آید که هر که قاتل نفس است از اهل نار باشد مگر استحلال کند یا مراد آنست که وی از اهل
نار است اگر نبخشد او را خدا تعالی کذا قال القسطلانی و نیز گفته شاید که در باطن از اهل نفاق
یا مرتد شد باستحلال قتل و خبر دادن آنحضرت بآنکه وی از اهل نار است بجهت آن بود و
در حدیث دیگر آمده که آن حضرت فرمود که ندا در دهید که در نمی آید بهشت را مگر مومن خدا تعالی
تائید و تقویت میکند این دین را بر رجل فاجر دیگر از وقائع است که اگرچه داخل غزوه
خیبر نیست ولیکن تابع و متصل بدانست یکی فتح فدک که موضعیست نزدیک بخیبر اهل سیر
رحمهم الله آورده اند که چون رسول خدا بحوالی خیبر آمد محیصه بن مسعود حارثی را که برادر حویصه
بن مسعود حارثی است بفدک فرستاد تا اهل آنرا باسلام دعوت کند و بگوید که پیغمبر خدا بجنگ
شما خواهد آمد چنانکه بجنگ خیبریان رفت ایشان گفتند که خیبریان ده هزار مرد مقابل دارند
گمان نداریم که محمد با ایشان مقاومت تواند کرد محیصه چون دید که ایشان سر صلح و صلاح ندارند
برگشت و کیفیت واقعه را بعرض رسانید بعد ازان این جماعت مردی از رؤساء خویش را با
طائفه از یهود فدک نزد آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرستادند تا امر صلح استحکام پذیرد و بعد از
گفت و گوی بسیار قرار بران افتاد که نصف زمین فدک رسول صلی الله علیه وسلم را دهند و
نصفی برائے ایشان باشد و تا زمان خلافت عمر بن الخطاب رضی الله عنه برین دستور عمل

در بیع لحم وی بی بکر در کفایة المنتهی گفته که ابو حنیفه رجوع کرده است از حرمت لحم فرس پیش از موت
خود بسه روز و علیه الفتوی و اتفاق اهل مادر النهر بر اباحت آن کافی است مر حنفیه را بر اکل و حرارت
بران و چنین شنیده شده است بعضی از اتقیای ایشان بوده اند که میخورند ولیکن ضیافت میکنند
مهمانرا بدان والله اعلم دیگر از وقایع بن غزوه تحریم اکل ثوم است و صحیح آنست که اکل بصل و ثوم
حرام نیست و مکروه است بعد اکل آن مخصوص در مساجد و مجالس خیر که ایذا کنند مردم بدان
و تحریم اکل کل ذی ناب از سباع بود و تحریم بیع مغانم پیش از قسمت و نهی از وطی پیش از استبرا
و نهی از متعه نساء که نکاح است تا مدت معین نیز از وقایع آنست و متعه مباح بود در اول اسلام
تا غزوه خیبر پس حرام گردانیده شد درین غزوه بعد ازان مباح گردانیده شد در فتح مکه مراد یوم
اوطاس است که پس از فتح مکه است و تسمیه کرده شد بدان از جهت قرب زمان اتصال
او بدان بعد ازان حرام گردانیده شد بعد از سه روز تحریم موید و مخالف نیست دران هیچکس را
رو انفس دیگر از وقایع این غزوه قصه آنمرد است که قتال کرد چنانکه نگذاشت از جماعه مشرکان
هیچ یکرا مگر آنکه کشت یا خسته گردانید بشمشیر خود چنانکه گفتند مسلمانان که کفایت و سعایت
نکرد ما هیچ یکی در کارزار چندانکه او کرد و رسانیدند خبر او را بآن حضرت گفتند یا رسول الله فلانی
کارے کرد که هیچکس نکرد فرمود آگاه باشید و بدانید بدرستی وی از اهل نار است پس حیران شدند
مرد که سعی در قتال و کارزار مشرکان اینمقدار و آن حضرت چنین میفرمایند تا حقیقت حال
چیست و نزدیک بود که در ورطه شک افتند پس گفت مردی از قوم که امروز من با او یم و باوے
میباشم تا دریابم حقیقت حال او را که چیست و در روایت دیگر آمده که در پے او میروم هر جا رود
پس بیرون آمد باوے و هر جا که وے بایستاد این نیز بایستاد چون وی شتابی میکرد
این نیز شتابی میکرد پس قتال کرد قتال شدید و خسته شد خستگی سخت پس به تنگ آمد از خستگی خود
و استعجال کرد موت را و نهاد نصل سیف را در زمین و ذباب او را میان دو پستان بشتاب تحامل
کرد بروی یعنی میل کرد بزور بر سیف خود بروایتی دیگر کشید از ترکش خود تیرها و در روایت
تیری و کشت بوی نفس خود را و گفته اند منافات نیست میان این و در روایت سابق که
که نهاد شمشیر بر زمین و تحامل کرد بروی از جهت احتمال آن که بریده باشد به تیر و متروق شده باشد

خارج است و نیست بحسب ذات حیوان و روایۃ متفق علیہ بر اباحت است اگر حادث شود امری
کہ اکثر فج شود بر ساند بارتکاب محذور ممتنع میشود اکل وے ولازم نمی آید اینجا قول تحریم و اما قول
بعضے تابعین کہ اگر حلال می بود اکل لحم فرس جائز میبود افجہ بآن منقض است بسائر حیوان
دشت کہ وی ماکول است و مشروع نیست اضحیہ بآن و اما حدیث خالد بن الولید نزد ابی داؤد و
نسائی کہ نہی کرد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از لحوم اخیال و حمر ضعیف است اگر تسلیم کردہ شود
ثبوت وی معارض نمیگردد و حدیث جابر را کہ دال است بر جواز و موافق است او را حدیث
اسماء و بتحقیق ضعیف کردہ است حدیث خالد بن الولید را احمد و بخاری و دار قطنی و خطابی و ابن
عبد البر و عبد الحق و دیگر از علماء کبار و گمان بردہ اند بعضے کہ حدیث جابر دلالت میکند بر تحریم زیرا کہ
گفتہ است رخص فی الخیل و رخصت و بمعنی استباحت مخطور است با قیام مانع پس دلالت
کرد بر انکہ رخصت بسبب مخصصہ بود کہ رسیدہ بود بایشان پس دلالت نکند بر حال مطلق و جواب
دادہ شدہ است ازین سخن کہ اکثر بروایات آمدہ است بلفظ اذن چنانکہ در روایت مسلم است
و در روایتی از وی آمدہ اکان زمن خیبر لحم خیل و حمر وحش و نہی کرد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
از حمار اہل و نزد دار قطنی از حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ و عنہما آمدہ کہ نہی کرد آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم از اہلیہ و امر کرد بلحوم خیل پس دلالت کرد کہ مراد برخص اذن است
و اگر رخصت از جہت مخصصہ می بود حمر اہلیہ او می بود بآن از جہت کثرت آن و غربت خیل در آن
ہنگام پس دلالت کرد بر انکہ اذن در اکل خیل از جہت اباحت عامہ بود نہ از جہت خصوص
ضرورت ذکر کردہ است این ہمہ را در مواہب لدنیہ کہ در فتاوی سراجیہ ذکر کردہ و لحم فرس
مکروہ است نزد ابی حنیفہ رحمۃ اللہ خلافا لہما و الشافعی بشر گفت قاضی امام صدر الاسلام
مراد کراہت تحریم است و گفت برادر وی فخر الاسلام شیخ امام علی بزدوی و مراد کراہۃ تنزیہ
است و شیخ اسلام امام سرخسی گفتہ آنچہ ابو حنیفہ گفتہ احوط است و آنچہ صاحبیہ گفتہ اذا وسع
است بر مردم و در خلاصہ گفتہ مکروہ است لحم خیل واضح آنست کہ کراہۃ تحریم است و در کافی
گفتہ نکروہ است کراہت تنزیہ و ہو الصحیح و باین رفتہ است فخر الاسلام و ابو النعیم در جامعین
خود این اختیار امام اسبیجابی است و امام سرخسی گفتہ کہ این ارفق است بمردم از جہت عرف ظاہر

را در عهد رسول اللہ پس خوردیم ما و ما در مدینہ مطہرہ بودیم و در روایت دار قطنی آمدہ پس خوردیم
ما و اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در فتح الباری میگوید کہ مستفاد میگردد از قول اسماء کہ گفت
بودیم ما در مدینہ کہ وقوع این بعد از فرضیت جہاد بود پس سوی شود بر کسیکہ استثناء کردہ است
در منع اکل وے با آنکہ وی از آلات جہاد است و در قول وے و اہل بیت۔ نبی روایت است
بر کسیکہ زعم کردہ است کہ از حدیث اسماء معلوم نمیگردد کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مطلع بود بر آن با آنکہ اگر وارد نگردد آن کمال نمیتوان برد بآل ابو بکر کہ ایشان اقدام نمایند
بر کردن چیزے در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر آنکہ نزد ایشان علم باشد بحواز آن
بجہت شدت اختلاط ایشان مر او را صلی اللہ علیہ وسلم با تو فرد اعیہ صحابہ بسوی سوال
از رسول خدا از احکام و از نجہت راجح و مختار است کہ صحابے چون بگوید ما کہ میکردیم چنین
در عہد رسول اللہ علیہ وسلم باشد مر او را حکم رفع زیرا کہ اطلاع و تقریر آنحضرت است بر آن و چون
این حکم در مطلق صحابہ باشد پس چگونہ نباشد حکم آل بکر و طحاوی گفتہ است کہ رفتہ است
ابو حنیفہ بکراہت اکل لحوم خیل و مخالفت کردہ اند صاحبین او و غیر صاحبین و احتیاج
کردہ اند باخبار متواترہ در حل وے انتہی و بتحقیق روایت کردہ اند بعضے تابعین حال از ضحا
مطلقا استثناء یکی ایشان پس روایت کردہ اند از ابن ابی شیبہ بسند صحیح بر شرط شیخین
از عطا کہ گفت ہمیشہ بود ند سلف کہ میخورند آنرا بوی این صریح آیا مراد میداری بسلف
اصحاب رسول را گفت عطا نعم و اما آنکہ نقل کردہ شدہ است از ابن عباس رضی اللہ
عنہما در کراہت وی روایت کردہ است آنرا ابن ابی شیبہ و عبد الرزاق بد و سند ضعیف
و گفتہ است ابو حنیفہ در جامع صغیر بکردہ میدارم لحوم خیل را حمل کردہ است ابو بکر رازی
بر تنزیہ و گفت اطلاق نکردہ است ابو حنیفہ و روی تحریم و نسبت وی نزد او مثل حمار اہلی و
تصحیح کردہ اند صاحب محیط و ہدایہ و ذخیرہ تحریم را و این قول اکثر ایشان ست و قرطبی در شرح مسلم
گفتہ است کہ مذہب مالک کراہت است و ذاکہانی گفتہ کہ مشہور نزد مالکیہ کراہت است و
صحیح نزد محققین ایشان تحریم و ابن ابی حمرہ گفتہ دلیل بر جواز مطلقا واضح است لیکن بسبب
کراہتہ مالک اکل آنرا از جہت بودن او است کہ استعمال کردہ میشود در جہاد پس کراہت بسبب

میم است و اہلیہ منسوب باہل یعنی آنکہ در خانہا می باشد احتراز است از حمر وحشیہ کہ در صحرا میباشد
کہ آن حلال است وحمر اہلیہ حلال بود و الآن حرام ساختند و انسیہ مشہور بکسر ہمزہ منسوب
بانس بمعنی بنی آدم و بضم ہمزہ نیز میگویند یعنی ضد وحشی کہ انس ندارد بمردم و ہفتحتین نیز گفتہ اند
مصدر آنست کہ بہ انس انسا د انسہ کذا فی المواہب و در روایتی آمدہ کہ عبد اللہ بن ابی اوفی
گفت رسید ما را گرسنگی روز خیبر پس نہادیم دیگہای برای جوشانیدن گوشت حمار پس
بعصے پختہ شدہ بود و بعضی خام پس ندا در دادند کہ بریزید آنرا و بشکنید دیگہا را گفت عبد اللہ بن
ابی اوفی میگفتند بعضی صحابہ کہ حرام ساختن آن از جہت بود کہ خمس کردہ نشدہ بود و بعضی گفتند
کہ جہت آنست کہ وی پلیدی میخورد و بعضی گفتند کہ از جہت آنکہ بار بر میدارد و احتیاج بود بدان
و موید آنست حدیثی کہ از انس بن مالک آمدہ کہ مردی نزد آن حضرت آمد و گفت خورده شدند
حمر پس سکوت کرد آنحضرت باز مردی دیگر آمد و گفت خورده شد ند حمر اینجا نیز سکوت و زود
چون ثالثی آمد و گفت فانی گردانیده شدند حمر درین مرتبہ امر کرد منادی را کہ ندا در داد کہ خدا
و رسول خدا نہی میکنند از لحوم حمر و حق آنست کہ نہی از جہت حرمت و نجاست است چنانکہ ہم
در حدیث انس آمدہ کہ آمدیم ما در خیبر وقت صبح پس برآمدند اہل خیبر بمساحی و آلات و چون دید
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گفتند واللہ محمد و الخمیس پس فرمود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ اکبر خیبر ات خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین پس یافتم ما از لحوم حمر پس
ندا در داد منادی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ خدا و رسول او نہی میکنند از لحوم حمر زیرا کہ وی رجس
است و پلید است و آن حدیث دیگر کہ از انس آمدہ منافات باین ندارد و تاویل کہ تحریم
از جہت عدم تخمیس یا از جہت وجود صاحب از جماعۃ آنست کہ قایلند باباحت لحوم حمر چنانکہ
از امام مالک نقل میکنند و جمہور علما بر انند کہ حرام است مطلقا و در حدیث دیگر آمدہ کہ حرام
گردانید لحوم حمر را و رخصت کرد و در روایتی اذن کرد و در روایتی امر کردہ است در لحم فرس صاحب
مواہب لدنیہ میگوید کہ اختلاف کردہ اند علما در لحم فرس پس رفتہ است شافعی و از جمہور
سلف و خلف باینکہ مباحست و کراہتی نیست در وی و باین قائل است عبد اللہ بن الزبیر و
ابن مالک و اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم اجمعین و مسلم از اسماء آوردہ کہ گفت نحر کردیم ما فرسی

که فجر طلوع کرده است جوابش آنکه حکمت الٰهی اقتضاے آن کرده که کشف نگردد وحی بدان نازل نشد تا سبب تشریع قضای فوائت و ادراک شرف اتباع گردد چنانکه در عروض سهو و نسیان بر حضرت وی گفته اند گفت بنده مسکین خصه الله بمزید المعرفة والیقین که نعم دل بیدار است و خواب را در وی تاثیرے نه ولیکن تواند که او را حالتی و شهودی دست دهد و در ان مستغرق گردد و از ماسوای آن مشهود از صور و معانی ذاهل و غافل باشد چنانکه در بعضے احیان در حالت وحی مثل اینمعنی روے میدارد پس باعث عدم ادراک و نسیان غفلت نوم نباشد بلکه طریان حالتی عظیم بر دل شریف نبوی صلی الله علیه وسلم که آنرا جز خداے عزوجل نشناسد فافهم و بالله التوفیق و بطفے از متصوفه گفته اند که این جواب و فراموشی از انحضرت صلی الله علیه وسلم ابتلاے الٰهی بود بر اخذ تدبیر و ترک تفویض که بلال را بر نگاهبانی شب بر گماشتند و در عالم تدبیر و اختیار آمدند بایست بخداوند تعالی گذاشت که خود محافظت آن میکرد و این اصلی عظیم است نزد این طائفه که آنرا اسقاط تدبیر و ترک اختیار گویند این سخن صحیح است امام اذکر اینمعنے درین مقام نسبت بحضرت سید انام علیه افضل الصلوٰة والسلام خوش نمی آید و موهم اعراض است بجناب عزت و رفعت مقام او صلی الله علیه وسلم و حال آنکه تمسک باسباب و رعایت آن نهایت مرتبه تحقیق و تمکین است و منافی توکل و تفویض نه و منوع تدبیر و اختیاری است که من عند النفس باشد نه آنکه بحکم شرع بود چنانکه در محل خود تحقیق کرده شده است تا در هیچ مقام حال چه اقتضا کند و بالجمله تکلم کردن در حال شریف سید کائنات علیه افضل الصلوٰة واکمل التحیات صلی الله علیه وسلم بقیاس عقل بلکه بدرجات معرفت خود از دائره حسن ادب بیرون است و حکم تکلم در متشابهات دارد والله و رسوله اعلم

فتد بر دیگر از وقائع این غزوه آن بود که حرام گردانید لحم خر اهلیه را چنانکه در حدیث آمده است که چون شام کردند مردم دور روزی که فتح کرده شد بر ایشان خیبر بر افروختند آتشهای بسیار را پس فرمود آن حضرت چیست آتشها و بر چه چیزے افروزند آنرا گفتند بر لحم فرمود بر کدام لحم گفتند لحم حمر انسیه پس گفت انحضرت صلی الله علیه وسلم بریزید بر خاک و بشکنید آن دیگهارا گفت مردی بشکنیم یا بشوییم آنرا فرمود بشویید و حمر بضم میم جمع حمار و آنکه جمع احمر است بسکون

حرام کردن گوشت خر

و نه اقامت و در هدایه گفته است که پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم قضا کرد نماز فجر در غداه لیلة التعریس
با اذان و اقامت و شیخ ابن الهمام احادیث صحیحه درین باب آورده و آنکه میگویند که اذان
مشروع تنها برای اعلام است بدخول وقت و خواندن قوم و اینجا خود همه حاضرند جوابش آنست
که اذان مشروع تنها برای اعلام نیست بلکه از برای تحصیل ثواب بذکر این کلمات و تکمیل صلوٰة
بدان نیز مشروع است و لهذا افضل آنست که منفرد اذان و اقامت گوید چنانکه آن حضرت صلی الله
علیه وسلم راعی غنم را دید که اذان میگوید و نماز میکند فرمود علی الفطرة و آن قول دیگر از شافعی
عجب است که نه اذان گوید و نه اقامت و چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم باز آمد از نیخال
مضطرب و بیدار برای تسلیه ایشان فرمود ای مردمان بدرستیکه خدا تعالی قبض کرد ارواح ما را
اگر خواستی در غیر آن زمان بیدار کردی و فرمود که چون یکی از شما فراموش کند نماز را پس باید که
بگذارد آنرا در وقتی که یاد آید در احادیث ذکر نوم نیز واقعست و در روایتی که واقع شده است
نوم را داخل نسیان و مستلزم آن داشت تنبیه اینجا اشکال می آرند که در حدیث آمده است
که آن حضرت فرموده است تنام عیناي ولا ینام قلبي فرمود چشم من خواب میکند اما دل شریف
من بیدار است یعنی خواب میکنم همانقدر است که چشم من پوشیده است اما دل مبارک من
آگاه است نه آنچنانکه مردم دیگر را است که در خواب شعور و ادراک از ایشان منتفی میگردد
و در حقیقت خواب نیست اگرچه بعضے آثار خواب ظاهر میشود و مثل غطیط و فرمود من میشنوم
سخنان شما را که میگویند نزد من و سر در عدم نقض نوم آن حضرت علیه السلام وضوء را همین
خواهد بود و این را از خصائص آنحضرت صلی الله علیه وسلم شمرده اند و بعضے گویند تمامه انبیا را
صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین همین حکم است و گفته اند رؤیا الانبیا وحی پس با وجود بیداری
دل چه بود که از طلوع فجر آگاه نشد جواب میگویند که در یافت طلوع و غروب بچشم است و چون
چشم پوشیده بود طلوع و غروب مدرک نگردد چنانکه یکی در کنج خانه بیدار است پرده بر
در چشم فرو هشته طلوع و غروب در نیابد پس بیداری دل با خواب چشم در دریافت طلوع
فجر سود مند نبود چشم گشاده باید تا به بیند تنها بیداری دل کفایت نکند اما هنوز محل شبهه میماند
که چرا ابدال و بکشف و وحی و الهام در نیافت چنانکه منجمی مثلا در دون خانه بود بحساب ساعات دریابد

براحله ومتوجه شد بجانب فجر ونگران گشت بجانب وی ناگاه غلبه کرد بلال را چشمان وی
وبی اختیار درخواب شد وحال آنکه تکیه زده است بسر خود در رواحلے بگشاد دستار خود را واختیار
کرد بدان پس بیدار نشد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ونہ بلال که او را نگاہبانی شب برگماشته
بودند ونہ هیچ یکی از اصحاب وی تا آنکه زد ایشان را گرمی آفتاب وطلوع کرد آفتاب پس اول
کسیکه بیدار شد رسول خدا بود صلی اللہ علیہ وسلم پس ترسید پیغمبر خدا از خواب رفتن ونماز
فوت شدن بشهود صفات قهریه حق جل وعلا وتجلی او بصفت قهر وجلال بعد ازان دیگران نیز
بیدار شدند پس فرمود آن حضرت وندا کرد بلال را ای بلال یعنی آنچه واقع شده وچرا بخواب
رفتی ودر نگاہبانی تقصیر ورزیدی پس گفت بلال چکار کنم گرفت نفس مرا دعارض گشت بوے
آنچه گرفت نفس ترا وعارض شد بوی با وجود آن فوت وتیقظ که تو داری ودر حدیث دیگر آمده
که آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم با بوبکر صدیق گفت آمد بلال را شیطان ودوی ایستاده بود
در نماز پس زد شیطان در سینه بلال وبخوابانید او را پس آرام داد وساکن گردانید او را چنانچه
که تسکین داده می شود کودک در خواب پس درخواب شد بلال انگاه طلبید آنحضرت بلال را
وپرسید کیفیت واقعه از وی بلال همچنان که رسول خدا بابوبکر رضے اللہ عنہ فرموده بود تقریر کرد
پس گفت ابوبکر اشهد انک رسول اللہ والحق جاے تجدید بایمان وتقریر شهادت برحالت
بود تا چیزی از وسوسه شیطان راه نیابد بعد ازان گفت آن حضرت با صحاب بگشید شتران
خود را ابیدازید از نجا پس کشیدند صحابه شتران را وبراندند از انجا ودر سبب برآمدن ازان وادی
علما اختلاف دارند کسی که تجویز نمیکند قضای فوایت را در اوقات منهیه چنانکه مذهب حنفیه است
میگویند که برآمدن بجهت آن بود که تا بلند گردد آفتاب وکسیکه تجویز میکند ونهی را مخصوص بنوافل
میدارد چنانکه شافعیه میگویند که سبب برآمدن آن بود که آن وادی جاے شیطان بود چنانکه
در روایتی تصریح بدان نیز آمده تا وضو کردن واذان واقامت گفتن آفتاب بلند میشد ونماز
در وقت نهی واقع نمی شد احتیاج برآمدن ندانست پس وضو کرد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وامر کرد بلال را باقامت وبگذارد با صحاب نماز بامداد واظهر را بحدیث دران است که اذا
در نماز قضا نیست ومذهب شافعیه انست در یک قول وقول دیگر آنست که نه اذان است

در کتب صحاح و حسان منظور فیه است بآنکه چون طحاوی و احمد بن ابی صالح و طبرانی و قاضی عیاض
قائل اند بصحت و حسن آن و ذکر کرده اند در کتب خود قول بآن که ذکر کرده شده است در کتب صحاح
و حسان درست نباشد و لازم نیست که جمیع کتب صحاح و حسان مذکور گردد و نیز قول بجهالت و
عدم معرفت حال اسماء بنت عمیس ممنوع است زیرا که وی امراة جمیلة جلیلة عاقلة کفیه است
که احوال وی معلوم و معروف است و بود وی تحت جعفر بن ابیطالب و زاید برای وی عبد الله
بن جعفر را بود در تحت ابی بکر و زاید برای وی محمد بن ابی بکر بعد ازان بود و تحت علی بن ابیطالب
و زاید برای وی یحیی را و بعضے مردم گویند که تخلف علی مرتضی را گذاردن نماز همراه آنحضرت
و تاخیر آن بعید است و هیچ بعدی ندارد و حوادث و حوایج بسیار است که مثل این امور ازو
میزاید و روایت کرده اند که آن حضرت صلی الله علیه وسلم علی را رضی الله عنه بعد از نماز بکاری
فرستاده بود و کارها در غزوهٔ خیبر بسیار بود یوی رضی الله عنه و بعد از رفتن علی نماز عصر دیگر
گذارده باشد و علی حاضر نبود آنرا پس واقع شد انچه شد و الله اعلم بحقیقت الحال دیگر از وقایع
این غزوه قصهٔ لیلة التعریس است و تعریس فرود آمدن مسافر در آخر شب برای خواب و استراحت
روایت است از ابو هریره رضی الله عنه گفت که آن حضرت در هنگام برگشتن از جنگ خیبر کوچ
کرد شبے از شبها تا وقتی که دریافت اورا خواب و قبله کرد پس فرود آمد در آخر شب برای خواب و
استراحت و فرمود آن حضرت مر بلال را تا بخواب میرویم نگاهبانی کن تو برای ما شب را
بیدار باش و از صبح خبردار باش دو وقت صبح ما را بیدار کن تا نماز صبح از دست نرود فاما که
نماز تهجد پیش ازین کرده بودند تا غلبه خواب بحدی شد که فرصت آن نماند و در حدیث آمده است
که اگر خواب یا ضعف یا بیماری مانع نے آمد آن حضرت را از قیام شب قضا کردی در وقت پیش از زوال
نماز شب را و در نخاسرے خواهد بود که نفع آن راجع به ضعفای امت است چنانکه ظاهر شد پس مستعد
و منتهی شد بلال رضی الله عنه برای بیداری شب و شروع کرد در نماز و بگذارد نماز آنقدر که تقدیر
کرده شد برای وی و توفیق یافت و خواب کرد آن حضرت و یاران وی ابو بکر صدیق نیز درمیان
ایشان بود و در روایت هم آمده است که ابو بکر نیز وصیت کرد به بلال و گفت ای بلال نگاهدار
چشمان خود را از خواب و این بار گران بر گردن بلال افتاد پس چون نزدیک شد صبح تکیه زد بلال

جوزی گفته که روایت کرده است این حدیث را ابن شاهین و گفته این حدیث باطل واز عجائب
واضع او است که نظر کرده است بصورت فضیلت و تصور نکرده عدم فائده آنرا و ندانسته که صلوة عصر
بغروب آفتاب قضا گردید و رجوع شمس ادا نمیکند آنرا و تحقیق افزاد کرده است ابن تیمیه تصنیفی علیحده
در رد بر روافض و ذکر کرده است حدیث را العراقی وی در حال وی گفت که وی موضوع است و گفته
که عجب است از قاضی عیاض با جلالت قدر وی و علو خطر وی در علوم حدیث چگونه ساکت ماند از رد
ابهام کننده صحت او را و نقل کننده ثبوت او را گفت کاتب حروف عفا الله عنه که قول این قائل
که نماز عصر بغروب آفتاب قضا گشت و رجوع شمس ادا نمیگرداند او را محل نظر است زیرا که
قضا بر تقدیری گردد که آفتاب باقی ماند بر غیوبت و فوائت وقت اما اگر وقت نیز عائد گردد چرا
ادا نشود و معنی او انیست مگر وقوع نماز در وقت اگرچه با عادهٔ وقت باشد و نیز بعد از اعتراف
بجلالت قدر قاضی عیاض و علو خطر وی مناسب توقف و تردد است نه جزم ببطلان و
انکار با وجود یکه مثل طحاوی و احمد بن صالح آنرا تصحیح کرده باشند و ابن جوزی مستعجل است
در حکم بوضع و ادعای آن دو ثوق نیست بقول وی در مینباب چنانکه شیخ ابن حجر عسقلانی در
حدیث سدوا کل باب الا باب علی که ادعا کرده است ابن جوزی وضع آنرا مستعد بصحت حدیث
سدوا کل خوخة الا خوخة ابی بکر گفته است و در تاریخ مدینه مطهره آنرا ذکر کرده ایم و شیخ محمد سخاوی در
مقاصد حسنه میگوید که آنچه است احمد لا اصل له و تبعیت کرده است او را ابن جوزی و آورده
آنرا در موضوعات و تصحیح کرده است آنرا طحاوی و قاضی عیاض و تخریج کرده است ابن مندہ
و ابن شاهین از حدیث اسمار بنت عمیس و ابن مردویه از حدیث ابو هریره انتهی و نیز مواهب
گفته که روایت کرده است آنرا طبرانی در معجم کبیر باسناد حسن چنانکه حکایت کرده است شیخ الاسلام
بن عراقی در شرح تقریب از اسمار بنت عمیس و حافظ ابن کثیر گفته که از حدیث یوشع معلوم شد
که رد شمس از خصائص یوشع است پس دلالت کند بر ضعف حدیثی که روایت کرده شده است
در رد شمس برای علی رضی الله عنه و تصحیح کرده است آنرا احمد بن صالح مصری و لیکن نقل
کرده نشده است در کتب صحاح و حسان با وجود تو فر دواعی بر نقل وی و متفرد شد بنقل وی
زنی از اهل بیت مجهوله که شناخته نمی شود حال وی انتهی پوشیده نماند که قول وی ذکر کرده نشده است

از بخاری و مسلم ازین هریره آورده که گفت گفت رسول خدا صلی الله علیه وسلم برآمد بخبر از پیغمبرے
از پیغمبران و گفته اند که مراد باین پیغمبر یوشع بن نون است علیه السلام پس قریب شد بقریه و دیوار
نماز دیگر و نزدیک شد که آفتاب غروب کند پس فرمود آن پیغمبر مر آفتاب را که تو ماموری و من نیز
ماموریم و مناجات کرد بخدا و فرمود خدایا و مذا حبس کن و نگاهدار آفتاب را بر ما پس حبس بسته صورت
متصور ست بر وگردن بر اوراج با لوقف بی رویا با لطا ریسروے پس حبس کرده شد آفتاب تا فتح
کرد خدا یتعالی قریه را بر وی و اگرچه درین روایت اختصاص حبس بیوشع مذکور نیست اما در روایت
دیگر آمده که فرمود آن حضرت لم یحبس الشمس علی احد الا یوشع بن نون چنانکه در مواهب آورده
که قتال کرد یوشع جبارا نرا روز جمعه و چون نزدیک بغروب رسید ترسید که غائب گردد آفتاب
پیش ازان که فارغ گردد از قتال و در آید یوم سبت پس حلال نباشد مر او را قتال پس دعا کرد خدا
را پس رد کرد و تعالے تا فارغ گشت از قتال ایشان و بعضے از علما جمع کرده اند میان احادیث
مذکوره و حدیث یوشع بآن کر احتمال دارد که مراد آن باشد که حبس کرده نشد از جمله انبیا تا تقدم مر اے
غیر یوشع علیهم السلام یا حبس کرده نشد بر اے هیچ یکی از انبیا غیر من مگر برای یوشع و مآل هر دو معنی
یکی است یا صدور انحدیث یوشع ازان حضرت پیش از وقوع رد شمس باشد بر وے صلی الله علیه
وسلم در همین موضع والله اعلم پس معلوم شد که تکلم محدثین در رد و حبس شمس مخصوص بحدیث علی
رضی الله عنه نیست بلکه در سائر مواضع ثلثه است که واقع شده است دران و اما کلام در حدیث
رد شمس بر اے علی رضی الله عنه انچه علما گفته اند نقل کنیم بی ثبوت تعصب و تعسف و ما علینا الا
البلاغ مدر مواهب لدنیه گفته روایت کرده است انحدیث را طحاوی که از اکابر علماء حنفیه
است و در اصل شافعی بود و رجوع کرد ازان بحنفیه در شرح مشکات الآثار و حکایت کرده است
قاضی عیاض مالکی و گفت تحاوی که احمد بن صالح که از ثقات علماء حدیث است در مرتبه احمد بن حنبل
میگفت سزاوار نیست مر کسے را از سبیل وے علم است تخالف و تغافل از حفظ حدیث اسماء زیرا که
وی از علامات نبوت است و بعضے گفته اند این حدیث صحیح نیست و ابن جوزی او را در موضوعات
ذکر کرده و گفته است این موضوع است بیشک در سند وی احمد بن داؤد است و وی متهم
الحدیث کذاب است چنانچه دار قطنے گفته است و ابن حبان گفته وضع میکرد حدیث را و نیز ابن

بدل که چون منقطع گردد می میرد شخص گویا از برای الم آن زهر باقیمانده بود در بدن شریف وی
والآن سرایت کرد وظهور نمود یا الآن احداث کردند و ایجاد نمودند و همچنین در ظهور اثر زهر مار
که صدیق اکبر را رضی الله عنه در غار هجرت گزیده بود در وقت موت میگویند دیگر از وقائع این
غزوه آنست که چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم بعد از رجوع از خیبر بمنزل صهبا رسید و با صفیه
زفاف کرد در همین منزل که نماز عصر گذارد و بعد از گذاردن نماز سر مبارک در کنار علی رضی الله
عنه که نهاده بود و در روایتی آمده که بخواب رفت تا آثار وحی بر آنحضرت ظاهر شدن گرفت
و علی نماز دیگر نگذارده بود و زمان وحی چنان دراز شد که آفتاب غروب کرده چون منجلی گشت حضرت
از علی پرسید که نماز عصر گذارده گفت لا یا رسول الله نگذارده ام حضرت مناجات کرد و گفت
خداوندا اگر علی در طاعت تو و طاعت رسول تو بود آفتاب را برای وی باز گردان که نماز عصر
بگذارد پس حق تعالی مسئلت حبیب خود را اجابت کرد و آفتاب بعد ازان که بمغرب فرو رفته بود
طالع شد چنانکه شعاع آن بر کوه و هامون تابانت و خلایق بر ای العین مشاهده کردند و علی وضو کرد
و نماز دیگر گذارد بدانکه حبس شمس در روان از حضرت صلی الله علیه وسلم در سه موضع روایت کرده اند
یکی بعد از شب اسری که چون آنحضرت خبر داد که دران شب بعد از انطرف قافله قریش را در راه دید
و علامتی نیز ذکر کرد که شتری ازان گرخته بود و بعضی از اهل قافله در پی آن میدوید ند پس گفتند
که بگوکی میرسد آن قافله فرمود روز چهار شنبه و چون روز چهار شنبه شد نگران شدند قریش که
قافله کی میرسد و روز گذشت و نیامد قافله پس دعا کرد آن حضرت و زیاده کرده شد و در ساعتی
بحبس شمس پس رسید قافله روایت کرده است این حدیث را یونس بن بکیر در مغازی از ابن
اسحق و همچنین روایت کرده شده است حبس شمس مر آنحضرت را روز خندق وقتی که مشغول
گردانیده شد از صلوة عصر چنانکه در بعضی روایات آمده است و مشهور آنست که قضا کرد بعد از
غروب دیگر این حدیث است که فوت شد از علی مرتضی نماز عصر پس دعا کرد آن حضرت صلی الله
علیه وسلم و رد کرده شد آفتاب پس گذارد وی رضی الله عنه نماز و تکلم کرده اند علمای حدیث
درین احادیث و گفته اند که اینها مخالفند همه حدیث صحیح را که در باب یوشع بن نون علیه السلام
آمده است که از انجا اختصاص حبس شمس بیوشع معلوم میگردد و آن حدیث اینست که در مشکات

گویند در فتن سگ لازم ستعد بعد ازان فرمود آن حضرت آیا راست میگوئید من اگر سوال کنم شمارا
از چیزی گفتند نعم پس فرمود آیا گردانیده اید شما درین شاة زهر گفتند نعم که دریابانید ترا بآن فرمود
خبر داد مرا این اشارت کرد بذراع که در دست وی بود و فرمود چه باعث شد شما را بران و در بعضے
روایات آمده که ازان زن پرسید که چه داشت ترا برین گفتند بهود یا گفت آن زن این را خواستم
که اگر تو گذابی خلاص شویم از تو و مستریح شویم و اگر پیغمبرے زیان نمیکند ترا و اختلاف کرده اند در انکه
معاقب کرد آن حضرت آن زن را یا رها کرد و هیچ نگفت پس نزد بیهقی از ابی هریره آمده که تعرض
نکرد بوی و از طریق ابی نفرة از جابر نیز مانند این آمده و در روایات دیگر آمده که کشت او را و بیهقی
گفته که احتمال دارد که اول گذاشته باشد و نخواست که از جهت نفس خود بکشد و چون مرد بشیر
کشت بطریق قصاص یا سیاست و در روضة الاحباب میگوید که مذهب بعضی از ائمه شافعیه
آنست که میگویند اگر کسے زهر در طعام کند و بکسی دهد تا بمیرد قصاص واجب شود فانه نزد ائمه حنفیه
و جمهور ائمه شافعیه رحمهم الله قصاص نیست پس بنا بر مذهب ایشان اگر روایت قتل بصحت رسد
محمول بر سیاست شود و قصه صلب که در روایت قتل واقع است تائید این توجیه مینماید و الله اعلم
انتهی و از زهری آمده است که آن زن اسلام آورد پس ترک کرد او را و در مواهب لدنیه گوید
که در مغازی سلیمن همی آورده که گفت زینب اگر تو کاذب می بود خلاص گردانید مردم را از تو و تحقیق
ظاهر و هویدا شد بر من که تو صادقی و من گواه میگیرم ترا و حاضران را که من بر دین توام اشهد ان لا اله
الا الله و اشهد ان محمد رسول الله و درین موافقت زهری است در اسلام وی و چون مرد بشیر
کشت او را زیرا که موت وی محقق گشت قصاص انتهی اما در اینجا شبهه می آید که اسلام هدم میکند
ما قبل را خواه حق الله باشد یا حق الناس پس بعد از اسلام قصاص چون گرفته شد از وی و
آورده اند که آنحضرت صلی الله علیه وسلم خون کشیدن دو شانه خود بجهت انچه خورد از شاة
از برائے دفع ضرر آن و از یاران هر که ازان لقمه مضغ کرد و هر که فرو برده بود ایشان را نیز فرمود
تا از میان سر حجامت کردند و بخاری از عائشه رضی الله عنها آورده که گفت بود آن حضرت
صلی الله علیه وسلم میگفت در مرض موت خود با عائشه بودم من که همیشه می یافتم الم طعامی
را که خورده بودم به خیبر و درین وقت می یابم انقطاع ابهر خود را ازان زهر و ابهر نام رگی است

در رنگ نکند و در ساعت بکشد و مشاورت کردی یهود در ادرزهرها پس اشارت کردند باین قسم از زهر
در ذراع و کتف بیشتر کرد پس آورد و بنهاد آنرا پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و جمعی صحابہ کہ در
مجلس شریف حاضر بودند و دران بشر بن براء نیز بود پس تناول کرد از ان آنحضرت گزیدآنرا
بدندان پیش و تناول کرد بشر بن البراء استخوان دیگر را فرمود آن حضرت بردارید این را کہ
این ذراع خبر داد مرا کہ زہر کردہ شدہ است در وے بشر نیز گفت یا رسول اللہ کہ من در وقتی
کہ لقمہ مضغ میکردم کراہتے و تنفری در خود یافتم و نخواستم کہ از دہن بیرون اندازم مبادا تو از
طعام خوردن منغص شوی پس بشر ہنوز از جائے خود برنخاستہ بود کہ رنگ روی او سبز و سیاہ
شدہ در ہمان ساعت بمرد و در روایتی آنکہ یک سال مریض بود و بعد ازان وفات یافت
بعد ازان فرمود آن حضرت کہ حاضر آرید از زنہائے یہود ہر کہ در ینجاست و زینب را نیز حاضر آرند
پس حاضر آمدند فرمود آن حضرت من سوال میکنم از شما چیزے را آیا راست خواہید گفت گفتند نعم
یا ابوالقاسم فرمود مر ایشانرا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیست پدر شما مر او پدر کلان ست کہ
ابو قبیلہ است گفتند فلان است پدر ما فرمود آن حضرت دروغ گفتند پدر شما فلانی است
گفتند راست گفتی و نیکو گفتی غالبا پرسیدن آنحضرت از ایشان و تنبیہ کردن بر راست گوئی
امتحان حال ایشان و تمہید و توطیہ است برا قرار کردن ایشان بصدق قضیہ زہر دادن و دروغ
گفتن ایشان در جواب سوال یا بعمد است چنانکہ عادت مستمرہ ایشان بود در کذب و افترا
یا بجہل و نسیان باشد و تعمد ظاہر تر است برای امتحان حال آن حضرت در اطلاع بر حقیقت
حال و چون ظاہر شد بر ایشان اطلاع آنحضرت بران قبول کردند بعد ازان از قضیہ زہر
پرسید در صحیح بخاری سوال دیگر نیز ذکر کردہ کہ فرمود آیا ہستید راست گوینده اگر پرسم شما را از چیزے
گفتند نعم یا ابا القاسم و اگر دروغ گوئیم ما می شناسی تو دروغ ما را چنانکہ شناختی دروغ ما را در پدر ما
پس پرسید آن حضرت از ایشان اہل نار کیست یعنی آنکہ ہمیشہ در دوزخ باشد گفتند یہود میباشیم
ما در دوزخ روزی چند لن تمسنا النار الا ایاما معدودة پس ازان خلیفہ ما می شوید شما در
آتش وی در آئید و میباشید در وے خطاب مسلمانان میکند پس فرمود آن حضرت مر ایشانرا اخسوا
فیہا و دور شوید و در آئید در آتش لا نخلفکم فیہا ابدا خلیفہ نمی شوم شما را ہرگز خسا اندن سگ را

وذکر این احوال سابقاً در وقایع سنه سادسه گذشته است ومروی است که نجاشی کنیزکی داشت وابرهه نام اورا نزد ام حبیبه فرستاد بجهت آنکه وکیل را تعیین سازد تا مهم مناکحت اتمام یابد ام حبیبه بغایت مسرور گشت وهر حلیه که در انگشتان دست وپای داشت بآن کنیزک بخشید وخالد بن سعید بن عاص را وکیل خود گردانید ونجاشی مجلسے ساخت وجعفر بن ابیطالب وجمعی از اهل اسلام که در حبشه بودند گرد آورد ومائده وافیه بکشید وچهار صد مثقال طلا وبروایتی چهار هزار درهم کابین وے ساخت ونزد ام حبیبه فرستاد تا مهمات وکارسازی خود صرف نماید ام حبیبه پنجاه مثقال طلا ازان بابرهه فرستاد وعذرخواهی نمود که دران روز بشارت رسانیدن هدیه شایسته واقع نشد پس نجاشی انچه اول از حلیه بابرهه عطا کرده بود باتحفه که پنجاه مثقال طلا بود جمع کرد باز بام حبیبه فرستاد وگفت تو بانها اولی واحقی که بخدمت شوهر میروی وزنان هم شوهر داری از تو درخواست می کنم که بحضرت رسالت سلام من برسانی وعرض داری که من بردین قوم تو ام وپیوسته درود بر تو میفرستم وزنان نجاشی بوی های خوش بجهت ام حبیبه ساخته فرستادند وبصحبت رسیده است که چون خبر استحکام سلسله این عقد بآنحضرت رسید شرحبیل بن حسنه را فرستاد تا ام حبیبه را بمدینه آورد وبعد از نزول در مدینه طیبه باز وفات فرمود وچون سلام نجاشی بعرض حضرت رسانید حضرت فرمود علیه السلام ورحمة الله وبرکاته وام حبیبه در انوقت سی وچند ساله بود وفاتش در چهل وچهار از هجرت بود باقی احوال در ذکر ازواج بیاید انشاء الله تعالی وآورده اند که در وقتی که ابوسفیان بعد از عهد حدیبیه بمدینه رفت ام حبیبه را دید خواست که بر فراش بنشیند ام حبیبه نگذاشت اورا که بر فراش وے نشیند وگفت که این فراش طاهر مطهر رسول الله است صلی الله علیه وسلم وتو ملوثی بنجاست کفر ولوث شرک رضی الله عنها وآمدن جعفر بن ابیطالب وشعرین هم درین صحبت است وآمده است که چون آنحضرت جعفر را دید فرمود نمیدانم که بکدام یکی ازین دو امر شادمان شوم بفتح خیبر یا بقدوم جعفر والیشان را از غنائم سهم داد اگرچه در معرکه جنگ حاضر نبودند چنانکه گفته شد دیگر از وقایع این غزوه زهر دادن اهل خیبر بود آن حضرت را صلی الله علیه وسلم زینب دختر حارث یهودی که برادرزاده مرحب وزن سلام بن مشکم بود بعد ازانکه از مردم پرسید که محمد از شاة چه چیز او را دوست میدارد وگفتند که ذراع وکتف او را دوست میدارد پس بز غاله گرفت وزهر کرد وبوے زهر قاتل که

نیست درین برنفی زیادة وتواند که نخست یکجاریه گفته باشد بعد ازان بهفت رسیده وبر هر تقدیر در نجا
رجوع از هبه بملکیت وآمده است که مسلمانان اختلاف میکردند که صفیه یکی از امهات مومنین خواهد شد
یا از ملکیت یمینه است ومیگفتند اگر حجاب نکرد از املاک یمینه است پس آزاد کرد آن حضرت اورا
وتزوج کرد وساخت عتاق او را مهر وی وچون نصیبها رسید بنا کرد بوی بعد از طهارت وی از حیض
وساخت جلیس را در ولیمه وی وگفت بالس که بخوان هر که گردنست از مردم بر ولیمه صفیه وآورده اند
که چون آنحضرت بجانب مدینه متوجه شد ردیف خود ساخت صفیه را وپرده گرفت بر وی وبعبائی
که می گستراینید آن حضرت بر بعیر خود وی نهاد زانوهای شریف خود را برای وی ومی نهاد صفیه
پای خود را بزانوی آنحضرت ورو سوار میشد وفضایل صفیه وباقی احوال او در ذکر ازواج مطهره مذکور گردد
انشاء الله تعالی ومنقول است که صفیه پیش از فتح در خواب دیده بود که ماه شب چهاردهم در کنار
او افتاده است پس صفیه این خواب را با شوهر خود کنانه گفت مگر آرزو داری که زن این ملک
شوی که در ساحت ما فرود آمده است وطپانچه سخت بر روی صفیه زد چنانکه چشم او کبود شده و
در شب زفاف هنوز اثر طپانچه کنانه بر صفای رخسارهٔ صفیه ظاهر بود حضرت از سبب آن پرسید
وصفیه حقیقت حال را تقریر کرد دیگر زفاف ام المومنین ام حبیبه بنت ابی سفیان بن حرب بن
امیه بود ودر وی صفیه بنت ابی العاص بن امیه عمر عثمان بن عفان بود وی نخست زوجه عبد الله
بن جحش برادر زینب بنت جحش بود وهمراه وی بحبشه هجرت کرده بود هجرت ثانیه وزاید وی حبیبه ولکنیت کرده
بوی ونام وی رمله بود وبعضی هند گفته واول صحیح تر است بعد ازان مرتد شد عبد الله ودر
دین نصاری در آمد ومرد در حبشه وثابت ماند ام حبیبه بر اسلام ودران نزدیکی که عمرو بن امیه ضمری
برسالت بحبشه رفت ام حبیبه رفت ام حبیبه در خواب دید که شخصی باوی میگوید یا ام حبیبه یا ام المومنین
چون از خواب در آمد تعبیر کرد واقعه خود را که بشرف فراش پیغمبر مشرف خواهد شد تا آنکه مجلس نجاشی
رسید ومکتوبات سید کائنات صلی الله علیه وسلم رسانید ومکتوبی دیگر نجاشی نوشته بود مضمون نامه
آنکه ام حبیبه دختر ابو سفیان که از مهاجران حبشه است برای وی صلی الله علیه وسلم بخواهد ومدینه
روانه سازد وجماعه مهاجران حبشه را نیز بفرستید پس نجاشی ام حبیبه را از برای آنحضرت درخواست و
آنرا قبول کرد ومهاجران حبشه را کارسازی نموده در دو کشتی با عمر بن امیه ضمری بمدینه روان کرد

گفت مرا ایشان را پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ومدح کرد و اعلا رشان ایشان کردہ و تحقیق دیدم ابو موسیٰ
را کہ طلب اعادہ تکرار میکرد این حدیث از من از جہت ذوق و خوشحالی کہ دست داد او را از آن و گفتہ است
ابو موسی قدوم آوردم ما را پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد ازان کہ فتح کرد خیبر را پس قسمت کرد ما را
و قسمت نکرد مر ہیچ کسی را کہ حاضر نشدہ بود فتح را نعم در روضۃ الاحباب از بعضے کتب مغازی
نقل کردہ است کہ بجابر بن عبد اللہ نیز چیزے داد با وجود آنکہ حاضر نبود زیرا کہ در حدیبیہ حاضر بود
انتہی و آن حضرت حاکم و مختار است ہر چہ بہر کہ خواہد بدہد اما بتقلیل بآنکہ در حدیبیہ حاضر بود
مستقض است کہ در حدیبیہ بسیار کس حاضر بودند وجہ تخصیص جابر چیست واللہ اعلم وعدد
مقتولان خیبر از مسلمانان پانزدہ کس شہید شدند و از دار یہود بود و سہ کس کشتہ شدند و صل
ذکر غزوہ خیبر و احکام آن انچہ بر فاقت توفیق دست داد تا اینجاست و باقی از وقایع و قضایا
و احکام کہ درین غزوہ صدور یافت آنرا نیز ذکر کنم اول ذکر تزوج ام المومنین صفیہ رضی اللہ
عنہا دی صفیہ بنت حیی بن اخطب یہودی است کہ ذکر وی گذشتہ است خصوصاً در غزوہ خندق
و ہم دران غزوہ کشتہ شدہ بود و تحت کنانہ بن ابی الحقیق کہ کشتہ شد و خیبر چنانکہ گذشت
و بود وی رضی اللہ عنہا از سباہای خیبر و بود نو عروس ہفدہ سالہ پس ذکر کردند مر وی حسن و جمال
او را نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس برگزید آن حضرت او را برای خود و بود مر آنحضرت
را کہ برگزیند برای خود چیزی را از غنیمت مثل غلام شمشیر و اسپی و واہی و جز آن و در روایتی آمدہ
کہ چون حکم کرد بسبی نساء و ذریت یہود و بود در سبی صفیہ و آمد در سہم دحیہ کلبی و گفتند مردم کہ وے
جمیلہ و سیدہ قبیلہ و بنت ملکی از ملوک یہود است و از اولاد ہارون پیغمبر است علیہ السلام
مناسب آنست کہ مخصوص بحضرت باشد و در صحابہ امثال دحیہ بسیار ند و در غنیمت مانند صفیہ کم
و تخصیص آن بدحیہ سبب آزار خواطر بسیاری از صحابہ خواہد شد مصلحت عامہ دران است کہ باز
گرفتہ شود از دحیہ و مخصوص گردانیدہ شود بخود و در روایتی آمدہ کہ فرمود آن حضرت مر دحیہ را بگیر
از سبے جاریہ دیگر و در بعضے روایات آمدہ کہ دلالت بدحیہ دختر عم صفیہ را در عوض وے و در روایتی آمدہ
کہ خرید صفیہ را از دحیہ بہفت جاریہ و اطلاق سبے از سبیل مجاز ست و مراد گرفتن از دست وے و دادن
ہفت جاریہ بوی این منافات ندارد و در روایت دیگر کہ گفت بگیر جاریہ را از سبے جز وی زیرا کہ دلالت

و بودند بعضے مردم و عمر رضی اللہ عنہ از ایشان بود کہ می گفتند ما را یعنے برای ترجیح حال خود بر ما سبقت
کردیم شما را بہجرت و حاضر شدیم بمشاہد و غزوات و در آمد اسماء بنت عمیس زوجہ جعفر بن ابیطالب
بر حفصہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقصد زیارت وی و بود اسماء زنی در غایت کیاست و فراست
و حسن و جمال و ہجرت کردہ بود بحبشہ ہمراہ زوج خود و قدوم آوردہ بخیبر ہمراہ وی پس ناگاہ در آمد
عمر رضی اللہ عنہ بر حفصہ و حال آنکہ اسماء نزد او ست پس گفت عمر چون دید اسماء را گفت کیست
این زن کہ نشستہ است نزد تو گفت اسماء بنت عمیس است گفت عمر رضی اللہ عنہ زن حبشیہ این است
زن بحریہ این است یعنی آن زن کہ از حبشہ از راہ دریا آمدہ اسماء در برابر عمر در جواب گفتہ بنعم ظاہر آن
بود کہ حفصہ جواب می گفت کہ از وی پرسیدہ بود اما اسماء بنت قوی و استبدادی کہ داشت بجواب
در آمد و گویا کہ نخست ہم شنیدہ بودہ است کہ عمر رضی اللہ عنہ یعنی صحابہ در باب ایشان چیزے
میگویند پس گفت عمر سبقت کردیم شما را بہجرت پس ما سزاوارتریم و قریب تریم بر رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم از شما پس در خشم آمد اسماء گفت کلا نہ چنین است بخدا سوگند بودید شما با رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کہ طعامی میداد آن حضرت گرسنہ شما را و پند میداد جاہل شما را یعنی در امن و امان
و ناز و نعمت دنیاوی و دینی بودید و بودیم تا در زمین دوران و دشمنان دین بحبشہ زیرا کہ ہمہ کافر
بودند غیر از نجاشی و بودیم در شدت و محنت و این ہمہ از جہت خدا سوگند نمی خورم من طعامی را
و نمی نوشم آبرا تا آنکہ گویم و نقل کنم آنچہ گفتی تو نزد رسول خدا و گفت بودیم کہ ایذا کردہ میشویم و
ترسانیدہ میشدیم پس بگویم بحضرت و بپرسم او را از حقیقت حال و بخدا سوگند دروغ نگویم
و مثل نکنم بباطل و زیادہ نکنم بر آنچہ شنیدیم از تو پس ہنگامی کہ آمد آن حضرت در مجلس گفت
اسماء پرسید از آنحضرت یا نبی اللہ عمر میگوید چنین و چنین فرمود آن حضرت پس چہ گفتی تو مر عمر را
گفت گفتم چنین و چنین و گفت آنچہ گذشتہ بود میان عمر و وی کلام پس فرمود آن حضرت نیست
عمر و یاران وی سزاوارتر نزد من از شما مر او را صحابہ او را یک ہجرت است کہ از مکہ بمدینہ
و مر شما را ای اہل سفینہ دو ہجرت است یعنی یکی از مکہ بحبشہ دیگر از حبشہ بمدینہ مطہرہ گفت اسماء بنت
عمیس پس تحقیق دیدم ابو موسی و اصحاب سفینہ را کہ می آیند نزد من فوج فوج و فرقہ فرقہ می پرسند
مرا از این حدیث و نبود از دنیا چیزے کہ ایشان بآن شادمان تر و بزرگتر شوند در نفسہای خود از آنچ

عمل خویش بردارند و این معامله را مخابره گویند که با خیبریان واقع شد از خمس بر بنی هاشم و بنی المطلب
نصیبے از زانی داشت و آنکه در حدیث آمده است که عثمان بن عفان و جبیر بن مطعم رضے الله عنهما
نزد آن حضرت صلی الله علیه وسلم آمدند که ما انکار فضل بنی هاشم نمیکنیم زیرا که وجود شریف تو از ایشان
است اما قرابت ما و بنو المطلب نسبت تو در یک مرتبه است چون است که ایشانرا از سهم عبد المطلب
دادی و مارا محروم گذاشتی و در جواب فرمود که بنی هاشم و بنی المطلب نیستند مگر همچنین و اصابع مبارک
خود تشبیک فرمود و گفت ما و بنو المطلب از هم جدا نگشته ایم نه در جاهلیت و نه در اسلام جبیر گفت
پس ندادی آن حضرت بنی عبد الشمس را و بنی نوفل را چیزے و ثبوت پیوسته که از ان غنائم بغیر حصار
معرکه خیبر چیزے ندادند الا بجماعتی از مهاجران حبشه که در روز فتح از راه دیار بازرسیدند مثل جعفر
بن ابیطالب و زوجه وی اسمای بنت خمیس بنجاه و سه یا پنجاه و دو و نفر از اشعریین که ابو موسے
اشعری رئیس ایشان بود در صحیح بخاری از حدیث ابو موسی اشعری آورده که گفت رسید مارا
خبری بیرون آمدن و هجرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم از مکه بسوی مدینه و بود وی رضے الله عنه
قدیم الاسلام ایمان آورده بود و ببلاد خود رفته بود باز درین وقت آمد پس میگوید چون رسید مارا
خبر آمدن آن حضرت صلی الله علیه وسلم و ما در یمن بودیم پس بیرون آمدم هجرت کننده بسوی وے
من و دو برادر که مرا بودند و من خرد ترین ایشان بودم یکے ابو برده بضم با و سکون راء دیگر ابو رهم
بضم راء در میان پنجاه و یک یا پنجاه و سه یا پنجاه و دو مرد از قوم من پس سوار شدیم کشتی را پس انداخت
ما را کشتی ما بسوی نجاشی در حبشه پوشیده نماند که جمعے از اصحاب هجرت کرده بودند بسوی حبشه چنانکه
سابقا مذکور شده است معلوم می شود که ابو موسی اشعری و جماعه ایشان نیز از یمن بخیال حبشه
و ملاقات نجاشی برآمده بودند یا بقصد ملازمت آن حضرت برآمده بودند ناگاه کشتی بی اختیار بجانب
حبشه افتاد ظاهر از عبارت انداخت ما را کشتی ما بسوی نجاشی معنی اخیر است و احتمال دارد که مراد معنی
اول باشد و مناسب وقت نیز همین معنی است چون صحابه بحبشه رفته و هجرت نموده بودند ایشان
نیز بقصد آن آمده باشند والله اعلم و بر هر تقدیر بسیگوید پس موافقت کردیم و ملاقات نمودیم جعفر بن
ابیطالب را که در حبشه بود پس اقامت کردیم با وی در حبشه تا آنکه قدوم آوردیم همه بخیبر پس ملازمت
کردیم رسول خدا را هنگامی که فتح کرد خیبر را یعنے آمدن ما بعد از حصول فتح شد و در معرکه حاضر نشدیم

مردی از اصحاب وفات یافت پس برای نماز آن حضرت را اعلام کردند فرمود نماز بگذارید بر صاحب
خود من نمیگذارم پس رنگ روی مردم متغیر شد فرمود بدرستی که این یار شما در غنیمت خیانت کرد
پس متاع او را تحقیق کردند مهره چند از مهرهای یهود یافتند که بدو درهم نمی ارزید و نیز در حدیث متفق
علیه آمده است که مردی بر آنحضرت غلامی را فرستاد که نام او مدعم بود بکسر میم و سکون دال و فتح عین
مهملتین پس در اثنای آنکه بار ها را می نهاد تیری بروی از جای رسید که معلوم نبود رامی آن پس
کشت او را پس گفتند مردم گوارا باد برای وی بهشت که در خدمت شریف آن حضرت شهادت
یافت پس فرمود آن حضرت کلا سوگند بخدای که بقای من در دست قدرت اوست آن کلیمی که گرفت
وی روز خیبر از غنیمت پیش از قسمت شعله میزند بروی آتش دوزخ چون شنیدند این سخن مردم آوردند
یکی یک بند تعال از دوال و دیگرے دو بند پس فرمود آن حضرت این یک دوال و دو دوال از
آتش است وعید درین باب بسیار واقع شده است ولیکن در کتب فقهیه مذکور است که از جنس
طعام و فاکهه اگر بخورند جائز است و اگر گاو وی و شتری ذبح کنند و بخورند نیز روا است و چون تمام
غنایم جمع شد قسمت کردند بعد از اخراج خمس مرد پیاده را یک سهم و اسپ را دو سهم پس هر کسے
را که اسپ داشت یک سهم اینچنین تفسیر کرده است نافع این حدیث را و قسطلانی میگوید که گفته است
ابو حنیفه که فارس را دو سهم است یکی برائے ذات وی و دیگری برای اسپ وی و بزنان که
بجهت خدمت اهل لشکر و مداوی مریضان و مجروحان همراه بودند نیز چیزے عطا کرد ولیکن برائے
ایشان سهم نداد و حکم کرد آن حضرت غنایم خیبر بفروشند و دعای برکت و رواج بران غنایم خواند
پس تجار از هر طرف حاضر آمدند و رغبتی تمام نمودند و در دو روز همه آن اموال فروخته شد گمان
چنان بود که بمدتی مدید از ان فارغ نشوند که از جهت کثرت آن اموال و منقول است که چون خبر
یهود ظاهر شد و با وجود آن به ترک قتل بر ایشان منت نهاد حکم فرمود که از زمین خیبر بیرون روند
پس خیبریان بتضرع و زاری در آمدند که اهل اسلام جمعی باشند که تعهد خدمات باغات و مزارع
ایشان قیام نمایند ملتمس آنکه ما را باجرت گیرند و خدمت فرمایند و خود از نزد و این امر فارغ باشند
و سبب جمعیت خاطر ایشان گردد و ما را در اصل ملک دخلی نباشد پس آنحضرت ترحم فرموده و ایشان
را بران کار تعیین نمود و مقرر برانکه نصف محصول را به بیت المال رسانند و نصف دیگر را در اجرت

صد جوشن و چهار صد شمشیر و هزار نیزه و پانصد کمان یافتند و اثاث و متعه فراوان جمع کردند آورده اند
که کنانه بن ابی الحقیق را که از رؤسای یهود و خیبر بود پیش آنحضرت آوردند بوی فرمود که گنج ابی الحقیق کجاست
گفت یک پوست بره زر و زیور و عقود از درو جواهر داشت و چون اورا ثروت زیاده شد یکپوست
گوسفند پر شد و چون از انهم زیاده شد در پوست گاوی و چون ازین هم در گذشت یک پوست شتر
پر شد و چون اهل مکه را عروسی و جشنی شدی نزد ابی الحقیق مرهونی بفرستادندی و ازان حلی و جواهر
آنچه ایشان را در کار شدی عاریت میکردند آن حضرت بکنانه گفت آن گنج ابی الحقیق کجاست
گفت یا ابا القاسم آنرا در امور حروب و تفرقهای روزگار صرف کردیم و چیزی ازان باقی نماند
و سوگند خورد و آن حضرت فرمود اگر بعد ازین خلاف این ظاهر گردد خون شما مباح باشد و ازمان
بیرون آیند و ابو بکر صدیق و عمر فاروق و علی مرتضی و جمعی از یهود را برین قضیه گواه گرفتند و حال
آنکه دران هنگام که حصار نطاة فتح شده بود کنانه آن مال را در ویرانه مدفون ساخته بود و الله تعالی
پیغمبر خود را ایران اطلاع داد پس کنانه را طلبید و فرمود تو بحکم خبر آسمانی در دفنگاهی برآمدی پس
سید رسل صلی الله علیه وسلم زبیر عوام را با جمعی از مسلمانان بآن ویرانه فرستاد تا بکافتند و آن
گنج را در انجا یافتند و چون غدر و انخداعه ظاهر شد بحکم شرط و عهدی که کرده بودند امان از ایشان
برخاست پس آن حضرت کنانه را بمحمد بن مسلمه تسلیم کرد تا بعوض برادر خویش محمود بن مسلمه القتل رساند
و آن حضرت در وقت وداع امیر المومنین بجنگ قموص محمد بن مسلمه گفته بود که بشارت باد ترا که فردا
قاتل برادر خود را مقتول خواهی ساخت آخر الامر بر یهود خیبر منت نهاده ارخون ایشان در گذشت
و زنان ایشان را اسیر کرد و اموال ایشانرا غنیمت ساخت و فرمود تا تمامه غنایم آنرا از اقمشه و امتعه
و اسلحه و اطعمه بسیار و دواب و انعام بشمار در حصار نطاة جمع کردند و فرمود تا ندا در دهند که اگر مقداری
ریسمانی و سوزنی باشد پنهان ندارند که خیانت در غنیمت موجب عار و عیب و آتش دوزخ است
و آورده اند که غلامی سیاه بود که اسباب و متاع سفر آن حضرت در عهدهٔ او بود و کرکره بکسر کافین
و سکون را و بفتح کافین نیز آمده و نزد بعضی کسر و فتح در کاف اولی است و ثانی ساکن است نام او بود
و همدرین ایام مرد پس فرمود آن حضرت وی در آتش دوزخ است اصحاب تفحص باوی نمودند
دران میان گلیمی پشمین یافتند که از غنایم پیش از قسمت گرفته بود و نیز مردی است که در روز خیبر

علی برکند و برداشت در خیبر را و تجربه کرده شد بعد ازان و برنداشتند آنرا چهل مرد و گفته که لیث
در روایت ضعیف است و در روایتی از بیهقی آمده که علی رضی اللہ عنہ چون منتهی شد بحصن کشید
یکی از ابواب آنرا و انداخت بر زمین و جمع شدند بعد ازوی هفتاد مرد از ما که اعاده کنند و نشناختند
آن در را بجای خود ش و گفته است شیخ ما که همه این روایات واهی است و انکار کرده اند بعضی
از علماء آنرا انتهی کلام المواهب و در صحیح البخاری حدیث فتح امیر المومنین مذکور است و در وی ذکر
قلع باب نیست ولیکن مشهور است و در کتب احادیث مذکور و مسطور و در معارج حکایتی غریب
از عالم دیگرے آرد که چون چهل نفر از یرد اشتن آن عاجز آمدند در خاطر حضرت شاه شگفتی در آمد در بر
قوت و شوکت خود نازشی فرمود جبرئیل علیه السلام آمد و گفت یا محمد علی را بگوی تا دیگر باره
برود و آن در را از جای بردارد پس حضرت امیر رفت و هر چند جهد و اهتمام نمود متوانست که آنرا
از جا بجنباند جبرئیل عرض گفت حقتعالی میفرماید که تا علی بداند که آن او نبود ما بودیم و از نجاست که حضرت
مرتضی فرمود که آنرا به قوت روحانی کندم نه جسمانی و این ظاهر است که آن از عالم قدرت بود نه عادت
و از عالم حقیقت بود نه مجاز القصه چون اهل حصن قموص و سائر حصون خیبر این قوت و قدرت
را از حضرت امیر مشاهده کردند فریاد برآوردند که الامان الامان پس وی رضی اللہ عنہ باشارتے
از حضرت صلی اللہ علیه وسلم ایشانرا امان داد مشروط بآنکه هر مردی شتر وار طعام بردارد از ان
دیار بیرون روند و نقود و امتعه و اسلحه و سائر اموال باهل اسلام گذارند و هیچ چیز پوشیده و نهان
ندارند و اگر مالی ظاهر شود که بحقیقت نگفته باشند امان نیز چون ایمان از ایشان مسلوب گردد و چون
خبر فتح خیبر بجناب رسالت رسید شکرانه این نعمت بجای آورد که سبب ظهور عزت اسلام گشت
و چون علی رضی اللہ عنہ مهم کفار قرار داده بدرگاه متوجه گشت آن حضرت بجهت تهنیه وی رضی اللہ
عنہ باستقبال و استبشار از خیمه بیرون آمد و وی را در کنار گرفت و میان دو چشم وی بوسه داد
فرمود بلغنی شناوک المشاور و ضعک الله کور قد رضی اللہ عنہ و رضیت انا عنک پس حضرت امیر گریه
کرد و فرمود آن حضرت این گریه شادی است یا گریه اندوه فرمود علی بلکه گریه شادی است گفت
چگونه شاد بآن نباشم که تو از من راضی باشی فرمود آن حضرت نه من تنها از تو راضیم بلکه خدا و جبرئیل
و میکائیل و جمله فرشتگان از تو راضی اند گویند که در حصن قموص که ولی آن کنانه بن ابی الحقیق بود

نهاده این رجز گویان که ؎ قد علمت خیبر انی مرحب ۔ شاکی السلاح بطل مجرب ۔ چون در معرکه جنگ در آمد
هیچکس از اهل اسلام را طاقت نشد که با وی معارضه نماید و در میدان قتال در آید پس علی مرتضی رضوان
الله علیه نیز رجزے خواند که ؎ انا الذی سمتنی امی حیدره ۔ فرغام اجامهم لیست قشوره ۔
رجز خواندن در معرکه جنگ عادت شجعان عرب است و مدح نفس در ین مقام کردن جایز است تا هیبتی
در دل خصم بیفتد و شوکتی ظاهر گردد و مرحب پیشدستی نموده خواست که تیغی بر سر علی زند پس
امیر کبیر سبقت جسته ذوالفقار بر سر آن ملعون غدار فرود آورد چنانکه از سر خود و دستار ش گذشته
تا حلق و بر و اتی تا بر انهادی و بر و اتی تا لقا بوس زین او رسید و دو نیم ساخت پس اهل اسلام
بامداد با حضرت امیر در میدان در آمده و دست بقتل جهودان دراز کردند و هفت کس از رؤساء شجعان
یهود را بقتل آوردند باقی الیسان هزیمت نموده روی بقلعه آوردند و علی رضی الله عنه در عقب ایشان
سیر فت در ین حالت یکی از مخالفان ضربتی بر دست مبارک وی زد چنانکه سپر از دست بر زمین افتاد یهودی
دیگر سپر را برداشته رو بگریز نهاد و حضرت امیر علیه السلام در غضب آمد و یکباره قوتی از عالم قدرت ربانی بقوت
روحانی وارد شد که از خندق جسته بر دروازه حصار افتاد و یک در آهنین حصار را بر کند و سپر
خود ساخت و بجنگ پیوست و از امام باقر سلام الله علیه و علی آبائه العظام و اولاده الکرام منقول
است که گفت چون علی کرم الله وجهه در خیبر را بگرفت و بجنبانید تا از جا بر کند تمامه حصار بجنبید چنانکه
صفیه بنت حیی بن اخطب از سریر بیفتاد و در وی مجروح شد و غالبا حکمت در تخصیص سرایت این
جنبش در صفیه علامت مناسبتے بود که بدان اسیر شد و در آخر در حبالهٔ آن حضرت در آمد تا متنبه گردد
و علاقهٔ باطن در حرکت آمده اشتداد پذیرفت و مستعد تهیئی آن دولت و سعادت گردد چنانکه باید
و آورده اند که بعد از فراغ از جنگ آن در را مقدار دو وجب برداشت و پس پشت دور انداخت و
گویند که هفت تن از اقویا با تفاق جهد نمودند که آن در را از پهلوی به پهلوی دیگر بگردانند نتوانستند
و چهل تن خواستند که بر دیگر بگردانند عاجز شدند و ایچنین است در روضه و معارج و اکثر کتب سیر
و در معارج نقل کرده که وزن آن هشتصد من بود و در مواهب آورده که برکند علی رضی الله عنه
باب خیبر را و تحریک نکردند او را و هفتاد کس مگر بعد از مشقت بسیار و در روایت ابن اسحق هفت کس
آمد و در روایت کرده است حاکم از بیهقی از لیث بن ابی سلیم از ابی جعفر محمد بن علی بن حسین از جابر که

در سرمای عظیم جامهٔ تنک می پوشید و از ان باک نداشت و چون علی مرتضی کرم الله وجه از ان
علت خلاص یافت حضرت مصطفی صلی الله علیه وسلم زره خاصه خود را در وی پوشانید و ذوالفقار
را بر میانش بسته بوی داد و فرمود برو التفات مکن تا آنکه مفتوح گرداند خدا تعالی بر تو گفت یا
رسول الله هر چه قتال کنم با ایشان آن سرور فرمود قتال کن تا گواهی دهند لا اله الا الله محمد
رسول الله و چون بدهند گواهی را پس تحقیق نگاهداشتند خونهای خود را و مالهای خود را مگر بحق
آن و حساب ایشان بر خدا است و در روایتی آنکه چون علی علم بر گرفته در راه در آمد گفت رسول الله
صلی الله علیه وسلم قتال کنم با ایشان تا زمانیکه مثل ما شوند یعنی مسلمانان شوند و فرمود یا علی تعجیل
مکن و برو تا زمانیکه بساحت ایشان فرود آئی انگاه ایشان را باسلام دعوت کن و بر حقوق خداوندی
که بر بندگان خود واجب گردانیده واقف گردان و بخدا سوگند که اگر هدایت کند خدا تعالی بسبب تو یکمرد
را بهتر است مر ترا از انیکه باشد ترا هزار شتران سرخ که در راه حق عزوعلا تصدق نمائی و مراد انست
که هدایت کردن که موجب ثواب آخرت است فاضلتر و بهتر است از متاع دنیا که راه نمود بحق فاضلتر
اعمال است و از تصدق که عبادت متعدیست مثل آن که واقع شده است ذکر کردن فاضلتر است
مر اتفاق ذهب و فضه در راه خدا فتد پس علی علم بر گرفته روان شد و بپای حصار قموص آمد
و علم را بر تودهٔ از سنگریزه که در انجا بود نصب کرد یکی از احبار یهود که بالای حصار بود پرسید که ای صاحب علم
تو کیستی و نام تو چیست گفت منم علی بن ابیطالب پس آن یهودی با قوم خویش گفت سوگند بتورات
که شما مغلوب شدید امر فتح ناکرده برنخواهد گشت ظاهر آن خبر صفات علی و شجاعت وی را
سید انست که در توریت وصف او را خوانده بود و صفات اصحاب آن حضرت در کتب سالقه مذکور
و مسطور بود پس اول کسیکه از حصار بیرون آمد حارث یهودی بود برادر مرحب که سنان نیزهٔ وی
سه من بود آمد و بجنگ پیوست و چند نفر را از اهل اسلام شهید ساخت پس علی مرتضی بر سر او رفت
و بیک ضرب وی را بدوزخ فرستاد و مرحب چون بر قتل برادر واقف شد با جماعه از شجعان خیبر
اسلحه پوشیده بکمین تمام در صدد انتقام بیرون آمد و گویند که وی در میان خیبریان مبارزی بود
بغایت دلاور بلند بالا و تناور و در شجاعت و مبارزت از میان ابطال این اهل بطلان همتا نداشت
و آن روز دو زره پوشیده بود و دو شمشیر حمائل کرده و دو عمامه بر سر بسته و خودی بر بالای این

غدا رجل یحبه الله ورسوله بفتح الله علیه ویعنی فرمود بدهم رایت را فردا مردی را یا باین عبارت فرمود
هر آئینه بگیرد مردی فردا رایت راکه دوست میدارد او را خدا و رسول خدا فتح میکند خدا خیبر بر دست
او و در روایتی زیاده آمده رجل کرار غیر فرار و کرار بمعنی حمله کننده و برگردنده بر دشمن و در روضة الاحباب
تفسیر کرده ببردی ستیزه کننده ناگریزنده و چون آن حضرت صلی الله علیه وسلم این خبر بشارت اثر
و این نوید سعادت ثمر در داد صحابه همه دیده امید در راه و چشم انتظار بر قبول درگاه نشستند تا
این دولت نصیب که گردد و این فضیلت مخصوص بکه شود سعد بن ابی وقاص گوید رضی الله
عنه که رفتم و در پیش چشم آن حضرت زانو زدم و بر خاستم باسید آنکه صاحب من باشم از عمر بن الخطاب
رضی الله عنه منقول است که گفت هرگز امارت را دوست نداشتم مگر در انروز و در روایتی آمده است
که جماعه قریش با یکدیگر میگفتند که مقرر است که علی بن ابی طالب باین مراد فایز نخواهد بود و چشم
مبارک وی درد میکند بحدی که پیش پای خود نمی بیند و منقول است که چون حضرت امیر شنید
که حضرت صلی الله علیه وسلم اینچنین میفرمایند راه از رو طلب بسته و دل در چشم توکل و امید بر فضل
خدا نهاده فرمود اللهم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت و وی کرم الله وجه بواسطه درد چشم از
سفر خیبر تخلف نموده در مدینه مطهره مانده بود و مدتی بغایت صعب داشت با خود گفت من از
رسول خدا صلی الله علیه وسلم جدا گشتم و دوری از کار و بار جهاد خوب نیست کار سازی سفر کرده
از مدینه بیرون آمده در اثنار راه یا بعد از وصول درگاه خبر آمدن وی بحضرت رسید چون روز شد
آن حضرت فرمود کجاست علی بن ابیطالب مردم از هر طرف آواز بر آوردند که همین جاست ولیکن
چشم او چنان درد میکند که پیش پای خود نمی بیند فرمود او را نزد من بیارید سلمه بن الاکوع رفت
دست او را میکشید تا نزد آن حضرت رسانید پس آنحضرت سر او را بر ران مبارک خویش نهاد
و آب دهان مبارک خود در چشم میمونش کشید و دعا کرد فی الحال درد از چشم او زائل گشت
و شفا کلی روی نمود از آن روز باز درد چشم و درد سر گردی نگردید و در روایتی آمده که این
دعا نیز کرد اللهم اذهب عنه الحر و البرد خدایا دور کن از وی گرما و سرما را چون اکثر تشویش آدمی زاد
ازین هر میباشد خصوصا در معرکهای جنگ و هوای خیبر درین ایام بسیار گرم بود پس آنرا جمع کرد
و بغی سرما نیز استطراد نمود ابن ابی لیلی گوید که علی مرتضی در گرما سخت جامه پرینه در بر میکرد و

از درگاه صمدیت مسالت نمود تا عسرت ایشان مبدل بہ یسر گردد و محنت براحت منتقل گردد و حصنی
کہ در وی طعام بسیار باشد فتح نماید پس رایت بدست منذر بن انجاب داد و سپاہ مسلمانان
بیکبار حملہ آوردند و خود را بر در حصن صعب رسانیدند و بقتال مشغول گشتند تا حصار کشادہ شد
و اقمشہ و امتعہ و اطعمہ بسیار ازان قلعہ بیرون آوردند و خمر بسیار ریختند و عبد اللہ بن حمام مردی
از مسلمانان بود آیا گاہی بر شرب خمر اقدام مینمود آنروز از شراب خیبریان تجرع نمود آن حضرت او را
ادب فرمود و یاران شنیع و ملامت نمودند درین میان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ او را لعنت
کرد آن حضرت فرمود ای عمر لعنت مکن او را کہ او خدا و رسول خدا را دوست میدارد از ینجا معلوم میشود
کہ اصل محبت با ارتکاب معصیت فی الجملہ جمع میگردد و لغم محبت کامل آنست کہ بموافقت و اتباع
بود ان المحب لمن یحب مطیع و ہر مومن بمحبت خدا و رسول موصوف است چنانکہ ایمان کامل و ناقص
میباشد محبت نیز ہمچنین خواہد بود و واقعۂ دیگر آنکہ مسلمانان بمحاصرۂ حصار عموص اشتغال مینمودند
آن حضرت را صداعی عارض گشتہ بود یا بجہت بنفس نفیس خود حاضر نمیتوانست شد و ہر روز
یکی از اعیان مہاجرین و انصار را اختیار میفرمود و رایت نصرت بوی داده بجنگ میفرستاد
و چون قلعہ عموص از قلاع دیگر در استحکام زیادہ بود فتح آن بآسانی روی ننمود آوردہ اند
کہ روزی عمر رضی اللہ عنہ علم برداشتہ با جمعی از حامیان حوزہ اسلام بپای قلعہ آمد و چند انکہ
بذل مجہود نمود روی مراد ندید روز دیگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رایت بر گرفت و با طائفہ از
مشجعان و ابطال بقتال و جدال ارباب ضلال مبادرت نمود و مقاتلات عظیمہ درمیان آوردہ
بی نیل مقصود باز گشت و نوبت سوم باز عمر بن الخطاب باز مرۂ از اصحاب محاصرہ و محاربہ
نمودن مراد بدست نیاوردہ مراجعت نمود **وصل** چون ارادت ازلی بران رفتہ بود کہ
این فضیل خاص فتح خیبر مزید اختصاص بجناب ولایت علی مرتضی رضی اللہ عنہ داشتہ باشد
و بود قلعہ عموص از سایر قلاع خیبر سخت تر و مستحکم تر آنرا بر دست وی رضی اللہ عنہ فتح کردند
و مقدمہ و اساس فتوح سائر قلاع و دیار خیبر ساخت اگرچہ بعضے از انہا مثل قلعہ نطاۃ و صعب
و جز آن پیشتر ازین ہم مفتوح شدند اما اتمام فتح خیبر و اکمال منسوب بجناب مرتضوی است

آوردہ اند کہ شبے بود کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ و رسولہ

وبی اختیار دویده بخانهٔ یهودی آمدند ناگاه آن حبشی سلاح برداشت وروانه صف قتال شد و جنگ میکرد تا بدرجهٔ شهادت رسید مسلمانان او را برداشتند وبخیمهٔ از خیام لشکرگاه بردند آنحضرت را از حال وی اعلام کردند فرمود عمل قلیلا واجر کثیرا کار اندک کرد ومزد بسیار یافت یعنی هیچ نماز وروزه وطاعات وعبادات نکرد همین یک عمل کرد که ایمان یاقتل است اما باید دریافت که ایچه عمل است اصل اصول هر علمها مه ایمان است واشق واصعب اعمال جهاد وبذل روح است دیگر چه ماند ودر حقیقت فضل اوست تعالی شانه ودر روایتی آمده که آن حضرت بنفس نفیس خود بنزد آن خیمه آمد وسر مبارک باندرون خیمه درآورد وفرمود تحقیق حق تعالی این بندهٔ حبشی را اکرام کرد او را به بهشت رسانید ودیدم که دو حور عین بربالین وی نشسته اند پوشیده نماند که در بعضی احادیث وارد شده است که آن بنده را بردند ودر بهشت درآورده اند وچون بهشت الان موجود است درآمدن در وی درست باشد اما این شخص را برارند وبموقف حشر آرند وحال آنکه بیرون آمدن از بهشت بعد از درآمدن واقع نیست ودر حدیث در فضیلت قرارت آیة الکرسی بعد از نماز واقع شده ما یمنعه من دخل الجنة الا الموت وتواند که مراد نهی استعداد باشد مر دخول جنت را وظاهر آنست که مراد دخول ارواح در اجواف طیور خضر باشد چنانکه در فضل شهدا وارد شده است واقعهٔ دیگر آنکه روزی مسلمانان بجنگ ومحاصرهٔ حصار صعب مشغول بودند مرحب یهودی از قلعه بیرون آمده در میدان مبارزت جولان می نمود وعامر بن سنان بن الاکوع که آن حضرت در وقت حدی کردن از برای او ترحم کرده وستعفا نموده بود چنانکه گذشت در برابر مرحب درآمد وآن جهود تیغی حواله عامر کرد عامر سپر در گذشت تیغ وی در سپر وی نشسته محکم شد پس عامر شمشیر بر مرحب انداخت وتیغ وی از مرحب خطا کرد بر زانوی خود شش آمد وبزخم شمشیر خود مجروح گشته بآن زخم درگذشت ومصداق دعای آنحضرت که فرموده بود رحمة الله وغفر له ربه ظاهر گشت واورده اند که سلمه بن الاکوع گریان نزد حضرت آمد وگفت یارسول الله جمعی از یاران تو میگویند که عمل عامر حبط شد که بشمشیر خود کشته شد وقاتل نفس گشت آن حضرت فرمود ایشان غلط میگویند بدرستی که او را دو اجر است وبرد انگشت مبارک خود ضم کرد وفرمود انه لجاهد ومجاهد واقعهٔ دیگر آنکه در ایام محاصرهٔ صعب مهم مسلمانان بجهت شدت مجاعت بغایت صعب شد چنانکه قریب بهلاک شدند پس آنحضرت

وعده کرده است با تو که خیبر فتح خواهد شد و این وعده را الیفا خواهد نمود و قطع نخیلات را چه فائده
خواهد بود اگر امر فرمائی که دست از قطع نخیلات باز دارند بهتر بود فرمود تا باز دارند آورده اند که مقدار چهار صد
نخیل بر انداخته شده بود و غیر حصار نطاة قطع نخیل واقع نشد و این همه برای اجتهاد صحابه بود و رای
آن حضرت نیز موافق آن رفته و نهی و عتابی همران واقع نشد چنانکه در فدیه اساری بدر بود و الله اعلم
واقعه دیگر آنکه شبی از شبها که عمر بن الخطاب رضی الله عنه بحراست سپاه اسلام قیام می نمود و آنحضرت
علیه السلام هر شب حراست لشکر اسلام بیکی از اصحاب میفرمود یهودی را گرفته نزد او آوردند
پس عمر حکم بقتل او کرد یهودی گفت مرا نزد پیغمبر ببرید که با وی سخنی دارم عمر او را پیش رسول
مقبول فرستاد یهودی پیش آنحضرت آمد و گفت یا ابا القاسم مرا امان ده تا آنچه مطابق
واقع است بعرض رسانم آن سرور او را امان داد یهود گفت خبر اهل خیبر آن است که از صولت
وصلابت مبارزان اهل اسلام بغایت هراسان گشته اند تخصیص از مهابت قتال امروز
داعیه دارند که امشب بحصار شق انتقال نمایند و آلات حرب و غله و ذخائر را در موضعی پنهان
کرده اند که من آن موضع را میدانم و چون فردا آن حصار مفتوح گردد این موضع را بملازمان درگاه
بنمایم حضرت فرمود انشاء الله تعالی یهودی گفت اهل و عیال من درین حصار اند ایشان را بمن
بخش فرمود بخشیدیم و روز دیگر نطاة فتح شد و حصارش نیز مفتوح گشت و یهودی با تو ابعم
خود ایمان آورد و واقعه دیگر آنکه غلامی حبشی بود که شبانی گوسفندان یکی از یهود میکرد پیش از آنکه
آن حضرت بدر حصار آمد دید که یهود سلح و آماده جنگ میشوند پرسید شما را حال چیست گفتند
میخواهیم که با تو مرد که دعوی پیغمبری میکند مقابله نمائیم ازین سخن او را آگاهی پیدا شد و نزد پیغمبر آمد
صلی الله علیه وسلم و گفت یا محمد بچه چیز دعوت مینمائی فرمود باسلام بگو اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان
محمدا رسول الله گفت چون این گویم مرا چه باشد گفت بهشت اگر برین ثابت باشی غلام فی الحال
مسلمان شد و گفت یا رسول الله این گوسفندان در دست من بامانت است میخواهم که بصاحبش
برسانم فرمود اینها را از لشکر بیرون برو بانگ بر ایشان کن و سنگریزه چند از عقب ایشان بینداز
ببینی که الله تعالی از قبل تو این امانت را ادا کند غلام چنان کرد گوسفندان همه دوان شدند
و بجانبه خواجه غلام آمدند و این تصرفی و معجزه بود از آنحضرت صلی الله علیه وسلم گوسفندان همه بی توقف

لاحول ولاقوة الا باللہ است وگفت بندۂ مسکین خصّہ اللہ بمزید الیقین کہ شراح در تاویل و تحقیق بودن این کلمہ از گنجہای بہشت سخنان گفتہ اند ویاد دارم کہ شیخ ولی مقتدا عبد الوہاب متقی رحمہ اللہ علیہ بعد از نقل اقوال شراح وذکر تاویلات ایشان فرمود بگذارند ہمانجا معلوم خواہد شد انشاء اللہ تعالی کہ حقیقت معنی این جملہ است انتہی ومشایخ گفتہ اند کہ تکرار این کلمہ واستعانت بران اعوان خیر است بر توفیق عمل وچون لشکر ایشان در حصون متحصن شدند وخبر بسلام بن مشکم رسید وتجریص وتحذیر سلام بن مشکم کہ رئیس وبزرگ ایشان بود دل بر قتال نہادہ واہل وعیال را در قلعہ کینہ محصن ساختہ وقوت وطعامی کہ ذخیرہ ساختہ بودند در حصار ناعم وصعب محفوظ گردانیدند وولیران وکارگذاران در قلعہ نطاۃ مجتمع گشتند وسلام بن مشکم باوجود صعب وبیماری سخت کہ داشت ہمدرین حصار در آمد وبدروز رفت پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ را بر حرب تحریص نمود وبہ اجر آخرت ورفع درجات ومثوبات نوید داد وفرمود کہ ظفر ونصرت شمار است اگر صبر ورزید پس بسلاح دید والتماس حباب المنذر کہ مردی صاحب رزم وخبرہ بود بموضع رجیع کہ بہتر وقابلتر بود معسکر ہمان ساخت وبقلعہ نطاۃ جنگ دیوست یہود نا بہبود تیرہا از بالای قلعہ می انداختند چون شب شد آنحضرت بمنزل رجیع باز آمد ودر روز عثمان بن عفان را بخلافت در منزل وتدبیر امور معسکر گذاشتہ وزیر پای قلعہ بجنگ آمد وہمچنین ہر روز میکرد تا قلعہ نطاۃ فتح شد ودرین ایام پنجاہ کس از مسلمانان مجروح شدند واز وقایعی کہ درین غزوہ وقوع یافت یکی آن بود کہ ہوا دران ایام بسیار گرم بود محمود بن مسلمہ برادر محمد بن مسلمہ بجہت شدت حرارت ہوا وثقل سلاح در سایہ حصار ناعم بتصور آنکہ در انجا ہیچکس از اہل قتال نیست بخواب رفتہ بود تا مردی از نامردان ایشان کہ کنانہ بن ابی الحقیق باشد یا مرحب یہودی علی اختلاف القولین بالصحیح الاول سنگے از بالای حصار بیفگند خست وبر سر محمود خورد وسرش بشکست وہمدرین ایام مروزاین زخم شہادت یافتہ بفردوس جنت خرامید واقعہ دیگر آنکہ حباب المنذر بعرض حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رسانید کہ درختان خرما نزد یہود اجب است از فرزندان ایشان حکم شود این نخلہا را قطع نمایند تا حسرت ایشان زیادہ گردد پس یاران بانیکار مشغول گشتند چون ابو بکر صدیق کہ قلب شریف وی محل رفق وچشم او رقت بود بران وقوف یافت بحضرت آمد وعرض کرد [illegible]

مخذول گشتند و آورده اند که چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در میان قلعہ خیبر در آمد و چشمش بران
دیار افتاد این دعا بر خواند اللھم رب السموات السبع وما اظللن رب الارضین السبع وما اقللن و
رب الشیاطین وما اضللن ورب الریاح وما ذرین اسالک خیر ھذہ القریۃ وخیر ما فیھا واعوذ بک من
شرھا وشر ما فیھا وصحابہ رضوان اللہ علیہم بتبعیت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز خواندند و خواندن
این دعا در وقت دیدن شہرھا و قریہ ھا و در آمدن در انہا ماثور و منقول است و فرمود ادغلوا
علی برکت اللہ پس روان شدند بموضعی کہ آنرا منزلہ میگفتند پس نزول کرد آن حضرت درین منزل
وموضعی برائے نماز متعین ساخت و در انجا نماز تہجد بگذارد و نماز صبح بنفس بگذارد و متوجہ شد
و عادت شریف آن بود کہ غارت در وقت صبح میکرد و وقاد رمطلق دران شب خواب غفلت
بر خیبریان برگماشت گواز آمدن آن حضرت وقوف نیافتند و حال آنکہ پیش ازین بشنیدن
خبر در آمدن آنحضرت در ین دیار احتیاط می نمودند و ہر شب سواران مصلح بر آمدند و تفحص میبودند
اما آن شب ہمہ خواب زدہ غفلت گشتند تا آنکہ خروسہای ایشان بانگ نکردند و دواب ایشان
از حرکت ممنوع گشتند چون آفتاب طلوع کرد بیدار گشتند بیلہا و زنبیلہا بر داشتند و بیرون آمدند
تا بر سر مزارع خود بنایند ناگہان لشکر اسلام از دور در نظر ایشان در آمد ہمہ روی بگریز نہادند
و گفتند واللہ محمد و الخمیس بخدا سوگند این محمد است صلی اللہ علیہ وسلم علی محمد کہ می آید با لشکر گران
و خمیس نام لشکر است کہ پنج بخش بیاشد مقدمہ و میمنہ و میسرہ کہ آنرا جناحین میگویند و قلب و ساقہ
و چون آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم احوال مشاہدہ کرد تکبیر بر آورد و گفت اللہ اکبر خربت خیبر انا
اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین و صحیح بخاری آمدہ کہ چون متوجہ شد رسول خدا بسوی
خیبر بر آمدند مسلمانان و بلند کردند آوازہای خود را بتکبیر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ پس فرمود
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بخ بخ و نرمی کنید ای مردمان بر نفسہای خود بدرستی کہ شما نمیخوانید
غائب را نمیخوانید کسی را کہ شنوا است نزدیک است بشما و وی با شما است ابو موسی اشعری کہ راوی
حدیث است میگوید کہ من عقب دابۂ رسول خدا بودم پس شنید مرا کہ میگویم لا حول ولا قوۃ الا باللہ
پس فرمود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم با عبد اللہ بن قیس گفتم لبیک یا رسول اللہ فرمود آیا ترا
نمایم ترا بکلمہ کہ از گنجہای بہشت است گفتم بلی یا رسول اللہ ترا فدا کند ابی و امی فرمود آن کلمہ

راجع است بتاویل و احتمال اخیر و لیکن احتیاج بتقدیر در کلام نیست فافهم و باللہ التوفیق و در روضۃ الاحباب از بعضے کتب سیر نقل میکند کہ چون عامر از حدی گفتن خاموش شد حضرت ابا عبداللہ بن رواحہ فرمود تو بر لے ما حدی نمیکوئی و شتران را در رفتار نمی آری پس وی نیز بنیاد حدی کرد و ہمان ابیات کہ عامر خواندہ بود میخواند و یک بیت اخیر بران زیادہ کرد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمود رحمۃ اللہ وی نیز در غزوۂ موتہ چنانچہ شرح آن بیاید شہید شد سبحان اللہ این چہ درگاہے است کہ اجر خدمت در وی حصول این رحمت است کہ جان دہند و کشتہ شوند و در حقیقت لطف و رحمت این است کہ از بغض این عالم برہند ۵ اتفاقاً بسر کوی کسے او فتادہ است کہ دران کوی چو من کشتہ بسی افتادہ است۔ اینجا جز این کہ جان بسپارند چارہ نیست **تنبیہ** بدانکہ یکی از اقسام غنا حدی است کہ مباح است شنیدن آن باتفاق و شنیدہ است آنرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و خوش داشتہ است چنانکہ معلوم شد و آن حضرت را حادی بود نام او انجشہ بود بسیار خوش آواز بود و حسن صوت داشت و معنی حدی تحسین را جز مباح بصوت نرم و شیرین و جز این او برای تخفیف کلال سفر و جذب نشاط نفس و قطع میکند شتر بوی مفاوز را و بر میدارد بار ہا گر انزاد قسمی دیگر است کہ آنرا رکبای گویند کہ در سواریہا برائے تخفیف اعیاء سفر میخواند و آن نیز مباح است و امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ در سفر آنرا بسیار می شنید و قسمی دیگر کہ آنرا نشید گویند و آن خواندن اشعار و قصائد بصوت حسن و محل خلاف رفع صوت متوالی بر ترتیب خاص بارعایت قواعد موسیقی است و تکلف دران و کلام در وی طویل است و در آخر باب عبادات چیزے ازان گذشتہ است **وصل** اہل خبر چون بر عظمت خیر البشر اطلاع یافتند کنانہ بن ابی الحقیق را نزد ہم سوگندان خویش غطفانیان فرستادند و استمداد نمودند قولی آنست کہ ایشان التماس خبر یاران را مبذول نداشتند و در روایتی آنست کہ چہار مرد جنگی ازان قبیلہ برآمدند و در منزل اول آوازی از آسمان شنیدند کہ غارت روی آورد بدانچہ شما در خانہا خود گذاشتہ آمدہ اید پس بمساکن خود باز گشتند و نیز آمدہ است کہ غطفانیان آواز خسی و حرکتی از عقب خود شنیدند گمان بردند کہ اہل اسلام بغارت و تاراج ایشان آمدہ اند پس برگشتند و رفتند و این از معجزات آن حضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم و با وجود آن آوردہ اند کہ دہ ہزار سوار در لشکر خیبریان بودند و ہمہ

عولوا علینا و باد از اعتماد می کنند و استغاثه میکنند بر باد از تعویل بمعنی اعتماد یا از عویل بمعنی صوت و
در بعضی روایات این بیت زیاده آمده ان الذین قد بغوا علینا بدرستی آن کسانی که تحقیق ستم
کردند و بغی در زیدند بر ما اذا اراد و فتنة ابینا و قتیکه خواستند که در فتنه اندازند ما را ابای آریم و سرکشی
می کنیم و نمی رفتیم در فتنه و آمده است که بلفظ ابینا آواز بلند میگردانند و مکرر میگفت ابینا ابینا و عبد الله
بن رواحه این رجز را در بعضی از غزوات گفتند و عامر بن الاکوع این را در این مقام در حدی
خوانده و اصحاب را در ذوق آورده و در قول وی فداء لک سخن کرده اند که اطلاق فدا نسبت
ببار یتعالی درست نیست و در روایت است که بجناب عزت وی گویند که ما فدای تو باد زیرا که فدا
در جای اطلاق کرده میشود که شخصے متوقع است حلول مکروهی و آفتی را و شخصے دیگر میخواهد که بر ما نداورا
ازان بجان یا بنفس و فدا میگرداند آنرا بروی معنی فدیه نیست و حق سبحانه منزه و مبرا ست ازان
و جواب داده اند که این لفظ همچنین واقع میشود بی آنکه معنی حقیقی وے مراد باشد چنانکه میگویند قاتله
الله و مراد حقیقت و عا بقتل و هلاکت نیست و میگویند تربت یمینک همچنین الفاظ زبان زد عرف
و عادت شده است بی آنکه حقیقت معانی آن مراد باشد و این ضربی از مجاز و استعارا ست زیرا که
مقدی مبالغه میکند در طلب رضای مقدی عنه که بذل میکند نفس خود را بر نفس وے بجهت خوف
اصابت مکروه بوی و گویا مراد شاعر آنست که بذل میکنم نفس خود را در رضای تو و بهر حال اگرچه
ممکن است صرف معنی بسوی جهت صحیحه و لیکن اطلاق لفظ استعارت و تجوز در وے مقتصر و متوقف
است بورود شرع و اذن وی و بعضے گفته اند که وی خطاب میکند باین کلام حضرت رسول را
صلی الله علیه وسلم و مراد آنست که بگیر ما را بتقصیر ما در حق تو و نصرت تو بر دشمنی قصد با اللهم دعا نیست
بلکه افتتاح کرده شد کلام بوی تبرکا و تیمنا و مخاطب بقول وے لولا انت آن حضرت است صلی الله
علیه وسلم و لیکن قول وے بعد ازین فانزل سکینة علینا و ثبت الاقدام ان لاقینا ظاهر منافات
دارد با آن زیرا که این دعا است مر خدا را عزوجل و احتمال دارد که باشد معنی سوال کن پروردگار خود را
که انزال کند سکینه را و تثبیت کند اقدام ما را و گفت بنده مسکین ثبته الله علی طریق الحق و الیقین که
اگر این دعا و سوال از حضرت رسالت که وکیل و سفیر جناب عزت و قدرت است و بدست تصرف
و تمکن او است تدبیر کار و زمام اختیار اگرچه فاعل حقیقی او ست تعالی شانه و در حقیقت امر بمعنی

وعوائد حجه دران مذکور است وباللہ التوفیق بدانکه در صحیح البخاری از حدیث مسلمه بن الاکوع
آورده است که گفت که بیرون آمدیم با پیغمبر خدا صلی اللہ علیه وسلم بسوی خیبر پس سیر میکردیم
در شبی از شبها و گفت مردی از قوم مر عامر بن سنان بن الاکوع را که آیا نمی شنوانی تو ما را از ین
کلمات در خبرها که باد داری و بود عامر مردی شاعر و حدی را با واز خوب میخواند و عادت عرب است
که چون کوفتگی بحال ایشان راه یابد و شتران از سیر مانده شوند حدی خوانند تا وقت خوش گردد
و شتران در سیر تیز شوند پس فرود آمد عامر از شتر و حدی خواندن گرفت و ابیات عبد اللہ بن
رواحه را که اولش اینست اللهم لولا انت ما اهتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا بخوش آوازی و طیب
نغمه بخواند پس اصحاب را بواسطه طیب نغمه وی وقت خوش شد و رقتی پدید آمد و شتران
نیز بجوشی و سرعت در راه در آمدند پس آن حضرت صلی اللہ علیه وسلم پرسید این کیست که شتران را
می راند و حدی میخواند گفتند عامر بن الاکوع است فرمود یرحمه اللہ و در روایتی غفر لک ربک
پس گفت مردی از قوم و در روایتی آمده گفت عمر بن الخطاب واجب شد یا رسول اللہ
برای وی شهادت یا رسول اللہ چرا نگذاشتی او را که چندگاه بهره مند میشدیم ما بوی و زندگانی
میکرد وی در میان ما و دستور چنان بود که در باره هر کسیکه آن حضرت این دعا کردی بشرف
شهادت مشرف شدی و در مواهب مقید کرده که بهر که دعا میکرد او را در ین موطن یعنی در غزا
و جهاد پس شهید شد عامر چنان که در شرح قصه بیاید و بدانکه در روضه و معارج در ین حدیث
همین یک بیت اول را ذکر کرده تا آخر ابیات گفته گذاشته اند و در مواهب همه ابیات را
آورده و شرح کرده است مقتضای وقت بران داشت که همه را نقل کنیم که بعضی نکات دارد
اگرچه موجب تطویل است اللهم لولا انت ما اهتدینا یعنی خداوندا اگر نمی بود تو یعنی تو و رحمت تو
نمی یافتیم ما راه راست را ولا تصدقنا ولا صلینا و نه تصدق میکردیم ما و نه نماز میکردیم فضل
است که ما را راه راست نمودی و توفیق صلوة و زکوة دادی فاغفر فداک ما اتقینا پس
بیامرز ما فدای تو شویم تا تقوی ورزیم و ثبت الاقدام ان لاقینا و بر جای دار قدمهای ما را
اگر بیش آییم دشمنان دین را و انزلن سکینة علینا و به بند از آرام و قرار و آهستگی را بر ما انا اذا
اصیح بنا اینا بدرستی ما چون صبح کند و در آید بر ما قتال و هر مکروه می آییم و نمی گریزیم ازان و بالصیاح

گفته اند در آخر سنه است و این منقول است از امام مالک و باین جزم کرده است این جزم و حافظ ابن حجر گفته که راجح همانست که ذکر کرده است آنرا ابن اسحاق و جمع کرده اند با آنکه کسی که در سنه آخر گفته است ابتدای سنه از شهر هجرت که ربیع الاولی هست اختیار کرده که در حقیقت سابق است و اعتبار از محرم در آخر شده کذا فی المواهب و ابن سعد و ابن ابی شیبه از ابی سعید خدری آورده که گفت بیرون آمدیم با رسول خدا صلی الله علیه وسلم بسوی خیبر هیزدهم رمضان و این خطاست و صواب چنین است که ناشی از فتح مکه است که در آخر رمضان بود خیبر تصحیف چنین است پس برامد آنحضرت از مدینه در یکهزار و چهارصد نفر و در مواهب یکهزار و یکصد پیاده و دویست سوار گفته و سبب وقوع این غزوه آن بود که چون حق جل و علا بعد از مراجعت از حدیبیه سورهٔ انا فتحنا فرستاد و بشارت داد و وعده کرد مر غنیمت خود را صلی الله علیه وسلم بوقوع فتح و مغانم و فرمود وعدکم الله مغانم کثیرة تاخذونها فعجل لکم هذه الایة و حمل کرد آن حضرت را بر فتح خیبر و اگرچه عادت شریف وی توریت بود اما اینجا تصریح کرد و با یاران گفت کار سازی لشکر کنند که مانند غزای خیبر بیرون آیم و خلیفه گذاشت در مدینه سباع بن عرفطه غفاری را و همراه گرفت ام سلمه را و بیست زن را از مسلمات بجهت تعهد مرضی و جرحی و خدمات دیگر و گذاشت مقدمه لشکر را بعهده عکاشه بن محصن اسدی و میمنه را بعهدهٔ عمر بن الخطاب و میسره را بعضی دیگر از صحابه و در لشکر دویست اسب بود و سه اسب خاصه آن حضرت صلی الله علیه وسلم و شتران بسیار بود و فرمود آن حضرت که بیرون نیاید در این سفر با کسی که غرض حطام دنیا باشد و در روایتی آمده که عبد الله بن سلول منافق دستوری خواست تا بیرون آمد آن حضرت در جواب وی این سخن فرمود و این منافق خبر فرستاد به یهود خیبر که محمد قصد استیصال شما دارد در نهار که در حصارها در نیاید و بجنگ باوی بیرون آید که اسباب حرب در میان شما بسیار است و کثرت بیشمار خذلهم الله و مانا که سبب منع منافقان از حضور این غزوه آن بود که چون موعود بود از نزد حق تعالی بمومنان و مغانم بسیار داشت و مترتب بود بر آن هدایت صراط المستقیم پاک کرد آنرا از لوث منافقان و نخواست که شریک شوند منافقان با مخلصان در مغانم آن و الله اعلم و تمام قصه این غزوه با ذکر جزئیات و قایع کلیات آن در کتب سیر مذکور است و باختیار راه اختصار نمود بر کلیات وقایع اقتصار کردیم که فوائد عظیمه

و مضمار کہ بمعنی میدانست از نجا است پس چون اسپ مضمر سبک و تیز رو است و بسیار میدود مسافت
مسابقت آن بیشتر و دراز تر آمد و چون غیر مضمر گران و سست رو است و کم میدود مسافت مسابقت
دران کم و کوتاہ تر ساختند و در حدیث آمدہ است کہ لا سبق الا فی نصل او خف او حافر یعنی نیست
مسابقت مگر در نصل یعنی پیکان یعنی تیر اندازی و مگر در خف بمعنی شتر و در حافر کہ بمعنی سم اسپ
است در شتر کہ در میانہ چاکست خف میگویند و در اسپ حافر کہ چاک نیست و فیل و خر مثلا در حکم
شتر و اسپ خواہد بود و در اکثر جہاد و غالبا شتر و اسپ واقع میشود و بعضی مسابقت باقدام
و احجار را نیز ملحق بآن گردانیدہ اند و از وقایع سال ششم وفات ام رومان والدہ عائشہ است
بضم را و فتح نیز آمدہ است و اسم وی زینب بنت حامر است و در نسبت وی باختلاف بسیار است
بالاتفاق بر انکہ از بنی غنم بغین معجمہ و سکون نون بن مالک بن کنانہ بود عبد الرحمن بن ابی بکر
شقیق عائشہ است کہ ہر دو از یک مادر اند و محمد بن ابی بکر مادر وی اسماء بنت عمیس خثعمیہ است
و عبد الرحمن بن ابی بکر کہ اکبر اولاد اوست رضی اللہ عنہ مادر او قتیلہ است و بعضی گویند
قتیلہ بی تصغیر و اسماء بنت ابی بکر مادر او شقیقہ است و وفات ام رومان در زمان حیات
آن حضرت بود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر شد برای دفن وی و بروایتی در آمد در
قبر وی و فرمود ہر کہ خواہد کہ نظر کند بسوی زنے از حور العین بیاید کہ نظر کند ام رومان رضی اللہ
عنہا و در آخر این سال بقولے در اول آن ہفتم ابو ہریرہ دوسی اسلام آورد و کلام در شرح اسلام
وی و سائر احوال وے بسیار است ذکر غزوہ خیبر کہ نام مدینہ کبیرہ است خداوند محصون عدیدہ و
مزارع کثیرہ بر سمت پریدا از مدینہ از جانب شام کذا فی المواہب و در قاموس گفتہ خیبر حصن
معروف و گفتہ اند کہ مدینہ نام بیوت مجتمعہ کہ در کثرت و عمارت از حد قریہ تجاوز نمودہ باشد و
بمرتبہ مصر نرسیدہ پایان تر از ہمہ قریہ است و بالاتر از ہمہ مصر و مدینہ و بلد در میانند و بعضی مدینہ
بالاتر از بلد گفتہ و با مصر در یکمرتبہ داشتہ اند و خیبر مجموع این حصون را گفتہ اند پس ہر یک از حصون
قریہ باشد و مدینہ نام این مجموع و این مجموع ہشت قلعہ است کبسہ ناعم صعب سق غموص نطاہ
سلم و سالم و وقوع این غزوہ در سال ہفتم از ہجرت است گفتہ است ابن اسحاق کہ بیرون آمد رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم در بقیہ محرم از سنہ سابع و محاصرہ کرد آنرا بعضے دوازدہ روز پس فتح کرد آنرا بعضے

در یک روز دو بار سه بار نخورم چشم من تاریکی کند فرمود نصف سکین را طعام ده گفت انهم دست
ندارم پس شخصی آمد و ملکی پر از خرما که پانزده صاع گنجایش داشت در مجلس شریف آورد و فرمود این
خرما را ببر و بر فقرا صرف کن تا کفارت ظهار تو گردد و گفت یا رسول الله هیچ کس را من فقیر تر از خود
نمیدانم اگر حکم شود بر خود و اهل خود صرف کنم فرمود بکن اینجا علما اختلاف دارند که اگر صاحب کفارت
فقیر باشد جائز است که بر خود صرف کند اکثر ائمه بر این اند که جائز است نظر بظاهر این حدیث و نزد ما جایز نیست
و مقصود حضرت علیه السلام آن بود که بالفعل تو بحر کفارت خواهی داد دیگر از وقایع سال ششم سابقت
بود میان شتران و اسپان اما صورتش آنست که آن حضرت فرمود صلی الله علیه المعبود که مسلمانان اسپان
و شتران خود را بدوانند و با یکدیگر مسابقت نمایند تا دیده شود که اسپ و شتر که بیشتر میرود و بیشتر میدود و این
از اعداد آلات جهاد است و بهمین باب این حدیث را ذکر کرده اند و در این مسابقت شرط نیز درست است
که با یکدیگر گویند که هر که سبقت کند او را این قدر از مال بود و این اگر از یک طرف بود روا است و اگر از دو طرف
بود قمار گردد و این حرام باشد و آورده اند که آنحضرت علیه السلام را ناقه بود قصوا نام و هیچ شتران
بران سبقت نمیتوانست کرد اعرابی آمد که شتری داشت ضعیف و آنرا از قصوا برگذرانید و این واقعه
بر مسلمانان دشوار آمد پس آنحضرت برای تسلیه ایشان فرمود که حق است بر خدا که بر ندارد و بلند گرداند
از امور دنیا چیزی را مگر آنکه نهد و نشیت گرداند آنرا و موافق این است سخنی که در مردم مشهور است که کمال
را زوالی و هر شرفی را وبالی است و کعبه شریف با این عظمت و کرامت که دارد و بقای این عالم
وجود او برپا است چون روز قیامت نزدیک رسد حبشی را برگمارند تا سنگ سنگ او را برداردبعد از آن
قیامت قائم گردد چنانکه در حدیث آمده است و سطوت کلمتی هالک الا وجه نظهور میپیوندد و آن حضرت
مسافتی معین می نهاد برای مسابقت که از اینجا تا آنجا بدوند و فرقی نهاد در میان اسپان مضمر
و غیر مضمر مضمر را از حصیا تا ثنیة الوداع که نام دو موضع است نزدیک مدینه مطهره و میان اسپان غیر مضمر
میل مسافت است و برای اسپان غیر مضمر از ثنیة تا مسجد بنی زریق و مسافت میان این دو موضع
یکمیل است و تضمیر اسپ آن بود که علف سیر ندهند تا فربه و قوی گردد پس از آن کم میکنند علف را تا مقدار
قوت و میدارند او را در خانه در می پوشند بجلها تا گرم گردد و عرق کند و چون خشک گردد عرق دیگر گردد گوشت
و قوی و تیز گردد و حری او و این ریاضت در چهل روز می باشد و ضمیر در لغت بمعنی لاغری و سبکی گوشت

لاحول ولاقوة الا باللہ است وگفت بندۂ مسکین خصّہ اللہ بمزید الیقین کہ شراح در تاویل و تحقیق بودن این کلمہ از گنجہای بہشت سخنان گفتہ اند ویاد دارم کہ شیخ ولی مقتدا عبدالوہاب متقی رحمہ اللہ علیہ بعد از نقل اقوال شراح وذکر تاویلات ایشان فرمود بگذارند ہمانجا معلوم خواہد شد انشاء اللہ تعالی کہ حقیقت معنی این چیست انتہی ومشایخ گفتہ اند کہ تکرار این کلمہ واستعانت بران اعوان خیر است بر توفیق عمل وچون لشکر ایشان در حصون متحصن شدند وخبر بسلام بن مشکم رسید وتحریص وتحذیر سلام بن مشکم کہ رئیس وبزرگ ایشان بود دل بر قتال نہادہ واہل وعیال را در قلعہ کینہ محصن ساختہ وقوت وطعامی کہ ذخیرہ ساختہ بودند در حصار ناعم وصعب محفوظ گردانیدند وولیران وکارگذاران در قلعہ نطاۃ مجتمع گشتند وسلام بن مشکم با وجود صعب وبیماری سخت کہ داشت ہمدرین حصار در آمد وبدروز رفت پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ را بر حرب تحریص نمود وبہ اجر آخرت ورفع درجات ومثوبات نوید داد وفرمود کہ ظفر ونصرت شمارا است اگر صبر ورزید پس بصلاح دید وملتمس حباب المنذر کہ مردی صاحب زرع وخرم بود بموضع رجیع کہ بہتر وقابلتر بود معسکر ہمان ساخت وبقلعۂ نطاۃ جنگ در پیوست یہود نا بہبود تیرہا از بالای قلعہ می انداختند چون شب شد آنحضرت بمنزل رجیع باز آمد ودر روز عثمان بن عفان را بخلافت در منزل وتدبیر امور معسکر گذاشتہ در زیر پای قلعہ بجنگ آمد وہمچنین ہر روز میکرد تا قلعہ نطاۃ فتح شد ودرین ایام پنجاہ کس از مسلمانان مجروح شدند واز وقایعی کہ درین غزوہ وقوع یافت یکی آن بود کہ ہوا دران ایام بسیار گرم بود محمود بن مسلمہ برادر محمد بن مسلمہ بجہت شدت حرارت ہوا وثقل سلاح در سایہ حصار ناعم بتصور آنکہ در انجا ہیچکس از اہل قتال نیست بخواب رفتہ بود نامردی از نامردان ایشان کہ کنانہ بن ابی الحقیق باشد یا مرحب یہودی علی اختلاف القولین فی الصحیح الاول سنگے از بالای حصار بیفگند خشت وبر سر محمود خورد وسرش بشکست وہمدرین ایام مروزاین زخم شہادت یافتہ بفردوس جنت خرامید واقعہ دیگر آنکہ حباب المنذر بعرض حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رسانید کہ درختان خرما نزد یہود اجب است از فرزندان ایشان حکم شود این نخیلات را قطع نمایند تا حسرت ایشان زیادہ گردد پس یاران بانیکار مشغول گشتند چون ابوبکر صدیق کہ قلب شریف وی محل رفق وچشمہ اورفت بود بران وقوف یافت بخدمت آمد وعرض کرد [illegible]

مخذول گشتند و آورده اند که چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در میان قلعہ خیبر در آمد و چشمش بران
دیار افتاد این دعا بر خواند اللھم رب السموات السبع وما اظللن رب الارضین السبع وما اقللن و
رب الشیاطین وما اضللن ورب الریاح وما ذرین اسالک خیر ھذہ القریۃ وخیر اھلھا واعوذ بک من
شرھا وشر اھلھا وصحابہ رضوان اللہ علیہم بتبعیت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز خواندند و خواندن
این دعا در وقت دیدن شہرہا و قریہ ہا و در آمدن در انہا ماثور و منقول است و فرمود اد غلوا
علی برکت اللہ پس روان شدند بموضعی کہ آنرا منزلہ میگفتند پس نزول کرد آن حضرت درین منزل
و موضعی برائے نماز متعین ساخت و در انجا نماز تہجد بگذارد و نماز صبح بنفس بگذارد و متوجہ شد
و عادت شریف آن بود کہ غارت در وقت صبح میکرد و وقادر مطلق دران شب خواب غفلت
بر خیبریان برگماشت گو از آمدن آن حضرت وقوف نیافتند و حال آنکہ پیش ازین بشنیدن
خبر در آمدن آنحضرت درین دیار احتیاط می نمودند و ہر شب سواران مسلح بر آمدند و متفحص میبودند
اما آن شب ہمہ خواب زدہ غفلت گشتند تا آنکہ خروسہای ایشان بانگ نکردند و اب ایشان
از حرکت ممنوع گشتند چون آفتاب طلوع کرد بیدار گشتند بیلہا و زنبیلہا بر داشتند و بیرون آمدند
تا بر سر مزارع خود بنایند ناگہان لشکر اسلام از دور در نظر ایشان در آمد ہمہ روی بگریز نہادند
و گفتند واللہ محمد و الخمیس بخدا سوگند این محمد است صلی اللہ علیہ وسلم علی محمد کہ می آید با لشکر گران
و خمیس نام لشکر است کہ پنج بخش بیاشد مقدمہ و میمنہ و میسرہ کہ آنرا جناحین میگویند و قلب و ساقہ
و چون آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایشان را بدین حال مشاہدہ کرد تکبیر بر آورد و گفت اللہ اکبر خربت خیبر انا
اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین در صحیح بخاری آمدہ کہ چون متوجہ شد رسول خدا بسوی
خیبر بر آمدند مسلمانان و بلند کردند آوازہای خود را بتکبیر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ پس فرمود
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بخ بخ و نرمی کنید ای مردمان بر نفسہای خود بدرستی کہ شما نمیخوانید
غائب را نمیخوانید کسی را کہ شنوا است نزدیک است بشما و وی با شما است ابو موسی اشعری کہ راوی
حدیث است میگوید کہ من عقب دابۂ رسول خدا بودم پس شنید مرا کہ میگویم لا حول ولا قوۃ الا باللہ
پس فرمود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم با عبد اللہ بن قیس گفتم لبیک یا رسول اللہ فرمود ا ما دلک
نامیم ترا بکلمہ کہ از گنجہای بہشت است گفتم بلے یا رسول اللہ را فدا کرد ترا پدر و مادر من فرمود آن کلمہ

راجح است بتاویل و احتمال اخیر ولیکن احتیاج بتقدیر در کلام نیست فافهم و باللہ التوفیق و در روضۃ الاحباب از بعضے کتب سیر نقل میکند کہ چون عامر از حدی گفتن خاموش شد حضرت ابا عبداللہ بن رواحہ فرمود تو بر لے ما حدی نمیکوئی و شتران را در رفتار نمی آری پس وی نیز بنیاد حدی کرد و ہمان ابیات کہ عامر خواندہ بود میخواند و یک بیت اخیر بران زیادہ کرد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمود رحمۃ اللہ وی نیز در غزوۂ موتہ چنانچہ شرح آن بیاید شہید شد سبحان اللہ این چہ درگاہے است کہ اجر خدمت در وی حصول این رحمت است کہ جان دہند و کشتہ شوند و در حقیقت لطف و رحمت این است کہ از بخشش این عالم بر ہند ۵ اتفاقاً بسر کوی کسے او فتادہ است کہ در ان کوی چو من کشتہ بسی افتادہ است ۔ اینجا جز این کہ جان بسپارند چارہ نیست **تنبیہ** بدانکہ یکی از اقسام غنا حدی است کہ مباح است شنیدن آن بالتفاق و شنیدہ است آنرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و خوش داشتہ است چنانکہ معلوم شد و آن حضرت را حادی بود نام او انجشہ بود بسیار خوش آواز بود و حسن صوت داشت و معنی حدی تحسین را جز مباح بصوت نرم و شیرین و جز این او برای تخفیف کلال سفر و جذب نشاط نفس و قطع میکند شتر بوی مفاوز را و بر میدارد بارہا گر انزاد قسمی دیگر است کہ آنرا رکبای گویند کہ در سوار یہا برائے تخفیف اعیا سفر میخواند و آن نیز مباح است و امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ در سفر آنرا بسیار می شنید و قسمی دیگر کہ آنرا نشنید گویند و آن خواندن اشعار و قصائد بصوت حسن و محل خلاف رفع صوت متوالی بر ترتیب خاص بارعایت قواعد موسیقی است و تکلف دران و کلام در وی طویل است و در آخر باب عبادات چیزے ازان گذشتہ است **وصل** اہل خبر چون بر عظمت خیر البشر اطلاع یافتند کنانہ بن ابی الحقیق را نزد ہم سوگندان خویش غطفانیان فرستادند و استمداد نمودند قولی آنست کہ ایشان التماس خبر یاران را مبذول نداشتند و در روایتی آنست کہ چہار مرد جنگی ازان قبیلہ برآمدند و در منزل اول آوازی از آسمان شنیدند کہ غارت روی آورد بدانچہ شما در خانہا خود گذاشتہ آمدہ اید پس بمساکن خود باز گشتند و نیز آمدہ است کہ غطفانیان آواز خسی و حرکتی از عقب خود شنیدند گمان بردند کہ اہل اسلام بغارت و تاراج ایشان آمدہ اند پس برگشتند و رفتند و این از معجزات آن حضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم و با وجود آن آوردہ اند کہ دہ ہزار سوار در لشکر خیبریان بودند و ہمہ

عولوا علینا و باد از اعتماد می کنند و استغاثه میکنند بر باد از تعویل بمعنی اعتماد یا از عویل بمعنی صوت و
در بعضی روایات این بیت زیاده آمده ان الذین قد بغوا علینا بدرستی آن کسانی که تحقیق ستم
کردند و بغی ورزیدند بر ما از اراده فتنه ابینا و فتنه که خواهند که در فتنه اندازند ما را ایامی آرام و شکیبی
می کنیم و نمی رفتیم در فتنه و آمده است که بلفظ ابینا آواز بلند میگردانند و مکرر میگفت ابینا ابینا و عبد الله
بن رواحه این رجز را در بعضی از غزوات گفتند و عامر بن الاکوع این را در این مقام در حدی
خوانده و اصحاب را در فوق آورده و در قول وی فداء لک سخن کرده اند که اطلاق فدا نسبت
بباری تعالی درست نیست در روایت است که بجناب عزت وی گویند که ما فدای تو باد زیرا که فدا
در جای اطلاق کرده میشود که شخصی متوقع است حلول مکروهی و آفتی را و شخصی دیگر میخواهد که بر ما نداورا
ازان بجان یا بنفس و فدا میگرداند آنرا بر وی معنی فدیه نیست و حق سبحانه منزه و مبرا ست ازان
و جواب داده اند که این لفظ همچنین واقع میشود بی آنکه معنی حقیقی وی مراد باشد چنانکه میگویند قاتله
الله و مراد حقیقت و عالبقتل و هلاکت نیست و میگویند تربت یمینک همچنین الفاظ زبان زد عرف
و عادت شده است بی آنکه حقیقت معانی آن مراد باشد و این ضربی از مجاز و استعارات زیرا که
مقدی مبالغه میکند در طلب رضای مقدی عنه که بذل میکند نفس خود را بر نفس وی بجهت خوف
اصابت مکروهی بوی و گویا مراد شاعر آنست که بذل میکنیم نفس خود را در رضای تو و بهر حال اگرچه
ممکن است صرف معنی بسوی جهت صحیحه و لیکن اطلاق لفظ استعارت و تجوز در وی مقتصر و متوقف
است بورود شرع و اذن وی و بعضی گفته اند که وی خطاب میکند باین کلام حضرت رسول را
صلی الله علیه وسلم و مراد آنست که بگیر ما را بتقصیر ما در حق تو و نصرت تو بر دشمنی قصد با اللهم دعا نیست
بلکه افتتاح کرده شد کلام بوی تبرکا و تیمنا و مخاطب بقول وی لولا انت آن حضرت است صلی الله
علیه وسلم و لیکن قول وی بعد ازین فانزل سکینة علینا و ثبت الاقدام ان لاقینا ظاهر منافات
دارد با آن زیرا که این دعا است مر غیر را عز و جل و احتمال دارد که باشد معنی سوال کن پروردگار خود را
که انزال کند سکینه را و تثبیت کند اقدام ما را و گفت بنده مسکین تثبته الله علی طریق الحق و الیقین که
اگر این دعا و سوال از حضرت رسالت که وکیل و سفیر جناب عزت و قدرت است و بدست تصرف
و تمکن او است تدبیر کار و زمام اختیار اگرچه فاعل حقیقی او ست تعالی شانه و در حقیقت این معنی

وعوائد حجه دران مذکور است وباللہ التوفیق بدانکه در صحیح البخاری از حدیث مسلمه بن الاکوع
آورده است که گفت که بیرون آمدیم با پیغمبر خدا صلی اللہ علیه وسلم بسوی خیبر پس سیر میکردیم
در شبی از شبها و گفت مردی از قوم مر عامر بن سنان بن الاکوع را که آیا نمی شنوانی تو ما را ازین
کلمات در خبرها که باد داری و بود عامر مردی شاعر و حدی را با واز خوب میخواندند و عادت عرب است
که چون کوفتگی بحال ایشان راه یابد و شتران از سیر مانده شوند حدی خوانند تا وقت خوش گردد
و شتران در سیر تیز شوند پس فرود آمد عامر از شتر و حدی خواندن گرفت و ابیات عبد اللہ بن
رواحه را که اولش اینست اللهم لولا انت ما اهتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا بخوش آوازی و طیب
نغمه بخواند پس اصحاب را بواسطهٔ طیب نغمه وی وقت خوش شد و رقتی پدید آمد و شتران
نیز بخوشی و سرعت در راه در آمدند پس آن حضرت صلی اللہ علیه وسلم پرسید این کیست که شتران را
می راند و حدی میخواند گفتند عامر بن الاکوع است فرمود یرحمه اللہ و در روایتی غفر لک ربک
پس گفت مردی از قوم و در روایتی آمده گفت عمر بن الخطاب واجب شد یا رسول اللہ
برای وی شهادت یا رسول اللہ چرا نگذاشتی او را که چندگاه بهره مند میشدیم ما بوی و زندگانی
میکرد وی درمیان ما و دستور چنان بود که درباره هر کسیکه آن حضرت این دعا کردی بشرف
شهادت مشرف شدی و در مواهب مقید کرده که بهر که دعا میکرد او را درین موطن یعنی در غزا
و جهاد پس شهید شد عامر چنان که در شرح قصه بیاید و بدانکه در روضه و معارج درین حدیث
همین یک بیت اول را ذکر کرده تا آخر ابیات گفته گذاشته اند و در مواهب همه ابیات را
آورده و شرح کرده است مقتضای وقت بران داشت که همه را نقل کنیم که بعضی نکات دارد
اگرچه موجب تطویل است اللهم لولا انت ما اهتدینا یا خداوندا اگر نمی بود تو یعنی تو در رحمت تو
نمی یافتیم ما راه راست را ولا تصدقنا ولا صلینا و نه تصدق میکردیم ما و نه نماز میکردیم فضل
است که ما را راه راست نمودی و توفیق صلوة و زکوة دادی فاغفر فداک ما اتقینا پس
بیامرز ما فدای تو شویم تا تقوی ورزیم و ثبت الاقدام ان لاقینا و برجای دار قدمهای ما را
اگر پیش آییم دشمنان دین را و انزلن سکینة علینا و به بند از آرام و قرار و آهستگی را بر ما انا اذا
اصیح بنا منینا بدرستی ما چون صبح کنند و در آید بر ما قتال و هر مکروه می آییم و نمی گریزیم ازان با الصیاح

گفته اند در آخر سنه است و این منقول است از امام مالک و باین جزم کرده است ابن حزم و حافظ ابن حجر گفته که راجح همانست که ذکر کرده است آنرا ابن اسحاق و جمع کرده اند با آنکه کسیکه در سنه آخر گفته است ابتدای سنه از شهر هجرت که ربیع الاولی هست اختیار کرده که در حقیقت سابق است و اعتبار از محرم در آخر شده کذا فی المواهب و ابن سعد و ابن ابی شیبه از ابی سعید خدری آورده که گفت بیرون آمدیم با رسول خدا صلی الله علیه وسلم بسوی خیبر هیزدهم رمضان و این خطاست و صواب چنین است که ناشی از فتح مکه است که در آخر رمضان بود خیبر تصحیف چنین است پس برامد آنحضرت از مدینه در یکهزار و چهارصد نفر و در مواهب یکهزار و یکصد پیاده و دویست سوار گفته و سبب وقوع این غزوه آن بود که چون حق جل و علا بعد از مراجعت از حدیبیه سورهٔ انا فتحنا فرستاد و بشارت داد و وعده کرد مر پیغمبر خود را صلی الله علیه وسلم بوقوع فتح و مغانم و فرمود وعدکم الله مغانم کثیرة تاخذونها فعجل لکم هذه الایة و حمل کرد آن حضرت را بر فتح خیبر و اگرچه عادت شریف وی توریت بود اما اینجا تصریح کرد و با یاران گفت کار سازی لشکر کنند که مانیز غزای خیبر بیرون رویم و خلیفه گذاشت در مدینه سباع بن عرفطه غفاری را و همراه گرفت ام سلمه را و بیست تن را از مسلمات بجهت تعهد مرضی و جرحی و خدمات دیگر و گذاشت مقدمه لشکر را بعهده عکاشه بن محصن اسدی و میمنه را بعهدهٔ عمر بن الخطاب و میسره را بعضی دیگر از صحابه و در لشکر دویست اسب بود و سه اسب خاصه آن حضرت صلی الله علیه وسلم و شتران بسیار بود و فرمود آن حضرت که بیرون نیاید در این سفر با کسی که غرض حطام دنیا باشد و در روایتی آمده که عبد الله بن سلول منافق دستوری خواست تا بیرون آمد آن حضرت در جواب وی این سخن فرمود و این منافق خبر فرستاد به یهود خیبر که محمد قصد استیصال شما دارد زنهار که در حصارها در نیاید و بجنگ باوی بیرون آید که اسباب حرب در میان شما بسیار است و کثرت بیشمار خذلهم الله و مانا که سبب منع منافقان از حضور این غزوه آن بود که چون موعود بود از نزد حق تعالی بمومنان و مغانم بسیار داشت و مترتب بود بر آن هدایت صراط المستقیم پاک کرد آنرا از لوث منافقان و نخواست که شریک شوند منافقان با مخلصان در مغانم آن و الله اعلم و تمام قصه این غزوه با ذکر جزئیات و قایع کلیات آن در کتب سیر مذکور است و باختیار راه اختصار نمود بر کلیات وقایع اقتصار کردیم که فوائد عظیمه

و مضمار کہ بمعنی میدانست از ینجا است پس چون اسپ مضمر سبک و تیز رو است و بسیار میدود مسافت
سابقت آن بیشتر و دراز تر آمد و چون غیر مضمر گران و سست رو است و کم میدود مسافت سابقت
دران کم و کوتاہ تر ساختند و در حدیث آمدہ است کہ لا سبق الا فی نصل او خف او حافر یعنی نیست
سابقت مگر در نصل یعنی پیکان یعنی تیر اندازی و مگر در خف بمعنی بسم شتر و در حافر کہ بمعنی سم اسپ
است در شتر کہ در میانہ جاکست خف میگویند و در اسپ حافر کہ جاک نیست و فیل و خر مثلا در حکم
شتر و اسپ خواہد بود و در اکثر جہاد و غالب شتر و اسپ واقع میشود و یعنی مسابقت باقدام
و احجار را نیز ملحق بآن گردانیدہ اند و از وقایع سال ششم وفات ام رومان والدہ عائشہ است
بضم را و فتح نیز آمدہ است و اسم وی زینب بنت حامر است و در نسبت وی باختلاف بسیار است
بالاتفاق بر انکہ از بنی غنم بغین معجمہ و سکون نون بن مالک بن کنانہ بود عبد الرحمن بن ابی بکر
شقیق عائشہ است کہ ہر دو از یک مادر اند و محمد بن ابی بکر مادر وی اسماء بنت عمیس خثعمیہ است
و عبد الرحمن بن ابی بکر کہ اکبر اولاد او ست رضی اللہ عنہ مادر او قتیلہ است و یعنی گویند
قتیلہ بی تصغیر و اسماء بنت ابی بکر مادر او شقیقہ است و وفات ام رومان در زمان حیات
آن حضرت بود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر شد برای دفن وی و بر واپسی در آمد در
قبر وی و فرمود ہر کہ خواہد کہ نظر کند بسوی مردے از حور العین بیاید کہ نظر کند ام رومان رضی اللہ
عنہا و در آخر این سال بقولے در اول آن ہفتم ابو ہریرہ دوسی اسلام آورد و کلام در شرح اسلام
وی و سائر احوال وی بسیار است ذکر غزوہ خیبر کہ نام مدینہ کبیرہ است خداوند حصون عدیدہ و
مزارع کثیرہ بر ہشت پرید از مدینہ از جانب شام کذا فی المواہب و در قاموس گفتہ خیبر حصن
معروف و گفتہ اند کہ مدینہ نام بیوت مجتمعہ کہ در کثرت و عمارت از حد قریہ تجاوز نمودہ باشد و
بمرتبہ مصر نرسیدہ پایان تر از ہمہ قریہ است و بالا تر از ہمہ مصر و مدینہ و بلد در میانند و بعضی مدینہ
بالا تر از بلد گفتہ و یا مصر در یکمرتبہ داشتہ اند و خیبر مجموع این حصون را گفتہ اند پس ہر یک از حصون
قریہ باشد و مدینہ نام این مجموع و این مجموع ہشت قلعہ است کبسہ ناعم صعب سق غموص نطاہ
وطیح و سالم و وقوع این غزوہ در سال ہفتم از ہجرت است گفتہ است ابن اسحاق کہ چون آمد رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم در بقیہ محرم از سنہ سابع و محاصرہ کرد آنرا دہ و دوازدہ روز پس فتح کرد آنرا و بعضی

در یک روز دو بار سه بار نخورم چشم من تاریکی کند فرمود نصف سکین را طعام ده گفت انهم دست
ندارم پس شخصی آمد و مکیلی پر از خرما که پانزده صاع گنجایش داشت در مجلس شریف آورد و فرمود این
خرما را ببر و بر فقرا صرف کن تا کفارت ظهار تو گردد و گفت یا رسول الله هیچ کس را من فقیر تر از خود
نمیدانم اگر حکم شود بر خود و اهل خود صرف کنم فرمود بکن اینجا علما اختلاف دارند که اگر صاحب کفارت
فقیر باشد جائز است که بر خود صرف کند اکثر ائمه بر ین اند که جائز است نظر بظاهر این حدیث و نزد ما جایز نیست
و مقصود حضرت علیه السلام آن بود که بالفعل تو بحر کفارت خواهی داد دیگر از وقایع سال ششم مسابقت
بود میان شتران و اسپان اما صورتش آنست که آن حضرت فرمود صلی الله علیه المعبود که مسلمانان اسپان
و شتران خود را بدوانند و با یکدیگر مسابقت نمایند تا دیده شود که اسپ و شتر که بیشتر میرود و بیشتر میدود و این
از اعداد آلات جهاد است و بهمین باب این حدیث را ذکر کرده اند و درین مسابقت شرط نیز درست است
که با یکدیگر گویند که هر که سبقت کند او را اینقدر از مال بود و این اگر از یک طرف بود روا است و اگر از دو طرف
بود قمار گردد و این حرام باشد و آورده اند که آنحضرت علیه السلام را ناقه بود قصوا نام و هیچ شتران
بران سبقت نمیتوانست کرد اعرابی آمد که شتری داشت ضعیف و آنرا از قصوا برگذرانید و این واقعه
بر مسلمانان دشوار آمد پس آنحضرت برای تسلیه ایشان فرمود که حق است بر خدا که بر ندارد و بلند گرداند
از امور دنیا چیزی را مگر آنکه نهد و بشکست گرداند آنرا و موافق اینست سخنی که در مردم مشهور است که کمال
را زوالی و هر شرفی را وبالی است و کعبه شریف با این عظمت و کرامت که دارد و بقای این عالم
وجود او بر پا است چون روز قیامت نزدیک رسد حبشی را بر گمارند تا سنگ سنگ او را بر دارد بعد از آن
قیامت قائم گردد چنانکه در حدیث آمده است و سطوت کلمتی هالک الا وجه نظهور پیوندد و آن حضرت
مسافتی معین می نهاد برای مسابقت که از اینجا تا بآنجا بدوند و فرقی نهاد میان اسپان مضمر
و غیر مضمر مضمر را از حصیا تا ثنیة الوداع که نام دو موضع است نزدیک مدینه مطهره و میان اسپان نشسته
سیل مسافت است و برای اسپان غیر مضمر از ثنیة تا مسجد بنی زریق و مسافت میان این دو موضع
یکمیل است و تضمیر اسپ آن بود که علف سیر ندهند تا فربه و قوی گردد پس ازان کم میکنند علف را تا مقدار
قوت و میدارند او را در خانه می پوشند تجلها تا گرم گردد و عرق کند و چون خشک گردد عرق وی خشک گردد گوشت
و قوی و تیز گردد و حری او و این ریاضت در چهل روز می باشد و ضمیر در لغت بمعنی لاغری و سبکی گوشت

واز خانه بیرون رفت و بعد از تسکین نائره غضب پشیمان شد و خواست که صلح کند خوله گفت
که ایمنعنی صورت نمی بندد تا حقیقت حال بر پیغمبر خدا صلی اللہ علیه وسلم عرض نکنم پس بمجلس شریف
آمد و قصه گذشته را باز راند حضرت فرمود صلی علیه المعبود ظهار در جاهلیت حکم طلاق داشت
و هنوز بر من درین باب وحی نشد خوله گفت یا رسول اللہ معامله من در نهایت اشکال است
اگر فرزندان اوس میگذارم ضایع میشوند و اگر بخود می گیرم جایع می مانند این مشکل را اگر حقتعالی
آسان گرداند نقل است که چون خوله واقعه خود عرض کرد در گوشه خانه عایشه رضی اللہ عنها رفت
و سر مبارک بسجده نهاد و بنالید و حاجت خود را القاضی الحاجات معروض داشت و فرمود اللهم
الی اشکو الیک وحدتی و وحشتی و فراق زوجی و وحدی هنوز سر از سجده برنداشته بود که جبرئیل
امین آمد و اول سوره مجادله را که حکم ظهار و بیان کفارت آن در وی مذکور ست فرود آورد قوله تعالی
قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجها و تشتکی الی اللہ و اللہ یسمع تحاورکما الآیة عایشه
صدیقه رضی اللہ عنها میگفت که من از کمال سمعی حق عز و علا حیرانم که خوله واقعه خویش را با حضرت
رسالت پناه صلی اللہ علیه وسلم بر سبیل خفیه عرض میداشت چنانکه هیچکس از وی نشنید و چنان
آهسته سخن میگفت که من در خانه بودم نیز بعضی ازان نمی شنیدم و حضرت عزت اسمه شنید و بالفور
آیت فرستاد و فرمود قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجها عایشه رضی اللہ عنها حرفی بطریق
عرف و عادت گفت والا در سمع ازلی و علم وی اصوات بلند و پست همه یکسان است و گویند
که بعد ازین واقعه خوله را بسبب منزلی که در درگاه عزت حاصل شد در میان مسلمانان قدری و آبروی
حاصل شد و قتیکه عمر بن الخطاب ویرا دیدی اکرام کردی و عزت داشتی و گفتی قد سمع اللہ بها و فتی
وی رضی اللہ عنه با جمعی از اشراف قریش و غیر هم میرفت که خوله رسید و حاجتی که داشت خواست
عمر رضی اللہ عنه عرض کرد عمر بایستاد و توقف کرد مردم تعجب نمودند که از برای عجوزه همه اشراف
را موقوف داشتن چه معنی دارد و گفت این زنی است که حق تعالی شکوه او را از بالای هفت
آسمان شنید القصه چون کفارت ظهار نازل شد پیغمبر خدا صلی اللہ علیه وسلم اوس را طلبید
و فرمود بنده را آزاد کن بعد ازان با خوله صحبت دار اوس گفت قدرت برین ندارم فرمود دو ماه
بپاپی روزه بدار گفت نمیتوانم و در روایتی آمده که گفت یا رسول اللہ حال من چنان است که اگر

درختان راو فرو دمی آیند بر آنها گفتم نعم گفت واللہ نمی یابم کہ قوم ما اطاعت کنند باین امر گفت عمرو
پس درنگ کردم چند روز تا برسد عبدیہ برادر خود و خبر کند او را و آنچہ من بعد ازان خواند وی مرا و روی
نزد خود پس در آمدم بروی پس گرفتند اعوان وی بازوہای مرا پس منع کرد ایشان را و گفت بگذارید
او را پس رہا کردہ شدم من پس رفتم تا نشینم پس نگذاشتہ مرا کہ بنشینم و با آوردند ازان پس
نگاہ کردم من بسوی وے گفت بگو حاجت خود را پس دادم بوی کتاب را مہر پس شکست مہر
او را و خواند کتاب را تا رسید آخر آنرا پس داد کتاب برادر خود را وی نیز بخواند لیکن من ہنیم برادر وی
را نرم تر از وی پس گفت خبر میدہی تو مرا از قریش کہ چکار کردند گفتم متابعت کردند او را یا راغب دین
یا مقہور بشمشیر گفت و کیست موافق با وی گفتم مردم بتحقیق رغبت کردند در اسلام و اختیار کردند او را بر
غیر وی ساختند بعقلہای خود یا ہدایت حق کہ بودند ایشان در ضلالت پس نمیدانم چیچ یکی را کہ
باقیماندہ باشد جز تو درین خرچہ و اگر اسلام نمی آری امروز متابعت نمیکنی بی پسر میگردانند ترا اسپان
اسلام آرتا سلامت مانی و عامل گرداند ترا بر قوم تو و در نیابند بر تو اسپان و مردان گفت
فرصت دہ مرا امروز و بیا نزد من فردا تا جواب تو گویم پس رجوع کردم بسوی برادر وی پس گفت
ای عمرو بدرستی من امید میدارم کہ سلامت ماند برادر من اگر بخیلی نکند بملک خود چون فردا شد آمدم
بسوی وی پس اباآورد از انکہ اذن کند مرا بدر آمدن پس برگشتم بسوی برادر وی و خبر کردم او را
کہ من نمی توانم رسید بوی بر سان تو مرا بسوی وی گفت من فکر کردم و در آنچہ دعوت می کنی تو
مرا بآن من ضعیف ترین عربم اگر مالک گردانم مردی را چیزے کہ در دست من ست نمیرسد
اسپان او اینجا و اگر بر سند اسپان وی میرسم قتالی را کہ نیست ہیچ قتال کسیکہ ملاقات کرد آنرا
گفتم من بیرون آینده ام فردا و چون یقین شد ایشان را بر آمدن من خلوت کرد برادر خود را و
چون صباح کرد فرستاد کسی را بسوی من پس اجابت کرد بسوی اسلام دو برادر او و ہر دو بتصدیق
کردند پیغمبر را و ایمان آوردند بوی و الحمد للہ و ہمدرین سال قضیہ ظہار خولہ بنت ثعلبہ بن قیس
بن مالک بن الجراح باز وج او اوس بن احرم انصاری بود آوردہ اند کہ خولہ زن جمیلہ عاقلہ صالحہ
بود و شوہر او اوس بن احرم خالی از خفتی و نوعی از جنون بنود و در آخر عمر ضعیف و فقیر و فریدہ
خلق شد روزی خولہ را بمباشرت خواند وی اطاعت ننمود در غضب آمد و گفت انت علی کظہر امی

بحیات قلبی و ثابت کرد و محبت بر کافران و شما اگر اقرار آرید باسلام والی میگردانم و ثابت میدارم
شما را بر ملک شما و اگر ابا می آرید و قرار نمی نمائید از اسلام زائل میگردد ملک شما و سپاهان من جولان میکنند
در ساحت شما و غالب میگردد نبوت من بر ملک شما و نوشت این مکتوب را ابی بن کعب و ختم کرد
کتاب را و گفت عمرو بن العاص پس بیرون آمدم تا رسیدم بعمان و چون قدوم آوردم آنرا قصد
کردم بسوی عبد و بود وی محکم ترین و ترسترین پسران جلندر که جیفر و عبد نداز روی خلق پس گفتم
که من رسول رسول خدایم بسوی تو و برادر مقدم است برتو پس ملک و من میرسانم ترا بسوی وی
تا بخواند کتاب ترا پستر گفت بچه دعوت میکنی تو گفتم دعوت میکنم بسوی خدا که یگانه است نیست شریک
مر او را که ایمان آری بوی و ترک وهی و پیروی کنی چیزی را که عبادت کرده میشود خبر وی و گواهی
دهی که محمد بنده او و فرستاده اوست گفت عبد ای عمرو تو پسر سید قوم خودی چه کار کردی پدر تو بگو که
ما را اتباع و اقتدا است بوی گفتم مرد پدر من و ایمان نیاورد بمحمد و دوست میدارم که کاشکی مسلمان
میشد و تصدیق میکرد محمد را و بودم من بر مثل رای پدر و ایمان نیاوردن بمحمد تا آنکه هدایت کرد مرا
خدا تعالی باسلام گفت کی مسلمان میشدی گفتم درین نزدیکی و پرسید در کجا بود ایمان تو گفتم نزد
نجاشی و خبر دادم او را که نجاشی نیز اسلام آورد و گفت پس چه کار کرد قوم او بملک او گفتم برقرار داشتند
او را و متابعت کردند او را گفتم نعم گفت فکر کن ای عمرو که چه میگوئی تو بدرستی نیست هیچ خصلتی در
مرد رسوا کننده تر از مرد او را از دروغ گفتن گفتم دروغ نمیگویم و حال نمیدانم اما دروغ گفتن در دین خود
پستر گفت پس خبر ده که بچه چیز امر میکند محمد و از چه نهی میکند بطاعت خدا عز و جل و نهی میکند از معصیت
وی و امر میکند به بر و صله رحم و نهی از ظلم و درگذشتن از حد شرع و نهی میکند از زنا و شرب خمر و
از عبادت سنگها و بتان و صلیب گفت چه نیکوست اینکه دعوت میکند بآن اگر برادر من متابعت
و نیز موافقت کند مرا سوار میشوم و میرویم نزد محمد تا ایمان آریم بوی و تصدیق کنم او را و لیکن برادر من
بخیل است بر ملک خود که بگذارد آنرا گفتم اگر اسلام می آرد تو مالک میگرداند آن حضرت او را بر قوم وی
پس میکرد صدقه را از اغنیای ایشان و رد میکند آنرا بر فقرای ایشان گفت والله این خلق حسن است
و چیست صدقه پس خبر دادم او را بانچه فرض گردانیده است رسول خدا صلی الله علیه وسلم از صدقات
در اموال تا آنکه منتهی شدم در سید بصدقه ابل گفت یا عمرو آیا گرفته میشود صدقه از سوایم مواشی تا که میخورند

خواندم من کتاب ترا که اهل بحرین نوشته پس بعضی ایشان کسی بود که دوست داشت اسلام را و خوش آمد او را و درآمد در اسلام و بعضے نکروه داشت اسلام را و راضی نشد مذبران چنانکه یهود و مجوس پس هرچه حکم کنی بدان عمل کنم پس نوشت آن حضرت بار دیگر بسم الله الرحمن الرحیم از محمد رسول الله بسوی منذر سلام علیک پس بدرستی من حمد میگویم بسوی تو خدا را که نیست خدا جز وی و گواهی میدهم که خدا یکی است و محمد رسول او است اما بعد من باد میدهم ترا خدا را عزوجل و کسیکه نصیحت میکند کسی را و خیر خواهی میکند کسے را بالنصیحت و خیر خواهی میکند مگر خود را و کسیکه اطاعت میکند رسل مرا و اتباع میکند ایشان را اطاعت و اتباع میکند مرا کسیکه خیر خواهی کرد رسل مرا خیر خواهی کرد مرا و تحقیق رسل من ثنا کردند بر تو خیر را و من شفاعت میکنم ترا در قوم تو پس بگذار مسلمانان را در چیزے که هستند بران از تعلیم احکام شریعت و عفو کن از ذنوب پس بدرستی تو مادام که اصلاح میپذیرے و اصلاح میکنی امور خلق را معزول کرده نمی شوی از عمل کسیکه قائم و ثابت ماند بر یهودیت و مجوسیت خود جزیه بنه بروی و باید که مسلمانان ذبایح مجوس تناول نکنند و با ایشان عقد نکاح نه بندند و منصب اخذ جزیه بعلاء الحضرمی مفوض ساخت و میفرستاد علاء اموال را بدرگاه آن حضرت صلی الله علیه وسلم پوشیده نماند که حکایت ست آنحضرت صلی الله علیه وسلم که با قوام و اعیان و اشخاص در معاملات دینی و دنیوی نوشته بسیار است غالب مقصود اینجا بیان مکاتیب ست که بملوک نوشته بلکه آنهائکه بدین سال ششم نوشته و لهذا المکتوب منذر بن ساوی را که مذکور شد در روضة الاحباب در وقایع سال ششم بعد از فتح مکه آورده و نامه جیلبه بن ایهم که بعد از حارث بن ابی شمر غانی مذکور بادشاه شام در سال هفتم بعد از غزوه خیبر نوشته پس معلوم شد که مقصود در اینجا ذکر مکاتیب است که در سال ششم بملوک آفاق نوشته و در مواهب لدنیه در اینجا مکتوبی مذکور است از آنحضرت بجانب ملک عمان که بدست عمرو بن العاص فرستاده هیچ معلوم نشد که در کدام سال فرستاد چون مناسبت اینمقام بود نوشته شد مضمونش این ست بسم الله الرحمن الرحیم از محمد بن عبد الله و رسول وی بسوی جیفر بفتح جیم و سکون تحتیه و فتح فاو عبد پسران جلندر سلام بر کسیکه پیروی کرد راه راست را اما بعد میخوانم شما را بدعوت اسلام آرید تا سلامت مانید و بدرستی من رسول خدایم تمامه مردم تا انذار کنم کسی را که زنده است یعنی

ملوک عمان ۱۲

متابعت کند ہدایت را بدانکہ دین من نزدیک است کہ ظاہر شود تا منتہای خف و حافر و جف
سم شتر و گوسفند و مانند آن و حافر سم اسپ و خر یعنی تا آنجا کہ پای چارپایان میرسد و نہایت ایادی
اسپ پس مسلمان شو تا سلامت مانی از آفات و مخافات دنیا و آخرت و بنوشت ہودۃ مکتوبے
در جواب آن حضرتؐ مضمون آنکہ چہ عجب نیکو طریقہ است آنچہ تو می خوانی خلق را بسوی آن و لیکن
من شاعر و خطیب قوم خودم و عرب را از من ترسے و ہیبتی در دل ہست و عظیم می پندارند مقام
مرا پس بگردان برای من بعضی کارہا را تا متابعت کنم ترا یعنے حل و عقد بعضے از دیار خود بمن تفویض
کن و بقبضۂ اقتدار من گذار تا متابعت تو کنم و بسوی تو بیایم و او سلیط را جائزہ پوشانیدہ او را
جامہای نفیس از بافتہا ہجر و دادو را انعامی در خور وی در روانہ کرد چون سلیط باز آمد بمدینہ و
نامہ او را در وی طلب امارت و حکومت نمودہ بود داد و فرمود آن حضرت لو سالنی سبابہ من الارض
اگر بطلبد از من یک غورہ خرما از زمین ہم نمیدہم او را تجویز نمیکنم با دو ما فی یدہ ہلاک باد و آنچہ در دست
اوست از ملک و مال و سبابہ بفتح سین و تخفیف تحتانیہ غورۂ خرما کہ آنرا بلح خوانند و اول عمر طلع است
پس لخ پس بسر پس رطب بعد ازان تمر صاحب روضۃ الاحباب میگوید کہ بعضے از اکابر فن سیر
این لفظ را تصحیف کردہ اند بسبابہ بمعنی انگشت سبابہ و ترجمہ کردہ اند کہ اگر مقدار یک انگشت
از زمین خواہد میدہم و اللہ اعلم و آوردہ اند کہ چون فتح مکہ میسر شد جبرئیل خبر مردن ہودۃ آورد
و حضرتؐ فرمود بعد ازین در یمامہ کذابی پیدا شود و دعوی نبوت کند و بعد ازان بقتل رسد اشارت
کرد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقصہ مسیلمہ کذاب علیہ اللعنۃ کہ آخر زمان آن حضرت دعوی نبوت
کرد و در زمان خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کشتہ شد چنانکہ این قصہ بتفصیل در محل خود مذکور
گردد انشاء اللہ تعالی این شش نامہ ست از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ بملوک زمان نوشتہ
و بعضے از ارباب سیر نامہ دیگر کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجانب منذر بن ساوی کہ والے
بحرین بود بدست علاء بن الحضرمی فرستادہ بران افزودہ اند در مواہب میگوید کہ واقدی
باسنادوی از عکرمہ آوردہ کہ گفت یافتم این کتاب را در کتب این عباسؓ بعد از موت وی پس
استاح کردم آنرا مضمونش آنکہ فرستاد رسول خدا علاء بن الحضرمی را بسوی منذر بن ساوی و نوشت
بسوی او کتابی را در حالتی کہ میخواند او را بسوی اسلام و نوشت منذر بسوی رسول خدا الیک یا رسول اللہ

ودعا کرد در عسل بنهان برکت وآن قریه الیست از قرای مصر فرمود بارک الله فی عسل بنهان
ومشهور در کتب سیر ذکر ماریه ودلدل است فقط والله اعلم واما حارث بن ابی شمر غسانی بفتح غین معجمه
وتشدید سین مهمله ورسول وی که شجاع بن وهب اسدی بود چون بسر حد شام رسید که حارث
والی آن ولایت بود شنید که بغوطه دمشق بضم غین معجمه رفته است که پیش کشی برای
هرقل که در ایلیا یعنی بیت المقدس بود ترتیب داده است بفرستد شجاع چند روز در غوطه بود اما ملاقات
حارث میسر نشد حاجی بود از حجاب حارث که محبت اسلام در وی متمکن شده بود شجاع بوی متوسل
شده بود تا مکتوب پیغمبر خدا بحارث برساند چند روز گذشت که دیدن او میسر نشد روزی بر آمد
وبر تخت نشست وتاج بر سر نهاد شجاع آمد واورا ملاقات کرد چون مکتوب آن حضرت را بوی رسانید
مکتوب را خواند وبر زمین انداخت وبخشان نامو جبه بر زبان آورده فرمود که اسپان را نعل
بر بندند تا بحرب آن حضرت سواری کند وعزم اشتی بهرقل فرستاد وقصه آمدن مکتوب آن حضرت
وعزم سواری خود بر جنگ محمد علیه السلام فرستاد قیصر گفته فرستاد که چند گاه ازین داعیه بگذر ودپیش
من بیا تا بر مقتضای صلاح وقت عمل نموده آید وچون مکتوب هرقل بحارث رسید شجاع را بخواند
وگفت کی روان میشوی بسوی صاحب خود گفت فردا میروم پس صد مثقال طلا بوی داد در حضرت
کرد وحاجب ذمی از شجاع احوال را شنیده رقت نمود وگریه کرد وگفت که من در انجیل وصف
محمد بدین دستور که گفتی خوانده ام اکنون ایمان می آرم وتصدیق وی میکنم ولیکن از حارث
می ترسم که مرا بکشد وحاجب برای شجاع ضیافتها کرد واکرامها نمود وجامه چند ومقداری از طعام
همراه او گرفت تا توشه راه او گردد وچون شجاع بمدینه آمد وصورت حال بیان کرد آن حضرت
فرمود یا دیلکه هلاک گشت یا هلاک ساد ملک وی پس در سال فتح حارث بدار البوار رفت وملکت
او بجیله بن ایهم غسانی انتقال یافت وبعضے از اهل سیر بر انند که حارث مسلمان شد ولیکن از ترس
قیصر اظهار ننمود همچنان که قیصر را هم میگویند که ایمان آورد ودپنهان داشت والله اعلم والماهوذة
بن حنفی والی یمامه ورسول بود بر سولی وی سلیط بن عمرو عامری بود چون مکتوب آن حضرت صلی الله
علیه وسلم بهوذة رسانید هوذة چون نامه بخواند سلیط را اعزاز واکرام کرد ودر منزل خویش فرود آورد
مضمون نامه این بود که بسم الله الرحمن الرحیم از محمد رسول الله بسوی هوذة بن علی سلام بر کسی

کلام المواہب و در استیعاب آوردہ کہ گفت حاطب چون فرستاد مرا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
بسوی مقوقش ملک اسکندریہ پس دادم او را کتاب رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم پس فرود آورد
مرا در منزل خود و اقامت کردم نزد وی شبہا پس جمع کرد بطارقہ خود را و گفت خبر دہ مرا از یار خود گفتم
آیا ہست وی رسول خدا گفت بلی وی رسول خداست و گفت چہ شد او را کہ دعا نکرد بر قوم خود کہ
برآورد ند او را از بلدہ وی گفتم من چہ شد عیسی بن مریم را کہ گرفتند او را قوم او و بر دار کشید ند و
دعا نکرد تا ہلاک سیکرد خدا تعالی مر ایشان را گفت راست گفتی حکمی آمدہ از نزد حکیم تعالی شانہ و چون
آمد حاطب از پیش مقوقش نزد آنحضرت گفت وی صلی اللہ علیہ وسلم بخیلے نمودہ خست بملک خویش
کہ دنخواہد بود ملک او را بقائی و مقوقش در خلافت عمر خطاب رض وفات یافت و آنحضرت ہدیہ او را در قبول
کرد و از انجملہ ماریہ قبطیہ را بعد از انکہ ایمان آورد تسری نگاہ داشت و بملک یمین تصرف در وی سیکرد
و از وی ابراہیم بن رسول اللہ متولد شد و شیرین را بجبان بخشید از وی عبد الرحمن بن حسان
بوجود آمد تنبیہ از روضۃ الاحباب معلوم میشود کہ ہدایا مقوقش چہار کنیز ک ترکیہ بود یکی ماریہ و
دیگر خواہر او شیرین و خواجہ سرای و استری سفید کہ آنرا دلدل سیگفتند و در از گوشی کہ آنرا غیفر یا یعفور
میخواند و نیزہ و بست قدحامہ و ہزار مثقال طلا و حاطب را صد مثقال طلا و پنج جامہ انعام کرد
پس آن حضرت لذا از انجملہ ماریہ قبطیہ را بر سم تسری نگاہ داشت و بملک یمین تصرف در وی میفرمود
از وی ابراہیم بن رسول اللہ متولد شد و شیرین را بجبان بن ثابت بخشید و حال دو کنیز دیگر چنانک
نام ایشان معلوم نیست و بزو از گوش گاہی سواری سیکرد تا در سفر حجۃ الوداع ہلاک گشت و ہمچنین
گفت در روضۃ الاحباب و در روایات دیگر آمدہ کہ وی خود را بعد از رحلت آن حضرت در چاہے
انداخت بجہت بی صبری بر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آن چاہ قبر وی شد و دلدل برای سواری
خویش اختیار کرد بعد از ان علی مرتضی رض بران سواری سیکرد چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ است

مصرع چہارم علی شاہ دلدل سوار ÷ مراد باین اشتر است و بعد از علی مرتضی حسن مجتبی سوار شد
تا در زمان معاویہ ہلاک شد و گویند دندانہای وی افتادہ بود آنرا در آب تر کردہ بوی میدادند
و حال خواجہ سرای در سال دہم درذکر موت ابراہیم بن رسول اللہ معلوم گردد و در مواہب علی
را زیادہ کردہ کہ از جہان بکسر نون موجدہ بود پس خوش آمد آن حضرت را صلی اللہ علیہ وسلم این عمل

احوال مقوقس

ومضمون نامه او قریب بمضمون نامه هرقل است وچون رسانید حاطب نامهٔ آن حضرت را بوی احترام
واکرام نمود نامه را و در برابر آن سخنان نیکو گفت وحاطب را در خلوت طلبید و آنچه از صفات ونعوت
آن حضرت بود از حاطب شنید همه را بنعوتی که عیسی بن مریم پیغمبر آخر الزمان را بیان کرده بود موافق
ومطابق یافت این همان رسول است که عیسی علیه السلام بقدوم او بشارت داده وبتحقیق غالب
خواهد آمد وی وخواهند گرفت اصحاب وی این دیار را اما ایمان نیاورد واطاعت وانقیاد ننمود جواب
مواجب آورده که چون در آمد حاطب بر مقوقش گفت بتحقیق بود پیش از تو درین ملک مردی که گمان
میرود دعوی می کرد وی گفت انا ربکم الاعلی فاخذه الله نکال الاخرة والاولی پس انتقام کشید
پروردگار تعالی از وی پس عبرت گیر تو بغیر خود تا عبرت گیرد غیر تو بتو پس گفت مقوقش مارا دینی است
که نمی گذاریم آن دین را مگر از جهت دینی دیگر که بهتر است از وی پس گفت حاطب میخوانیم ترا بسوی
دین خدا که دین اسلام است که کفایت میکند بوی خدا تعالی از غیر وی بدرستیکه این پیغمبر خواند
مردم را پس سخت ترین مردم بروی قریش بودند ودشمن ترین مردم یهود ونزدیکترین مردم از وی
نصاری لیکن مروی نیست بشارت موسی بعیسی مگر همچو بشارت عیسی بمحمد علیه السلام ونیست خواندن
ما ترا بسوی قرآن مگر همچو خواندن تو اهل توریت را بانجیل وهر نبی که دریافت قومی او را پس ایشان
از امت او بند پس حق وثابت است بر ایشان که اطاعت کنند آن قوم او را تو دریافتهٔ این پیغمبر را
پس ایمان آر بوی و باش امت او ونهی نمیکنم ما ترا از دین هیچ بلکه امر میکنم ترا بوی پس گفت
مقوقش من فکر ونظر کرده ام درین پیغمبر ویافته ام او را که امر نمیکند بچیزی که نفرت باید کرد از آن
ونهی نمیکند از چیزی که رغبت باید کرد در آن ونمی یابم او را ساحر قتال ونه کاهن کاذب وهنوز نظر
وفکر میکنم پس گرفت نامه شریف آن حضرت را پس انداخت آنرا در حقه از عاج ونگاه داشت
وفرمود کاتب را که بنویسد نامه بجانب آن حضرت مضمونش اینکه محمد بن عبد الله من المقوقش عظیم القبط
اما بعد تحقیق من خوانده ام کتاب ترا وفهمیدم آنچه ذکر کرده تو وآنچه میخوانی بآن وبتحقیق میدانم
من که باقیمانده است پیغمبری که خاتم پیغمبران خواهد بود گمان می برم که خروج وی از شام خواهد بود
وگرامی داشتم رسول ترا وفرستادم بسوی تو ماریه وشیرین که آنها را مرتبهٔ عظیم است از قبط بکسوت و
اهدا نمودم برای تو اشتری را که سوار شوی بر آن والسلام زیاده نکرد مقوقس بریں والسلام نیاورد انتهی

فرمود که امروز بمنزل خود باز گردید و فردا بیائید تا به بینیم چه میشود چون رسولان از مجلس شریف بیرون آمدند یکی گفت که اگر پیش ازین ما را در مجلس درشتی حوف آن بود که از مهابت هلاک گشتی دیگر گفت که در همه عمر من هرگز این نوع هیبت بر من مستولی نشده بود که امروز در مجلس او یافت معلوم میشود که موید بتائیدات الهی است و کار او کار خدای است چون رسولان روز دیگر بخدمت شریف آمدند فرمود بصاحب خود یعنی باذان خبر برید که پروردگار من دوشش ملک ترا یعنی خسرو پرویز را بقتل آورد و هفت ساعت که از شب گذشته بود پسرش شیرویه را بر وی گماشتند تا شکم وی را شگافته و این شب سه شنبه بود دهم جمادی الاخره سنه سبع من الهجره همچنین آن حضرت بفرستادگان باذان فرمود که بصاحب خود بگویند که قریب است که دین من در مملکت کسری ظاهر گردد و اگر تو مسلمان شوی آنچه در تحت و تصرف تست بتو بگذارم و ترا بر ابنای فارس حاکم گردانم پس رسولان رخصت انصراف یافته از مدینه مطهره بیرون آمدند و چون بیمن رسیدند آنچه از حضرت رسول صلی الله علیه وسلم شنیده بودند بباذان رسانیدند و آنچه در مجلس مشاهده نموده بودند گفتند باذان پرسید که او را حارسان و نگاهبانان هستند و آنچه در مجلس شریف مشاهده نمودند گفتند نی تنها در بازارها و کوچها تردد میکند باذان گفت بخدا سوگند آنچه در وی نقل می کنید بکلام ملوک نمی ماند و تصور من آنست که پیغمبری است مرسل و در نبوت او هیچ قیلی نیست هیچ یکی از ملوک در ایمان بوی بر من سبقت نگیرد و همدرین اثنا مکتوب شیرویه پسر پرویز بباذان رسید مضمون آنکه کسری اعیان و اشراف فارس را بی جریمه و خیانت می کشت و سنگ تفرقه در میان جماعت عظماء این دیاری انداخت از جهت من او را کشتم و مردم را از شر وی نگاه داشتم باید که اطاعت من نمائی و مردم را بمتابعت و مبایعت من بخوانی و اصلا تعرض بآن صاحب دولت که در زمین عرب و عجم دعوی نبوت میکند ننمائی تا آن زمان که فرمان من در شان وی بتو رسد باذان چون بر این قصه وقوف یافت بی تاخیر و توقف از سر صدق و اخلاص کلمه شهادت بر زبان آورده و جمیع مردم من فارس که دران مملکت بودند با وی موافقت نموده بدولت ایمان مشرف گشتند باقی احوال فارسیان بعد از حکومت شیرویه معامله وی با آنحضرت از کتب تواریخ باید جست و اما مقوقش بضم میم و فتح قاف اولی و سکون واو و کسر قاف ثانیه و سین مهمله والی مصر و اسکندریه و رسول بسوی حاطب بن ابی بلتعه که صحابی مشهور است

واز جملہ عقلا و شجعان فرس بود یا شخصے دیگر از فرس خرخرہ نام کہ وی نیز میان فارسیان امتیازے
داشت برای تفتیش و تحقیق احوال پیش آن حضرت فرستاد و نامہ نوشت کہ بمرافقت این دو مرد نزد
کسرے کہ ترا طلب کردہ است پس آن دو مرد بطائف رسیدند و در انجا از صنادید قریش مثلاً ابو سفیان
و صفوان بن امیہ وغیرہما بودند از ایشان احوال شریف آن حضرت استخبار نمود گفتند کہ وی در شرب
می باشد و خوشحال شدند کہ محمد یا بادشاہی مثل کسرے در افتادہ امید است کہ مہم وی بدلخواہ ما خواہد شد
القصہ آن دو مرد بعد از وصول مدینہ بہ مجالس مقدس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رسیدند
و آغاز سخن کردند و گفتند کہ شاہنشاہ کسری بباذان کہ ملک یمن است نامہ نوشتہ است مضمونش آنکہ ترا
مصحوب معتمدان خویش نزد او فرستد و ملک باذان ما را بجہت آن فرستاد کہ ترا بدار الملک خسرو بریم کہ ہمراہ بالطوع و رغبت
بیائی باذان عذر خواہی بملک الملوک بنویسد تا از جریمہ تو در گذشتہ عفو کند و اگر ابا و امتناع آرے
سطوت و صولت کسری ترا معلوم است و میدانی کہ وی چطور پادشاہی است ترا و قوم ترا ہلاک
گرداند و بلاد و دیار ترا خراب کند پس مکتوب باذان بحضرت دادند چون بر مضامین و حکایات
مزخرفہ ایشان اطلاع یافت تبسم فرمود و در روایتی آمدہ کہ این بابویہ و خرخرہ سوارہای زرین
بر ساعد ہای خویش کردہ و جامہا از دیبا پوشیدہ و میان خود را بکمرہای زرین و سیمین بستہ
ریشہا تراشیدہ و سبلتہا گذاشتہ کہ لبہای ایشان پوشیدہ بود چنانکہ روش مجوس است آمدہ بودند
حضرت چون ایشان را بان ہیئت دید مکروہ داشت و فرمود وای بر شما کہ امر کردہ است شما را
باین وضع و کہ فرمودہ است شما را کہ ریش تراشید و شوارب بگذارید و گفتند پروردگار ما یعنی کسری
رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود لیکن پروردگار من مرا فرمودہ کہ لحیہ بگذارم و شوارب پست کنم
پس فرمود بنشینید پس آن ہر دو برادر آمدند آنحضرت را ایشان را باسلام خواند و بثواب و عقاب
ترغیب و تربیت نمود و گفتند ای محمد برخیز و روی براہ آر تا ترا پیش ملک الملوک بریم و اگر تخلف
کنی شاہنشاہ عجم کمعرب را بجال خود نگذارد یا ہمہ را باکشد یا جلای وطن فرماید و مردی است کہ
این دو کافر ناپاک ہر چند کہ جرات میکردند ولی ادب سخن میگفتند اما مہابت مجلس عظیمت نشان
نبوت چنان در ایشان تاثیر کردہ بود کہ بند بند ایشان میلرزید و نزدیک بود کہ از ہم گسلد از تکلیف
برامدن کہ میکردند معاف داشتہ برآن آمدند کہ آن حضرت مکتوبی در جواب نامہ باذان ارسال فرماید

مسلمانان در زمان ابو بکرؓ و عمرؓ او ست یا پسر او و اظہر آنست کہ او ست کذا فی فتح الباری واللہ اعلم
واما کسری بادشاہ مذاہین بکسر کاف و فتح آن و سکون سین یکے مصغر معرب خسرو کہ لقب بادشاہ فرس است و کسری
دران وقت پرویز بن ہرمز بن نوشیروان بود و گویند کہ نوشیروان بود و این سخن خطاست چہ نوشیروان
در وقت ولادت حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم بود چنانچہ بر زبانہا مشہور است کہ ولدت
فی زمن الملک العادل و نزد محدثین این صحیح نیست و چون درست باشد وصف مشترک بعدل
وحال آنکہ شرک عظیم است قال اللہ تعالی ان الشرک لظلم عظیم و میگویند کہ مراد بعدل اینجا سیاست
رعیت و دادستانی و فریاد رسی است کہ اہل عرف آنرا عدل میخوانند اما جریان اسم عادل بر زبان
سید انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ بعید است و رسول عبد اللہ بن حذافہ سہمی بود کہ صحابی قدیم
الاسلام است و از مہاجرین سابقین اولین است منسوب بسہم بن عمرو بطنی است از قریش امر
کرد کہ برساند آنرا بحاکم بحرین و برساند وی بکسرے و مضمون نامہ این است بسم اللہ الرحمن الرحیم
از محمد رسول اللہ بجانب کسری بزرگ فارس سلام بر کسیکہ اتباع راہ راست نماید و بگرود بخدا و رسول
و گواہی دہد کہ خدا یکی است و محمد بندۂ او ست و رسول وی میخوانم ترا باسلام بدرستی من رسول
خدایم تمام مردمان تا بیم دہم و ترسانم و الزام حجت نمایم بر کافران مسلمان شو تا سلامت مانی و
اگر ابای کنی و سرکشی نمائی بدرستیکہ وبال مجوس بر تو خواہد بود گویند کہ چون بوی مکتوب شریف رسید
گفت محمد بمن ہمچنین مکتوب می نویسد و حال آنکہ او بندہ و رعیت من است و میداند آن سگ کہ
او بندہ خاص خداوند تعالی است کہ او را اولی و سید تمام بندگان خود ساختہ است و گویند کہ گفت
نام خود را بالاتر از نام من نوشتہ است و نمیداند آن جاہل کہ روش مکتوب ہمین است کہ من
فلان الی فلان و نام او بالای عرش نوشتہ اند و توجہ باشی و نام تو چہ باشد پس بر شقاوت آن کافر
پارہ کرد نامہ شریف را و ہذیانات گفت و التفات نمود بعبد اللہ بن حذافہ و جواب مکتوب شریف
نوشت چون این خبر بحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسید فرمود مزق کتابی مزق اللہ ملکہ پارہ کردن آن
کافر کتاب مرا پارہ سازد خدا تعالی ملک او را بعید اذان بباذان کہ از قبل وی حاکم یمن بود نوشت
کہ چنین شنیدہ میشود کہ شخصے از مردم حجاز در دیار عرب دعوی پیغمبری میکند باید کہ دو مرد معتمد علیہ
از پیش خود بفرستی تا او را بستہ پیش من آرند باذان بحکم وی قہرمان خود را کہ بابویہ نام داشت

مضمون نامہ کسری
نوشتہ شد ۱۲ منہ

تو گفتی در کتاب خویش خوانده و دانسته ایم و هیچ شبهه در نبوت او نداریم پس صفاطر برخاسته بکینه آمد و گفت ای معشر روم بدانید که از احمر عربی مکتوبی باآمده است و در آن مکتوب ما را بدین حق دلالت فرموده و حقیقت رسالتش چون آفتاب روشن است گواهی میدهید که خدایکی است و احمد بنده و رسول اوست نصاری چون این شهادت از صفاطر استماع نمودند او را بطعن و ضرب شهید ساختند پس وجیه باز گشت و احوال گذشته را بهرقل باز گفت وی گفت من با تو نگفتم که از نصاری میترسم والله صفاطر نزد قوم خویش از من بزرگتر و اهل روم بیشتر اعتقاد و داشتند بوی از روی بصحت رسیده است که چون خبر صفاطر بهرقل رسید از بیت المقدس به حمص آمد که دار السلطنه وی بود و عظمای روم را پیش خود طلبید و در و سکره که داشت در آورد و سکره قصری گردوی خانها باشد مثل قریه صغیره و فرمود تا درها را بستند آنگاه خود بغرفه از غرفهای آن قصر برآمد و گفت ای گروه روم اگر رغبت هست شما را که فلاح و رستگاری در راه راست یابید و ثابت و مدام ماند ملک شما پس متابعت نماحمد یابن پیغمبر که برخاسته است رومیان چون این سخن از وی شنیدند متفرق شدند و بگریختند و رم خوردند چنانکه گورخر رم خورد و روی بطرف درها نهادند پس در و ا بسته دیدند هرقل چون نفرت آن جماعت دید و از ایمان ایشان مایوس گشت گفت ایشانرا باز گردانید چون باز گشتند تسکین ایشان کرد و گفت من این سخن را که گفتم آزمایش صلابت شما در دین شما میکردم و دانستم که شما ثابت اید پس همه راضی شدند و سجده کردند و بیرون آمدند و بخاری در صحیح خود میگوید که این بود آخر کار هرقل و اختلاف کرده اند علماء که هرقل مسلمان رفت از دنیا بانی بعضی برانند که دینار را بر عقبی اختیار کرد و بشرف اسلام مشرف نشد چنانکه از حدیث صحیح بخاری ظاهر شد بعد از دو سال ازین تاریخ در غزوهٔ موته با مسلمانان جنگ کرد و بسیاری از ایشان در آن جنگ شهید شدند چنانکه بیاید انشاء الله تعالی و نیز آمده است که تجهیز جیش کرد بسوی تبوک و قتال کرد و جمعی برانند که احتمال دارد که پنهان ایمان آورده باشد و بجهت خوف هلاک خود و زوال ملک این معاصی را اظهار ننموده باشد ولیکن در مسند امام احمد بن حنبل مروی گشته که از تبوک بجعفر بن نوشت که من مسلمانم آن سردر فرمود دروغ میگوید بلکه وی بر نصرانیت خود است والله اعلم و نیز اختلاف دارند اهل اخبار که آنکه آورده اند او را

دعوی غدر میکند یعنی عهدی که در جنگ وغیر آن با کسے میکند میشکند گفتم نے گفت که پیغمبران چنین
می باشند که غدر نمیکنند زیرا که غدر از طالب دنیا می آید وانبیا علیهم السلام طالب دنیا نیستند ابوسفیان
میگوید که این حرف زیاده کردم که درین ایام میان ما ووی صلحے واقع شده وعهد وپیمانی میگوید
نتوانستم که درمیان این سخنان سخنے که استناد منقصت ازان لازم آید در گنجانم مگر این سخن بطریق
امکان واحتمال وبخدا سوگند که هرقل التفاتے باین کلمه نکرد ودانست که این احتمال است که
از پیش خود برانگیخته است وپرسید مقاتله میان شما واو واقع شده یا نی گفتم آری گفت چگونه
است حال مقاتله گفتم گاهے او بر ما غالب می شود یعنی در بدر وگاهی ما بر وغلبه میکنیم یعنی در احد
گفت حال انبیا چنین بود که گاهی مغلوب میگردند بغلبه دشمن اما عاقبت دولت ونصرت ایشانرا
باشد وپرسید چه چیز امر میکند وی شمارا گفتم میگوید بپرستید خدائے یکتای بی همتا را وهیچ چیز را
باوی شریک نگردانید وترک دهید انچه پدران شما می گفته اند ومیکرده اند وامر میکند ما را بنماز وروزه
وصدقه وصدق وعفاف وصله رحم گفت اینها که یاد کردی همه از صفات حمیده وسمات مرضیه
پیغمبران است عجب است که هرقل از ابوسفیان اینهم بپرسید که پس چرا شما اطاعت نمیکنید او را وایمان
نمی آرید شاید که ایمن را میگفت که بر خلاف پدران ما امر میکند ولیکن هرقل این حرف نگفت
زیرا که می دانست که ایشان کافر معاندند وگویند که هرقل مکتوب آنحضرت در حریر پاره پیچیده
در صندوق نگاه داشت وآن مکتوب در اولاد او بود بادشاهی از خانه ایشان نه برامد بعد ازان
گفت قیصر بابی سفیان که انچه جواب گفتی تو از صفات محمد اگر مطابق واقع باشد عنقریب برین
مملکت استیلا یابد وفرمانروای این دیار گردد ومن یقین میدانستم که پیغمبرے باین اوصاف مبعوث
خواهد گشت ولیکن مشخص نمیدانستم که از قوم شما خواهد بود واگر بدانستمی وتوانستمے که بوی میرسم همه
سعی وکوشش مینمودم تا باین سعادت فایز می گشتم آورده اند که هرقل وحیه را در خلوت برد وگفت
والله من میدانم که وی پیغمبر مرسل است واوست که منتظر او بوده ایم ودر کتب آسمانی صفت
ونعت او خوانده ایم ومیترسم که اگر متابعت او کنم رومیان قصد هلاک من کنند بعد ازان هرقل
وحیه را پیش شخصے دیگر فرستاد که در رومیه می بود وضعاطر نام داشت ومقتدای نصاری وامام
دین عیسے بود چون وحیه پیش او رفت او نیز گفت بخدا سوگند که محمد برحق است واو را بصفتے که

چنانکہ جد او کہ امیہ است یا جد آن حضرت کہ عبد المطلب بن عم است امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف
عبد المطلب کہ ہاشم بن عبد مناف پس ہرقل مترجمش خود خواند و یاران مرا در قفاے من نگاہ داشت
و با ترجمان گفت کہ یاران او را بگو کہ من از ابو سفیان چیزے چند از احوال او میپرسم خواہم پرسید
اگر در جواب خلاف واقع گوید شما تکذیب او کنید ابو سفیان گفت بخدا سوگند اگر نہ حیا داشتے
کہ از من دروغ نقل کنند بر می بستم من چیزہا بر محمد راست گفت ابو سفیان عداوت و خلافی
کہ وی بجناب رسالت تقاضاے ہمین میکند کہ دروغہا بر می بست ایہم تکلف کرد و گفت حیا
مانع شد حیا خبر شعبۂ ایمان است و آن خود نبود مرا و خوف و رسوائی و فضیحت پیش مردم بود ہرقل
او را بر گماشتہ بود کہ اگر دروغ گوید بمن خبر کنند کہ سزاے او بدہم ترس این بود و گرنہ مانعی دیگر نبود
بعد ازان ہرقل از من پرسید کہ اہل و نسب این مرد در میان شما چگونہ است گفتم وی میان ما
نسب شریف عظیم است چہ بنی ہاشم در میان عبد مناف شریف و عظیم بودہ اند چہ در حدیث
آمدہ است کہ حق تعالے برگزید از اولاد ابراہیم اسمعیل را و از اولاد اسمعیل قریش را و از میان
قریش ہاشم را و از اولاد ہاشم عبد المطلب را پس من گزیدہ ترین برگزیدہ گانم گفت ہرقل
ہمچنین است انبیا و رسل شریف النسب میباشند تا از متابعت ایشان ننگی و عاری بمتابعان
ایشان لاحق نگردد و پرسید کہ ہیچکس پیش ازوی از قوم قریش دعوے نبوت کردہ گفتم
نی گفت اگر کسے دعوی نبوت کردہ بودی تو ہم آن بودی کہ میگفتم کہ تقلید نبی میکند کہ پیش ازوے گفتہ اند
و پرسید ہیچکس از پدران وی پادشاہ بود گفتم نہ گفت اگر بودی می گفتیم مردی است کہ ملک
پدر خود میخواہد و نبوت را وسیلہ ساختہ طلب مملکت پدر خود میکند پرسید اقویای مردم پیروی او
میکنند یا ضعیفان و فقیران گفتم فقیران گفت ضعیفان و فقیران ہمیشہ متابعان انبیا میباشند
و پرسید کہ متابعان وی روز بروز زیادہ میگردند یا کم می شوند گفتم زیادہ می گردند ہمچنین است
کار ایمان بتدریج زیادہ میگردد تا بحد کمال برسد و پرسید ہیچکس از دین وی میگذرد و برمیگردد
از جہت مکروہ داشتن دین متین وی گفتم نی گفت ہمچنین است حلاوت ایمان چون در دل در آید
و با جان آمیختہ گردد بیرون نمی آید و پرسید کہ آیا مردم او را متہم بدروغ بستہ اند پیش از انکہ این
دعوی کند گفتم نی گفت پس روا نباشد کہ دروغ بر خلق برنہ بندد و بر خدا دروغ بندد و پرسید کہ

چیزے معلوم او شد کہ بسبب آن تغیرے کلی در ذات وی پیدا شد و خبیث النفس و منکر الہیئت
برخاست مقربان وی ازوی پرسیدند کہ امروز ترا مکدر و محزون می بینیم سبب چیست گفت
دوش از اوضاع فلکی چنان ظاہر شد کہ ملک اختان ظہور کردہ است یعنی پادشاہ قومی کہ
ایشان ختنہ کردن است پیدا شدہ است و نزدیک است کہ دست تسلط ایشان بر نواحی مملکت
ما دراز گردد و بر اہل این بلاد استیلا یابد آیا کدام قوم است کہ ختان طریق ایشان است گفتند کہ
درین عصر یہود ند کہ ختان میکنند پس حکم کرد ہر جا کہ یہود یابند بقتل رسانند در خلال ایں حال
بسمع قیصر رسانیدند کہ شخصے از عرب آمدہ است کہ حکایتی غریب و قصہ عجیب از حوادث ایام کہ
در بلاد عرب سمت ظہور یافتہ نقل میکند کہ عبارت از ظہور نور نبوت و احوال شریف آن حضرت
است صلی اللہ علیہ وسلم و تحقیق نمودند کہ این شخص مختون است ہرقل گفت برمن از دلیل
نجومی ظاہر شدہ ظہور ملک ہمین جماعت است درین میان وجیہ نامہ شریف کہ مصحوب عدی بن
حاتم از بصری آوردہ بود بہرقل رسانید مضمون نامہ آنکہ بسم اللہ الرحمن الرحیم از محمد بن عبد اللہ
بندۂ خدا و فرستادۂ وی بسوے ہرقل عظیم روم سلام بران کسیکہ پیروی ہدایت راست نماید اما بعد
بدرستیکہ من میخواہم ترا بکلمۂ اسلام مسلمان شو تا بسلامت باشی و بدہد ترا خدا تعالی مزد دو بار
و اگر پشت دہی در و گردانی ازین سخن و دین مرا قبول نکنی بدرستے بر تو خواہد بود گناہ مزارعان

در عایا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ و لا نشرک بہ شیئا و لا یتخذ بعضنا
بعضا ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون و چون ہرقل بر مضمون نامہ شریف
آنسرور علیہ السلام اطلاع یافت از ہیبت آن عرق از پیشانی او روان شد فریاد و فغان از مجلس
وی برخاست بارکان دولت خود گفت تفحص نمایند کہ در مملکت من ہیچکس از قوم این مرد کہ
دعوی نبوت میکند ہست تا حقیقت حال او را استکشاف نمایم اتفاقاً ابو سفیان بن حرب بعد از صلح
حدیبہ بتجارت شام رفتہ بود او را در غزہ کہ بتحریر الشان بود یافتند بہ حکم ہرقل بہ بیت المقدس
بردند ابن عباس رضی اللہ عنہما از ابو سفیان نقل میکند کہ گفت چون در آوردہ شدیم بارگاہ قیصر پرسید
کہ کدام یکی از شما یان مرد از روی قرابت نزدیکتر است گفتم من نزدیکترم بوی و وی پسر عم من است
و این سخن از وی بظاہر راست نیست مقصود آنست کہ این نسبت در میان آباء و اجداد ما ثابت است

وخالد بن سعد بن العاص را وکیل ساخت تا وی بزنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم داد وچہار صد مثقال طلا
مہر گردانید وہمہ اجران را کارسازی نمودہ در وکسی با عمرو بن امیہ ضمری بمدینہ روانہ کرد آوردہ اند کہ
نجاشی حقہ از عاج طلبید وہر دو مکتوب را پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دران حقہ مضبوط ساخت ونگاہ داشت
وگفت ہمیشہ درمیان اہل حبشہ خیر وبرکت بود تا مادام این دو مکتوب شریف درمیان ایشان باشد
وگویند کہ نامہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در دست بادشاہان حبشہ تا الکنون باقی است وتعظیم
واحترام آن بجامی آرند وصاحب مواہب لدنیہ گفتہ کہ این نجاشی صحیح است کہ ہجرت کردند بسوی او
مسلمانان سال پنجم از نبوت ونوشتہ بود آن حضرت نامہ در سال ششم از ہجرت ومرد در سنہ تاسع
نماز گذارد برای آن حضرت در مدینہ واما نجاشی کہ والی شد بعد از وی وبسوی او ہم نامہ نوشت
ودعوت کرد معلوم نشدہ است اسلام او ونہ نام او خلط کردہ اند میان این دو نجاشی وتمیز
نمودہ واز صحیح مسلم نقل کردہ کہ رسول خدا نوشت نامہ بسوی نجاشے واین نجاشی است کہ نماز گذارد
بروی انتہی واللہ اعلم اما ہرقل مشہور بکسر ہا وفتح راو سکون قاف است وبسکون راو کسر قاف
غیر دیگو ینند نام قیصر روم است در قاموس میگوید کہ وی اول کسے است کہ سکہ نامیزد واول کسیکہ احداث بیعت کرد ورسولے
بسوی وی دحیۂ کلبی بود بفتح دال وکسر آن کہ صحابی مشہور است وجبرئیل علیہ السلام بصورت وے
متمثل میگشت جمال بارع وحسن فایق داشت وحکم چنان بود بدحیہ کہ نامہ را بحاکم بصری بفتح
باو سکون صاد کہ قریہ ایست از قری شام برسانی ووی کسے را تبو ہمراہ میکند تا بہرقل برسد پس
دحیہ رضی اللہ عنہ بموجب حکم عالی متعالی متوجہ گشت وچون بصری شام رسید حارب بن ابی شمر کہ بزرگ
آن خطہ بود عدی بن حاتم طائی را مصاحبت وی ساختہ بدار السلطنت ہرقل روانہ ساخت اتفاقا
ہرقل دران اوان بزیارت بیت المقدس رفتہ بود بجہت نذری کہ کردہ بود کہ چون دست تعرض خسرو
کہ پرویز از بعضے ممالک روم کہ در حیطہ تصرف ایشان در آمدہ بود کوتاہ کرد ورومیان بر فارسیان غالب
آیند از قسطنطنیہ روم پای برہنہ بر بیت المقدس رود ودر مسجد اقصی نماز گذارد وعبادت کند
چون روم بر فارس غالب آمد چنانکہ سابقا اشارتے بآن گذشتہ است فرمود تا در راہ بساطہا
می انداختند وبروی گل وریاحین میریختند پای بران نہادہ باین طریق تا بیت المقدس
رفتہ بود وفاے نذر قیام نمود وہمران سال کہ در بیت المقدس بود بیشی بنظر در احکام نجوم کردہ

تا آن نامه را بر خواند مضمون نامه راجع با ینمعنی بود بسم الله الرحمن الرحیم از محمد رسول الله بسوی
نجاشی ملک حبشه بدرستیکه من حمد و ثنا میفرستم بسوی تو مر خداوندی را که بادشاه برحق و بی نیاز
مطلق و پاک از نقایص و عیوب سالم از کل آفات و عیوب مصدق پیغمبران خویش آیات و
معجزات و امان دهندهٔ بندگان خود از فزع قیامت و رساننده ایشان بدرجات و غالب بر تمام
اشیاء و جبار و متکبر و دانا ست و گواهی میدهم که عیسی روح الله و کلمهٔ اوست که القا فرمود
آن کلمه را بمریم بتول طیبه حفیه و آبستن گشت وی بعیسی پس آفرید خداوند تعالی عیسی را از روح
خود و در وی دمید در وی همچنان که آفرید آدم علیه السلام را بید قدرت و در وی دمید در وی از روح خود انا بعد
بدرستی من میخواهم ترا بدین اسلام و تحقیق فرستاده ام بسوی تو پسر عم خود را جعفر بن ابیطالب
و مسلمانان که با وی بودند باید که تکبر و تجبر بگذاری و بنصیحت مرا بسمع قبول بشنوی و در ربقهٔ
اطاعت و انقیاد در آئی و السلام علی من اتبع الهدی نجاشی کلمه طیب و شهادت بر زبان
راند و گفت اگر من توانستی بملازمت شریف او رفتمی و خود را بسعادت حضور مشرف ساختمی
و جواب نامه آنحضرت نوشت باین مضمون بسم الله الرحمن الرحیم بمحمد رسول الله از نجاشی
ملک حبشه سلام و رحمت و برکات خداوند تعالی بر تو ای پیغمبر خدا که هیچ الهی سزاوار الوهیت
غیر او نیست و راه نماینده منست باسلام اما بعد تحقیق نامه شریف تو بمن رسیده انچه یاد کرده
عیسی را بر رب آسمان و زمین علیه السلام که هیچ زیاده بران نیست و در روایتی زیاده نیست بر آنچه
که میان خسته خرما قشره اوست و تحقیق دانسته بودم حقیقت شریعت ترا که آورده و گرامی
داشته ام پسر و عم ترا و یاران ترا و گواهی میدهم که تو رسول خدائے و راست گوئی و پیغمبران
گذشته و کتب سابقه تصدیق تو نمودند و من بیعت کردم با تو بوسیله پسر عم شریف تو و اسلمت
علی یدیه و الحمد لله رب العالمین و فرستادم نجدمت شریف تو پسر خود را ارهی بن اصحم و اگر
فرمائی اے رسول خدا من نیز نجدمت تو آیم و گواهی میدهم که انچه تو میگوئی حق و صدق است
و السلام علیک یا رسول الله و منقول است که سید رسل صلی الله علیه وسلم مکتوبی دیگر بنجاشی
نوشته بود مضمون آنکه ام حبیبه دختر ابوسفیان را که از مهاجرت حبشه است برای ما بخواهد و بهدیه
سطهره روانه سازد و جماعهٔ مهاجران حبشه را بفرستد پس نجاشی حبیبه را برای آن سرور خطبه کرد

مضمون نامه دوم آنحضرت بنجاشی

مضمون نامه دیگر آنحضرت بنجاشی

درامان باشد و مارا بوی هیچ کار نبود پس خواجه کاینات علیه افضل الصلوات و اکمل التسلیمات
کس فرستاد و ایشان را پیش خود طلبید و بروایتی آنکه مکتوبی بابو بصیر نوشت که با جماعت خویش توجه
بسوی ما نمای چون مکتوب حضرت رسالت پناه بسید ابو بصیر در حالت نزاع بود نامه رسول را
بدست گرفت و بر سر و چشم نهاد و جان بحق تسلیم کرد رضی الله عنه و عن جمیع اصحاب رسول الله صلی الله
علیه وسلم پس ابو جندل او را غسل داد و تجهیز و تکفین نموده آنجا دفن کرد و نزدیک قبر وی مسجدی
بنا کرد و با یاران بمدینه آمد و درین سال آن حضرت رسل و مناشیر بملوک آفاق و سلاطین اکناف
و اطراف فرستاد و بعض اهل سیر بر انند که این ارسال در محرم سال هفتم بود ظاهرا چون در
آخر سال ششم و اول سال هفتم بود باراده در سال ششم بود و ارسال در هفتم بوجود آمد یا بعضی
در ششم بود و به بعض دیگر در هفتم اشتباه یافت والله اعلم و چون خواست آنحضرت صلی الله علیه وسلم
که باین ملوک فرمان صادر گرداند گفتند مردم که ایشان نامه را که مهر ندارد اعتبار نمی نهند و نمیخوانند
پس برای آن حضرت انگشتری ساختند از طلا و از اصحابه هم هر کرا دست رس بود برای خود
انگشتری از طلا ساخت پس جبرئیل آمد و گفت که مردان را پوشیدن طلا حرام است پیش انگشتری
از دست مبارک بیرون کرد و صحابه نیز انداختند و فرمود که از نقره بسازند که حلقه و نگین هم از نقره
بود و نقش و نگین محمد رسول الله بود الله سطر سوم و رسول سطر دوم و محمد سطر اول باین صورت
از ملوک که آن حضرت نامها بجانب ایشان نوشت یکی نجاشی بود بادشاه حبشه و هرقل
بادشاه روم و کسری بادشاه مداین و مقوقس والی اسکندریه و حارث بن ابی شمر غسانی حاکم
شام و هوذة بن علی حنفی و والی یمامه این شش کس اند که بسوی ایشان نوشت و بعضی از اهل
سیر هفتم منذر بن ساوی حاکم بحرین را گفته اند و گفتند که هر رسولی را که بسوی هر ملکی فرستاد
حق تعالی زبان او را بآن رسول الهام نمود و این معجزه بود از معجزات آن حضرت صلی الله
علیه وسلم اما نجاشی بفتح نون و بکسر آن نیز گویند و تخفیف جیم و تشدید آن خطاست تخفیف با و
تشدید آن نیز آمده نام او اصحمه بفتح همزه و سکون صاد مهمله بن الحر است و رسول بسوی او عمرو
بن امیه ضمری بود بفتح ضاد معجمه و سکون میم از سعادتمندان بود چون نامه حضرت بوی رسید
احترام نمود از تخت فرود آمد و بر زمین نشست و نامه را بتعظیم گرفته ببوسید و بر چشم نهاد و فرمود

گفت بمن ده تا بمنم عامری از سر غفلت شمشیر بدست ابو بصیر داد ابو بصیر بیک ضرب مهم او را
کفایت کرد کوثر جان بتکپا بیرون برده بمجلس شریف رسید چون حضرت او را از دور بدید فرمود
ایمرد ی است که ترسی دیده است و هولی کشیده چون نزدیک آمد عرض کرد که یا رسن بقتل آمده
و من نیز در معرض تلف و ابو بصیر نیز شمشیر عامری را حمائل کرده و بر رحله او نشسته همان ساعت
بمدینه رسید و متوجه مجلس مقدس گشت و گفت یا رسول الله تو از عهده عهد بیرون آمدی
و با ایشان وادی و مهم مرا حق عز و جل از ایشان خلاصی داد حضرت فرمود ویل ابی بصیر حربه کان
له احد یعنی این ابو بصیر افروزنده و گرم کننده جنگ است اگر باشد کسیکه امداد و اعانت او کند
مرا و را این سخن مشعر است ابو بصیر را بقرار دشیر است یا آنکه جمعی از اهل اسلام که در مکه محبوس
و ممنوع اند بوی لاحق شوند و چنین گفته اند شراح در میان معنی این عبارت و بر بین معنی مراد
مذمت و تعییر او نیست بلکه مراد تعجب است یا آنکه عجب مردمردانه راست اگر کسی نصرت و اعانت
او کند کاری میتوان کرد چنانکه واقع شد متضمن مدح است و ظاهر سوق حدیث و مقتضی مقام ناظر
بران ست که مراد سرزنش و شکایت او باشد که عجب منهج جنگ و باعث فتنه است اگر باشد
کسی بدامان او را که رجوع بسوی مکه کند و نزد ما نیاید و بگریزد که بودن او پیش ما باعث غدر فتنه
و جنگ است یکی کسی هست که او را بگیرد و باز سپارد بقریش و درین تلقین و تعلیم تزاحم است فافهم
ابو بصیر چون این سخن را از حضرت شنید که او را باز خواهد فرستاد از مسجد بیرون رفت و روی بگریز
آورد تا بساحلی دریا آمد بمنزلی که آنرا عیص گویند و آن ممر کاروان قریش بود وقتی که تجارت
شام میرفتند پس مردم بروی گرد آمدند و هر که از اهل مکه مسلمان میشد پیش او می آمد و مجتمع میشدند
و گویند که امیر المومنین عمر رضی الله عنه با ابو جندل پسر سهیل بن عمر که در حدیبیه پیش آنحضرت
مسلمان آمد و حضرت او را بپدرش پس داد پیام فرستاد و بقبضه ابو بصیر اعلام کرد ابو جندل نیز
از پدر گریخته پیش ابو بصیر آمد تا جمعی کثیر بهم رسید قریب بسیصد کس و هر کاروان کافران که بشام میرفتند
سر راه ایشان گرفته و اهل قافله را کشته اموال و اشیا میگرفتند چنانکه قریش از انمعنی به تنگ
آمدند و از کرده خود پشیمان گشتند و ابو سفیان بن حرب را به نزد آن حضرت فرستادند و سوگند بخدای
رحیم دادند که آن جماعت را به نزد خود طلب کنی که ما این شرط را برانداختیم هر کس که از ما نزد تو بیاید

تمر که نزدیک وہی بود انداخت اصحاب از دحام نمودہ موہائے از یکدیگر ربودند امام عامر گوید من بسیار
سعی نمودم تا چند تار از ان موی بدست آوردم و نزد من بود تا آنرا برائے بیماران می شستم و غسالہ آنرا
بایشان میدادم و شفا می یافتند و مدت اقامت لشکر اسلام در حدیبیہ قریب بیست روز بود او چون
آن حضرت مراجعت نمود بمنزل ضجنان و بروایتی بکراع الغمیم رسیدہ سورۂ انا فتحنا کہ جامع حصول مقاصد
دینی و دنیوی و کمالات ظاہر و باطن است نازل شد پس آنحضرت صحابہ را فرمود امشب بر من سورۂ
نازل شدہ کہ دوست تر میدارم آنرا از ہر چہ آفتاب طلوع کند بر ان پس خواند بر ایشان انا فتحنا لک
را پس تہنیت کرد آن حضرت اصحاب را و تہنیت کردند اصحاب آن حضرت را و سابقا گذشت کہ مراد باین
فتح نزد زمرۂ از مفسرین صلاح حدیبیہ است کہ میدا د و مقدمۂ فتوحات کثیرہ و فیوضات عظمی است
و تقریر ایں معنی بتفصیل مبین گشت و جمعی دیگر بر انند مراد فتح مکہ است و بعضی فتح خیبر مراد داشتہ اند و اگر چہ
این فتحہا بوجود نیامدہ و بوقوع نہ پیوستہ از جہت تحقیق آن بصیغۂ ماضی ذکر کردہ اند چنانکہ عادت
لسان عرب و روش قرآن مجید است واللہ اعلم و از غرائب این قصہ است قصۂ ابو بصیر بفتح
باء و کسر صاد و علبۃ بن اسد بفتح ہمزہ و کسر سین مہملہ ثقفی حلیف بنی زہرہ کہ چون رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم صلاح کرد و از سفر حدیبیہ بمدینہ آمد ابن ابی بصیر مسلمان شدہ از مکہ گریختہ در ہفت روز
پیادہ نزد آن حضرت آمد کفار قریش دو مرد را بر طلب وی فرستادند یکی از بنی عامر کہ نام او معلوم
نشدہ است و دیگری کوثر نام کہ ملازم او بود بہ جانب آن حضرت مکتوبی فرستادند کہ محمد باید بر مقتضائے
صلاح کہ در حدیبیہ مقرر شدہ است ابو بصیر را باز گرداند ابی بن کعب نامہ مشرکان بر آن حضرت
خواند پس آن حضرت ابو بصیر را باز گردانید و بتسلیم ایشان نمود ابو بصیر گفت یا رسول اللہ مرا بسوئے
مشرکان میفرستی رسول گفت فرمود این قوم با ما عہد کردہ اند کہ تو میدانی و کار ما عذر نیست برو خدا ترا
گشایشے در کار تو خواہد کرد و فرجی و مخرجی پیدا آورد پس آن دو مشرک او را گرفتہ بجانب مکہ روان شدند
و چون بذی الحلیفہ منزل ساختند ابو بصیر لشکر اللہ عنہ بمسجد کہ آنجا ست در آمد و دو رکعت نماز بگذارد
و توشۂ راہ کہ با خود داشت پیش خود نہاد و آن دو ہمراہ را نیز پیش خود طلبید تا با ہم بنشستند و
انسی بگیرند ابو بصیر نام و نسب عامری پرسید و گفت این شمشیر تو چیز خوب مینماید عامری
از نیام بر کشید و گفت چنین است کہ تو میگوئی من بارہا این شمشیر را آزمودہ کار فرمودہ ام ابو بصیر

فرمود که اکنون برخیزید و شتران هدی خود را بکشید و سر خود را بتراشید و از احرام برآیید و از بس که وحشت وملال از رجوع باعتماد بایشان راه یافته بود هیچ یکی از صحابه برنخواست و بامتثال امر قیام ننمود آن حضرت صلی الله علیه وسلم خشم آلوده بخیمه ام سلمه درآمد و از توقف صحابه در امتثال امر شریف شکایت فرمود ام سلمه گفت یا رسول الله ایشانرا معذور دار که بر ایشان امر عظیم گذشته است ایشان دل برفتح مکه شریف نهاده بودند و جزم کرده که عمره خواهند برآورد و با وجود فقدان مطلوب تو با قریش صلح کردی و هرچه ایشان از تو خواستند قبول نمودی اگر خاطر اشرف برانست که یاران بخود تراشند و حلق نمایند تو برخیز و با هیچ یکی سخن نگوی و شتران خود را نحر کن و سر مبارک خود را حلق فرما چون ایشان ببینند که این چنین کردی ایشان را از متابعت چاره نماند و همه آن کنند که تو کردی پس آن حضرت از خیمه ام سلمه بیرون آمد و حلق کرد صحابه نیز کردند اما حال ایشان از غم واندوه بجای رسیده بود که خود را هلاک کنند و بکشند پس بعضی حلق کردند و بعضی تقصیر آنحضرت فرمود صلی الله علیه وسلم اللهم اغفر المحلقین پس بعضی گفتند و المقصرین یا رسول الله سه نوبت آن حضرت فرمود اللهم اغفر المحلقین و اصحاب می گفتند و المقصرین بار چهارم فرمود و المقصرین پس تجویز کرد باظهار زیادت فضل حلق آورده اند که شتر ابوجهل که در میان شتران حضرت بود مشرکان خواستند که اورا نگاهدارند سهیل بن عمر که مسبب و مرتب صلاح بود ایشانرا از ان منع فرمود و گفت اگر اینچنین میخواهید صد شتر در عوض او بدهند شاید که قبول کند پس صد شتر بحضرت عرض کردند قبول نکرد و فرمود اگر آن شتر مسمی نمودی التماس شما قبول نمودمی و عجب که این بدبختان این را داخل شرائط نداشتند اما شاید که نپذیرد و گویند مقصود آن حضرت از ذبح شتر ابوجهل لعنت الله علیه غیظ کفار و شکست خاطر ایشان بود آورده اند که آن حضرت بیست شتر را که یکی از آنها شتر ابوجهل بود بدست مبارک خود نحر کرد و باقی را به ناجیه بن جندب داد تا بمکه برده در مرده ذبح کرد و گوشتها را بر فقرا و مساکین آنجا قسمت نمود بعضی گفته اند که مجموع شتران هدی را که در حدیبیه نحر فرمودند و از انجاست که نزد شافعی نحر در حرم شرط نیست ما حنفیه میگویند که حدیبیه بعضی او حل نیست و بعضی حرم و آورده اند که چون از مهم قربانی و سر تراشیدن و موی کم کردن فراغ یافتند حق تعالی باوی تند فرستاد تا موهای مسلمانان را بمکه برده در حرم پراگنده ساخت و حضرت موهای سر مبارک خود را بر درخت

وجواب داده اند از قضیه حدیبیه که قصه یکی است و کاتب علی ست رضی الله عنه و بتحقیق تصریح کرده اند
در حدیث مسور بن مخرمه که اصل است در باب صلاح حدیبیه چنانکه در صحیح بخاری آورده علی نوشت
رضی الله عنه این حرف را بامر آن حضرت پس نکته در قول راوی که گفت پس گرفت آن حضرت کتاب
را و گفت بنما مرا جاے آن کلمه را که امتناع آورده علی محو کردن آنرا انسب که آنرا محو کند نه که بنویسد بجاے
او پس گوید در قول وی و کتب حذف است تقدیر کلام آنست محو کرد آن حضرت و داد با علی پس
نوشت علی پس کتب بمعنی آمد بکتابت باشد و این کثیر است در کلام چنانکه در کتب علی قیصر والی
کسرے و بر تقدیر حمل حدیث بر ظاهر لازم نمی آید از کتابت وی اسم شریف را در ان روزی که
نوشتن داند که عالم گردد بکتابت بعد ازوی و بیرون آید از بودن او امی زیرا که بسیاری از ان
کسانی که نوشتن نمیدانند میشناسند صور بعضی کلمات را و میدانند وضع آنها بدست خصوصاً در
اسماء و بیرون نمی آیند باین مقدار از امی بودن چنانکه بسیاری از ملوک همچنین می باشند و احتمال
دارد که جاری شده باشد دست او بکتابت در ان هنگام با وجود عدم علم بکتابت پس بیرون
آمد بر وفق مراد بر طریق اعجاز در خصوص آن وقت و بیرون نیامد باین از بودن وی امی و
باین جواب داد ابو جعفر سمنانی که یکی از ائمه اصول است و تبعیت کرده است او را این جوزی
ذکر کرده است اینهمه را گفت بنده مسکین عبد الحق بن سیف الدین خصه الله
بمزید العلم و الیقین که اگر سخن در خصوص کتابت اسم شریف بدست مبارک درین مجال خلاف
تنگ است و ظاهر عبارت حدیث هم ناظر درین است چه حصول آن بطریق معجزه منافی بقاے
امیت که مدار اعجاز و برهان نبوت بر انست نیست و اگر گویند که امیت و عدم وجود خط و کتابت
تا تحقیق نزول قرآن و اقامت حجت و چشم ماده شبیه باشد و بعد ازان اگر حاصل شود وجود پذیرد
ضرری ندارد و در ورطه شک و ارتیاب نمی افگند این سخن محل نظر است زیرا که اگر این چنین
شود عود میکند شبهه و بگوید معاند که وی سید است خط و کتابت را و لیکن میپوشید در
قرآن که میفرماید و ما کنت تتلو من قبله من کتاب و لا تخطه الآیه برای معاند چه سود کند و شیخ ابن
حجر گفته که حق آنست که معنی کتب امر بکتابت است و الله اعلم **وصل** و چون کتابت صلحنامه
باخر رسید و جمع از اعیان صحابه و بعضی مشرکان نیز گواهی خود را نوشتند آن حضرت با صحاب

وصل

که نوشت آن حضرت بدست مبارک خود بعد ازانکه نمیدانست نوشتن را پس تشنیع کردند بروے
علماء اندلس در زمان وی و نسبت کردند اورا بکفر و زندقه بسبب قولی که مخالف نص قرآن است
در نبمعنی گفت یکی از علماء ایشان این شعر شعر برمت خمس شری دنیا بآخرته + وقال
ان الرسول قد کتبا + و گفتند که خدا تعالے منزه و مبرا ساخت رسول خود را صلی الله علیه
وسلم از خط و کتابت و خواند او را نبی اے و گردانید آنرا برهان نبوت وی و گفت در او ما کنت تتلوا
من قبله من کتاب ولا تخطه بیمینک اذا لارتاب المبطلون پس اثبات کتابت برای آنحضرت
موجب ابطال اینها که بران باشد و موجب کفر گردد و چون این مناظره و مجادله در میان علما
بمیان آمد جمع کرد ایشان را امیر وقت و استظهار کرد ماحی را بر ایشان بانچه نزد امیر بود از علم
و معرفت و گفت این منافی قرآن نیست بلکه ماخوذ است از مفهوم قرآن زیرا که تقیید کرده است
نفی را بما قبل ورود قرآن و چون متحقق گشت امیت وی صلی الله علیه وسلم و متقرر شد بان معجزه
وی حاصل شد من ازشک وارتیاب دران مالغی نیست که عارف گردد بکتابت بعد ازان
بی تعلیم و این معجزه دیگر است مر آنحضرت را صلی الله علیه وسلم و ذکر کرده است ابن وحیه
که جماعه از علماء را فریفته موافقت کردند ماحی را در نیمغنے و از جمله علماء شیخ او بود ابوذر که یکی از
رواة صحیح بخاری است و ابو الفتح نیشاپوری و دیگران از علماء آن وقت و احتجاج کردند
بعضی از ایشان بانچه روایت کرده است ابن ابی شیبه از طریق مجالد از عون بن عبد الله
که گفت مامات رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی کتب و گفت مجالد که ذکر کردم این مقاله را
نزد شعبی پس گفت شعبی راست گفته است عون و تحقیق شنیده ام من کسے را که گفته است این را
و گفته است قاضی عیاض که وارد شده است آثار و اخبار که دلالت میکند بر معرفت آن حضرت
صلی الله علیه وسلم حروف خط را و حسن تصویر آنرا مثل قول آن حضرت مر کاتب خود را نیه قلم را برگوش
خود که این یاد دهنده تر است مر ترا و گفت مر معاویه را که می نوشت برای آن حضرت سینه را
سیاهی را و محرف دار قلم را و تمام کن بار را و تفریق کن سین را و گردن میم را و وی گفته است که
بینما اگرچه اثبات نمی کند نوشتن آن حضرت اما دور نیست که داده شد او را وضع کتاب زیرا که
داده شده است وی علم هر چیزے را صلی الله علیه وسلم و جواب داده اند جمهور بضعیف آمین احادیث

نبی صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ باید و شاید و صحبت و خلوت ندا شتند بکسی کہ بداند و تعلیم کند و
اطلاع بخشد باحوال و صفات وی صلی اللہ علیہ وسلم محقق و مفصل و چون واقع شد صلح
حدیبیہ مخالط شدند کفار مسلمانان و آمدند بمدینہ و مطلع شدند بر احوال شریف وی و اصحاب وی
و میخواند قرآن را تحاشی بر کفار و مباحثہ و مناظرہ میکردند بی ملاحظہ و رفتند مسلمانان بمکہ و خلوت
داشتند با اہل و عیال خود و یاران و دوستان خود و نصیحت کردند ایشانرا و شنیدند اہل کہ
احوال شریف او را و معجزات ظاہرہ و آثار بینہ او را و اعلام نبوت او را و حسن سیرت و جمال
طریقت او را پس پیدا شد در دلہای ایشان محبت آنحضرت و مایل شد بواطن ایشان بایمان
و احکام آن و بودند ایشان پیش از نیکہ بشنیدند خبر مضربات اہل کفر و طغیان و مخترعات نفس
شیطان را پس اسلام آوردند میان صلح حدیبیہ و فتح مکہ جمع کثیر و حاصل کردند میلان باسلام
و اہل آن تا طالع شد نور فتح مکہ و ساطع گشت برہان دین و بودند عرب غیر قبائل
قریش در بواد ے کہ موقوف داشتہ بودند اسلام خود را بر فتح مکہ و اسلام
اہل آن و چون فتح شد مکہ و اسلام آوردند قریش ظاہر شد مصدق قول حق سبحانہ اذا جاء
نصر اللہ و الفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا و مبدا این امور و فتوح صلح حدیبیہ
بود و پیش جماعہ از مفسرین مراد بفتح در قول وی سبحانہ انا فتحنا لک فتحا مبینا ہمین قصہ حدیبیہ است
با اقوال دیگر کہ سابقا مذکور شد و اختلاف کردہ اند علما آیا جائز است صلح با مشرکان برانکہ رد کردہ
شود بسوی ایشان کسیکہ مسلمان آید قومی میگویند کہ جائز است بنا بر قصہ ابی جندل و ابی بصیر
و جمعی میگویند جائز است و آنکہ واقع شدہ است منسوخ است و ناسخ او حدیث انا بریء من مسلم
بین المشرکین و قول حنیفہ انیست و نزد شافعی تفصیل است میان عاقل و مجنون و صبی این
دو را کردہ نشوند و عاقل کردہ شود تنبیہ سابقا اشارت کردہ شد کہ اختلاف است میان علماء
سیر و تواریخ کہ کتابت کرد آن حضرت نام شریف خود را چنانکہ خواستند قریش بدست مبارک
خود با امر کرد علی را کہ بنویسد تمسک کردہ اند از فرقہ اول بظاہر حدیث کہ فرمود آن حضرت بعلی
بنما مر اجای آن کلمہ را یعنے محمد رسول اللہ را پس بنمود علی پس محو کرد رسول خدا آنرا و نوشت محمد
بن عبد اللہ را و با ینجانب رفتہ است ابو الولید باجی کہ از عظمای علمای مغرب است و دعوی کردہ

علیہ وسلم ظاہر کردو فتح مکہ میسر شود و مسلمانان مسجد حرام درآیند نقل است از عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہ گفت درآمد در اندرون
در دل من امر عظیم و مراجعت کردم با حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہرگز مثل آن نکردہ بودم و رفتم بتزد رسول و گفتم کہ آیا تو
پیغمبر حق نیستی فرمود بلی ہستم گفتم نہ ما بر حقیم و مخالفان ما بر باطل گفت بلی گفتم پس چرا این مذلت و حقارت پشیم و
باین طور صلح نمودہ باز گردیم آن حضرت فرمود ای پسر خطاب بدرستے کہ من فرستادۂ خدایم و بفرمانے
وی نمیکنم و وی ناصر و معین من است او مرا ضایع نخواہد گذاشت و از نجا معلوم شد کہ این قضیہ
بوحی واقع شدہ نہ برائے و اجتہاد عمر گفت رضی اللہ عنہ گفتم یا رسول اللہ نہ تو ما را وعدہ کردے
کہ زود باشد کہ بمکہ رویم و طواف خانہ کعبہ بجای آریم فرمود آرے کردم و لیکن نگفتم کہ امسال
ای عمر غم مخور کہ تو بزیارت کعبہ خواہی رسید و طواف خواہی کرد گفت عمر پس ہمچنان حزین
واندوہگین از پیش آن حضرت برخاستم و نزد ابو بکر صدیق رفتم ہمان حکایت کہ بعرض حضرت
رسانیدہ بودم با وی نیز گفتم و ہمان جواب کہ آن حضرت گفتہ بود از ابو بکر نیز شنیدم و این
حکایت دلیل ست بر کمال علم و فور صدق و یقین صدیق اکبر متابعت دارد بحدیث ما اصبت
اللہ فی صدری شیئا الا وصیب فی صدر ابی بکر رضی اللہ عنہ و در روایتی آنکہ صدیق بعمر گفت
ای مرد بر رو دست در رکاب او زن ہیچ اعتراض مکن کہ وی فرستادۂ خدا ست و ہر چہ کند
بوحی کند مصلحت دران باشد مرخدا ناصر اوست و از نقول عمر بر سبیل استکشاف و استفسار بود نہ
بر سبیل شک و انکار حاشا و باوجود می گفت وی رضی اللہ عنہ عمری است کہ از وسوسہ شیطان
و کید نفس کہ دران روز در خاطر من گذشتہ بود استغفار میکنم و باعمال صالحہ از صوم و صلات
و اعتاق و تصدقات توسل میجویم تا کفارت آن برائے من گردد نقل است کہ در مدت
صلح حدیبیہ چندان مشرک مسلمان شدند کہ برابرے میکرد از ابتدا بعثت تا حین مصالحہ
را و صدیق اکبر گفت کہ ہیچ وقتی و فتحے در اسلام برابر صلح حدیبیہ نبود اما در ادراک عقل
آن معنی نمیرسد و آن سرے بود میان او و پروردگار او و لیکن بندگان تعقیل نمیتوانند بخدا
عزوجل و علا از عجلہ منزہ و مبرا است و صاحب مواہب کہ مصالحہ مترتبہ بر ین صلح و ثمرات
باہرہ و فوائد متظاہرہ آنست کہ عاقبت آن فتح مکہ است و اسلام اہل آن و دخول ناس
در دین خدا زیرا کہ کفار پیش از صلح مختلط نبودند مسلمانان و ظاہر نبود نزد ایشان احوال و اوصاف

سهیل گفت ما رحمان را نمی شناسیم و در روایتی گفت اما الرحمن الرحیم پس نمی شناسیم ما آنرا بنویس
باسمک چنانکه بیشتر مے نوشتی و متعارف و معهود در جاهلیت در عنوان مکاتب است نوشتن این کلمه
نبود بسم الله الرحمن الرحیم از وضع دین اسلام است پس مسلمانان گفتند والله ما نمی نویسیم مگر
بسم الله الرحمن الرحیم پس فرمود آن حضرت یا علی بنویس باسمک اللهم علی رضی الله عنه بفرموده
آن حضرت همچنین نوشت باسمک اللهم و این مناقشه سهیل است زیرا که مضمون هر دو کلام یکی است
و در انچه کفار خواستند مفسده نیست بر تقدیر است که ابتدا بنام اصنام و طواغیت ایشان میکردند
بعد ازان فرمود هذا ما قاضی به محمد رسول الله و علی این را نوشت سهیل گفت تا اقرار برسالت تو
نداریم و الله اگر ما دانستیم که تو رسول خدائی ترا از زیارت خانه او منع نمیکردیم بنویس محمد بن عبد الله
سید کائنات فرمود من هم محمد رسول الله ام و هم محمد بن عبد الله بنویس محمد بن عبد الله
و محو کن لفظ رسول الله را و بنویس بجای آن بن عبد الله علی مرتضے فرمود نمی نویسم من هرگز دو صفت
رسالت محو نسازم و آمده است که علی صحیفه از دست بنهاد خشت و دست به شمشیر برد و این امتناع
علی از محو لفظ رسول الله نه از باب ترک امتثال است که مستلزم ترک ادب است بلکه عین امتثال
و ادب و ناشی از غایت عشق و محبت است پس شنید آن حضرت نامه را از دست علی و محو کرد لفظ
رسول الله را و نوشت بجای آن بن عبد الله بدانکه ظاهر عبارت حدیث درین است که این لفظ را
آن حضرت بدست شریف خود نوشت و بعضی میگویند که مراد آنست که امر کرد بکتابت آن چنانکه
آمده است کتب الی قیصر و کتب الی کسری و این مجاز متعارف است در زبان عرب و کلام
درین باب طویل است و در آخر مبحث بران تنبیه کنیم و صاحب معارج النبوة می آرد که آنحضرت
فرمود که ای علی ترا هم در وقتی این چنین معامله پیش خواهد آمد و میگویند که چون در قضیه صفین
بر صلح قرار یافت در صلحنامه نوشتند که این کتابت مصالحه امیر المومنین علی است با معاویه بن
ابی سفیان معاویه گفت که لفظ امیر المومنین محو بسازند و بنویسند علی بن ابی طالب اگر من او را
امیر المومنین دانم با او مقاتله نکنم و مطاوعت و متابعت او نمایم پس علی گفت صدق رسول الله
همچنانکه معاویه میگوید بنویسند و آورده اند که روز صلح حدیبیه صحابه بغایت اندوهناک و محزون
گشتند یکی بجهت آنکه در تصور ایشان آن نیامده بود که همدرین سال نتیجه خواب این حضرت صلی الله

امرے است کہ صلح بران قرار یافتہ اورا بمن سپارد و سوی ما باز گردان حضرت فرمود ما از کتابت صلحنامہ ہنوز فارغ نشدہ ایم و این شرط بعد از وقوع صلح و تمامی اوست و مکابرہ و مجادلہ نمودہ گفت پس اگر این را نمی کنی صلح نمیکنم برہیچ امری و میان ما و شما صلح نیست باز گفت آن حضرت این یکی را برای خاطر من مستثنی دار و مسامحہ ورز گفت نمی کنم فرمود بکن گفت نمیکنم ہر چند آن حضرت مبالغہ کرد سہیل بجہت قساوت و عداوت کہ بجہت اسلام با پسر پیدا کردہ بود قبول نکرد و مکرز بن حفص باوجود غدر و فجور کہ داشت گفت کردیم سہیل قبول نکرد پس آنحضرت ابو جندل را بوی پس داد گفت بارے وی را تعذیب و ایذا نکن مکرز ضمان امان او شد ابو جندل گفت ای گروہ مسلمانان مرا بمشرکان می سپارید و من مومن و مسلمان آمدہ ام و پناہ بشما آوردہ شما میدانید کہ از کافران چہ آزارہا و عذابہا بمن رسیدہ است رسول خدا فرمود ای ابو جندل صبر کن و دل خوش دار و اعتماد بر کرم الٰہی کن کہ ترا فرجی و مخرجی پیدا خواہد گشت محالا با این جماعت شرطے در میان آمدہ و عہدی شدہ غدر کار ما نیست صبر کن فان الصبر مفتاح الفرج و این علما دو وجہ گفتہ اند یکی آنکہ در صبر است کہ او ست کہ اجر و ثواب نقد است و حصول آن غنیمت است باقی اگر عمل بر خصلت کند و تقیہ در دین جائز است دیگر آنکہ پدر ہر چند دشمن شود و بمہری و رود علاقہ نمیرود و تا ہلاک نمیرسد لہذا عمر بن الخطاب ابو جندل را باعث شد بر قتل پدر بتصریح و تعریض و تحریض نمود بران و گفت این مشرکان نجس اند و خون ایشان چون خون سگ ست تو پدر خود را بکش از وی قتل پدر نیاید بخیلی و رزید در کشتن وی و ہلاک وی از پدر نیز بوجود نخواہد آمد و بالجملہ بعد از تقریر و تمہید اثبات شرائط صلح و احضار آلات و ادوات کتابت آنحضرت اوس بن خولی انصاری را کہ مہارتے در صنعت کتابت و خط داشت طلب نمود تا بکتابت عہد نامہ قیام نماید سہیل گفت ای محمد باید کہ این نامہ پسر عم تو علی ابن ابیطالب نویسد و ظاہر این بنا بر بن خواہد بود کہ احق و اولی معاملہ مروا و مصالحہ و معاہدہ و نقض آن عصبات و اہل اویند و لہذا از برای خواندن سورۂ توبہ کہ در وے نقض عہد و توبہ منافقان است بعد از فرستادن ابو بکر برائے حج گذاردن بر امیر حاج ساختن وی علی را فرستاد چنانکہ گذشت و در روایتی آمدہ با عثمان و عثمان نیز از عصبات است و داماد آن حضرت است پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی را طلبید و فرمود بنویس بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد بن مسلمہ آوردہ بود آن سرور ہمان زمان بایشان لطف نمود و ہمہ را بمکہ باز فرستاد و باین آیت
آمدن عثمان رضی اللہ عنہ در وقتی شد کہ آن حضرت بعد از وقوع صلح و فراغ از کتاب صلح نامہ سہیل
بن عمرو را نزد خود نگاہ داشت کہ تا عثمان نیاید تر امینگذاریم پس وی بقریش نوشت کہ عثمان را
بفرستید تا من خلاص یابم پس عثمان آمد و سہیل را رخصت کردند کذا فی المواہب اللدنیۃ و صل
بعد ازان خویطب بن عبد العزی و مکرز بن حفص و سہیل بن عمرو تمہید بساط مصالحہ کردند اول
چیزیکہ گفت سہیل این بود کہ امسال از ینجا برگردی و سال دیگر آمدہ عمرہ بگذاری و دہ سال
میان ما و شما صلح باشد محاربہ و مقاتلہ و جدال مرتفع گردد و ببلاد و دیار و یکدیگر ما امن و سلامت
آمد و رفت کنند و بیکدیگر تعرض ننمایند و خلیفان و چشم عمدان و یکدیگر را تعرض نرسانند و مشہور
اینست کہ مدت مصالحہ دہ سال بود چنانکہ در کتب سیر مذکور است و ابو داؤد از حدیث ابن عمر
روایت کردہ و ابو نعیم در سند عبد اللہ بن دینار آوردہ کہ چہار سال بود و ہمچنین آوردہ حاکم در
مستدرک کذا نقل صاحب المواہب اللدنیۃ و نیز شرط کردند کہ سال آیندہ ہم کہ بیایند زیادہ بر سہ روز
نباشند و شمشیر ما را در جلباب نہند بضم جیم و سکون لام و بعضے بضم جیم و لام گفتہ اند ان ازچرم کہ نہادہ
شود در وی شمشیر یا در نیام و شرط دیگر عجیب شنیع آنکہ ہر کہ از ما بی اذن ولی خود پیش شما بیاید
او را پیش ما باز فرستید اگرچہ مسلمان باشد و ہر کہ از شما پیش ما بیاید او را باز نفرستیم مسلمانان
ازین شرط تعجب کردند و گفتند سبحان اللہ چگونہ باز فرستیم کسی را کہ مسلمان آمدہ باشد در روایتے
آمدہ کہ چون سہیل ذکر این شرط کرد حضرت فرمود ہمچنین باش عمر گفت یا رسول اللہ باین معنے
راضی میشوی آن حضرت تبسمی فرمود و گفت یا عمر ہر کہ از ایشان بنزد ما مسلمان آید و ما او را
باز گردانیم خدا تعالی او را فرجی و مخرجے روزی گرداند و ہر کہ از ما اعراض کند و سوی مشرکان رود
ما را بادی ہیچ کار نیست وی بصاحبت کفار سزاوار است و این شق جزو وقوع آن کم میباشد
و کمتر واقع شد و شق اول وقوع یافت و لیکن آنرا عاقبتی بخیر و معاملہ جمیل بوجود آمد چنانکہ از
قصۂ ابو بصیر کہ در آخر قضیہ مذکور خواہد شد بوضوح خواہد پیوست در اثنای ایخال ابو جندل
پسر ان سہیل بن عمرو کہ پیش ازین مسلمان شدہ بود و پدر او را محبوس ساختہ و مقید داشتہ
با بند گران کلمۂ شہادت گویان خود را در میان مسلمانان انداخت سہیل گفت ای محمد این اول

در وقتی که جلیس باز گشت و با قریش گفت این جماعه را از زیارت خانهٔ کعبه منع کردن سزاوار نیست
مکرز ابن حفص از قریش دستوری خواسته بلشکر اسلام در آمد و چون از دور پیدا شد حضرت فرمود
این مکرز ابن حفص است که می آید و وی مردی حاجر است و در روایتی مردی غادر است پس متکلم در آمد با آنحضرت و در
اثنای آنکه تکلم میکرد ناگاه در آمد سهیل بن عمرو آنحضرت فرمود سهل امرنا آسان شد کار ما و در روایتی آمد سهیل گفت اکنون
بتحقیق آسان شد مر شما را کار شما و مکرز بن حفص و خویطب بن عبد العزی نیز همراه سهیل بودند
ولیکن مدار کار بر سهیل بود و این سهیل بن عمرو روز بدر اسیر شده بود در میان کفار و خطیب
قریش بود پس گفت عمر بن الخطاب رضی الله عنه یا رسول الله بکش و دندانهای او را تا بعد ازین
بر تو خطبه نخواند فرمود آن حضرت امید است که وی در مقامی بایستد و خطبه خواند که محمود باشد
وی اسلام آورد بعد از فتح مکه و مقامی که خبر داد آنحضرت بایستادن و خطبه خواندن وی
دران مقام و محمود بودن او دران آن بود که چون رفت آن حضرت از پیغام مختلف گشتند مردم
در مکه و مرتد گشتند بعضی پس ایستاد سهیل و خواند خطبهٔ خلافت ابو بکر را که گویا که می شنود ابو بکر
خطبه را و تسکین داد مردم را و باز داشت ایشان را از اختلاف وفات یافت در سنه ثمانی عشره
در طاعون عمواس در زمن عمر بن الخطاب و باقی نماند از نسل او ابو جندل پسر وی که ذکر
او بیاید نیز دران طاعون مرد القصه آمد سهیل بن عمرو نزد آن حضرت برای تمهید بساط صلح
و نخست گفت یا محمد جماعتی از ما که در قید شما اسیرند اطلاق کن ایشان را و آنچنان بود که پنجاه
نفر بودند از ایشان که در روز حدیبیه بر لشکر اسلام گماشته بودند تا قیاس کنند لشکر اسلام
را و شاید که کسی از مسلمانان بجنگ هم افتد اتفاقاً این پنجاه نفر را محمد بن مسلمه و جمعی که آنحضرت
همراه او کرده بود دستگیر ساخته نزد آن حضرت آورده بودند و حضرت حکم بقید ایشان کرده بود
چون سهیل آن اسیران را باز طلبید حضرت فرمود که شما اصحاب مرا یعنی عثمان و ده نفر و دیگر از مهاجران
که بمکه رفته اند و شب با نگاه داشته اند بفرستید تا من اسیران شما را باز دهم پس خویطب بن عبد العزی
و مکرز بن حفص به اتفاق سهیل کسی را بمکه فرستادند تا اصحاب محمد را که در مکه محبوس داشته اند
باز فرستند تا این اسیران خلاص شوند پس عثمان بن عفان و آن ده کس دیگر باز آمدند و چنین
آورده است در معارج النبوة و در روضة الاحباب گفته است که آن پنجاه کس را از کفار قریش که

مبنی بران است که آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نرمے میکند و عذر میخواہد که قصد محاربہ نمی کند و اگر بر شدت و محاربہ آمد ہمین ساعت جان ایشان می برآید چنانکہ در آخر قصہ ظاہر خواہد شد پس ابان بن سعید بن العاص عثمان را بتجیل و تعظیم نمودہ بر مرکوب خویش نشاند و خود در ردیف شد و عثمان را بمکہ برد و ذو النورین پیغام رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بابو سفیان و جمعی از صنادید قریش کہ باقوم بیرون نیامدہ بودند رسانید و ایشان را نیز درین سخن با قوم موافق یافت خواست کہ مراجعت نماید پس برای نگاہداشت خاطر عثمان گفتند اگر خاطرت بخواہد برخیز و طواف کن عثمان گفت رضی اللہ عنہ من طواف نمیکنم تا رسول خدا طواف نکند مشرکان ازین سخن عثمان درہم شدہ و در خشم آمدہ عثمان را حبس نمودند و گویند کہ چون عثمان بمکہ روان شد یاران میگفتند خوشا وقت عثمان کہ بمکہ رفت و زیارت خانۂ کعبہ خواہد کرد رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود گمان من بعثمان آنست کہ بی ما طواف نکند مصرعہ فردوس چکار آید گر یار نباشد ✤ و در بعضی روایات آمدہ کہ دہ کس دیگر از مہاجران نیز باجازت آن حضرت بمکہ رفتند و چون مدت اقامت عثمان رضی اللہ عنہ در مکہ بتطویل انجامید در میان لشکر اسلام خبر انتشار یافت کہ عثمان را بادہ نفر دیگر کہ بمکہ رفتہ بودند اہل مکہ بقتل رسانیدند آن حضرت ازین خبر بسیار ملول شد پس پشت مبارک بدرخت نہاد و صحابہ را بہ بیعت دلالت کرد کہ ثابت قدم باشند و اگر جنگ واقع شود روی نگردانند و قرآن مجید ازین بیعت باین آیت خبر میدہد کہ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الآیہ ازینجہت این بیعت را بیعۃ الرضوان گویند و در حدیث آمدہ است کہ در نیابد مار احیچ یکے کہ بیعۃ الرضوان را حاضر شد در روایتی ہر کہ حاضر شد حدیبیہ را و ہمچنین در شان اہل بدر و احد وارد شدہ و درین بیعت آنحضرت بدست چپ خود اشارت کرد و فرمود کہ این دست دست عثمان است پس دست راست خود را بر دست چپ نہاد و از قبل عثمان با خود بیعت کرد و مانانکہ حکمت الٰہی تعالیٰ شانہ در انتشار خبر قتل عثمان کہ باعث بر اخذ بیعت شد آن بود کہ چون قریش خبر این بیعت شنیدند ترسی و وہمی در دل ایشان راہ یافت کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجنگ با ایشان خواہد ایستاد و ایشان ہلاک و مستاصل خواہند گشت پس مضطر شدند و صلح اختیار نمودند و سہیل بن عمرو را کہ خطیب ایشان بود برای این مہم فرستادند و در روایتی آمدہ کہ پیش از آمدن سہیل بن عمرو

قریش آمد و گفت یاران من بعجاب محمد را دیدم که شتران را اشعار و تقلید کرده اند و قصد زیارت
بیت الله دارند مصلحت نمی بینم که ایشان را ازان منع کنید قریش حلیس را درین قضیه مومن
دانسته حمل بر نادانی و ساده لوحی او نمودند و از غایت قساوت و شقاوت گفتند ای حلیس
تو مرد اعرابی امور ملکی را نمیدانی حلیس ازین سخن ایشان را خشمناک شد و گفت ای قریش ما
با شما موافقت نمی کنیم در انکه قاصدان زیارت خانه کعبه را منع کنیم بآن خدائی که نفس حلیس
در قبضه قدرت اوست اگر شما محمد را از طواف کعبه باز دارید من با تمامه اجابیش از شما
و گردان می شویم قریش عذر خواهی نموده و دلداری و تسکین داده گفتند بگذاری حلیس ما را
تا بد لخواه خویش با محمد صلح کنیم و آورده اند که چون از جانب قریش مردم آمدند و سعی ایشان
در رفع قساوت قریش و شدت این اشقیا سود نکرد آن حضرت نیز خواست که کسی را بفرستد
که در ینباب سعی کند نخست مردی را فرستاد که نام او خراش بن امیه کعبی خزاعی بود او را
شتری داد تا ایشان را دلنشین گرداند که آمدن آن حضرت برای زیارت کعبه و برآوردن
عمره است نه محاربه و قتال چون بر قریش رسید ایشان شتر او را پے کرده و بر قتل وی بجهت
گشتن قوم وی که در مکه بودند او را حمایت نموده خلاص ساخته و بجانب رسول صلی الله علیه
وسلم فرستادند پس خواجه عالم روی بعمر خطاب آورد و فرمود که ترا بمکه باید رفت و معقول
ساخت که ما داعیه جنگ نداریم و بزیارت عمره آمده ایم عمر گفت رضی الله عنه یا رسول الله
بر حضرت روشن است که عداوت قریش با من درجه درجه است و شدت و غلظت من
با ین قوم در چه مرتبه اگر بر من دست یابند بیشک مرا زنده نگذارند و از مکه بنی عدی کسی
نیست که مرا از شر ایشان حمایت کند و صیانت نماید اگر عثمان بن عفان را فرستی مناسب تر
مینماید که وی بنزد قریش عزیز تر است و اقارب و عشائر او در مکه بسیار اند پس عثمان را طلبید
که بجانب مکه برود باقی سفیان و صنادید قریش را از نامی الضمیر آن حضرت اعلام نماید پس
عثمان رضی الله عنه بفرمود آن حضرت متوجه مکه شد و در منزل بلدح بمشرکان رسیده پیغام
آن حضرت را بایشان رسانید و کفار برهمان جهل و تعصب خود مصر و مستمر که ما نگذاریم
که محمد را بگذاریم که زیارت بیت الله کند سبحان الله چه جاهلانند اینهمه جهل و شدت ایشان

کنند چون آب دہن مبارک بیندازد در کف یکی از اصحاب او آید بر رخسارۂ خود مالد و چون کاری فرماید که از دست ادنی کسے کفایت کند بزرگترین قوم بدان مبادرت نماید و چون در حضور او سخن کنند آواز پست کنند و چون وی سخن کنند در وی نگاه تیز نکنند و از غایت احترام و تجلیل در روی مبارک وی نگاه نتوانند کرد و چون وضو سازد بر سر آب وضو منازعت کنند چنانکه نزدیک ست که کشته شوند چون موی از محاسن شریف و سر وی بیفتد آنرا تبرکے برگیرند و بغنیمت و تبرک آنرا نگاه دارند و حالاتے که مشاهده نموده معلوم کرده بود همه را بتفصیل باز راند دیگر احوال اصحاب از شجاعت و مردانگی و یکجهتے و تجانب و تودد بیکدیگر بیان کرد که زیاده بران متصور نباشد و گفت بخدا سوگند لشکرے دیدم که روی از شما نگردانند یا جمله کشته شوند یا بر شما غالب آیند غزوه چون عاقبت کاری بر ایمان و مردی پخته و کاردان و قدر شناس بود و آنقدر تعصب کرد که دیگر مشرکان را بود نداشت انچه دیده بود بحکم واقع بیان کرد اما تعجب و تحیر او در نگاه داشت اصحاب ادب را چنانکه بندگان بادشاهان دارند بلکه زیاده بران نظر بظاهر روش اهل عالم بود و هنوز بے مدرک معنی رسالت و قدر و مرتبۂ آن نبرده بود و اگر آنرا جای تعجب و تحیر نبودی و با وجود آن در نصیحت قریش و صلاح دید وقت کافی بود و لیکن این اشقیا هنوز بر سر حرف خود ایستاده بودند گفتند این سخنان ناصحانه بگوش ما در نمی آید ما بر عزیمت جازحه ایم که امثال محمد و یاران او را در مکه نمیگذاریم و بزیارت خانۂ کعبه رانیدیم حالا برگردند و در سال آینده بیایند چون سعی غزوه و آمد و رفت وی در تاسیس صلح بجائے رسید مردی دیگر از جانبش که او را حلیس بجاوسین مهملتین بر صیغه تصغیر میگفتند بقصد ملاقات حضرت نبوی برخاست و از قریش اجازت خواست و قریب لشکرگاه اسلام آمد آن حضرت فرمود صلی الله علیه وسلم که این مرد از قومے است که تعظیم بدن بسیار میکنند شتران قربانے را از جای برانگیزانند و در نظر وی در آرند پس یاران لبیک گویان باستقبال حلیس آمدند چون این حالت مشاهده کرد و دانست اهل زنار نه اهل قتال و محاربت و آب در چشم گردانید و گفت سبحان الله سزاوار نیست که این قوم را از طواف خانۂ کعبه منع کنند ایشان نیامده اند مگر از عمره و گفت هلکت قریش و رب الکعبة و فی الحال بی آنکه بحضرت ملاقات کند باز گشت و بنزد

تجاوز نکن عروه گفت کیست این که مرا ایذا می کند نمی بینم در اصحاب محمد لئیم تر و بد تر از وی گفتند
مغیره بن شعبه است گفت ای غدار من در تمشیت امر و اصلاح عذر تو سعی نموده ام و می نمایم و
تو با من چنین میکنی عجب از غروه نادان که خود تادب اصحاب نسبت بحضرت رسول الله صلی الله
علیه وسلم چه مقدار می بیند و تعجب میکند و این ادب را از مغیره غریب میداند و بدش می آید
اکنون قصه عذر مغیره و سعی عروه در اصلاح آن کدام است اگرچه سخن در سخن میرود و بطول
می انجامد اما چون مردم ذکر کرده اند ما نیز ذکر کنیم و این خود عادت ماست درین سخن
این قصه آنست که وقتی مغیره در زمان جاهلیت با سیزده کس از بنی مالک از قبیله ثقیف برآمد
نزد مقوقس پادشاه سکندریه رفته بود نه مقوقس بنی مالک را بر مغیره تفضیل داده و ترجیح نهاده
بعطایای شایسته و هدایای بایسته مخصوص گردانید و چون آن جماعه از سکندریه مراجعت
نمودند شبی شراب خورده مست افتاده و از خود بیخبر شده بودند مغیره از غایت حسد و عداوتی
که بر نفس او نسبت باین جماعه استیلا یافته بود همه را قتل کرد و اموال و متعه ایشان را برداشت
بمدینه آورد و این را از غنایم پنداشت و مسلمان شد حضرت فرمود ای مغیره ایمان تو صحیح اما
ما را با این اموال تو حاجتی نیست و مالش ازین نمیگیریم و چون این خبر بمکه رسید عروه با پسر
بنی مالک که مسعود بن عمرو بود در میان گفت و شنید کرد از جهت استصلاح این امر سعی
بسیار بتقدیم رسانید و بران داشت که دیت سیزده کس را که مقتولان مغیره بودند بوارثان
ایشان دهد بعد ازان که ایشان خود را القصاص راست گرفته بودند و با قوم و عشرت مغیره در مقام
نزاع و محاربه درآمده بودند و بکوشش عروه و لطایف الحیل او مادهٔ خصومت و نزاع و
انقطاع یافت سخن عروه که با مغیره گفت و اظهار عذر روی و سعی خود در ازالهٔ آن نموده این تقسیم
بود و آورده اند که عروه بن مسعود درین مجالس بگوشهٔ چشم و اصحاب آن حضرت می نگریست
و ملاحظهٔ احوال ایشان می نمود و در رعایت آداب و تعظیم و احترام ایشان نسبت آن حضرت
رسالت حیران بود و بعد از مراجعت با مشرکان گفت که ای معشر قریش من بصحبت ملوک
و سلاطین و کبراء و عظماء بسیار رسیده ام و کسری و قیصر و نجاشی را ملازمت کرده هیچکس را
از ملازمان بادشاهان ندیده ام که اکرام و احترام با ایشان اینچنین کنند که اصحاب محمد مر محمد را

که تو بری و اگر مغلوب ایشان گشتی معلوم است که حال بچه منوال خواهد شد و بدرستی که جماعه اوباش و
مردم اطراف گرد تو گشته جمع آمدند و چون روزگاری بگذرد ترا تنها بگذارند و بگریزند و این سخن از غزوه یا
دانا معقول و میسی بر عرف و عادت اهل روزگار و ارباب دولت دنیاوی و طالبان دنیاوی
عمارت مثل ملوک و بادشاهان و سلاطین که ظهور و غلبه و سطوت بر ابنای جنس خواهند این سخن
با ایشان باید گفت اینجا نبوت و رسالت و دعوت بحق و امر الهی و وحی آسمانی است این سخن چه
گنجایش دارد و هنوز ظلمت کفر و رسم جاهلیت در میگیر حال غزوه بوده است و لهذا ابوبکر صدیق رضی
الله عنه که درین مجلس حاضر بود چون این سخن را از غزوه شنید تغلیط کرد و اهانت رسانید او را و
بتان او را و این دشنام که متعارف عوام عرب است داد و گفت امصص بظر اللات و مص کیدن و بظر
بیا موحده و ظا معجمه قطعه از لحم که باقی میماند در فرج بعد از ختنه کردن و لات نام بت مشهور که قریش
و ثقیف می پرستیدند او را و عادت عرب آن بود که چون تغلیظ در دشنام کسی میکردند امصص بظر امک
پس ابوبکر مبالغه کرد در سب غزوه که لات را که معبود اوست بجای ام وی نهاد و در حکم آن نهاد و نسبت
بظر کرد با وی و باعث مر صدیق را رضی الله عنه برین تغلیظ این سخنان غزوه بود که بیگانه از عالم
معرفت و دانائی است و نسبت غرور و تکبر بحضرت رسول و استاد فرار و بیوفائی باصحاب می کرد
و لهذا گفت صدیق انجن نفرمنه و مذعه ایاها می گریزیم از وی و تنها میگذاریم او را تو خبر نداری از
عاشقیهای ما و صدق و حقانیت و وفاداریهای ما چون غزوه این سخن ابوبکر را شنید سر بر آورد
و گفت این کیست که اینچنین سخن میکند گفتند ابوبکر صدیق است رضی الله عنه گفت اے
ابوبکر آگاه باش بخدا سوگند که اگر نه آن بودی که ترا بر من حقی ثابت است و من مکافات
آن نکرده ام جواب تو میگفتم و سزاے تو میدادم و حق ابوبکر بر غزوه آن بود که در ایام جاهلیت وے
بر غزوه لازم شده بود و ابوبکر برادران عقبه اعانتی نموده و در روایتی آمده که ده شتر چوان بوے
داده بود و در روایتی آمده بود که هر یکی از یاران و دوستان مددگاری نموده بودند و یک گاو و
دو گاو داده بودند و ابوبکر ده گاو بوے از ذاتی داشته بود و آورده اند که غزوه در اثنای آنکه با آنحضرت
سخن میکرد دست مبارک حضرت میرسانید چنانکه عادت اجلاف عرب است مغیره بن شعبه که
صحابی مشهور است نعل شمشیر خود را بر دست غزوه زده می گفت دست خود را نگاه دار و از حد ادب

پس بدیل گفت زود باشد که برسانم این سخن ترا بقریش پس از مجلس شریف برخاست و بلشکرگاه
مشرکان رفت و گفت از محمد سخنی نشنیده ام اگر اذن کنید باشما بگویم سفهای ایشان مثل عکرمه بن
ابی جهل و حکم ابن العاص و غیر ایشان گفتند ما را حاجتی بشنیدن سخن او نیست اما با اهل عقل و اصحاب
رای ایشان گفتند بگو آنچه از وی شنیده بدیل آنچه از آنحضرت شنیده بود درمیان آورد و گفت
ای معشر قریش شما در باب قتال با محمد استعجال منمائید او بزیارت کعبه آمده و با شما داعیه جنگ
ندارد و دستور آنکه شما دست از قتال و جدال باز دارید قریش سخن باور نداشتند و گمان بردند
که مگر او با محمد در ساخته است صلی الله علیه وسلم علی محمد چه قبیله خزاعه همه همیشه از مخلصان آنحضرت
بوده اند درین اثنا غزوه بن مسعود ثقفی برخاست و گفت ای معشر قریش نه من شما را مانند فرزند
و شما مرا بمنزله پدر گفتند بلی چنین است گفت مرا نسبت بخود بخیانت و عداوت متهم دارید گفتند نی
آنگاه غزوه حقوق سابق که نسبت بایشان بتقدیم رسانیده بود گفت و این غزوه مردی بود که
سوابق حقوق و عهود با مردم بسیار داشت چنانکه در اثنای بیان مبین خواهد شد و خیال نکنید
که غزوه بن مسعود برادر عبد الله بن مسعود باشد این غزوه بن مسعود ثقفی ست و عبد الله بن مسعود
هذلی و غزوه بن مسعود در نیوقت مسلمان نبود و آخر مسلمان شده قدوم آورد و نزد وی چند زن
بود زیاده مر چهار پس امر کرد آن حضرت او را که اختیار کند ازان میان چهار باقی زن را و دستوری
خواست از حضرت در رجوع بوطن خود پس اذن داد او را پس رفت بوطن و دعوت کرد قوم خود را پس
ابا آوردند و سرکشی کردند قوم پس وقت نماز فجر بود ایستاد بر غفه که او را بود در دارش اذان گفت
در تشهد بود که تیر انداخت بسوی وی مردی از ثقیف و کشت او را و چون رسید این خبر بر رسول خدا صلی الله
علیه وسلم فرمود قصه و داستان مسعود همچو قصه و داستان صاحب یسین است که دعوت کرد قوم خود را
بسوی خدا پس کشتند قوم او را القصه گفت غزوه بقریش تا سخنی که محمد با شما میگوید بشنوید و مستحسن ست
و قبول آن لازم و اگر رخصت میدهید میروم و با ایشان سخنی میگویم تا به بینم چه میگوید و مصلحت چیست
پس غزوه بملازمت سرور کائنات علیه افضل الصلوات و اکمل التحیات شتافت آن حضرت همان سخن
که با بدیل گفته بود گفت غزوه گفت ای محمد با من بگوی که اگر استیصال قوم خود کنی چه کار کرده باشی
هیچکس پیش از تو کسے از عرب اصل خود را هلاک و استیصال نکرده و با قوم خود این معامله پیش نبرده

نیاید واگر نه در آید وحقتعالے خواهد باران آید می آید چنانکه حکم اسباب علوی است کفر نشود اما اگر
نگویند بمقام ایمان وتوحید نزدیکتر ومناسب تر باشد در بعضی روایات دیده شده است واللہ اعلم بصحتها
که یکبار گی در زمان امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ استسقا کردند فرمود اگر منزل ماه را نگاه دارید ودعا
کنید بهتر است یعنی تا رعایت سبب حقیقی وعادی هر دو جمع گردد واگر در آمدن ماه دران منزل سبب
حقیقی وعلت یقینی باشد حاجت باستسقا چیست فافهم وباللہ التوفیق وصل چون دریافتند وصل
مشرکان قریش که آن حضرت بر نگاهداشت حرمت حرم وترک مقاتله ومحاربه وقلع وقمع ایشان است
مغرور شدند وبر جهل وسفاهت وبدخوی وبدبختی خود استاده بنیاد تمرد وسرکشی محکم ساختند و
مردم را برائے اثبات مدعای خود پیش آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در میان آوردند اول بدیل
بن ورقا خزاعی با جمعے از قبیله که در عهد جاهلیت واسلام که از مخلصان ومحبان درگاه نبوت بوده اند
وهمیشه اخبار واسرار اهل مکه را بمدینه میرسانیدند فرستادند واین بدیل بن ورقا درین وقت در
سلک اهل اسلام انتظام نیافته بود وبعضے او را صحابی متقدم الاسلام نوشته اند وبعضے گفته اند که
اسلام آورد او وپسر او عبد اللہ وحکیم بن حزام روز فتح مکه وحاضر شد او وپسر او حنین وطائف وتبوک
را وکشته شد در عهد نبی صلی اللہ علیہ وسلم وبعضی گفته اند کشته شد روز صفین القصه بدیل پیش
آن حضرت آمد وگفت قریش بار دیگر از قبایل عرب اتفاق نموده بر سر چاههای حدیبیه فرود آمده
بقصد آنکه ترا از دخول مکه معظمه وزیارت کعبه باز دارند واگر ممتنع نشوی قدم در مقام قتال نهند
حضرت فرمود صلی اللہ علیہ المعبود که ما از برای قتال وجدال با کسے نیامده ایم مقصود ما زیارت کعبه
وگذاردن عمره است وفرمود قریش بسیار مایند بجنگ واین موجب ضرر ایشان است اگر خواهند
مدتی تعین کنیم که دران مدت میان ما وایشان جنگ نباشد ومرا با سائر مشرکان بگذارند که هر چه
کنم اگر مغلوب شدم مطلوب ایشان که مغلوبیت من وزبونی من است حاصل گردد واگر غالب آیم
ایشان نیز اگر خواهند چون سائر مردم متابعت من کنند واگر نکنند باری در مدت مصالحه از جنگ
وجدال وحرب وقتال فارغ نشینند واگر قریش ازین سخنان که گفتم ابا وامتناع نمایند بآن خدائے
که بقای نفس من در دست قدرت اوست با ایشان مقاتله نمایم تا جدا شود سالفه من یعنی صفحه
عنق من کنایت کرد باین از قتل وهر آئینه وعدهٔ نافذ بگرداند امر خود را ونصرت خواهد داد دین خود را

باهیمنے و درآمد در فهم عالی او این نکته فرمود سوگند بآن خدائے که بقا ذات محمد در دست قدرت اوست که نخواهند قریش هیچ امرے را که در وی تعظیم حرم بود مگر آنکه قبول کنم آنرا پس زجر کرد ناقه را پس بخاست ناقه و رجست و منحرف شد آنحضرت صلی الله علیه وسلم از راه و نزول کرد در اقصاے حدیبیه بر سر چاهی که آبی اندک داشت و می کشیدند مردم آن آب را از چاه اندک اندک پس در زمان نکردند مردم تا بکشیدند آب را از وی تمام شد آب چاه و شکایت کردند نزد آن حضرت تشنگی را پس کشید آن حضرت تیرے را از تیردان خود و فرمود تا آنرا بران چاه فرود بردند پس جوشید آب تا همه لشکر سیراب برگشتند و چون آن منزل کم آب بود چند معجزه ازین باب بظهور رسید یکی همین که مذکور شد و یکبار دیگر از قلت آب استغاثه کردند آن حضرت بر کناره چاه آمد و وضو ساخت و آب مضمضه در چاه انداخت پس آب در چاه پید اشد که مردم و همه چارپایان سیراب شدند و یکبار دیگر مردم آمدند و گفتند یا رسول الله هیچ درین منزل آب نیست الا در زکوة تو و آن کاسه بود که آنحضرت وضوی ساخت پس دست مبارک در میان آبی که در ان زکوة بود نهاد پس از میان انگشتان مبارک وی آب در جوش آمد چنانکه از چشمهای هیچ شیء از جابر که راوی حدیث است پرسیدند که شما چه مقدار کس بودید گفت پانزده صد کس بودیم و اگر صد هزار کس هم بودیم کفایت میکرد ما را دیگر آب ازان مقام کم نشد و همدرین مقام از بی آبی شکایت میکردند پس آنحضرت علیه السلام دعا کرد باران از آسمان فرود آمد و معمور ساخت و بصحت رسیده است که چون در شب باران آمد و آن حضرت از نماز صبح فارغ شد با یاران فرمود هیچ میدانید که پروردگار شما چه فرمود گفتند خدا و رسول خدا دانا ترند فرمود می گوید خدا من باران فرستادم پس صبح کردند از بندگان من بعضے مومن و بعضی کافر پس آنانکه گفتند باران داده شدیم بفضل خدا و رحمت او مومن اند بمن و کافر اند بکوکب و آنانکه گفتند باران داده شدیم بسبب آنکه ماه در فلان منزل آمد کافر اند بمن و مومن اند بکوکب و مراد آنست که در آمدن ماه را بفلان منزل علت دانند و سبب حقیقی شمارند و بگویند که اعتقاد کنند که چون ماه بفلان منزل بیاید البته باران شود و صورت ندارد که نشود و اگر در ان منزل نیاید هرگز باران نشود و صورت ندارد که شود این اعتقاد کفر است و این لفظ کفر اما اگر اینچنین اعتقاد کنند و بگویند که چون ماه در ان منزل در آید بتقدیر الهی و خلق و تعالی باران می آید و اگر وی تعالے نخواهد

مانع آیند آنزمان با ایشان جنگ کنیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخن صدیق را استحسان کرد و رای
او را تصویب نمود و گفت بروید بسم خدای عزوجل و از حضرت همه آن خاطری بود که بقصد استکشاف
حال صحابه حرفی گفتند استشاره نمود و زیادت کرد احمد در حدیث که گفت ابو هریره ندیدم من هیچ
یکی را هرگز که مشاورت کننده مر اصحاب خود را از رسول خدا صلی اللہ علیه وسلم و فرمود آن حضرت
خالد بن الولید در مقدمه لشکر قریشی نشسته است شما براه دست راست بروید تا سحرنا گاه بر ایشان
برویم گویند که اهل اسلام براه صعب و دشوار افتادند چنانکه مرور عبور ایشان بر شعاب و عقاب بود
چون از هبوط او صعود براه مشقت دیدند حضرت مرهمی بر جراحت ایشان نهاده فرمود این ریست
از دریاهای بهشت این عبارت معارج النبوة است و در حقیقت بحکم حفت الجنة بالمکاره راست فرمود
چه هر چه در راه خدا از دشواری پیش آید موصل بجنت است و خود بهشت و دوزخ بارها تمثل
آن حضرت را صلی اللہ علیه وسلم میکرد چنانکه فرمود رایت الجنة فی عرض هذا الحائط و بنجا نیز این چنین
چیزی ظاهر شده باشد چون ازان عقبات گذشتند و بزمین هموار رسیدند فرمود استغفر اللہ و
نتوب الیه گویا تنبیه کرد مسلمانان را بر استغفار از تقصیری که محظور ایشان درین راه شد رادی
گوید بخدا سوگند که واقف حال نشد خالد از وجود این مجاهدان تا آنکه غبار لشکر اسلام بخشم وی در آمد
در زمان فرار نموده بقریش ملحق گشت و ایشانرا از حقیقت حال خبردار گردانید و چون آن حضرت
به تنبیه که نزدیک حدیبیه بود رسید که آنرا ثنیة المرار گویند بفتح میم و بعضی بکسر نیز خوانند ناقه که آنحضرت
صلی اللہ علیه وسلم بران سوار بود و قصوا نام داشت بزانو در آمد و هر چند زجر کردند و گفتند مردم
حل حل صوتی که در برخیزانیدن شتر گویند چنانکه نخ نخ در نشانیدن بر نخاست و گفتند خلات
القصواء ماندہ شد قصوله از رفتن فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما خلات القصوی و ما ذاک
بها بخلق و منیت در ماندہ شدن عادت وخوی او و لیکن حبسها حابس الفیل آورده بود و مذتا هدم
کند بنای خانه کعبه را و هتک کند حرمت حرم را پس باز داشت خدا تعالی ایشانرا از انچه قصد کرده بودند
و بنشاند فیل ایشان را همچنین احتمال داشت که چون می در آمدند صحابه مکه را بر نهصورت باز میشتند
قریش ایشانرا از در آمدن در مکه واقع میشد و میان ایشان قتال که موجب هتک حرمت حرم
میشد اگرچه قصد ایشان آن نبود پس باز داشت ایشان را ازان و چون مستشعر شد آن حضرت

سال بظهور خواهد بود چون قضیه حدیبیه برنهجی دیگر قرار یافت آن حضرت فرمود صلی الله علیه المعبود
که سن کے گفته بودم که درین سال وقوع خواهد یافت اکنون تمام قضیه حدیبیه را بیان کنم بدانکه
آن حضرت صلی الله علیه وسلم بعد از دیدن این خواب به تهیه اسباب این سفر مشغول شد و یاران را
خبر کرد که بعمره میروم ایشان نیز مستعد و متهیی شدند پس آن حضرت بیرون آمد عبد الله بن ام مکتوم
را در مدینه مطهره خلیفه گذاشت و اکثر یاران با خود سلاح برنداشتند الا شمشیر که آنرا سلاح
مسافران گفته اند و بعضے یاران مثل عمر بن الخطاب و سعد بن عباده در بردن سلاح اهتمام
مینمودند اما آن حضرت تجویز آن نمود و شتران هدی را جمع نمود هفتاد شتر بود و شتر ابو جهل که در غزوه
بدر بغنیمت رسیده بود آن حضرت آنرا در ملک خاصه خود در آورده بود نیز در انیمان بود و از اصحاب
نیز کسے را که قدرت بود هدی گرفت پس نماز پیشین در ذی الحلیفه گذارد و شتر انرا مجلل گردانید
و اشعار و تقلید و هر چه آنحضرت علیه السلام کرده صحابه نیز کردند و اشعار شق کردن از دو جانب
کوهان شتر است تا روان گردد از وی خون و این سنت است و باید که مبالغه دران نکند و از
امام ابو حنیفه رحمة الله علیه کراهة اشعار نقل کردند و ایما طعن کردند شیبه در حدیث صحیح اشعار از آن
حضرت مروی شده پس حکم بکراهة آن چه معنی دارد اما کراهة امام آنرا از مبالغه کردند از انست
که اهل زمان ایشان میکردند و مقصود از اشعار اعلام بانست که آویخته شد در گردن شتر نعلین
و مانند آن و این نیز سنت است برای غرض مذکور و چون خبر توجه آنحضرت صلی الله علیه وسلم بقریش
رسید همه اتفاق کردند که آن حضرت را نگذارند که بمکه در آید بقبایل اطراف و جماعت اکناف اعانت جسته
در اتفاق خود آوردند و کار سازی جنگ نموده از مکه بیرون آمدند و در بلده که موضع است بیرون مکه
در طریق جده لشکرگاه ساختند و خالد بن الولید و اکرمه بن ابی جهل را طلیعه لشکر ساختند آن حضرت
چون واقف شد که قریش در صدد آنند که ویرا از در آمدن مکه منع کنند روے مشاورت بصحابه آورد
که مصلحت است که ما بر اهل و اعیال آن جماعه که ببدد قریش رفته اند تاختن آریم و غارت کنیم تا مردان
ایشانرا شکستے شود و احتمال دارد که بحمایت اهل خویش از قریش جدا شوند و ایشان محاربه ما را
توانیم کرد ابو بکر صدیق رضی الله عنه فرمود یا رسول الله ما امسال به نیت گذاردن عمره آمدیم و با کسے
دعوه جنگ ندداشتیم ما را هم برین عزیمت ثابت باید بود نعم اگر ترا قریش از در آمدن در مکه مکرمه با تفاق

مقرر و مبین شده است که زیاده ثقه مقبول است و پوشیده نماند که باین توجیه روایت شانزده
صد هفده صد را که در بعضے روایات آمده است نیز اصطلاح توان کرد و اللہ اعلم ولیکن سخن درین است
که ظاهر عبارت و متعارف آنست که گفته شود هزار و چهار صد بود یا هزار و پانصد و هزار و سیصد نه چهارده
صد و پانزده صد و سیزده توجیه کرده اند این را بآنکه صد صد جماعات متعارد جدا جدا بوده اند سیزده
یا چهارده یا پانزده از جهت باین عبارات نموده اند نکته انیست کذا قیل و این غزوهٔ حدیبیه مبدأ
فتوحات و فیوضات عظیمه شد که بعد ازوی حصول یافت و از براء بن عازب آمده رضی اللہ عنه
که گفت شمارید فتح را فتح مکه یعنی فتحے که در انا فتحنا لک فتحا مبینا واقع شده شما آنرا بر فتح مکه حمل مکنید
و تحقیق بود فتح مکه فتحے و ما شمار میکنیم فتح بیعة الرضوان را یعنے فتح مکه فتحی است ولیکن بیعة الرضوان
فتحی عظیم است و اختلاف است میان مفسران که مراد باین فتح که در انا فتحنا واقع شده فتح مکه است
یا فتح حدیبیه یا فتوح دیگر که بعد از حدیبیه واقع شد بغیا وی میگوید که این وعد است بفتح مکه و تعبیر ازوی
بماضی از جهت تحقیق وقوع اوست یا بفتوحی که اتفاقا افتاد مراد آن حضرت را در ان سال مثل فتح
خیبر و فدک یا اخبار است از صلح حدیبیه و تسمیه کرد او را بفتح از جهت وقوع آن باد از ظهور و غلبه وی
صلی اللہ علیه وسلم بر مشرکان هنگامی که طلب کردند صلح را و بسبب او مر فتح مکه را و فارغ شد آنحضرت
صلی اللہ علیه وسلم بوے مر سائر عرب را پس غزا کرد ایشانرا و فتح کرد مواضع کثیره را و در آورد در اسلام
خلقے عظیم را و ظاهر شد در حدیبیه آیات عظیمه و فتح روم و غلبهٔ ایشان بر فرس در ان سال
و شناخته شده است بودن آن فتح رسول در سورهٔ روم انتهی و سیوطی گفت که این اختلاف
قدیم است که واقع شده است در فتح و تحقیق آنست که مراد بآن مختلف است در آیات پس قول
او انا فتحنا لک فتحا مبینا مراد بوی حدیبیه است زیرا که وی بود مبدأ فتح و مترتب شد بران صلح
که واقع شد در وی امن و رفع حرب و بقول وی و اثابهم فتحا قریبا فتح خیبر و قول وی فجعل من
دون ذلک فتحا قریبا نیز فتح حدیبیه و قول وی اذا جاء نصر اللہ و الفتح فتح مکه و آورده اند که
آن حضرت صلی اللہ علیه وسلم در واقعه دید که با یاران بزیارت کعبه معظمه رفت و عمره گذارد و کلید خانه
کعبه بدست مبارک خویش گرفت و بعضی یاران سر تراشیدند و بعضی تقصیر کردند و آن سرور
این خواب را باجماعت اصحاب چون تقریر فرمود خوشوقت شدند و پسندیدند که تعبیر واقعه در همین

می ماند میگوید دیدم قومی را که نماز می کنند در مسجدی که در انجاست پس گفتم پرسیدم چیست این مسجد
که در اینجا ساخته اند گفتند این موضع شجره است که بیعت کرده بودند صحابه رسول خدا را صلی الله علیه
وسلم در تحت آن این را بیعت الشجرة و بیعت الرضوان میگویند چنانکه مے فرماید لقد رضی الله
عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرة الایة یعنی آن جای است که در حدیبیه بیعت شجره اینجا واقع
شده و مردم اینجا مسجد ساخته اند چنانکه در سائر آثار مصطفویه در مدینه و در طریق آن مسجد ساخته اند
و بدان تبرک میجویند و نماز میگذارند میگوید بطارق بن عبد الرحمن که بعد ازان آمدم بمدینه نزد سعید
بن المسیب و خبر دادم او را باینحال پس گفت سعید حدیث کرده است مرا پدر من که وی بود در ان
جماعه که متابعت کرده بودند تحت الشجره گفت که چون بیرون آمدیم سال آینده فراموش گردانیدیم
ما آن موضع را که شجره بود پس قدرت نیافتم بر دریافت آن و مشتبه شد بر ما و گفت سعید بن المسیب
که اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم ندانستند و در نیافتند آنرا و شما دانستید و دریافتید پس شما دانا تر
باشید از ایشان و حال آنکه علم و معرفت ایشان بقرآن و امارات که در صحبت آن حضرت بودند
بیشتر و وافر تر بود از شما نعم مردم بقیاس و گمان خود نزدیک بآن جای ساخته باشند اما بالتعیین آن
آن شخص را میسر نیست و در کلام سعید تنبیه است بر انکه دعوی اعلمیت از بزرگان و مقربان نامعقول
و نامقبول است بهر چه ایشان گفته اند و دانسته باید اکتفا کرد و تسلیم نمود و این را اصلی عظیم است
در باب ادب و تواضع و انکسار و الله الموفق و روایات در عدد لشکر حدیبیه مختلف آمده و در روایتے
چهارده صد و در روایت دیگر پانزده صد و در روایتی سیزده صد و در جمیع و توفیق این روایات گفته اند
که در وقائع از چهارده صد بیشتر بودند پس آنکه پانزده صد گفت کسر را جبر کرده بوده گفت و آنکه
چهار صد گفت کسر را انداخت و این رسم عرب است در حساب و مساهله دران و مویدست موافقت
کرده است جمیع یکی بران کذا قال صاحب المواهب و بروایتی هزار و پانصد و بست بوده و جامع
جمیع روایاتست این روایت که بیرون آمد آن حضرت عام حدیبیه در بضع عشره بوده صد اعتماد
کرده است بر نیوجه جمیع نودی و این خود شد اما روایت سیزده صد ممکن است حمل آن بر آنکه مطلع
شد راوی آن بر بین عدد و مطلع نشد بزیاده و غیر وی مطلع شد بران و دیدآنرا روایت کرد و باز یکے
بعد از زمانی جماعتی دیگر آمده بران مطلع نشد و آنکه همه را مجموع دید مجموع را نقل کرد و در اصول حدیث

بجمیع خصوصیات بسر حد صحت نرسیده است یا مخصوص است بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
و نیز سنت آن بود که آنحضرت بران مواظبت نموده باشد مع الترک احیانا و اینجا ترک اکثر است
و فعل آن جز یکبار نه و بعجت رسیده است که امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ استسقا کرد و در وے
همین دعا و استغفار بود و اگر نماز سنون بودی در استسقا عدم علم عمر بدان با عموم بلوی و با
قرب عهد بزمان نبوت و ترک وی با وجود علم صورت نمیبست و مراد بآن که میگویند در استسقا
نمازی نیست آنست که نماز بجماعت و بخصوصیات دیگر مسنون نیست و اگرنه اگر هر کدام تنها تنها
بگذارند و تضرع و زاری نمایند و طریقه دعا و استسقا را بنوعیه بر پا دارند درست است و حسن است
و با جمله احادیث مرویه در باب استسقا خالی از اضطراب نیستند و بسیاری از طرق حدیثی که مشتمل است
برین خصوصیات و کیفیات بی ضعفی نیستند پس اخذ کرد ابو حنیفه بخلاصه و مقصود آن که دعا و
استغفار است و نماز را نیز تجویز کرد و اثبات نمود جماعت و خطبه و امثال آنرا اخذ بالمتیقن و
نزد صاحبیه و ائمه ثلثه در استسقا نماز است بجماعت و خطبه و بعضے گفته اند که این قول امام محمد است
و ابو یوسف با ابو حنیفه است و اکنون فتوی در مذهب حنفیه بر قول صاحبیه است و گفته اند
که ملحوظ و منظور اصلی در استسقا باید که اتباع سنت و اقامت مراسم عبودیت باشد و انزال مطر و
استجابت دعا بفضل اوست و اللہ ذو الفضل العظیم و همدرین سال روز دوشنبه در غزوه ذی قعده
سنه است از هجرت بقصد عمره بجانب حدیبیه بضم حا و فتح دال و تخفیف یا و تشدید آن که نام موضعی است قصه عمره حدیبیه
برنه میل ازمکه و وی جامع است میان حل و حرم و گفته اند که اکثر او حرم است و در اصل نام چاهی است
یا درختے است که دران مکان است اکنون نام آن مکان شده است و آن مکان در زمان کرامت
نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متعین و معلوم بود و هم در زمان صحابه رضی اللہ عنهم مبهم و مجهول
گشته و مردم از دریافت و زیارت آن موضع محروم اند بجهت مسافت وی معلوم است اما خصوص
متیقن بمنبگردد و در صحیح البخاری از سعید بن المسیب که از کبار تابعین است از پدرش می آرد
و بود وی ازان کسانی که بیعت کردند تحت شجره که گفت رجوع کردیم در سال آینده پس شنیده شد
از ما دشناخیتم آنرا و از طارق بن عبد الرحمن می آرد که گفت رفتم من برای حج پس گذشتم بقومے
که نماز میگذارند یعنی در حدیبیه و طریق آمدن در مکه دران زمان همین حدیبیه بود و الا حدیبیه در دست

می ماند میگوید دیدم قومی را که نماز می کنند در مسجدی که در انجاست پس گفتم پرسیدم چیست این مسجد
که در اینجا ساخته اند گفتند این موضع شجره است که بیعت کرده بودند صحابه رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم در تحت آن این را بیعت الشجرة و بیعت الرضوان میگویند چنانکه مے فرماید لقد رضی اللہ
عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرة الایة یعنی آن جای است که در حدیبیه بیعت شجره اینجا واقع
شده و مردم اینجا مسجد ساخته اند چنانکه در سائر آثار مصطفویه در مدینه و در طریق آن مسجد ساخته اند
و بدان تبرک میجویند و نماز میگذارند میگوید طارق بن عبد الرحمن که بعد ازان آمدم بمدینه نزد سعید
بن المسیب و خبر دادم او را باینحال پس گفت سعید حدیث کرده است مرا پدر من که وی بود در ان
جماعه که متابعت کرده بودند تحت الشجره گفت که چون بیرون آمدیم سال آینده فراموش گردانیدیم
ما آن موضع را که شجره بود پس قدرت نیافتم بر دریافت آن و مشتبه شد بر ما و گفت سعید بن المسیب
که اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ندانستند و در نیافتند آنرا و شما دانستید و دریافتید پس شما داناتر
باشید از ایشان و حال آنکه علم و معرفت ایشان بقرائن و امارات که در صحبت آن حضرت بودند
بیشتر و وافرتر بود از شما نعم مردم بقیاس و گمان خود نزدیک بان جای ساخته باشند اما التعیین آن
بآن شخص علیه نسبت و در کلام سعید تنبیه است بر انکه دعوی اعلمیت از بزرگان و مقربان نامعقول
و نامقبول است بهر چه ایشان گفته اند و دانسته باید اکتفا کرد و تسلیم نمود و این را اصلی عظیم است
در باب ادب و تواضع و انکسار و اللہ الموفق و روایات در عدد لشکر حدیبیه مختلف آمده و در روایتے
چهارده صد و در روایت دیگر پانزده صد و در روایتی سیزده صد و در جمیع و توفیق این روایات گفته اند
که در وقائع از چهارده صد بیشتر بودند پس آنکه پانزده صد گفت کسر را جبر کرده بوده گفت و آنکه
چهار صد گفت کسر را انداخت و این رسم عرب است در حساب و مساهله دران و موید است موافقت
نکرده است جمیع یکی بران کذا قال صاحب المواهب و بروایتی هزار و پانصد و بیست بوده و جامع
جمیع روایات است این روایت که بیرون آمد آن حضرت عام حدیبیه در تبع عشره بوده صد اعتماد
کرده است بر نیوجه جمیع نودی و این خود شد اما روایت سیزده صد ممکن است حمل آن بر آنکه مطلع
شد راوی آن بر بین عدد و مطلع نشد بزیاده و غیر وی مطلع شد بران و دیدآنرا روایت کرد و بار دیگر
بعد از زمانی جماعتی دیگر آمده بران مطلع نشد و آنکه همه را مجموع دید مجموع را نقل کرد و در اصول حدیث

بجمیع خصوصیات بسر حد صحت نرسیده است یا مخصوص است بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
و نیز سنت آن بود که آنحضرت بران مواظبت نموده باشد مع الترک احیاناً و اینجا ترک اکثر است
و فعل آن جز یکبار نه و بصحت نرسیده است که امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ استسقا کرد در وے
همین دعا و استغفار بود و اگر نماز مسنون بودی در استسقا عدم علم عمر بدان با عموم بلوی و یا
قرب عهد بزمان نبوت و ترک وی با وجود علم صورت نمیداشت و مراد بآن که میگویند در استسقا
نمازی نیست آنست که نماز بجماعت و بخصوصیات دیگر مسنون نیست و اگرنه اگر هر کدام تنها تنها
بگذارند و تضرع و زاری نمایند و طریقه دعا و استسقا را بنوعی بر پا دارند درست است و حسن است
و بالجمله احادیث مرویه در باب استسقا خالی از اضطراب نیستند و بسیاری از طرق حدیثی که مشتمل است
برین خصوصیات و کیفیات بی ضعفی نیستند پس اخذ کرد ابو حنیفه بخلاصه و مقصود آن که دعا و
استغفار است و نماز را نیز تجویز کرد و اثبات نمود جماعت و خطبه و امثال آنرا اخذ بالمتیقن و
نزد صاحبیه و ائمه ثلثه در استسقا نماز است بجماعت و خطبه و بعضی گفته اند که این قول امام محمد است
و ابو یوسف با ابو حنیفه است و اکنون فتوی در مذهب حنفیه بر قول صاحبیه است و گفته اند
که ملحوظ و منظور اصلی در استسقا باید که اتباع سنت و اقامت مراسم عبودیت باشد و انزال مطر و
استجابت دعا بفضل اوست و اللہ ذو الفضل العظیم و همدرین سال روز دوشنبه در غزوه ذی قعده
سنه شش از هجرت بقصد عمره بجانب حدیبیه بضم حا و فتح دال و تخفیف یا و تشدید آن که نام موضعی است قصه عمره حدیبیه
بر نه میل از مکه و وی جامع است میان حل و حرم و گفته اند که اکثر او حرم است و در اصل نام چاهی است
یا درختی است که دران مکان است اکنون نام آن مکان شده است و آن مکان در زمان کرامت
نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متعین و معلوم بود و جسم در زمان صحابه رضی اللہ عنهم مبهم و مجهول
گشته و مردم از دریافت و زیارت آن موضع محروم اند بجهت مسافت وی معلوم است اما خصوص
متیقن بمنگرد و در صحیح البخاری از سعید بن المسیب که از کبار تابعین است از پدرش می آرد
و بود وی ازان کسانی که بیعت کردند تحت شجره که گفت رجوع کردیم در سال آینده پس شنیده شد
از ما دلشاد ختیم آنرا و از طارق بن عبد الرحمن می آرد که گفت رفتم من برای حج پس گذشتم بقومی
که نماز میگذارند یعنی در حدیبیه و طریق آمدن در مکه دران زمان همین حدیبیه بود و الا حدیبیه در دست

سبحان اللہ ویلکم ہمہ شفاعت بپروردگار کنند و کیست کہ پروردگار تعالی بوی شفاعت کند لا الہ
الا اللہ العلی العظیم و فرمود خندہ میکند پروردگار تعالی از ترس و نالہ و فریاد و اضطراب شما اعرابے
درمیان ایستادہ بود گفت آیا خندہ میکند پروردگار ما فرمود آن حضرت بغم خندہ می کند گفت اعرابے
پس ہرگز نخواہیم کرد طلب خیر از پروردگارے کہ خندہ کند و خوشحال باشد رسول خدا ازین سخن اعرابے
بخندید پس بمنبر برآمد دستہا بدعا برداشت و باران طلبید تا ہفتہ تمام بارید الحدیث و درین وجہ
استسقا نماز و خطبہ محفوظ نیست بلکہ بمجرد دعا است وجہ چہارم در مسجد مدینہ دعا کرد و استسقا نمود و
نہ قیام بود و نہ صعود بر منبر و از دعا و آنروز بہمین مقدار محفوظ ست اللھم اسقنا غیثا مریعا طبقا اجلا غدقا
رایث و در روایتی غیر اجل نافعا غیر ضار و وجہ پنجم در مدینہ مطہرہ مکانیست بیرون مسجد نزدیک زورا کہ
آن مکان را احجار الزیت میخوانند نزدیک دری از دریہای مسجد کہ آنرا باب السلام خوانند و ران
محل یکبار استسقا کرد و وجہ ششم در بعضے از غزوات مشرکان پیشی گرفتند و بر سر آب نزول کردند و
مسلمانان بی آب ماندند تشنگی بر ہمہ غلبہ کرد و حال خود را بران حضرت عرض کردند و منافقان و
مشرکان گفتند اگر محمد پیغمبر بودی از برای قوم استسقا کردی ہمچنان کہ موسی علیہ السلام برای قوم
خود استسقا کرد ظاہر امر او ازدون عصا ست بحجر و برآمدن دوازدہ چشمہ ازان یا جز آن نیز استسقا
نموده و دعا کردہ باشد این خبر بپیغمبر رسید صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ہمچنین گفتند ایشان نمی بینی
نشوید ای مسلمانان کہ شاید بود کہ حق جل و علا شما را آب دہد آنگاہ دستہای مبارک برداشت
و دعا کرد و در زمان ابر پیدا آمد کہ جہانرا تاریک کرد و باران عظیم فرود آمد و دانہای عظیم بسیول گران
متصل شد این شش وجہ ذکر کردہ اند و استسقا آن حضرت نزد ورود قحط بر قریش بدعای کہ بر ایشان
کرد اللھم سنین کسنی یوسف و در روایتی سبعا کسبع یوسف و آمدن ایشان نزد آن حضرت و الحاح
و زاری کردن نیز معروف و مشہور است و عادت شریف چنان بود کہ ہرگاہ باریدن آغاز کردے
جامہ را از بعضے بدن مبارک دور کردی تا باران بآن رسد و میفرمود لانہ حدیث عہد بربہ نزد امام
ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ در استسقا نمازی مسنون نیست ہمین دعا و استغفار است بموجب قول وے
سبحانہ استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا و نیز در کثرت احادیث وجوہ استسقا
کہ مذکور شد صلوۃ نیست الا در یک وجہ کہ بمصلے رفت و دو رکعت نماز گذارد و خطبہ خواند و این حدیث

وبهر سوی که اشارت میکرد میکشاد ابر ازان سوی تا از روی مدینه همه کشاده شد مثل جویه وروان شد
وادی وقناة تا یکماه ونیامد هیچ یکی از هیچ ناحیه مگر آنکه خبر داد از باران ودر روایتی پس بکشاد ابر در
مدینه دمی بارید گرد بر گرد وی ونمی بارید در وی یکقطره واین قصه در مسجد شریف بود روز جمعه در اثنای خطبه
وجه دوم آنکه روایت کرد ابو داؤد وترمذی از عائشه رضی الله عنها که شکایت کردند مردم بر رسول خدا
صلی الله علیه وسلم قحوط ومطر را پس امر کرد تا بنهادند منبر در مصلی ووعده کرد صحابه را در روز معین بمصلی
بیرون آیند پس بیرون آمد دران روز وقتیکه پیدا شد ابروی آفتاب در حین طلوع با تواضع وتخشع
وتبذل تمام وچون بمصلی رسید بمنبر بر آمد خطبه خواند واین مقدار ازان خطبه محفوظ است الحمد لله رب العالمین
الرحمن الرحیم مالک یوم الدین لا اله الا الله یفعل ما یرید اللهم انت الله لا اله الا انت یفعل ما یرید اللهم
انت الله لا اله انت الغنی ونحن الفقراء انزل علینا الغیث واجعل ما انزلت لنا قوة وبلاغا الی حین
بسر بر داشت آن حضرت هر دو دست خود را وشروع کرد در تضرع وابتهال ومبالغه کرد در بر داشتن
دستها تا آنکه ظاهر شد سفیدی هر دو بغل پس روی قبله وپشت بر حاضران کرد وقلب رداء کرد چنانکه
طرف راست رداء بجانب چپ شد وطرف چپ بجانب راست واندرون را بیرون وبیرون را
اندرون ورد اسیاه بود همچنان مستقبل که ایستاده بود دعا کرد ونزول فرمود وشروع در نماز کرد
دو رکعت بگذارد بی اذان وبی اقامت وقرارت ظهر خواند در رکعت اولی بعد از فاتحه سبح اسم ربک
الاعلی ودر رکعت دوم هل اتاک حدیث الغاشیه وخواندن سورهٔ قاف واقتربت الساعة نیز آمده
ودر آخر حدیث از عائشه رضی الله عنها آمده که چون فارغ شد رسول خدا صلی الله علیه وسلم پیدا کرد
حق تعالی ابری وپیدا شد رعد وبرق وببارید باران چنانکه تا مسجد شریف آمدن سیلها روان شد
وچون شتابی واضطراب مردم مشاهده کرد وبخندید تا آنکه ظاهر شد نواجذ وی صلی الله علیه وسلم وفرمود
گواهی میدهم که خدا بتعالی قادر است بر هر چیز وگواهی میدهم که من بنده خدا ورسول وی وجه سوم
آن بود که در مسجد مدینه استسقا کرد در غیر روز جمعه چنانکه بیهقی در دلائل النبوة از طریق نزید بن
عبد الله اسلمی آورده که چون باز آمد رسول خدا صلی الله علیه وسلم از غزوه تبوک آمدار را وفد بنی
تمیم بانساء واطفال وکهل خود وشکایت کردند از قحط وگفتند که دعا کن ای رسول خدا پروردگار
خود را تا باران بفرستد بر ما وباید که شفاعت کنی تو ما را بپروردگار خود شفاعت کند پروردگار تو خرمو

از آفتاب چاشت بسایه آورده بود و در وقت تکیه کردن این بیت برخواند بیت فلست بمسلم ما دمت حیا ✤ ولست اوین دین المسلمین ✤ و نسبت بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سخن بذیان چند بر زبان راند چندان صبر کردم که آن ملعون بخواب رفت پس گوشه کمان بر چشم صحیح او نهادم و چند فشردم که بدماغش رسید و جان بمالک دوزخ سپرد و چون از غار بیرون آمدم دو جاسوس قریش بر من آمدند یکی را نیز زدم و دیگرے بگرفتم بعد ازان بسلامت بیامیوس آن حضرت مشرف گشتم و آن یار من نیز بعافیت بمدینه مطهره رسیده بود و چون ابوسفیان بر حقیقت حال اطلاع یافت در محافظت خویش میکوشید و مبالغه می نمود و می گفت عمرو بن امیه حیف که ابوسفیان را اجلش نرسیده بود و از دست من خلاص شد و همدرین سال آنحضرت دعای طلب باران فرموده آورده اند که در رمضان از سال ششم در مدینه مطهره قحطی افتاد پس مردم برای استسقا استغاثه نمودند پس آنحضرت دعا کرد حق تعالے باران فرستاد و صاحب سفر السعادت میگوید که استسقا ازان حضرت بر شش وجه واقع شده است وجه اول آنکه در روز جمعه در اثنای خطبه طلب باران کرد و فرمود اللهم اغثنا اللهم اغثنا اللهم اسقنا اللهم اسقنا چنانکه بخاری و مسلم و موطا و ابوداؤد و نسائی از انس رضی اللہ عنه بروایات متنوعه آورده اند که گفت رسید مردم را قحطے در عهد شریف آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس بود آن حضرت که خطبه میخواند روز جمعه ناگاه اعرابی برخاست و گفت یا رسول بملک المال و جاع لنا و در روایتی قحط المطر و احمرت الشجر و هلکت البهایم و در روایتے هلکت المواشی هلکت العیال هلکت الناس پس برداشت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم هر دو دست مبارک خود را بیستر فرمود اللهم اغثنا اللهم اغثنا چهار کرت و در روایتی سه کرت و در روایتی اللهم اسقنا دو بار یا سه بار انس رضی اللہ عنه میگوید سوگند بخدا نمی دیدیم ما در آسمان قطعه ابرے و هنوز فرود نیاورده بود آن حضرت دستهارا تا آنکه برخاست ابر مثل کوهها و ببارید آنروز و روز دیگر و دیگر تا جمعه آینده پس آمد همان اعرابی بار دیگر و گفت یا رسول اللہ هدم البنا و غرق المال و در روایتے هلکت الاموال و انقطعت السبیل دعا کن ما را تا بکشاید اللہ تعالی این ابر را پس برداشت آنحضرت دستهای مبارک را و در روایتی تبسم فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از جهت سرعت ملال بنی آدم و گفت اللهم حوالینا و لا علینا و در روایتی بزیادت اللهم علی الاکام و الضراب و بطون الاودیة و منابت الشجر

که عرنیه و عکل نام یک قبیله است و این زعم او غلط است بلکه دو قبیله اند متغایر عکل از عدنانان است و عرنیه از قحطانان و یکی از وقائع این سال سریه عبد الله بن رواحه است بسوی اشیر بن رزم یهودی بخیبر و سببش آن بود که چون کشته شد ابو رافع سلام بن ابی الحقیق امیر گردانیدند یهود اسیر را بسیر سر کرده در غطفان و غیر هم تا جمع کند ایشان را برای محاربه رسول صلی الله علیه وسلم و چون این خبر بحضرت رسید فرستاد عبد الله بن رواحه را با سه نفر تا از حقیقت حال خبر آرد پس خبر آورد پس فرستاد عبد الله بن رواحه را با سی نفر پس رفتند بر اشیر و گفتند فرستاده است ما را رسول خدا بسوی تو تا بیائی بروی و عامل گرداند ترا بر خیبر و احسان کند بتو پس طمع کرد وی دران پس بیرون آمدند با وی سی نفر از یهود با هر یکے مرد یعنی از مسلمانان تا چون بقبر قره رسیدند پس زد او را عبد الله بن انیس و بود در سریه بشمشیر و افتاد از شتر خود و میل کردند مسلمانان بر اصحاب وی و کشتند همه جز یکمرد و کشته شد از مسلمانان هیچ یکی پس قدوم آوردند بر رسول خدا صلی الله علیه وسلم فرمود تحقیق نجات داد شما را خدا یتعالی از قوم ظالم و از وقائع این سال فرستادن عمرو بن امیه الضمیری بود بسوی ابی سفیان بن حرب بمکه و سببش آن بود که فرستاده بود ابو سفیان بمدینه مردی را که بکشد آن حضرت را بالطریق غدر و با وی خنجرے بود پس رفت بمدینه و چون آنحضرت را دید ایمان آورد چنانکه ذکر آن در آخر غزوه خندق گذشت پس فرستاد آن حضرت صلی الله علیه وسلم عمرو بن امیه را و همراه کرد سلمه بن اسلم را و در روایتی جبار بن صخر را بسوی ابی سفیان که اگر دست دهد بکشند او را پس رفت عمرو بن امیه رضی الله عنه بمکه و بکشی بود که طواف میکرد ناگاه دید او را معاویه بن ابی سفیان پس خبر کرد قریش را بوجود وی پس پرسیدند از وی و جستند او را و گفتند اهل مکه ابن عمرو بن امیه است از وی غافل مباشید و مشهور بود عمرو بن امیه در جاهیت بناگاه کشتن پس اجتماع کردند اهل مکه بطلب وی و قتل وی و چون اهل مکه از حال عمرو و سلمه واقف شدند هر دو از یکدیگر افراق نمودند سلمه بن اسلم بمدینه مراجعت نمود و عمرو بجبال و شعاب مکه مختفی گشت عمرو میگوید که دران اوان عثمان بن مالک مرا پیش آمد خنجرے بر سینه او زدم چنان نعره کرد که اکثر مردم شنیدند آواز او را مردم همه بوی مشغول گشتند و بطلب من نپرداختند و من در غاری خزیدم و از ان غار بغار دیگر رفتم دران غار شخصے دیدم اعور که گوسفندان خود را

عمرو بن امیه الضمیری

دیگر چنین آمده که میل کشیدند در چشمهای ایشان و گذاشتند ایشانرا در آفتاب تا مردند و در روایتی
دیگر صلی الله علیه وسلم و بردند شترها را پس چون رسید این خبر آن حضرت آمده که داغ کرده نشود صحیح
قطع را یعنی عادت چنان ست که چون دست می برند داغ میکنند تا خون باز ایستد و منجر بموت نگردد
بخلاف اینجا که داغ نکردند تا خون میرفته باشد و منجر بهلاک گردد و انس گفت دیدم من یکے
ایشان را از انکه می گزید زمین را بدندان تا مرد و آمده است که میگفتند ایشان آب پس آنحضرت
بسفر مود آتش و این میل در چشم کشیدن و دست بریدن و در آفتاب گذاشتن و داغ نکردن
بطریق قصاص بود که ایشان با راعیان همچنین کرده بودند و میگویند که نخست پیش ازان که
مامور شوند بطلب خروج بسوی اهل در اصحاب صفه آمده نشسته بودند اینجا شاید بعضے نادانان
گویند که چرا بران حضرت کافر ایشان مکشوف نشد و چرا گذاشتند ایشانرا در میان
مسلمانان و چرا امر کردند ایشانرا بخروج ایشان بسوی اهل این سخن جاهلان ست چه کشف
شدن احوال بران حضرت و اطلاع بر انجام کار بوحی و اعلام الٰهی میشد و اینجا نشد بحکمتے
که جز علام الغیوب نداند و همچنین احوال اهل کشف و خبرت از اولیا رد عدد این ناپاکان منشت
و شتران پانزده و سه یا بیست سوار از انصار روایت کرده است ابن مردویه که بود مر پیغمبر را
صلی الله علیه وسلم غلامی که نام او یسار بود روزی آن حضرت او را دید که خوب میکند نماز را پس
آزاد کرد آن حضرت او را و فرستاده بود او را بنگاهبانی و خدمتگاری این شتران پس می بود هم در
شتران پس آمدند قومی از عرینه و ظاهر کردند اسلام را و آمدند بیمار و تپ زده که کلان شده است
شکمهای ایشان و لاغری کردند بر یسار و ذبح کردند او را و خلانیدند خارها در چشمان او و در آمدند
شتران را پس فرستاد آن حضرت در پی ایشان گروهی از مسلمانان را که امیر ایشان کرز بن
جابر فهری بود پس رسیدند بایشان و آوردند ایشان را و بریدند دست و پای ایشان را و میلی
کشیدند در چشمان ایشان را تا هلاک شدند و مکروه پنداشت خدا تعالی مثل این را و فرستاد این
آیت را انما جزاء الذین یحاربون الله و رسوله الآیة و صاحب مواهب گفته که قول این مردویه
که گفته است مکروه پنداشت خدا تعالی مثل این را مخالف است روایت مسلم را که مثل این
و مانند آن بر وجه قصاص بود پس مکروه نباشد نزد خدا در فتح الباری گفته که ابن التین زعم کرده

و قدوم آورد بمدینهٔ مطهره پس برآید برای وی ابو سلمه بن عبد الرحمن راکه امام دین و از اکابر تابعین
و از فقهای سبعه مدینه است و همدرین سال علی ابن ابیطالب را بقبیله بنی سعد بن بکر باصد کس
بموضع فدک فرستاد و سببش آن بود که بحضرت خبر رسانیدند که بنی سعد بن بکر لشکری جمع میکنند تا
مدد کنند یهود خیبر را و باتفاق ایشان قصد مدینه کنند پس رفت وی رضی الله عنه شب سیر میکرد و روز
مخفی می بود پس یکبارگی درآمد بر ایشان و غارت زد میان فدک و خیبر پس هزیمت خوردند بتوسط
و پانصد شتر و دو هزار شاة بدست آمد پس قدوم آورد علی مرتضی هر که با او بود بمدینه بی آنکه حسرتی
واقع شود و همدرین سال قضیهٔ عکل بضم عین و سکون کاف و عرینه بضم عین و فتح را واقع شد
و این را سریه کرز بضم کاف و سکون را بعد از وی زامی بن جابر فهری بکسر فا نیز گویند ابن اسحاق
گفت که قدوم ایشان بعد از غزوهٔ ذی قرد در جمادی الاخری بود و ذکر کرده است او را بخاری
بعد از حدیبیه در ذی القعده و نزد واقدی در شوال و بیعت کرده اند او را ابن سعد و ابن حبان
و در صحیح البخاری در کتاب المغازی از انس آورده که مردمان از عکل و عرینه قدوم آوردند بر
رسول خدا و تکلم کرد با سلام یعنی ظاهر کردند اسلام را و تلفظ کردند بدان پس گفتند یا نبی الله در
بودیم ما اهل جرع یعنی صاحب شتر و گاو گوسفند و نبودیم اهل ریف یعنی اهل زراعت و ریف بکسر
را زمین با کشت و حلف و نخیل یعنی اهل بادیه ایم نه اهل مدین و ناگوار و گران داشتند ایشان
آب و هوای مدینه را یعنی موافق مزاج ایشان نیفتاد و بیمار گشتند و آماسید شکمهای ایشان و زرد شد
رنگ و روی ایشان پس امر فرمود آن حضرت ایشان را بذود یعنی شتر و ذود بذال معجمه شتران از دو تا
یا از سه تا ده فرمود بخورید شیر شتران را و بول ایشان را و شتران بودند آن حضرت را در ناحیه
مسجد قبا قریب جبل عیر پس خوردند ایشان آنچه آن حضرت فرموده بود و صحت یافتند و تندرست
شدند و علما را در اینجا اقوال است یکی طهارت بول ما یوکل لحمه که اگر پاک نمی بود امر بخوردن
آن نمیکرد دوم شرب بجهت تداوی سوم نجاست و حرمت و امر کردن بشرب آن بر این
قوم را مخصوص بایشان بود و بوحی بود و بعل چون تندرست شدند و بحال خود آمدند کافر شدند بعد از
اسلام و کشتند راعی آن حضرت را و فرستاد طلب را و پی ایشان و امر کرد که میل کشیدند در چشمهای
ایشان و بریدند دستهای ایشان را و انداختند شدند در ناحیه سنگستان مدینه تا مردند بحال خود در

پس جائزه و خلعت داده بود او را قیصر پس ملاقات کرد او را هند در جماعه از خدام بخشی پس قطع
کردند بروی طریق را پس شنیدند او را جماعه از بنی الطیب پس گرفتند بر ایشان و بردند متاع وجیه
را و قدوم آورد وجیه بر رسول خدا صلی الله علیه وسلم پس خبر داد بحقیقت حال پس فرستاد آنحضرت
زید بن حارثه را در پانصد نفر و وجیه را باز فرستاد همراه وی سیر میکرد در شب و در کمین مے بود در
روز پس هجوم آوردند در وقت صبح بران قوم و غارت زدند بر ایشان و قتل کردند و در ناک ساختند
و قتل کردند هیذم را و پسر او را و غارت کردند بر مواشی و چهار پایان و زنان ایشان پس گرفتند از
چار پایان هزار شاة و از نساء و صبیان صد تن پس رحلت کرد زید بن رفاعه خدائے وادی در چند نفر
از قوم خود پس دفع کرد بسوی آن حضرت کتاب خود را که با خود داشت و نوشته بود برای خود و قوم
خود در چند شب که قدوم آورده بود و اسلام آورد و فرستاد آن حضرت علی مرتضی را کرم الله وجهه
بسوی زید بن حارثه و امر کرد و بگذارد ایشان را با اموال ایشان پس رد کرد زید بر ایشان اموال
ایشان را و دیگر سریه زید بسوی وادی القری در رجب پس کشته شدند از مسلمانان جمعی و برداشته شد
زید از معرکه مجروح که رمقی دارد پس معلوم شد که زید را سرایا بود در بعضی غالب شد و در بعضی مغلوب
و وجه عدم ذکر اینها در روضة الاحباب ظاهر نیست و در معارج النبوة نیز ذکر نکرده و الله اعلم
همدرین سال عبد الرحمن بن عوف را بقبیله بنی کعب بموضعی که آنرا دومة الجندل گویند فرستاده
آورده اند که رسول خدا صلی الله علیه وسلم عبد الرحمن را رضی الله عنه بخواند و در مقابل خود
نشاند و بدست مبارک خود بر سرش عمامه بست و در روایت دیگر ذکر عذبه نیز آمده است و فرمود
اغز بسم الله و فی سبیل الله غزا کن بنام خدا و در راه خدا پس قتال کن با کسے که کافر است
بخدا و خیانت مکن در غنیمت و غدر منما و مکش طفل را و در روایتی و نه زنان را و فرمود اگر استجابت
کنند دعوت ترا بخواه دختر ملک ایشان را پس سیر کرد عبد الرحمن تا رسید بدومة الجندل و درنگ کرد
میان ایشان سه روز در حالیکه دعوت میکند ایشان را پس اسلام آورد اصبغ بن عمرو کلبی بصباد
مهله و غنین معجمه که رئیس ایشان بود و اسلام آوردند بادی مردم بسیار و اگر بعضے توفیق اسلام
نیافتند جزیه قبول کردند و ظاهر آنست که در جمیع مغازی و سرایای مذکوره حکم چنین خواهد بود اگرچه
تصریح مذکور نیست زیرا که حکم شریعت همین است و تزوج کرد عبد الرحمن دختر اصبغ که تماضر نام داشت

واشهدان محمد رسول الله واز عبارت اسد الغابه معلوم میشود که تعرض مسلمانان بوی و در امان زینب
در آمدن در وقت رفتن بسفر شام است اما تحقیق آنست که بعد از رجوع از تجارت شام است چنانکه
اهل سیر ذکر کرده اند و شیخ نیز در اصابه همچنین تحقیق کرده است و قول اول را تزئیف نموده است
چنانکه بنظر در اصابه معلوم میگردد و فتد بر در همین سال زید بن حارثه را بوادی القری در رمضان فرستاد
و سبب این واقعه این بود که زید بر سم تجارت بجانب شام میرفت و اصحاب بادی بقباعها
فرستاده بودند چون نزدیک بوادی القری رسید گروهی از بنی بدر از قبیله فزاره سر راه بر ایشان
بگرفتند با یکدیگر بجاربه و مقاتله مشغول شدند آن قوم بسیار بودند مسلمانان اندک کفار غالب شدند
پس بزدند زید را و اصحاب او را زدنی سخت و اموال مسلمانان را ببردند زید بهزیمت نموده بمدینه مطهره
باز آمد و کیفیت واقعه را بعرض حضرت رسالت رسانید آن سرور جمعی دیگر را همراه او گردانید پس
روز در کمین میبودند و شب سیر میکردند پس صبح کرده زید و اصحاب وی را انتقام کشیدند بعضی
از ایشان را کشتند و طائفه از زنان را اسیر کردند و باقی گریخته رفتند این چند سریه حارثه را
در روضة الاحباب ذکر کرده و در مواهب چندی دیگر بر افزوده و گفته یکی سریه زید بنی حارثه
را در رمضان بسوی ام قرفه فاطمه بنت ربیعه بن زید قراریه که در ناصیه ام القری بود بر مسافت
نسبت هفت از مدینه و ملکه در ریسه آنجا بود و در بحائر قصه سریه وادی القری ذکر کرده و گفته که گرفتند
ام قرفه را که عجوزه کبیر بود و کشتند او را و کشتی عنیف و بستند هر دو پای او بر سنی و بستند آن سن
را میان دو شتر و زجر کردند ان دو شتر را در آمدند آنها را پس پاره پاره کردند او را و چون قدوم
کرد زید بن حارثه بمدینه ببود آن حضرت رفت و بگرفت در را پس بیرون آمد آن حضرت از درون
خانه تن برهنه در حالی که میکشید جامه خود را پس در کنار گرفت و بوس کرد زید را و پرسید حال
او را پس خبر داد با نچه ظفر داد او را و اند اتعالی دیگر سریه زید بن حارثه بسوی طرف و این آبی
است بر سی و شش میل از مدینه پس بیرون آمد ببنی ثعلبه در پانزده مرد پس یافت شتر انرا
و گوسفندان را و گرفتند اعراب و صبح کرد زید بمدینه به بیست بعیر و ملاقات نکرد جنگی را و غائب
شد چهار شب دیگر سریه زید بسوی حسمی در وادی القری و بود در جمادی الاخری و سببش
آن بود که اقبال کرد دحیه بن خلیفه کلبی از پیش قیصر که فرستاده بود آن حضرت او را بسوی وی

در روضة الاحباب ذکر کرده بود پس در مواهب گفته سریه زید بن حارثه لبنوی بنی سلیم محمود بود
و گفته می شود مجموع ناصیه است ببطن نخل از مدینه بچهار کروه شهر ربیع الآخر سنه است پس یافتند
زنی را از مدینه که نام او حلیمه بود پس دلالت کرد آنرا محله از محال بنی سلیم پس یافتند مشتر انرا و گوسفندان را
و اسیر انرا و در میان اسیران زوج آن زن بود پس رجوع کرد زید با نچه یافت و رسید نزد آن حضرت
صلی الله علیه وسلم پس بخشید آن حضرت برای آن زن نفس او را و زوج او را و همدرین سال
نوبت دیگر زید بن حارثه را بموضع عیص بکسر عین مهمله و سکون تحتانیه که بر چهار میل از مدینه بود
در جمادی الاولی با هفتاد سوار بطلب کاروان قریش که از شام می آمدند فرستاد پس آمدند
بر کاروان و گرفتند هر چه با ایشان بود و گرفتند قصه کثیر را که صفوان بن امیه را بود و اسیر کردند
از ایشان جماعه را که ابو العاص بن الربیع زوج زینب بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم
دران بود پس امان داد و در پناه خود گرفت او را زوجه وی زینب پس روا داشت آن حضرت
امان دادن او را پس بمکه رفت ابو العاص و ایمان آورد و بمدینه باز آمد و تمام قصه ابو العاص
آنست که نخست وی از همه آبدر بود و چون اهل مکه برای اسرای خود فدیه دادند زینب بنت
رسول الله صلی الله علیه وسلم که در تحت وی بود و دران زمان نکاح مومنه با مشرک درست بود
از مکه در فدیه ابو العاص مالی فرستاد که دران گلوی بندی از خدیجه بود که در جهاز زینب داده بود
چون آن حضرت آنرا دید از یاد آمدن خدیجه رقتی پیدا شد و با صحابه گفت اگر فدیه از ابو العاص نگیرید
و منت نهید بروی و خلاص کنید میشود صحابه قبول کردند و آن حضرت در وقت استخلاص از وی عهد
گرفت که زینب را بمدینه بفرستد پس برای آوردن زینب مردم فرستاد و زینب بمدینه آمد و هنوز
ابو العاص مشرف باسلام نشده بود تا در سنه ست از هجرت تجارت شام رفت و از انجا
در کاروان قریش می آمد مسلمانان کاروانرا تاراج کردند و کاروانیان را اسیر کردند و دران میان
ابو العاص نیز اسیر شد کسی را نزد زینب فرستاد که او را در جوار خود گیرد زینب بحضرت التماس کرد
و التماس زینب قبول افتاد پس مردم با بو العاص گفتند که مسلمان شو تا این اموال مردم که همراه
تست از آن تو شود گفت حاشا که من اسلام خود را باین مال رنگین سازم پس ابو العاص بمکه
رفت و اموال مردم بمردم سپرد و گفت با اهل مکه گرفتید اموال خود را تمام و گفت اشهد ان لا اله الا الله

صد کس از اصحاب خود در پی مخالفان برویم و یکی از ایشان را زنده بگذاریم آن سرور فرمود که همچنین میکنی
گفتم بآن خدای که ترا معزز و مکرم گردانیده چنین کنم پس آن حضرت تبسم فرمود چنانکه دندانهای
مبارکش در روشنائی نمود بعد ازان فرمود ای پسر اکوع از ملکت فالسجح چون مالک و قادر شوی
مسامحه کن و السجح بقطع همزه و سکون مهمله بعد ازوی جیم مکسوره و آخر او حاء مهمله ای ارفق
و احسن السماحه السهوله یعنی شدت مکن که مقصود که نکایت اعدای دین است حاصل شده است
و لله الحمد و قسمود ایشانرا در غطفان مهمانی میکنند بعد ازان شخصی از غطفان آمد و خبر آورد که اشتران
شتری ذبح کرده بودند و شتر را پوست میکندند از جای غباری ساطع شد و ایشان بتصور آنکه
این گرد لشکر اسلام است روی بگریز نهادند بعد ازان از بنی عمرو بن عوف از مدینه امداد آمد
از سوار و پیاده و کار خود تمام شده بود و آن حضرت فرمود بهترین سواران ما امروز ابو قتاده
است و بهترین پیادگان سلمه و سهم پیاده و سوار بمن داد و مرا ردیف خود گردانید و اقامت کرد
آن حضرت یک روز و شب پس رجوع کرد و مدت غیبت درین غزوه پنج شب بود و آورده اند
که حضرت صلی الله علیه وسلم درین غزده نیز نماز خسوف گذارد و گویند که آن حضرت درین غزوه از
اسپ افتاد و ساق یاران آنحضرت مجروح گشت و چون بمدینه رسید یاران بهمت چند نماز نشسته
گذارد و یارانرا نیز فرمود که نشسته بگذارند از جهت اعانت متابعت امام اما نزد بسیاری از علماء
اینحدیث منسوخ است زیرا که بصحت رسیده است که آن حضرت در مرض موت نشسته نماز گذارد
و یاران ایستاده اقتدا کردند و آن حضرت آنرا تقریر فرمود و همدرین سال عکاسه بضم عین و تخفیف
کاف بن محصن بکسر میم و سکون حاء مهمله و فتح صاد اسدی را با چهل مرد بجانب قومی از بنی اسد
فرستاد بموضعی که آنرا غمر گویند بغین معجمه مکسوره چون بنواحی آن دیار رسید از آمدن عکاسه خبردار
شدند و فرار بر فرار نهاده منازل خود را خالی گذاشتند و چون بمنازل ایشان درآمدند و هیچ کسی را
ندیدند پس شخصی ازان مردم بدست آمد و ویرا امان دادند وی ایشانرا دلالت نمود بموضعی که مواشی
و انعام آن قوم آنجا بودند برگرفتند و دویست شتر ازان جمله برآمدند و بمدینه مطهره مراجعت نمودند
و درین سال زید بن حارثه را با جمعی به بنی سلیم بموضع جموم بجیم و دو میم قریب بطن نخله فرستاد وی
آنجا رفت و چهارپایان ایشان را غارت کرد و جمعی را اسیر ساخته بمدینه باز گشت و بمقدار

جمعی از کفار فرارہ بزد قوم خود رسیدند و متوجہ من شدند ناگاہ می بینم کہ سواران پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایشان را مقدمہ تعیین کردہ بود از میان درختان پیدا شدند اول ایشان آخرم اسدی بخار مجمہ کہ از دلیران و جوانمردان و سعادتمندان بود و از عقب وی ابو قتادہ کہ او را فارس رسول اللہ می گفتند و در آخر ہمین قصہ آمدہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود خیر فرسانہا الیوم الیوم ابو قتادہ و خیر رجالنا سلمہ و بر اثر وی مقداد بن اسود کندی پس مشرکان را چون نظر بر اہل اسلام افتاد روی بگریز نہادند آخرم از عقب ایشان روان شد من از کوہ فرود آمدہ عنان اسپ او را گرفتم و گفتم صبر کن تا باقی اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برسند آخرم گفت کہ ای سلمہ اگر تو ایمان بخدا و روز جزا داری و میدانی کہ بہشت و دوزخ حق است حائل مشو میان من و شہادت پس دست از عنان او باز داشتم آخرم خود را بعبد الرحمن پسر عبہ بن حصین رسانید و نیزہ بروی زد اما کار گر نیفتاد و بعد ہ عبد الرحمن نیزہ بر آخرم زد و او را شہید ساخت و بر اسپ وی سوار گشت پس ابو قتادہ بعبد الرحمن رسید ہمان نیزہ کہ بر آخرم زدہ بود ضربی بروی زد و بیک ضرب نیزہ کفایت کرد او را بدوزخ فرستاد و بر اسپ او سوار شد قصہ کماندین بدان درست آمد ابو سلمہ میگوید کہ چون عبد الرحمن کشتہ شد ما از عقب کفار روان شدیم بہ شعبی در آمدند کہ در انجا چشمۂ آب بود کہ آنرا ذو فرد میگفتند و این غزوہ بوی مضاف ست خواستند کہ از آن چشمہ آب خورد چون ما نزدیک بودیم از خوف نتوانستند آب خورد و از سران در گذشتہ بتعجیل روی بانہزام و فرار آوردند و من تنہا آنجماعت را تا زمان غروب تعاقب مینمودم و دو اسپ از ایشان گرفتہ باز گشتم زہی مردانگی امیر و ایمان وی و محبت وی با آنحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم و این بجہت شتران و فقدان آنہا بود شتران بلکہ تمام متاع در نظر شریف چہ قدر دارد کہ بتعاقب وی لشکر فرستند و خود برآیند و مقصود دفع فساد و اظہار شوکت دین اسلام و نگونساری کفار بود القصہ ابو سلمہ میگوید چون برگشتہ بذی قرد آمدم دیدم کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم با لشکر در انموضع نزول فرمودہ است و بلال شتری کہ از جملہ شتران مخالفان بغنیمت بمومنان رسیدہ بود کشتہ و جگر و کوہان شتر را برای آن حضرت کباب میساخت پس بخدمت آن حضرت رسیدم و معروض داشتم کہ یا رسول اللہ این قوم گشتہ و بیتاب و بیطاقت میروند دستوری دہ تا من

الحاح کرد و مبالغه نمود که اذن واقع شود آن حضرت فرمود که از عطفان میترسم که مبادا بر شما بیایند پس اذن داد و فرمود گو با می مینیم که ایشان بر سر شما آمده اند و پسر ترا کشته اند ابو ذر میگفت عجب آمد مرا از حال خود که رسول خدا صلی الله علیه وسلم اینچنین میفرمایند و من مبالغه میکردم آخر همان شد که آنحضرت فرمود و در واقع عجب بود از ابو ذر که با وجود آنقدر رتبه که در طلب رضای آن حضرت داشت در برابر آن حضرت در کاری که وی توقف داشت گستاخی کرد و مبالغه نمود تقدیر الهی برین داشت القصه عیینه بن حصین فزاری با چهل سوار آمده شتران را غارت کرده بردند راعی آنرا کشت و پسر ابو ذر را اسیر گشت اتفاقا مسلمه بن الاکوع در رباح غلام آن حضرت از مدینه وقت سحری با نموضع آمده بود پس مسلمه رباح گفت تو بر دو و آنحضرت را خبر کن من میروم و بنال الیشان و چون خبر بآن حضرت رسید ندا کرده شد باخیل الله ازگهی و این کلمه از اول خبری بود که ندا کرده شد بوی پس سوار شد آن حضرت در پانصد کس و در روایتی هفتصد کس و خلیفه ساخت بر مدینه مطهره ابن ام مکتوم را و عقد کرد لوای برای مقداد و در نیزه وی و فرمود بیشتر بر دو لاحق میشوند ترا قوام یعنی لشکرے بر پی تو میرسد و سلمه بن الاکوع خود در دنبال آنها رفته بود و ابن سلمه بن الاکوع از سخت ترین مردم و شجاع ترین الیشان بود محاربه میکرد و پیاده بر سواران میدوید و سبقت میکرد سواران را و در تیر اندازی یگانه عصر بود بیعت میکرد تحت الشجره سه بار در اول و اوسط و آخر بر موت میگوید که رباح را نزد آن حضرت صلی الله علیه وسلم برای خبر فرستادم و بر تلی رفتم و سه نوبت گفتم وا صباحاه و این کلمه اخبار است بوقوع غارت آنگاه از عقب کفار روان شدم و شمشیر و جعبه نیز با من بود تیر ها بجانب الیشان می انداختم و هر تیری پای را مجروح می ساختم و دران صحرا درختان بسیار بود چون سواری قصد من میکرد در پس درختی می نشستم و بر خم تیر او را از خود دفع میکردم و گاهی بر فراز کوه میرفتم و دستک بجانب الیشان می انداختم و چنان الیشان را به تنگ آوردم که از دست من بجان رسیدند و شتران آنحضرت را گذاشته از پیش من بیرون رفتند پس شتران را بر صوب مدینه مطهره راندم و باز در عقب الیشان روان شدم و بر خم تیر همه دعا جز و سر اسیمه ساختم چنانچه تیر ها و برد های خود را می انداختند تا من بآنها مشغول شوم و دست از جنگ بدارم و هر چه الیشان می انداختند من سنگی بر بالای آن میگذاشتم و بگرفتن و برداشتن آن میقید نمیشدم و در دنبال الیشان میرفتم تا سی نیزه و سی برد از الیشان باین طریقه گرفتم چون چاشت بلند شد

پس بیرون آمد آن حضرت بروی و سوال کرد از وی که چیست حال تو با ثمامه و چیست رای تو و چه
گمان داری در کار خود جواب داد که نزد من خیر است یا محمد اگر میکشی میکشی صاحب خونی را که یعنی کسیکه
میگردد خون او هدر و اگر انعام میکنی انعام میکنی شاکرے را یعنی اگر بخشی شکر تو میگویم و اگر مال میخواهی بخواه
سیدهم از ان هر چه میخواهی پس گذاشت او را آن حضرت و چون فردا شد باز همین سوال کرد و همین جواب
شنید تا سه روز همین طور سوال و جواب شنید روز سوم حکم کرد که بگشایند او را و رها کنند پس رفت ثمامه
بنخلی که قریب بود از مسجد پس غسلی بجا آورد و در آمد در مسجد و باواز بلند گفت اشهد ان لا اله الا الله
و اشهد ان محمدا عبده و رسوله و گفت یا محمد بخدا سوگند نبود بر روے زمین هیچ روی نزد من دشمن داشته شده
تر از روی تو پس گشت روی تو محبوب ترین روها نزد من و نبود هیچ دینی مبغوض تر از دین تو نزد من
پس گشت دین تو محبوب ترین دینها نزد من و نبود هیچ بلدی مبغوض تر نزد من از بلده شریف
تو پس گشت محبوب ترین بلدها بلده مبارک تو و گفت لشکر تو گرفت مرا من میخواستم که عمره
بجا آرم پس چه میفرمائی پس بشارت داد او را رسول خدا صلی الله علیه وسلم و امر کرد که عمره بجا آورد چون رسید
ثمامه بمکه گفت او را گوینده که صابی شدی یعنی بیرون آمدی از دین خود در آمدی در دین دیگر و مسلمانان
را کافران صابی می گفتند بانیمعنے و مقصود ایشان آن بود که از دین حق برآمدی و بدین باطل گرویدی
پس گفت ثمامه بخدا سوگند صابی نشده ام ولیکن اسلام آورده ام یا رسول خدا صلی الله علیه وسلم و گفت
بخدا سوگند نباید شما را از ثمامه یک دانه گندم تا آنکه اذن کند رسول خدا صلی الله علیه وسلم روایت کرده
این حدیث را مسلم و اختصار کرده است بخاری و همدرین سال غزوه ذی قرد بفتح قاف و راء و دال مهمله
نام آبی است بر مسافت یک بریدی از مدینه که در اثنای بیان قصه معلوم خواهد شد و این را غزوه غابه
نیز گویند بغین معجمه و تخفیف موحده نیز نام موضعی است غابه در اصل بمعنی بیشه است و وقوع این غزوه
پیش از حدیبیه است باتفاق اهل سیر و بخاری گفته است که پیش از خیبر است بسه روز مسلم نیز مانند این
گفته و حافظ ابن حجر گفته که آنچه در صحیح آمده است از تاریخ برای غزوه ذی قرد واضح است از آنچه اهل سیر
گفته اند و الله اعلم و بسبب وقوع این غزوه آنست که آن حضرت صلی الله علیه وسلم بیت لبنه بود یعنی تا نهاے
شیر دار قریب العهد بولادت که میچریدند در غابه و ابوذر غفاری رضی الله عنه نیز در انجا میبود اتفاقا بخاطرش
چنان رسیده بود که چند گاه در انجا بماند پس از حضرت اذن طلبید و با وجود آنکه آن حضرت اذن نمیداد

تا صیت لشکر اسلام بگوش قریش رسیده تزلزل وخوفی در ایشان پیدا آید وایشان تا بموضع معه
رفتند وباهیچ مخالفی ودشمنی اتفاق ملاقات نیفتاد پس ازان بموضع بازگشتند وبآن حضرت
ملحق گشتند مدت غیبت درین سفر چهارده شبانروز بود همدرین سال محمد بن مسلمه را باسی سوا
در ربیع الاول بر سر جماعتی ازبنی کلاب بموضع ضربه بضم ضاد معجمه وتشدید تحتانیه که میان او و
میان مدینه منوره بیست وچهار میل است فرستاد وفرمود باید که بناگاه بر ایشان رود محمد بن
مسلمه روز مختفی میبود وشب سیر میکرد پس وارد شد بر ایشان در شب وتاخت آورد بر ایشان
وچند نفر را از کفار بگشت وباقی گریختند وشتران وگوسفندان آن جماعه را بمدینه مطهره آوردند حصه
بعد از اخراج خمس قسمت کردند گویند صد وپنجاه شتر بود وسه هزار گوسپند وغیبت محمد بن مسلمه در ین
سفر پانزده روز بود ودر روایتی نوزده روز بدانکه سریه محمد بن مسلمه دوهست واین را در روضة الاحباب
در حاشیه سریه محمد بن مسلمه بقرطا بضم قاف وفتح راو طا مهمله نوشته کلام در وی همین مقدار کرده
که مذکور شد وسریه دیگر نیز مضاف بمحمد بن مسلمه کرده بذی القصه بضم قاف وفتح صاد مهمله مشدده
گفته که محمد بن مسلمه را باده مرد یا بیشتر از بنی ثعلبه بموضع ذی القصه فرستاد وشب هنگام بود که محمد
بن مسلمه با ایشان رسید قریب صد مرد بودند همه جمع شدند وساعتی طرفین برای مشغول شدند
آخر الامر کفار به یکبار حمله کردند وبه نیزها برگشتند وایشان را شهید ساختند محمد بن مسلمه مجروح بر زمین
افتاده زخمی بر کعب وی رسید مردی از مسلمانان بمحمد بن مسلمه رسید پس برداشت اورا وبر دوش
خود نشانده بمدینه مکرمه آورده پس فرستاد رسول خدا ابو عبیده بن الجراح را در ربیع الآخر در چهل مرد
پس غارت آورد بر ایشان وگرفتند ودر آمدند در کوههای پس یافت مردی را که اسلام آورده
وگذاشت اورا وگرفت چارپایهای ایشان را وشتاعهای خانهای ایشان را وقدوم آورد بمدینه پس
محتبس کرد آنرا رسول خدا وقسمت کرد باقی را بر ایشان ودر معارج النبوة قصه دستگیر کردن واسیر ساختن
ثمامه بضم مثلثه بن اثال بضم همزه ومثلثه که خالی از غرابت نیست هم از وقایع سال ششم داشته ونسبت
محمد بن مسلمه کرده وآنچنان است که آن حضرت صلی الله علیه وسلم طائفه از اصحاب را همراه محمد بن مسلمه
بجانب نجد فرستاد وایشان مردی از بنی حنیفه که سید اهل یمامه بود ونام او ثمامه بن اثال بود دستگیر
کرده واسیر ساخته در حضرت نبوت آوردند آن حضرت فرمود تا او را بستونی از ستونهای مسجد شریف ببندند

بیع بشرط و منع فقها ازان مگر بحدیث دیگر باشد و بعضے گفته اند که درین حدیث اضطراب است و کلام در بخاطویل است مذکور در موضع خود و آن حضرت درین غزوه در سایهٔ درختی بخواب رفته بود و اعرابی آمد و شمشیر آن سرور را کشید و بر بالین وی بایستاد آن حضرت بیدار شد اعرابی گفت کیست که منع کند ترا ازمن فرمود الله پس آن حضرت برخاست پس افتاد شمشیر از دست اعرابی و گرفت آن حضرت شمشیر بدست خود و فرمود یا اعرابی که منع میکند ترا ازمن گفت اعرابی بخش مرا فرمود گواهی میدهی تو که من رسول خدایم گفت اعرابی عهد کردم که قتال نکنم تو و نباشم در جماعه که قتال کنند با تو پس سر داد آن حضرت او را و رفت وی در قوم خود و گفت آمدم شما را از پیش بهترین مردم و نکره کرده است واقدی که اسلام آورد اعرابی و رجوع کرد بقوم خود پس هدایت یافتند از وی خلق کثیر و در روایتی آمده که گرفت اعرابی را در صلب و تحقیق گذشته است مثل این قصه در غزوهٔ غطفان و آغاز در سال سوم از هجرت پس سبیل آنست که ترجیح باید کرد یکی را بر دیگرے و محققین برآنند که این دو قصه است در هر دو غزوه واقع شده والله اعلم و همدرین سال غزوهٔ بنو لحیان بکسر لام و فتح آن واقع شد در ربیع الاول و نزد ابن اسحق در جمادی الاولی بر راه ششماه از قرقره و ابن جزم گفته که صحیح آنست که در سنهٔ خمس وقوع یافت سببش آنست که چون واقعه عاصم بن ثابت و خبیب بن عدی و رفقای ایشان رضی الله عنهم که در سال سوم ذکر آن گذشت بظهور پیوست رسول خدا صلی الله علیه وسلم ملول و محزون می بود و همواره اینها از وصیت نموده میخواست که از بنی لحیان که از پیش آنحضرت آنجماعه را با خود برده عذر نمودند انتقام کشد تا درین سال که سال ششم است از هجرت با دویست مرد از مهاجرین و انصار که در ایشان بیست سوار بودند متوجه آن جماعت گشت و توابه نموده چنان اظهار کرد که بجانب شام میرود تا ناگاه ایشان را دریابد و هلاک گرداند و ابن ام مکتوم را بر مدینه خلیفه ساخت و تیز رفت تا در ان محل رسید که مومنان در انجا مقتول و اسیر شده بودند و برای ایشان استغفار کرد و ایشان را بدعاء خیر یاد کرد بنو لحیان از توجیه آن حضرت خبر یافته روی بفرار نهادند و بر رءوس جبال برآمده متحصن گشتند و جان از ورطهٔ هلاک بیرون بردند و آن حضرت یکدو روز در ان منزل اقامت فرموده سرایا باطراف و جوانب فرستاد بعد ازاین بعسفان رسیده ابو بکر صدیق و بقولی سعد بن عباده را با جمعی و بروایتی با ده سوار بکراع الغمیم فرستاد

وآن موضعی ست از نجد از اراضی غطفان بر مسافت دو روز از مدینه پس بنا فت در دیار و مواضع ایشان
مگر جماعه از زنان را و مردان ایشان بشنیدن خبر آمدن آن حضرت گریخته بجبال و تلال متحصن شده بودند
و اهل اسلام بتاراج اموال ایشان متعرض نشدند و در روایتی آمده که بعضی زنان آن طائفه را که
بمنازل مانده بودند اسیر ساختند و مدت غیبت درین غزوه پانزده روز بود و چون وقت نماز در آمد
آن حضرت بجهت خوفی که متوقع بود اگر بناز مشغول شوند مشرکان قصد کنند صلوٰة الخوف گذاردند و
نماز خوف بوجوه متعدده آمده است و در کتاب سفر السعادت آنهارا بتفصیل بیان کرده است
و این اول الصلوٰة الخوف بود که گذارده است آن حضرت صلی الله علیه وسلم پس بمدینه باز گشتند
بی آنکه محاربه واقع شود اما وجه تسمیه این غزوه بذات الرقاع آنست که از حدیث صحیح البخاری معلوم
میشود که ابو موسی آورده که گفت بیرون آمدیم با آنحضرت در غزوه و هاشش نفر بودیم که میان ما یک
بعیر بود که بنوبت بران سوار میشدیم پس مجروح شدی پاهای ما و پس مجروح شد پاهای من و افتاد
ناخنان من پس بودیم ما که می پیچیدیم بر پاهای رقعها و خرقها را پس نامیده شد این غزوه بذات الرقاع
و هم در صحیح البخاری میگوید که حدیث کرد ابو موسی باین حدیث پشیمان گردید از حدیث کردن را
باین تا افساد عمل و تزکیه نفس لازم نیاید و اهل مغازی در تسمیه این غزوه بذات الرقاع وجوه دیگر نیز
گفته اند یکی آنکه در پای کوهی نزول کرده بودند که هر رقعه و قطعه آن برنگی دیگر بود دیگر آنکه درین غزوه
رقعها و وصلها بر علمهای خویش بسته بودند باین جهت ذات الرقاع گفتند دیگر آنکه زراعتها درختی
بود که آنرا ذات الرقاع می گفتند دیگر آنکه بر سپیان ابلق سوار بوده و مختار همان وجه اول است و
یکی از وقائع این غزوه آنست که جابر بن عبد الله انصاری بر شتری سوار بود و تحمیل داشت در رفتن
اما شتر وی بسیار ضعیف بود و کند رو بود پس آنحضرت بروی عصای شریف زد شتر تند شد و تیز رو شد
و آن حضرت از جابر پرسید چرا چنین شتاب میروی گفت یا رسول الله بجهت آنکه تو در ما دم فرمود
مگر نخواسته باشی گفت کعب ثیب فرمود چرا مگر نخواستی که بازی میکردی با تو و تو با وی جابر گفت
پدر من در جنگ احد شهید شد و نه دختر گذاشت یا هفت پس من زن ثیب گرفتم تا خدمت و تربیت
ایشان کند آنگاه آن حضرت شتر را از جابر خرید بشرطیکه تا مدینه جابر سوار رود و در شهر تسلیم نماید و بها
بستاند چون بشهر رسید بهای شتر را بجابر داد و شتر را نیز وی بخشیده معلوم میگردد از این حدیث

بقرارت سورۂ برأت بر مشرکان در سال نہم است و پیش بعضے علماء راجح و مختار ہمین قول ست از جہت
قوت دلیل و آن حضرت در حال تجہیز اسباب سفر حج مشغول شد و لیکن رفتن وی صلی اللہ علیہ وسلم
دران سال میسر نشد بجہۃ اشتغال ہا غزوات و تشنید و احکام تعلیم پس ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ را فرستاد تا بمردم
حج بگذارد و ایشان میگویند کہ آیت واتموا الحج والعمرۃ للہ اگرچہ در سال ششم از ہجرت منزل است
ولیکن این آیت دلالت بر فرضیت حج و عمرہ ندارد چہ ظاہر معنی واتموا الحج امر ابتدای ایتان حج
و عمرہ نیست بلکہ امر است باتمام حج و عمرہ بعد از شروع دران پس نتواند کہ امر باتمام حج بعد از شروع
در سال ششم نزول یافتہ و فرضیت ابتدای حج در سال نہم باشد و در فتح الباری میگوید کہ این آیت
تقاضا میکند تقدم فرضیت حج را بران یعنی چون مراد باتموا اتمام و استکمال حج و غیرہ باشد بعد از شروع دران لازم می آید کہ حج
و عمرہ پیش ازان مشروع و مامور بہ باشد و اگر پیش ازان حج و عمرہ نبود امر باتمام و اکمال ان
بعد از شروع چہ معنی دارد انتہی و این سخن ظاہر است و کاتب الحروف پیش ازین در فتح الباری
بیان تواردہ بود و لیکن الآن بخاطر میرسد کہ امر باتمام حج و عمرہ بعد از شروع دران مستلزم
فرضیت نیست تواند کہ نفل باشد و امر باتمام آن بعد از شروع صادر شدہ چنانکہ حکم نفل است مطلقاً
نزد ائمہ ما بلکہ حج و عمرہ گذاردن آنہا پیش از امر شارع چنانکہ رسم قدیم اہل مکہ بود و آن حضرت
ہم پیش از ہجرت حج گذاردہ و اختلاف است چند گذاردہ و معلوم نشدہ است عدد آن در امر کردن
باتمام آن کافی است و فرضیت آن در زمان اسلام شدہ اگرچہ این توجیہ بعدی دارد و اللہ اعلم
و ہمدرین سال بقول جمہور مورخان و اہل سیر غزوۂ ذات الرقاع واقع شد و نزد ابن اسحق در سنہ
رابع است بعد از واقعہ بنی النضیر و نزد ابن سعد و ابن حبان بعد از غزوۂ خندق و بنو قریظہ گفتہ اند
کہ ابن صنع از بخاری شدہ یا از رواۃ وی عمداً یا سہواً یا احتمال آنکہ متعدد باشد یکی پیش از خیبر و
دیگر بعد از وی در مواہب در ینمقام کلام طویل لاطائل کردہ و انچہ ضروری است کلام در سبب وقوع
او است و تسمیہ وی باین اسم اما سبب وقوع آنست کہ شخصے گوسفندان بجہت فروختن بمدینہ مطہرہ آورد
و اصحاب رسول اللہ را صلی اللہ علیہ وسلم اعلام کرد کہ بنی انمار ثعلبہ از غطفان لشکری جمع کردہ اند و قصد
مدینہ منورہ دارند پس بیرون آمد آن حضرت با چہار صد کس و برداشتی با ہفتصد کس و عامل گردانید
بر مدینہ عثمان بن عفان را رضی اللہ عنہ و بعضے گفتہ اند ابو ذر غفاری را پس نزول کرد نخل را نجا جمعیہ

دریا دابہ را بی آنکہ نام کنند آنرا حوت و آنرا غیر میگویند و در روایتی دابہ العنبر یعنے دابہ کہ نام او عنبر است
و آن ماہی کلانی است کہ از پوست وی سپر میسازند و آن سپر را نیز عنبر گویند و احتمال دارد کہ دابہ العنبر
بجہت آن گویند کہ عنبر نام طیب مشہور است از وی متولد میشود و در قاموس گفتہ است کہ غیر از طیب
سرگین دابہ بحریہ است یا از چشمہ ایست کہ در دریاست و نام سمکہ بحریہ است و ترسی ہلاک است کہ از پوست
وی سازند پس خوردیم از آن تا نیم ماہ پس گرفت ابو عبیدہ استخوانی را از استخوانہای وی و طیبی گفتہ کہ مراد بدان
استخوان ضلع است پس گذشت سوار از زیر آن استخوان و در سنن آمدہ است کہ ایستادہ کرد ابو عبیدہ
استخوان او را و نظر کرد بدراز ترین شتر ے پس آمد زیر وی و چون قدوم آوردیم ما ذکر کردیم این قصہ
را بحضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت آن حضرت بخورید روزی را کہ بیرون آوردہ است آنرا
خدای بسوی شما و بخورانید مارا اگر باشد با شما چیزے از ان این را از برای خوش کردن دلہای ایشان
و تاکید حلیت آن گفت تا بجہت تبرک از بہت بودن آن طعمہ از حق خارق عادت گفت جابر پس
فرستادیم بسوی آن حضرت چیزے از ان پس خورد آن حضرت متفق علیہ خبط تحریک برگ درخت کہ
زدہ می شود بعصا و میریزد از ان و این سریہ را جیش خبط گفتند از جہت اضطرار ایشان باکل آن
از جوع یا آنکہ جوشید در اطراف دہن قروح بسبب حرارت آن اوراق برگشت لبہای ایشان مانند لبہای
شتران و در روضۃ الاحباب ذکر این سریہ یافتہ نمیشود و لعم در اواخر سال ششم در سریہ محمد بن مسلمہ آوردہ
و ہمین مقدار گفت کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ابو عبیدہ بن الجراح را باہل کس فرستاد و
تا از ان جماعت انتقام کشید چنانکہ ذکر آن بیاید **بیان سال ششم در فرضیت حج** درین سال
بقول جمہور حج اسلام فرض شد و جمعی از علمای بر انند کہ فرضیت حج اسلام در سال نہم است
حجت طائفہ اولی قول حق سبحانہ است و اتموا الحج و العمرۃ للہ و نزول این آیت در سال ششم است
و گفتہ اند کہ مراد باتمام حج ابتدائے ایتان او ست و مؤید انست قرارت علقمہ و مسروق و ابراہیم
نخعی کہ اجل تابعین اند بلفظ و اقیموا و طبرانی باسناد صحیحہ از ایشان این قرارت روایت کردہ است
و احتجاج طائفہ دیگر کہ میگویند فرضیت حج در سال نہم است بآن کہ نزول صدر سورۂ آل عمران کہ
در وی کرمیہ و للہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا در سال نہم است کہ آنرا عام الوفود خوانند
فرستادن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بمکہ و امیر حاج ساختن وی و فرستادن علی مرتضی رضی اللہ عنہ

بیان سال ششم در فرضیت حج

در روز کمین میساخت و از راه منحرف شده نزول مینمود و چون بنواحی آن دیار رسید و یکروز راه در میان
نماند دلیل بعرض رسانید که مواشی و انعام مخالفان نزدیک است پس هجوم آورد بر مواشی و رعیان
ایشان گریختند و بهر جانبی پریشان شدند و نزول کرد آن حضرت در ساحت ایشان پس باقیماند
در انجا صبح یکی و توقف فرمود آن حضرت در انجا چند روز و فرستاد سرایا را هر جانب پس متفرق شدند
و نیافتند کسی را محمد بن مسلمه شخصے را گرفته بمجلس شریف آورد و حضرت از وی خبر قوم پرسید گفت چون
خبر توجه لشکر اسلام بساکنان آنمقام رسید در قرار استعجال نمودند و این شخص ایمان آورد پس
آن حضرت سالماً و غانماً بمدینه باسکینه مراجعت فرمود و مدت این سفر زیاده از یک ماه بود و در
روضة الاحباب میگوید که در زیمارت غیبت مادر سعد بن عباده وفات یافته بود آن حضرت نماز بر قبر
او گذارد سعد گفت یا رسول الله مادر من بطریق فجاوة مرد و من گمان می برم که اگر مجال فرصت
یافتی چیزے از مال تصدق کردی اگر من کنم ثواب آن بوی میرسد یا نه آن حضرت فرمود آری
میرسد پس سعد پرسید که کدام صدقه افضل است فرمود آب پس سعد بن عباده چاهی کند و آنرا
سبیل بنام مادر خود ساخت و گفت هذه لام سعد انتهی و علما را در رسیدن ثواب عبادت بدنی
بمیت اختلاف است و در مالی نه و باتفاق جائز است آورده اند که شیخ عزالدین بن عبد السلام
را بعد از رفتن از این عالم در خواب دیدند و از بن باب پرسیدند که با تو ان برسے امیت مردها می خوانیم چه
حال دارد بشما میرسد فرمود ما در دنیا فتوی میدادیم بر خلاف آن اکنون معلوم میشود که میرسد و الله اعلم
و همدرین سال در ماه ذی الحجه سریه ابو عبیده بن الجراح را بود در معارج النبوة می آرد که آن حضرت
ابو عبیده بن الجراح را با جمعی بجانب سیف البحر فرستاده بود و زاد ایشان در ان سفر خرما بود و روایت
است که هر روزی هر مردی یکخرما می گذرانیدند و آخر کار بجاے رسید که بهر نیم خرما قناعت کردند و مدتے
برین منوال میگذشت چون کار بر ایشان صعب شد حق جل و علا ماهی از دریا بر ساحل افگند که
سی صد نفر تا یکماه از گوشت آن محفوظ شدند و در مستقطے از جابر رضی الله عنه روایت کرده است
که گفت من با شتر خود از زیر ضلعے از اضلاع آن ماهی بگذشتم انتهی و در مشکات از جابر بهمین طریق
حدیث آورده که گفت غزا کردیم یا بعیش الخبط زاد ما اندک گردانیده شد بر ما ابو عبیده پس گرسنه شدیم
گرسنگی سخت پس انداخت دریا ماهی مرده که ندیده بودیم مثل آن و در بعضے روایات که یافتند بر کنار

وحبیب خود سپرده است صلی اللہ علیہ وسلم واز وقائع این سال آنکہ بلال بن حارث مزنی با جماعتی
نفر از قبیلۂ مزینہ بخدمت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آمده و بدولت اسلام مستعد گشتند پس آن حضرت
ایشانرا باز گردانید بمنازل خویش وفرمود کہ شما ہر جا باشید داخل مہاجرانید بموجب فرموده آن قوم
بہ بلاد خود مراجعت نمودند واین بلال بن الحارث عامل نواحی فرع بود کہ بر سیصد و پنج روز است از
مدینہ ویکی از حاملان الویہ مزینہ است روز فتح روایت کرده ازوی حارث پسر او و علقمہ بن وقاص
وحدیث کرده اند مر او را اربعہ غیر از بخاری و مسلم و مر او را پسری بود اسم او حسان محدث بصرہ مات
سنۃ سبعین ولہ ثمانین سنہ ودرین سال ماہ بگرفت در روضۃ الاحباب گرفتن ماہ را در ین سال ذکر
کرده وگفتہ کہ جہودان مدینہ طاسہا میزدند ومیگفتند کہ بر ما سحر کرده اند و پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نماز
خسوف گذارد تا قمر منجلی شد انتہی ودر سال دہم وفات ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آفتاب گرفت چنانکہ در مجلش بیاید ومردم گمان بردند کہ بگرفتن آفتاب بجہت فوت ابراہیم
است بر اعتقادی کہ در مردم شائع بود کہ آفتاب و ماہتاب گرفتہ میشوند بموت عظمی یا بوقوع حادثۂ
عظیم پس آن حضرت علیہ السلام گفتہ کہ شمس وقمر دو آیت اند از آیات الہی گرفتہ نمی شوند بجہت موت
کسی و ہرگاہ گرفتہ شوند نماز کنید و تصدیق کنید و استغفار کنید وکیفیت نماز آن مذکور است و
ہمدرین سال غزوہ دومۃ الجندل بضم دال وفتح آن واقع شده و آن نام کوہی است کہ از انجا
تا بکوفہ ده مرحلہ است وتا دمشق ہیزده مرحلہ است کذا قیل وگفتہ اند کہ دومۃ الجندل قلعہ ایست
اساس آن بر سنگ نہاده ومحصول آن موضع خرما وجو است ودر مواہب گفتہ کہ شہر یست کہ
درمیان او ودمشق مسافت پنج شب ست وبعد از مدینہ پانزده شانزده شب وتسمیہ او باین نام بدومے
بن اسمعیل است کہ نزول کرده بود در نجا ودر قاموس گفتہ کہ دومار الجندل نیز میگویند بر دو بضم
وسبب این غزوہ آن بود کہ بحضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم خبر رسانیدند کہ دران سرزمین جمعی کثیر
جمع شده اند وبمردم رہ گذرے زحمت بسیار میرسانند وظلم وتعدی مینمایند واکید رکہ حاکم آنموضع
است ونصرانی است لشکری کثیر جمع کرده در صدد مقابلہ ومقاتلہ آن حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایستاده پس آنحضرت باہزار کس بیرون آمد وسباع بن عرفطہ الغفاری را بخلیفہ
ساخت ودلیلی از برای راہ تعیین نموده وی بقمع وقلع اہل طغیان آورد پس شب سیر میکرد

والا دانستن حکمت ہم چہ درکار است حکمت را حسم بحکیم مطلق بسپارید او داند کہ چہ حکمت است
دران و اطلاع شما بر حکمت شرط طریقہ ایمان نیست و حال آنکہ مذہب اہل حق آنست کہ رعایت
حکمت واجب نیست بر کردگار کہ مختار مطلق است اگرچہ در ہر فعل حکمتہا دارد و اما اگر نکنند واجب نیست
بر وی و کسی را نمیرسد کہ بگوید چرا نکرد و دست تعرض عقل از دامان عز و جلال او کوتاہ است
یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید باین معنی دارد و ظاہر آنست کہ پیش از حکم کردن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
بود کہ حکم الہی درین قضیہ نیست ولیکن برائے الزام بنو قریظہ و خود را راضی شدند بحکم وی حکم را سعد
انداختند و در دل وے الہام کردند کہ حکم نزد خدا نیست و رضای رسول خدا درین و لہذا فرمود
آن حضرت کہ حکم کردی و بحکمی کہ نزد خدا ست در ہفت آسمان و نظر او بسان درین مقام ظاہر
و قاصر بود کہ بسعد گفتند کہ رحمت و شفقت کن بر ایشان و نگاہدار سابقہ حقوق و عہود را و وی
چہ حق نگاہدارد کہ حق ہمین است و ہم عرض کردند نظر بر ظاہر و اعتماد بر کرم و سماحت
وی صلی اللہ علیہ وسلم و لہذا جواب ایشان نداد و سکوت ورزید و تغافل کرد عفا اللہ عنہم دیگر
ہیچ یکی صحابہ درین باب دم نزد ایمان کامل و اسلام صادق اینست کہ علی مرتضی و زید و زبیر
حواری مصطفی تمام روز و پارہ از شب بکار قتل و خونریزی مشغول بودند و بعضی از طباع ناقصہ
متوجہ باشند کہ در ایشان رگی از کفر نبود بجہت جہل بامحاورت دیار کفار ہست کہ کراہت خونریزی
در طبیعت ایشان نشستہ تا آنکہ اگر ایشان تکلیف ذبح کنند نتوانند کرد اگرچہ جلاد نو مرد باشد
و بعضے از درویشان نیز این معنے دیدہ میشود ایشانرا شاید عسم عارض میشدہ باشد کہ بدان معذور
میتوان داشت ولیکن بی گوشہ جہل نیست و جہل عذر نیست اتباع باید نہ بی حکم شرع
آب خوردن خطاست ✤ و گر خون بفتوی بریزی رواست ✤ اگر کوئی پس اگر حکم آلہی آن بود
کہ ہمہ این قوم بکشند بخشیدن زبیر بن باطا را التماس ثابت بن قیس چہ بود جواب آنکہ حکم
شد بخشیدن زبیر بن باطا را زیرا ایشان پس بخشیدند و بخشیدن اہل حرب بعد قہر
و امن و امان از احکام شرع است و مذہب صحیح و مختار آنست کہ احکام مفوض است بحضرت رسالہ
صلی اللہ علیہ وسلم بہر کہ خواہد حکم کند یک فعل بر یکی حرام کند و دیگرے مباح گرداند و این را
ادلہ بسیار است کما لا یخفی علی المتتبع حق جل و علی پیدا کردہ و شریعتی نہادہ و ہمہ بر رسول خود

برای آن حضرت از آسمان پس گفت آن حضرت بمندیل سعد بن معاذ در بهشت بهتر و نرمتر ست ازین
و درین غایت مبالغه است زیرا که مندیل ادنی و اهون ثیابست و معد است برای پاک کردن
چرک و مالیدن اعضا پس هرگاه وی اینچنین نفیس و شریف باشد غیر او از ثیاب نفیس تر و شریف
خواهد بود و ابو نعیم از طریق محمد بن المنکدر روایت کرده است که قبض کرد انسانی از خاک قبر سعد
بن معاذ قبضه و ببرد او را با خود بعد ازان مے بیند ازاکه مشک اذفر ست پس فرمود پیغمبر خدا سبحان الله
تا آنکه ظاهر شد اثر این تعجب و زوجه شریف آن حضرت و ابن سعد از ابو سعید خدری
رضی الله عنه آورده که گفت بودم من در میان آنکسانی که حفر کردند برای سعد قبر را که فائح می شد
ازان بوے مشک و این کرامات همه بجهت حصول رضاے حق تعالی و تقدس و رسول او ست
صلی الله علیه وسلم در ضمن این حکم که حق تعالی بر زبان حق ترجمان سعد جاری گرداند او سیان
نظر بظاهر حال دگرفتارے عرف و عادت این را در نیافتند و لهذا فرمود آن حضرت که حکمی کردے
بحکمی که نزد خدا ست در هفت آسمان و التفات بسخن او سیان نکردند در واقع این قضیه قتل
بنی قریظه با این کیفیت مخصوص و خواری و زاری که در یک روز چند کس را گردن زدند خندقی از خون پر
کردند خالی از غرابتی نیست و هیچ غریب نیست چون بحکم الهی کافران واجب القتل اند که اگر هزار
و صد هزار کس را در یکجا باشند چه تفاوت میکند اقتلوا المشرکین کافه و اذلال و اهانت برای اظهار
شوکت اسلام و عزت اهل او ست و شائد که در بعضے طباع ضعیفه چنان در آید که این خلاف صفت
رفق و مهربانی است و این از اعوجاج طبیعت و انحراف از جاده مسلمانی است بعد از تحقیق صفت
ایمان و اعتقاد آنکه هرچه رسول خدا صلی الله علیه وسلم بگوید و میکند بفرموده خدا است و حق است
و این وسواس و حکایات نامعقول و باطل است و علامت عدم صدق ایمان است اگر حکم الهی
تعالی شانه در بنو النضیر بالجلا بود و در بنو قریظه بقتل چه جای نزاع است که گویند چرا اجلا کردند و انجا
قتل یفعل الله ما یشاء و یحکم ما یرید و اگر حکمتے طلبند و فارقی جویند آن دیگر است احتمال دارد نجبث
و شرک در بنو قریظه که نقض عهد کردند و با قریش که اعدا عدو اسلام اند پیوستند و در مقام مقابله
و مقاتله رسول خدا صلی الله علیه وسلم ایستادند و با حیی بن اخطب که اشد اعدای دین بود عقد
محبت بستند مستحق قتل و عذاب بیشتر و اکثر شدند و این برای خاطر گرفتاران عقل و طبیعت میگوئیم

که در ذمهٔ وی بود ادا کرده پس روح او را بخوبتر وجهی که ارواح دوستان خود قبض کردی قبض کن
سعد چون آواز آن حضرت شنید چشم باز کرد و گفت السلام علیک یا رسول الله من گواهی میدهم
که تو رسول خدائی و چنانکه می بایست تبلیغ رسالت بجا آوردی و سر خود را از زانوی رسول برگرفت
و آن حضرت را عذر خواهی نمود و وداع کرد و بعد از ساعتی سعد برحمت الهی واصل گشت و جبرئیل آمد
عمامه از استبرق بر سر بسته و گفت ای محمد کیست از اصحاب تو که وفات یافته ابواب سموات از برای
قدوم روح پر فتوحش مفتوح گشته پس حضرت بخانهٔ او تشریف آورده بتجهیز و تکفین او نمود و گفت
هفتاد هزار فرشته بر جنازهٔ او حاضر اند و سعد مردی طویل القامت عظیم الجثه بود اما جنازهٔ او
بغایت خفیف بود مردم ازین معنی حیران بودند آنحضرت فرمود علیه السلام جنازهٔ او را ملایکه برداشته
اند ازان جهت خفیف است و نیز در حدیث آمده است که اگر کسی از ضغطهٔ قبر خلاص یافتی سعد
بن معاذ بودی ولیکن تنگی کرد بر بن بندهٔ صالح قبر وی بعد ازان کشاد بروی حق تعالی و فرمود
احتراز کرد از جهت موت وی عرش رحمان در روایت کردند این حدیث را بخاری و مسلم و اختلاف
کرده اند علماء در تاویل این پس طائفه گفته اند که این حدیث محمول بر ظاهر است و اهتزاز عرش
تحرک اوست از جهت فرح قدوم روح سعد یا حزن و اندوه بموت وی پیدا کرد خدا تعالی در عرش
تمیز و ادراک حاصل شد بوی این فرح و شادی و غم و اندوه ماضی است چنانکه فرمود در شان
حجاره وان منها لما یهبط من خشیة الله وظاهر حدیث همین است و همین است مختار بازی گفته است
ظاهر حدیث حرکت عرش است و منکر نیست این را جهت عقل زیرا که عرش جسمی از اجسام قبول میکند
حرکت را و سکون را و بعضی مراد باهتزاز استبشار و سرور داشته اند نه حرکت عرب میگوید فلان کس
اهتزاز میکند بکارم و نمیخواهند بدان اضطراب و حرکت جسم بلکه ارتیاح و سرور بدان و بعضی گفته اند
این عبارت کنایه است از تعظیم وفات وی و عرب نسبت میکنند شی معظم را باعظم اشیا چنانکه
میگویند تاریک شد عالم و قائم شد قیامت بموت او و قومی گفته اند که مراد اهتزاز جنازهٔ و نعش است
و این سخن باطل است رد میکند صریح روایات که ذکر کرده است آنرا مسلم اهتزاز موته عرش الرحمن و بعضی
گفته اند مراد حمله عرش است روایت کرده است براء بن عازب که پیش کش کرده شد برای رسول خدا
صلعم حریر پس لمس میکردند صحابه و تعجب می نمودند ازان و میگفتند اعراب که فرستاده شده است

یکی آنکہ پیرے بود از جہودان بنی قریظہ کہ زبیر بن باطا نام داشت ثابت بن قیس بن شماس بحمایت
سابقہ حقی کہ بزبیر بردی داشت از حضرت التماس کرد کہ او را بخشند فرمود بخشیدم باز التماس کرد کہ عیال
و اطفال او را نیز از قید رقیت اطلاق فرمایند این التماس را نیز مبذول داشتند ثابت است و عمار
اموال زبیر را نیز بنمود آن نیز قبول افتاد پس پرسید زبیر کہ حال کعب بن اسد چیست و بن الخطب
چہ شد و فلان کجاست و فلان چہ شد گفتند ہمہ براہ عدم رفتند و کشتہ شدند زبیر گفت ای ثابت بخدا
سوگند کہ مفارقت اصحاب و مساعدت آن از مرگ تلخ تر است اکنون بحق سابقہ خدمتی کہ با تو دارم
ما را نیز با ایشان برسان پس ثابت شتابکر کشید و آن واجب القتل رسانید و روایتی آنکہ زبیر را بہ پسر
سپرد تا سر خود را از تن جدا ساخت و حکایتے دیگر از عایشہ رضی اللہ عنہا آمدہ گفت کہ زنی بود از
زنان بنی قریظہ کہ در یاد شوہر خود کہ کشتہ شدہ بود از فراق وی مے نالید و در محبت می سوخت
ناگاہ یکی او را آواز داد زن بخوشی شادان و فرحان بدر رفت و گفت مرا می طلبند برای کشتن گفتم
دستوری نیست کہ زنان را بکشند گفت من بصفت یکی از بنی قریظہ بودم و ہمدیگر محبتی تمام داشتیم
چون امر محاصرہ اشتداد یافت شوہرم گفت اگر محمد بر ما دست رس باشد مردان را القتل خواہد رسانید
و زنان ترا اسیر خواہند کرد و بردہ خواہند ساخت من باشوہر گفتم در بلغ ایام وصال خواہد بسر آمد مرا ای تو
خوش نیست شوہر گفت اگر راست میگوئی و حال تو اینست حیلہ و تدبیر در کشتہ شدن تو این است
کہ جماعہ در سایہ قلعہ زبیر بن باطا نشستہ اند آسیا سنگی بردار و بر سر ایشان بغلطان تا شاید یکے
کشتہ شود و ترا در برابر آن بقصاص رسانند سنگی را بغلطانیدم و بہ خلاد بن سوید رسید و کشتہ شد
این زمان مرا القصاص آن می طلبند عایشہ رضی اللہ عنہا می گوید کہ مدتیست کہ فراموش نمیکنم
خندیدن و بشاشت نمودن آن زن در برابر قتل سبحان اللہ حیلہای عشق و محبت باطل باین حد
میرسد کہ جان خود را فدا می کنند و بدان خوشحال میشوند چنانکہ آن پیر جہود زبیر نام و این زن ناپاک
نافرجام کرد و بایمان آوردن و با سلام در آمدن نزد ایمنہا دشوار تر و مشکلتر است از ان نعوذ باللہ
من الخذلان و الغوایۃ و چون اہل اسلام از قتل یہود بنو قریظہ باز پرداختند جراحت سعد بن معاذ بگشاد
و خون روان شد تا جان بحق تسلیم کرد و آن حضرت در وقت نزع بر سر بالین او حاضر بود سر او را
بزانوے مبارک نہاد و فرمود الٰہی سعد در راہ تو زحمتہا کشیدہ و تصدیق رسول تو نمودہ و حقوق اسلام

جلس غرباء پیش ایشان میریختند چون دستها بسته بود بدندانها برمیگرفتند و میخوردند و چون تشریف آورد
آن حضرت بمدینه امر کرد که کنده شود در زمین کوههای دراز مانند خندق پس علی و زبیر بحکم آن حضرت
تیغها کشیده گردنهای ایشان میزدند و خون بخندق روان میشد و چون حیی بن اخطب را دست بسته
به نزد آن حضرت آوردند فرمود یا عدو الله عاقبت حق عزوجل ترا بدست من اسیر گردانید و خوار
کرد و مرا بر تو غالب گردانید و حاکم ساخت هنوز آن شقی شوخی کرد و گفت من نفس خود را در عداوت
تو ملامت نمی کنم ولیکن من یحید الله ماله من عزیز عزت خود می طلبیدم خدا تعالی ترا ظفر داد و این
ملعون بغایت عداوت و عناد با آنحضرت داشت و بی اختیار بود و بر عداوت آن حضرت
در دو وقتی که آن حضرت بمدینه قدوم آورد بهجرت ابن حیی ابن اخطب در ملازمت آن حضرت می آمد
واز صبح تا شام در خدمت میبود و نفاق می ورزید چون شب آنجا نمی آمد برادر وی یاسر بن اخطب
از وی پرسید که این مرد همان است که تا وصف وی در توریت خوانده ایم میگفت هو هو او است
ولیکن من نمی یابم در دل خود مگر عداوت او و صفیه که از ان امهات المومنین است دختر او است که
در غزوه خیبر اسیر گشت پس آن حضرت او را آزاد کرد و نکاح بست چنانکه بیاید گویند که چون حیی در کرا
از برای قتل حیی بن اخطب ذوالفقار برکشید حیی گردن پیش آورد تا امیر المومنین تیغ زده
باسفل السافلین فرستاد بعد ازان کعب بن اسد را دست بسته آوردند آن حضرت فرمود که ای کعب
ایمان نمی آری و حال آنکه تو میدانی که من رسول بحقم کعب گفت که من تصدیق تو می نمودم و اطاعت
تو میکردم ولیکن برای عار که گویند چون عاجز شد از ترس جان ایمان آورد و بر دین یهود مرد فرمود
تا او را نیز با یاران او ملحق گردانیدند و آنروز تا شب علی و زبیر بقتل بنی قریظه مشغول بودند چون شب
شد بقیه ایشان را در روشنائی مشعل کشتند و میگویند مجموعه شان چهار صد نفر بودند و فرقه صد نفر
و جمعی گویند هفتصد بودند و گروهی گویند ششصد و روایت اول صحیح تر است و در طریق جمع گفته اند که
احتمال دارد که چهار صد اصل و متبوع باشند و با اتباع و خدام ایشان و قسمت کرده شد اموال ایشان
بر مسلمانان و بعضی از اسیران را آزاد کرد و بعضی را بهبه منوره در بجانه نبت عمرو را بجهت خاصه خود اختیار کرد
و بملک یمین در وی تصرف می نمود و خواست که آزادش کند و بزنی بخواهد وی همین طریقه را اختیار
کرد و گفت یا رسول الله این آسان است ترا و مراد الله اعلم و در بجانه و حکایت غزیه قتل کرده

چون الحاح ایشان از حد در گذشت گفت سعد وقت آن نیست که در راه خدا ملامت کنندگان بدو رسند
پس نا امید شدند و دانستند که حکم بقتل ایشان خواهد کرد و چون سعد قریب بمجلس رسید و در روایت بخاری
آمده چون بمسجد نزدیک شد حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود قوموا الی سیدکم برخیزید از برای سید خویش
جمعی از اوس برخاستند و سعد را از زور از گوش فرود آوردند و ساده آزادیم و طمارا و ساختند و بعضی
مردم از بخاری استدلال کرده اند بر ثبوت قیام بر داخل مجلس چنانکه الان متعارف است و تمام نیست
استدلال ایشان زیرا که این قیام برای فرود آمدن سعد بود از زور از گوش و بودی رضی الله عنه
مجروح مردی جسیم عظیم الجثه بود نه بقصد تکریم و لهذا فرمود قوموا الی سیدکم چنانکه در حدیث بخاری
است نه سیدکم و عجیب است که در روضته الاحباب بسیدکم نقل کرده و باین نکته متشعر نشده و شاید جان
آنرا گفته اند و اگر بقصد تعظیم و تکریم هم باشد آن روز درین مصلحت بود که او را برای حکم کردن طلبیده بودند
و درین توطئه و تمهید بود برای قبول کردن حکم وی و انقیاد کردن برای آن و مراد بمسجد که در روایت
بخاری واقع شده است جای است که گرد آورده و خط کشیده بودند و امکنه بنو قریظه برای نماز گذاردن
در مدت اقامت وی صلی الله علیه وسلم دران مقام نه مسجد شریف نبوی چون نشست سعد نزد آن حضرت
خون از جراحت وی بایستاد و سیان همان حرف را که طلب ترحم و تعطف بسعد بن معاذ نسبت
بیهودی بنی قریظه گفته بودند باز اعاده کردند سعد گفت عهد و میثاق خداوند تعالی و تقدس با شما است
که بانچه حکم کنم راضی هستند همه جواب دادند که آری راضی ایم و گویند که سعد توجه بجانب آن حضرت آورده
بجهت تعظیم و تبجیل و تادب از صریح خطاب اجتناب نموده گفت هر که در بخاست بحکم من راضی است
رسول صلی الله علیه وسلم فرمود که حکم آنست که تو کنی سعد گفت من چه کنم میکنم که مردان ایشان را بکشند
و زنان و کودکان ایشانرا برده سازند و اموال ایشان میان مسلمانان قسمت باید رسول خدا فرمود
که ای سعد حکمی کردی که در شان ایشان که خدا تعالی از بالای هفت آسمان حکم کرده بود و در روایت
آمده که حکم کردی بحکم خدا و در روایتی بحکم ملک بکسر لام یعنی الله تعالی بالفتح یعنی جبرئیل و در حدیث
جابر آمده که فرمود آن حضرت صلی الله علیه وسلم حکم کن در ایشان یا سعد پس گفت سعد خدا
و رسول خدا سزاوار ترند بحکم فرمود آن حضرت بتحقیق امر کرده است ترا خدا تعالی که حکم کنی در ایشان
پس حکم کرد آن حضرت که بنو قریظه را دستها بگردن بسته بمدینه برند و حبس کردند گویند که در حالت

نیست و در غیر ایشان هم بود که ابولبابه از ایشان است و مخصوص باین سه کس توبه است و الله اعلم
و این بر بستن ابولبابه خود را از شکر حال بود که ارباب احوال را باشد و الا توبه عبارت جز از ندامت
و عزم بر ترک و عدم برجوع بیش نیست و این گذاختن نفس و تعذیب وی چنانکه ابولبابه کرد داخل
و لازم آن نیست و ازینجا معلوم میشود که صحابه را نیز سکرها در احوال بود و تقریر آن حضرت آنرا ثابت
صحیح است و سادهٔ صوفیه را درینجا حجت است و روا است بر سکران ایشان و تواجد بلال
نزد نزول کریمه انک لا تهدی من احببت و قول معاذ بن جبل رضی الله عنه نزد ذکر و با اللهم
لا تجرم معاذا و اهله بهنا و قول عایشه بعد از نزول برات و نزاهت وی رضی الله عنها از مقوله
اهل افک و گفتن ابوبکر رضی الله عنها عایشه اشکری رسول الله انا لا اشکر الا ربی و تجرد امراة مجنونه
که بصروع میشد و کشف عورت او میان دعا که دفع کند و منکشف گرداند و دخول جنت بر وجود آن نیز
ازین قبیل شمرده اند و چون تنگ شد بر بنی قریظه انحصار منقاد شدند و راضی گشتند بر فرود آمدن
از حصار پس فرود آمدند و عاجز و مضطر شدند بر حکم حضرت نبوت و قرار دادند بر حکم سعد بن معاذ پس
فرمان داد آن حضرت بمحمد بن مسلمه که دستهای مردان ایشان را بگردن بر بندد و عبد الله بن سلام را امر فرمود
که نساء و ذراری و اموال و امتعه ایشان را جمع سازد گویند هزار و پانصد شمشیر و سیصد زره و دو هزار نیزه
و هزار و پانصد سپر در ان حصار بود و اجناس و امتعه بسیار و نواضح و مواشی بیشمار نیز برابر پس عرض
کردند اوسیان که یا رسول الله چنانکه در بارهٔ بنی قینقاع که حلفاء عبد الله بن ابی بودند رحمت ارزانی
داشتی مقتصد کس را که چهار صد زره پوش بودند بخشیدی اکنون در شان بنی قریظه که حلفاء ما اند و
از نقض عهد پشیمان شده اند مرحمت ارزانی دارد و از سر جرایم ایشان در گذرد حضرت در مقابلهٔ اوسیان
هیچ نفرموده و تغافل نمود پس فرستاد کسی را طلب سعد بن معاذ که بسبب جراحت ازان غزوه تخلف
نموده بود او را بر دراز گوشی سوار کرده آوردند چون بنواحی بنو قریظه رسید جماعه از اوسیان پیش او
رفتند و گفتند رسول خدا حکم بنو قریظه را برای تو منوط ساخته است و ایشان حلفاء تو اند از همه اغراض
کرده روی امید بسوی تو داشته از و عبد الله بن ابی را دیدی که در باب استخلاص هم سوگند آن خویش
از بنی قینقاع چگونه سعی نمود تو نیز در شان بنو قریظه مراسم شفقت و مرحمت بتقدیم رسان که از
بلیهٔ قتل خلاص شوند هر چند اوسیان ازین نوع سخنان گفتند سعد خاموش ماند و جواب ایشان نگفت

ابولبابه از حصار گریه کنان از خجالت بی آنکه در ملازمت آن حضرت بیاید و با یاران ملاقات کند بمسجد
رفت و خود را بستون مسجد بر است و الان آن ستون در مسجد شریف متعین و موسوم است بستون
ابولبابه و بروی نوشته اند اسطوانه ابولبابه و گفت نمیروم از جای خود تا بخشد مرا خدا یتعالی این گناه
را و باید که نکشاید مرا هیچکس ازین ستون در غیر وقت نماز تا زمانی که توبه من قبول افتد چون خبر بحضرت
رسید فرمود من چکار کنم اگر نزد من می آمد استغفار میکردم و بحکم و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا
الله و استغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما و خود را بدرگاه حق باز بریست تا نکشایم او را و آنادی
تعالی گناه وی بخشد و توبه وی قبول بیفتد دختر ش مے آمد و خرما در دهان او مے نهاد دوم آبی مینوشانید
و در وقت نماز می کشاد تا نماز کند یا برای قضاء حاجت رود می آرند که خود را بسلسله گران بر بسته بود
تا پانزده روز همبران منوال بود تا آنکه وقت سمع و صبح نمی شنید و نزدیک بود که بصرش نیز رود تا پانزده
روز همبرین حال بود وحی آمد بقبول توبه وی و آنچنان بود که آن حضرت در بیت ام سلمه بود وقت
سحری بود که ام سلمه شنید که آن حضرت خنده میکرد گفتم از چه خندیدی یا رسول الله همیشه شاد و خندان
دارد خدا یتعالی ترا فرمود توبه کرده شد بر ابی لبابه و بخشیده شد گناه او و گفت ام سلمه گفتم ایا بشارت
دهم او را یا خبر بارسول الله فرمود مده بشارت اگر مینخواهی پس ایستاد ام سلمه بر در حجره خود و این
پیش ازان بود که نازل کرد آیت حجاب پس گفت ام سلمه یا ابا لبابه بشارت باد ترا که قبول افتاد توبه
تو پس دویدند مردم که در مسجد بودند تا بکشایند بند او را فرمود نکشائید تا آنکه بیایند رسول خدا و بکشاید
بدست مبارک چون در آمد آن حضرت برای نماز بامداد در مسجد و بکشاد بند او را صاحب مواهب لدنیه
میگوید که روایت کرده است بیهقی در دلائل النبوة بسندی که وارد از مجاهد که قول حق تعالی فاعترفوا
بذنبهم در شان ابولبابه است وقتی که گفت مر یهود را انچه گفت و اشارت کرد بحلق خود که محمد ذبح میکند
شما را اگر فرود می آیند بر حکم او و گفت بیهقی در زعم کرده است محمد بن اسحاق که ارتباط وی در ین هنگام
بود و روایت کرده شده ایم ما از ابن عباس انچه دلالت میکند بر آنکه ارتباط او بسیار بمسجد از جهت
تخلف او بود از غزوه تبوک چنانکه گفته است ابن المسیب گفت در ینجا نازل شده است آیت مذکور
پوشیده نماند که مشهور همان قول اول است و در کتب مذکور مسطور است و تخلف از تبوک منحصر در ان
سه کس است که در آیت قرآنی مذکور ند و علی الثلثة الذین خلفوا اگر آنکه گویند تخلف باین سه کس مخصوص

کعب بن اسد که رئیس ایشان بود وحی بن اخطب ملعون بنا بر عهدی که با کعب بسته بود در حصار وے
در آمده نیز دران مجلس حاضر بود که ایمان بیاریدای گروه یهود بمحمد که وی رسول خدا است واوست که
در توریت وصف او را خوانده آید و دانسته که وی پیغمبر حق است شما میدانید که تکذیب وانکار مانه
او را بجحد وعناد است و در مال و اموال و اولاد پشمای شما البته میباید پس ابا آورد و نه یهود ازان
گفتند که ما از دین خود مفارقت نمیتوانیم کرد و بر توریت کتابی دیگر نمیتوانیم گزید سبحان الله اینچه تعمل
وعناد و شقاوت است که باوجود علم و معرفت و علم بانکه صلاح دنیا و آخرت درین است قبول
نمیتواند کرد و بغیر فونه کما یعرفون ابناءهم وجحدوا بها واستیقنتها انفسهم و توریت نیز حکم میکند باین و بن
رئیس ایشان که کعب است نیز ایمان نیاورد و انقیاد ننمود و بموافقت ایشان بدر فتح رفت از جهت
خوف مردم که خواهند گفت از ترس جان ایمان آورد و بقوم خود مخالفت ورزید بعد ازان گفت
ابن کعب که من شما را وصیت میکنم بیکی ازین سه خصلت تا ایمان مے آید چنانکه گفتم و اکراهی
ازین نمایید بگشیم پسران و زنان خود را و بیرون آییم بسوی محمد و اصحاب او بجنگ تا خدا چه کند
اگر کشته شدیم و هلاک شدیم بارے کسی را از عقب خود نمیگذاریم که رسوا گردد و اگر ظفر یافتم زن و فرزند
دیگر پیدا توان کرد گفتند این چون کنیم که بیگناهان را بکشیم و انچه زندگانی است که بی فرزندان و بی
زنان و متعلقان بسر بریم گفت پس اگر این را هم نمی کنید بیائید امشب شب شنبه است و محمد و اصحاب
وی از شما ایمن و بی اندیشه اند یکبارگی بر ایشان بریزیم و بشبخون زنیم و ببینیم که چه میشود گفتند تعظیم
این شب را در دین ما است چگونه از دست بنیم که پیشینیان کرده اند و رسیده بایشان انچه رسیده است مسخ
و فسخ و از غرائب واقعات درین غزوه قضیه ابو لبابه رفاعة بن عبد المنذر راوی است رضی الله عنه
که دوست و هم سوگند ایشان بود از حضرت طلبیدند تا او را نزد ایشان بفرستند تا با وی مشاورت
کنند در کار خود پس فرستاد آنحضرت ابو لبابه را نزد ایشان و چون در آمد ابو لبابه در حصار بر آمدند
یهود باستقبال او جمع شدند زنان و کودکان پیش او گریستند و فریاد کردند و شکایت کردند از شدت
محاصره و پریشانی حال خود چنانکه ابو لبابه را رحم آمد گفتند مصلحت چیست بر حکم تو فرود آییم گفت نعم و هو
آینده و اشارت کرد ابو لبابه بدست خود بسوی حلق خود یعنی اگر فرود می آیند فبح کرده میشود و این سخن
گفتن بود از ابو لبابه و پشیمان شدن و استرجاع نمودن که خیانت کرد در حق رسول خدا پس فرود آمد

آن حضرت و فاروق اعظم بر بسیار و پیش پیش آنحضرت اعیان مهاجرین و انصار و مجموع سه هزار مرد
بودند و سی و شش اسپ بود و در راه قبیله بنی النجار را دیدند که سوار شده منتظر ایستاده اند پرسیدند که شما را
که گفت که سلاح پوشیده ایستاده اید گفتند که وحی کلبی گفت فرمود آن جبرئیل علیه السلام بود که پیشتر
رفته است چون وقت عصر در رسید بعضی صحابه نماز هم در راه گذارند و عمل کردند قول آنحضرت
را بگذارید صلوة عصر را مگر در بنی قریظه بر مبالغه و تاکید و استعجال در سیر و بعضی نگذارند مگر بعد از
وصول منازل بنو قریظه و قضا کردند بعد از عشاء اخیر از جهت عمل بظاهر قول آن حضرت که نهی کرد
از گذاردن صلوة عصر مگر در بنی قریظه و آن حضرت فعل هر دو طائفه را مسلم و مقرر داشت و هیچ کدام
را زجر و عنف نکرد و این قضیه حجت می شود هم طائفه مجتهدین را که برای اجتهاد خود عمل میکنند و هم
طائفه محدثین از اهل ظواهر را که بظاهر احادیث عمل نمایند در رای و اجتهاد را دخل نمیدهند فتدبر
بدانکه ذکر صلوة عصر در روایت بخاری است و مشهور و مسلم میان علماء اهل مغازی همین روایت
شده است و در روایت مسلم صلوة ظهر آمده با اتفاق بخاری و مسلم هر دو بروایت از شیخ واحد باسناد
واحد و موافقت کرده است مسلم را ابو یعلی و ابن سعد و ابن حبان و جمع کرده اند بین الروایتین
باحتمال آنکه طائفه ظهر را پیش از امر گذارده باشند و طائفه نگذارده پس گفت مر طائفه را که نگذارده
باید که نگذارد هیچ یکی از شما ظهر را مگر در بنو قریظه و گفت مر آن طائفه را که پیشتر رفتند صلوة الظهر طائفه
را که پستر رفته اند صلوة العصر و گفته اند بعضی در جمع که فرمود آن حضرت مر اهل قوت را یا کسانی را که قریب
بمنزل بنی قریظه بوده اند لا یصلین احد الظهر و گفت ضعیفان را دور از صلوة العصر کذا قال القسطلانی
و الله اعلم و رسید آن حضرت بمنازل بنی قریظه در میان شام و خفتن گفت ابن اسحق که محاصره
کرد ایشان را بیست و پنج روز در روایت ابن سعد پانزده روز و سعد بن ابی وقاص روز تا شب بجانب ایشان
تیر می انداخت و گفت که طعام ما درین مدت خرما بود و حضرت فرمود نیکو طعامی است آن و چون ایام
محاصره تطویل انجامید انداخت خدای تعالی در دلهای ایشان رعب را و گفتند که ما هیچ وقت النصیر اختیار
جلای می کنیم و ما را بگذارد تا با عیال و اطفال خود بیرون رویم و هر چه شتران ما بر دارند از و رای سلاح
زیاده ازان نبریم آنحضرت بدین راضی نشد باز گفتند که از سر اموال و امتعه و اسلحه نیز در گذشتیم رخصت
فرمائی تا دست زن و فرزند خود گرفته بجای دیگر رویم فرمود الا آن تنزلوا علی پس متحیر ماندند پس گفت

فرمود حکم الٰہی بدین است کہ ہمین ساعت بر بنی قریظہ باید رفت و اہمال نکردہ من کہ جبرئیل و ملائکہ
کہ با من اند ہنوز سلاحہا از تن نہ برآوردہ ایم چنانچہ در ضمن بیان قصہ بتفصیل تحقیق معلوم گردد
و اگر چنان جسم باشد کہ بظاہر برای تدبیر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشد آن نیز در حقیقت بحکم
و تقدیر و اداء الٰہی است در تمامہ غزوات ہمین حال است و لیکن اینجا بظاہر نیز جبرئیل آمد و حکم رسانید
و حکمی کہ بقتل این قوم واقع شد چنانکہ بیاید نیز ازین باب است بدانکہ چون آن حضرت از غزوہ
خندق بمدینہ مطہرہ در آمد ہمان روز غزوہ بنی قریظہ واقع شد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گوید
کہ آن حضرت بخانہ من بود سر و تن از گرد و غبار مے شست و سلاح از خود باز کردہ غسل میکرد
و در روایتی آمدہ کہ یک جانب سر مبارک را شستہ بود و جانب دیگر نشستہ و در روایتی آمدہ کہ در خانہ
فاطمہ زہرا بود رضی اللہ عنہا و عادت شریف بران رفتہ بود کہ چون از غزوہ یا سفری باز گشتی
بخانہ فاطمہ آمدی و سر مبارک ویرا بوسیدی و بر ہر تقدیر ناگاہ مردی بیرون از خانہ سلام کرد آنحضرت
علیہ السلام برخاست و بیرون رفت و من نیز از عقب تا در خانہ رفتم وحی جلی بود کہ غباری
بروی و بر دندانہای پیش وی نشستہ و بر اشتر سفید سوار بود آن حضرت برای مبارک خویش
غبار از سر و روی او پاک میکرد و با آن سر در سخن گفت چون بخانہ در آمد این جبرئیل علیہ السلام
بود کہ مرا فرمود کہ بجانب بنو قریظہ توجہ فرما و در روایتی آمدہ کہ دستاری از استبرق بر سر بستہ و
بر خچہ کہ بروی قطیفہ و بپالست سوار شدہ آمد و در حدیث بخاری آمدہ کہ چون آن حضرت رجوع
کرد و سلاح نہاد و غسل کرد جبرئیل آمد و گفت تو ای محمد سلاح نہادی و ما ہنوز سلاح ننہادہ ایم
بیرون آ خدا تعالے امر میکند ترا کہ بروی بسوی بنو قریظہ بخدا سوگند من میروم تا حصار ایشان را
بکوبم و خرد گردانم و زلزلہ اندازم چنانکہ تخسم مرغی را بر سنگ زنند پس پیشتر رفت جبرئیل علیہ السلام
با ملائکہ انس میگوید رضی اللہ عنہ گوید من می بینم غبار را ساطع در کوچہ بنی غنم از موکب جبرئیل پس
امر کرد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلال را کہ ندا کند در مدینہ و بگوید ای سواران خدا سوار شوید
و بگوید کہ ہر کہ سمیع و مطیع است امر خدا را باید کہ گذارد و نماز دیگر مگر در بنو قریظہ و بر انگیخت علی مرتضی
را بر مقدمہ و داد علم بر دست وی و خلیفہ گردانید ابن ام مکتوم را بر مدینہ و سوار شد بر اسپ خود
کہ لحیف نام داشت و دو اسپ دیگر حبیب کرد و مسلمانان نیز ساز کردہ بر آمدند و صدیق اکبر بر یمین

بدر خشید و الحمد للہ این بود عاقبت قریش نافرجام و ابوسفیان ناعاقبت اندیش کہ لشکر کشید تا استیصال
محمد بکند محمد را چگونہ استیصال تواند کرد کہ پروردگار تعالے اورا و اقبال او میخواہد یریدون لیطفوا
نور اللہ بافواہہم و یابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون اللہم صل علی محمد علی قدر حسنہ وجمالہ
وفضلہ وکمالہ وجودہ ونوالہ وغرہ وجلالہ وگویند کہ ابوسفیان بعد از مراجعت از غزوہ خندق در میان
قوم نشستہ بود گفت ہیچکس باشد در میان شما کہ بمدینہ مطہرہ رود و انتظار فرصت نمودہ انتقام ما
از محمد کشد کہ در بازار ہا مے آید و میرود و چنان مشغوف بہ تیغ رسالہ است کہ بحال دوست و دشمن
نمی پردازد سبحان اللہ بعد ازین ہمہ برہان دیدن و خذلان کشیدن ہنوز ازین خیال نمیگذرد
این چہ قساوت و شقاوت و عداوت است پس اعرابی پیدا شد کہ اگر تقویت من بکنی کفایت
این مہم میکنم و چنان خنجری تیز و بران دارم کہ در یک لحظہ کار او تمام کنم پس ابوسفیان شتری برائے
رکوب او داد و زاد راہ بوی تسلیم نمود و در اخفای این راز وصیتش فرمود اعرابی بمدینہ شتافت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم در مسجد بعضے از قبائل نشستہ بہ نصیحت مشغول بود آن اعرابی انجا رفت گفت این
ابن عبد المطلب آن حضرت فرمود انا ابن عبد المطلب اعرابی بجانب آن حضرت روان شد فرمود
این شخصے است کہ قصد ہلاک من دارد فرمود راست بگو کہ راستی ترا وا رہاند پس حقیقت حال را
عرض کرد حضرت او را امان داد و فرمود برو ہر جا کہ خواہی اعرابی گفت اشہد ان لا الہ الا اللہ
و اشہد انک رسول اللہ بعد ازان گفت یا رسول اللہ چون ترا دیدم عقل من زایل شدہ لرزہ
بر اندام من افتاد و ہیچکس را بر ضمیر من اطلاع نہ نگر من و ابوسفیان و دانستم معلم و حافظ تو خدا ست
از حرب ابوسفیان و حرب الشیطان اعرابی این سخن را می گفت و آن حضرت تبسم میفرمود صلی اللہ
علیہ وسلم و ہمدرین سال متصل واقعہ خندق غزوہ بنو قریظہ کہ قبیلہ عظیم بود از یہود عدیل بنی النضیر
کہ آنرا اجلائے فرمودند واقع شد و در بنیاد راد و ہام چنان در آید کہ باعث برین غزوہ آن باشد کہ
چون با ایشان نقض عہد کردند و با قریش اتفاق نمودند در میان ایشان حیی ابن اخطب کہ از
بنی النضیر بود و باعث نقض عہد و مادہ شر و فساد شد و از اعداء حقیقے و صمیمی آن حضرت بود و در عہد
و حلف ایشان در آمد ہمین جا توطن گرفتہ بود خواستند کہ قطع مادہ و رفع فساد کنند و لیکن باعث
این نشد بلکہ بعد از رسیدن آن حضرت از غزوہ خندق بخانہ متصل آن جبرئیل آمد و استعجال نمود

از باد عقیم کہ بر عادیان فرستاد و ابن مردویہ در تفسیر خویش از ابن عباس رضی اللہ عنہ نکتہ غریب آوردہ
کہ گفت در لیلۃ الاحزاب باد صبا با باد شمال بیامیختیم و رسول خدا را یاری دادیم باد شمال در جواب
گفت ان الحرۃ لا تسری باللیل زن اسیر آزاد سیر نمیکند در شب حق تعالی بر شما غضب کرد و بر ما عقیم
گردانید پس بادے کہ دران شب نصرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم داد باد صبا بود و لہذا فرمود آنحضرت
نصرت بالصبا و اہلکت عاد بالدبور و صبا بادی است کہ مہب آن از مطلع ثریا یا بنات النعش است
و مقابل این دبور ست و شمال بفتح شین و گاہی کسے سر دادہ می شود بادی کہ مے وزد از جانب
حجر ایا بادی کہ پیش می آید از دست راست تو در وقتی کہ مستقبل باشی صحیح آنست کہ بادی کہ مہب
میان مطلع شمس و بنات النعش یا از مطلع شمس تا مستقط النسر طایر و نزدیک انیست کہ نوزد در شب
ذکر ہذا کلہ فی القاموس و آوردہ اند کہ چون حذیفہ بن الیمان بحکم آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در شبی کہ کافران سنگر ہا ختند در منازل ایشان رفت دید کہ طوفان بادی در میان ایشان پیدا
شدہ کہ یک دیگ بر سر دیگدان بار نمی گذارد خیمہای ایشان را بر میکند و آتش ہا را سے برد و
می براند و اسپان ایشان در میان لشکر گاہ جولان می نمایند و آواز سنگہا می آید کہ در منازل
می افتد ابو سفیان را دید کہ از خیمہ بیرون آمدہ خود را با آتش گرم میکند حذیفہ تیر در کمان نہاد و خواست
کہ بروی بیندازد اما چون آن حضرت حکم فرمودہ بود کہ دست بردی نماید تیر را در جعبہ خویش نہاد و
کاشکے میزد و او را و مردم را از شر وی خلاص میگردانید و خود خلاص دست دادہ است کہ آن حضرت
فرمودہ کہ دیگر ایشان یعنے کافران بجنگ ما نیایند و یا بجنگ ایشان برویم و ہمچنان بود کہ بعد ازین
غزوہ ایشانرا فرصت و مجال آن نہ شد کہ بجنگ مسلمانان بیایند و لشکر بر سر ایشان بکشند و سال
آیندہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقصد عمرہ بحدیبیہ رفت و آن مبداء فتح مکہ و سائر فتوحات شد
کہ انا فتحنا لک فتحا مبینا اشارت باو ست حذیفہ گفت کہ چون من از معسکر ایشان باز گشتم در راہ
بیست سوار دیدم دستارہای سفید بستہ با من گفتند خبر دہ صاحب خود را کہ خداوند تعالی سر لشکر
دشمن را از تو کفایت کرد چون بمنزل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمدم دیدم کہ نماز میکند
دگاری کہ او را ہری پیش آمدی و بنماز مشغول شدی بدست مبارک اشارت کرد کہ پیش آئے
نزدیک وی رفتم و وی را بشارت دادم تبسم فرمود چنانکہ نورے از میان دندانہای مبارک وے

ایشان افتاد و متزلزل شدند از مرکز اتفاق و استقامت پس نخست بر قریظه آمد و گفت شما را با ما
دوستی و محبت مرا باخود بدانید که قریش و غطفان بجنگ محمد علیه السلام آمده اند و شما ایشانرا
درین امر یاری مید هید نمیتر سید از انکه ایشان کاری نساخته ملول شوند و بدیار خویش باز گردند
و شمارا در دست محمد و یاران وی بگذارند و شما را قوت مقاومت با ایشان نباشد و همه مستاصل
شوید پس نزد قریش و غطفان رفت و امثال این سخنان گفت و ایشانرا از اتفاق و ائتلاف
باز داشت و این اثر دعای آن حضرت بود که بر لشکر احزاب کرد اللهم منزل الکتاب و سریع الحساب
اهزم الاحزاب اللهم اهزمهم و زلزلهم و انصرنا علیهم و از جابرین عبد الله انصاری رضی الله عنهما آمده
که پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم در آخر حرب خندق سه روز متصل در مسجد فتح دعا کرد روز دوشنبه و شنبه
و چهارشنبه میان پیشین و پسین بود که دعای آن حضرت مستجاب شد جابر گوید مرا هیچ واقعه پیش نیامد
الا که درین ساعت دعا کردم و مستجاب شد و بعضی مشائخ طریقت که گفته اند که روز چهارشنبه میان نماز
ظهر و عصر وقت شریف و محل استجابت است و در ینوقت مشغول باشند گویا که از ینجا گرفته اند و امام احمد
از ابو سعید خدری رضی الله عنه روایت کرد که گفت گفتیم یا رسول الله هیچ دعا هست
که بخوانیم که قلوب ما بجناجر رسیده فرمود بخوانید اللهم استر عورا تنا و امن روعا تنا و در ینمرجع الحیاة
از ابن ظفر آمده است که آن حضرت دعا کرد باین دعا یا صریخ المکروبین و یا مجیب المضطرین اکشف
همی و غمی و کربتی ترا می نازل بی و با صحابی پس مستجاب شد دعا و فرستاد حق تعالی باد صبا را
تا زلزله در لشکر کفار نگونسار انداخت و دیگهای ایشانرا سرنگون میکرد و خیمهای ایشانرا میکند
و فرستاد حق تعالی جماعه از ملایکه تا طنابهای خیمهای ایشانرا می بریدند و آتش ها را می گشتند و ترسی
و رعبی در دلهای ایشان پیدا شد که غیر از فرار چاره نیست چنانکه در قرآن مجید ازان حال خبر می دهد
یا ایها الذین امنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیهم ریحا و جنودا لم تروها و کان الله بما
تعملون بصیرا و کفی الله المؤمنین القتال و کان الله قویا عزیزا پس آمد باد صبا و کند خیمهای را و انداخت
خیمه ها را و بر زمین افگند دیگها را و ریخت بر روی ایشان خاکها را و انداخت سنگریزه ها را و می شنیدند
در بر گوشه از معسکر خود تکبیر را پس گریختند شبانشب و گذاشتند بارهای گران را و شیخ عماد بن کثیر در
تفسیر خود آورده که اگر نه آن بودی که خداوند تعالی محمد را رحمت العالمین آفریده آن باد بر ایشان اشد بودی

از حرب قریش چیزے پس باقی دار مرا برائے آن کہ جہاد کنم با ایشان و اگر نہادہ شد حرب و باقی نماند پس بمیران مرا درین جراحت پس شکست جراحت و روان شد خون و مستجاب شد دعاے او رضی اللہ عنہ و آوردہ اند کہ یک روز کفار ہمہ اتفاق کردند و بیکبار از اطراف و جوانب خندق بجنگ در پیوستند و آن روز تا بہ شب مقاتلہ مذکور بود چنانکہ نماز پیشین و پسین و شام از آن حضرت و اصحاب فوت شد و وقوع این پیش از شریعت صلوۃ الخوف است یا بجہت نسیان باشد و بعد از انقضاے حرب بلال را فرمود تا اذان گفت و اقامت کشید و نماز پیشین گذارد و بعد از ہر نمازے اقامت گفت و نماز ہا بترتیب قضا کرد و بر کافران دعا کرد صلی اللہ علیہ وسلم و قبورہم نارا کما شغلونا عن صلوۃ الوسطی یعنے صلوۃ العصر و این حدیث بہ تصریح ناطق است کہ مراد بصلوۃ وسطی نماز عصر است و اختلافی کہ صحابہ و علما را در تعیین صلوۃ الوسطے است گفتہ اند کہ وقوع آن باجتہاد ایشان بہت پیش از اطلاع برین حدیث و بعد از اطلاع بران مجال اختلاف تنگ ست و ظاہر این حدیث آنست کہ آفتاب غروب گردد و تصریح نیز آمدہ است کہ حتی غابت الشمس و در حدیث مسلم آمدہ حتی احمرت الشمس او اصفرت و در حدیث بخاری بعد ما کاد الشمس تغرب و تواند کہ استیعال باسباب نماز وقت گذشتہ باشد و نماز بعد از مغرب واقع شد کذا قال الشیخ تقی الدین بن دقیق العید و نیز بمقتضاے این روایت مشہورہ آنست کہ فوت نشد مگر نماز عصر و در موطا ظہر نیز ذکر کردہ و در بعضی روایات آمدہ کہ شاغل آمد مشرکان از چہار نماز و تخصیص ذکر فوت عصر و تحسر بران بجہت کثرت فضل او باشد و اللہ اعلم و نووی گفتہ کہ طریق جمع آنست کہ دفع خندق چند روز باقی ماند و در بعضی ایام این باشد و در بعضی آن و یکی از تدبیرات الٰہی کہ در خذلان مشرکان درین غزوہ واقع شد وقوع تفرقہ و اختلاف است در میان این قبائل کہ اجتماع نمودہ و اتفاق کردہ بودند و سبب آن بود کہ نعیم بن مسعود اشجعی غطفانی نزد آن حضرت آمد و مسلمان شد و گفت یا رسول اللہ من مومن و مسلمان آمدہ ام و ہیچ کس از اسلام من خبر ندارد مرا بخواہ تا بہ حق خدمتی و اعانتے نسبت بہ بندگان تو و یاران تو بجا آرم و میان این قبائل تفرقہ و جدائی و خلاف پیدا آرم اما اذن فرمائے ہر چہ خواہم بگویم فرمود بگو فان الحرب خدعۃ پس نعیم نزد قریش و قبایل رفت و با ہر یکی کلمات مقدمات گفت کہ مختلف شدند بدان کلمہ ایشان و بیزار شدند و متنفر گشتند از یکدیگر و مخالفت میان

علی بن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامة کذا فی روضة الاحباب و آنحضرت
دعا کرد در حق علے مرتضی و شمشیر خود را که ذوالفقار نام داشت بوی عطا نمود و آن مقدار مشقت و محنت که
بحال شریف آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و تعب و رنج به مسلمانان درین غزوه راه یافت در هیچ
غزوه نبود اگرچه در احد هم شدت بهاد کوفتها راه یافت اما همه در یک روز نبود و با قریش تنها بود
اینجا قبایل عرب همه جمع شده در مقام اهلاکی و استیصال خود ایستادند و یکی از وقایع این غزوه عظیمه
قصه مجروح شدن سعد بن معاذ است رضی اللہ عنه روایت است از عایشه رضی اللہ عنها که گفت در
ایام خندق روزی در برابر خیمه رسول صلی اللہ علیه وسلم جنگ انداخته بودند و آن حضرت زره پوشیده
ایستاده پیاده یا سوار و در روایت ست عایشه رضی اللہ عنها می گوید که من دران روز با مادر سعد
بن معاذ در حصنی از حصون مدینه بودم که سعد بن معاذ میگذشت زره کوتاه تنگ پوشیده که دستها
و پایهاے او را وافی و کافی نبود و حال آنکه سعد بن معاذ مردی عظیم و طویل بود ام سعد گفت
که ای پسرک من زود تر برو و ببر رسول خدا ملحق شو من گفتم ای ام سعد اگر دی زره تمامتر ازین پوشیده
بودی بهتر بودی میتر سم بر دستهای وی که تیرے نخورده ام سعد گفت حکم میکند خدا انچه حکم کردنی ست
و چون سعد بن معاذ بکنار خندق آمد حبان بن العرقه از صف کفار تیرے بروی انداخت و گفت
خذها انا ابن العرقه آن تیر بر اکحل سعد خورد پیغمبر فرمود صلی اللہ علیه وسلم حرق اللہ وجهک فی النار
و اکحل رگی ست در میان بند ذراع که چون بریده شود هر خونی که در بدن آدمی ست بیرون آید
و آنرا عرق الحیوة گویند و رگ هفت اندام نیز خوانند و در هر عضوی از وی شعبه ست در دست
اکحل گویند و در پشت ابهر و در ران نسا بفتح نون و عرق النسا که نام مرضی مشهور ست با نیمعنی ست
و سعد چون مجروح شده دانست که ازین جراحت زندگانی مشکل ست گفت بار خدایا اگر رسول ترا با قریش
دیگر جنگ خواهد بود مرا میران تا با ایشان مقاتله کنم والا این تیر را که بمن آمده ست شهادت من
گردان ولیکن چندان مهلت ده مرا که بنو قریظه را بکام خویش بینم فی الحال خون از جراحت سعد
بایستاد و قصه بنو قریظه بعد ازین معلوم گردد و در صحیح البخاری از عایشه رضی اللہ عنها آورده
که سعد بن معاذ دعا کرد خداوندا تو میدانی که نیست هیچ قوم محبوب تر بسوی من که جهاد کنم
ایشانرا در دین تو از قومی که کذب کردند رسول ترا و بیرون آوردند او را خداوندا اگر باقی مانده باشد

هیچ خصلت در میان عرب شنیع تر از بخل و خست نبود کعب را این سخن وی بسیار دشوار آمد پس
در بکشاد و صحبت داشت و هر چند حیی او را بخالفت و نقض عهد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود
قبول نکرد و ابا آورد و اما حیی بنصفت شیطنت و حیله گری که داشت بحیله و تزویر و مدعای آورد لعنة اللہ
علیه پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زبیر رضی اللہ عنہ فرستاد تا خبر بنو قریظه بیارد و در روایتی
دیگر سعد بن معاذ و سعد بن عباده و جماعه دیگر را از اصحاب نیز فرستاد تا بیند و نصیحت کنند بنو قریظه
را باز آرند ایشان نزا از خلاف و نقض عهد پس یافتند ایشان نزا بر اخبث احوال و اشنع افعال و چون
ایستادند قریش و قبایل عرب بر عداوت آن حضرت و استیصال مسلمانان آمدند از فوق و تحت
و اجتماع نمودند و خبر نقض عهد بنو قریظه موکد این حال شد اشتداد یافت خوف مسلمانان و عظیم شد
بلاے ایشان فرمود آن حضرت حسبنا اللہ و نعم الوکیل ولیکن دلهای ضعفاے اهل اسلام از خوف
کثرت شوکت کفار از جای رفت و چشمهاے از غایت رعب خیره ماند چنانکه قول وی سبحانه خبر
میدهد از ان اذ جاءوکم من فوقکم و من اسفل منکم و اذ زاغت الابصار و بلغت القلوب الحناجر و
تظنون باللہ الظنونا هنالک ابتلی المومنون و زلزلوا زلزالا شدیدا و منافقان و ضعیف الایمانان
می گفتند که محمد ما را وعده میدهد بگنجهاے قیصر و کسرے که بدست ما خواهد آمد و حال آنکه باینچنین درمانده
و بیچاره شده ایم این آیت آمد و اذ یقول المنافقون و الذین فی قلوبهم مرض ما وعدنا اللہ و رسوله
الا غرورا و جمعے از ایشان اذن خواستند و بهانه جستند که خانهاے ما خالی است و کسی نیست که از اهل ما حفظت
نماید چنانکه میفرماید و اذ قالت طائفة منهم یا اهل یثرب لا مقام لکم فارجعوا و یستاذن فریق منهم النبی
یقولون ان بیوتنا عورة و ما هی بعورة ان یریدون الا فرارا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید بن
حارثه را با سی صد نفر فرستاد تا حراست محلات حصون و بیوت مدینه نمایند و قریش تا بیست روز
یا بیست و چهار روز یا بیست و هفت روز باختلاف اقوالے مسلمانان را محاصره نمودند تا کار بر ایشان
تنگ آمد و در ایام محاصره هر شب عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ با جماعتی دیگر حراست خیمه پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم می نمودند و مشرکان می آمدند و قصد خیمه آن حضرت میکردند ولیکن مجال نداشتند که از خندق
بگذرند القصه محاربه و مقاتله میان دو لشکر واقع شد خصوصا از علی مرتضے رضی اللہ عنہ درین غزا
مبارزها و مقاتلها واقع شد از حد قیاس و عقل بیرون چنانکه در اخبار وارد شده است لمبارزة

بران پس پراگنده شد ثلث آن و گفت الله اکبر داده شد مرا مفاتیح شام بخدا سوگند بدرستی من بے بیم
قصرهای سرخ شام را درین ساعت و زد ضربه دوم را و شکست ثلث دیگر را و گفت الله اکبر
داده شد مرا کلید های فارس و بخدا سوگند می بینم کوشکهای سفید این را درین ساعت و وصف
کرد آن حضرت کوشک مدائن را بسلمان گفت سلمان بدان خدائے که فرستاد ترا بحق همچنین است
آن کوشک که وصف کردی گواهی میدهم که رسول خدائی و مدائن شهری است در فارس بنام
نوشیروان بعد ازان زد ضربه سوم و گفت بسم الله پس شکست بقیه حجر را و گفت الله اکبر داده شد
مرا کلید های یمن و بخدا سوگند می بینم ابواب صنعا را از نجا که ایستاده ام درین ساعت و از معجزات
که صادر شد درین ایام قصه تکثیر طعام در خانه جابر بود و ذکر آن در باب معجزات گذشت دیگر
آنکه دختر کی خرما بر دست از پیش آنحضرت گذشت پرسید این چیست گفت قدری خرماست
که مادر من برائے پدر من فرستاده است تا چاشت سازد و فرمود پیش آر این خرما را پس پیش
آورد و بر دست مبارک داد و وی نهاد پس جامه طلبید و خرما را بران بخیت پس مردی را فرمود تا تمام
اهل خندق را نداکرد پس همه چندان که خاطر خواه ایشان بود خورده بازگشتند و گفته اند که کار کردند
در خندق نزدیک به بیست روز نزد واقدی تا بیست و چهار روز آمده و نودے در روضه پانزده
روز گفته و در بعضے روایات تا یکماه کامل بر آمده و در روضة الاحباب میگوید در شش روز
سر انجام یافت ظاهر آن جماعه تمامه مدت این واقعه را گفتند و مسامحه نموده نسبت باتمام خندق
داوند و الله اعلم و چون از حفر خندق فارغ شدند پیدا شد لشکر قریش و آن قبائل دیگر که مطاوعت
و مفارقت ایشان کردند و فرود آمدند دران وادی که تجمع بتول بود در ده هزار نفر و فرود آمد
آن حضرت در جانب جبل سلع در سه هزار کس و بود میان وی و قوم خندق پس فت عدو الله
حیی بن اخطب بگفته ابو سفیان و بجهت عداوت ذاتی که با آن حضرت داشت و عداوتی که او را از
اجلاء بنو النضیر حاصل شد بر کعب که صاحب عقد و عهد و بنو قریظه بود و خواند او را بجانب قریش و چون
بنی قریظه در عهد آن حضرت بودند ابا آوردند ازان و بستند در را بر روی وی پس دشنام کرد کعب
حیی را و گفت ای مے شوم ما معاهده کرده ایم محمد را و نمی توانیم نقض آن عهد کرد پس مبالغه کرد در کشودن
در و حیلها کرد دران و ملعنه زد بر کعب که شاید تو ازان در نمی کشائی که مبادا امر ما منیافت باید کرد و حرن

خاکہا بر دوش و گردن بر سید داشتند و نبود ند ایشان را غلامان که کار کنند و چون سید ید آن حضرت
علیہ السلام رنج و تعب و جوع ایشانرا در حفر خندق بآواز بلند میگفت اللهم لا عیش الا عیش الآخرة
غفر للانصار و المهاجرة و میگویند که این قول عبد الله بن رواحه ست که از فضلای صحابه و شعرای
ایشان بود که تمثل کرد آن حضرت بدان و ایشان نیز فریاد می آوردند و میگفتند نحن الذین بایعوا
محمدا علی الجهاد ما بقینا ابدا و در بعضے روایات در آخر این زیاده آمده و الله عن عضلا و النصاره هم کلفوا
باهل الحجارة و در صحیح البخاری از حدیث براء بن عازب آمده که چون روز احزاب شد و خندق کندید
آن حضرت را صلی الله علیه وسلم دیدند که نقل میکرد از تراب خندق تا می پوشید تراب جلد بطن
شریف او را و بود آن حضرت علیه السلام بسیاری موی پس شنید او را که میخواند کلمات ابن رواحه
را و میفرمود اللهم لو لا انت ما اهتدینا و لا تصدقنا و لا صلینا فانزلن سکینة علینا + و ثبت الاقدام
ان لاقینا + ان الاولے بغوا علینا + و ان اراد وا فتنة ابینا + و بلند میکرد باین کلمه آواز خود را
و میفرمود ابینا ابینا و آنکه در حدیث آمده که بود آنحضرت علیه السلام بسیاری موی قسطلانی گفته یعنی
موی سینه و گفته که این معارض است با نچه ذکر کرده شده است در صفت وی صلی الله علیه و
سلم کان دقیق المشربة یعنی مویها که بود در سینه تا شکم و جمع کرده شده است که منافات ندارد بقلت
کثرت یعنی منتشر نبود بلکه مستطیل بود و بتحقیق ظاهر شد روز خندق آیات از اعلام نبوت آنحضرت
صلی الله علیه وسلم یکی از آنها انچه در صحیح بخاری است از جابر گفت ما حفر میکردیم خندق را ناگاه
پیش آمد سنگے در غایت سختی چنانکه بیل و تیشین دران کار نمی کرد پس آمدند پیش آن حضرت
و گفتند یا رسول الله این گدیه ایست که عارض شده است در خندق و گدیه بضم کاف و سکون دال
مهمله فوق تحتانیه قطعه از سنگ پس ایستاد آن حضرت علیه السلام و حال آنکه شکم آن حضرت بسته
شده است ببسنگ از گرسنگی و در نگ کرده بودیم نا که نخشیده بودیم هیچ چشیدنی پس گرفت آنحضرت
تیشین را پس زد بر گدیه پس گشت مانند ریگی که سیلان میکند این روایت بخاری است و بتحقیق واقع
شده است نزد احمد و نسای زیارت با سناد حسن از حدیث براء گفت هنگامیکه امر کرد ما را رسول خدا
صلی الله علیه وسلم بحفر خندق پیش آمد ما را سنگے سخت که کار نمی کند در وی تیشهها را پس شکایت کردیم
آنرا مر رسول خدا صلی الله علیه وسلم را پس آمد آنحضرت و گرفت تیشین را و گفت بسم الله و زد ضربه را

مسلمانان بسه هزار کشید و در ایشان سی و شش اسپ بود و باین سبب این غزوه را غزوه احزاب
گویند چون این خبر بسمع شریف نبوی رسید صلی الله علیه وسلم مهاجرین و انصار را طلبید و در باب احزاب
مشاورت کرد پس باشارت سلمان فارسی قرار بر حفر خندق افتاد پس موضعی را طلبید که در آن حفر
باید کرد و چون بعضی اطراف مدینه بعمارات و اسواق مسدود و محفوظ بود و در بعضی مواضع که در طرف
جبل سلع است در شرقی مدینه فضای کشاده بود آن موضع را برای حفر خندق اختیار کردند و معسکر
همایون در زیر کوه سلع قرار یافت و خیمه از ادیم سرخ برای آن سرور زدند و اول موضع خندق را
خط کشید و قسمت نمود هر ده کس را چهل گز و بروایتی هر ده کس را ده گز رسید و سلمان رضی الله عنه بر ابر
ده کس کار میکرد و در روایت کرده اند که هر روز پنج گز میکندند که عمق آن نیز پنج گز بود و مهاجرین و انصار
را در سلمان نزاع افتاد که هر طائفه مے گفتند که سلمان از ما باشد پس آنحضرت فرمود علیه السلام سلمان
من اهل البیت و آورده اند که قیس بن صعصعه مردی عاین بود که چشم زخم از وی بمردم میرسید
سلمان را چشم رسانید سلمان بحکم العین حق بزمین افتاد و بیهوش گشت این خبر بحضرت رسانیدند
فرمود باید که قیس بن صعصعه وضو سازد و آب وضو را در ظرفی جمع کند و بآن آب وضو سلمان را
بشویند و طرف در پس پشت وی سرنگون بنهند همچنان کردند فی الحال سلمان خلاص شد و همچنین واقعه
در وقتی دیگر در جای دیگر نیز واقع شده است که عامر بن ربیعه سهل بن حنیف را دید که غسل میکند
پس نظر عامر بجانب سهل افتاد و گفت من هرگز اینچنین اندام لطیف و پوست نرم ندیده ام
اگرچه از زن محدره باشد این سخن از عامر گفتن بود و از سهل بر زمین افتادن پس بحضرت خبر
کردند و گفتند یا رسول الله سهل بن حنیف بر زمین افتاده سر نمیتواند برداشت فرمود چه کس را تهمت
میکنند که این بلوی کرد گفتند لعنم عامر انحرف گفت و سهل بر زمین افتاد پس آنحضرت طور علاج
که اینجا فرمود که غسل کن که بشوریم و هر دو دست و هر دو آرنج و هر دو زانوی و اطراف پایهای
خود را و داخله ازار خود را او بیند از این آب و بریز بر قیس پس همچنین کردند در حال خلاص یافت
القصه مردم بحفر خندق مشغول شدند اسباب حفر از متین و سهل و تیشه و زنبیل از یهود بنو قریظه
عاریت کردند و بنو قریظه در نیوقت با مسلمانان صلح داشتند و در عهد و تبعیت ایشان بودند و آمدن
قریش را بمدینه مطهره مکروه میداشتند و هو الغایت سرد بود و گر سنگی بر صحابه غالب حفر میکردند و

بران بحدیث ابن عمر کہ عرض کردہ شد وی بر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم روز احد کہ اجازت
دہند بر برآمدن بغزو وی چہاردہ سالہ بود پس اجازت نکرد واذن نداد اورا ورجہاد واجازت داد
اورا روز خندق ووی پانزدہ سالہ بود پس معلوم شد کہ میان احد وخندق یکسال بیش نبود احد
در سال سوم بود پس خندق در سال چہارم باشد وتمام نیست حجت مرا ورا درین زیرا کہ ثابت
شدہ است کہ غزوۂ خندق در سال پنجم بود وتواند کہ ابن عمر در غزوۂ احد پانزدہ نہادہ باشد
در چہار دہم ودر احزاب تمام کردہ باشد پانزدہ سال را باین جواب دادہ است بیہقی وشیخ ولی الدین
عراقی گفتہ کہ مشہور آنست کہ در سنہ رابعہ بود وما چون مدار سنوات بر روضۃ الاحباب نہادہ ایم
در سنہ خامس ذکر کردیم وقصہ غزوہ آنست کہ جماعۂ از یہود بنی النضیر کہ آن حضرت ایشانرا اجلا کردہ بود
ودر بلاد متفرق شدہ بودند قومی از ایشان کہ در خیبر ساکن شدہ بودند بمکہ آمدند وبا قریش گفتند
کہ ما آمدہ ایم تا با شما عہد کنیم بر عداوت محمد علیہ السلام واستیصال وی ابو سفیان گفت مرحبا
بکم واہلا وبہترین مردم نزد ما کسے ست کہ یاری دہد ما را بر عداوت محمد علیہ السلام پس در استار کعبہ
درآمدند وعہد بستند وگفتند ابو سفیان اے گروہ یہود شما از اہل کتابید واز جملہ احبار وعلمایید کہ دین
ما بہتر ست یا دین محمد ما قومے ایم کہ در تعمیر خانہ کعبہ میکوشیم وشتران بزرگ کوہانہای کشیم وبراے
حجاج بیت اللہ طعام وشراب وشیر میدہیم وعبادت اصنام کہ طریقہ مسلوکۂ آبا واجداد ماست
میکنیم ومحمد دین نو پیدا کردہ ورسم محدث نہادہ پس ما بر راہ راستیم یا او یہود دین بد نیا فروشان
گفتند شما بر راہ راست تر یید از محمد علیہ السلام پس این آیت نازل شد الم ترالی الذین اوتوا نصیبا
من الکتاب یومنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ہولاء اہدی من الذین امنوا سبیلا
اولئک الذین لعنہم اللہ ومن یلعن اللہ فلن تجد لہ نصیرا تا آنجا کہ فرمود وکفی بجہنم سعیرا وچون یہود در
قریش عہد استوار شد وقرار یافت وخاطر بجانب ایشان جمع کردند بیرون آمدند یہود از مکہ ورفتند
بسوی غطفان کہ قبیلہ ایست از قیس وایشانرا نیز تحریص نمودند وعہد کردند کہ یک سالہ خرمای خیبر
ایشان بدہند پس بیرون آمدند قریش وقائد ایشان ابو سفیان بن حرب بود وبادی سیصد
شتر وہزار شتر بود پس روی بمدینہ مطہرہ آوردند ودر مرالظہران قبائل عرب اسلم واشجع
وفزارہ وکنانہ وفزارۂ غطفان باجمعے انبوہ آمدہ ملحق شدند ومجموع دہ ہزار کس شدند ومجموع لشکر

در صحیح البخاری از عایشه آورده رضی الله عنها که گفت چون گران شد بدن رسول خدا صلی الله علیه وسلم
و سخت شد بوی دردمندی در نجره و دستوری خواست از زنان خود که بیمارداری کرده شود او را در
خانه من پس دستوری دادند زنان آن حضرت را پس بیرون آمد آن حضرت روزی از خانه شریف بسوی
مسجد منیف و حال آنکه آن حضرت میان دو مرد است و اعتماد کرده بر ایشان و خطے کشیدند هر دو
پای شریف وی در زمین از جهت غایت ضعف و ناتوانی و آن دو مرد عباس بود عم وی و مرد
دیگر از اهل بیت وی گفت عبد الله بن عبد الله که راوی این حدیث است از عایشه که خبر داد
ابن عباس را آن مرد علی بن ابیطالب است اکنون شراح در بیان وجه نام نبردن عایشه علی را
اختلاف دارند بعضے توهم کردند که این بجهت نزاکتی ست که میان ایشان بود از نجهت نام نبرد و حق
آنست که سبب نام نبردن عایشه علی را بجهت آن بود که در یک جانب متعین بود که عباس بود در
جانب دیگر نوبت به نوبت بود نوبتی علی بود و نوبتے فضل بن عباس و نوبتی دیگر عساسه بن زید
و همه ها اهل بیت پیغمبر اند صلی الله علیه وسلم از نجهت عایشه نام علی بتعیین و تشخیص نبرد والله اعلم
و همدرین سال یعنی سال پنجم از هجرت غزوهٔ خندق واقع شد و او را غزوهٔ احزاب نیز گویند و غزوه خندق بجهت
آن گویند که درین غزوه خندقی کنده بودند در گرد مدینه مطهره چنانکه بیان آن بیاید و در قاموس میگوید
که خندق معرب کنده است و غزوه احزاب است آن گویند که گروهها ے کثیر از قبائل متعدده از یهود
و غیر هم جمع شده در محاربه و مخاصمهٔ آن حضرت با قریش اتفاق کرده بودند و خندق ساختن
عادت عرب نبود و لیکن آن از مکائد و حیل فرس بود و سلمان فارسے اثبات کرد و گفت
یا رسول الله اهل فارس را چون دشمنان محاصره میکردند خندقی میکنند پس قبول کرد آنرا
آن حضرت از سلمان و امر کرد بحفر خندق در جانب سلع و کار کرد در ان بنفس شریف خود و حال
آنکه سنگ بسته بود بر شکم از گرسنگے چنانچه عادت شریف بود و این سخن در وصل طعام در باب
عادات گذشته است و رغبت کرد مسلمانان را بدان و به تحقیق فرستاده است حق تعالی درین
قصه در صدر سورهٔ احزاب آیات و اختلاف کرده شده است در تاریخ این قصه موسی بن عقبه
گفته وقوع او در شوال بود در سال چهارم و ابن اسحق گفت در سال پنجم و باین جزم کرده است
غیر او از اهل مغازی و میل کرده است بخاری بقول موسی بن عقبه و استدلال کرده است

وتنگدلی افتاده وراهی بمشاورکار نداز برای دفع این غم واندوه ازوی صلی اللہ علیہ وسلم اینچنین گفت این در برادر بها و مجلتها و خیر خواهی ها می باشد و ظاهر است انچه که علی مرتضی از محبت و خیر خواهی آنحضرت علیہ السلام داشت بعایشه رضی اللہ عنہا ندارشت پس رعایت جانب حضرت نموده حرفی فرمود اما عجب که چون علاقه محبت که عایشه را بحضرت رسالت بود شعور و ملحوظ حضرت امیر نشد و بآن جانب نیفتاد لا واللہ شد که گفتند بتحقیق حال آن بریره که شب و روز در خدمت او میباشد و بر احوال وی اطلاع دارد بنماید در وقتی که آنحضرت روی مشاورت و طلب تحقیق بعجابه آورد همه متفق شدند در ذکر خیر و خوبی عایشه و درین مقام احادیث و اخبار دیگر نیز هست که در کتب صحاح مذکور اند آنرا نقل کنم و نسبت برما جر نقل کنم و اعتماد علی الراوی و بالصفای مودت و خلوص محبت نسبت بهر دو جانب موصوفیم و للہ الحمد در صحیح البخاری از زهری می آرد و اصل در بنباب حدیث زهری است که تابعی صغیر است و وی از کبار تابعین از عایشه رضی اللہ عنہا روایت کرده همه احادیث را جمع کرده حدیث طویل روایت کرده که مذکور شد و یک حدیث دیگر اینست که از زهری روایت کرده اند که گفت گفت مرا ولید بن عبد الملک بن مروان آیا رسیده است بتو که علی داخل بود در ان کسانی که قذف کردند عایشه را گفتم نرسیده است و داخل نیست ولیکن خبر دادند مرا دو کس از قوم تو یعنی از قریش یکی ابو سلمه بن عبد الرحمن بن عوف دیگر ابو بکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام ابو سلمه بن عبد الرحمن خود تابعی مشهور است و از ائمه و علماء ذی شان است و از فقهای سبعه مدینه است و ابو بکر بن عبد الرحمن نیز از علماء و فقهاء سبعه است میگوید زهری این دو کس خبر دادند مرا که عایشه بما گفت که بود علی مسلم در شان وی و این لفظ را بکسر لام مشدده خوانده انداز تسلیم یعنی ساکت والرد که یکی از رواة بخاری است بفتح لام روایت کرد از سلامت یعنی سالم بود از خوض درین قضیه و افتادن در ان و در روایتی از بخاری این لفظ زیاده آمده که فراجعوه فسلم یرجع یعنی مراجعت کردند زهری را در ین مسئله و درین لفظ سلما و برسیدند که همچنین است پس رجوع نکرد زهری از حرف خود و جواب نداد بغیر این و گفت روایت همین طور است که مسلما بشک مقصود زهری تقویت و تائید روایت خود است یا احتراز است از روایت دیگر که بعضے روایت کرده سیئا ضد محسنا بجای مسلما و گفته اند که در نسخه قدیمه کهنه بخاری لفظ سیئا یافته اند و اللہ اعلم بحقیقت الحال علی وجه الکمال و در بخاری حدیثی دیگر است که

برانتقام مهربان بر اصحاب جرائم و انام پس شما نیز متخلق باخلاق آلهی شوید که کمال ایمان درین است پس گفت ابو بکر رضی الله عنه بلی سوگند که دوست میداریم تا که دوست میدارد خدا ما را پس انچه معهود بود از نفقه بمسطح میداد و گفت هرگز آنرا ازوی باز نگیرم رضی الله تعالی عنه مشائخ گفته اند که مردم در محبت دنیا و آخرت چهار قسم اند قسمی آنکه ابتداء ایذا کنند بی آنکه کسے ایشان را آزار رساند و ایشان فروترین آدمیانند و خارجند از دائره اعتبار دوم آنکه اگر کسے ایشان را ایذا و آزار کند مکافات و جزای آن بدهند بر حسب فرموده شرع شریف و ایشان عوام مومنان اند و قسم ثالث آنکه عفو کنند و انتقام نکنند و انها خواص اند و قسم رابع انانند که در برابر اساءت احسان و نزد جفاء وفا نمایند و ایشان اخص خواص و صدیقانند مقصود ازین آیت کریمه تنبیه است و تربیت صدیق اکبر است که بمقام صدیقیت استقامت نماید و از دائره کمال بیرون نیفتد با وجود ان تنبیه است آنکه صاحب صفات حمیده اگرچه گرفتار ذمایم و شنایع گردد محل رحم و شفقت است و گویا مسطح را بدریت وی شفاعت کرد و حامی شد او که ان الله اطلع علی اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم ولهذا صدیقه نیز در وقت است سطح را منع کرد و گفت که دشنام میدهی مردی را که از حاضران غزوه بدر و مهاجران اولین است پس در ضمن این مفهومات کلیه در آورده بردی رحم کردند و اهل سنت استدلال کرده اند باین آیت بر فضل ابی بکر رضی الله عنه چنانکه حکیم ثنائی گفته است بیت بود چندان کرامت و فضائش * که ابو الفضل خواند در فضائش * و اگر فضل را در زیادتے مال و منال حمل کنند چنانکه در قول وے یضربون فی الارض یبتغون من فضل الله واقع است و فضل در قرآن باین معنے بسیار است قول او والسعة مستدرک می افتد کما لا یخفی تنبیه دراذهان چنین نشسته است که علی مرتضے کرم الله وجهه در باب عائشه رضی الله عنها در قضیه افک مسامحه را راضی شد و الله اعلم ولیکن در بعضے کتب سیر چنانکه از عمر بن الخطاب ازذکر ذباب و از عثمان بن عفان از حال سایه در تسلیه و تسکین حضرت مصطفی آمده از علی مرتضے از قصه نعلین شریفین نیز آمده چنانکه مذکور شد لعم در اول قضیه مروی است که ازوی و اسامه بن زید پرسید گفت تنگ نساخته است خدا تعالی کار بر تو و زنان غیر وے بسیار اند چون دید وی رضی الله عنه که آن حضرت علیه السلام در مضیق خرج و حیرت و تحرت

شد و در حدیث هم تائید وی مقید بحالت مناخت بود نه در جمع احوال ظاهر اشاعت او را درین باب
شناعت افگنند نعوذ باللہ من ذلک و آورده اند که حسان بعد ازین واقعه مدح عائشه کرد تا تلافی
تقصیرات گذشته کند اما چه تلافی کند که تقصیر از حد گذشت بغیر توبه و ندامت باقی ست روایت
است از مسروق که از کبار تابعین و روات عائشه بود که حسان در مدح عائشه قصیده گفت که یکی از
ابیات این بیت است که مضمونش این است که وی رضی اللہ عنها امراة ایست عفیفه فرذات وقار و عقل
و ثبات که متهم ساخته نمی شود بشک و ریب و صبح میکند گرسنه از گوشتهای زنانی که غافل آمده اند
کنایت است ازان که غیبت کسی نمیکند چه غیبت بحکم قرآن اکل است از لحم برادر مسلمانان که
فرمود ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا پس فرمود عائشه رضی اللہ عنها للنک لست کذلک ولکن
تو ای حسان این چنین نیستی یعنی تو غیبت کردی که مثل وی غیبت گری نباشد مسروق گفت
پس گفتم مر عائشه را چرا اذن میدهی حسان را که در آید بر تو و حال آنکه گفته است خدا تعالی
والذی تولی کبره منهم له عذاب عظیم گفت عائشه و کدام عذاب مستحب تر از عمی است و حسان
بعد ازین قضیه اعمی شد بجز ازانکه ندید حق را و گفت عائشه که وی مناخت می کرد و مهاجات میکرد
از رسول خدا صلی اللہ علیه وسلم زهی حق شناسی و حسن خلق عائشه رضی اللہ عنها و اما مسطح بن اثاثه
پسر دختر خاله ابوبکر صدیق بود رضی اللہ عنه و هم در صغر سن پدرش وفات یافت و صدیق او را
بجهت فقر و قرابت تربیت مینمود و غمخواری میکرد و نفقه و کسوت میداد و چون در قضیه افک
باین ابی منافق موافقت نمود ابوبکر بحکم بشریت و قصد مکافات عمل او اگرچه مقام صدیقیت اعلی
و اجل بود از قصد انتقام و مکافات سوگند خورد که انفاق نکنم بر مسطح هرگز پس فرو فرستاد خدا
عزوجل این آیت را ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعة و باید که سوگند نخورند خداوندان فضل در نعمت
و خداوندان دستگاه و فراخی در مال ان یولوا اولی القربی برانکه ندهند نفقه خویشاوندان را والمساکین
و درویشان و محتاجان را والمهاجرین فی سبیل اللہ مهاجران در راه خدا را و مسطح هم خویش و هم
مسکین و هم مهاجر و لیصفحوا باید که عفو کنند جریمه را که ازیشان صادر شده و روی بگردانند از
انتقام ایشان و اغماض نمایند الا تحبون ان یغفر اللہ لکم آیا دوست نمیدارید شما که بیامرزد خدا
مر شما را پس شما نیز از گناه دیگران درگذرید و اللہ غفور رحیم و خدا آمرزنده است با کمال قدرت

ع شکر ایزد کہ میان من و او صلح افتاد + حوریان رقص کنان ساغر و پیمانہ زدند + و الحمد للہ
کہ روی منافقان و دروغ گویان سیاہ شد پس خواند آن حضرت قرآن را کہ نازل شدہ گفت
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان الذین جاؤا بالافک عصبۃ منکم لا تحسبوہ شرا لکم بل ہو خیر لکم
تا دہ آیت از سورۂ نور آنگاہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوشحال و خورم در مسجد بیرون آمد و یاران
را جمع کرد و خطبہ خواند و بعد ازان آیات منزلہ را بر اصحاب قرأت فرمود و مروی است کہ چون آیات
برأت عایشہ صدیقہ نازل شد قاذفان را طلب کرد و حد قذف زد ہر یکی را ہشتاد تازیانہ و ایشان چہار
نفر بودند حسان بن ثابت و مسطح بن اثاثہ و حمنہ بنت جحش و عبد اللہ بن ابی و در بعضے روایات اجرای
حد بر عبد اللہ بن ابی منافق علیہ ما استحقہ ذکر نکردہ و اللہ اعلم و گفت عایشہ رضی اللہ عنہا کہ آنحضرت
زینب بنت جحش را از حال من پرسید و گفت چگونہ میدانی یا چگونہ می بینی او را گفت زینب یا رسول اللہ
نگاہ میدارم سمع خود را و بصر خود را ازین کہ بگویم شنیدہ ام از وی چیزے و حال آنکہ نشنیدہ ام یا بگویم
دیدہ ام از وی چیزے و حال آنکہ ندیدہ ام بخدا سوگند نمیدانم از وی مگر خیر و خوبی گفت عایشہ و این
زینب بود از نسوان زمان بمنصب کہ برابری میکرد با من و مشابہ میگرفت خود را بمن در حسن و جمال
و قدر و منزلت نزد پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پس نگاہ داشت او را خدا تعالی بورع جای آن بود کہ
وی رشک برد و حسد کند و چیزے بد بگوید اما ورع و تقوی وی او را باز داشت کہ چیزے نگفت گفت
عایشہ اما خواہر وی حمنہ جنگ میکرد با وی کہ چرا چیزے نمیگوئی پس ہلاک شد در ان کسانیکہ ہلاک
شدند گفت عروہ گفت عایشہ اما آن مردی کہ گفتہ شد او را انچہ گفتہ شد یعنی صفوان بن معطل
میگفت سبحان اللہ سوگند بخدائے کہ ذات من در دست او ست بر نداشتہ ام پردہ ہیچ زنی را یعنی
جماع نکردہ ام با ہیچ زنی قسطلانی شارح صحیح بخاری میگوید کہ بتحقیق روایت کردہ شدہ است
کہ وی حضور بود و آلت کار گر نداشت مگر مثل ریشہ و بر اجامہ و مروی است از عروہ کہ دشنام میکرد
حسان بن ثابت را از جہت بسیاری نکیر او عایشہ و گفت کہ دشنام کردم حسان بن ثابت
را نزد عایشہ پس گفت دشنام مکن او را کہ وی مخاصمت و مفاخرت میکرد از پیغمبر خدا بجہ
کردن مشرکان را گفت بندہ مسکین عفا اللہ عنہ عجب از حسان کہ با وجود آن مرتبہ کہ ان اللہ
یؤید حسانا بروح القدس مادام ینافح عن رسول اللہ کہ درین ورطہ ایلہ افتاد و اسیر نفس و ہوا و شیطان

گرفته است در نفسهای شما و تصدیق کرده آید آنرا پس اگر میگویم من شمارا که من پاک و منزه ام
ازان تصدیق نمی کنید مرا و باور نمیدارید سخن مرا و اگر اعتراف کنم مر شمارا بامری که خدا میداند
که من پاکم ازان تصدیق میکنید پس بخدا سوگند من نمی یابم مر خود را و مر شمارا مثلی مگر مثل
پدر یوسف علیه السلام را که گفت فصبر جمیل والله المستعان علی ما تصفون گفت عایشه از غایت
حزن و اضطراب که داشتم نام یعقوب علیه السلام بخاطر من نیامد و در روایتی آمده که گفت مگر
یوسف را که گفت فصبر جمیل در اینجا غایت حزن و اضطراب که پدر یوسف هم نگفت و در بعضی
نسخ گفت مگر پدر یعقوب را و امادر بعضی روایات بخاری یعقوب هم آمده و این راست تر است
و شاید که راوی پیش خود درست کرده روایت کرد و الله اعلم بحقیقت الحال علی وجه الکمال گفت
عایشه گفتم این را و روی خود را بگردانیدم و تکیه کردم خدا میداند که من پاکم و میدانم و بتعالی
پاک گرداننده است مرا و خبر دهنده است بپاکی من و لیکن بخدا سوگند نبودم من که گمان بردم
که فرود می آرد در شان من وحی که خوانده شود و شان من حقیر تر است در نفس من که تکلم کند
در حق من بامری و لیکن امید میداشتم که نموده شود رسول خدا صلی الله علیه وسلم خوابی که پاک گرداند
مرا بآن پس بخدا سوگند مفارقت نکرد رسول خدا مجلس شریف خود را و بیرون نیامد هیچیکی از اهل بیت
تا آنکه پیدا شد آثار نزول وحی و در گرفت او را در حالتی که در میگرفت در حال نزول وحی از شدت
تا آنکه سیلان میکرد از وی عرق مثل مروارید های خرد از گرانی قولی که فرستاده شد بروی پس
گشاده شد آن حالت از وی و حال آنکه تبسم میکند پس بود نخستین سخنی که گفت آن حضرت ای عایشه
خدا تعالی بری ساخت و پاک گرداند ترا و گواهی داد بپاکی تو ازین تهمت و فرستاد در شان
تو قرآن پس گفت مرا مادر من برخیز و ببر د بسوی حضرت گفتم بخدا سوگند نمیروم بسوی او و در بعضی روایات
آمده که گفت پدر من ای عایشه شکر گوی پیغمبر خدا را گفتم من شکر نمی گویم مگر خدای خود را که پاک
گردانید مرا و فرستاد در حق من قرآن را و این مستی حال است در گرفت عایشه را و الا این پاک
گردانیدن حق تعالی او را و فرستادن او قرآن را همه بوسیله حضرت و بطفیل اوست پس شکر
و اطاعت واجب است بروی مر آنحضرت را و در روایتی آمده که آن حضرت گرفت دست مرا پس
گشیدم من دست خود را از دست مبارک وی پس بر سر ناز آمد عایشه اما نازی که در رود و صد نیاز را

برخاست وگفت من یارے دہم ترا یا رسول اللہ وانتقام کشم ازوی اگر از قبیلہ اوس کہ قبیلہ ماست
گردن بزنم اورا واگر از قبیلہ برادران ماست از خزرج تو امر فرمائی تا امر ترا بنفاذ رسانم پس سعد بن
عبادہ کہ پیشوائے خزرج بود برخاست وسعد بن معاذ را گفت تو دروغ گفتی پس اسید بن حضیر کہ پسر عم
سعد بن معاذ بود برخاست وسعد بن عبادہ را گفت تو دروغ گفتی تو منافقے از طرف منافقان
سخن میگوئی واز قبل منافقان لسان مجادلہ میکنی پس میان اوسیان وخزرجیان جنگ واقع شد
بوسوسہ شیطان رگ غضبیت قدیمی بجنبید پس آن حضرت ایشان را از ان باز داشت وساکت گردانید
عائشہ رضی اللہ عنہا می گوید کہ در خانہ پدر بودم واین حکایات بہ من میرسید گریہ میکردم ومینالیدم
وبیطاقتی مے نمودم تا گمان بردم کہ گریہ جگر مرا خواہد شگافت تا دو شب ویک روز درمیان آن گذشت
کہ کار من جز گریہ وبیخوابی نبود وپدر ومادر من ہر دو نزد من بودند ومن گریہ میکردم وایشان نیز
بگریہ من بگریہ می درآمدند وزنی بود از انصار کہ با من دوستی داشت بر من درآمد وگریہ میکرد
در ہمین حال کہ ما داشتیم ناگاہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم درآمد بر ما پس سلام کرد ونشست
ونشستہ بود نزد من ہرگز از ان باز کہ این گفت وشنیدند درمیان آمد ویگاہ گذشتہ بود کہ ہیچ وحی
نازل نشد بران حضرت در شان من پس بر شبہ چہ حال دارد مادر گفت تپ لرزہ دارد تشہد کرد
آن حضرت ہنگامی کہ نشست پستر گفت اما بعد ای عائشہ بدرستیکہ رسیدہ است مرا از جانب
تو چنین وچنین پس اگر ہستے تو بری وپاک پس نزدیک ست کہ پاک گرداند ترا خدا تعالی وخبر
دہد بپاکی تو واگر ہستے تو کہ فرود آمدہ بگناہی وصادر شدہ است از تو چیزے طلب آمرزش کن
از خدا وتوبہ بکن در رجوع کن بسوی خدا بدرستیکہ چون بندہ اعتراف کند بگناہ وتوبہ کند ازان
می بخشد گناہ او را خدا تعالے پس چون تمام کرد رسول خدا مقالہ خود را بایستاد اشک من تا
ندیدم در چشم یک قطرہ واین از جہت شادی بود کہ بشارت یافت بدان یا از حدوث غضبیہ کہ
راہ یافتہ بود واللہ اعلم بحقیقت الحال وگفتم مر پدر خود را کہ جواب دہ از جانب من رسول خدا را
پدر گفت بخدا سوگند در نمے یابم من کہ چگویم مر رسول خدا را پس بمادر گفتم تو جواب دہ رسول خدا
را در انچہ گفت مادر نیز گفت نمیدانم کہ چگویم بر رسول خدا پس گفتم من دختر خورد سالم نخواندہ ام
از قرآن چیزی بسیار بدرستی بخدا سوگند ہر آئینہ بتحقیق شنیدہ آید شما این حدیث را تا آنکہ قرار

خدا تعالی بر تو زنان را غیر عائشه بسیار ند و بپرس جاریه یعنی بریره را که خدمت عائشه را میکرد تا راست بگوید یعنی احوال عائشه را پس طلبید آن حضرت صلی الله علیه وسلم بریره را و فرمود اے بریره آیا دیدهٔ تو از عائشه چیزیکه در شک اندازد ترا گفت مر آنحضرت را بریره سوگند بآن خدائے که فرستاده است ترا بحق ندیدم بر عائشه رضی الله عنها امرے را زیاده ازان که وی دختر کی است خرد سال غافل که بخواب میرود و شات می آید و خمیر را که ساخته ام خورده میرود انچه مذکور است در صحیح البخاری همین است که از علی و اسامه و بریره پرسید و ایشان این جواب گفتند را ما بعضے علمای سیر قصهٔ عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان رضی الله عنهما و مشاورت آنحضرت علیه السلام با ایشان و جواب دادن ایشان نیز ذکر کرده اند و در انجا علی رضی الله عنه نیز موافق ایشان گفته اما عمر رضی الله عنه گفت یا رسول الله مگس بر اندام تو نمے نشیند بحمت آنکه مگس بر نجاسات و مستقذرات راه می افتد و پایهاے او آلوده بآن میگردد و خدا تعالی بدن پاک ترا ازان نگاه میدارد پس چگونه ترا از کسیکه بدترین چیز ها آلوده باشد نگاه ندارد و عثمان بن عفان گفت که سایه شریف تو بر زمین نمی افتد که مبادا بر زمین نجس افتد و حق تعالی چون صیانت سایه تو بدین مثابه میکند چگونه صیانت حرم محترم تو از ناشایسته نکند و علی مرتضے گفت که حق تعالی روا ندارد که نعلین ملوث در نماز در پاے مبارک تو باشد و خبر کرد ترا تا بکشے آنرا از پاے مبارک خود اگر این امر واقع بودی خبر کردے ترا بدان خاطر جمع دار که خواهد تخفیف حال ترا خبر کرد و چون آن حضرت این سخنان شنید بمسجد رفت و خطبه خواند و گفت کیست که نصرت دهد مرا و انتقام کشد مردی را که تحقیق رسیده است بمن ایذاے او در شان اهل من مراد عبد الله بن ابی منافق را داشته بخدا سن ندانستم از اهل خود جز نیکوئے و تحقیق ذکر کرده اند مردی را که ندانسته ام ازو ی جز نیکوئی مراد صفوان بن المعطل است که منافقان او را متهم باین شنیعه داشتند و بود مردی خیر فاضل عابد خود چه جاے این اتهام است کسیکه ادنی عقل و فهم داشته باشد و کدام فهم و وهم گنجایش دارد که با نجا رود مگر منافق بود و در غایت نفاق و حسد شیطان سد راه او شد عبد الله منافق و حمته عجب نبود که گرفتار قید نفاق و حسد بودند عجب از حسان و سطح است که باین بلیه و خبط و جنون گرفتار شدند القصه چون آن حضرت صلی الله علیه وسلم تهدید و توبیخ آن منافق کرد وی از قبیله خزرج بود پس سعد بن معاذ که از قبیله اوس بود

شعور بحقیقت حال ندارم تا آنکه روی نهاد بیمارے من بنقاهت پس برآمدم شبی بام مسطح بسوے
مناضع یعنی آنموضع که بیرون مدینه بود ومردم برائے قضای حاجت آنجا میرفتند برسم عرب که برائے
قضای حاجت که بصحرا روند وکنیف دران وقت درخانها نساخته بودند وبیرون می آمدیم مامگر شبانه
پس برگشتم من وام مسطح بجانب خانه بعد از قضای حاجت پس لغزید پاے ام مسطح در گلیم از صوف
که بر خود درشت پس گفت هلاک باد و بر روی افتاده باد مسطح پس گفتم بد سختی که گفتی تو آیا دشنام
میدهی مردی راکه حاضر شده است بدر راو در روایتی مردی از مهاجرین اولین است پس گفت
ام مسطح ای عائشه ای نادان نشنیدهٔ تو که چه گفته است مسطح گفت چه گفته است پس خبر داد مرا
بقول اهل افک فرمود عائشه رضی الله عنها پس زیاده کردم مرض بر مرض و در روایتی دودی
بسر من دوید واز پای در افتادم وبیهوش شدم وچون باز آمدم بخانه در آمد رسول خدا صلی الله
علیه وسلم فرمود چه حال دارد آن بیمار شما پس گفتم با آن حضرت آیا اذن میدهی مراکه بخانهٔ مادر پدر خود بروم
ومقصود من آن بود که تحقیق کنم این حکایت را و بیابم این خبر را از ایشان پس اذن داد مرا رسول خدا صلی الله علیه
وآله وسلم وگفتم مادر خود را ای مادر چیست حکایت ست که میگویند مردم گفت اهان گیرای دختر من کار بر خود دوغم مخور بخدا
سوگند که کم باشد زنی خوب روش وجو هری و بزرگ وبلند قدر از نزد مردی که دوست دارد او را ومراورا انباز ان
باشند مگر که بسیار گویند بروی بهتان وغالب آیند بران پس گفتم آیا بتحقیق گفته اند وتحدیث کردند مردم باین سخن
در افواه مردم افتاده وبه پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم رسیده وبدم شنیده پس مستولی شد بر من گریه وتمام شب گذشت تا صبح
کردم وهنوز اشک از چشمان من میرود ودیده نمیکنم ونخواب نمیروم وروز نیز تمام در گریه گذشت ونایستاد اشک
ونمی برد خواب وبود پدر من که قرآن میخواند در خانهٔ دیگر چون آواز گریه مرا شنید او نیز در گریه آمد آن گاه
تسکین داد مرا وگفت صبر کن ای عائشه ومکن جزع وفزع تا حق تعالی چه حکم کند گفت عائشه
چون راه یافت در خاطر حضرت خلیجان من ودید خرابی حال مرا او واکثر دران اوقات در خانه ما نزول نشسته بود
ودیر کشید نزول وحی در ینباب طلبید آن حضرت علی بن ابیطالب و اسامه بن زید را تا مشورت کند بایشان واستفسار
کند واستکشاف نماید حال مرا از ایشان پس اشارت کرد اسامه بر رسول خدا صلی الله علیه وسلم بانچه میدانست
از پاکی اهل وی وبانچه میدانست از محبتی وعنایت که در نفس شریف آن حضرت بود بایشان گفت
اسامه نمیدانم وما در اهل تو یا رسول الله جز خیر وخوبی دا ما علی گفت یا رسول الله تنگ نساخته است

مرده است از بخیت استر جاع کرد پس بیدار شدم بآواز استرجاع او و پوشیدم روی خود را
بخدا سوگند که تکلم نکردیم تا بیک کلمه و نه زیاده بران و نشنیدم من ازوی غیر کلمه جزء استرجاع
که کرد پس فرود آمد صفوان از شتر و بخوابانید شتر خود را پس نهاد پای بر شتر و این برای آن کرد
که تا آسان گردد بر عائشه رکوب و محتاج نگردد بمساعدت پس ایستاد و رفتم بسوی شتر و سوار
شدم پس زمام ناقه را گرفت و روان شد تا آمدیم و رسیدیم به لشکر و گرمگاه روز و در حالتی که مردم
فرود آمده اند و چنین گویند که بناگاه گذر ایشان بمنزل گاه اهل نفاق افتاد که عبد الله بن ابی
منافق و موافقان و تو ابعان او در انجا نزول کرده بودند پس دراز کردند اهل افک زبان را
و هلاک شد هر که هلاک شده بود آنکه متولی و متصدی معظم افک شد عبد الله بن ابی ابن سلوک
پس تحدیث کرده میشد و شائع گردانیده میشد این خبر نزد وی پس مقرر میگردانیدند و استماع مینمودند
وی افزود بران از پیش خود و غریب آنست که از مسلمانان نیز چند کس با اهل افک شریک شدند
درین ورطه افتادند حسان بن ثابت و مسطح بکسر میم و سکون سین و فتح طاء مهمله و مشاله بن اثاثه
بضم همزه و دو مثلثه القرشی المطلبی که پسر دختر و خاله ابو بکر صدیق بود و حمنه بفتح حاء و سکون میم و نون
بنت جحش بفتح جیم و سکون حاء خواهر زینب بنت جحش که از امهات المومنین است و بعضی مردم
دیگر که نامهای ایشان مذکور نیست و غزوه که راوی این حدیث است می گوید که علم نیست مرا بنامهای
ایشان جز آنکه عصبه بودند چنانکه در قرآن مجید و فرقان حمید میفرماید ان الذین جاؤا بالافک
عصبة منکم گروهی از مردم ازده تا چهل گفت عائشه چون بمدینه مطهره رسیدم بیمار گشتم و تا یکماه
بیمار بودم و مردم افتاده بودند در قول اهل افک و شائع شده است این سخن در مردم و مرا اصلا
بدان شعوری نیست اما مزاج آن حضرت صلی الله علیه وسلم دران بیماری نسبت بخود متغیر میدانستم
و حیران بودم که سبب آن چه باشد و میدیدم درین بیماری از رسول خدا صلی الله علیه وسلم آن الطاف
و عنایت که میدیدم ازوی در بیماری های دیگر یکبار باما چنانکه بود نماند + همه من مهربان
که بود نماند + همین بود که درمی آمد بخانه و سلام میکرد و بر اهل خانه چنانکه سنت مستمره شریفه بود پس میفرمود
چگونه است آن زنگ و در روایتی چگونه است بیمار شما همین قدر می پرسید و برمی گشت و نیامدی
بر من و نه نشستی نزد من پس در شکست می انداخت مرا این بی التفاتی آنحضرت و حال آنکه من

همچنین مبهم واقع شده و شارحان بیان کرده اند که مراد غزوه مریسیع است که آنرا غزوه بنی المصطلق نیز گویند پس برامد قرعه بنام من پس بیرون آمدم یا رسول خدا صلی الله علیه وسلم وچون انیواقعه بعد از نزول آیت حجاب بود ساخته شد برای من هودج پس برداشته میشدم من در هودج و فرود آورده میشدم دران پس سیر و سفر کردیم تا آنکه فارغ شد رسول خدا صلی الله علیه وسلم ازان غزوه باز گشت و نزدیک شدیم ما از مدینه پس اعلام کردند شبی بکوچ پس ایستادم من در وقتی که اعلام کردند بکوچ و رفتم برای قضای حاجت تنها تا آنکه بیرون رفتم از لشکر وچون قضا کردم حاجت را آمدم بجای باش خود پس لمس کردم سینه خود را ناگاه دیدم که گردن بند من که از مهرهای ظفار بود گسیخته است پس باز گشتم بهمان جا که قضای حاجت کرده بودم و جستم گردن بند را و باز داشت مرا جستن وی و دیر کشید فرمود عائشه رضی الله عنها پس پیش آمدند آن گروهی که باز میکردند هودج مرا میکوچانیدند و بر میداشتند مرا پس نهادند هودج را بر شتر من که سوار میشدیم بران و ایشان بگمان میرفتند که من در هودج ام و زنان دران وقت سبک و تخفیف بودند و گران نمی کردند گوشت را و نمی پوشیدند ایشان را گوشت زیرا که نمی یافتند مگر اندکی از طعام پس منکر و مشعر نشدند قوم سبکی هودج را وقتی که برداشتند آنرا و بودم من جاریه خرد سال و سبکبار پس در نیافتند سبکی هودج را و بر انگیختند شتر را و روان شدند من در همانجا ام که گردن بند را جستم و رفت لشکر وچون آمدم نیافتم در وی کسی را نخواننده و نه جواب دهنده پس قصد کردم منزل خود را که بودم در وی و گمان بردم که چون مرا نیابند می طلبند و برگشته بطلب من می آیند پس در اثنای آنکه در منزل خود نشسته ام خواب بر من غلبه کرد پس بخواب رفتم و بود صفوان بن المعطل سلمی و کوالی عقب لشکر ماند او را برین داشته بودند که عقب لشکر می آمده باشد تا هر چه از کسی افتاده بودی یا فراموش شده بصاحبش رساندی از جنس قدح و اداده و جامه و مانند آن گفت عائشه پس صبح کرد صفوان نزد منزل من و دید سیاهی انسانی را در خواب افتاده پس شناخت مرا هنگامی که دید شخص مرا و بود وی که دیده بود مرا پیش از حجاب و گفت انا لله وانا الیه راجعون گویا این فتادن عائشه رضی الله عنها تنها در صحرا مصیبتی است و واقعه عظیم است که افتاده او را یا مسلمانان را بجهت او یا باعث استرجاع انچه متوهم است وقوع آن از آفت و هلاک یا خوف وقوع انچه واقع شد و بعضی گفته اند که صفوان خیال کرد که عائشه

رضی اللہ عنہا شکایت کردند کہ بواسطہ او مردم درین بلیہ افتادند پس ابو بکر نزد عائشہ رضی اللہ عنہا آمد و پیغمبر علیہ السلام سر مبارک خود را در کنار وی نہادہ بخواب رفتہ بود پس صدیق با صدیقہ عتاب آغاز کرد و درشتی نمود و دست خود را نیزہ وار بر تہیگاہ عائشہ زد و عائشہ را مجال جنبیدن نبود مبادا آن حضرت از خواب بیدار شوند و چون بامداد کرد و آب نبود کہ وضو ساختہ ادای فرض نمایند پس حق تعالے بلطف خویش آیت تیمم فرستاد لشکر اہل اسلام نماز بامداد بہ تیمم بگذاردند و اسید بن حضیر گفت ما ہی یا ول برکتکم یا آل ابی بکر این نہ اول برکت شماست ای آل ابو بکر یعنے برکات شما بسیار است عائشہ گوید رضی اللہ عنہا بعد ازانکہ شتر را برانگیختند گردن شتر از زیر شتر برآمد گویا حکمت الٰہی در نجا ہمین بود کہ حکمی از احکام شرع کہ درین تسہیل و تیسیر مسلمانان است وقوع یابد و ہمدرین غزوہ بنی المصطلق چون مسلمانان را بردہ گرفتند و شہوت بر ایشان غلبہ کرد و عزوبت اشتداد یافت بطریق ملک یمین دران سبایا تصرف میکردند و عزل میکردند عزل افگندن منی بیرون فرج زن است تا بار نگیرد و با خود گفتند کہ ما عزل میکنیم و رسول خدا در میان ماست و از وی نمی پرسیم پس سوال کردند از ان سرور کہ عزل جائز است یا نہ جواب داد آن حضرت علیہ السلام کہ شما عزل کنید یا نکنید ہر چہ پیدا شدنی ست پیدا خواہد شد و ازینجا ہم معنی اباحت مفہوم میگردد و ہم حرمت و مذہب و رفقہ آنچنان قرار یافت کہ عزل در امۃ جائز است و در حرہ جائز نیست مگر باذن وی و در جاریہ منکوحہ مروی است کہ جائز نیست مگر باذن مولی و ہمدرین سال در ہمین غزوہ قصہ افک ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا واقع شد افک بکسر و فتح بمعنے کذب و بعضی گفتہ اند افک دروغ بالغ کامل و بعضے گفتہ اند افک بہتان و بمعنے صرف و گردانیدن نیز آید و در کذب نیز صرف شی است از وجہ و قصہ افک عائشہ از غرائب قصہا است کہ غصہ خون در جگرہا افگند و آب میگرداند و در صحیح البخاری این قصہ را در مواضع متعددہ آوردہ یکی در کتاب غزوات است کہ ترجمہ کردہ شد و اگر زیادتی و خلافی از باب دیگر در نظر آمد نیز درج کردہ شد و العون من اللہ و ہمے از عروہ و از جماعہ دیگر از عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کردہ کہ گفت بود آن حضرت کہ چون ارادہ سفر میکرد قرعہ می انداخت میان ازواج خود پس ہر کدام از ینہا کہ بیرون می آمد قرعہ بنام وے میگرفت او را ہمراہ خود گفت عائشہ پس قرعہ انداخت میان ما در یک غزوہ کہ غزا کرد آنرا در حدیث بخاری

پسرے بود مسلمان و موحد و مخلص و محب درگاہ چون در حین مراجعت مسلمانان بوادی عقیق
رسیدند آن پسر رفت و بر سر راہ ایستاد تا پدر او رسید و خواست تا بشہر در آید عنان اسپش را
گرفت و باز داشت و گفت بخدا سوگند ترا نمیگذارم کہ بشہر در آئی تا زمانی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم اذن نکند و بگوئی کہ اعز بنی آدم او ست و اذل اہل عالم توئی ہر کس کہ احوال سنید تعجب میکرد
چون آن حضرت رسید دید کہ پسر پدر آویختہ و منع میکند از در آمدن بمدینہ مطہرہ و پدرش میگوید
وانا اذل من العبیان وانا اذل من الانصار و او ہمچنان مانع است پس آن حضرت فرمود
بگذار او را کہ در آید پس عبد اللہ از سروی در گذشت و آوردہ اند کہ در حین مراجعت از غزوۂ
بنی المصطلق کہ نزدیک بمدینہ مطہرہ رسیدہ بودند بادی وزید عظیم چنانکہ گمان بردند کہ شاید اعدا
بجانب مدینہ مطہرہ تاختند و نہب و غارت آن آمدہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود تا باد
کہ مدینہ مکرمہ مامونست از آفات و مخافات و ہیچ گوشہ و ثقبہ وی خالی از ملکی نیست کہ بحراست
و محافظت موکل است و لیکن امروز منافقی عظیم النفاق مردہ و آن زید بن رفاعہ بود دوست
عبد اللہ بن ابی و خزنی عظیم بسبب قوت وی باین منافق رسید چہ این ہر دو باہم محبت مفرط
داشتند ہمچنین است لفظ حدیث و این معلوم نمیشود کہ گمان صحابہ بسبب وزیدن این باد بوجود
اعدا و نہب و غارت مدینہ از کجا ناشی شدہ و نیز وزیدن این باد بجہت مردن منافق بچہ علاقہ
است و اللہ اعلم و غیبت آن حضرت درین غزوہ نیست و ہشت روز بود و ہمدرین سال نازل
شد آیۂ تیمم و در صحیحین از حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا آمدہ کہ گفت بیرون آمدیم با رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم در بعضی اسفار پس ذکر کرد حدیث تیمم را و در مواہب لدنیہ میگوید کہ فتح الباری
گفتہ کہ ابن عبد البر در تمہید گفتہ کہ نزول آن در غزوۂ بنی المصطلق بود کہ غزوۂ مریسیع است
و جزم کردہ است بآن در استذکار و سبقت کردہ بسوی آن ابن سعد و ابن حبان و در روضۃ الاحباب
میگوید بدانکہ نوبتے دیگر ہمدرین سفر یا در سفری غیر ازین گردن بند عائشہ گم شدہ در نزدیکی مدینہ
و آن در منزل صاصل بود بر وزن بلبل در قریب مدینہ و آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجہت آن
دران منزل توقف نمود تا آن گم شدہ را بآن یابند و دران منزل آب نبود و مردم آب با خود نداشتند
و نزدیک بآن رسید کہ نماز فوت شود پس مردم نزدیک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رفتند و از عائشہ

نوع سخنان میگفت حاضر بود پس بخدمت شریف آن حضرت آمد و آنچه شنیده بود نقل کرد اکابر صحابه
مثل ابو بکر صدیق و عمر فاروق و غیر ایشان رضی الله عنهم اجمعین در مجلس شریف آن حضرت
حاضر بودند آن سرور قول زید را مشوب بعرض داشت و فرمود شاید که در استماع خطا کرده باشی
پس زید سخن خود را مؤکد بقسم ساخت پس سخن این منافق در میان لشکر اسلام فاش شد و جمعی
از انصار زید بن ارقم را سرزنش کردند که برسید قوم در دروغی بستی زید گفت والله من این سخن
از وی شنیده ام و امید وارم که حق سبحانه در ینباب وحی بر پیغمبر خود بفرستد عمر رضی الله عنه
گفت یا رسول الله بگذار تا گردن این منافق بزنم آن حضرت فرمود اگر او را بکشم مردم بگویند که محمد
علیه السلام اصحاب خود را میکشد پس حکم کرد آن حضرت خلق را که کوچ کنند با وجود حرارت هوا و شدت
آن و مقصود آن بود که مردم در منافقین خوض نکنند و درین گفتگو نیفتند پس اسید بن حضیر
گفت یا رسول الله چه واقع شد که درین طور وقتی کوچ کردی فرمود مگر نرسیده است که صاحب شما
یعنی عبد الله بن ابی چه گفته است اسید گفت یا رسول الله اگر خواهی او را از مدینه بیرون کن که اعز
توئی و اذل وی و غرت مر خدا را است و مر رسول او را و مومنان را آن گاه گفت یا رسول الله با وی
رفق و مدارا کن که پیش از تشریف آوردن تو مردم مدینه اتفاق کرده بودند که تاج ریاست مدینه
بر سر وی نهند و ویرا رئیس و امیر مدینه سازند و قدوم آوردن تو سبب دفع امارت و حکومت او شد
پس حسد و بیطاقتی او برین میدارد که این هذیانات میگوید پس بعضے از انصار از مجلس شریف
آمده این حکایات را بآن منافق گفتند که این نوع سخنان از تو نزد آن حضرت میگذرند اگر گفته
بیا اعتذار کن و اگر نگفته بیا انکار کن و سوگند بخور روز نهار دروغ نگوئی که قرآن در شان تو نازل
خواهد شد پس آن منافق آمد و سوگند بدروغ خورد که من هیچ ازان سخنان که زید میگوید نگفته ام و
وی بدروغ رسانیده است زید میگوید بسیار ملول شدم و تنگدل گشتم پس سورهٔ منافقین نازل شد
و آن حضرت مرا طلبید و فرمود بشارت باد مر ترا که حق تعالی تصدیق تو نمود و تکذیب آن منافق کرد پس عبادة
بن الصامت بر عبد الله آمده سرزنش نمود و گفت برخیز و نزد آن حضرت بیا تا برای تو استغفار کند
آن سیاه باطن گردن خود پیچیدن گرفت پس این آیت آمد و اذا قیل لهم تعالوا یستغفر
لکم رسول الله لووا رؤسهم و مر تیهم یصدون و هم مستکبرون و مروی است که عبد الله بن ابی منافق را

شریف وی بود که ناهمار اتغیر میداد اگرچه نام نیک بود ولیکن کراهیت وی از انجهت بود که مثلاً
گویند درین خانه برده هست جواب دهند که نی در خانه بره نیست چنانکه در مصلح ولیسار مانند این فرمود
درین غزوه گفت آن منافق ملعون بو الفضول سردار منافقان عبد الله بن ابی ابن سلول لئن
رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها الاذل و تحقیر و تذلیل کرد مسلمانان را و منشاء این آن بود که میان
سنان باکسر سین بن وهر بفتح واو و سکون موحده جهنی حلیف عمرو بن عوف بود از خزرج و میان
جهجاه بفتح جیم بن سعید غفاری که اجیر عمر بن الخطاب بود رضی الله عنه بر چیزی سهل جری
و نزاع واقع شد و آنچنان بود که هر دو شخص ولو در چاه فرو گذاشته بودند و از هر دو لوح مشتبه
و ملتبس گشته یکی از ان دو دلو برآمد سنان گفت این دلو من است و جهجاه گفت دلو من میگوید نه
که در واقع دلو سنان بود و نزاع بآن انجامید که جهجاه مشتی بر روی سنان زد که خون از وی
روان شد پس سنان چون حلیف انصار بود استغاثه بانصار کرد و جهجاه روی بمهاجرین آورد
پس هر دو جانب جماعتی برآمدند سلاحها پوشیده و نزدیک بود که نائرهٔ فتنه بلند کرد و پس گروهی
از مهاجرین سنان در خواستند که از حق خود در گذرد سنان بالتماس ایشان از حق خود در گذشت
ایخبر بعبد الله بن ابی منافق رسید و سابقاً مذکور شد که درین غزوه منافقان نیز همراه بودند و این
منافق نیز از قبیله انصار بود چون شنیدند که جهجاه که انتساب بمهاجران داشت با سنان که حلیف انصار
بود اینچنین معامله کرد در رگ کفر و نفاق و عداوت او بر رسول خدا بجنبید با جماعهٔ از منافقان که در
مجلس وی نشسته بودند گفت اینقدرت دلکنت که مهاجران را دست داده است بواسطهٔ
ماست و بنا بر وجود آن بما اینچنین سلوک میکنند مثل ما و شما آنچنان است که گفته اند سمن کلبک
یاکلک فربه گردان سگ خود را تا بخورد ترا و گفت اگر بمدینه باز گردیم هر آینه بیرون آرد آنکه عزیزتر
است آنرا که خوارتر است چنانکه در قرآن مجید میفرماید لیقولون لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز
منها الاذل و مراد باعز ذات ناپاک خود را داشته و باذل ذات بابرکات رسول خدا را صلی الله
علیه وسلم و یحتمل که مراد باعز خود را تا بجان خود داشته باشد و باذل آن حضرت و یاران او را
اراده نموده چنانکه قول وی سبحانه و رد وی آمده و لله العزة و لرسوله و للمومنین و لکن المنافقین
لا یعلمون ناظر دران است و الله اعلم و زید بن ارقم انصاری دران مجلس که آن ملعون این

وغنیمت بسیار از دواب و نعیم و سیاه بدست آمد و از مسلمانان یک کس شهید شد و از حدیث
صحیح البخاری از ابن عمر ظاهر میشود که آن حضرت غارت زد بر ایشان در وقت غفلت و انعام ایشان
آب میخوردند پس قتل کرد مقاتلان را و سبی کرد و ذراری را آورده اند که بعد از اطفار نائره حرب شخصی
از بنی المصطلق آمد و بشرف اسلام مشرف شد و گفت که ما درین جنگ مردان سفید جامه را
بر اسپان ابلق سوار در میان لشکر اسلام مشاهده میکردیم که هرگز مثل ایشان ندیده بودیم
و جویریه که یکی از امهات المومنین است از اسیران این غزوه بود و دختر همین حارث بن ضرار
بود عایشه میگوید رضی الله عنها که بعد از انکه آن حضرت از قسمت غنائم و سبایا فارغ شد بر سر
آبی با من نشسته بود بناگاه جویریه بنت الحارث بن ضرار که زنی بود بسیار شیرین و ملیح و صاحب
حسن و جمال هر که او را بدیدی فریفته او شدی در رسید آتش غیرت در دل من افتاد که مبادا
آن حضرت صلی الله علیه وسلم بوی مائل گردد و در سلک ازواج خود کشد در آرد و در آخر همان
شد و چون در آمد جویریه اول سخن وی این بود که گفت یا رسول الله مسلمان آمده ام اشهد ان
لا اله الا الله و انک رسوله و گفت من دختر حارث بن ابی ضرار ام سید و پیشوای این قبیله ام
اکنون بدست لشکر اسلام اسیر م و در سهم ثابت بن قیس افتاده ام و مرا مکاتب گردانیده است
بمالی که طاقت ادای آن ندارم امید وارم که مرا اعانت فرمائی که ادای نجم کتابت توانم کرد فرمود
چنین کنم و ازین بهتر با تو عمل کنم گفت یا رسول الله بهتر ازین چه خواهد بود فرمود نجم کتابت ترا
بدهم و ترا بزنی در حبالهٔ نکاح خود آورم پس نزد ثابت بن قیس کس فرستاد نجم کتابتش
تسلیم او نمود بعد از اعتاق نکاحش کرد صحابهٔ عظام چون بر حقیقت حال اطلاع یافتند باهم گفتند
نشاید که اقربای حرم سید کائنات صلی الله علیه وسلم بدل اسیر و قید رقیت ما مقید باشند پس
همه را آزاد کردند و گویند مجموع سبایای بنی المصطلق از صد و نود بیشتر بود عایشه گوید رضی الله عنها
ندانم هیچ زنی را که خیر و برکت وی بزرگ تر از جویریه باشد و می آرند از جویریه که گفت پیش از رسیدن
آن حضرت صلی الله علیه وسلم بر قبیله ما در واقعه دیدم که گویا که ماه از جانب یثرب نزول میکند و
می آید تا در کنار من مے افتد و این واقعه را بهیچ کس نگفتم تا شد انچه شد نام جویریه رضی الله عنها
پیش از سبی بره بمعنی نیکوکار بود خواجه عالم صلی الله علیه وسلم او را جویریه نام نهاد و این بنا بر عادت

که در سنه خمس است و سبب وقوع این غزوه آنست که حارث بن ابی ضرار که رئیس این قوم بود
دعوت کرد بعضے از قبائل عرب را تا بجرب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجتماع نمایند چون این خبر
بآن حضرت رسید بریده بن الحصیب اسلمی را با جماعه صادر مهلہ بر صیغه تصغیر که صحابی مشهور است بجانب
آن جماعه فرستاد تا خبر تحقیق بیارد و اذن داد که هر چه مقتضای وقت افتد بحکم الحرب خدعة و
بایشان بگوید پس رفت بریده نزد آن جماعه و گفت شنیده شده است که شما را داعیه جنگ با محمد است
اگر این خبر مطابق واقع است من شما را معاونت نمایم و با شما در جنگ با وی شریک باشم
آن جماعه بریده را شر الطه تکریم و تجیل بجای آوردند و گفتند نعم ما را داعیه حرب با محمد مصمم است
بریده گفت پس اجازت دهید مرا تا بروم و مردم خود را فراهم آورده و ساخته کرده بیایم بدین
بهانه از میان ایشان برآمد و حقیقت حال معروض جناب مقدس آن حضرت ساخت پس آنحضرت
علیه السلام کار سازی لشکر نمود و بیرون آمد زید بن حارثه را در مدینه خلیفه ساخت و علم مهاجران را
بعلی مرتضی کرم اللہ وجهه داد و در روایتی آمده که با بوبکر صدیق داد و رایت انصار را لسعد بن
عباده داد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه بر مقدمه لشکر تعیین نمود و درین لشکر سی اسپ بود از
مهاجران و بیست از انصار و بسیاری از منافقان بطمع غنیمت و حطام دنیا با لشکر مسلمانان
موافقت کردند در راه جاسوس را از کافران گرفتند و خبر لشکر ایشان را پرسیدند نخست منکر شد
بعد ازان بتهدید عمر اعتراف نمود پس باذن حضرت رسالت او را قتل کردند چون رسید بحارث خبر
توجه آن حضرت با لشکر اسلام بسوی وی رعبی ازان در دل نبی المصطلق افتاد مردم بسیار که
از اطراف و اکناف بر حارث بن ضرار مجتمع گشته بودند متفرق گشتند و هر یک بمنازل خود برگشته رفتند
و بر حادث غیر از بنی المصطلق کسے دیگر نماند و آن حضرت رفته بر چاه مریسیع منزول گردید و درین سفر
ازواج امهات المومنین بی بی عائشه صدیقه و ام سلمه رضی اللہ عنهما همراه بودند و کفار نیز ترتیب
لشکر داده پای در میدان مقاتله نهادند و چون از جانبین صفها راست شد بعمر رضی اللہ عنه حکم
شد که ندا در دهد که بگویند لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ تا مال و اموال شما محفوظ ماند و ایشان امتناع
نمودند پس لشکر اسلام بیکبار بر ایشان حمله آوردند در حمله اول صاحب لوای مشرکان را بقتل
رسانیدند و شکست بر ایشان افتاد و ده نفر از ایشان کشته شد و باقی همه از زنان و مردان اسیر

حتی تعلموا ما تقولون پس طائفه از صحابه گفتند که خبری متحیر گردد بترک نماز و نماز در وی جائز نباشد
چگونه ارتکاب توان کرد پس ازین کار باز ایستادند و جماعتی دیگر چنان می خوردند که در وقت نماز
واقع نشود و بمستی نگشتند تا زمانیکه یکی از انصار ضیافتی کرد و گله شتران بریان کرد چون طعام خوردند و
شراب آشامیدند و مست گشتند بر یکدیگر تفاخری نمودند و اشعار که مبنی بر تفاخر و مباهات
باشد می خواندند سعد بن ابی وقاص قصیده انشا کرد که دران قصیده هجو انصار و فخر قوم او بود
مردی از انصار استخوان کله شتر بریانرا برداشت و بر سر سعد بن ابی وقاص زد و سر او را شکست
سعد نزد یک رسول خدا صلی الله علیه وسلم آمد و از انصار شکایت کرد عمر فاروق رضی الله عنه
چون از ینحال خبر یافت باز زبان مدعا بکشاد و گفت اللهم بین لنا بیانا شافیا فی الخمر پس این
آیت نزول یافت یا ایها الذین امنوا انما الخمر و المیسر و الانصاب و الازلام رجس من عمل
الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوة و البغضاء فی الخمر
و المیسر و یصدکم عن ذکر الله و عن الصلوة فهل انتم منتهون و درین آیت مبالغه و تاکید در تحریم
خمر بسیار است و متضمن ده دلیل است بران چنانکه بیان کرده اند رسول صلی الله علیه وسلم
فرمود تا در بازارهای مدینه مطهره ندا کردند که بدانید و آگاه باشید که بتحقیق حرام گردانیده شد خمر
پس مردم از خوردن خمر باز آمدند و در هر خانه که خمهای شراب بود بر ریختند چنانکه شراب مانند آب
در کوچهای مدینه روان شد و احادیث بسیار در باب حرمت خمر و وعید شارب آن به ثبوت پیوسته
است و کتب احادیث مملو است ازان و در سال پنجم از هجرت زینب بنت جحش را بحکم الهی
تعالی در نکاح خود در آورد و در زفاف او آیت حجاب نازل شد بقول اهل سیر چنانکه قصه آن در
ذکر ازواج مطهره مذکور گردد انشاء الله تعالی و درین سال غزوه مریسیع واقع شد بضم میم و فتح را
و سکون و و تحتانیه میان آنها سین مهمله مکسوره در آخر عین مهمله نام آبی است مر بنی خزاعه
را و این را غزوه بنی المصطلق بضم میم و سکون مهمله و کسر لام در آخر قاف نیز گویند و این لقب مر
که نام وی خذیمه بن سعد بن عمرو است لقبی است از خزاعه و صلق آواز سخت را گویند و وقوع این
غزوه روز دوشنبه بعد از دو شبی که گذشته بودند از شعبان سنه خمس و این آنچه گفت سنه اربع
و موسی بن عقبه گفته سنه اربع و گفته اند که این سبق قلم است که بجای خمس اربع نوشت و مختار آنست

وجماعۂ از یہود برین گواہی دادند پس قتادہ وزید ہر دو پیش طعمہ آمدند و گفتند تو این کار کردۂ طعمہ
منکر شد و قوم وی با وجود آنکہ میدانستند کہ در جاہلیت عادت سرقہ داشت نزد آن حضرت آمدند
و گفتند کہ طعمہ ازین خیانت بری است و گناہ از جانب یہودی است و خیال کردند چون طعمہ مسلمان است
آن حضرت حمایت وی خواہد کرد آن حضرت قصد کرد کہ یہودی را معاقب گرداند پس آیت نازل شد
انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ولا تکن للخائنین خصیما پس
آن حضرت را معلوم شد کہ گناہ از طعمہ است پس دست از ابن سمین باز داشتہ بقطع ید طعمہ
امر فرمود پس طعمہ بگریخت و بمکہ رفت و در انجا نیز دزدی کرد کہ مردم بدان واقف شدند و او را
بقتل آوردند و در روایتی آمدہ کہ دیوارے را نقب کرد و آن دیوار بروی افتاد و بمرد و صاحب کشاف
گفتہ مرتد شد و جان در کار دزدی بباد داد و بروایتی از انجا نیز گریخت و در کشتی در آمد و در کشتی نیز
کیسہ بدزدید و وی را بدریا انداختند و از ینجا معلوم شد کہ عادت دزدی امری است کہ مفارقت
نمیکند و جان و سر درین کار میرود و اکثر گناہان و عادتہای زشت ہمین حال دارد و ہمدرین سال
بقول مشہور و بقولی در سال ششم و بقولی در سال ہشتم و در بعضے این قول را ترجیح کردہ اند تحریم
خمر واقع شد و گفتہ اند کہ اول آیتے کہ در باب خمر آمد این آیت بود و من ثمرات النخیل والاعناب
تتخذون منہ سکرا و رزقا حسنا و درین آیت اباحت عام بود کہ مردم بخوردن آن اشتغال داشتند
مگر بعضے از صحابہ کہ بکمال عقل و وفور رائے آراستہ بودند بنا بر مفاسدی کہ بران مترتب میشد نمیخوردند
چنانکہ ابوبکر صدیق و عثمان بن عفان کہ در جاہلیت و اسلام ہرگز آنرا ارتکاب نکردند بعد ازان
این آیت آمد و یسالونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر و منافع للناس و اثمہما اکبر من نفعہما و
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انیمقدمہ تحریم خمر است و چون این آیت بر عمر بن الخطاب
خواند و گفت اللہم بین لنا بیانا شافیا فی الخمر پس بعضے صحابہ باین آیت از خمر بکلی مجتنب شدند و گفتند
کہ چیزے در وی اثم کبیر است ترک آن اہم است و طائفہ بملاحظۂ آنکہ در وی نفع است گاہے
ارتکاب مینمودند تا روزی عبد الرحمن بن عوف ضیافتی کردہ بود شراب خوردند و بجد سکر رسیدند
پس نماز شام در آمد و در ان نماز امام ایشان سورۂ قل یا ایہا الکافرون خواند بطرح کلمۂ لا کہ در ان
سورہ واقع است پس این آیت نازل شد کہ یا ایہا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری

طعامی ندا شتند که بآن تغذی نمایند و طعنه میزدند اهل مکه بابوسفیان گفتند که شما برای همین سویق
خوردن رفته بودید و غزوهٔ سویق که در سال دوم ذکر آن گذشت دیگر است که در انجا همراه خود
سویق گرفته بود و چون گریخت سویق را در راه انداخته رفت و همدرین سال مردی بازنی یهودیه
زنا کرد پس آنحضرت بحکم شریعت محمدی حکم بر جسم هر دو کرد ظاهرا آنها ذمی بودند گفته باشد که ما بدین
خود عمل میکنیم و در توریت لحکم زنا آنست که زانی و زانیه را روی هر دو سیاه گردانند و بازگونه هر دو
را بر شتری بنشانند و گرد شهر بگردانند آن حضرت فرمود صلی الله علیه وسلم المعبود دروغ گفتند حکم
زانی و زانیه در توریت نیز رجم است و قرآن و توریت هر دو در یکحکم موافق اند و عبد الله بن سلام
که از احبار یهود بود در ابتدا قدوم رسول خدا صلی الله علیه وسلم بمدینه ایمان آورد نیز تکذیب ایشان
کرد حضرت فرمود تا توریت حاضر آوردند یهودی توریت را میخواند چون بآیت رجم رسید دست خود را
بآیت رجم نهاد و آیت را بپوشید عبد الله بن سلام گفت دست خود را بردار چون دست برداشت
آیت رجم لائح شد ابن سلام آنرا برخواند و آن زانی را سنگسار ساختند و درین سال آن حضرت
صلی الله علیه وسلم زید بن ثابت را امر فرمود تا تعلم خط توریت نماید تا ما را از ایشان در رسائل
و مکاتب تحریف و تبدیل ورد و جود نه آید پس در پانزده روز آنرا بیاموخت که تا فی روضة الاحباب
و گویا این امر بزید بتعلیم توریت ناشی از همین قصه رجم شد اما در حدیث دیگر اینچنین آمده که فرمود
آن حضرت بزید بن ثابت که یهود بجانب ما چیزی می نویسند و ما نیز بجانب ایشان مینویسیم و من از
یهودی که خط نبویسد خط ایشان بخوان و ایمن نیستم از ایشان و اعتماد نداریم بر دیانت ایشان
که چه مینویسند و چه میخوانند بیاموز تو خط و کتابت ایشان را تا ایمن گردیم از مکر و تلبیس ایشان
پس آموخت زید خط و کتابت را در پانزده روز و همدرین سال واقعه سرقه طعمه بن ابیرق است
که از بنی ظفر بود که زرهی از خانهٔ قتاده بن النعمان الانصاری که همسایهٔ او بود و در ابنبان آردی بود
و آرد از راه رخنه که در ابنبان بود در ریختن گرفت پس ترسید که حال ظاهر گردد و پی بر ند پس آنرا
در خانهٔ زید السمین یهودی انداخت و در روایتی آمده که بوی سپرد روز دیگر پی بخانهٔ سمین یهودی
بردند و زره و ابنبان را از انجا بیرون آوردند و او در معرض باز خواست و مواخذه در آوردند زید
گفت این عمل طعمه است که در خانهٔ من آورده انداخته است یا گفت پیش من با امانت گذاشته است

وکثرت وشوکت ایشان خبر داد و گفت مصلحت چنان مینماید که از مدینه مطهره بیرون نروید که گمان من
آنست که اگر با ایشان مقاتله کنید یکی از شما بسلامت بیرون نیاید مگر کسیکه فرار نماید مسلمانان مغنم
را تصدیق نموده خروج را نکرده داشتند تا گمان چنان شد که هیچکس برای این غزوه بیرون نخواهد آمد
و این خبر بسمع شریف رسید و خوف اصحاب را معلوم کرد و گمان برد که هیچ یکی از ایشان بیرون نخواهد آمد
اما ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی الله عنهما بلازمت آمدند و مقدمات گفتند که آن سرور مسرور شد
و فرمود سوگند بدان خدائی که جان محمد بدست قدرت اوست که بجنگ بیرون میروم اگرچه یک کس
با من موافقت ورین غزوه ننماید چون آن حضرت صلی الله علیه وسلم این سخن فرمود مسلمانان خوشدل
شدند و خوف و وسوسه که شیطان در دل ایشان انداخته بود زائل شد و قوت و شوکت بر باطن
ایشان مستولی گشت و بر خروج عازم و جازم گشتند پس عبد الله بن رواحه را در مدینه مطهره خلیفه ساخت
و اوسلی مرتضی کرم الله وجهه داد و با هزار و پانصد مرد مردانه بیرون آمد اینچنین ست در کتب سیر و
صاحب کشاف سبعین گفته و بیضاوی متابعت وی کرده و این سخن با قطع نظر از صحت روایت
از معقولیت بعید است که در چنین واقعه به هفتاد کس برآیند مگر آنکه ابتدای خروج با سبعین باشد
و بعد ازان دیگران اتباع کرده باشند و گویند که درین لشکر ازده اسپ بیش نبود و مسلمانان اموال
تجارت فراوان برداشتند بیدره آمده نزول کردند و هشت روز آنجا اقامت نمودند و امتعه
را بهای تمام فروختند تا یکدرهم راوود و حاصل شد و بار فاهیت و سرور و حضور بمدینه باسکینه
مراجعت نمودند و باستبشار کان تلاقی و تقابل اتفاق نیفتاد و این آیت کریمه نازل درانجا شده
الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوهم فزادهم ایمانا و قالوا حسبنا الله و نعم الوکیل
فانقلبوا بنعمة من الله و فضل لم یمسسهم سوء الآیة و گویند که ابو سفیان با هزار و دو کس از مکه مکرمه
بیرون آمدند پنجاه اسپ و ران بود و بمرالظهران که بر هفت هشت میل از مکه است رسیده
باز گشت ببهانه آنکه صحرا خشک است و علف برای دواب و شتر برای مردم پیدا نیست و حاصل
حصول رعب و خوف بحسب شوکت و مکنت لشکر اسلام بود و صفوان بن امیه با ابو سفیان گفت که
اینچنین بود که با محمد و اصحاب وی وعدهٔ جنگ کردی و نتوانستی و ایشان ترا دلیر گشتند آن گاه ابو سفیان جواب
حرب نسبق مشغول گشتند چنانکه [illegible] این سفر را جیش السویق نام کردند بجهت آنکه

تا برای وی قبر کنند و لحد او را بدست شریف خود حفر کرد و بدست مبارک خود خاکها برآورد و بعد
از فراغ در لحد در آمد و فرمود اللہ الذی یحیی ویمیت وہو حی لا یموت اغفر لامی فاطمہ بنت
اسد ووسع علیہا مدخلہا بحق نبیک والانبیا قبلی فانک ارحم الراحمین و چہار تکبیر خواند و در لحد
در آورد و عباس و ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نیز باوی بودند و از عبد العزیز بن عمر آوردہ اند
کہ آن حضرت در قبر پنجکس بدر آمدہ الا پنج نفر سہ زن و دو مرد قبر خدیجہ در مکہ و چہار دیگر در مدینہ پس
بود مر خدیجہ را کہ در حجر تربیت آن حضرت پرورش یافتہ بود و عبد اللہ المزنی کہ او را در انجا دفن
گویند و قبر ام رومان کہ مادر عائشہ بود و قبر فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہم اجمعین و ہمدرین سال
در اربع شعبان ریحانۂ رسول و نور دیدۂ بتول امام شہید سعید ابو عبد اللہ حسین متولد شد و حامله
شد و بار گرفت فاطمہ زہرا بحسین بعد از ولادت حسن بہ پنجاہ شب و نبود مر زہرا را آنچہ میباشد
زنان را از حیض و نفاس لہذا التسمیہ کردہ شدہ است بجز جنبت و ہمدرین سال غزوۂ بدر موعد
واقع شد و آنرا بدر صغری نیز گویند و سبب این واقعہ آن بود کہ ابو سفیان در حین مراجعت
از احد با مسلمانان گفتہ بود کہ وعدۂ جنگ ما با شما سال آینده در بدر است عمر فاروق باذن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم گفت نعم انشاء اللہ تعالی و در بعضی روایات آمدہ کہ بعضی از اصحاب گفتند و از
ظاہر عبارت بیضاوی مفہوم میگردد کہ آن حضرت فرمود صلی اللہ علیہ وسلم نعم پس سال دیگر کہ
موعود بود ابو سفیان ترتیب اسباب جنگ و در تہیۂ اسباب قتال مشغول گشت و قریش را از
خروج مکہ تحریص و ترغیب نمود و لیکن تکلف میکرد و تجلد مینمود تا مردم نگویند کہ ترسید و نتوانست
مد نعیم بن مسعود اشجعی کہ از مدینہ بمکہ آمدہ بود قریش را از شوکت لشکر اسلام و ساختگی اسباب قتال
و عدہ دران سال بود خبر داد و گفت مدینہ چنان از لشکر پر شدہ است کہ گویا زمانہ است ابو
سفیان باوی ملاقات کرد و گفت در غزوۂ احد وعدۂ ما با محمد چنین بود اما امسال در بلاد ما قحط
سالی ہست و چہار پایان را در صحرا علف نیست و اگر چنانکہ بمدینہ مراجعت نمائی و محمد و اصحاب
را تحذیر نمائی و از برآمدن بجنگ ما باز داری تا خلاف وعدہ و رعب از جانب ایشان متحقق گردد
ت نسر ۱۱ قبول کردم کہ تو بدہم نعیم بمدینہ رفت و سر خود را تبر اشید و چنان نمود کہ بعسرہ
تہ بودم و از کشاف معلوم میشود کہ ... لشکر اسلام را از خروج لشکر قریش

علیہ وسلم واقع شد گویند خرد سی مثقال در چشم آورد و بآن شب مریض گشت و از دنیا رفت و ہمدرین سال زینب بنت خزیمہ کہ از ازواج مطہرہ بود وفات یافت و ہمدرین سال ام سلمہ را تزوج کرد و شوہر او کہ ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی بود وفات یافت و ہمدرین سال فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف مادر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہما وفات یافت مردی است کہ چون وفات فاطمہ بنت اسد نزدیک رسید آنحضرت فرمود کہ چون دے بگذارد مرا خبر کنید پس فرمود کہ در بقیع بیرون دی قبر کنند و لحد ساختند و چون از کندن قبر فارغ شدند سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم در قبر در آمد و در لحد بخفت و قرآن خواند و ہم نزدیک قبر دے بنہ و بر دو اتی بہفتاد تکبیر نماز کرد و در مناقب رضی اللہ عنہا آمدہ است کہ فرمود ہیچ کس از ضغطہ قبر امین نبود الا فاطمہ بنت اسد گفتند یا رسول اللہ ولا القاسم یعنی فرزند عزیز آن حضرت کہ قاسم نام داشت با آنکہ در صغر سن از عالم رفتہ بود و لا ابراہیم یعنی از قاسم چہ گویند ابراہیم کہ صغیر از دے رفتہ امین نیست و از جابر بن عبد اللہ روایت است کہ آنحضرت با جمعی از اصحاب خود نشستہ بود کہ شخصے خبر آورد کہ ام جعفر و علی و عقیل فوت کرد فرمود برخیزید تا بسوے مادر خود رویم پس بر خاست آنحضرت و اصحاب نیز بر خاستند و بصفت خضوع و خشوع ہر چہ تمام بصفت کان علی رؤسہم الطیر در ملازمت آنحضرت روان شدند چون بر در خانۂ فاطمہ رسید پیراہن از بدن مبارک خود بکشید و بایشان داد فرمود بعد از غسل این را اشعار کفن او سازند و چون جنازۂ او بر آوردند آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پایۂ جنازۂ او بر کتف مبارک خود گرفت و در تمامۂ راہ گاہے از مقدم جنازہ و گاہے از موخر آن بر میداشت چون بموضع قبر رسید در ان لحد در آمد و بخفت پس بر آمدہ فرمود در آرید بسم اللہ و علی اسم اللہ گفتند یا رسول اللہ دو چیز از تو در باب فاطمہ بنت اسد دیدم کہ در باب کسی دیگر ندیدیم قمیص مبارک خود بر آوردے و لحد او ساختی و در لحد دی در آمدی و بخفتی فرمود غرض از لباس قمیص آن بود کہ آتش دوزخ او را مس نکند و مقصود از در آمدن لحد آنکہ حق سبحانہ و تعالی در قبر دی توسعہ دہد و در روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما آمدہ کہ آنحضرت فرمود ہیچ یکی نبود بعد ابیطالب غیر دی کہ نیکو کار بود نسبت بمن پیراہن خود را پوشانیدم تا حلہای بہشت نصیب دی گردد و در قبر دی بخفتم تا از بلاے قبر خلاص یابد و در روایت انس بن مالک آمدہ کہ چون فاطمہ بنت اسد فوت کرد آن حضرت بر دی در آمد و بر سر دی بنشست و فرمود یا امی بعد امی و دنیاے بسیار بر دی کرد و پیراہن مبارک خود را کفن دی ساخت بعد ازان اسامۃ بن زید و ابو ایوب انصاری و عمر بن الخطاب را فرمود

خاصه است میان ارباب سیر و گاهی هر یک بمعنی دیگر نیز باید و این همه داخل خالص شریفه شد و خمس و قسمت بآن راه نیافت و آن حضرت این اموال و فدک و امثال آنرا خرج خود و قوت اهل و عیال و نوائب حوائج مسلمانان می ساخت و برای آن معد و مهیا میداشت و میگویند که اسلحه بنی النضیر پنجاه زره و پنجاه خود و سی صد و چهل شمشیر و از ان هر چیز هر کس که میخواست می بخشید نقل است که از وقت تشریف آوردن آن حضرت صلی الله علیه وسلم بمدینه مهاجران در خانه انصار نزول نموده استقرار فرموده اخوت مسلوک میداشتند و انصار بجمیع وجوه از ایشان خبردار بودند و در اموال و بساتین و سائر اشیاء ایشان را شریک میساختند بلکه یکی از ایشان اگر زنان متعدد داشت بعضی از انها را از خود جدا ساخته بیار خود میداد و چون اموال بنی النضیر بحضرت مقرر گشت آن حضرت انصار را دعا کرد و ثنا نموده طریقه احسان و امداد و اعانت ایشانرا که نسبت بمهاجران کردند وظیفه شکر گذاری بجا آورد و بعد ازان گفت ای معاشر انصار اگر خواهید این اموال بنی النضیر که حق تعالی بما ارزانی داشته بر شما تقسیم کنیم و مهاجران بدستور سابق در مساکن شما ساکن باشند و اگر خواهید این اموال را خاصه بمهاجران دهم و ایشان از منازل شما برآیند و ایشانرا علیحده منازل تعیین نمایم تا ایشان بکفایت امور معاش پردازند و از شما مستغنی باشند و شما را از مؤنت ایشان تخفیفی حاصل شود سعد بن معاذ و سعد بن عباده که رئیس و اکابر قوم بودند گفتند یا رسول الله ما رسول ما آنست که این اموال را بالفقراء مهاجرین قسمت فرمائی که ایشان بنا بر محبت دین خانمان و ضیاع عقار و اقارب و عشائر خود را گذاشته غربت اختیار کردند و ایشان همچنان بر طریقه سابقه در منازل ما متمکن و مستقر باشند که خیر و جمعیت در روشنائی در منازل ما بیرکت وجود ایشان است چون این دو نیکبخت این را معروض حضرت گردانیدند و باقی انصار نیز در همین اختیار تابع ایشان شدند خواجه علیه الصلوة والسلام ازین سخن محظوظ و خوشحال شد و ایشانرا بدعای خیر مشمول و مخصوص گردانیده گفت اللهم ارحم الانصار و ابناء الانصار و ابناء ابناء الانصار بعد ازان اموال بنی النضیر بر مهاجرین قسمت کرد و بعضی از اکابر مهاجرین را ضیاع تعیین فرمود و بعضی انصار که محتاج بودند هم چیزی داد و از اسلحه شمشیر ابن ابی الحقیق را که بجودت مشهور بود بسعد بن معاذ داد صلی الله علیه وسلم و علی آله و اصحابه اجمعین و هم درین سال وفات عبد الله پسر عثمان بن عفان سبط رسول الله صلی الله

غیط ایشان و در صراح گفته لینة نوعی از نخل و در قاموس گفته لون اقل از نخل و دقل آرد
تمر را گویند نیست کلام قوم در ینمقام و خالی از اضطرابی نیست فتدبر و در حدیث بخاری و مسلم
از ابن عمر و آمده که رسول خدا صلی الله علیه وسلم تحریق کرد نخلی بنی النضیر را و درین قصه و حادثه
گفته است حسان بن ثابت و هان علی سراة بنی لوی حریق بالبویرة مستطیر و بویره بصیغه تصغیر
نام موضعی است که دران نخیل بنی النضیر بود و ظاهر اقطع و تحریق هر دو بود و بالقصه حق تعالے
خوفی در دل بنی النضیر انداخت و رعبی بر ایشان استیلا یافت که کس را نزد حضرت مقدسه نبویه
فرستادند که ما را بگذار که از دیار تو بیرون رویم و پای در غربت وادی نهیم آنحضرت فرمود که امروز
ملتمس شما مبذول نیست مگر آنکه اسلحه خود تمام بگذارید و آن مقدار اموال که چهار پایهای شما
تواند برداشت ببرید بفرودست و اضطرار بآن رضا دادند و قرار دادند و خانهای خود را بدست خویش
خراب میکردند چنانکه کریمه هو الذی اخرج الذین کفروا من اهل الکتاب من دیارهم تا قوله و ی
قذف فی قلوبهم الرعب فاعتبروا یا اولی الابصار ازان یاد میدهد و شصد شتر بار کرده بعضی بطرف
شام گروهی بخیبر و طائفه بجانب دیگر جلا وطن نمودند و سرگردان شدند و ساحت دین از لوث
شر و فساد ایشان پاک گشت و مضمون ان المدینة تنفی خبثها کما ینفی الکیر خبث الحدید بوجود آمد
آورده اند که این مخذولان در وقت بیرون آمدن خود را بیاراستند و دفها میزدند و سرود گویان
از مدینه برآمدند و مقصود انست شریعت غرا و جهاد خبر تطهیر ساخت دین از شر و فساد اهل کفار و عناد بود
بر مثال بریدن شاخهای مفسد که مانع از ثمره دادن شاخهای صالح میگردد اگر گویند که بر انموجب
بایست ایشان را قتل کرد تا با آن محو آثار شرک و ختم مادهٔ فساد میباشد در جلا خود وجود خبث ایشان
باقی است جوابش آنکه چون از ایشان غدری و بد عهدی واقع شد بنای آن حکم بجلا کردند و
آنهای را که ایشان بجنگ و قتال ایستادند قتل کردند و چون از قتال باز آمدند باقی را جلا
فرمودند و بی قتال حکم بقتال نکردند و چون همه بحکم الهی است مجال سخن دران تنگ است و آنچه
گفته شد بیان نکته و حکمتی است در قتل مشرکان و مفسدان و اصل حکم الهی ست خواه بقتل یا
باجلا و باقی اموال و جهات و ضیاع و عقار و منقولات و محصولات داخل فی شد و فی آنچه بدست
آمد از اموال کفار بمحاربه و اقتصار و غلبه است آنرا گویند که بجنگ و قتال بدست آید این اصطلاح

آن حضرت رسید از انجا خیمه را بجای دیگر زد نمد امیر المومنین علی در کمین او بود ناگاه دید که
شمشیرے برہنہ در دست بادو کس دیگر بیرون آمد علی مرتضے بروی حملہ کرد و سر شوم او را از تن
پلیدش جدا کردہ پیش آنحضرت آورد پس آن سرہای ایشان را نزد آنحضرت آورد نمد آنحضرت
پانزدہ شبانروز آنجماعت را در محاصرہ داشت و این ابی منافق و قبائل دیگر ہیچ بفریاد
بنو النضیر نتوانستند رسید پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو لیلا مازنی و عبد اللہ بن سلام را
امر فرمود تا نخیلات یہود را قطع کنند و در روایتی حرق آمدہ پس ابو لیلا اجود انواع تمر را کہ آنرا
عجوہ گویند می برید و میگفت بریدن این اصعب و التعب است بر یہود و عبد اللہ بن سلام
آرد آنرا قطع میکرد و میگفت کہ مرا معلوم است کہ عنقریب متملکات یہود بر اہل اسلام قرار
گیرد پس آنچہ بہتر است برای ایشان میگذارم و در روضۃ الاحباب این چنین نقل کردہ کہ
امر فرمود آن حضرت کہ درختہای خرمای ایشان را قطع کنید غیر از یک نوع خرما کہ آنرا عجوہ گویند یاران
بقطع مشغول شدند و این روایت منافات دارد با اول کہ ظاہر عبارت دلالت میکرد بر انکہ آنحضرت
حکم کرد بقطع باحراق مطلق نخیلات مگر آنکہ گفتہ میشود کہ در وقتی آنچنان حکم کرد و وقت دیگر آنچنین و آوردہ اند
کہ بنو النضیر گفتند کہ شما مسلمانید حلال نیست شما را قطع نخیلات و گفتند کہ محمد منع میکند از فساد پس
بقطع نخیل چون حکم میکند پس مسلمانان اختلاف کردند بعضے گفتند قطع میکنیم و بعضے گفتند قطع
نمی کنیم پس حکم شد باستیصال آثار ایشان نعوذ باللہ من غضب اللہ و رسولہ و از جناب عزت

جل جلالہ حکم آمدہ ما قطعتم من لینۃ او ترکتموہا قائمۃ علی اصولہا فباذن اللہ و لیخزی الفاسقین
و صاحب مواہب از مہلب نقل میکند کہ گفت در نفوس بعضے مسلمانان از قطع نخیل و حکم کردن
بدان چیزے راہ یافتہ بود از شک و شبہہ تا فرستاد خدا تعالی این آیہ را و گفتہ کہ لینہ بولای تمر
ما عدای عجوہ و برنی پس در آیت بیان آنست کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ سوخت از نخیل
ایشان مگر آنچہ قوت ایشان نبود و قوت از عجوہ میکردند و از برنی پس در قول حق سبحانہ ما قطعتم
من لینۃ و نگفت من نخیلہ علی العموم تنبیہ است بر کراہت قطع آنچہ قوت می شود و غذا میگردد
از درختان دشمنان و صاحب کشاف تفسیر کردہ است لینہ را بنخلہ و بیضاوی بتبعیت وی نموده
تفسیر را بنخلہ کریمہ و گفتہ کہ در آیہ دلیل است بر جواز ہدم دیار کفار و قطع اشجار ایشان بقصد زیادت

که بمجرد ایمان آرید که صلاح دنیا و آخرت درین است که ازین دیار بیرون نروید و یا جزیه قبول نمایید تا اموال و اولاد شما محفوظ ماند یهود گفتند که ما اجلا اختیار کنیم و ترک دین موسی علیه السلام نمیتوانیم کرد و بود میان آن حضرت و یهودی النضیر عهد و بیعت و در بدر چون نصرت مومنان بود مے گفتند که وی نبی موعود در توریت است و چون روز احد صورت هزیمتی بر مسلمانان واقع شد شک آوردند و حلف کردند با بی سفیان آن حضرت بعد ازان محمد بن مسلمه را نزد بنی النضیر فرستاد که از دیار من بیرون روید زیرا که شما غدر کردید دور روز شما را مهلت است و هر که بعد ازده روز اینجا باشد گردنش بزنند پس یهود دل بر جلاء وطن نهاده بکار سازی مشغول گشتند شتران خود را از صحرا آورده و شتران دیگر بکرایه گرفتند که بیرون روند ناگاه فرستاده عبد الله بن ساول منافق که رئیس منافقان بود نزد بنی النضیر در رسید که ترک اوطان خویش ننمایند و در قلاع خویش متحصن شده بفراغ بال مرفه الحال بنشینند که من با دو هزار کس از مردان کار کرده یار و مددگار شما ام و یهود بنی قریظه و با حلفاء ایشان که بنی غطفان اند بفتح غین معجمه و طاء مهمله ممد و معاون شما خواهند بود و این مردک منافق از غایت عداوت و حماقت از مقتضای نفاق هم برآمد که اینچنین عداوتی اظهار کرد و از حماقت خود نفهمید که چندین دلیران قریش در محاربه آن حضرت و اصحاب وی پیش نیابند ایشان دلهای ایشان چه خواهد بود بارے یهود یا یهود بسخن این منافق احمق مغرور و مسرور گشتند و به نزد آن حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم فرستادند که ما از دیار خود بیرون نمیرویم بهر چه میتوانی بکن چون این سخن بمسمع مبارک سید البشر صلی الله وسلم رسید بآواز بلند تکبیر برآورد و یاران نیز موافقت آن حضرت تکبیر گفتند و باشارت آن حضرت بنی الاسباب غزا مشغول گشتند پس ابن ام مکتوم را در مدینه خلیفه ساخت و لوای عقد نموده بعلی بن ابیطالب داد و از مدینه مطهره بیرون آمد و نماز دیگر در فضای منازل بنی النضیر گذارد و دیار ایشان از مدینه منوره نزدیک است چون یهود سپاه اسلام دیدند ابواب قلاع بسته دست بسنگ و تیر کشادند و تا بوقت عشا جنگ کردند و چون مسلمانان نماز عشا گزاردند حضرت با چند کس بمنزل شریف تشریف آوردند و سایر صحابه را که سردار ایشان ابو بکر بود یا علی علی اختلاف الروایتین تا بوقت صبح بمحاصره یهود اشتغال نمودند و آورده اند که چون آن حضرت در فضای بنی خطمه زده بودند غرورا که یکی از تیر اندازان یهود بود تیر انداخت تیری بخیمه

وقوع این قضیه در سنه اربعست بعد از بیر معونه چنانچه ذکر کرده است آنرا ابن اسحق و بیهقی گفته
که غزوهٔ بنی النضیر بعد از شش ماه از واقعه بدر پیش از احد بود و بخاری نیز قصه بنی النضیر را در آخر
ابواب غزوهٔ بدر ذکر کرده پیش از ذکر قتل کعب بن الاشرف و ابی رافع و ذکر غزوهٔ احد و قول
ابن اسحق صحیح تر است و چون برسید آن حضرت با صحابه بمنازل ایشان گفتند یا ابا القاسم
لحظه بنشین تا ضیافت کنیم ترا و یاران ترا و بهود آن حضرت را بیشتر بکنیت وی میخواندند تا ملزم
نشوند بوجود ذکر اسم شریف که محمد است در کتب و صحائف ایشان پس بنشست آن حضرت
صلی الله علیه وسلم پشت بدیوار خانه ایشان نهاده پس یحیی بن اخطب که از اشد اعادی
آن حضرت بود از بهود گفت ای معشر بهود هرگز خلوتی چنین میسر شما و محمد نخواهد اتفاق افتاد
هیچ ازان نیست که شخصے از بام خانه سنگی گران بر سر وی زند و هلاکش گرداند تا ما از زحمت وجود
وی خلاص شویم عمرو بن جحاش بفهم جسیم و تخفیف حاء مهمله گفت من باین امر قیام نمایم سلام
بن مشکم چند انکه ایشانرا ازین خیال منع کرد و گفت فی الحال اورا ازین قصد شما از آسمان خبر دار
خواهند کرد و این سبب نقض عهد که درمیان ما و اوست خواهد شد ممتنع نشد و در همان دم که آن
شقی سنگے مهیا میساخت که بزند جبرئیل علیه السلام در رسید و آن حضرت را از کید ایشان آگاه
ساخت آن حضرت بی آنکه یاران را خبر کند برهیئت کسیکه بقضای حاجت رود برخاسته متوجه
مدینه شد یاران چون دیدند که آمدن آن حضرت دیر کشید برخاستند و از عقب وی روان شدند و
بخدمت رسیدند و آن حضرت ایشان را بر حقیقت حال خبردار گردانید و گفته اند در ین واقعه است
نزول این آیه یا ایها الذین امنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذ همّ قوم ان یبسطوا الیکم ایدیهم فکف
ایدیهم عنکم الآیة و چون بهود از غیبت آن حضرت وقوف یافتند کنایه کریکے از احبار ایشان بود گفت
ای قوم من میدانم که خدا تعالے محمد را از غدر شما آگاه ساخت ای قوم شما خود را فریب ندهید که
که او رسول خدا است و خاتم انبیاست و شما طمع داشتید که خاتم انبیا از نسل هارون باشد حق تعالے
این نعمت بهر که خواست داد و درین سعادت بر روی هر که خواست بکشاد و ما هر چه از توریت خوانده ایم
از صفات پیغمبر آخر الزمان در ذات شریف او موجود است و مرا بخاطر چنان میرسد که وی حکم
باجلای شما خواهد کرد و اکنون مصلحت چنان مینماید که یکی از دو کار کنید اصوب و ادلی آنست

اعلی علیین بردند و در صحیح البخاری آمده که گفت عامر بن الطفیل دیدم عامر بن فهیره را بعد از قتل که
برداشته شد بسوی آسمان تا آنکه نظر میکردم بسوی آسمان میان وی و میان زمین بیشتر نهاده شد
بسوی زمین و قسطلانی گفته که در روایت واقدی آمده که پوشید او را از زمین پس ندیدند او را و گفتند
و آورده اند که ابو براء از ان عذر که برادر زاده وی نسبت بیاران رسول صلی الله علیه وسلم کرده
بغایت متالم و محزون شد و تاسف بسیار خورد بهمین سبب همدرین و لابعالم آخرت نقل کرد باز
این قسم دیگر است که سید است ابو براء شرف دین اسلام و کمال نبوی را و ایمان نیاورد و نفاق
ننمود و در ربقه اسلام ندر آمد آن شقاوت عامر بن الطفیل را بیند و این حرمان عامر بن مالک را
بگیرند اینجا شیطان مسلط شد و اینجا دنیا راه زد و الله الهادی و روایتی است که ربیعه پسر ابو براء
قصد عامر کرد و در انجمن قوم برو نیزه زد و بصدد هلاکش رسانید اما هلاک نشد بعد ازان طاعونی
مثل طاعون شتر برآمد و هم بر بالای اسب بمرد و آن حضرت صلی الله علیه وسلم دعا کرده بود اللهم
اکفنی عامر او یکی از حماقات بن الطفیل آن بود که آن حضرت را صلی الله علیه وسلم مخبر ساخته بود و
در سه خصلت که ارباب سهل و سهل زمین نرم را گویند یعنی سکان بوادی تو باشند و اهل بدر و بدر نام جا
را گویند یعنی اهل بلاد و قرے مرا یا من خلیفه تو باشم تا غزا بکنم با اهل غطفان بهزار اسب اشقر
و هزار ناقه اشقر از اشقر ارد و اب احمر را گویند و از آدمیان سفید و سرخ پس فرمود اللهم اکفنی عامر
و چون خبر قتل قریب آن حضرت صلی الله علیه وسلم رسید بسیار ملول شد و متالم گشت و در صحیح مسلم
و واقعه اینچنین متالم نشد و تا یک ماه و بروایتی چهل روز در قنوت نماز بامداد بر رعل و ذکوان عصیه
و سایر آن قبایل دعا کرد و در روایت مسلم از انس در دعا آن حضرت ذکر بنی لحیان نیز واقع شده است
و ایشان داخل بیر معونه نیستند بلکه در قضیه رجیع اند و لیکن بر ایشان نیز دعا کرد استطرادا
صاحب مواهب گفته که خبر همه بآن حضرت صلی الله علیه وسلم در یک وقت آمد پس دعا کرد بر همه
طوائف و قبائل در دعای واحد و در حدیث بخاری ذکر لحیان است و توجیه همان است و همدرین
سال آن حضرت صلی الله علیه وسلم با جماعه از کبار صحابه مثل ابو بکر و عمر و علی و طلحه و زبیر از مهاجر
و سعد بن معاذ و اسید بن حضیر و سعد بن عباده از انصار بمقبره بقیع که ارباب سیر ذکر کرده اند
منازل یهود بنی النضیر آمدند و نضیر بفتح نون و کسر ضاد معجمه قبیله کبیره ایست از قبایل یهود

است پس متوجه کفار شده بمبارزه مقاتله نمود دو کس از ایشان بدوزخ فرستاد عاقبت مشرکان هر دو را
دستگیر کردند و حارث با وجود آنکه از سر خون او در گذشته بودند باز جنگ آغاز کرد تا دو کس دیگر را بقتل
رسانید و شهید شد و عامر بن الطفیل عمر و را نکشت و موی پیشانی گرفته آزادش کرد اینکه مادرش
را بنده آزاد می بایست کرد گذاشتن عمر و بآن حیات کرد و رخصت داد که بمدینه مطهره رود و گفت
این یاران خویش را همه میشناسی گفت آری می شناسم پس برخاست و در میان کشتگان آمد
و یکیک را اسم و نسب می پرسید پس گفت هیچکس هست از یاران تو که درین میان نمی بینی گفت
آری عامر بن فهیره مولی ابی بکر صدیق رضی الله عنهما که در میان ما بود نمی بینم عامر بن الطفیل گفت
چگونه مردی بود عمرو گفت از افاضل ما بود و از اوایل مسلمانان بود گفت چون او را کشتند دیدم
که بجانب آسمان می بردند و این عامر بن فهیره در اول غلام برادر مادر عایشه بود که خدمت میکرد
ایشانرا پس خریدار او ابو بکر رضی الله عنه و آزادش کرد و بود رفیق رسول الله صلی الله علیه وسلم
و ابی بکر رضی الله تعالی عنه و ثالث ایشان در سفر هجرت بمدینه و قدیم الاسلام بود و اسلام آورد
پیش از آنکه آن حضرت در دار ارقم در آمد عجب آنکه ابن عامر بن طفیل یعنی شقی با وجود آنکه این
کرامات و برکات از مجاعه دید از قتل ایشان پشیمان نشد و ایمان نیاورد شقاوت و عناد بالاتر
ازین نمیباشد مردی دیگر از بنی کلاب که ویرا حیا بن سلمی می گفتند و در میان این کافران بود
از وی منقول است که گفت که چون نیزه بر عامر بن فهیره زدم که از طرفی دیگر بیرون رفت شنیدم
از وی که گفت فزت والله دیدم که ویرا بر آسمان بردند و با خود اندیشیدم که مراد از این سخن که گفت
فزت والله چه بود پیش ضحاک بن سفیان کلابی رفتم و او را خبر دار گردانیدم از آن حال گفت مقصود
آن بود که گفت فزت والله بانجته و گفتم سلام بر من عرض کن پس مسلمان شدم و آن حال که از وی
دیدم باعث بر اسلام من شد سبحان الله سعادتمندان را این حال است که بمشاهده این حال و استماع
این مقال نور اسلام در دل در آمد و آن بدبخت را هیچ تاثیر نکرد بلکه تواند که مادهٔ شقاوت و عناد وی
شده باشد انما تنذر من اتبع الذکر و خشی الرحمن بالغیب فبشره بمغفرة و اجر کریم نقل است که ضحاک
بن سفیان مکتوبی بر رسول صلی الله علیه وسلم نوشت مشتمل بر اخبار از اسلام خبار بن سلمی و آنکه وی
دید که عامر بن فهیره را بآسمان می برند حضرت فرمود و بدرستیکه ملایکه جثه او را دفن کردند و روح او را

رسالت رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم پس در اثنای آنکہ حدیث میکرد ایشانرا اشارت کردند
بمردی کہ در عقب حرام آمد و نیزہ بروی زد چنانکہ از طرف دیگر بیرون آمد پس حرام خون خود را
از روی و سری مالید و گفت اللہ اکبر فزت ورب الکعبۃ یعنی یافتم مقصود را کہ امتثال امر
پیغمبر و حصول درجہ شہادت است پس عامر بن الطفیل از بنی عامر مدد خواست کہ بجنگ اصحاب
رسول صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم بایستند بنو عامر چون دانستہ بودند کہ ابو برا مسلمانان
را در جوار خود گرفتہ است بمطلوب عامر بن الطفیل را مبذول نداشتند و گفتند ما نقض جوار ابو برا
بقبول نداریم پس تمامہ بنی عامر از جنگ مسلمانان ابا آوردند پس عامر بن الطفیل بقبایل
دیگر سلیم و عصیہ و رعل و ذکوان کس فرستادہ از ایشان استمداد و استعانت خواست و جمعی کثیر
فراہم آورده بجانب بیر معونہ روان شدہ و با لشکر انبوہ ایشان را گرد کرد اہل اسلام چون
خود را در گرداب بلا مستغرق دیدند بدرگاہ حق تعالیٰ نالیدند و گفتند بارالہا کسی نمی بینم کہ سلام ما را برسول تو
صلی اللہ علیہ وسلم برساند تو سلام ما را با آن حضرت برسان پس جبرئیل علیہ السلام آمد و سلام
آن دردمندان بران حضرت رسول رسانید حضرت فرمود علیہم السلام و در روایت آمدہ کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خبر این کشتگان را باصحاب رسانید و فرمود کہ یاران شما مصیبت زدہ شدند
از پروردگار تعالیٰ و تقدس سوال کردند کہ پروردگار را خبر دہ از حال ما برادران ما را رضی شدیم
ما از تو و راضی شدی تو از ما و روایتی آنکہ در باب ایشان این آیت نازل شدہ بلغوا عنا قومنا
انا قد لقینا فرضی عنا و ارضانا این آیت چندگاہ در قرآن میخواندند بعد ازان منسوخ التلاوۃ شد
آدیم بر قصہ کہ مسلمانان با کفار در مقاتلہ چندان کشش و کوشش نمودند کہ تمامہ اصحاب شہید شدند
الا منذر بن عمرو با او گفتند اگر خواہی ترا امان دہیم او امان ایشانرا قبول نکرد و با ایشان مقاتلہ
کرد تا شہید شد و عمرو بن عمیر ضمیری و حارث صمہ کہ شتر انرا بچراگاہ برده بودند چون باز آمدند و
خواستند کہ بلشکرگاہ بیایند مرغانرا دیدند کہ گرد لشکر برمی آیند و غباری و گردی انگیختہ شدہ است
و سواران کافران ایستادہ بر بلندی رفتند و نگاہ کردند یاران دیدند کہ ہمہ کشتہ افتادند با یکدیگر
گفتند کہ مصلحت چیست عمرو گفت کہ مصلحت آنست کہ پیش رسول صلی اللہ علیہ وسلم رویم و حضرت
را از ینحال خبردار گردانیم حارث ازین رای ابا نموده و گفت شہادتی بہم رسیده است و جود آن غنیمت

شاید کہ دین ستین ترا قبول کنند و دعوت ترا اجابت نمایند و گویا درین کلام تمہید عذرے
از عدم مبادرت باسلام کرد یعنی من میخواہم کہ دعوت ترا اجابت کنم و امر ترا اعانت نمایم و
لیکن ملاحظہ قوم و تمرد ایشان دارم اگر جماعہ را بفرستے کہ ایشانرا دعوت کند شاید کہ مسلمان
شوند من خود ازان باک ندارم آن حضرت فرمود کہ من از اہل نجد ایمن نیستم می ترسم کہ قصد
ایشان نمایند ابو براء عامر گفت و غدغنہ بخاطر راہ مدہ کہ قوم تو در پناہ من خواہند بود و من
ایشان را در جوار خود گیرم و نگذارم کہ کسے را کہ با ایشان تعرض کند پس آن حضرت ہفتاد کس
را از فقرای اصحاب خود و بقولی چہل و بروایتی سے ہمراہ وی کرد و کار این جماعہ آن بود کہ
روز ہیزم آب و ہیزم میکشیدند جہت حجرہای ازواج مطہرہ و بروایتی میفروختند و از بہای آن طعام
میخریدند و برای اصحاب صفہ و بروایتے آب شیرین از برائے حضرت می آوردند و چون شب
در آمدی بنماز و ذکر و تلاوت قرآن مشغول شدندی و ایشانرا اقرار صحابہ نیز گفتند و اکثر
ایشان از انصار بودند و بعضے از مہاجران و از اسامی ایشان از انچہ در کتب احادیث و سیر
مذکور است شانزدہ کس را نوشتہ اند و ما بذکر آنہای کہ درین قصہ سہ یہ مذکور اند اکتفا کردیم
و امیر گردانید آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برین جماعہ منذر بن عمرو را و مکتوبی بروسار نجدی عامر
نوشت و بایشان داد و ابو براء عامر بن مالک را برادر زادہ بود عامر بن الطفیل بن مالک
کہ متمرد و مخالف دین و دشمن اہل اسلام بود بر خلاف ابو براء عامر کہ تمرد و عناد و عداوت
با اہل اسلام نداشت و چون این مسلمانان بہ بیر معونہ فرود آمدند و شتر انرا بعمرو بن امیہ ضمری
و حارث بن صمہ دادند کہ از یاران ایشان بودند تا بچراگاہ ببرند و مکتوب مرغوب آن حضرت
را بیار دیگر دادند کہ حرام بن ملحان نام داشت و برادرم سلیم کہ خال انس بن مالک بود و از لفظ
صحیح بخاری معلوم میشود کہ مبعوث بجانب بنی عامر او بود و لیکن ارباب سیر امیر قوم منذر بن عمر
را گفتہ اند شاید کہ مبعوث عامتر از امیر باشد بر ہر تقدیر مکتوب آن حضرت را صلی اللہ علیہ
وسلم بحرام بن ملحان دادند کہ نزد عامر بن الطفیل برد حرام با دو نفر دیگر روان شد چون نزدیک
قوم ایشان رسید با آن دو نفر گفت ہمین جا باشید تا من بروم اگر مرا امن دادند شما ہم بیائید
و اگر مرا کشتند شما با صحاب ملحق شوید پس حرام نزد ایشان در آمد و گفت امان میدہید تا برسانم

چنانکه در قتل کعب بن اشرف یهودی و قتل ابو رافع تاجر حجاز مثل آن مذکور شد پس شمشیر خود
برداشت و بعد از قطع منازل ببطن غرّبه رسید شخصی دید با جمعی بر صفتی که آن حضرت علیه السلام
بیان کرده بود پس شناخت او را بآن وصف و گفت صدق الله و رسوله و چون نظر سفیان
بر عبد الله افتاد و گفت ابتر و کبیست عبد الله گفت گفتم که من مردی خزاعیم و عبد الله خود در اخراعی
نموده بود شاید که دران مصلحتی دیده باشد و گفت سفیان چنین شنیده ام که تو لشکر از برای قتال
محمد آماده می سازی و من میخواهم که در رکاب تو باشم و سخنان خوش آمد بسیار گفتم پس عبد الله
بخیمه وی در آمد و به تیغ بیدریغ سر او را بریده راه مدینه گرفت و در راه بغاری رسیده مخفی گشت
حق جل و علا عنکبوتی را فرمان داد تا بر دهان غار تنیده آن غار را مشابه غار هجرت گردانید چون
قوم وی خبر دار گشتند در عقب عبد الله شتافتند و هر چند او را جستند نیافتند پس عبد الله از
غار بیرون آمد و روی بمقصد نهاد شب سیر میکرد و روز پنهان شده و رفانه میجوید تا بمدینه رسید
و آن سر بر را در مسجد دید و سر آن ناپاک را در زیر پای مبارک انداخت آن حضرت
و اصحاب خوش و خرم گشتند و آورده اند که آنحضرت بر عبد الله بن انیس عصای داد و فرمود
که بیکنی باین عصا در بهشت مقصود بشارت بدر آمدن بهشت و خرم بدان است گویند که آن
عصا در دست وی بود تا وقت وفات وی و در حین وفات اهل خود را وصیت کرد تا آن
عصا را در کفن وی پیچیده باوی در قبر وی نهادند مدت غیبت عبد الله بن انیس هیزده روز
بود از وقایع سال چهارم که در سفر بر راس است و ثلثین شهر بعد از چهار ماه از غزوه احد واقع
شد قصه بیر معونه است که آنرا سریة المنذر بن عمرو و سریة الطرز نیز خوانند و بیر معونه موضعی است
ببلاد هذیل میان مکه و عسفان و قصه آن چنانکه محمد بن اسحاق و غیر او از ارباب سیر ذکر کرده اند
چنان است که ابو براء عامر بن مالک بن جعفر که مشهور بملاعب الاسنه بود یعنی بازی کننده
بسنانها ظاهرا جنگ وی بسنانها بسیار بود و از قبیله بنجد دینی عامر بمدینه منوره آمد و بشرف
مجلس شریف سید عالم صلی الله علیه وسلم مشرف گشت و آن حضرت او را باسلام دعوت کرد
و در ربقه اسلام خود ندر آمد و لیکن مدح دین محمدی کرد و گفت من میدانم که دین تو شریف و ملت
تو منیف است گفت که قوم من بسیارند اگر جمعی از یاران خود همراه من بقبیله نجد دینی عامر بفرست

ور روایتی آنکه لشکری جمع کردند و متوجه منوره گشتند و در راه پشیمان گشته بمنازل خود برگشتند پس
آن حضرت صلی الله علیه وسلم ابو سلمه را نزد خود طلبید و وصیت کرد که پیش ازان که ایشان واقف
شوند و لشکر جمع کرده بر سر تو آیند بر زمین ایشان برود و غارت کن ابو سلمه بطریق سریه رفته
بموضع قطن که آبی است از آبهای بنی اسد و بعضی گفته اند که کوهی است در ناحیه قید رسید
و هر چه در ان موضع یافت از علفه و مواشی بی تحاشی غارت کرد و بعضی مردم را که در انجا بودند
اسیر کرد و برخی گریخته بقوم خود ملحق گشتند و ایشان از کثرت وحدت اهل اسلام اعلام نمودند
قوم نهاسد بر سیدن این خبر از منازل خود هر یکی بگوشه بیرون رفتند و ابو سلمه با قوم خود
در مساکن ایشان در آمده غارت کردند و غنایم بدست آوردند و هیچ جنگی
واقع نشد و بمدینه نازل گشتند و از غنایم خمس بیرون کردند و باقی را قسمت
نمودند و هر یکی را هفت شتر و چند گوسفند رسید و بر ولیتی نهاسد در برابر ابو سلمه
در آمدند دو صف بستند و سعد بن ابی وقاص یکی از مشرکان را باشت و بانگ بر سپاه اسلام
زد که حمله کنید پس ابو سلمه و سائر مسلمانان بیکبار حمله آوردند و لشکر کفار را منهزم گردانیدند
و سالما و غانما بمدینه نازل گشتند و مدت غیبت ابو سلمه درین سریه ده روز بود و هم بر راس
خمس و ثلثین شهر عبد الله بن انیس را فرستاد تا سفیان بن خالد هذلی را که ساکن عرنه بود و
ذکر وی در قصه سریه رجیع گذشت بقتل آرد و ساحت دین اسلام را از شر و فساد وی پاک گرداند
و باعث بر ان آن بود که آن ملعون باعث قتل عاصم بن ثابت و یاران وی و فروختن ایشان
و قتل حبیب رضی الله عنه گشته بود چنانکه رمز وی بکاک بیان گشت و با وجود بیحیائی و شر و فساد
اکتفا کرده خواست که سپاهی ترتیب داده در مقابله رسول خدا صلی الله علیه وسلم آمده مقاتله نماید
قاتله الله چون این خبر بحضرت رسول رسید عبد الله بن انیس بضم همزه که حبنی انصار مدنی عقبی
بطل شجاع بودند بدفع شر آن شریر فرستاد و عبد الله چون سفیان بن خالد را نمی شناخت از حضرت
التماس کرد که او را وصف کند تا او را بان وصف شناخته قتل نماید فرمود مردی است که چنین
و چنین شکل دارد چون او را به بینی از وی بترسی در حین ملاقات وی شیطان بخاطر تو در آید
و عبد الله بن انیس از ان حضرت دستوری خواست که هر چه خواهد با وی بگوید و او را بان نفریبد

کہ چون حبیب در زید شہادت یافتند ابو سفیان گفت ندیدم ما ہیچکس را از اصحاب را مہربان تر با کس
از اصحاب محمد مجمد صلی اللہ علیہ وسلم علی محمد و علی اصحاب محمد و چون حبیب را بعد از قتل بر دار گذاشتند
وفضیحت در سوای آن اشتیا نسبت بان سعادتمند سخت شد زیادہ از انچہ در حق زید کردند و نیز ظاہر
آنست کہ مرتبہ حبیب عالی تر و غالب تر نزد درگاہ عزت زیادہ از زید بود اہتمام بشان عزت
و رفعت وی بیشتر شد و حبیب را چند گاہ ہمچنان بر دار گذاشتند تا خبر قتل وی در عرب منتشر
گردد و حقیقت حال وی بر حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بوحی مکشوف شد آن حضرت خطاب
کرد با صحاب کہ ہست از شما کسیکہ برود و حبیب را از دار فرود آرد و جزای وی بہشت برین باشد
زبیر بن العوام و مقداد بن الاسود التزام آن نمودہ روی براہ آوردند و در روز مختفی گشتہ
شب قطع منازل می نمودند تا شبے بہ تنعیم کہ حبیب را در آنجا بر دار کشیدہ بودند رسیدند و چہل
کس را در اطراف دار خفیہ یافتند حبیب را آہستہ فرود آوردند و بعد از چہل روز ہنوز تازہ
بود ہنوز خون از جراحتہای وی میچکید و بوے مشک ازان میدمید زبیر او را بر اسپ بار کرد
و ہر دو رفیق مراجعت نمودند چون صباح شد قریش خبر دار شدند ہفتاد سوار از عقب ایشان
روان شدند و بایشان رسیدند زبیر مردہ حبیب را از پشت اسپ بر روی زمین نہاد بر فور
زمین او را فرو برد و باین سبب حبیب را بلیع الارض گفتہ شد زبیر روی بکفار کرد و گفت منم زبیر
بن العوام و مادر من صفیہ بنت عبد المطلب و این صاحب من مقداد بن الاسود است مادو شیر کم
کہ بہ پیشہ خود میرویم و سوانع از راہ خود دفع میکنیم و اگر خواہید منازلہ نمائیم و اگر خواہید باز گردید
پس کفار بکہ باز گشتند و زبیر و مقداد بملازمت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بمدینہ مطہرہ رسیدند
و جبرئیل علیہ السلام در مجلس شریف حاضر بود روی بحضرت آورد و گفت ای محمد ملائکہ باین دو یار
تو مباہات میکنند رضی اللہ عنہما و ہر راس خمس و ثلثین شہر از ہجرت سریۂ ابو سلمہ عبد اللہ
بن عبد الاسد مخزومی بود کہ او را با صد و پنجاہ کس از مہاجرین و انصار کہ ابو عبیدہ بن الجراح
و سعد بن ابی وقاص و اسید بن حضیر و ارقم بن ابی ارقم و غیر ایشان در ایشان بودند بر بنی
اسد فرستاد و باعث بران آنکہ خبر رسید کہ طلحہ و سلمہ پسران خویلد تابعان خود را بر محاربہ آنحضرت
ترغیب و تحریص مینمایند و یکمن کہ اہیل بجانب مدینہ کردہ قصد غارت و تاراج عوالی مدینہ منایند

دارید چرا از وی نمی ترسید و بوی ایمان نمی آرید بغسم از وی هم می ترسیدند اما شقاوت و عناد
نمیگذارد که ایمان آرند نعوذ باللہ من ذلک بعد ازان حبیب را بر دار آوردند بر وجهی که روی مبارک
وی بر جانب مدینه مطهره باشد و از کعبه منحرف بود گفت مرا از نیچه خبر حق تعالی فرموده است فاینما
تولوا فثم وجه اللہ و خود مدینه معظمه قبله حقیقی اوست که رسول خدا صلی اللہ علیه وسلم در انجاست
پس گفتند کفار باوی از دین اسلام باز آ تا خلاص کنیم ترا گفت بخدا رب العزة اگر تمام روی زمین
بمن دهید از دین برنگردم یکجان چیست صد جان فدای آن یار مصرع سن جان زبرای دوست میدارم دوست
گفتند خواهی که محمد علیه السلام بجای تو باشد بر بن دار و تو سلامت
در خانه خود باشی گفت بخدا سوگند نخواهم که خاری در پای مبارک آنحضرت رود و من در خانه
باشم و بالجمله بانواع تخویفات و تشدیدات و مذمانات خواستند که او را از دین مستقیم برگردانند
برنگشت تا هم وی برگشتن قرار یافت آنگاه گفت الهی اینجا بغیر دشمنان کس نمی بینم و از دوستان
هیچکس نیست که پیغام من بحبیب تو برساند خداوندا سلام مرا تو بوی برسان زید بن اسلم میگوید
رضی اللہ عنه که من با جمعی در مجالس شریف آن حضرت رسول صلی اللہ علیه المعبود بودم که ناگاه
علامت وحی بر آن حضرت ظاهر شد بعد ازان فرمود علیه السلام ورحمة اللہ و فرمود حبیب را قریش
کشتند و این جبرئیل امین است علیه السلام که آمده و سلام او را بمن میرساند پس مشرکان بنشستند تا
بدر را که پدران ایشان کشته شده بودند آواز در دادند و چهل نفر نیزها در دستها کرده بیامدند و بر حبیب
رضی اللہ عنه می خلانیدند و وی بزور ضرب اضطراب می نمود و حرکت میکرد تا روی او بجانب قبله
آمد و گفت حمد مر خدا را که گردانید روی مرا بجانب قبله که راضی است بان مرذات خود را و مر پیغمبر
خود را و مومنان را اگرچه روی وی بهر حال بجانب قبله حقیقی بود اما خواست و تعالی که در وی
ظاهر و باطن و صورت و معنی و حقیقت و شریعت جمع کند بعد ازان یکی از ان شقیا نیزه بر سینه وی
بی کینه وی زد چنانکه از پشت وی بیرون رفت پس زبان بکلمه توحید بکشاد و کلمه گویان از منعام
بدار آخرت خواسید رضی اللہ عنه و ارضاه و چون زید بن دثنه را بپای در آوردند وی نیز در ادای
صلوة اقتدا بحبیب نمود و کفار انچه بحبیب گفتند و کردند بوی نیز کردند و گفتند بر بر وشی که حبیب رضی اللہ عنه
از عالم رفت وی نیز رفت دگویند دیر اغلام صفوان بن امیه که نطاس نام داشت شهید ساخت و آورده اند

شما هیچکدام نیاورید شتران برای چه بدهم هم خائب و خاسر باز گشتند لعنة الله علیهم اجمعین و شش نفر از آن دها کفار در مقام مقابله ایستاده شهید شدند و حبیب بن عدی و عبد الله بن طارق و زید بن الدثنه بآن مشرکان تن در داده از کوه فرود آمدند این بدبختان پیمان شکنی کرده دستهای ایشانرا ببزه کمان ها بر بستند و عبد الله بن طارق چون عذر ایشان دید بحیله دست خود را از بند بگشاد و شمشیر کشیده بر اعدا حمله آورد و عاقبت بسنگ باران کافران اورا السعادت شهادت رسانیدند و حبیب و زید را بمکه آوردند و بفروختند حبیب را دختر حارث بن عامر بن نوفل بعبد الله خرید تا در عوض حارث بن عامر که او را حبیب کشته بود قتل کند و زید را صفوان بن امیه بنجاه شتر خرید تا در عوض پدر خویش که در روز بدر بر دست وی کشته شده بود بکشد و آوردن ایشان در مکه معظمه در ماه ذی قعده بود پس هر دو را حبس کردند تا اشهر حرم منقضی گردد و در حدیث صحیح بخاری آمده که حبیب را در وقتی که محبوس بود دیدند که خوشه انگوری می خورد و نبود در مکه هنگام هیچ میوه وی موثق در حدید و نبود آن مگر رزقی که روزی گردانید او را پروردگار تعالی شانه و چون منقضی شد اشهر حرم آنگاه در موضع تنعیم که خارج زمین حرم است و قریب ترین زمین حل از مکه بنجاست حبیب و زید را بر دار کشیدند حبیب از قریش التماس نمود که او را بگذارند تا دو رکعت نماز بگذارد حق تعالی در دلهای ایشان انداخت که ملتمس او را بذول داشتند و این سنت در میان مقتولان از حبیب یادگار ماند و گفت اگر نه آن بودی که گویند از مرگ می ترسد در نماز بیفزودی و بیتی چند گفت مضمون آن اینست که باک ندارم از کشته شدن چون کشته می شوم مسلمان بر هر شق جانب که باشد هلاک من و آن هلاک من در رضای ذات خدا ست و اگر خواهد خدا برکت کند بر پاره های جسدی که قطع کرده شده است پس نفرین کرد بر ایشان و دعا کرد و گفت خداوندا شمار ایشانرا و بکش ایشانرا متفرق و نگذار از ایشان هیچ یکی را و گویند که اجابت فرمود حق تعالی دعای او را و اکثر حاضران مجلس را در اندک فرصت ببلای مبتلا گردانید و معاویه بن ابی سفیان گوید من در ان واقعه حاضر بودم پدر من مرا بر زمین بخوابانید از خوف و هیبت دعای وی و در میان جنان شهرت داشت که چون کسی دعای بد کند اگر مدعو علیه بر زمین اضطجاع کند دعای او در حق وی تاثیر نکند سبحان الله اینچه جهل و عناد است اگر شما از دعای کی از جاکران محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم اینچنین می ترسید و ملاحظه

وگفت ای یاران حصول درجه شهادت را غنیمت دانید و با اعدای دین مقاتله کنید کافران
چون دیدند که مسلمانان در صدد مقاتله اند بنصیحت آغاز کردند که خود را بکشتن ندهید که شمارا
طاقت مقاومت با ما نیست عاصم گفت ما از کشته شدن باک نداریم که ما بر نصرتیم از دین خود
و جان دادن بر سر دین کار راست گفت ای عاصم شتابی بکن و خود را بکشتن مده که ما ترا
امان دادیم عاصم گفت ای قوم من امان هیچ مشرک را قبول نکنیم و دست بدست هیچ کافری
ندهم و با خدا عهد کرده ام و از وی درخواسته ام که عضو هیچ کافری را مساس نکنم و من
شنیده ام که سلافه زن طلحه نذر کرده است که از کاسه سر من شراب خورد پسر گفت خداوندا خبر ده
از احوال ما پیغمبر خود را پس استجابت کرد خدای تعالی دعای او را و خبر داد رسول خود را بانچه رسید
با ایشان از مصیبت و محنت این بگفت و بنیاد تیر انداختن کرد چون تیرهای او تمام شد بنیزه
مقاتله کرد تا نیزه اش بشکست و بعد ازان تیغ برکشید و روی بقبیله آورده دعا کرد و گفت
خداوندا من در اول روز دین ترا حمایت کردم تو در آخر روز حمیده مرا از مشرکان محفوظ دار پس
تیر باران کردند کافران و عاصم را شهید کردند رضی الله عنه که گفت خداوندا من اول روز دین
ترا حمایت کردم تو در آخر روز حمیده مرا از نیزگان محفوظ دار و درین طلب اجرت و مزد و استحقاق
آن بر عمل نیست بلکه مقصود اظهار امید واریست که چون آنرا بفضل خود عطا کرده این را نیز
امید وارم که بکنی زیرا که طریقه اهل حقیقت در باب قرب طلب اجر نمی باشد با آنکه در معاملهٔ
شریعت نظر بصادق دعوت حق نیز میباشد و حدیث اهل نماز دلالت کریمه ان ینصر الله ینصرکم
حجت آنست چون از آب شقاوت قصد کردند که سر مبارک او را از تن جدا کرده نزد سلافه برند
و صد شتر که شرط کرده بود بستانند حق تعالی لشکرے را از زنبور فرستاد که بر گرد عاصم بگشت
بدن شریف او صف کشیدند و هر کس که پیش میرفت بیکبار بروی هجوم کرده برخم نمیش از پیش او
میراندند تا هیچکس را مجال نماند که گردوی تواند گشت و چون شب شد حق جل و علی سیلی فرستاد تا بدن شریف
او را از میان دشمنان ببرد و حال عاصم خود این شد رضی الله عنه و آورده اند که چون سفیان بن خالد
و قوم او بر سلافه بنت سعد بطلب شتران که بر قتل عاصم بن ثابت شرط کرده بود آمدند گفت من
شرط کرده بودم که اگر یکی از قاتلان پسران مرا بجنس بیاری یا سری از آنها بیاری صد شتر بدهم

که فرستاد آن حضرت سریه را و امیر گردانید بر ایشان عاصم بن ثابت را پس رفت این سریه
میان غسفان و مکه الی آخر القصه و برین طریق در کتب سیر مذکور است که سفیان بن خالد
هفت کس را از قوم خود پیش حضرت بمدینه فرستاد و بنفاق اسلام آوردند و التماس جمعی کردند
و تقریب فرستادن عاصم را با سریه باین طریق ذکر کرده اند که این قوم بر ثابت بن ابی الاقلح که
پدر عاصم است نزول کردند و با عاصم بنیاد محبت و مودت نهادند و در صباح و مساء با وی اختلاط
نمودند و با عاصم میگفتند چه بودی که تو از جمله کسانی بودی که پیغمبر ما را خواهد فرستاد پس
آن حضرت ده کس را همراه آن هفت نفر نامزد کرد که عاصم و حبیب بن عدی و مرثد و عبد الله بن
طارق و خالد بن ابی البکر و زید بن الدثنه بدال مفتوحه و ثاء مثلثه در میان بودند و عاصم را
بقول صحیح و بقولی مرثد را امیر گردانید پس آن ده کس از صحابه بآن هفت منافق از عضل
و قاره سلاحها برداشته قدم در راه نهادند تا بموضعی رسیدند که آنرا هده گویند میان غسفان و مکه
یکی ازان منافقان از ایشان جدا شده نزد سفیان بن خالد ملعون رفت و از آمدن عاصم و باقی
اصحاب خبر داد و آن سگ جهنمی قریب بدو بست ملعون و دیگر در روایتی قریب بصد تیر انداز را
وجه توفیق میان دو روایت آنکه درین روایت غیر تیر انداز را اعتبار نکرد روی بقصد مسلمانان
آوردند سحرگاهی بود که عاصم با اصحاب خود بموضعی که قریب رجیع بود فرود آمدند و از خرمای که از مدینه
مطهره با خود همراه آورده بودند می خوردند و بکوه بالا رفتند و در روایت ابن سعد این چنین آمده
که چون احساس کردند بایشان عاصم و اصحاب وی پناه جستند بفدفد یا بروزن جعفر تل بلند
و از ظاهر روایت سابق مفهوم میشود که بر آمدن یکی پیش از آمدن کفار و احساس ایشان باشد
ظاهرا در انجا هم بقرینه جدا شدن آن کافر ملعون دریافته باشند که در مقام فریب و دغاست
زنی از بنو لحیان که دران نواحی گوسفندان می چرانید بر سر آب رجیع رسید دید که در انها خرما افتاده است
گفت والله این دانها تمر یثرب است چه دانها تمر بمدینه خرد و باریک میباشد باین نشان بشناخت
گفت ای جماعه طالبان مطلوب شما درین منزل شب گذرانیده اند کفار از سر آب رجیع پی برگرفتند
و آن بدر میشوم که در راه جدا افتاده بود پیش پیش کفار می آمد خالد بن ابی البکر با عاصم گفت که
ای ابو سلیمان مهمان تو ما را فریب دادند عاصم بتصدیق او کرده یارانرا بر قتال ایشان تحریض کرد

رعل وذکوان است محمد بن اسحق گفته که رجیع در آخر سنه ثالثه است وبیر معونه در اول سال
چهارم ووقوع این دو سریه قریب یکدیگر است وگویند که خبر اصحاب رجیع وبیر معونه در یک شب آمد
وسیاق ترجمه بخاری موهم است که بعثت برجیع وبیر معونه یکی است ونه چنین است چه بعثت
برجیع سریه عاصم وجلیب است واصحاب ایشان واین با عضل وقاره است وبیر معونه سریه قراء
وآن بارعل وذکوان است وبخاری هر دو جمع کرده از جهت تقارب اینها بیکدیگر ومراد نداشته
است بخاری که هر دو یک قضیه است بر قیدا ما سر بر رجیع تفصیلش آنست که بعد از مراجعت از احد سفیان
بن خالد هذلی بضم ها وفتح ذال معجمه لحیانی بفتح لام وکسر آن وسکون حا مهمله که از اشقیا ناش بود با جمعی
از عضل وقاره بمکه از برای تهنیت قریش که صورت فتحی وغلبه در احد ایشان را روی نموده بود آمد
وچون آمد شنید که سلافه بنت سعد زن طلحه بن ابی طلحه که در جنگ احد صاحب لواء کافران بود
وشوهر وپسرانش کشته شده بودند نذر کرده بود که هر که سر عاصم بن ثابت که قاتل دو پسر وی بود
بیارد صد شتر گزیده تسلیم نماید عبارت معارج النبوة همچنین واقع شده واز این عبارت معلوم میشود
که نذر سلافه در خصوص عاصم بن ثابت بود واز روفته الاحباب که گفته آن زن شرط کرده بود
که هر که سر یک کدام از انها که قاتل پسران او ند بیارد او را صد شتر خوف بدهد واو را همپایه پسر بود
ورای عاصم بن ثابت کشته بود یکی را طلحه بن عبد الله ویکی از زبیر بن العوام از ینجا معلوم می شود
که نذر ان زن در خصوص عاصم بن ثابت بود وسعا العاصم بحمیت آن افتاد که آن حضرت عاصم
را که همراه سریه فرستاد بر هر تقدیر بر سفیان بن خالد نشقی مذکور راطمع دران افتاد که مقصود این
زن حاصل کند وصد شتر را بدست آرد پس منصوبه بر انگیخت وهفت کس را از اشرار قوم خود
بمدینه فرستاد وگفت پیش محمد بروید واظهار اسلام کنید وعرض کنید که جمعی اصحاب خود را با
همراه کن که قوم ما را تعلیم شرائع واحکام نماید شاید که از ان سه کس که قاتلان پسران سلافه اند
کس را همراه شما کند که مدعا را از انها برآید پس هفت کس از قوم عضل وقاره بمدینه آمدند وگفتند
یا رسول الله ما مسلمان شدیم وقومی از قبیله ما باسلام در آمده اند اما جماعتی از یاران خود بفرست
تا قران بر ما بخوانند واحکام شریعت باموزانند ودر صحیح البخاری قصه آمدن سفیان بن خالد
وقتل پسران سلافه ونذر کردن صد شتر وقبول کردن سفیان آنرا الخ ذکر کرده ابتداء از همین جا کرده

احد و غیر ایشان مقصد انتقام از شما از مدینه مطهره بیرون آمده اند من ایشان را در حمرة الاسد گذاشتم
کفار گفتند که این چه سخن است که تو میگوی معبد گفت بخدا سوگند که راست میگویم و لقصور من آنست
که پیش از انکه از این منزل رحلت کنند تا جیهای اسپان لشکر اسلام را بشنید پوشیده نماند که آنحضرت
غیر حاضران احد را همراه نکرده بود چنانکه معلوم شد پس معبد چون گفت با جمعی کثیر از حضار معرکه
احد و غیر ایشان بیرون آمدند و سوگند دروغ خورد و بران ظاهرا این را در وغ مصلحت میز خیال
کرده یا در گمان او همچنین بود و تشخیص حال و تحقیق آن نا نموده گفت با آنکه در ان زمان مدتی
نداشت گفت ایچه روی نمود و الله اعلم و مشرکان را از نخیر وهمی قوی و خوفی تمام بخاطر راه یافت
بتعجیل تمامتر روی بمکه نهادند و معبد فی الحال قاصدی بحضرت فرستاده صورت حال را معروض
داشت و ابو سفیان نیز جمعی را پیدا کرده بمدینه فرستاد که بمسلمانان برسانند که ما بعزم قتال
و استیصال شما متوجهیم هشیار باشید و تبر سید آن قوم بحمراء الاسد رسیده سخن ابو سفیان را
با مسلمانان آمده گفتند مسلمانان توکل بخدا نموده گفتند حسبنا الله و نعم الوکیل و با نمعنی خبر سید
آیه کریمه الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوهم فزادهم ایمانا و قالوا حسبنا
الله و نعم الوکیل و در نجا تنبیه است که مومن را چون خوفی و هراسی از دشمنان راه یابد این کلمه را
بگوید تا از شر ایشان نجات یابد و در ادعیه ماثوره این کلمه زیاوت آمده نعم المولی و نعم النصیر
و در نجا ابو غره شاعر که از جمله اسیران بدر بوده او را بجانبی اخذ فدویه آزاد کرده بود ند شرط انکه
دیگر بجنگ مومنان نیاید وی نقض عهد نموده در غزوه احد بجنگ مسلمانان حاضر شد گرفتار آمد
پس آن حضرت حکم بقتل وی کرد و فرمود لا یلدغ المومن من جحر مرتین گزیده نشود مومن
از یک سوراخ دو بار دیگر معاویه بن المغیره که واجب القتل بود و ایذای مسلمانان میکرد
گرفتار آمد پس حکم کرد بقتل هر دو و از وقایعی که واقع شد در سفر بدر اسس شش ماه از هجرت که
که اول سال چهارم است سریه رجیع است مرهذیل را میان مکه و عسفان در ناحیه حجاز و چون
وقوع این قضیه در قریب آن بود تشبیه کرده شد بدان درین قصه حدیث عضل و قاره که نام دو
موضع است اول بفتح عین مهمله و سکون ضاد مهمله و سکون ضاد معجمه در آخر لام و ثانی بقاف و
راء مخففه و دیگر سریه بیر معونه است که در اول سال چهارم واقع شده ذکر آن بیاید و در وی ذکر

و اصحاب وی بجهة مصیبتی که بایشان رسیده و اکنون با شما در مقام غضب و انتقام اند تمام اوس و خزرج را که در احد حاضر نبودند جمع کرده با شما مقاتله نمایند و سعی و کوشش بلیغ در ینباب بتقدیم رسانند و بر شما دست نیابند و بعد از مغلوبیت غالب آیند و قضیه برعکس افتد چون این خبر مراجعت بحضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم رسید خواست که خوف و رعب در دل مشرکان اندازند و بدانند که اهل اسلام را شوکت و قدرت محاربت ایشان هست روز یکشنبه که فردای روز جنگ بود بلال را حکم کردند تا ندا کند که حکم الهی تعالی است که بجهاد مشرکان بشتابید و باید که هیچکس غیر حاضران احد بیرون نیاید تا که غرض ازین آن بود که مشرکان بدانند که در حاضران احد بحمیت محاربه و قتال که کرده اند هنی و ضعفی طاری نشده است که جنگ نتوانند کرد و بدان مانند که بامداد و اعانت باقیماندگان اوس و خزرج که در جنگ احد حاضر نبودند محتاج نیستند صحابه چون شنیدند که حکم الهی چنین است کمر انقیاد و اطاعت بر میان جان بستند و جابر بر جراحات بسته مستعد و منتهی محاربه گشتند و حضرت پیغمبر نیز صلی الله علیه وسلم سلاح پوشیده بر سر راه آمده ایستاد و لشکر اسلام ملحق شدند پس در حق ایشان این آیت نازل شد الذین استجابوا لله والرسول من بعد ما اصابهم القرح للذین احسنوا منهم واتقوا اجر عظیم و جابر بن عبد الله که بحمیت عذر تعهد عیال پدر در احد حاضر نشده بود عرض کرد که مرا نیز اجازت کن تا درین غزا ملازم باشم پس اجازت کرد او را و جزا و را از غیبه حاضران احد هیچکس را اجازت نکرد و ابن ام مکتوم را در مدینه بمظهره خلیفه ساخت و علم را لعلی بن ابیطالب و برواییتی بابوبکر صدیق داد رضی الله عنهما و بحمراء الاسد که نام موضعی است بر سه میل مدینه بر یسار طریقی که بدی الخلیفه زود رفتند چون شب شد فرمود تا بقصد محل آتش افروختند و ظاهر ان برای تخییل تکثیر لشکر بود و در نظر راهیان تا مشرکان آنرا ببینند و به بینند و خوف و هیبت بایشان راه یابد و الله اعلم و معبد بن ام معبد خزاعی که هنوز بشرف اسلام مشرف نشده بود فاما با حضرت رسالت محبتی داشت زیرا که نبود جزاعه حلفا و هم سوگند آنحضرت بودند در ان آوان بمکه میرفت و در حمراء الاسد یا رسول الله صلی الله علیه وسلم ملاقات کرد آنحضرت را تعزیت اصحاب رسانید و متوجه مقصد گشت و با ابوسفیان و سائر مشرکان رسید ابوسفیان از وی پرسید که چه خبر داری از محمد علیه السلام معبد جواب داد که محمد علیه السلام با جمعی کثیر از حضار معرکه

گفت که روزی در صحرای احد میگذشتم گفتم السلام علیک یا عم رسول الله آواز شنیدم علیک السلام
ورحمة الله وبرکاته وعطاف بن خالد مخزومی از خالهٔ خود روایت میکند که گفت بزیارت شهدای احد
رفتم وباسن غیر از دو غلام که الاغ مرا نگاه میداشتند کسی نبود و من شنیده بودم که رسول خدا صلی الله
علیه وسلم فرموده است که پریشان سلام کنید که زنده اند ورد سلام میکنند پس سلام کردم وجواب شنیدم
وگفتند بدرستی که ما شمارا می شناسیم پس لرزه بر اندام من افتاد از هیبت پس زود سوار شدم
وروان شدم واخبار وآثار در فضل شهدا احد رضی الله عنهم اجمعین بسیار آمده آورده اند
که بعد از چهل وشش سال کشف قبور بعضے از شهدا احد واقع شد همچنان تر وتازه مثل غنچه های
گل با کفنهای بودند گوی که دی روز دفن کرده اند وبعضی از ایشان را دیدند که دست جراحت
نهاده مانده اند وچون دست از جراحت برگرفتند خون تازه از جراحت بیرون می آمد وچون میگذاشتند
دست هم بر موضع جراحت میرسید وازده قائع که موجب کشف این قبور شریفه شد یکی آن بود که
قرابت یکی با عینی مدفون شده بود بصریح اجازت که یافته بودند از آن حضرت صلی الله علیه وسلم
یا دلالت حال یا قیاس واجتهاد برآورده وجدا دفن میکردند بعضے بجهت سیلی که از بعضی اودیه سیده بود
مکشوف می گشتند واینها قلیل الوقوع بود واکثر بجهت آنکه معاویه بن سفیان در زمان امارت خود
عینی از خود استنباط کرد از طریق این مشهد مقدس روان کرد واکثر قبور شهدا بجهت آن مکشوف
شدند وشهدا را از قبور بیرون آوردند در تاریخ مدینه از امام تاج الدین سبکی رحمة الله علیه در
شفاء الاسقام می آرد که چون معاویه استنباط عین کرده نقل شهدا از مواضع قبور ایشان ساحی
بقدم سید الشهدا حمزه بن عبد المطلب رسید وخون از وی سائل شد آورده اند که عامل او در زمان
حفر عین در مدینه ندا در داد که عین امیر المومنین می آید هر که را مرده باشد بیاید واز انجا نقل کند
ودر جای دیگر برد والله اعلم آورده اند که چون ابو سفیان ومشرکان از حرب احد بمکه مراجعت نمودند
از بازگشتن خود پشیمان گشتند وگفتند که زحمتی کشیدیم ولشکری جمع کردیم ونهبی عظیم در محمد علیه السلام
افگندیم وخیار اصحاب او را کشتیم وهنوز کار تمام نکرده برگشتیم مصلحت آنست که برگردیم واصحاب
او را بتمام متاصل گردانیم بعد ازان بمکه مراجعت نمایم عکرمه بن ابی جهل در بنباب موافق ابو سفیان
بود ولیکن رای صفوان بن امیه مخالف افتاد وگفت این رای نه نیک است شاید که محمد علیه السلام

صورت آن بدنست و دفع این توهم آنست که بطلان تناسخ در دنیاست که مبطل حشر و نشر است
و نجانه چنین است بلکه این بدن در برزخ که موضع است دران و متعلق ست بان بر طرف میگردد
در بدن اصلی می در آرند کذا قیل و بعضی میگویند که ارواح متمثل و متجسد باین طیور میسازند و این منافی
و مخالف ظاهر حدیث است که فرمود یدخل فی جوف طیور و میتوان گفت که شاید در عالم برزخ
بر مرتبه طیور بگذارند و بعد از حشر و نشر ابدان اصلی پیدا کرده بمرتبه انسانی برسانند و الله اعلم
بحقیقة الحال در مواهب لدنیه میگویند که حافظ عماد الدین بن کثیری آرد که گفت روایت کرده
شده ایم ما در مسند امام احمد حدیثی که در وی بشارت است مر هر مومن را که روح وی در بهشت
میباشد و میپرد و در وی هر چه بیند انچه در دنست از نضرت و سرور و مشاهده میکند انچه آماده
گردانیده شده است برای وی از کرامت و مردیست انحدیث باسناد صحیح عزیزی که جمع شده اند
در وی امام ائمه اربعه ارباب مذاهب تبعه روایت کرده است آنرا امام احمد از شافعی از مالک
از زهری از عبد الرحمن از پدرش کعب بن مالک از رسول خدا که گفت روح مومن طائری ست که
میخورد از درختان بهشت تا آنکه باز می آرد خدا تعالی او را بسوی جسدش روزی که می انگیزد او را
پس انحدیث دلالت میکند که روح مومن میباشد بر شکل طائر در بهشت و ارواح شهدا میباشند
در حواصل و جوف طائران سبز پس ارواح شهدا مانند راکب ست نسبت بارواح عموم مومنان
نسال الله الکریم آن بمنا علی الایمان و از طلحه رضی الله عنه مرویست که چون رسول خدا از حرب
احد فارغ شد خطبه خواند و حمد و ثنای حق تقدیم رسانید و تعزیت مسلمانان کرد و ایشانرا خبر گردانید
از اجری و ثوابی که پروردگار تعالی و تقدس مقرر گردانیده بعد ازان این آیت بخواند در حال
صدقوا ما عاهدوا الله علیه منهم من قضی نحبه و منهم من ینتظر و از ابی فرده رضی الله عنه مرویست که آنحضرت
صلی الله علیه وسلم روزی زیارت قبور شهدا را احد کرد و گفت ای حدیث سزای پرستش بدرستی
و راستی بنده تو و رسول تو گواه است که این جماعت در طلب رضای تو شهید شده اند و بعد ازان
فرمود هر کس ایشانرا زیارت کند و تحیت و سلام کند مر ایشانرا ایشان جواب وی گویند تا روز قیامت
و منقول است که آن حضرت صلی الله علیه وسلم بزیارت شهدای احد رفتی و گفتی السلام علیکم بما صبرتم
فنعم عقبی الدار و بعد از وی ابو بکر صدیق و عمر فاروق نیز همین سبیل مسلوک میداشتند و فاطمه خزاعیه

و در روایتی آمده که فرمود آن حضرت صلی الله علیه وسلم حق تعالی بر ایشان تجلی کند و گوید اطلبید اے
شهیدان وای جانبازان از من هر چه میخواهید گویند اے مولای ما وای پروردگار ما می خواهیم که ارواح
ما را باجساد ما باز گردانی و ما را بدنیا فرستی تا در رضای تو دیگر بار شهید شویم فرمان آید که هر کرا ما قبض
کردیم دیگر بار بدنیا نفرستیم اینجا شارحان سخن میکنند که از روی حیات دنیا بالقصد حصول شهادت
دیگر بار چه فائده میکند همان ثواب که بار اول حاصل شده این بار نیز حاصل میشود زیادتی چیست
جوابش آنکه شاید که خیال کرده باشند که بار دیگر که شود ثواب بیشتر خواهد شد بحکم لئن شکرتم لازیدنکم
و تواند تصور ذوق و لذات شهادت اگرچه بظاهر در صورت الم می نمود ایشان را باعث بر طلب
آن دریافت آن بار دیگر میشود و تواند که مقصود ایشان بیان نفاست این نعمت و اظهار
رضا و شکر بر جزای که بران یافته اند باشد یعنی دیگر هیچ نعمتی نمیخواهیم و آرزوی نمیداریم و
بالاتر و خوشگوار تر ازین نعمتے نمیدانیم و اگر میخواستیم همین را میخواستیم و این خود حاصل است
فافهم و این در عالم برزخ است سیعاد و یدار آخرت است و اگر نه آنرا اطلبید ند که بالاتر از نعمت نهایت
و ظاهر حدیث و آیت آنست که حیات شهدا حیات حقیقی جسمانی ست نه مجرد معنوی و روحانی
چنانچه از کلام بعضے از قوم ظاهر میگردد و با وجود آن حیات انبیا صلوات الله و سلامه علیهم اعلی و اتم
و اکمل ازان است و این مسئله حیات انبیا را در کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب که در احوال
مدینه مطهره نوشته شده است بتفصیل هر چه تمامتر ذکر کرده شده است و اگر خدا خواسته باشد در ذیل
ذکر وفات آن حضرت صلی الله علیه وسلم هر چیزی ازان مذکور گردد تنبیه گفته اند در آوردن
ارواح در جوف طیور نیز طریقه تعلق ارواح است باید که آن متصرف و مدبر باشند در آنچه ابدان طیور
صلاحیت قبول تدبیر و تصرف ارواح انسانی ندارند و لازم می آید تنقیص ایشان که از مرتبه انسانی
بمرتبه حیوانی فرود آورده باشند بلکه بطریقه وضع جواهر است در صنادیق و ظروف که ذخائر و نفیس
برین تقدیر مشکل میشود تلذذ و تنعم ایشان بنعیم جنت چه این ظاهر در وجود آلات و حواس است
مگر آنکه گفته شود که این جنت طیور ابدان انسانی است که دران حواس انسانی ابداع نموده خواهد
گویا آنها آدمیانند بر صور طیور چنانکه در دنیا صور دیگر داشتند در بنجا بر صور طیور اند ولیکن در بنجا
تو هم تناسخ است که روح از بدنی ببدنی دیگر متعلق شد نهایتش صورت این بدن مغائر

دران نوحه عسم مباح باشد پس نسخ کردند این حکم را و الله اعلم و بصحت رسیده که در جنگ احد
هفتاد کس از مسلمانان بقتل آمدند چهار تن از مهاجران و شصت و شش نفر از انصار و از لشکر
کفار نگونسار قریب بسی کس بمنهزم شتافتند و چون مسلمانان پرسیدند که یا رسول الله این مصیبت
بما از کجا رسید حق تعالی در جواب آن این آیت فرستاد و لما اصابتکم مصیبة قد اصبتم مثلیها قلتم
انی هذا قل هو من عند انفسکم چون رسید شمارا مصیبتے یعنی قتل و جراح و کشته شدن هفتاد کس از
شما روز احد بتحقیق رسانیدید شما دو برابر آن بدشمنان روز بدر قتل ستین و اسر سبعین بگواے
محمد رسیدن این از نفسهاے شما بود که مخالفت امر کردید بترک مرکز و وعد فتح مشروط بود به ثبات
و مطاوعت با اختیار خروج از مدینه مطهره بی توقف و انتظار امر و اذن آن حضرت چنانچه در اول
قصه احد گذشت یا باختیار کردن فدا روز بدر اگرچه کشته شوند هفتاد کس از شما چنانکه در غزوه
بلد مذکور شد بعبره دلداری مومنان داد و گفت ما اصابکم یوم التقی الجمعان فباذن الله یعنے
انچه بشما رسید از هزیمت و قتل بقضاے حق تعالے بود و مومن چون بداند که انچه بوی میرسد از قضاے
خداست سبحانه و تعالی حاصل گردد او را ازان تسلی و آسان گردد بوی مصیبت چنانکه در
خبر آمده است ایمان بقدر غم و اندوه را زائل گرداند **و فصل** و آن حضرت در شان شهداے
احد بخصوص بعد از ورود احادیث که در فضل مطلق شهادت وارد شده فرمود که چون ایشان بآن
عالم انتقال نمودند در آورد حق تعالی ارواح ایشانرا در جوف مرغان سبز و هر روز آن مرغان بلب جویهاے بهشت می آیند
و از نهاے آب می آشامند و از میوهاے بهشت مے خورند و در منازل و خانهاے بهشت و بوستانها
و گلستانها بهشتے طیران مینمایند و بعد ازان که از سیر بهشت فارغ می شوند شبانگاه بقنادیل
طلا که آویخته شده اند بسایق عرش باز میگردند و چون باین دولتها مستعد گشتند و باین ناز و نعمت
رسیدند بحق تعالی مناجات کردند که اللهم کیست که پیغام ما ببرادران ما برساند و از حضور و جمعیت
و رفاهیت عیش و طیب مآکل و مشارب ما ایشانرا آگاه گرداند تا در دنیا فرصت غنیمت شمارند
و بذل مجهود در غزو و جهاد تقدیم رسانند و خود را از احراز این سعادت و وصول درجه شهادت معاف
ندارند حق تعالی فرمود من که پروردگار شمام پیغام شما را بایشان برسانم پس این آیت فرستاد
ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین بما اتاهم من فضله

تا وی را بخانه رسانید و بمنزل خویش باز آمد آورده اند که چون مصیبت زدگان باستقبال آنحضرت
بیرون آمده بودند فاطمه دختر حمزه بر سر راه آمده بود لشکر رسول را دید که جوق جوق می آیند
هر چند تفحص نمود پدر خود را درین میان ندید صدیق را پرسید پدر من کجاست که او را در لشکر
نمی بینم دل صدیق سوخت و آب در دیده گردانید فرمود انبک آنحضرت میرسد چون خواجه رسید
پدر خود را ندید پیش آمد و عنان مرکب خواجه را بگرفت و گفت یا رسول الله پدر من کو خواجه فرمود
که من پدر تو باشم گفت یا رسول الله از این سخن بوی خون می آید و اشک از دیده وی ریزان گشت
و یاران نیز موافقت او در گریه در آمدند بعد ازان گفت فاطمه یا رسول الله کیفیت شهادت پدرم
تقریر فرمائی گفت ای فرزند اگر آنرا صفت کنم دل تو طاقت نیارد خروش و ناله آن ضعیفه
زیاده گشت و درینجا حکایتی غریب است که نقل کرده اند که چون آن حضرت صلی الله علیه وسلم
بمدینه نزول فرمود از اکثر خانهای از انصار آواز گریه زنان شنید مگر از خانه حمزه فرمود لکن حمزه
لا بواکی له یعنی حمزه زنانی که بروی گریه کنند ندارد انصار چون این سخن شنیدند زنان خویش
را گفتند که نخست بخانه حمزه روند و بردی بگریند انگاه بخانه خویش آیند و بر کشتگان خویش گریه کنند
زنان انصار میان شام و خفتن بخانه حمزه آمدند و تا نیم شب بر وی میگریستند آنحضرت بخواب رفته بود چون بیدار شد
آواز گریه زنان از خانه حمزه شنید پرسید که این چه آواز است گفتند زنان انصار بر عم تو می گریند
پس دعا کرد آن حضرت فرمود رضی الله تعالی عنکن و عن اولادکن و اولاد کن این چنین است
در معارج النبوة در روضة الاحباب این زیاده کرد که در روایتی آمده که فرمود مقصود من این نبود
که زنان بیایند و بر حمزه گریه کنند و نهی کرد از توجه کردن و مبالغه و تاکید دران امر بلیغ بهم رسانید
انتهی گفت بنده مسکین ثبته الله علی طریق الحق الیقین که ظاهر آنست که گفتن آن حضرت این
کلمه را لکن حمزه لا بواکی له مقصود ازان تاسف و تالم و غربت و مصیبت حمزه بود که گشته شد
بحالتی که معلوم است و غربت دیگر که کسی هم ندارد که بروی گریه کند و گریستن بی توجه ممنوع هم نیست
و انصار بجهت مبادرت باستر ضا مبالغه البشان در بنباب این فهمیدند که مگر مقصود آنحضرت
آنست که زنان بیایند و بگریند و آن حضرت نیز چون از جانب البشان معنی استرضا و استمالت مشاهده
کرد دعا کرد و تواند که لوجه گری راه یافته باشد پس منع کرد ازان و مبالغه نمود در ان و تواند که

بزنند و اگر کسے قتل خود را بجای دیگر برده باشد باز اینجا بیارد چنانکہ جابر رضی اللہ عنہ پدر خود را
کہ عبد اللہ بود بمدینہ مطہرہ برده بود حکم کرد تا باحد باز آوردند و فرمود تا بعض از شہدا کہ میان ایشان
زیادت الفتی و محبتی بود در یک قبر مدفون ساختند از انجملہ حمزہ را با عبد اللہ بن جحش کہ خواہر زادۂ
او بود در یک قبر نہادند و کذلک در بعضے سہ کس را در یک قبر نہادند و فرمود ہر کہ قرآن پیشتر
خواندہ بود بالاتر یعنے بلحد نزدیکتر مے نہادند و در آخر روز بمدینہ باز گشت و مردان و زنان ہر قبیلہ
باستقبال آن ملک اقبال پیش آمدند و بر سلامت و بقای ذات آن مرجع و مآل تمامۂ امانی
و آمال و طائف شکر گذاری بجا آوردند و ہر کہ ہر مصیبتے کہ بوی رسیدہ بود در جنب سلامت
آن حضرت آن مصیبت را سہل می انگاشت و میگفت ہر مصیبت کہ بغیر مصیبت تست یا
رسول اللہ سہل و حقیر است زنی بود کہ پدر و پسر و شوہر و خویشان او کشتہ شدہ بودند مے پرسید
کہ رسول اللہ زندہ است و اگر وی زندہ است از مردن ہیچکس باک ندارم و غم نمیخورم ؎
من و دل گر فدا شدیم چہ باک ✤ غرض اندر میان سلامت تست ✤ چو تو داریم یعنی ہمہ داریم
و چون بقبیلۂ بنی عبد الاشہل رسید کہ سعد بن معاذ ازان قبیلہ است کبشہ بنت رافع مادر سعد
بن معاذ بیرون آمد و می شتافت تا دیدہ بجمال جہان آرای حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
روشن گرداند و آن حضرت بر اسپ سوار ایستادہ بود سعد بن معاذ عنان اسپ وی گرفتہ گفت
یا رسول اللہ مادر من است کہ بلاقات حضرت تو می آید فرمود مرحبا بہا پس بیاید تا نزدیک آنحضرت
و دیدار مبارکش مشرف گشت و گفت یا رسول اللہ چون ترا بسلامت یافتم ہر رزیۂ مصیبت کہ
باشد نوش تو ان کرد رسید رسل تعزیت پسر وی عمرو بن معاذ باز داد فرمود یا ام سعد بشارت
باد ترا و بشارت دہ اہل خود را کہ کشتگان کہ شربت شہادت نوشیدہ اند در منازل بہشت گشت
و سیر و تفرج مینمایند و شفاعت ایشان در شان اہالی ایشان قبول شد کبشہ گفت یا رسول اللہ
راضی شدیم ما باین حال و بعد ازین بشارت جای تہنیت است نہ تعزیت و گفت یا رسول اللہ
در شان باز ماندگان ایشان دعای کن فرمود اللہم اذہب حزن قلوبہم و اجر مصیبتہم و فرمود ہر کہ
مجروح باشد بخانۂ خود رود و علاج جرح خود بکند و ہمراہ من بخانہ نیاید و جراحت در اہل بنی الاشہل
بسیار بود و قریب بسی کس از ایشان زخمی شدہ بودند و سعد ہمراہ آن حضرت تا بخانہ شریف وی آمد

انشاء الله تعالی و چون مشرکان بمکه رفتند مسلمانان بتفحص کشتگان خود پرداختند آن حضرت از حال
حمزه پرسید علی مرتضی رفت و تحقیق حال حمزه کرد و خبر بحضرت آورد پس رفت و بر سر حمزه ایستاد
الی آخر القصه و مرویست که آن حضرت فرمود که کیست از حال سعد بن الربیع بن عمرو انصاری
عقبی بدری که از محبان و مخلصان درگاه بود خبر آورد که از جمله احیاست یا از زمره اموات یکی از
انصار به تفتیش و تفحص حال رفت سعد را در میان کشتگان یافت که هنوز از حیات رمقی مانده بود
سلام خواجه علیه السلام بوی رسانید سعد گفت سلام من رسول خدا را برسان و بگو که سعد میگوید
جزاک الله عنا یا رسول الله افضل اجزی نبیا عن امته مزدد هر فرا خدا تعالی از جانب ما ای پیغمبر
خدا بهترین مزدی که داده پیغمبری از امت وی و همچنین یار آنرا از من سلام رسان و بگو که اگر در
فرمانبرداری و خدمتگاری پیغمبر خود تقصیر کنید شما را در حضرت خدای عزوجل هیچ عذری نخواهد بود این
بگفت و جان بحق بسپرد پس آن مرد انصاری از نزد وی باز گشت و صورت حال را بحضرت عرض کرد
فرمود اللهم ارض عن سعد بن الربیع سبحان الله اینچه محبت و اخلاص است که جان میدهد و شکر
میگوید و عذر میخواهد چون یقین حاصل شد به نعمت حق و دین اسلام که آن حضرت آورد و مشاهده
کرد ترتیب آثار و ظهور انوار او پرده بر افتاده دیگر چه جای توقف و اشتباه است و گفته اند که شهید
را در آن وقت که قرار داد بر جان دادن و از خود گذشتن بود چیزی کشاید و چیزی نماید که دیگر آنرا
باز بسبابات بکشاید و ننماید اصل کار همین بذل روح و جان دادن است باختیار و اختیار دیگر
همه فروع آن و فرود تر از آنست در حکایات مشائخ آورده اند که حریری بشیخ ابو عبد الله بن خفیف
گفت ایشان هو الروح و لا تعزیهات الصوفیه و در نماز گذاردن بر شهدای احد روایت آمده
بعضے از اهل حدیث و سیر بر انند که آن حضرت اول بار بر حمزه نماز گذارد و بعد از آن جنازه هر کسی آوردند
پیش حمزه می نهاد و نماز می گذارد و تا هفتاد نماز بر حمزه گذارده شد و نیز اکثر ایمه حدیث است که نماز
بتکرار نگذارد و اختیار شافعیه بر نیست و حنفیه بر انند و این مبحث بطول و تفصیل در شرح سفر السعاده
بیان کرده شده است آنجا باید نگریست اما شهید را غسل نفرمود و هم با جامهای خون آلوده
بفرمود تا دفن کردند و فرمود فردای قیامت حق تعالی ایشانرا برانگیزاند در حالتیکه خون از جراحت
ایشان میرود و فرمود رنگ رنگ خون باشد و بوی بوی مشک و فرمود تا قتلی را از بیجا جای دیگر

نبرند و اگر کسے قتل خود را جای دیگر برده باشد باز اینجا بیارند چنانکه جابر رضی اللہ عنہ پدر خود را
که عبد اللہ بود ببدینه مطهره برده بود حکم کرد تا باحد باز آورد و فرمود تا بعض از شهدا که میان ایشان
زیادت الفتی و محبتی بود در یک قبر مدفون ساختند از انجمله حمزه را با عبد اللہ بن جحش که خواهرزادهٔ
او بود در یک قبر نهادند و کذلک در بعضے سه کس را در یک قبر نهادند و فرمود هر که قرآن بیشتر
خوانده بود بالاتر یعنے لحد نزدیکتر مے نهادند و در آخر روز بمدینه باز گشت و مردان و زنان هر قبیله
باستقبال آن ملک اقبال پیش آمدند و بر سلامت و بقای ذات آن مرجع و مآل تمامهٔ امانی
و آمال وظائف شکر گذاری بجا آوردند و هر که هر مصیبتے که بوی رسیده بود در جنب سلامت
آن حضرت آن مصیبت را سهل می انگاشت و میگفت هر مصیبت که بغیر مصیبت تست یا
رسول اللہ سهل و حقیر است زنی بود که پدر و پسر و شوهر و خویشان او کشته شده بودند مے پرسید
که رسول اللہ زنده است و اگر وی زنده است از مردن هیچکس باک ندارم و غم نمیخورم ؎
من و دل گر فدا شدیم چه باک ✤ غرض اندر میان سلامت تست ✤ چو تو داریم بمعنی همه داریم
و چون بقبیلهٔ بنی عبد الاشهل رسید که سعد بن معاذ ازان قبیله است کبشه بنت رافع مادر سعد
بن معاذ بیرون آمد و می شتافت تا دیده بجمال جهان آرای حضرت مصطفی صلی اللہ علیه وسلم
روشن گرداند و آن حضرت بر اسپ سوار ایستاده بود سعد بن معاذ عنان اسپ وی گرفته گفت
یا رسول اللہ مادر من است که بملازمت حضرت تو می آید فرمود مرحبا بها پس بیاید تا نزدیک آنحضرت
و دیدار مبارکش مشرف گشت و گفت یا رسول اللہ چون ترا بسلامت یافتم هر حرعهٔ مصیبت که
باشد نوش توان کرد سپس رسل تعزیت پسر وی عمرو بن معاذ باز داد فرمود یا ام سعد بشارت
باد ترا و بشارت ده اهل خود را که کشتگان که شربت شهادت نوشیده اند در منازل بهشت گشت
و سیر و تفرج مینمایند و شفاعت ایشان در شان اهالی ایشان قبول شد کبشه گفت یا رسول اللہ
راضی شدیم ما باین حال و بعد ازین بشارت جای تهنیت است نه تعزیت و گفت یا رسول اللہ
در شان بازماندگان ایشان دعای کن فرمود اللهم اذهب حزن قلوبهم و اجر مصیبتهم و فرمود هر که
مجروح باشد بخانهٔ خود رود و علاج جرح خود بکند و همراه من بخانه نیاید و جراحت در اهل بنی الاشهل
بسیار بود و قریب بسی کس از ایشان زخمی شده بودند و سعد همراه آن حضرت تا بخانهٔ شریف وی آمد

انشاء الله تعالی و چون مشرکان بمکه رفتند مسلمانان بتفحص کشتگان خود پرداختند آن حضرت از حال
حمزه پرسید علی مرتضی رفت و تحقیق حال حمزه کرد و خبر بحضرت آورد پس رفت و بر سر حمزه ایستاد
الی آخر القصه و مروی است که آن حضرت فرمود که کیست از حال سعد بن الربیع بن عمرو انصاری
عقبی بدری که از محبان و مخلصان درگاه بود خبر آورد که از جمله احیاست یا از زمره اموات یکی از
انصار بتفتیش و تفحص حال رفت سعد را در میان کشتگان یافت که هنوز از حیات رمقی مانده بود
سلام خواجه علیه السلام بوی رسانید سعد گفت سلام من رسول خدا را برسان و بگو که سعد میگوید
جزاک الله عنا یا رسول الله افضل اجزی نبیا عن امته مزدد هر فرا خدا تعالی از جانب ما ای پیغمبر
خدا بهترین مزدی که داده پیغمبری از امت وی و همچنین یار آنرا از من سلام رسان و بگو که اگر در
فرمانبرداری و خدمتگاری پیغمبر خود تقصیر کنید شما را در حضرت خدای عزوجل هیچ عذری نخواهد بود این
بگفت و جان بحق سپرد پس آن مرد انصاری از نزد وی باز گشت و صورت حال را بحضرت عرض کرد
فرمود اللهم ارض عن سعد بن الربیع سبحان الله اینچه محبت و اخلاص است که جان میدهد و شکر
میگوید و عذر میخواهد چون یقین حاصل شد به نعمت حق و دین اسلام که آن حضرت آورد و مشاهده
کرد ترتیب آثار و ظهور انوار او پرده بر افتاده دیگر چه جای توقف و اشتباه است و گفته اند که شهید
را در آن وقت که قرار داد بر جان دادن و از خود گذشتن بود چیزی کشاید و چیزی نماید که دیگر آنرا
باز لبسبات بکشاید و ننماید اصل کار همین بذل روح و جان دادن است باختیار و اختیار دیگر
همه فروع آن و فرود تر از آنست در حکایات مشائخ آورده اند که حریری بشیخ ابو عبد الله بن خفیف
گفت ایشان هو الروح و لا تعزیهات الصوفیه و در نماز گذاردن بر شهدای احد روایت آمده
بعضی از اهل حدیث و سیر بر انند که آن حضرت اولا بر حمزه نماز گذارد بعد ازان جنازه هر کسی آوردند
پیش حمزه می نهاد و نماز می گذارد و تا هفتاد نماز بر حمزه گذارده شد و نیز اکثر ایمه حدیث است که نماز
تکرار نگذارد و اختیار شافعیه بر نمیست و حنفیه بر انند و این مبحث بطول و تفصیل در شرح سفر السعاده
بیان کرده شده است آنجا باید نگریست اما شهید را غسل نفرمود و جسم با جامهای خون آلوده
بفرمود تا دفن کردند و فرمود فردای قیامت حق تعالی ایشانرا برانگیزاند در حالتیکه خون از جراحت
ایشان میرود و فرمود رنگ رنگ خون باشد و بوی بوی مشک و فرمود تا قتلی را از نجاهای دیگر

که او پسر ابو عامر راهب که او را ابو عامر فاسق میگفتند بود و با مشرکان یکی بود و اول کسیکه بر لشکر اسلام تاخت او بود لعنة الله علیه سید عالم صلی الله علیه وسلم از غایت ضعف و ناتوانی نماز پیشین را در ان نشسته بگذارد و خواست که بر بالای کوه برآید سنگی بزرگ پیش آمد که نتوانست بر ان صعود نمود طلحه بان جراحتها که داشت بنشست تا آن حضرت پای مبارک خویش را بر دوش او نهاد و بر انجا برآمد آنگاه فرمود او جب طلحه واجب گردانید طلحه بهشت را بر خود بعد ازان ابو سفیان خواست که بیقین معلوم کند که خواجه کائنات علیه افضل الصلوة واکمل التحیات در زمرهٔ احیاست یا از جملهٔ اموات نزدیک احد آمد و فریاد بر کشید که محمد در میان این قوم است آن حضرت فرمود جوابش نمی دهید باز فریاد کرد ابن ابی قحافه در قوم هست این بار نیز فرمود جوابش ندهند باز فریاد کرد که ابن الخطاب در میان قوم است این بار نیز فرمود آن حضرت که جوابش ندهید پس روی بقوم خود آورد که اینها را که نام بردم همه کشته شدند اگر زنده بودندی جواب گفتندی پس عمر بیطاقت شد و فرمود کذبت یا عدو الله در دفع گفتی اے دشمن خدا اینها را که تو نام بردی همه زنده اند پس ابو سفیان در ستایش اصنام آمد و گفت اعل هبل بلند شوای هبل که ببرکت تو ظفر و نصرت ما راست و ابو سفیان در وقت برآمدن از مکه استمداد و تفاءل ازوی کرده بود حضرت فرمود بگویید در جواب وی الله اعلی و اجل ابو سفیان گفت العزی لنا و لا عزی لکم فرمود بگویید الله مولانا و لا مولی لکم پس گفت ابو سفیان الیوم یوم بدر و الحرب سجال یعنی روز احد که ما را فتح و غلبه شد در برابر روز بدر است که فتح و نصرت در ان روز شما را بود حرب مشابه دلو هاست که گاهی یکی پر است و دیگری خالی و گاهی این پر و آن خالی و در روایتی آمده که فرمود بگویید قتلانا فی الجنة و قتلاکم فی النار بعد ازان گفت ابو سفیان که قتلای شما را که مثله کرده اند من نفرموده ام و مکروه هم ندارم آنرا بعد ازان گفت ملاقات میان ما و شما در سال آینده است در بدر پس رفت بزعم خود مظفر و منصور و در حقیقت مخذول و مقهور و صل و چون مشرکان بمکه باز گشتند در خاطر اصحاب دغدغه راه یافت که مبادا عزیمت مدینه نمایند و غارت و تاراج کنند بنابرین علی مرتضی را رضی الله عنه فرمود تا از عقب مخالفان رود تا این خبر تحقیق نماید پس آنحضرت را موجب خبر آورد که مشرکان بمکه رفتند و آن حضرت فرمود بعد ازین هرگز کفار قریش بر ما ظفر نخواهند یافت و ما را فتح مکه دست خواهد داد

اثر ضرب کیست من میدانم که ازین زخم جان بسلامت ہم نخواہم برد واگر این زخم که من تنہا
دارم بر تمام اہل ذی الحاز بودی ہمہ یکبارگی بمردندے زیرا که محمد علیہ السلام مرا خبر کردہ است که کشندہ
تو من خواہم بود و گفت محمد اگر انصاف بر روی من مے انداخت می گشت مرا ہمچنان فریاد میکرد
یا پیش از رسیدن مشرکان بمکہ در مر الظہران که یک منزل است از مکہ معظمہ بدوزخ رفت و در موضع
ازواقدی می آرد که مے گفت ابن عمر رضی اللہ عنہما که مُردابی بن خلف ببطن رابع و گفت
من سیر کردم ببطن رابع بعد از گذشتن پارہ از شب که ناگاہ زبانہ زد آتشی پس ہیبت خوردم من
ازان پس ناگاہ بیرون آمد ازان آتش مردی در زنجیر مے کشد آن زنجیر را و فریاد میزند از شتاب
و مرد دیگر میگوید مدہ او را آب که این قتیل رسول اللہ است صلی اللہ علیہ وسلم این ابی این
خلف است لعنتہ اللہ علیہ و اما عبد اللہ بن حمید نیز بقصد آن حضرت اسپ می تاخت ناگاہ
ابو دجانہ بیکضرب شمشیرش بر زمین انداخت کیفیت عتبہ بن ابی وقاص معلوم نیست که ہلاک
آن کی شد عبد اللہ بن شہاب در معاج گفتہ علی الاجمال که بقیہ آن نہ نفر مشئوم نیز ہمدران
سال باقبح وجوہ ہلاک گشتند وصل آوردہ اند که چون حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بابداد
طلحہ و علی ازان مغاک بیرون آمد و اصحاب گفتند که آن سرور انبیاء در حیات است بیاران
متوجہ شعب احد شد و خواست که قلعہ کوہ برآید بجہت ضعفے که بسبب جراحات و کوفت بدن
بذات با برکات عارض بود میسر نشد ابو سفیان با جمعے از مشرکان خواستند که از طرفی دیگر بر بالائے
کوہ رفتہ بر ایشان مستعلی شوند و نگذارند که ایشان در شعب در آیند آن حضرت دست مبارک
بدعا برداشت و فرمود اللہم لا تنذران یعلوا نا حق تعالے نگذارد ایشان را از محل خود بیشتر توانند گذشت
در روایتی آنکه عمر خطاب رضی اللہ عنہ با جماعتی از اصحاب سر راہ بر ایشان گرفتند و با آن گروہ مصاف
نمودند و ایشانرا از آنجا دور گردانیدند پس آن نامردان در صحن معرکہ باطراف و جوانب بیشتافتند
و سیر و تفرج میکردند در جزہا میخواندند و اظہار خوشی و شادمانی مینمودند و زنان ایشان مثل ہند و غیرہ
او در میان کشتگان اہل اسلام در آمدند و بغیر از حنظلہ غسیل الملایکہ دیگر کشتگانرا مثل ساختند
و شکم ہای کشتگانرا شگافتہ جگر بیرون آوردند و گوش و بینی شہیدان را بریدہ و در رشتہا کشیدہ
و قلادہا و دست بندہا ساختہ در دست و گردن خود در آوردند و سبب مثلہ نمودن حنظلہ آن

وصل

خوارو ذلیل گرداناد ترا خدا تعالی گویند در همان سال بر سر کوهی نزدیک گله گوسفند در خواب بود
که حق تعالی فوجی را فرستاد تا شاخ را بر ابر شکم وی نهاد و از حلق وی بیرون آورد گذاقی
روضة الاحباب و از ظاهر روش این عبارت معلوم میشود که این قضیه هلاک ابن قمیه در روز احد
نا قریب آن نبود بلکه بعد از مدتی شد و عبارت معارج النبوة اینست که بعد از مراجعت مشرکان بمکه
روزی ابن قمیه بر سر کوهی در خواب بود که فوجی بفرمان الهی بسر وقت آن لعین رسید الخ
و اما ابی بن خلف آن حضرت وقتی او را گفته بود که قاتل تو من خواهم بود و این اندیشه در
دل وی بیقین قرار یافته بود و لهذا در وقت خروج قریش از مکه بسوی احد منحوس است که بیرون
آید از جهت آنکه کشته شود و ابو سفیان او را بزور بر د چنانکه گذشت و قصه او را این چنین می آرند
که وی داخل اسیران بدر بود چون مدیه قبول کرد و رخصت مراجعت بمکه یافت تا فدیه او را کنند
آن بیحیا بر روی مبارک آنحضرت صلی الله علیه وسلم گفت ای محمد اسبی دارم که او را یکقدار دانه خواهم داد تا فربه شود بر ان
اسپ سوار شده بجنگ تو آیم و ترا بقتل آرم آنحضرت فرمود بلکه من ترا بقتل آرم در حالیکه بر ان
اسپ سوار باشی و قتل تو بر دست من شدنی است انشاء الله تعالی و گفته اند که بدترین خلق
و بدبخت ترین ایشان کسی است که او را آن حضرت میکشد زیرا که وی واجب القتل خواهد بود حقا
و در روز احد آن حضرت فرمود که از ابی بن خلف آگاه باشید که این ناخلف را بخبر از خلف من
ندارید اگر به بیند که می آید اعلام کنید مرا ناگاه در آخر جنگ بر ان اسپ خود سوار شده پیدا شد چون
نظرش بر ان حضرت آفتاد دشنام ناسزا گفتن آغاز کرد و گفت یا محمد نجات نیابد ابی اگر تو امروز
از دست من نجات یابی این بیحیا خون گرفته با وجود اعتقاد آنکه وی بر دست آن حضرت
کشته شدنی است اینچنین حرف میزد صحابه گفتند یا رسول الله اشارت فرمائی ما را که بروی
حمله آریم و او را بدوزخ فرستیم چون آن لعین نزدیک رسید زبیر بن العوام آنجا ایستاده بود
آن حضرت نیزه از وی گرفت و در روایتی از حارث بن الصمه گرفت و بجانب ابی انداخت و بروایتی
هم نیزه از وی بستاند و بجانب وی انداخت و بر گردن آن شقی آمد یا بالفور عنان اسپ گردانید
و بقوم خود ملحق گشت و خود را از اسپ بینداخت و بلسان گاو فریاد کردن گرفت قوم وی گفتند
که زخم تو جز خراشی بیش نیست اینهمه جزع و فزع و فریاد برای چه میکنی گفت میدانید که این زخم

حقیقت حال مراد عتبه بن ابی وقاص سنگی بجانب حضرت مقدس نبوی فرستاد و بر لب زیرین انسرور
آمده و دندان مبارک پیشین از جانب نشیب شکسته شد و عبد الله بن شهاب سنگی بر مرفق آنحضرت
زد و مجروح گردانید و ابو سعید خدری رضی الله عنه روایت میکند که چون خونها از روی پر انوار سید ابرار
صلی الله علیه وسلم روان میشد پدر من مالک بن سنان دهان خود را بدان موضع نهاده خون میمکید
و فرو می برد پس مردم دران تکلم کردند آن حضرت فرمود کسیکه مماس کند خون مرا هرگز مس او را
آتش دوزخ در نیامده است که علی مرتضی و فاطمه زهرا رضی الله عنهما خون از روی مبارک آن حضرت
می شستند علی بسپر خود آب آورد و فاطمه شست و شوی کرد و هر چند می شست خون نمی ایستاد
پس قطعه از حصیر بسوخت و خاکستر آنرا بر جراحت ریخت خون بایستاد و گفته اند که بعد ازان
آن حضرت دوا میکرد جراحت خود را باستخوان بوسیده تا باقی نماند ازان اثر و در روضة الاحباب
از شیخ ابن حجر نقل کرده است که در شرح صحیح بخاری گفته است که عبد الرزاق از معمر از زهری
روایت میکند که هفتاد ضرب شمشیر بر روی مبارک حضرت زدند و حق تعالی او را از شر همه نگاه داشت
و گفته اند مراد از عدد سبعین حقیقت آن باشد با مبالغه است در کثرت و منقول است که ابن قمیه
ملعون که شمشیر خود حواله آن حضرت کرد صلی الله علیه وسلم و از ضرب آن لعین دو حلقی سلاح خود که دو زره
پوشیده بود در کوهی که دران نزدیک بود بلا عین کنده بود فتاد چنانکه از چشم مردم پنهان گشت
و زانوهای شریف خراشیده شد و ازینجا آن میشوم ملعون آوازه در انداخت که محمد کشته شد و شیطان
لعنه الله علیه نیز ندا کرد که بتحقیق محمد کشته شد و ابو سفیان گفت ای معشر قریش کدام کسی ازشما
مهم محمد را باخر رسانید ابن قمیه ملعون گفت من او را کشته ام ابو سفیان گفت ما سوا او در دست
تو کنیم چنانکه عجم مبارزان خود را مسوره میگردانند و چون آنحضرت در کوی افتاد طلحه رضی الله عنه
در آمد و آن سرور را در بغل خویش گرفت تا از زمین برخاست و علی مرتضی رضی الله عنه از بالا
دست آن حضرت را صلی الله علیه وسلم گرفت و مدد کرد تا بالا برآمد و آن حضرت صلی الله علیه وسلم
برین نحو بس که مذکور شد ند دعا کرد که سال بسر نبرند بعضی از ایشان همدرین روز کشته شدند و بعضی
چهار ان سال بقعر جهنم شتافتند اما ابن قمیه آن سگ ملعون شمشیر بران حضرت زد گفت بگیر این
ضرب را از من که من ابن قمیه ام سید رسل صلوات الله و سلامه علیه فرمود افناک الله و اذلک

اما انچه بر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از شدت و محنت و ایذا و آزار نفس خاصه وی رسید جد است
آورده اند که پنج کس از فجار کفار لعنهم اللہ با یکدیگر معاهده نمودند که سید کائنات را صلی اللہ علیه وسلم
بقتل آرند یکی عبد اللہ بن قمیه که افجر و اغلظ و اشد این قوم بود و عتبه بن ابی وقاص زهری برادر
سعد بن ابی وقاص که لب و دندان شریف پیغمبر صلی اللہ علیه وسلم از دست وی شکست یافت
و عبد اللہ بن شهاب زهری و ابی خلف و بعضی گفته اند که عبد اللہ بن حمید اسدی نیز از انجمله بودند
و انستند این اشقیا که وی صلی اللہ علیه وسلم بر دست ایشان کشتنی نیست و تا تمام نکنند دین را و غالب
نیاید دین وی بر ادیان از عالم رفتنی نیست قال اللہ تعالی یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواههم و اللہ متم نوره ولو کره
الکافرون و ابن قمیه ملعون چندان سنگ بران درج رسالت صلی اللہ علیه وسلم انداخت که رخسار
مبارک او خون آلوده گشت و حلقهای خود در رخسار همایونش نشست و چنان نشست که ابو عبیده
بن الجراح دندان پیش خود را بر یک حلقه خود نهاد و آنرا از روی آنحضرت کشید دندان او بیفتاد
و حلقه خود نهاد و آنرا از روی آن حضرت کشید دندان او بیفتاد و حلقه دیگر بر آمدند آن دیگر کشید
آن دندان هم بیفتاد و بدین جهت او را رستم می گفتند و پیشانی نورانی وی بشکست و خون از ان
روان شد و بر محاسن شریفش دویدن گرفت و آن حضرت بر دای اطهر خونها را پاک می کرد و میفرمود
چگونه رستگاری یابند قومی که کردند این به پیغمبر خود صلی اللہ علیه وسلم و حال آنکه وی میخواند ایشانرا
بسوی خدا جبرئیل آمد و این آیت آورد لیس لک من الامر شئی او یتوب علیهم او یعذبهم فانهم ظالمون
نیست ترا ازین کار چیزے یعنی تصرفی و اعتراضی اختیار همه بدست پروردگار است اگر خواهد بخشد
و رجوع کند بر ایشان برحمت یا عذاب کند ایشان را که ایشان ظالمان اند و نیستی تو مگر بنده مامور
باندار و جهاد و این تادیب و تهذیب نفس مقدس آنحضرت است که مبادا ارجاع به بشریت کند و از
دائره عبودیت بیرون افتد و نزول این آیت را در انجا هم ذکر میکنند که آن حضرت در قنوت دعا
میکرد بر قبائل کفار و در روایتی آمده است که آن حضرت صلی اللہ علیه وسلم خون را پاک میکرد
و نمیگذاشت که قطره از ان بر زمین چکد و میفرمود که اگر ازین خون چیزے بر زمین افتد هر آئینه
نازل گردد از آسمان عذابی بر اهل زمین که هلاک گرداند ایشانرا و یک گیاه از زمین نروید بعد ازان
فرمود اللهم اغفر لقومی فانهم لا یعلمون خداوندا بیامرز مر قوم مرا که بدرستی ایشان نمیدانند مرا و نمیشناسند

وی مشغول بودم پرسیدند که آن زخم از ضربه که بود گفت ابن قمیه لعین من نیز بروی ضربها زدم
اما او را دو زره بود و دران ضربها کارگر نیفتاد و در وقت رسیدن زخم پیغمبر صلی الله علیه وآله وسلم پسر عماره
را آواز درداد که بجانب مادر خود بشتاب و او را در یاب بجراحت او را بر بند نسیبه گفت که من و اولاد من در مقابل
آنحضرت مقابله میکردیم و اصحاب منهزم گشته از پیش او میگذشتند و من پسر نداشتم ناگاه نظر آنحضرت بر یکی از صحابه
افتاد که مرا و را پسری بود فرمود ای صاحب پسر پسر خود را بکسی ده که مباشر قتال است و پسر از دست بیفگند
من آن پسر را برگرفتم و برگرد آنحضرت صلی الله علیه وسلم حلقهای مشرکان را رد میکردم تا سواری از کفار شمشیری بر من زد
اما کارگر نیامد و من تیغی بر اسپ او راندم اسپ او بیفتاد و سوار از اسپ جدا شد آنحضرت صلی الله علیه وسلم که ناظر
حال ما بود پسرم را نداکرد فرمود ای عماره بجانب مادر خود بشتاب پس من و پسر بفرموده عمل نموده بالتفاق آن کافر
را بقتل آوردیم و عبد الله بن نسیبه گوید که دران روز بر یکی از مشرکان چنان زخمی بر من زد که خون از آن بنحی روان شد
و مادرم جراحت را بست و گفت برخیز و بقتال مشغول شو تا آنحضرت فرمود ای ام عماره طاقتی و همتی که تو داری کراست
درین اثنا آنکس که پسر بر من زخم زد از پیش ما بگذشت حضرت فرمود ای عم عماره این آن کسی است که پسر ترا
زخم زد نسیبه شمشیر بر ساق آن کافر زد که از پای در آمد رسول صلی الله علیه وسلم بخندید تا آنکه نواخذ مبارکش
ظاهر شد و فرمود که قصاص پسر خویش ستاندی ای ام عماره شکر خدا را که ترا بر دشمن خویش ظفر داد و چشم ترا
بمشاهدهٔ هلاک وی روشن گردانید نسیبه گفت یا رسول الله دعا کن که با اهل بیت در بهشت از
رفیقان تو شویم آن حضرت در حق او و فرزندان و شوهر او دعا کرد که اللهم اجعلهم رفقائی فی الجنة
مادرم گفت هر مصیبتی که بعد ازین دعا بمن رسید باک ندارم و گویند که نسیبه در معرکه مسیلمه کذاب نیز حاضر
بود میگوید نسیبه که در روز یمامه مسیلمه را جستم که ناگاه یکی شقاق شمشیری بر من زد و یکدست مرا بینداخت
بخدا سوگند که با وجود آن از قتال باز نگشتم بعد از لحظه آن ملعون را کشته یافتم و پسر خود عبد الله
را دیدم که بر سر او ایستاده شمشیر خود را از خون آن ناپاک پاک میکرد آن گاه سجده بجای آورده بمداوای
جراحت وی مشغول شدم سبحان الله این چه زنی بود که از بسیاری از مردان فایق بود یکی از مشایخ
گفته است که در آدمی عمل باید چه مرد و چه زن شیر که از بیشه بیرون می آید و میگویند که شیر مے آید
کسی نمیگوید که این ماده است یا نر وصل محاربه اصحاب و قتال ایشان بکفار درین غزوه و
کشته شدن و جان فدای آن حضرت کردن و عهد وفا نمودن بسیار است و زیاده بر انچه مذکور شد

رضی اللہ عنہ فانی عنک راض بعد ازان دیدم کہ آن حضرت با الم جراحت بر سرما ایستادہ اورا در قبر
نہاد و بردی کہ مزنی داشت معلم بعلمہای سرخ و برابو سعید رضی اللہ عنہ و بعضی از یشان بودند کہ در
ہمانروز عنایت الٰہی دستگیر حال ایشان شدہ نور ہدایت در دل ایشان ریخت چنانکہ عمر بن ثابت
بن وقیش مردی بود کہ در دین اسلام شکی داشت و ہر چند قوم وی ایمان آوردہ بودند او را بہ ثبات
و استقامت نصیحت میکردند مفید نمی شد اتفاقاً ہمانروز کہ مسلمانان روی بغزوۂ احد می نہادند تفضل
غفلت از دل عمر کشادہ شد و نور یقین در دل وی در آمد سلاح خود برداشت و روی بجنگ گاہ نہاد
و چندان محاربہ کرد کہ مجروح و ناتوان در میان کشتگان افتاد و بشہادت رسید آن حضرت فرمود
انہ من اہل الجنۃ دیگر یہودی بود مخریق نام از احبار بنی اسرائیل و مال بسیار داشت و در کتب
متقدم صفت پیغمبر آخر الزمان خواندہ اما بحکم الف عادت بر دین یہودیت قرار و استقرار یافتہ بود
ہمانروز کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بغزوۂ احد بیرون آمد و آنروز شنبہ بود داعیۂ اسلام
در دل مخریق مصمم گشت و قوم خود را نیز دعوت کرد و عذر آوردند و گفت بہ تحقیق و درستی و راستی
محمد علیہ السلام رسول خدا است ایمان آرید بوی و نصرت دہید تا شرف و سعادت دنیا و آخرت
نصیب شما گردد گفتند امروز شنبہ است روا نبود کہ جنگ کنیم مخریق گفت این دین یہودیہ است
کہ شریعت محمد علیہ السلام ناسخ آن شدہ پس برخاست و تیغ برگرفت و بہ خدمت پیغمبر علیہ السلام آمد
و سلمان شد و وصیت کرد کہ مالہای وی بعد از وی متعلق بملازمان حضرت رسالت داشتہ باشد
و با عتقاد درست روی بجنگ مشرکان آورد و تیغ زد تا بدرجۂ شہادت رسید و اموال او را آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بحکم وصیت تصرف نمود و در بارۂ وی چنین فرمود کہ مخریق خیر یہود و صعل مردانگی
و دلاوری مردان اصحاب این بود کہ جملہ از ان رقمزدۂ کلک بیان گشت و بعضے نثار مومنات کہ ہمراہ
بودند و خدمت غزوہ میکردند و آب ایشان را میسازانیدند جہاد ہا نمودند و قتال کردند چنانکہ نسیبہ
بنت کعب کہ شیر زنی بود پر دل و ہنر بری در معارک و محافل کہ با تفاق شوہر خود زید بن عاصم و ہر دو
پسر خویش عمارہ و عبد اللہ اہتمام تمام نمود نسیبہ گوید کہ در روز احد شکی داشتم کہ مسلمانان را آب
میدادم چون دیدم کہ ایادی اعادی در قتال اہل اسلام دراز شد از آب دادن ایستادم و بقتال
اہل کفر و ضلال اشتغال نمودم چندانکہ سیزدہ زخم بمن رسید از ان جملہ جراحتی بود کہ مدت یکسال بمداوای

آن فرشته گفت من مصعب نیستم آن حضرت دانست که وی ملکی بود که حق تعالی بمددگاری مومنان فرستاد بعد ازان ابو الروم آن علم را برداشت و تا بمدینه پیش آنحضرت میرفت و مصعب بن عمیر از اجله صحابه و فضلای ایشان است بهجرت کرده بجبشه حاضر شد بدر را فرستاد او را آن حضرت بعد از عقبه ثانیه و در روایتی بعد از عقبه اولی بمدینه با انصار تا تعلیم کند ایشان را دین و فقه آموزاند ایشان را و ابو وی رضی الله عنه از متنعم ترین مردم در عیش و کامرانی و چون اسلام آورد زهد کرد در دنیا و دید او را آنحضرت روزی که چرم گوسفند در بر گرفته بود فرمود نگاه کنید باین مرد که روشن گردانید خدا تعالی دل او را بر اساس ایمان دیدم من او را که میخرامید بدر برابر وی حله بدولیست در جسم پس برداشت او را محبت خدا و رسول بر ین حالت که می بینید روایت کرده است این حدیث را ابو نعیم در اربعین صوفیه و بیهقی در شعب الایمان و دیلمی و ابن عساکر و از هر یکی از میدان جلادت و سپه سالاران معرکه شجاعت وهب بن قابوس مزنی و برادر زاده او حارث بن عقبه بن قابوس بودند اگرچه در اول امر که مسلمانان باخذ غنیمت مشغوف گشته بودند ایشان نیز بغارت و تاراج دست برآوردند ولیکن خالد بن الولید و عکرمه بن ابی جهل در عقب ایشان در آمدند وهب و حارث در برابر ایشان ایستاده ثبات قدم نموده او مردی و مردانگی دادند در خلال این حال فرقه از اشتر متوجه سید ابرار صلی الله علیه وسلم شدند حضرت فرمود من بنده الفرقه کیست که بدفع این گروه پردازد وهب گفت انا یا رسول الله پس دست بر تیر اندازی کشاده عبده اصنام را بانهزام آورد بعد ازان گروهی دیگر از دشمنان پیدا شدند باز آن سرور فرمود من بنده الکنیه کیست مر این لشکر را وهب باز همان جواب داده شمشیر در ایشان نهاد و قتل کرد و گریزانید باز طائفه دیگر پیدا شدند آن حضرت فرمود من لهولاء وهب گفت انا یا رسول الله آن حضرت فرمود تم والبشر بالجنة وهب باین بشارت غطیے مبشر گشته در صف اهل کفر در آمد کفار او را در میان گرفته بر جسم نیزه و شمشیر از پای در آوردند بعد از وی برادر زاده او حارث بعد از کشش بسیار بفوز شهادت فائز گشت از عمر رضی الله عنه منقول است که گفت دوست میدارم که موت من چون موت مزنی باشد و سعد ابن ابی وقاص گفت که من آن دلاوری و بروئی که در حرب احد از وهب بن قابوس مزنی دیدم در هیچ معرکه از هیچ کس ندیدم و گفت دیدم که رسول خدا صلی الله علیه وسلم بر بالای سر مزنی بعد از قتل او ایستاده بود و میگفت

عجیبه را بر آنحضرت عرض کردم واز عجایب حکایات عمرو بن جموح انصاری عرج است که چهار پسر
داشت که در خدمت آن حضرت در معارک جهاد مبادرت مینمودند چون خواست که در غزوهٔ احد موافقت
کند قوم او منع کردند و گفتند که تو مرد اعوجی و لیس علی الاعرج حرج و چهار پسر تو در خدمت آن حضرت اند
عمرو گفت خوش چیزے که فرزندان من به بهشت روند و من پیش شما بنشینم و منکوحهٔ او گفت
در نظر منست که او گریخته باز آمده است عمرو این سخن شنید سلاح گرفت و دعا کرد که اللهم لا ترددنی
الی اهلی و بیرون رفت و نزد حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم رفته منع قوم را معروض داشت
و گفت امید وارم که بپای لنگ خود در روضهٔ بهشت بخرامم حضرت فرمود عذرک الله و لا جناح
علیک عمرو التماس خود مکرر گردانید پس آنحضرت اجازت فرمود ابو طلحه گوید که عمرو بن جموح را در
جنگ گاه دیدم که منجر امید و میگفت بخدا سوگند که من مشتاق بهشتم و پسری نیز در عقب پدر مشتاقانه
و جنگ کردند تا شهید شدند و آمده است که هند زوجه عمرو بن جموح مرده شوهر و پسر خود و برادر خویش
را بار کرده بمدینه می آورد تا دفن کند شتر هند بزانو در آمد و هر بار که شتر را بزجر بر می انگیخت و توجه
بمدینه مینمود می خسپید یکبار بر انگیخت و روی بجانب احد در رفتار آمد هند این حال را بحضرت عرض کرد
فرمود این شتر تو مامور است و از هند پرسید عمرو هیچ سخنی هم نگفته بود گفت آری در حین توجه
بجانب احد روی بقبله آورده دعا کرده بود و گفته خداوندا باز مگردان مرا باهل من فرمود آن حضرت
اینست که شتر بجانب مدینه نرفت و صل و یکی از وقایع صعبه غزوه احد قضیه شهادت مصعب
بن عمیر است رضی الله عنه آورده اند که چون مسلمانان در احد روی بهزیمت نهادند مصعب
بن عمیر که لوای مهاجران بدست وی بود در ین اثنا ابن قمیئه ملعون متوجه او شد و بضرب شمشیر
دست راستش بینداخت علم بدست چپ گرفته میگفت و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل
و این ملعون بضرب دیگر دست چپ او را نیز ببرد اشت مصعب باز این کلمه را بر زبان آورد و بهر دو
بازو لوا را بسینه خویش منضم گردانید باز آن ملعون تیرے بروی زد تا از پای در آمد و گویند که این
آیت نازل نشده بود که حق سبحانه بر زبان وی گذرانید چون لوا بر زمین افتاد ابو الروم برادر
مصعب آن علم را برداشت و در روایتی آمده است که حق تعالی فرشته فرستاد بصورت مصعب
تا علم مسلمانان را برداشت و آخر روز چون از جنگ فارغ شدند حضرت فرمود تقدم یا مصعب

فصل
در ذکر شهادت
مصعب بن عمیر رضی

خویش را از ترکش خویش بیرون ریخت و آن همه پنجاه تیر بود و هر تیر که بجانب دشمن می انداخت
نعره می زد و می گفت یا رسول اللہ بنفسی دون نفسک جعلنی اللہ فداک جان و تن من فدای
تو باد و چون تیرهای او تمام شود رسول صلی اللہ علیہ وسلم چوب از زمین برداشت و می گفت ادم
یا ابا طلحہ چون در خانہ کمان مے در آور و تیرے میشد و بجانب دشمن می انداخت و چون مردے
از مسلمانان بر آنحضرت بگذشتی و جعبۂ تیر داشتی فرمودی بر تیر این تیرہا را برای ابو طلحہ تا رمی کند و
فرمود آن حضرت آواز ابو طلحہ در لشکر بہتر است از چہل مرد و عجب است کہ با وجود مہارت و بصارت
ابو طلحہ در فن تیر اندازی سعد بن ابی وقاص بدان مشہور شدہ و مثل گشتہ است ظاہرا از جہت
اولیت و سبا بقیت اوست در رمی فی سبیل اللہ و استقامت و سداد در ان واللہ اعلم و در روز احد
تیرے بچشم قتادہ بن النعمان رسید تا آنکہ افتاد بر رخسارۂ وی پس رد کرد آن حضرت آنرا بجای خود
فرمود اللھم اکتبہ جمالا پس بہترین و تیز ترین دو چشم وی شد و شکست شمشیر عبد اللہ بن حجش پس
داد آنحضرت او را شاخ درخت خرما پس گشت در دست وی شمشیر خیانکہ در بدر بعکاسہ دادہ بود و نام شمشیر عبد اللہ عرجون
بود و نام شمشیر عکاسہ عون و فروختہ شد عرجون بدست یکی از امرا معتصم باللہ بدو لیست دینار واللہ اعلم
از دلاوران و جانبازان درگاہ حنظلہ بود کہ او را حنظلۃ الغسیل و غسیل الملائکہ گویند وی در مدینہ
مطہرہ بود در ہمین شب احد کہ خدا شدہ بود و ہمراہ زن خفتہ بود و مباح غسل جنابت میکرد
و یکجانب سر شستہ بود ناگاہ شنید کہ وقت بر اصحاب تنگ است و در روایتی آمدہ کہ از غیب او آوازے
شنید یا غسیل اللہ از کسی ہمدران حالت جنابت بی طاقت شد و باحد آمد و محاربہ کرد و بسیاری از کفار
را بدوزخ فرستاد و شہید شد پس آن حضرت دید کہ ملایکہ او را غسل میدہند تعجب کرد کہ این چہ حال است
فرمود حال او را از امراۃ وی کہ جمیلہ نام داشت و خواہر عبد اللہ بن ابی بود پرسید جمیلہ حقیقت حال
را کشف کرد فرمود آن حضرت این غسل از جہت جنابت بود کہ وی داشت باین متمسک کردہ اند
بعضے ایمہ مثل امام ابو حنیفہ و غیر وی کہ قایلند بغسل شہید وقتیکہ جنب باشد و از جمیلہ مے آرند کہ
گفت در شب خواب دیدم کہ فرجہ در آسمان پیدا شد و حنظلہ از ان فرجہ در آسمان در آمد و باز
فرجہ بستہ شد تعبیر چنان کردم کہ حنظلہ شہادت خواہد یافت و از ابو سعید ساعدی آوردہ اند بعد از
کہ از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم این سخن شنیدم بر حنظلہ رفتم دیدم کہ آب از سروی متقاطر بود و منصور

ازوی رد کرد و دست او بواسطهٔ آن شل شده و در روایتی آمده که دست خود را سپر تیری ساخته بود که کافری بران حضرت انداخته بود و بر خنصری خورد و از کار رفت و آمده است که در روز احد هشتاد زخم بر طلحه خورده بود و با وجود آن تردد میکرد و یکباری دو ضرب شمشیر بر سر او زده بودند که از غایت الم آن افتاده و بیهوش گشته بود ابو بکر صدیق رضی الله عنه آمد و آبی بر روی او زد که بهوش آمد پرسید که رسول را حال چیست گفت بخیر است و او مرا نزد تو فرستاده است گفت الحمد لله که معصیتی که بعد از من باشد آسان است و باقی احوال وی رضی الله عنه در ذکر احوال شرارت ابن قمیه ملعون بیاید آورده اند که انس بن النضر عم انس بن مالک در واقعه بدر حاضر نشده بود و خواست که در احد آمده تدارک ما فات قیام نماید چون پرسید از احوال آنحضرت گفتند چنین می شنویم که آن حضرت بمقام شهادت رسید پس اصحاب را گفت روا باشد که شما زنده باشید و پیغمبر را کشند شمشیر کشید و متوجه دشمنان شد اتفاقا بسعد بن ابی وقاص رسید و در روایتی به سعد بن معاذ گفت بخدا سوگند که من بوی بهشت از جانب احد می شنوم و بر قلب لشکر کفار زد و محاربهٔ عظیم نمود تا شهید شد و بعجب رسید که هشتاد و چند زخم یافته بود چنانکه جثهٔ شریف او در میان کشتگان معلوم نمی شد خواهرش بجالی که برداشت او را بشناخت و سعد بن ابی وقاص که موصوف بصفت اول من رمی فی سبیل الله بود در روز احد نیز مامور بود به تیر اندازی و سیف مسلول آن حضرت باسعد ارم فداک ابی و امی و مالک بن زبیر کافری بود که چندین کس از مسلمانان از زخم آن پلید بقتل آمدند و مجروح گشتند سعد بن ابی وقاص بر دیدهٔ وی تیری زد که از قفای سرش بیرون رفت و بجهنم شتافت و اهل اسلام از حزن آن خلاص گشتند و آن حضرت علیه السلام دعای خیر کرد برای سعد رضی الله عنه و فرمود اجابت دعوتک و سدد رمیتک پس ببرکت دعای وی صلی الله علیه وسلم سعد مستجاب الدعوة گشت چنانکه مردم بترک بد دعای وی میجستند نقل است که سعد رضی الله عنه در آخر نابینا شد او را گفتند که بیماران بدعای تو شفا می یابند چرا دعا نکنی تا حق سبحانه چشم تو ببازدهد گفت قضاء الله تعالی احب الی من بصری خواست حق تعالی و حکم او نزد من عزیز تر است از بینائی چشم من و ابو طلحه انصاری پیش رسول صلی الله علیه وسلم ایستاده بود و خود را سپر آن حضرت ساخته بود در فن تیر اندازی بصارتی تمام داشت و سخت می کشید کمانها را دو سه کمان در آن روز شکست و آوازی بلند داشت و تیرهای

ومیکائیل علیهما السلام بر مثال دو مرد جامه سفید بر یمین ویسار آن حضرت ایستاده بودند ومحافظت
وی میکردند وبا کفار محاربه می نمودند ومشهور آنست که محاربه ملایکه مخصوص بغزوهٔ بدر است ودر
غیر آن حضور وامداد واعانت ثابت است نه محاربه ومقاتله چنانکه ذکر این معنی در غزوه بدر گذشت
وگفتم ومن الله اعلم تواند که نزول ملایکه هزار بعد هزار بقتال کفار مخصوص ببدر باشد اما ملازمت جبرئیل ومیکائیل
که ملازمان خاص درگاه اند در هیچ جا باشد ومحاربه کرده باشند منافات ندارد ومیگویند که چون علی مرتضی کرم الله وجهه
این مردانگی کرد ونصرت داد جبرئیل علیه السلام بآن حضرت فرمود که این کمال مواسات جوانمردی است که علی با تو می ورزد
آنحضرت فرمود انه منی وانا منه یعنی در دینی علی از من است ومن از وی کنایت است از کمال اتحاد واخلاص ویگانگی وآمده است
که چون آنحضرت این کلمه فرمود جبرئیل گفت وانا منکما من از شما هر دو ام وگویند آوازی شنیدند که گوینده غیبی میگفت لافتی الا علی
لاسیف الا ذوالفقار در معارج النبوة می آرد ودر کشف الغمه مثل این واقعه آورده مبسوط تر ازین ودر آخر آن آورده که آنحضرت
فرمود ای علی حق سبحانه وتعالی مدح خود را که ملکی که نام او رضوان است در آسمان میگوید لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار ومنتهی
ودر روضة الاحباب میگوید که این حدیث را باین طریقه بعضے از اکابر محدثان واهل سیر در کتب خویش
آورده اند ولیکن ذهبی که محک رجال است در میزان الاعتدال تضعیف وتکذیب راوی نموده است
والله اعلم گفت بندهٔ مسکین حصه الله بمزید الیقین که ظاهر اقصه نادعلیا مظهر العجائب همدرین معامله
ومعارکه واقع شده است اما در کتب حدیث هیچ ذکر آن نکرده اند والله اعلم وبالجمله وی رضی الله عنه
حق مبارزت ومحاربت وجلادت وشجاعت بجای آورد که فوق آن تصور نتوان کرد در روایت است
از قیس که وی از پدر خویش سعد روایت کرد که گفت از علی مرتضی شنیدم کرم الله وجهه که فرمود در روز
احد شانزده ضربه بمن رسید که در چهار ضربه ازان بر زمین افتادم وهر بار که می افتادم مردی خوبروی
خوشبوی باز و مرا میگرفت ومرا بر پا می کرد ومیگفت متوجه کافران شو که تو در طاعت خدا ورسول اوئی
والیشان هر دو از تو راضی اند بعد از فراغ جنگ آن واقعه را بحضرت رسالت صلی الله علیه وسلم عرض کردم آنسرور فرمود
صلی الله علیه المعبود که تو او را می شناسی گفتم نی اما بدحیه کلبی مشابه است فرمود ای علی خدا تعالی بچشم
تو را روشن کناد آن جبرئیل بود علیه السلام واز طلحه رضی الله عنه نیز در روز احد لاوریها بوجود آمد
که بسبب ایجاب دخول جنة شد وقتالها عظیم کرد وفرمود آن حضرت طلحه ازانهاست که آنچه بروی
بود از حق بجا آورد وگویند طلحه دست خود را پیش آنحضرت صلی الله علیه وسلم گردانید شمشیران قمیه را

صبر بہتر است مر صابران را آن حضرت فرمود واللہ صبر میکنم وازان داعیہ درگذشتم وبعوض آن
ہفتاد نوبت برائے حمزہ استغفار کردہ در حدیث آمدہ است کہ آن حضرت فرمود اگر خاطر صفیہ
درمیان نمی بود مدفون نمیساختم حمزہ را وی گذاشتم کہ سباع وطیور می خوردند وحشر میکرد او را احدے
تعالی از درون ایشان وآوردہ اند کہ چون صفیہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیشتر حمزہ بن
عبد المطلب از دور پیدا شد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بہ پسر وی زبیر بن العوام فرمود والدہ خود را باز
گردان تا مبادا در خود را بایخیال نہ بیند ودر روضۃ الاحباب میگوید کہ آخر صفیہ بر سر حمزہ آمد ودے و
فاطمہ بیگر گریستند وبگریہ ایشان آن حضرت نیز بگریہ در آمد وفرمود آن حضرت کہ حمزہ بن عبد المطلب را
درمیان اہل ہفت آسمان اسد اللہ واسد رسولہ نوشتند وفرمود تا بجہت وی قبر کندند ودفن کردند
وذکر دفن شہدا ونماز کردن بر ایشان در آخر باب بیاید **وصل** دیگر صحابہ نیز درین غزوہ کارزار
کردند وحق محبت واخلاص بجا آوردند بعضے بشرف شہادت رسیدند وبعضے باقی ماندند رضی اللہ عنہم
اجمعین واز علی مرتضی کرم اللہ وجہہ مروی است کہ چون کفار بر مسلمانان غلبہ کردند حضرت از نظر من
غائب شدند در کشتگان رفتم وتفحص کردم درمیان کشتگان ندیدم باخود دیدم گفتم کہ مگر حق تعالے
بواسطہ فعل ما بر ما غضب کرد وپیغمبر خویش را بآسمان برد گفتم بہتر ازان نیست کہ قتال کنم تا کشتہ
شمشیر کشیدم وبر مشرکان حملہ کردم واز ہم پاشیدند ناگاہ حضرت را دیدم کہ بسلامت است
دانستم کہ حق تعالی او را بملایکہ کرام خود محافظت نمودہ است منقول است کہ چون مسلمانان روے
بہزیمت آوردند وحضرت رسول را صلی اللہ علیہ وسلم تنہا گذاشتند حضرت در غضب آمد وعرق از
پیشانی ہمایونش متقاطر گشت ومثال مروارید دوید دران حالت نظر کرد علی ابن ابی طالب را کہ
بر پہلوے مبارکش ایستادہ است فرمود چون است کہ تو ہمراہ دران خود ملحق نگشتی علی گفت لا کفر
بعد الایمان ان لی بک اسوۃ آیا کافر شوم بعد از ایمان بدرستی کہ مرا بتو اقتدا است یعنی مر انبیا را
است بیاران وبرادران کہ در پی غنیمت رفتند وہزیمت نمودند چہ کار دارم درین حین جمعی از کافران
متوجہ آن حضرت علیہ السلام شدند فرمود ای علی مرا ازین جمع نگاہدار وحق خدمت ونصرت بجا آر
کہ وقت نصرت ست علی مرتضی رضی اللہ عنہ متوجہ آن قوم شد ودمار از روزگارشان برآورد وایشان
را متفرق گردانید وجمعی کثیر را بدوزخ فرستاد وآمدہ است کہ دران زمان ملایکہ نیز حاضر بودند جبرئیل

از انصار پس زد او را بشمشیر بر سرش پس گفت جاریه که ایستاده بود بر پشت بام وحشی بگفته امیر المومنین کشت
او را غلام سیاه این ترجمه حدیث صحیح بخاری است آورده اند که چون وحشی بگفته مطعیمه بن عدی بسوی
احد بقصد قتل حمزه میرفت هند بن عتبه زن ابوسفیان مادر معاویه هر گاه در راه بوحشی رسیدی او را
تحریص نمودی مردانه باش که تا هم خاطر ما بدست آری نیز میسر گردد و من هم ترا ترتیبت نمایم که پدرم
عتبه را در روز بدر حمزه کشته است وحشی میگوید اتفاقاً در جنگ گاه حمزه را دیدم که چون شیر مست
در میان قوم در آمده بود و صفوف لشکر قریش را در هم می شکست ناگاه سباع بن عبد العزی
خزاعی از صف کفار بیرون آمده بود و مبارز می طلبید حمزه بر آمد و سباع را کشت و من در پس سنگی
نشسته بودم در کمین و حربه بنیکوی انداختم چنانکه حربه من کم خطا کردی چون حمزه غافل نزدیک من
رسید حربه خود را بسوی او انداختم بر عانه او چنانکه از طرف دیگر سر بیرون کرد دیدم که حمزه متوجه من شد
من روی بفرار آوردم پس در راه بیفتاد و جماعتی از یاران وی بر سر وی رفتند و گفتند یا عماره
جواب ایشان نگفت دانستم که آخر شد صبر کردم تا مردم از سر وی دور شدند بر فتم و حربه خویش را بر داشتم
و شکم او بشگافتم و جگرش را بر آوردم و نزد هند بردم و گفت اینک جگر حمزه قاتل پدرت از من بستد و
آنرا فرو خائید و بیرون آورد و بینداخت و گویا بوی گفته بود که چون حمزه را بکشی جگر او را نزد من بیار
یا این سیاه قاسی القلب این را از پیش خود کرد و هند جامه و حلی و زیور خود را تمام بمن داد و وعده
کرد که چون بمکه روم ده دینار زر سرخ بتو دهم انگاه گفت به من نمائی که معبر وی کجاست او را
بدانجا بردم بینی و گوش و آلت او را قطع کرد و با خود بمکه برد و بهبت مضغ جگر حمزه هند را اکلة الاکباد
خواندند و مروی است که بعد ازان که کافران رفتند و مسلمانان در میان میدان در آمدند تفحص کشتگان
خود می کردند فرمود آن حضرت صلی الله علیه وسلم ما فعل عمی ما فعل حمزه علی کرم الله وجه تفحص مشغول شد
بر سر حمزه رسید و او را بدان هیئت مشاهده کرد دگر گریه شد و مراجعت نموده آن حضرت را صلی الله
علیه وسلم از صورت واقعه واقف گردانید سید عالم با علی همراه آمده بر سر حمزه ایستاد و فرمود ما وقفت
موقفا اغیظ من هذا انگاه فرمود والله اگر بر قریش دست یابم هفتاد کس از ایشان را مثله کنم جبرئیل

علیه السلام آمد و این آیت آورد - ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به - یعنی اگر صبر کنید صبر کنندگان را بهتر است
یعنی اگر عذاب کنید و سزا دهید عقاب کنید بمانند انچه عقاب کرده شده اید شما بآن و اگر صبر کنید هر آینه

آدم با عبید اللہ بن عدی بن الخیار در سفری و چون بحمص رسیدیم گفت مرا عبید اللہ بن عدی ایا
رغبت هست ترا در دیدن وحشی که پرسیم او را از کشتن وی حمزه را گفت نعم هست رغبت در این وحشی
در حمص میبود پس پرسیدیم جای و منزل او را گفتند او آنست که در سایه کوشکی نشسته مانند مشکی کلان
پس آمدیم و ایستادیم بر سروی اندکی و سلام کردیم بروی پس جواب داد و گفت عبید اللہ بن عدی
و حال آنکه پوشیده بود وی سر و روی خود را بعمامه خود با وحشی مرا می شناسی گفت نمی شناسم
پس کشاد عبید اللہ روی خود را و گفت آیا خبر نمیدهی بقتل حمزه گفت نعم حمزه کشته بود طعیمه بن عدی
بن الخیار را در بدر پس گفت مرا مولای من جبیر بن مطعم اگر کشتی تو حمزه را در بدل عم من کشته طعیمه
بن عدی است پس تو آزادی گفت وحشی پس هنگامی که بیرون آمدند مردم در سال عینین و عینین
کوهی است در برابر احد مقصود غزوه احد است بیرون آمدم با مردم بسوی قتال پس هنگامی که صف
بستند برای قتال بیرون آمد سباع گفت آیا هست هیچ مبارزی که بیرون آید بسوی من پس بیرون
آمد حمزه بن عبد المطلب و گفت ای سباع ای پسر ام انمار مقطعة البظور جنگ می کنی با خدا و رسول
وی پس حمله کرد پس کشت وی همچو دی روزگذشته گفت وحشی و بودم من زیر سنگی بزرگ چون
نزدیک شد حمزه بمن پس انداختم بسوی وی حربه خود را پس نهادم آن را میان سر و دعانه وی تا بیرون
آمد میان دو ران وی و بود این آخر عهد وی پس چون برگشتند مردم بمکه و برگشتم من نیز با ایشان
اقامت کردم تا آنکه فاش شد اسلام در مکه بعد ازان بیرون آمدم بسوی طائف یعنی گریختم و چون فتح
کرد مکه را آن حضرت فرستاد مر اهل طائف بسوی آن حضرت ایلچیان را و گفتند مر ا مردم که آن حضرت
آزار نمی کند ایلچیان را یعنی تو نیز همراه این جماعه برو کہ سلامت مانی تا آنکه قدوم آوردم بسوی
رسول خدا و چون دید مرا رسول خدا گفت آیا توئی وحشی گفتم نعم فرمود آیا تو کشتی حمزه را گفتم واقع
شده است آنچه رسیده است ترا فرمود میتوانی که غایب گردانی روی خود را از من پس رفتم و چون
قبض کرده شد رسول خدا صلی اللہ علیه وسلم پس خروج کرد مسیلمه کذاب گفتم بیرون آیم بسوی مسیلمه شاید
که بکشم او را و مکافات کنیم بآن قتل حمزه را پس بیرون آمدم بسوی او پس واقع شد از امر آنچه واقع شد
ناگاه مردی است ایستاده در میان دیوار گویا اشتری است سفید سیاه پراگنده موی پس انداختم
بسوی او حربه خود را و نهادم آن را در دو پستان وی تا آنکه بیرون رفت از دو شانه وی و بجهید بسوی وی مردی

وفرمود آن حضرت جواب ندهید آخر عمر بن الخطاب بتاب شده جواب وی داد اما پیش ازان هیچ
ذکر نکرده اند که درمیان تیراندازان بود یا بآنهای که هزیمت خوردند یا میان آنهاکه متزلزل و مختلط
گشتند آن حکایت مشکل و مشتبه ماند والله اعلم نعم در عثمان رضی الله عنه آمده است که گریخت و فرار
چنانکه در صحیح بخاری آمده که مردی نزد ابن عمر رضی الله عنهما آمده و گفت که خبر ده مرا که عثمان روز احد گریخت
گفت نعم گفت آنمرد را یا میدانی که غایب شد از بدر و حاضر نشد آنرا گفت ابن عمر نعم و گفت آیا میدانی
که تخلف کرد از بیعة الرضوان پس حاضر نشد آنرا گفت نعم پس تکبیر برآورد آنمرد پس گفت ابن عمر بیا
خبر دهم ترا و بیان کنم مر ترا از انچه سوال کردی اما فرار عثمان روز احد گواهی میدهم که خدا تعالی عفو کرد
ازان اشارت کرد باتی که سابلقا گذشت اما غایب شدن آوازه بدر پس از جهت آن بود که بود تحت
وی دختر پیغمبر صلی الله علیه وسلم و بود مریضه پس گذاشت او را آن حضرت برای بیمارداری دختر
خود و فرمود که مر ترا اجر مردی است که حاضر شده بدر را و سهم آن و اما غیبت وی از بیعة الرضوان
پس از جهت آنکه فرستاد او را آن حضرت نزد اهل مکه تا بگوید با ایشان که آن حضرت معتمر آمده است
نه محارب و اگر مے بود هیچ یکی عزیز تر از عثمان هر آئینه میفرستاد آنکس را ولیکن فرستاد عثمان را و بیعة الرضوان
بعد از رفتن عثمان بمکه است و گرفت آنحضرت دست راست خود را و زد بر دست چپ خود و گفت
این دست عثمان است پس گفت ابن عمر آنمرد را بیا این علم را با خود دار این وی بود که بعثمان رضی الله
سوء اعتقادی داشت پس ازین حدیث معلوم شد که عثمان رضی الله عنه داخل آن جماعتی بود که هزیمت
خوردند اما حال عمر را رضی الله عنه تشخص بیان نکرده اند که بآن جماعه بودند که با عبد الله بن جبیر بودند
و هزیمت خوردند با یکدیگر در افتادند و آنهای که باقی ماندند خود کشته شدند و اگر در جماعه بودند که
حضرت باقی ماندند پس چرا ذکر نکردند در حدیث والله اعلم **وصل** و اما قصه قتل حمزه بن عبد المطلب
مجملش آنست که چون صف بستند برای قتال بیرون آمد سباع بن عبد العزی غزاعی و گفت آیا هست
مبارزے که بیرون آید بسوی من پس بیرون آمد حمزه بن عبد المطلب و حمله کرد بروی پس گشت
آنمرد مانند وی روز که گذشته است یعنی رفت از عالم و نابود شد و بود وحشی پنهان زیر سنگی کمین
نزدیک آمد حمزه انداخت وحشی حربه خود را بروی چنانکه از طرف دیگر سر دیگر بیرون کرد و تمام شد
کار وی و تفصیلش آنست که در صحیح البخاری از جعفر بن عمرو بن امیة الضمری آورده که گفت بیرون

وصل
قصه قتل حمزه ۱۲

وجماعۂ ثبات قدم نمودہ بر مرکز صدق و قرار قائم و دایم ماندند رضی اللہ عنہم اجمعین اینجا بخاطر میرسد
کہ سبحان اللہ کہ این ہمان خالد بن ولید است کہ آخر مسلمان شد و در اسلام فتحہا کرد و بجای رسید
کہ فرمودند خالد سیف من سیوف اللہ اینچہ حجابہا بود کہ در میان آمد با وجود سطوع انوار و بروز
اسرار الامور مرہونۃ باوقاتہا کہ گویند این است و پدر خالد کہ ولید بن المغیرہ است اشد از کفار
و الد حصام بود چنانکہ ابوجہل پدر عکرمہ و این ہر دو سعادتمند از ان بی سعادتان بیرون آمدند
و گویا علاقۂ اتفاق میان این دو مرد این بود و الآن میگوئیم رضی اللہ عنہما بجای آنکہ بر پدران
ایشان میگفتیم لعنہ اللہ علیہم بخرج الحی من المیت و گاہی عکس این نیز واقع میشود و اللہ علی
کل شیء قدیر و آوردہ اند در ہنگامے کہ در لشکر مسلمانان اختلاف و اشتباک افتاد و در ہم افتادند
و کشش واقع شد ابن قمیہ کہ رئیس بے سعادتان بود آواز درداد کہ الآن محمد را قتل و در روایات
آمدہ کہ ابلیس لعنہ اللہ علیہ در صورت جمال بن سراقہ متصور شدہ این آواز درداد بدلیل آنکہ
حباب بن جبیر و ابوبردہ روایت کردہ اند کہ جمال بن سراقہ در پہلوی ما بود و آن ندا را از غیر او می شنیدم
و از غرائب روایات است کہ در معارج النبوۃ آوردہ کہ آواز شیطان کہ بقتل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ندا میکرد بمدینہ رسید تا در خانہای مدینہ نیز شنیدند و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا چون این آواز شنید
دست بر سر زنان از خانہ بیرون دوید و سیگریست و ہم زنان ہاشمیہ می نالیدند و چنین معلوم میشود
کہ زہرا رضی اللہ عنہا بعد از شنیدن این آواز از مدینہ باحد رسید چنانکہ ذکر شریف وی در انجا
بیاید و اگرچہ مسلمانان معتزل شدند و میگریختند آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر جای خود ثابت
و قائم بود و جز چہاردہ نفر ہفت از مہاجرین و ہفت از انصار باوی کسے نماند از مہاجران ابوبکر
صدیق و علی مرتضے و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و زبیر بن العوام و طلحہ بن عبید اللہ
و ابوعبیدہ بن الجراح و از انصار حباب بن المنذر و ابودجانہ و عاصم بن ثابت و سہل بن حنیف
و اسید بن حضیر و سعد بن معاذ و حارث بن صمہ و در روضۃ الاحباب آوردہ کہ بعضے گویند محمد بن مسلمہ
نیز از انجملہ بود گفت بلندہ مسکین ثبتہ اللہ علی طریق الحق و الیقین کہ عجب است کہ در ایشان عمر
بن الخطاب را ذکر نکردہ اند و بود رضی اللہ عنہ نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در وقتیکہ فراہم آمدند
اصحاب نزد وی و مذاکرہ ابوسفیان ہل فی القوم محمد ہل فی القوم ابن ابی قحافۃ ہل فی القوم ابن الخطاب

ورزید خالد بن ولید که چند نوبت قصد رخنه کرده بود تا ازان ممر بر لشکر اسلام تاختن آورد هر بار از
هجوم تیر باران مبارزان خائب وخاسر باز گشته بود ند هنوز مطلق مایوس نشده بود و در کمین گاه
بود مترقب ومنتظر فرصت وغفلت ومساهلت مومنان میبودی وباعکرمه بن ابی جهل لعنه الله
علیه وجمعی دیگر از مشرکان بر سر عبد الله تباخت واورا با یاران او که چند نفر معدود بودند شهید ساخته
از شگاف آن کوه بیرون رفتند واز عقب مسلمانان در آمدند وشمشیرها در نهادند وبقتل اهل اسلام باز
گشادند واضطراب عظیم در میان لشکر اهل اسلام پیدا شد ولشکر تمام از هم فرو ریخت واز غایت
شوریدگی حال که با ایشان راه یافته بود بقتل یکدیگر در افتادند وشعور بشعار ند اشتند چنانکه گویند
اسید بن حضیر را رضی الله عنه دو زخم از مسلمانان رسید وبر ابو بروه نیز دو زخم رسید چون بعرض
حضرت رسانیدند فرمود هو فی سبیل الله ویمان پدر حذیفه رضی الله عنهما بدست مسلمانان مقتول
شد هر چند حذیفه فریاد میکرد که ای بندگان خدای این پدر منست واز جمله مسلمانان است هیچ جا
نرسید واورا کشتند پس گفت حذیفه بیامرزد خدا یتعالی شمارا او رحمت کناد وهمیشه بود در حذیفه
خیر ودعا واستغفار مر قاتلان پدرش را رضی الله عنه وچون این حکایت بحضرت رسید فرمود
تا دیت یمان بدهید حذیفه دیت گرفت وتصدق کرد آنرا بر مسلمانان پس اشرار غلبه کردند واخیار
همه گریختند وبیکبار قضیه منعکس گشت کافران قدم در میدان جلادت نهاده بقتل اهل اسلام مشغول
شدند وبشومی وبی فرمانی رسول خدا که ازان جماعت صادر گشت وطمع وميل انخطام دنیاوی که
با ایشان راه یافت شکست بر لشکر اسلام افتاد انا لله وانا الیه راجعون وهنوز عنایت آلهی
جل وعلا ازین مسلمانان منقطع نشد وهمه را بیامرزید تا معلوم گردد که باهر که نظر عنایت وقبول
نمودند دیگر نمیرانند ورد نمیکنند وازینجمله اثر ایمان مجمد است صلی الله علیه وسلم وبطفیل اوست چنانکه
منطوق کریمه ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلهم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد
عفا الله عنهم ان الله غفور رحیم وگویند که اصحاب دران حین بر چهار قسم شدند جمعی جنگ کردند و
شهید شدند وگروهی گریختند در زوایا وشعاب جبل مختفی گشتند وبعضی بشهر رفتند وقرار گرفتند وعثمان
بن عفان از انجمله بود وبعد از اتمام معامله مقاتله وتسکین نائره جنگ بخدمت شریفه مراجعت
نمودند واین آیت کریمه شامل حال شده رقسم عفو ومغفرت بر ناصیه حال ونامه اعمال ایشان کشید

اگرچه حضرت عثمان او جنگ

که تا مغزش شگافته شد و باز گشت و بصف خویش آمد یاران گفتند که چرا کار طلحه تمام نساختی جواب داد
که چون وی بیفتاد عورتش ظاهر شد و مرا سوگند داد که ازو درگذرم شرم داشتم که دیگر تعرض بوی
کنم و دانستم که عنقریب هلاک خواهد شد و در بعضے روایات آمده که مصعب بن عمیر او را کشت و گویند
که کبش کینه که پیغمبر صلی الله علیه وسلم کشتن او را در خواب دیده بود وی بود چنانکه گذشت بعد ازان
مومنان بر مشرکان پیاپی حملها آوردند که صفهای کفار را درشکستند بعد ازان در ادر حمزه بن عبد المطلب
و کشت عثمان بن ابی طلحه را که علم کفار برداشته بود تیغی بر میان هر دو شانه وی زد که یک دست
و شانه اش بینداخت و شش او ظاهر شد و باز گشت حمزه و میگفت انا ابن ساقی الحجیج من
پسر آب دهنده حاجیانم عبارت از عبد المطلب داشت که سقایه حرم حواله او بود بعد ازان ابو سعد
بن ابی طلحه علم کافران برداشت چون او را سعد بن ابی وقاص برداشت و میگویند که جماعه زیاده
از ده کس علمهای مشرکان برداشتند تا آنکه زنی که نامش عمره بود دختر علقمه حارثیه علمدار قریش شد
و همه کشته شدند و هر که از لشکر ایشان سر برآورد سرنگون افتاد بعد ازان مومنان یکبار بر اعدا
متفرق گشتند و حمله آوردند مشرکان از میدان باز گشتند و هزیمت خوردند غنیمات که سرود میگفتند
بجای سرود نوحه و فریاد و واویلا میکردند و دف ها را از دست بینداختند و دامن جامهای خود را
برداشتند چنانکه ساقها و خلخالهای نمود و بجانب کوه میگریختند خالد بن ابو الولید با جمعی از مشرکان
خواست تا از شگاف کوه از عقب لشکر اسلام در آید تیر اندازان که ایشان را بر شگاف کوه گذاشته
بودند بر خسم تیر او را باز گردانیدند و خالد چند نوبت این داعیه کرد و نتوانست کار کرد عاقبت باز گشت
و هنوز در کمین بود القصه مسلمانان بر لشکر کفار غالب آمدند و کافران روی بهزیمت نهادند و فتح
و نصرت بجانب اسلام و هزیمت و خیبت بجانب کفر مقرر شد ناگاه چشم زخمی بجمال شاهد اقبال
رسید و آنچنان بود که چون جماعه تیر اندازان دیدند که لشکر کفار روی بهزیمت نهادند و مسلمانان
بغنیمت گرفتن مشغول شدند و نهب و غارت مینمایند ایشان نیز از جای خود جنبیدند و بعصیری کردند
عبد الله بن جبیر که امیر ایشان بود هر چند بنصیحت کرد و سخن آنحضرت را که بمبالغه و تاکید تمام در منع
از جنبیدن و مرکز گذاشتن فرموده بود بیاد ایشان داد سود نداشت و اکثر ایشان رفتند و بغارت
و غنیمت مشغول شدند و عبد الله بن جبیر با جماعه معدود که بده نمی کشید در جای خویش ماند و ثبات قدم

خالد بن ولید را و میمنه و عکرمه بن ابی جهل را بر میسره و ابو سفیان را در قلب تعین کردند و صفوان بن امیه
و برادر عمرو بن العاص را با تباع در برابر رخنه کوه داشتند و عبد الله بن ربیعه را بر تیر اندازان امیر
کردند و لوار ا بطلحه بن ابی طلحه دادند که او را کبش کتیبه میخوانند و آورده اند که شمشیری در دست مبارک
آن حضرت بود صلی الله علیه وسلم و مکتوب بود بر وی این شعر فی الجبین عار وفی الاقبال مکرمة
والمرء بالجبین لا بخوسن القدر + فرمود کیست که این سیف را بگیرد و حق آنرا ادا کند پس مردان برای
گرفتن آن بایستادند پس نگاه داشت آن حضرت آن شمشیر را از ایشان و نداد پس بایستاد ابو دجانه و
گفت چیست حق این یا رسول الله فرمود حق این آنست که بزنی آنرا در روی دشمن تا منحنی شود و کج گردد
و گفت ابو دجانه من میگیرم این را بحق وی یا رسول الله پس داد آن حضرت آنرا بوی و بود ابو دجانه
مردی شجاع که میخرامید در جنگ و جلوه میکرد و چون آن حضرت دید او را در تنجر باین صفت و حال فرمود
این رفتاری است که دشمن میدارد آنرا خدا تعالی مگر در بن موطن پس در آمد ابو دجانه و بست سر
خود را بعصابه سرخی که داشت و در آمد در معرکه و گویند که چون وی عصابه سرخ بر سر بستی جنگ سخت کردی
و پیش نیامدی هیچ مشرک را مگر آنکه کشت او را تا رسید در منفج جبل بهند زوجه ابی سفیان و وی با جماعت
از زنان رجز ها میخواندند و دف میزدند و بر کشتگان بدر نوحه میکردند شمشیری برآورد تا بر هند زند
باز دست خود را نگاه داشت و گفت این شمشیر از آن گرامی است که بخون این زن آلوده کنم پس جنگ
از جانبین در گرفت و گویند اول کسیکه از لشکر کفار بر وی لشکر اسلام تیر انداخت ابو عامر فاسق بود
و او را ابو عامر راهب نیز گویند که پانجاه کس از قوم خود آمد و بانگ زد و گفت منم ابو عامر لعنت الله
علیه گفتند مسلمانان لا مرحبا بک ولا اهلا یا فاسق پس با قوم خود تیر اندازی کرد با وی غلامی چند
بودند از قریش که بر لشکر اسلام سنگ می انداختند مسلمانان نیز بر ان جماعت تیر و سنگ می انداختند
تا گریخت آن فاسق با یاران خود و این بدبخت پیش از ظهور نور نبوت خبر میداد از احوال شریف
آن حضرت و بعثت وی و بعد از بعثت انکار کرد و برگشت از قول خود و جدال کرد با آن حضرت و تمام
قصه وی در باب اشارات و اخبار که در کتب سابقه و امم ماضیه ببعثت آن حضرت واقع شده گذشت
بعد از ان طلحه بن ابی طلحه که صاحب لوار قریش بود برامد و فریاد کرد و مبارز خواست سر تیشه شجاعت
سیدان و غا علی مرتضی رضی الله عنه و کرم وجهه در میدان رفت و مبارزت نمود و تیغی بر سر وی

را قبول کرد پس آن حضرت بر اسپ سوار شد و ابو خیثمه دلیل راه شد و آن حضرت را باحد رسانید و در راه
عبور بر حایط منافقی که مربع بن قیظی نام داشت و کور ظاهر و باطن بود واقع شد آن منافق برخاست و
بر روی لشکر اسلام خاک پاشیدن گرفت و در حقیقت بر روی روزگار خود انداخت و بحضرت گفت اگر
تو رسول خدا بودی بحایط من نه درآمدی و حایط مرا خراب نساختی سعید بن زاهر شهلی کمانی بر سر وی
زود سر آن منافق را بشکست حضرت فرمود وعه فان الاعمی اعمی القلب و چون آن حضرت علیه السلام
باحد رسید وقت نماز صبح رسیده بود پس بلال اذان گفت و تکبیر برآورد و صفهای راست کردند
و نماز بجماعت بگذاردند و آن حضرت یکزره در بر مبارک داشت زره دیگر را بر بالای آن پوشید
و خود بر بالای سر مبارک نهاد و از اینجا معلوم میشود که تمسک باسباب و مباشرت آن منافی توکل
نیست که سید المتوکلین صلی الله علیه وسلم آنرا کرده است و در حقیقت توکل ثقه بتقدیر الهی است
و مباشرت اسباب که آن نیز از جمله تقدیر است داخل بند گیست و نیز آن حضرت اشجع ناس بود و هر که
شجاع تر در جنگ دغدغه تاکتیر و کارگذار تر در آلات جنگ را نگاه دارنده تر گویند عبد الله بن ابی منافق
که سرگروه منافقان بود با جوقی خود که سیصد نفر بودند تخمینا از ان منزل یا پیش از ان برگشتند تحقیق آنست
که پیش از وصول باحد باز گشتند و تا احد که مقام مومنان و موحدان است نتوانند رسید و بقولی آن حضرت
اورا باز گردانید از جهت کفر و نفاق ایشان **وصل** چون لشکر اسلام باحد رسید جانبین صف بستند
و مسلمانان در پیچ احد صف بستند و آن شوره بختان بشورستانی که در انجاست و آن حضرت خود صفوف
صحابه را راست میکرد و چنان کرد که احد در قفا و مدینه در مقابل وی آمد و در انجا جبلی است که آنرا عینین
گویند بصیغه تثنیه و بلفظ جمع نیز میگویند بر لسار واقع شد و کوه عینین شگافی داشت که محل خطر بود که
دشمنان کمین کنند و از انجا بر سر لشکر اسلام افتند عبد الله بن جبیر را بانجاه تیر انداز تعین کرد تا آن راه
را نگاه دارند و نگذارند که از ان راه کفار بر لشکر اسلام درآیند و اگر درآیند تیر باران کنند و ایشان را وصیت
کرد که هیچ حال از جای خود نجنبند خواه مسلمانان غالب شوند یا مغلوب و مبالغه کرد که اگر به بینند که ما را
طیر ربودند از جای خود نروید تا بفرستم کسی را نزد شما و اگر دیدید که هزیمت دادیم با قوم را هم نجنبید و اگر کشتند
ما را قوم بجنبید و عکاشه بن محض اسدی را بر میمنه و ابو سلمه بن عبد الاسد مخزومی را بر میسره و ابو عبیده بن الجراح
و سعد بن ابی وقاص را بر مقدمه و مقداد بن عمر را بر ساقه داشت و مشرکان نیز صفوف خود را راست کردند

گرفته بیرون خرامید چون صحابه آن حضرت را بدین هیئت دیدند همه حیران و پشیمان گشتند و گفتند
یا رسول الله ما را نمیرسد که خلاف رای مبارک تو کنیم هر چه بخاطر شریف تو برسد همان کنیم ما خطا کردیم
که درین باب جد نمودیم فرمود نخست با شما گفته بودیم نشنیدید و مبالغه و الحاح نمودید اکنون سزاوار نیست
که چون پیغمبر خدا سلاح پوشد آنرا باز نهد تا زمانی که خدا تعالی حکم کند میان او و دشمنان او و اکنون انچه باید
و بکنم بشنوید و بکنید و صبر و استقامت ورزید و نصرت شعار شما خواهد بود ازینجا معلوم میشود که ابتدا کار
این غزوه برای اختلاف و کراهت بوده شاید که این نیز در ابتدای جنگ موجب اختلال و تزلزل آید
اما چون آخر مختار آن حضرت صلی الله علیه وسلم افتاد که بیرون آمد و عزم نمود بحکم فاذا عزمت فتوکل علی الله
آخر کار بفتح و ظفر باز آمد و الله اعلم آنگاه سه لوا عقد کرد لوای مهاجرین بعلی مرتضی داد رضی الله عنه و بعضی
گویند بمصعب بن عمیر و لوای اوس بسعد بن عباده و لوای خزرج بحباب بن المنذر داد و عبد الله بن
ام مکتوم را در مدینه مطهره خلیفه ساخت و متوجه احد شده مسلمانان نیز همراه آن حضرت روان شدند و میان
ایشان صد زره پوش بودند و اعداد و افراد لشکر هزار مرد بود و بروایتی نهصد و سعدین یعنی سعد بن معاذ
و سعد بن عباده هر دو زره پوشیده پیش پیش آنحضرت میرفتند و چون بمنزل شیخین رسید جوقی از لشکر
را دید که از ان آوازی با خشونت بسمع حضرت رسید فرمود ایشان چه کسانند گفتند خلیفان عبد الله
بن ابی اند از یهود فرمود لا تستعینوا باهل الشرک علی اهل الشرک و در انجا عرض لشکر فرمود و جماعه
از کودکان صحابه را بنا بر صغر سن ایشان مانند عبد الله بن عمر بن الخطاب و زید بن ثابت و اسامه
بن زید و زید بن ارقم و براء بن عازب و ابو سعید خدری و سمره بن جندب و رافع بن خدیج و غیرهم
حکم فرمود تا بمدینه معاودت نمایند و گفتند یا رسول الله رافع تیر انداز است حضرت او را دستوری
داد و سمره بن جندب گفت رافع را دستوری داد و من او را بر زمین میزنم فرمود با هم کشتی گیرند
چون کشتی گرفتند سمره رافع را انداخت پس سمره را نیز دستوری داد و چون آفتاب فرو رفت بلال اذان
گفت و نماز بجماعت بگذاردند و شب دران منزل بودند و حضرت در نبی النجار فرود آمده بود و محمد بن مسلمه
را با پنجاه کس فرمود تا پاس لشکر میداشتند و مشرکان نزدیک بودند و میدیدند که لشکر اسلام چه میکنند
و ایشان نیز عکرمه بن ابی جهل را تعین نمودند تا پاس لشکر ایشان میداشت چون سحرگاه در آمد
آن حضرت بیدار شد و دلیل طلب فرمود تا او را نیک بر سر دشمنان برد ابو حشمه حارثی این خدمت

آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز موافق ایشان نشست و عبد اللہ بن ابی منافق نیز این رای نیز
اما حمزہ بن عبد المطلب و جمعی از مہاجران و سعد بن عبادہ و قومی از اوس و خزرج گفتند کہ اگر ما در
مدینہ متحصن شویم دشمنان حمل بر ضعف ما کنند و سبب جرأت و قوت ایشان گردد و ما را پروردگار
تعالی در روز بدر با وجود آنکہ سی صد کسے نبود بنصرت کرامت فرمود امروز بحمد اللہ لشکر ما قوی و ہیبت
و عدت ما بسیار است و تہا است کہ دلہا ذوی چنین روزی بودیم و مالک بن سنان پدر ابو سعید
خدری گفت یا رسول اللہ بخدا سوگند ما در احدی الحسنین ایم کہ ظفر است بشہادت و ہر دو محبوب ماست
و حمزہ گفت رضی اللہ عنہ کہ بدان خدائے کہ قرآن مجید بر تو فرستادہ است من روزہ نکشایم تا با مشرکان
بشمشیر خود جنگ نکنم و نعمان بن مالک کہ یکی از دلاوران و جانبازان انصار بود گفت فریج گاہ دے
کہ در خواب بتو نمودہ اند قتل این است و بخدائی کہ جز وی خدائے نیست می در آیم من در بہشت فرمود
آن حضرت بچہ سبب گفت بسبب آنکہ خدا و رسول خدا را دوست میدارم و در معرکۂ جنگ از دشمنان روئے
نمی گردانم آن حضرت فرمود راست گفتی و نعمان رضی اللہ عنہ در جنگ احد شہادت یافت و از اینجا
معلوم میشود کہ مومن صادق اگر جزم کند بلکہ سوگند خورد کہ در بہشت می در آیم درست باشد و قصد تقیید
باید کرد و این در حقیقت غلبہ رجاء و وثوق بوعدہ حق و حسن ظن است بہ پروردگار تعالی و تقدس انہ
لا یخیب من رجاہ القصہ صحابہ چندان مبالغہ و الحاح کردند کہ حضرت میل بہ بیرون رفتن نمود اگرچہ
کارہ بود و اللہ اعلم پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روز جمعہ خطبہ خواند و مردم را بالصالح و مواعظ فرمود
و امر کرد بجد و اجتہاد و خبر داد کہ نصرت شما را خواہد بود اگر صبر کنید و ثبات قدم ورزید و امر کرد کہ بکار سازے
لشکر مشغول شوند پس جماعتی کہ بر بیرون رفتن حریص بودند خوشحال شدند و چون نماز دیگر گذارد بحجرۂ
شریف درون رفت و صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما در ملازمت رفتند و دستار بر سر مبارک راست
کردند و زرہ بر تن شریف پوشانیدند و جماعۂ جنگ ساز کردند و خلقے کثیر بر در حجرہ صف کشیدہ انتظار
بیرون آمدن آنحضرت می بردند و سعد بن معاذ و اسید بن حضیر گفتند کہ بر ان حضرت وحی از آسمان
نازل نمی شود پس بہتر آنست کہ زمام اختیار بدست وی بگذارند و او را اکراہ نکنند و سیالغہ ننمایند
درین گفتگوی بود کہ خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التسلیمات از حجرۂ شریف مسلح برآمد
و زرہ پوشیدہ و دستار بر سر مبارک نہادہ و کمری از اویم بر میان بستہ و شمشیر حمایل کردہ و نیزہ بر دست

قیام نمودند و تمام شب بیدار بودند و بعضے مسلمانان آن شب مدینہ را نیز پاس داشتند و آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خوابی دید چون صبح کرد فرمود شبے خواب می بینم گاوان را ذبح کردہ می شود و دیدم کہ
در شمشیر من رخنہ افتادہ و دیدم کہ در آوردہ ام دستہای خود را در زرہی محکم این چنین تقریر کردہ اند
خواب را در مواہب لدنیہ و در روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ اینچنین کردہ کہ زرہی محکم پوشیدہ در حتی
چند در ذوالفقار پیدا شدہ و گاوان ہمہ را میکشتند و در عقب آن کبش مذبوح شدہ ذوالفقار نام شمشیر
منبہ بن حجاج سہمی ست کہ از غنایم غزوہ بدر بود و آن حضرت برای دشمنان خود گرفت و نزد آنحضرت
بود تا در غزوہ خندق بامیر المومنین علی بخشید و در صحیح بخاری سیف مذکور است ولیکن قسطلانی گفتہ
کہ مراد ذوالفقار است و نیز در صحیح بخاری تقریر رویا اینچنین کردہ کہ دیدم من در رویای خود جنبانیدم
سیف را پس منقطع گشت صدر آن پس آن چیز نبود کہ رسید بمومنان از صورت شکستگی و ہزیمتے
روز احد پس جنبانیدم آنرا بار دیگر پس گشت بہتر از ان کہ بود پس آن چیزی بود کہ آورد آنرا خدا تعالے
از فتح و اجتماع مومنین و این خبر در رویا در روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ ذکر نکردہ اند مانند سخن در آنکہ
در تعبیر خواب وارد شدہ کہ زرہ محکم مدینہ مطہرہ است و رخنہ ذوالفقار مصیبتے است کہ بمن رسید یعنی آنچہ بلب
و دندان در رخسار شریف رسید و گفتہ اند در رخنہ ذوالفقار مردی از اہل بیت من کہ کشتہ شود مگر مراد
باین مرد سید الشہدا حمزہ باشد و گاوان کشتہ کشتی کہ در صحابہ واقع شدہ کذا قیل و مخفی نماند کہ بقر اسم
جنس است پس عبارت مواہب کہ گفتہ است لبقر مردمان از اصحاب من کہ کشتہ شوند بہتر است
و اما کبش در روضۃ الاحباب گفتہ کبش جیش قریش است یعنی یکی از کبار ایشان کہ او را کبش الکتیبہ
می گفتند کہ کشتہ شود و در معارج گفتہ یکی از کبار اعادی کذا قالوا و در ذہن این مسکین ہمچنین میرسد
کہ بقر کہ بمعنی گاوان است عموم صحابہ مراد باشند و بہ خصوص کبش حمزہ رضی اللہ عنہ کہ در حملہ کردن
مثل قہار بود واللہ اعلم و آوردہ اند کہ مردان انصار کہ در مشہد بدر حاضر نبودند تا سف و تحسر مینمودند
بر فوت آن و میخواستند کہ قضیہ واقع شود و معرکہ بہم رسد کہ تلافی تقصیر و خبر مافات بکنند چنانچہ مثل
این در قتل کعب بن الاشرف کہ او ست صادر شدہ بود خرج میخواستند کہ از ایشان نیز مثل این
خدمتی از دست آید تا مجزی شود و اختلاف کردند مسلمانان رای بعضے بران قرار یافت کہ از مدینہ
مطہرہ بیرون نمی باید رفت و زنان و کودکان را بحصارہا باید فرستاد و گویند کہ رای شریف

جماعۂ را از چرب زبانان عرب که عمرو بن العاص یکی از ایشان بود بقبائل عرب فرستادند تا ایشان را
بنصر و اعانت خود بخوانند و لشکر فراوان جمع آورند و هم یکدیگر دیدند و یکدل شدند و جمعی از زنان را نیز همراه
بردند تا بر کشتگان بدر که هنوز جراحات مصیبت ایشان تازه است نوحه کنند و سرود گویند تا داعیۂ
انتقام و باعثۂ قتال بوی تازه گردد و تاکید پذیرد و اگرچه ابو سفیان چندان باین راضی نبود اما
زوجه وی هند دختر عتبه بن ربیعه بیرون زنان بخاست و چون عرض لشکر کردند سه هزار مرد که هفتصد
ازان زره پوش بودند و دویست اسپ و سه هزار شتر و پانزده هودج زنان در شمار آمد و همه بجنگ
رسول خدا صلی الله علیه وسلم برآمدند سبحان الله کجا میروند و بچه کار میروند و بکه جنگ میکنند نعوذ بالله
من الغفلة و الشقاوة و عباس بن المطلب که دران وقت بمکه بود کتابی فرستاد بحضرت رسالت
و بر کمیت لشکر ایشان خبر داد و فرمود قاصد را که در سه روز خبر برساند پس برآمد لشکر بسوی مدینه مطهره
و سردار ے این لشکر برابو سفیان قرار یافت که اشد بود در غضبیت و عداوت سید عالم صلی الله علیه
وسلم و چون بذی الخلیفه که پنج شش میل از مدینه است رسیدند سه روز اقامت کردند پس آن حضرت
جناب بن المنذر را که صاحب عزم و رزم بود فرستاد که حقیقت کمیت و کیفیت لشکر ایشان خبر آرد وی
موافق انچه در واقع بود و موافق انچه عباس نوشته بود خبر آورد آن حضرت فرمود حسبنا الله و نعم الوکیل
اللهم بک اصول و بک اصول و درین اشارتست که اگر یکے را خبری رسد که دران خوفی و هراسے که از
دشمن و جز آن باشد باید که رجوع نماید بجناب الهی و توکل کند بروی و استمداد و استعانت جوید ازوی
و در معارج النبوة از واقدی مے آرد که چون رسیدند مشرکان بابواء گفتند که قبر مادر محمد در انجاست آنرا
بشگافیم و استخوان هارا بیرون آریم تا اگر فرصتے زنان ما بایشان بدست او افتند گویند که عظام رمیم
مادر تو بدست ماست بضرورت بعوض آن زنان ما را باز دهد و اگر دست نیابد بمال کثیر از ما استخوانها
را بستاند چون به ابو سفیان و بنی اب مشاورت کردند استحقاف این رای نموده گفت که نبوکر و خداعۂ
که خلفا و دستان محمد اند اگر بین معنے اطلاع یابند مردگان ما را تمام از گور بیرون آرند پس روان شدند
ابو سفیان با لشکر کفار از انجا و نزول کردند ببطن وادی از جانب احد مقابل مدینه و در شب جمعه که روز
شنبه آن فریقین ملاقی خواهند شد بعضے مشاهیر صحابه چنانکه سعد بن معاذ و سعد بن عباده و اسید
بن حضیر با جماعتی از دلاوران صحابه رضی الله عنهم اجمعین مسلح شده بحراست رسول صلی الله علیه وسلم

وبجنبه علی باب من ابواب الجنة باز در جانب جنوبی مدینه جبلی است که غیر نام دارد بفتح مهمله وسکون
تحتانیه در شان او فرمود وغیر جبل یبغضنا ونبغضه علی باب من ابواب النار واز اینجا معلوم میشود
که بغض وعداوت وسعادت وشقاوت در جمادات نیز پیدا است امام نووی گوید که محبت مذکور از
جانبین یعنی هم از جانب آن حضرت نسبت بجبل احد وهم از جانب احد نسبت بآن حضرت سرور
محمول بر حقیقت است ولهذا جبل جنة آمد که جای حضرت سید کائنات است والمرء مع من احب
وابداع عشق ومحبت در جبال بر حکم وجود تسبیح است در جمادات که وان من شیء الا یسبح بحمده وچون
جبال وسائر جمادات محل ذکر وتسبیح بارے تعالی باشند اگر بمحبت حبیب وی نیز موصوف باشند
چه مشکل وفرمودن آن حضرت صلی الله علیه وآله وسلم این جبل رفیع المحل را که اسکن باحد فانما علیک
نبی او شهید دلیل است بر وجود عقل وفهم وعشق ومحبت از لوازم فهم وعقل است وسلام احجار بروے
علیه السلام ونالیدن چرخ از مفارقت وی از دلائل واضحه این مطلوبست وتادیل محبت وعداوت
بمحبت وعداوت اهل سکنه آن از نادانی است وهمچنین انچه بعضے گفته اند که محبت اینجا کنایت است
از مسرتی که آن سرور را در حالت قدوم از سفر بمشاهده این جبل که اعظم وارفع آثار وعلامات این
بلدهٔ طیبه است دست میداد ووی بلسان حال از قرب مدینه مطهره واهل آن خبر بشارت اثر
میداد واینکار حیوان ست تقیید است بمضیق علم وقیاس عقل وتحقیق همان است که ارباب
بصیرت گفته اند واین سخن دراز ست باز آیم بمقصود که بیان سبب غزوهٔ احد است سببش آنست
که چون مشرکان قریش از بدر بمکه مراجعت نمودند وابوسفیان کاروان خود را آورده اموال آنرا
بدار الندوه نهاده بودند وبدر قریش وپسران ایشان دران غزوه کشته شده بودند ابوسفیان را
گفتند که بمردم بگو که باموال خود اعانت کنند تا ما که بدان تجهیز جیش نمایم وکینه خود را از محمد بکشیم
وبجنگ وی برآئیم آه چه بی عقلان مند شما میخواهید کینه خود را از محمد واصحاب وی بکشند کینه که
خدا از شما خواهد کشید آنرا چه علاج خواهید کرد که انا من المجرمین منتقمون وگویند که مجموع اموال
هزار شتر دار بود وراس المال آن پنجاه هزار مثقال وپنج ده بیست شده پس راس المال را
بصاحبان سپردند وربح را در تجهیز لشکر صرف نمودند ودر شان ایشان نازل شد این آیت ان الذین
کفروا ینفقون اموالهم لیصدوا عن سبیل الله فسینفقونها ثم تکون علیهم حسرة ثم یغلبون بعد ازان

نور دیدهٔ مصطفی امام حسن مجتبی متولد شد و احوال این اهل بیت طهارت در محل خود مسطور خواهد گشت
انشاء الله تعالی و همدرین سال ام کلثوم را بعد از وفات همشیرهٔ اش رقیه که در غزوه بدر وفات یافته
بود بعثمان بن عفان بزنی داد و همدرین سال سوم رسول خدا صلی الله علیه وسلم دختر عمر بن الخطاب را
رضی الله عنه و زینب بنت خزیمه را در عقد نکاح خود در آورد و تفصیل این احوال در محل خود مسطور
میگردد انشاء الله تعالی و همدرین سال سوم غزوهٔ احد واقع شد در شوال در یازده شبی یا هفت شبی
که گذشته بود ازان و بعضے در نصف شوال گفته و منقول از مالک آنست که بعد از بدر بسال و نیم ازوے
منقول است که بر راس احدی و ثلثین شهر از هجرت و این غزوه نیز از غزوات عظیمه است قرین
غزوهٔ بدر در غزوات اسلام و قوت دین غیر آنکه در انجا تجلی حسن و جمال و فضل و کمال بود و در نجا
با آن کرشمهٔ ناز و کبریا و جلال نیز بود بحمت اختیار فدیه اسارے بدر چنانکه سبق بیان یافت و بحمت تزلزل
بعضے اصحاب از مرکز استقامت که آن حضرت برای ایشان تعین کرده و نصب نموده بود و میل باحراز
غنیمت و متاع دنیا چنانکه آیه کریمه منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرة ازان خبر میدهد تنزل لے
و وحشتی و چیزهای دیگر که ذکر کرده شود راه یافت و در معارج گفته که غزوه موحشه احد و بآخر فتح و نصرت
و عزت و رفعت مر رسول و مسلمانان را شده و در مواهب از بعضے علما نقل کرده که گفته اند هر که گوید که
آن حضرت صلی الله علیه وسلم هزیمت خورد توبه داده شود مر او را و اگر توبه نکند قتل باید کرد زیرا که
آن حضرت بر یقین کامل بود پس اسناد هزیمت بوی مستلزم نفی یقین است و ازوی و این موجب
کفر است واحد بضم همزه و حا جبلی مشهور است بمدینه مطهره و اشتقاق آن از توحد است از جهت
تفرد و انقطاع آن از جبال دیگر کوه پاره ایست مقابل مدینه منوره در جانب شمال بر مسافت دو میل
یا زیاده افتاده که بهیچ کوهی دیگر وصله و پیوند ندارد و از جهت بودن وی محل نصرت اهل ایمان و توحید
و ازین نکته معلوم میشود که اطلاق این اسم بروی از عرف اهل اسلام باشد اما ظاهر آنست که اطلاق
این اسم بروی قدیم است پیش از وجود اسلام و احادیث در فضائل این جبل شریف بسیار وارد شده است
و در کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب جمله ازان مذکور است و مشهور در فضل وی انست حدیث
که احد جبل یحبنا و نحبه احد کوهی است که دوست میدارد ما را و دوست میداریم ما او را و در روایتی ازان
آمده رضی الله عنه که روزے نظر آن سرور بر جبل احد افتاد پس تکبیر بر آورد و فرمود هذا جبل یحبنا

نزول آیه منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرة در حق جمعه بعضے صحابه در غزوه احد

که مربط حمار بود نشستم و درنگ کردم و چون مردم بابو رافع طعام خوردند و حدیث کردند و برگشتند و از
پیش وی برامدند و ساکن شد حرکات و فرو نشست اصوات و صاحب باب را دیدم که مفتاح باب
را در طاقچه مینهاد و بخواب رفت برخاستم و گرفتم مفتاح و بگشادم باب را برای آنکه فرصتی اگر اهل
حصار بدانند مرا خبردار شوند از من بآسانی بگریزم و بدر روم بعد ازان خبردار شدم که ابو رافع
در بالاخانه است و بیدار است و قصه خوانی در پیش او قصه میخواند و در حدیث بخاری آمده که
افسانها میخواند و چون فارغ شد ابو رافع بخواب رفت انگاه درهای بالاخانه ها را گشادم و باندرون
رفتم و در هر خانه که میگشادم از درون می بستم تا اگر مطلع شوند بر من نرسند و من تا بخانه رسیدم ابو رافع
در ان خانه است و دیدم او را که در خانه تاریک در میان اهل و عیال خود خفته است و در نمی یابم
من که در کدام جانب خانه خفته است پس ندا کردم و گفتم یا ابا رافع پس بیدار شد و گفت این کیست
پس بصوت آواز وی شمشیر انداختم و از غایت دهشت که بر من استیلا یافته بود شمشیر کار گر نیامد
پس فریاد کرد ابو رافع و بیرون آمدم من از خانه و بعد از لحظه باز در آمدم در خانه او و آواز خود را تغییر دادم
و چنان آواز کردم که گویا فریادرسی میکنم مر او را و گفتم اے ابو رافع اینچه آواز بود گفت وای بر مادر
تو شخصے در خانه است و تیغ بر من زد و این مرتبه نیز بر صوت آواز وی شمشیر زدم هنوز کفایت نشد
سر شمشیر را بر شکمش نهادم و چندان زور کردم که از پشتش بیرون آمد چنانکه شنیدم آواز استخوان را
و تمام شد کار وی پس بگشادم درهای خانه را و رسیدم زینهار تا رسیدم زینه پایان را و شب
مهتاب بود دانستم که زمین است پس بفتادم و بشکست پای من و در روایتی شکست ساق
من پس آن شکسته را بدستار خود بسته بر یک پای جسته روان شدم و ببالا آن خود ملحق شدم و توقف
کردم با بیرون حصار چنانکه شنیدیم آواز نوحه گران را و شنیدیم مردم را که گفتند ابو رافع تاجر حجاز
کشته شد تا برداشته آوردند مر اورا بخانه نزد آنحضرت و آن حضرت صلی الله علیه وسلم مستبشر گشت و گفت
بشارت باد ترا ای عبد الله پس مالیدست مبارک خود را بر پای شکسته من پس شفا یافتم علی الفور
و برجائی نخاستم و در روضة الاحباب میگوید این روایت در قتل ابو رافع در صحیح بخاری بطور راست
و در کتب سیر بطریق دیگر مذکور گشته و انچه در صحیح است اولی است باید داد و الله اعلم بالرشاد انتهی
و در ین سال در نصف شهر رمضان سبط رسول الله و فلذه بتول در بخانه مشموم و امام مسموم

قتل ابو رافع تاجر

براہل سریہ قسمت کردند وذکر کردہ است این قضیہ را ابن اسحق پیش از قصۂ قتل کعب بن الاشرف
وہمدرین سال بعد از قتل کعب بن الاشرف قتل ابو رافع تاجر حجاز بود واین غریب تر از قتل
کعب است ودر صحیح بخاری درین باب دو حدیث آوردہ است یا چیزے از اختلاف وماہر دو
حدیث را درہم نقل میکنم ودر روضۃ الاحباب میگوید کہ بقولے قتل وی در سال چہارم است
وبقولی در سال پنجم وبقولی در سال ششم واقع شدہ وقوی ترین اقوال ہمین ست وایراد آں
اینجا منا سبت قتل کعب بن الاشرف خواہد بود چنانکہ در صحیح بخاری ہمدرین جا ذکر کردہ است
وقسطلانی در شرح نوشتہ فی رمضان سنۃ است ونام ابو رافع عبد اللہ گفتہ اند کہ بعضے سلام گفتہ
بہ تخفیف لام وتشدید آں ابن ابی الحقیق بصیغۂ تصغیر وابن ابو رافع برادر کنانہ بن ابی الحقیق
شوہر صفیہ بود وذکر وی در غزوہ خیبر بیاید ودر حصنی ے بود کہ در ارض حجاز داشت واو نیز باید اے
آن حضرت وسلمانان مشغول بود ومشرکان را اعانت ے نمود در جنگ بر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم وقصہ وی آنست کہ چوں قاتلان کعب از قبیلہ اوس بودند وکاری خطیر بتوفیق الٰہی
بتقدیم رسانیدند وخدمت شایستہ کردند ودر خاطر قبیلہ خزرج نیز داعیہ پیدا شد کہ ایشان نیز
یکی از اعدای دین را کہ عدیل ونظیر کعب باشد بقتل رسانند وبعد از مشاورت میان خود قرار دادند
کہ ابو رافع است کہ وے نیز باید اے پیغمبر خدا وسلمانان مشغول بود واعانت می نمود مشرکان را
بمال ومنال خود بر جنگ وی صلی اللہ علیہ وسلم واز این عبارت ظاہر میشود کہ از حضرت رسول
ابتدار امر بقتل ابو رافع وتحریص بران واقع نشد بلکہ ایشان قتل او را در خواستند وآن حضرت
آذن داد ایشان را بدان وجماعی از مردمان ایشان بران برگماشت وعبد اللہ بن عتیک را
بر ایشان امیر ساخت وبعد از رخصت بجانب خیبر کہ حصار ابو رافع در انجا بود روان شدند وچون
آنجا رسیدند وقت غروب کہ چہار پایان قوم از چراگاہ باز گشتہ بحصار می در آمدند عبد اللہ بن
عتیک بیاران خود گفت کہ شما نشینید وبجاے خود باشید تا من بدربان ملطفی نمودہ وحیلتی
کردہ بدرون حصار آیم وشما را نیز در آرم پس نزدیک بحصار رفت وسر خود را پوشید چنانچہ برائے
قضاے حاجت میکنند بنشست وخود را چنان نمود کہ گویا از اہل حصار است پس بواب ندا در داد
کہ ای بندۂ خدا اگر میخواہی کہ در آئی زود در آ کہ میخواہم کہ در را ببندم پس در آمد وپنہان در جاے

آمدند سر بالیدند آن دشمن خدا را پیش پای مبارک آن سرور بر خاک مذلت افگندند و این اول سری بود که بردند اشتند در اسلام آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شکر خداوند تعالی بتقدیم رسانیدند و آب دهن خود را بر جراحت حارث بن اوس که از شمشیر یاران رسیده بود و خون میرفت مالیدند فی الحال بهم آمد و به شد و الحمد للہ از نیجا بفهم بعضے عوج طبعان میرسد که این حیله کردن در قتل کعب بن الاشرف و بدغا کشتن چه لائق درگاه نبوت بود و این ناشی از اعوجاج طبیعت و عدم فهم مقصود است چه وی واجب القتل بود حق تعالی بقتل وی امر کرده و عهدی با وی نبود و بهر وجه او را می باید کشت و اگر در جنگ کشته میشد نیز ازین باب بود و الحرب خدعة و قتل اهل شرک و دفع شر و فساد ایشان بقصد اصلاح عالم و اهل خیر بعینه مثل قطع شاخهای زائد درختان است برای اصلاح شاخهائے که میوه دارد و مصالح اند که تا آنها را نیز نه درخت میوه ندهد و خود از ایمان و تصدیق و حق نیست چه جای شک و اشتباه است نسال اللہ العافیة و همدرین سال غزوه نجران بود و این را غزوه بنی سلیم نیز گویند از ناحیه فرع بفتح الفاء و الراء و سبب آن بود که رسید بآنحضرت که در انجا جمعی کثیر از بنی سلیم مجتمع اند پس بیرون آمد آنحضرت و رسید مر دو از صحابه پس یافت ایشان را که متفرق شده اند و در آبها و خانهای خود که دارند پس رجوع کرد و پیش نیامد جنگی و عامل گردانیده بود بر مدینه مطهره ابن ام مکتوم او بود مدت این سفر ده روز کذا فی المواهب اللدنیه و این غزوه در مواهب مذکور است و در کتب دیگر یافته نمی شود و همدرین سال سریه قرده بفتح قاف و راء و بعضے بکسر قاف و سکون راء نیز میگویند نام آبی است از آبهای نجد وقوع یافت و سببش آن بود که بسمع شریف آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسید که کاروان قریش از راه عراق بشام میرود و قریش تخست از راه حجاز بشام میرفتند بعد از واقعه بدر نرسیدند و گذاشتند آن راه را پس اختیار کردند راه عراق را پس برآمدند جمعی کثیر از تجار که در ایشان ابو سفیان بن حرب و صفوان بن امیه بود و بود با ایشان اموال بسیار و اواقی فضه کثیر پس فرستاد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثه را در غره جمادی الاخری بر سر نیست و هشت ماه از هجرت بر سر ایشان با صد سوار پس رسیدند بر سر اینکاروان پس اعیان قوم گریخته رفتند و سائر کاروان را نزد آن حضرت گرفته آوردند فرمود تا خمس را جدا کردند و گویند که آن موازی بیست هزار درم بود و بعضے روایتی بیست و پنج هزار درم و باقی را

دروغ است یعنی زره پس وعده کرد محمد بن مسلمه که بیاید او را در شب پس آمد در شب و بادی ابو نایله
بود و وی برادر کعب بن اشرف از رضاع دیدم او بود در جاهلیت و بعضے گفته اند که محمد بن مسلمه نیز با وے
اخوت رضاعی داشت پس آواز دادند محمد بن مسلمه و ابو نایله کعب را پس خواند ایشان را بجانب حصین
و خواست که فرود آید بسوی ایشان از حصین و وی نو کد خدا بود پس گفت زن وی کجا میروی و بسوے
که بیرون میروی درین ساعت گفت هیچ پس نیست مگر محمد بن مسلمه و برادر او ابو نایله گفت زن مرد
من بشنوم آوازی را که میچکد از ان خون انمیعنی را این زن از کجا دریافت مگر او از اهل قطیع کرده
که وحشتے آورد و ظاهر آنست که این بمشاهده وقت و حال دریافت که بیوقت این آمدن در شب از
طریق غیر متعاد و خصوصیت ورزیدن با سابقه علم بصدق محبت و صفای عقیدت صحابه با حضرت
رسالت و خبث و عداوت آن بدبخت بجناب وی صلی الله علیه وآله وسلم بی ارادهٔ وحشتی نخواهد بود و باوجود
آن معلوم میشود که آن زنکه بی تفرسے و استدلالی نبود و قسطلانی گفته که این عبارت کتابت است از
طالب شمر و در روایت ابن اسحق آمده که انی لاعرف فی صوت الشر و چون مبالغه کرد زن در منع
از خروج کعب گفت که مرد کریم بزرگ اگر خوانده شود بسوی طعن یعنی نیزه زدن و کشتن و هلاک
کردن هر آئینه اجابت می کند و میرود بآنجانب که خوانده می شود پس در آمد محمد بن مسلمه با چهار
یار دیگر که اتفاق داشتند با وی و قرار داد با ایشان چون بیاید کعب من بوی سیکنم موی سر او را
و چون ببینید که من متمکن شده ام از موی وی و پیچیده ام آنرا بدست خود بزنید گردن او را پس فرود آمد
کعب پیچید سر و تن خود را بجامه و فایح میگردد از سر وے بوی خوش گفت محمد بن مسلمه ندیده ام هیچ امروز
هیچ بوی خوشتر ازین بوی که از تو مے آید گفت من نکاح کرده ام اعطر نساء عرب و اجمل آنها را
گفت محمد بن مسلمه اذن میدهی تا موی سر ترا ببویم گفت ببوی پس گرفت موی او را ببوید و
یاران دیگر را نیز بویانید و بگذاشت بار دیگر ببویید پس موی را محکم در دست بپیچید و گفت
بزنید گردن دشمن خدا را پس کشتند آن ملعون را و جدا کردند سر ناپاک او را از تن پلید وے و متوجه
مدینه گشتند اتفاقاً حارث بن اوس را از شمشیر یاران زخمے رسید و اهل حصار کعب بیرون آمدند و
براه دیگر افتادند و یاران رسول را ندیدند و چون یاران ببقیع رسیدند تکبیر برآوردند و آن حضرت در
نماز شب ایستاده بود چون تکبیر ایشان شنید دانست که دیر اکشته اند خود نیز تکبیر برآورد و چون بخدمت

زیرا که وی تحقیق ایذا کرده است خدا و رسول خدا را پس بایستاد محمد بن مسلمه بفتح میم گفت یا رسول الله
آیا دوست میداری تو که بکشم او را فرمود نعم و محمد بن مسلمه بحضرت عرض کرد اگر در احتیال قتل و فریب دادن
وی بعضے مقدمات که بظاهر رد وی در شکایت و نقض عهد جناب رسالت وارد گفته شود ازان هست
فرمود آن حضرت مگو هر چه میخواهی و بکش او را هر طور که میدانی پس رفت محمد مسلمه بر کعب و گفت
این مرد یعنی آن حضرت تحقیق سوال میکند از ما صدقه را یعنی از اموال ما صدقات از زکوة و جز
آن میکرد و در تعب انداخته است ما را یعنی باخذ صدقات و تکالیف دیگر که تشریع کرده است و
در حدیث بخاری همچنین است و در روضة الاحباب این و زیاده برین چیزها آورده که گفت محمد بن مسلمه
این مرد یعنی آن حضرت از جمله بلاهاست بر ما که عرب در صدد محاربه ما در آمده اند و راه تجارت و آمد و شد
مسدود شده و هر زمان از ما صدقه می طلبد و حال آنکه ما چندان نمی یابیم که خود بخوریم و ما را در تعب
و رنج انداخته است گفت کعب بخدا سوگند ملول خواهید گشت از وی یعنی هنوز چه شده است
زیاده بر ین ملال و بحرت و محنت خواهید دید از وی و گفت محمد بن مسلمه الآن خود متابعت کرده ایم
ما او را و مخفی با او گفته ایم خوش نداریم که بالفعل بگذاریم و از سخن خود بر گردیم آن ملعون از ین سخن
شاد مان شد گفت محمد بن مسلمه و معاذ که بمشاورت در نیکار ما مور بودند و البته نایله که وی نیز همراه بود
که ما را احتیاجی روی نموده آمده ایم پیش تو که قرض دهی ما را یک وسق یا دو وسق شک راوی است
از طعام و وسق بفتح واو و سکون سین یکسر بار آن شصت صاع است و در روایتی ذکر وسق نیست
همین مقدار است استقراض میکنیم مقداری از طعام چنانکه در روضة الاحباب آورده است گفت
کعب البته قرض میدهم شما را بشرط آنکه چیزے گرو نهید نزد من گفتند چه گرو نهیم نزد تو گفت زنان خود را
گرو نهید گفتند چگونه گرو نهیم زنان را و حال آنکه تو جمیل ترین و خوش شکل ترین مردان عربی یعنی زنان
میل دارند بصور جمیله و خوب شکلان مبادا گرفتار شوند تو مبتلا گردند نگفتند که مبادا تو مبتلا شوے
بزنان و بدکاری کنی با ایشان از جهت تادب و تعظیم و تحرز از نسبت بدکاری بوی تا از دست نرود
گفت پس اگر زنان را گرو نمیکنید پسر انرا گرو کنید گفتند چگونه گرو کنیم پسر انرا و مردم دشنام خواهند کرد
ایشان را و عیب خواهند گرفت بر ایشان که بوسق یا دو وسق طعام گرو کرده شدند و این عار بما راجع خواهد شد
ولیکن ما رهن میکنیم لامه خود را یعنی سلاح را همچنین تفسیر کرده لامه را بسلاح و اهل لغت میگویند لامه بمعنی

قصه قتل کعب بن الاشرف

در نجا در صحیح ذکر ایمان وی نیست مگر آنکه قسطلانی از واقدی آورده که گفت اسلام آورده و رجوع کرد
بقوم وراه راست یافت بوی خلقی عظیم وتمام این کلام در غزوهٔ ذات الرقاع بیاید انشاء الله تعالی
یکی از وقائع سنهٔ ثالثه از هجرت قصهٔ قتل کعب بن اشرف یهودی است که در چهارده شب از ربیع الاول
واقع شده وآنرا در مواهب سریهٔ محمد بن مسلمه نام کرده واین چنانکه ابن کعب بن اشرف شاعر
بود که دائم بجو رسول خدا و مسلمانان مشغول بودی و ایذاء ایشان نمودی و کفار قریش را بر محاربهٔ
آن حضرت تحریص کردی وچون خبر فتح بدر بوی رسید و شنید که صنادید قریش کشته شدند بسیار
ملول شد و بپرسش قریش بمکه رفت و بر کشتگان بدر گریهای دمر شها گفت و در ضمن آن تحریص کفار
کرد بر جنگ آن حضرت صلی الله علیه وسلم وچون آن حضرت بمدینه قدوم آورد با اهل آنجا اختلاط یافت
پس خواست استصلاح ایشان را و یهود و مشرکان را دید که ایذا میکنند مسلمانان را سخت ایذا پس
امر کرد بصبر وچون بر فتح حال این ملعون اطلاع یافت دعا کرد خداوندا کفایت کن مرا شر ابن اشرف
را بآنچه خواهی وچنانچه خواهی پس مامور شد نزد خدا بهلاک و قتل او پس امر کرد سعد بن معاذ را که بقرا
بروی گروهی را تا بکشد او را و در روایتی آمده که فرمود آن حضرت صلی الله علیه وسلم کیست از شما که کفایت
کند از شر ابن اشرف را که آشکارا میکند عداوت ما را و هجو می کند ما را و مسلمانان را و تحریص میکند و جمع
میکند مشرکان را بر قتال ما و خدا تعالی خبر داده است مرا باین و امر کرده است بقتل وی پس برخواستند

آن حضرت صلی الله علیه وسلم بر مسلمانان این آیت را الم تری الی الملا من بنی اسرائیل الذین او توا نصیبا من الکتاب
یومنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا هولاء اهدی من الذین امنوا سبیلا اولئک الذین
لعنهم الله ومن یلعن الله فلن تجد له نصیرا و در روایتی آمده که محمد بن مسلمه را فرمود با سعد بن معاذ نیز
در بقیاب مشورت کند و چهار دیگر از صحابه نیز با محمد بن مسلمه اتفاق کردند ابو نائله بنون بعد از الف تحتانیه
که نام او ملکان بن سلام بود برادر کعب بن اشرف بود از رضاع دندیم او بود در جاهلیت و عباد بن
بشر و حارث بن اوس بن معاذ و ابو عبسی بن جبیر و این همه از قبیله اوس بودند در روضة الاحباب
این قصه را بتفصیل ذکر کرده است و باحادیث صحیح بخاری را اصل ساخته و ترجمه نموده زیادتی وی
را از موافق با مخالف بآن ضم کرده ترجمه نمودیم گفت روایت است از جابر که گفت گفت پیغمبر خدا
صلی الله علیه وسلم من لکعب بن الاشرف فرمود آن حضرت کیست که مستعد شود مر قتل ابن الاشرف را

غزوۂ محطفان بفتح غین معجمہ وطاء مہملہ واین راغزوۂ ذی امر بفتح ہمزہ وسیم نیز گویند وغزوۂ انمار بفتح ہمزہ
وسکون نون نام کردہ وآن در ناحیۂ نجد بود در دوازدہ شب کہ گذشتہ بود از ربیع الاول وسبب وی آن بود
کہ خبر رسید کہ جمعی از بنی ثعلبہ ومحارب بضم میم وکسر راء در موضع ذی امر از مواضع نجد جمع شدہ اند تا غارت
کنند حوالی مدینہ را جمع کردہ است ایشانرا دعثور بفتح دال وسکون عین بن حارث محاربی وخلیب بغدادی
او را نام خواندہ بفتح عین معجمہ وسکون واو ومرد جنگ آور ودلیر بود پس طلبید آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مسلمانان را وبیرون آمد وچہار صد وپنجاہ سوار وخلیفہ ساخت در مدینہ مطہرہ عثمان بن عفان
را پس چون رسید بمواضع ایشان گم کردند ایشان وپناہ بردند بر سر کوہہا پس یافتند مسلمان مردے
را از بنی ثعلبہ ودر آوردند او را بر ان حضرت پس دعوت کرد او را باسلام پس مسلمان شد وی پس
مصاحبت گرفت او را بلال وواقع نشد جنگ واتفاقا بارانی بارید وجامہای آن حضرت وصحابہ
تر شدہ بود پس بینداخت آن حضرت جامہای خود را تا خشک گردد بر شاخ درختی کہ آنجا بود ودر زیر ان
درخت فرود آمد وایشان از بالای کوہ سیدند وباد عثور گفتند محمد تنہا در پاے درخت تکیہ کردہ است یاران
وی از وی دور اند توانی کہ بروی دست یابی وعثور شمشیر بر داشت وبر سر مبارک آن حضرت آمد وایستاد
وگفت کیست کہ منع میکند ترا از من امروز آن حضرت فرمود واللہ خدا نگاہبان منست پس جبرئیل پیدا
شد ودستی بر سینۂ وعثور زد وبیفتاد شمشیر از دست وی وگرفت آنحضرت وفرمود کہ منع میکند ترا از من
گفت ہیچکس دانا اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او را بود
او در نزد قوم خود باز گشت گفتند چہ شد ترا کہ شمشیر کشیدہ بر سر او رفتی وکاری نکردی گفت مردی سفید
ولبلند بالا دیدم کہ دست بر سر سینۂ من زد چنانکہ از پشت بر زمین افتادم پس دعوت کرد قوم خود را باسلام
ونازل شد آیۂ کریمہ یا ایہا الذین امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ہم قوم ان یبسطوا الیکم فکف ایدیہم عنکم الآیۃ
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمدینہ باز گشت ومدت این سفر یازدہ روز بود صاحب مواہب لدنیہ
گفت کہ می گویند آن در غزوۂ ذات الرقاع بود انتہی گفتم من وبخدا توفیق کہ در غزوۂ ذات الرقاع ودر
حدیث صلوۃ خوف در صحیح بخاری آمدہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در زیر درختی خواب کردہ بود وشمشیر
خود را بشاخ درخت آویختہ پس اعرابی آمدہ وشمشیر شریف را گرفت وآنجنت بر سر مبارک آمدہ ایستاد
پس حضرت بیدار شد اعرابی گفت من یمنعک منی فرمود اللہ شمشیر از دست وی گرفت وودی را بر اند

و ایشان با عباده بن الصامت نیز حلفے داشتند دی هم بحکم خدا و رسول خدا بیزار شد از حلف ایشان
و برآورد ایشانرا از منازل پس لاحق شدند باذرعات بفتح همزه و سکون ذال معجمه و ضم راکه از اراضی
شام است و بعد از زمانی همه هلاک شدند و اموال و اسلحه ایشان غنیمت شد مر مسلمانان را و آن حضرت
ازان برای خود سه کمان و سه شمشیر و سه نیزه اختیار کرد و وزیر وی محمد بن مسلمه و دیگری به سعد بن معاذ بخشید
و گویند که میان ایشان سی صد زره پوش بودند و حکم کرد تا خمس آن اموال جدا کردند و در روضة الاحباب
بگوید که این اول خمسے بود که بفرموده حضرت جدا شد و چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم از غزوه
بنی قینقاع مراجعت فرموده نماز عید قربان گذارد و با غنیای صحابه قربانی کرد و همدرین سال حرمت
امیه بن ابصلت شاعر که هم در جاهلیت هوای تدین و ناله در سر داشت و کتب سالقه خوانده و در دین
نصاری در آمده و از عبادت اصنام اعراض نموده منتظر نور ظهور نبوت بود و با حساس فضائل در
ذات خود هوای نبوت در سالت در سر داشت و چون خبر ظهور نبوت آن حضرت صلی الله علیه
وسلم شنید بغایت حسد و سابقه شقاوت ازلی گرفتار نکال کفران گشت و آن حضرت صلی الله علیه
وسلم باستماع شعری که متضمن علم و حکمت بود و در حق وی فرمود امن لسانه و کفر قلبه و در روایتے
امن شعره و کفر قلبه واقع شده بعد ازان در ذی الحجه در پنج شبے که گذشته بود و ازان محمد بن اسحق گفته
در سفر غزوه سویق واقع شده و سبب این غزوه آن بود که ابو سفیان سوگند خورده بعد از غزوه
بدر که مساس نکند نساء را و ادهان نکند تا نکشد انتقام از اصحاب محمد پس بیرون آمد در دو بیست
سوار از قریش و بروایتی چهل سوار تا رسید بعریض که ناحیه ایست از مدینه مطهره بر سه میل پس سوختند
نخلی را و کشتند مردی را از انصار پس گمان برد ابو سفیان که راست گردانید سوگند خود را و گشت
انتقام را از اصحاب محمد و برگشت بجانب مکه پس بیرون آمد آنحضرت صلی الله علیه وسلم در دو بیست
سوار از مهاجرین و انصار و اندر اختند ابو سفیان و همراهان او سویق را در راه که اکثر از زاد ایشان
بود بجهت تخفیف کردن بار و گرفتند مسلمانان سویق را ازین جهت این را غزوه سویق گویند
و لاحق نشد آن حضرت صلی الله علیه وسلم ایشان را پس رجوع کرد بمدینه مطهره و غیبت آن حضرت
درین سفر پنج روز بود و بعضے از اهل سیر ذکر غزوه سویق در سنه ثالثه کرده اند و در ذی الحجه این سال
فوت کرد عثمان بن مظعون و در شوال ولادت یافت عبد الله بن الزبیر **سال سوم** درین سال

غزوه سویق

که باطن ایشان موافق ظاهر و دل باز بان یکی نبود و اول کسے از یهود که نقض عهد کردند بنو قینقاع
بودند پس محاربه کرد ایشانرا آن حضرت در شوال بعد از واقعه بدر بکماه و مردی است که چون آنحضرت
از غزوه بدر مراجعت فرمود یهود بنو قینقاع اظهار حسد و بغی و عناد کردند و گفتند محمد با جماعهٔ جنگ
کرد که علم محاربه نیکو نمیدانستند اگر با ما جنگ کند بداند که چه طور جنگ کنیم با او و میگویند که سبب نقض
عهد ایشان آن بود که زنی از مسلمانان در بازار پیش زرگرے نشسته بود یهودی از قفای آن
زن آمد و دامن جامه او را بر داشت و گرهی بران بجانب پشت وی زد و در موا هب این فعل
را بان زرگر اسناد کرده و چون برخاست آن زن منکشف شد عورت وی پس خندیدند مردم
بران پس آن زن فریاد برآورد یکی از مسلمانان آنجا ایستاده بود شمشیر کشید و آن یهودی را یا آن
زرگر را بکشت پس قوم یهود جمع شدند و آن مسلمان را کشتند آن حضرت صلی الله علیه وسلم چون
برین واقعه واقف شد جمع کرد قوم ایشان را و گفت بپرهیزید و بترسید ای ربط یهود از خدائے
عزوجل که آنچه بقریش رسید بشما نیز رسید ایشان همه آنحرف نامعقول را بر روے آن حضرت
صلی الله علیه وسلم نیز گفتند پس دانست آن حضرت که ایشان در مقام نقض عهد اند پس جبرئیل
علیه السلام آمد و آورد این آیت را و اما تخافن من قوم خیانة فانبذ الیهم علی سواء ان الله لا
یحب الخائنین و اگر ترسے تو ای محمد از قوم معاهد نقض عهد را با مارتی که لایح گردد ترا پس بیفند
از بسوی ایشان عهد ایشان علی سواء یعنی بر طریق عدم راستی و شتابی نکردن در حرب تا خیانت
از جانب تو نگردد پس ساختگی کرد آن حضرت حرب را و خلیفه گردانید در مدینه مطهره ابو بهابه را و عقد
کرد علمی سفید و بحمزه داد و متوجه شد بجانب ایشان و محاصره کرد ایشانرا پانزده روز پس انداخت
خدا تعالی در دلهای ایشان رعب را و به تنگ آمد از حصارهای خود فرود آمدند و راضی شدند
و اموال ایشان مر آنحضرت را باشد و انسار و ذریت برای ایشان بگذارد و حکم کرد که دستهای
ایشان را بر بشت بر بندند و خواست که حکم بقتل کند عبد الله بن ابی سلول منافق شعور گناه
ایشان را در خواست کرد آن حضرت اعراض کرد وی سوال و الحاح و بیحیای وی او را از حد
در گذرانیده آن حضرت را در تخلیص آنها به تنگ آورد پس بروی و برین قوم لعنت کرده از ایشان
آنها در گذشت و حکم باجلاء ایشان از وطن کرد ابن سلول در بنباب نیز الحاح کرد قبول نیفتاد

کجا اند گفت ایشان بر سر ابها منزل میسازند و حالا معلوم نیست که در کجا اند پس فرمود تا شتران
ایشان را بجانب مدینه برانند و گویند یا تصد شتر بود و صحابه دو صد بعد از برادران خمس شتران
را بر صحابه قسمت کرد و بهر کدام دو شتر رسید و در معارج گفته که بعضے زیاده گفته اند و برین روایت
با عدد صحابه کمتر از دو صد خواهد بود یا عدد شتران شتر از یا تصد و الله اعلم و بسیار در سهم آن حضرت
افتاد و حضرت ویرا آزاد کرد و بسیار از موالی مشهور آن حضرت ست و آورده اند که چون آنحضرت
نماز بامداد میگذارد و بسیار را دید که با مردم در نماز ست آن حضرت را این حال از وی خوش آمد
و آزاد کرد و مدت اقامت آن حضرت دران موضع سه روز بود و بعضی دو گفته اند و مجموع مدت این
سفر پانزده روز بود و بعضے از اهل سیر آنرا بعد از غزوه سویق ذکر کرده اند و بعضے در وقایع سال
سوم داشته و در مواهب بعد از غزوه قرقره سریه سالم بن عمیر نوشته و گفته که آن حضرت صلی الله
علیه وسلم فرستاد سالم بن عمیر را السوی ابی عفک یهودی و بود وی پیر کهنه سال که عمرش بصد
سال رسیده بود و بود وی که تحریص میکرد مردم را بران حضرت و میگفت در وی صلی الله
علیه وسلم اشعار را پس رفت سوی وی سالم و نهاد شمشیر خود را بر جگر وی و بخلانید آنرا پس صحیح
کرد دشمن خدا و جان داد و در روضة الاحباب و معارج النبوة این سریه را ذکر نکرده اند و بعد ازان
غزوه قینقاع شد بفتح قاف و سکون تحتانیه و ثالثه نون و ضم اشهر ست بطنی است از یهود
مدینه که مر ایشان را شجاعت و صبر بود و بود این غزوه در نصف شوال و بود بر راس عشرین شهر
از هجرت بعد از واقعه بدر و کفار بعد از هجرت بآن حضرت صلی الله علیه وسلم بر سه قسم بودند قسمی
مصالحت کرده آن حضرت با ایشان که محاربت نکنند با وی و یاری ندهند بر وی دشمنان او را و
اگر دشمنی هجوم آرد مدد و نصرت آن حضرت و هند و سه طائفه از یهود بر ین بوده اند بنو قریظه و بنو النضیر
و بنو قینقاع و قسمی محاربه کردند و با ایستادند در مقام عداوت وی صلی الله علیه وسلم چنانکه قریش
و اهل موالات ایشان و قسمی دیگر نه دوست بودند و نه دشمن مثل طوائف عرب که منتظر بودند که
عاقبت کار بچه خواهد انجامید و مآل کار چه خواهد بود و معامله آن حضرت با قوم خود چه قرار خواهد یافت
و بعضی ازین قوم مضمر باطن ایشان ظهور و غلبه آن حضرت بود و بعضے بر عکس آن و بعضی از ایشان
در ظاهر اظهار دوستی و موافقت میکردند و در باطن دشمن و مخالف بودند و ایشان منافقان بودند

لا تنطح فیہا غیران و ایں کلام اول از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ شد کذا فی روضۃ الاحباب و در مواہب
میگوید کہ ابن عمیر بن عدی اعمی در معارج النبوۃ میگوید کہ عمیر بن عدی اعمی از قدمای اہل اسلام بود
و بخلوص نیت و صفای عقیدت در محبت الہی جل و علا و دوستی رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم
شہرتی تمام داشت و نذر کردہ بود کہ اگر حق سبحانہ و تعالی حبیب خود را بسلامت بمدینہ مطہرہ باز آرد
آن ملعونہ را بالقتل آرد و عمیر بسبب فقدان نور بصر در ان سفر از موکب ہمایون باز ماندہ بود چون
آن حضرت بمقر عزیز خویش رسید عمیر ہمان شب با عدی متوجہ آن ملعونہ شد و بخانہ وے در آمد
و بحبس نفس دریافت کہ طفلے از پستان وی شیر میخورد آن کودک را از وی جدا ساخت الی آخر القصہ
و عمیر از خوف آنکہ بنماید درین امر معصیت بودہ باشد پرسید آن حضرت را از ین فعل ہیچ بر من
واجب میشود آن حضرت فرمود لا تنطح فیہا غیران و این مثل اول از آنحضرت مسموع افتاد
بعد ازان فرمود آن حضرت اذا جئتم ان ینظروا الی رجل نصر اللہ و رسولہ بالغیب فانظروا الی عمیر
بن عدی یعنی اگر دست میدارید کہ نظر کنید بسوی مردی کہ خدا و رسول خدا را بالغیب نصرت کردہ بغیب
نگاہ کنید در عمیر بن عدی آنگاہ عمیر بن الخطاب فرمود رضی اللہ عنہ نظر کنید باین نابینا کہ چہ سعی و
چہ کرد در طاعت خدا حضرت رسول فرمود صلے اللہ علیہ وسلم لا تقل الاعمی و لکنہ البصیر انتہی پوشیدہ
نماند کہ از سیاق عبارت معارج معلوم میشود کہ عمیر این فعل را از پیش خود جستہ بدون فرمودۂ خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کرد و لہذا در عنوان ہم نگفت کہ سریۂ عمیر بن عدی چنانکہ در روضۃ الاحباب گفتہ
و اللہ اعلم و در ہمین سال غزوہ قرقرۃ الکدر کہ نام موضعی ست واقع شدہ و قرقرۃ بفتح قافین نام
زمین ہموار مطمئنہ ست و کدر بضم قاف و سکون دال مہملہ نوعی از طیر است کہ در رنگ آن تیرگی است
سبب این غزوہ آن بود کہ بسمع مبارک آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسانیدند کہ جمعی از بنی سلیم
و غطفان بفتح غین معجمہ و طاء در ان موضع مجتمع شدہ اند پس با جمعے از مہاجرین و انصار متوجہ
ایشان شد و لوائے ترتیب داد کہ آنرا العلی مرتضی سپرد و خلیفہ گردانید در مدینہ سباع بن عرفطہ را
و بعضی گفتہ اند ابن ام مکتوم را و چون بآنموضع رسید ہیچکس را ندید و جماعۂ از یاران بجانب اعدا
فرستاد تا احتیاطی کنند و خود با سائر یاران در بطن وادی روان شد شبانی چند را دید کہ بچرانیدن
شتران مشغول بودند و در ان میان غلامی بود یسار نام آن حضرت از وی پرسید کہ بنی سلیم و غطفان

واز انجا خدا دانا تر است بدان پس شک کردم و گفتم شاید که رنج ساکن شده بود درین چوب که
در دست من است و یافتم این آواز و حال آنکه من حریصم بر طلب تحقیق مر این آیت عظیم را
پس اندختم چوب از دست خود و نشستم بر زمین و ایستاده م از دهشت و حیرت پس شنیدم آواز
طبل را آواز محقق که شک نمیکنم که این آواز طبل است و بود این از ناحیه یمن و ما سیر میکردیم بسوی
مکه مشرفه پیشتر نزول کردیم ببدر روزی شنیدیم در تمام روز بار بار و تحقیق خبر داده شدم که آن آواز
نمی شنود هر کس انتهی و محرر سطور عفا الله عنه چون بوصول آن مقام شریف مشرف شد بزیارت
عرصه بدر که مقام فتح و نصرت مومنان بود برآمد عجایب مقام فتح وسیع لطیف منور که بمشاهده آن
معرکه جنگ و حضور سید انام و صحابه کرام منصور بادی آمد و متخیل میگردد و قصد دیدن این موضع
و شنیدن آواز که مشهور شده است نیز داشت از جماعه از اهل آن وادی که ایستاده بود و ندا از
حقیقت حال پرسید گفتند نعم ذلک شیء قد یکون و قد لا یکون چنانچه میگفتند که باعث طلب و شناخت
قوی گردد و الله اعلم و چون بمکه آمد از علما و مشایخ پرسید همان طور که مذکور شد گفتند و الله اعلم
و یک حرف دیگر مضحک غریب است که نتوان گفت فقیر در طلب و تفحص منزل و مقام شریف حضرت
سید انام علیه الصلوٰة و السلام که در بدر بود بحکم بشارتهای که در تاریخ مدینه نوشته می جست ناگاه
اعرابی جاهل آنجا ایستاده بود هر بار میگوید هذا مقام ابو جهل و گاهی هذا مقام محمد و هذا مقام ابی جهل
چون بسیار گفت گفتم روح لعنه الله علیه پس بحکم جاهلیتی که در طبایع نشسته گفت لالا کان قریشیا نام
ذکر غزوه بدر که در سال دوم از هجرت واقع شده و هم از وقایع دوم سریه عمیر بصیغه تصغیر بن عدی
بن خرشه بشین معجمه بفتحات خطمی بخاء معجمه و طاء مهمله است که فرستاد او را آن حضرت بر عصماء بنت مروان
یهودیه زوجه یزید بن خطمی یهودی تا بقتل آرد او را و بود آن ملعون زنی جبیا از معاریف زنان یهود
و سلیطه زبان آور که بهوسته عیب میکرد اسلام و اهل اسلام را و هجو میکرد و ایذاء میمود رسول خدا را
صلی الله علیه وسلم پس رفت عمیر بموجب فرموده آنحضرت شب در خانه عصماء در آمد در خانه وی
و بود خانه او بیرون مدینه و کرد وی کودکان بود مریکی از آنها را خیر میداد پس آن کودک را از وی دور
گردانید و نهاد شمشیر خود را بر سینه او تا گذرانید آنرا از پشت وی و هم در شب و باز گشت و بگذاشت
صبح را با آن حضرت صلی الله علیه وسلم آن حضرت چون او را دید فرمود کشتی دختر مروان را گفت آری فرمود

مشرکان در روز احد ابو سفیان بود نقلست که چون آن حضرت از غزوهٔ بدر بمدینه مطهره رجوع
نمود اعیان مدینه که بواسطه عذری تخلف نموده بودند در روحاکه بر مسافت سی و شش میل از مدینه است
آمده بشرف استقبال مشرف شدند و عذرها بیان کردند و همه قبول افتاد زیرا که برآمدن برای قتال
متعین نبود بلکه منظور تاراج کاروان بود و قتال یکایک واقع شد لهذا مردی است از کعب بن
مالک که گفت تخلف نکردم از رسول خدا صلی الله علیه وسلم در هیچ غزوه مگر غزوه تبوک جز آنکه تخلف کردم
در غزوهٔ بدر و عتاب کرده نشد هیچ یکی که تخلف کرد ازان زیرا که بیرون نیامد آن حضرت مگر بارادهٔ
کاروان قریش تا ناگاه جمع کرده خدای عزوجل تعالی درمیان او و میان دشمنان بغیر میعاد
انتهی باوجود آن بخاری از ابن عباس رضی الله عنهما روایت کرده که گفت لا یستوی القاعدون
من المومنین عن بدر و الخارجون ابی بدر در اینجا حکایتی غریب است که در عامهٔ ناس شهرتی دارد
و آن اینست که در جبال بدر موضعی است که شنیده میشود ازان موضع آوازی مثل آوازهٔ نقاره
که نزد ملوک وقت علامت فتح و نصرت است و میگویند که این آتیی است که حق تعالی علامت فتح و نصر
مومنان در ان داده که در روی فتح مبین و نصر عزیز واقع شده نگذاشته از بعضی علما شنیده شد که
در اینجا بادی هست که مثل این آواز از انجا حادث میگردد و الله اعلم و صاحب مواهب بجهت
تعطش و ولعی که باحراز آثار نبوی صلی الله علیه وسلم دارد بآن اعتبار نموده و اعتماد کرده آنرا ذکر
کرده است و گفت که بسا که می شنیدم من از بسیاری از حجاج که ایشان چون میگذرند بآن موضع
می شنوند آواز را و بسا که منکر میشدم آنرا و گاهی تاویل میکردیم آنرا بآنکه شاید که آن موضع سخت
است سنگ ریزه بوی سمهای دواب پس میگفتند من آن مردم که زمین ریگستان است نرم و اکثر اینجا
سیر میکنند در اینجا شتران که پاهای آنها آواز نمیکنند در زمین سخت چه جای زمین ریگ و میگوید چون
مدت نهاد خدا تعالی بر من بوصول آن مقام شریف فرود آمدم از راحله و پیاده رفتم و در دست
من چوبی بود دراز از شجر سعدان که آنرا ام غیلان میگویند و بتحقیق فراموش کرده بودم آن خبر
را که شنیده بودم و سیر میکردم در ثمیر و زگفت یکی از غلامان جمالان آیا می شنوید آواز طبل را
و چون شنیدم کلام البشان لرزه افتاد بر اندام من و یاد آمد آن حکایت که از مردم می شنیدم
و بود در جو آسمان بادی پس شنیدم آواز طبل را و مدهوش گشتم از انچه عارض شد از فرح و هیبت

عاصم بن ثابت راوی جد عاصم بن عمر بن الخطاب بود بقتل عقبه بن ابی معیط سقی که شکنبه بشتر
بر دوش آنحضرت انداخته بود در نماز و احق بود بقتل و چون فارغ شد آن حضرت از قضیه در اخر
ماه رمضان و اول روزے از شوال فرستاد زید بن حارثه را بمدینه مطهره از برائے بشارت فتح و رسید
در وقت فتحی و قتیکه فارغ شده بودند از دفن رقیه بنت النبی صلی الله علیه وسلم و هذا هو الصحیح و در
روایتی آمد حاضر شد آنحضرت دفن رقیه را پس بنشست بر قبر او و ریخت اشک مبارک را و الله اعلم

وصل احادیث در فضل اهل بدر بسیار واقع شده و از جمله آن این حدیث است که ان الله
قد اطلع علی اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم و فی روایة فقد وجبت لکم الجنة و ازین باب است
قصه کتاب حاطب بن ابی بلتعه که در صحیح بخاری آورده و نیز آورده که حارثه جوانی بود که روز بدر
کشته شد و آمد مادر وی نزد آن حضرت و گفت مرا خبر ده یا رسول الله که حارثه کجاست اگر در بهشت
است منتظر ثواب باشم و اگر در جای دیگر است بگریم بروی و ببینی که میگریم فرمود آن حضرت
آیا میگریے بر وی بپنداری که وی در یک بهشت است وی در بهشتهای بسیار است و وی در جنت
فردوس است و بعوت پیوسته که روزی جبرئیل علیه السلام آمد و گفت یا محمد چه نوع می شمرید شما
سیان خود و اهل بدر را حضرت فرمود فاضلترین مسلمانان مے شمریم او کما قال گفت جبرئیل ما نیز
ملایکه را که در غزوه بدر حاضر شدند افضل ملایکه می شمریم و بعد از رجوع از فتح آمد آن حضرت صلی الله
علیه وسلم در وادی صفرا و قسمت کرد غنایم را و شمشیر ذو الفقار از غنایم غزوه بدر بود که اختیار کرد
برای خاصه خود پس بخشید علی مرتضی را در غزوه خندق و ذو الفقارش ازان گویند که بر پشت وے
مانند فقرهاے ظهر یعنے استخوانهاے پشت مصنوع بود و گویند در روزی که آنحضرت بر قریش غالب شد
در روز بدر همانروز رومیان بر فارسیان غالب آمدند و موجب از دیاد فرح و شادمانی مسلمانان
گشت چنانکه گذشت نقل است که ابو سفیان اموی بعد از برگشتن از بدر منع میکرد قریش را
از اظهار مصیبت و گریه و زاری کردن تا موجب شماتت اعدا نگردد با وجود آنکه یک پسر او حنظله
کشته شده بود و پسر دیگر عمرو اسیر گشته و سوگند خورد که از مصاحبت نسوان و ملاعبت با ایشان
مجتنب باشد و تدهین رأس و تزین لباس ننماید تا آنکه از محمد و اصحاب او جنگ نکند و انتقام
نکشند و هند زن وی نیز سوگند خورده بود ازان که پدر وی عتبه و پسر وی حنظله کشته شده بود در گروه

این آیت ولولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم واگر نے بود حکمی از خدا سابق است
یعنی ثابت است در لوح محفوظ هر آئینه میرسید شمارا در اخذ فدیه عذابی بزرگ ومراد بحکم سابق آنست
که تخلی در اجتهاد معاقب نگردد یا آن حکم که اهل بدر معذب نشوند یا آنکه هیچ قوم را عذاب نکنند در انچه
نهی صریح ازان نکرده باشد یا آنکه فدیه که گرفته اید شما حلال است شمارا چنانکه فرمود فکلوا مما غنمتم حلالا
طیبا و گفته اند که این تخییر واخذ فدیه از انحضرت باجتهاد بود نه بوحی وآن حضرت را در بعضے احکام
اجتهادات بود چنانکه درین حکم و در تحریم ماریه وعسل وگاهے خطا نیز شدی اما او را بران مقرر
نمیداشتند وتنبیه میکردند بر خطا وهمچنین است حکم سائر انبیا صلوات اللہ وسلامه علیهم اجمعین
لکذا قالوا واشکال آورده اند درین مقام که چون مخیر بودند صحابه در قتل وفداء اختیار کردند فداء را
پس عتاب وعقاب بر ایشان بچه جهت باشد وتخییر منافی نیست وجواب میدهند که تخییر بر سبیل
استحبان بود چنانکه در تخییر آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم نساء را در اختیار دنیا یا آخرت وامتحان در آن
بود که آیا اختیار میکنند ایشان چیزے را که مرضی حق است بر انچه میل نفس بدانست وچون اختیار
کردند چیزے که میل نفس ایشان بود عتاب کرده شدند بران وتوبیخی استبعاد کرده است صحت
حدیث تخییر را از جهت بودن آن مخالف مر چیزے را که ظاهر تنزیل است وترمذی نیز حکم بغرابت
آن کرده است وطیبی گفته که حکم بغرابت موجب طعن نیست زیرا که غریب گاهی صحیح میباشد گفتم من
وبخدا توفیق که غریب اینجا بمعنے شاذ است واکثر انچه ترمذی میگوید بمعنی شاذ است تصریح کرده
باین صاحب جامع الاصول واللہ اعلم ودر روضة الاحباب از شیخ بن حجر در شرح صحیح البخاری
نقل میکند که گفت ترمذی ونسائی واین حبان وحاکم باسناد صحیح از علی مرتضی رضے اللہ عنه روایت
کرده اند که جبرئیل علیه السلام به نزد پیغمبر صلی اللہ علیه وسلم آمد وگفت مخیر ساز اصحاب خود را میان
کشتن اسیران واخذ فدیه از ایشان بشرطیکه در سال آینده از مسلمانان مثل اسیران کشته شوند حضرت
اصحاب را مخیر گردانید ایشان فدیه اختیار کردند انتهی وآورده اند که بعد از انکه قصه ایشان بر فدیه
قرار گرفت جمعی را که مفلس بودند وهیچ نفع نبود از ایشان آزاد گردانیدند واز ایشان عهد گرفت که دیگر
بجنگ مسلمانان نیایند وجمعی که صنعت کتابت میدانستند مقرر فرمود که هر یکی از ایشان ده کودک
از انصار را خط بیاموزانند وآنها که چیزے داشتند هر کسی بقدر استعداد خود زر بدهد وامر کرد

و فرمود بدرستی خدا یتعالی نرم میگرداند دلهای بعضے مردا بزا نازم تر میگردد از مسکہ و سخت می گرداند
دلهای بعضے را تا میگردد سخت تر از سنگ و حال تو ای ابو بکر حال ابراہیم است کہ گفت فمن تبعنی فانہ
منی و من عصانی فانک غفور رحیم و حال تو ای عمر حال نوح است کہ گفت رب لا تذر علی الارض
من الکافرین دیار ایں وحی آمد کہ مخیر گردان اصحاب تو را میان قتل و فدا بایں شرط کہ کشتہ شوند
سال آیندہ ہفتاد کس از شما و باشد ظفر کافران را بر شما ایشان ہمین قدر اختیار کردند و گفتند
اختیار کردیم فدا را بر اینکہ کشتہ شوند از ما ہفتاد تن بعد ازین اسیران پس ہمچنین واقع شد سال
آیندہ در غزوۂ احد کہ شہید شدند ہفتاد تن از مسلمانان کہ حمزہ بن عبد المطلب و مصعب بن عمیر
از ایشانند و چون اصحاب رسول اللہ با خذ فدیہ مشغول شدند جبرئیل آمد و ایں آیت آورد ما
کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض یریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ واللہ عزیز
حکیم سزاوار نیست و نمی شاید ہیچ پیغمبرے را کہ او را اسیران باشند تا آنکہ بسیار باشد کشتن ایشان را
و مبالغہ کند در قتل ایشان میخواہید شما بفدیہ گرفتن متاع حیات دنیا را و خدا میخواہد آخرت را
و اعلای دین خود را و خدا غالب است کہ غالب میگرداند دوستان خود را بر دشمنان و حکیم و
دانا است بآنچہ مناسب و لایق است بہر حال و ہر وقت گاہی امر بقتل و اثخان میکند در وقتیکہ
شوکت مر کافران را است و گاہی تخییر میکند میان قتل و فدا و گاہی میان من و خدا و قتیکہ غلبہ
مر مومنان را باشد آنجا کہ فرمود فاما منا بعد و اما فداء بعد ازان در آید عمر رضی اللہ عنہ بر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پس دید کہ آن حضرت و ابو بکر ہر دو گریہ میکنند پس عمر گفت چہ گریہ میکنی یا
رسول اللہ تو و یاران تو من ہم گریہ کنم اگر یابم گریہ خود را و اگر نہ تباکی کنم و تکلف کنم در گریہ آوردن
یعنی باختیار و داعی و اسباب آن پس فرمود آنحضرت گریہ میکنم بر یاران خود فدا اختیار کردند
و بتحقیق عرض کردہ شد بر من عذاب ایشان نزدیکتر از ین درخت اشارت کرد بدرختے کہ نزدیک بآنجا
بود و روایت کردہ شدہ است کہ فرمود آنحضرت اگر فرستادہ شدی عذاب نجات نیافتی مگر عمر و
سعد بن معاذ کہ او نیز درین رائے موافق عمر بود رضی اللہ عنہما و گفتہ اند کہ صحابہ اختیار کردند ایں
شق را از جہت غایت رغبت و حرص بر اسلام اسیران بدر کہ شاید مسلمان شوند و از جہت رغبت
در نیل درجۂ شہادت و از جہت رقت و مہربانی بر اقربا بایں جہت دیگر و اللہ اعلم و درینجا نازل شدہ است

میداشت واللہ اعلم بحقیقۃ الحال علی وجہ الکمال وآوردہ اند کہ انکس کہ اسیر ساخت عباس را
ابو الیسر نام داشت و مردی ضعیف و کوتاہ قامت و عباس جسیم و بلند قامت بود میگویند کہ
ہمہ تا شانۂ ابن عباس میرسید ند و ابن عباس تا شانہ عباس و عباس تا شانۂ عبد المطلب بغایت
مہیب و طویل القامت بود پس گفتند بعباس چگونہ اسیر کرد ترا ابو الیسر بآن حقارت جثہ و اگر سنجوا
تو میگردانیدی تو او را در کف دست خود گفت عباس نعم ہمچنین است ولیکن پیش آمد و نمود دوے
در چشم من مانند خندمہ بود و خندمہ بفتح خاء معجمہ و سکون نون نام کوہی است از کوہہائے مکہ و در
روایتی آمدہ کہ فرمود آن حضرت مرا بی الیسر را کہ چگونہ اسیر ساختی عباس را گفت یا رسول اللہ
مرا مردی کہ ہرگز ندیدہ بودم مرا و را ہیبتی داشت بس عظیم فرمود آن حضرت آن ملکی بود کریم کہ
ترا اعانت کرد و آوردہ اند کہ وقتی کہ مسلمانان اسیران بدر را بند کردند چون شب در آمد عباس
نالہ میکرد بجہت آنکہ بندی گران داشت چون آنحضرت آواز نالۂ وی می شنید خوابش نمی برد گفتند
یا رسول اللہ چرا خواب نمیکنی فرمود بجہت نالۂ غم من عباس چون انصار دلالت رضا بسبب سبک
کردن بند عباس دریافت کردند عباس را سبک گردانیدند و عباس بخواب رفت آن حضرت
فرمود چہ شد کہ نالۂ عباس نمیشنوم گفتند یا رسول اللہ سبک گردانیدیم بند او را فرمود پس ہمہ تمام
بندیان را سبک گردانید آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محکوم حکم الٰہی بود در فعل و ترک و لطف
و قہر و عفو و اخذ ہیچ چیزے از وی باوے نگذاشتہ بود ند از ہوائی نفس و اتباع آن و میگشت
بہر سو کہ میگردانید او را القدیر الٰہی و حکم وی تعالے بدانکہ آوردہ شدہ اند اسیران نزد آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم و مشورت کرد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در شان ایشان با ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کہ چہ کار باید کرد ایشان را باید کشت یا فدیہ گرفت و گذاشت ابو بکر گفتہ باقی
دار ایشان را و مکش شاید کہ خدا تعالی توبہ کند بر ایشان و توفیق اسلام دہد و بگیر یا رسول اللہ
از ایشان فدیہ تا قوت گیرند بآن اصحاب تو و فرمود بعمر بن فاروق رضی اللہ عنہ کہ تو چہ میگوئی
چہ کار باید کرد عمر گفت بزن یا رسول اللہ گردنہاے ایشان را کہ ہمہ کفر اند و پیشوائے کافران اند
و خدا تعالی بے نیاز گردانیدہ است ترا از گرفتن مال فلان خویش مرا بمن دہ و عقیل را بعلی
سپار و عباس را بمزہ دہ تا گردن زنیم ایشان را پس آن حضرت بقول صدیق اکبر میل کرد و

ایشان نیز بالفعل در نظر نمی آید مروی است که چون اسیران غل در گردن و زنجیر در پای نزد آنحضرت
آوردند فرمود عجب داشت پروردگار تعالی و تقدس از ایشان که کشیده میشوند بسوی بهشت بسلاسل
و اغلال یعنی ایشان نمیخواهند که مسلمان شوند و به بهشت در آیند حق تعالی ایشان را بزور بسته بسته
بدرگاه می آرد و به بهشت می در آرد همچنین است حکم تکالیف شرعیه که و تعالی بندگان را تکلیف کرده
ایشان را مقید بآن ساخت بدرگاه می در آرد و به بهشت می در آرد و میگویند که عباس اسلام آورده
بود قدیما و لیکن پوشیده میداشت اسلام را و بیرون آورده بود با مشرکان روز بدر و در حدیث
آمده است که آنحضرت فرمود صلی الله علیه وسلم کسیکه پیش آمد عباس را باید که نکشد او را زیرا که وی
بیرون آمده است باکراه و لیکن چون در وقت فدیه دادن استادگی کرد و گفت من مسلمانم
و مرا باکراه بیرون آورده اند حضرت فرمود اما اسلام ترا حق تعالی میداند و بظاهر با ما جنگ کردی
ترا فدیه میباید داد و بعضی گفته اند که عباس اسلام آورد در روز بدر و استقبال کرد آنحضرت را در فتح
در ابواء و بود بادی روز فتح مکه و بوی ختم کرده شد هجرت و بعضی گفته اند که اسلام آورد پیش از فتح
خیبر و گفته اند که پنهان میداشت اسلام خود را و اظهار کرد در روز فتح مکه و بود اسلام او پیش از بدر و
می نوشت اخبار مشرکان را بسوی آنحضرت و بود وی که دوست میداشت قدوم بر رسول خدا
صلی الله علیه وسلم پس نوشت آن حضرت بوی که اقامت تو در جای تو بهتر است مر ترا و نیز
آمده است که سبب اسلام وی آن شد که وی بمیت اوقیه از طلا همراه آورده بود تا طعام دهد
مشرکان را پس گرفته شد از وی آن زر در جنگ و داخل کرده شد در غنیمت پس التماس کرد
از آنحضرت که حساب کند آن میت اوقیه را از فدیه وی پس قبول نکرد آنحضرت و فرمود آن
چیز میست که بیرون آورده بودی بجهت اعانت کفار بر جنگ ما اکنون آن غنیمت مسلمانان شد
آنرا از جمله فدیه حساب نتوان کرد گفت من چیزے دیگر ندارم میخواهی که عسم تو گدائی کند از مردم
و دست دارد پیش ایشان فرمود آن حضرت کجا رفت آن طلاها که در وقت بیرون آمدن از مکه
بزوجه خود ام الفضل سپردے گفت چه در یابایند ترا آنرا فرمود خبر داد مرا پروردگار من پس گفت
گواهی میدهم که صادقی هیچکس بران اطلاع نداشت جز خدا پس اسلام آورد عباس و گفت اشهد ان
لا اله الا الله و انک رسول الله و بر تقدیر روایات سبق اسلام مراد اظهار آن خواهد بود که مضمر

در دل تو از دیدن حال پدر تغیر راه یافته گفت یا رسول اللہ بخدا سوگند که شک در اسلام نیاورده ام
ولیکن پدر من مردی ذی رای وحلیم بود وآداب واخلاق نیکو داشت امیدوار بودم که این صفات
اورا باسلام می درآورد اکنون دیدم که از دین سعادت محروم ماند ازان اندوهگین هستم پس آنحضرت
دعا خیر کرد مر اورا ازین حدیث معلوم میگردد که صفات نیک وآداب واخلاق نیکو مستقل وداعی
نیست در حصول ایمان وبحض هدایت وفضل وعطای الهی ست مصرعه عشق کاریست که موقوف
هدایت باشد + ونیز معلوم میشود که کراهیة طبیعت که در اختیار نیست اعتبار ندارد اگر دل برقرار ومر
مرکز یقین ثابت است ومدار مقام صبر ورضا وتسلیم نیز همین حکم است وعمده فوائد حدیث اینست
که تصور باید کرد که یقین صحابه بحقانیت رسول خدا صلوات اللہ وسلامه علیه اکملها وافضلها
چه مقدار بود که پدر یکی را که باین صفات موصوف بود بانچنان برخاک مذلت می کشند ودر چاه می اندازند
براندک ملالتی وکراهتی که طبیعت وی را می یابد عتاب میکنند ودر وی اعتذار می نمایند چون حق صرف
منکشف شد وبمرتبه یقین رسید حجت وموانع همه مرتفع گشت العالی لا یزدانی اوصافه این معنی
وارد ونیز آورده اند که سرور عالم صلی اللہ علیه وسلم بایاران خود گفته بود که من میدانم که جماعتی
از بنی هاشم را از مکه معظمه باکراه بیرون آورده اند هر که از شما یکی از بنی هاشم تخصیص عباس بن
عبد المطلب بر سد باید که در کشتن وی شتابی نکند همین ابو حذیفه پسر عتبه بن ربیعه گفت پدر را
وبرادران خویش را بکشیم وعباس را بگذاریم واللہ اگر من بوی برسم شمشیر بروی بزنم وکاروی
تمام کنم این سخن وی بآن حضرت صلی اللہ علیه وسلم رسید با عمر خطاب فرمود ای ابو حفص میشود
که ابو حذیفه چه میگوید واین اول نوبت بود که آن حضرت مرا بکنیت خواند عمر گفت یا رسول اللہ
بگذار مرا تا گردن او بزنم که منافق گشت ابو حذیفه میگوید که پیوسته ازان سخن که گفته بودم ترسان
ولرزان بودم وباخود میگفتم کفارت این گناه هیچ چیز نتواند بود مگر آنکه در راه خدا تعالی شهید شوم پس
در روز یمامه شهید شد رضی اللہ عنه وصل واما اسیران بدر چنانکه قتیلان آن نیز هفتاد تن بودند
ودر میان ایشان عباس بن عبد المطلب بود عم رسول اللہ وعقیل بن ابیطالب ابن عم رسول صلی
اللہ علیه وسلم ونوفل بن الحارث بن عبد المطلب نیز ابن عم آن حضرت وایشان ایمان آوردند ومعلوم
نشد که ازین هفتاد کس چه کسان ایمان آوردند وچه کسان بر کفر باقی ماندند واللہ اعلم واسامی

وصل در اسیران بدر عباس وعقیل

نیز خلق میتوانند کرد چنانکه در کتب مذهب مقرر کرده شده است وگاهی با آنکه این از ارباب ضرب المثل است نه حقیقت و حقیقت کلام مراد نیست و این از جواب اول بعید تر و ضعیف تر است و قوی ترین شبهات این جماعه منکران آنست که چون روایت کردند این حدیث عمر نزد عائشه گفت چگونه گوید این را رسول خدا صلی الله علیه وسلم و حال آنکه میفرماید حق تعالی انک لا تسمع الموتی و ما انت بمسمع من فی القبور بدرستیکه تو ای محمد نمی شنوانی مردها را و نیستی تو شنوانندهٔ کسانی را که در قبورند و میگوئید که تاویل کرد عائشه و گفته که مراد پیغمبر آنست که بگوید شما میدانید که آنچه من گفتم حق ست و گفته که وهم شد عمر را که بجای علم سمع گفت و موتی را بعد از انتقال علم حاصل میشود بحقیقت آخرت و بالجمله عائشه رضی الله عنها انکار کرد سماع موتی را و استدلال کرد باین دو آیهٔ قرآنی که مذکور شدند و لیکن علما جواب داده اند از قول عائشه و استدلال او بفرمان و قبول نکرده اند این قول را از عائشه رضی الله عنها و در مواهب لدنیه از بیهقی نقل کرده که گفت بود عائشه رضی الله عنها از فهم و ذکا و کثرت روایت و غوامض علوم آنچه زیاده بران متصور نباشد لیکن سبیل نیست بسوی رد در روایت ثقه مثل عمر رضی الله عنه بفرضی که مثل آن باشد دلالت کند بر نسخ یا تخصیص یا استحاله و آیت قرآنی محتمل است و معنی آیت آنست که تو نمی شنوانی بلکه خدای می شنوانند هر که خواهد و من فی القبور کافرانند و مراد از عدم سماع عدم اجابت حق را بدلیل آنکه این دو آیت نازل شده در دعوت کفار بایمان و عدم اجابت ایشان مر حق را و نیز گفته اند که مراد بموتی قلوب اند و بقبور اجساد ایشان که در وی دلهای مرده افتاده اند و بتحقیق ذکر کرده است در مواهب لدنیه که در مغازی محمد بن اسحاق باسناد جید و در مسند امام احمد بن حنبل نیز باسناد حسن از عائشه رضی الله عنها مثل حدیث عمر آمده پس گویا عائشه رجوع کرد از انکار بسبب آنچه ثابت شد نزد وی از روایت صحابه کبار زیرا که وی رضی الله عنها حاضر نبود در آن قضیه و در شرح صحیح مسلم نیز مثل این مذکور شده است و بالجمله اخبار و آثار در سماع موتی و علم و شعور بسیار است و دلیلی قاطع بر خلاف آن بر ثبوت نه پیوسته و کلام درین مقام در شرح مشکات مستوفی ذکر کرده شده است و الله اعلم و آورده اند که آنحضرت صلی الله علیه وسلم چون فرمود که مردهای شما را در چاه انداز ند عتبه بن ربیعه را گرفته در خاک مذلت کشیده در چاه انداختند پس روی ابو حذیفه بران او را با نیحال بدید بحکم طبیعت بروی گران آمد بکراهت پنداشت پس رسول صلی الله علیه وسلم در روی ابو حذیفه نگاه کرد که رنگ روی گردیده و اثر شکایت و حزن ظاهر است فرمود یا ابا حذیفه

بیگرد یدخدارا و رسول خدارا اکنون که پرده برافتاد و عذاب خدارا دیدید یعنی آرزو میکنند مسلمانان
می بودند یا مراد بشادی اینجا غم و اندوه است بر طریقهٔ استعاره ضد مر ضد را و فرمود بدرستیکه ما تحقیق
حق یافتیم وعدهٔ که پروردگار ما کرده بود و آیا شما هم یافتید آنرا و در روایتی آمده که گفت بد خویشاوندان
بودید شما اے در چاه افتادگان که تکذیب کردید مرا شما و تصدیق کردند مرا مردم پس گفت عمر خطاب رضی الله
عنه یا رسول الله چه سخن میکنی با اجسادی که نیست در ان ارواح فرمود آنحضرت سوگند بآن خدا که
نفس من بید قدرت اوست که نیستید شما شنواتر از ایشان این سخن را که میگویم ایشان میشنوند ولیکن
ایشان جواب نمی گویند **وصل** بدانکه این حدیث صحیح متفق علیه صریح است در ثبوت سماع و علم و شعور
و حصول علم مر ایشان را بانچه خطاب کرده و همچنین در حدیث صحیح مسلم آمده است که میت می شنود کوفتن
نعال مردم را وقتی که میگردند از دفن وی و همچنین در زیارت آن حضرت صلی الله علیه وسلم اهل بقیع
آمده که سلام کرد بر ایشان و خطاب کرد مر ایشان را و گفت سلام بر شما ای اهل دار مسلمانان آمد مر شما
را انچه وعده کرده شده بود یدو ما نیز انشاء الله تعالی می پیوندیم بشما زیرا که خطاب با کسی که نشنود و نه فهمد
معقول نیست و نزدیک است که شما کرده شود از قبیلهٔ عبث چنانکه عمر رضی الله عنه گفت و شیخ ابن الهمام
در شرح هدایه گفته که اکثر مشایخ حنفیه بر انند که میت نمی شنود تلقین کرده اند در کتاب الایمان که اگر کسے
سوگند خورد که کلام نکنم او را پس کلام کرد او را بعد از مردن او حانث نمیگردد زیرا که این یمین منعقد نمیگردد
مگر بر کسیکه حیثیت دقابلیت فهم دارد و میت چنین نیست و جواب داده اند باجماعهٔ از حدیث مسلم که ظاهر
ست بسماع میت قرع نعال مردم را بآن که این مخصوص ست بوقت نهادن در قبر برای مقدمهٔ سوال
و این تخصیص خلاف ظاهر است و دلیلے نیست بران و ظاهر حدیث انست که این حالت حاصل است
میت را در قبر و زنده گردانیدن میت در وقت سوال است و پیش ازان زنده گردانیدن برای مقدمهٔ
سوال چه معنی دارد و جواب داده اند از حدیث مذکور که نص است در خلاف مذهب ایشان گاهی بآنکه این
مخصوص ست بآنحضرت و معجزهٔ اوست چنانکه از قتاده آورده اند که گفت حق تعالی زنده گردانید ایشانرا
تا بشنوانند ایشان را این سخن پیغمبر را برای زیادت توبیخ و حسرت و ندامت و پوشیده نماند که حمل
برین مجرد احتمال و تاویل است حمل نمیتوان کرد برین تا تمام شود دلیل بر استحالت سماع و بر دریکه
عز و جل قادر ست بران و نیست عدم ادراک را عادی است و بمجرد خلق باری تعالی در ان

وصل

بعد ازان حمالان باجرت گرفتند نا اورا برداشتند و از مکه مکرمه بیرون برونده گوری کنند و ویرا
درانجا انداختند و سنگ در گور وی انداختند و پر کردند و در مواهب از شیخ تقی الدین سبکی مے آرد
که گفت پرسیده شدم من از حکمت در قتال ملایکه با آنحضرت صلی الله علیه وسلم با آنکه جبرئیل علیه السلام
قادر است که بر دارد و هلاک گرداند تمامه کفار را بیک پر از بازوی خود گفت شیخ پس گفتم در جواب که
آن از برای آن بود که تا فعل آنحضرت صلی الله علیه وسلم و اصحاب وی رضوان الله تعالی علیهم اجمعین
باشد و ملایکه برای مدد و عون بودند و عادت مدد چنین است و در ینجا رعایت اسباب است که جاری
گردانیده است در بندگان خود و فاعل حقیقی همه اوست تعالی شانه انتهی گفت بنده مسکین ثبته الله
علی طریق الحق والیقین که اصل این سوال از عوام است که نظر بر تدبیرات الهی و ترتیب اسباب بے غایت
حکمتهای نا متناهی او جل جلاله و عظم کماله ندارند والا چرا نگویند چه حاجت بود در جهاد و قتال آنحضرت
و حق تعالی قادر است که هلاک گرداند کافران را بقهر و جلال خود و محو گرداند آثار کفر و ضلال را بنور هدایت
و کمال خود و مدار ثواب و نوال مومنان و عقاب و نکال کافران بر نیست دیگر اشیا که بعالم اسباب و
اوضاع متعلق است و از حیطه ضبط و حصر و احصاء حد و عد بیرون است والله علیم حکیم و عدد مقتولان
هر از کفار هفتاد بود دیگر اسیر شدند و از مسلمانان چهارده کس بدرجه شهادت رسیدند شش مهاجران
و هشت از انصار شش از خزرج و دو از اوس و توهم نکنند که کشته شدن جماعه از مسلمانان قادح وعده
فتح و نصرت است زیرا که وعده در اعلاء دین و خواری و نگون ساری کافران است و آن بر وجه اتم حاصل
است و اگر ارادت الهی اعطاء فضیلت شهادت مر بعضے را رفته و حکمت و تعالی اقتضای آن کرده
قادح در مقصود نباشد چنانکه ابقای بعضے کفار و عدم اهلاک و استیصال کل منافی نیست و بیست چهار کس
ازان هفتاد و اشقیا و قریش که کشته شده بودند حکم کردند که در چاهی از چاههای بدر که پلید بود و خبیثا در وی
می افگندند انداختند و عادت شریف چنان بود که چون بر دشمنان غلبه یافتی و فتح کردی سه روز
دران عرصه مقام کردی در ینجا نیز کرد در روز سوم امر کرد تا راحله شریف را مهیا کردند پس سوار شد و جمعی از اصحاب
رضی الله عنهم نیز همراه شدند میگفتند که مگر برای کاری بر آمده است تا آنکه بر بالای آن چاه که آن مردها
را در ان انداخته بودند پس ندا کرد ایشانرا بنامهای ایشان و فرمود یا فلان بن فلان یا فلان بن فلان
و در بعضی روایات صریح آمده که فرمود یا عتبه بن ربیعه یا شیبه بن ربیعه یا ابا جهل بن هشام مثلا آیا شاد میگردانند شما را که فرمانبردار

کل بنان مفصل و بیضاوی گفته فوق الاعناق ای المذابح او الرؤس و اخبرهم اسنهم کل بنان ای
الاصابع و در کشاف گفته مراد اطراف است یعنی ببرید رقاب ایشان را و اطراف ایشان را و گفته اند که نشانها
کشتگان ملائکه بآثار سیاه در اعناق و بنان و از ابن عباس آمده که مردے از انصار در عقب کافرے
میرفت ناگاه آواز ضرب تازیانه شنید و آواز سوارے که می گفت اقدام حیزوم نظر کرد دید که کافر
که پیش وی بود افتاده و روے او شگافته و بینی او شکسته پس انصاری نزد پیغمبر آمد صلی الله علیه وسلم
و حال که مشاهده کرد عرض نمود و فرمود آن حضرت صلعم که این جمله مدد آسمان سوم بود نقل است که
چون اهل مدینه مطهره اصحاب بدر را بعد از رجوع تهنیت میکردند ایشان میگفتند ای اهل مدینه
ما را تهنیت از بهر چه می کنید که این فتح نه بزور قوت بازوے ما بود ما کافرانے دیدیم که سر از تن
جدا میشد و هیچ کس را نمیدیدیم که شمشیر بر ایشان میزد کافران بر شمال تنها می افتادند دست و پاے
بسته می آمد تا ما سر ایشان را از تن جدا میکردیم این سخن بسمع مبارک خواجه کائنات رسید فرمود
ملائکه بودند که این کارها میکردند و مراد آن نیست که همه را این حال بود بعضے مبارزت و مقاتلت
هم میکردند با اصحاب و بعضے را بضرب ملائکه سر از تن جدا شد چنانکه معلوم شد و بعضے را این چنین
آورده اند که چون خبر فتح آن حضرت و کشته شدن آن اشقیا بمکه رسید ابو لهب و کافران دیگر که در
مکه بودند متعجب و متحیر شدند و چون ابو سفیان بن الحارث که ابن عم رسول الله صلی الله علیه وسلم
بود و در آن زمان بشرف اسلام مشرف نشده بود و از بدر گریخته بمکه رفته بود ابو لهب گفت ای
پسر برادر من بیا که تو خبر تحقیق داری گفت ای عم من چون رسیدیم با اصحاب محمد خشک بر جائی نماندیم
و همین دیدیم که سلاح از ما باز میکردند و دستهای ما را بر شانه می بستند و میان آسمان و زمین مردان
سفید جامه دیدیم که بر اسپان ابلق سوار بودند و هیچکس با ایشان هیچ نمیتوانست کرد ابو رافع
غلام عباس میگوید که من گفتم والله آنها ملائکه بودند ابو لهب از غایت غیظ و خشم که داشت مشتے
بر روی من زد و مرا بر داشت و بر زمین انداخت و بر سینه من نشست و دست میکرد و حال آنکه من
مردی ضعیف بودم با او مقاومت نمی توانستم کرد ام الفضل زوجه عباس خبردار شد ستونی بر داشت
و بر سر وی زد ابو لهب خوار و ذلیل بخانه درون رفت بعد از هفت روز زحمت عدسه بر وی نمایان شده
تا بمرد و بودند عرب که شوم می گرفتند آنرا پس از خوف عدوی هیچکس گردوی نمیگشت سه روز همچنان بماند

آیت آنست که خمسة آلاف ینامده بلکه وعده کرد پروردگار تعالی که اگر صبر کنید و تقوی ورزید و بیایند
و بریزند کفار بر شما علی الفور مددی کند پروردگار تعالی شما را به پنجهزار فرشته و در مواهب از ربیع بن انس
آورده که گفت مدد کرد حق تعالی مسلمانان را بالف پیشتر گشتند سه هزار پیشتر گشتند پنجهزار و از ابو قتاده آورده که گفت که مدد کرد
پروردگار تعالی روز بدر بخمسة آلاف و از اینجا معلوم می شود که امداد حق تعالی بخمسة آلاف وقوع یافته است
و از امیر المومنین علی رضی الله عنه مرویست که فرمود که در روز بدر بادی وزید که به تندی آن هرگز نادیده
دیده نشد بعد ازان بادی دیگر وزید انند آن و بعد از وی دیگر وزید مانند آن پس فرمود آنحضرت صلی الله
علیه وسلم اول جبرئیل بود با هزار لشکر از ملایکه دوم میکائیل با هزار دیگر سوم اسرافیل با هزار دیگر و از ابن
عباس آمده که گفت حدیث کرد مرا مردے از بنی غفار که پیش آمدم من و ابن عم من که مرا بود پس برآمدیم
بر تلی که مشرف بود بر بدر و ما در ان وقت از مشرکان بودیم انتظاری بردیم واقعه را که هزیمت کرا باشد
و غارت کنیم آنرا که هزیمت خورد ناگاه دیدیم که بر تل بودیم که نزدیک شد از ما ابرے که در وی آواز اسپان
می آمد پس شنیدیم گوینده را که مے گوید اقدم حیزوم فما ابن عمم من بر افتاده بود از دل وی شکست
و جان داد فی الحال و اما من نزدیک بود که هلاک شوم ولیکن ضبط کردم خود را و گفته اند که خیزوم بفتح حائ
معجمه و سکون تحتانیه و زای معجمه و میم نام اسپ جبرئیل است و اقدم بر وزن انصر و اکرم
هر دو خوانده اند و روایت کرده شده است که نزول کرد جبرئیل در پانصد و میکائیل در پانصد
در صورت مردان بر اسپان ابلق که بود بر ایشان جامهای سفید و بر سرها عمامهای سفید که فرو هشته
بودند اطراف آنرا میان کتفهای خود و گفت ابن عباس که سیما ملایکه روز بدر عمامهای سفید و روز
حنین عمامهای سبز و از علی رضی الله عنه که سیما ملایکه روز بدر صوف سفید بود و بود سیمای ایشان در
نواصی خیل ایشان و در بعضی روایات آمده که سیمای ملایکه روز بدر عمامهای سیاه بود و روز حنین
سرخ و در روایات سفید و سرخ و زرد هم آمده ظاهر آنست که بعضے را چنین بود و بعضی را چنین
و ظاهر احادیث در انست که ملائکه متمثل میشدند در صورت مردان و در بعضے روایات آمده که مشرکان
آواز صیحه اسپان ملایکه می شنیدند و اسپ را نمی دیدند و چون مسلمانی را بر کافری میرفت که ویرا میکشد
پیش ازان که بر سد می دید که سر شمشیر بر زمین افتاده است و گفته اند که واقع نمی شد ضربه ملایکه روز
بدر مگر در سر یا در بند و این است تفسیر قول حق تعالی فاضربوا فوق الاعناق ای الرؤس او هر بوا منهم

بدر بلکه حاضر میشدند بر قول مختار از اقوال نزد بعضی علماء و از نهایه لبیان فی تفسیر القرآن در تفسیر قول حق سبحا
و یوم حنین آورده اند که اختلاف است در انکه روز حنین قتال کردند ملایکه یا نه در نجاد و قول است
و قول جمهور انست که نکردند و لیکن رد میکنند این قول را حدیث مسلم در صحیح خود از سعد بن ابی وقاص
در جانب یمین رسول خدا صلی الله علیه وسلم روز احد دو مرد را که بود بر ایشان جامهای سفید که ندیدم ایشان
هرگز نه پیش ازین و نه بعد ازین یعنی جبرئیل و میکائیل علیهما السلام و قتال میکردند نه در حد قتال و
نووی در شرح صحیح مسلم میگوید که درین حدیث اکرام آنحضرت ست صلی الله علیه وسلم بانزال ملا
برای قتال کردن یاوری و بیان انست که قتال ملائکه مخصوص نبود بیوم بدر و گفت نووی همین ست
صواب خلاف آنکسی که زعم کرده اختصاص آنرا بیوم بدر و نیز ازین حدیث معلوم میشود که مخصوص
روایت ملایکه بانبیا ربلکه میدیدند ایشانرا صحابه و اولیا گفت بنده مسکین ثبته الله علی طریق الحق
که ثابت شده است دیدن ابن عباس رضی الله عنهما جبرئیل را نزد آن حضرت نشسته در صورت
و پرسید جبرئیل این کیست فرمود آن حضرت این ابن عم من ست گفت جبرئیل چرا اسلام نکرد بر
پس پرسید ابن عباس بعد از گذشتن این مجلس ازان حضرت که بود این مرد نشسته با تو یا رسول الله
فرمود جبرئیل گفت چرا اسلام نکردی گفت شرم داشتم و هیبت از جمال و جلال آن مرد و نعم اگر گفته
که دیدن در صورت خاص مخصوص است بانبیا جای آن دارد و حق انست که وحی مخصوص
نه رویت ملک و الله اعلم اکنون آیات و احادیث که در باب قتال ملایکه روز بدر آمده نقل کنیم قا
الله تعالی اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکه مردفین بکسر دال یعنی متبا
آینده بعضے در پی بعضے و بر قرارت فتح آورده شده بعضی در پی بعضے یعنی فرستاد ایشانرا خدا یتعا
این صفت اینچنین است در سورهٔ انفال و در سورهٔ آل عمران ان یمددکم ربکم بثلثة آلاف
الملائکه منزلین وجه توفیق انست که مراد بالف آنهائکه بر مقدمه یا بر ساقه بوده اند با وجود و اعیا
ایشان با آنها که قتال کردند هزار بودند اختلاف است در مقاتلان ایشان کذا قال البیضاوی
و بعضی گفته اند معنی انست که الف ارداف کرد ایشانرا بثلثة آلاف یعنی فرستاد ثلثة آلاف را بعد
الف پس اکثر مدد اقل شده و هم در سورهٔ آل عمران گفته بلی ان تصبروا و تتقوا و یاتوکم من فورهم
یمددکم ربکم بخمسة آلاف من الملائکه مسومین ای معلمین از تسویم بمعنی اظهار سیمای شئ و علامت و اظهار

ابن کرد از اشراف ایشان و صاحب مواهب گفته که قول حق سبحانه و تعالی و ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی نازل شده است در حق آنحضرت صلعم روز بدر اگرچه کرده است آنرا روز حنین نیز چنانکه بیاید انشاء الله تعالی و تحقیق اعتقاد کرده اند جماعه که مراد بآیه سبب فعل است از عباد و اسناد او بپروردگار تعالی و گردانیده اند آنرا دلیل بر مذهب جبر و ابطال اسناد افعال بسوی عباد و این سخن غلط است از جماعه بسوء فهم قرآن و اگر اینچنین بودی برای تخصیص بفعل رمی وجهی نیست مثل ما اصابت اذ اصابت ولکن الله صلی و ما صمت اذ صمت ولکن الله صام پس اگر مطرد گردانید این را در جمیع افعال عباد و طاعات و معاصی پس این ضلال صریح است و اگر مخصوص گردانید بافعال نبی صلے الله علیه وسلم نیز غلط است بلکه این مبنی ست بران که معجزه فعل نبی نیست بلکه فضل و رحمت که بر دست وی اظهار نموده بخلاف افعال دیگر که کسب این از بنده است و خلق از خدا و در معجزه کسب نیز از بنده نیست پس معنی این آیه اینست که ما رمیت اذ رمیت صورة ولکن الله رمی حقیقة و آن نیز مراد نیست که رمیت خلقا اذ رمیت کسبا زیرا که این نیز در تمامه افعال جاری است و بعضی گویند که مراد آنست که میداد رمی از تست ولیکن نهایت آن که ایصال او ست باعین ایشان از خدا است و نظیر این است قول و یتعالے فلم تقتلوهم ولکن الله قتلهم فافهم و بالله التوفیق و روایت کرده است ابن اسحق که قتال کرد عکاشه بن محصن اسدے روز بدر بسیف خود پس بشکست سیف در دست وی پس آمد نزد رسول خدا صلی الله علیه وسلم پس داد او را رسول خدا صلی الله علیه وسلم چوبی که در دست وی بود و فرمود قتال کن بان پس گشت آن چوب در دست عکاسه شمشیر دراز قامت سخت پشت سفید آهن پس قتال کرد بان تا آنکه فتح کرد بر مسلمانان و نام کرده شد این سیف را عون پس همیشه بود آن شمشیر در دست عکاسه رضی الله عنه و مشهور میگردد بآن مشاهد را با وے صلی الله علیه وسلم تا آنکه کشته شد بود آن شمشیر در دست وی **وصل** و از اعظم فضائل و خصایص غزوه بدر حضور ملائکه و قتال ایشان بود با مشرکان صاحب مواهب لدنیه میگوید که بعضے گفته اند که قتال نکردند ملائکه در غیر غزوه بدر از غزوات و در ایام دیگر اعداد امداد بود اما قتال مخصوص باین غزوه عظیم الشان است و باین تصریح کرده است عماد ابن کثیر در تفسیر خود و گفته که معروف آنست که قتال ملائکه نبود مگر در روز بدر پس روایت کرده است از ابن عباس که گفت قتال نکرده اند مگر در روز بدر و گفته است ابن مرزوق که قتال نکردند ملائکه در غیر یوم

ازبرای دفع توهم عدم وثوق بوعدهٔ صادق وتحقیق نظر باتساع علم وتعالی یعنے اینکه استثنا کردم
نه ازانجهت کردم که در وعده که بعدم غلبه وتسلط اعدا بر رسل کرده وثوق وتعین ندارم بلکه بجهت نظر
باتساع علم حق وقیام بحق ادب درحضرتش واز نیجاست که گفته اند که خوف انبیا ومبشران بجهت خوف
حکم لاابالی است نه بجهت عدم وثوق بوعد کریم متعالی فافهم وهمچنین شعیب علیه السلام باقومش گفت
ومایکون لنا ان یعود فیها وهرگز نبود ونسزد که ما در ملت شما که کفر است درآئیم باز فرمود الا ان یشاء
ربی وسع ربی کل شیء علما چنانکه تقریر یافت وهم ازجهت نظر ورجوع باتساع علم باریتعالی بود که سید رسل صلی الله
علیه وسلم در روز بدر گفت اللهم ان تهلک هذه العصابة لن تعبد علی وجه الارض ودر نیجا ابوبکر رض صدیق
برسروی صلے الله علیه وسلم آمده گفت خل یارسول الله مناشدتک ربک فان الله منجز لک ما
وعدک امام ابوعابد غزالی رحمه الله علیه میفرماید اول یعنے حال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتم
واکمل است یعنی توهم نکنی وجه گنجایش آن توهم است که مکرر وثوق ویقین ابوبکر صدیق
بصدق وعدهٔ حق پیشتر از رسول خدا بود صلی الله علیه وسلم حاشا نظر آن حضرت در مقام تادب و
نظر باتساع علم حضرت عزت وخوف لاابالیت جل شانه بود وانمقام اعلی وارفع واتم است
در معرفت صفات حق وملاحظهٔ حقیقت ونظر ابوبکر رض بظاهر حکم شریعت بود که در صدق وعدهٔ حق
واقع است وهمچنین وعده کرد حق جل وعلا در روز احد واحزاب وحنین ودخول مکه وپنهان داشت
شروط آنرا ودرود مثل اینمعنی در احوال انبیا صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین در حالت
نزول بلاد جهاد باعداء واقع است وسرهمان ست که گفته شد وبالجمله چنانکه عدم اتهام حق سبحانه
ودر وعدهٔ کریمش واجب است همچنین در فعل حکمتش نیز لازم وهمه از نزد اوست اول بحکم
بر حکمتش بر دیگر بحکم قهر ودر هر دو هم قهر است وهم بر مقام معرفت ومحال مقربان بارگاه عزت
اینست که لایسال عما یفعل ولایعرض علی مایقول لیفعل الله مایشاء ویحکم مایرید ودر آمده است
که هنگامی که متلقی شدند هر دو جمع یعنی مقابل یکدیگر ایستادند لشکر اسلام ولشکر کفار برگرفت آنحضرت
مشتی از سنگریزه وبینداخت آنرا در روهای ایشان گفت شاهت الوجوه زشت شد روهای
پس باقی نماند هیچ مشرکی مگر آنکه در آمد در چشمان وی وهر دو سوراخ بینی وی چیزی ازان سنگریزها
وروی بانهزام نهادند پس کشت خدا یتعالی از صنادید قریش کسے را که کشت واسیر کرد کسی را که

و دانست که مستجاب شد دعای او از جهت آنچه یافت ابوبکر رض در نفس خود از قوت و طمانیت لهذا تعقب
کرد آنرا بقول خود سیهزم الجمع و یولون الدبر و بود آنحضرت دران حال در مقام خوف و آن اکمل حالات
صلوٰة است و جائز بود پیش آنحضرت که واقع نشود نصر در امروز زیرا که وعدهٔ او منصر نه بود معین در ان
واقعه و دران روز بلکه وعدهٔ او مجمل بود گفت خطابی این است آنچه ظاهر میگردد و اینکه فرمود که عبادت
کرده نمی شوی تو ازامروز زیرا که دانست آن حضرت صلی اللہ علیه وسلم وی خاتم النبیین ست پس اگر
هلاک گردد وی و هر که باوی است درین هنگام مبعوث نمیگردد هیچ یکی که دعوت کند بایمان و عبادت
و شدت اجتهاد آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم و مشفقت وی در دعا از جهت آنکه دید مسلمانان خوض میکنند
در غمرات موت و ملایکه ایستاده اند در قتال خواست که خود نیز اجتهاد کند در جهاد و جهاد بر دو نوع است
جهادی است بسیف و جهادی است بدعا و سنت آنست که باشد امام و رای جند و قتال نکند همراه
ایشان پس همه در جد و اجتهاد بودند و نخواست آن حضرت که در راحت باشد ازین دو اجتهاد نقل
کرده است اینهمه را صاحب مواهب لدنیه قتادة و در ینجا کلامی است مناسب مقام که سید احمد زروق
که از محققین علمای صوفیه و از مشاهیر مشایخ معرب ست ذکر کرده که یکی از رعایت ادب مقام ربوبیت آنست
که با وجود وثوق بصدق وعده سبحانه تعالی واجب ست اعتقاد آنکه واجب نیست هیچ حق بر و تعالی و اعتبار
این دو اصل و دو قاعده و تطبیق میان آنها نزد تعارض واجب طریقه ایمان است پس اگر وعدهٔ
اجابت در وقت معین نیست فلا اشکال و اگر بالفرض در وقت معین نیز شده باشد و اجابت آن
موعود در انوقت وقوع نیابد نیز در صدق وعده در شک و تردد نیفتد از انکه تواند که وقوع وعده معلق
باسباب و شروطی باشد که دانای مطلق عز شانه بعلم آن مستاثر و مخصوص باشد و بنده را بران اطلاع نداده
ولا یحیطون بشیء من علمه الا بما شاء و بروی تعالی واجب نیست که هر چه در علم اوست از قیود و شروط بیان
فرماید و بنده را بران اطلاع بخشد بسا که حکمت بالغه وی اقتضای سر و کتمان کند بحکمت ابقای سطوت
ربوبیت در نظر بنده و استقباء احکام عبودیت بروی چنانکه تادب کرد ابراهیم خلیل علی نبینا و علیه صلوات
الملک الجلیل که اول بقوم گفت ولا اخاف ما تشرکون نه بجهت جزم و قطع بوعدهٔ حق بعدم خوف رسل
و وجوب نصرت ایشان بر اعدای دین پس ازان استثناء کرد و فرمود الا ان یشاء ربی شیئا بسبب
رجوع باتساع علم باری تعالی و عدم اطلاع بنده و احاطهٔ وی بعلم حق پیشتر گفت وسع ربی کل شیء علما

وگفت یارسول اللہ بگذار سوال والحاح را وبس ست کہ طلب کردی از پروردگار خویش
قریب است کہ وعدۂ خود را باتو راست گرداند و در روایتی آمدہ کہ آن حضرت دو رکعت نماز گذارد
وابوبکر در جانب یمین او وہم در نماز دعا کرد و گفت خداوندا فرو نگذار مرا و بسر بر وعدہ خود را و از علی رضی اللہ
عنہ آمدہ کہ گفت قتال میکردم روز بدر و ہر بار می آمدم بر ان حضرت در عریش و میدیدم او را کہ میفرمود
در سجدہ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث و آمدہ است کہ بود آنحضرت در عریش ابوبکر صدیق ناگاہ گرفت
آنحضرت را خواب سبک پس بیدار شد متبسم و فرمود یا ابابکر بشارت باد ترا نصرت خدا اینک آمدہ جبرئیل علیہ
السلام عنان اسپ خود را گرفتہ و بر دندانہای پیش وی غبار نشستہ و بیرون آمد از عریش تحریص
کنندہ مردم را بر جنگ و فرمود ہر کہ بکشد کافری را سلب آن کافر مر او را باشد و بدان خدا کہ بقائی محمد
در دست قدرت اوست کہ جنگ نکند با ایشان ہیچ مردی بطلب ثواب و رضای حق پس کشتہ شود
مگر آنکہ باشد او را بہشت جاودان عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ خرمای چند در دست داشت و میخورد
وگفت خوش خوش میان من و در آمدن بہشت واسطہ نماند مگر آنکہ کشتہ شوم بر دست ایشان پس
خرمہا از دست انداخت و شمشیر خود را گرفت و با کفار جنگ کرد و شہید شد **تنبیہ** در روضۃ الاحباب
از حدیث مناشدت و سوال والحاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در دعا ہمین مقدار ذکر کردہ و در وے
کلامی ست طویل مرشراح را کہ اشکال آوردہ اند کہ چگونہ روا باشد کہ اقدام کند ابوبکر بہ امر کردن آنحضرت
را بباز داشتن از اجتہاد والحاح در دعا و سوال و تقویت کند رجای او را و تثبیت نماید یقین او را
و حال آنکہ مقام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم احمد و ارفع و اجل و اعلاست و یقین وے صلی اللہ علیہ وسلم
فوق یقین ہمہ ست و جواب داده اند بوجوہ سہیلی گفتہ کہ صدیق رضی اللہ عنہ دران ساعت در مقام
رجا بود و پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در مقام خوف و شہود آنکہ پروردگار تعالی و تقدس میکند ہر چہ
میخواہد تدبیر میکند کہ عبادت کردہ نشود حق تعالی پس آن خوف وی عبادت شد و کمال بود نہ نقص و خطائے
گفتہ کہ تو ہم نکند ہیچ یکی کہ ابابکر رفیق بود بپروردگار تعالی و تقدس از ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در آنحالت بلکہ عائل و باعث مر آنحضرت را بر ان شفقت بر اصحاب و تقویت قلوب ایشان بود پس مبالغہ
کرد در توجہ دعا و الحاح و ابتہال تا ساکن گردد و آرام گیرد و ثبوت و قوت پذیرد قلوب ایشان زیرا کہ
میدانستند کہ دعا و سوال وی مستجاب و قبول است پس چون گفت مر او را ابوبکر آنچہ گفت باز آمد آنحضرت

و معوذ هم در روز بدر شهید شد و گفته اند که حکم آن حضرت صلی الله علیه وسلم به سلب مر معاذ را به سبب آن بود که وی نخست سست کرد او را بجراحت اگرچه هر دو شریک بودند در جرح و فرمودن آن حضرت کلا کما قتله از برای خوش کردن دل دیگر بود از این جهتیت او را مشارکت است در قتل وی والا قتل شرعی که متعلق است بوی استحقاق سلب و آن امتحان و اخراج از حد امتناع است یافته نشد مگر از معاذ پیشتر شریک شد او را معوذ معلوم گشت بنظر به میقهای ایشان پیشتر یافت او را ابن مسعود و حال آنکه وی در روی رمقی بود پس برید سر او را چنانکه در احادیث صحیحه آمده است که پرسید آنحضرت کیست که برود و از ابو جهل خبری آرد پس رفت ابن مسعود و یافت او را که زده اند او را پسران نصرا و سرد کرده اند پس نشست ابن مسعود بر سینه پر کینه وی و گرفت ریش ناپاک او را و گفت ابو جهل تو می آخر اک الله یا عدو الله ابو جهل گفت زیاده برین نیست که مردی را قوم او کشتند کاشکے مرا کسی غیر دهقان کشتے و مراد به دهقان انصار داشت که اهل زراعت بودند و گفته اند که اگرچه ابو جهل را فرعون هذه الامة خوانده اند اما بتر از فرعون بود زیرا که فرعون چون غرق میشد دانست که بد کرد و معترف شد و انصاف داد و این بدبخت تا دم آخر در چنین حال که خوار و زار افتاده بود تکبر ورزید لعنة الله علیه پس ابن مسعود سر شوم او را برید و بحضرت آورد پس فرمود آن حضرت الحمد لله الذی آخزاک یا عدو الله و در روایتی آنکه فرمود الحمد لله الذی نصر عبده و اعز دینه و فرمودمات فرعون هذه الامة در روایتی آنکه سجده شکر بجا آورد و از اینجا است که بعضی فقهای قائل شده اند باستحباب سجده شکر سجدوشکر نعمت متجدده و دفع بلیه مکروهه و علما را اختلاف است در مشروعیت سجده خارج صلوة و رای سجده تلاوت مثل سجده شکر و سجده مناجات جمهور علمای حنفیه قائل نیستند بآن و آنچه درین حدیث آمده است مراد بسجده نماز میدانند و در حدیث نیز بروایتی آمده که دو رکعت نماز بگذارد و مروی است که آنحضرت صلی الله علیه وسلم چون تزاحف مردم در حرب مشاهده کرد کثرت کفار و قلت اصحاب خود را دید بقبله آورد و روی بقبله آورد و دست بدعا برداشت و مشغول شد بسوال و مناجات پروردگار و نبود با وی در عریش جز ابو بکر صدیق رضی الله عنه و طلبید از حق فتح و نصرتی که وعده کرده بود و گفت خداوندا وفا کن و بهسر بر وعده را که کردی بمن و گفت خدایا اگر هلاک میکنی این گروه اهل اسلام را عبادت کرده نمی شود ترا بر روی زمین و چندان مبالغه کرد و الحاح نمود در دعا که ردا از دوش مبارک وی بیفتاد ابو بکر ردا را طهر برابر داشت و بر دوش آنسرور انداخت

پس اول کسیکه از لشکر کفار بیرون آمد عتبه بن ربیعه و ولید بن عتبه بود و مبارز طلبیدند و از لشکر
مسلمانان نیز سه کس برآمدند عوف و معاذ پسران حارث و عبد الله بن رواحه کفار پرسیدند
شما چه کسانید گفتند ما قومی از انصاریم گفتند ما را با شما کاری نیست ما ابناء اعمام خود را میخواهیم
و یکی از ایشان ندا کرد که یا محمد بیرون آر اکفاء ما را از قوم ما پس فرمود بعبیده بن الحارث و حمزه و علی
برخیزید و با ایشان مبارزت نمائید پس آن هر سه برآمدند و در میان در آمدند پس گفتند شما اکفاء
گرامید پس مبادرت کرد عبیده و او سن قوم بود و عمری از هشتاد گذشته بعتبه مبارزت کرد و حمزه شیبه
و در روایتی بعکس آمده و مبادرت کرد علی بولید بن عتبه پس کشت علی ولید را و قتل کرد حمزه مبارز
خود را و در افتادند عبیده و مبارز او بدو ضرب پس واقع شد ضربه بر زانوی عبیده و میل کردند حمزه و
علی نیز مبارز عبیده را و اعانت کردند او را بر قتل وی و برداشته آورد عبیده را نزد آنحضرت و میریخت
مغز از ساق وی گفت یا رسول الله من شهید نیستم فرمود بلی تو شهیدی همانا که پرسیدن وی
بجهت آن بود که مکث کرد و بالفعل جان نداد و فقها را درین صورت اختلاف است کما ذکر فی
کتب الفقه و در حین بازگشتن از بدر در وادی صفرا یا در روحا وفات یافت و در همانجا مدفون شد رضی الله
عنه و معوذ و معاذ دو برادر بودند پسران عفرا که جستند ابی جهل را چون بدیدند او را مانند دو جرع
از جای خود بر جستند و او را بضرب شمشیر زدند تا بینداختندش معاذ می گوید که من زخمی زدم بر ابو جهل
که ساقی وی جدا شد و عکرمه پسر ابو جهل بر من زخمی زد که دست من از دوش جدا شد چنانکه از پهلوی
من آویخته شد و با وجود آن جنگ میکردم آخر به تنگ آمدم و آن دست را در زیر پای خود آوردم
و از پهلوی خود جدا ساختم بعد ازان معوذ بن عفرا ضربی زد بر ابو جهل و بینداختش و لیکن هنوز از رمقی
مانده بود و آورده اند که ایشان هر دو پیش آنحضرت صلی الله علیه وسلم آمدند و خبر کشته شدن ابو جهل
رسانیدند فرمود کدام یکی از شما او را کشته است هر یکی مدعی آن بود که من کشته ام فرمود شمشیرهای
خود را پاک کرده اید گفتند نه پس در شمشیرهای ایشان نگاهی کرد و فرمود شما هر دو کشته اید و فرمود
سلب او از معاذ باشد و آورده اند که معاذ با وجود آن زخم تا زمان عثمان بن عفان زنده بود و قاضی
عیاض از ابن وهب آورده که آمد معاذ نزد آنحضرت و آویخته بود دست وی بجلد وی پس انداخت
آب دهن مبارک خود را بر وی پس چسپید ببدن او و بهتر زیست بعد ازان تا زمن عثمان رضی الله عنه

و معوذ هم در روز بدر شهید شد و گفته اند که حکم آن حضرت صلی الله علیه وسلم به سلب مر معاذ را به سبب
آن بود که وی نخست سست کرد او را بجراحت اگرچه هر دو شریک بودند در جرح و فرمودن آن حضرت
کلا کما قتلته از برای خوش کردن دل دیگر بود از این جهت که او را مشارکت است در قتل وی والا قتل شرعی
که متعلق است بوی استحقاق سلب و آن استحکام و اخراج از حد امتناع است یافته نشد مگر از معاذ
پس شریک شد او را معوذ معلوم گشت بنظر به سیفهای ایشان پس دریافت او را ابن مسعود و حال آنکه
دمی در وی رمقی بود و پس برید سر او را چنانکه در احادیث صحیحه آمده است که پرسید آنحضرت کیست
که برود و از ابو جهل خبری آرد پس رفت ابن مسعود و یافت او را که زده اند او را پسران انصار و سرد کرده اند
پس نشست ابن مسعود بر سینه پر کینه وی و گرفت ریش ناپاک او را و گفت ابو جهل تو می آخزاک الله یا عدو الله
ابو جهل گفت زیاده برین نیست که مردی را قوم او کشتند کاشکے مرا کسی غیر دهقان کشتے و مراد به دهقان
انصار داشت که اهل زراعت بودند و گفته اند که اگرچه ابو جهل را فرعون هذه الامة خوانده اند اما بدتر از فرعون
بود زیرا که فرعون چون غرق میشد دانست که بد کرد و معترف شد و انصاف داد و این بدبخت تا دم آخر
در چنین حال که خوار و زار افتاده بود تکبر ورزید لعنة الله علیه پس ابن مسعود سر شوم او را برید و بحضرت
آورد پس فرمود آن حضرت الحمد لله الذی آخزاک یا عدو الله و در روایتی آنکه فرمود الحمد لله الذی
نصر عبده و اعز دینه و فرمودمات فرعون هذه الامة در روایتی آنکه سجده شکر بجا آورد و ازینجا است که
بعضی فقهای قائل شده اند باستحباب سجده شکر بسجدوث نعمت متجدده و دفع بلیه مکروهه و علما را اختلاف
است در مشروعیت سجده خارج صلوة و رای سجده تلاوت مثل سجده شکر و سجده مناجات جمهور علمای
حنفیه قائل نیستند بآن و آنچه درین حدیث آمده است مراد بسجده نماز میدانند و در حدیث نیز بروایتی
آمده که دو رکعت نماز بگذارد و مروی است که آنحضرت صلی الله علیه وسلم چون تراحف مردم در حرب مشاهده
کرد و کثرت کفار و قلت اصحاب خود را دید بقبله آمد و روی بقبله آورد و دست بدعا برداشت و مشغول
شد بسوال و مناجات پروردگار و نبود با وی در عریش جز ابو بکر صدیق رضی الله عنه و طلبید از حق
فتح و نصرتی که وعده کرده بود و گفت خداوندا وفا کن و بهر بر وعده را که کردی بمن و گفت خدایا اگر
هلاک میکنی این گروه اهل اسلام را عبادت کرده نمی شود ترا بر روی زمین و چندان مبالغه کرد
و الحاح نمود در دعا که ردا از دوش مبارک وی بیفتاد ابو بکر ردا را طهر در برابر داشت و بر دوش آنسرور انداخت

پس اول کسیکه از لشکر کفار بیرون آمد عتبه بن ربیعه و ولید بن عتبه بود و مبارز طلبیدند و از لشکر
مسلمانان نیز سه کس برآمدند عوف و معاذ پسران حارث و عبد الله بن رواحه کفار پرسیدند
شما چه کسانید گفتند ما قومی از انصاریم گفتند ما را با شما کاری نیست ما ابناء اعمام خود را میخواهیم
و یکی از ایشان ندا کرد که یا محمد بیرون آر اکفاء ما را از قوم ما پس فرمود بعبیده بن الحارث و حمزه و علی
برخیزید و با ایشان مبارزت نمائید پس آن هر سه برآمدند و در میان در آمدند پس گفتند شما اکفاء
گرامید پس مبادرت کرد عبیده و او سن قوم بود و عمری از هشتاد گذشته بعتبه مبارزت کرد و حمزه بشیبه
و در روایتی بعکس آمده و مبادرت کرد علی بولید بن عتبه پس کشت علی ولید را و قتل کرد حمزه مبارز
خود را و در افتادند عبیده و مبارز او بدو ضرب پس واقع شد ضربه بر زانوی عبیده و میل کردند حمزه و
علی نیز مبارز عبیده را و اعانت کردند او را بر قتل وی و برداشته آورد عبیده را نزد آنحضرت و میگریست
مغز از ساق وی گفت یا رسول الله من شهید نیستم فرمود بلی تو شهیدی همانا که پرسیدن وی
بجهت آن بود که مکث کرد و بالفعل جان نداد و فقهاء را درین صورت اختلاف است کما ذکر فی
کتب الفقه و در حین بازگشتن از بدر در وادی صفرا یا در روحا وفات یافت و در همانجا مدفون شد رضی الله
عنه و معوذ و معاذ دو برادر بودند پسران عفرا که حبشند ابی جهل را چون بدیدند او را مانند و جرع
از جای خود بر جستند و او را بضرب شمشیر زدند تا بیفتاد خنثش معاذ می گوید که من زخمی زدم بر ابو جهل
که ساقی وی جدا شد و عکرمه پسر ابو جهل بر من زخمی زد که دست من از دوش جدا شد چنانکه از پهلوی
من آویخته شد و با وجود آن جنگ میکردم آخر به تنگ آمدم و آن دست را در زیر پای خود آوردم
و از پهلوی خود جدا ساختم بعد ازان معوذ بن عفرا ضربی زد بر ابو جهل و بیفکند خنثش و لیکن هنوز از وی
رمقی مانده بود و آورده اند که ایشان هر دو پیش آنحضرت صلی الله علیه وسلم آمدند و خبر کشته شدن ابو جهل
رسانیدند فرمود کدام یکی از شما او را کشته است هر یکی مدعی آن بود که من کشته ام فرمود شمشیرهای
خود را پاک کرده اید گفتند نه پس در شمشیرهای ایشان نگاهی کرد و فرمود شما هر دو کشته اید و فرمود
سلب او از معاذ باشد و آورده اند که معاذ با وجود آن زخم تا زمان عثمان بن عفان زنده بود و قاضی
عیاض از ابن وهب آورده که آمد معاذ نزد آنحضرت و او یخته بود دست وی بجلد وی پس انداخت
آب دهن مبارک خود را بر وی پس چسپید بدن او بپستر زیست بعد ازان تا زمن عثمان رضی الله عنه

دیگر در محال آثار شریف مساجد مبنی است پس لشکر کفار رسیدند آنحضرت چون ایشان را دید دعا کرد و
فرمود یارب اینک قوم قریش با خیلا و تکبر رسیدند و میخواهند که با تو و رسول تو جنگ کنند خدایا منتظر نصرت
ام که با من وعده کرده و لشکر مسلمانان نیز برآمد و گویند که قریش یکی از لشکریان خود را فرستادند تا لشکر
اسلام را نظر کند که چند است وی سواره برگرد مسلمانان جولانی کرد و گفت سیصد مرد باشند کم و بیش و اطراف
و جوانب را نیز ملاحظه کرد و هیچکس را ندید و گفت فاما ای گروه قریش دیدم ملایا را که بر میدارد منایا را یعنی
مرگها را و می بینم شتران یثرب را که زهر قاتل بار ایشان ست یعنی جنگ کردن با ایشان سبب هلاک شماست
چون شما کشته شوید پس ماندگان را چه زندگانی بود سلامتی شما را آنست که برگردید و جنگ نکنید حکیم بن حزام
که دران وقت در میان کفار بود چون این سخن بشنید نزد عتبه رفت و گفت ای ابو الولید تو بزرگ
و پیشوای قریشی میخواهی که ذکر خیر تو تا آخر دهر تو باز ماند عتبه گفت ای حکیم چه باید کرد گفت انکه مردم را
باز گردان گفت قبول کردم و گفت نزد ابن الحنظلیه یعنی ابو جهل برو و بگو هیچ میتوانی که برگردی و گردانی
مردم را پس نزد ابو جهل رفتم و پیام عتبه را رسانیدم ناگاه ابو جهل نیز پیدا شد و با عتبه گفت انتفخ سحرک
یعنی برباد شد شش تو و این کنایتیست از جبن و بد دلی عتبه گفت نزد یکست که معلوم شود که شش تو
برباد شود و روایتی آنکه عتبه با بو جهل گفت مرا سرزنش میکنی ای زرد کننده و بر خود گوینده که ابو جهل
لعنة الله علیه بر نشستگاه خود برصی داشت و بزعفران ان را رنگ میکرد و چون لشکر اسلام جمع آمد تسویه
صفوف کرد و فرمود که تا من نگویم حمله بر اعدا نکنید و اگر نزدیک شوند بشما تیر باران کنید و لیکن بصرفه
بیندازند تا تیر تمام نشوند و در اینجا حکایتی غریب نادر ذکر کرده اند که چون آنحضرت صفوف اصحاب خود
راست میکرد و چوبی در دست داشت بر سواد بن غزیه که صحابی بود خوش طبع خوش فهم گذشت و وی
از صف پیش آمده بود خنجر آن چوب را بر سینه وی زد و فرمود استو یا سواد برابر شو راست ای سواد گفت
یا رسول الله ضربی موجع بر من زدی و خدا یتعالی ترا بحق فرستاد عدالت و انصاف بدست تست
مرا قصاص ده رسول خدا صلی الله علیه وسلم جامهٔ خود را از سینه مبارک خویش دور گردانید و
فرمود قصاص بگیر سواد فی الحال روی خود را بر سینه مبارک آنحضرت نهاد و بران بوسه داد حضرت
فرمود چرا چنین کردی گفت یا رسول الله این آخر وقت منست و همین ساعت کشته می شوم
خواستم که در آخر عمر بدن من بدن مبارک تو برسد حضرت او را دعای خیر کرد صلی الله علیه وسلم

قصوی بمعنی بعید از مدینه پس نزول مسلمانان در عدوه دنیا بود بجانب مدینه و نزول کفار در عدوه قصوی
بود بجانب مکه و در جانبی که نزول مسلمانان بود ریگستان بود که پایهای آدمیان و سمهای ستوران تا بزانو
فرو میرفت و تشنگی نیز بر ایشان غلبه کرده بود و در آن جانب که کافران نزول کرده بودند آبی بود و اگر
آورده و چاهها کنده مسلمانان بعضی جنب و بعضی محدث صبح کرده پس در دسوسه انداخت ایشان را
شیطان و گفت شما گمان میبرید که بحقید و در میان شما پیغمبر خدا است و شما دوستان خدائید و الآن مشرکان
بر آب غالب آمده و شما از تشنگی بجان آمده و محدث و جنب شده و اعدای شما منتظر اند که شما از تشنگی ضعیف
شوید و قوای شما نیست گردد و در شما هر نوع که خواهند حکم کنند پس فرستاد خدا تعالی باران را که سائل شد
بآن وادی پس سیراب شدند و غسل کردند و وضو ساختند و پشتر انرا آب دادند و مشکها را پر کردند و زمین که
ریگ بود محکم شد و سخت گشت و زمین کفار لای و گل شد و رفت وسوسه شیطان و اطمینان حاصل شد
و باین خبر میدهد بقول وی سبحانه و ینزل علیکم من السماء ماء لیطهرکم به و یذهب عنکم رجز الشیطان الآیه
و گویند آن حضرت با یاران خود در عرصهٔ بدر میگشت و دست مبارک بزمین می نهاد و موضع کشته شدن
و افتادن مشرکان تعین میکرد و میفرمود این کشتن گاه فلان و فلان ست و همه را تعین میکرد چنانکه یک
و جب ازان تجاوز نکرد چنانکه سابق هم در تسلیه انصار فرموده بود آورده اند که سعد بن معاذ رضی الله عنه
گفت یا رسول الله عریشی برای تو راست کنیم که تو در آنجا باشی و عریشی خانه که در بستانها از چوب و برگ
بسازند و در سایهٔ وی آسایش نمایند و اکثر از برگ و چوب خرما سازند و در نهایه گفته العریش کل ما یظل
و آنحضرت در باب مسجد شریف خود چنانکه در بعضی روایات آمده است فرمود پروردگار تعالی مرا امر کرده
که عریشی بسازم مانند عریش موسی و مسجد شریف نیز در ابتدای حال از چوب و برگ خرما بوده آمده است
که سعد بن معاذ با جمعی از انصار در بیرون عریش بودند و حراست و محافظت آن حضرت میکردند و نیز
آمده که گفت سعد بن معاذ که یا رسول الله تو در عریش باشی و رکاب ترا نزد تو مهیا دارند و با جنگ
مشغول شویم اگر خداوند تعالی مارا غلبه داد فبها و اگر صورتی دیگر باشد تو بر رکاب خویش سوار شوی
و بیاران ما که در مدینه اند ملحق شوی که ایشان در دوستی تو از ما کم نیستند و ایشان اگر میدانستند که قضیه
بجنگ خواهد انجامید از تو جدا نمیشدند و امروز غایت اخلاص و مواداری بجا می آوردند رسول خدا
مر سعد را دعای خیر گفت پس عریش ساختند و الان در موضع عریش مسجد بنا کرده اند چنانکه در موضع

گفت این پیغمبرے دیگر است از بنی المطلب نے و دانا باشند که بدانند که مقتول کیست اگر چنانکه بهم رسیم کذا ذکر
فی روضة الاحباب ازینجا معلوم میشود که این ملعون سرگروه ملاعین همیشه گرفتار بود بانکار و استهزا
و نه بدین نسبت ببارگاه نبوت و زود باشد که بداند و ببیند چنانکه بزبان پلید خود گفته است که زود باشد
که بدانند که مقتول کیست و کیست که معاذ و معوذ پسران عفرا او را مجروح ساخته بر خاک ذلت و خوارے
بیند از ند و ابن مسعود رضی الله عنه آمده بر سینه وی نشینند و سر مردار او را از تن ناپاک جدا سازد
نعوذ بالله من الشقاوة و آورده اند که ابو سفیان کاروانرا از محل خطر گذرانید و کسی نزد قریش فرستاد
که شما بجهت محافظت کاروان خود از مکه بیرون آمده بودید کاروان خلاص شد باز گردید و معترض محمد
نشوید صلی الله علیه و علی اله و صحبه وسلم و عاقلان ورای زنان ایشان که در مکه بودند منع میکردند و
از خروج عتبه و شیبه نیز با ینجانب بودند و عداس نصرانی که غلام عتبه و حبشیه بود و ایمان بحضرت
آورده بود نیز گفت که ای خواجهای من محمد رسول الله است بجنگ وی نروید و استقسام باز لام
که عادت مستمره ایشان بود نیز ازان ناهی و مانع بود اما همین ابوجهل خون گرفته سجد بود که ازان فتنه
ممتنع نمی شد و گفت ما از محاربه کردن محمد باز نیایم و گفت بخدا سوگند که ما باز نگردیم تا ببدر رویم و سه روز
آنجا باشیم و شتران را بکشیم و عیش کنیم و شراب بخوریم و سرود بشنویم و ذوق کنیم تا آوازه عظمت و شوکت
ما باطراف قبائل عرب منتشر گردد و بعد ازین همیشه از ما بترسند و در بدر موسمی بود از موسم عرب که هر سال
یکبار آنجا جمع می شدند و این لعین را بزبان قال گفت و گویا بلسان حال می گفت که ما باز نگردیم تا به بدر
رویم و فسق و فجور و فساد را با کفر و شرک جمع کنیم و بر خاک مذلت بخسبیم و بجهنم رویم تا آوازه عاقبت و
نقاوت حال ما را در آفاق عالم تا روز قیامت دائم و باقی ماند و اهل عالم عبرت گیرند نعوذ بالله من
سوء العاقبة و ابو سفیان با وجود آنکه آمدن قریش را از مکه بجانب بدر منکر بود و منع کرد ایشان را از
آمدن چون قافله را بمکه رسانید بالفور باز گشت و خود را بسپاه قریش رسانید و در معرکه بدر زخمها خورده
بگریخت و در حین انهزام میگفت من هرگز منکر تر ازین مقام هرگز مشاهده نکرده ام بخدا سوگند که ابوجهل
مردی نامبارک ست بیشتر از ارتحال کرد آنحضرت از منزل که دران بود بجانب بدر و قریب آن آمده
نزول کرد و قریش نزول بجانب دیگر کرده بود که در قرآن ازان باین عبارت ذکر کرده فرمود اذا انتم
بالعدوة الدنیا و هم بالعدوة القصوی و عدوه بمعنی شط وادی و دنیا ازدنو بمعنے قریب از مدینه و

وحال آنکه آنحضرت در مدینه باشد وچون الان در مدینه نسبت حمایت ایشان شامل حال شریف وی باشد
واین احتمال عبارت است که موهم است بدان وکمال اشتیاق واستکشاف حال ایشان ست والاظاهر
آنست که مراد ایشان آن بود که بعد از آمدن وتشریف آوردن تو بدیار ما همیشه در حمایت وخدمت تو
خواهیم بود پس گفت سعد بن معاذ که از اکابر انصار ست یارسول الله گویا ما را میخواهی ازین خطاب
فرمود آری گفت معاذ انچنین نیست ما ایمان آورده ایم بتو وتصدیق کرده ایم ترا وشاهد ایم بر آنکه
هرچه آورده تو از نزد خدا حق ست ودادیم ترا برین تصدیق عهدهای خود را ومواثیق خود را بر سمع وطاعت
وفرمانبرداری پس رو یارسول الله هرجا که میخواهی سوگند بآن خدای که فرستاده ست ترا بحق اگر میروی
تو وحی در آری ما را در دریای می در آییم ما دران ویس نمیماند از تو یکمرد از ما وبر نمی آید ما را که ملاقی شویم بدشمن
ما از صابر انیم وصادقانیم نزد لقای دشمن وشاید که خدا تعالی نماید ترا از ما نزد لقای دشمنان انچه روشن
وخنک گرداند چشم ترا پس ببر ما را هرجا که میخواهی پس مسرور شد آن حضرت باین سخن سعد ودر نشاط در آورد
او را این سخن وفرمود سیر کنید ببرکت خدا وبشارت باد شما را که فتح ونصرت شمار ست بدرستی تحقیق خدا
وعده کرده است مرا یکی ازین دو طائفه یعنی کاروان یا قوم قریش بخدا گویا من می بینم جای هلاک و
کشتن گاه ایشان را اشارت کرد بجای کشته شدن کفار قریش در بدر گفت انس نهاد آنحضرت دست
مبارک خود را بر زمین وفرمود انیست کشتن گاه فلان وانیست کشتن گاه فلان وفلان
وام برد یکیک از کشتگان را پس درنگذشت از موضع دست آن حضرت صلی الله علیه وسلم **تنبیه**
وگفته است صاحب مواهب از ابن سید الناس که در عیون الاثر گفته است که روایت کرده شده ایم
ما از طریق مسلم که این قول از سور بن معاذ روایت کرده شد از سعد بن عباده است اما معروف از سعد
بن معاذ است ابن اسحق وغیر وی همچنین روایت کرده اند واختلاف کرده شده است در شهود سعد بن
عباده بدر را وذکر نکرد او را ابن عقبه ونه ابن اسحق در بدریین وذکر کرده است واقدی ومدائنی وابن کلبی
او را در بدریین انتهی نقل است چون قریش در منزل جحفه نزول کردند جهم بن الصلت بن مخرمه بن المطلب
بن عبد مناف در خواب دید که مردی بر اسپی نشسته می آید وبا او شتری ست ومیگوید عقبه وشیبه وابو الحکم
بن هشام وامیه وفلان وفلان کشته شدند بعد ازان کاروی بر گلوی شتر خویش زد وشتر را گذاشت
بهیچ خیمه از خیمهای لشکر قریش نماند الا که رشاشه از خون وی بانجا رفت این واقعه با بو جهل رسید

بسعد بن معاذ رضی اللہ عنہ خبر داد و بود کہ امیہ بن خلف را یاران من خواہند کشت و خبر آنحضرت نزد
کفار قریش بی شک صادق بود پس ابوجہل نزد وی آمد و گفت ای ابو صفوان تو سید اہل وادی و چون
مردم بدانند کہ تو تخلف کردہ ہمہ تخلف میکنند و ہم نمیرسد چندان مبالغہ کرد کہ راضی شد بیرون رفتن
و در روایتی آمدہ کہ ابوجہل علیہ اللعنۃ ندا کرد فوق کعبہ ای اہل مکہ زود زود شوید و برآئید و گرد آرید اموال خود و
کاروان خود را اگر برسند پیش از شما اصحاب محمد فلاح مباد اشما را ہرگز پس بیرون آمدند ہزار کس از مردان
جنگی و میر قتند بصد کر و فر و غرور و تکبر با ساز و سامان و آلات غناء و لاہی چنانکہ مذکور شد پس جبرئیل علیہ السلام
آمد و آنحضرت را از برآمدن قریش خبر کرد پس آنحضرت روی مشاورت باصحاب آورد و فرمود خدا تعالیٰ
وعدہ کردہ شما را یکی از دو طائفہ را یا کاروان را یا قریش را و بود کاروان محبوب تر نزد اصحاب و گفتند
یا آنحضرت چرا ذکر نکردی تو ما را قتال را تا آمادہ نیستیم ما برای آن و سازمیکردیم آنرا فرمود آن حضرت
کاروان گذشت بر ساحل بحر این ابوجہل است روی آوردہ بشما گفتند یا رسول اللہ بگیر کاروان را
و بگذار قتال را پس در غضب آمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس با ایستاد ابوبکر گفت سخن نخوب
گفت بایستاد عمر و گفت و سخن خوب گفت پس خوش آمد آنحضرت را سخنان ایشان و دعائے
خیر کرد و ایشان را پس با ایستاد سعد بن عبادہ و گفت نظر کن و فکر کن یا رسول اللہ در کار خود و بگذار
آن کار را پس بخدا سوگند اگر سیر میکنی تو با عدن ابین تخلف نمیکنند از تو ہرگز نیست ہیچ مردی از انصار پس
دعا بخیر کرد او را رسول خدا پس با ایستاد مقداد بن عمرو گفت ما با تو ایم یا رسول اللہ ہر جا کہ روی نمیگوئیم
ترا چنانکہ گفتند بنی اسرائیل با موسیٰ اذہب انت وربک فقاتلا انا ہاہنا قاعدون بلکہ میگوئیم اذہب
انت وربک فقاتلا انا معکم مقاتلون سوگند بخدائی کہ فرستادہ است ترا بحق میرویم و جلادت می کنیم
با تو ہر جا کہ میروی اگرچہ تا برگ عماد میری و آن شہریست از شہرہای حبشہ پس تبسم کرد آنحضرت و دعا
بخیر کرد او را پس فرمود آنحضرت اشارت کنید شما بر من و مقصود عطای با انصار بود و استمزاج و استکشاف
حال ایشان شراح در شرح این کلام گفتہ اند کہ چون انصار در وقت بیعت العقبہ گفتہ بودند ما بری می آییم
و از ذمام تو یعنی از عہد تو تا برسی تو و یار ما را و چون بدیار ما برسی تو در ذمام مائی منع میکنیم از تو ہمچنان
میکنیم ترا از ہر چیزی کہ منع میکنیم و حمایت میکنیم ازان چیز انفس خود را و اولاد و نسای خود را ازین سخن
بوی آن می آید کہ حمایت ایشان آنحضرت را مخصوص است تا بانکہ در مدینہ باشد و کسی دشمنی ورزد بوی

ایشان را و برهنه اند کسوت ده ایشان را و فقیر اند تو نگر گردان ایشان را از فضل خویش پس
باز گشت هیچ کس ازان سفر الا که او را شتران و جاهها و طعامها و اموال بسیار بدست افتاد و شاد
آنحضرت طلحه بن عبید الله و سعید بن زید را تا تفحص اخبار قافله نمایند پس ایشان تحقیق اخبار نموده
بمدینه معظمه باز گشتند و چون ابو سفیان بآن موضع رسید از مردم آنجای پرسید که هیچ خبری از
محمدیان و جاسوس ایشان دارید گفتند دو شتر سوار در فلان موضع فرود آمده بودند روز دوم رحلت کردند
ابو سفیان بآن موضع آمد پس اندختهای شتر ان را دید آنها را بشگافت ریزهای خستهای خرمادران یافت
گفتند والله این شتران علف تمر ثیرب خورده اند و غالب آنست که اینها جاسوس محمد اند پس از راه گشت
و بدر را بسیار خود گذاشته از راه ساحل بمکه توجه نمود و تعجیل تمام رفتن گرفت و چون توجه آنحضرت و
صحابه وی شنید ضمضم بن عمرو غفاری را بمکه فرستاد تا با اهل مکه خبر رسانید که محمد قصد ما دارد بهر نوع که توانید
زود خود را بقافله رسانید و اموال خویش را حمایت نمائید پس ضمضم بن عمرو بسرعت تمام خود را بمکه رسانید
و خبر دار گردانید چون ابو جهل لعین این خبر شنید گفت محمد و اصحاب وی خیال کرده اند که این کاروان عمرو
بن الحضرمی ست والله چنین نیست و آورده اند که پیش از وصول ضمضم عاتکه دختر عبد المطلب خواب
دید که شتر سواری آمد و در موضع الابطح بایستاد و بآواز بلند گفت ای جماعت قریش بشتابید و بکشتن گاه
خود بیائید و چون خبر بخواب بابو جهل علیه اللعنة رسید بعباس گفت ای ابو الفضل این زن در میان
شما کی پیغمبر شده و گفت راضی نیستید تا بنیکه مردان شما دعوی نبوت کنند که این زن شما نیز دعوی کند
سه روز دیگر صبر میکنم اگر اثری بر وفق وی مترتب نگشت چیزی بنویسیم و بر اطراف و قبائل بفرستم که شما
ای بنی هاشم دروغ گوی ترین عرب اید و از ضمضم غفاری نیز آورده اند که گفت در وقت جدا شدن
از قافله و توجه بمکه در خواب دیدم که بر شتری سوارم و وادی بخون مالامال میرود چون بیدار شدم دانستم
که قریش را مصیبتی عظیم خواهد رسید و گویند که بنی هاشم ازین خواب ضمضم بغایت مسرور و خرم شدند که شما
است بر صدق رویای عاتکه پس اهل مکه بشتاب کار سازی خویش کردند و مقرر ساختند که از هر دو کس
که در مکه بکاری می آیند یکی بیرون آید یا از جانب خود کسی را بفرستد و از روسای قریش هیچ یکی توقف
نکرد و تخلف ننمود مگر ابو لهب و بجای خود عاص بن هشام بن المغیره را فرستاد و امیة بن خلف جمحی
نیز نمیخواست که از مکه بیرون رود بجهت آنکه بوی رسیده بود که وقتی آنحضرت صلی الله علیه وسلم

بستم ماه گفته و واقع شد قتال در هفدهم روز جمعه از رمضان و بعضی گفته اند روز شنبه و اختلاف
کرده در مدینه طیبه ابو لبابه انصاری را بیرون آمدن آن حضرت درین غزوه انصار و بیرون نیامده بودند
پیش ازین در هیچ غزوه و سریه چه قرار ایشان و رعیت عقبه آن بود که منع کنند ازان حضرت و نگاه دارند
او را از شر اعداء در دیار خود و نگذارند کسی را که تعرض کند بجان وی و بود عدد مسلمانان درین غزوه سیصد
و سیزده و هفتاد و هفت از مهاجران و دویست و سی و شش از انصار و آنها که در ملازمت آنحضرت بودند
سیصد و پنج نفر هشتاد کس از مهاجرین و باقی از انصار و هشت نفر دیگر بودند که بنا بر غدری حاضر نبودند حضرت
سهم ایشان را از غنیمت آن داد و اهل میر ایشان را اهل بدر شمرده اند سه مهاجرین عثمان بن عفان که بسبب
بیمارداری زوجه خود رقیه بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم با مر آن حضرت در مدینه ماند و طلحه و سعید
بن زید که بتجسس قافله مشرکان رفته بودند و پنج از انصار که نام ایشان در کتب سیر مذکور است و نبود
با مسلمانان جز سه اسپ و هفتاد بعیر و شش زره و هشت شمشیر و میر سد هر دو ده یا سه کس از مسلمانان
را شتری که سوار میشدند بنوبت بران و بود و شریک آن حضرت علی مرتضی و زید بن حارث چون نوبت
پیاده شدن حضرت میر سید میگفتند تو سوار شو یا رسول الله ما در رکاب تو پیاده میرویم میفرمودند نه شما
شما قوی تر از من و نیستم من بی نیاز تر از شما از اجر و با مشرکان هزار یا نهصد یا پانصد و پنجاه مرد جنگی و
قوی از هزار کم و از نهصد زیاده بود با ایشان صد اسپ و هفتصد بعیر یا زیاده شوکت و کروفری و خیلا و تکبری
و ساز و سامانی که داشتند و بودند سواران بلکه پیادان ایشان اکثر زره پوش و بودند اکثر همراه ایشان زنان
مغنیه و آلات طرب و بر سر هر آبی که میر سیدند فرود می آمدند و جواری و مغنیات و دف میزدند و سرود گویان
زبان بطعن اهل اسلام می کشادند و هر روز یکی از صنادید قریش لشکر را طعام میداد و هر روز نیاده شتر
نحر میکردند و بود وقوع واقعه بدر بی قصد از مسلمانان و بی میعاد و نبود قصد آنحضرت و مسلمانان مگر
تعرض قبر بش و قافله ایشان قافله عظیم بود که از شام می آمدند و اموال قریش دران بود و امیر قافله
ابو سفیان بود که در سی سوار از شام می آمد و عمرو بن عاص نیز با وی بود تا چون قریب به بدر رسیدند
خبر برسول خدا صلی الله علیه وسلم رسید گفت یا اصحاب که قافله می آید که اموال کثیر با او ست و عدد
او اندک و قلیل ست پس بیرون آئید بسوی آن شاید که سامان بخشد شما را خدا تعالی با آن و در روایتی
آمده که دعا کرد آنحضرت و فرمود خداوندا پیاده از ایشان سوار گردان ایشان را و گرسنه از سیر گردان

گناه است وگناه بزرگ است ولیکن آن گناهان که از شما ای کافران بوجود آمده از منع وصرف مردم از اسلام
وطاعات که موصل است بخدا و کفر ورزیدن بخدا و بازداشتن از مسجد حرام و بیرون آوردن پیغمبر و مسلمانان
از این مسجد بزرگتر است از خطای که اهل سریه کردند وان نیز بنی بر ظن و اشتباه و التباس بود و فتنهای که
شما از ارتکاب آن کرده اید از شرک و اخراج بزرگتر و سخت تر است از قتل ابن حضرمی و اسر ابن کیسان پس شما
بچه روی تغیر و تشنیع بر ایشان میکنید و درین نوعی از اعتذار است از مسلمانان پس بیرون آمدند عبد الله
بن جحش از غنم و سرور نمودند یاران و قسمت کرد آن حضرت آن مال را که موقوف داشته بود و قبول کرد خمس را
و رد باقی آنکه قسمت کرد آنرا همراه قسمت غنایم غزوه بدر که بعد ازین واقع شد و بعد ازین اهل مکه بحالت آنکه در
برای اسیر خود حکم و عثمان فدیه میفرستاده اند تا ایشان را خلاص گردانند آن حضرت فرمود که تا آن دو یار من که
سعد بن ابی وقاص و عتبه بن غزوان که بطلب شتر گم شده بودند بسلامت نیایند ایشان را نمی گذاریم و ایشان
هنوز که اهل سریه بمدینه باز گشته نیامده بودند چون آمدند حضرت حکم را باسلام دعوت کرد و وی مسلمان
شد و نیک شد اسلام او و اقامت کرد نزد رسول خدا صلی الله علیه وسلم تا شهید گشت روز بیر معونه و
عثمان بن عبد الله لاحق شد بکفر و در کفر مرد نعوذ بالله منها و اعظم وقایع در سال دوم از هجرت واقعه غزوه
بدر است که آنرا غزوه بدر کبری و بدر عظمی نیز گویند و بدر نام قریه مشهور است منسوب به بدر بن مخلد بن نضیر
بن کنانه که نزول کرده بود در انجا یا بدر بن الحارث که حافر بیر او بوده و بعضی گویند بدر بیر پیری است که در
انجا بوده تسمیه کرده شد آن بیر بدر باز جهت استدارات آن یا از وسعت دائره و صفاء آب وی که بدر در وی
می نمود و بود این غزوه اعظم غزوات و ازوی بود ظهور عزت و شوکت دین و بوی مشرف و تابان گشت
روی اسلام و داد ست مراد بیوم الفرقان که فرق کرد میان حق و باطل یوم التقی الجمعان که جمع شدند
مسلمانان و کافران در وی و عزیز گردانید حق تعالی از وی اسلام را و اهل آنرا و شکست و پایمال ساخت
و خراب کرد بنای کفر را با وجود قلت عدد مسلمان و کثرت اعدای دین با سازها جنگ و خیول و وجود
اسباب خیلا و تکبر پس عزت داد خدا تعالی رسول خود را و قوی گردانید دین خود را و سفید گردانید روی
جاه و جلال او را و رسوا کرد و خرب شیطان را و سیاه گردانید چهره او را و منت نهاد بر بندگان مومن بدان
و گفت لقد نصرکم الله ببدر و انتم اذلة تا بدانند که نصر از پیش خداست نه بکثرت عدد و قلت عدد و ما النصر الا من
عند الله العزیز الحکیم و بود خروج آنحضرت برای این غزوه دوازدهم رمضان بر تمامی نوزده ماه و بعضی

بن جحش بعد از دو روز این نامه را خوانده بران عمل کرد مضمون این نامه این بود که سیر کن بنام خدای عزوجل و برکت وی با اصحاب خود تا زمانی که در بطن نخله که نام موضعی است فرود آئی و در انجا مترصد کاروان قریش باشی و باید که هیچ کس را با کراه با خود نبری هر که خواهد بیاید و هر که خواهد باز گردد چون عبد الله از مضمون کتاب وقوف یافت بموجب فرموده متوجه بطن نخله شد و سعد بن ابی وقاص و عتبه بن غزوان که از مهاجران اولین بودند شتر خود را که بران نوبت سوار میشدند گم کردند از عبد الله رخصت طلبیده بطلب شتر رفتند و تخلف نمودند و عبد الله چون ببطن نخله رسید در انمنزل مترصد کاروان قریش نشست ناگاه قافله قریش از جانب طائف بران موضع رسید و موز و ادیم و دیگر متاع طائف باز داشتند و در قافله کفار عمرو بن الحضرمی و حکم بن کیسان و عثمان بن عبد الله و برادر او نوفل بن عبد الله مخزومی بودند و آن روز اول ماه رجب بود و مسلمانان را اشتباه شد که آخر جمادی الاخری ست پس تعرض کردند که مبادا ماه رجب در آید و هتک حرمت شهر حرام لازم آید پس بر سر اهل قافله ریختند و واقد بن عبد الله تمیمی تیری بر عمرو بن الحضرمی بزد و بکشت و حکم بن کیسان و عثمان بن عبد الله را اسیر ساختند و باقی همه گریختند و تمام اموال آن قافله غنیمت شد و میگویند که این اول غنیمت بود در اسلام و اول اسیران عثمان بن عبد الله و حکم بن کیسان بودند پس عبد الله بن جحش اموال را و اسیران را در خدمت رسالت صلی الله علیه وسلم آوردند و در روضة الاحباب گفته که اموال بر اصحاب قسمت کرد و خمس را بجهت آنحضرت صلی الله علیه وسلم جدا کردند و هنوز آیت خمس نازل نشده بود و چون مشرکان و یهود از صورت واقعه آگاه گشتند زبان طعن گشادند و گفتند که محمد و اصحاب وی ماه حرام را حلال ساخته و خون ریختن و تاراج کردن در شهر حرام امر کرده هتک حرمت نمود پس آنحضرت حکم اموال و اسیران را موقوف داشت و فرمود هیچ آفریده دران تصرف نکند به عبد الله بن جحش فرمود من شما را نگفته بودم که در ماه حرام قتال نکنید و سر زنش نمود بران و دیگر مسلمانان نیز سر زنش پیش آمدند چنانکه عبد الله و تمامه اصحاب سر به ملول گشتند و از کرده خویش پشیمان شدند هر چند از روی اشتباه و التباس کرده بودند و گمان بردند که حضرت حق تعالی بر ایشان غضب خواهد کرد و امید بستند که توبه کند بر ایشان و در گذرد تا این آیت نازل شد یسالونک عن الشهر الحرام قتال فیه قل قتال فیه کبیر و صد عن سبیل الله و کفر به و المسجد الحرام و اخراج اهله منه اکبر عند الله و الفتنة اکبر من القتل الآیة و حاصل مضمون این آیه آنست که میفرماید که نعم قتال در شهر حرام

که قصه تکنیه وی کرم الله وجهه باین کنیت آنست که بخاری و مسلم از سهل بن سعد ساعدی آورده که
گفت درآمد علی بر فاطمه رضی الله عنها پس ترا بیرون رفت و خسپید در مسجد و چون حضرت رسول الله صلی الله
علیه وسلم در بیت فاطمه آمد علی را ندید پرسید که جاست ابن عم تو یعنی علی و این بر عادت زبان عرب است
که گویند و نخواست که زوج و مانند آن گوید فاطمه گفت میان من و وی چیزی واقع شده پس غضب کرد
و بیرون رفت و قیلوله نزد من نکرد پس آنحضرت کسی را فرمود که ببیند که کجاست وی پس آنکس آمد و گفت
یا رسول الله هست در مسجد خواب میکند پس آنحضرت علیه السلام در مسجد بر سر وی آمد و دید که بر پهلو
خفته ردایش از پهلو افتاده و بدن شریفش خاک آلوده گشته پس آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمود
قم یا تراب از آن روز کنیت وی ابو تراب آمد و آن حضرت این کنیت را جمع کرد با کنیت اصل وی که ابو الحسن
بود و این کنیت دوست تر و گرامی تر بود نزد علی و مخالفان و معاندان او را باین کنیت میخوانند بتنقیص
و تحقیر وی قصه میکردند و حال آنکه در وی کمال تعظیم و تکریم ابو در رضی الله عنه و همدرین سال کز را بن جابر
قهری بر شتران مدینه که در چراگاه بودند و در آنجا شتران آن حضرت نیز بودند آمد و بر اند آنها را و برد و چون
آنحضرت را از آن خبر شد لوای ترتیب داد و بعلی مرتضی سپرد رضی الله عنه و بر آمد و زید بن حارثه را بر مدینه مظهر
عامل گردانید و خود با جمعی از صحابه بیرون رفت تا بوادی رسید که آنرا اسفوان بفتح سین مهمله و سکون فا
که موضعی ست در نواحی بدر میگفتند و از اینجهت این را غزوه بدر اولی گویند و چون بدان موضع رسید خبر تحقیق شد
که کز را از آنجا گذشت و بدست نیامد پس از آنجا بمدینه باز گشتند و این را نیز از غزوات شمرده اند و بعضی از
غزوه بدر اولی نام کرده و در حاشیه روضة الاحباب که عنوانات غزوات را نوشته آنرا غزوه طلب کرز بن
جابر فهری نام کرده و در مواهب غزوه بدر اولی گفته و همدرین سال سریه عبد الله بن جحش وقوع یافت
که پسر عمه آنحضرت بود و برادر ام المومنین زینب بنت جحش با هشت کس و بروایتی با دوازده کس از
کبار صحابه مثل سعد بن ابی وقاص و عکاشه بن محصن و عتبه بن غزوان و واقد بن عبد الله تمیمی و غیرهم بفرستاد
و در سریه عبد الله بن جحش مسمی بامیر المومنین شد و آنکه گویند که اول کسیکه مسمی بامیر المومنین شد امیر المومنین
عمر بن الخطاب است آن معنی دارد که از جمله خلفاء اول کسیکه بلقب باین لقب گشت وی رضی الله عنه بود
بر منوال معنی لغوی و اصطلاحی که میباشد و آورده اند که آنحضرت نامه نوشته بود بوی سپرد و امر کرد تا دو روز
این نامه را مخوان و چون دو روز بگذرد و بخوان خدا داند که در اخفای نامه دو روز چه حکمت بود و بالجمله عبد الله

طبرانی نیز همچنین آمده از بریده و نزد ابن عدی از ابوهریره و زیادت کرده است ابن عدی
این را که مکتوب بود در وی لا اله الا الله محمد رسول الله و این ظاهر و تغایر است و شاید که تفرقه
میان این دو طرفی ست و ابن اسحق و ابو الاسود از غزوه ذکر کرده که اول حدوث رایات در غزوهٔ خیبر بود
و نمی شناختند پیش ازان مگر العویه را ذکر کرد اینهمه را صاحب مواهب و لیکن بیان نکرده فرق را و از
بعضی کتب معلوم می شود که لوای علم خرد و رایت علم بزرگ و فی القاموس گفته اللواء بالمد العلم
و در صراح گفته لواء علم خرد و رایت را ذکر نکرده اند و هم در سال دوم در شهر ربیع الاول بر راس
سیزده ماه از هجرت غزوه بواط واقع شد آنحضرت صلی علمی سفید بدست سعد بن ابی وقاص داد و
در مدینه سعد بن معاذ را و بعضی گویند سائب بن عثمان بن مظعون را خلیفه ساخت و باد و بیست
کس از صحابه از مدینه بقصد قافله از قریش که امیه بن خلف جمحی دران بود برآمده در روضة الاحباب میگوید
صد مرد از قریش بادی بودند دو هزار و پانصد شتر داشتند بیرون رفتند تا بواط رسیدند و با عدا نارسیده
برگشتند بعد ازان غزوه عشیره شد بیرون آمد آنحضرت صلی الله علیه وسلم از مدینه در جمادی الاولی
و بعضی گویند در جمادی الاخری بدر راس شانزده ماه از هجرت با صد و پنجاه مرد و بروایتی با دو بیست
کس و علمی راس کرد سفید که آنرا حمزه بن عبد المطلب داد و ابو سلمه بن عبد الاسد را عامل گردانید بر
مدینه مطهره برآمد بر قافله که ابو سفیان با جمعی کثیر بسبب تجارت میرفت تا بموضع عشیره رسیدند و چند روز
در آنجا توقف نمودند و چون تحقیق کرد که قافله ابو سفیان بیشتر گذشته بود با جمعی از بنی مدلج بالضم میم و سکون
دال مهمله و کسر لام و جیم از کنانه صلح و مواعدت و معاهده روضه نموده بمدینه باز گشتند و صلحنامه بایشان
نوشته داد و در روضة الاحباب و معارج النبوة مذکور است که بهمدرین سفر آنحضرت صلی الله علیه وسلم
علی مرتضی را رضی الله عنه کنیت کرد با بوتراب و قصه وی آنست که عمار بن یاسر میگوید من و علی ابن
ابی طالب کرم الله وجهه در غزوهٔ عشیره در پائی درخت خرما بخواب رفته بودیم و زمین ریگستان بود و ما گرد
آلوده شده پس آنحضرت بر بالین آمده ما را بیدار کرد و با علی فرمود یا اباتراب بعد ازان فرمود ای علی
ترا خبر دهم که بدبخت ترین مردمان کیست گفت علی نعم یا رسول الله خبر ده فرمود آنحضرت بدبخت ترین مردمان
دو کس اند یکی آنکه ناقه صالح پیغمبر علیه السلام را پی کرد و دیگر آنکه روی ترا و محاسن ترا بخون رنگین کند
این میگفت و دست مبارک خود را بر سر و روی وی می کشید درین دو کتاب اینچنین گفته و مشهور آنست

وعتبه بن غزوان که دو صحابی جلیل القدر قدیم الاسلام اند همراه کفار مکه بهم تجارت حضر کرده بودند
بلشکر اسلام ملحق شدند و همدرین ایام که عبیده بن الحارث را فرستاده بودند بمدینه خبر آمد که جمعی از
تجار قریش از شام بازگشته متوجه مکه اند پس آنحضرت حمزه بن عبد المطلب را با سی نفر از مهاجران بعثت حمزه
وبر سر آن کاروان فرستاد و بعضی گفته اند از انصار و این وهم است و تحقیق آنست که انصار را پیش از بن عبد المطلب
غزوه بدر بعثت نکرده کذا قال صاحب المواهب و علمی سفید برای ایشان راست کرد و ابو فرید غنوی
علمدار این لشکر شد و بقول بعضی اهل سیر اول علمی که در لشکر اسلام بسته شد این بود و سابقا گذشت که اول
از ان سریه عبیده بن الحارث بود و اکثر بر آنند و صاحب مواهب از ابن اسحق نقل میکند که چنین رسیده است
که اول رایتی که عقد کرده شد در اسلام رایت حمزه است و گفته است که سبب این اشکال و اشتباه این امر در مردم
آن باشد که بعث هر دو سریه معا بوده و قریب یکدیگر بود پس مشتبه شد بر مردم که اول کدام است و صاحب
مواهب میگوید که این سخن مشکل می شود که گفته اند بعث حمزه بر سیعه عشر شهر بود و بعث عبیده بر اس ثمانیه
و میگوید احتمال دارد که حضرت عقد کرده باشد رایت هر دو را معا پس متاخر شده باشد الی عبیده تا راس
ثمانیه از جهت امری که تقاضا کرد ارادت الله و الله اعلم پس رفتند مسلمانان همراه حمزه تا قریب ساحل دریا
در رسیدند به لشکر کفار و ایشان قریب سی صد نفر بود و مسلمانان سی و ابو جهل دران میان بود پس
جانبین متهی قتال گشتند مجدی بضم میم و سکون جیم و دال مهمله تحتانیه مشدده بن عمرو جهنی که حلیف فریقین
بود نگذاشت که جنگ واقع شود و ابو جهل لعنة الله علیه و قافله وی بمکه رفتند و حمزه با اصحاب خود بمدینه
باز گشت رضی الله عنهم اجمعین بعد ازان سریه سعد بن ابی وقاص بصوی خرار بفتح خاء معجمه و رای مهملتین
اولهما مشدده بینهما الف نام وادی است بحجاز قریب بجحفه با بیست نفر از مهاجران بقصد
کاروان دیگر از قریش فرستاده بر راس تسعه عشره عقد کرد برای او لواء ابیض که حمل کرد آنرا مقداد
بن الاسود و چون بآن موضع رسیدند دیدند پیش از وصول قافله گذشته بود پس بمدینه مراجعت نمودند
فائده بدانکه در احادیث ذکر لواء واقع شده است و آن علمی که برداشته میشود در حرب و ساخته
می شود بدان موضع صاحب جیش و گاهی بر میدارد آنرا مقدم عسکر و تحقیق تصریح کرده است جماعتی
از اهل لغت بترادف لواء و رایت و لیکن روایت کرده است احمد ترمذی از ابن عباس رضی الله
عنهما حدیث مابین لفظ کبه بود در رایت رسول خدا صلی الله علیه وسلم سیاه و لوای وی سفید و ترمذی

متقارب کہ میان ایشان مسافت سہ میل است و بواط بفتح با و ضم آن نام کوہی ست از کوہہای
جہینہ نزدیک ینبع و عشیرہ بشین معجمہ بر صیغہ تصغیر و در آخر ہا در بخاری عسیرہ بسین مہملہ نیز گفتہ و عشیر
بمعجمہ بے ہا نیز آمدہ و اما غزوہ عسرہ بضم عین و سکون سین مہملہ بمعنی دشواری نام غزوہ تبوک است
کہ آخر غزوات است و مردم دران دشواریہا دیدند و سختیہا کشیدند و ذکر آن بیاید اکنون سہ غزوہ را
بہمین ترتیب ذکر کنیم تا سریہا کہ در میان این غزوات واقع شدہ و ہمچنین ست طریقہ بیان این وقایع
غزوہ ابواء در کتب اول غزوہ ابواء و در روضۃ الاحباب میگوید کہ اول سال دوم یا آخر سال اول بود کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ را در مدینہ خلیفہ ساخت و خود با جمعی از اصحاب بقصد قافلہ بنی ضمیرہ
کہ قبیلہ از قریش بود بیرون آمد و حامل لواء حمزہ بن عبد المطلب بود و چون بابواء رسید پیشوائے
بنی ضمیرہ مخشی بن عمرو ضمیری بصلح پیش آمد آنحضرت نیز بصلح راضی شدہ صلحنامہ نوشت و بعد
از پانزدہ روز بمدینہ مکرمہ باز گشت بعد ازان و بقولی ہم از منزل ابواء و بقولی پیش از واقعہ ابو عبیدۃ
بن الحارث بن عبد المطلب را کہ ابن عم آنحضرت بود و اسن او و از آنحضرت بدہ سال و اسلام آورد و
پیش از دخول وی صلی اللہ علیہ وسلم ارقم را با شصت کس از مہاجرین بر سر جمعی از قریش فرستاد
کہ از مکہ بمہمی بیرون آمدہ بودند و سردار ایشان ابو سفیان بن حرب بود و بقولی عکرمہ بن ابی جہل
و علمی سفید برای ایشان عقد کرد و حامل آن مسطح بن اثاثہ بضم ہمزہ و بالف میان و مثلثہ بن عباد بن المطلب
بن عبد مناف قریشی مطلبی صاحب الک عائشہ و مجلود دران و در روضۃ الاحباب میگوید کہ اول
علمی کہ بجہت لشکر اسلام مرتب شد بقول اکثر اہل سیر آن بود و این قول بر تقدیری درست افتد
کہ سریہ عبیدہ بن الحارث پیش از غزوہ ابواء بود و الا در مواہب میگوید کہ در غزوہ ابواء سابق است
برین غزوہ نیز لوای بود و حامل لواء حمزہ بن عبد المطلب بود و بعضی گفتہ اند اول لوای کہ عقد کردہ شد
در سریہ حمزہ بن عبد المطلب کہ ذکر آن بیاید بود و اللہ اعلم پس بر یکدیگر تیر انداختند و سعد بن ابی وقاص
کہ در لشکر اسلام بود نیز تیر انداخت و اول تیری کہ در راہ خدا انداختہ شد این تیر سعد بن ابی وقاص بود
و گویند کہ وی رضی اللہ عنہ ہشت تیر با خود داشت ہمہ را بینداخت ہیچ یکی از انہا خطا نشد یا شخصی
آمد یا بر دابہ و میان این دو لشکر جنگ شمشیر واقع نشد و کفار تصور آنکہ لشکر اسلام دیگر در عقب ایشان ہستند
بترسیدند و روی بفرار نہادند و مسلمانان از عقب ایشان نرفتند و بمدینہ باز گشتند و مقداد بن الاسود

بعضی پیش از ہجرت گفتہ انتہی وہم درین سنہ ثانیہ امر بجہاد و قتال واقع شد و اذن کردہ شد بآن
و نازل شد قول حق سبحانہ اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر و دیگر از آیات
کہ در وی امر بجہاد و قتال واقع شدہ است و پیش ازان منع کرد آنحضرت از قتال و می آمدند صحابہ نزد وے
مضروب و مشجوج و میفرمود صبر کنید من مامور نشدہ ام بقتال تا ہجرت کرد و ماذون شد بدان و چون شہر کان
در مکہ بسیار بودند و نوعی از غلبہ ہم داشتند و مسلمانان کم بودند و خالی از ضعفی ہم نہ حکمت پروردگار تعالی
و تقدس اقتضا کرد تاخیر تشریع قتال را تا چون آن حضرت بمدینہ مطہرہ آمد و جمع گشتند صحابہ و قوایم
شدند بنصرت وی تعالی و گشت مدینہ برای ایشان ماوای و ملجای و مستقل تشریع کرد جہاد را بعد از ہجرت
خذلہم اللہ و ما النصر الا من عند اللہ و اصطلاح ارباب سیر بران جاری شدہ کہ ہر لشکر کہ در ان رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم بنفس شریف خود حاضر شدہ آنرا غزوہ و غزوات گویند و ہر جا کہ خود حاضر نشدہ بلکہ
فوجی فرستادہ آنرا بعث و سریہ خوانند بفتح سین و را مخففہ و تشدید تحتانیہ و اصل اشتقاق وی از سرت
بمعنی سیر در شب کردن و در اصطلاح اہل سیر قطعہ از جیش کہ فرستادہ شود بر عدو و صاحب مواہب گفتہ
قطعہ از جیش کہ بیرون می آید از جیش و عود میکند بوی از صد یا پانصد و انچہ زیادہ بر پانصد باشد
آنرا عنسر گویند بسین مہملہ بروزن مجلس و منبر و اگر زیادہ شود بر ہشتصد آنرا جیش گویند و اگر زیادہ بر چہار
ہزار بودہ محفل خوانند بقدر جسیم بر جا بروزن جعفر و خمیس جیش عظیم را گویند کہ پنج فرقہ دارد مقدمہ و قلب
و میمنہ و میسرہ و ساقہ و کتیبہ لشکر کہ مجتمع باشد و منتشر نگردد و مجموع غزوات آنحضرت کہ در ان بنفس
شریف خود بیرون آمدہ بیست و ہفت اند کذا فی المواہب و صاحب روضۃ الاحباب بقولی بیست
و بقولی بیست و چہار نیز نقل کردہ وجہ تطبیق نیز ذکر کردہ و عجب است کہ قولی کہ در صحیح البخاری از
زید بن ارقم روایت کردہ نوزدہ غزوہ بود ذکر نکردہ است و ورنہ غزوہ ازین غزوات قتال کردہ
بدر و احد و احزاب و بنو قریظہ و بنو المصطلق و خیبر و فتح مکہ و حنین طائف و عدد سرایا چہل و ہفت
بودہ بعضی ہیجدہ و شش گفتہ و در صحیح البخاری از ابن اسحق روایت کردہ کہ اول غزوہ کہ آنحضرت کردہ
ابواء بود بعد از وی بواط بعد ازان عشیرہ و ابو بالفتح ہمزہ و سکون موحدہ و الف ممدودہ نام موضعے
است قریب بجحفہ و اصل او بوا بود از و با بلس قلب کردہ شد و ابوا نام گشت الہدا و دان بہ تشدید
دال نیز گویند و در بعضی کتب غزوہ ودان نیز واقع شدہ و صاحب مواہب گفتہ کہ ابواء و ودان موضعند

متقارب کہ میان ایشان مسافت سہ میل است و بواط بفتح باو ضم آن نام کوہی ست از کوہہای جہینہ نزدیک ینبع و عشیرہ بضم عین معجمہ بر صیغہ تصغیر و در آخرہا و در بخاری عسیرہ بسین مہملہ نیز گفتہ و عشیر بمعجمہ بے ہا نیز آمدہ و اما غزوہ عسرہ بضم عین و سکون سین مہملہ بمعنی دشواری نام غزوہ تبوک است کہ آخر غزوات است و مردم دران دشواریہا دیدند و سختیہا کشیدند و ذکر آن بیاید اکنون سہ غزوہ را بہمین ترتیب ذکر کنیم تا سریہا کہ در میان این غزوات واقع شدہ و ہمچنین بست طریقہ بیان این وقائع

غزوہ ابواء

در کتب اول غزوہ ابواء و در روضۃ الاحباب میگوید کہ اول سال دوم یا آخر سال اول بود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ را در مدینہ خلیفہ ساخت و خود با جمعی از اصحاب بقصد قافلہ بنی ضمیرہ کہ قبیلہ از قریش بود بیرون آمد و حامل لواء حمزہ بن عبد المطلب بود و چون بابواء رسید پیشوائے بنی ضمیرہ مخشی بن عمرو ضمیری بصلح پیش آمد آنحضرت نیز بصلح راضی شدہ صلحنامہ نوشت و بعد از پانزدہ روز بمدینہ مکرمہ باز گشت بعد ازان و بقولی ہم از منزل ابواء و بقولی پیش از واقعہ الوبیدۃ بن الحارث بن عبد المطلب را کہ ابن عم آنحضرت بود و اسن بود از آنحضرت بدہ سال و اسلام آورد پیش از دخول وی صلی اللہ علیہ وسلم و او ہم را با شصت کس از مہاجرین بر سر جمعی از قریش فرستاد کہ از مکہ بمہمی بیرون آمدہ بودند و سردار ایشان ابو سفیان بن حرب بود و بقولی عکرمہ بن ابی جہل و علمی سفید برای ایشان عقد کرد و حامل آن مسطح بن اثاثہ بضم ہمزہ و بالف میان و مثلثہ بن عباد بن المطلب بن عبد مناف قریشی مطلبی صاحب الک عایشہ و مجلود دران و در روضۃ الاحباب میگوید کہ اول علمی کہ بجہت لشکر اسلام مرتب شد بقول اکثر اہل سیر آن بود و این قول بر تقدیری درست افتد کہ سریہ عبیدہ بن الحارث پیش از غزوہ ابواء بود والا در مواہب میگوید کہ در غزوہ ابواء کہ سابق است برین غزوہ نیز لوای بود و حامل لواء حمزہ بن عبد المطلب بود و بعضی گفتہ اند اول لوای کہ عقد کردہ شد در سریہ حمزہ بن عبد المطلب کہ ذکر آن بیاید بود و اللہ اعلم پس بر یکدیگر تیر انداختند و سعد بن ابی وقاص کہ در لشکر اسلام بود نیز تیر انداخت و اول تیری کہ در راہ خدا انداختہ شد این تیر سعد بن ابی وقاص بود و گویند کہ وی رضی اللہ عنہ ہشت تیر با خود داشت ہمہ را بینداخت و ہیچ یکی از انہا خطا نشد یا شخصی آمد یا بر دابہ و میان این دو لشکر جنگ شمشیر واقع نشد و کفار چون تصور آنکہ لشکر اسلام دیگر در عقب ایشان ہستند بترسیدند و رو بفرار نہادند و مسلمانان از عقب ایشان نرفتند و بمدینہ باز گشتند و مقداد بن الاسود

بعضی پیش از ہجرت گفتہ انتہی وہم درین سنہ ثانیہ امر جہاد وقتال واقع شد واذن کردہ شد بآن
ونازل شد قول حق سبحانہ اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر ودیگر از آیات
کہ در وی امر جہاد وقتال واقع شدہ است وپیش ازان منع کرد آنحضرت از قتال وحی آمد صحابہ نزد وے
مغروب ومشجع ومیفرمود صبر کنید من مامور نشدہ ام بقتال تا ہجرت کرد واذن شد بدان وچون شہر کان
در مکہ بسیار بودند ونوعی از غلبہ ہم داشتند ومسلمانان کم بودند وخالی از ضعفی ہم نہ حکمت پروردگار تعالی
وتقدس اقتضا کرد تاخیر تشریع قتال را چون آن حضرت بمدینہ مطہرہ آمد وجمع گشتند صحابہ وقوایم
شدند بنصرت وی تعالی وگشت مدینہ برای ایشان ماوای وملجای ومستقل تشریع کرد جہاد با اعدا ودین
خدا لہم اللہ وما النصر الا من عند اللہ ومصطلح اہل باب سیر بران جاری شدہ کہ ہر لشکر کہ دران رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم بنفس شریف خود حاضر شدہ آنرا غزوہ وغزوات گویند وہر جا کہ خود حاضر نشدہ بلکہ
فوجی فرستادہ آنرا ابعث وسریہ خوانند بفتح سین وراء مخففہ وتشدید تحتانیہ واصل اشتقاق وی از سرست
بمعنی سیر وشب کردن ودر اصطلاح اہل سیر قطعہ از جیش کہ فرستادہ شود بر عدو وصاحب مواہب گفتہ
قطعہ از جیش کہ بیرون می آید از جیش وعود میکند بوی از صد یا پانصد وانچہ زیادہ بر پانصد باشد
آنرا عسکر گویند سبین مہملہ بروزن مجلس ومنبر واگر زیادہ شود بر ہشتصد آنرا جیش گویند واگر زیادہ بر چہار
ہزار بودہ مجفل خوانند بقدر جیم بر جا بروزن جعفر وخمیس جیش عظیم را گویند کہ پنج فرقہ دارد مقدمہ وقلب
ومیمنہ ومیسرہ وساقہ وکتیبہ لشکر کہ مجتمع باشد ومنتشر نگردد ومجموع غزوات آنحضرت کہ دران بنفس
شریف خود بیرون آمدہ بیست وہفت اند کذا فی المواہب وصاحب روضۃ الاحباب بقولی بیست
وبقولی بیست وچہار نیز نقل کردہ وجہ تطبیق نیز ذکر کردہ وعجب است کہ قولی کہ در صحیح البخاری از
زید بن ارقم روایت کردہ نوزدہ غزوہ بودہ ذکر نکردہ است وورنہ غزوہ ازین غزوات قتال کردہ
بدر واحد واحزاب وبنو قریظہ وبنو المصطلق وخیبر وفتح مکہ وحنین طائف وعدد سرایا چہل وہفت
بودہ وبعضی ہجدہ وشش گفتہ ودر صحیح البخاری از ابن اسحق روایت کردہ کہ اول غزوہ کہ آنحضرت کردہ
ابواء بود وبعد از وی بواط بعد از ان عشیرہ وابواء بفتح ہمزہ وسکون موحدہ والف ممدودہ نام موضعی
است قریب بجحفہ واصل او ہابود از وہا بس قلب کردہ شد وابواء نام گشت البدء او دان بہ تشدید
دال نیز گویند ودر بعضی کتب غزوہ ودان نیز واقع شدہ وصاحب مواہب گفتہ کہ ابواء ودان ہر دو موضع

از ایشان ذریت بسیار پاک و روایت کرده است خطیب از ابن عباس رضی الله عنهما که چون تزویج
کرد رسول خدا فاطمه را بعلی گریه گرفت فاطمه را پس فرمود آنحضرت چه چیز گریانید ترا ای دختر من گفت
یا رسول الله تزویج کردی با مردی که نیست او را مال و چیزی پس فرمود آنحضرت آیا راضی نیستی تو که
برگزید خدا تعالی از زمین هر دو مرد را که یکی از ان دو مرد پدر تست و دیگری زوج تو است و در روایت
حاکم از ابن ابی هریره آمده که گفت آیا راضی نیستی تو که من تزویج کردم با ول مسلمانان از روی اسلام
و داناترین ایشان از روی علم تو بهترین نساء امت منی چنانکه مریم علیه السلام در قوم خود و در روایت
طبرانی آمده تزویج کردم ترا بانیکبخت در دنیا و در آخرت از صالحان و آمده است که آنحضرت از علی رضی الله
عنه پرسید که هیچ در دست داری علی گفت اسپی و زرهی دارم فرمود اسپ ترا ضروری است ولیکن زره
را بفروش و بهای آنرا پیش من آر پس آنرا بچهار صد و هشتاد درهم بفروخت و نزد آنحضرت آورد حضرت
قبضه ازان بگرفت و به بلال داد تا در بوی خوش صرف کند و بقیه بام سلیم سپرد که در جهاز فاطمه صرف کن
و کارسازی او کن و متاع خانه و اثاث البیت بخرید پس دو جامه بردود و مهائی از کتان و چهار بالش و
دو با هو بند نقره و قطیفه و تکیه و قدحی و آسیای و سبو مشک و مشربه و امثال آن ترتیب کرد و مروی است
که آنحضرت مقرر کرد که کارهای اندرون خانه مثل نان پختن و خانه جاروب کردن و وجود آسیا خرد ساختن
فاطمه زهرا تقدیم رسانید و کارهای بیرون مثل شتر را آب دادن و از بازار چیزی خرید ساختن علی مرتضی
یا مادونی فاطمه بنت اسد بدان قیام نمایند آمده است که فاطمه از بس که پیش آتش نشسته و نان پخته
و خانه جاروب کرده و جود آسیا خورد کرده بود رنگ روی مبارک او متغیر شده بود و دست وی متاثر
شده و شوخ بسته و جامه او غبار گرفته بود یکباری بطلب خادمی پیش آنحضرت رفته فرمود من شما را چیزی
تعلیم کنم که به از خادم باشد وقتیکه بجامه خواب روید بگوئید سی و سه بار سبحان الله و سی و سه بار الحمد لله
و سی و چهار بار الله اکبر علی مرتضی میگوید هرگز این ورد را ترک نکردم در شب صفین و در مواهب لدنیه میگوید
که ولیمه کرد علی بر فاطمه و نبود هیچ ولیمه در ان زمان بهتر از ولیمه وی گرد نهاد زره خود را نزد یهودی بنصف
پیمانه شعیر و بود ولیمه وی چند ساع شعیر و تمر و حیس روایت کرد آنرا احمد در مناقب و ازو قائع سنه دوم
فرضیت رمضان و نماز عید و صدقه فطر است بعد از تمامی نه ده ماه از قدوم آنحضرت صلی الله علیه وسلم
بمدینه و صاحب مواهب میگوید که آن پیش فرضیه زکوة شد و فرضیه زکوة نیز درین سال شده است و

قدیری تقلب فی جهنم فی ا
منسوخ گشت و اختلا
که بیت المقدس
بران تا آمد
بسوی آ
قبل گ
د

از ایشان ذریت بسیار پاک و روایت کرده است خطیب از ابن عباس رضی الله عنهما که چون تزویج
کرد رسول خدا فاطمه را بعلی گریه گرفت فاطمه را پس فرمود آنحضرت چه چیز گریانید ترا ای دختر من گفت
یا رسول الله تزویج کردی با مردی که نیست او را مال و چیزی پس فرمود آنحضرت آیا راضی نیستی تو که
برگزید خدا تعالی از زمین هر دو مرد را که یکی از ان دو مرد پدر تست و دیگری زوج تو است و در روایت
حاکم از ابن ابی هریره آمده که گفت آیا راضی نیستی تو که من تزویج کردم با ول مسلمانان از روی اسلام
و داناترین ایشان از روی علم تو بهترین نسا امت منی چنانکه مریم علیه السلام و قوم خود و در روایت
طبرانی آمده تزویج کردم ترا با نیکبخت در دنیا و در آخرت از صالحان و آمده است که آنحضرت از علی رضی الله
عنه پرسید که هیچ در دست داری علی گفت اسپی و زرهی دارم فرمود اسپ ترا ضروری است ولیکن زره
را بفروش و بهای آنرا پیش من آر پس آنرا بچهار صد و هشتاد درهم بفروخت و نزد آنحضرت آورد حضرت
قبضه ازان بگرفت و به بلال داد تا در بوی خوش صرف کند و بقیه بام سلیم سپرد که در جهاز فاطمه صرف کن
و کارسازی او کن و متاع خانه و اثاث البیت بخرید پس دو جامه بردد و لونهائی از کتان و چهار بالش و
دو بالا پوش پنبه و قطیفه و تکیه و قدحی و آسیای و سبو مشک و مشربه و امثال آن ترتیب کرد و مروی است
که آنحضرت مقرر کرد که کارهای اندرون خانه مثل نان پختن و خانه جاروب کردن و جو در آسیا خرد ساختن
فاطمه زهرا تقدیم رسانید و کارهای بیرون مثل شتر را آب دادن و از بازار چیزی خریدن ساختن علی مرتضی
یا مادر وی فاطمه بنت اسد بدان قیام نماید و آمده است که فاطمه از بس که پیش آتش نشسته و نان پخته
و خانه جاروب کرده و جو در آسیا خورد کرده بود رنگ روی مبارک او متغیر شده بود و دست وی متاثر
شده و شوخ بسته و جامه او غبار گرفته بود یکبار ی بطلب خادمی پیش آنحضرت رفته فرمود من شما را چیزی
تعلیم کنم که به از خادم باشد وقتیکه بجائه خواب روید بگوئید سی و سه بار سبحان الله و سی و سه بار الحمد لله
و سی و چهار بار الله اکبر علی مرتضی میگوید هرگز این ورد را ترک نکردم در شب صفین و در مواهب لدنیه میگوید
که ولیمه کرد علی بر فاطمه و نبود هیچ ولیمه در ان زمان بهتر از ولیمه وی گرو نهاد زره خود را نزد یهودی بنصف
پیمانه شعیر و بود ولیمه وی چند ساع شعیر و تمر و حیس روایت کرد آنرا احمد در مناقب و ازو قائع سنه دوم
فرضیت رمضان و نماز عید و صدقه فطر است بعد از تمامی نوزده ماه از قدوم آنحضرت صلی الله علیه وسلم
بمدینه و صاحب مواهب میگوید که آن پیش فرضیه زکوة شد و فرضیت زکوة نیز درین سال شده است و

گفته اند قومی از فقها که مستحب ست پراگنده کردن شکر و بادام در ضیافت عقد نکاح و در مواهب لدنیه
نقل میکند خطبه را الحمد لله الحمود بنعمته المعبود بقدرته المطاع بسلطانه المرهوب من عذابه والسطوته
النافذ امره فی سمائه وارضه الذی خلق الخلق بقدرته ومیزهم باحکامه واکرمهم بدینه واکرمهم بنبیه محمد صلی الله
علیه وسلم ان الله تبارک اسمه وتعالی عظمته جعل المصاهرة سببا لاحقا وامرا مفترضا وشبح به الارحام
والزم الانام فتعال عز من قایل وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا وکان ربک قدیرا فامر الله
تعالی یجری الی قضائه وقضاء یجری الی قدره ولکل قضاء قدر ولکل قدر اجل ولکل اجل کتاب یمحو الله
ما یشاء ویثبت وعنده ام الکتاب ثم ان الله امرنی ان ازوج فاطمة من علی بن ابی طالب انتهی و ذکر کرده
است جزری در حصن حصین از ابن حبان در صحیح خود که چون تزویج کرد آنحضرت صلی الله علیه وسلم علی را
فاطمه رض در آمد در خانه و گفت یا فاطمه برایم مرا آبی پس گرفت فاطمه قدح چوبین را و پر کرد آنرا آب پس گرفت
آنحضرت آنرا و انداخت آب در دهن مبارک خود را در وی و فرمود فاطمه رض را پیش آی آمد فاطمه رض پیش
پاشید آب را در میان سینه شریف و بر سر مبارک وی و فرمود خداوندا من پناه میدهم تو او را و ذریت
او را از شیطان رانده شده پستر گفت پشت کن ای فاطمه بجانب من پس پشت کرد بجانب آن حضرت
پس بخیانت آب آن حضرت میان شانهای او و فرمود خداوندا من پناه میدهم تو او را و ذریت او را از
شیطان رجیم باز فرمود آنحضرت بیار ید مرا آب گفت علی دانستم آنچه میخواهد آنحضرت پس ایستاد م و پر کردم
کاسه را و آوردم آب را پس گرفت آنحضرت آنرا و بینداخت آب در دهن خود را در وی و گفت مرا پیش آی
پس پیش آمدم پس انداخت آب را بر سر من و پیش روی من و فرمود اللهم انی اعیذه بک وذریته من الشیطان
الرجیم پستر گفت درای با اهل خود بسم الله والبرکة و در بعضی روایات آمده که آمد رسول خدا صلی الله علیه
وسلم روز نکاح فاطمه رض بعلی رض بعد از عشا بسوی خانه ایشان پس برداشت ظرفی از آب و انداخت آب در دهن
مبارک خود را و خواند معوذتین را و دعا کرد و امر کرد علی را که بیاشامد آن آب را و وضو کرد بعد ازان امر کرد
فاطمه رض را که بیاشامد آن آب را و وضو کند ازان پستر گفت خداوندا این هر دو ذات از من اند و من از ایشانم
خداوندا چنانکه دور کردی از من پلیدی را و پاک ساختی مرا پاک گردان این هر دو را پستر فرمود مر ایشان را
بروید بسوی خوابگاه خود و فرمود خداوندا ببیوند و الفت ده میان ایشان و برکت کن در ایشان و در
ذریت ایشان و فراهم آر پریشانی ایشان را و نیک گردان بخت ایشان را و برکت کن بر ایشان و بخیر آر

وخود چه جای توقف است آن هم بحکم الٰہی بود و ایں همه بحکم و تعالے اشد منسوخ شدند موجب بطلان حکم سابق نیست ہر دو حق ست و چون قبلہ محمول شد مسجد شریف مدینہ را بنای دیگر شد مسجد قبا را نیز تغیر دادند و بنفس شریف خویش وصحابہ بسنگ می کشیدند و از وقایع سنہ ثانیہ نکاح فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا بر علی مرتضے است رضی اللہ عنہما ولادت فاطمہ زہرا بقول صحیح پیش از نبوت است بہ پنجسال و در وقتیکہ قریش بنای بیت کردند بسبب وہنی کہ راہ یافتہ بود بدان و تزویج کرد او را با علی مرتضی در سنہ ثانیہ از ہجرت در شہر رمضان المبارک و بناء در ذی الحجہ و بعضی گفتہ اند تزویج کرد در رجب و بعضی گفتہ در سفر و بعضی گفتہ بعد غزوۂ احد کذا فی جامع الاصول و بود زہرا رضی اللہ عنہا در وقت تزویج شانزدہ سالہ و بعضی ہیزدہ گفتہ و بعضی پانزدہ و بود علی رضی اللہ عنہ بست و یکسالہ و پنج ماہ در روایات آمدہ کہ خواستگاری کرد فاطمہ را ابو بکر صدیق پس تعلل کرد آنحضرت و فرمود من انتظار وحی دارم در تزویج وی پس عمر خواستگاری کرد عمر او را جواب داد بہمین کلمہ و در مشکوۃ آوردہ کہ چون خطبہ کردند فاطمہ را ابو بکر و عمر گفت آنحضرت کہ وی صغیر است پس گفت علی را ام ایمن و در روضۃ الاحباب گفتہ کہ گفتند بوی اہل و خواص وی کہ تو برو نزد آنحضرت و خواستگاری کنی دختر شریف او را گفت علی رضی اللہ عنہ شرم دارم من از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و گفت رو کرد خواستگاری ابو بکر و عمر را بمن چون میدہد گفتند کہ تو نزدیک ترین مردی بوی او ابن عم اوئی و پسر ابو طالبی برو شرم مکن پس آمد علی رضی اللہ عنہ پیش رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و سلام داد بروی پس جواب سلام وی داد آنحضرت و گفت چہ چیز آوردہ است ترا نزد ما ای پسر ابو طالب گفت آمدہ ام تا خواستگاری کنم فاطمہ را پس فرمود رسول خدا مرحبا و اہلاً و زیادہ نکرد بریں و روایت میکند انس رضی اللہ عنہ کہ بودم من نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس در گرفت آنحضرت را حالتی کہ در میگرفت او را نزد وحی و ربودہ شد از خود پستر کشادہ شد آنحالت بحال خود آمد و فرمود یا انس آمد مرا جبرئیل علیہ السلام از نزد پروردگار عرش و گفت بدرستی خدا تعالی امر میکند ترا کہ تزویج کنی فاطمہ را با علی آی الساعۃ برو و بخوان ابو بکر و عمر و عثمان و طلحہ و زبیر را و جماعہ از انصار را پس حاضر آمدند این قوم و خطبہ خواند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و خطبہ بلیغ پس حمد گفت مر خدا را و ثنا کرد بروی و ترغیب کرد در نکاح پس تزویج کرد فاطمہ را با علی بر مہریہ صد مثقال از فضہ و فرمود قبول کردی و راضی شدی ای علی گفت قبول کردم و راضی شدم پستر گرفت آنحضرت طبقی از خرما پستر پراگندہ کرد میان قوم و از نجا

ذکر نکاح حضرت فاطمہ با حضرت علی رضی اللہ عنہما

قد نری تقلب وجهک فی السماء فلنولینک قبلة ترضاها فول وجهک شطر المسجد الحرام و قبله بیت المقدس
منسوخ گشت و اختلاف هست در انکه چون آنحضرت در مکه مکرمه بود قبله او بیت المقدس یا کعبه اکثر بر آنند
که بیت المقدس بود و لیکن آنحضرت چنان می ایستاد که کعبه در میان وی و بیت المقدس میشد و مستمر بود
بران تا آمد بمدینه پس تحویل یافت بمسجد حرام و قومی میگویند که کعبه بود و هم در مکه بیت المقدس شد و گذارد
بسوی آن تا سه سال و چون بمدینه آمد بعد هفده ماه کعبه شده بر این تقدیر نسخ متعدد می شود و نخست
قبله کعبه بود و منسوخ شد به بیت المقدس در مکه باز بیت المقدس منسوخ گشت و کعبه قرار یافت
در مدینه مطهره و الله اعلم بحقیقة الحال علی وجه الکمال و آورده اند که آنحضرت صلی الله علیه وسلم در خانه
یکی از صحابیات بود که وقت نماز پیشین در آمد و با جماعتی از اصحاب که در ملازمت شریف بودند نماز
می کرد و در ردائی آمده که آنجا بنی سلمه مسجدی داشتند در انجا نماز میکرد در رکوع رکعت دوم بود که
وحی آمد بتحویل قبله پس بجانب کعبهٔ شریفه برگشت و صفوفی که خلف آنحضرت بودند برگشتند و نماز را
تمام کردند و از بعضی کتب معلوم می شود که وحی تحویل خارج نماز بود و قولی است که این نماز ظهر بود که تحویل
در وی واقع شد میگذارد آنحضرت در مسجد شریف خود با صحابه کرام و قول اول اثبت است و انچه
در صحیح بخاری آمده که اول نمازی که پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم بجانب کعبه بگذارد نماز عصر بود احتمال
دارد که مراد آن باشد که اول نمازی که بتمام و کمال بجانب کعبه گذارد نماز دیگر بود کذا فی روضة الاحباب
و در مدینه مطهره در جانب غربی مساجد فتح بمسافت نصف میل بقدر یک بوادی عقیق و پیرو مسجدی
است که آنرا مسجد القبلتین گویند که تحویل قبله در انجا واقع شد ظاهر انه آن صحابیه که تحویل در انجا
واقع شد در این موضع بود و بیت المقدس و کعبه در سمت مقابل یکدیگر نه چنانکه اگر مستقبل بیت
المقدس باید مستدبر کعبه شود و اگر کعبه استقبال نمایند بیت المقدس در خلف بود و چون قبله
تحویل یافت حاصل شد بعضی مردم از یهود و منافقین را زیغ و شک پس نازل شد و لله المشرق
والمغرب یهدی من یشاء الی صراط مستقیم یعنی آن بحکم الهیت بهر طرف که بگرداند باز گشت و بعضی
مردم از مومنان در حق آنجماعه که پیش از تحویل از عالم رفتند مثل براء بن معرور و اسعد بن زراره
و جز ایشان گفتند که حال نماز ایشان که بجانب بیت المقدس کردند چه باشد پس حق تعالی این
آیه فرستاد و ما کان الله لیضیع ایمانکم و مراد بایمان انجا صلوة است که اقوی و اعظم اعمال ایمان

از علما نکته درین باب گفته اند که صوم عاشورا از شریعت موسی علیه السلام است وصوم عرفه
از شریعت محمد صلی الله علیه وسلم پس ثواب آن اگر زیاده تر ازین هم میشد صورت داشت واز وقایع
سنه اولی وفات براء بن معرور است بفتح وسکون مهمله دراین جمله تین بینهما واو از نقبا انصار است
خزرجی اسلمی اول کسی که بیعت کرد آنحضرت را در تیله عقبه ثانیه در قول قوم واول کسیکه وصیت کرد
بثلث مال واول کسیکه وفات یافت از نقبا وبود وی سید انصار وکبیر ایشان وگویند وفات یافت
در سفر پیش از قدوم آنحضرت در مدینه بیکماه وبعد از قدوم نماز گذارد آنحضرت بر سر قبر وی باجماعتی
از یاران وفرمود اللهم اغفر له وارحمه وارض عنه وقد فعلت وموت اسعد بن زراره نیز درین سال
است وی نیز از نقباء انصار است حاضر شد عقبه اولی وثانیه را وبیعت کرد ودر هر دو نقیب بنی ساعده
واول کسیکه جمع کرد انصار را بمدینه اجتهاد کرد در تائید دین اسلام وایمان آوردند بسعی وی بسیاری
از اهل بیت انصار ونماند هیچ بیتی مگر آنکه در آمد در وی اسلام مردد ایام بنا مسجد شریف سنه احدی بر رأس
شش ماه از هجرت ومدفون شد در بقیع الغرقد انصار گویند اول کسیکه در بقیع مدفون گشت اوست
ومهاجران گویند عثمان بن مظعون وهمدرین سال کلثوم بن الهدم بکسرها وسکون دال مهمله از انصار
وعثمان بن مظعون از مهاجرین وفات یافتند وجماعه از مشرکان نیز همدرین سال وفات یافتند از انجمله
عاص بن وائل سهمی پدر عمرو بن العاص ووليد بن مغيره پدر خالد بن الوليد وگویند که ولید بن مغیره در
حالت نزع جزع بسیار میکرد ابو جهل باوی گفت ای عم من چرا جزع می نمائی گفت میترسم که دین ابن
ابی کبشه در مکه ظهور کند ابو سفیان گفت مترس که من ضامن گشتم که دین وی ظهور نکند ومشرکان مکه
آنحضرت را صلی الله علیه وسلم ابن ابی کبشه میخواندند ومیگویند که ابو کبشه مردی بود که در جاهلیت تعبد
می کرد وتنسک می نمود پس تقصد مشابهت آنحضرت را ابن وی خواندند وبعضی گویند از اجداد
رضاعی آنحضرت بود **ذکر سال دوم از هجرت** یکی از ان تحویل قبله است دران وقت که آنحضرت
صلی الله علیه وسلم بمدینه مطهره قدوم آورد در اوائل آن شانزده یا هفده ماه نماز سجانب بیت المقدس
میگذارد ومامور بود از جانب حق تعالی بدان وباوجود آنکه این متضمن تالیف قلوب یهود در اسلام
واتباع دین بود آنحضرت دوست میداشت که قبله وی مسجد حرام گردد که قبله ابراهیم خلیل است علیه السلام
باشد ودائم انتظار می برد ونگران می بود که وحی بدان نازل گردد پس نازل شد قول وی سبحانه

که روز عاشوره روزه میداشتند و میگفتند که درین روز موسی علیه السلام از شر فرعون خلاص یافت
و قبطیان در رود نیل غرق گشتند شکرانه این نعمت باقی عمر درین روز روزه میداشت سید رسل
صلی الله علیه وسلم ما با حیا سنت برادر خود و اتباع وی احق و اولی ایم و منادی را فرمود تا ندا کند
که درین روز روزه دارند پس هم خود روزه داشت و هم اصحاب را فرمود که روزه دارند و گفته اند مگر علم
آنحضرت بصدق این خبر از یهود بوحی بود یا بتواتر یا خبر داد ندا ورا بدان جماعه که با سلام در آمدند از علمای
ایشان مثل عبد الله بن سلام وغیره والا خبر کافر در دیانات و شرایع مقبول نبود و چون روزه ماه
رمضان فرض شد آن اهتمام و مبالغه که در باب روز عاشورا بود نماند و فرمود هر که خواهد روزه دارد
و هر که خواهد ندارد کذا فی روضة الاحباب و از بعضی کتب مفهوم میشود که روزهٔ عاشوره فرض بود و بعد
از فرضیت روزهٔ رمضان فرضیت آن منسوخ شده و در حدیث بخاری و مسلم و موطا و ابی داؤد و ترمذی
از عایشه آمده که قریش در جاهلیت روزهٔ عاشورا میداشتند و رسول خدا صلی الله علیه وسلم نیز میداشت
و گفته اند که گمان بداشتن قریش روزه عاشورا را شاید که به تلقی از شریعه سابقه باشد و لهذا تعظیم میکردند
اورا و کسوت میپوشانیدند کعبه را درین روز و از عکرمه آورده اند که گفت گناهی کرده بودند قریش
در جاهلیت و عظیم شد ترس آن در دلهای ایشان پس گفته شد مر ایشانرا روزه عاشورا تا کفارت
آن شود کذا فی فتح الباری و در سفر السعادت گفته که آنحضرت در روز عاشورا البته روزه داشتی
و در جامع الاصول از حدیث نسائی می آرد که چهار چیز بود که آنحضرت ترک نمیداد آنها را صیام عاشورا
و عشر ذی الحجه و سه روز از هر ماه و دو رکعت پیش از فجر و نیز میگویند مراتب روز عاشورا سه است
افضل و اکمل آنست که سه روزه دارد و هم دیگر در پیش ازان دیگر روز بعد ازان مرتبه دوم آنکه نهم و
دهم بدارد و سوم آنکه دهم علی انفراده بدارد و بعد از فتح مکه فرمود اگر سال آینده در یابم روزه
دارم تاسع را یعنی ضم کنم آنرا بیوم عاشورا و مقصود مخالفت اهل کتاب بود در افراد صوم عاشورا
و تعظیم آن و در روایات احمد بزاز از ابن عباس آمده که رسول خدا صلی الله علیه وسلم فرمود روزه
دارید روز عاشوره و مخالفت کنید در وی یهود را و روزه دارید پیش از وی و بعد از وی کذا فی
سفر السعادة و در فضل یوم عاشورا وارد شده است که روزه روز عاشورا ثواب روزه یکساله دارد
و در روایتی آمده که کفارت گناهان یکساله می شود و در روزهٔ روز عرفه دو ساله واقع شده و بعضی

وذکر روزه عاشورا

یارسول الله میان یاران خود عقد برادری بستی و مرا فروگذاشتی و با هیچ یکی برادری ندادی برادر من کیست فرمود من برادر توام و فرمود انت اخی فی الدنیا والاخرة واز وقایع سنه اولی زیادت در نماز حضر است صاحب مواهب لدنیه میگوید چون دو ماه از قدوم آنحضرت گذشت از ربیع الآخر در بعضی روایات بعد از سال زیادت کرده شد در صلوة حضر و بود نماز پیش ازان دو رکعت غیر از نماز شام که سه رکعت بود پس دو نماز پیشین و پسین و خفتن دو رکعت زیادت کرده شد و وتر ترک کرده شد صلوة فجر از جهت طول قرأت در وی و ترک کرد مغرب از جهت بودن وی وتر نهار و در صحیح بخاری از عایشه رضی الله عنها آورده که گفت فرض کرده شد دو رکعت پیشتر هجرت کرد آنحضرت بمدینه پس فرض کرده شد دو و چهار و ترک کرده شد صلوة سفر بر فریضه اولی و این حدیث متمسک حنفیه است در وجوب قصر و ظاهر چنان مینماید که چهار رکعت بود پیشتر تخفیف کرده شد بر مسافر دلالت دارد بر انچه ان الله وضع عن المسافر نصف صلوته و بعضی گفته اند نماز در حضر چهار شروع شد و در سفر دو و اهل سلم وغیره و بالجمله مذهب حنفی وجوب قصر است و نزد شافعی رخصت ست و اگر چهار گذارد مذمت است و نزد حنفیه نیز اطلاق رخصت میکنند مجازاً و تمام تحقیق این مقام در اصول فقه است و از وقایع سنه اولی است سخن کردن گرگ آورده اند که در بیرون مدینه گرگی گوسفندی را از گله در ربود شبان از پی گرگ دوان شد و آن گوسفند را از وی گرفت گرگ گفت رزقی خدا تعالی بمن داده بود تو آنرا از من باز گرفتی راعی حیران ماند و گفت واعجبا گرگ سخن میکند گفت گرگ سخن گفتن ما عجب نیست عجب آنست که مردی میان سنگستان مدینه و نخلستان آن خبر میدهد از آینده و در روندگان شما تصدیق وی نمیکنید پس راعی که از یهود بود نزد آنحضرت آمد صلی الله علیه وسلم و حکایت آن گرگ باز گفت فرمود این نشانه ایست از نشانهای قیامت زود باشد که مرد از خانه خویش بیرون آید و هنوز بنجانه باز نگشته باشد و نعلین و تازیانه او او را خبر دهد از انچه اهل او در خانه کرده باشند بعد ازو این حکایت را قوم در معجزات ذکر میکنند باعتبار دلالت او بر صدق نبوت و معجزه خبر دادن آنحضرت از اخبار تازیانه و نعلین بآن که آن متکلم غیب نیز در حقیقت معجزه است که در انجا ظهور کرده و بر قیاس انکه میگوید کرامت ولی در حقیقت معجزه رسول الله است صلی الله علیه وسلم و از وقایع سنه اولی است امر کردن آنحضرت صحابه را بصوم یوم عاشورا از ابن عباس آمده که چون آنحضرت بمدینه آمد یهود را دید

که ما صدقه نمیخوریم پس برداشت آنرا فرو باز آمد بخوانی از رطب و نهاد پیش آنحضرت فرمود چیست
این ای سلمان گفت هدیه است مر ترا و مر اصحاب ترا و فرق میان صدقه و هدیه آنست که صدقه بقصد اوست
و بسبیل مهربانی و ترفع و هدیه نزدیک گیرد آرند بطریق پیشکش بطریق تذلل تا دب نهند پس
گفت آنحضرت بصحابه بسط کنید دستهای خود را و بخورید پس نظر کرد سلمان بخاتم نبوت بر پشت آنحضرت
صلی الله علیه وسلم و ایمان آورد و بشناخت آنحضرت را باین علامت و وی غلام یهود بود پس بخرید
او را از ایشان و اکثر آنچه گفته شده است در عمر وی رضی الله عنه سیصد و پنجاه سال است و اکثر
و بیست و پنج سال اند و قول صحیح همین است و بعضی گویند که زمان عیسی علیه السلام دریافته والله اعلم
و اول مشاهده وی خندق است و او است که اشارت کرد بحضر خندق و گفت که این از عادت بلاد ما
و قتیکه بیاید عدو و نزاع کردند مهاجرین و انصار در سلمان در حضر خندق و بود مردی قوی پس گفتند
انصار سلمان از ما باشد در حضر خندق و گفتند مهاجران از ما باشد پس فرمود آنحضرت صلی الله علیه
وسلم سلمان منا اهل البیت و وی یکی از ان کسانی ست که جنت مشتاق آنهاست کما جاء
فی الحدیث و والی گردانید او را عمر بن الخطاب بر مدین و میخورد از عمل ید خود و تصدق میکرد
عطای خود را که میافت از بیت المال و دوست میداشت فقر را و وی از اهل صفه است و مناقب
او بسیار است وفات یافت بمدین سنه خمس و ثلثین در زمن عثمان و بعضی گفته اند در
زمن عمر و الاول اصح و میگفت وی رضی الله عنه انا سلمان بن الاسلام پس گفت عمر رضی الله
عنه تحقیق میدانند قریش که خطاب عزیز بود در جاهلیت و لیکن عمر بن الاسلام برادر سلمان بن
الاسلام است و از وقایع سنه اولی آن بود که آنحضرت عقد مواخات بست میان مهاجرین
و انصار بودند ایشان از هر طائفه چهل و پنج و بقولی پنجاه از انصار اختیار نمود و عقد مواخات
میان ایشان بست بر حق و مواسات و توارث و این همه پیش از نزول این آیت بود و اولوالارحام
بعضهم اولی ببعض فی کتاب الله و بعد از نزول این آیت عقد مواخات منسوخ شد و در
روضة الاحباب از شیخ ابن حجر در فتح الباری از ابن عبد البر نقل کرده که مواخاتی دیگر بود مخصوص
بمهاجران که میان ایشان بیکدیگر عقد بست چنانکه عقد مواخات بست میان ابو بکر و عمر
و میان طلحه و زبیر و میان عثمان بن عفان و عبد الرحمن بن عوف پس علی مرتضی فرمود

ازان بیاشامید دیگر از وقایع سنه اولی از هجرت مریض شدن بعضی مهاجران ست از هوای مدینه
که در زمان قدیم تعفن بسیار داشت و زمین وی زمین حمی و وبا بود و بعد از قدوم برکت لزوم مبدل الطیبت
و صحت و سلامت شد و بدعاء آنحضرت صلی الله علیه وسلم حمی و وبا از حوزه این بلده طیبه بجحفه که
دار شرک و طغیان بود نقل کرد و ابو بکر و بلال و عامر رضی الله عنهم در گرفت و ابو بکر چون تب میگرفت
او راتب میگفت ؎ کل امرء مصبح فی اهله ٭ والموت اولی من شراک نعله ٭ هر مرد صبح کرده
شده است در اهل خود و حال آنکه مرگ نزدیک تر ست از دوال نعل وی و عایشه رضی الله عنها
بعیادت وی رضی الله عنه آمده چون این سخن شنید گفت والله پدر من بیهوش است خبر ندارد که چه
از زبان وی همی برآید و بلال و عامر را در گوشهٔ دیگر افتاده دید که کفار مکه را لعنت میکنند که ایشان را
از مکه برآوردند و بیاد مکه و مواضع آن از چشمها و آبها و مرغزارها اشعار میخوانند و واویلا میکنند و بحکم
طبیعت و بیهوشی تب بیان میگویند عایشه شکایت حال ایشان پیش رسول خدا برد آنحضرت قمر مود
صلی الله علیه وسلم خداوندا محبوب گردان بسوی ما مدینه را مانند محبت ما مکه را یا بیشتر ازان و صحیح
و درست گردان هوای آنرا برایدان ما و برکت ده ما را در صاع و مدان و نقل کن تب مدینه بسوی
جحفه و ازینجا معلوم میشود که گاهی عارفان و متهیان را نیز بحکم طبیعت صورت جزع و فزع
عارض میگردد و مرض و بلا در حال ایشان سرایت میکند و رضا و تسلیم از مقامات قلب ست اگر
قلب برقرار خود ست اضطراب نفس و طبیعت زیان ندارد و الله علم و از وقائع واقعه در سنه اولی
تشریع اذان ست و ذکر آن در باب عبادات بتفصیل گذشته ست حاجت اعادت نیست و بعضی
از وقائع سنه ثانیه داشته اند و الله اعلم و از وقائع آن اسلام سلمان فارسی ست او را از اصفهان
گفته اند و وی از قومی بود که عبادت میکنند آنچنان ابلق را مسافرت کرد و وی در طلب دین پس در آمد
نخست در دین نصرانیت و کتاب را پس بند کرد و ندا و را قومی از عرب و فروختند بدست یهود پس
مکاتب ساختند یهود و اعانت کرد آنحضرت او را در بدل کتابت وی و بعضی گفته اند خریدار او را شبط
عنق و گفته اند که فروخته شده دوازده جا تا رسید برسول خدا پس اسلام آورد وقتی که قدم آورد
آنحضرت بمدینه و قصه اسلام آوردن وی آن بود که روزی خوانی از رطب پیش آنحضرت آوردند
پس گفت آنحضرت چیست این رطبای سلمان گفت صدقه ست بر تو و بر اصحاب تو فرمود بخورید و این را

بعضی کتب معلوم میگردد که صفه عبارت از مسجدی ست که نخست بنا یافته بود و بعد از تحویل قبله مسجدی
که در آنجانب بنا یافت حائط قبله اول بحال خود گذاشتند و در مسجد شریف درین بنا منبر نبود و خطبه
میخواند آنحضرت متکی بجذعی که در مسجد بود و چون بنا کرده شد منبر بروی نشست آن جذع بجهت
مفارقت آنحضرت صلی الله علیه وسلم فریاد برآورد و بنالید در مواهب میگوید که وقوع این در سنه
ثامنه بود یا سابعه از هجرت و بعضی اهل سیر گفته اند که آنحضرت خطبه میخواند در آنمدت بر منبری از گل
پیش از آنکه گرفته شود منبر از چوب و احادیث صحیحه ناطق اند بآنکه استناد میکرد بجذع چون خطبه میخواند
و بنا کرد آنحضرت صلی الله علیه وسلم در پهلوی مسجد خانها هم از خشت خام و مسقف کرد آنها را بجذوع
نخل و چرید و ازواج در نیوقت عایشه بود و سوده پس بنا کرد برای عایشه خانه و برای سوده خانه
دیگر و انتقال کرد از دار ابی ایوب بسوی این خانها که بنا کرده بود زفاف کرد بعایشه و زفاف عایشه
نیز یکی از وقایع ست که در سنه اولی بعد از ثمانیه شهر شوال از هجرت واقع شده و در ذکر احوال سنوات
مکه معلوم شد که در سال دهم آنحضرت عایشه و سوده را نکاح کرد و عایشه در آنوقت شش ساله بود
و مروی ست از عایشه رضی الله عنها که گفت چون ما بمدینه آمدیم پدرم ابو بکر صدیق رض در محله
سنح بر حبیب بن لیاف یا بر خارجه بن زید فرود آمد روزی آنحضرت بمنزل آمد نزد آنحضرت جمعی
از مردان و زنان انصار گرد آمدند مادر من مرا گرفت و موی مرا شانه کرد و فرق نهاد و روی من
بآنحضرت در آمیکشید تا در خانه که آنحضرت صلی الله علیه وسلم میبود رسانید نفس من بر من
تنگ آمد پس لحظه توقف کرد تا تسکینی و آرامی در من پیدا شد پس در آورد مرا در ون خانه دیدم که
آنسرور بر سریر نشسته ست مادر من مرا بر دو در کنار آنحضرت نشاند و گفت یا رسول الله این
اهل تست خدای تعالی برکت کناد در وی از برای تو و برکت کناد در تو از برای وی پس مردم
از خانه بیرون رفتند و حضرت بمن زفاف کرد و هیچ شتر و گوسفندی نکشتند و طعام عروسی که آنرا
ولیمه گویند کاسه شیر بود که از خانه سعد بن عباده آمده بود و من در آنروز نه ساله بودم و از اسماء
بنت عمیس مرویست که گفت من در روز زفاف عایشه موجود بودم والله که در آنروز هیچ طعام و ولیمه
حاضر نبود الا قدح شیری که پیغمبر صلی الله علیه وسلم مقداری از آن تناول فرمود بعد ازان بعایشه رض داد
وی شرم داشت که بگیرد من گفتم دست پیغمبر را رد مکن و بستان پس بشرم تمام آنرا گرفت و مقداری

وخاکها بشکم مبارک او میپیچید وصحابه چون دیدند که آنحضرت بنفس نفیس خود خشت میکشد وکار میکند بجد تر میشدند وایشان رخ بر میخواندند لئن قعدنا والنبی یعمل ذاک اذا العمل المضلل وآنحضرت نیز برای ترغیب وتشویق صحابه در کار خیر میفرمود اللهم لا خیر الا خیر الآخرة فارحم الانصار والمهاجرة وروایت کرده شده است که آنسرور در جاهای خود خشت میکشید ومیفرمود هذا الحمال لا حمال خیر هذا ابر عند ربنا واطهر ۰ واین رجز نیز میخواند ۰ اللهم لا خیر الا خیر الآخرة ۰ فارحم الانصار والمهاجرة ۰ در مواهب میگوید که ابن شهاب گفته که نرسیده است بما که آن حضرت تمثل کرده ببیت شعر در غیر این وبعضی گفته اند که انچه ممتنع است بر آنحضرت انشاء شعر است نه انشاد ودلیل نیست بر منع انشاد بطریق تمثیل وطول مسجد نبوی در بناء اول از قبله تا حد شمال پنجاه وچهار گز واز مشرق تا مغرب شصت گز بعد از فتح خیبر که در سنه سابعه واقع شد تجدید بناء آن کرده هر دو جانب را صد صد گز شد بعد ازان زیادتها وتغیرها واقع شد وتکلفها در زینتها راه یافت وتمامه آن در تاریخ مدینه مذکور ساخته ایم وقبله در بناء بجانب بیت المقدس بود بعد ازان تحویل یافت بجانب مسجد حرام چنانکه در وقایع سنه ثانیه بیاید ودر زمان آنحضرت علامت محراب که الآن در مساجد متعارف است نبود ابتداء آن از وقت عمر بن عبد العزیز است که از جانب ولید بن عبد الملک امیر مدینه بود وعمارت مسجد شریف میکرد ودر مواهب لدنیه میگویند که در مسجد موضعی بود مظلل که پناه می گرفتند بوی وجای باش خود میساختند آنرا مساکین که خان ومان نداشتند وآنرا صفه میخواندند واهل آنرا اصحاب صفه می گفتند وآنحضرت ایشانرا در شب بپیش خود میخواند وهر کس را از ایشان بهر یکی از صحابه که غنی وارباب ثروت بودند می سپردند تا ضیافت کنند ایشانرا واین ایشان را اضیاف الله میگفتند وطائفه را از ایشان مهمان خود میگرفت ودر صحیح بخاری از حدیث ابو هریره آمده که گفت دیدم من هفتاد تن را از اهل صفه که نبود بر هیچ مردی از ایشان ردائی الا ازاری یا کلیمی که ببسته بود ازار در گردن خود که بعضی را تا نصف ساق میرسید وبعضی را تا کعبین وگره می آورد آنرا در وقت سجده تا منکشف نگردد عورت وی واین عبارت ابی هریره مشعر است بانکه اصحاب صفه بیشتر از هفتاد بودند کذا قال صاحب المواهب وخود چه جاے سخن ست وراکثریت ایشان ازین عدد وتحقیق آمده است که در وقتی تا چار صد رسیده بودند وگاهی کم می شدند بموت یا تزوج وجز آن وگاهی بیشتر می گشتند وهفتاد کس از ایشان شهید گشتند در غزوه بیر معونه که پیش از اسلام ابی هریره بود وازانجا

ومرید موضعی که در انجا خرما خشک کنند و تمر سازند پیغمبر صلی الله علیه وسلم ان حائط را خریداری کرد
پس بنو النجار گفتند ما بهای آنرا باین دو یتیم میدهیم این را بتو بخشیدیم و در روایتی آمده که آن دو یتیم
خود گفتند که ثمن آن ما میگیریم بآنحضرت بخشیدیم آنحضرت ابا آورد ازان و ده مثقال آنرا بخریده از مال
ابو بکر که در وقت هجرت همراه برده بود چنانکه گذشت و از غرائب اخبار که طبرانی آنرا روایت کرده آنست
که رسول خدا صلی الله علیه وسلم با یکی از انصار که خانه همسایه مسجد شریف بود اشارتی کرد که میتوانی
که بقعه زمینی که ترا است بعوض خانه که ترا باشد در بهشت بفروشی تا مسجد را بدان وسیع سازیم چون
آن انصاری توفیق این معامله نیافت گفت یا رسول الله من عیالمندم مرا گنجایش ندارد که
رایگان بدهم عثمان بن عفان رضی الله عنه آنرا از وی بده هزار درهم خرید کرد و بملازمت شریف
آنحضرت آمد و داخل مسجد گردانید اینجا معلوم گردد که طبائع و همم در طلب خیرات و مرضیات
مختلف اند و آن انصاری فقیر بود صاحب عیال و از حضرت هم امر ایجابی واقع نشد و این صحابه
در اول همه مهذب الاخلاق نبودند و در صحبت آنحضرت رفته رفته مهذب شدند و مثل این دو جا
دیگر واقع شده است والتوفیق من الله و در ان موضع نخیل بود و خرابه و گورستان مشرکان پس
امر کرد که درختان را ببرند و خرابه را هموار ساختند و گورها پست کردند و از اینجا معلوم میگردد که اگر
در موضعی بنای مسجد کنند و در انجا گورستان بود گورها را نکبند و هموار سازند و کندن و هموار ساختن
گورستان برای بنای مسجد درست است یارب مگر آنرا مخصوص بگورستان مشرکان دارند والله
اعلم پس فرمود اصحاب را که خشت بزنند که بدان مسجد بنا کنند و در روضهٔ مطهره هنوز آن موضع که
در ان خشت زده بودند در جانب بقیع موجود و متعین است پس دیوارها مسجد از خشت خام کردند
و سقف از شاخهای خرما ساختند و ستونها از چوب خرما و سقف مسجد شریف در ان زمان چنان
بود که اگر باران می بارید آب میچکید و گلها از سقف بزمین می افتاد و زمین مسجد پر گل میشد و هم در
گلها سجده میکردند و یاران خشتها می کشیدند و هر یکی خشتی می کشید عمار بن یاسر دو خشت می کشید
و میگفت یک خشت از خود و یکی از آنحضرت فرمود مردم را یک اجر و تراه و اجر و خبر داد
که توشهٔ تو در آخرت شربت لبن باشد و ترا فیض باغیه بخشند و در روایتی این لفظ زیاده آمده میخواستی
تو ایشان را جنت دهند ایشان ترا بنا دهند و مروی است که آنحضرت با صحاب کرام خشت میکشید

بشدت عداوت وخبث بشریت گرفتار بودند واشتال ایشان وبعضی دیگر ازین طائفه اشقیا نفاق
راحیله ووسیله جمع حطام دنیاوی وصیانت حیات فانی ساختند وفرقا از اوس وخزرج که دو قبیله از
انصار اند نیز درعلت نفاق با ایشان اتفاق نمودند واکثر منافقان از یهود بودند وبعضی از احبار یهود و
علمای ایشان که سابقه رحمت ازلی برناصیهٔ اقبال ایشان حرف سعادت نگاشته بود بمقتضای معرفت
که بحقیقت رسالت حضرت سید المرسلین صلی الله علیه وسلم داشتند بی تردد وتوقف گردن اطاعت
در ربقهٔ اسلام درآورده بسعادت ابدی رسیدند چنانکه عبدالله بن سلام واشباه او وحقیقت دانا تر
وشناساتر باحوال آنحضرت وحقیقت رسالت وی صلی الله علیه وسلم از یهود کسی نبود که در کتب
سماویه احوال واوصاف آنحضرت را میخواندند ومنتظر بعثت ورسالت وقدوم او بودند وپدران در
وقت موت پسران را وصیت میکردند وبشارت میدادند بوجود پیغمبر آخر الزمان کما قال الله تعالی
یعرفونه کما یعرفون ابناءهم می شناسند این یهود محمد را صلی الله علیه وسلم چنانکه می شناسند پسران
خود را وچون معرفت پدران مر پسران را علم یقینی شهودی است تشبیه داد معرفت آنحضرت را بدان لهذا
گفت کما یعرفون ابناءهم وباوجود این علم ومعرفت بشقاوت ووبال ابدی گرفتار ماندند **مصرعه**
علمی که رو بحق ننماید جهالت است ✻ دیگر از وقائع که در سنه اولی واقع شد فرستادن آنحضرت است
زید بن حارثه را وابو رافع را که مولی آنسرور بود بمکه با پانصد درهم ودو شتر تا فاطمه وام کلثوم وسوده
بنت زمعه واسامه ومادر ایمن را بمدینه بیارند پس ایشان جمعا آوردند وعبدالله بن ابی بکر
نیز عیال پدر را برداشت وهمراه ایشان بمدینه آورد دیگر از وقائع سن اول که واقع شد بنای مسجد
عظیم مدینه است سابقا معلوم شد که ناقهٔ آنحضرت صلی الله وسلم آمد ودر موضع منبر شریف
نشست وبرخاست وقدمی چند پیش رفت وباز برگشت وتجدید مسجد نمود وآنحضرت را نیز حالت
وحی درگرفت ودر حدیث آمده است که حق تعالی امر کرد مرا که بنا کنم عریشی را برطبق عریش موسی که بلندی
او از هفت گز زیاده نباشد وعریش خانه که بچوب وبرگ خرما بپوشند الحدیث وپیش از بناء مسجد
هرجا که وقت نماز درآمدی بگذاردی ودر انجا فضائی بود محوط از بنی النجار فرمود مها کنید ای بنی النجار
حائطکم را گفتند بها میگیریم از ابی طلحه من آنرا میدهم از خدای تعالی ودر روایتی آمده که آنحضرت
صلی الله علیه وسلم بر سبیل آن حائط از کیست گفتند از دو یتیم است وایشان را در انجا مربی

بجواب این هر سه سوال بپرداخت و فرمود اول علامت قیامت آن خواهد بود که آتشی از جانب
مشرق پیدا آید که مردم را بسوی مغرب براند چنانکه شبان گوسفندان را میراند و فرمود اول طعامی
که نزد اهل بهشت آرند زیادتی جگر آن ماهی است که زمین بر پشت اوست و آن طعامی ست بس لذیذ
دگر اورا در اخبار آمده است که پروردگار تعالی بقدرت خود زمین را مثل نانی سفید گرداند و فرمود چون
نطفهٔ هر کدام از پدر و مادر که پیشتر بایشتر برحم افتد مشابه وی گردد عبد الله بن سلام چون جواب سوال خود
شنید فریاد برآورد و گفت اشهد ان لا اله الا الله و ان محمد الرسول الله و گفت یا رسول الله این یهود
قومی اند در غایت کذب و بهتان و بآنکه مرا بعلم و سیادت و ریاست مسلم میدانند و میگویند که من سید ایشان
و پسر سید ایشان و اعلم ایشان و پسر اعلم ایشانم چون بشنوند که من ایمان آورده ام بهتان کنند
و خلاف آن گویند التماس من آنست که پیش از آنکه اسلام من آشکارا گردد تو امتحان کن و احوال مرا
از خجاعت تفتیش نمای و ببین که چه میگویند آنحضرت صلی الله علیه وسلم عبد الله را در جائی پنهان ساخت
و یهود را طلبید و موعظت و تهدید کرد و گفت بآن خدای که جز وی خدای نیست که شما میدانید در توریت
خوانده اید که من رسول خدا ام و خدا تعالی مرا فرستاده است بحق ایمان آرید و مسلمان شوید گفتند
نمیدانیم که تو رسول خدائی باز فرمود آنحضرت که عبد الله بن سلام میان شما چه کسی است گفتند سیدنا
و ابن سیدنا و اعلمنا و ابن اعلمنا پیشوای و بهترین و داناترین ما و پسر داناترین ماست یعنی وی و پدران
وی همه بزرگ و رئیس آمده اند فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم چه میگویند اگر وی مسلمان شود گفتند
خدا تعالی او را نگاه دارد که اسلام آرد و آنحضرت انحراف بتکرار فرمود ایشان همین جواب گفتند پس
فرمود آنحضرت بیرون آی ای ابن سلام پس ابن سلام شهادت گویان بیرون آمد و گفت ای گروه
یهود بترسید از خدا تعالی و ایمان آرید بمحمد که شما البته میدانید که وی رسول خدا ست گفتند دروغ
میگوئی نمیدانیم و گفتند در حق ابن سلام هو شرنا و ابن شرنا و اجهلنا و ابن اجهلنا و ای بدترین
و پسر بدترین ما و جاهل ترین و پسر جاهل ترین ماست و همین ساعت میگفتند سیدنا و ابن سیدنا
و اعلمنا ابن اعلمنا و حقیقت آنست که چون مبادی طلوع صبح سعادت از منازل انصاف آمد عروق یهود
نابهود بعلاقهٔ عداوت ایشان نسبت بآن سرور نزیر جنبید بعضی باظهار عداوت کوشیدند چنانچه آنکه
نتوانستند در هلاکت خود تقصیر نکردند چنانکه حیی بن اخطب و برادر او یاسر بن اخطب که از میان این قوم

آنحضرت آمدند فرمود بروید بجانب مسجد تقوی و متعاقب ایشان خود نیز متوجه شد و بهر دو دست مبارک بر دوش ابوبکر و عمر نهاده بود و میرفت و این دلیل آنست که مسجد اسس علی التقوی نام مسجد قبا باشد و از امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه روایت کرده اند که فرمود قال النبی صلی الله علیه وسلم المسجد الذی اسس علی التقوی اول یوم هو مسجد قبا قال الله جل ثناؤه فیه رجال یحبون ان یتطهروا والله یحب المطهرین و در حدیث آمده است که هر کس که وضو کامل بسازد و بمسجد قبا آید و نماز بگذارد ثواب عمره او را حاصل گردد و امیر المؤمنین عمر فرمود که اگر این مسجد در اطراف عالم میبود ما جگرهای شتران که در طلب او نمیرویم پس جارو ب داد وی رضی الله عنه و برفت خس و خاشاک را و از سعد بن عبید و قاص آمده که دو رکعت نماز که در مسجد قبا بگذارد محبوب تر است پیش من از آنکه دو بار زیارت بیت المقدس کند و اگر بداند که درین مسجد چه سر ابداع کرده اند چه بسیار که در زیارت آن نکنند همچنین آمده است از قول ابی هریره رضی الله عنه با سناد صحیح و مناقب مسجد قبا بسیار است دیگر از دقایع سنادلی اسلام عبد الله بن سلام است که از احبار یهود بود و از اولاد یوسف علیه السلام و آنچنان بود که عبد الله بن سلام گفت که چون رسول الله صلی الله علیه وسلم بمدینه مکرمه تشریف حضور ارزانی داشت مردم بملازمت شریف وی مبادرت نمودند من نیز موافقت ایشان نموده بملازمت آنحضرت مشرف گشتم چون چشم من بر روی مبارکش افتاد دانستم که روی دروغگویان نمی ماند بشنیدم که میگوید ایها الناس افشوا السلام ای مردم فاش کنید سلام را یعنی بر خویش و بیگانه سلام گوئید و مخصوص بخویشان و آشنایان ندارید یا بلند کنید چنانکه مسلم صلیه بشنود و اطعموا الطعام و بخورانید طعام را یعنی مواساة فقرا کنید و غمخواری درویشان و محتاجان نمائید و صلوا الارحام و پیوند کنید با خویشان که بشما نسبت یا قرابت دارند و در نزدیک بر تفاوت مراتب و قطع نکنید و ببرید علاقه را از ایشان و صلوا باللیل والناس نیام و نماز کنید در شب و شب خیزی کنید و حالیکه مردم خواب کنند و این اول مواعظه ایست که آنحضرت صلی الله علیه وسلم در مدینه فرمود پس منزل خود باز گشتم بار دیگر در خلوت با آنحضرت صحبت داشتم و سه سوال کردم که جز پیغمبر جواب آن نداند اول آنکه اول از علامات قیامت چه خواهد بود دوم آنکه اول طعامی که بر مائده بهشت برای مومنان بکشند چه خواهد بود سوم آنکه بچه چیست که فرزندگاهی مشابهت به پدر بهمرسانند گاهی بمادر پس بر آنحضرت وحی آمد و

ذکر عبد الله بن سلام

هشت ماه بود و در روایات کم و بیش واقع شده **وسلم** در ذکر وقائع سنوات هجرت که از ابتدا
آن تا مبادی مرض و وفات سید کائنات وقوع یافته و چون سنوات مذکوره ده است ذکر وقائع
هر سنه بابی علاحده خواهد بود پس در معنی این قسم نیز مرتب بوده باشد بدانکه اتفاق اقامت آنحضرت
در مدینه ده سال بود و علمای سیر وقائع آن ده سال را در هر سالی که وقوع یافته جدا جدا ذکر کرده اند
و در بعضی وقائع اختلافی نیز آمده که در کدام سنه واقع شده و در ذکر وقائع یکشنبه نیز در کتب قوم قدمی
و تاخری واقع شده و در مواهب بذکر لفظ سنوات مقید نشد و در معارج النبوت در هر سال واقعه دوم
و سوم و چهارم مثلا گفته اگرچه مراد از همه عدد باین لفظ بیان حال و مرتبه او میباشد پس باید که وقوع
بهمین ترتیب زمانی باشد اما ظاهر آنست که مقصود مجرد عدد است و در کتب دیگر این ترتیب سنوات و بیان
وقائع براه موافقت روضة الاحباب که کتاب مشهور و متداول ست رفتیم و بدانکه اول وقائع بعد از قدوم
تاسیس مسجد قبا ست که در اول نزول منازل بنی عمرو بن عوف وقوع یافته چنانکه گذشت
آنحضرت صلی الله علیه وسلم بدست مبارک خود سنگ نهاده و خلفای ثلثه غیر امیر المومنین علی رضی
الله عنهم که بعد از سه روز از وصول ایشان از مکه آمد سنگها انداختند و بحیل که مرتضی علی رضی الله عنه
بعد از وصول نیز نهاده باشد آن اول مسجدی ست که بنا کرده شد در اسلام و اول مسجدی
که انماز گذارد آنحضرت در وی بجماعه با اصحاب کرام و بعضی باین عبارت گفته اند اول مسجدی
که بنا کرده شد برای مسلمانان و اگرچه پیش از وی نیز مسجدی بنا کرده شده باشد اما مخصوص بود
بکسی که بنا کرده کذا فی المواهب و مسجد ابی بکر رضی الله عنه که در ابتدای اسلام بر در خود بنا کرده نماز میکرد
و قرآن میخواند و نساء و عبید و صبیان قریش گرد می آمدند چنانکه سابقا مذکور شد مصدوق این متن از
و نزل کرمیه لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیه فیه رجال یحبون ان یتطهروا والله
یحب المطهرین بقول اکثر مفسرین در شان این مسجد واقع شده که اول مسجدی است که در دین اسلام
بنا یافته و بعضی علما بآن رفته که مراد باین مسجد مسجد اعظم نبوی است و بعضی احادیث نیز تائید
این قول بورود یافته و حق آنست که مفهوم آیت کریمه بر هر دو مسجد صادق است زیرا که تاسیس هر دو
از اول بنا بر تقوی است فافهم پس تواند که هر دو مصدوق و مرادف چنانکه در کلام بعضی از علمای
حدیث اشارتی بدان رفته والله اعلم و امام احمد از روایت ابو هریره می آرد که جمعی از اصحاب

براه امید دوخته سر راه آنحضرت را گرفته پیش آمده ایستادند و التماس ورود و نزول بمنزل خود و اظهار
نعمت و ثروت و رسوخ عهد مودت و یاری و وثوق و عذر خدمتگاری و جانسپاری می نمودند
آنحضرت صلی الله علیه وسلم همه را دعا بخیر کرده میفرمود این ناقه من مامور است هر جا که نشیند و
منزل و قرارگاه من همانجا خواهد بود بعد ازان جانب راستای طریق گرفته متوجه طیبه بطیبه شده منتظر
عبور ناقه میبود تا کجا نشیند تا بموضعی رسید که مسجد منیف نبوی ست ناقه بی اختیار در انجا نشست
و آنحضرت را هم بر پشت ناقه حالتی که مخصوص زمان ورود وحی میبود در گرفت پس ناقه ازان موضعی
که نشسته بود برخاست و قدمی چند ازان بیشتر رفت و برگردید و باز بهمان موضع اول بنشست
و گویا باین رفتن و آمدن تجدید بنای مسجد نمود چنانکه واقع شد و اراضی ابو ایوب انصاری اقرب
بموضع بود باین موضع ابو ایوب اسباب حوائج آنحضرت را از پشت ناقه برداشته و بنظر شریف آنحضرت
درآورد و احتمال دارد و الله اعلم که اشارتی از جانب آنحضرت نیز یافته باشد چنانکه از روایتی که
در روضة الاحباب آورده ظاهر میشود و درون منزل خود برد آنحضرت فرمود اکرموا رحله یعنی منزل
هر کسی آنجاست که اسباب و اشیای او در آنجا است پس هم منزل ابو ایوب بسعادت نزول
شریف مشرف گردید ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء **بیت** مبارک منزلی کان خانه را مانی
چنین باشد * همایون کشوری کان عرصه را شاهی چنین باشد * و ابن جوزی حکایات خوان
التجار و غیره را در اینجا آورده و از سیاق کلام در روضة الاحباب و غیره چنان معلوم میشود که سیاق
ازین ست و بر هر تقدیر وقوع آن در قدوم آن بلده مکرمه است از ابو ایوب می آرند که گفت
چون سرور انبیا صلی الله علیه وسلم در منزل من شرف نزول ارزانی فرموده آنحضرت پایان خانه را
اختیار کرد و من و والده و فرزندان من در بالاخانه ماندیم عرض داشت کردم یا رسول الله مادر
و من فدای تو باد من در سکونت بالاخانه بسیار حرج و کلفت می کشم که سرور انبیا در زیر باشد
و بر بالا نشینیم یا رسول الله تو بالاخانه اختیار کن تا ما بزیر آئیم فرمود پایان خانه ما را اصلح و اوفق
است که جماعه مایان اند و طوائف مردم بملازمت ما می آیند تو و اهل تو بر بالاخانه باشند و
آیتی دیگر آمده است که همیشه ابو ایوب بتضرع التماس میبود تا آن سرور انبیا ببالاخانه برآمد و
او و در پایان افتادند و مدت اقامت آنحضرت صلی الله علیه وسلم در منزل ابو ایوب بهفت حالات

تفاوت سه روز از آنکه در رسیده آنحضرت را خوشحال گردانید و در روضة الاحباب میگوید که وی
رضی الله عنه پیاده راه میرفت و پایهای مبارک وی از پیاده رفتن آبله کرده بود حضرت دست مبارک
خویش بران مالیده در زمان صحت یافت انتهی و این مثل آنست که در غزوهٔ خیبر چشم وی رضی الله عنه
درد می کرد آنحضرت لعاب مبارک خود را مالید در حال شفا یافته و هرگز درد چشم ندید و آورده اند که آنحضرت
صلی الله علیه وسلم بعد از نزول سر فرود افکنده در سایهٔ درختی نشسته بود و صمت و سکوت بروی
غالب بود و ابو بکر صدیق ملاقات و دریافت مردم مشغول و از دحام و اشتیاق خلائق بسیار دید
و بعضی از انصار که می آمدند و آنحضرت را ندیده بودند ابو بکر را پنداشتند که پیغمبر اوست و سلام بر وی
میکردند و قاعدهٔ تحیت بجا می آوردند و چون آفتاب رسید و سایه کم شد ابو بکر ایمنعنی را دریافت
برخاست و ردا خود را گرفته بر سر مبارک آنحضرت بایستاد و رفع اشتباه مردم کرد و صاحب مواهب
میگوید که ظاهر این کلام آنست که آنحضرت را آفتاب میرسید و سایه کردن ابو بکر فرشته بر سر مبارک وی
صلی الله علیه وسلم پیش از بعثت بود چنانکه در مجلش تصریح کرده آمد و چند روز در مهدرین مقام اقامت
فرمود بقولی چهارده روز و بقولی بیست روز و بقولی چهار روز دوشنبه و سه شنبه و چهارشنبه و پنجشنبه
و قول اول صحیح ترست و بهر تقدیر روز جمعه وقت ارتفاع نهار برآمد و در طریق و در بطن وادی
ران موضع که الان مسجد صغیر بنا کرده اند نماز جمعه بگذارد و خطبه بلیغ در ایشان و انذار خوانده قلوب
اهل ایمان را پر انوار ساخت پس سوار شد بعد از نماز جمعه بر راحلهٔ خود متوجه باطن مدینه با سکینه شد
قبائل انصار از پیاده و سوار اجتماع نموده در رکاب کرامت آب آنحضرت صلی الله علیه وسلم
روان شدند و بنی عمرو بن عوف که ساکنان منازل قبا بودند بعذر خواهی پیش آمدند و عرض نمودند که
مبادا اگر دلال بدامان عزت و جلال سید المرسلین ازین منزل نشسته باشد و موجب انتقال او از حی ما
ازین موضع شده فرمود من مامورم بقریه که اکالة القری است و اکالة القری اکالة البلدان الا سما
مدینه مطهره است بلاحظهٔ التسلط او بر جمیع امصار و غلبهٔ امر او در جمیع اقطار و بعضی علما ایمنعنی را
بر غلبه فضل و عظمت رتبه او حمل کرده یعنی فضائل در جنب عظم فضل او مضمحل و متواری است و ام القری
نام مکه معظمه است باعتبار عراقت و اصالت او نسبت بسائر بلدان و امومت و اصالت اقتضای
محو و اضمحلال نکند و بعد از برآمدن آنحضرت و متوجه آمدن سر یک از قبائل انصار دیدهٔ توقع و انتظار

ایستاده نظرش بر کوکب قدوم جماعتی افتاد دریافت که آنحضرت ست که قدوم می آرد و قبیله انصار
که نزدیک وی بود آواز درداد که اینک مقصود و مقصود شما در رسید مسلمانان سلاحهای خود را برداشته باستقبال
اجلال آن سرور برآمدند و بالای حره ملاقات کردند و مبارکباد گفتند و شادیها نمودند و جوانان و کودکان
دختران و مردان و خورد و بزرگ میگفتند جاء رسول الله و جاء نبی الله و خوش نیز بعادتی دارند بازے
میکردند و داد فرح و سرور میدادند و آورده اند که جماعه از دختران بنی النجار بشادمانی قدوم سید ابرار
دف زنان برآمدند میگفتند ؎ نحن جوار من بنی النجار ٭ یا حبذا محمد من جار ٭ و قبیله بنو النجار را نسبت
قرابتی هم از نسب نبی با آنحضرت ثابت ست پس فرمود آنحضرت ایا دوست میدارید شما مرا ای قبائل انصار
گفتند بلی یا رسول الله فرمود والله من نیز شما را دوست میدارم و مخدرات قبائل انصار بر سر کوچها و بر
در سراها و بر بامها برآمده میخواندند ؎ طلع البدر علینا من ثنیات الوداع ٭ وجب الشکر علینا ما دعا
لله داع ٭ و در بعضی روایات این زیاده آمده ایها المبعوث فینا بالامر المطاع و مروی ست
از انس رضی الله عنه که گفت من در آن زمان پسری بودم هشت یا نه ساله یاد دارم که روزی آنحضرت
بمدینه منوره درآمد در و دیوار بنور طلعت او روشن شد همچنانکه آفتاب طلوع کند و آنروز که این
عالم پوشیده شد همچنان تیره و تاریک گشت بعینه چنانکه آفتاب نشیند و وصول بمدینه مطهره روز دوشنبه
دوازدهم ربیع الاول یا سیزدهم و اختلاف محمول ست بر رؤیت هلال و بدوازدهم جزم کرده است
نووی در کتاب سیر از روضه و اقوال دیگر نیز هست که از مقام صحت دور ست و برامدن
از مکه در بست و هفتم از صفر بود و خروج از غار اول ربیع الاول و اتفاق ست میان علماء سیر که روز
درآمدن مدینه دوشنبه بود از ماه ربیع الاول و لیکن اختلاف است دران که چند از ماه بود و از فضائل
روز مبارک دوشنبه است که ولادت سرور انبیا صلی الله علیه وسلم و ابتدای بعثت وی و هجرت
و قدوم بمدینه مبارک و قبض روح مطهر همه در روز دوشنبه بود کذا قالوا و پیش ارباب سیر ابتدای
کتابت تاریخ هم در روز وصول مدینه بود بامر رسول خدا و لیکن مشهور در مردم آنست که مبدا
اعتبار تاریخ و کتابت آن در زمان جلالت نشان عمر بن الخطاب بود از شهر محرم باتفاق جناب
ولایت مآب علی بن ابی طالب رضی الله عنهما و اول وصول و نزول آنحضرت صلی الله علیه وسلم
در منازل بنی عمرو بن عوف بود که مسجد قبا در انجا بنا یافته است و هم درینجا علی مرتضی رضی الله عنه

وگفت سراقه پس دانستم که غالب خواهد شد امر رسول الله صلی الله علیه وسلم وعرض کردم بر ایشان
متاعی وقبول کردند آنرا دیگر واقعه بوریده اسلمی ست که ابو سلیمان خطابی آورده است که چون خبر
انبیا صلی الله علیه وسلم بشرف مدینه مشرف شد وقرب نواحی آن رسید بریده اسلمی با هفتاد نفر
از قوم خود با شارت کفار قریش که در گرفتن آنحضرت صلی الله علیه وسلم کرده بودند وعده صد شتر
وجه انعام آن قرار داده بقصد گرفتن سید رسل صلوات الله وسلامه علیه برآمده بود آنحضرت فرمود
توچه کسی چه نام داری گفت نام من بریده است آنحضرت بطریق تفاءل که عادت شریف بر آن
جاری بود از مادهٔ استقاق آن که برود ست ومبنی ست از سلامت وسکون وجمعیت با بوبکر
فرمود قد برد امرنا وصلح یعنی خوشی وخنکی شد کار ما را که آخر روی بصلاحیت دارد باز فرمود از کدام قبیله
گفت از بنی اسلم فرمود سلمنا خیر وسلامت ست فرمود از کدام بنی اسلم گفت بنی سهم فرمود اصبت
سهمک یافتی سهم خود را یعنی نصیب وحصهٔ خود را از اسلام وبعد ازان بریده از آنحضرت پرسید توچه
کسی فرمود منم محمد بن عبد الله رسول الله بریده بمجرد شنیدن نام آنسرور ایمان آورده گفت
اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله وجماعه که با وی بودند نیز بشرف اسلام مشرف
شدند بریده عرض کرد یا رسول الله باید که هر وقت در آمدن در مدینه لوای با تو باشد پس بریده عمامهٔ
خود را از سر برآورده ببیزه بر بست وپیش پیش سرور انبیا صلی الله علیه وسلم روان شد الناس کرد
که یا رسول الله منزل کدام سعادتمندی را بشرف نزول خود مشرف خواهی گردانید یعنی زهی سعادت
اگر منزل بنده خود فرمود آئی فرمود ناقه من مامور ست هر جا که نشیند منزل من باشد تا کجا برود
نظم ۰ رشته در گردنم افگنده دوست ۰ می برد هر جا که خاطر خواه اوست ۰ بخود دره نیست در
کوی مشتاقان شهیدا را ۰ خم زلفت بقلاب محبت میکشد مارا ۰ وبعضی از اصحاب کامل
اصحاب آنحضرت تجارت بلاد شام رفته بودند نزول ایشان درین منزل موافق بود صعل سید الغامین
صلی الله علیه وسلم افتاد جاهای سفید برای آنحضرت وبرای ابوبکر صدیق هدیه نمودند وصل
چون انصار محبت شعار برآمدن سید ابرار صلی الله علیه وسلم شنیده بودند هر بامداد بر بلند پهای مدینه
آمده منتظر طلوع آفتاب جمال باکمال محمدی می ایستادند وچون آفتاب گرم میشد بخانها میگشتند
روزی بر حکم عادت بعد از امتداد انتظار بخانه باز آمده بودند که ناگاه یکی از یهود در مقام معهود

واختیار میکردم خدمت او را و امیدوارم که بر سم بوی و ملحق شوم بوی آوردند که پیشتر هجرت کرد
ام معبد و زوج او در اسلام آوردند و تاریخ گرفتند نزول آنحضرت را در منازل ایشان صلی الله علیه وسلم
و بعد از برآمدن آنحضرت صلی الله علیه وسلم چند روز نشنیدند اهل مکه هاتفی را که بآواز بلند میخواند
جزی الله رب الناس خیر جزائه ۞ رفیقین حلا خیمی ام معبد ۞ همانزلا بالبر ثم ترحلا ۞ فقد فاز من
امسی رفیق محمد ۞ و با ابیات دیگر در مذمت قریش مشتمل بر قصه شاة ام معبد و دوشیدن آنحضرت آنرا و ابیات
دیگر که حسان بن ثابت در جواب این ابیات گفته مشتمل بر نعت آنحضرت و مدح ابو بکر و شرح سعادت وی
و جمله این ابیات در روضة الاحباب مذکورند و مثل این واقعه ام معبد را عی که شتر او شیر نداشت آنحضرت
آنرا بدوشید و شیر بسیار پیدا شد نیز مذکور ست دیگر اند وقایع که در راه هجرت واقع شده واقعه سراقه
بن مالک بن جعشم بضم جیم و سکون عین مهمله و ضم شین معجمه و آنچنان ست که قریش ندا در داده بودند
در مردم که هر که محمد را و صاحب او را بگیرد یا اسیر کند و بیارد صد شتر برای وی باشد پس کسی را
نزد سراقه فرستادند که این کار بکند پس سراقه میگوید که بر اسب خود سوار شدم و تا خیمه تا نزدیک
بایشان رسیدم اسب من بلسر در آمد و من بر زمین افتادم باز سوار شدم و بر اندم تا چنان نزدیک
شدم که آواز قرائت پیغمبر صلی الله علیه وسلم می شنیدم ناگاه هر دو دست اسب من تا زانو
بزمین فرو رفت و از پشت زین بر روی جستم و اسب را زجر کردم که برخیز دنمی تواند که دستها
از زمین برآرد تا چنان شد که میان ما و ایشان مقدار یک نیزه یا دو نیزه پیش نماند آنحضرت بسوی
من نگاه کرد و فرمود اللهم اکفناه بما شئت فی الحال هر چهار دست و پای اسب من تا بزانو فرو
رفت و یارا بر آوردم و گفتم یا محمد دعا کن تا اسب من خلاص شود و مرا با شما هیچ کار نیست و شرط کردم که
هر کس که عقب شما بیاید باز گردانم حضرت فرمود اللهم ان کان صادقا فاطلق فرسه در اینزمان قوائم
اسب من از زمین بر آمد پس عرض زاد و متاع کردم بر ایشان قبول ننمودند و گفتند ما را بهیچ حاجت
نیست و از تو هیچ نمیخواهیم مگر همین که امر ما را مخفی داری و هنوز وقت اسلام سراقه در نرسیده بود
و چون آنحضرت مکه را فتح نمود با جمعی کثیر از قبیله خود آمد و مسلمان شد و آورده اند که چون سراقه
نزدیک رسید ابو بکر گریه کرد و گفت یا رسول الله طالب ما در رسید فرمود لا تحزن ان الله معنا
و در روایتی آمده که آنحضرت دعا با خواند پس در زمین رفت قوائم فرس سراقه و طلب کردن امان را

گفت کجاست پدر تو گفتم والله نمیدانم کجاست پس برداشت آن لعین دست خود را بود وی فحاش
جست وطپانچه زد بر رخسارهٔ من که بیرون افتاد گوشوارهٔ من و واقعهٔ عجیبه غریبه که درین راه واقع شد
آنست که نزول بخیمهٔ ام معبد عاتکه بنت خالد خزاعیه که در قدید بود افتاد و این ام معبد زنی بود مسنه عاقل
جلده که بر در خیمه خود نشستی و رهگذر یان را مهمانی کردی و آب وطعام دادی آنحضرت صلی الله علیه وسلم
از وی خرما و شیر و گوشت طلبید تا بخورد و چیزی ازان پیش او نیافتند و گفت امسال در میان ما قحط و
ضیق حال ست اگر چیزی میداشتم شما را مهمانی میکردم پس آنحضرت نگاه کرد دید در گوشهٔ خیمه گوسفندی
شاتی در غایت لاغری مانده فرمود یا ام معبد این شاة چیست که در خانه مانده و بچرا گاه نرفته گفت از ضعف
وجد اساخته است او را لاغری وجا ماندگی از غنم فرمود آنحضرت ایا شیر دار و این شاة گفت این شاة لاغرتر
ونزارتر است از آنکه بوی این گمان توان کرد فرمود اذن میدهی که بدوشم او را گفت بنعم بدر و مادر من
فدای تو باد اگر می بینی او را که شیری دارد بدوش پس در آورد آنحضرت پای گوسفند را در پای وگیرد آورد
دست مبارک خود را بر پستان وی و برد نام خدا و فرمود اللهم بارک لها فی شاتها خداوندا برکت ده ام معبد
را در شاة وی پس پر شیر گشت وی چنانکه پایهای وی از یکدیگر جدا شد نداز بسیاری شیر و پر شد
پستانها او طلبید آنحضرت ازام معبد آوندی را که سیر گرداند قومی را پس بنوشانید اهل خیمه را تا سیراب شدند
بعد ازان داد همراهان خود تا آنگاه خود بیاشامید باز دوشید بار دیگر مکرر بیاشامیدند و ظروف خانه هم پر شد
پس بگذاشت شاة را نزد وی و گویند آن شاة که دست مبارک آنحضرت رسید هژده سال بعد بسیست
تا عام زیاده که در زمان عمر بن الخطاب رضی الله عنه قحطی شد و خلق بسیار هلاک شدند و میدوشیدند
از و صبح و شام و نبود در زمین شاة و شیر نه قلیل و نه کثیر بعد ازان آمد ابو معبد زوج ام معبد اکثم بن الجون
که میراند شاتهای لاغر را که میل میکردند بزمین از نهایت لاغری و نبود در استخوان های آنها مغز پس دید در
خانه ظروف مملو از شیر گفت از کجاست ای ام معبد ترا این شیر و نبود در خانه شاة شیر دار و بودند شاتها
شیر دار در چراگاه دور گفت ام معبد لا والله گذشت بما مردی مبارک که صفت و حال وی چنین
وچنین است خوشروی و خوشخوی پس بیان کرد اوصاف و اخلاق و شمائل و ذکر کرد حدیثه شرف
آنحضرت را بزبانی فصیح و بیانی ملیح پس گفت ابو معبد والله ما شنیدیم مگر صاحب قریش که وی را
میخوانند و در گرفته است نام و آوازه وی عالم را و اگر ماضه می بودم من التماس میکردم صحبت او را

بدان کرده باشد واین ضعیف چون بزیارت آن غار مشرف شد در میان جماعه دی بود قسیم طویل عرض
گفته شد که نخست وی در آید پس گفت وی بسم الله و درود خواند بی تکلف و تحاشی در آمد ازین فقیر
بی اختیار صیحه بآواز بلند سر بر زد واین معنی در خیال در آمد که سبحان الله یکی وقت آن بود که آنحضرت صلی
الله علیه وسلم بر عرش اعلای برای ارادت آیات کبری بروند دیگر روز اینست که از خوف کفار
بطریق حشرات زمین در غار منجلانید و متصل همین خیال الهام کردند که شهود و هیچ تفاوت نبود همان
شهود که در انجا بود اینجا نیز بود بی تفاوت اگر تفاوت بود در کشف صفات بود شهود ذات یکی ست

بیت گهی بر طارم اعلی نشینیم ✻ دمی بر پشت پای خود نبینیم ✻ والله اعلم پس شب در همان
محل انوار و اسرار تربیوت کرده شد و روزی دیگر بعد از مرور ایام تنجیل زیارت حضرت سید انام علیه
افضل الصلوات السلام آنجا از اول روز تا آخر بدعا و صلوة و سلام گذرانید والله الحبیب **وصل**
چون سه شب در غار مبر بردند سحرگاه شب سیوم عبد الله بن اریقط که اورا بهدایت و بدرقگی اجیر گرفته
بودند وعده کرده بود که هر دو شتر بدر غار بیارد و آن دو شتران را نیز حاضر کرد و عامر بن فهیره مولے
ابی بکر نیز آمد آنحضرت بر شتری که نام او جدعا بود سوار شده ابو بکر را ردیف خود ساخت و عبد الله
و عامر بر شتر دیگر سوار شدند و راه ساحل پیش گرفتند و آنروز و شب آنروز در رفتند روز دیگر که چون
آفتاب گرم شد ابو بکر برای تعلیل آنحضرت جایی جست که سایه داشته باشد سنگی دید که سایه دارد جای
هموار ساخت و پوستی همراه داشت بینداخت که آنحضرت بران تکیه کرد و بخواب رفت و دران صحرا چوپانی را
دید که گوسفند میچراند از وی شیر طلبید چوپان قدحی از شیر بدوشید پس آبی دران ریخت تا خنک گردد
و عادت عرب است که چون شیر تازه باشد و گرمی دارد آبی در وی بیندازند و بنوشند پس شیر پیش حضرت
آورد که از خواب بیدار شده بود شیر بیاشامید و سوار شد و کوچ کرد اینجا میگویند که چون روا باشد که
ابو بکر رضی الله عنه از راعی غنم شیر گرفت بی علم باذن صاحبش جواب میگویند که قریش را عادت بود
که رعاة خود را اذن میکردند که اگر راه گذری پیش آید و شیری طلبد بدهد باشد یا صاحب راعی آشنای
ابو بکر بود و می شناخت پس گرفت شیر باعتماد دلالت رضا و تحمیل که ثمن آن داده باشد و راعی ماذون
باشد ببیع آن والله اعلم اسماء بنت ابی بکر رضی الله عنهما میگوید که چون مخفی شد امر رسول الله صلی الله
علیه وسلم آمدند ما را جمعی از قریش که درمیان ایشان ابو جهل لعین بود پس بیرون آمدم بر ایشان

ودر صحیح از انس آمده که گفت ابوبکر دریافتند کافران ما را اگر یکی از ایشان بجانب پایهای خود نگرد می
ما را دید گفت آنحضرت چه گمان داری ما را ابابکر بان دو کس که خدا سوم ایشان ست مراد ذات شریف خود
و ابوبکر را دانست پس کافران گشتند که اگر محمد در غار در آمده بودی هیچ کبوتر شکسته شدی و خانهٔ عنکبوت
ویران گشتی و این درخت که اینجا رسته است پیش از مدت عمر محمد و در روایتی پیش از پدر محمد آمده و چون
آنکه ایشان خبر داشته اند که آنحضرت درین غار ست و قایفان را که ایشان بطلب تفحص آنحضرت گماشته
بودند از علامات و نشانهای پای خبر داده بودند که محمد از اینجا گذاشته است و هم در اینجا است و این از
اعظم معجزات است و اشد و اقوی است از تحصین و تحفظ بمعانی حصون و مضاعفت مروع کما قال
شعر وقایة الله اغنت من مضاعفة ۞ من الدروع وعن مال من الاطم یعنی تا معلوم گردد که لشکر
الهی برخلاف لشکر بادشاهی است که بچیزهای ضعیف مانند پشه و عنکبوت و امثال آن فتح و نصرت
میدهد و در حقیقت معجزه صرف همت کفار و تعمیه ایشان بود از تفحص و تفتیش باجزم بودن آنحضرت درین
یا آنکه ظن و احتمال وجود کافی بود و مدت مکث در غار سه شب بود و بعضی دوازده روز گفته و نشاید
این توهم داشتباه آن گفته اند که در آمدن شب دوشنبه و بر آمدن روز پنجشنبه اگر این پنجشنبه همانست
که تا دوشنبه سه شبانروز میشود و اگر پنجشنبه دیگر ست دوازده و سیزده روز میگردد و والله اعلم در
صحیح مشهور سه شبانروز است و عبد الله بن ابی بکر بیوتت میکرد نزد ایشان بر در غار و صبح
میکرد با قریش در مکه گویا شب کرده دران انچه میدید و می شنید از احوال و اخبار قریش میرسانید
بحضرت و عامر بن فهیره بضم فا و فتح ها و سکون تحتانیه مولی ابوبکر بود که گوسفندی می چرانید در انجا
هر شب سبزی میرسانید که تعشی میکرد بدان و بخاطر محرر سطور میرسید که وضع درین غار بران نهج
واقع شده است که دخول و انحدار دران ممکن و میسر ست چنانکه مشاهده میگردد اما خروج ازان
میسر نیست با وجود نسج عنکبوت و تبیض حمام و حیلولت شجر پس درین شبها خروج برای وضو و
استنجا چه میکرده باشند مگر باحتیاج بآن وقوع نمی یافت باشند یا خروج بطریق معجزه میشده و الان
در طرف مدخل مدری کشاده است که ازان بیرون می آیند این را اگر بعد ازان مردم از برای تسهیل
و نیز خروج کشاده اند یا چنانکه در بعضی کتب تواریخ نوشته اند که چون وقت بر آمدن آنحضرت صلی الله
علیه وسلم شد جبرئیل علیه السلام برزد و در بر آورد و هیچکس از ارباب حدیث و شراح ازانمی میم یکنه تعرض

حق سبحانہ سکینہ انزال فرمود آرامی در دل وی پیدا آورد و بعد ازان ہوام ضرری بوی نتوانستند
رسانید و در روایت کردہ شدہ است کہ گفت ابوبکر نظر کردم بسوی پایہای مبارک رسول خدا کہ میکشید
ازان خون گریہ کردم و نشستم کہ آنحضرت عادت برین محنت و جفا ندارد و اہل معرفت گفتہ اند کہ چون قوم
موسی علیہ السلام گفت کہ دریافت فرعون ما را گفت موسی علیہ السلام کلا ان معی ربی سیہدین
و چون ابابکر شکایت از حال قریش کرد فرمود سید ما صلی اللہ علیہ وسلم لا تحزن ان اللہ معنا پس
واقع شد نظر موسی علیہ السلام نخست بر نفس خود پستر شہود کرد ربوبیت حق را پس گشت شہود
موسی موافق آنچہ گفتہ است ما را یت شیئاً الا رایت اللہ بعدہ و واقع شد نظر سید ما صلی اللہ علیہ
وسلم اولا بر الوہیت حق پستر بر نفس خود موافق ما را یت شیئاً و رایت اللہ قبلہ و این شہود اتم
و اکمل و در مواہب لدنیہ از بعضی عرفا نقل کردہ است کہ گفتہ اند تامل کن در قول موسی علیہ
السلام در حق اسرائیل را ان معی ربی و در قول پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم در ابوبکر را ان اللہ معنا پس
موسی مخصوص گردانید شہود معیت را بخود و متعدی نشد ازوی باتباع او و بنی ما تعدی کرد ازوی
نور شہود بصدیق و مدد کرد ابابکر را بنور خود پس شہود کرد نیز معیت را و سرایت کرد ازوی بر ای بکر فازل
گشت بروی سکینہ و الا ثابت نمیماند ابوبکر تحت اعباء این تجلی و شہود و نیز فرق است در شہود معیت
ربوبیت در قصہ موسی و معیت الوہیت در قصہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم انتہی گفتہ بندہ مسکین نور اللہ
قلبہ بنور الصدق و الیقین کہ ہمین سئوال است حال طلب موسی علیہ السلام رویت را برای خود
بلفظ افراد کہ گفت ارنی انظر الیک و طلب رویت حضرت رسول ما فرمود از ما حقائق الاشیاء کما ہی
بلفظ جمع کہ تابعان خود را داخل گردانید و نیز سخن در پردہ گفت کہ طلب رویت حقائق اشیاء کرد و نہ
گفت ارنی ذاتک از جہت رعایت کمال تعرف و تادب و حقیقت الحقائق حق تعالی ست و این نیز کمال
معرفت و ادراک حقیقت است فافہم و اللہ اعلم و چون آنحضرت در غار در آمد حق تعالی درخت ہیلان
بر در غار بر دمانید و جفتی از کبوتر وحشی فرستاد کہ در آنجا آشیانہ ساخت و ہم در شب اول تنیدہ و عنکبوت امر فرمود
کہ خانہ بافت و در مواہب از مسند بزار آوردہ کہ کبوتران حرم از نسل آن جفت کبوتر اند کہ ببرکت دعا
آنحضرت تا روز قیامت از اصطیاد و استہلاک محفوظ خواہد بود و ابو نعیم در حلیہ می آرد کہ عنکبوت تسبیح
کرد بر داؤد علیہ السلام ہنگامیکہ طلب کرد او را جالوت و بار دیگر بر پیغمبر ما در غار صلی اللہ علیہ وسلم

بقولی جدعا بعد ازان شخصے را از بنی دیل کہ نام او عبد اللہ بن اریقط بضم ہمزہ و فتح را و سکون تحتانیہ
و کسر قاف بود و در کار ہدایت و دلالت ماہر بود و بامانت و حفظ اسرار مشہور بود بحبت راہبری اجیر
گرفتند بعد از دو سہ روز ہر دو شتر را بجبل نور حاضر آورد و وی در دین کفر بود و امانوی گفتہ
کہ اسلام وی معلوم نشدہ است واللہ اعلم و در آمدن آنحضرت از مکہ بعد از بیعت عقبہ بہ دو ماہ
بود و چند روز و بعضی دو نیم ماہ گفتہ و بعضی سہ ماہ گفتہ یا قریب آن غرہ ربیع الاول روز پنجشنبہ
واصح آنست کہ روز دوشنبہ بود و وجہ جمع بین الروایتین آن تواند بود کہ ابتدای خروج از مکہ روز
پنجشنبہ باشد و از غار روز دوشنبہ یا بر عکس و اینوجہ موافق ست بروایت بسیار کذا ذکرہ الحافظ
بن حجر رحمۃ اللہ علیہ و غیر از علی و آل ابی بکر کسی بران مطلع نبود پس برآمد آنحضرت و ابو بکر شتاب
از راہ دریچہ کہ در عقب خانہ ابو بکر بود و الان آن مکان کہ دریچہ نیز دران ساختہ اند ایستادہ
است یزار و تیرک بسوی غار روان شدند عایشہ میگوید کہ ما بتعجیل تمام کار سازی سفر کردیم و
سفرہ ترتیب دادیم و بندی کہ سفرہ را بآن محکم سازیم نبود اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نطاق
خود را یعنی کمر بند را و عادت نساء عرب ست کہ زنان کمر بندی بالائی ازار بر می بندند دو نیم کرد
بیک نیم ازان دہان سایبان را محکم ساخت و نیمی دیگر بر میان بست از انجہت او را ذات النطاقین
گویند و عبد اللہ بن ابی بکر را کہ جوانی دانا و ہشیار بود مقرر کردند کہ روز در میان قریش بسر برد و
شب بغار ثور آید و خبر کفار میرسانیدہ باشد و گویند ابو بکر پنجہزار درہم در خانہ داشت باخود برگرفت
و وی رضی اللہ عنہ در راہ گاہی پیش میرفت و گاہی پس تا مبادا صید کمین گاہ باشد و آمدہ ست کہ در
راہ پایہای مبارک آنسرور مجروح شد ابو بکر صدیق او را بر دوش خود داشت و بدر غار رسانید و
نخست خود در غار در آمد تا آفتی و مکروہی بآنحضرت نرسد و ہوام دران غار مسکن داشتند پس ماندن
رفت و نشست و احتیاط کرد و حجرہ تاریک بود ہر سوراخی کہ یافت وصلہ از جامہ خود کہ بر قمیتی نبود پارہ
میساخت و سوراخ بآن مضبوط میکرد یک سوراخ ماند کہ جامہ بآن وفا نکرد پاشنہ پای خود بآن محکم
گرداند پس گفت یا رسول اللہ درای حضرت در آمد و سر مبارک بزانوی ابو بکر نہادہ بخواب رفت
و مار ہا کہ در دہا ابو بکر را میگزیدند دم نمیزد و نمی خنبید مبادا آنحضرت بیدار گردند و لیکن اشکہا از رخسار
او روان شد و بر روی شریف آنحضرت افتاد و بیدار ساخت فرمود یا ابا بکر لا تحزن ان اللہ معنا

وانتظار کہ دارید گفتند منتظر در آمدن صباحیم تا محمد را بکشیم گفت وای بر شما این نہ محمد بود کہ از پیش شما برآمد ابوجہل وکافہ کافران خاک ندامت بر سر کردند وقت صباح چون علی بن ابی طالب را دیدند گفتند صاحب تو کجا رفت گفت واللہ اعلم بحال رسولہ وآمدہ است کہ آنحضرت در وقت برآمدن از مکہ معظمہ برجبرداد کہ موضعی است از حرم شریف بایستاد وبقصد خطاب بمکہ گفت واللہ بتحقیق تو محبوب ترین زمین خدائی نزد من واگر نہ آن بودی کہ اہل تو بیرون آوردند مرا از تو بیرون نمی آمدم من واین حدیث حجت جماعہ ایست کہ تفضیل کنند مکہ را بر مدینہ جمعی دیگر قائل اند بتفضیل مدینہ بر مکہ زیرا کہ حق سبحانہ حبیب خود را از یہ جا برآورد وبآنجا برد ومقیم گردانید ومبدای ظہور آثار وانوار وفتوحات وفیوضات ساخت واین حجتی ست درمیان علما کہ در حدیث القلوب الی دیارالمحبوب کہ تاریخ مدینہ مطہرہ است بتفضیل ذکر کردہ ایم ودلائل جانبین آوردہ تفضیل مدینہ را بر مکہ راجح ساختہ شدہ است فلیطالعہ پس آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ در روایت عائشہ آمدہ کہ در اثنای آنکہ ما نشستہ ایم در خانہ ابوبکر یکبار در گرم آمد رسول اللہ متقنع ورساعتے کہ ہرگز دران ساعت نمی آمد گفت ابوبکر مادر وپدر من فدای وی باد نیاوردہ است او را درین ساعت مگر امری عظیم پس استیذان کرد آنحضرت وگفت بیرون آر ہر کہ نزد تست در خانہ گفت ابوبکر نیست یارسول اللہ ہیچ کس در خانہ مگر اہل تو پس خبرداد آنحضرت ابوبکر را باہجرت ابوبکر گفت یارسول اللہ ابوبکر نیز ہمراہ باشد گفت نعم ودر روضۃ الاحباب آوردہ کہ گفت عائشہ رضی اللہ عنہا گفت ندیدم ابوبکر را کہ از شادی درگریہ افتاد تا آنزمان کہ گمان من نبود کہ کسی را از فرح گریہ می آید پوشیدہ نماند کہ حمل عائشہ بر گریہ شادی بتصور حال بود کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بذوق دریافت والا اعلم واندوہ مہاجرت دیار وافتادن بار محنت ومشقت بر حضرت سید ابرار نیز درمیان بود واللہ اعلم وابوبکر رضی اللہ عنہ را دو شتر بود کہ بچہار صد درم ودر روایتے بہشتصد خریدہ ودت چہار ماہ آنرا علف داده فربہ ساختہ نگاہ داشتہ بود وبہر دو پیش آورد تا یکی را آنحضرت قبول فرماید فرمود قبول کردم ولیکن بشرط اتباع پس بہ نہصد درم آن ناقہ را از ابوبکر صدیق بخرید وما ما حکمت وخریدن ناقہ از ابوبکر صدیق باوجود نہایت صدق وداد ونہایت اتحاد سابقہ اتفاق ابوبکر باموال کثیر را بر آنحضرت آن بود کہ نخواست کہ در راہ خدا استمداد واستعانت از کسی جوید چنانکہ خلاصہ اشارت آیت لا نشرک بعبادۃ ربہ احدا دران ناظر است وتمام این ناقہ بقول صحیح وفضوا بوده و

در مواهب لدنیه این دو بیت ذکر کرده و در روضة الاحباب دو بیت دیگر بر آورده که سه و بات
رسول الله فی الغار امنا * مواسی فی حفظ الاله و فی عسر * و بت اراعیهم و ابیسونبی فقد وطنت نفسی علی
القتل والاسر و این بیت اشارت بمرافقت ابی بکر صدیق است با آنحضرت درین سفر که آن نیز موجب
فداء و حمایت است و علماء را درین مقام مقال است که کدام یکی ازین دو حال در شجاعت کاملتر و
قویتر است شجاعت علی مرتضی که بالفعل جان خود را ایثار کرد و فداء ساخت یا شجاعت و جرأت ابو بکر
صدیق که همراه آنحضرت رفت و در مهالک عظیم افتاد که هیچکس را دران شریک نبود بعضی گویند که این
قویتر است که در جای آنحضرت خفت و دشمنان شمشیرها کشیده بقصد اهلاک بر در ایستادند و انجا هلاک محتمل
است و در پناه شوکت آنحضرت صلی الله علیه وسلم میرود و گویند که اینجا نیز قریش قدرت نداشتند
که بر سر پسر ابو طالب که رئیس و شریف بنی هاشم بود بیفتند و در ینع نداء مد و در روضة الاحباب آورده
که آنحضرت بادی فرمود دل قوی دار که ایشان هیچ مکروهی بتو نتوانند رسانید و نیز نقل میکنند که خفت
مرتضی علی میفرمود که شجاعتهای ما در معرکهای جنگ ست که بیم هلاک از هر دو جانب ست اما آنکه
ابو بکر با این سفهای قریش با وجود غایت جهل و شدت عداوت ایشان در می افتد و همیشه با ایشان
دست و گریبان میگردد و ملاحظه نمیکند اصعب است والله اعلم بالصواب پس آنحضرت صلی الله
علیه وسلم از در و دخانه سر مبارک بر و لبچیده بر آمد پس گرفت حقتعالی ابصار ایشان را از وی
و ندیدند هیچ یکی از ایشان او را و بر گرفت کفی از خاک و انداخت آنرا بروی ایشان و افتاد این خاک
بر سر هر یکی از انها و بخواند اول سورهٔ یس تا فهم لا یبصرون و در روایتی و اذا قرات القران جعلنا
بینک و بین الذین لا یؤمنون بالآخرة حجابا مستورا نیز زیاده کرده و بر آمد از پیش ایشان و
در روایت ابی حاتم که تصحیح کرده است آنرا حاکم آمده که رسید هیچ یکی از انها را از ینخاک مگر انکه
کشته شد روز بدر و آورده اند که چون آنحضرت بر آمد ابو جهل لعین بطریق استهزا گفت این محمد است
میگوید اگر شما تابع دین من شوید ملک عرب و عجم ازان شما باشد و بهشت برین ماوای شما گردد اگر
متابعت نمی کنند در دنیا بر دست من کشته شوید و در آخرت بهاویه دوزخ در روید آنحضرت فرمود
آری همچنین میگویم و همچنین خواهد شد و تو یکی ازان دوزخیان خواهی بود که خبر داده ام بعد ازان
کفی از خاک بر گرفت و بینداخت همدرین اثنای شخصی بر جماعه کفار نگهونسار آمد که اینجا به ایستاده اید

احوال احساس کردند و از انتقال و ارتحال صحابه بجانب مدینه استدلال کردند که آنحضرت صلی الله
علیه وسلم نیز خواهد برآمد روی مشاورت و عناد در امضای مهم شر و فساد آوردند و سر گروه ایشان
دران زمن ابوجهل لعین بود و شیاطین دیگر نیز بوی یار شدند و ابلیس لعین نیز قرین حال ایشان
شد و بصورت پیری نجدی آمده در مجلس ایشان نشست پس بعضی مصلحت در اخراج و تعذیب
آنحضرت دیدند و بعضی در حبس و سجن و بعضی در قتل و اهلاک چنانکه آیت کریمه وإذ یمکر بک الذین
کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک میگردون و یمکرون و یمکر الله والله خیر الماکرین از خبث حال این
اشقیا خبر میدهد ابوجهل گفت بیکبس از بنج قبیله باید لیدی کرد یکبارگی شمشیرها بر محمد زنند و بنی هاشم
را طلب قصاص ازین قبائل متفرقه متعذر باشد پیر نجدی این همه رایها را سخیف داشت این رای
رای ابوجهل را اختیار داشت پس آنحضرت بعد از مشاهدهٔ این حال قصد هجرت کرد که سنت انبیاست
سلام الله علیهم اجمعین و از ابن عباس مرویست که اذن آنحضرت در اختیار این هجرت باین آیت بود
وقل رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق و اجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا و در روایات
آمده است که جبرئیل علیه السلام آمد و فرمان آورد که ان الله یامرک بالهجرة و آورده اند که ابوبکر صدیق
رضی الله عنه خوابی دید که تعبیر کرد آنرا و وی رضی الله عنه کامل بود در علم تعبیر خواب بوقوع هجرت آنحضرت
و صحابه بجانب مدینه و وفات یافتن و مدفون شدن وی در مدینه و آن در روضة الاحباب کورا ست
و چون آنحضرت خواست که وقت صباح بهجرت برآید علی مرتضی را فرمود که شب در محل خوابگاه آنحضرت
بخواب و تا متبرکان در مقام اشتباه و التباس درآمده از حقیقت حال آگاه نشوند و اهل باعث
برگذاشتن علی مرتضی ودائع کفار قریش بود که باعتقاد دیانت و مشاهدهٔ امانت نزد آنحضرت
میگذاشتند و آنحضرت را محمد امین صادق میگفتند پس خواب کرد علی مرتضی در جای خواب
آنحضرت و بپوشید خود را ببرد خاص آنحضرت که آنرا بپوشیده بخواب رفتی پس بود رضی الله عنه نخستین
کسیکه فروخت و فدا کرد نفس خود را در راه محبت رسول خدا و گویند که کریمه ومن الناس
من یشتری نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤف بالعباد درین باب نازل شده و درین باب
شعری نیز از وی رضی الله عنه نقل میکنند که فرمود شعر وقیت بنفسی خیر من وطی الثری
ومن طاف بالبیت العتیق والحجر * رسول الله خاف ان یمکروا به * فنجاه ذو الطول الاله من المکر

متعدده و مقامات متنوعه مینمایند و مخیر میگردانند یا چون این ارادت در منام بود در صفای مرآت
بحسب اختلاف احوال و اوقات تفاوتی رو نمود و الله اعلم و در روایات آمده است که آنحضرت فرمود
که در خواب دیدم که مهاجرت کردم از مکه بزمین نخلستان گمان من بآن رفت که آنزمین یمامه یا هجر باشد آن
خود مدینه بود و مرو بست که بایاران فرمود بمن نموده اند زمهجرت شما زمین نخلستان که میان دو کوه
یعنی مدینه کذا فی روضة الاحباب و هنوز تعیین وقت و میعاد خروج آنحضرت در توقف بود و لیکن بعضی
اصحاب را بجانب مدینه مطهره رخصت فرمود و بعد از مرور ایام اکثر اصحاب کرام متوجه مدینه مکرمه
گشتند مثل عمر رضی الله عنه بن الخطاب با برادرش زید بن الخطاب و عیاش بن ربیعه در بیت سوار از صحابه کبار
و حمزه بن عبد المطلب و عبد الرحمن بن عوف و طلحه بن عبید الله و عثمان بن عفان و زید بن حارثه و
عمار بن یاسر و عبد الله بن مسعود و بلال و غیرهم رضوان الله علیهم اجمعین و در معارج النبوت
میگوید که اکثر صحابه پنهان و پوشیده رفتند الا عمر بن الخطاب که شمشیر بر میان بسته و کمان بدست
گرفته و نیزها بدوش نهاده روی بکعبه معظمه نهاد و حال آنکه قریش در فناء کعبه نشسته اند و عمر رضی الله عنه
درآمده طواف کعبه هفت بار بآرام و قرار بجا آورد و در مقام ابراهیم علیه السلام دو رکعت نماز
بتعدیل ارکان و اطمینان بگذارد و گفت ناخوش باد روزگار این طائفه که سنگ پارسا را
خود نپندارند و فرمود هر که میخواهد که پسر خود را یتیم بگذارد و زوجه خویش را بیوه سازد گو بیاد عقب من
پس هیچکس را مجال حرکت نبود و هیچ احدی در عقب او نرفت و از صحابه غیر از ابی بکر صدیق و علی مرتضی
رضی الله عنهما در مکه با آنحضرت صلی الله علیه وسلم نماند کذا قالوا و ما نمیدانم که مراد آنست که اعیان
صحابه و اکابر و مشاهیر ایشان غیر از علی مرتضی و صدیق با وی کسی نماند والا در روایت آمده است
که بعد از برآمدن آن سرور مشرکان مکه ضعفاء صحابه را که آنحضرت نتوانستند برآمد آزار میکردند و بانواع
عقوبات گرفتار میساختند نیز قرآن مجید بدان ناطق ست که مستضعفین میگفتند ربنا اخرجنا

من هذه القریة الظالم اهلها الآیة و آمده است که ابو بکر صدیق رضی الله عنه نیز خواست که تهیت اسباب
سفر مدینه کند آنحضرت فرمود صبر کن که امید وارم مرا نیز اذن دهند بهجرت و همراه باشم و در روایتی آمده
که آنحضرت فرمود شتابی مکن که امید وارم که بگرداند خدا تعالی مرا در این سفر مصاحبی پس در طمع افتاد
ابو بکر که آن مصاحب وی باشد و چون مشرکان مبادی ترقی و کمال و اسباب انتظام مصالح

دگویند ابوبکر دران ایام که بخواب دیده که ماه از آسمان بطحا فرو نازل شده و بشهر مکه در آمده و صحرای ام القری از نور وضیاء آن روشن شده بعابران ماه بطرف آسمان

مثل نمودن در خواب زمین شوره را و شناختن حضرت

از شعاع نور روشن گردانیدن

بسیاری معاونت

آسمان ماه آنحضرت

آن ماه آنحضرت

سیاه پوشیدن

از شما و منزل من با شما جنگ کنم با کسیکه جنگ کنید با شما و صلح کنم با کسیکه صلح کند با شما و گفتند
یا رسول الله اگر ما در راه محبت تو کشته شویم جان و مال ما فدای تو شود جزای آن چیست فرمود جزای
آن جنات تجری من تحتها الانهار گفتند ربح البیع بسم الله یا رسول الله ابسط یدک فقد بایعناک
و نزول کرد بیعه ان الله اشتری من المومنین انفسهم باموالهم بان لهم الجنة در اینجا ست این را عقبه
کبری گویند و بعضی ارباب سیر این را عقبه ثانیه نامیده اند و بمقتضای کلام قوم مناسب تسمیه
اوست بعقبه ثالثه و این در سنه سیزدهم است و ذی الحجه پیش از هجرت بسه ماه و بعد ازوی قصه هجرت
وقوع یافت و آنچه پیش از دست در سنه یازدهم بود چنانکه گذشت بعد ازان آنحضرت میان ایشان دوازده
نفر اختیار کرد که ایشان را نقباء رؤسای ایشان گردانید تا مراقب و محافظ احوال ایشان باشند و این نقباء
دوازده عشر اکابر و رؤساء انصار اند درین میان یکی از انصار گفت یا رسول الله اگر بفرمای تمام
مشرکان را که امروز در منا جمع اند تحت تیغ بید ریغ درکشیم فرمود من امر کرده نشده ام که تیغ بر کشم
و با مشرکان قتال کنم پس انصار بمنازل خود قرار گرفتند رضی الله عنهم و از آنحضرت التماس رخصت
نمودند و عرض کردند که اگر رسول خدا با ما برآید و متوجه آن دیار گردد زهی سعادت حکم حکم اوست
هرچه فرماید بجان ما بندگان فرمان بریم فرمود هنوز حکم بر امدن از مکه صادر نشده است و مقامی از برای
هجرت من تعین نیافته هر وقت که حکم شود و بهر جا که اشارت شود برائیم این بگفت و انصار را وداع
کرد صلی الله علیه وسلم و رضی الله عنهم باید تصور کرد که این چه وقت جمعیت و حضور ذوق و سرور است
جانها فدای این وقت و حضور این ذوق و سرور باد ۰ باش تا پیش جمال تو بهار گرست ۰ یک گل
از صد نشکفت ست گلستان ترا ۰ و چون کفار قریش را از متابعت انصار خبر شد دست حسرت
بر سینه زدند و خاک مذلت بر سر ریختند **وصل** چون قبائل انصار بعد از تو کید عهد و قرار متوجه دیار
خود شدند حضرت سید کائنات علیه افضل الصلوات و اکمل التحیات متوجه جناب صمدیت جل جلاله
شدند در اختیار هجرت و تعین وقت و مقام بچه امور گردد اول مقامی نمودند که صفات آن در دو
سه موضع مشترک مینمود و مجتمع که از بلاد بحرین است و قفسرین از ارض شام و یثرب از زمین حجاز
بعد ازان مدینه بهزیت انکشاف و ظهور تمیز و تعین مخصوص گشت و اما که حکمت و تخصیص و تعیین بعد
از اشتراک و ابهام زیادت اکرام و اهتمام و حصول مزید امتنان و اغتنام بود چنانکه جهان عزیز را منازل

وبروایتی سیصد نفر از اوس وخزرج در موسم حج بمکهٔ معظمه آمدند وسعادت ملاقات سید کائنات
مسلمان شدن دریافتند وجمعی ایشان بقولی هفتاد مرد وبروایتی هفتاد و سه نفر و دو زن وعدهٔ اجتماع و اصطحاب
در اوسط هر لیالی تشریف بعقبه مذکوره دادند چون شب میعاد در رسید بعد از گذشتن دو ثلث شب
از میان مشرکان قوم که همراه بودند بطریق خفیه برآمدند و در جبل که قریب عقبه است جمع شده منتظر طلوع
جمال جهان آرای سید المرسلین صلی الله علیه وسلم نشستند آنحضرت نیز با عم خود عباس بن عبد المطلب
که هنوز بشرف اسلام مشرف نشده بود ولیکن بجهت شفقت واهتمام بحال آنحضرت در مواضع مذکور
بیاید وبقولی پیشتر از قوم آمده نشسته بودند این قوم را بشرف بیعت اسلام مشرف گردانید حضرت
عباس فرمود ای قوم میدانید که محمد علیه السلام در میان ما هر چه در حق از شرف وعزت است هست
او را منع کردیم سخن ما نشنیدند واز اجتماع واتفاق شما باز نیاید اکنون اگر عزیمت وفای شما باو
مصمم ومحقق ست وعهد موافقت مستحکم وموکد وشما بر نفس خود اعتماد دارید که باوی وفا خواهید
کرد بآنچه وعده میکنید فهو المراد والا هم در حال بگویید تا باز پشیمان نشوید وما را در مقام عداوت
خود نیارید گفتند شنیدیم ودانستیم یا عباس آنچه تو گفتی یا رسول الله تو چه میفرمائی هر عهدی که بر
خود برای پروردگار خود میگیری از ما بگیر حضرت سید کائنات علیه افضل الصلوة آیتی چند از قرآن
بخواند ونصیحت فرمود که عهد خدا اینست که عبادت او کنید وهیچ چیز را باوی شریک نگردانید
وعهد من اینست که در تبلیغ رسالهٔ نصرت واعانت من کنید وهر که از این امر مانع آید در جهاد وقتال
باوی از پا ننشینید وفرمود بیعت کنید با من بر آنکه هر چه گویم بشنوید ومتابع وفرمانبردار او باشید
در حالت نشاط ودر حال کسل وانفاق کنید اموال خود را در راه خدا در حال تنگی وفراخی وبجا آرید
امر معروف ونهی منکر وبگویید سخن حق را در نظر سید هیچ ملامت کننده را وبر آنکه مرا یاری دهید و
چون به نزد شما آیم مرا نگاه دارید از آنچه نفسها وفرزندان واهل خود را نگاه دارید گفتند یا رسول
الله تو میدانی که ما با عم جد کار ما حرب وقتال ست ولیکن میان ما ویهود روابط وسوابق
حلف وعهد در میان ست اکنون آن همه قطع میکنیم آنچنان نشود که چون خدا تعالی ترا نصرت
وغلبه دهد باز گردی بقوم خود وما را تنها بگذاری آنحضرت تبسم فرمود وگفت چنین نخواهد بود من
از شما وشما از من جان با جان وتن با تن حیات من با شما بود وممات من نیز با شما وقبر من نیز

بن ساعده از ایشانند آمده نزدیک بهمان عقبه بشرف بیعت اسلام مشرف شدند و ذکوان بن عبد
قیس زرقی از ینجماعت مردی بود که رحلت کرد بسوی آنحضرت و ساکن شد بادی در مکه و باز آمد
بمدینه همراه وی صلی الله علیه وسلم او را مهاجری انصاری گویند و آنحضرت بالتماس این جماعت
مصعب بن عمیر را با ایشان همراه کرد تا تعلیم قرآن و فقه دین کنند و با ایشان اقامت جماعت چنین نماید و
همدرین سال اقامت جمعه در مدینه مطهره واقع شد و مصعب بن عمیر بمساعدت این قوم باظهار دعوت
اسلام و افشار شرائع احکام مشغول شد تا روزی در بستانی از بنی عبد الاشهل بر جمع از ایشان
تلاوت قرآن و ذکر احادیث رسول صلی الله علیه وسلم میکرد خبر به سعد بن معاذ که از اکابر قوم این
خاله اسعد بن زراره بود دبر و فرستاد سعد بن معاذ بشنیدن این خبر نیزه در دست کرده دران بستان رسید
بیامد و بایستاد و تشدد و تکبر کرد رسم روساء اکابر میباشد نمود و گفت چرا باید که این غریب طریده ضعیفرا
از راه می برد بر در سرای ما بیاید و بایستد و سخنان که هرگز کسی نشنیده است بگوید اگر بعد ازین گرد این
موضع گردد سزای خود یابد پس سلسله انتظام و التیام جماعتی که صورت یافته بود بگفته او بر هم خورد
روز دیگر مصعب بن عمیر با اسعد بن زراره قریب بهمان موضع بدعوت اسلام و تلاوت قرآن باز آمدند
باز خبر بسعد بن معاذ رسانیدند امروز اگرچه با انکار پیش آمد اما نه آنمرتبه از شدت و حدت که وی را روز دیگر
اسعد بن زراره که چون او را قدری نرم دید پیش آمد و گفت با این حالتی اول بشنو که این مرد چه میگوید
اگر هدایت میگوید و براه ضلالت میرود تو بهتر ازان چیزی بیار و براه راست تر ازان بنمای و اگر نیک میگوید
و براه هدایت است چرا بد او را میگوئی و وجود شریف او را غنیمت نمی شماری گفت چه میگوید بگو
مصعب بن عمیر این سوره بر خواند بسم الله الرحمن الرحیم حم والکتاب المبین انا جعلناه قرآنا عربیا
لعلکم تعقلون و انه فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین و کم
ارسلنا من نبی فی الاولین سعد بن معاذ بشنیدن این کلمات عظیم البرکات از جای در آمد و متغیر
شد اگرچه فی الحال اظهار شهادت نکرد و لیکن نور ایمان در باطن وی جای کرد تا رجوع بقوم خود
آورد و تمامه بنی عبد الاشهل را بر خواند و اسلام آورد و ایشان را نیز مسلمان ساخت الحمد لله
علی ذلک و مصعب بن عمیر بعد از تعلیم احکام و شرائع که فرموده بودند بجناب رسالت پناهی
کثیر از انصار مصحوب قافله حجاج با مشرکان که از قوم ایشان بودند جمعی کثیر قریب بانصد

وی نه در آیند دیگر بیرا صلاح وقت جز توقف و تردد نباشد هم در اثنای این حال بعضی از قبیله
بنی عبد الاشهل بقصد تسی الف و تعاهد قریش از مدینه بمکه آمده بودند پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله وسلم
ایشان را باسلام دعوت کرد جوانی از ایشان که نام او ایاس بن معاذ بود گفت ای قوم بیعت کنید
باین مرد بخدا سوگند عهد باین مرد بهتر است از ان حلفی و عهدی که بقریش بندید و این کار مهم تر است
ازان مروی دیگر که رئیس قوم بود از ادراک این سعادت مانع آمد و گفت بهیئید که چه میشود دیگران
نیز از ترس وی سکوت ورزیدند هم امر متحالف قریش و هم بیعت اسلام در توقف و اشتهه بمدینه عود نمودند
و ایاس بن معاذ رخت حیات بدار آخرت برد قولی برانست که مسلمان رفت بعد ازان ارادت
حضرت مسبب الاسباب جل جلاله تعلق بآن گرفت که از مدینه جماعه از خزرج در موسم حج آمده بودند
آنحضرت صلی الله علیه وسلم بر سر ایشان آمد و فرمود پروردگار عالمیان مرا برسالت بخلق فرستاده
است و قوم من مرا از تبلیغ اوامر الهی و تشیید احکام دین مانع می آیند اگر شما ایمان آرید و نصرت
دین نمائید بسعادت دنیا و آخرت برسید ایشان باستماع این کلام سید انام علیه الصلوٰة والسلام
بجانب یکدیگر دیدند و گفتند که این همان پیغمبر آخر الزمان است که یهود بآن خبر میدادند و می ترسانیدند
مبادا که امر در فرد است که آفتاب رسالت نبی آخر الزمان طلوع نماید و ما در سایهٔ حمایت او شمار اهلاک
گردانیم ای قوم آگاه باشید و مبادرت نمائید و ایمان بوی آرید تا بسعادت دنیا و آخرت برسید
و یهود را از شما دست قدرت کوتاه باشد پس باد یافت سعادت بیعت اسلام و قبول عهد نصرت
سید انام علیه الصلوٰة والسلام بمدینه عود نمودند و این را بیعت عقبة الاولی گویند که در مرتبهٔ اولی
نزدیک عقبه که در جبل منا است واقع شده و جمرة العقبه نیز که واقع شده است باینمعنی است
و الآن درین مکان مسجدی بنا یافته است که بحضور آن و استحضار قضیه این بیت نوری و ایمان تازه
بدلهای غریبان مشتاق می رساند و باعث بر دعا و تضرع و ابتهال میگردد و اصحاب
عقبه اولی بقول اصح شش نفر اند و اسعد بن زراره و جابر بن عبد الله از ایشانند و چون انجماعه
بمدینه رفتند ذکر آنحضرت صلی الله علیه وسلم در مدینه فاش گشت و بیوت و مجالس مدینه بذکر شریف
وی معطر و منور گشت و دعوت اسلام شائع شد و این سال یازدهم بود و در موسم
آینده دوازده نفر از اوس و خزرج با شش نفر مذکور و بقولی پنج نفر و عباده بن الصامت و عویم

هیچکس قبول نکرد الا مطعم بن عدی که چون پیغام آن سرور باو رسید اجابت نمود پس بمکه در آمد
واستیلام حجر اسود نمود و طواف خانه کعبه را زاد ها الله تعظیماً و تشریفاً بجا می آورد و در رکعت نماز
بگذارد صلی الله علیه وسلم **وصل** در آمدن قوم انصار از مدینه بمکه و بیعت آوردن ایشان و انبعاث
باعثه هجرت و رسیدن بمدینه بصحت و سلامت و الا آنحضرت در سال یازدهم در ایام حج در عقبه منا
ایستاده بود ناگاه گروهی از اهل مدینه از قبیله خزرج نزد آنحضرت رسیدند آنحضرت ایشان را دعوت
کرده قرآن بران قوم خواند و گفت خدا تعالی امر برسالة فرستاده است اگر متابعت من کنید بسعادت
دنیا و آخرت برسید و ایشان از یهود مدینه شنیده بودند که زمان ظهور بعثت پیغمبر آخر زمان نزدیک شده
چون سخن آن سرور شنیدند و جمال باکمال او را مشاهده نمودند با یکدیگر گفتند بخدا سوگند که این آن
پیغمبر است که یهود می گفتند فرصت غنیمت دانید و بوی ایمان آرید تا کسی از اهل مدینه بر شما سبقت
نگیرد پس مسلمان شدند و ایشان شش نفر بودند و تمام قصه انصار و مبادی بیان هجرت باید در سال
دوازدهم قصه معراج واقع شد پیش از هجرت بسیکسال و ذکر این قصه شریفه معظمه سابقاً در باب فضائل
آنحضرت صلی الله علیه وسلم گذشت و فرضیت صلوات خمس در ان سال ست و آنکه واقع شده
است که خدیجه نماز گذارد با آنحضرت صلی الله علیه وسلم در غیر صلوات خمس بوده باشد و بتحقیق ثابت
شده است که در مبادی احوال وحی نماز در اول روز و آخر آن فرض بود اما فرضیت خمس در معراج
سال دوازدهم بود و وفات خدیجه در سال دهم شد چنانکه معلوم شد **باب چهارم**
در سال سیزدهم در بیان قضیهٔ هجرت و مبادی آن و انبعاث باعثه قدوم سید کائنات
علیه افضل الصلوات و اکمل التحیات بمدینه مطهره که مبدأ و مفتاح ابواب تمامه خیرات و برکات است
بدانکه آنحضرت بعد از کثرت شرائع و احکام و شدت جهل و عداوت قریش نافرجام همیشه چشم انتظار
در راه تسبیب الهی داشت که سببی پیدا آرد و قومی را بر گمارد که مؤید و ناصر دین اسلام و معاون کو
مصادم اعدای دین باشند باین نیت در مجامع و مواسم که قبائل عرب در انجا جمع می شدند
حاضر آمدی و جلوه کرشمه ی و اظهار دین و تبلیغ رسالت نمودی تا سعادت قبول و توفیق نصرت
در کار یکی از ایشان کنند قبائل عرب همه را دراک این سعادت و دریافت این دولت متوقف
و متردد می بودند و می گفتند قوم مرو از همه بوی نزدیکتر اند و باحوال وی داناتر تا ایشان را بقبول طاعت

که در نماز میخواند که کریمه واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القران اشارت باینست تا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم از نماز فارغ شد انجماعت خود را بر آنحضرت ظاہر ساختند ایشان را بایمان
دعوت فرمود و ایمان آوردند و بامر آنحضرت بسوی قوم باز گشتند چون بقوم خود مراجعت کردند گفتند
یا قومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسی الایہ کذا فی روضۃ الاحباب و در مواہب لدنیہ از
ابن مسعود و ابن عباس چیزی می آرد که تقاضا میکند که این چند نفر از جن قرآن شنیدند اما حاضر نیامدند
آنحضرت مستشعر نشد بحضور ایشان درین مرہ درین بار همین قرآن شنیدن بود و بس بشیر رجوع
کردند بسوی قوم خود بعد ازان قدوم آوردند اقوام و افواج از جن قومی بعد از قومی و فوجی بعد از
فوجی و ایمان آوردند و جماعۂ حاضر نیامدہ تا دیدہ مسلمان شدند و آوردہ اند که درختی از درختہای
حرم مکہ بہ نزد آنحضرت بسخن در آمد و خبر داد یا رسول اللہ جنیان بملاقات شریف تو می آیند و
حجون و این نام چاہی ست در اعلام مکہ نزول کردہ اند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باستقبال
ایشان از مکہ بر آمد و ابن مسعود را ہمراہ خود گرفت و بجانب حجون متوجہ گشت و چون بشعب حجون
رسید بانگشت مبارک خود دایرہ بر زمین کشید و ابن مسعود را فرمود قدم ازین دائرہ بیرون منہی
تا آفتی بتو نرسد آنگاہ آنحضرت بنماز مشغول شد و سورۂ کریمہ طہ در نماز خواند بر دایتی دوازدہ ہزار
و بقولی ششصد ہزار از جنیان آمدند بملازمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از فراغ نماز دعوت
کرد جملہ مسلمان شدند و آمدہ کہ جنیان گواہ طلبیدند بر نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس
درختی کہ در آن وادی بود آمد و نزد آنحضرت بایستاد و گفت گواہی میدہم کہ تو رسول خدائی و
آمدہ است کہ آنحضرت فرمود کہ جنیان از من زاد طلبیدند از جہت خود و از جہت چارپایان خود
پس آنحضرت مقرر فرمود کہ زاد ایشان استخوان باشد و سرگین زاد دواب ایشان و فرمود با ایشان
ہیچ استخوان نباشد کہ ذکر کنند بدان نام خدا مگر آنکہ پیدا شود بران گوشت و وافر تر از انچہ بود
و ہیچ سرگین نباشد مگر آنکہ مشکون شود ازان دانہا برای دواب ایشان و ازینجا ست کہ نہی
واقع است از استنجا کردن باستخوان و سرگین و چون آنحضرت مراجعت فرمود از طائف بمکہ
یکبارگی ندا آمد تا اہل مکہ بشنیدن اخبار معاملہ سفہای طائف و ثقیف کہ گذشتہ بود سفاہت
نورزند و بدستور ثقیفیان عمل ننمایند پس آنحضرت بقبائل قریش برای طلب جوار و امان کس فرستاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از قریہ مرد صالح یونس بن متی گفت و راس تو چہ میدانی یونس را
از کجا می شناسی او را فرمود آنحضرت او برادر منست و پیغمبر ست مانند من گفت عداس نام تو
چیست گفت نام من محمد ست گفت دیر ست کہ من نام تو دیده ام و نعت ترا از توریت دانستہ کہ تو را
خدا یتعالی با امل کہ بفرستد و ایشان انتیاد و تکنند و از میان خود اخراج نمایند و عاقبت نصرت ترا
باشد و دین تو بہمہ روی زمین را بگیرد و پس او سر و او عداس ہر دو دست آنحضرت را و ہر دو پای
مبارک آنحضرت را و سلمان شدند و یکی از دعا ہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حال ضعف و ناتوانی
و انکسار بال خواندہ کہ ضعیفان و درماندگان و بیچارگان امت را بدان تلقین و تعلیم نموده این دعا ست
اللھم انی اشکو الیک ضعف قوتی و قلت حیلتی و ہوانی عند المخلوقین یا ارحم الراحمین و انت
رب المستضعفین و انت ربی الی من تکلنی الی عدو یتجھمنی و ملکتہ امری ان لم یکن بک علی غضب فلا ابالی
ولکن عافیتک اوسع انی اعوذ بنور وجھک الذی اشرقت بہ الظلمات و صلح علیہ امر الدنیا و الآخرۃ
ان ینزل بی غضبک و یحل علی سخطک لک العتبی حتی ترضی و لا حول و لا قوت الا بک و در روایتی
آمدہ کہ چون عم او ابو طالب وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ بسوی طائف دعوت کرد
اہل طائف را باسلام پس اجابت نکردند او را و مہموم و محزون آمد زیر درخت سایہ نشست و گذارد
دو رکعت را و فرمود اللھم انی اشکو الیک تا آخر و این دعا در کتب احادیث و سیر مذکور ست و تعجب
آنست کہ در روضۃ الاحباب آوردہ ای خدای سزاوار پرستش من شکایت و نالہ میکنم بدرگاہ تو از
ضعف و قلت حیلت خود و از مذلت و خواری خویش نزد مردم تو ارحم الراحمین و تو پروردگار ہر ضعیف
و مسکینی و تو پروردگار منی مرا بکہ میگذاری بدشمنی کہ بدروی کہ چون مرا می بیند روی خود را ترش کند و
او را مالک امر کردہ اگر غضب تو بر من واقع نیست مرا باکی نیست و لیکن عافیت تو اوسع است
پناہ میگیرم بنور وجہ تو آن نور کہ روشن کنندۂ تاریکیہا ست و باصلاح آورندۂ کار آخرت و دنیا ست
از انکہ بحظ و غضب تو بر من نازل شود ترا میرسد عتاب تا زمانی کہ راضی شوی و لا حول و لا قوت
الا بک نیست حول و قوت مگر تو و چون رسید آنحضرت ببطن نخلہ کہ نام موضعی ست بزہ مسافت
یکشب از مکہ معظمہ ہمانجا توقف نمود تا شب درآمد و چون قیام نمود برای نماز شب ہفت نفر و بروایتی
نہ نفر از جن نصیبین کہ مدینہ ایست از شام استماع کردند آواز قرآن خواندن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

که طریق حق و منصب نبوت چه و عروه شدید است البلاء علی قدر الولاء الانبیا اشد بلا ثم الامثل
فالامثل و در صحیح بخاری و مسلم از حدیث عائشه آمده که پرسید وی رضی الله عنها از آنحضرت که
آیا بر آمد بر تو روزی سخت تر از روز احد فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم بتحقیق رسیده از قوم تو
بر بلایا و شدائد بود سخت ترین آنچه رسید از ایشان روز عقبه وقتیکه عرض کردم نفس خود را
بر ابن عبد یالیل بن عبد کلال و دعوت کردم او را پس اجابت نکرد مرا بآنچه خواستم از وی پس
روان شدم و حال آنکه مهموم و مغموم و بیخود م پس بخود نیامدم مگر در قرن الثعالیب پس بر داشتم
سر خود را ناگهان ابر پاره ایست که سایه کرده است مرا پس نگاه کردم ناگهان در وی جبرئیل است
پس ندا کرد مرا و گفت بدرستی حق تعالی بتحقیق شنید قول قوم ترا یعنی اهل مکه را و آنچه رد کردند بر تو و جواب
دادند ترا و بتحقیق فرستاده شده است بسوی تو ملک الجبال را یعنی فرشته که کوهها حواله او ست
تا امر کنی او را بهر چه خواهی تو پس ندا کرد مرا ملک الجبال و سلام کرد بر من و گفت یا محمد بدرستی خدا بتحقیق
شنید قول قوم ترا در من ملک الجبالم و کوهها عالم حواله منست و بتحقیق فرستاده است مرا پروردگار
تو بسوی تو تا امر کنی مرا بهر چه خواهی اگر خواهی که بر هم زنم بر ایشان حسین را که نام دو کوه است که مکه
در میان آن آباد ان است بشکنم و هلاک گردانم ایشان را فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم نه بلکه
امید وارم که بیرون آرد خدا تعالی و پیدا کند از اصلاب ایشان کسی را که عبادت کند خدا را او
و شریک نگرداند بوی چیزی و این ابن یالیل از اکابر اهل طائف بود و از ثقیف و قرن الثعالب نام
موضعی ست که میقات اهل نجد ست و او را قرن المنازل گویند و صاحب مواهب گفته که اقامت
آنحضرت در طائف دو روز بود و در روضة الاحباب گفته بروایتی یکماه بود و الله اعلم و فصل
و چون اجابت نکردند آنحضرت را اهل طائف برگشت بسوی مکه با حشمتی که عارض وقت شده بود
در سر راه بباغی رسید که از آن عتبه و شیبه بود و چون اثر پریشانی در سیمای حال آنحضرت مشاهده
کردند یک رحم ایشان در جنبش در آمد خوشه از انگور بدست غلام نصرانی که نام وی عداس بود نزد
آنحضرت فرستادند و چون نهاد آنحضرت دست مبارک در خوشه که بخورد و فرمود بسم الله پس نگاه
کرد عداس روی آنحضرت را و گفت والله نشنیدم این کلام را از اهل این بلده پس فرمود آنحضرت
صلی الله علیه وسلم عداس از کدام بلده تو چیست این دین تو گفت من نصرانی ام از نینوی گفت

گفتم یا رسول اللہ اینہا مشرک کافر مرد برو بپوش او را در زمین و این نیز فرمود غفر اللہ لہ و رحمہ و نیز آورد
کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ جنازۂ ابو طالب میرفت و میفرمود ای عم من صلہ رحم بجا آوردی
و در حق من تقصیر نکردی خدا یتعالی ترا جزای خیر دہاد و باجملہ قضیہ ابو طالب خالی از غرابت نیست
و ہمچنین آنچہ آمدہ است کہ چون قریش مزاحمت و مخاصمت کردند گفت ابو طالب میمیرم بر ملت
عبد المطلب و ہاشم و عبد مناف و فرمود آنحضرت عبد المطلب و قوم وی ہمہ در آتش اند و متاخرین
اثبات کردہ اند کہ آباو اجداد آنحضرت پاک و مصفا بودند از دلش شرک و کفار باری کم ازان
نباشند کہ در مسئلہ توقف کنند و صرفہ نگاہدارند واللہ عالم و بعد از فوت ابو طالب سہ روز یا پنج روز
وفات یافت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا و بود مدت اقامت وی با آنحضرت بیست و پنجسال
و آنحضرت این سال را عام الحزن خواند و از غایت حزن از خانہ کہ حکم بیت الحزن داشت کم بیرون
آمدی و کفار بنیاد جور و جفا بیشتر از پیشتر نہادند و بعد از موت خدیجہ رضی اللہ عنہا تزوج کرد آنحضرت
سودہ و عائشہ را و سودہ بنت زمعہ قرشیہ عامریہ بیست بود و عائشہ بکر شش سالہ و زفاف
عائشہ بعد از ہجرت واقع شدہ و باقی احوال در ذکر ازواج بیاید انشاء اللہ تعالی بعد ازین چند گاہ
ابو لہب کہ عم آنحضرت بحکم بود و عصیب رسم حمایت نسبت بہ بندگان آنحضرت در میان آورد و چون
شنید کہ آنحضرت میگوید کہ جای عبد المطلب و قوم وی در دوزخ است بیزار شد و دست حمایت
از وی باز داشت و با کفار در ایذاء و اضرار شریک گشت چنانکہ آنحضرت در مکہ متوانست بود و بعزم
دعوت قبیلہ بنی بکر بن وائل برآمد و چون آنجا رسید دعوت کرد جای ندادند از انجا بقبیلہ قحطان رفت
اول جای دادند آخر پشیمان گشتند از انجا بجانب طائف و ثقیف متوجہ شدند زید بن حارثہ در سفر
ملازم او بود و بگاہ در ثقیف بود دعوت میکرد اجابت نکردند غلامان و بیخردان خود را برگماشتند
کہ آزار میکردند آنحضرت را و فریاد میکردند و دشنام میدادند و از عقب آنحضرت میرفتند و سنگ می
انداختند و پایہای مبارک او را لگو فی میساختند و در روایتی آمدہ چون سنگہا او را از پای می انداخت می افتاد
بر زمین و می نشست پس میگرفتند ہر دو پای او را و بر میداشتند و چون میرفت باز سنگ
می انداختند و خندہ میکردند و زید بن حارثہ خود را سپر وی میساخت تا شکستہ می شد سر وی بیت
نزد اغیار رواز دیوار سنگ یار می آید ✤ بلای دردمندان از در و دیوار می آید ✤ ازینجا معلوم میگردد

حمایت کنندگان بخدا سوگند سلوک نکند هیچ یکی راه متابعت او را مگر رشید یابد و کار او بسامان گردد
و نگیرد هیچ یکی سیرت او را مگر آنکه نیک بخت شود و اگر هست مر نفس مرا مدتی و اجل مرا تاخیری هر آئینه
باز دارم اوقات را و دفع کنم از وی حوادث را این بگفت و از عالم رفت و با جمله اعانت و امداد و حمایت
و رعایت و مدح و ثنای ابوطالب مر آنحضرت را و اعلای شان و رفع مکان وی صلی الله علیه وسلم
در اشعار و اخبار بسیار است و با وجود آن میگویند که وی ایمان نیاورد و مسلمان از عالم نرفت جواب
میگویند که وی اقرار کرد بر او و تصدیق کرد بدل اما اذعان و قبول و اطاعت از وی بوجود نیامد و معتبر تصدیق و اقرار است
مقارن اذعان و قبول و انقیاد و تسلیم چنانکه در کتب کلامیه تحقیق یافته است و در احادیث و
اخبار وی ثبوت نیافته جز آنچه در روایت ابن اسحق آمده که وی اسلام آورد نزدیک بوقت موت
و گفته که چون قریب شد موت وی و نظر کرد عباس بسوی وی دید که می جنباند لبهای خود را پس گوش
نهاد عباس بسوی او و گفت با آنحضرت یا ابن اخی والله تحقیق گفت برادر من کلمه را که امر کردی تو
او را بدان کلمه و در روایتی آمده که آنحضرت گفت من شنیدم با آنکه حدیث صحیح اثبات کرده است بر آنکه
ابوطالب کفر را که گفت وی در آخر کلام علی ملت عبد المطلب و نگفت لا اله الا الله و گفت رسول
خدا والله هر آئینه استغفار میکنم برای تو تا آنکه نهی کرده شوم ازان پس نازل شد این آیت ما کان
للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی و نیز آمده است که نازل شده است
در ابوطالب انک لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء و نیز در صحیح از عباس آمده که گفت
رسول خدا را صلی الله علیه وسلم که ابوطالب بود که حمایت میکرد و نصرت میداد ترا و غضب میکرد
از جهت تو آیا هیچ نفع میکند مر او را فرمود نعم یافتم او را در ضحضاح از نار پس بیرون آوردم او را
در ضحضاح نار که میرسد شتالنگ او را میجوشد از وی دماغ وی و در روایتی این زیادت آمده است که سبک
میکند دماغ او بسوی پایهای او و نیز آمده است که فرمود آنحضرت آسان و سبکترین مردم در عذاب
روز قیامت ابوطالب است مر او را بند نعال از آتش است که میجوشد از ان دماغ وی و این در
زمان است که آمده است که عملهای نیک کفار سبب تخفیف عذاب است و در روضة الاحباب نیز
اخبار موت ابوطالب بر کفر آورده و نیز آورده که گفت امیر المومنین علی رضی الله عنه آمدم نزد آنحضرت
و گفتم ان عمک الشیخ الضال قدمات آنحضرت در گریه شد و فرمود برو غسل ده و تجهیز و تکفین کن

پیش از هجرت بسه سال و بود عمر وی هشتاد و هفت سال و روایت کرده شده است که بود آنحضرت صلی الله
علیه وسلم که میگفت مرا و ازنزد موت وی ای عم بگو لا اله الا الله کلمه که فردا آرم ترا آن کلمه شفاعت
روز قیامت پس چون دید ابو طالب حرص رسول خدا را صلی الله علیه وسلم گفت ای برادرزاده من
اگر نمی بود ترس قریش که بگویند که من گفتم این کلمه از جهت ترس بیصبری از موت هر آینه می گفتم ترا
و روشن ساختمی چشم ترا بگفتن آن و در روضة الاحباب گفته است که اگر نه خوف آن داشتمی که ترا سرزنش
نمایند بعد از من و بگویند غم تو ترسید از موت و آورده اند که ابو طالب ابیات خواند مضمونش اینست
که تو دعوت کردی مرا و دانستم من که ناصح و خیر خواه منی و هر آینه تحقیق راستی گفتی تو و هستی تو در ان
آئین ظاهر کردی تو دینی را که تحقیق دانستم من که آن دین بهترین دینهای خلق است اگر نه ترس ملامت
و عذر از دشنام مردم بودی هر آئینه می یافتی تو مرا چوانمرد و قبول کننده و ظاهر کننده آنرا پس یاد بر آورد بذکر قریش
که از ملت آباء و اشیاخ خود عبد المطلب و هاشم و عبد مناف بر میگردی و گفت لا ابو طالب بر ملت اشیاخ
خود میرود و آمده است که ابو طالب بنی عبد المطلب را در وقت موت خود طلبید و گفت همیشه
خیر و نیکوی خواهید بود اگر سخن محمد را بشنوید و اتباع امر وی کنید و اعانت او مدد و نصرت
دهید از آنا مظلح و رشد یابید و در مواهب لدنیه از هشام بن السائب آورده که گفت چون حاضر شد
ابو طالب را وفات جمع کرد بسوی خود وجوه قریش و اکابر ایشان را پس وصیت کرد مر ایشان را
و گفت ای معشر قریش شما برگزیده های خدائید از میان خلق وی و من وصیت میکنم شما را بمحمد خیرا
زیرا که وی امین ست قریش و صدیق ست در عرب و وی جامع است هر چیزی را که وصیت میکنم
بران و تحقیق آورده است امری را که قبول کرده است آنرا دلها و انکار کرده است ازبانها از جهت
سرزنش و ملامت و بخدا سوگند گویا من مینیم بسوی فقرا و درویشان عرب و بادیه نشینان وی و اطراف
و ضعیفان و مسکینان از مردم که اجابت میکنند دعوت او را و تصدیق میکنند کلمه او را و بزرگ میدارند
امر او را پس نشستند رؤس قریش و اکابر ایشان بنگ سار گشت مر ایشان را جهل و گشتند ضعیفان ایشان اصحاب
عظیم ترین ایشان بر وی محتاج ترین ایشان بسوی وی گشتند و دورترین ایشان از وی نصیب
و بهره مند ترین ایشان در وی و تحقیق خالص گردانیدند او را عرب و دستی خود را و صاف گردانیدند برای وی
دل خود را و او را بر اطاعت و انقیاد خود را ای معشر قریش باشید مر او را دوستان و مرکز دائره او را

خبر داد وی سبحانه که اگرچه اسبال مغلوب گشتند روم بر دست فارس مر انجام است که غالب آیند
در چند سال بر ایشان پس ابو بکر صدیق رضی الله عنه باعتماد خبر الهی تعالی گفت مر قریش را خنک
نگرداند خدا تعالی چشمان شما را یعنی شما را نگرداند شما را بخدا سوگند هر آئینه غالب میگرداند و تعالی روم
بر فارس بعد از چند سال پس ابی بن خلف نکذیب ابو بکر کرد و مر او را بهنه بست باوی که تا سه سال اگر
روم میان بر فارسیان غلبه یابند ده شتر جوان تبود هم والا تو دهی پس ابو بکر صدیق نزد آنحضرت آمد
و قصه را عرض کرد آنحضرت فرمود برود و در شتر بیفزای و در مدت نیز زیاده کن و این بجهت آنست که
تمام عدد است از سه تا ده و چون حق تعالی مبهم فرمود و تعیین نکرد اقتضا دارد آنست که تعیین سه کنند
شاید که غلبه روم در مدت سه سال حاصل نشود پس رفت ابو بکر مدت را نه سال قرار داد و شتر را
بهند داد از یکدیگر ضمان گرفتند پس در روز بدر یا در حدیبیه خبر رسید که روم میان بر فارسیان ظفر یافتند
در روایت روز حدیبیه ظاهر مینماید بجهت آنکه از زمان نزول آیت که سال دهم از بضعت است تا صلح
حدیبیه که در سال ششم هجرت نه سال درست میشود پس ابا بکر رضی الله عنه صد شتر از ابی یافت
ضمان وی بستند کذا فی روضة الاحباب و بعضی گفته که از ورثه ابی گرفت و ابی در غزوه احد بضرب
رفته بود و آورده اند که چون ابو بکر رضی الله عنه صد شتر مر اهبت را نزد آنحضرت آورد حکم کرد که تصدق
کن این شتر را و غالبا امر بتصدق برای شکر این حصول باین نعمت بود و یا بجهت شبهه که در مال
است و بعضی علما گفته اند که قصه مر اهبنه ابی بکر صدیق با ابی پیش از تحریم قمار بود و نزد امام ابی حنیفه
و امام محمد عقود فاسده مانند عقد ربا غیر موجب ضمان است در دار حرب میان مسلمانان و کفار فقد بر دانکه
در این آیت دو قرأت است یکی غلبت بصیغه مجهول و سیغلبون بلفظ معلوم و بنی بر این قرأت است آنچه تقدیر
کرده شد و قرأت دیگر غلبت بلفظ معلوم و سیغلبون بلفظ مجهول و بنای این قرأت بآنست
که روم بعد از غلبه ایشان بر فارس مغلوب شدند بر دست مسلمانان و در سن تا سنه از نزول این آیت
غزا کردند مسلمانان و فتح کردند بعضی بلاد ایشان را و اضافت علیهم بر قرأت اول از قبیل اضافت مصدر
است بسوی مفعول و بر قرأت ثانی بسوی فاعل و صلی و همدرین سال یعنی در سال دهم ابو طالب
وفات یافت و در مواهب لدنیه گفته که چون گذشت چهل و نه سال و هشت ماه و یازده روز از
عمر رسول صلی الله علیه وسلم ابو طالب و بعضی گفته در نصف از شوال از سنه عاشره و بعضی گفته

و قطع رحم نمودند و نگذاردند که دران زمین هیچ چیز نفع گیرند و اهل اسواق را ایران داشتند که هیچ چیز بدست ایشان نفروشند و گاهی که در موسم حج بیرون می آمد مواز مردم اطراف چیزی میخریدند ازان نیز منع میکردند خود به بهای گران خریداری میکردند و درین باب عهدنامه نوشتند و مهر کرده در خانه کعبه بیاویختند که صلح نشود میان ایشان مگر بر قتل محمد صلی الله علیه وسلم و گویند آنکه نوشت این نامه را دست او شل شد و نعم ما قال من قال بیت یار کو دوست شود جمله جهان دشمن باش ✤ بخت کو پشت شود روی زمین لشکر گیر ✤ پیروان ان یطفوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو کره الکافرون و این واقعه در سال ششم بود سال هفتم از نبوت و سه سال همبرین منوال گذشت و چون ضیق و عسرت از حد گذشت جماعه از قریش که قرابت قریبه با بنی هاشم و بنی المطلب داشتند شفقت و رفق و امن گیر حال ایشان شد حق تعالی در دل ایشان انداخت که نقض آن عهد کنند و آن صحیفه قاطعه ظالمه را پاره کنند و بعد از وقوع نزع و خصومت میان قریش اتفاق بر آن افتاد که آن صحیفه را حاضر ساختند ابو طالب گفت مرا را اخبار کرده که حق تعالی ارضه را برین صحیفه برگماشته تا عبارت ظلم و جور و قطیعت را از ان محو کرده و نام خدا و رسول را گذاشته کردی درین اخبار کاذب برآمد با وی هر چه خواهید بکنید و اگر صادق باشد همین بس که از مضمون این صحیفه درگذرید پس صحیفه را کشادند همچنان بود که پیغمبر صلی الله علیه وسلم فرموده بود قریش شرمنده شدند و سر ها در پیش افگندند و باوجود آن ابو جهل و متابعان او لجاج کردند که نقض عهدنامه نکنند ابو طالب با یاران خود در میان استار کعبه در آمد و دعا کرد اللهم انصرنا علی من ظلمنا و قطع ارحامنا و استحل ما یحرم علینا و در شعب باز گشتند و آن جماعه که در نقض عهد سعی داشتند غالب آمدند و سلاح پوشیدند و در شعب در آمدند و بنو هاشم و بنو مطلب را بیرون آوردند و در منازل خویش قرار گرفتند و مخالفان هیچ نتوانستند گفت و این صورت در سال دهم از هجرت واقع شده و همدرین سال میان فارس و روم جنگ واقع شد و غلبه مر فارس را شد و چون این خبر بعرب رسید کفار قریش شادمانی کردند و با مسلمانان گفتند غالب آمدند امروز بر برادران شما فردا باشد که غالب آییم بر شما و مر او برادران خود فارس داشتند باعتبار آنکه اهل ملت و کتاب نیستند و بر برادران مسلمانان روم را اراده نمودند که اهل کتاب و بر ملت نصرانیت اند مسلمانان باین سخن ملول گشتند پس تعالی این آیت فرستاد الم غلبت الروم فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سیغلبون فی بضع سنین

وانگ رسول اللہ پیغمبر از شادی تکبیر گفت و یاران نیز از شادی تکبیر بر آوردند چنانکہ غلغلہ تکبیر ایشان
بجمع قریش رسید ناگاہ عمر گفت یا رسول اللہ کافران لات و عزی را آشکارا پرستند و تو دین حق را
پنہان داری پس آنحضرت با ابابکر و حمزہ و علی بجانب خانہ کعبہ روان شدند عمر آن جماعہ را بضرب و حرب
از نواحی خانہ کعبہ دور گردانید و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در خانہ کعبہ در آمد و دو رکعت نماز باصحاب
بگذارد کذا ذکرہ فی روضۃ الاحباب مع اختصار و گویند آیت کریمہ یا ایہا النبی حسبک اللہ و من اتبعک
من المؤمنین درین وقت نازل شدہ است و روایت کردہ شدہ است از ابن عباس کہ چون اسلام
آورد عمر بن الخطاب گفت جبرئیل مر پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد تحقیق استبشار نمودند اہل آسمان
باسلام عمر رواہ ابن ماجہ و صل و در سال ہفتم چون دیدند قریش عزت و قوت دین اسلام را باسلام
حمزہ و عمر و ہجرت صحابہ بحبشہ و نشو اسلام در قبائل نائرہ حسد و عداوت ایشان بلند شد و در مقام قتل
و اہلاک آنحضرت ایستادند ولیکن چون آنحضرت در حمایت و کفالت ابو طالب بود نتوانستند اظہار تعرض
و تطاول کرد پس نزد ابو طالب آمدند و گفتند برادر زادہ خود را بما بسپار و یا جنگ ما را آمادہ باش یا بگو
او را کہ از سب و شتم اللہ ما باز ایستد ابو طالب آنحضرت را طلبید و گفت قوم تو آمدہ بودند و چنین گفتند
اکنون تو بر نفس خود ببخشای کہ جنگ با ایشان در طاقت من و تو نیست سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
گفت ای عم تو خیال کردہ کہ در حمایت تو اینکار میکنم حامی مرا پروردگار ست امر کردہ است باینکار تا این
مہم بآخر نرسد دست از ینکار نمیدارم و از پا نمی نشینم اگر مرا تقویت کنی و بمن موافقت نمائی سعادت
تست و الا عون زمانی و تائید آسمانی مرا بس است این بگفت و از مجلس برخاست ابو طالب را از
سخنان آنحضرت رقتی و دہشتی پیدا آمد گفت تو بکار خود مشغول باش بجانب کعبہ تا من زندہ ام ہاشمیہ نتوانند
کہ بر تو دست یابند و شعری درین باب گفت کہ مضمونش اینست بخدا سوگند کہ ہرگز نتوانند بسوی تو رسید
بجمع خود تا من در زیر خاک دفن کردہ نشوم آشکارا کن تو کار خود را و ہیچ اندیشہ مکن و خوش باش
و خنک باد چشم تو بدان پس ابو طالب بنو ہاشم را جمع کرد و ہو المطلب نیز با ایشان اتفاق کردند
و ہمہ بحکم عصبیت اگرچہ کافر بودند بعادت جاہلیت در شعب خود آنحضرت را در آوردند الا ابو لہب
اگرچہ از بنی ہاشم بود نہ در آمد و موافقت نکرد و سائر قریش در میان خود اتفاق نمودند و عہد بستند
کہ با بنی ہاشم و بنی المطلب مناکحت و مبایعت و مخالطت و مصاحبت و مکالمت ننمایند و قطع

مراد وارارقم است که آنحضرت چندگاه در انجا مختفی بود پس در آمدم بر آنحضرت وحال انکه گرفته اند
دو مرد هر دو بازوی مرا چون نزدیک شدم بآنحضرت فرمود بگذارید او را پس گذاشتند مرا پس نشستم
میان دو دست آنحضرت پس گرفت آنحضرت مجمع ثیاب مرا و کشید مرا بسوی خود و گفت اسلام آر ای
ابن خطاب خداوند ترا هدایت کند دل او را گفتم اشهد ان لا اله الا الله وانک رسول الله پس تکبیر برآوردند
تکبیرے بلند که شنیده شد در طرق مکه وبود هر مردی که اسلام می آورد اخفا میکرد و الآن علانیه شد پستر
بیرون آمدم ورفتم بر مردی که عادت وی بود که پنهان نمید اشت اسرار را پس گفتم که من صابی شدم
پس بلند برد اشت آنمرد آواز خود را و گفت آگاه باشند صابی شد ابن الخطاب پس همیشه بودند مردم
که میزدند مرا و میزدم من ایشان را پس گفت خال من مرا ابو جهل است که خال عمرؓ بن الخطاب چهلست
این شور و غوغا گفتند ابن خطاب ست که در دین اسلام در آمده است پس ایستاد خال من بر حجر و
اشارت کرد با هل مکه و گفت آگاه باشید بتحقیق امان دادم من این اخت خود را پس دور شدند مردم
از من همچنین آمده است درین روایت و در روایات دیگر آمده است که شد تهاکرد جنگها کرد آن تنها
بعمر بن الخطاب تا پس نیامد و زبون شد و گفت عمر رضی الله عنه پس همیشه بودم من که جنگ میکردم مردم
را و میزدند ایشان مرا تا قوی گردانید خدا یتعالی دین اسلام را و الحمد لله و در روایتی آمده که چون عمرؓ
بخانهٔ خواهر و داماد رسید آواز قرأت ایشان بگوش وی رسید و ایشان سورهٔ طه میخواندند و آن را
در صحیفه نوشته بودند عمر گفت این صحیفه چیست بمن بدهید خواهرش گفت تو نجاست شرک داری و این
کتابی ست که در وصف وی آمده است لا یمسه الا المطهرون پس عمر غسل کرد و از اول سورهٔ طه تا
اینجا خواند که فان تجهر بالقول فانه یعلم السر و اخفی الله لا اله الا هو له الاسماء الحسنی پس عمر در گریه شد
و گفت چه نیکو کلامی است این کلام و خداوندی که صفت او این ست سزاوار آنست که مرو پرستند غیر او را
اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا رسول الله آنگاه گفت پیغمبر کجا ست تا نزد وی روم پس نزد
آنحضرت آمد شمشیر حمائل کرده یاران از ترس در نگشودند آنحضرت فرمود تا در را بگشایند پس سید عالم
صلی الله علیه وسلم پیش آمد و هر دو بازوی عمر را و برواتی کمر او را بگرفت و بفشرد و گفت ای عمر اگر
بعمل آمده دست از تو باز دارم و اگر بجنگ آمده و مرا از روزگار تو برآرم چون عمر این سخن از حضرت شنید
از هیبت بند بر بندش بلرزید و شمشیر از دستش بفتاد و سر در پیش افگند و گفت اشهد ان لا اله الا الله

بن هشام بود یا بعمر بن الخطاب واین دو تن اشد واقوی بوده اند در قوم وچون ابوجهل ازان بود که
ختم الله علی قلوبهم وسواء علیهم انذرتهم ام لم تنذرهم لا یؤمنون اجابت دعا در راه او راه نداشت و در حق
عمر که بعضی جاها که حقیقت آن در نتوان یافت وموقوف بر وقت بود مستجاب شد ومشهور آنست که عدد
مسلمانان در انروز بسی ونه رسیده بود وبعمر بن الخطاب عدد اربعین تمام شد ودر وقت زیادت که مدینه
مطیبه بروی رضی الله عنه سلام میدهند میگویند السلام علیک یا من کمل الله به الاربعین ودر مواهب لدنیه
میگوید که چهل وچند مرد ویازده زن بودند وعجب تا اینمدت اسلام وی رضی الله عنه تاخیر یافت
وبقیاس با نسبتی که ببسیار مقدم بود مقارن زمان اسلام ابوبکر رضی الله عنه مگر حکمت دران اظهار
قوت دین بود باسلام وی دو وجود عدد اربعین که در کمال وتکمیل اثری عظیم دارد والله اعلم وهرگز در
مدت کفر از عمر ایذای وجفای ونا سزای نسبت با آنحضرت صلی الله علیه وسلم واصحاب رضی الله عنهم
واقع نشده رضی الله عنه ودر نقل اسلام وی بالفاظ مختلفه وعبارات متعدده حکایات آمده وتواند
واقع وصحیح باشد واز روات هر که هر چیه وقوف یافته روایت کرده والله اعلم در مواهب لدنیه گفته است
که روایت کرده شده است از عمر رضی الله عنه که گفت رسید مرا اسلام خواهر من وخواهر وی در تحت سعید بن
زید بن عمرو بن نفیل بود که از عشره مبشره است ودر آخر حدیث بشارت عشره مبشره مذکور ست گفت پس
آمدم بر خواهر وگفتم ای دشمن نفس خود بتحقیق رسیده است مرا که تو صابی شده وصابی آنرا گویند که میل کرده
باشد از دینی بدینی وقریش مسلمانی را که دین آبا را گذاشته بدین اسلام میل کرده بود صابی میگفتند میگوید
پس زدم من او را پس روان شد از وی خون وچون دید خون را گریست خواهر من وگفت هر چه میخواهی
بکن بتحقیق من اسلام آورده ام پس گفت در آمدم درون خانه در حالتی که خشمناکم ناگاه می بینم کتابی را
در گوشه خانه که نوشته شده است در وی بسم الله الرحمن الرحیم وچون خواندم الرحمن الرحیم را تر سیدم
ولرزیدم واندا ختم صحیفه را از دست باز کردم نظر در وی ودیدم که نوشته اند سبح لله ما فی السموات والارض
وهو العزیز الحکیم له ملک السموات والارض یحیی ویمیت وهو علی کل شئ قدیر هو الاول والآخر والظاهر
والباطن وهو بکل شئ علیم تا رسیدم قول وتعالی را آمنوا بالله ورسوله پس گفتم اشهد ان لا اله الا الله
ان محمدا الرسول الله پس بیرون آمدند قوم یعنی مسلمانان که تکبیری بر آورده اند بجهت استبشار وخوش حالی
بانچه شنیدند از من کلمه شهادت پس آمدم نزد رسول خدا صلی الله علیه وسلم در خانه که اسفل مکه بود

که ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نیز بہجرت ثانی و بسوی حبشہ اما در ہجرت اول یا ثانی بالفعل تصریحی در کلام قوم
نیافتم یا ہم و ظاہر آنست کہ در ثانی باشد واللہ اعلم و از روضۃ الاحباب معلوم میشود کہ آن در سال
سیزدہم بود و پیش از ہجرت بمدینہ بعد از بیعت عقبۂ ثانیہ و چون ہجرت کرد وی رضی اللہ عنہ گفتند مردم
از شہری کہ ابوبکر بیرون رود چگونہ در وی میتوان بود پس باز گردانید ند ابوبکر را و چون ببرک الغمار
رسید کہ نام موضعی است رجوع کرد بمکہ و در جوار رسید قبیلۂ قارہ مالک بن الدغنہ بفتح دال مہملہ و کسر غین معجمہ
و تخفیف نون و بضم دال و غین و تشدید نون نیز گویند پس جا بداد ایشمرد ابوبکر را و گرفت او را در پناہ خود
از شر قریش عبادت کرد صدیق رضی اللہ عنہ پروردگار خود را در دار خود و بنا کرد در صحن سرا مسجدی و
نماز میگذارد در وی و قرآن میخواند و گریہ میکرد و بود وی رضی اللہ عنہ نرم دل بسیار گریہ کنندہ بنزد قرأت قرآن
کہ مالک نبود چشم خود را پس گرد می آمدند بدنساء مشرکان و دواہ و غلام و خردان ایشان و می شنیدند قرآن را
و تعجب میکردند و این فضیلت خاصہ ابوبکر بود کہ ہیچکس را از صحابہ شرکت نبود در آن کہ در وقتی کہ اسلام
مخفی بود علانیہ مسجدی ساخت و قرآن میخواند و عبادت میکرد پس ترسیدند صنادید قریش از مشرکان
و گفتند مر ابن دغنہ را میترسیم کہ مفتون نشوند بوی نساء ما و ابناء ما باز دار او را ینمرد را از این کار اگر دست
دارد کہ عبادت کند پروردگار خود را گو در ون خانہ کند و اگر بجد ست کہ آشکارا کند نقض کن عہدی کہ باو
کردی و او را در جوار خود گرفتہ تا ما عہد ترا بشکنم و چون شنید ابوبکر این حکایت گفت با ابن دغنہ رد کردم
جوار ترا و راضی شدم بجوار خدا رضی اللہ عنہ رواہ البخاری **وصل** در سال ششم اسلام آورد
عم رسول اللہ و برادر رضاعی وی صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ بن عبد المطلب و بود غیرت ناک جوانی در قریش
و سخت تر روی سکیمہ پس غالب و قوی شد رسول خدا با سلام بر قریش آورده اند کہ روزی ابوجہل
لعین آنحضرت را ایذا بسیار کرده بود و دشنام داده خبر بحمزہ رسید وی از شکار آمده بود و طواف میکرد
پس باستماع این خبر بغضب در آمد و از ہمانجا نزد ابوجہل رفت و کمان بر دوش حمزہ بود آنرا بر سر ابوجہل
زد و سرش را شکست و گفت تو محمد را دشنام میدہی و ایذا میکنی و حال آنکہ من بر دین او یم
و از ہمانجا نزد حضرت رفت و ایمان آورد و بعضی میگویند کہ اسلام حمزہ در سال پنجم بود و اللہ اعلم و اسلام
آوردن عمر ابن الخطاب بعد از حمزہ بن عبد المطلب بسہ روز و آنحضرت دعا کرده بود اللہم اعز الاسلام
بعمر و بن ہشام او عمر بن الخطاب خداوندا قوی و غالب گردان دین اسلام را بابی جہل کہ نام او عمرو

این بسبوی شیطان از جهت بودن او حامل و باعث بران بامراد به شیطان جنس شیاطین ست که شامل
شیاطین انس است و گفته اند که آنحضرت صلی الله علیه وسلم ترتیل میکرد در قراءت و توقفها و سکتها میکرد
بروش آیات پس متصدد شد شیطان از سکنات و نطق کردن آن کلمات محاکی و مشابه نغمه آنحضرت
صلی الله علیه وسلم بحیثیتی که شنید آنرا کسیکه نزدیک بود بسبوی وی پس گمان برد آنرا قول آنحضرت
و اشاعت کرد آنرا و گفته است صاحب مواهب لدنیه که این احسن وجوه است و استحسان کرده است
آنرا قاضی ابن العربی که از اعاظم علماء مالکیه است و گفته است که خبر داد خدا تعالی در این آیت که
که سنة الله جاری شده است در رسل انبیای وی تعالی که چون گویند قولی زیاده کند شیطان در
از پیش خود کلمه را و این نص است در آن که شیطان زیاده کرد در قول آنحضرت نه آنکه آنحضرت صلی الله
علیه وسلم و تکلم کرد بدان گفت صاحب مواهب و تحقیق سبقت کرده است این قول طبری با جلالت
قدر وی و وسعت علم وی و شدت ساعدی در نظر پس تصویب کرده است این را انتهی اگر گفته شود
این توجیهات و تاویلات بر تقدیر فرض نبوت این قصه است اما اگر قضیه موضوع باشد و باطل ایر
آیت چه بیست و مراد بالقای شیطان چه و نسخ آن احکام ایات کدام است جوابش آنکه تمنی بر تقدیر
ثبوت قصه بمعنی قراءت ست و امنیت بمعنی قراءت آمده است و بر تقدیر وضع و بطلان قصه تمنی است
بمعنی آرزو داشتن و هوای نفس و شهوت آن اندیشیدن و میل و اشتغال بجانب دنیا نمودن
و خواطر نوعی از وسوسه و سهو پنهان داشتن و در باطن راه یافتن و این جائز است بر انبیاء
علیهم السلام بی اصرار و استمرار بران و قول وی صلی الله علیه وسلم انه لیغان علی قلبی و استغفر الله محمول
بر آن است و گاهی ناشی میگردد از غایت حرص بر ایمان قوم تمنی نزول چیزی که قریب گرداند ایشان را
بدان و موجب تانیس و تالیف ایشان گردد و نرم گرداند دلهای ایشان را و تغیر ازان بالقای
شیطان کرد و چون عصمت ثابت است باطل میگرداند این القا را و پاک میگرداند ساحت عز و کمال
را بارشاد او و تنبیه بچیزی که زائل میگرداند از او اثبات مینماید آیاتی را که داعی است باستغراق در امر
آخرت چنانکه فرمود و یحکم الله ایاته و وی را جل و علا در ان حکمتهاست که جز وی کسی ندانند این حال
کلام بیضاوی است و این قصه را نیز نقل کرده است و رد نموده است و در آخر گفته که آیت دلالت میکند
بر جواز سهو بر انبیا و تطرق وسوسه بایشان صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین و الله اعلم و آورده اند

در قرآن چیزی کہ نیست از قرآن عمداً و نہ سہواً خصوصاً وقتی کہ باشد آن چیز مغائر مر چیزی را کہ آوردہ است
آنرا از توحید و حال آنکہ وی معصوم است و بیہقی گفتہ است کہ آن قصہ غریب ثابت است از جہت نقل و روایت
و تکلم کردہ است در روایت آن ہمہ مطعون اند و روایت کردہ است بخاری در صحیح خود کہ آنحضرت خواند بسورہ
والنجم را و سجدہ کردند با وی مسلمان و مشرکان و انس و جن و نیست در وی حدیث غرانیق در روایت کردہ اند
این را ارباب صحاح بطرق کثیرہ و نیست در ان حدیث غرانیق و شک نیست کہ ہر کہ تجویز کند بر حضرت
رسالت تعظیم اوثان کافر گردد و پس دانستم بطریق عقل و نقل کہ این قصہ موضوع و باطل است و
گفتہ اند کہ از وضع زنادقہ است و نیست اصل مر آنرا انتہی اینچنین گفتہ اند جمہور علماء محدثین و لیکن جمع کثیر
از ایشان مثل ابو حاتم و طبری و ابن المنذر و ابن اسحٰق و موسی بن عقبہ و ابو معشر و غیرہم بطرقی کہ
با کثر آن ضعیف و واہی منقطع و مرسل و مضطرب و غیر صحیح اند روایت کردہ و از مجموع با قطع نظر از
صحت ظاہر میگردد کہ انرا فی الجملہ اصلی ہست و بر تقدیر ثبوت چارہ نیست از توجیہ و اخراج آن با نظائر
آن از ین محذورات کہ ذکر کردہ شد برآید و بتحقیق سلوک کردہ اند در توجیہات و تاویلات مسالک بعیدہ
کہ نہ موجب تشفی و تسلی ست پس بعضی گفتہ اند کہ جاری شد این کلمہ بر زبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در حالتی کہ عارض شد مر او را سنہ بی آنکہ شعور باشد مر او را و چون مستشعر شد بآن رد نمود آنرا محکم
گردانید حق تعالی آیات خود را و حکایت کردہ است این را طبری از قتادہ و رد کردہ است قاضی عیاض
این سخن را زیرا کہ جائز نیست ولایت شیطان بر وی صلی اللہ علیہ وسلم در نوم و بعضی گفتہ اند کہ
شیطان بلجاء و مضطر گردانید آنحضرت را و صادر شد از وی بی اختیار و این سخن فاسد تر و نامعقول تر
از اول است لقولہ تعالے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان و اگر شیطان را قوت و قدرت بر ان
باشد ہیچ احدی را قوت بر طاعت نباشد و بعضی گفتہ اند کہ مشرکان چون ذکر میکردند الہ خود را
و وصف میکردند ایشان را پس متعلق شد آن اوصاف بذہن شریف آنحضرت و ماند در حافظہ وی
صلی اللہ علیہ وسلم پس جاری شد بر زبان شریف وی سہواً و رد کردہ است این را قاضی و سزاوار است
رد و بعضی گفتہ اند کہ چون رسید آنحضرت در قراءت بقول و تعالی و منات الثالثۃ الاخری نرسیدند
مشرکان کہ بیارد آنحضرت زیادہ بر ین از ذم الہہ ایشان پس مبادرت کردند بسوی این کلام و خلط
کردند آنرا در تلاوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ عادت ایشان بود در لغو در قرآن نسبت کردہ شد

کہ این کلام و کلامی کہ بر موسیٰ نازل شدہ از یک مشکاۃ بیرون آمدہ اند و گفت نجاشی من گواہی میدہم
کہ محمد رسول خدا ست و اوست عیسیٰ بن مریم بشارت دادہ است بآمدن او بعد او پس ہر ایای
قریش را بایشان رد کرد و ایشان را خائب و خاسر از مجلس بیرون آوردند **و صل** در اثنای بیان
مجملا ذکر یافت کہ جمعے از مہاجران حبشہ از شنیدن خبر وقوع صلح میان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و کفار قریش از حبشہ بمکہ قدوم آوردند و باز گشتند تفصیلش آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
روزی در مقام ابلاغ و انذار آمدہ سورۂ والنجم را بر مشرکان خواند چون بدین آیۃ رسید افرایتم اللات
والعزی و منات الثالثۃ الاخری شیطان دران میان بحال یافت و بگوش مشرکان رسانید تلک الغرانیق
العلی و آن شفاعتہن لترتجی و چون آنحضرت سورۂ تمام کرد و بسجدہ رفت و مسلمانان نیز بسجدہ رفتند
مشرکان نیز بموافقت کردند و بسجدہ رفتند و در مسجد الحرام ہیچ کافر نماند الا کہ بسجدہ رفت مگر امیہ خلف جمحی
بقول مشہور کہ مشتی خاک گرفت و بر روی شوم خود زد و گفت جسمی پس مشرکان شاد گشتند و گفتند
محمد اللہ ما را یاد کرد و مدح نمود و بر ایشان اثبات شفاعت کرد و ما نیز ہمین قدر اعتقاد داریم و ایشان را
خالق و رازق و محی و ممیت نمیدانیم و چون محمد درین امر با ما اتفاق نمود ما با وی صلح کردیم و دست
از ایذاء و یاران وی بردا شتیم این خبر در اطراف منتشر شد و شیطان آنرا فاش گردانید و چون بمہاجران
حبشہ رسید ایشان بظن صدق این خبر بوطن عود نمودند و چون وقوع این واقعہ موجب حزن و ملال خاطر
آنحضرت گشت صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ از برای تسلیہ خاطر حبیب خود این آیت فرود فرستاد

وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان
ثم یحکم اللہ ایاتہ واللہ علیم حکیم چون این آیت بسمع کافران رسید گفت محمد پشیمان گشت از آنچہ
یاد کردہ بود از منزلت الہہ ما نزد خدا ما نیز ازان صلح برگشتم باز بر سر ایذای مسلمانان آمدند و مہاجران
بحبشہ برگشتند چنانکہ مذکور شد و لیکن سخن در صحت این قصہ و وقوع این حادثہ است و تحقیق
تکلم کردہ است قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ در شفا برین قصہ و سست گردانیدہ است اصل آنرا
بردہ جہ شفائی و وافی و امام فخر الدین در تفسیر خود گفتہ کہ این قصہ باطلست و از وضع زنادقہ است و
بعضی گفتہ اند کہ از مفتریات این زبعری است و چگونہ جائز باشد کہ بر زبان حق ترجمان صاحب

وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی مدح اصنام جاری گردد و محال است کہ زیادہ کند آنحضرت

از حد گذشت اذن کرد رسول خدا صلی الله علیه وسلم ایشان را بهجرت کردن بسوی حبشه که محل
امن وامان بود و دست ستم دران دیار از غربا کوتاه بود و این در ماه رجب بود در سنه خمس از نبوت
پس یازده مرد و بقولی دوازده و چهار زن و بقولی پنج پنهانی از مکه بدر رفتند و بعضی مردان با اهل و بعضی
بی اهل در کنار دریا پیاده رفتند و از آنجا بکشتی نشستند و بطرف حبشه روان شدند پس رسیدند بحبشه
و در جوار نجاشی از شر آن اشرار نجات یافتند و نجاشی بادشاه حبشه را گویند و نام این نجاشی اصحمه بود
نخستین کسیکه با اهل برآمد عثمان بن عفان رض بود با زوجه خود رقیه بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم
برآمد و چون خبر سلامت ایشان و برگشید ملالتی بحال آن سرور راه یافت پس زنی پیدا شد و خبر آورد
و گفت دیدم عثمان را که زوجه خود را بر حماری سوار کرده میرفت پس فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم
بدرستی عثمان اول کسی ست که هجرت کرد با زوجه خود بعد از لوط پیغمبر علیه السلام و چون صحابه بحبشه رسیدند
در جوار نجاشی امین نشستند و بعد از مدتی بشنیدن خبر کاذب که بوقوع صلح میان آنحضرت و میان مشرکان
شیوع یافت از حبشه بیرون آمدند چون بنواحی مکه رسیدند و معلوم کردند که آن صلح اعتباری نداشت
که کفار همچنان در ضد و ایذای مسلمانان اند هر یکی از مهاجران در جوار کسی بمکه در آمده بعد از چند گاه باذن
آنحضرت باز بجانب حبشه روان شدند و درین نوبت جمعی کثیر از مسلمانان بجانب حبشه برآمدند
تا آن سرور بمکه بود از مسلمانان هر که از کفار ایذا امید بحبشه هجرت میکرد و چون کفار امن و استقرار
اینجماعه را در حبشه معلوم کردند عمرو بن العاص را با جمعی با هدایا و تحف نزد نجاشی فرستادند تا ایشان
را رد کنند بسوی قوم خود و چون ایشان بمجلس نجاشی رسیدند سجده کردند و تحفها گذرانیدند و خوش آمدها
گفتند پس اباآوردند نجاشی ازان و گفت لائق نباشد که قومی در بلاد من نزول کرده و پناه بمن آورده
باشند ایشان را بدشمنان نسپارم و فرمود مسلمانان را بیارند تا سخن کنند و بیان دین و ملت خود نمایند
پس بمجلس نجاشی در آمدند و سلام کردند و سجده تحیت چنانکه رسم حبشه بود نکردند میان نجاشی گفتند
چرا سجده نکردید جعفر بن ابو طالب که از مهاجران حبشه بود گفت ما سجده نمیکنم غیر از پروردگار خود را
پیغمبر ما را چنین فرموده است پس بیان دین مسلمانی و احکام اسلام با و کرد و جوه و ابلاغ آن کرد
و نجاشی را از کلام جعفر هیبتی در دل افتاد و گفت ازان کلام که بروی نازل شده چیزی بخوانید جعفر
اوائل سورهٔ مریم را بخواند نجاشی و هر که با وی بود از اساقفه همه بگریستند و گفتند نجد اسوگند

عذاب میکنند فرمود اصبر یا آل یاسر فان موعدکم الجنة و ابو جهل لعین دشنه در فرج سمیه ام عمار زد و بکشت
و پدر او را نیز کشتند و اول کسیکه در دین اسلام کشته شد ند ایشان بودند رضی الله عنهم اجمعین
و آورده اند که بعضے از قریش نزد یهود رفتند و از حال آنحضرت و علامات نبوت وی پرسیدند یهود گفتند که پرسید او را از سه چیز
اگر جواب داد وی نبی مرسل ست والا مردی مفتون ست بپرسید ازان جوانمردان که در زمان سابق
در طلب خدا برآمدند مراد اصحاب کهف راد اشتند و بپرسید ازان مرد که گشت کره ربع مسکون را یعنی
ذو القرنین و بپرسید از روح که حقیقت آن چیست پس گفت آنحضرت فردا بیائید جواب آنرا بگویم و
و انشاء الله نگفت پس درنگ کرد وحی نازل گشت قول وی سبحانه ولا تقولن لشیء انی فاعل
ذلک غدا الا ان یشاء الله پس نازل گشت قرآن بذکر قصهٔ اصحاب کهف و ذو القرنین پس بخواند
آنحضرت برایشان هر دو قصه را و باز ایستاد از بیان حقیقت روح و اختلاف کرده اند که مراد روح انسانی
است یا جبرئیل یا صفی از ملائکه که تنها صف بسته باشند روز قیامت که در قول وی تعالی یوم یقوم
الروح و الملائکة صفا مراد داشته اند و گفته اند که راجح آنست که مراد روح انسانی است پس بعضی گفته اند
و مشهور میان مردم نیز همین قول شده است که مراد بقول وی سبحانه تعالی الروح من امر ربی آنست
که پروردگار تعالی مستاثر و متفرد است بعلم روح و غیر و تعالی را بمعرفت حقیقت آن راه نیست و حق
آنست که در آیت دلیلی نیست بر آنکه حقتعالی مطلع گردانیده است حبیب خود را صلی الله علیه وسلم
بر ماهیت روح بلکه احتمال دارد که مطلع گردانیده باشد و امر کرد او را که مطلع گرداند این قوم را و بعضی از
علما در علم ساعت نیز مثل این چیزی گفته اند و الله اعلم و اشارت میکند با نیمعنی قول حق سبحانه و
ما اوتیتم من العلم الا قلیلا که خطاب با آن قوم است که سوال کردند یعنی شما قابل آن نیستید که فهم
این حقیقت و مانند آن کنید پس علامات نبوت تا دانا نیستن و جزنا دادن ازان بود نه نادانستن
و نه آگاه بودن ازان و لهذا گفته اند یهود اگر جواب گوید فافهم گفت بندهٔ مسکین حصه الله بنور العلم
و الیقین و چگونه جرات کند مومن عارف که نفی علم بحقیقت روح سید المرسلین و امام العارفین
صلی الله علیه وسلم کند و داده است او را حق سبحانه علم ذات و صفات خود و فتح کرده بروے
فتح مبین از علوم اولین و آخرین روح انسانی چه باشد که در جنب حقیقت جامعه وی قطره ایست
از دریا و ذره از بیضا فافهم و بالله التوفیق **وصل** و چون جور و جفای کفار بر صحابه رسید ابرار

وصل

دشنام کرد این بدبختان را پس چون تمام کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز را دعا کرد بر ایشان و گفت
اللھم علیک بقریش پس از ان بخصوص نیز بر چندی از ایشان که ابو جہل و شقیای دیگر باشند دعا کرد
ہمہ ایشان ہلاک شدند روز بدر و انداخته شدند در چاہ لعنت چنانکه در باب الغزوات بیاید صبر بسیار
کرد آنحضرت و در گذرانید ولیکن چون از حد در گذشت و بی ادبی در نماز کردند و وقت در رسید و از درگاه حکم
یافت رسید انچه رسید نعوذ باللہ من غضب الحلیم صلم حق گرچه موسا باکند ذلیک چون از حد نگذرد در سوا کشد
و سخن کرده اند علما در ین حدیث ارباب فقاہت که چون ثابت ماند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در نماز
با وجود رسیدن نجاست پس بعضے بآن رفتند که عروض نجاست و اصابت آن در اثنای نماز منع نمیکند
صحت آنرا و بعضے گفته اند که شکنبه مایوکل لحمه نجس العین است و آما نودی گفته که آنحضرت ندانست که چه چیز نهاده
شده بر پشت مبارک وی پس مستمر و ثابت ماند در سجود بجهت وجود طہارت سابق که داشت و دلالت میکند
بر ین کلام که پس چرا اعاده نکرد بعد از علم و گفته اند اگر نماز نفل بود و ظاہر ہمین ست اعاده لازم نیست
و اگر فرض بود شاید که اعاده کرده باشند و در ین سخن ست که اگر اعاده کرده بودی نقل کرده شدی و حال
آنکه نقل کرده نشده است و نیز تقریر آنحضرت بر نماز فاسد بعید است واللہ اعلم وصل و همچنان که
آزار ایذای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بانواع اذیت میکردند فقرا صحابه و ضعفا را نیز تعذیب
مینمودند تا باز دارند ایشان را از دین اسلام و میپوشانیدند ایشانرا زره های آہنی و می افگندند
در آفتاب و می انداختند در گردن بلال رسن و میسپردند بدست خردان و میگردانیدند او را در شعاب
مکه بازی میکردند بوی و میکشیدند او را تا آنکه پیدا میشد اثر زخم ریسمان در گردن وی و امیه بن
خلف جمحی که مولای او بود او را ببطحای مکه بردی و در ریگ گرم برہنه بخوابانیدی و سنگ بآفتاب
گرم شده را بر سینه او نهادی و خام میکردند او را در درون پوست میته و می انداختند در آفتاب
و میگفتند بجو بهای و میگفت وی رضی اللہ عنه احد احد پس خوار شد بر بلال نفس وی و فرج
کرد تعجی عذاب را بشیرینی ایمان روزی عذاب میکردند او را ہمچنین و رسیدند ابو بکر بر سر وی و بخریدند
و او را آزاد کرد پس فرمود آنحضرت چرا اشتر یک نگردانیدی مراد خریدن بلال با ابا بکر گفت یا رسول اللہ
در ایمان زمان آزاد کردم و عمار بن یاسر و پدر و مادر او را انواع تعذیب میکردند روزی ایشانرا
در آفتاب گرم انداخته عذاب میکردند که آنحضرت علیه السلام بر ایشان بگذشت و دید که ایشان را

که محمد آورده است اورا حلاوتی وطلاوتی ست که هیچ کلامی دیگر را نیست غایت آنکه کلام اورا تصرفی
وتاثیری در قلوب ونفوس است که جدائی می افگند میان پدر وپسر وبرادر وشوهر وزن ازین جهت
مناسبتی ومشابهتی بسحر دارد اگر بگویند اگرچه فائده نخواهد داشت پس حقتعالی در باب ولید بن
مغیره در قرآن فرستاد که انه فکر وقدر فقتل کیف قدر ثم قتل کیف قدر الآیات وگاهی یکی ازین کافران
میبود که خاک بر سر آنحضرت می افگند وخون بر دری می انداخت دیگری خارها در راه وی می افگند
وسنگ بر بدن مبارک وی میزد رباعی سیمین بدنی کش زنگل آزار شود * وز سایه سنبلش خرش
افگار شود * بنگر چه رسد بدلش از غم که رهش * از دست ستمگران پر از خار شود * ولی پیغمبر وند
گردن شریف اورا در حالی که آنحضرت در سجده میبود تا نزدیک بود که چشمهای او بیرون افتد وخنقه
کرده یکی اورا خنقه سخت پس بایستاد ابوبکر ودر میان افتاد وبر راند پس کشیدند سر مبارکش ابوبکر را
تا افتاد اکثر موهای او وبشکستند سر اورا ودر روایتی آمده که چندان نعلین بر سر وروی او زدند که
بیهوش افتاد ومیگفت ابوبکر اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله وقد جاءکم بالبینات من ربکم
واین قول مومن آل فرعون ست که میگفت فرعونیان را در حق موسی علیه السلام ودر صحیح البخاری
از ابن عمر می آرد که گفت در اثنای آنکه ایستاده ایم ما با رسول خدا در صحن کعبه ناگاه روی آورد عقبه
بن ابی معیط بضم میم وفتح عین مهمله وسکون تحتانیه وطاء مهمله در آخر لعنة الله علیه پس پیچید وجامه خود را
در گردن مبارک آنحضرت وکشید وخنقه کرد آن را خنقه کردن سخت پس آمد ابوبکر وگرفت دوش آن
مدبوش را ودفع کرد اورا از آنحضرت وگفت اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله وگفته اند علی که ابوبکر
افضل ست از مومن آل فرعون زیرا که وی اقتصار کرد بنصرت لسانی وابوبکر انتصار کرد بزبان و
دست وقول وفعل میگویند که امیر المومنین علی قلیل میباشد در ینباب با شجعیت ابوبکر رضی الله وقصه
غریب در ینباب آنست که در صحیح بخاری می آرد که بود آنحضرت که نماز میکرد روزی نزد کعبه قریش
در مجلس خود بودند ناگاه گفت یکی از ایشان بنگرید بسوی این مرائی گفت کدام یکی از شما باشد که
برود وبر شتری کنوج کرده شده است در فلان قبیله وبیارد شکنبه راو بنهاد آنرا در میان دوشانه
آنحضرت صلی الله علیه وسلم پس ثابت ماند آنحضرت وسر بر نداشت از سجده وایشان میخندیدند چنانکه
بر بالای یکدیگر می افتادند تا آمد فاطمه زهره رضی الله عنها ودر انداخت آن شکنبه را از پشت شریف

که هر که مسلمان شود از ایشان عذاب کنند و در فتنه اندازند او را از دین وی و منع کرد حقتعالے
ایشان را از رسول خود بعم وی ابی طالب و بنی هاشم غیر ابولهب و بنو المطلب نیز همه بحکم عصبیت
و قرابت طینتی در ربقهٔ حمایت و رعایت آنحضرت در آمدند و بودند آنحضرت روزی نزد ابی طالب
و دعوت میکرد او را با سلام پس مجتمع شدند قریش و آمدند بر ابو طالب قاصد ایذا و آزار پیغمبر خدا صلی الله
علیه وسلم تا بسپارد آنحضرت را بایشان گفت ابو طالب اگر میل کنند ناقهٔ بغیر بچهٔ خود می سپارم او را
بشما و ابیاتی چند در خطاب آنحضرت که مضمون آن اینست که بخدا سوگند که هرگز نمیتوانند رسید ایشان
بسوی تو آواز کرد پس اظهار کن امر خود را نیست بر تو ترس و تنگی و شاد باش و خنک باد ترا چشم تو
و دعوت کردی مرا و گفتی که تو ناصح و خیر خواه منی و بتحقیق راست گفتی و هستی تو در اینجا این دین را اظهار کردی
دینی را که البته دینی ست از بهترین ادیان خلق اگر نمی بود ملاحظهٔ ملازمت مردم و ترس دشنام
ایشان هر آئینه می یافتی مرا کشاده دل و قبول کننده مر این دین را و بود آنحضرت صلی الله علیه وسلم
که طواف میکرد بر مردم و میگشت گرد ایشان و دعوت میکرد و میگفت ای مردمان خدای تعالی
امر میکند شما را که عبادت کنید او را و شریک نگردانید بوی چیزی را و ابولهب در پس آنحضرت می گفت
ای مردمان این امر میکند شما را که ترک کنید دین پدران خود را نزدیک وی بیائید و بغضے از کفار در پیش
آنحضرت را ساحر میگفتند و بعضی شاعر و بعضی منسوب بکهانت میدانستند و بعضی مجنون میگفتند
آورده اند که قریش میان خود اتفاق کردند که چون موسم حج می در آید قبائل عرب از اکناف و اطراف
خواهند آمد چون آوازهٔ این مرد شنیده اند لاجرم پیش وی خواهند رفت و سخن وی خواهند شنید
و بوی بگروند شما را اقرار باید کرد که او را منسوب بمنقصتی و مذمتی گردانید تا دلهای مردم از وے
مصروف گردد و بوی رغبت نکنند گفتند میگوئیم که وی کاهن است ولید بن مغیره که اعقل و اسن ایشان
بود گفت که ما کاهنان را بسیار دیده ایم کلام وی نه زمزمه و سجع کاهنان نسبتی ندارد قبائل عرب کنیج
نیابند شما در وغگو برآئید گفتند میگوئیم که وی مجنون است گفت ما میدانیم که وی بوسوسهٔ جنون
نمیماند گفتند میگوئیم شاعر است گفت ما شاعر را خوب میدانیم و اقسام او را نیکو می شناسیم
کلام او با شاعر نمیماند گفتند پس بگوئیم که وی ساحر بهت گفت سحر با وی هیچ مناسبتی ندارد از اظهار
و لطافت که حال اوست با سحر که ارباب آن پلید و نجس باشند مناسبتی ندارد ولید گفت کلامے

وزید بن ارقم و همین ست قول ابن شهاب و قتاده و غیر هم و بعضے گفته اند اول من اسلم ورقه بن
نوفل است و گفته است شیخ ابن الصلاح که اورع و احوط آنست که گفته شود که از رجال احرار ابو بکر
هست و از صبیان و احداث علی و از نساء خدیجه و از موالی زید بن حارثه و از عبید بلال رضی الله
عنهم و الله اعلم و ابن عبد البر او عا کرده است اتفاق بر انکه اول من اسلم علی ست و لیکن خرد بود
پنهان داشت اسلام را از خوف ابی طالب و ابو بکر اسلام آورد و اظهار کرد اسلام خود را و الیه
میکند این را انچه روایت کرده است حسن از علی رضی الله عنهما که گفت سبقت کردم را ابو بکر بچهار چیز
که من نیافتم آنرا سبقت کرد مرا بافشاء اسلام و قدم هجرت و مصاحبت در غار و اقامت صلوة و اظهار
آن و من در شعب بودم اخفا میکردم آنرا بعد ازان اسلام آورد از بن حارثه و عثمان بن عفان و زبیر
بن العوام و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و طلحه بن عبید الله بدعوت ابی بکر صدیق
مر ایشانرا باسلام بعد ازان اسلام آورد ابو عبیده عامر بن عبد الله بن الجراح و ابو سلمه بن عبد الله بن عبد الاسد بعد ازینکه
دار قم مخزومی و عثمان بن مظعون و عبد الله بن مسعود و سعید بن زید و فاطمه بنت الخطاب و ابن سعد
گفته اول زنیکه ایمان آورد بعد خدیجه ام الفضل زوجه عباس و اسماء بنت ابی بکر رضی الله عنهن
و عنهم اجمعین **وصل** تا سه سال حال برین منوال بود و مامور بود آنحضرت صلی الله علیه وسلم
باخفاء این امر و صبر بران پس آنحضرت بخفیه دعوت میکرد تا نازل شد این آیت کریمه فاصدع
بما تومر و اعرض عن المشرکین است یعنی اظهار کن انچه امر کرده شدی بدان و آشکارا کن
دعوت را و بگردان روی خود را از مشرکان مجاهد گفت مراد جهر بقرآن ست و اصل صدع مبانیت
و تمیز ست و مراد اظهار حجت و فرق میان حق و باطل است پس آنحضرت کمر باجتهاد در امر دعوت
محکم بربست و قریش با آنحضرت متعرض نمیشدند تا انکه آنحضرت متعرض شد آلهه ایشان را و حکم
کرد که بتان و عبادت کنندگان ایشان در نار خواهند بود پس متوحش شدند و ایستادند در مقام
آزار و اضرار آنحضرت و اتفاق کردند بر مخالفت و عداوت وی صلی الله علیه وسلم مگر کسیکه در کار
وی میشد حفظ عصمت الهی و توفیق می یافت باسلام و این در سال چهارم بود پس حمایت کرد
او را عم وی ابو طالب و منع کرد قریش را از ایذای وی و حاجز ایستاد میان وی و ایشان پس
سخت شد کار او و در یکدیگر افتادند قوم و ظاهر کردند عداوت میان خود و اتفاق کردند قریش

گفته که حلیمه گفته که وحی کرده میشد پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم بر چهل و شش نوع و ذکر کرده آنرا و در فتح الباری گفته که غالب آن باعتبار اختلاف احوال حامل وحی است و مجموع داخل ست در آنچه ذکر کرده شد والله اعلم و بعضی از علما گفته اند که فرود آمد جبرئیل علیه السلام بر محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم بیست و چهار هزار بار و بر آدم علیه السلام دوازده بار و بر ادریس چهار بار و بر نوح پنجاه بار و بر ابراهیم چهل و دو بار و بر موسی چهار صد بار و بر عیسی ده بار صلوات الله و سلامه علی نبینا و علیهم اجمعین هکذا نقل صاحب المواهب والله اعلم و گفته اند اول چیزی که واجب شد از عبادات بعد از ایمان و توحید دو رکعت نماز بود که تعلیم کرد جبرئیل آنحضرت را و بگذارد با وی و مقاتل گفته است که نماز اول فرض وی دو رکعت بود در غداة و دو رکعت در عشا بحکم قول حق تعالی وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار و در فتح الباری گفته که بود آنحضرت که نماز میگذارد پیش از قضیه اسرا همچنین اصحاب وی ولیکن اختلاف کرده شده است که آیا پیش از صلوات خمس فرض بود از صلوة چیزی پس بعضے گفته اند که فرض بود نماز پیش از طلوع آفتاب و پیش از غروب وی و حجت برین قول حق تعالی است وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبها انتهی و نزد وی گفته اول آنچه واجب شد بر آنحضرت انذار و دعوت بتوحید پس ازان فرض کرد حق تعالی قیام لیل را چنانکه در اول سورهٔ مزمل مذکورست پس نسخ کرد آنرا در آخر این سوره پس نسخ کرد همه را بایجاب صلوات خمس لیلة الاسرا و صحیح اختلاف کرده اند در اول کسیکه ایمان آورد بر رسول خدا و تصدیق کرد او را کیست جمهور بر انند اول من اسلم علی الاطلاق ام المومنین خدیجه است که چون آمد آنحضرت صلی الله علیه وسلم از حرا و خبر داد او را از نزول وحی ایمان آورد و تصدیق کرد و استدلال کرد بر صدق وی و اتباع نمود و بعد از وی اول و اسبق ابو بکر صدیق ست و برین است ابن عباس و حسان بن ثابت و اسماء بنت ابی بکر و نخعی و غیرهم و از تابعین و جماعه از صحابه و تابعین و غیر ایشان از علماء و بعضی گفته اند که اول ایمان آورد علی بن ابی طالب که در کنار تربیت آنحضرت بود و وی کرم الله وجهه در ان اوان صبی بود چه نرسیده بود بحد بلوغ و لهذا فرموده است سبقتکم الی الاسلام طرا صبیا ما بلغت اوان حلمی و عمر شریف وی در آنزمان ده ساله بود چنانکه حکایت کرده است طبری و ابو عمر و بن عبد البر گفته است که ازان کسانی که رفته اند بآنکه علی اول من اسلم است سلمان و ابو ذر و مقداد و خباب و جابر و ابو سعید خدری

چهل

پس گران شد ران زید تا نزدیک بود که بشکند و روایت کرده است طبرانی از زید بن ثابت گفت می
من وحی برای رسول خدا صلی الله علیه وسلم و بود چون نزول میکرد بروی وحی میگرفت او را شد
سختی میریخت عرق سخت مثل دانهای از نقره و بودم روزی و آنحضرت خفته بود بر ران من پس گران
می افتاد بر من تا نزدیک بود که بشکند پای من و چنان شد که گفتم راه نمی توانم رفت برای خود هم
و چون نازل شد بروی سورهٔ مائده نزدیک بود که بشکند باز وی ناقهٔ وی صلی الله علیه وسلم و تقل
در مطلق وحی نیز آمده که چون نزول میکرد بروی وحی کرب میکشید بجهت آن و تغییر مییافت رنگ رو
تا بان او مانند رنگ خاکستر و فرو می افتاد سر مبارک وی و اصحاب را نیز سرهای نگون می افتا
و چون کشاده میشد بر میداشت سر را و محققان گفته اند که در افاضه مناسبت شرط است پس گاه
ملکیت جبرئیل بر آنحضرت غلبه میکرد و او را از خود میربود و بعالم خود میبرد گاهی بشریت آنحضرت بر
غالب می آمد و او را بصورت بشر میساخت و این در صورت وعد و بشارت میبود و اول در صور
و عید و نذارت خامس آنچنان بود که میدید گاهی فرشته را بر صورت اصلی او که مرا و را سیصد باز و
پس وحی میرسانید آنچه خدا میخواست چنانکه در سورهٔ النجم مذکور ست و گفته اند که این دو بار بود و
سادس آنچه وحی کرد الله تعالی بروی در حالی که فوق سموات بود و وحی کرده شد بروی صلوا
خمس و جز آن سابع کلام کردن حضرت رب العزت جل جلاله و بی واسطت ملک چنانکه تکلم کرد
علیه السلام ثامن کلام کردن حق سبحانه با وی آشکارا بی حجاب و ظاهر آنست که وحی فوق
ازین قبیل است و صاحب مواهب گفته که این بر مذهب کسی است که گوید دید آنحضرت پرور
خود را در شب معراج و این مسئله خلافیه است و الله اعلم گاهی دید آنحضرت پروردگار تعالی را
در منام و تکلم کرد با وی چنانکه آمده است که دید پروردگار تعالی را در احسن صورت پس نه
هر دو دست خود را بر هر دو کتف من و یافتم برد انامل او را در سینه و پر سید از من فیم یختصم الم
الاعلی الحدیث بطوله و اجتهاد آنحضرت را که حاصل میشد علم بدان و صائب بود نیز از وا
وحی داشته اند و صاحب مواهب میگوید که اتفاق کرده اند بر ان که چون اجتهاد میکرد آنحضرت
میکرد قطعا معصوم بود از خطا بخلاف اجتهاد امته و مشهور در کتب اصول آنست که مقرر
نمیشد بر خطا تنبیه کرده میشد بر ان چنانکه در قصهٔ اساری بدر مذکور ست و صاحب مواهب

خوش روی در غایت حسن و جمال گویند که چون دحیه بتجارت می برآمد زنان محمل نشین نظاره وی کردند
او را در تحقیق تمثل جبرئیل علیه السلام بصورت دحیه کلام است اهل ناظر اشکال می آرند که چون
تمثل میکرد جبرئیل در صورت دحیه روح جبرئیل کجا می بود اگر در خبر شریف میبود که مرا نزد سیصد
جا هست که صورت اصلی است پس آنچه می آمد نزد آنحضرت صلی الله علیه وسلم روح جبرئیل نبود
و جسد او و اگر درین جسد میبود که در صورت دحیه است و از جسد اصلی مفارقت کرده درین جسد
می آمد پس آیا می مرد جبرئیل با انتقال روح از جسد یا خالی میماند آن جسد از روح منتقله و بی روح
نیز نیست و در مواهب لدنیه از عینی که شارح بخاری است حنفی المذهب گفت دور نیست که نباشد
انتقال روح موجب موت پس باقیماند جسد و نقصان نپذیرد از مفارقت وی چیزی و انتقال
مع بجسد ثانی هیچ انتقال روح شهدا باشد با جواف طیور خصوصیت اجساد بمفارقت ارواح امری
واجب نیست عقلاً بلکه بعادتی است که جاری گردانیده است حق تعالی در بنی آدم ولازم نیست که در
غیر بنی آدم نیز همچنین باشد بلکه در بنی آدم نیز جائز است عقلاً و داخل است در قدرت حق سبحانه
این کلام ظاهری است که بعضی علما گفته اند و نزد اهل تحقیق کیفیت تمثل بصورت دحیه آنست که صورت
علمیه از دحیه در ذهن جبرئیل بسبب قدرت کامله و ارادت شامله که دارد افاضهٔ وجود خود بران صورت
علمیه بصفاتی که مراد است نموده خود را بصورت دحیه نموده و آن صورت علمیه متلبس بآن صفات
موجود گردانید و جبرئیل در مقام خود ثابت و کائن ست بذات و صفات ملکی که دارد و دحیه در جائی خود
هست بصورت که داشت و باینصورت تمثل نه عین جبرئیل است زیرا که جبرئیل حقیقتی دیگر دارد صورتی
دیگر و نه غیر او ست زیرا که همه ذات و صفات جبرئیل ست که باینصورت برآمده و متمثل گشته چنانکه
اهل توحید در ظهور حق سبحانه و تمثل وی بصورت عالم میگویند و بهمین طریق است تمثل روحانیات
بصورت جسمانیات و تمثل حق بصورت بشر و تمثل بعضی کمل اولیا بصور متعدده فاعلم و گاهی در غیر
صورت دحیه نیز می آمد چنانکه در حدیث جبرئیل در بیان اسلام و ایمان و احسان آمده و رابع آنکه می آمد
مثل طبلعبة الجرس یعنی آواز دهای مفهوم نمیشود از ان کلمات و معانی مر غیر آنحضرت را و بود این
وحی سخت ترین انواع آن بر آنحضرت تا آنکه میرخیت جبین مبارک وی عرق میرود در سخت وگاهی می
زمین شتر وی که سوار می بود بران و تحقیق وحی آمد بسیاری همچنین آنحضرت را بران زید بن ثابت

یا محمد پس گفت استعید بالله من الشیطان الرجیم و گفت بگو بسم الله الرحمن الرحیم بعد ازان گفت اقرا باسم ربک الذی خلق کذا ذکر صاحب المواهب اللدنیه و دیگر بدانکه علما ذکر نکرده اند که فتور وحی تبعه ازچندگاه شد و لیکن گفته اند که مدت فتور سه سال بود جزم کرده است باین ابن اسحاق در مواهب لدنیه گفته که امام احمد در تاریخ از شعبی آورده که گفت فرود فرستاده شد بر آنحضرت نبوت و حال آنکه وی ابن اربعین وسنه بود پس قرین شد نبوت او با سرافیل سه سال و تعلیم میکرد او را کلمه و چیزی نازل نمی شد قرآن بر زبان وی و چون سه سال گذشت قرین شد نبوت او بجبرئیل پس نازل شد بر وی قرآن بیست سال انتهی و در روضة الاحباب گفته که جبرئیل دران ایام به پیغمبر نمیبود و دیرا تسکین میداد فاما قرآن بر و نمیخواند و آنحضرت از فترت وحی اندوهناک بود و بمرتبه که چند نوبت قصد کرد که خود را از قله کوه بیندازد هر نوبت جبرئیل بر وی ظاهر میشد و می گفت یا محمد انک رسول الله حقا و میگفت من دوست و برادر توام و آمده است که آنحضرت در آمدت جبرئیل را در میان آسمان و زمین بر کرسی نشسته دید و از انجا نیز خوفی و هراسی راه یافت و بخانه آمد و فرمود زملونی چنانکه بار اول در قصه غار حرا گفته بود پس حق تعالی وحی فرستاد یا ایها المدثر قم فانذر آنگاه وحی متتابع و متوالی شد و بعضے گفته اند که نبوت آنحضرت متقدم است بر رسالت و وی صلی الله علیه وسلم و بر مذهب محدثین در نبوت تبلیغ و انذار شرط نیست و نزول وحی برای تکمیل نفس کافی است چنانکه سورهٔ اقرا برای تعلیم و تکمیل وی نازل شد و آن نبوت است بعد ازان نازل شد سورهٔ یا ایها المدثر برای تبلیغ و انذار و این رسالت است **وصل** بدانکه علمای ارام رتب جدیده ذکر کرده اند اول رویا صالحه چنانکه در حدیث

وصل

عایشه آمده رضی الله عنها که اول ما بدی به رسول الله صلی الله علیه وسلم الرویا الصالحة و فی روایة ایضا و کان لا یری رویا الا جاءت مثل فلق الصبح و در کتب واقع شده که آن در ششماه بود و در نبوت اینمدت سخن ست والله اعلم ثانی آنچنان بود که القا میکرد آنرا جبرئیل در قلب شریف نبوی علیه السلام بی آنکه به بیند آنحضرت او را چنانکه فرمود که روح قدس دمید در دل من که هرگز نمیرد هیچ نفسی تا بیگاه و تمام نگیرد رزق خود را و استیفا نکند آنرا الحدیث روایت کرده است این حدیث را حاکم و صحیح کرده آنرا ثالث آنکه متمثل میکرد جبرئیل آنحضرت را بصورت مردی و خطاب میکرد او را تا او میگرفت بانچه میفرمود اکثر در صورت دحیه کلبی رضی الله عنه می آمد که صحابی بود از قبیله بنی کلب

وقول آنحضرت خشیت علی نفسی اشارت بمثل اینحال خواہد بود و نیز یعنی حمل باید کرد یا چون ثقل بار نبوت
و صعوبت ادای این امانت تصور کرد بشست طاقت او راشکست و ترسید بر نفس خود که در زیر این
بار ہلاک گردد از نہیبت فرمود خشیت علی نفسی و آنکه گفته اند که این خشیت پیش ازان بود که حاصل
گردد مر آنحضرت را علم بآنکه آمده است او را جبرئیل از پیش خدا نه جن و شیطان و شناق بود بر آنحضرت
که او را مجنون گویند و کاہن خوانند نظر بسیاق قصه که ذکر کرده اند نا درست است چه این خوف و
ہول بعد از نزول جبرئیل و ورود وحی و حصول علم بنبوت است و بعد از مشاہدهٔ آیات و انوار
و اسرار است چنانکه معلوم شد و اگر در ابتدای حال پیش ازین وقت نزد ظهور یعنی آیات که احتمال اشتباه
داشته باشد اثبات کنند درست آید اما سیاق قصه چنانکه در حدیث بخاری و غیره واقع شده است
درست نیاید و بردل خدیجه رضی الله عنها آنحضرت را نزد ورقه نه برای رفع شک و ریب و تحصیل
اصل علم و یقین بود بلکه برای مزید ایقان و تبیان و وضوح حجت و ظهور محبت که حکم نور علی نور دارد
و اگر آنرا نظر بحال خدیجه دارند روبه صحت دارد چه او باستدلال بوجود صفات کمال که منافی طرد
و خذلان و ضلال است علم نظری حاصل کرد که طریان وہم و احتمال غیر نیز شاہد و خلی داشته
اما اثبات احتمال و اشتباه بنسبت بحال آنحضرت صلی الله علیه وسلم فحاشا و کلا چنانچه تقریر کردیم
و اگر آنحضرت را بگفتند ورقه و تسلیه و ضوحی و عیانی حاصل شد آنچنان خواہد بود که گاہی بعد از ظهور
بعضی معجزات میفرمود اشہد انی رسول الله برای آنکه در اذہان مردم در آید و موجب تہیای برای تصدیق
و ایمان گردد و نیکو باید فہمید این معنی را و تحصیل کرد این مطلب را و نیکو باید بسیار بود در نیقام و نظر با بهام
عبارت قوم از راه نباید رفت و التائید و الهدایة من الله الملک العلام و بدانچه مذکور شد معلوم گشت
که اول ما نزل من القرآن سوره اقرا باسم ربک است تا علم الانسان ما لم یعلم و امام محی الدین نووی
گفته که همین صواب است که بران جماہیر از سلف و خلف اند اما آنچه در روایت جابر آمده که اول ما نزل
یا ایها المدثر است نووی گفته که این سخن ضعیف است بلکه باطل و نیست و نزول یا ایها المدثر بعد قرات
وحی چنانکه نیاید و اما آنچه در حدیث آمده که اول ما نزل فاتحه است چنانکه قول بعضی مفسرین ست بیهقی گفته
که این حدیث محفوظ نیست و اگر باشد احتمال دارد که خبر از نزول وحی باشد بعد از اقرا و یا ایها المدثر و
بعضی گفته اند که اول ما نزل آیت استعذ بالله من الشیطان الرجیم است که گفت جبرئیل استعاذه کن

حدیث بخاری چنانکه در مواهب لدنیه آورده و در روضة الاحباب نیز آورده دران ست که آمدن
آنحضرت ترسان و لرزان و گفتن وی بخدیجه که من ترسیدم بر نفس خود و تسلیه خدیجه مر آنحضرت را باثبات
صفات حمیده و کمالات رفیعه که صاحب آن از بلیه و خذلان محفوظ میباشد و بردن خدیجه آنحضرت
نزد ورقه و استکشاف حال از وی بعد از ظهور نبوت و نزول جبرئیل و ورود وحی در غار حرا و حصول
علم و معرفت است به نبوت مر آنحضرت را خواه بخلق علم ضروری در آنحضرت بآنکه جبرئیل ملک است
نازل از نزد خدا نه جن و شیطان چنانکه حق تعالی خلق میکند در جبرئیل علم ضروری بآنکه تکلم با وی
خدای و مرسل وی پروردگار است تعالی شانه نه غیر او چنانچه اکثر برانند و خواه بنظر و استدلال از ظهور
معجزات بر دست جبرئیل مفید علم چنانکه ظاهر کرد وی سبحانه معجزات بر دست محمد که شناختیم باید دان
صدق او را چنانکه بعضے گفته اند و آمده است که آنحضرت بعد از دخول حرا پیش از ان آواز را همی شنید
که از هر جانب می آمد یا محمد یا رسول الله و هیچکس را نمی دید و در روایتی آمده است که پیش از
نزول وحی یازده سال آواز می شنید و کسی را نمیدید و هفت سال روشنائی میدید و بآن
شاد می بود خواه مرا در روشنائی محسوس باشد یا نور علم و یقین که دل را شاد و فراخ و منشرح
میساخت و از هر سنگ و گیاه سلام می شنید و در جامع الاصول و کتاب الوفا آورده که در
ابتدای نبوت سه سال اسرافیل ملازم حضرت بود بعد ازان جبرئیل فرود آمد و وحی آورد و
صاحب سفر السعادة گفته که از هفت سالگی باز حضرت عزت اسرافیل را فرمان داد که بملازمت
وی قیام نماید پس اسرافیل همیشه قرین وی می بود تا سال یازدهم تمام گردید هیچ سخن نمیگفت
مگر یک کلمه و دو کلمه و همچنین در میکائیل نیز گفته آنگاه جبرئیل را فرمان شد تا ملازمت وی نماید
بیست و نه سال بطریق مرافقت و متانت ملازم وی می بود لیکن بروی اظهار نمیشد و وحی نمیگذارد
و گذردن وحی کار اوست با وجود ظهور آن انوار و بزرگی این اسرار تردد و الهام و اشتباه و ابهام
را مجال احتمال باشد پس نبود این رجف فواد و ترس و هول از آنحضرت صلی الله علیه وسلم مگر
از غایت هیبت و جلال در تعب آنقام که طاقت بشریت از غلبه سطوت آن بتاب گشت و
واگرنه آن بودی که بتدریج ظهور آیات و علامات و انوار و مستعد استقاضه آن انوار ساختند و
مانوس و مالوف بآنعالم گردانیدند می مشکل که نظام کارخانه وجود بحال خود ماندی و باضمحلال نابجا میدی

وخبر داد از حال خود پس گفت ورقه این ناموس ست که بر موسی نازل میشد بشارت باد ترا ای محمد
که تو رسول خدائی گواهی میدهم که تو آن پیغمبری که عیسی بشارت داد که رسولی بعد از من مبعوث خواهد شد
که نام او احمد است وزود باشد که مامور شوی بجهاد و قتال با کفار ای کاش من در آنروز زنده بودمی و جوان
و توانا بودمی که بیرون آرند ترا قوم تو از اینجا فرمود آنحضرت آیا بیرون کنندهٔ اند مرا ایشان گفت ورقه آری
نیاورد هیچ مردی هرگز مثل آنچه آوردهٔ تو مگر آنکه دشمن داشته شد و ایذا کرده شد یعنی سنت الهی بر آن جاریست
که کافران همیشه دشمن پیغمبران میباشند هیچ پیغمبری نیامد مگر آنکه دشمن داشتند او را کافران اگر دریافتمی
زور تو یاری دهم ترا یاری دادنی قوی پس دیر نشد که ورقه وفات یافت و زمان ظهور دعوت
در نیافت و وی از ایمان آرندگان و تصدیق کنندگان بآنحضرت ست و زمان نبوت را در نیافت
و خود جماعه بوده اند که پیش از وجود و ظهور صورت عنصری آنحضرت ایمان بوی صلی الله علیه وسلم
آورده مثل حبیب نجار وغیره بلکه خصوصیت باشخاص چیست تمامه رسل و انبیا و امم ایشان بآنحضرت
ایمان آورده اند آنکه ورقه را صحابی توان گفت ظاهر تعریف صحابی که کرده اند من رای النبی مومنا
بصادق است بروی و ظهور دعوت دران شرط نکرده اند ولیکن در مشکات حدیثی آورده که خدیجه
پرسید از حضرت حال ورقه را بعد از وفات وی فرمود آنحضرت دیده ام من او را در خواب که بروی
جامهای سفید است و این علامت ایمانست و در اینجا توقفی واقع میشود که چون وی متقین مومن شد
احتیاج باستدلال و علامت بایمان چیست مگر آنکه برای تاکید و تقریر باشد و در روضة الاحباب
حدیثی آورده که دیدم قس را در جنت که بروی جامهای سبز است زیرا که وی ایمان آورد بمن و تصدیق
کرد مرا و بقیس ورقه است و قس و قیس دانشمند نصاری و رئیس ایشان را گویند در دین و علم و در
مواهب لدنیه گفته که بقول بعضی اول من اسلم اوست و ابن منده او را در صحابه ذکر کرده است
و در قصه بردن خدیجه آنحضرت را نزد ورقه و پرسیدن کیفیت حال اشارت ست که مشاورت و
استفسار و استکشاف در وقت حیرت و اشتباه از علما و اهل بصائر لازم ست تا راهی بمقصود
نمایند و از اینجاست تمسک صوفیه و طالبان و سالکان طریق در عرض معاملات و وقایع خود
بمشایخ تا کشف کنند حقیقت حال را چنانچه معارف و معهود است میان این قوم کذا ذکر
بعض العلماء الصوفیة تنبیه اشکالی و اشتباهی که درین مقام عارض میشود آنست که سوق

خصوصاً در امثال این فعل سهل و داخل بود از تعلیم قولی پس آنحضرت نیز وضو کرد پس جبرئیل
و یک کف آب برداشت و بر روی مبارک آنحضرت افشاند و پیش رفت و دو رکعت نماز گذارد و آنحضرت بوی
مقتدی شد آنگاه جبرئیل گفت که وضو کردن و نماز گذاردن همچنین ست و با بنکلام تعلیم قولی نیز واقع شده
پستر عروج کرد جبرئیل بر آسمان و رجوع کرد آنحضرت بمکه در حالی که میگذارد بحجره و بدر و شجر مگر آنکه میگوید السلام
علیک یا رسول الله پس آنحضرت باز گشت و حال آنکه می لرزد قلب شریف وی و بواد روی و بواد گوشت
پارها که میان دوش و گردن میباشد و آن در وقت ترس و هول می لرزد چنانکه از گاو نر ذبح مشابه
می افتد و بر خدیجه در آمد و گفت زملونی زملونی بپوشانید مرا بپوشانید مرا پس بپوشانیدند او را و او
اندوخت بر بدن مبارک او تا وقتیکه ترسش زایل گردید و بخدیجه حال خود را فرمود و خدیجه حال خود را فرمود
ترسیدم من بر نفس خود تا در بلیه نیفتم و گفت خدیجه اندوه مخور و شاد باش که خدا تعالی ترا در بلیه
نیفگند و مخزی و مخزول نگرداند و مترس خدا تعالی نمی کند تو مگر نیکی را بدرستیکه تو صله رحم بجای
می آری و بار عیال میکشی کسب میکنی و مهمانداری می کنی و یاری میدهی مردم را در نوائب حادثات
حق نه باطل و جای میدهی یتیم را و راست میگوئی و امانت میگذاری و دستگیری میکنی درماندگان را
و نکوئی کننده با فقیران و غریبان و نیک خوئی میکنی با خلق و در روایتی آمده که تو خوبروئی و خوش خاله
و خوش آزاری و خوب کردار و خوش گفتار و عالی همتی یعنی هر که این صفات و این احوال دارد
هرگز در بدی نیفتد و روی ویرانی نه بیند پس تسلی داد خدیجه رضی الله عنها آنحضرت را با نیمقدمات
و این دلالت دارد بر کمال فراست و معرفت خدیجه بحقائق امور و صدق احوال و در روایت دیگر آمده
که آمد بر خدیجه و خبر داد او را از حال خود و بیهوش گشت خدیجه از غایت فرح پس برد خدیجه آنحضرت را
بهر تائید و تقویت حال بسوی ورقه بن نوفل که این عم خدیجه بود و وی مردی بود که از دین عیسوی
در سوم جاهلیت بر آمده بود و علم انجیل نیکو میدانست و می نوشت
از انجیل بزبان عربی شیوا و بیان عبرانی را نیز میدانست او بود شیخ کبیر اعمی پس گفت خدیجه ای
ابن عم من بشنو از برادرزاده خود که چه میگوید خدیجه آنحضرت را برادرزاده ورقه خواند این عرف
عرب ست یکدیگر برابر او و برادر و برادرزاده خوانند و خطاب کنند و میگویند که این ورقه بن
عبد الله بود والد شریف آنحضرت پس گفت ورقه چه بینی تو یا محمد پس فرمود آنحضرت آنچه میدید

که من جبرئیلم و خدا مرا بتو فرستاده است و تو رسول خدائی برین امته برجن و انس دعوت کن بقبول لا اله الا الله و گفت بخوان یا محمد آنحضرت فرمود من خواندہ نیستم و خواندن ندانم یعنی اسیم که خواندن و نوشتن نیاموخته ام پس در برگرفت جبرئیل مرا و بفشرد مرا چندانکه طاقت من باوی بود لفظ حدیث متحمل هر دو معنی ست و ظاهر در معنی اولست و بهمین تصریح کرده اند شراح پس بگذاشت جبرئیل آنحضرت را و باز گفت بخوان گفت من خواندہ نیم باز در برگرفت و بفشرد و چندانکه بطاقت رسیدم پس بگذاشت و گفت بخوان گفتم من خواندہ نیم سیوم بار بگرفت و بفشرد و گفت اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرا و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم و در روایتی آمده که فرمود جبرئیل علیه السلام یا محمد استعاذه کن از شر شیطان فرمود آنحضرت استعیذ بالله من الشیطان الرجیم و گفت بگو بسم الله الرحمن الرحیم پس تر گفت اقرا باسم ربک الذی خلق الخ یعنی تو بحول و قوت خود منگر تا ئید و تقویت ما که پروردگار و معلم توایم بهین و این در برگرفتن بفشردن تصرفی بود از جبرئیل علیه السلام در وجود شریف آنحضرت با و خال انوار ملکوت تا منتهی بقبول وحی و خالی از شغل بماسوای آن گردد و نیز اشارت است بثقل این قول که القا کرده میشود بروی چنانکه آمده است انا سنلقی علیک قولا ثقیلا و اشارتست بآنکه از قبیل تخییل و وسواس نیست چه تخییل و وسواس را تاثیر و تصرف در جسم نمی باشد و تکرار از برای تاکید و تقریر و مبالغه است کذا قیل و در اینجا سخن ست در قول آنحضرت که فرمود ما انا بقاری که خواندن امی کلامی را بتعلیم و تلقین غیر چه بعید دارد و با وجود آن فصاحت و بلاغت که آنحضرت داشت دامیت که منافات دارد بکتابت و خواندن از روی مکتوب دارد این مگر از دهشت و هیبت آن مقام بوده باشد اما شراح حدیث حمل بر امیت کرده اند و در روایتی آمده است که چون جبرئیل گفت اقراء یا محمد آن سرور فرمود چه خوانم که هرگز نخوانده ام پس جبرئیل نامه از حریر بهشت که بدر و یاقوت منسوج بود بیرون آورد و گفت بخوان فرمود من خواندہ نیستم و درین نامه خود چیزی نوشته نمی بینیم پس جبرئیل او را بخود ضم کرد و بفشرد و الی آخر الکلام و این معنی مناسب ست بامیت بعد ازان جبرئیل پای بر زمین زد و چشمه آب پیدا آمد پس وضو ساخت مشتمل بر مضمضه و استنشاق دوی و دست و پا بهای هر یکی را سه بار شست و مسح سر یکبار کرد و باین فعل آنحضرت را تعلیم فضو کرد و غالبا تعلیم بفعلی

پس نامه از حریر بهشت که بدر و یاقوت منسوج بود بیرون آورد و منشی سر فلسعادت ۱۲

وقول وی سبحانه انا انزلناه فی لیلة القدر گمان برند به بدو وحی در رمضان چه اول چیزی که اکرام
کرد حق جل وعلا آنحضرت را صلی الله علیه وسلم به نبوت وی نزول قرآن ست وچون فرمود نزول قرآن
در رمضان ست ثابت گردد که ابتدای وحی در رمضان باشد واکثر مفسران برآنند که مراد باین نزول
قرآن ست در لوح محفوظ با آسمان دنیا چه مروی ست که قرآن بیکبار جمله در رمضان در شب قدر از
لوح محفوظ با آسمان دنیا فرود آمده واز آنجا بحسب مصالح ووقائع بدفعات ونجوم در بیست وسه سال نازل
شده ونزول قرآن بحسب وقائع غیر ترتیب اوست در لوح محفوظ که الان در مصاحف بران ترتیب ست
برمثال کتاب فقه مثلا که مسائل دران مذکور است به ترتیب خاص ومردم از آنجا مسائل می برآرند
مقدم ومؤخر برحسب حوادثه که وقوع می یابد وبدو وحی نزد بعضی در شهر رجب است واین ماحول غریب است
واآمده است که چون وقت ظهور نبوت نزدیک رسید محبوب گردانیده شد او را به وی صلی الله علیه وسلم
خلوت وگوشه گیری از خلق پس بخلوت می نشست در کوه حرا یکسر جاء مجاور وده ومقصور وه که او را جبل
نور گویند واز آنجا دیده بجمال کعبه روشن میکرد وعبادت میکرد ومتوجه بجانب مغرب ومستغرق می
واختلاف کرده اند دران که عبادت وی دران خلوت بالفکر بود یا بذکر مختار آنست که بذکر بود فلسی ولی
وعمل میکرد بشریعت ابراهیم علیه السلام یا هرچه ثابت میشد نزد وی یعنی از شرائع انبیا یا باجتهاد
عقل ومیبرد یا خود از خانه توشه را وچون تمام می شد نامی کشید دل بجانب اهل خانه فرود می آمد از جبل
وبر میداشت توشه چند روز مشغول میشد ودر بعضی روایات آمده که آنحضرت علیه السلام هر سال
یکبار از نکه بیرون آمدی ویکماه در غار حرا بخلوت نشستی وچون ایام وحی نزدیک رسید التزام
واکثار کرد در خلوت وعبادت تا ناگهان در آمد به وی حق دوار وگشت وحی ونازل شد قرآن مجید
وخیال نکنند که ظهور نبوت دور ود وحی اثر مجاهده وریاضت وعبادت بود زیرا که نبوت محض
موهبت وعنایت ست وکسب عمل اوران مدخلی نیست شعر تبارک الله ما وحی بکتسب ولا
نبی علی غیب بمتهم ✤ نعم ولایت نسبتی وسنی ست که کسب وریاضت را دران مدخلی وتاثیری ست
که بوی کشف بعضی عوالم ومشاهده بعضی روحانیات والهام بعضی معانی حاصل گردد اما نبوت
قرب خاص ونسبتی مخصوص ست که وحی آسمانی که حامل آن روح القدس ست که او را جبرئیل امین
گویند بخص اصطفا واجتباء الهی حاصل میگردد وچون آمد او را فرشته بوحی گفت مژده باد ترا ای محمد

بستر برداشته شد آن بیت معمور در عهد نوح علیه السلام اما بنای کعبه از اولاد آدم از وهب بن منبه آورده که بنا کرده شده است کعبه پنج بار نخست بنا کرد او را شیث علیه السلام همچنین ذکر کرده است ابن البیر در تعهد دوم بنا خلیل علیه السلام و آن مذکور است در نص قرآن و سنت نبوی و منقول است از امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی الله عنه اول کسیکه بنا کرد کعبه را خلیل است همچنین ذکر کرده است فاکهی بسندی که دارد و ابن کثیر در تفسیر خود گفته و جرم کرده است که در هیچ خبر نیامده که بیت بنیی بود پیش از خلیل و بود وی علیه السلام که بنا میکرد و اسمعیل نقل میکرد سنگها را بر گردن خود و در روایت ابن عباس آمده رضی الله عنهما سنگ که بنا کرد خلیل الرحمن از ان کعبه را پنج کوه بود حرا و ثبیر و لبنان و طور و جودی و در بعضی حرا و ابی قبیس و قدس و در قان و رضوی مذکور شده و ملائکه این سنگها را از این کوهها بردند و مدد اسمعیل علیه السلام مینمودند در سنگ کشیدن تا آن معجزه اسمعیل علیه السلام بود و دیگر بنای عمالقه و جرهم است و در تقدیم و تاخیر بنای عمالقه و جرهم اختلاف است و چون در روایت عمالقه مکه را مقدم است بر روایت جرهم صواب تقدم بنا عمالقه باشد و دیگر بنای قصی بن کلاب است بعد از بنا خلیل و بعد از وی بنای قریش است و بنای قریش ثابت است در سند صحیحه که در سال سی و پنجم از ولادت آنحضرت صلی الله علیه وسلم بود چنانکه گذشت و در روایتی در سال سی و پنجم است و صحیح قول اولست و سلیمان بن خلیل کی گفته که در سال ثلاثین بود و این قول غیر معروف است و ظاهر آنست که ساقط شده است لفظ خمس از کتابت وی بنای دیگر ابن الزبیر است در سال اربع و ستین از هجرت بسبب حدیثی که شنید از عایشه رضی الله عنها و بنا کرد بقواعد خلیل و بعد از وی بنای حجاج با مر عبد الملک بن مروان در سنه اربع و ستین که تغییر داد بنا ابن الزبیر را و گویند که عبد الملک پشیمان شد از ان چون خبر داد او را حارث بن ابی ربیعه مخزومی که شنیده است حدیث را از عایشه چنانکه ابن الزبیر شنید از وی والله اعلم

باب سوم

در بدو وحی و ثبوت نبوت و ظهور دعوت و اذیت و عداوت کفار و هجرت کردن صحابه بجانب حبشه و فوت ابی طالب و موت بخدیجه و رفتن آنحضرت صلی الله علیه وسلم بجانب طائف و بعیت جن

چون سال مبارک آنحضرت بچهل رسید ظهور تباشیر صبح وحی افاق عالم را منور ساخت و آفتاب نبوت از مطلع عنایت طلوع نمود و ظهور این نور بقول صحیح در روز دوشنبه هشتم یا سوم ربیع الاول سنه احدی و اربعین از عام الفیل بود و قوی از کریمه شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن

سنگ میکشیدند و آنحضرت نیز درمیان ایشان بود و سنگ میکشید و ایشان ازارهای خود را کشیده بر دوش
خود نهاده بودند تا از زشتی سنگها آزار نبخشند و کشف عورت در زمان جاهلیت شائع بود و این بکرت
در عهد اسلام موکد و مقرر گشت و آنحضرت اینچنین نمیکرد و عباس بجهت شفقت او را بران آورد که بجنب
آنحضرت چون خواست که ازار بردارد و بر دوش نهد عورت وی ظاهر شد ناگاه از پای درافتاد و بیهوش
چون بهوش آمد گفت ازاری ازاری و او را از غیب ندا کردند که خمر عورتک یعنی پوش عورت خود را گویند
که این اول ندای بود که از غیب با آنحضرت صلی الله علیه وسلم واقع شد دیگر آنحضرت را کسی برهنه ندید و
که در استوار کردن حجر اسود بجای خود درمیان قبائل قریش نزاع واقع شد و به قبیله مدعی آن شد
که این کار او کند و نزدیک بود که قتال انجامد آخر قرار بران افتاد که هر که اول از در مسجد حرام برآید او را
حکم سازند ناگاه آنحضرت درآمد همه گفتند که جاء الامین پس همه بحکم وی راضی شدند آنحضرت رداء
اطهر خود را بسط فرمود و حجر اسود را درمیان نهاد و فرمود تا از هر قبیله مردی بیاید و گوشهٔ از رداء بگیرد و چون
بجای کار آوردند آنحضرت صلی الله علیه وسلم آن حجر را برداشت و بدست مبارک خود بجای خود ش
استوار کرد و خانه را بر شش ستون نهادند چنانکه در احادیث آمده است و مورخان آورده اند که بنا خ
نخست از آدم بود علیه السلام و آن بنا در طوفان نوح علیه السلام غرق شد بعد از وی ابراهیم
خلیل علیه السلام ساخت بعد از ان عمالقه پس ازان قبیلهٔ جرهم ساختند بعد ازان عبد الله
بن الزبیر بسبب حدیثی که از عائشه رضی الله عنها شنید و حجاج که امیر الامراء عبد الملک بن مروان
بود بفرموده وی او را تغیر داده این بنا سنور باقی ست نقل ست که هارون رشید خواست که بنای مر
بر انداز د و بموجب حدیث رسول صلی الله علیه وسلم راست کند درین امر با امام عصر خود که امام
مالک بود مشورت کرد مالک گفت یا امیر المومنین مگذار خانهٔ کعبه را تا ملعبه ملوک نگردد و تا بتوصیف
یکدیگر تغیر ندهند و تخریب نکنند کلام اجمال درین باب انیست و تفصیل در تاریخ مکه مذکور است
و در تاریخ ارزقی از مقابل در حدیث مرفوع آمده است که چون آدم علیه السلام فرمود ای پروردگار من
میدانم خود را و می بینم چیزی از نور تو که عبادت کرده شود پس فرستاد خدای تعالی بیت معمور را بر ارض
خانهٔ کعبه در حذای وی از یاقوت سرخ ولیکن طول وی چنانکه میان آسمان و زمین ست و امر کرد
آدم را که طواف کند گرد وی پس برداشت خدای تعالی غمی را که در گرفته بود او را پیش ازین

محمد بن عبد الله است جوانی ست که موازنه کرده نشود با او هیچ مردی از قریشی الا که او افزون آید بر آن
مرد اگرچه در مال او قلت است و مال سایه ایست زایل و امر ایست حائل و محمد کسی ست که بتحقیق خوب
میشناسید شما قرابت و خویشی او را و اما بتحقیق وی خواستگاری میکند خدیجه بنت خویلد را و میگرداند مر او را
بیست شتر مایه از مال من و وی را بسوگند بعد ازین ثنائی عظیم و امری بزرگ خواهد شد و در روضة
الاحباب می آرد چون ابو طالب خطبه تمام کرد ورقه بن نوفل که ابن عم خدیجه بود نیز خطبه خواند مضمونش
آنکه حمد و سپاس مر خدای را که گردانید ما را همچنانکه تو ذکر کردی یا ابو طالب و فضیلت داد ما را همچنان که تو
بر شمردی پس بتحقیق ما پیشوایان و مهتران عربیم و شما اهل تمام آن فضیلتها هستید اهل هیچ عشیره منکر فضیلت شما
نتواند شد و هیچ یکی از مردمان فخر و شرف شما را رد نتواند کرد و بتحقیق رغبت کردیم با بو صلت و پیوند با شما
ای قریش گواه باشید که من خدیجه بنت خویلد را بزنی بمحمد بن عبد الله و آدم بر چهار صد مثقال و ابو طالب
گفت ای ورقه دوست میدارم که عم خدیجه عمرو بن اسد نیز با تو در بن نکاح شریک باشد پس عمرو بن اسد
هم گفت گواه باشید ای گروه قریش که من خدیجه دختر خویلد را بمحمد بن عبد الله زنی دادم پس از نظر فین
ایجاب و قبول متحقق گشت کذا فی روضة الاحباب و در مواهب لدنیه از بعضی بروایت نقل کرده که مهر خدیجه
دوازده اوقیه بود و نش و او تیسلم چهل درهم است پس بین روایت پانصد درهم باشد و نش یعنی
نصف اوقیه و در وجه تطبیق این دو روایت مارا روایت خطبه ابو طالب آن گفته اند که شاید که قیمت
شتر مایه در زمان پانصد درهم باشد یا چهار صد مثقال طلا بوده باشد و الله اعلم و در روضة الاحباب
می آرد که خدیجه کنیزکان خود را فرمود که دف زدند و رقص کردند و گفت با محمد عم خود را بگوئی تا شتران
نری را نحر کند و مردم را طعام دهد و در همان روز زفاف واقع شد و پیغمبر صلی الله علیه وسلم با بن دولت
شادمان شد همیشه شاد دارد خدا تعالی او را در دنیا و آخرت و ابو طالب نیز فرح بسیار نمود و گفت
الحمد لله الذی اذهب عنا الکرب و رفع عنا الهموم و مفسران قول حق سبحانه و وجدک عائلا فاغنی
را بین تفسیر کرده که وی تعالی بغنی گردانید آنحضرت را بمال خدیجه و این اعتبار ظاهر ست بهمین قصه
و الا آنحضرت ما اغنی الاغنیا ست و کونین در نظر همت وی مختصر ست صلی الله علیه وسلم گویند چون
در سال سی و پنجم قریش خانه کعبه را بجهه وهنی که بسبب در آمدن سیل در وی را دیافته بود از سمر بنای نو
کردند مردی بود با قوم مذکام که از روم آمده بود و در فن بنای استاد بود او را فرمودند که بنا کند و قریشه همه

گران تر دو شوار باشد بر من ازین چنانکه بحیرا نیز همچنین سوگند داده بود آنحضرت بروی رد کرده و
انسطور اصحیفه بود دران نگاه میکرد و میگفت بخدای که انجیل بعیسی فرستاد که این اوست القصه آنحضرت
صلی الله علیه وسلم متاع خود را در بصری فروخت و دو برابر دیگران سود یافت و اهل قافله نیز بسیار سود یافتند چون بمکه مشرف آورد وقت نیمروز بود خدیجه در بالاخانه با جمعی از زنان نشسته بود دید که دو
بر سر آنحضرت در سایه گرده و در روضة الاحباب همچنین گفته و در مواهب گفته که خدیجه دید که دو فرشته بر سر آنحضرت
صلی الله علیه وسلم سایه کرده اند و خود ظاهر است که فرشتها بودند متمثل بصورت مرغان و الا چه جای سایه کردن
مرغان است و میسره اعلام خدیجه و خزیمه خویش وی آنچه از آنحضرت در راه از خوارق و کرامات مشاهده کرده
بودند نیز بعد شرح دادند میلی عظیم در دل خدیجه پیدا شد که با آنحضرت خطبه نماید و خدیجه زنی بود صاحب
کامل و جزم و کفایت و فهم و کیاست از جمله اشراف و انسب نساء قریش خود و مالی وافر داشت و جمیع
اشراف قریش حریص و مولع بودند بر نکاح وی و خطبه کرده بودند و خدیجه قبول نکرده پس خدیجه نفیسه را
خفیه بر آنحضرت فرستاد تا استعلام نماید که میل بکدخدای دارد یا نه و این زن ترغیب کرد آنحضرت
بر کدخدائی و گفت چه چیز مانع میشود ای محمد ترا از کدخدائی فرمود ساز و سامان ندارم گفت
زنی پیدا شود صاحب جمال و مال با شرف کفاف که مودنات کدخدای ترا کفایت کند رغبت
فرمود این چنین زنی کجا پیدا شود گفت خدیجه بنت خویلد ترا بسیار میخواهد اگر تو بخواهی دیرا در این رغبت
و راضی گردانم پس آن زن نزد خدیجه رفت و گفت محمد ترا خواستگاری مینماید و منت عظیم بر خود
قبول نمود پس فرستاد خدیجه کسی را نزد عم خود عمرو بن اسد تا حاضر شود و او را بزنی بمحمد دهد و آنحضرت
نیز با ابو طالب و حمزه و بعضی اعمام دیگر و ابو بکر و رؤساء مضر هم حاضر آمدند بمنزل خدیجه و نکاح کرد
و از کلام مواهب لدنیه معلوم میشود که خویلد پدر خدیجه در وقت نکاح زنده بوده و در روضة الاحباب
میگوید که صحیح آنست که در آن روز پدر خدیجه در حیات نبود بلکه عمرو بن اسد بود و الله اعلم و ابو طالب خطبه
بلیغ خواند که ترجمه اینست حمد و سپاس مر آن خدائی را که ما را از فرزندان ابراهیم و فروع اسمعیل
گردانیده ما را از اصل معدن و مضر پرورش آورد و نگاهبانان بیت خود و پیشوایان حرم خویش ساخت
و خانه را بما ارزانی داشت که مردم از اطراف و جوانب بقصد زیارت آن می آیند و ما را حرمی عطا
فرمود که هر کس بآنجا بیاید در امان باشد و ما را بر مردمان حاکم گردانید اما بعد بدرستیکه این پسر برادر من

روایت کرده است که ابوبکر صدیق رضی الله عنه صحبت داشته است با آنحضرت در سفر شام برای
تجارت دوی نزده ساله بود و حضرت صلی الله علیه وسلم بیست ساله بود تا آنکه نزول کرد در منزلی که
در وی درخت کنار بود و نشست در سایه وی و رفت ابوبکر بسوی راهبی که نام وی بحیرا بود تا چیزی پرسد
از وی پس گفت آن راهب کیست این مردی که در سایه درخت نشسته است گفت ابوبکر این محمد بن
عبد الله بن عبد المطلب است گفت راهب این مرد بخدا سوگند پیغمبر است زیرا که در خبر آمده است که
نمی نشیند در سایه این درخت بعد از عیسی علیه السلام مگر محمد علیه السلام پس افتاد در قلب ابی بکر تصدیق
آنحضرت و چون مبعوث شد اتباع کرد او را شیخ ابن حجر گفته که اگر صحیح است این قصه پس سفری دیگر خواهد بود
غیر سفر ابی طالب انتهی و همچنین انوار و آثار فضل و کمال و مشاهده ملائکه و امور عالیه ملازم حال برکات
مآل بود و ابو طالب بمشاهده این حالات او را نزد کاهنان و طبیبان می برد و ایشان خبر میدادند که این
احوال از وساوس شیطانی و امراض جسمانی نیست تا آنگاه آنحضرت هر سال بیست و پنج یا بیست و شش
بار هم تجارت رفت و اموال خدیجه بمضاربت گرفت قول بر آنست که ابو طالب آنحضرت را گفت که مرا
مال در دست نمانده است و وقت آنست که کاروان قریش تجارت شام روند و خدیجه بنت خویلد
که از جمله مالداران قریش ست مردم را مال بمضاربت میدهد و تجارت میفرستد اگر تو نیز خود را عرض کنی
بروی هر آئینه ترا مالی بدهد که بدان تجارت کنی شاید که آن وسیله مالی حاصل شود و صحیح آنست که خدیجه
خود میخواست که مال را بوی سپارد و امین تر از آنحضرت صلی الله علیه وسلم نیافت و خود آنحضرت را تمام
قریش پیش از ظهور نبوت محمد امین میخواندند پس خدیجه پیش آنحضرت کس فرستاد و گفت اگر بطرف شام بروی
مال مرا ببری و حقتعالی سودی دهد آنچه مراد تو باشد برداری سید عالم بعد از مشاورت با ابو طالب
قبول نمود پس خدیجه غلام خود را که میسره نام داشت و یکی از خویشان خود را که خزیمه نام او بود در خدمت
آنحضرت کرد و درین سفر نیز چون ببصری رسیدند در صومعه نسطورای که راهب بود آنحضرت در پای
درختی نشسته بود نسطورا چون دید گفت در پای این درخت ننشیند الا کسی که پیغمبر باشد و نیز آن شجره
بی بار و خشک و چوبهای آن پوسیده شده برگها فرو ریخته بود نشستن آنحضرت در زیر وی سرسبز
و میوه دار شد و گرد آن سبز و خرم گشت نسطورا نزد آنحضرت آمد و گفت سوگند میدهم ترا بلات
و عزی که بگو نام تو چیست آنحضرت فرمود تکلنگ اینک دور شو از من که عرب هیچ کلمه تکلم نکرده

آمده ایستاد بحیرا از مشاهدهٔ این حال متحیر و متعجب بماند پس بحیرا برای ایشان ضیافتی کرد و اهل قافله را
طلبید و ابو طالب آنحضرت را در منزل گذاشته آمده بود در زیر درختی بحیرا چون بمنزل گاه نگاه کرد دید آن
ابر پاره را که آنجا ایستاده است گفت ای اهل قافله کسی هست از شما که در این مجلس حاضر نشد پس
آنحضرت را نیز طلبیدند و آن ابر پاره همراه آنحضرت و بر سر مبارک وی سایه کرده نیز آمده است که چون
قافله بعقبه جل آمد بحیرا از هر شجر و مدر شنید که میگوید السلام علیک یا رسول الله و دید در شانهٔ مبارک
آنحضرت مهر نبوت بهیاتی که در کتب سماویه خوانده بود دید و بوسید آنرا پس ایمان آورد بحیرا بآنحضرت
و تصدیق نمود و اقرار کرد بنبوت وی پس وی یکی از آن کسانیست که ایمان آوردند بآنحضرت
پیش از نبوت مثل حبیب نجار در قصهٔ اصحاب القریه وغیره و ابو منده و ابو نعیم او را در صحابه ذکر
کرده اند و این مبنی است بران قول که معتبر در تعریف صحابی روایت است اگرچه پیش از نبوت باشد
و مختار خلاف آنست و بر این تقدیر ورقه بن نوفل اقرب باشد باطلاق اسم اصحابی که در مبادی
نبوت بود و تحقیق این در مقام دیگر است و در این سفر هفت تن از روم بقصد قتل آنحضرت صلی الله
علیه وسلم بر آمده بودند بحیرا بدلائل واضحه نبوت آنحضرت بایشان اشارت کرد گفت که این کوک
انگس ست که در توریت و انجیل و زبور وصف این خوانده اید و گفت چون خدای تعالی امری
خواسته باشد هیچکس تغیر آن نتواند کرد و آورده اند که بحیرا وصیت کرد ابو طالب را بمحافظت آنحضرت
از یهود و نصاری که این پسر پیغمبر آخر الزمان خواهد بود و دین او ناسخ همه ادیان او را بشام مبرند
و بهمین اویند پس ابو طالب متاع خود را در بصری بفروخت و بمکه باز گشت و در روایتی آنست که
ابو طالب آنحضرت را با جماعتی بمکه باز گردانید و خود بطرف شام رفت و این قصه مشهور ست و ترمذی
از انحسین کرده حاکم تصحیح نموده جز آنکه در بعضی طرق آن واقع شده است که فرستاد ابو بکر بلال را
همراه آنحضرت بمکه و این درست نمی آید زیرا که ابو بکر در این سفر همراه آنحضرت نبود صلی الله علیه وسلم
و بلال را هنوز نخریده بود و ابو بکر خرد تر از حضرت بود بدو سال و آنحضرت دوازده ساله بود و شیخ
ابن حجر در اصابه گفت اینحدیث رجال وی ثقات اند و منکر نیست در وی مگر این لفظ پس حمل کرده
شود بر آنکه مدرج و منقطع است از حدیث دیگر بسبب وهم بعضے از روات نعم صحبت ابو بکر آنحضرت
چنانکه صاحب مواهب آورده روایت کرده اند چنانکه ابن مسنده از ابن عباس بسندی ضعیف

شعر وابیض یستسقی الغمام بوجه ✤ ثمائل الیتامی عصمة للارائل ✤ واین بیت از قصیده ایست که گفت
ابو طالب در مدح آنحضرت صلی الله علیه وسلم محمد بن اسحاق این قصیده را زیاده بر هشتاد بیت ذکر کرده
وگفته است که این ابیات را در وقتی گفت که قریش اجتماع کردند و بر پیغمبر صلی الله علیه وسلم و تنفر کردند
از وی کسی را که اراده میکرد اسلام را و درین ابیات هجو مذمت قریش کرده در انکار و عداوت قریش
مر او را و ترغیب نموده بر اطاعت و اذعان و قبول وی صلی الله علیه وسلم و ابن البتین گفته که درین
ابیات دلالت ست بر آنکه ابو طالب میدانست نبوت آنحضرت را پیش از بعثت باخبار بحیرا الفتح موعده
و کسر مهمله و سکون تحتانیه و راء در آخر مقصور که نام او جریس بود و غیر او بشان وی صلی الله علیه وسلم
و شیخ ابن حجر عسقلانی گفته که انشاء ابی طالب این شعر را بعد از نبعث است و معرفت ابو طالب
بنبوت آنحضرت را در بسیاری از اخبار آمده و باین تمسک کرده اند شیعه بر اسلام وی و گفته که دیدم
مر علی بن حمزه لغوی را و کتابی که جمع کرده است در وی اشعار ابو طالب و زعم کرده که وی مسلمان بود
و بر اسلام رفته است از عالم حشویه زعم کرده اند که وی کافر مرده است و استدلال کرده اند بر دعوی
بچیزی که نیست دلالت در ان انتهی کلام ابن حجر و علمای احادیث می آرند که دلالت دارند بر علم
قبول و اذعان وی دعوت اسلام را و نیز می آرند که آنحضرت صلی الله علیه وسلم وقت وفات بر سر وی
رفت و دعوت کرد واقع نشد از وی اجابت و نیز می آرند که عباس سر خود را نزد او برد و شنید
از وی کلمه شهادت و بحضرت برسانید پس گفت اسلم عمک یا رسول الله پس خوشحال شد آنحضرت
صلی الله علیه وسلم والله اعلم و در سال دوازدهم سفر کرد بسوی شام و چون رسید ببصری بضم با
و سکون صاد که از بلاد شام است و درین سفر قصه بحیرای راهب است که آنحضرت صلی الله علیه وسلم
پیغمبر آخر الزمان که در توریت و انجیل و دیگر کتب سماویه خوانده بود بشناخت و این بحیرا از احبار
نصاری بود و بزهد و ورع موصوف و ممتاز بود و در قریه که نزدیک ببصری بود صومعه داشت مدتهای مدید
گذشته بود که در انتظار دیدن پیغمبر آخر الزمان نشسته عمر میگذرانید و چو قافله قریش ازان راه میگذشت
و در انجا نزول میکرد از صومعه بر آمدی آنحضرت را بنشانهای که میدانست بجستی و چون نشانهای
نیافتی باز بصومعه در رفتی بکباری قافله قریش آمده بود چون نگاه کرد دید که ابر پاره بر بالای سایه انداخته
همراه ایشان میرود و چون آنحضرت با ابو طالب در زیر درختی آمده نشست این ابر بر بالای آن درخت

در مقام ابراهیم ست و دران سال عبد المطلب با اشراف قریش به تهنیت سیف وی یزن بجانب یمن رفت
و وی عبد المطلب را بشارت داد بظهور پیغمبر آخر الزمان از نسل او چنانکه این قصه در باب فضائل در
خبر داود ان امم سالفه از ظهور وی صلی الله علیه وسلم گذشت و عبد المطلب بعد از قدم آوردن
وی ازین سفر دید که درمیان قریش قحطی افتاده بود و چند سال متتابع کشید با آنحضرت صلی الله علیه وسلم
بعد از اشارت هاتف غیبی استسقا نمود و بکوه ابو قبیس بر دوش خود گرفت و بدعای باران بر دو باران
عظیم بارید که تلافی خشکی سنین گذشته کرد و چون عبد المطلب وفات یافت و عمر او صد و ده و بروایتی
صد و بیست و بروایتی صد و چهل بود ابو طالب را که عم اعیانی آنحضرت بود در عهدهٔ کفالت آنحضرت
در آورده و اگرچه زبیر بن عبد المطلب نیز عم اعیانی آنحضرت بود و لیکن میان عبد الله و ابو طالب
زیادت محبت و ارتباط بود و وصیت کرد که محافظت وی با قصی الغایت بنماید و ازان تمسک طائفه
که قائل اند چنانکه آنحضرت در وقت وفات جدش عبد المطلب هشت ساله بود نه ده و شش نیز
گفته اند در روایتی آمده که آنحضرت را مخیر ساختند که کفالت کدام یکی از اعمام خود را میخواهی
ابو طالب را اختیار کرد و ابو طالب با قصی الغایة و احسن وجوه محافظت آنحضرت قبل از ظهور
نبوت و بعد ازان تقدیم رسانید و بی وی طعام نمیخورد و جامه خواب آنحضرت پهلوی خود راست میکرد
و در رون و بیرون خانه او را همراه داشتی و ابو طالب در مدح آنحضرت اشعار بسیار دارد و از انجمله
یکی اینست بیت وشق له من اسمه لیجله ✤ فذو العرش محمود و هذا محمد ✤ و حسان بن ثابت این بیت را
تضمین کرده است و گفته شعر الم تران الله ارسل عبده ✤ بآیاته و الله اعلی و امجد ✤ وشق له
من اسمه لیجله ✤ فذو العرش محمود و هذا محمد ✤ کذا فی روضة الاحباب و در عهد کفالت ابو طالب
نیز در مکه معظمه قحط آفتاده بود ابن عساکر از عروه آورده که گفت قدوم آوردم مکه را و در ان قحط سال
بود عظیم پس آمدند قریش نزد ابو طالب برای استسقا پس بر آمد ابو طالب و حال آنکه گرد وی کودکان
از قریش میان ایشان بود کودکی مثل آفتاب تابان که پرده ابر از روی وی بر افتاده باشد پس
گرفت او را ابو طالب و بچسپانید پشت او را بکعبه پس اشارت کرد آن کودک با نگشت خود بجانب
آسمان و حال آنکه نیست در آسمان نشانی از ابر پس گرد آمد قطعهای ابر از هر جانب و بهم نشستند
و بارید ن گرفتند تا روان شد رودها و پر شد وادی و درین قصیده گفته است ابو طالب در مدح آنحضرت

لیجله و کریم
بود در یکسال
واقع شد از رسول
صلی الله علیه
وسلم چنانچه
عبد المطلب را
یاد دارد و در آخر
دین در آخر
هشت سال
روضة الاحباب

و بخدمت آنحضرت میکرد و از مواهب لدنیه معلوم میشود که حضانت ام ایمن او را بعد از موت آمنه بود
و ام ایمن میگوید که هرگز ندیدم که آنحضرت صلی الله علیه وسلم از گرسنگی و تشنگی شکایت کردی چون بامداد
شدی یکشربت زمزم خوردی و تا شب هیچ نه طلبیدی و بسیار بود که طعام چاشت را بروی عرض کردمی
می گفت مرا رغبت بطعام نیست **باب دوم** در کفالت عبد المطلب آنحضرت را و موت وی و امداد
و اعانت ابو طالب و سفر کردن وی صلی الله علیه وسلم را همراه ابو طالب بجانب شام و شناختن بحیرا نبوت
او را بعلامات و تزوج خدیجه رضی الله عنها و ذکر بنا کعبه و چون رسید آنحضرت صلی الله علیه وسلم چهار سال را
یا پنجسال یا شش یا هفت را و بعضی دوازده سال گفته اند و اصح اقوال شش سال است یا هفت
سال آمنه آنحضرت را با ام ایمن مدینه بدیدند احوال پدر او از بنی النجار بمدینه برد و یکماه آنجا بسر بردند
بعد ازان بمکه باز گشتند و چون بابواء که موضعی است قریب بمدینه رسیدند آمنه رضی الله عنها وفات یافت و هم آنجا
او را دفن کردند و در روایتی آمده است که قبر آمنه در حجون ست بمکه در جانب معلا و بعضی گفته اند که تواند
که بعد از دفن در ابواء انکه نقل نموده باشند و این احتمال خالی از بعدی نیست در مواهب لدنیه میگوید
که در حدیث ابن عباس آمده که آنحضرت صلی الله علیه وسلم یاد میکرد از امور ی که در اقامت بمدینه همراه
مادر خود دیده بود و چون نظر بسیر امیکرد میگفت درین منزل نزول کرده بود مادر من و میگفتند قومی
از یهود که آنجا آمد و رفت میکردند و نظر میکردند بسوی من که این پیغمبر بن آمنه است و این دار هجرت
اوست یاد دارم من آنرا و ابو نعیم از طریق زهری روایت کرد از اسماء بنت زهیم که گفت حاضر شدم
آمنه مادر پیغمبر را صلی الله علیه وسلم در علتی که مرد و ران و محمد صلی الله علیه وسلم کودکی بود پنج ساله
بر سر او و بعد از موت آمنه متصدی کفالت و تربیت آنحضرت جد او عبد المطلب شد تا از همه فرزندان
دوست تر میداشت و معزز و مکرم میداشت او را و هرگز بی وی سفره طعام نمی انداخت و آنحضرت
در جمیع اوقات خلوت و جلوت بر عبد المطلب در می آمد و بر مسند وی می نشست و چون بعضی از
خواص عبد المطلب بجهة رعایت قواعد ادب خواستندی که وی را منع کنند می گفت عبد المطلب
که بگذارید پسر مرا بنشیند بر بن مسند وی از نفس خود شرفی احساس میکند و امید وارم که بمرتبه رسد
از شرف که هیچ یکی از عرب پیش از و بآن مرتبه نرسیده باشد و بعد از وی هم نرسد و اهل قیافه با عبد المطلب
میگفتند که این فرزند را نیکو نگهدار و محافظت او کن که ما هیچ قدم را ندیدیم از قدم وی بقدمی که اشرف

باب دوم
در کفالت عبد المطلب آنحضرت را و موت وی و امداد و اعانت ابو طالب و سفر کردن وی صلی الله علیه وسلم را همراه ابو طالب بجانب شام و شناختن بحیرا نبوت او را بعلامات و تزوج خدیجه رضی الله عنها و ذکر بنا کعبه

وصدای از جوف ایشان بر آمد که ای پیر دور شو از پیش ما و نام شریف این پسر اینجا مبر که هلاک او و سائر بتان
وبت پرستان بر دست وی خواهد بود و خدای ویرا ضائع نگذارد و در همه حال نگاهبان اوست حلیمه
گوید پس پیش عبد المطلب آمدم چون نظرش بر من افتاد گفت چه شد ترا ای حلیمه که جزع و عناکت می بینم
و محمد با تو نیست گفتم یا ابا الحارث محمد را می آوردم بخوبتر و بهی چون بمکه رسیدم او را در جای نشاندم که
قضای حاجتی کنم از من غائب شد و هر چند جستم از وی هیچ خبر نیافتم پس عبد المطلب بر کوه صفا
بر آمد و ندا کرد قریش را که یا آل غالب پس سائر قریش او را اجابت کردند و جمع شدند و گفتند ای سید
چه حال روی نموده است ترا گفت پسر من محمد گم شده است پس عبد المطلب قریش همه سوار شدند
و تفحص آنحضرت بر آمدند صلی الله علیه وسلم و از اعلی مکه تا اسفل جستند نیافتند پس عبد المطلب
بدرون مسجد حرام رفت و طواف کرد و مناجات نمود پس شنیدند که هاتفی از غیب میگوید که ای گروه
مردمان غم مخورید که محمد را خدای ست که او را فرو گذاشت نکند عبد المطلب گفت ای ندا کننده بگو که
محمد کجا ست گفت در وادی تهامه در پای درختی نشسته است عبد المطلب بجانب وادی تهامه روان
شد در راه ورقه بن نوفل وی را پیش آمد وی نیز همراه شد تا رسیدند بوادی تهامه آنحضرت را دیدند
در پای درختی خرما نشسته ورق از او میچیند عبد المطلب گفت من انت یا غلام فرمود انا محمد بن عبد الله
بن عبد المطلب گفت روح من فدای تو باد من جد تو ام عبد المطلب پس آنحضرت را پیش زین خود
نشاند و بمکه آورده بشادمانی طلای بسیار و شتران بیشمار بصدقه داد و با حلیمه انواع احسان و انعام
بجای آورد و بقبیله بنی سعد باز گردانید این ست قصه گم شدن آنحضرت بعد از آوردن حلیمه او را بمکه
و خدا داند که درین چه سر بود و بعضی مفسران کریمه ووجدک ضالا فهدی را باین تفسیر میکنند و با نیظ
که گذشت قضیه شق صدر پیش از آوردن حلیمه است آنحضرت را بمکه و در روایتی آورده که حلیمه آنحضرت را
بمکه نزد آمنه آورد و از بسیاری خیر و برکت که در قدم وی دید حریص بود بر آنکه مدتی دیگر پیش وی باشد
با آمنه گفت از وبای مکه می اندیشم اگر بگذاری تا او را بقبیله خویش باز برم آمنه بآن راضی نشد و حلیمه
او را باز بقبیله بنی سعد آورده دو سال یا سه سال دیگر آنجا بود و شق صدر شریف درین نوبت واقع
شد و الله اعلم بحقیقة الحال علی وجه الکمال و بعد از آوردن حلیمه آنحضرت را بمکه و سپردن وی بآمنه
ام ایمن که کنیز ک عبد الله بن عبد المطلب بود و بمیراث با آنحضرت رسیده بود حضانت و دایگی

چون احشاء مرا باآب شستند باد یگری گفت که آب تگرگ بیار پس بهر دو آب مرا شستند و این روایت
مناسب ست که آنچه در دعای ماثوره آمده است اللهم اغسل عنی خطایای بماء الثلج والبرد وفی روایتی بالماء
الثلج والبرد مقصود شمول انواع مطهر است پس دیگری گفت که برخیزید شما که کار خود کردید پس گذرانید
دست خود را میان متفرقه مصدر من تا منتهای عانه و ملتهم شد آن شگاف پس برخیزانید مرا نرم پس
بچسپانید مرا بسینهای خود و بوسه داد سر مرا و میان دو چشم من و گفتند مترس ای دوست خدا اگر
بدانی تو چه چیز خواسته اند برای تو از خیر روشن میشود چشم تو و شاد می شوی تو پس برهمین جا گذاشتند
و بپریدند و در آمدند در آسمان و من می بینم ایشان را و در حدیث انس در بیان حلیه شریف آمده است که ما دیدیم
بر سینه و شکم آنسرور صلی الله علیه وسلم نقش و نشان آن التیام را مثل خط دراز باریک و گفته اند که غسل
قلب مخصوص بآنحضرت صلی الله علیه وسلم نیست و عام است مر همه انبیا را که حصه شیطان از ایشان
منفی ست و باید دانست که شق صدر آنحضرت صلی الله علیه وسلم مخصوص بزمان صغر که پیش حلیمه بود
نیست بلکه متعدد واقع شده یکی در این وقت که شش ساله بود در سال دهم نیز روایت آمده و در احادیث
صحیحه به ثبوت پیوسته که در شب معراج نیز واقع شده و بعضی از علمای مجموع آنرا در رساله مفرده ذکر کرده اند
و ما آنرا در شرح مشکات و در اوائل این کتاب ذکر کرده ایم و ذکر خاتم النبوة نیز سابقا شده است حلیمه
گوید بعد از آنکه قضیه شق صدر محمد واقع شد شوهر من و مردم دیگر گفتند بهتر آنست که این پسر را بمادر و جدوی
برسانی پیش از آنکه بوی آسیبی برسد حلیمه گوید پس ویرا برگرفتم و متوجه مکه شریفه شدم چون بحوالی مکه
رسیدم محمد را بمائی نشاندم تا قضای حاجتی کنم چون باز آمدم ویرا ندیدم و هر چند از وی نشان جستم
نیافتم چون ناامید شدم دست بر سر نهاده می گفتم وا محمداه وا ولداه ناگاه دیدم که پیری عصای در دست
نزد من آمد و گفت ایتها السعدیة چه شده است ترا که چنین جزع و فزع میکنی گفتم محمد بن عبد المطلب
که مدتی شیر داده بودم او را و آورده بودم که ویرا بمادرش بسپارم از من گم شده است گفت گریه مکن
و غم مخور ترا دلالت کنم بکسی که میداند که وی کجاست و اگر خواهد تواند که او را بتو رساند گفتم نفس من فدای
تو باد کیست آنکس وی گفت بت بزرگ هبل عالی قدر او عالم ست که فرزند تو کجاست گفتم وای
بر تو گویا تعویذ بدی و نشنیدی که در شب ولادت وی بتان را چه رسید و همه شکسته و نگونسار شدند بزور
ابرهبل برد و گرد وی طواف کرد و قصد مرا عرض کرد هبل بر روی افتاد و تمام بتان همه نگون شدند

وجامہ بپوشانید وگردن بندی از جزع یمانی جہت دفع عین الکمال از گردن وی آویخت آنحضرت آنرا برکند
وبینداخت وگفت پروردگار من نگاہبان منست پس آنحضرت با برادران رضاعی خویش بیرون رفت
وبچرانیدن گوسفندان مشغول شد چون نیم روز شد دید ضمرہ پسر حلیمہ دویدہ می آید و می گرید و فریاد میکند
کہ یا اماہ یا ابتاہ دریابید محمد را ما با ہم ایستادہ بودیم ناگاہ مردی بسوی او آمد و ویرا از میان ما در ربود
وبسر کوہ برد و بخوابانید و شکم مبارک وی بشگافت دیگر ندانستم کہ حال وی چہ شد پس حلیمہ و شوہرش
بدویدند چون بوی رسیدند دیدند کہ بر کوہ نشستہ و بطرف آسمان نگاہ میکند چون مارا دید تبسمی کرد
وسر و چشمش ببوسیدیم و گفتیم جان ما فدای تو باد واقعہ چیست پس آنحضرت قصہ را باز فرمود این قصہ
در کتب احادیث بنوعی از اختلاف در عبارت آمدہ ابو یعلی و ابو نعیم و ابن عساکر از حدیث شداد بن اوس
آوردہ اند کہ رسول خدا فرمود صلی اللہ علیہ وسلم بودم من مستر صنع در بنی لیث بن بکر ناگاہ بودم روزے
در وادی با ہمزادگان خود از کودکان ناگاہ دیدم سہ تن را کہ با ایشان طشتے است از طلا کہ پر کردہ
شدہ است ابرف و در روایتی در دست یکی ابریق از فضہ و در دست دیگر خشتی از زمرد سبز پر از برف
پس گرفتند مرا از میان یاران من و گریختہ رفتند ایشان بجانب محلہ خود پس آہنگ کرد یکی از ین سہ تن
پس انداخت مرا بر زمین انداختنی نرم و بشگافت مابین مفرق صدر مرا تا منتہای عانہ من میدیدم آن را
و نیافتم از ان ہیچ دردی پس تیر بیرون آورد احشاء بطن مرا و بشست بآن برف و نیک بشست باز
بجای خود نہاد پس برخاست مرد و م و گفت بآن مرد نخستین یکسو شو پس در آورد دست خود را
در جوف من و بیرون آورد قلب مرا و من می بینیم بسوی او پس بشگافت آنرا و بیرون آورد از وے
مضغہ سیاہ را و در روایتی نکتہ سیاہ را و بینداخت انرا و گفت این نصیب شیطان است از تو و
پر ساخت بچیزی کہ در دست خود داشت و در روایتی تعبیر از ان تسکنبہ کردہ اند پس تیر اشارت کرد
بدست خود چپ و راست گویا میکرد چیزی را ناگاہ گرفت خاتمی از نور کہ حیران گردد در وی دیدہ
پس مہر کرد بوی دل مرا پس پر شد دل من بنور و آن نور نبوت و حکمت بود باز بجای خود نہاد دل مرا
پس یافتم سردی و خوشی آن مہر تا روزگاری دراز و اینچنین ست لفظ مواہب کہ گفت فوجدت
برد ذلک الختام فی صدری و از عبارت روضۃ الاحباب کہ گفتہ است خوشی و خنکی آنرا ہنوز در عروق
و مفاصل خود حس می یابم ظاہر میشود کہ وجدان بر دوام مدت عمر بود واللہ اعلم در روایتے آمدہ است

بشب میفرمود لا اله الا الله قدوساً نامت العیون والرحمن لا تاخذه سنته ولا نوم و سخن کردن آنحضرت
صلی الله علیه وسلم در مهد با قمر و اشارت کردن بجانب قمر و میل کردن قمر بجای که اشارت میکرد و جنبانیدن
ملائکه گهواره او را در معجزات مذکور ست و میگوید حلیمه هرگز آنحضرت در جامهٔ خود بول و غائط نکردی چنانکه
عادت اطفال میباشد هر روز وقتی معین داشت که در آنوقت بول و غائط کردی و هرگاه خواستی که دهان
مبارک و یرا از شیر پاک کنم باشست و شعوی فهم از غیب بر من پیشی میکردند اگر عورت و می ظاهر شدی
حرکت کردی و فریاد کردی تا باز پوشیدمی و اگر تاخیری و تقصیری در پوشیدن می کردم از غیب پوشیده
شدی و چون بر قرار آمد کودکان را میدید که بازی میکردند از ایشان دوری میجست و ایشان را از بازی
منع میکرد و گفت مارا از بهر بازی کردن نیافریده اند و مثل این حال از یحیی پیغمبر علیه السلام نیز نقل
کرده اند و ازینجا معلوم میشود که آنچه در بعضی قصص و حکایات آمده که آنحضرت صلی الله علیه وسلم با طفال
بازی میکرد خطاست مگر آنکه مراد بودن و ایستادن میان ایشان باشد که بظاهر چنان نماید که با ایشان
بازی میکند و در اول کتاب رمزی ازین گذشته است و حلیمه میگوید که محمد نبوعی نشو و نما می یافت که نشنیدم
با کودکان ندا شت در روزی چنان بالیدی که دیگری در ماهی و در ماهی چنانکه دیگری در سال و هر روز
نوری چون آفتاب بروی فرود آمدی و میپوشید او را و باز متجلی میشد و آورده اند که هر روز دو مرغ سفید و
بر دو اتیی دو مرد سفید جامه می آمدند و بگریبان او در میرفتند و ناپیدا میشدند و گریه و بد خلقی نداشت
و ابتدا همین میکرد و دست مبارک بر هر چه مینهادی بسم الله گفتی و من از هیبت او شوهر را نزدیک خود
نگذاشتی تا دو سال بروی تمام شد و میگوید که هرگز دی را نمی گذاشتم که در جای دور رود میش غافل
شدم روزی و بدر رفت باشما که اخت رضاعی و خاصهٔ وی بود در روزی گرم پس بیرون برآمدم بجستن
وی تا یافتم او را همراه شما و گفتم چرا بردی او را در هوای گرم گفت در و نیافتم از گرمی دیدم ابری را که
بر سر وی سایه کرد و گشت هر جا که وی گشت تا رسید تا اینجا الحدیث و ازینجا معلوم میشود که سایه کردن
ابر او را اول زمان خردی بود اما میگویند که دائم نبود که همیشه ابری بر سر مبارک وی میگشته باشد
و نبود مگر نزد احتیاج و قضیه شق صدر شریف و غسل وی صلی الله علیه وسلم نیز پیش حلیمه واقع شد
و آنچنان بود که روز آنحضرت به حلیمه گفت که با اما چرا مرا با برادران من که بیچراگاه بیرون میروند
همره نمی کنی تا سیری کنم و گوسفندان ترا بچرانم پس حلیمه موی مرا آنحضرت را شانه کرد و سرمه در چشم کشید

شوہر را بیدار کردم و گفتم برخیز و ببین شوہر گفت ای حلیمہ خاموش باش و امر خود را پنہان دار اگر ازنزدیک
باز کہ این پسر متولد شدہ احبار یہود را طعام و شراب گوارا نیست و آرام و قرار ندارند حلیمہ گوید پس وداع
کردند مردم یک دیگر را و وداع کردم من آمنہ را و سوار شدم در ازگوش خود را و گرفتم محمد را در پیش خود
و چست و چالاک شد در ازگوش من و بلند بہ کشید گردن خود را و میرفت و چون بکعبہ رسید سجدہ کرد و سر
سجدہ و برداشت سر خود را بسوی آسمان و روان شد و پیشی کرد چارواہای قوم را و مردم تعجب می کردند
ازان و می گفتند زنانی کہ با من بودند یا بنت ابی ذویب این ہمہ در ازگوش است کہ تو سوار بودی بران
و آمدی با ما در اندک مدت و برمید اشت ترا و نمیتوانست درست و راست براہ رفت پس میگفتم
من واللہ این ہمان در ازگوش ماست کہ خدای تعالی ببرکت این پسر قوی گردانید پس میگفتند
واللہ این را شانی عظیم ست گفت حلیمہ میشنوم من در ازگوش خود را کہ میگوید آری واللہ مر شانی
عظیم ست مردہ بودم زندہ گردانید مرا و لاغر گشتم فربہ گردانید مرا عجب از شما ای زنان بنی سعد کہ در
غفلتید آیا در نمی یابید شما کہ کیست بر پشت من بر پشت من سید المرسلین و خیر الاولین و الآخرین
و حبیب رب العالمین ست و گفت حلیمہ کہ در راہ از چپ و راست می شنیدم کہ می گفتند ای حلیمہ غنی
شدی و بزرگترین زنان بنی سعد گشتی و گلہای گوسپند کہ بران میگذشتم گوسپندان پیش می آمدند و
میگفتند ای حلیمہ مبارکی کہ رضیع تو محمد رسول پروردگار آسمان و زمین ست و بہترین فرزندان آدم
است و ہیچ منزل فرود نمی آمدیم الا کہ حق تعالی سبزہ و خرم میگردانید آنرا با وجود آنکہ قحط سال بود
چون بمنازل بنی سعد رسیدیم و دیدیم کہ ہیچ زمینی خشک تر و ویران تر ازان نیست و میرفت گوسفندان
من بچراگاہ و می آمدند وقت شام و سیر و سیراب و پر شیر پس میدوشیدیم آنہا را و می نوشیدیم شیر را
و تتاج داوند و قوم ما بر اعیان خود می گفتند چرا شما نمیچرانید گوسفندان را چنانکہ راعیان بنت ابی ذویب می چرانند
نمی چرانید و نمیدانید کہ این برکات و خیرات در خانہ ما از کجا ست این برکت و نشاط از چراگاہ غیب
و علف زار دیگر ست پس راعیان قوم ہمراہ راعیان ما میچرانیدند تا بہ درد گار تعالی در اغنام و اموال
ایشان نیز خیر و برکت پیدا کردہ تا محمد صلی اللہ علیہ وسلم در قبیلہ ما بود تمام خیرات و برکات شامل حال ما
شد و ہمہ از برکت وجود شریف وی میدانستم گفت حلیمہ چون ہنگام سخن گفتن شد شنیدم از وی کہ
میگفت اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا و شنیدم از وی کہ در دل

برزمین نمی افتاد و مارا مادهٔ خری بود که از لاغری راه نمی توانست رفت و مادهٔ شتری که یک قطرهٔ شیر
نمیداد و همراه من صبی و زوج من بود و حال ما از عسرت بنوعی بود که نه شب خواب بود و نه روز آرام و
چون زنان قوم بمکه رسیدند اطفال را برای رضاع گرفتند غیر آنحضرت را صلی الله علیه وسلم که چون می شنیدند
که یتیم ست اقبال نمی کردند پس باقی نماند هیچ زنی مگر آنکه گرفت رضیعی را جز من که نیافتم غیر آنحضرت او گفتم
م زوج خود را و الله من خوش ندارم که برگردم از نکه و رضیعی با خود نبرم میروم بسوی همین یتیم و برمیدارم
اورا بر رضاع پس رفتم و دیدم او را که پیچیده شده است در ثوب صوف سفید تر از شیر دفائح میگردد
از وی بوی مشک و زیر وی حریر سبز ست خواب کرده است بر قفای خود و مر او را غطیط است و غطیط
خر خر کردن در خواب و عادت شریف آنحضرت بود که در وقت خواب این آواز از وی می آمد و در کبر سن
نیز این آواز از وی در خواب می آمد و این علامت انفراج و انفتاح مجاری نفس است و محمود است
از غیر افراط پس بخواستم که بیدار کنم او را از خواب پس عاشق شدم بر حسن و جمال شریف وی پس نزدیک
شدم از وی آهسته و نهادم دست خود را بر سینهٔ مبارک وی پس تبسم کرد و بگشاد چشم مبارک خود را
و نگاه کرد بسوی من و بیرون آمد از چشم مبارک وی نوری که متصاعد شد تا آسمان و من میدیدم
آنرا پس بوسه دادم میان دو چشم وی و بر کنار خود نشاندم تا شیر دهم پستان راست در دهان مبارک
وی در آوردم پس آشامید شیر آنرا و خواستم که پستان چپ را نیز بدهم نگرفت و نخورد ابن عباس گفت
که حق تعالی در ابتدای حال او را الهام عدالت کرد و انصاف نگاه داشت و دانست که او را شیریکی
است که پسر ک حلیمه باشد حلیمه میگویند پس از ان حال آنحضرت این بود که یک پستان را برای
برادر رضاعی خود نگاه داشتی پس بردم او را در جای باش و زوج خود را نمودم او نیز عاشق جمال
مبارک او شد و بسجده رفت و رفت بر مادهٔ شتر خود که داشت دید که پر شده است پستانهای وی
از شیر بعد از انکه یکقطره شیر در پستان های وی نبود پس دوشید آنرا و نوشید و نوشیدم من و سیراب
شدیم ما و خواب کردیم بشب خوش بخیر و برکت بعد از نکه خواب نمی برد از گرسنگی و پریشانی و گفت
زوج من یا حلیمه بشارت باد ترا اگر فتن این ذات مبارک را نمی بینی چه خیر و برکت حاصل شد
ما را ازین ذات مبارک او امید دارم که همیشه این خیر در فزاید بود گفت حلیمه پس شبی چند در مکه
نزد ما بود شبی می بینم که نوری گرد وی غاشیه شده و مردی سبز جامه بر بالین وی ایستاده است پس

هرگیاہیکہ زابر کرمش تر گردید ۔ للہ الحمد کہ از دنیا و دین حقی را ۔ ہمہ از دولت آن شاہ میسر گردید

وصل اول کسیکہ آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم را شیر داد ثویبہ بود کنیز ابولہب بضم مثلثہ و فتح واو و سکون تحتانیہ و موحدہ در آخر و این ثویبہ آن شب کہ چون آنحضرت متولد شد بشارت رسانید ابولہب کہ در خانۂ عبد اللہ برادر تو پسری متولد شد و ابولہب او را بمژدگانی آزاد کرد و دوام کرد کہ او را شیر دہد و حق تعالی باین شادی مسرور کہ ابولہب بولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرد در عذاب وی تخفیف کرد و روز دوشنبہ از وی عذاب برداشت چنانکہ در حدیث آمدہ است و در اینجا سند است مر اہل موالید را کہ در شب میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرور کنند و ببذل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود و قرآن بمذمت وی نازل شدہ چون بسرور بمیلاد آنحضرت و ببذل شیر جاریہ وی بجہة آنحضرت جزا داده شد تا حال مسلمان کہ مملو ست بمحبت و سرور و ببذل مال در طریق وی چہ باشد و لیکن باید کہ از بدعتہا کہ عوام احداث کردہ اند از قبیل والات محرمہ و منکرات خالی باشد تا موجب حرمان از طریقہ اتباع نگردد و در اسلام ثویبہ اختلاف ست بعضی محدثین او را از صحابیات شمردہ و در کتب سیر آمدہ است کہ آنحضرت او را اکرام کردی بحکم رضاعت و از مدینہ صلہ برای وی حامہ و انعام فرستادی و وفات وی بعد از واقعہ خیبر واقع شدہ در سال ہشتم و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون در غزوۂ فتح مکہ تشریف آورد پرسید کہ از خویشان وی کسی ست ہیچکس نیافتند کذا فی روضة الاحباب و آن ثویبہ حمزہ بن عبد المطلب را نیز شیر داده و ازین جہت میان آنحضرت و حمزہ اخوت رضاعی ثابت ست و آوردہ اند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہفت روز شیر آمنہ خورد و چند روز او را شیر ثویبہ داد و آنکہ مشہور و معروف و مخصوص و ممتاز ست بسعادت ارضاع سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم حلیمہ سعدیہ است و چون نام و نسبت خود بجلم و وقار و سعادت موصوف بود از بنی سعد بن بکر کہ قبیلہ مشہور ست بعذوبت آن و اعتدال ہوا و فصاحت و بلاغت و آمدہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ من فصیح ترین عرب ہم کہ از قریشم و شیر داده شدہ ام در بنی سعد بن بکر و قصۂ ارضاع حلیمہ و آنچہ واقع شدہ است دران از فضائل و کرامات و معجزات آنحضرت خارج از حد حصر و احصا ست مختصری ازان رقمزدۂ کلک بیان میگردد و در مواہب لدنیہ می آرد کہ ابن اسحق و ابن راہویہ و ابو یعلی و طبرانی و بیہقی و ابو نعیم از حلیمہ می آرند کہ گفت قدوم آوردم بمکہ در زمرۂ از بنی سعد بن بکر بطلب اطفال کہ رضاعت کنیم ایشانرا و دران سال قحط باران بود کہ قطرہ از آسمان

وصل در بیان آنکہ اول کسیکہ آنحضرت را شیر داد

گویند که وی را مفاصل نبود و قدرت بر قیام و قعود نداشت الا وقتیکه غضب شدی پر باد گشتی
و بشستی و در اعضا موی هیچ استخوان نبود مگر استخوان مچه و سرهای دست و اصابع وی گویا
از گوشت چون مینجوق بودند که وی را بجای برند می پیچیدند چنانکه جامه را پیچند و می برند و گویند که روی او
در سینه وی بود و او را سر و گردن نبود و گویند عمر وی قریب بشصد سال بود و چون میخواستند که وی
کهانت کند و اخبار غیب گوید وی را می جنبانیدند همچنانکه مشک دوغ را بجنبانند پس نفس بر وی
افتادی و از مغیبات خبر دادی پس چون کسی کسری بر سطیح آمد سطیح در سکرات موت بود سلام کرد
و تحیت کسری رسانید و از وی هیچ جواب نشنید بیتی چند بگفت که مشتمل بر سوال کسری و استکشاف حال وی
بود سطیح چون آن ابیات شنید نخندید و گفت وقتی که پیدا شود تلاوت یعنی قرآن خواندن و ظاهر گردد
صاحب عصا یعنی محمد رسول الله و روان شود رود و خاندسماوه و فرود رود و دریاچه و بمیرد آتشکده فارس
سطیح نباشد و درخت حیات را از سر اچه دنیا بدر برود سطیح این کلام تمام کرد و بیفتاد و بمرد حق تعالی مملکت
نزدجرد را که آخر ملوک فرس بود بدست سعد بن ابی وقاص فتح فرمود و وی از لشکر اسلام بگریخت
و بعد ازان چند نوبت لشکر جمع کرد و محاربه نمود و بجانب خراسان رفت و در زمان خلافت عثمان بن عفان
اسیا بانی او را در سال سی و یکم از هجرت در مرو بکشت و از انجمله افتادن تبان بر روی بود و نگونسار شدن
ایشان و جماعتی از قریش را تبی بود که بر سر هر سالی نزد آن بت گردمی آمدند و عید میساختند و پیش وی
معتکف میبودند شبی از شبها دیدند که آن بت از محل خود بر روی افتاده است برگرفتند و بر جای خود نهادند
باز سرنگون افتاد باز راست کردند بار سوم سرنگون افتاد چون این امر مشاهده کردند بسیار غمگین و
ملول گشتند و بر جای خود محکم ساختند شنیدند از جوف بت آوازی که گوینده می گفت شعر تردی بولود
الضلالت نبوره * جمیع فجاج الارض بالشرق والغرب * وحزت له الاوثان طرا و ارعدت * قلوب
ملوک الارض جمعا من الرعب * این واقعه در شب ولادت آن حضرت بود صلی الله علیه وسلم
شب میلاد محمدیه شبی روشن بود * کز در مکه تا شام منور گردید * مکه و شام چه شرق و چه مغرب
نورش * همه را گشت محیط و همه جا در گردید * همه آفاق ز انوار منور گشته * همه اکناف ز اخلاق
معطر گردید * چونکه گنجینه اعطا مدش کوثر شد * دشمنش سوخته داغ هوا لابتر گردید * عاقبت بر فلک
عزو علا جا دارد * هر که از صدق و یقین خاک برین در گردید * هرگز از هیچ سمومی نه پذیرد خشکی

کہ زائیدہ شد از آمنہ محمد و فرود آمد بروی سحاب رحمت و بدانکہ جمہور اہل سیر بر آنند کہ آن سرور ختنہ
کردہ و ناف بریدہ متولد شد از انس رضی اللہ عنہ مرویست کہ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
از جملہ عزت و کرامت من نزد رب العزت عز و جل آنست کہ زائیدہ شدم ختنہ کردہ و ندیدند ہیچکس عورت
مرا و این اشارتست بحکمت تولد بریں وجہ و بعضی علما این نیز گفتہ اند کہ تا ہیچ مخلوقی در تکمیل خلقت
آنحضرت دخلی نداشتہ باشد و نیز تا عیبی بوی لاحق نشود و بعضی از متاخرین این را انکار نمودہ
و در متن حدیث طعن کردہ اند و حاکم در مستدرک او عای تواتر کردہ و ذہبی گفتہ کہ سخن در صحت او ست
متواتر چگونہ باشد و بعضی تواتر را حمل بر معنی اشتہار بمعنی لغوی کردہ و ابن قیم گفتہ کہ این از خصائص
آنحضرت نیست بلکہ اکثر مردم بریں ہیئت مولود می شوند و بعضی از اہل سیرت آوردہ اند کہ جبرئیل
علیہ السلام وی را ختنہ کردہ وقتی کہ شق صدر و تطہیر قلب مبارکش نمودہ و قولی ہست کہ عبد المطلب
در روز ہفتم از ولادت آنحضرت ختنہ کردہ مہمانی ساخت و اللہ اعلم و اختلاف کردہ اند کہ ختان
سنت ہست یا واجب آول مذہب ابو حنیفہ و مالک و بعضی شافعیہ است و ثانی قول شافعی و بعضی
مالکیہ است و آیات و کرامات کہ در ولادت آنحضرت ظاہر شدہ زیادہ بر آنست کہ در حد حصر و احصاء
در آید و آنچہ مذکور شد پارہ از آن است و شہرہ و اہر و اعجب آن جنبیدن و لرزیدن ایوان کسری و افتادن
چہاردہ کنگرہ او ست و بعضی علما عدد چہاردہ را اشارت داشتہ اند بآنچہ واقع شد از بادشاہی
چہاردہ تن از ایشان پس مالک شدند در چہار سال دہ کس و مالک شدند بقیہ تا زمان خلافت
امیر المومنین عثمان کذا فی المواہب و در روضۃ الاحباب تا زمان عمر بن الخطاب گفتہ و از ان جملہ
خشک شدن دریاچہ ساوہ و فرو رفتن آب او ست در زمین و روان شدن رود خانہ کہ آنرا وادی
سماوہ گویند و پیش از ان نہر ارسال منقطع شدہ بود و مرون آتشکدہ فارسیان کہ تا ہزار سال
گرم بود کسری از ین احوال بسیار فزع و خائف شد چندگاہ تجلد و دلیری نمود و از مردم اخفا
می نمود و قاضی قضاۃ شہر وی کہ او را موبیان گویند نیز خواب دید کہ شتران تند سرکش اسپان
عربی را می کشیدند تا از دجلہ گذر کردند و در بلاد منتشر گشتند و بدان تعبیر چنان نمودند کہ در بلاد عرب
حادثہ خواہد شد کہ بدان ملک عرب منہزم و مغلوب خواہد شد کسری مردم را برای تحقیق این حال
بر کاہنان فرستاد خصوصا بر سطیح کہ علم کہانت از ہمہ ما ہر تر بود و حال وی از عجائب و غرائب بود

که یکی در مشرق زده است و دیگر بمغرب و دیگر بر بام کعبه و گرفت مرا فیاض و در آئیدم محمد را پس دیدم او را
در سجده بر داشته هر دو انگشت مسبحه را بسوی آسمان مانند متضرع متبهل پیشتر دیدم ابری سفید را که پوشید
او را و غائب گردانید او را از نظر من و می شنوم آواز کننده را که میگوید بگردانید او را در مشارق ارض
و مغارب آن و در آرید در دریا تا بشناسند اهل او را باسم و نعت و صورت وی و بدانند که نام او احمد است
که محو میکند آثار شرک را و در حدیث دیگر آمده که آمنه میگوید که چون نهاد آنحضرت را صلی الله علیه وسلم
دیدم ابری بزرگ را که نورانی ست شنیده میشود در وی آواز سپیان و لرزیدن بازوها و سخنان
مردم تا پوشید آن ابر او را و غائب شد از من پس شنیدم منادی را که ندا می کند و می گوید بگردانید
محمد را در تمام زمین و عرض کنند او را بر روحانیات از جن و انس و ملائکه و بر طیور و وحوش و بدهید او را
خلق آدم و معرفت شیث و شجاعت نوح و خلت ابراهیم و لسان اسمعیل و رضا اسحق و فصاحت
صالح و حکمت لوط و بشری یعقوب و شدت موسی و صبر ایوب و طاعت یونس و جهاد یوشع و
صورت داؤد و حب دانیال و وقار الیاس و عصمت یحیی و زهد عیسی و غوطه دهید در دریاے
اخلاق پیغمبران گفت آمنه بعد ازان کشاده شد آن ابر از من پس پیچیده شد محمد در حریر پارهٔ سبز
پیچیدنی سخت میچکید ازان پارهٔ حریر آب مانند چشمه و میگوید گوینده زهی زهی برگماشته شد محمد بر تمام
دنیا تا باقی نماند هیچ خلقی از اهل دنیا مگر آنکه در آید و مطیع گردد در قبضه وی پیشتر نظر کردم بروی گویا
ماه چهاردهم ست و میدمد از وی بوی مشک اذفر و سه نفر اند در دست یکی ابریق است از فضه
و در دست دیگری طشت از زمرد سبز و در دست دیگری حریر سفید پس بیرون آورد خاتم که حیران
میگردد و روی ابصار ناظران پس شست آنرا هفت بار و مهر کرد میان کتف مبارک وی آن خاتم
پیچید او را در حریر و برداشت او را و در آورد در بازوهای خود ساعتی و بسپرد بمن و نقل ست از
عبد المطلب که گفته که من در شب ولادت نزد کعبه بودم چون نیم شب شد دیدم که کعبه مائل شد

بمقام ابراهیم و بسجده رفت و از وی آواز تکبیر آمد که الله اکبر الله اکبر رب محمد المصطفی الآن قد طهرنی
ربی من انجاس الاصنام و ارجاس المشرکین و از غیب آواز آمد که بخدای کعبه که برگزید کعبه را
آگاه باشید که حقتعالی کعبه را قبلهٔ وی ساخت و مسکن مبارک وی گردانید و بتان که پیرامون
خانهٔ کعبه بودند پاره پاره می شدند و بت بزرگ که آنرا اهبل میگفتند بر روی افتاده بود و ندا آمد

ولادت کرد آمنه افتاد مولود در دست من و آواز کرد شنیدم گوینده را که می گوید یرحمک الله گفت شفاء
روشن گشت مابین مشرق و مغرب تا دیدم بعض قصور شام را دران نور و در روایتی آمده قصور روم و در روایت
قصور شام اصحست که شام ملک آنحضرت ست و در کتب سابقه آمده است که محمد رسول الله مولده مکة مهاجره
یثرب و ملکه بالشام و لهذا واقع شده اسراء بالشام تا بیت مقدس و احادیث در فضل شام بسیار آمده و میگوید
شفا ترسی و لرزه بر من افتاده بعد ازان نوری از جانب راست پیدا شد و میگوید گوینده که کجا بروے
او را دیگری در جواب او میگوید بجانب مغربش بروم و تمام بقاع متبرکه اش بسانیدم و از جانب چپ نیز نوری
پیدا شد و در وی نیز گوینده میگوید کجا بردی او را دیگری میگوید بطرف مشرق بردم و به بقاع متبرکه اش
رسانیدم و بر ابراهیم خلیل عرض کردم او را بر سینهٔ خود باز گرفت و دعا کرد بطهارت و برکت و میگوید شفا
که همیشه بود این حدیث در دل من تا مبعوث گشت آنحضرت صلی الله علیه وسلم تا از جمله سباق اسلام
گشتم و نیز تحدیث میکند آمنه و میگوید آمد مرا این ندا در منام هنگامی که گذشت از حمل من شش ماه و گفت
مرا ای آمنه تو بار دار شده بهترین عالمیان و چون بزائی او را نام کن او را محمد و پنهان دار حال خود
و از ظاهر این حدیث معلوم میشود که تسمیه به محمد از آمنه باشد و در حدیث دیگر آمده که از عبد المطلب ست
و منافات نیست میان این هر دو حدیث کما لا یخفی و گفت آمنه چون گرفت مرا انچه میگیرد زنان
را از درد روز ولادت دمن تنها ام در منزل و عبد المطلب در طواف شنیدم آوازی عظیم که در ترس
افگند مرا پستر دیدم که بازوی مرغی سفید ست که میمالد دل مرا و رفت از من ترس و هر درد که می یافتم
آنرا پس ازان می نگرم که نزد من شربتی سفید ست پس خوردم آن را و قراری یافتم پس دیدم نوری
بلند و دیدم نزدیک خود زنان بلند قامت را مانند درخت خرما گویا از بنات عبد مناف اند و تعجب کردم
که از کجا پیدا شدند ایشان پس گفت بمن یکی ازان که من آسیه امراة فرعونم و دیگری گفت من مریم
بنت عمرانم و این زنان دیگر حور عین اند و سخت شد بر من حال و هر ساعت آوازی می شنوم عظیم تر
و ترساننده تر از آواز پیش در اثنای این حال می بینم دیبای سفید که دراز کشیده شده است میان
آسمان و زمین و دیدم مردان را که ایستاده اند میان آسمان و زمین در دستهای ایشان ابریقها
از نقره پستر دیدم قطعه ازطیر که پیش آمد مرا تا انکه پوشیدند حجرهٔ مرا منقارهای ایشان از زمرد و بازوهای
یاقوت و برداشت خدا تعالی از بصر من پرده را و دیدم مشارق ارض و مغارب آنرا و دیدم سه علم

روایت است از عبداللہ بن عمرو بن العاص گفت در مر ظہران کہ نام موضعی است قریب بمکہ و مردم آنرا وادی فاطمہ گویند راہبی بود از اہل شام کہ نام او عیص بود وی گفت کہ نزدیک ست کہ تولد کند در شما ای اہل مکہ مولودی کہ اطاعت کنند او را عرب و مالک گردد ملک عجم را و این زمان ولادت شریف او ست و ہر مولودی کہ بمکہ پیدا میشد از احوال او می پرسید و چون شد صبح آنروز کہ در وی ولادت شریف واقع شد آمد عبد المطلب نزد آن راہب و خبر داد بولادت آنحضرت گفت عیص باین زائیده شده در شما آن مولود ست کہ حدیث میکردم من شما را از وی گفت چہ نام نہادی او را گفت محمد گفت واللہ تحقیق بودم کہ میخواستم در میان شما وجود این مولود را بسہ خصلت کہ می شناسیم ما آنرا بدان یکی طلوع نجمہ دی شب دوم ولادت او روز دوشنبہ سیوم بنام او کہ محمد ست صلی اللہ علیہ وسلم و از عایشہ آمدہ رضی اللہ عنہا کہ گفت بود در مکہ یہودی کہ تجارت میکرد و چون آمد آن شبی کہ متولد شد آنحضرت گفت آن یہودی ای گروہ قریش آیا زائیده شد در میان شما امشب مولودی گفتند نمی دانیم گفت زائیده شد پیغمبر این امت اخیره میان دو کتف وی علامتی ست در وی موہای است مجتمع مانند عرق فرس پس آوردند یہودی را نزد در خانہ او گفت بیرون آرید بر من پسر خود را پس برہنہ کردند پشت او را و دید یہودی آن علامت را و بیہوش افتاد بر زمین و گفت واللہ رفت نبوت از بنی اسرائیل رواہ الحاکم و ابو نعیم از حسان بن ثابت آورده اند کہ گفت بودم من در وقت ولادت آنحضرت کودک ہفت سالہ یا ہشت سالہ و در می نیم می یابم قصہ را و می شنوم یہودی را کہ فریاد میکند و ربا بدادی قوم خود را پس میگویند آنہا چہ شده ترا کہ فریاد میکنی و میخوانی ما را گفت طلوع کرد نجم احمد کہ زائیده شد در این شب عثمان بن ابی العاص از مادر خود روایت میکند کہ گفت حاضر شدم من ولادت رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم و دیدم من نوری کہ خانہ و سرای جملہ نورانی گشت و دیدم نجوم را کہ نزدیک شدند از زمین تا گمان بردم کہ می افتند بر من و خانہ تمام پر انوار شد و در احادیث صحیحہ شہره آمده کہ گفت آمنہ دیدم در شب وضع نوری را کہ روشن شد بدان قصور شام و دیدم من آنہا را و از حلیمہ مرضعہ آنحضرت آمده کہ گفت آمنہ کہ بیرون آمد از فرج من شہابی کہ روشن شد بآن زمین تا دیدم من قصور شام را و زائیدن من او را لطیف کہ نبود با وی چرک و این صریح ست در انکہ ولادت از طریق معتاد بود کہ سائر زنان را میباشد و حدیث دیگر نیز کہ در وی آمده فاخذ فی المخاض کہ بمعنی درد زه است نیز ظاہر در آن ست و عبد الرحمن بن عوف از والده خود کہ شفا نام دارد روایت میکند کہ گفت ہنگامیکہ

وتواریخ برانند که تولد آنحضرت صلی الله علیه وسلم در عام الفیل بود وبعد از چهل و زیادت تا پنجاه و پنج بر وی زده اند
قول اصح اقوال ست ومشهور آنست که در ربیع الاول بود وبعضی علماء دعوی اتفاق براین قول نموده
و در دوازدهم ربیع الاول بود وبعضی گفته اند بدو شبی که گذشته بود ازوی وبعضی هشت شبی که گذشته بود
واختیار بسیاری از علماء بر اینست ونزد بعضی ده نیز آمده وقول اول اشهر واکثر ست وعمل اهل مکه برین ست
در زیارت کردن ایشان موضع ولادت شریف را درین شب وخواندن مولود وانچه از آداب وامضاع
آنست در شب دوازدهم ودر روز دوشنبه بوده واتبدای وحی وهجرت ورسیدن بمدینه وفتح مکه دوفات همه روز
دوشنبه بود وولادت در وقت صبح صادق بود پیش از طلوع آفتاب نزد طلوع غفر بفتح فین معجمه وسکون
فا وآن سه کوکب صغیر ست از منازل قمر ودر مواهب لدنیه گفته که مولد پیغمبران همه علیهم السلام همین
اکثر اخبار در وقت ولادت شریف طلوع فجر آمده ودر شب نیز آمده وهمین وقت طلوع فجر را بجهت قرب
شب نیز میتوان اعتبار کرد ودر مواهب از شیخ بدر الدین زرکشی نقل کرده که گفت صحیح آنست که ولادت
شریف در روز بود وانکه مدتی نجوم وتساقط کواکب وشهب واقع شده بدان استدلال بدلیل متواتر کمی در زمان
زمان نبوت وولادت زمان ظهور خوارق عادات است پس تواند که سقوط نجوم در نهار باشد والله اعلم
وبعضی از منجمین مهرهٔ این فن ساعت مولود آنحضرت را اسعد ساعات داشته ودر روضة الاحباب
انرا بیان کرده است وحق آنست که آنحضرت صلی الله علیه وسلم متشرف بزمان نیست بلکه زمان متشرف
باوست چنانکه اماکن وهمین ست حکمت در عدم وقوع ولادت شریف در اشهر مشهور بکرامت وبرکت
چنانکه محرم ورجب ورمضان چنانکه در روایات غریب آمده است وچنانکه از ایام یوم جمعه افضل ست
وخلق آدم در وست ودر وی ساعتی ست که هر که دعا دران ساعت کند مستجاب گردد ولیکن کی
میرسد وی بساعتی که ولادت سید المرسلین در وست وصاحب مواهب گفته که نگرانید حق سبحانه
در روز دوشنبه که یوم مولد اوست صلی الله علیه وسلم از تکلیف بعبادت چنانکه در روز جمعه که خلق آدم
در وست از جهة کرامت حبیب خود صلی الله علیه وسلم تخفیف از امت وی بسبب عنایت بوجود وی
وما ارسلناک الا رحمة للعالمین انتهی اگرچه صوم درین یوم بملاحظهٔ شرف وکرامت ولادت شریف
در وی مستحب باشد ودر حدیث آمده است که آنحضرت در روز دوشنبه روزه میداشت وازسبب
آن پرسیده شد فرمود که من متولد شده ام درین روز ونازل شد بر من وحی درین روز رواه مسلم

کذا فی المواهب و نیز روایت کرده است ابو نعیم از ابن عباس که یکی از دلالت حمل آمنه بر رسول الله
صلی الله علیه وسلم آن بود که هر چار پای که مر قریش را بود نطق کرد در آن شب و گفت حمل کرده شد بر رسول
سوگند بپروردگار کعبه وی امام تمام دنیاست و چراغ اهل اوست و در روایتی واقع شده که دواب روی زمین
همه نطق کردند باین کلمه و فرمود آمنه آمد مرا این ندا و من میان نوم و یقظه بودم که گفت تو البستنی گویا نمیدانم
که البستنی ام پس گفت تو آبستنی به بهترین این امت و در روایتی بهترین انام از انروز معلوم شد مرا که آبستنی ام
و گفت هر ماهی از ماههای حمل ندائی همی شنیدم از آسمان و زمین که بشارت باد مر شما را که وقت رسید که ظاهر
گردد ابو القاسم سیمون مبارک صلی الله علیه وسلم و وی شدید ضعیف ست و نیز گفته آمنه رض که محمد در شکم
من بود که دیدم در واقعه که نوری از من جدا گشت که جمله عالم بآن نور منور گشت و دیدم کوشکهای بصری
را و بصری بضم با و سکون صاد شهریست طرف شام و مثل این واقعه در حین ولادت شریف نیز نقل
کرده اند و آمنه هیچ فرزند دیگر غیر از پیغمبر صلی الله علیه وسلم آبستن نشد و عبد الله را نیز هیچ فرزندی
غیر از وی نبوده و محمد بن اسحاق گوید آنحضرت در شکم مادر بود که وفات یافت عبد الله و بعضی گویند
در حمل بود و بیست هشت ماهه یا هفت ماهه یا دو ماهه و این قول اصح اقوال ست و وفات عبد الله
در مدینه است و بود با قریش در تجارت و چون گذشتند به یثرب تخلف کرد از ایشان نزد اخوان خود
از بنی النجار و اقامت کرد نزد ایشان و چون آمدند اصحاب وی بگفته پرسید ایشان را عبد المطلب
از احوال وی گفتند مریض گذاشته ایم پس فرستاد عبد المطلب حارث را که اکبر اولاد او بود برای
طلب وی پس یافت او را که متوفی شده و دفن کرده شده در دار نابغه و بعضی گفته اند در ابواء
بفتح همزه موضعی ست قریب مدینه و مشهور در مردم اینست و مرویست از ابن عباس رضی الله عنهما
که گفت چون وفات یافت عبد الله گفتند ملائکه آلهنا و سید نا یتیم شد محمد پیغمبر تو و حبیب تو فرمود
خداوند تعالی من او را حافظ و نصیر و کفیل او یم صلوات سلام فرستید بروی و برکات خواهید
مر او را و دعا کنید مر او را صلوات الله و ملائکته و انبیین و الصدیقین و الشهداء و الصالحین علی محمد
بن عبد الله بن عبد المطلب و برکاته و سلامه **وصل** سبحان الله چون از دبدبه حمل و کوکبه آن که
مقدمه ظهور و مبشر وجود شریف اوست صلی الله علیه وسلم این خواهد بود حال ولادت که بالفعل
وقت ظهور سعادات و زمان بروز برکات ست چه خواهد بود تعالی الله و جل جلاله بدانکه جمهور اهل سیر

بعد از نوشتن این حدیث در نسخه ها از کتب حدیث و سیر و مسانید و صحاح و غیرها چیزی نیافتم که مؤید این خواب باشد و نه چیزی که مکذب آن باشد و نه کسی را دیدم که تصریح بصحت این خواب کرده باشد و نه کسی که تصریح بکذب آن کرده باشد و نه کسی که گفته باشد که این خواب از کتب معتبره ثابت نیست و نه کسی که گفته باشد که این خواب از کتب معتبره ثابت ست

با جلال خود آمنه بنت وهب صحبت داشتم آن زن خثعمیه گفت مرا با تو کاری نیست نوری که در پیشانی تو
دیده بودم خواستم که نور مرا باشد نصیب دیگری شد و در روایتی آمده است که آن زن که عرض کرد نفس
خود را بر عبد الله خواهر ورقه بن نوفل بود که برادرزاده عم خدیجه بود و در روایتی زنی دیگر نیز آمده که نام او
لیلی عدویه بود و تواند که از همه این زنان عرض بوجود آمده باشد **وصل** بدانکه استقرار نطفه زکیه مصطفویه
وابداع ذره محمدیه در صدف رحم آمنه رضی الله عنها در ایام حج بر قول اصح در اواسط ایام تشریق شب جمعه بود از بهجت
امام احمد حنبل رحمة الله علیه لیلة الجمعه را فاضلتر از لیلة القدر داشته که خیرات و برکات و کرامات و سعادات
که در جنس این شب بر عالمیان و مومنان مفاض و منزل شده در هیچ شبی نشده تا روز قیامت بلکه تا ابد و اگر بهمین جهت
شب میلاد را افضل از شب قدر داند از تدبیر می نرود و قد صرح به العلماء رحمهم الله در اخبار آمده که در این شب
در ملک و ملکوت ندا در دادند که عالم را بانوار قدس منور سازند و ملائکه زمین و آسمان در اهتزاز و اتهاج
آمدند و بخازن بهشت امر شد که در فردوس اعلی بگشاید و عالم را بفوائح روائح معطر گردانند و در جمیع طبقات
سموات و بقاع ارض بشارت دادند که نور محمدی امشب در رحم آمنه قرار یافت و خود چون بشود که
مصدر تمامه خیرات و برکات و کرامات و انوار و اسرار و مبدا خلق عالم و اصل اصول بنی آدم قریب بعالم
ظهور میرسد و تمامه عوالم را منور و مشرف و مسرور میگرداند و مروی است که در صبح آن شب بتان روی زمین
منکوس افتادند چنانکه شیاطین بولادت وی از صعود بآسمان ممنوع گشتند و نماند هیچ تختی از تختهای
ملوک دنیا مگر آنکه سرنگون شد و نماند در ان شب هیچ سرای مگر آنکه روشن گشت و هیچ مکانی مگر آنکه
در آمد او را نور و نماند هیچ دابه مگر آنکه گویا شد و بشارت دادند و حوش مشرق با وحوش مغرب و بحور دنیا
قریش در قحط شدید و ضیق عظیم چنانکه در ختان همه خشک شدند و چهارپایان همه لاغر گشتند پس فرستاد
خدا تعالی بارانها و سبزه و شاداب ساختند درختان را در وی نمود ذوق و سرور و نعمت و حضور
تا تمام نهادند این سال سنة الفتح و الابتهاج و آنحضرت نه ماه تمام نه بیش و نه کم در شکم مادر بود
و ندیدند مادر او در او نه بی ذوقی دل را چنانکه عادت نساء میباشد در زمان حمل و از آمنه منقول است
که فرمود واقف نگشتم که من بستیم و ثقلی ندانشتم چنانکه زنان حامله را میباشد و لیکن انبعثی دارم بود که
حیض منقطع شده بود و از بعضی روایات وجود ثقل معلوم میشود و جمع کرده است ابو نعیم میان
دو روایت که در ابتدا ثقل داشت و نزد استمرار حمل خفت و این هر دو خلاف معهود معتاد نیست

وصل در بیان استقرار نطفه زکیه مصطفویه و ابداع ذره محمدیه در صدف رحم آمنه رضی الله عنها در ایام حج بر قول اصح در اواسط ایام تشریق شب جمعه بود از بهجت امام احمد حنبل رحمة الله علیه لیلة الجمعه را فاضلتر از لیلة القدر داشته که خیرات و برکات و کرامات و سعادات که در جنس این شب بر عالمیان و مومنان مفاض و منزل شده در هیچ شبی نشده تا روز قیامت بلکه تا ابد و اگر بهمین جهت شب میلاد را افضل از شب قدر داند از تدبیر می نرود و قد صرح به العلماء رحمهم الله در اخبار آمده که در این شب در ملک و ملکوت ندا در دادند که عالم را بانوار قدس منور سازند و ملائکه زمین و آسمان در اهتزاز و اتهاج آمدند و بخازن بهشت امر شد که در فردوس اعلی بگشاید و عالم را بفوائح روائح معطر گردانند و در جمیع طبقات سموات و بقاع ارض بشارت دادند که نور محمدی امشب در رحم آمنه قرار یافت و خود چون بشود که مصدر تمامه خیرات و برکات و کرامات و انوار و اسرار و مبدا خلق عالم و اصل اصول بنی آدم قریب بعالم ظهور میرسد و تمامه عوالم را منور و مشرف و مسرور میگرداند و مروی است که در صبح آن شب بتان روی زمین منکوس افتادند چنانکه شیاطین بولادت وی از صعود بآسمان ممنوع گشتند و نماند هیچ تختی از تختهای ملوک دنیا مگر آنکه سرنگون شد و نماند در ان شب هیچ سرای مگر آنکه روشن گشت و هیچ مکانی مگر آنکه در آمد او را نور و نماند هیچ دابه مگر آنکه گویا شد و بشارت دادند و حوش مشرق با وحوش مغرب و بحور دنیا قریش در قحط شدید و ضیق عظیم چنانکه درختان همه خشک شدند و چهارپایان همه لاغر گشتند پس فرستاد خدا تعالی بارانها و سبزه و شاداب ساختند درختان را در وی نمود ذوق و سرور و نعمت و حضور تا تمام نهادند این سال سنة الفتح و الابتهاج و آنحضرت نه ماه تمام نه بیش و نه کم در شکم مادر بود و ندیدند مادر او در او نه بی ذوقی دل را چنانکه عادت نساء میباشد در زمان حمل و از آمنه منقول است که فرمود واقف نگشتم که من بستیم و ثقلی ندانشتم چنانکه زنان حامله را میباشد و لیکن انبعثی دارم بود که حیض منقطع شده بود و از بعضی روایات وجود ثقل معلوم میشود و جمع کرده است ابو نعیم میان دو روایت که در ابتدا ثقل داشت و نزد استمرار حمل خفت و این هر دو خلاف معهود معتاد نیست

آزا خدا تعالی و انکار میکنند انرا و میگویند که وی اسحاق است انتهی شیخ جلال الدین سیوطی در رسایل خود می آرد که قول بانکه ذبیح اسحاق است از تحریفات اهل کتاب است انتهی و لیکن این قول در کلام بعضی از عظمای مشایخ مذکور و مسطور ست و الله اعلم **وصل** وچون آوازه حسن و جمال عبد الله اشتهار داشت و این قضیه ذبیح و فدا سبب زیاده اشتهار گشت زنان قریش عاشق و طالب وصال وی گشتند و بر سر راه وی آمده می ایستادند و او را بجانب خود میخواندند و حق سبحانه او را در پرده عفت و عصمت محفوظ داشت و اهل کتاب بدریافت بعضی علامات آنکه وجود پیغمبر آخر زمان از صلب عبد الله بود دشمن میداشتند او را و در مقام اهلاک وی می ایستادند و دائم بقصد اهلاک او در اطراف مکه می آمدند و آثار غریبه و امور عجیبه مشاهده میکردند و خائب و خاسر برمیگشتند روزی عبد الله بصید رفته بود جماعه کثیر از اهل کتاب شمشیرها آهیخته از جانب شام بقصد عبد الله رسیدند و هب بن مناف که پدر آمنه والده آنحضرت بود نیز در ان صحرا بود دید که سواران خلد که با اهل اینعالم مشابهتی ندارند از غیب ظاهر شدند و آن گروه را از عبد الله دفع کردند و هب بن مناف چون اینحال مشاهده کرد بخانه آمد و با اهل خود گفت که من میخواهم که آمنه را که دختر او بود بعبد الله بن عبد المطلب بزنی بدهم و اینمعنی بوسیله بعضی دوستان خود بعرض عبد المطلب رسانید و عبد المطلب نیز میخواست که عبد الله را تزویج کند و تفحص مینمود که زنی بشرف نسب و حسب و عفت ممتاز باشد اختیار کند آمنه بنت وهب را متصف باین صفات یافت پس عبد الله را بوی تزویج کرد و آورده اند که عبد الله بر زنی از بنی اسد گذشت که نزد کعبه ایستاده بود که نام او رقیه بصیغه تصغیر بنت نوفل بود و بروایتی قتیله بقاف چون نظر او بر روی عبد الله عاشق جمال او شد و گفت صد شتر که نحر کرده شده است از تو بر من که ترا بدهم پس عفت و حیا دامن گیر عبد الله شد از ان اباآورد و از وی در گذشت روز دیگر زنی خثعمیه بود که در علم کهانت مهارتی تمام داشت و متموله بود وی نیز عبد الله را خواست که بمال فریبد بدهمان حرف که آن زن دیگر گفته بود بگفت عبد الله فریب نخورد و بهانه کرد که بمنزل برسم و رمی جمرات کنم و بیایم چون بمنزل رفت با آمنه صحبت داشت و نور محمدی از وی با آمنه انتقال کرد و آمنه به پیغمبر صلی الله علیه وسلم حامله گشت و این در ایام منا بود چنانکه بیاید وقتی دیگر عبد الله بر آن زن گذشت آن زن در روی عبد الله آن نور نیافت و با وی گفت بعد ازان که برگشتی یا هیچ زنی صحبت داشتی گفت آری

وصل
آوازه حسن و جمال عبد الله

قرعه بر شتر افتاد و هنوز دل عبد المطلب قرار نمی یافت تا مکرر قرعه بر شتران می افتاد پس عبد المطلب را
اطمینان حاصل شد حمد خدا تبقدیم رسانید و عبد الله را ذبح خلاص شد پس ذبح کرد صد شتر و خاص عام
و وحوش و طیور را سیر گردانید و دیت مرد بعد ازان در میان عرب صد شتر گشت بعد ازان که ده بود و چون
دور اسلام شد شارع نیز انرا مقرر داشت و از ینجهت آنحضرت فرمود صلی الله علیه وسلم انا ابن الذبیحین
و مراد بدو ذبیح عبد الله و اسمعیل را داشت و صاحب مواهب گفته که زمخشری این را در کشاف روایت
کرده و نزد حاکم در مستدرک از معویه بن ابی سفیان آمده که گفت بودیم ما نزد رسول خدا صلی الله علیه
وسلم پس آمد او را اعرابی و شکایت کرد از قحط و خشکی سال و هلاک مال و ضیاع عیال و گفت عطا کن
بر من انچه غنیمت داده است ترا پروردگار تو یا ابن الذبیحین پس تبسم کرد آنحضرت و انکار نکرد بر وی
تنبیه قول مشهور میان جمهور انست که ذبیح نام اسمعیل علیه السلام ست و بعضی علماء بر آنند که نام
اسحاق است علیه السلام و اگر این قول صحیح باشد تاویل ابن الذبیحین آن باشد که اطلاق ابی عم
آمده است چنانکه در قول وی سبحانه در اخبار از نبی یعقوب واقع است قال ما تعبدون
من بعدی قالوا نعبد الهک و اله اباءک ابراهیم و اسمعیل و اسحاق و اسمعیل را آب خود خواند
و حال آنکه وی علیه السلام عم ایشان است همچنین ذبیح بر ین قول اسحاق ست و آنحضرت را صلی الله
علیه وسلم را بن او گفتند که عم او ست و ابن قیم در ترجیح قول اول گفته که شک نیست که ذبیح در مکه بود
لهذا قربانیها روز نحر در مکه کرده شود چنانکه سعی بین الصفا و المروه و رمی جمرات در مکه است بجهة تذکیر
شان اسمعیل و ام وی و اقامت ذکر الله و اگر ذبیح بشام میبود قربانیها و نحر نیز در شام میبود و نیز قرآن مجید
ذبیح را حلیم خوانده حلیم تر نبود از کسیکه تسلیم کرد نفس خود را برای ذبح از جهت طاعت پروردگار
و اسحاق را علیم گفت و نیز عادت بران جاریست که مولود اول محبوب تر میباشد و چون تعلق گرفت
قلب خلیل بدان تقاضا کرد و غیرت محبت قطع آنرا با مر کردن بذبح وی و ولادت اسمعیل مقدم است
بر ولادت اسحاق و این توجیهات و ترجیحات واهی ست که افادت نمیکند چه جای قطع و یقین و صاحب مواهب
حکایتی می آرد که عمر بن عبد العزیز پرسید مردی را از علمای یهود که اسلام آورده بود که کدام یکی از
دو پسر را بر اهیم امر کرده شد بذبح وی پس گفت آن یهود و الله یا امیر المومنین یهود میدانند که ذبیح
اسمعیل است و لیکن ایشان حسد میکنند شما را ای معشر عرب که پدر شما افضل باشد که ذکر کرده است

ظاهر شدن گرفتند وان اسلحه و دوآهو بره که پنهان کرده بودند پیدا شدند پس حضرزمزم تمام شد و آب
پیدا شد و بآن تفاخر و جاه عبد المطلب بیفزود و نذر کرد که چون حقتعالی اورا ده پسر دهد و بحد بلوغ
و اعوان وی شوند یکی از ایشان را قربانی کند و چون حقتعالی ده پسر بوی داد و همه بحد بلوغ رسیدند شبی
نزد کعبهٔ معظمه بخواب رفته بود در خواب می بیند گویا گوینده میگوید فاکن نذر خود یا عبد المطلب برای پرودگار
این خانه پس بیدار شد ترسان ولرزان و چون نفسش مساحمت بدان دشوار آمد ذبح کرد گوسفندی و اطعام
کرد ازا برای فقرا و مساکین پستر بخواب رفت دید که میگوید قربان کن بزرگ تر ازین را پس بیدار شد
قربان کرد و گاوی را باز بخواب رفت و دید که میگویند قربان کن بزرگتر ازین را پس قربان کرد شتری را
پستر باز بخواب رفت و دید که ام میکنند به بزرگتر ازان پرسید بزرگتر ازین کدام ست گفتند یکی از پسران
که نذر کرده بذبح وی پس سخت غمناک شد و جمع کرد اولاد را و گفت با ایشان صورت حال را ایشان
گفتند اختیار بدست تست اگر همه را ذبح کنی راضیم عبد المطلب از اطاعت پسران شاد گشت و گفت
قرعه بیندازند و چون قرعه بیندا فتند بنام عبد الله برآمد و بود وی احب اولاد تر نزد پدر بحبت تا فتن نور محمدی
از جبین وی و بودن وی صاحب جمال و کمال و شجاع و پهلوان و تیز انداز پس گرفت عبد المطلب دست
عبد الله را و گرفت کارد را و آورد را نزد اساف و نائله که دو صنم بودند نزد کعبه و قربان کرده میشد نزد
ایشان و چون قوم قریش بر بخیال واقف شدند مانع آمدند و نگذاشتند عبد المطلب را که اینکار بکند
خصوصاً احوال او از مخزوم و لوا دلالت کردند بر نبوتی کاهنه که در حجاز بود و بعقل و فراست از کاهنان
دیگر ممتاز و دران وقت جنیان هنوز از صعود بر آسمان و استراق سمع ممنوع نبودند گفتند که پیش آن
کاهنا باید رفت و قصه را بروی عرض باید کرد تا چه فرماید پس رفتند بروی آن زن گفت امروز بروید
فردا بیائید تا ببینم که قرین من جن درین قضیه بچه اشارت میکند روز دیگر چون پیش کاهنان رفتند پرسید
که دیت مرد نزد شما چند شتر ست گفتند ده شتر گفت ده شتر را در مقابل آن پسر بدارید و میان وی
و شتران قرعه بیندازید اگر قرعه بنام شتران بیاید بجای وی قربان کنید و اگر بنام پسر برآید ده شتر دیگر
بیفزائید و همچنین قرعه بیندازید تا زمانیکه قرعه بنام شتران برآید ازان زمان بدانید که پروردگار تعالی راضی
شد که آن شتران فدای اوست صاحب شما خلاص یافت عبد المطلب و جمله قریش بمکه باز گشتند پس تصر با بگاه
که حضور اساف و نائله بود آوردند شتر مقابل عبد الله داشتند و قرعه انداختند تا شتر بصد رسید آنزمان

باد و ثم که در زمین حرم خانه بسیار و گرد آن طواف کن چنانکه ملائکه را میدیدی که طواف می کنند در آسمان
گرد عرش پس آدم علیه السّلام هر سال از هند بطواف آنجا نه می آمد آزا ابن عباس رضی الله عنهما منقول است
که آدم چهل حج پیاده گزارد و در طوفان نوح آن خانه را با آسمان هفتم رفع کردند الی آخر ما جاء نا من التقصیر
فی هذه الباب و مقصود در اینجا ذکر حال زمزم و سبب انباشته شدن زمزم و پیدا شدن وی در زمان عبد المطلب
و حفر او مر آنرا و سببیت آن مر تسمیه عبد الله را بذبیح است آورده اند که تا اسمعیل علیه السلام در حیات بود
ولایت خانه کعبه تعلق باو داشت و بعد از وی ثابت که اسن اولاد وی بود قائمقام گشت و بعد از
زمان میان ایشان و قوم جرهم منازعت و مخاصمت افتاد بملاحظه نسب مصاهره که با اسمعیل علیه السّلام
داشتند بمصالحت آنجا میدود تا فرزندان اسمعیل بسیار شدند از انکه بیرون رفتند و در اطراف و اکناف
عرب ساکن گشتند و حکومت مکه بقوم جرهم ماند چون مدتی بر اینحال گذشت قوم جرهم که حاکم ایشان
عمرو بن حارث نام داشت بتیاد ظلم و فساد نهادند و مقیم و رهگذری را میر نجانیدند و هر یکه که مردم
بجهة خانه کعبه می آوردند و میفرستادند برای خود برمی داشتند قبائل عرب که در نواحی بودند در صدد
هلاک و استیصال ایشان بایستادند جرهم را طاقت مقاومت نماند و روبگریز نهادند و بجانب یمن
رفتند و ابن عمرو بن حارث بباعثی حجر آسود را از رکن خانه برکند و صورت که آهو بره طلا مرین بجواهر
که اسفندیار فارسی بهدیه کعبه فرستاده بود و انرا غزال الکعبه خواندندی با سلاحی چند که در خانه کعبه
بود در چاه زمزم پنهان کرد و باز نشاشت و باز مین هموار ساخت و نشانهای انرا طمس و محو کرد و از
شامت ظلم و فسقی که در حرم مکه معظمه کردند حق تعالی زحمتی که عرب انرا عدسه گویند بر ایشان برگماشت
بعضی هلاک شدند و بعضی از انجا بیرون رفتند از انگاه باز اولاد اسمعیل در مکه آمدند و چاه زمزم از ان
روزباز منطمس و ناپیدا بود چون نوبت حکومت در ریاست اهل مکه بعبد المطلب رسید و ارادهٔ الهی
متعلق باظهار زمزم شد پس در خواب عبد المطلب در آوردند که زمزم را پیدا باید کرد و محل ان مشتبه
بود که کجاست پس باثارات و علامات آنرا دریافت و خواست که آنرا حفر کند قریش ازان مانع
آمدند و سفهای ایشان او را بنیاد ایذا کردند و در موضع زمزم دو بت بود که نام آنها اساف و نائله بود
قریش نخواستند که میان بتان چاهی بکنند عبد المطلب با یک پسر خود که در ان زمان داشت و حارث
نام او بود بر قریش غالب آمد و بحفر زمزم مشغول شدند چون مقداری از زمین بکندند سنگها و نشانها

وبجائی برد که درانجا عمارت وزراعت وآب وآبادانی نبود وایشان راتنها بگذارد وابراهیم مامور بود
بخاطر جوی ساره پس هاجره اسمعیل را برداشت وبرزمینی برد که اکنون حرم مکه است وایشانرا نزد
خانه کعبه در اموضع بنا خواهد شد گذاشت وآنبانی از خرما ومشکے آب پیش هاجره اسمعیل نهاد وایشانرا
بخدا سپرد وخود مامور بود بدان پس بازگشت ازان خرما وآب میخورد وشیر میداد چون خرما وآب تمام شد
وتشنگی برایشان غلبه کرد تا بحدیکه اسمعیل از تشنگی بناک می غلطید هاجره بحکم اضطرار برخاست وبرکوه
صفا رفت ونخطه بایستاد تا کسی بفریاد او برسد وآبی پیدا گردد وپس ازان فرود آمد وبجانب کوه مروه
رفت وبرآمد ونخطه بران بایستاد وباین طریق هفت نوبت سعی کرد وهرنوبتی پیش اسمعیل می آمد ونگاه می
میکرد تا در نوبت اخیر او را بر شرف هلاک یافت وبرین نوبت چون برده برآمد آوازی شنید گوش بران
آواز داشت گفت آواز ترا شنیدم مرا فریاد رس ووحی جبرئیل بود که پیش اسمعیل ودر موضع زمزم
ایستاده است پس جبرئیل بپاشنه پای خود زمین را بشگافت وچشمهٔ آب پیدا شد پس هاجره سرسید
ازانکه آب نماند گرد آن چشمه نمود ازحوضی ساخت تا آب درانجا جمع شود واصل چاه زمزم آن موضع
بود که هاجره آب دران گرد کرد پیغمبر فرمود صلی الله علیه وسلم رحمة کناد خدا تعالی مادر اسمعیل را اگر
میگذاشت زمزم راد گرنمی کرد چشمهٔ آب میبود روان بروی زمین وترجم باین روش درزبان عرب
بجهت ضعف رای کنند ودلالت برآن که نمی بایست کرد پس هاجره واسمعیل ازان آب می آشامیدند
هم تشنگی رادفع میکرد وهم گرسنگی راواین ازخواص آب زمزم ست که بجای شراب وطعام هردو باشند
چنانکه شیر وطعم این آب نیز بطعم شیر شتر میماند هاجره واسمعیل چندگاه برین حال بودند تا قوم جرهم
از ولایت یمن برآن موضع رسیدند بواسطه آب آنجا منزل گزیدند واسمعیل میان ایشان نشو ونما
می یافت تا چون بحد بلوغ رسید با قبیله جرهم وصلت گرفته وفرزندان پیدا شدند وابراهیم علیه السلام
گاه گاه باجازت ساره بر براق سوار از شام بتفقد ایشان می آمد چنانکه چاشت پیش ساره میکرد
وبگه می آمد وقت قیلوله باز به ساره میرسید تا زمانی که پیش حق تعالی مامور شد که خانه کعبه بنا کند پس
معاونت اسمعیل در موضع تل سرخ که در اول هاجره واسمعیل را در آنجا گذاشته بود خانه کعبه بنا کرد
پیش ازابراهیم درین موضع برای آدم حق تعالی خانه از بهشت فرستاده بود از یاقوت دو در داشت
از زمرد سبز یکی شرقی دیگر غربی وخطاب کرد با دم که طواف کن گرد این وبروایتی حق تعالی خطاب فرمود

سعی کردن ست بقصد کسی و اما مدرکه نام او عامر یا عمرو بود و یا بجهة او را مدرکه گفتند که روزی عقب
خرگوشی دوید و دریافت آنرا و بگرفت پدرش او را مدرکه لقب کرد و بآن مشهور گشت و بعضی گویند بجهة آن
دیر ادراک گفتند که عزو شرف که اباو اجداد او داشتند وی اینها را جمع کرد و دریافت و بر هر تقدیر تا آنکه قرین
کلمه است از جهة مبالغه باشد کذا فی روضة الاحباب و احتمال دارد که برای نقل از وصفیة تأنیثیه باشد والله اعلم
و اما الیاس اول کسی ست که بهدی فرستاد شتر انرا به بیت حرام و در قاموس گفته که وی اول کسی است که
رسید او را یاس محرکه یعنی سیل و آورده اند که وی از صلب خود آواز تسبیح پیغمبر می شنید صلی الله علیه وسلم
بگوش و اما مضر وی اول کسی ست که نهاد خدا را برای اهل روبود خوش آواز ترین مردم در زمان خود و بر
دین اسلام بود بر ملت ابراهیم علیه السلام اما نزار از نزر بمعنی قلیل میگویند که چون زائیده شد وی و
نذر کرد و پدر روی بنور محمد که میان دو چشم وی بود خوش حال شد خوشحال شدن سخت و طعام کرد مساکین
را و گفت اینهمه اندکسب و حق این مولود پس تسمیه کرده شد نزار از جهت این و کنیت او ابو ربیعه است
و اما معد بن عدنان را دو پسر بود و سعد بن عدنان که از اجداد آنحضرت ست و از عدنان نسب شریف
بالاتر نمیرود و بر روایات صحیحه و اهل انساب را دران اختلاف ست چنانکه معلوم شد و حکمت اسلوب

وصل اقتضای وحی نیز نکرد و آنحضرت نیز نخواست آنرا **وصل** چون کشایش و اجتماعی عبد المطلب را
از شر ابرهه و رجوع کرد ابرهه خائب و خاسر خواب میکرد عبد المطلب روزی در حجره ناگاه خوابی دید عظیم
و بیدار شد ترسان و لرزان پس خواند قصه این خواب را بر کاهنان قریش پس گفتند او را کاهنان
اگر راست افتد این خواب تو هر آئینه بیرون می آید از پشت تو کسیکه ایمان می آرند بوی اهل آسمان
و زمین پیدا میگردد در مردم علامتی آشکار آپس تزوج کرد عبد المطلب فاطمه را و بارد ارش
فاطمه بعبد الله ذبیح و الد رسول خدا صلی الله علیه وسلم و تسمیه عبد الله بذبیح مشهور و مستور است
و سبب آن حفر عبد المطلب چاه زمزم را ست بعد از انباشته شدن او و اگر با وی قصه حفره و حدوث
او را نیز ذکر کنیم اولی و اتم باشد بدانکه چون ابراهیم خلیل را صلوة الرحمن علیها از هاجر بفتح جیم اسمعیل
علیه السلام متولد شد نور محمدی از پیشانی وی متیافت سارة که زوجه ابراهیم بود و رشک برد و طبیعت
وی تحمل آن نداشت که اسمعیل و مادر او را ببیند بجهت آنکه ویرا فرزند نبود و طمع آن نداشت که او را
پسری شود که مستودع آن نور باشد تا منجر شد بآنکه سارة خواست که ابراهیم هاجره اسمعیل را بردارد

کہ پشتہای ہر دو چسپیدہ بود آخر بتشہیر رسید اکثر گویند وآنا قصی تصغیر قصی بمعنی بعید زیرا کہ وی بعید افتاد از
گروہ خود در بلاد قضاعہ وقتیکہ بار دار شد بوی مادر او فاطمہ وا ورا مجمع ہم می گفتند کہ جمع کرد قبائل عرب را
کہ در سیلاد خزاعہ از بکہ متفرق شدہ بودند چون قصی باز بکہ آمد وآنرا از دست خزاعہ انتزاع کرد جمع
کرد ایشان را باز بکہ وگویند دار الندوہ را قصی ساخت کہ چون قریش را مہمی کلی روی مینمود در آن
خانہ جمع میشدند ومشاورت مینمودند وندوہ در لغت بمعنی حدیث کردن وندی نادیہ کہ بمعنی مجلس است
از ینجاست ونام قصی زید بود وآنا کلاب با مصدر است بمعنی مکالیب بمعنی منازعت ومخاصمت کالبت
العدو مکالبتہ نازعتہ خاصمتہ یا بمعنی جمع کلب ست ومراد معنی کثرت ست چنانکہ تسمیہ میکنند سباع
اعرابی را پرسیدہ شد کہ شما چرا نام میکنند پسران خود را بنامہای بد مثل کلب وذیب وغلامان خود را
بنامہای نیک مانند مرزوق ورباح گفت نام میکنم پسران را برای اعداء وغلامان را برای خود ونام
کلاب حکیم ست وبعضی گفتہ اند عروہ وآنا مرۃ بن کعب اول کسی ست کہ جمع کرد یوم عروبہ را وعروبہ بفتح
مہملہ نام روز جمعہ است جمع میکرد قریش را درین روز وخطبہ میخواند بر ایشان وتذکیر میکرد ایشان را
ببعثت پیغمبر آخر الزمان وگاہ میگردانید ایشان را کہ وی از اولاد منست وامر میکرد ایشان را
باتباع وی وایمان آوردن بوی وانشا میکرد درین باب ابیات را کہ از انجملہ این بیت ست
شعر یا لیتنی شاہدا فحواہ دعوتہ ۔ اذا قریش تنفی الحق خذلانا ۔ آنا لوی بن غالب تصغیر لاے
ولای بمعنے شدت وسختی در حریش آید واما فہر جمعی از اہل سیر وتواریخ بر آنند کہ قریش لقب او ست وبوے
نسبت میکنند قریش را وہر کہ فرزند فہر نیست آنرا قرشی نگویند بلکہ کنانی گویند واکثر بر انند کہ قریش
لقب نضر بن کنانہ است واولاد او را قرشی گویند وقریش نیز گویند ودر تسمیہ بقریش وجوہ متعددہ
گفتہ اند مشہور آنست کہ قریش نام دابہ ایست کہ بزرگ ست میخورد ماہیان را ونمیخورد او را ہیچ
دابہ وعالی وغالب می آید بر ہمہ دواب دریا وغالب نمی آید ہیچ دابہ بروی ودر صراح از بعضی شعرا
متقدمین ابیات مستشہد این انشا کردہ وبعضی گویند کہ ایشان جمع شدند در حرم بعد از انکہ متفرق
شدہ بودند وتفرس جمع شدن وگرد آمدن است ویا بجہۃ آنکہ ایشان اہل تجارت وکسب بودند وقرش
بمعنی کسب کردن وجمع آوردن وبعضے گویند چون مردم بحج می آمدند این قوم تفتیش حال فقرا مینمودند
وایشان را چیزی میدادند وتقریش بمعنے تفتیش است فی الصراح تقریش بر غالیدن واقراش

پس فرستاد حق تعالی طیر ابابیل را از دریا با هر یک سه سنگ ریزه یکی در منقار و دو در پای مقدار عدس
نمیرسید این سنگ ریزه هیچ یکی را مگر آنکه می افتاد بر زمین و رسید ابرهه را در جسد شش در وی که افتاد و تمام
انگشتان او پاره پاره و روان شد از ان زرد آب و پیه و خون و شکافت تا دل وی العوذ باللہ من
غضب اللہ و این قصه از معجزات آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم که پیش از نبوت ظاهر شده و این قسم
از معجزات را ارهاصات گویند که بمعنی تاسیس و بنیاد نهادن است و سایه کردن ابر بر آنحضرت
نیز پیش از بعثت بود و معجزات آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم سه قسم ست قسمی که پیش از نبوت ظهور
یافته بوده و قسمی در زمان نبوت و قسمی دیگر بعد از نبوت که کرامات اولیاء امت ست و عجب از صاحب
که بحث کرده که حجاج خراب کرده کعبه را و چیزی ازان حادث نشد و جواب داده که ارهاص پیش از ظهور
نبوت بود از برای تاسیس امران و چون نبوت ظاهر شد و ثابت و متاکد گشت بدلائل حاجت
نیست بارهاص چه هدم حجاج نه بقصد تخریب کعبه و افساد بود بلکه بسبب تعصب و رد فعل عبد اللہ
بن الزبیر و عدم قبول روایت وی بود که از عائشه شنید و گرده بر غم وی برای اعزاز و تعظیم کعبه و لهذا
چون بعبد الملک حدیث عائشه رسید پشیمان شد بر فعل آن و خود از قریش چند بار عمارت کعبه تجدید
یافته یکی ازان در سال ولادت فاطمه رضی اللہ عنها بود که آنحضرت بنفس شریف سنگ می کشید
و آن بقصد اصلاح بود نه افساد چنانکه اصحاب فیل میخواستند و اما هاشم نام او عمرو ست و هاشم
ازینجهة گفتند که هشم بمعنی نان ریزه کرد نست و اول کسیکه ثرید خورانید قوم خود را در ایام قحط او
بود و او را اعمر و العلی نیز می گفتند بجهة علو مرتبة وی و بسی مردی صاحب جمال و صاحب جاه بود
و هاشم چهار پسر داشت اسد که پدر مادر علی مرتضی ست رضی اللہ عنه و نفیله و صیفی و عبد المطلب که
جد پیغمبر ماست صلی اللہ علیه وسلم و او را اولاد نماند مگر از عبد المطلب و اما عبد مناف نام او
مغیره است و کنیتش ابو عبد شمس و مناف نام بتی ست و او را چهار پسر بود هاشم که جد عبد اللہ
پدر پیغمبر ماست صلی اللہ علیه وسلم و عبد شمس که جد بنی امیه است و نوفل که جد جبیر بن مطعم است
و مطلب که جد اعلی امام شافعی ست و گویند هاشم و عبد شمس توامان بوده اند و پیشانیهای هم
چسپیده بود و هر چند سعی میکردند از هم جدا نمی شد به شمشیر رویهای ایشان از یکدیگر جدا کردند ازینجهة
میان اولاد ایشان عداوت و شمشیر در میانست کذا فی روضة الاحباب و مشهور میان مردم آنست

بفتح مثلثه و کسر موحده و سکون تحتانیه که نام جبلی ست بمکه مکرمه می برند و بیرا و بحضرت عزت وسیله
می ساختند و در ایام قحط باران بوی استسقا میکردند و ببرکت نور محمدی که در جبین حال وی میتافت
مهم ایشان بکفایت میرسید و از کعب احبار آمده که چون نور آنحضرت بعبد المطلب رسید و این فضل را
دریافت روزی در حجر بکسر حا و سکون جیم که نام موضعیست از کعبهٔ مکرمه خواب کرده بود و پس بیدار شد
مکحول مدهون که پوشیده است حلهٔ بیش بها و جلال و جمال را متحیر ماند که این از کجاست و که کرده است
ایخال را بوی پس گرفت او را پدر او نزد کاهنان قریش و خبر دادند کاهنان که پروردگار آسمانها فرمان
کرده است مر این غلام را که تزوج کند گویا ایخال را تعبیر کردند بحالت تزوج یا خبر دادند از غیب که کاهنان
ادعای آن میکردند پس تزویج کرد او را پدر او بزنی که نام وی قیله بود و زائید از وی حارث که اکبر
اولاد عبد المطلب ست پسر مرد قیله و تزویج کرد بعد از وی زنی دیگر را که نام او هند بنت عمرو ست
و چون قدوم کرد ابرهه ملک یمن از جانب اصحمه نجاشی و آورد فیل سفید عظیم را برای هدم بیت الله الحرام
و رسید عبد المطلب را این خبر گفت کری گرده قریش تر سیدند این بیت را پروردگاریست
نگاه میدارد آنرا ما حافظ این بیت نیستیم بلکه مادر حفظ این بیت پس آمد ابرهه و راند شتران و گوسفندان
قریش را و بود مر عبد المطلب را جهاز ضد ناقه پس سوار شد عبد المطلب با قریش و بر آمد بر جبل بیشر
پس گردید دائره نور رسول خدا از جبین عبد المطلب مانند هلال و سخت شد شعاع آن بر بیت حرام
مانند چراغ که روشن گردد و چون نظر کرد عبد المطلب بسوی آن نور گفت ای گروه قریش برگردید
بتحقیق کفایت کرده شدید شما این مهم را بخدا سوگند که نمیگردد این نور از من مگر میباشد ظفر مارا
پس برگشتند قریش و متفرق شدند فرستاده بود ابرهه مردی را تا نهر میت دهد حبش را و چون در آمد
در مکهٔ مکرمه و نظر کرد بر روی عبد المطلب افتاد بر زمین بیهوش گشت و آواز کرد مثل آواز گاوی
که ذبح کرده شود و چون بهوش آمد سجده کرد عبد المطلب را و گفت گواهی میدهم که تو سید قریشی
حقا و در روایتست که چون حاضر شد عبد المطلب ابرهه فیل سفیدی که آورده بود برای هدم بیت بحضور
طلبید و چون فیل نظر کرد بر روی عبد المطلب سجده کرد فیل و نبود عادت آن فیل که سجده کند ملک
ابرهه را چنانکه سجده میکنند فیلان دیگر و گویا گردانید خدا تعالی فیل را و گفت فیل سلام بر نوری که
در پشت تست ای عبد المطلب و برنخاست این فیل هر چند زدند در سر وی پس برگشتند بجانب یمن

تا آدم پس ناخوش آمد او را و گفت که خبر داده است او را ابدان همچنین روایت کرده شده است
ازوی در رفع نسب انبیا علیهم السلام پس باید که توقف کنیم از ما فوق عدنان از جهة وجود تخلیط اشخاص
وتغیر الفاظ با قلت وجود فائده دران ولهذا وحی کرده نشد بر آنحضرت نیز صلی الله علیه وسلم در حاشیه
روضة الاحباب ما فوق عدنان تا آدم را از کتاب انساب ابن جوزی قریب بسی تن ذکر کرده و چون
اعتماد نیست بران ومخالف ست با قول علما ذکر نکردیم ما آنرا والله اعلم اکنون احوال بعضی ازان اشخاص
که مشهور ومعلوم ومتفق علیه اند ذکر کنم اما عبد المطلب نام او شیبة ست وتسمیه وی بآن بجهت آنست که
در وقت ولادت در سر وی مویهای سفید بود و شیبه الحمد نیز گویند از جهت آنکه اکثر افعال جمیله وی که حمد وثنا میکردند
مردم او را بران و بعضی نام وی عامر گفته اند وصاحب مواهب گفته که این قول فقیه ست مجد شیرازی تسمیت وی کرده و گفته ست
وی ابو الحارث ست باسم اکبر اولاد او که حارث نام داشت و اما وجه تسمیه بعبد المطلب در وی وجوه
گفته اند و مشهور آنست که پدر وی هاشم یک وقتی بمدینه مطهره رفته بود و در آنجا نزول کرده واز وی
پسری حاصل شده چون مطلب برادر هاشم بود بمدینه رفت پسر را دید حسن الصورة وحسن الشمائل
گفت این پسر از مامی نماید و بما نمیماند از کیست گفتند از هاشم بن عبد مناف است پس مطلب او را
برداشت و بر شتر خود ردیف ساخت چون جاهای حرکین داشت و هیئت شکسته و مردم می پرسیدند که آن
کیست می گفت ابن عبد من ست ازین جهت او را عبد المطلب خواندند و بعضی گفته اند که چون هاشم
از عالم برفت وصیت کرد بمطلب که در باب این عبد خود را که در شیر بست کنایه کرد از پسرش که در
بود ازین جهت او را عبد المطلب گفتند و بعضی گفته اند که او طفل بود که پدرش وفات یافت
وعم وی مطلب او را تربیت کرد و دستور عرب بود که هر که یتیمی را تربیت می کرد آن یتیم را عبد
وی می گفتند کذا ذکره فی روضة الاحباب و در کلیت این عادت سخن ست چه چنین نیست که همه
یتیمان میکردند و این عادت مستمره است در عرب اما ان یتیمان را عبد آنها میخواندند نه بنعم ال
همچنین واقع شده ولفظ دستور قاعده وکلیت را میطلبد و چون مطلب وفات کرد ریاست
بعبد المطلب قرار یافت و منصب حجاب خانه کعبه وسقایت برای وی مفوض شد و اهل مکه تمامه
ومنقاد وی شدند و او را تعظیم واحترام مینمودند و بود عبد المطلب که فائق میشد ازوی را
مشک اذخر و نور رسول الله روشن بود در غرة وی و چون ایشانرا حادثه پیش آمد بجبل ث

بمکه مکرمه می بردند و پیرا و بحضرت عزت وسیله
کت نور محمدی که در جبین حال وی متنافت
ضرت بعبد المطلب رسید و این فضل را
بخواب کرده بود پس بیدار شد
ن از کجا ست و که کرده است
ورد گار آسمانها اون
ندا از غیب که کاهنان
حارث که اکبر
ست

[illegible] گزید قریش را
[illegible] خلق خ

[illegible] الدنیه و
[illegible] اف و فتح صاد و تشدید
[illegible] ین بن اوی بضم لام و فتح همزه و تشدید
[illegible] ح نون و سکون ضاد معجمه بن کنانه بکسر کاف و بنونین بن
[illegible] یمر بن مدرکه بضم میم و سکون دال مهمله و کسر را بن الیاس بکسر همزه بر قول بعض
[illegible] نی الیاس ضد رجا و همزه برای وصل ست و صاحب مواهب گفته که این قول اصح است بن مضر
[illegible] م و فتح صاد معجمه بن نزار بکسر نون و بزای ابن معد بضم میم و فتح عین مهمله و بعضی بفتح میم و سکون
[illegible] صحیح کرده اند بن عدنان بفتح عین و سکون دال تا اینجا متفق علیه است نسب شریف میان ارباب سیر
[illegible] حاب علم انساب و فوق آن معلوم و صحیح نیست باتفاق بران که آنحضرت از اولاد اسمعیل ست ابراهیم
[illegible] و ادریس علیهم السلام از اجداد اویند صلوات الله علیهم و سلامه و روایتیست از ابن عباس رضی الله
[illegible] گفت چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم ذکر نسب شریف خود میکرد و تجاوز نمیکرد از معد بن عدنان
[illegible] ان توقف میکرد و میگفت کذب النسابون همچنین روایت کرده در مسند الفردوس و لیکن سهیلی گفته
[illegible] ست که این قول ابن مسعود است و بود وی رضی الله عنه در وقتیکه میخواند این آیه را که الم یاتکم
[illegible] ذین من قبلکم قوم نوح و عاد و ثمود و الذین من بعدهم لا یعلمهم الا الله میگفت کذب النسابون
[illegible] سان دعوی علم انساب میکنند و حق تعالی نفی کرده است علم آنرا از بندگان و از عمر
[illegible] عنه روایت کرده اند که می گفت انتساب میکنم تا معدنان و نمیدانیم ما فوق آن و عروه
[illegible] گفته که نیافتم ما هیچ یکی را که بشناسد بعد از معد بن عدنان و از عدنان تا اسمعیل تا آدم
[illegible] بسیار ست و بعضی میان عدنان و اسمعیل بنی تن ذکر کرده اند که معروف نیست اشخاص
[illegible] یشان و بعضی کم و بعضی بیش و پرسیده شد امام مالک از حال شخصیکه رفع میکرد نسب خود با

وموسی وعیسی صلوة الله علیه وسلم واجب میگشت بر ایشان و
وباین گرفته است حقتعالی بر ایشان میثاق وچون آفرید
وابواب بهشت واوراق آن و قباب وخیام آن ا
محمد رسول الله خاتم الانبیا بعد ازان نوشت هر
بما هو کائن وچون خلق کرده شد آدم حقتعالی او را
اقاله کن مرا ازین لغزش بخدمت محمد
که خلق کردی مرا نظر من بر عرش وا
الله دانستم که گرامی ترین خلائق
ندا آمد که وی آخر پیغمبران از
نمیکردم آسمان وزمین
فرود آمد نزد آنحضرت
وپیدا نکردم هیچ
ایشان
نها

سفاح جاهلیت یعنی زنا که متعار
ر فاما حامل شوند از ایشان وگاهی چنان
رج میکرد و باوی چنانچه بیهقی در سنن خود از ابن عباس
علیه وسلم نزائید مرا از سفاح جاهلیت چیزی نه زائید مگر مرا نکا
ب لرحم الله ووجه آمده که آنحضرت فرمود صلی الله علیه وسلم بیرون آمدم از
م از سفاح از نکاح آدم علیه السلام تا آنکه نزائید مرا پدر و مادر من نرسید مرا از سف
جاهلیت چیزی و در حدیث دیگر آمده که فرمود همیشه بود خدا تعالی که نقل میکرد مرا از اصلاب ط
بارحام طاهره مصفا مهذب منشعب و نمیشد دو شعبه مگر آنکه بودم من در بهتر ازین دو شعبه و گف
ابن عباس در تفسیر قول وی سبحانه وتقلبک فی الساجدین یعنی من نبی الی نبی و همیشه بود آنحضرت
صلی الله علیه وسلم که تقلب میکرد در اصلاب انبیا تا آنکه بزائید او را مادر وی و در روایت انس رضی
که خواند آنحضرت لقد جاءکم رسول من انفسکم بفتح فاء و فرمود من نفیس ترین شما ام از روی نسب
وحسب و بیست در پدران من از نکاح آدم سفاح و همه نکاح است و ابو نعیم در دلائل ذکر کرده از
از رسول خدا از جبرئیل که گفت گشتم مشارق ارض ومغارب انرا پس ندیدم هیچ مردی را افاض
از محمد و ندیدم پسران هیچ مردی را افاضلتر از نبی هاشم و در صحیح بخاری از ابی هریره آمده که گف
فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم برانگیخته شده ام من از خیر قرون بنی آدم قرنی بعد از قرنی تا
شدم از قرنی که در وی هستم و در صحیح مسلم آمده که فرمود آنحضرت بدرستی که برگزید خدای تعالی کنانه را از

قسم ملائکه که نام ایشان بن بود در زمین قرار گرفتند حقتعالی ملک تمام روی زمین و آسمان دنیا و
خازنی بهشت را بابلیس داد و گاهی عبادت در زمین میکرد و گاهی در آسمان و گاهی در بهشت پس
حقتعالی امر کرد این قسم ملائکه را که رئیس ایشان ابلیس بود پس همه سجده کردند مگر وی کذا نقل فی
روضة الاحباب من کتب التفاسیر والتواریخ وقول صحیح آنست که مخاطب و مامور تمامهٔ ملائکه آسمان
و زمین بودند و این قول موافق تر است بنظم قرآن و صاحب مواهب لدنیه از امام جعفر صادق
سلام الله علیه و علی آبائه الکرام و اولاده العظام نقل میکنند که فرمود نخستین کسیکه سجده کرد آدم
را جبرئیل علیه السلام بود و پستر میکائیل پستر اسرافیل پستر عزرائیل پستر ملائکه مقربین و فرمود فسجد
الملائکة کلهم اجمعون و چون آدم را در بهشت در آوردند الیفی از جنس خود میخواست که با وی انس گیرد
و راه خواطر در ذکر حق بسته گردد و در وی شهود صنع الهی کند حقتعالی بروی خوابی برگماشت و در آن خواب
از استخوان ضلع یسری حوا آفرید و وی را حوا از آنجهت گویند که مخلوق از حی شد و چون دید آدم حوا را دراز
کرد دست خود را ببوی وی پس گفتند ملائکه آهسته باش ای آدم تا نکاح کنی او را و بدهی مهر او را گفت
مهر او چیست گفتند درود فرستی بر محمد سه بار و در روایتی بسنت بار آمده پس تزویج کرد آنحضرت عزت آدم را
با حوا و خطبه خواند بکلام اقدس خود پس حسد برد ابلیس بر آدم و در وسواس انداخت و بر آورد او را از
بهشت القصه تا مهاو چون آدم بر زمین آمد از کردهٔ خود پشیمان شد و بانواع مشقت و بلوی مبتلا شد
و چنین آمده است که آدم چون بر زمین آمد سیصد سال سر خود پیش افگنده بود بر نمیداشت بسوی آسمان
و بالائی نگریست و نمی ایستاد اشکهای او مسعودی گفته که اگر اشکهای تمام اهل زمین را جمع کنند
دموع آدم بیشتر ازان باشد و در اخبار آمده که رویانید خدای تعالی از دموع آدم عود رطب و نجبیل
و صندل و انواع طیب و گریست حوا و رسید از اشک وی قرنفل و افاوی بعد ازان حضرت حق ملهم
شد بکلماتی که گفتن آن سبب قبول توبهٔ او شد اکثر مفسران بر آنند که کلمات این ست ربنا ظلمنا انفسنا
و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین و دیگر کلمات استغفار که مذکور ست در کتب تفاسیر و بعضی
مفسران تلقی کلمات را بتوسل و استشفاع ببسید رسل صلی الله علیه وسلم تفسیر کرده اند و این
قول منافی و مقابل آن اقوال دیگر نیست توبه و استغفار کرد با توسل بآنحضرت صلی الله علیه وسلم
و پوشیده نماند که قصهٔ آدم و دخول او جنت و وسوسهٔ ابلیس و برآمدن آدم از جنت در از ست و مشتمل

وموسی وعیسی صلوة الله علیه وسلم واجب میگشت بر ایشان و بر امم ایشان ایمان بوی و نصرت وی
و باین گرفته است حقتعالی بر ایشان میثاق و چون آفریده شد قلم حکم شد او را که بنویسد بر ساق عرش
و ابواب بهشت و اوراق آن و قباب و خیام آن لا اله الا الله محمد رسول الله و در روایتی لا اله الا الله
محمد رسول الله خاتم الانبیا بعد ازان نوشت هر چه کائن ست تا روز قیامت چنانکه آمده است جف القلم
بما هو کائن و چون خلق کرده شد آدم حقتعالی او را بر محمد کنیت نهاد و آورده اند که چون از آدم آن لغزش واقع شد گفت خداوندا
اقاله کن مرا ازین لغزش بحرمت محمد فرمود خدا تعالی که تو محمد را از کجا شناختی آدم گفت آن زمان
که خلق کردی مرا نظر من بر عرش و ابواب بهشت افتاد و در انجا نوشته دیدم لا اله الا الله محمد رسول
الله دانستم که گرامی ترین خلائق نزد تو اوخواهد بود که نام مبارک او را قرین نام خود گردانیدی پس
ندا آمد که وی آخر پیغمبران از ذریت تست و نام او در آسمان احمد ست و در زمین محمد اگر او نمی بود پیدا
نمیکردم آسمان و زمین را و ترا بطفیل او آفریده ام و در حدیث سلمان در فضل آنحضرت آمده که جبرئیل
فرود آمد نزد آنحضرت و فرمود یا محمد پروردگار تو میگوید که اگر من ابراهیم را خلیل گرفتم ترا حبیب گرفتم
و پیدا نکردم هیچ آفریده را گرامی تر بر خود از تو و پیدا نکردم دنیا و اهل دنیا را مگر برای آنکه بشناسانم
ایشان را کرامت ترا و منزلت و مرتبت ترا نزد من و اگر تو نمی بودی پیدا نمیکردم دنیا را پس
نهاده شد نور محمدی در پیشانی آدم و در روایتی در پشت وی و می درخشید از جبین وی پس ازان
سرایت کرد در تمام اعضای و تعلیم کرد حقتعالی ببرکت این نور آدم را اسمای جمیع مخلوقات و امر کرد
ملائکه را بسجود وی و اینجا که دو قول ست جمعی گویند مراد بملائکه در قول وی سبحانه و اذ اقال ربک
للملائکة ابلیس و لشکر او ست از ملائکه که در زمین بودند و مامور بسجود ایشان نبودند و ایشان میگویند
که چون خداوند تعالی آسمان و زمین و ملائکه و جن را آفرید ملائکه را ساکن آسمان ها و جنیان را ساکن
زمین گردانید پس جن مدتی در زمین بعبادت مولی مشغول بودند بعد ازان بغی و ظلم بنیاد نهادند و
لشکری را از ملائکه برای هلاک و استیصال ایشان بر زمین فرستاد که ایشان را جن میگفتند باعتبار
استتار ایشان از اعین یا بجهت آنکه خازنان جنان بودند این جماعه ابلیس را ازین قسم ملائکه از
وکان من الجن که در قرآن مجید واقع است باین معنیست و ابلیس پیشوا و مرشد و اعلم این طائفه
ملائکه بود پس جنیان را که زمین در تصرف ایشان بود بیرون کردند و در کوه ها و جزائر دریا گریختند و

وکان عرشه علی الماء و در بعضی احادیث تصریح بدان واقع شده است و آمده است که خلق ما پیشتر از عرش
و آمده است که چون خلق کرده شد قلم گفت بوی پروردگار تعالی و تقدس بنویس گفت قلم چه نویسم گفت
بنویس ما کان و مایکون الی الابد پس معلوم شد که پیش از خلق قلم کاینی بوده است و گفته اند که آن عرش
و کرسی و ارواح ست و خلق نور وی صلی الله علیه وسلم ازان سابق ست و بریں وجه تواند که مراد از ما کان
صفات و احوال آن بوده باشد که اول دران عالم ثابت ست و از مایکون آنچه در آخر ظاهر گردد در دنیا و نبوت
آنحضرت ثابت بوده دران عالم چنانچه فرموده کنت نبیاً و آدم بین الروح والجسد و در حدیث دیگر آمده انی عبد الله
وخاتم النبیین و آدم لمنجدل فی طینته و مشهور در زبانها و آدم بین الماء و الطین ست اما گفته اند که این لفظ نزد محدثین
بصحت نرسیده و اما معنی یکی ست و بر هر تقدیر مراد قبل خلق آدم ست و اگرچه در علم الهی نبوت تمامه
انبیا ثابت و کائن بود و لیکن نبوت آنحضرت ظاهر معلوم بود در میان ملائکه و ارواح و نبوت انبیا
مکتوب و مستور بود بلکه میگویند که روح آنحضرت صلی الله علیه وسلم در انعالم مرفی ارواح انبیا و مفیض
علوم الهیه بود بر ایشان چنانکه در نشاة دنیا مبعوث و مرسل بود بر سائر نبی آدم پس وی صلی الله
علیه وسلم نبی مرسل بود در انعالم بالفعل در خارج نه در علم الهی فقط و تواند که اشارت نحن السابقون
الآخرون باینمعنی باشد و بعضی گفته اند که در نشاة میثاق نیز باین صفت بود و اگرچه وجود آن نشاة و
استخراج ورائ از ظهر آدم بعد از نفخ روح ست در جسد آدم چنانکه اکثر احادیث بران دال ست و لیکن
استخراج ذرهٔ آنحضرت از ظهر آدم مقدم ست بر استخراج ذرائر دیگر والله عالم و در اخبار آمده است که چون
مخلوق شد نور آنحضرت و بیرون آمد از وی انوار انبیا علیهم السلام امر کرد او را پروردگار تعالی که
نظر کند بجانب انوار ایشان پس نظر کرد آنحضرت و پوشید انوار ایشان را گفتند ای پروردگار ما این
کیست که پوشید نور وی انوار ما را گفت الله تعالی این نور محمد بن عبد الله ست اگر ایمان آرید بوی
بگردانم شما را انبیا گفتند ایمان آوردیم یارب بوی و به نبوت وی پس گفت رب العزت جل جلاله
گواه شدم بر شما و انیست معنی قول حق سبحانه تعالی واذ اخذ الله میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب
و حکمة الآیة و ذکر تفسیر این کریمه سابقاً در فضائل شریف گذشته است پس آنحضرت صلی الله علیه وسلم
امام الانبیا ست و ظاهر گردد اینمعنی در آخرت که جمیع انبیا تحت لوای وی باشند صلی الله علیهم علیه وسلم معه
همچنین در شب اسرا امامت کرد ایشان را و اگر اتفاق می افتاد مجی او در زمین آدم و نوح و ابراهیم

بسم الله الرحمن الرحیم

قسم دوم در ذکر نسب شریف وحمل و ولادت و رضاع آنحضرت صلی الله علیه وسلم وکفالت عبد المطلب وموت وی و اعانت ابوطالب مر او را و سفر کردن وی صلی الله علیه وسلم همراه ابوطالب بجانب شام و شناختن بحیر انبوت او را بعلامات و تزوج خدیجه رضی الله عنها و ذکر بنای کعبه و بدو وحی و ثبوت نبوت و ظهور دعوت و اذیت کفار و هجرت کردن صحابه بجانب حبشه و فوت ابی طالب و موت خدیجه و رفتن آنحضرت صلی الله علیه وسلم بجانب طائف و بیعت جن و اظهار عداوت ابن اشرار بران سید ابرار صلی الله علیه وسلم و رسیدن انصار و اثبات باعثه هجرت و رسیدن بمدینه طیبه بصحت و سلامت و درین قسم چهار باب ست

باب اول در ذکر نسب شریف وحمل و ولادت و رضاع آنحضرت صلی الله علیه وسلم بدانکه اول مخلوقات و واسطه صدور کائنات و واسطه خلق عالم و آدم نور محمدست صلی الله علیه وسلم چنانکه در حدیث صحیح وارد شده که اول ما خلق الله نوری و سائر مکونات علوی و سفلی ازان نور و ازان جوهر پاک پیدا شده ازارواح و اشباح و عرش و کرسی و لوح و قلم و بهشت و دوزخ و ملک و فلک و انس و جن و آسمان و زمین و بحار و جبال و اشجار و سائر مخلوقات و در کیفیت صدور این کثرت ازان وحدت و بروز و ظهور مخلوقات ازان جوهر عبارات و تعبیرات غریب آورده اند و حدیث اول ما خلق الله العقل نزد محققین و محدثین بصحت نرسیده و حدیث اول ما خلق الله القلم نیز گفته اند که مراد بعد العرش و الماء است که واقع شده است

به عون نگین فرمار یار ضو اخند انمای بستا جهان

درین زمان سعادت نشان کتاب مستطاب متضمن حال عظمت اشتمال حضرت رسالت

اعنی

مدارج النبوت

جلد دوم

تصنیف افضل الفضلا اعلم العلما فرید العصر مولانا شاه عبد الحق محدث دهلوی قدس سره

در مطبع فیض منبع منشی نولکشور طبع بین لائق افزای جهان گردید

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ زر وفروخت کے لیے موجود ہے فہرست مطبوع ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین بعض کتب متفرقات فقہ دینیہ مذہب اہل سنت فارسی و اردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کا خانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

متفرقات دینیہ

تذکرۃ المعاد - معاد کے بیان مین ہے مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی -

فتوح الحرمین - منظوم مع نقشجات حرمین شریفین اور اوسکے مقامات متبرکہ مؤلفہ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

تفسیر القلندر فی تحریر الانور - سلسلہ خانوادہ قادریہ کا بیان مصنفہ شاہ محمود حیدر -

ظہیر الاسلام - معروف بہ **ظہیر الدارین** اسمین فوائدات دینیہ کا بیان بعنوان اہل تصوف مصنفہ منشی ظہیر الدین -

تبیان فی احکام الدخان - مسائل منع تلیان کشی اور ناس سونگھنے کا بیان از ابوالخیر مولوی معین الدین

مدار الحق فی رد معیار الحق - تصنیف ملا شاہ محمد حنفی در مباحث تقلید -

روضۃ الشہدا - تصنیف ملا حسین واعظ

شرح اوراد فتحیہ - مع شرح دعای رقائے خلاصۃ الاوراد نادر مجموعہ شارح ملا محمد جعفر علی اور خلاصۃ الاوراد مین وظائف ماہواری اور ہفتہ وسالانہ کی دعائین جنکی مواظبت مفید اہل دین ہے مذکور ہین -

رسالہ وجیز و تفویض از ملا محمد باقر مجلسی مذہب امامیہ کا

سفینۃ الاولیا - تصنیف شاہزادہ دارا شکوہ

انوار العارفین - در اذکار و مذاکر صوفیہ مصنفہ محمد حسین مراد آبادی -

حج الحج سے **بغایۃ الشعور** تصنیف مولوی محمد شاہ

ادعیۂ زیارت مدینہ منورہ مؤلفہ مولوی محمد احسن

میزان الفرقان در احوال قرآن مصنفہ محمد عثمان تیسی -

نقوش معظم - دافع ہر درد و غم جلد نقوش مجرب و نقشہ کعبہ شریف و مدینہ منورہ ایک سطح تختہ پر تعویذ بنا کر بچون کے گلے مین دسلے حفاظت کے ڈالا جاتا ہے -

نقش نعلین شریفین رسول مقبول بطور زیارت ہی

دعای گنج عرش - مع شش قفل اور اور دعائین نادر اور حفاظت کے لیے تعویذ کر کے گلے مین ڈالنا سودمند و مجرب ہی

رسالہ وظائف - ادعیۂ ماثورہ بروایات صحیح الدرجہ جسمین مفصلہ دعائین ہین بنا بر مذہب امامیہ

۱ - پنجسورہ -

۲ - دعاے ماثورہ -

۳ - اعمال عاشورہ -

مجموعۂ اوراد - وظائف شامل دعاہاے ذیل -

درود اکبر - حزب البحر مترجم - درود مستغاث

درود تنجینا - ۵ - درود ماہی -

جواہر القرآن - مترجم وظائف قرآنی مدونہ محمد بن اسامہ

جلاء الاذہان فی علم القرآن - نادر رسالہ ہے مصنفہ مولوی ابوالخیر معین الدین المشہدی -

وبجائی برد که در انجا عمارت وزراعت وآب وآبادانی نبود وایشان را تنها بگذارد وابراهیم مامور بود
بخاطر جوی ساره پس هاجره اسماعیل را برداشت وبرزمینی برد که اکنون حرم مکه است وایشانرا نزد
خانه که کعبه در انموضع بنا خواهد شد گذاشت وآنبانی از خرما ومشکی آب پیش هاجره اسمعیل نهاد وایشانرا
بخدا سپرد وخود مامور بود بدان پس هاجره ازان خرما وآب میخورد وشیر میداد چون خرما وآب تمام شد
وتشنگی برایشان غلبه کرد تا بحدیکه اسمعیل از تشنگی بناک می غلطید هاجره بحکم اضطرار برخاست وبرکوه
صفا رفت ولحظه بایستاد تا کسی بفریاد او برسد وآبی پیدا گردد وپس ازان فرود آمد وبجانب کوه مروه
رفت وبر آمد ولحظه بران بایستاد وباین طریق هفت نوبت سعی کرد وهر نوبتی پیش اسمعیل می آمد ونگاهی
میکرد تا در نوبت اخیر او را بر شرف هلاک یافت وبرین نوبت چون بمروه برآمد آوازی شنید گوش بران
آواز داشت گفت آواز ترا شنیدم مرا فریاد رس ووی جبرئیل بود که پیش اسمعیل ودر موضع زمزم
ایستاده است پس جبرئیل بپاشنه پای خود زمین را بشگافت وچشمهٔ آب پیدا شد پس هاجره ترسید
ازانکه آب نماند گرد آن چشمهٔ بنود ار حوضی ساخت تا آب در انجا جمع شود واصل چاه زمزم آن موضع
بود که هاجره آب دران گرد کرد پیغمبر فرمود صلی الله علیه وسلم رحمة کناد خدا تعالی مادر اسمعیل را اگر
میگذاشت زمزم را دکنی کرد چشمهٔ آب میبود روان بروی زمین وترحم باین روش در زبان عرب
بجهت ضعف رای کنند دلالت برآن که نمی بایست کرد پس هاجره اسمعیل ازان آب می آشامید ند
هم تشنگی را دفع میکرد وهم گرسنگی را واین از خواص آب زمزم ست که بجای شراب وطعام هر دو باشد
چنانکه شیر وطعم این آب نیز بطعم شیر شتر میماند هاجره واسمعیل چندگاه برین حال بودند تا قوم جرهم
از ولایت یمن برآن موضع رسیدند بواسطه آب آنجا منزل گزیدند واسمعیل میان ایشان نشو ونما
می یافت تا چون بحد بلوغ رسید با قبیله جرهم وصلت گرفته وفرزندان پیدا شدند وابراهیم علیه السلام
گاه گاه باجازت ساره براه بر براق سوار از شام بتفقد ایشان می آمد چنانکه پیش ساره میکرد
وبمکه می آمد وقت قیلوله باز به ساره میرسید تا زمانی که پیش حقتعالی مامور شد که خانهٔ کعبه بنا کند پس
معاونت اسمعیل در موضع تل سرخ که در اول هاجره واسمعیل را در انجا گذاشته بود خانهٔ کعبه بنا کرد
پیش ازابراهیم درین موضع برای آدم حقتعالی خانه از بهشت فرستاده بود از یاقوت دو در داشت
از زمرد سبز یکی شرقی دیگر غربی وخطاب کرد با آدم که طواف کن گرد این وبروایتی حقتعالی خطاب فرمود

سعی کردن ست بقصد کسی و اما مدرکه نام او عامر یا عمرو بود و یا جهة او را مدرکه گفتند که روزی عقب
خرگوشی دوید و در یافت آنرا و بگرفت پدرش او را مدرکه لقب کرد و بآن مشهور گشت و بعضی گویند جهة آن
دیرا مدرکه گفتند که غیر و شرف که اباو اجداد او داشتند وی اینها را جمع کرد و در یافت و بر هر تقدیر تا آنکه در این
کلمه است از جهة مبالغه باشد کذا فی روضة الاحباب و احتمال دارد که برای نقل از وصفیة تا سمیة باشد والله اعلم
و اما الیاس اول کسی ست که بهدی فرستاد شتر انرا به بیت حرام و در قاموس گفته که وی اول کسی ست که
رسید او را یاس محرکه یعنی سیل و آورده اند که وی از صلب خود آواز تسبیح پیغمبر می شنید صلی الله علیه وسلم
بگوش و اما مضر وی اول کسی ست که نهاد خدا را برای اهل و بود خوش آواز ترین مردم در زمان خود و بر
دین اسلام بود بر ملت ابراهیم علیه السلام اما نزار از نزر بمعنی قلیل میگویند که چون زائیده شد وی و
نذر کرد پدر وی بنور محمد که میان دو چشم وی بود خوش حال شد خوشحال شدن سخت و طعام کرد مساکین
را و گفت اینهمه از کسب و حق این مولود پس تسمیه کرده شد نزار از جهت این و کنیت او ابو ربیعه است
و اما معد بن عدنان را دو پسر بود و سعد بن عدنان که از اجداد آنحضرت ست و از عدنان نسب شریف
بالاتر نمیرود و بر روایات صحیحه و اهل انساب را دران اختلاف ست چنانکه معلوم شد و حکمت او
اقتضای وحی نیز نکرد و آنحضرت نیز نخواست آنرا **وصل** چون کشایش و اجتماعی عبد المطلب را
از شر ابرهه و رجوع کرد ابرهه خائب و خاسر خواب میکرد عبد المطلب روزی در حجره ناگاه خوابی عظیم
دید و بیدار شد ترسان و لرزان پس خواند قصه این خواب را بر کاهنان قریش پس گفتند او را کاهنان
اگر راست افتد این خواب تو هر آئینه بیرون می آید از پشت تو کسیکه ایمان می آرند بوی اهل آسمان
و زمین پیدا میگردد در مردم علامتی آشکار آ پس تزوج کرد عبد المطلب فاطمه را و بارد او ارش
فاطمه بعبد الله ذبیح و الد رسول خدا صلی الله علیه وسلم و تسمیه عبد الله بذبیح مشهور و مستور است
و سبب آن حفر عبد المطلب چاه زمزم را ست بعد از انباشته شدن او و اگر باوی قصه حضره و حدوث
او را نیز ذکر کنیم اولی و اتم باشد بدانکه چون ابراهیم خلیل را صعوة الرحمن علیها از هاجر بفتح جیم اسمعیل
علیه السلام متولد شد نور محمدی از پیشانی وی بتافت همسارة که زوجه ابراهیم بود و رشک برد و طبیعت
وی تحمل آن نداشت که اسمعیل و مادر او را ببیند بجهت آنکه ویرا فرزند نبود و طمع آن نداشت که او را
پسری شود که مستودع آن نور باشد تا منجر شد بآنکه سارة خواست که ابراهیم هاجره اسمعیل را ببرد و

که پشتهای هر دو چسپیده بود آخر بمشیر حدا کردند و آنا قصی تصغیر قصی بمعنی بعید زیرا که وی بعید افتاد از
گروه خود در بلاد قضاعه وقتیکه مادر او فاطمه او را مجمع هم می گفتند که جمع کرد قبائل عرب را
که در سیلاخ خزاعه از یکدیگر متفرق شده بودند و چون قصی باز بمکه آمد او آنرا از دست خزاعه انتزاع کرد و جمع
کرد ایشان را باز بمکه و گویند دار الندوه را قصی ساخت که چون قریش را امهی کلی روی مینمود در آن
خانه جمع میشدند و مشاورت مینمودند و ندوه در لغت بمعنی حدیث کردن و ندی نادیه که بمعنی مجلس است
از اینجاست و نام قصی زید بود و آنا کلاب با مصدر است بمعنی مکالیب بمعنی منازعت و مخاصمت کالبت
العدو مکالبته نازعته خاصمته یا بمعنی جمع کلب ست و مراد معنی کثرت است چنانکه تسمیه میکنند سباع
اعرابی را پرسیدند که شما چرا نام میکنند پسران خود را بنامهای بد مثل کلب و ذیب و غلامان خود را
بنامهای نیک مانند مرزوق و رباح گفت نام میکنم پسران را برای اعدا و غلامان را برای خود و نام
کلاب حکیم ست و بعضی گفته اند عروه و آنا مرة بن کعب اول کسی ست که جمع کرد یوم عروبه را و عروبه بفتح
مهمله نام روز جمعه است جمع میکرد قریش را درین روز و خطبه میخواند بر ایشان و تذکیر میکرد ایشان را
بعبادت پیغمبر آخر الزمان و آگاه میگردانید ایشان را که وی از اولاد منست و امر میکرد ایشان را
باتباع وی و ایمان آوردن بوی و انشا میکرد درین باب ابیات را که از انجمله این بیت ست
شعر یا لیتنی شاهدا فحواه دعوته * اذا قریش تفی الحق خذلانا * آنا لوی بن غالب تصغیر لاے
ولای بمعنی شدت و سختی در عیش آید و اما فهر جمعی از اهل سیر و تواریخ بر آنند که قریش لقب او ست و بوے
نسبت میکنند قریش را و هر که فرزند فهر نیست آنرا قریشی نگویند بلکه کنانی گویند و اکثر بر انند که قریش
لقب نضر بن کنانه است و اولاد او را قریشی گویند و قریش نیز گویند و در تسمیه بقریش وجوه متعدده
گفته اند مشهور آنست که قریش نام دابه ایست که بزرگ ست میخورد ماهیان را و نمیخورد او را هیچ
دابه و عالی و غالب می آمد بر همه دواب دریا و غالب نمی آمد هیچ دابه بروی و در صراح از بعضی شعرا
متقدمین ابیات مستشهد این انشا کرده و بعضی گویند که ایشان جمع شدند در حرم بعد از انکه متفرق
شده بودند و تقرس جمع شدن و گرد آمدن است و یا بجهة آنکه ایشان اهل تجارت و کسب بودند و قرش
بمعنی کسب کردن و جمع آوردن و بعضے گویند چون مردم بنج می آمدند این قوم تفتیش حال فقرا مینمودند
و ایشان را چیزی میدادند و تقریش بمعنے تفتیش است فی الصراح تقریش بر غالیدن و اقراش

پس فرستاد حق تعالی طیر ابابیل را از دریا با هر یک سه سنگ ریزه یکی در منقار و دو در پای مقدار عدس
نمیرسید این سنگ ریزه هیچ یکی را مگر آنکه می افتاد بر زمین و رسید ابرهه را در جسد شش در وی که افتاد نه
انگشتان او پاره پاره و روان شد از ان زرد آب و پیه و خون و شکافت تا دل وی العوذ باللہ من
غضب اللہ و این قصه از معجزات آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم که پیش از نبوت ظاهر شده و این قسم
از معجزات را ارهاصات گویند که بمعنی تاسیس و بنیاد نهادن است و سایه کردن ابر بر آنحضرت
نیز پیش از بعثت بود و معجزات آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم سه قسم ست قسمی که پیش از نبوت ظهور
یافته بود و قسمی در زمان نبوت و قسمی دیگر بعد از نبوت که کرامات اولیاء امت ست و عجب از صاحب مواهب
که بحث کرده که حجاج خراب کرده کعبه را و چیزی ازان حادث نشد و جواب داده که ارهاص پیش از ظهور
نبوت بود از برای تاسیس امران و چون نبوت ظاهر میشد و ثابت و متاکد گشت بدلائل حاجت
نیست بارهاص چه هدم حجاج نه بقصد تخریب کعبه و افساد بود بلکه بسبب تعصب و ردفعل عبد اللہ
بن الزبیر و عدم قبول روایت وی بود که از عائشه شنید و گروه بر غم وی برای اعزاز و تعظیم کعبه و لهذا
چون بعبد الملک حدیث عائشه رسید پشیمان شد بر فعل آن و خواز قریش چند بار عمارت کعبه تجدید
یافته یکی ازان در سال ولادت فاطمه رضی اللہ عنها بود که آنحضرت بنفس شریف سنگ می کشید
و آن بقصد اصلاح بود نه افساد چنانکه اصحاب فیل میخواستند و اما هاشم نام او عمرو ست و هاشم
ازینجهة گفتند که هشم بمعنی نان ریزه کرد نست و اول کسیکه ثرید خورانید قوم خود را در ایام قحط او
بود و او را اعمر و العلی نیز می گفتند بجهة علو مرتبة وی و بسی مردی صاحب جمال و صاحب جاه بود
و هاشم چهار پسر داشت اسد که پدر ما در علی مرتضی ست رضی اللہ عنه و نفیله و صیفی و عبد المطلب که
جد پیغمبر ماست صلی اللہ علیه وسلم و او را اولاد نماند مگر از عبد المطلب و اما عبد مناف نام او
مغیره است و کنیتش ابو عبد شمس و مناف نام بتی ست و او را چهار پسر بود هاشم که جد عبد اللہ
پدر پیغمبر ماست صلی اللہ علیه وسلم و عبد شمس که جد بنی امیه است و نوفل که جد جبیر بن مطعم است
و مطلب که جد اعلی امام شافعی ست و گویند هاشم و عبد شمس توامان بوده اند و پیشانیهای هم
چسپیده بود و هر چند سعی میکردند از هم جدا نمی شدند به شمشیر رویهای ایشان از یکدیگر جدا کردند ازینجهة
میان اولاد ایشان عداوت و شمشیر در میانست کذا فی روضة الاحباب و مشهور میان مردم آنست

بفتح مثلثه وکسر موحده وسکون تحتانیه که نام جبلی ست بمکه مکرمه می بردند ویرا وبحضرت عزت وسیله
می ساختند ودر ایام قحط باران بوی استسقا میکردند وببرکت نور محمدی که درجبین حال وی بینافت
مهم ایشان بکفایت میرسید تا از کعب احبار آمده که چون نور آنحضرت بعبد المطلب رسید واین فضل را
دریافت روزی در حجر بکسر حا وسکون جیم که نام موضعیست از کعبهٔ مکرمه خواب کرده بود پس بیدار شد
مکحول مدهون که پوشنده است حلهٔ بیش بها وجلال وجمال را متحیر ماند که این از کجاست وکه کرده است
اینحال را بوی پس گرفت اورا پدر او نزد کاهنان قریش وخبر دادند کاهنان که پروردگار آسمانها اذن
کرده است مر این غلام را که تزویج کند گویا اینحال را تعبیر کردند بحالت تزویج یا خبر دادند از غیب که کاهنان
ادعای آن میکردند پس تزویج کرد اورا پدر او بزنی که نام وی قیله بود وزائید از وی حارث که اکبر
اولاد عبد المطلب ست پیشتر مرد قبله وتزویج کرد بعد از وی زنی دیگر را که نام او هند بنت عمرو ست
وچون قدوم کرد ابرهه ملک یمن از جانب اصحمه نجاشی وآورد فیل سفید عظیم را برای هدم بیت الله الحرام
در رسید عبد المطلب را این خبر گفت کری گروه قریش ترسید این بیت را پروردگاریست
نگاه میدارد انرا ما حافظ این بیت نیستیم بلکه مادر حفظ این یتیم پس آمد ابرهه واند شتران وگوسفندان
قریش را وبود مر عبد المطلب را جهاز ششصد ناقه پس سوار شد عبد المطلب با قریش وبر آمد بر جبل بثیر
پس گردید دائره نور رسول خدا از جبین عبد المطلب مانند هلال وسخت شد شعاع آن بر بیت حرام
مانند چراغ که روشن گردد وچون نظر کرد عبد المطلب بسوی آن نور گفت ای گروه قریش برگردید
بتحقیق کفایت کرده شدید شما این مهم را بخدا سوگند که نمیگردد این نور از من مگر میباشد ظفر مارا
پس برگشتند قریش ومتفرق شدند فرستاده بود ابرهه مردی را تا نهریت دهد حبش را وچون در آمد
بر مکهٔ مکرمه ونظر کرد بر روی عبد المطلب افتاد بر زمین بیهوش گشت وآواز کرد مثل آواز گاوی
که ذبح کرده شود وچون بهوش آمد سجده کرد عبد المطلب را وگفت گواهی میدهم که تو سید قریشی
حقا وروایتست که چون حاضر شد عبد المطلب ابرهه فیل سفیدی که آورده بود برای هدم بیت بحضور
طلبید وچون فیل نظر کرد بر روی عبد المطلب سجده کرد فیل ونبود عادت آن فیل که سجده کند ملک
ابرهه را چنانکه سجده میکنند فیلان دیگر وگویا گردانید خدا تعالی فیل را وگفت فیل سلام بر نوری که
در پشت تست ای عبد المطلب وبرنخاست این فیل هرچند زدند در سر وی پس برگشتند بجانب یمن

تا آدم پس ناخوش آمد او را و گفت که خبر داده است او را ابدان چنین روایت کرده شده است
ازوی در رفع نسب انبیا علیهم السلام پس باید که توقف کنم از ما فوق عدنان از جهة وجود تخلیط اشخاص
و تغیر الفاظ با قلت وجود فائده دران و لهذا اجمی کرده شد بر آنحضرت نیز صلی الله علیه وسلم در حاشیه
روضة الاحباب ما فوق عدنان تا آدم را از کتاب انساب ابن جوزی قریب بسی تن ذکر کرده و چون
اعتماد نیست بران و مخالف ست باقول علما ذکر نکردیم ما آنرا و الله اعلم اکنون احوال بعضی ازان اشخاص
که مشهور و معلوم و متفق علیه اند ذکر کنم اما عبد المطلب نام او شیبة است و تسمیه وی بان بجهت آنست که
در وقت ولادت در سر وی مویهای سفید بود و شیبه الحمد نیز گویند از جهت آنکه اکثر افعال جمیله وی که حمد و ثنا میکردند
مردم او را بران و بعضی نام وی عامر گفته اند و صاحب مواهب گفته که این قول ضعیف است و مجد شیرازی تصحیح وی کرده و کنیت
وی ابو الحارث است باسم اکبر اولاد او که حارث نام داشت و اما وجه تسمیه بعبد المطلب و روی وجه
گفته اند و مشهور آنست که پدر وی هاشم یک وقتی بمدینه مطهره رفته بود و در آنجا نزول کرده و از وی
پسری حاصل شده چون مطلب برادر هاشم بود بمدینه رفت پسر را دید حسن الصورة و حسن الشمائل
گفت این پسر از مامی نماید و بما نمیماند از کیست گفتند از هاشم بن عبد مناف است پس مطلب او را
برداشت و بر شتر خود ردیف ساخت چون جاهای حرکین داشت و هیئت شکسته و مردم می پرسیدند که آیا
کیست می گفت ابن عبد من ست ازین جهت او را عبد المطلب خوانند و بعضی گفته اند که چون هاشم
از عالم برفت وصیت کرد بمطلب که در باب این عبد خود را که در شیر بست کنایه کرد از پسرش که وی
بود ازین جهت او را عبد المطلب گفتند و بعضی گفته اند که او طفل بود که پدرش وفات یافت
و عم وی مطلب او را تربیت کرد و دستور عرب بود که هر که یتیمی را تربیت می کرد آن یتیم را عبد
وی می گفتند کذا ذکر فی روضة الاحباب و در کلیت این عادت سخن ست چه چندین کس را
یتیمان میکردند و این عادت مستمره است در عرب اما ان یتیمان را عبد آنها نمیخواندند بلکه غلام
همچنین واقع شده و لفظ دستور قاعده و کلیت را میطلبد و چون مطلب وفات کرد ریاست
بعبد المطلب قرار یافت و منصب حجاب خانه کعبه و سقایت برای وی مفوض شد و اهل مکه تمامی
و منقاد وی شدند و او را تعظیم و احترام مینمودند و بود عبد المطلب که فائح میشد ازوی رائحه
مشک اذخر و نور رسول الله روشن بود در غرة وی و چون ایشانرا حادثه پیش آمد یا شب

اسمٰعیل علیه السلام و برگزید قریش را از کنانه و برگزید از قریش بنی هاشم را و برگزید مرا از بنی هاشم و در حدیث
دیگر آمده که خدا تعالی برگزید خلق خود را پس برگزید میان ایشان بنی آدم را پس برگزید از میان
بنی آدم عرب را پس برگزید مرا از عرب آگاه باشید هر که دوست میدارد عرب را پس بدوستی من دوست
میدارد ایشان را و کسیکه دشمن دارد عرب را پس بدشمنی من دشمن میدارد ایشان را اما نسب شریف
نبوی صلی الله علیه وسلم چنانکه در مواهب لدنیه ذکر کرده محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم
بن عبد مناف بفتح میم بن قصی بضم قاف و فتح صاد و تشدید یا بن کلاب بکسر کاف بن مره بضم میم و تشدید
را بن کعب بفتح کاف و سکون عین بن لوی بضم لام و فتح همزه و تشدید یا بن غالب بن فهر بکسر فا و سکون ها
بن مالک بن النضر بفتح نون و سکون ضاد معجمه بن کنانه بکسر کاف و نبونین بن خزیمه بخا معجمه و زای
مصغر بن مدرکه بضم میم و سکون دال مهمله و کسر را بن الیاس بکسر همزه بر قول بعض و بفتح ان
بعضی از یاس ضد رجا و همزه برای وصل ست و صاحب مواهب گفته که این قول اصح ست بن مضر
بضم میم و فتح صاد معجمه بن نزار بکسر نون و بزای بن معد بضم میم و فتح عین مهمله و بعضی بفتح میم و سکون
عین تصحیح کرده اند بن عدنان بفتح عین و سکون دال تا اینجا متفق علیه ست نسب شریف میان ارباب
انساب و اصحاب علم انساب و فوق آن معلوم و صحیح نیست باتفاق بران که آنحضرت از اولاد اسمٰعیل ست ابراهیم
خلیل و ادریس علیهم السلام از اجداد اویند صلوات الله علیهم وسلامه و در روایتیست از ابن عباس رضی الله
عنهما که گفت چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم ذکر نسب شریف خود میکرد و تجاوز نمیکرد از معد بن عدنان
بر آن توقف میکرد و میگفت کذب النسابون همچنین روایت کرده در مسند الفردوس و لیکن سهیلی گفته
که ظاهر آنست که این قول ابن مسعود ست و بود وی رضی الله عنه در وقتیکه میخواند این آیه را که الم یاتکم
نبؤا الذین من قبلکم قوم نوح و عاد و ثمود و الذین من بعدهم لا یعلمهم الا الله میگفت کذب النسابون
یعنی دعوی علم انساب میکنند و حق تعالی نفی کرده است علم آنرا از بندگان و از عمر
رضی الله عنه روایت کرده اند که می گفت انتساب میکنم تا معد بن عدنان و نمیدانیم ما فوق آن و عروه
بن زبیر گفته که نیافتم ما هیچ یکی را که تشناسد بعد از معد بن عدنان و از عدنان تا اسمٰعیل تا آدم
علیه السلام بسیار ست و بعضی میان عدنان و اسمٰعیل نبی من ذکر کرده اند که معروف نیست اشخاص
ایشان و بعضی کم و بعضی بیش و پرسیده شد امام مالک از حال شخصیکه رفع میکرد نسب خود را

بر معانی کثیره وچون مقصود کاتب حروف بذکر فضائل سید بشر ست انچه ازان قصه مشتمل برین مطلب ست
اخذ کرد و همچنین در ذکر انبیای دیگر بر همین معنی اقتصار افتاد اگرچه آن نیز از حیثیت استناد و انتساب
بانجناب لاجع بذکر شریف خواهد بود بدانکه عادت الهی تعالی وتقدس بران جاری بود که حوادث و
وفرزند پسر و دختر توام میزائید الا شیث که چون حضرت خاتم الانبیاست صلی الله علیه وسلم تنها بوجود آمد
تا نور نبوی مشترک نباشد میان وی وغیروی وچون آدم وفات یافت شیث را وصیت کرد که نهد
این نور را مگر در نساء طاهرات وشیث نیز وصیت کرد پسر خود را که انوش نام داشت باین و همیشه جاری بود
این وصیت تفکر کرده میشد این نور از قرنی بقرنی تا رسانید حق تعالی این نور را بعبد المطلب وولد وی
عبد الله و پاک گردانید وی تعالی این نسب شریف را از سفاح جاهلیت یعنی از زنا که متعارف بود
در جاهلیت تا آنکه سفها میفرستادند زنان خود را نزد یک شخص قابل حامل شوند از ایشان و گاهی چنان بود
که زنان میکردند زنی با مردی مدت مدید پس تزوج میکرد با وی چنانچه بیهقی در سنن خود از ابن عباس
آورده که فرمود رسول خدا صلی الله علیه وسلم نزائید مرا از سفاح جاهلیت چیزی نه زائید مگر مرا نکاح
اسلام و از علی بن ابیطالب کرم الله وجهه آمده که آنحضرت فرمود صلی الله علیه وسلم بیرون آمدم از نکاح
وبیرون نیامده ام از سفاح از گاه آدم علیه السلام تا آنکه نزائید مرا پدر و مادر من نرسید مرا از سفاح
اهل جاهلیت چیزی و در حدیث دیگر آمده که فرمود همیشه بود خدا تعالی که نقل میکرد مرا از اصلاب طیبه
بارحام طاهره مصفا مهذب منشعب و نمیشد دو شعبه مگر آنکه بودم من در بهتر ازین دو شعبه و گفت
ابن عباس در تفسیر قول وی سبحانه وتقلبک فی الساجدین یعنی من نبی الی نبی و همیشه بود آنحضرت
صلی الله علیه وسلم که تقلب میکرد در اصلاب انبیا تا آنکه بزائید او را مادر وی و در روایت انس رضی الله عنه
که خواند آنحضرت لقد جاءکم رسول من انفسکم بفتح فا و فرمود من نفیس ترین شما ام از روی نسب و صهر
و حسب و نیست در پدران من از گاه آدم سفاح و همه نکاح است و ابو نعیم در دلائل ذکر کرده از عائشه
از رسول خدا از جبرئیل که گفت گشتم مشارق ارض و مغارب انرا پس ندیدم هیچ مردی را افاضل تر
از محمد و ندیدم پسران هیچ مردی را افاضل تر از بنی هاشم و در صحیح بخاری از ابی هریره آمده که گفت
فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم برانگیخته شده ام من از خیر قرون بنی آدم قرنی بعد از قرنی تا پیدا
شدم از قرنی که در وی هستم و در صحیح مسلم آمده که فرمود آنحضرت بدرستی که برگزید خدای تعالی کنانه را از اولاد

قسم ملائکه که نام ایشان بن بود در زمین قرار گرفتند حقتعالی ملک تمام روی زمین و آسمان دنیا و
خازنی بهشت را بابلیس داد و گاهی عبادت در زمین میکرد و گاهی در آسمان و گاهی در بهشت پس
حقتعالی امر کرد این قسم ملائکه را که رئیس ایشان ابلیس بود پس همه سجده کردند مگر وی کذا نقل فی
روضة الاحباب من کتب التفاسیر والتواریخ وقول صحیح آنست که مخاطب و مامور تمامه ملائکه آسمان
و زمین بودند و این قول موافق تر است بنظم قرآن و صاحب مواهب لدنیه از امام جعفر صادق
سلام الله علیه وعلی آبائه الکرام واولاده العظام نقل میکنند که فرمود نخستین کسیکه سجده کرد آدم
را جبرئیل علیه السلام بود پستر میکائیل پستر اسرافیل پستر عزرائیل پستر ملائکه مقربین و فرمود فسجد
الملائکة کلهم اجمعون و چون آدم را در بهشت در آوردند الیفی از جنس خود میخواست که با وی انس گیرد
و راه خواطر در ذکر حق بسته گردد و در وی شهود صنع الهی کند حقتعالی بروی خوابی برگماشت در آن خواب
از استخوان ضلع یسری حوا آفرید و وی را حوا از انجهت گویند که مخلوق از حی شد و چون دید آدم حوا را دراز
کرد دست خود را ببوی وی پس گفتند ملائکه آهسته باش ای آدم تا نکاح کنی او را و بدهی مهر او را گفت
مهر او چیست گفتند درود فرستی بر محمد سه بار و در روایتی بسنت بار آمده پس تزویج کرد آنحضرت غرت آدم را
با حوا و خطبه خواند بکلام اقدس خود پس حسد برد ابلیس بر آدم و در وسواس انداخت و بر آورد او را از
بهشت القصه تا مها و چون آدم بر زمین آمد از کرده خود پشیمان شد و با نواع مشقت و بلوی مبتلا شد
و چنین آمده است که آدم چون بر زمین آمد سیصد سال سر خود پیش افگنده بود بر نمیداشت بسوی آسمان
و بالائی نگریست و نمی ایستاد اشکهای او مسعودی گفته که اگر اشکهای تمام اهل زمین را جمع کنند
دموع آدم پیشتر ازان باشد و در اخبار آمده که دریابید خدای تعالی از دموع آدم عود رطب و زنجبیل
و سنبل و انواع طیب و گریست حوا و رسید از اشک وی قرنفل و افاوی بعد ازان حضرت حق ملهم
شد بکلماتی که گفتن آن سبب قبول توبه او شد اکثر مفسران بر آنند که کلمات این ست ربنا ظلمنا انفسنا
و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین و دیگر کلمات استغفار که مذکور ست در کتب تفاسیر و سیر
و بعضی مفسران تلقی کلمات را بتوسل و استشفاع ببسید رسل صلی الله علیه وسلم تفسیر کرده اند و این
قول منافی و مقابل آن اقوال دیگر نیست توبه و استغفار کرد با توسل بآنحضرت صلی الله علیه وسلم
و شنیده نمانده که قصهٔ آدم و دخول او جنت و وسوسهٔ ابلیس و برآمدن آدم از جنت و راز ست و شتمل

وموسی وعیسی صلوة الله علیه وسلم واجب میگشت بر ایشان و بر امم ایشان ایمان بوی و نصرت وی
و باین گرفته است حق تعالی بر ایشان میثاق و چون آفریده شد قلم حکم شد او را که بنویسد بر ساق عرش
و ابواب بهشت و اوراق آن و قباب و خیام آن لا اله الا الله محمد رسول الله و در روایتی لا اله الا الله
محمد رسول الله خاتم الانبیا بعد ازان نوشت هر چه کائن ست تا روز قیامت چنانکه آمده است جف القلم
بما هو کائن و چون خلق کرده شد آدم حق تعالی او را بر محمد کنیت نهاد و آورده اند که چون از آدم آن لغزش واقع شد گفت خداوندا
اقاله کن مرا ازین لغزش بحرمت محمد فرمود خدا تعالی که تو محمد را از کجا شناختی آدم گفت آن زمان
که خلق کردی مرا نظر من بر عرش و ابواب بهشت افتاد و در انجا نوشته دیدم لا اله الا الله محمد رسول
الله دانستم که گرامی ترین خلائق نزد تو او خواهد بود که نام مبارک او را قرین نام خود گردانیدی پس
ندا آمد که وی آخر پیغمبران از ذریت تست و نام او در آسمان احمد ست و در زمین محمد اگر او نمی بود پیدا
نمیکردم آسمان و زمین را و ترا بطفیل او آفریده ام و در حدیث سلمان در فضل آنحضرت آمده که جبرئیل
فرود آمد نزد آنحضرت و فرمود یا محمد پروردگار تو میگوید که اگر من ابراهیم را خلیل گرفتم ترا حبیب گرفتم
و پیدا نکردم هیچ آفریده را گرامی تر بر خود از تو و پیدا نکردم دنیا و اهل دنیا را مگر برای آنکه بشناسانم
ایشان را کرامت ترا و منزلت و مرتبت ترا نزد من و اگر تو نمی بودی پیدا نمیکردم دنیا را پس
نهاده شد نور محمدی در پیشانی آدم و در روایتی در پشت وی و می درخشید از جبین وی پس ازان
سرایت کرد در تمام اعضای و تعلیم کرد حق تعالی ببرکت این نور آدم را اسمای جمیع مخلوقات و امر کرد
ملائکه را بسجود وی و اینجا که دو قول ست جمعی گویند مراد بملائکه در قول وی سبحانه و اذ اقال ربک
للملایکة ابلیس و لشکر او ست از ملائکه که در زمین بودند و مامور بسجود ایشان نبودند و ایشان میگویند
که چون خداوند تعالی آسمان و زمین و ملائکه و جن را آفرید ملائکه را ساکن آسمان ها و جنیان را ساکن
زمین گردانید پس جن مدتی در زمین بعبادت مولی مشغول بودند بعد ازان بغی و ظلم بنیاد نهادند الله تعالی
لشکری را از ملائکه برای هلاک و استیصال ایشان بر زمین فرستاد که ایشان را جن میگفتند باعتبار
استتار ایشان از اعین یا بجهت آنکه خازنان جنان بودند این جماعه ابلیس را ازین قسم ملائکه میدانند
و کان من الجن که در قرآن مجید واقع است باین معنیست و ابلیس پیشوا و مرشد و اعلم این طائفه از
ملائکه بود پس جنیان را که زمین در تصرف ایشان بود بیرون کردند و در کوه ها و جزائر دریا گریختند و این

وکان عرشہ علی الماء و در بعضی احادیث تصریح بدان واقع شدہ است و آمدہ است کہ خلق ما پیشتر از عرش بود
و آمدہ است کہ چون خلق کردہ شد قلم گفت بوی پروردگار تعالی و تقدس بنویس گفت قلم چہ نویسم گفت
بنویس ما کان و ما یکون الی الابد پس معلوم شد کہ پیش از خلق قلم کاینی بودہ است و گفتہ اند کہ آن عرش
و کرسی و ارواح ست و خلق نور وی صلی اللہ علیہ وسلم ازان سابق ست و بریں وجہ تواند کہ مراد از ما کان
صفات و احوال آن بودہ باشد کہ اول دران عالم ثابت ست و از ما یکون آنچہ در آخر ظاہر کردد در دنیا و نبوت
آنحضرت ثابت بود دران عالم چنانچہ فرمود کنت نبیاً و آدم بین الروح و الجسد و در حدیث دیگر آمدہ انی عبد اللہ
و خاتم النبیین و آدم لمنجدل فی طینتہ و مشہور در زبانہا و آدم بین الماء و الطین ست اما گفتہ اند کہ این لفظ نزد محدثین
بصحت نرسیدہ و اما معنی یکی ست و بر ہر تقدیر مراد قبل خلق آدم ست و اگرچہ در علم الٰہی نبوت تمامہ
انبیا ثابت و کائن بود و لیکن نبوت آنحضرت ظاہر معلوم بود در میان ملائکہ و ارواح و نبوت انبیا
مکتوب و مستور بود بلکہ میگویند کہ روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در انعالم مرفی ارواح انبیا و مفیض
علوم الٰہیہ بود بر ایشان چنانکہ در نشاۃ دنیا مبعوث و مرسل بود بر سائر نبی آدم پس وی صلی اللہ
علیہ وسلم نبی مرسل بود در انعالم بالفعل در خارج نہ در علم الٰہی فقط و تواند کہ اشارت نحن السابقون
الآخرون باین معنے باشد و بعضی گفتہ اند کہ در نشاۃ میثاق نیز باین صفت بود و اگرچہ وجود آن نشاۃ و
استخراج ذرائر از ظہر آدم بعد از نفخ روح ست در جسد آدم چنانکہ اکثر احادیث بران دال ست و لیکن
استخراج ذرۂ آنحضرت از ظہر او مقدم ست بر استخراج ذرائر دیگر و اللہ عالم و در اخبار آمدہ است کہ چون
مخلوق شد نور آنحضرت و بیرون آمد از وی انوار انبیا علیہم السلام امر کرد او را پروردگار تعالی کہ
نظر کند بجانب انوار ایشان پس نظر کرد آنحضرت و پوشید انوار ایشان را گفتند ای پروردگار ما این
کیست کہ پوشید نور وی انوار ما را گفت اللہ تعالی این نور محمد بن عبد اللہ ست اگر ایمان آرید بوی
بیکردانم شما را انبیا گفتند ایمان آوردیم یا رب بوی و بہ نبوت وی پس گفت رب العزت جل جلالہ
گواہ شدم بر شما و انیست معنی قول حق سبحانہ تعالی و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب
و حکمۃ الآیۃ و ذکر تفسیر این کریمہ سابقاً در فضائل شریف گذشتہ است پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نبی الانبیا ست و ظاہر کردد انیمعنی در آخرت کہ جمیع انبیا تحت لوای وی باشند صلی اللہ علیہم علیہ وسلم
و ہمچنین در شب اسرا امامت کرد ایشان را و اگر اتفاق می افتاد مجی او در زمین آدم و نوح و ابراہیم

بسم الله الرحمن الرحیم

قسم دوم در ذکر نسب شریف وحمل و ولادت و رضاع آنحضرت صلی الله علیه وسلم و کفالت عبد المطلب و موت وی و اعانت ابوطالب مر او را و سفر کردن وی صلی الله علیه وسلم همراه ابوطالب بجانب شام و شناختن بحیرا نبوت او را بعلامات و تزوج خدیجه رضی الله عنها و ذکر بنای کعبه و بدو وحی و ثبوت نبوت و ظهور دعوت و اذیت کفار و هجرت کردن صحابه بجانب حبشه و فوت ابی طالب و موت خدیجه و رفتن آنحضرت صلی الله علیه وسلم بجانب طائف و بیعت جن و اظهار عداوت ابن اشرار بران سید ابرار صلی الله علیه وسلم و رسیدن انصار و اثبات باعثه هجرت و رسیدن بمدینه طیبه بصحت و سلامت و درین قسم چهار باب ست

باب اول در ذکر نسب شریف وحمل و ولادت و رضاع آنحضرت صلی الله علیه وسلم بدانکه اول مخلوقات و واسطه صدور کائنات و واسطه خلق عالم و آدم نور محمدست صلی الله علیه وسلم چنانکه در حدیث صحیح وارد شده که اول ما خلق الله نوری و سائر مکونات علوی و سفلی ازان نور و ازان جوهر پاک پیدا شد ارواح و اشباح و عرش و کرسی و لوح و قلم و بهشت و دوزخ و ملک و فلک و انس و جن و آسمان و زمین و بحار و جبال و اشجار و سائر مخلوقات و در کیفیت صدور این کثرت ازان وحدت و بروز و ظهور مخلوقات ازان جوهر عبارات و تغیرات غریب آورده اند و حدیث اول ما خلق الله العقل نزد محققین و محدثین بصحت نرسیده و حدیث اول ما خلق الله القلم نیز گفته اند که مراد بعد العرش و الماء است که واقع شده است

به عون نگین ی ص ن ن ن ن

درین زمان سعادت نشان کتاب مستطاب متضمن حال عظمت اشتمال حضرت رسالت

اعنی

مدارج النبوت

جلد دوم

تصنیف افضل الفضلا اعلم العلما فرید العصر مولانا شاه عبد الحق محدث دهلوی قدس سره

در مطبع فیض منبع نولکشور طبع یافت

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ ذار فروخت کے لیے موجود ہے فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے تمہید پیج کے تین صفحہ سادہ مین بعض کتب متفرقات فقہ دینیہ مذہب اہل سنت فارسی و اردو کی درج کرتی ہین تاکہ جس فن کی کتاب ہو اوس فن کی اور بھی کتب بمودہ کا رخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

متفرقات دینیہ

تذکرۃ المعاد - معاد کے بیان مین ہے مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی -

فتوح الحرمین - منظوم مع تشحیذات حرمین شریفین اور اوسکے مقامات متبرکہ مؤلفہ حضرت عبد القادر جیلانی قدس سرہ

تفسیر القلندریہ فی تحریر الانوار - سلسلہ خانوادہ قادریہ کا بیان مصنفہ شاہ محمود حیدر -

اظہیر الاسلام - معروف بہ **اظہیر الدارین** اسمین فوائد دینیہ کا بیان بعنوان اہل تصوف مصنفہ منشی اظہیر الدین -

تبیان فی احکام الدخان - مسائل منع قلیان اور ناس سونگھنے کا بیان از ابو الخیر مولوی معین الدین

مدار الحق فی رد معیار الحق - تصنیف ملا شاہ محمد حنفی در مباحث تقلید -

روضۃ الشہدا - تصنیف ملا حسین واعظ

شرح اوراد فتحیہ - مع شرح دعای رقائے خلاصۃ الاوراد اور در مجموعہ شارح ملا محمد جعفر علی اور خلاصۃ الاوراد مین وظائف ماہواری اور ہفتہ وسالانہ کی دعائین جنکی مواظبت مفید اہل دین ہے مذکور ہین -

رسالہ وجیز و تفویض از ملا محمد باقر مجلسی مذہب امامیہ کا

سفینۃ الاولیا - تصنیف شاہزادہ دارا شکوہ

انوار العارفین - در اذکار و مذاکر صوفیین مصنفہ محمد حسین مراد آبادی -

حج الحج سے **بغایۃ الشعور** تصنیف مولوی محمد شاہ

ادعیۂ زیارت مدینہ منورہ مؤلفہ مولوی محمد احسن

میزان الفرقان در احوال قرآن مصنفہ محمد عثمان تیسی -

نقوش معظم - دافع ہر درد و غم جلد نقوش مجرب و نقشہ کعبہ شریف و مدینہ منورہ ایک سطح تختہ پر تعویذ بنا کر بچون کے گلے مین واسطے حفاظت کے ڈالا جاتا ہے -

نقش نعلین شریفین رسول مقبول بطور زیارت ہو

دعای گنج عرش - مع شش قفل اور اور دعائین نادر اور حفاظت کے لیے تعویذ کر کے گلے مین ڈالنا سو مند و مجرب ہو

رسالہ وظائف - ادعیۂ ماثورہ بروایات صحیح الدرجہ جسمین مفصلہ دعائین ہین بنا بر مذہب امامیہ

۱ - پنجورہ -

۲ - دعاے ماثورہ -

۳ - اعمال ماثورہ -

مجموعۂ اوراد - وظائف شامل دعاہاے ذیل -

درود اکبر - حزب البحر مترجم - درود مستغاث

درود تنجینا - ۵ - درود ماہی -

جواہر القرآن - مترجم وظائف قرآنی مدونہ محمد بن اسامہ

جلاء الاذہان فی علم القرآن - نادر رسالہ ہے مصنفہ مولوی ابو الخیر معین الدین المشہدی -

بہ عون نگین ی صن ن ن ن ن بستا جہا
گر فرمار یا رضوا خند آنما

درین زمان سعادت نشان کتاب مستطاب متضمن حال عظمت اشتمال حضرت رسالت

مدارج النبوت

اعنی

جلد دوم

تصنیف افضل الفضلا اعلم العلماء فرید العصر مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ

در مطبع فیض منبع لکشور بہ طبع ین رسید

Madārij al-nubūwat.

Vol. II.

1877.

~~49 C 127~~

Indian Institute, Oxford.

The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

49 C 127/2

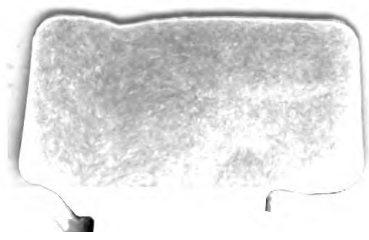

~~49 C 127~~

Indian Institute, Oxford.

The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.
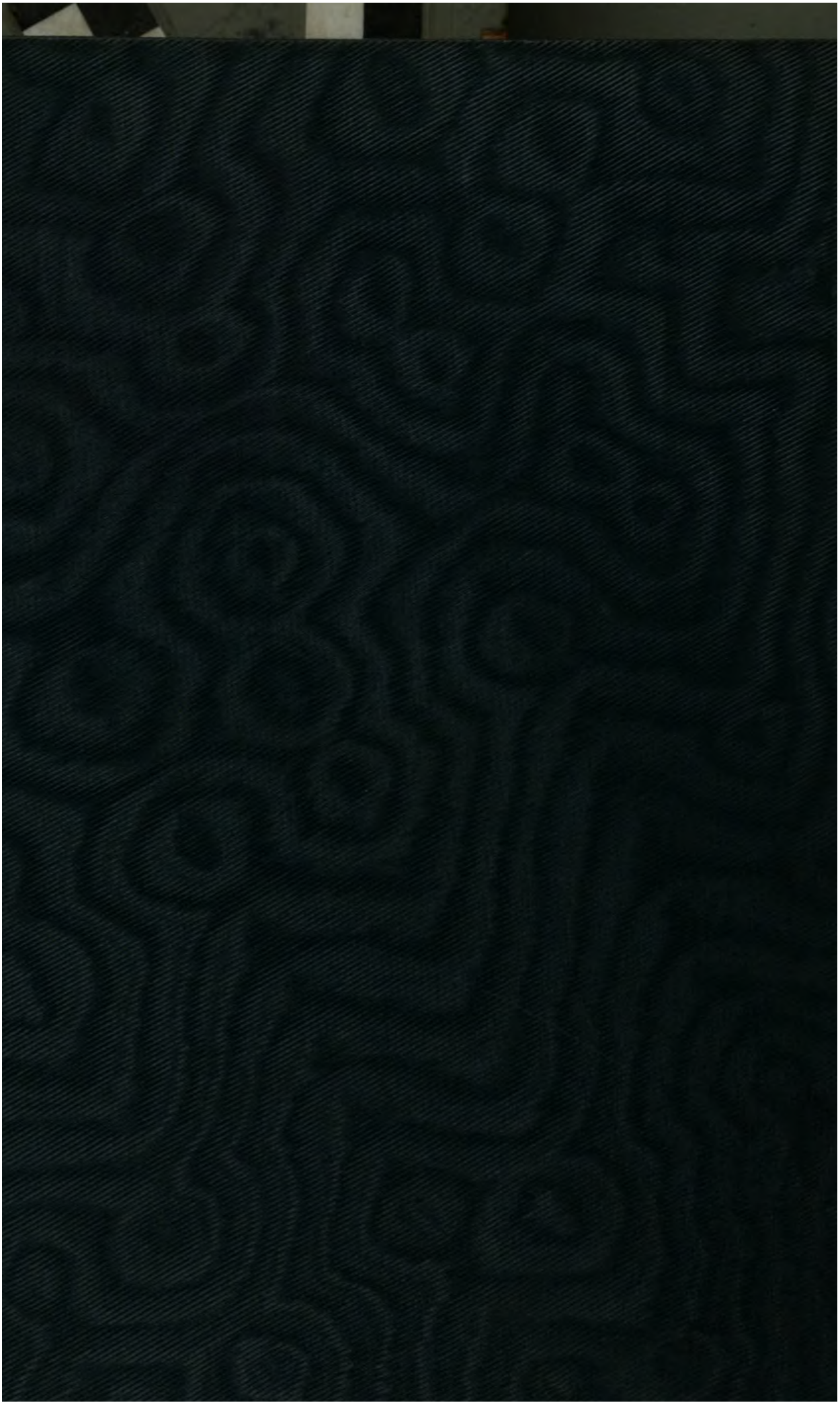
49 C 127/2